رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

ھر عورت مرد بچے کا دل اور دماغ روشن کرنے والا

تمام دنیا کی جیسی یادرٹی کا ھفت روزہ اخبار
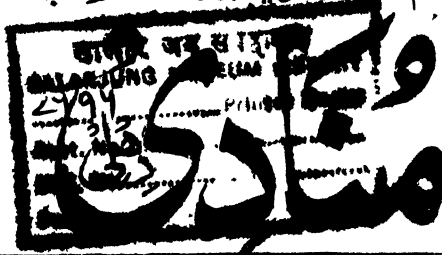
# منادی



| ایڈیٹر علی بن حسن نظامی | سنہ ۱۳۶۴ھ ۸ صفر | سنہ ۱۹۴۵ء ۲۴ جنوری | سالانہ قیمت دو روپے |
|---|---|---|---|

## مُنادِی کا ضُرُورِی اِعلان

چونکہ اخبار منادی کے صفحات ۲۴ ھو گئے ھیں اور قیمت چھ روپے سالانہ سے گھٹا کر دو روپے سالانہ کر دی گئی ھے اور کاغذ مقررہ مقدار سے زیادہ نہیں ملتا۔ اس لئے

## یکم فروری ۱۹۴۵ء سے اعزازی پرچے بند کر دیے جائینگے

یعنی جن اصحاب کی خدمت میں بلا قیمت اخبار جاتا ھے آئندہ نہیں جائیگا۔ کیونکہ قیمت کم ھو جانے کے سبب خریدار بہت بڑھ گئے ھیں۔ اور کاغذ سرکار سے اتنا کم ملتا ھے کہ اعزازی پرچے جاری رکھنا نا ممکن ھو گئے ھیں

## نئے خریداروں کی ضرورت نہیں ھے

کاغذ کی کمی کے سبب اب نئے خریدار بھی قبول نہیں کئے جائینگے جو تھوڑے کے آخر تک خریدار ھو جائینگے بس اُن ھی کو پرچہ دیا جائے گا۔ ایجنسیوں کی فروخت بھی بند کر دی جائیگی۔ دھلی میں بھی بازار کی فروخت بند کر دی جائیگی جبتک کہ کاغذ کی افراط ھو۔ مینیجر مُنادِی

# اولیاء اللہ کے چار اسرار

## چالیسوں کی [illegible] الواح

بھیجے [illegible] کی طرف سے اولیاء اللہ کے چار اسرار کی چار لوحیں تیار ہوئی ہیں جن کا تعلق انسان کی چار ضرورتوں سے ہے۔ ہر لوح میں ایک [illegible] عمل نقش ہے۔ اور اس عمل کے چلے کی ترکیب بھی درج [illegible] ان چاروں اعمال کا چلہ کرسکتا ہے۔ ہر چلہ بہت آسان ہے۔

پہلی لوح میں سلامتی کا عمل ہے۔ دوسری لوح میں ترقی دولت کا عمل ہے۔ تیسری لوح میں تسخیر کا عمل ہے۔ چوتھی لوح میں محبت کا عمل ہے۔

یہ چاروں الواح دفتر اہلکل اسم اعظم دہلی سے ملیں گی۔ جس کو یہ لوحیں لینے کا شوق ہو پہلے ایک خط کے ذریعے اس کا اقرار کرے کہ وہ حب اور تسخیر کا عمل کسی ناجائز کام کے لئے نہیں کرے گا۔ اور اپنی عمر بھی لکھے کیونکہ بہت کم عمر اور بہت زیادہ عمر والوں کو یہ الواح نہیں دی جائیں گی۔

اور یہ اقرار بھی کرنا ہوگا کہ چاروں اعمال کا چلہ پورا کیا جائے گا۔ دولت بڑھانے کے عمل کا چلہ چالیس دن کا ہے۔ روزانہ ایک سو بار پڑھا جاتا ہے۔ سلامتی کا عمل گیارہ دن کا ہے۔ روزانہ گیارہ سو بار پڑھا جائیگا۔ حب کا عمل سات دن کا ہے۔ گیارہ سو بار روزانہ پڑھا جائیگا۔ تسخیر کا عمل ۲۱ دن کا ہے۔ ہر روز ایک سو نو بار پڑھا جائے گا۔ سوائے گوشت کے اور کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ چاروں اعمال میں رجعت کا اندیشہ نہیں ہے۔ اعمال مختصر ہیں۔ ان چلوں میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہے۔ مکتب نظامی

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## کارِ بے کار

میں بہت چھوٹی عمر میں بن باپ کا ہو گیا تھا اور میں نے خدا کی اس خوش حال دُنیا کی خوش حالی کو بہت سی تکلیفوں کے بعد پایا تھا۔ میں سر پر کتابوں کا بوجھ رکھ کر بارہ بارہ میل پیدل پھرتا تھا۔ جب آٹھ دس آنے کتابوں کی بکری سے جیب میں آتے تھے۔

اس لئے میرے دل کو خدا کی دی ہوئی اُن نعمتوں کی شکر گزاری کا بہت زیادہ احساس ہوتا رہتا ہے۔ جو بکثرت خدا نے مجھے دی ہیں اور میں یہ دُنیا چھوڑنے سے پہلے اس دُنیا کے ہر بے کار آدمی اور ہر بے کار چیز کو باکار بنا دینا چاہتا ہوں اور اس کا مجھے بہت لالچ ہے۔

دشمن کہتے ہیں میں لالچی ہوں۔ حریص ہوں روپیہ کمانے کے نئے نئے طریقے نکالتا رہتا ہوں ٹھیک کہتے ہیں۔ حالت یہی ہے۔ مگر دشمنوں کو سوچنا چاہئے کہ میں لالچی کیوں ہوں؟ حریص کیوں ہوں؟

وہ تو اس پر غور نہیں کریں گے۔ میں خود ہی بتا دیتا ہوں کہ قدرت نے اول دن سے میرے اندر یہ جذبہ رکھا تھا کہ حقیر اور ناکارہ چیزوں کی طرف میرا خیال جاتا تھا، چنانچہ ہر ادیب گلاب کے پھول کی تعریف لکھتا تھا۔ مگر میں نے کیکر کے پھول کی شان میں قصیدے لکھے تھے۔ شاعر بلبل کی داستان سُناتے تھے میں نے اُلو کی شان سُنائی اور دکھائی تھی۔

میں اپنا گھر بھرنے کے لئے لالچی نہیں ہوں بلکہ اپنے انسان بھائیوں کو باکار بنانے اور بے کاری و ناداری کی دوزخ سے بچانے کے لئے لالچی اور حریص ہوں۔

یورپ و امریکہ اور جاپان نے ناکارہ اور بے کار کوڑے کرکٹ سے سونا پیدا کیا ہے میں بھی چاہتا ہوں کہ ہندوستانی بھی اپنے ملک کے کوڑے کرکٹ اور بے کار چیزوں سے سونا بنانے لگیں۔ اس لئے میں نے اس مضمون کی پانچ سو صفحے کی ایک کتاب تیار کر دی ہے جس کا نام "کارِ بے کار" رکھا ہے

اور جو جلدی شائع ہو جائیگی اور جس کے چند مضامین ذیل میں درج کرتا ہوں۔

**فہرست مضامین کتاب کاربیکار**

پانچ سو صفحے کی اس کتاب کی مختصر سی یہ فہرست ہے ورنہ بہت زیادہ کام کی چیزیں اس کتاب میں ہیں اور اس کا نام کار بے کار بالکل ٹھیک اور مبالغے سے پاک ہے۔

## کھجوری خلال کی ایجاد

گورے لوگ کھانا کھا کر کلی نہیں کرتے۔ خلال نہیں کرتے۔ اس لئے اُن کے دانت اکثر خراب رہتے ہیں اور ان کے منہ سے بدبو آیا کرتی ہے۔

ہندوستانی کلی تو کرتے ہیں۔ لیکن خلال سے دانتوں کے اندر بھری ہوئی غذا کو صاف نہیں کرتے جس سے دانتوں کے اندر بھری ہوئی غذا سڑ جاتی ہے اور ان کے دانتوں کو اور معدے کو تباہ اور برباد کر دیتی ہے۔

بعض ہندوستانی نیم کے تنکوں سے خلال کرتے ہیں۔ یہ دانتوں کے لئے مفید ہیں مگر موٹا ہونے کے سبب دانتوں کے روزنوں

کو اچھی طرح صاف نہیں کر سکتے۔ یورپ سے
پرندوں کے پروں کی نوکوں کے خلال بن کر
آتے ہیں۔ یہ بہت صاف ہوتے ہیں اور دانتوں
کو صاف بھی کر دیتے ہیں۔ مگر اندیشہ رہتا ہے
کہ کسی زہریلے جانور کا زہر ان میں باقی نہ رہ گیا ہو
دیا سلائی کی لکڑی کے خلال بھی بکتے ہیں۔ مگر
وہ بھی موٹے ہوتے ہیں۔ اور اُن سے دانتوں
کے روزن بڑے ہو جاتے ہیں اس لئے میں نے
سب کا تجربہ کر چکنے کے بعد کھجور کے پتوں کے
خلال ایجاد کئے اور اب مدت سے میں ان سے
خلال کرتا ہوں۔ کیونکہ کھجور کا پتہ دانتوں کو طاقت
بھی دیتا ہے۔ اور اتنا پتلا ہوتا ہے کہ دانتوں
کے باریک روزن بھی اس سے صاف ہو
جاتے ہیں۔

میں ان خلالوں کو بڑی احتیاط سے بناتا
ہوں۔ کھجور کے پتوں کو پہلے نمک کے صاف
پانی سے دھوتا ہوں۔ پھر کتر کر خشک کراتا ہوں
اور جب وہ خوب سوکھ جاتے ہیں تو کافور وغیرہ
دافع جراثیم دواؤں کی بھاپ دیتا ہوں پھر
دانتوں کو اُن سے صاف کرتا ہوں۔ ستر برس
کا ہو گیا ہوں مگر میرے سب دانت سلامت
ہیں۔ حالانکہ میں نے ساری عمر پان کھائے
ہیں اور چونہ کھایا ہے۔ اس کی وجہ محض
دانتوں کی صفائی ہے۔ اور اب میں نے کھجوری
خلال ایک آنہ دوا خانے کے ذریعے فروخت
کرنے شروع کئے ہیں۔ تاکہ میرے ملک کے
دوسرے آدمیوں کو بھی اس سے آرام ہو
اور فائدہ ہو۔

---

## چشتی برادری کے لئے گھریلو دوا خانے

دہلی کے مخالف جلسے کر کے عوام کو بدگمان کر رہے
ہیں کہ میں نے چشتی برادری روپیہ کمانے کے
لئے بنائی ہے۔ اس سے دور بھاگنا چاہیئے۔
بے شک یہ بیان ٹھیک ہے کہ میں نے
چشتی برادری روپیہ کمانے کے لئے بنائی ہے
بے شک میں نے چشتی برادری اس لئے بنائی
ہے کہ میں دولت مند بن جاؤں۔ اور خوش
حالی اور زیادہ بڑھ جائے۔

مگر میری دولت مندی اور خوش حالی
مجھ اکیلے کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ
وہ میری چشتی برادری کے ساجھے کی چیز ہے
میں اپنی دولت بڑھا کر اور خود کو خوش حال

بنا کر چشتی برادری کے ہر ممبر کو دولت مند اور خوش حال بنا دوں گا۔

میں نے کار بے کار کتاب چشتی برادری کے لئے تیار کی ہے اس سے میری چشتی برادری کا بچہ بچہ ہنرمند بن جائے گا۔ اور بے کار کوڑے کرکٹ سے سونا پیدا کرنے لگے گا۔ اور مالا مال خوش حال ہو جائے گا۔

میری چشتی برادری جانتی ہے کہ میں نے چشتی برادری کے ممبروں سے فیس نہیں لی۔ نذر و نیاز نہیں لی چندہ نہیں مانگا۔ بلکہ سارا خرچ اپنے اپنے ذمے رکھا ہے

میں نے چشتی برادری کے لئے کتاب کار بے کار لکھ کیا یہ کام ختم نہیں کر دیا۔ کیونکہ میں چشتی برادری کو ساری دنیا کا بادشاہ بنا دینا چاہتا ہوں۔ اور یہ کام کچھ آسان نہیں ہے۔

میں اپنے مخالفوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ دولت کمانے سے نہیں آتی۔ بلکہ خرچ کم کرنے سے آتی ہے۔ اور ہندوستانیوں کا خاص کر میرے مخالفوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

ان سب خرچوں میں دکھ بیماری کے علاج کا خرچ دیکھ لو کہ کتنا زیادہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹروں کبراجوں۔ ویدوں۔ کی فیسیں دو گنی سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اور غریب نادار لوگوں کو اچھی دوائیں میسر آنی ناممکن ہوتی جاتی ہیں۔

اس لئے میں نے اپنی چشتی برادری کے امیروں اور غریبوں کے لئے گھریلو دواخانے بنانے کی سکیم بنائی ہے۔ میں ہندوستان کی پیداوار ایسی غذاؤں اور دواؤں کی تحقیقات کر رہا ہوں جو ہر جگہ مل جائیں اور ان کی قیمت کم ہو اور میں ان کے استعمال کے طریقوں اور اُن کے خواص کو ایک کتاب میں لکھ کر چشتی برادری کے ہر گھر میں پہنچا دوں۔ تاکہ ہر شخص اپنے گھر میں چھوٹی موٹی بیماریوں کا علاج خود کر لیا کرے۔ جب تک کہ یہ کتاب تیار ہو اس وقت تک کے لئے میں چشتی برادری کے ممبروں کے لئے اپنے ایک آنہ دواخانے کے ذریعے گھریلو دواخانے کی دواؤں کا ایک بکس پیدا کروں گا۔ جس میں بچوں کی۔ عورتوں کی۔ مردوں کی معمولی

معمولی بیماریوں کی اچھی اور اثر کرنے والی مگر بہت سستی دوائیں ہوں گی۔

جب میری چشتی برادری کے ممبران غذاؤں اور دواؤں کے عارف، خود واقف اور ماہر ہو جائیں گے تو پھر وہ خود بازار سے خرید لیا کریں گے۔ اور ان کے گھروں کا خرچ اتنا کم ہو جائیگا کہ پہلے اگر ایک روپیہ مہینہ دواؤں میں اور علاجوں میں خرچ ہوتا تھا تو آئندہ صرف ایک آنہ مہینہ خرچ ہوا کرے گا اور پندرہ آنے ہر مہینے بچ جایا کریں گے۔

اس طرح میری چشتی برادری کی خوش حالی بڑھے گی۔

## مخالفوں کو حکمت سکھاتا ہوں

جس کام کی مخالفت کی جاتی ہے وہ قدرتاً بڑھ جایا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اگر مجھے ناکام بنانا چاہتے ہیں تو مخالفت کا موجودہ طریقہ ترک کر دیں اور اس تاک میں رہیں کہ میرے کام میں کوئی نقص گرفت کے قابل نظر آ جائے اور میں چونکہ آدمی ہوں اور بھول چوک آدمی ہی سے ہوا کرتی ہے ضرور کبھی نہ کبھی کوئی غلطی مجھ سے ہو گی۔ اس وقت وہ اس غلطی کی مخالفت کریں۔ اس سے میری اصلاح بھی ہو گی اور میں ان کا ممنون بھی ہوں گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس گرفت کے سبب مجھے کچھ نقصان بھی پہنچایا جا سکے۔

مجھے نقصان پہنچانے کا بس یہی ایک طریقہ ہے۔ اور سب طریقے جو استعمال کئے جا رہے ہیں میرے کام کو ترقی دیں گے۔ اور میری چشتی برادری کا جوش بڑھیگا۔ اور بہت بڑھے گی۔

مخالف بھائیوں ذرا خیال تو کرو کہ مجھ جیسا آدمی کوئی اور بھی دیکھا ہے جو اپنے دشمنوں کو اپنے نقصان کی حکمت بتا دیتا ہے

## ایندھن راشننگ

دہلی میں ایندھن راشننگ کے سرکاری انتظامات بہت ناقص ثابت ہوئے۔ قانون کا منشا پبلک کو فائدہ پہنچانے کا ہے لیکن اس قانون پر عمل کرنے والے یا تو انتظامی لیاقت نہیں رکھتے اور یا انہوں نے انتظامی اسکیم کو صحیح بنیادوں پر تعمیر نہیں کیا۔ دہلی شہر میں اور شہر کے باہر دیہات میں عرصہ

سے باشندوں کو گیلی لکڑیاں اور مٹی ملایا ہوا
گیلا کوئلہ دستیاب ہوتا تھا نہ افسر اس کو
دیکھتے تھے نہ پبلک اس کی شکایت کرتی تھی
کیونکہ پبلک کم علم یا بے علم ہے۔ اور وہ
سرکاری افسروں کے خلاف شکایت کرتی
ہوئی ڈرتی ہے۔ اور جو اخبارات اس کی
بنسبت کچھ لکھتے ہیں اُن کی تحریروں کی
حمایت افسروں سے کہدیا جاتا ہے کہ دہلی
کے اخباروں کی تو یہ عادت ہوگئی ہے
کہ وہ راشن بندی اور کنٹرول کے خلاف
ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھتے ہی رہتے ہیں۔ مگر
ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی مثال ہے
حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دہلی کے ہر
اخبار کے پاس دلیلیں بھی ہیں اور مثالیں
بھی ہیں۔ چنانچہ منادی کے پاس بھی دلیلیں
اور مثالیں موجود ہیں۔ اور منادی حکومت
دہلی کی خدمت میں آزادی کے ساتھ یہ
عرض پیش کرتا ہے کہ ایندھن کو راشن
بندی اور کنٹرول سے بالکل آزاد کر دیا جائے
کیونکہ تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ غذا کی
کی راشن بندی تو ایک حد تک کامیاب
ہوئی ہے۔ مگر ایندھن کی راشن بندی
اور کنٹرول کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلا۔
اور ان دونوں کو انتظامی حیثیت سے
بہت زیادہ ناکامی ہوئی ہے۔ لہذا ایندھن
کا کنٹرول اٹھا لینا چاہئے اور راشن بندی کا بھی
سرکاری محکموں کے لئے گورمنٹ جو
انتظام کرنا چاہے کرے لیکن دہلی کی پبلک
کو ایندھن کی راشن بندی اور کنٹرول
سے آزاد کر دیا جائے۔

---

## گداگروں کی دِقّت

دہلی شہر میں بھیک مانگنے والے فقیر
عورت مرد اور بچے اتنے زیادہ بڑھ گئے
ہیں کہ بازاروں میں چلنا پھرنا اور دکانوں
سے خریدنا یا کسی راہگیر سے ضرورت کی
کوئی بات کرنی دشوار ہوگئی ہے۔ انسان
کسی سواری میں ہو یا پیدل ہو۔ یہ گداگر
قدم بقدم پر گھیر لیتے ہیں۔ نہ خریدنے
دیتے ہیں نہ کسی سے بات کرنے دیتے ہیں
اور دہلی جیسے نیک نام اور پاکیزہ شہر
کے لئے یہ بات بہت زیادہ افسوسناک ہے

جہاں جذامی اور متعدی بیماریوں کے
بھکاری عورتوں اور مردوں اور بچوں کو
گھیر لیتے ہیں اور بھیک حاصل کرنے کیلئے
اتنا زیادہ اصرار کرتے ہیں کہ انسان عاجز
ہو جاتا ہے۔ ان میں بعض ہٹے کٹے اور
جرائم پیشہ بھی ہوتے ہیں۔ دہلی پولس کا
فرض ہے کہ جب تک ان گداگروں کے لئے
پور ہاؤس کا انتظام ہو جو سات لاکھ
روپے کی لاگت سے بننے والا ہے اُس وقت
تک ان گداگروں کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے
کہ پبلک بازاروں میں اپنے کام کر سکے اور
ان کے ہاتھوں دق نہ ہو۔

## ہندوؤں کی شرکت پر اعتراض

بعض مقامات سے اطلاعیں آتی ہیں
کہ بعض مسلمانوں کو چشتی پارٹی میں ہندوؤں
کے شریک کرنے پر اعتراض ہے وہ لوگ
کہتے ہیں کہ ہندو قوم کا غدر ۱۸۵۷ء سے
آج تک لگاتار تجربہ ہو رہا ہے کہ وہ مسلمانوں
کو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچانے کے درپے
رہتی ہے اور آج کل بھی یہی حال ہے اور
آئندہ بھی کوئی امید نہیں ہے کہ چشتی پارٹی
میں شریک ہونے سے اُن کے عمل اور
خیالات میں کوئی تبدیلی ہو جائیگی۔

میں نے ان خطوط پر اکیلے میں بیٹھ کر
پورے انصاف سے غور کیا اور میں چاہتا
تھا کہ ان لوگوں کو نجی خطوط میں
جواب لکھا جاتے اخبار میں اس کا ذکر
نہ ہو۔ مگر یہ سمجھکر کہ ممکن ہے اور بھی کچھ
لوگ ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ شک
اور شبہ موجود ہو اور وہ میرے ادب
کے سبب اُس شک اور شبہ کو لکھنا نہ
چاہتے ہوں۔ اس واسطے میں اخبار میں
اس شبہ پر مختصر طور سے اپنی رائے لکھتا ہوں۔

جہاں تک میرا تجربہ ہے اور وہ بہت
طویل ہے اور بہت زیادہ ہے کہ سب
ہندو ایسے نہیں ہیں جیسا کہ اُن کو سمجھا
جاتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اچھے بُرے آدمی
ہندوؤں میں بھی ہیں مسلمانوں میں بھی
ہیں اور سکھوں میں بھی ہیں۔

جو شکایت ہندوؤں سے مسلمانوں
کو ہے وہی شکایت بعض ہندوؤں کو

بعض مسلمانوں سے بھی ہے - یہ دنیا ایک گنبد ہے اس میں جیسی آواز بلند کروگے ویسا ہی جواب سنوگے اور چشتی پارٹی کی بنیاد اسی پر رکھی گئی ہے کہ ہر قوم اپنے دل کی کدورتوں کو اور خود غرضیوں کو دور کرے اور دوسری قوموں کی عزت کو اور آسائش کو اور بے عزتی کو اور بے آرامی کو اپنی عزت اور آسائش اور اپنی بے عزتی اور بے آرامی سمجھنے لگے۔

پس میں سچائی اور صاف دلی سے لکھتا ہوں کہ چشتی پارٹی میں شامل ہو جانے کے بعد خدا نے چاہا ہندوؤں کے مذکورہ طرز عمل میں ضرور تبدیلی ہو جائیگی۔ اور ایسے ہی ہندوؤں کو معلوم ہو جائیگا کہ جن مسلمانوں سے ان کو شکایت ہے اُن مسلمانوں کا طرز عمل بھی بدل جائیگا۔

**چشتی مشائخ کی غلط فہمی؟** مجھے حیدرآباد سے اطلاعیں ملی ہیں کہ بعض مشائخ نے چشتی پارٹی میں شرکت سے اس واسطے انکار کیا کہ اس میں ہندوؤں کو شریک کیا جا رہا ہے مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کہ چشتی مشائخ کیسے ناسمجھ چشتی ہیں کہ ان کو اپنے آقا اور بڑے پیشوا حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رض کے طرز عمل کی بھی خبر نہیں ہے کہ اُنھوں نے اپنی زندگی میں ایک کروڑ ہندوؤں کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ حالانکہ اُس وقت حکومت مسلمانوں کی تھی اور ہندو مسلمانوں کے محکوم تھے اور قدرتاً مسلمانوں سے نفرت رکھتے تھے۔ اور حضرت خواجہ صاحب اجمیری رض کو نشر و اشاعت کی وہ آسانیاں بھی نہ تھیں جو آج کل ہیں اور ہندوستان میں ڈاک خانے بھی نہیں تھے۔ اخبار بھی نہیں تھے۔ تار بھی نہیں تھے - پھر کیونکر انہوں نے تمام ہندوستان کے ایک کروڑ ہندوؤں کے دلوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا؟ اس کے جواب کے لئے کسی تاویل یا کسی فریب کاری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بات ہر شخص پر ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب اجمیری رض ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے تھے اور جیسا بھلا مسلمانوں کا چاہتے تھے ویسا ہی

بھلا ہندوؤں کا چاہتے تھے۔ اور ہندو
محض اس لئے اُن کے گرویدہ ہوئے تھے
کہ مسلمان بادشاہوں کے دبدبے کی
ہیبتوں کے زمانے میں اُن کو بس ایک ہی
ٹھکانا محبت اور خلوص اور ہمدردی کا
نظر آتا تھا۔ اور وہ حضرت خواجہ صاحب
اجمیری رض کی ذات تھی۔

اگر حیدرآباد کے مشائخ تاریخ نہیں
جانتے اور اپنے اسلاف کی پاک زندگی کی
خبر اُن کو نہیں ہے تو وہ اپنے آپ کو چشتی
نہ کہیں۔ کیونکہ یہ لقب اُنہی کے لئے زیبا ہے
جو چشتی پیشوا کی محبت بھری زندگی سے واقف ہوں

## دو پیشواؤں کی شرکت

تمام ہندوستان کے ہندو مسلمان
یہ خبر سن کر خوش ہوں گے کہ جب حیدرآباد
دکن سے مذکورہ اختلافات کی خبریں آئی
ہیں۔ اُسی حیدرآباد دکن کے دو نامور
پیشواؤں نے چشتی پارٹی میں شرکت کرلی۔

ہندوؤں کے مشہور پیشوا مہنت بالا
پرشاد صاحب نے میثاق نامے پر دستخط
کر دیئے ہیں اور وہ میرے پاس آگیا ہے
اسی طرح چشتیہ نظامیہ سلسلے کی مشہور درگاہ
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رح کے
چھوٹے روضے کے سجادہ نشین سید
لاڈلے حسینی صاحب نے میثاق نامے پر دستخط
کر دیئے ہیں اور اُن کے سب اہل و عیال
بھی شریک ہو گئے ہیں۔ اور یہ میثاق نامہ
بھی مجھے وصول ہو گیا ہے

لہذا کام کرنے والوں کو اختلافات
سے رنجیدہ نہ ہونا چاہئے اور سب مخالفتوں
کو خندہ پیشانی سے سن کر اپنا کام جاری
رکھنا چاہئے۔

دہلی میں بھی یہی حال ہے۔ یہاں بھی بعض
مسلمان ہندوؤں کی شرکت پر اعتراض
کرتے ہیں۔ مگر ہر کام کی ابتدا میں ایسا ہی
ہوا کرتا ہے۔ جب چشتی برادری کا عمل نظر
آئیگا اور ہندو مسلمانوں کی بے غرض محبتیں
ظاہر ہونگی اُسوقت یہ غلط فہمیاں خود بخود دور ہو جائینگی

## حضرت غوث الاعظم سید تھے

ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ ایک نامور

شیعہ مجتہد صاحب نے حضرت غوث الاعظمؓ کو فاروقی لکھا ہے اور اُن کے سید ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے بھی حضرت غوث الاعظمؓ کی سیادت کو نہیں مانا اور فاروقی ہونا لکھا ہے میں نے خط کے جواب میں لکھدیا کہ مجتہد صاحب کا یہ بہتان ہے اور بالکل غلط بیان ہے۔ میں نے حضرت غوث الاعظمؓ کی سوانح عمری لکھی ہے جس کا نام گیارہویں نامہ ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۸۵ پر حضرت غوث پاکؓ کا نسب نامہ بھی درج کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت غوث پاکؓ کے سید ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور گمراہ ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ مجتہد صاحب نے ایسا بہتان میری نسبت اپنی کتاب میں کیوں لکھدیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جن صاحب کا خط آیا ہے اُنہوں نے غلط بیانی کی ہو۔ اور مجتہد صاحب کی عبارت جو مجھے بھیجی ہے وہ خود اُن کی عبارت ہو۔ مجتہد صاحب کی نہ ہو۔

بہرحال فیصلہ کُن بات یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظمؓ حسنی سید تھے۔ فاروقی ہرگز نہیں تھے۔

---

## سرسیّد کا دہلی نامہ

چونکہ سرسید کی مشہور کتاب آثارُ الصنادید نایاب ہوگئی تھی۔ خاص کر اس کا پہلا ایڈیشن جس میں دہلی شہر کی عمارتوں اور مشہور لوگوں کا تذکرہ تھا بالکل نایاب ہوگیا تھا۔ کیونکہ بعد میں اس کتاب کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے۔ شائع کرنے والوں نے کفایت شعاری کو مدنظر رکھ کر مذکورہ مضامین خارج کر دیے تھے۔ اس واسطے میں نے ضروری سمجھا کہ سرسید کی کتاب کا یہ اہم حصہ مستقل طور سے الگ شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب لکھوائی ہے اور اسکی چھپائی بھی شروع ہوگئی ہے اور ناظرین منادی کو یہ اطلاع دینے کی ضرورت ہے کہ کاغذ کی کمیابی کے سبب یہ کتاب بہت تھوڑی تعداد میں چھپوائی جائے گی۔ اس لئے جن کو اس کتاب کی ضرورت ہو وہ فوراً اپنی فرمائشیں بھیجدیں ورنہ یہ کتاب جلدی ختم ہوجائے گی۔

# نئے اخباروں اور رسالوں کا تبصرہ

**ستیارتھ پرکاش اور مسلمانان ہند** ۱۶ صفحے کا ایک پمفلٹ ہے جس کو مہاشے عبدالکریم نظامی نے نومسلم تبلیغی جماعت نائی منڈی آگرہ کی طرف سے شائع کیا ہے۔ غلام احمد نظامی سندھ اسلامیہ ہوٹل کراچی نے اس کی اشاعت میں مدد دی ہے۔

**تذکرہ حضرت شیخ سدھن صاحب** ۱۲ صفحے کا پمفلٹ ہے۔ مہاشے عبدالکریم نظامی نے للت پور ضلع جھانسی کے مشہور بزرگ حضرت شیخ سدھن صاحبؒ کے حالات اس پمفلٹ میں شائع کئے ہیں جن کا کلام گرنتھ صاحب میں بھی پایا جاتا ہے۔ قیمت ایک آنہ۔ دونوں پمفلٹ نومسلم تبلیغی جماعت نائی کی منڈی آگرہ سے ملیں گے۔

**سگ لیلیٰ** ۱۲۷ صفحے کی مجلد کتاب ہے مسٹر فضل حق قریشی نے لکھی ہے۔ خاتون کتاب گھر اُردو بازار دہلی نے شائع کی ہے۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اُردو مجلس دہلی نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مسٹر فضل الحق قریشی دہلوی بہت اچھے ادیب ہیں۔ اور اُن کی کئی کتابیں خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں اس کتاب میں ایک بدصورت کتے اور حسین و جمیل عورت کی عجیب غریب داستان ہے جس سے اُردو ادب میں ایک مفید اضافہ ہوا ہے۔ خاتون کتاب گھر اُردو بازار دہلی سے ایک روپیہ آٹھ آنے میں ملے گی۔

**اولیا بابا تاج الدین** رحمۃ اللہ علیہ ہندی کے مشہور ادیب سید قاسم علی صاحب ساکن نرسنگ پور سی پی نے حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگ پوری کے حالات ہندی زبان میں شائع کئے ہیں۔ ۸۸ صفحات کا رسالہ ہے قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ سید قاسم علی صاحب نرسنگ پور سی پی

**مقطعات قرآنی** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سابق سول سرجن دہلوی نے بڑی تحقیق اور محنت سے یہ کتاب لکھی ہے مجلد ہے ۸۴ صفحات ہیں لکھائی

چھپائی کاغذ اچھا ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ اس کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ مقطعات کی تعداد۔ مقطعات کی جماعت بندی۔ حروف مقطعات قرآنی ترتیب کے مطابق۔ حروف مقطعات بترتیب حروف تہجی۔ ہر ایک حرف کتنی دفعہ مقطعات میں موجود ہے؟۔ مقطعات کی اصلیت۔ نون مقطعات میں نہیں ہے۔ مقطعات کے بعد رموز۔ مقطعات فاتحہ کے الفاظ میں۔ مقطعات کے تعین کا قاعدہ۔ تطبیق کا نمونہ۔ مقطعات کا عملی فائدہ۔ ن کا مقطعہ اور انگریزی میں مقطعات کے پہلے حروف۔ نون کے متعلق لندن سے ایک خط۔ مقطعات کے متعلق لٹریچر۔

**فلسفہ شہادت حسینؑ** } ۴۶ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی کاغذ بہت اچھا ہے حکیم سیف الدین صاحب سیفی مالک شاہی دواخانہ بمبئی نے لکھی ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۴ر ملنے کا پتہ حکیم سیف الدین صاحب سیفی مالک شاہی دواخانہ بمبئی۔

**حیات سکندر** } ۲۳۴ صفحے کی مجلد کتاب ہے مرزا محمد سعید بیگ صاحب نے مرتب کی ہے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور نے شائع کی ہے۔ حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ۱۹۰۰ء (۲) انگریزوں سے دوستانہ مراسم (۳) نواب سردار محمد حیات خاں (۴) سر سکندر کی ابتدائی زندگی (۵) سر سکندر کی سیاست (۶) سر سکندر کی وزارت عظمیٰ (۷) سر سکندر اور تاج کمپنی (۸) نجی زندگی (۹) انجام بخیر (۱۰) سر سکندر اکابر کی نظر میں (۱۱) معاہدہ سر سکندر اور جناح (۱۲) سکندر بلدیو پیکٹ (۱۳) ہفت اقلیم سکندری (۱۴) اہم فوجی خدمات (۱۵) سر سکندر کا ننھیال۔ میرے تاثرات۔ قیمت دو روپے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور سے ملیگی۔

**البلاغ المبین** } بڑے سائز کے ۹۱۲ صفحے کی کتاب ہے خاں صاحب آغا محمد سلطان مرزا صاحب ایم اے ایل ایل بی سابق سشن جج نے لکھی ہے۔ اس میں خلافت بلافصل کی بحث ہے کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی علمیت کتنی وسیع ہے۔ ہر دعوے کی دلیلیں مستند اور معتبر کتب قدیم سے دی ہیں۔ اور بڑی بڑی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اردو زبان میں اتنی ضخیم کتاب ایسے مشکل مضمون پر بہت کم ملیگی۔ قیمت قسم اول آٹھ روپے۔ قسم دوم ساڑھے چھ روپے۔ ملنے کا پتہ:- دفتر البلاغ المبین نکلسن روڈ دہلی

# ہر مقام پر منادی مجلس قائم کیجئے

یکم فروری ۱۹۴۵ء سے منادی مجلس کا انتظام شروع کر دیجئے۔ یعنے جس دن منادی وصول ہو اُسی رات کو جتنے عورت مرد قریب کے رہنے والے جمع ہو سکیں ایک مقام پر جمع ہوں اور ان کو ایک شخص بلند آواز سے اخبار پڑھکر سنائے۔ اور اخبار سنانے سے پہلے کہدیا جائے کہ جس عورت مرد کو منادی کا کوئی مضمون پسند آئے تو وہ سُننے وقت تالیاں بجائے اور ایک آدمی فوراً لکھ لے کہ فلاں مضمون کی نسبت تالیاں بجائی گئیں اس طرح ایک ہی مجلس میں سارا اخبار سنایا جائے۔ اخبار سُنانے کا وقت ایسا مقرر ہو کہ نماز کا اور کھانے کا اور سونے کا نہو۔ تاکہ ہر شخص اطمینان سے اجتماع میں آسکے

مقصد یہ ہے کہ منادی کے ناظرین میں مضامین سمجھنے اور رائے دینے اور اظہار خیال کرنے کا سلیقہ پیدا ہو۔ اور وہ ایک زندہ برادری بنجائیں جس مضمون کو ناپسند کیا جائے وہ بھی مجلس کے آخر میں حاضرین سے پوچھکر دفتر منادی کو لکھدیا جائے۔

جو ناظرین منادی مجلس قائم نہیں کرینگے اور کام شروع کرنے کی اطلاع نہیں دینگے اُن کی قیمت واپس کر کے اخبار ان کے نام بند کر دیا جائیگا۔ کیونکہ یہ اخبار جاگنے والوں اور جگانے والوں کیلئے ہے۔ غفلت میں سونے والوں کے لئے نہیں ہے۔

میں خود اپنے گھر میں یکم فروری سے یہ عمل شروع کروں گا۔ کیونکہ میں قرآن کے حکم کی بموجب وہی بات دوسروں سے کہتا ہوں جس پر خود بھی عمل کرتا ہوں۔ حسن نظامی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۹ محرم ۱۵ جنوری دوشنبہ دہلی

**۶۴ صفحے کا اخبار** کیونکہ منادی آج سے ۶۴ صفحے کا ہوگیا ہے۔ اس لئے دو کاتبوں کے ساتھ میں نے رات کو بھی کام کیا تھا اور آج بھی تین بجے تک کام کرتا رہا۔ آخر پورا اخبار تیار کرکے دہلی بھیجدیا۔ تاکہ چھپ جائے اور جلدی شائع ہوجائے۔

کل سے خدا نے چاہا ۲۴ جنوری کے اخبار کا کام شروع کردیا جائیگا۔ اور ۲۰ جنوری کو کاپیاں پریس میں چلی جائیں گی۔ اور ۲۲ کو شائع ہوجائیگا۔

**کالا سانپ** کیونکہ دنیا کی ابتداء سے انسان کو یہ وہم ہے کہ سانپ میں غیبی طاقت ہوتی ہے۔ اور وہ اسرار الٰہی کا ایک بھید ہے۔ پرانے مصری قوم اور ہندو قوم سانپ کو پوجتی تھی اُن کے پرانے بتوں میں سانپ کے بت جگہ جگہ ملتے ہیں۔

مسلمانوں میں سانپ کی عزت تو نہیں ہے لیکن سانپ کا خوف ضرور ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سانپ کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور کہیں دفینہ ہو تو سانپ اس دفینے کی حفاظت کیا کرتا ہے۔

**خواجہ پل کا سانپ** کیونکہ خواجہ پل ۸ سو برس کا پرانا پل ہے اور صدیوں سے مٹی میں دبا پڑا تھا۔ اس لئے مشہور تھا کہ اس کے اندر دس گز لمبا اور بہت موٹا کالا سانپ رہتا ہے صدہا آدمی چشم دید روایتیں بیان کرتے تھے کہ انھوں نے ایک بہت بڑے کالے سانپ کو یہاں دیکھا ہے۔

**سانپ نکلا** کیونکہ آج میں منادی کے کام میں مصروف تھا۔ سفارش چاہنے والے چاروں طرف جمع تھے۔ یکایک خبر آئی کہ خواجہ پل کا بڑا سانپ نکلا ہے اور سب مزدور بھاگ گئے ہیں۔ میں نے علی سے کہا بندوق لے کر چلو۔ اور خود بھی دوڑا ہوا خواجہ پل پر گیا۔ دیکھا دو گز لمبا اور بے حد کالا اور موٹا سانپ مرا پڑا ہے جس کو شمشیر خاں مزدور نے جوتی سے مار ڈالا تھا۔ میں نے دیکھا وہ بہت ہی زیادہ کالا ہے اتنا زیادہ کالا سانپ بہت کم دیکھا تھا۔ میں نے کہا اس کو اسی جگہ دفن کردو۔

خواجہ بانو کے والد سید صادق شہید کو سانپ مارنے میں بہت مہارت تھی۔ دوڑتے سانپ کی دم پکڑ لیتے تھے۔ اور چکر دے کر زمین پر اس زور سے مارتے تھے کہ سانپ کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھیں اور وہ مر جاتا تھا۔

**خانہ ویرانی** میرے پڑوس میں رنڈیوں کا قبرستان ہے۔ جہاں دو سو برس سے فقیروں کا ایک خاندان رہتا ہے جن کو قبروں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دہلی کی ایک رنڈی نے دعویٰ کیا کہ وہ مدفونہ رنڈیوں کی وارث ہے۔ اور اس نے فقیروں پر دعویٰ کیا۔ اور آج فقیروں سے مکان خالی کرالیا۔ میں نے دیکھا فقیروں کی عورتیں اور بچے سردی میں باہر پڑے ہیں۔ اور اُن کی چارپائیاں اور کپڑے بھی بکھرے پڑے ہیں۔ اور وہ سب رو رہے ہیں۔

میں نے فوراً عائشہ منزل مکان کھول دیا جو سر عبدالرحیم صاحب صدر اسمبلی کی لڑکی عائشہ بیگم مرحومہ کی روح کے ثواب کے لئے میں نے بنوایا تھا۔ یہ بچے اور یہ عورتیں مرحومہ کی روح کے لئے دعا کریں گے اور رنڈی کو بددعا دینے کی ضرورت ان کو نہ رہے گی۔

**اکرام الحق عباسی** ریاست خیرپور سندھ سے میرے بہت پرانے دوست مسٹر اکرام الحق عباسی ملنے آئے تھے۔ یہ مرحوم نواب صاحب مانگرول کے عزیز ہیں اُن کی بہن نواب جہانگیر میاں کی بیوی تھیں اور آجکل یہ انگریزی سرکار کی طرف سے ریاست خیرپور میں بھرتی کرنے والے صاحب ہیں۔ بہت خوش عقیدہ ہیں۔ بہت پابند وضع ہیں اور بہت دانشمند اور کارگزار و کارشناس ہیں دہلی میں ٹھیرے ہیں۔

**لیلارام نظامی** لاہور سے لیلارام نظامی بی اے آئے ہیں۔ دہلی سے لالہ پریم ملنے آئے تھے۔ عبدالرحمٰن صاحب کابلی کے لڑکے آئے تھے۔ اُن کے والد فلم سازی کرتے ہیں۔ رام پرشاد صاحب اور مصباح الحسن صاحب بھی آئے تھے اور ایک ہندو افسر بھی آئے تھے۔ جن کو گٹھیا کی بیماری ہے۔ میں نے فاسفورس کا تیل دیا۔ اور کہا چالیس دن کی مالش سے مرض بالکل جاتا رہے گا۔

**چاندرات** آج شام کو صفر کا چاند نظر آگیا۔ سید سمیع الدین امام مسجد درگاہ شریف نے خود چاند دیکھنے کی شہادت دی۔

**نحوست** کے ماہ صفر کو عورتیں تیرہ تیزی کا مہینہ کہتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس مہینے کے ۱۳ دن بہت منحوس ہوتے ہیں۔ اور وہ ۱۳ تاریخ کو چنے اُبال کر کھاتی اور تقسیم کرتی ہیں۔ میرے گھر میں بھی ہمیشہ سے یہ رسم ہوتی ہے۔ مگر میں خود کسی مہینے کی نحوست کا قائل نہیں ہوں۔

ہر مہینہ اللہ کی ذات پاک کا جلوہ اپنے اندر رکھتا ہے اور ماہ صفر کے آخری چہار شنبے کو میرے حضرت محبوب پاک رض پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت کے مزار کا غسل اسی لئے آخری چہار شنبے کو ہوتا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں آخری چہار شنبہ ایک تہوار مانا جاتا ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ صفر کے آخری چہار شنبے کو گھاس روندا کرتے تھے۔ اور سات غلوں اور دھاتوں میں تُل کر خیرات کیا کرتے تھے۔ اور چاندی سونے کے چھلے تقسیم کیا کرتے تھے۔

میرے بچپن میں رواج تھا کہ آخری چہار شنبے کو ایک ٹھلیا میں پیسے اور کوئلے اور پانی ڈال کر چھت سے نیچے ڈال دیتے تھے۔ اور اس کو شگون خیال کرتے تھے کہ تیرہ تیزی کی نحوست دور ہو گئی۔ مگر اب یہ رواج نہیں رہا ہے۔

**عبدالشکور صاحب** کو خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب بانی اٹاوہ کالج و "اخبار البشیر" کا خط لے کر ایک نوعمر مسلمان عبدالشکور آئے تھے۔ یہ اٹاوے سے ایک اخبار جاری کرنا چاہتے ہیں۔ جاری کرنے کی اجازت دلوانے کی سفارش چاہتے تھے۔ میں نے کہا اول تو اجازت ملنی دشوار ہے۔ دوسرے اخبار کے کام میں نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ میں نے پچاس برس کی اخبار نویسی میں لاکھوں روپے کا نقصان اٹھایا ہے۔ مگر پتنگ بازی کے شوق کی طرح اخبار بازی کا بھی ایک شوق ہوتا ہے۔

بہرحال میں کوشش کروں گا۔ لیکن کامیابی کی امید نہیں ہے۔

یہ ہندی بھی جانتے ہیں۔ گاندھی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ دُبلا بدن۔ سانولی رنگت۔ بات چیت سے ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔

میں نے کہا آپ کو اجازت نہ ملے تو میرے ہاں کام کیجئے میں منادی کا ایک ہندی ایڈیشن جاری کرنا چاہتا ہوں۔ آج پھلی کھائی تھی۔ اس سے رات کو ذرا بے چین رہا۔ کیونکہ پھلی گرم خشک ہے اور میرا مزاج بھی گرم خشک ہے۔

**یکم صفر ۱۶ر جنوری سہ شنبہ دہلی**

**چاند ہو گیا** ﴿ اگرچہ ابھی تک حیدرآباد سے چاند دیکھنے کی خبر نہیں آئی ہے۔ لیکن میری بستی میں کئی آدمیوں نے ۲۹ محرم کی شام پیر کے دن صفر کا چاند دیکھا میرے موٹر ڈرائیور قاضی کبیر حسین صاحب پیرزادے درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضہ نے بھی چاند دیکھا۔ اور مرزا سہراب شاہ نبیرۂ بہادر شاہ بادشاہ نے بھی چاند دیکھا۔ اس لئے آج صفر کی پہلی ہے۔

**لفظ صفر** ﴿ محرم کے بعد دوسرے مہینے کو صفر کیوں کہتے ہیں؟ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ اہل علم ناظرین سے پوچھوں گا۔ اگر اس لفظ کو صاد کے زیر سے پڑھا جائے تو اس کے معنی نہ ہونے کے ہوں گے کیونکہ صِفر نہ ہونے کو کہتے ہیں۔

**جسمانی بے کلی** ﴿ سردی کم ہوتی چلی ہے۔ مگر میری جسمانی بے کلی بڑھ رہی ہے۔ دوا بھی جاری ہے غذا کی احتیاط بھی ہے۔ چہل قدمی بھی ہے۔ مگر بھوک بند ہے۔ نیند کم ہے۔ طبیعت افسردہ ہے لیکن کام کی مقدار میں کمی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ ترقی ہے شائد کام کی زیادتی کے سبب یہ بے کلی ہو۔ کیونکہ جسم کی طاقت سے زیادہ کام نقصان رساں ہوتا ہے

**ملاقاتی** ﴿ دہلی سے محمد ابراہیم صاحب۔ اٹاوے والے عبدالشکور صاحب۔ دہلی سے احمد حسین صاحب مصور۔ جنگ پورے سے منشی لال صاحب لاہور سے لیلارام نظامی بی اے۔ سہارنپور سے چودھری عبدالبصیر نظامی۔ دہلی سے سید اختر نظامی ملنے آئے تھے۔

**لنگر کی امداد** ﴿ لالہ منشی لال دکاندار جنگ پورے نے دس روپے لنگر کے لئے دینے چاہے تھے۔ میں نے قبول نہیں کئے۔ محمد نعیم صاحب بی اے نے پانچ روپے نیاز کے لئے دئے تھے۔ وہ قبول کر لئے۔ حسن محمد نظامی جالندھری نے بھی نیاز کے پانچ روپے دئے تھے قبول کر لئے۔

**ہیڈ پریسٹ صدر جانشین** ﴿ آج ایک سرکاری افسر میری برادری کے ایک صاحب کا لیٹر فارم لے کر آئے تھے۔ جس پر ایک رُخ اردو میں نام اور صدر جانشین درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چھپا ہوا ہے۔ اور دوسرے رُخ انگریزی میں نام کے ساتھ ہیڈ پریسٹ چھپا ہوا ہے۔

مجھ سے پوچھا یہ صاحب صدر جانشین اور ہیڈ پریسٹ ہیں یا نہیں ہیں؟ میں نے جواب دیا

اس بستی کے اور اطراف کی بستیوں کے، اور دہلی شہر کے جس شخص سے بھی معلوم کرو گے تو یہی جواب دیگا کہ اس درگاہ میں نہ کوئی صدر جانشین ہے۔ نہ ہیڈ پریسیٹ ہے۔

مگر میں یہ جواب دوں گا کہ مجھ سے میرا حال پوچھو میں دوسروں کا حال کیا بتاؤں کیونکہ اہل تصوف کا حکم ہے کہ انسان اپنی حقیقت کو جانے تو دوسروں کی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کرے۔ بس میں نے اپنی حقیقت کو پہچانا تو یہ جانا کہ میں کچھ نہیں ہوں نہ پہلے کچھ تھا۔ نہ آئندہ کچھ رہوں گا۔ بس ایک ذات حق پہلے بھی تھی اب بھی ہے۔ آئندہ بھی رہیگی فارسی میں میرا بیان یہ ہے۔ خام بُدم پختہ شدم۔ سوختم۔ کچا تھا۔ پختہ ہوا۔ پھر جل گیا۔

**ہندو لڑکی کی وفات** } دہلی سے خبر آئی کہ شمس لال مقتول کی لڑکی پریم کنور نے وفات پائی۔ مرتے وقت اسلام قبول کیا اور دفن کی گئی۔

**خواجہ بانو کو بخار** } کل سے خواجہ بانو کو بخار ہے آج ذرا کم ہے۔ مگر وہ کام میں مصروف ہیں۔ ہر بیماری کی اصلی دوا حرکت اور کام ہی ہے۔

**ہندو خریدار** } آج دہلی سے پریم ناتھ چترویدی صاحب قرآن شریف کا ہندی ترجمہ خریدنے آئے تھے۔ میں نے آدھی قیمت کم کر دی۔

**حافظ فیاض احمد انصاری** } جامعہ ملیہ اوکھلا کے رجسٹرار حافظ فیاض احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ جامعہ کی ۲۵ سالہ جوبلی ہونے والی ہے۔ اس سلسلے میں بات چیت کی۔ میں نے کہا مجھے جامعہ کے باورچی خانے کی نگرانی کی نوکری دید یجئے۔ بظاہر یہ خوش طبعی تھی لیکن اس کے اندر حسن انتظام کا ایک بنیادی اشارہ تھا۔

**حزب البحر کی زکوٰۃ** } کل پہلی صفر سے دعا حزب البحر کی زکوٰۃ دینے کا عمل شروع کروں گا کیونکہ صفر کا پہلا ہفتہ اس کام کے لئے مخصوص ہے

**۲ صفر ، ۷ اجنوری چہار شنبہ دہلی**

**فاقہ توڑا** } کل رات کو فاقہ کیا تھا تاکہ معدے کو آرام مل جائے۔ آج صبح کی اذان کے وقت مونگ کی دال سے اور گرم گرم روٹی سے فاقہ توڑا۔ خواجہ بانو کا احسان ہے کہ وہ باوجود بخار میں مبتلا ہونے کے تہجد کی عبادات چھوڑ کر میرے لئے گرم گرم روٹی پکا دیتی ہیں۔ میں آج کل موٹی روٹی کھاتا ہوں جو خوب سینکی جاتی ہے۔ اور پھول جاتی ہے۔ اور

جب میرے سامنے آتی ہے تو میں اسکی صورت
اور گرم سیرت پر فقرے بازی کرتا جاتا ہوں
اور کھاتا جاتا ہوں۔

**انجمن ترقی اردو کے صدر } ادھو تی بتائے**
پیارے مرید اوکے احمد حسین نظامی کی نسبت
میں نے لکھا تھا کہ وہ مسلم لیگ کے صدر بنائے
گئے ہیں۔ مگر یہ میری غلط فہمی تھی۔ وہ ادھوتی
کی انجمن ترقی اردو کے صدر بنائے گئے ہیں

**نرم جوتی کی مدد } مجھے پیاری صورت اور**
پیارے نام کے خوش منظر نے پیاری صورت
کی نرم اور گرم جوتی جب سے دی ہے میری
چہل قدمی کی رفتار دوگنی ہوگئی ہے اور
اس سے میری صحت کو بہت فائدہ ہو رہا ہے
میں صبح کی نماز کے بعد وادی ایمن باغ میں
یہ جوتی پہن کر جاتا ہوں اور ایک میل کی
چہل قدمی ۲۰ منٹ میں کرتا ہوں۔ اس کے
بعد کام شروع کرتا ہوں۔ میرا کام تو پچھلی رات
پورا ہو جاتا ہے۔ نئی تصنیفات اور اخباری
مضامین اور روزنامچہ پچھلی رات کو لکھ دیتا
ہوں۔ ۳ کاتب زید منزل میں منتظر رہتے ہیں
صبح حرم سلطانی سے برآمد ہوتا ہوں تو
لکھے ہوئے کاغذات ہاتھ میں ہوتے ہیں
کاتبوں کو بانٹ دیتا ہوں اور چہل قدمی
کرنے چلا جاتا ہوں۔

پھر زید منزل میں آگ سامنے رکھ کر
بیٹھ جاتا ہوں اور کتابوں کی کاپیاں سنتا
ہوں اور درست کراتا ہوں۔ ملنے والوں سے
باتیں کرتا ہوں۔ تعویذ مانگنے والوں کو تعویذ
دیتا ہوں۔ خواجہ پل کی مرمت دیکھنے جاتا
ہوں۔ ایک آنہ دواخانے کی دوائیں بنواتا
ہوں جو حقی اور کریم اور رامراؤ اور یونس
بناتے ہیں۔ میں سامنے کھڑا ہو کر دوائی پکھلتا
ہوں۔ پسائی اور صفائی دیکھتا ہوں۔

**مولانا سید عبد الرؤف صاحب } آج مولانا**
سید عبد الرؤف صاحب ملنے آئے تھے۔ نئی
کتابیں خریدی تھیں نقش کعبہ بھی چاہتے
تھے۔ میں نے کہا یہ محرم راز ہم عقیدہ
لوگوں کے لئے ہے۔ آپکو اصل کعبہ کافی ہے
یہ نقش ہمارے لئے رہنے دیجئے۔

**ایک خاتون آئیں ہیں } اناؤ سے**
ایک خاتون آئیں ہیں استانی کی نوکری چاہتی
ہیں۔ خواجہ بانو نے اپنے پاس ٹھیرایا ہے۔

**لالہ پریم** } دہلی سے لالہ پریم آئے تھے۔ اور میرے لئے گرم کپڑا اور گرم موزے لائے تھے۔

**بسکٹ** } منشی لال صاحب جنگ پورے سے اپنے بنائے ہوئے بسکٹ لائے تھے۔

**چوغہ پہنایا** } آج میں نے مولانا عشقی نظامی کو اپنا اونی چترالی چوغہ پہنایا۔ وہ قدموں میں سر رکھ کر خوب روئے۔ جب مجھے نرم گرم لحاف توشک دیتے ہیں تو میں تو نہیں روتا۔

**دہلی گیا تھا** } حکیم حاجی عبدالحمید صاحب سے دوائیں لایا تھا۔ معجون فلاسفہ عرق بادیان رات کو۔ اور مفرح بارد اور جواہر مہرہ صبح کو استعمال کے لئے دیا ہے۔

حسن اور مہدی بھی میرے ساتھ دہلی گئے تھے۔

**کارِ بے کار** } آج میری "کارِ بے کار" کتاب تیار ہو گئی جو پانچ سو صفحے کی ہے۔

**۳ صفر ۱۸ جنوری پنجشنبہ دہلی**

**بسنت** } آج درگاہ میں بسنت کا جلوس نکلا تھا۔ درگاہ کے اور دہلی کے صدہا آدمی بسنتی برج سے جو میرے خاندانی قبرستان کے شمال میں ہے اور جہاں میں نے کتبہ کندہ کرا کر لگا دیا ہے۔ جلوس بنا کر درگاہ میں آئے تھے۔ قوال گاتے جاتے تھے۔ میں بھی درگاہ میں گیا تھا۔ اور جلوس میں شریک ہوا تھا۔ نوچندی جمعرات کے سبب ہجوم بہت زیادہ تھا۔

محمود احمد نظامی بی اے۔ اور استاد شمس الدین اور نور الٰہی صاحب بھی آئے تھے۔ چھ پہاڑ والے اعجاز محمد صاحب پھول لائے تھے۔ علاء الدین صاحب دہلوی پھول والے بھی ملنے آئے تھے۔

**حکیم عبدالسلام صاحب** } پہاڑی دھیرج دہلی کے مشہور طبیب حکیم عبدالسلام صاحب چشتی پارٹی کی شرکت کے لئے آئے تھے اُن کا چھوٹا لڑکا بھی ساتھ تھا۔

**وفات کی خبر** } مولانا عشقی نظامی کی بیوی کے بھائی کی وفات کی خبر آئی ہے۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کل اپنے گاؤں جائیں گے آج اُن کی چھوٹی لڑکی بھی آئی تھی۔ بہت پیاری باتیں کرتی ہے۔

دہلی سے خبر آئی کہ ڈاکٹر سید اسمٰعیل صاحب کے خسر محمد شفیع صاحب نے وفات پائی اور جنازہ قادیان جائیگا۔ میں بھی اپنے لڑکے علی اور ان کی بیوی علی بانو کے ساتھ ریل پر گیا تھا۔ کیونکہ مرحوم

کے داماد سے علی بانو کے خاندان کی قرابت ہے،

**کار بے کار** کہ پندرہ سال ہوئے میں نے
ایک کتاب بے کار چیزوں کو کام میں لانے
اور دوسری ہنرمندیوں اور دستکاریوں کی
نسبت لکھی تھی صدہا مسودوں کی طرح یہ
مسودہ بھی امانت رکھا تھا۔ آج میں نے
اس کی نظر ثانی کر کے کاتب کے حوالے کی۔
اور کتاب کا نام کار بے کار رکھا۔ اس نام کی
خوبی کا مجھے بہت دیر تک لطف آتا رہا۔ کیونکہ
اس نام میں لکھنے کی۔ دیکھنے کی۔ الفاظ کی۔
معانی کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ لفظ فقط
تین ہیں۔ اور لفظ کار دو ہیں۔

**سیٹھ اسمٰعیل عیسیٰ** کہ کیشو اڑ کو تیانہ والے
سیٹھ اسمٰعیل عیسیٰ وغیرہ عزت اللہ صاحب
اور نسیم عزت صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے
کولمبو لنکا میں تجارت کرتے ہیں۔ کارونیشن
ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔

**استانی** کہ اناؤ علاقے لکھنؤ سے ایک مسلمان
خاتون کل آئی تھیں۔ نوکری کی تلاش تھی
میں نے ان کو ریاست ماناودر میں اپنی سفارش
کے ساتھ بھیج دیا۔ بیگم اکرام اللہ صاحبہ نے ان
خاتون کی بہت مدد کی۔

**دوا کا اثر** کہ میں حکیم حاجی عبد الحمید صاحب
مالک دواخانہ ہمدرد دہلی کی دوائیں صبح شام
استعمال کرتا ہوں۔ ان سے مجھے بہت فائدہ
معلوم ہوتا ہے۔

## میں انگریزوں کو کیوں پسند کرتا ہوں؟

میرے مخالف کہا کرتے ہیں کہ میں انگریزوں کا
خوشامدی ہوں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے
بلکہ میں انگریزوں کے اوصاف کا خوشامدی
ہوں۔ ہندوستانیوں اور انگریزوں کے
معاملے کا فرق بتانا چاہوں تو آج کی ایک
مثال یہ ہے کہ سرکاری اخبار اسٹیٹسمین دہلی
سے میں نے قرآن شریف اور کتابوں کی چھپائی
کے لئے کامرس ڈیپارٹمنٹ کی اجازت سے
کاغذ خریدا تھا۔ یہ ۲۸ پونڈ وزن کا چکنا کاغذ ہے ساڑھے
تین آنے پونڈ کاغذ دیا تھا۔ ہندوستانی کاغذی
اس سے بدتر کاغذ ساڑھے چھ آنے پونڈ دیتے ہیں
آج اسٹیٹسمین نے ایک چک بھیجا ہے کہ ساڑھے
تین آنے پونڈ نرخ غلطی سے لگایا تھا۔ اصل نرخ
تین آنے پونڈ تھا۔ لہذا زائد رقم واپس کی جاتی ہے
پندرہ سال پہلے میں نے ہمامودر کی ایک

مسلمان فرم سے قرآن شریف کے مستعمل بلاک
خریدنے چاہے تو دو ہزار روپے میں معاملہ ہوا
فرم نے پانچسو روپے پیشگی لے لئے۔ مگر جب
بلاک دئے تو خراب تھے۔ کم تھے۔ میں نے
خلاف معاہدہ لینے سے انکار کیا تو فرم مذکور
نے پانچ سو روپے ضبط کر لئے۔ ایک انگریز ہیں
اور دوسرے ہندوستانی ہیں۔

پس معاملات کے اس فرق کے سبب میں
انگریزوں کا مداح ہوں۔

## ۴ صفر ۱۹ جنوری یوم جمعہ دہلی

ایندھن کا پرمٹ } ہری ہر پرشاد صاحب
بھٹناگر راشننگ آفیسر مہربانی کر کے خود میرے
پاس آئے تھے۔ اور ایندھن کی تکلیف کا حال
سن کر فوراً دو پرمٹ بھجوائے تھے۔ ان پرمٹوں
کو لیکر تین دن سے روزانہ نئی دہلی اور پرانی
دہلی میں جاتا ہوں اور کوئلہ لینا چاہتا ہوں
مگر کہیں سے کوئلہ نہیں ملتا۔ تین دن سے مجھے
اور میرے بچوں کو اور عورتوں کو ٹھنڈے پانی
سے وضو کرنا پڑتا ہے۔

صوبہ دہلی کی حکومت نے ایندھن کا کنٹرول
کر کے خود کوئی خوشی حاصل کی ہو تو خبر نہیں۔ مگر
باشندوں کو ایک مصیبت میں ڈال دیا ہے
کیونکہ کنٹرول ہو جانے کے سبب لکڑی اور
کوئلہ بازار سے غائب ہو گیا ہے۔

اب دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ لکڑی
کوئلہ بھی راشن میں شریک کر دیا گیا۔ اور لطف
یہ ہے کہ میری بستی اور پڑوس کی بستی جنگ پورہ
میں کوئی دکان لکڑی کوئلے کی نہیں کھولی گئی۔
اور ہزاروں آدمی ایندھن ایندھن پکارتے
پھرتے ہیں۔

میں دو تین دن پہلے چیف کمشنر صاحب
سے ملا تھا تو ان سے بھی ایندھن کی مذکورہ
تکلیف کو بیان کیا تھا۔ اب مسٹر اسکاٹ اور
مسٹر رام دیہانی ذرا ہماری بستیوں میں آئیں
اور ایندھن کی تکلیف کا مشاہدہ کریں۔

پہلے تو صرف اتنی شکایت تھی کہ لکڑیاں گیلی
ملتی تھیں کوئلہ گیلا ملتا تھا۔ اور کوئلے میں آدھی
مٹی ملی ہوئی ہوتی تھی۔ مگر اب یہ دونوں شکایتیں
بالکل دور ہو گئی ہیں کیونکہ نہ کوئلہ ملتا ہے
نہ لکڑی ملتی ہے۔ گیلی سوکھی کا سوال تو جب
پیدا ہو کہ یہ چیزیں میسر بھی آئیں۔

لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ آپ نے شروع کیا

بہت بڑے بڑے پوسٹر راشن بندی کی حمایت میں شائع کئے تھے۔ اب ذرا بتائیے کہ راشن بندی سے پبلک کو کیا آرام پہنچا گھر گھر مصیبت برپا ہے۔

میں جواب دیتا ہوں میں نے راشن بندی کی حمایت اس نیت سے کی تھی کہ مسلمانوں کی فضول خرچیاں کم ہوں۔ اور مسلمان گھروں کی عورتیں اپنے مردوں کی محنت کی کمائی کو اندھا دھند خرچ نہ کریں اور یہ چیز سالہا سال کی تحریری اور تقریری تبلیغ سے مجھے حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے خیال کیا تھا کہ سرکاری حکم کی پابندی سے مجبور ہو کر مسلمان عورتیں کفایت شعار ہو جائیں گی۔ مجھے کیا خبر تھی کہ سرکار کے انتظام کرنے والے نوکر ایسے بے سلیقہ اور بے انتظام ہوں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ میں ان دونوں پرمٹوں کو جو ایندھن کے لئے ہیں جھنڈے پر چپکاؤں اور جھنڈے کے نیچے لکھ دوں کہ ایندھن کے پرمٹ کے درشن کر لو دونوں جہان میں نجات اور مکتی حاصل ہو جائے گی مگر سرکاری گودام سے ایندھن مانگنے نہ جانا کیونکہ وہاں ایندھن موجود نہیں ہے اور اگر تم چاہو کہ ایندھن کا فوٹو ہی مل جائے تو وہ بھی موجود نہیں ہے۔

**عرس کی قضا** صابریہ خانقاہ دہلی کے سالانہ عرس میں سردی کی شدت کے سبب شرکت نہ ہو سکی تھی اس لئے آج جمعہ کی نماز پڑھنے وہاں گیا تھا تاکہ عرس کی قضا ادا ہو جائے۔ خانقاہ شریف کے سجادہ نشین شاہ کرار حسین صاحب اور اُن کے جانشین شاہ صابر حسین صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور خان بہادر کیپٹن حبیب الرحمٰن صاحب سی آئی ای سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور لقمان الدولہ حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی سے بھی ملاقات ہوئی تھی جو اسی خانقاہ میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتے ہیں۔ ملا واحدی صاحب بھی میرے ساتھ نماز میں شریک ہوئے تھے۔

**اسرار اسم اعظم** میں نے چار سو صفحے کی چھپی کتاب اسرار اسم اعظم محرم راز مردوں اور عورتوں کے لئے لکھی ہے جس کا اعلان مدت سے ہوتا ہے یہ کتاب مکمل ہو گئی۔ لکھی بھی گئی اور چھپنے بھی لگی مگر دہلی میں کاغذ کے کال کے باوجود اتنا زیادہ کام چھپ رہا ہے کہ کسی چھوٹے بڑے

چھاپے خانے کو فرصت نہیں ہے۔ میری کتاب کے ۱۴ جزو ہیں اور ہر جزو کی چھپائی میں کئی کئی دن خرچ ہوتے ہیں۔ بار بار چھاپے خانوں میں خود جاتا ہوں کیونکہ مجھے اس کتاب کی بہت زیادہ جلدی ہے۔ تاکہ اس کی اشاعت فوراً شروع ہو اور چشتی برادری کا وہ کام جاری ہو جائے جس کا تعلق عبادت اور روحانیت سے ہے۔ دنیاداری کے کاموں کا پروگرام تو اخبار میں چھپتا رہے گا لیکن اسرار اسم اعظم کے مضامین اخبار میں شائع نہیں ہو سکتے۔

آج بھی جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر چھاپے خانوں کا چکر لگایا تھا اور کاغذ بھی بھیجا تھا۔ کتاب کے پہلے جزو کا کاغذ معمولی ہے لیکن ۱۱ جزو کا کاغذ بہت عمدہ ہے جو ابھی حال میں میں نے خریدا ہے۔

امید ہے کہ ایک ہفتے کے اندر کتاب چھپ جائے گی اور اس کے بعد جلد بندی شروع ہو گی اور اس میں بھی ایک ہفتہ خرچ ہوگا۔ نقشہ کعبہ تیار ہیں مگر وہ اس واسطے روانہ نہیں کئے کہ اُن کا تعلق کتاب اسرار اسم اعظم سے ہے۔

**مالٹے** محمد عبداللہ صاحب سب جج گوجرانوالہ نے بہت خوش رنگ مالٹوں کا پارسل بھیجا ہے۔

**رس کی کھیر** بھیا فقیر عشقی صاحب نے اپنے گاؤں کی رس کی کھیر بھیجی ہے۔

**دورہ** بعد مغرب شلجم کے سالن سے روٹی کھائی پھر رس کی کھیر کھائی۔ دودھ میں بالائی بھی تھی۔ بھوک بہت اچھی تھی اس لئے سب غذائیں رغبت سے کھائیں۔ لیکن کئی روز سے قبض کی شکایت تھی غالباً بالائی کی ثقالت نقصان رساں ہوئی۔ ۹ بجے ریڈیو کی خبریں سُن رہا تھا۔ یکایک دورہ شروع ہوا۔ خواجہ بانو فوراً مدد کے لئے آئیں۔ میں نے کہا سب بچوں کو سُلا دو اور کسی کو اس تکلیف کی خبر نہ دو۔ کیونکہ آج کا دورہ بہت شدید ہے۔ خواجہ بانو نے فوراً ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ کو ٹیلیفون کیا اور اُن سے مشورہ لیا۔ پھر میں نے ارسطو کا چورن کھایا کالا نمک کھایا۔ سوڈا بائی کارب کھایا گرم پانی میں نیبو کا عرق ڈال کر پیا اور دل کی انگریزی دوا کیر ڈمین استعمال کی۔ مگر ہر دوا بیکار ثابت ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا آگ بھڑک رہی ہے۔ اور جو پانی آگ بجھانے کے لئے ڈالا جاتا ہے۔ وہ آگ بجھا نہیں سکتا بلکہ اس سے آگ اور زیادہ بھڑکتی ہے۔ خواجہ بانو بار بار نبضیں دیکھتی تھیں اور میں گناہوں سے توبہ کرتا تھا۔ آیت کریمہ پڑھتا تھا آیت الکرسی

کے دو لفظ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھتا تھا۔ یا حَافِظُ
یا سَلَامُ یا شَافِی یا کَافِی پڑھتا تھا۔
کھڑا ہوتا تھا۔ بیٹھتا تھا۔ خواجہ بانو نے کہا
ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ حرکت نقصان دیگی
چپ چاپ لیٹ جاؤ۔

دورہ ۲ گھنٹے رہا۔ ۱۱ بجے ذرا کمی ہوئی
اور مجھے نیند آگئی۔

**روشنی ایک بوجھ ہے** کئی مہینے سے روزانہ
خیال آتا ہے جب سوتے وقت خواجہ بانو بجلی
بند کرتی ہیں۔ تو بجلی بند کرتے ہی ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ ایک بڑا بوجھ سر پر رکھا ہوا تھا وہ اتر گیا
تو میں دل ہی دل میں کہا کرتا تھا کہ روشنی ایک
بوجھ ہے۔ اور اندھیرا ایک درخت ہے۔

آج دورہ ختم ہونے کے وقت جب روشنی
خاموش کی گئی تو غیر معمولی راحت دل اور دماغ
کو ہوئی۔

رات کو آرام کی نیند آئی صبح تک دورہ کا اثر
رہا۔ مگر صرف کمزوری معلوم ہوتی تھی اور کوئی
تکلیف نہیں تھی۔ میں نے پچھلی رات کے اوراد
تو پورے کئے مگر تحریری کام نہیں کیا۔

**موگے کا ٹیلیفون** رات کو جب دورے
کی شدت تھی اور میری زندگی موت و حیات
کی کش مکش میں مبتلا تھی اس وقت موگہ پنجاب
سے ایک صاحب کا ٹیلیفون آیا کہ میں دہلی آکر
ملنا چاہتا ہوں۔ خواجہ بانو نے کہا خواجہ صاحب
بہت سخت بیمار ہیں مگر انہوں نے یہ فقرہ سُن
کر کسی قسم کی ہمدردی ظاہر نہیں کی۔ صرف یہی
پوچھا تو پھر میں کب آجاؤں۔ میں نے کہا
کہدو جب جی چاہے آجائیے۔ ٹیلیفون بند
کرنے کے بعد خواجہ بانو میرے پاس آئیں تو
میں نے کہا اگر زندہ رہا تو اُن سے مل لوں گا
ورنہ میری قبر پر فاتحہ پڑھنے والوں میں ایک
نئے آدمی کا اضافہ ہو جائے گا۔ خواجہ بانو نے
ہنس کر کہا تم تو اپنی قبر پر خود روزانہ فاتحہ پڑھ
لیتے ہو۔ تمہیں فاتحہ خوانوں کی کیا ضرورت
ہے۔ میں نے دل پر دونوں ہاتھ رکھ کر کہا

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز
عشق اندر پس من فاتحہ خوانم باقیست

ترجمہ:۔ اپنی قبر پر خلق خدا سے فاتحہ خوانی کی
میں تمنا نہیں رکھتا کیونکہ میرا عشق میرے مرنے
کے بعد میری فاتحہ خوانی کے لئے باقی رہے گا۔

**صفر کی نحوست** خواجہ بانو نے کہا تم نے

لکھا تھا کہ تم ماہ صفر کی نحوست کے قائل نہیں ہو۔ دیکھو یہ دورہ اسی مہینے کی نحوست سے ہوا ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ نحوست بالائی کی ہے۔ جو بہت ثقیل ہوتی ہے یہ نحوست میرے چٹورے پن کی ہے کہ باوجود یہ سمجھنے کے کہ اب میرے معدے میں ملائی جیسی ثقیل چیزیں ہضم کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ میں نے ملائی کیوں کھائی اور جسمانی طاقت آدھی رہ جانے کے بعد بھی پوری طاقت کے زمانے جیسا زیادہ تحریری کام کیوں کیا۔ مجھ پر اقدام خودکشی کا مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔

**خودکشی کی خبر** پھر میں نے کہا تم کو بھی بہلانے کی ایک خبر سناتا ہوں ابھی دورے سے پانچ منٹ پہلے اخبار میں پڑھا تھا کہ امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب کے پاس ۲۴ برس کا ایک نوجوان گیا اور کہا کہ میں فلاں لڑکی پر عاشق ہوں اور اس کا باپ آپ کی ریاست میں رہتا ہے اس واسطے آپ میری محبوبہ کے باپ سے میری سفارش کر دیجئے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کر دے۔

سر میرزا نے اس خانگی معاملے کو اپنی وزارت کے اختیارات سے الگ سمجھ کر انکار کیا تو نوجوان نے جیب سے پستول نکالا۔ اور اپنی کنپٹی پر پستول کی نال رکھی اور فیر کیا۔ گولی دماغ میں گھس گئی اور نوجوان گرا اور مر گیا۔

اس خبر سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ قرآن شریف میں خودکشی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمان قوم میں خودکشی کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں۔ مگر میرا دل مجھ سے کہنے لگا کہ تو خود اپنی بساط اور طاقت سے زیادہ تحریری کام کر کے اقدام خودکشی کرتا رہتا ہے۔

خواجہ بانو نے کہا تب تو قرآن شریف کے حکم پر عمل کرنا چاہئے۔ اور دماغی محنت کم کر دینی چاہئے۔ میں نے کہا بیشک میں شافی مطلق رب الشفا سے تمہارے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ اب جسمانی طاقت سے زیادہ کام نہیں کروں گا۔

خواجہ بانو نے کہا تم کو کسی خاموش مقام پر کچھ دن جا کر آرام کرنا چاہئے۔ میں نے کہا آرام میں چار حرف ہیں اور چاروں بے نقط ہیں۔ اور چاروں منتشر ہیں۔ مجھے ایسے لفظ سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ بہرحال میں کہیں نہ کہیں دو چار دن کے لئے چلا جاؤں گا۔ اور

ہمیشہ شعر پڑھتا رہوں گا۔ اور لکھ لکھ کر بھیجتا رہوں گا۔" ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی۔

**حکیم شفا نظامی** } کئی دن ہوئے مہابن ضلع متھرا کے پرانے مرید حکیم محمد صدیق شفا نظامی ملنے آئے تھے۔ جو کچھ عرصے تک میرے پاس رہ چکے ہیں۔ اور اب بیکانیر ریاست میں مطب کرتے ہیں۔ حزب البحر کی زکوٰۃ دینے کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے کہا آجکل یہاں مکانات کی بہت دشواری ہے اور تم پہلے بھی کئی بار زکوٰۃ دے چکے ہو۔ اس سال ملتوی کرو۔ اُنھوں نے اپنے تجربے کی چند خاص خاص دوائیں بھی بتائیں۔ مگر دوا تینا بھی تین حرف ہیں۔ اور تینوں بے نقط ہیں۔ اور تینوں منتشر ہیں۔

## ۶ صفر۔ ۲ر جنوری شنبہ دہلی

**باغی جسم** } رات کے دورے کے سبب آج صبح جسم نے روح کا حکم ماننے سے انکار کیا۔ وادی ایمن باغ میں چہل قدمی کے لئے گیا۔ مگر زیادہ دیر تک چہل قدمی نہ ہو سکی کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔

خواجہ پل کی مرمت کا کام بتانے گیا تھا۔ یہاں مزدور کام پر تھے۔ چکر آنے لگے۔ وہاں سے ہی چلا آیا۔ زیدہ منزل میں گاؤ تکیے کے سہارے لیٹ گیا۔ اور سر سید کے دہلی نامے کی کاپیاں سُنیں۔

**انبالہ ضلع امرتسر** } ۱۱ر کا منادی شائع ہو گیا اور میں نے دیکھا تو کاتب صاحب کی قلم پر ہنسی بھی آئی اور غصہ بھی آیا کہ چشتی نامے میں ایک عنوان انبالہ ضلع امرتسر لکھا ہے۔ میں نے چشتی پارٹی کے میثاق نامے دیئے تھے کہ اس سے نام اور مقام نقل کر لو۔
میں نے کہا انبالہ تو ایک کمشنری ہے۔ امرتسر کا کوئی گاؤں نہیں ہے۔

**موگہ کا ٹیلی فون** } آج دو بار موگہ سے ٹیلی فون آیا تھا۔ کوئی صاحب ملاقات کے مشتاق ہیں۔

**ملاقاتی** } لالہ پریم نند لیلا رام نظامی بی اے حکیم محمد صدیق شفا نظامی اور مسٹر سری واستو انجنیئر برقیات نئی دہلی اور ان کے اسٹاف کے آدمی ملنے آئے تھے۔

**حکیم شفا نظامی کو اجازت** } آج میں نے

حکیم شفا نظامی کو اجازت دی کہ وہ میرے مسافر خانے میں مطلب شروع کریں۔ درگاہ کے مسافروں اور درویشوں کا علاج مفت کیا جائے اور دوسرے مریضوں سے ایک آنہ فی کس فیس لی جائے۔ اور دوا کی قیمت بھی ایک آنہ لی جائے۔ چاہے دوا زیادہ قیمت کی ہو۔ تب بھی ایک آنہ ہی لیا جائے کیونکہ میں نے ایک آنہ دواخانہ اسی مقصد سے جاری کیا ہے کہ ہر مریض کو اچھی اور سستی دوائیں میسر آئیں اور چونکہ تم موحد سلسلے کے مرید ہو۔ اس لئے علاج جہاں تک ممکن ہو مفرد دواؤں سے کرو۔

نیند نہیں آئی } رات کو پالک کا ساگ اور مونگ کی دال میں ڈال کر کھایا تھا۔ پھر بھی نیند صاف نہیں آئی۔

**مالٹوں کا عرق** } محمد عبداللہ صاحب سب جج گوجرانوالہ نے مالٹے بھیجے ہیں۔ آج میں دن بھر ان کا عرق پیتا رہا۔ اس سے قلب کو بہت فرحت ہوئی۔

آج علی بانو میکے گئی ہیں۔ دلی بھی گئے تھے۔

## ۷ صفر۔ ۲۱ جنوری یک شنبہ دہلی

دورہ } صبح پھر قلبی دورہ ہوا۔ زید منزل میں تکئے کے سہارے لیٹا رہا اور سر سید کے دہلی نامے کے نوٹ لکھواتا رہا۔

نفس کا سزا نامہ } میرے نیم مردہ نفس کو سزا دینے کے لئے میری برادری والوں نے ایک نسخے کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں دواخانے ہمدرد والوں میری تقریر کی مخالفت کی ہے۔ اور جو دواخانہ ہمدرد کے مالکوں نے "مل جل" کر شائع کرایا ہے۔ حضرت جامیؒ نے خوب فرمایا تھا

جاناں اگر بہر قتل من آمدہ ای ہیچ چیست؟
من خود شوم ہلاک ترا اضطراب چیست؟

(ترجمہ) پیارے تو مجھے قتل کرنے آیا ہے اس میں جلدی کیوں کرتا ہے میں تو خود مرنے والا ہوں۔ تجھے کس بات کی گھبراہٹ ہے۔

دواخانہ ہمدرد کے مالکوں سے جو تم ملا ہوگی وہ ہمدردی اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگی جو میری برادری والوں کو مجھ سے ہے۔

انجینئر صاحب } محمد حنیف صاحب انجینئر دہلی ڈویژن جگمو صاحب کے ساتھ آئے تھے۔ یہ سنٹرل پی ڈبلیو ڈی میں اکزیکٹو انجینئر ہیں۔

ان کی بیگم صاحبہ کو میں بیٹی سمجھتا ہوں اور وہ بھی مجھے باپ مانتی ہیں۔

منادی کی امداد کے لئے بیگم محمد حنیف نے تیس روپے دیے۔ اور محمد حنیف صاحب نے خواجہ پل کا معائنہ کرنے کے بعد تعمیری مشورے بھی دیے۔

**دورہ جاری رہا** آج دن بھر دورے کی کسک جاری رہی۔ اور کسک ایسا لفظ ہے کہ اگر اس کو الٹا کر دیا جائے تب بھی کسک ہی رہیگا

**بیگم محمد اسعد نظامی** آج علی کے ساتھ بیگم محمد اسعد نظامی سے ملنے گیا تھا۔ انہوں نے بیس کھلانے اور درگاہ کی روشنی کے لئے گیارہ روپے دیئے۔

**مسٹر گریفن** وائسرائے کے پولیٹکل سکریٹری سے ملنے گیا تھا۔ وہ کوٹھی کے صحن میں آگئے اور وہیں باتیں ہوئیں۔ یہ بہت با اصول اور نیک دل انگریز ہیں

**ایک کپتان** شجاعت حسین صاحب قریشی کہتے تھے کہ آج ایک انگریز کپتان آپ کے موٹر گیرج کے کواٹروں کی عبارتیں پڑھ رہا تھا جن میں آپ نے گولی چلنے کے واقعات لکھے ہیں میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کپتان نے جواب دیا میں خواجہ حسن نظامی سے ملنے آیا ہوں مگر ان کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس لئے ان کے پاس نہیں گیا۔ پرانی عمارتیں دیکھ رہا ہوں۔

قریشی صاحب نے کہا چلئے وہ آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے جواب دیا بے اطلاع کسی کے پاس جانا مناسب نہیں ہے۔ میں وقت مقرر کر کے ملنے آؤنگا۔ ایک یہ انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی ہیں کہ میں قلبی دورے میں تڑپا کرتا ہوں اور وہ میرا حال نہیں پوچھتے فقط اپنی اپنی اغراض بیان کرتے رہتے ہیں

**زیتون کا تیل** ٹیلیفون پر حکیم ہمدرد سے اپنی حالت بیان کی تھی۔ انھوں نے کہا زیتون کا تیل دودھ میں ملا کر پی لیجے۔ میں نے رات کو تیل پیا۔ ہوک کا اثر جاتا رہا۔ اور خوب نیند آئی۔

**ملاقاتی** امیر خاں نظامی سکم تبت سے ملنے آئے تھے عاصی نظامی اپنے بھانجے محمد رفیق صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے امیر خاں نظامی کے انگریز افسر بھی دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔

**خواجہ بانو کو بخار** آج شام کو خواجہ بانو کو پھر بخار ہوگیا۔

**بمبئی کا ٹیلیفون** ملازم کو اطلاع آئی کہ بمبئی سے کوئی صاحب ٹیلیفون میں بات کرینگے مجھے خیال ہوا کہ شاہد حسین بات کرنی چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب سے وہ گئے ہیں کوئی خط ان کا نہیں آیا۔ مگر بہت دیر تک انتظار کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اطلاع درست نہ تھی یا ٹیلیفون دینے والے نے بات منسوخ کردی۔

## مشرکین کی روانگی

الغرض مشرکین کا لشکر بڑے ساز و سامان اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔ زینت اور نمائش کی ہر چیز اُس کے پاس موجود تھی۔ چند خاص افراد کے سوا سب لوگ نہایت خوش و خرم منظر آتے تھے۔ اُن لوگوں نے چند گانے والیاں بھی اپنے ہمراہ رکھی تھیں جن کو اہل مکہ کی بڑائیوں اور اپنے اپنے قبیلوں کی بہادری اور جواں مردی کے صد ہا گیت از بر تھے اور اُن گیتوں کو گا کر لوگوں میں بہادری اور جاں بازی کی نئی روح پیدا کر رہی تھیں۔

مشرکین کا لشکر نشۂ غرور میں چور مکہ سے روانہ ہوا۔ ابوجہل بڑی نخوت کے ساتھ اکڑتا ہوا جا رہا تھا۔ بات بات میں شیخی بگھارتا تھا اور کہتا تھا کہ مکہ میں چند آدمیوں پر قابو پا کر مسلمان زمین پر پاؤں نہیں دھرتے اور اپنے آپ کو بڑا فاتح اور بہادر سمجھ رہے ہیں۔ اب جس وقت ہمارے جوان ان بہادروں سے دوچار ہوں گے تو اُن کو حقیقت معلوم ہوگی۔ میرا نام ابوجہل ہے تو میں اُن کو نیست و نابود کر کے رہوں گا اور اُن کی ساری فتحیابی خاک میں ملا دوں گا۔ میں مدینے والوں کو بھی جنھوں نے ان لوگوں کو پناہ دی ہے کافی سزا دئے بغیر نہ رہوں گا۔

الغرض مشرکین اسی طرح نخوت و غرور کی باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب اُنھیں ٹھہرنا ہوتا تو اچھا میدان اور پانی کا چشمہ دیکھ کر ٹھہر جاتے۔ خیمے نصب ہوتے۔ چولھے روشن کئے جاتے۔ آٹھ دس اونٹ ذبح ہوتے۔ لشکر کی طرف سے آنے جانے والے مسافروں کو بڑی سیر چشمی کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا۔ شراب کا دور چلتا۔ گانے والی عورتیں جو اپنے ساتھ ساز اور باجے لائی تھیں اپنے نغموں سے جنگل میں منگل کا لطف پیدا کر دیتیں۔

## مسلمانوں کی سرگرمیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب

معلوم ہوا کہ مشرکینِ مکہ نے قافلے کی حفاظت کے نام سے مسلمانوں پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے اور ایک ہزار آزمودہ کار جوانوں کا مسلح لشکر لے کر بڑے ساز و سامان کے ساتھ مکے سے روانہ ہو گئے ہیں تو حضورؐ نے ان کو مدینے تک پہنچنے سے پہلے روکنے اور اُن سے مقابلہ کرنے کا عزم فرمایا۔ اِس وقت مدینے میں مسلمانوں کے دو گروہ تھے۔ مہاجرین اور انصار۔ حضور مدینہ منوّرہ میں ایک مہمان کی حیثیت رکھتے تھے اور اس لئے اخلاقِ نبوّت کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ حضورؐ کی وجہ سے حضورؐ کے میزبانوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے لیکن مدینے کے باشندے یعنی انصار حضورؐ کی اطاعت، محبت اور جاں نثاری میں کسی طرح مہاجرین سے پیچھے نہ تھے اور حضورؐ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ حضورؐ کو جب مشرکین مکہ کی روانگی اور مسلمانوں کو دُکھ پہنچانے کی نیت کا حال معلوم ہوا تو مہاجرین اور انصار دونوں گروہوں کے بڑے بڑے صحابہ کو جمع کر کے ان سے تمام ماجرا بیان کیا اور دریافت فرمایا کہ اس معاملے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مشرکین سے دل کھول کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور دینِ حق کی تائید میں ہم کو اپنی جان لڑا دینی چاہیئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ! جب سے خدا نے قریش کو عزت دی ہے وہ ہمیشہ صاحبِ عزت رہے اور کبھی ذلیل و پست نہیں ہوئے یہاں تک کہ جب خدا نے اپنے نبی کو بھیجا تو غرور کی وجہ سے وہ اُس پر ایمان نہیں لائے اور کفر کی تاریکیاں اُن پر چھائی رہیں۔ اس نخوت اور غرور کی حالت میں ایک مدت گزر گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب وہ خدا کی طرف بالکل بھلا بیٹھے ہیں۔ لیکن اب ان کا وقت آگیا ہے وہ آپ کو نقصان پہنچانے میں ذرا دریغ نہیں کریں گے۔ آپ بھی ان کی

مدافعت کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ لڑائی کا ضروری سامان درست کرلیا جائے اور اس موقع کو غنیمت سمجھ کر مشرکین کو اچھی طرح کچل دیا جائے۔ تاکہ پھر وہ دینِ الٰہی کے مقابلے میں آسانی سے سر نہ اٹھا سکیں۔

حضرت مقدادؓ نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ بے خوف و خطر ہو کر حکم خداوندی کی تعمیل کیجئے۔ ہم لوگ جان و دل سے آپ کے ساتھ ہیں۔ ہر طرح کی قربانی اور ہر طرح کی جاں نثاری کے لئے حاضر ہیں۔ حضورؐ خیال نہ فرمائیں کہ خدانخواستہ ہم بنی اسرائیل کی طرح وقت پر یہ عرض کر دیں گے کہ جائیے آپ اور آپ کا خدا جنگ کرے ہم تو گھر میں بیٹھیں گے نہیں بلکہ ہم سب کے سب سربکف آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ ہمارا مال اور ہماری جانیں جس طرح چاہیں صرف کریں۔ جہاں چاہیں ہم کو بھیجیں حضورؐ کا جو حکم ہوگا۔ اُسے جان و دل سے بجا لائیں گے۔ اسی طرح دیگر صحابہ نے جاں نثارانہ خیالات ظاہر کئے جن کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اُن کی تحسین فرمائی۔ پھر حضورؐ نے انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ بھی کہو تمہارا کیا خیال ہے؟ اس سوال پر سعدؓ بن معاذ نے انصار کی طرف سے وکالتاً عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ہم غلاموں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تمہاری رائے معلوم کرنی چاہتا ہوں۔ سعدؓ بن معاذ نے کہا کہ میں اہل مدینہ کے مسلمانوں کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ یہ مدافعت کی لڑائی تو خدا کے حکم سے لڑی جائے گی۔ اس میں ہم لوگ کیوں نہ جائیں گے۔ اگر ہمیں حضورؐ کی ذاتی ضرورت سے بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑیں تو ہم بخوشی آمادہ ہیں۔ یا رسول اللہ! جب ہم آپ پر ایمان لے آئے آپ کی نبوت کو دل سے مان لیا۔ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کا عہد کر چکے

تو آپ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم کسی بات میں پس و پیش کریں۔ یا رسول اللہ! ہم کسی بات میں دریغ کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر آپ کا اشارہ ہو تو ہمارا بچہ بچہ دریا میں کود پڑے۔ ہماری دولت اور ہماری جانیں ہر وقت آپ کے لئے حاضر ہیں۔ یا رسول اللہ! میں بذات خود کبھی لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ اور اس کے اونچ نیچ سے بالکل ناواقف ہوں لیکن اس کے باوجود مجھے لڑائی کا ذرا بھی خطرہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ ہم لوگوں کو لڑائی میں بہت زیادہ ثابت قدم پائینگے اور ہماری قربانیوں اور جاں نثاریوں سے آپ ضرور خوش ہوں گے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاریوں کے خیالات معلوم کرکے اپنی خوشی اور طمانیت کا اظہار فرمایا۔ اور ان کی جاں بازی اور بہادری کی تعریف کی۔ اس کے بعد مدینے میں اعلانِ جنگ کیا گیا۔ اعلان ہونا تھا کہ مسلمانوں میں غیر معمولی جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ جوان تو جوان بوڑھے اور بچے بھی جنگ میں شریک ہونے کے لئے بے قرار نظر آتے تھے۔ ہر شخص کی یہ تمنّا تھی کہ دین حق کی حمایت اور اپنے پیارے نبی کے حکم پہ جان قربان کر دے۔ باوجودیکہ مسلمانوں کی مالی حالت بہت نازک تھی۔ مسلمانوں کا بیشتر حصہ ایسا تھا جن کو ضرورت کے لائق کھانا اور کپڑا بھی میسر نہ تھا۔ نہ ان کے پاس سواری تھی اور نہ اُن کے پاس ہتھیار تھے۔ لیکن اس بے سروسامانی کے باوجود وہ دیوانہ وار جنگ میں شرکت کے لئے آمادہ ہو رہے تھے۔ اگر گھر میں دو آدمی تھے تو اُن میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ میں ہی لڑائی میں شریک ہوں۔ بیٹا باپ سے کہتا تھا کہ تم گھر پر رہو میں جاتا ہوں۔ اور باپ بیٹے سے کہتا تھا کہ نہیں میں جاؤنگا قرعہ اندازی کی نوبت آتی تھی۔ دوسرے کے نام قرعہ نکلتا تھا وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ بعض ایسے صحابہ بھی تھے جن کو اپنے بچوں سے بہت محبت تھی

اور وہ ان کی مفارقت گوارا نہیں کرتے تھے۔ لیکن خدا اور رسول کے حکم پر انہوں نے اس محبت کو قربان کر دیا۔ اور بچوں کو چھوڑ کر سر کٹانے کے لئے تیار ہو گئے۔ بعض صحابہ ایسے تھے جن کی نئی نئی شادیاں ہوئی تھی اور قدرتی طور پر اُن کو اپنی بیویوں سے الفت تھی۔ لیکن جنگ کا اعلان سنتے ہی وہ اپنی خوابگاہوں سے نکل کھڑے ہوتے۔ اور اپنی تمام آسائشیں اور بستریں چھوڑ کر راہِ خدا میں ہر طرح کا دُکھ سہنے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ کچھ مسلمان ایسے بھی تھے جو کسی خاص معذوری کی وجہ سے نہیں جا سکے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کو حضورؐ نے حضرت رقیہؓ اپنی صاحبزادی (یعنی حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ) کی تیمارداری کے لئے جو اُن دنوں سخت علیل تھیں مدینے ہی میں رہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ اس مجبوری کے سبب بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ جس کا اُن کو تمام عمر افسوس رہا اور اصحاب بدر کے ذکر کے وقت وہ اس افسوس کو ظاہر کرتے رہتے تھے۔

## مسلمانوں کی روانگی

الغرض جس قدر سواریاں اور جس قدر سامانِ جنگ مہیا ہو سکا اور جتنے مسلمان چلنے کے لئے تیار ہوئے اُنھیں ہمراہ لے کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ جب حضورؐ بنی دینار کے میدان میں پہنچے تو لشکر کا جائزہ لیا۔ چند نوجوان لڑکے بھی ہمراہ آ گئے تھے انھیں حضورؐ نے واپس کر دیا۔ اُن لڑکوں میں ایک عمیر بن وقاص بھی تھے جن کی عمر بارہ سال کے قریب تھی۔ لیکن شوقِ شہادت میں حضورؐ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ جب حضور نے انھیں واپسی کا حکم دیا تو وہ رونے لگے۔ حضورؐ نے ازراہ شفقت انھیں شرکت کی اجازت دیدی اور عفراء کے دو نوعمر بچوں کو بھی اجازت مل گئی۔

شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ مسلمان مجاہدوں کی تعداد تین سو پانچ تھی۔ سواریوں میں صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ مسلمانوں کا لباس بالکل سادہ اور کم قیمت تھا

بعض مسلمانوں کے پاس زرہیں تھیں اور بعض کے پاس نہ تھیں تلواریں بھی کچھ زیادہ بہتر نہ تھیں
آنحضرت صلعم نے جب مسلمانوں کی یہ بے سروسامانی دیکھی تو حضورؐ کا دل بھر آیا۔ اور حضورؐ
نے نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ جناب الٰہی میں دعا کی کہ "اے اللہ! تیرے
بندے اور خلیل اور نبی حضرت ابراہیمؑ نے اہلِ مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ اور میں محمدؐ کہ
تیرا بندہ اور نبی ہوں تجھ سے اہلِ مدینہ کے لیئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو ان کے
ناپنے کے پیمانوں اور پھلوں میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینے
کی محبت بسا دے۔ اے اللہ یہاں وبا وغیرہ جو کچھ ہو اُسے دور کردے۔ خداوندا!
میں نے مدینے کو محترم قرار دیا ہے جیسا کہ تیرے دوست حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو
محترم قرار دیا تھا۔ اے اللہ! یہ میرے ساتھی پیدل ہیں ان کو سوار کر دے۔ یہ ننگے ہیں
اِن کو لباس عنایت فرما۔ یہ بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے۔ یہ تنگدست ہیں اِن کو
فراخ دستی عطا کر۔

مسلمان پہلے ہی نشۂ توحید سے سرشار ہو رہے تھے۔ رسول اللہؐ کی دعا نے
انھیں اور بھی جوش و خروش سے لبریز کر دیا۔ انھیں اپنی بے سروسامانی کا ذرا بھی
احساس نہ تھا۔ ان کے دلوں میں صرف یہ اُمنگ اور یہ خیال ترقی پا رہا تھا کہ
جلد سے جلد دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں پہنچ جائیں اور توحید کی تلواروں کے
جوہر دکھا کر مشرکین کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے ناپید کر دیں۔ یا خود جامِ شہادت
پی کر جنت الفردوس میں جا پہنچیں۔ ان کے بازو تلواروں سے زیادہ تقویت کا باعث
تھے۔ اور سب سے بڑا سامانِ جنگ جو اُن کے پاس تھا وہ اُن کا شوقِ شہادت
اور خدا و رسولؐ کے حکم پر نثار ہو جانے کا ولولہ تھا۔

چونکہ مسلمانوں کے پاس سواریاں بہت کم تھیں یعنی صرف ستر اونٹ
اور دو گھوڑے تھے۔ اس لئے تین سو آدمیوں کا سوار ہو کر سفر کرنا بہت مشکل تھا

بعض مجاہدین جیسے سعدؓ بن ابی وقاص وغیرہ ایسے جفاکش تیز رو اور مستعد تھے کہ پیدل روانہ ہوگئے۔ اور تمام راستے اونٹ پر نہیں بیٹھے۔ باقی صحابہ کرام تین تین اور چار چار کی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کی اس جفاکشی اور بے سروسامانی کی داستان ابھی تک تاریخ کو ازبر ہے۔ چنانچہ ایک اونٹ پر سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہوئے۔ حضور کے ہمراہ مشکل کشا شیرِ خدا علی علیہ السلام اور حضرت مرثدؓ یا زید بن حارثہؓ تھے ایک اونٹ پر حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب۔ زید بن حارثہ یا حضرت مرثدؓ ان دونوں میں سے ایک) ابو کبشہؓ اور انسؓ (رسول اللہؐ کے خادم) سوار ہوئے ایک اونٹ پر عبیدہؓ بن حارث طفیلؓ بن حارث حصین بن حارث اور مسطح بن اثاثہ سوار ہوئے۔ ایک اونٹ پر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف سوار تھے۔ غرض اسی طرح تمام مجاہدین قرنِ اول کی پہلی جنگ کے لئے روانہ ہوئے ان جاں بازوں اور سرفروشوں کی بے سروسامانی کا مزید اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ سعد بن زید سلمہؓ بن سلامہ، عبادؓ بن بشر رافعؓ بن یزید اور حارث بن خزمہ پانچ آدمی ایک اونٹ پر سوار چلے جا رہے تھے، اور اس طویل سفر میں اُن کے پاس توشۂ راہ کے طور پر جو کچھ تھا وہ صرف آدھ سیر کھجوریں تھیں۔

**قافلے کی واپسی** اب مشرکین قافلہ کا حال سنئے جو مکے کی ساری دولت لے کر تجارت کے لئے شام کو گیا ہوا تھا۔ سالارِ قافلہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے ضمضم کو بھیجنے کے بعد عرصے تک انتظار کیا کہ قریش کی طرف سے امداد یا کوئی پیام موصول ہو۔ لیکن جب کچھ خیر خبر نہ معلوم ہوئی تو ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے دلاسا دیا۔ اور

کہا کہ تم اب زیادہ عرصے تک شام میں پڑے نہ رہو، بلکہ اپنے وطن کو روانہ ہو جاؤ۔ تم مسلمانوں سے خوف نہ کرو۔ مٹھی بھر ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے علاوہ بریں یہ ناممکن ہے کہ اہل مکّہ ہماری مدد نہ کریں۔ وہ ضرور مکے سے روانہ ہو گئے ہوں گے۔ اور راستے میں اس سے پہلے مل جائیں گے۔ کہ مسلمانوں سے ہماری مڈبھیڑ ہو۔ ابوسفیان کی تقریر اور تشفی سے قافلے والے واپسی پر آمادہ ہو گئے سامان سفر درست کیا گیا۔ اور قافلہ شام سے مکے کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابوسفیان اور قافلے کے دوسرے سرداریس وپیش سے ہوشیار رہ کر سفر کر رہے تھے۔ درمیانی منزلوں میں وہ بہت کم ٹھیرتے تھے۔ تیزی کے ساتھ مکے کی طرف چلے آ رہے تھے۔ اب یہ وہ موقع تھا کہ ادہر تو مشرکین مکے سے روانہ ہو کر مدینے کی طرف ہنسی خوشی شرابیں پیتے اور راگ رنگ کے مزے لوٹتے چلے آ رہے تھے۔ اور دوسری طرف فرزندان توحید اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے سر بکف مدینے سے نکل چکے تھے۔ ابوسفیان اگرچہ اپنے ساتھیوں کو تسلّی دے رہا تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اپنے دل میں وہ مسلمانوں سے بہت خوف زدہ تھا۔ اور ڈر رہا تھا کہ کہیں قافلہ مسلمانوں کے فولادی پنجے میں گرفتار نہ ہو جائے۔ پھر مکے کی ساری دولت اس بے سروسامان گروہ کے قبضے میں چلی جائے گی۔

جس وقت قافلہ بدار میں پہونچا تو یہ لوگ بہت خوف زدہ ہو رہے تھے۔ کیونکہ بدار ایک مرکزی مقام تھا۔ اور اس جگہ مسلمانوں کے حملے کا قوی امکان تھا۔ ابوسفیان بہت فکر مند تھا۔ اور چاہتا تھا کہ کوئی ملجائے تو اس سے مسلمانوں کی نقل وحرکت اور راستے کے امن و امان کے متعلق تحقیقات کرے۔ وہ اسی خیال میں تھا کہ یکایک ایک شخص جسکا نام مجدی

جہالت وکھائی دیا وہ بے تابانہ اس کے پاس پہونچا۔ اور اس سے مسلمانوں کے ارادوں کے متعلق حالات دریافت کئے مجدی نے کہا اس نواح میں تو کوئی شخص بھی تمہاری جستجو میں نہیں ہے۔ ہمیں تمہارے دشمنوں سے تو مطلب نہیں ہے وہ جانیں اور تم جانو۔ یہ تم لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس کے سوا تمہارا کوئی ذاتی دشمن نہیں جو تمہاری تاک میں بیٹھے گا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہاں دو شتر سوار آئے تھے اور انہوں نے اپنے اونٹ بٹھا کر کوئیں سے مشکیزوں میں پانی بھرا تھا۔ وہ کسی سے کچھ کہے سنے بغیر چلے گئے اور اس کے بعد ہم نے ان کو یا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ ابوسفیان یہ واقعہ سنکر بہت گھبرایا۔ اور بھاگا ہوا کنوئیں پر گیا۔ جہاں ان دونوں نے اپنے اونٹ بٹھلائے تھے۔ اور پانی بھرا تھا۔ کنوئیں کے پاس اونٹوں کی میگنیاں اٹھا کر توڑیں اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو مدینے کا چارہ ہے۔ یہ لوگ ضرور محمدؐ کے جاسوس تھے۔ مسلمان یقیناً یہیں کہیں قریب آپہونچے ہیں۔ یہ کہتا ہوا وہ سراسیمہ قافلے میں پہونچا۔ لوگ سواریوں سے اتر کر آسائش کا انتظام کر رہے تھے کہ ابوسفیان نے انہیں روکدیا اور قافلے کو کوچ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ قافلہ بدر کو اپنے بائیں ہاتھ پر چھوڑ کر نہایت تیزی کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے روانہ ہوگیا۔

ابوجہل نے فرات بن حیان کو ابوسفیان کے پاس روانہ کردیا تھا کہ وہ شام کے راستے میں جہاں کہیں قافلہ مل جائے اسے آگاہ کردے کہ قریش کا لشکر بڑی شان وشوکت اور ساز وسامان کے ساتھ مکے سے روانہ ہوگیا ہے اور مناسب وقت پر قافلے کی مدد اور حفاظت کے لیے پہنچ جائیگا قافلے کو چاہئے کہ بے خوف وخطر مکے کی طرف اپنا سفر جاری رکھے۔ لیکن چونکہ

میل راستے قافلے والوں نے اپنا راستہ بدل دیا تھا۔ اس سے فرات بن حیان قافلے والوں سے نہ مل سکا۔ اور اس لئے ابوسفیان کو ابوجہل اور اس کے لشکر کی روانگی کا مطلق علم نہ ہو سکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غیر معمولی تیزی کے ساتھ کوچ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جب ابوسفیان اس قدر دور نکل گیا کہ اس کے خیال میں قافلہ مسلمانوں کی زد سے بچ گیا اور مکہ بھی تھوڑی دور رہ گیا تو اسے ابوجہل اور اس کے لشکر کی روانگی کا علم ہوا۔ ابوسفیان نے اس خیال سے کہ اُس کی تحریک پر یہ لشکر روانہ ہوا ہے۔ اور اگر اسے کچھ نقصان پہونچا تو قوم اس پر ذمہ داری عائد کرے گی۔ فوراً آدمی دوڑائے اور ابوجہل وغیرہ کو پیام بھیجا کہ ہمارا قافلہ خیر و عافیت کے ساتھ یہاں تک آ گیا ہے۔ اور اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہذا تم سب کو چاہئے کہ مکے واپس آ جاؤ مسلمانوں سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے تم نہ آ سکو تو کم از کم گانے والی عورتوں کو ضرور واپس کر دو۔

ابوجہل کو جب یہ پیام پہونچا تو اس نے واپسی سے صاف انکار کر دیا لشکر کے دوسرے لوگ واپس ہونے لگے تو ابوجہل نے طرح طرح کے طعنے دے کر اور غیرت دلا کر انہیں بھی روکا۔ لیکن اس کے باوجود بنی زہرہ اور بنی عدی نہیں رُکے۔ اور کچھ نہ کچھ بہانہ کر کے واپس ہو گئے۔ واپسی میں ان لوگوں کی ملاقات ابوسفیان سے ہوئی۔ اُس نے پوچھا کہ تم کیوں چلے آئے؟ انہوں نے کہا۔ کہ تو نے ہی تو پیام بھیجا تھا کہ قافلہ خیر و عافیت کے ساتھ خطرے سے نکل آیا۔ اب تم لوگ بھی چلے آؤ۔ لہذا ہم چلے آئے

**مسلمانوں کی پیشقدمی** } سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے مختصر

کے ساتھ بیوت السقیا سے روانہ ہو کر بطن عقیق اور مکتمن کے راستے سے بطحاء
ابن ازہر میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں پہونچ کر حضورؐ نے ایک درخت کے
نیچے قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے میدان میں ایک جگہ مسجد کے لئے مقرر کر دی
جہاں آنحضرتؐ اور مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ رات کی رات یہاں ٹھہر کر علی
الصباح بطن ملل کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پیشقدمی کرتے ہوئے بدر کے قریب پہونچ گئے۔

## میدانِ جنگ کا انتخاب

حضورؐ کو مشرکین کی پیشقدمی کا حال مسلمان جاسوسوں کے ذریعے سے معلوم ہوتا رہتا
تھا، جب یہ معلوم ہوا کہ وہ بدر میں پہونچ گئے تو حضورؐ نے بھی بدر ہی میں
پڑاؤ ڈال دیا۔ جب حضورؐ بدر میں رونق افروز ہوئے تو عشاء کا وقت
تھا، حضورؐ نے حضرت علیؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور بسبس بن عمروؓ
کو بدر کے چشمے کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ قریش کے حالات دریافت کریں، اور یہ
فرمایا کہ کوہ ظریب کے دامن میں چھوٹا سا کنواں (قلیب) ہے۔ وہاں
پہونچ کر تم کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور ان کے
ساتھی رات کی تاریکی میں اس نشان دہی کے مطابق روانہ ہوئے، آنحضرتؐ
نے جو پتہ بتایا تھا وہ بالکل درست ثابت ہوا۔ کنوئیں کے پاس قریش کی
پکھالیں اور مشکیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے اٹھالیں۔ آگے بڑھ کر
مسلمانوں کو قریش کے تین غلام جو سقوں کا کام کرتے تھے ملے، ان کو بھی گرفتار
کر کے لشکر اسلام میں لے آئے۔ ان سقوں سے معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر
یہاں سے بہت قریب اترا ہوا ہے۔ صرف ایک ٹیلہ درمیان میں ہے یعنی
ٹیلے کے اس طرف مشرکین نے اپنے خیمے نصب کئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان

سقوں سے دریافت کیا کہ اہل مکہ کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے کہا بہت تعداد ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا ان کا شمار بتاؤ۔ سقوں نے عرض کیا کہ صحیح تعداد ہمیں معلوم نہیں ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں سقوں نے کہا کہ کسی دن نو اونٹ ذبح ہوتے ہیں اور کسی دن دس اونٹ یہ سنکر حضور ؐ نے فرمایا کہ ان کی تعداد ایک ہزار اور نوسو کے درمیان ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ مکے سے کون کون آیا ہے۔ سقوں نے عرض کیا کہ جو شخص آنے کے قابل تھا وہ آگیا ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا:۔ کہ مکے نے اپنا سارا کلیجہ نکال کر پھینکدیا ہے، اسی طرح دیر تک سقوں سے ضروری حالات دریافت کرتے رہے۔ پھر حضور ؐ نے صحابہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ جنگ کے لئے میدان انتخاب کرنا چاہئے

حباب بن منذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ ملاحظہ فرمایئے جس میدان میں ہم اس وقت موجود ہیں اس سے بہتر اور کون سی جگہ ہوگی میرا ناچیز خیال تو یہ ہے کہ ہمیں اس میدان سے آگے بڑھنا چاہئے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہئے یہ جگہ لڑائی کے لئے بہت موزوں ہے۔ یہاں لڑائی کے داؤں گھات کا بھی موقع ہے۔ آگے جو حضور ؐ کی مرضی ہو۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ یہ جگہ تو کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی تم مجھے قریش کے لشکر کی طرف لے چلو۔ میں ایک میدان سے واقف ہوں جو بہت موزوں ہے۔ اس میدان میں کئی کنوئیں ہیں ایک کنواں میٹھے پانی کا ہے۔ اور اتنا گہرا ہے کہ اس کا پانی نہیں ٹوٹتا۔ ہم اس کنوئیں کے پاس ایک حوض بنائیں گے اور اس میں چند برتن ڈال دیں گے۔ تاکہ مجاہدین کو جب پیاس معلوم ہو تو بے تکلف پانی پی سکیں اور بار بار کنوئیں سے پانی کھینچنے کی ضرورت واقع نہ ہو۔ اس میٹھے کنوئیں کے علاوہ سب کنوئیں پاٹ دینگے اس ارشاد کے بعد آنحضرت ؐ پر وحی نازل ہوئی اور حضور ؐ کو بتایا گیا

کہ حباب رضی اللہ عنہ بن منذر کی رائے ٹھیک ہے۔ آپ اسی کے مطابق عمل کیجئے۔ چنانچہ حضور صلعم نے حباب رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کیا۔ اور سب کام اسی طرح کئے جس طرح حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا۔ ضروری تدابیر سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں نے آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیند نے سب پر غلبہ کیا۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیند کا یہ حال تھا کہ میں سنبھل سنبھل کر بیٹھتا تھا۔ لیکن پھر فرش پر گر پڑتا تھا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نیند سے میری یہ حالت تھی کہ میری ٹھوڑی چھاتی سے لگ لگ جاتی تھی۔ اور مجھے خبر نہیں ہوتی تھی۔

## مشرکین پر خوف کا غلبہ

بدر کی پہلی رات جس میں مسلمان امن و اطمینان کے ساتھ آرام سے سو رہے تھے۔ مشرکین پر بہت بھاری تھی۔ جب مسلمان قریش کی مشکیں اور پکھالیں لے کر چلے تو عجیر نامی ایک شخص نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے پکار کر کہا اے قریش دیکھو مسلمان تمہاری مشکیں اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ جس وقت عجیر چیخ چیخ کر لوگوں کو اطلاع دے رہا تھا۔ اس وقت مشرکین نہایت اطمینان کے ساتھ شراب و کباب کے شغل میں مصروف تھے۔ لوگ اونٹ کا کوہان کلیجی اور گوشت بھون بھون کر کھا رہے تھے۔ عجیر کی آواز سنتے ہی مشرکین پر ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ انہوں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ گھبرا کر خیموں سے باہر نکل آئے ایک دوسرے سے اپنے خوف اور وحشت کا اظہار کرنے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ کہنے لگا کہ یہ ہمارا سفر بھی کیسا عجیب ہے۔ کیسی بری بات ہے۔ کہ جب قافلہ بچ کر نکل گیا۔ تو ہم خواہ مخواہ ایک قوم پر چڑھ کر آئے ہیں۔ اور پھر اُسی کے ملک میں جہاں وہ چاہیں کر سکتے ہیں۔ اب ہمیں اپنا بچاؤ مشکل نظر آتا ہے ہم گردش میں آگئے ہیں۔ یہ سب کمبخت ابن حنظلیہ (ابوجہل) کی نحوست ہے۔ اس نے

حکیم بن حزام کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ابو خالد یہ تو بتاؤ کہیں یہ لوگ
شب خون کا ارادہ تو نہیں رکھتے۔ حکیم نے کہا دشمن جو چاہے کر سکتا ہے اسکی
نیت کا حال کیونکر بتایا جا سکتا ہے۔ شب خون کا خوف مشرکین کے دل میں
سما گیا۔ اور ان کی رائے ہوئی کہ رات بھر باری باری سے پہرہ دیا جائے
لشکر میں خوف کی وجہ سے کسی شخص کو نیند نہیں آئی۔

ایک بڑی مشکل یہ درپیش ہوئی کہ کچھ رات گئے یکایک آسمان پر بادل
چھا گئے۔ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ مسلمانوں نے جس میدان میں قیام
کیا تھا اس کی سطح بلند تھی۔ مشرکین کا پڑاؤ نشیب میں تھا۔ زمین بھی ریتیلی تھی
اس آفت آسمانی نے قریش کو بالکل سراسیمہ کر دیا۔ ان پر "جائے ماندن نہ
پائے رفتن" کی مثل صادق آتی تھی۔ وہ بالکل دلدل میں پھنس گئے تھے اور
تو یہ بلائے آسمانی ان پر مسلط تھی۔ ادھر ہر لحہ ان کو شب خون کا اندیشہ تھا۔
گھوڑے بارش کی تکلیف سے ہنہناتے اور اونٹ شور کرتے تو انہیں سخت
ناگوار ہوتا۔ کیونکہ ان آوازوں سے ان کے خیال میں مسلمان آسانی سے
ان کا سراغ لگا سکتے تھے چنانچہ وہ اونٹوں اور گھوڑوں کو مار پیٹ کر اور
جس طرح ممکن ہوتا خاموش کرتے تھے خوف و دہشت کی وجہ سے کسی شخص کو بھی نیند
نہیں آئی۔ ہر شخص مسلمانوں ہی کا ذکر کرتا رہا۔ اور دوسرے دن ہونے والی
لڑائی کی تدبیروں اور صورتوں پر بحث ہوتی رہی۔ منبہ بن حجاج غم و
غصے کی حالت میں صبح تک یہ شعر پڑھتا رہا کہ :- شعر

لَمْ يَتْرُكِ الْخَوْفُ لَنَا مَبِيْتَا　　لَا بُدَّ اَنْ نَّمُوْتَ اَوْ نُمِيْتَا

رخوف نے ہمیں تمام رات سونے نہیں دیا۔ اب اس کے سوا اور کوئی
چارہ کار نہیں کہ مر جائیں یا مار ڈالیں)

اُس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کل جب محمدؐ اور ان کے لشکر سے مقابلہ ہو تو تم جوان جوان لوگ ان کو گھیر لینا مدینے والوں کو بھی نہ چھوڑنا۔ ان سب کو پکڑ کر مکے لے چلیں گے۔ اور وہاں پہنچکر ان سب کا مزاج پوچھیں گے۔ اور اپنے آبائی دین سے پھر جانے کا مزا چکھائیں گے۔

ابوجہل کو جب یہ واقعات معلوم ہوئے تو اس نے ڈرنے والوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اس نے کہا کہ یہ سب عتبہ کی کارروائی ہے۔ یہ بہت ڈرپوک ہے۔ مجھے تم لوگوں کی عقل پر حیرت ہے۔ تم یہ نہیں سمجھتے کہ محمدؐ اور اُن کے ساتھی تمہارے اتنے بڑے لشکر سے بھی خوف نہ کریں گے۔ اور ان کو ہمت ہوئی کہ کچھ داؤں کریں تم جن باتوں سے ڈرتے ہو مجھے ان کا غم بھی نہیں ہے خیر میں تو اپنے آدمیوں کو لے کر تمہاری جماعت سے الگ ہوا جاتا ہوں۔ مجھے تمہاری ... ضرورت نہیں ہے۔ ابوجہل کی یہ گفتگو لوگوں نے پسند نہیں کی۔ عتبہ دانت پیسنے لگا۔ اور دوسرے بھی اس کی نسبت ناراضی کا اظہار کرنے لگے۔

**مسلمانوں کی صف آرائی** } مسلمان رات کو آرام سے سونے کی بنا پر صبح کو تازہ دم اٹھے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں کے ساتھ فریضۂ سحری ادا کیا۔ اس کے بعد حضورؐ اور صحابہ میدانِ جنگ کی درستی میں مصروف ہو گئے آنحضرتؐ نے تین جھنڈے اپنے لشکر کے لئے تیار کئے۔ ایک جھنڈا مصعبؓ بن عمیر کو عطا فرمایا اور انہیں مہاجرین کا علم بردار بنایا۔ دوسرا جھنڈا قبیلۂ خزرج کے لئے تجویز کر کے حباب بن منذرؓ کو مرحمت کیا۔ تیسرا جھنڈا قبیلۂ اوس کے نام تھا۔ اور اس کے لئے سعد بن معاذ کو انتخاب فرمایا۔ ان

جھنڈوں کے پھریروں پر جلی حرفوں میں عربی زبان میں لکھا تھا اے خدائے برتر اے کائنات کے سادہ صفحے پر تصویر بنانے والے اور اسے عدم سے وجود میں لانے والے۔ اسلام کے دشمنوں کو فنا کر دے۔

جس وقت رسول اللہ صلعم اور صحابہ میدانِ جنگ کی تیاری میں مصروف تھے۔ حضرت سعد رضہ بن معاذ نے نہایت ادب کے ساتھ سرورِ کائنات سے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ہم مسلمانوں کی تعداد مشرکین کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ ہم خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے میں پس و پیش نہیں کریں گے۔ اور خدا نے اپنا فضل کیا تو ہم دشمنوں پر غالب آجائیں گے لیکن میری آرزو ہے کہ احتیاطاً آپ کے لئے ایک جھونپڑی بنا دیں۔ آپ اس میں تشریف فرما رہیں۔ آپ کے آس پاس ہر وقت سواروں کا انتظام رہے۔ جب ہم جاں نثار دشمن پر حملہ کریں اور خدا ہمیں کامیاب کر دے تو بس یہی ہماری مراد ہے۔ لیکن خدانخواستہ معاملہ برعکس ہوا تو آپ آسانی کے ساتھ سوار ہو کر اپنے باقی ماندہ دوستوں کے پاس مدینے میں تو جا پہنچیں گے

سرورِ عالم صلعم نے فرمایا اے سعد رضہ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھا انتظام کرے گا باقی تمہاری جو خواہش ہے اس کے مطابق تم بھی انتظام کر لو۔ حضور صلعم سے اجازت پا کر حضرت سعد رضہ اور صحابہ نے کھجور کی ٹہنیاں اور گھاس پھونس لیکر ایک چھوٹی سی جھونپڑی تیار کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ جنگ میں مناسب موقع پر ایک حوض بنوایا اور اسے پانی سے بھروا دیا۔ اور چند برتن اس میں ڈالوا دیئے۔ تاکہ مسلمانوں کو اثنائے جنگ میں پیاس معلوم ہو تو وہ آسانی کے ساتھ سیراب ہو سکیں۔

نسیمہ بیگم صاحبہ۔ عمر ۱۳ سال

## کوہاٹ

مرزا عمر بیگ نظامی عمر ۶۴ سال

## ملہاری

پیش امام عبدالصمد صاحب عمر ۱۹ سال

سید قادر بادشاہ چشتی نظامی ״ ۴۰ ״

پیش امام عبدالعزیز صاحب عمر ۴۰ ״

سید سعد اللہ حسینی چشتی ״ ۲۱ ״

پیش امام محمد شریف صاحب ״ ۴۰ ״

سید اعظم صاحب ״ ۱۸ ״

موکہ محبوب صاحب ״ ۴۸ ״

پیش امام قادر محی الدین صاحب ״ ۵۶ ״

طاہر حسین صاحب عمر ۱۰ سال

عمر خاں صاحب ״ ۱۹ ״

پیش امام محمد عثمان صاحب ״ ۴۰ ״

سید محبوب صاحب ״ ۲۳ ״

مستان صاحب ״ ۲۰ ״

محی الدین صاحب ״ ۵۰ ״

امام حسین صاحب ״ ۲۳ ״

میاں صاحب ״ ۳۴ ״

یو۔ باشو صاحب ״ ۱۸ ״

سید معین نظامی ״ ۲۰ ״

حاجان صاحب عمر ۱۶ سال

محمد حسین صاحب ״ ۱۶ ״

موکہ خواجہ بھائی صاحب ״ ۱۵ ״

نی عمر خاں صاحب ״ ۲۰ ״

سید غلام نبی صاحب ״ ۳۰ ״

خواجہ حسین صاحب ״ ۳۱ ״

## تحدری اننت پور

نبی علی اخشیر نظامی عمر ۲۵ سال

کے۔ امام صاحب عمر ۲۲ سال

محمد شریف نظامی عمر ۲۳ سال

کے۔ فخر اللہ خاں صاحب عمر ۳۰ سال

محمد خلیل الرحمن صاحب عمر ۴۶ سال

یم۔ یین قادر خاں صاحب عمر ۲۵ سال

بم۔ یین منان خاں صاحب عمر ۴۰ سال

ٹی۔ کے ننھے میاں صاحب عمر ۵۵ سال

عبداللہ خاں مظہر خاں صاحب عمر ۳۵ سال

گنڈ لور عالم صاحب عبداللہ

گنڈ لور عالم صاحب عمر ۳۵ سال

قادر ولی یےین امام صاحب عمر ۳۰ سال

حاجی خواجہ بدرالدین خطیب قاسم صاحب عمر ۵۰ سال

یم فخر الدین باد و میاں صاحب عمر ۳۵ سال

حکیم غوث خاں امام خاں صاحب عمر ۴۰ سال

سید محبوب حسینی صاحب عمر ۴۴ سال

سید حسینی بیڈل صاحب عمر ۵۰ سال

سی۔ عبدالعزیز صاحب عمر ۴۵ سال

کے۔ ہیر صاحب عمر ۲۶ سال

علی خاں داؤد زالی صاحب عمر ۲۷ سال

## کشمیر

محمد خورشید صاحب ولد گلاب خاں اباجی عمر ۱۶ سال

بغیا بیگم صاحبہ بنت عبدالحلیم صاحب عمر ۲۰ سال

## ادہونی

داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی عمر ۴۴ سال
سارا خاتون نظامی عمر ۳۰ سال
داروغہ محمد موسیٰ نظامی " ۳۵ "
گوڈور عبد الغفار نظامی " ۳۲ "
گوڈور عبد الرحیم نظامی " ۴۸ "
گوڈور عبد الغنی نظامی " ۱۵ "
گوڈور امام الدین نظامی " ۲۱ "
گوڈور نظام الدین نظامی " ۵ "
داروغہ فاطمہ خاتون نظامی " ۹ "
" طاہرہ خاتون نظامی " ۷ "
" خواجہ بانو نظامی " ۹ "
گوڈور حسن احمد نظامی " ۳۶ "
" محمد اسحاق نظامی " ۱۲ "
" قادر بی نظامی " ۵۰ "
" عائشہ خاتون نظامی " ۷ "
داروغہ خیر النسا بیگم نظامی " ۵ "
گوڈور رحمت بی نظامی " ۳۰ "
منیار عبد الصمد نظامی " ۳۰ "
منیار خواجہ حسین نظامی " ۳۱ "
" قادر بی نظامی " ۴۰ "

گوڈور شریفہ خاتون نظامی عمر ۱ سال
منیار رسول بی نظامی عمر ۲۰ سال
رائچور عبد النبی نظامی عمر ۴۸ "

## ولنگٹن نیلگری

سید امیر نظامی ۔ عمر ۴۴ سال
سید باچیا نظامی " ۲۵ "
غلام فرید نظامی " ۲۴ "
سید ہاشم نظامی " ۳۸ "
سید پیر نظامی " ۳۰ "
سید محمد یعقوب " ۲۰ "
سید سلطان نظامی " ۱۱ "
محمد علی نظامی عمر ۲۷ سال
ابو شحمہ نظامی عمر ۳۰ "
شیخ داؤد نظامی " ۲۷ "
سید عبد الغفار نظامی " ۴۰ "
دی۔ عبد اللہ موذن " ۲۱ "
اصغر علی عمر ۱۴ سال
سید محمد صاحب عمر ۱۹ سال
باقی حسین عرف محبوب پاشا عمر ۲۳ "
حکیم محمد نور الدین مدنی " ۴۰ "

بابا جان نظامی عمر ۲۳ سال
سید محی شاہ نظامی (عمر نہیں لکھی)
سید عبد الرزاق نظامی ( " )
محمد حسین صاحب خیاط عمر ۲۵ سال
محمد شفیع صاحب خیاط ۲۵ سال
قادر شریف صاحب عمر ۲۵ "
عبد الحمید نظامی عمر ۲۰ سال
ابو طالب نظامی عمر ۱۳ سال
صدیق حسین صابر " ۹ "
غلام رسول نظامی (عمر نہیں لکھی)
سید احمد نظامی عمر ۲۲ سال
محمد صالح صاحب " ۲۷ "
ظفر علی صاحب " ۲۰ "

## گنجبہ

فضل کریم نظامی عمر ۵۰ سال
احمد خان صاحب " ۴۸ "
اللہ لوک نظامی " ۵۰ "
فتح شیر صاحب " ۵۰ "
عبد العلی قادری " ۲۹ "
محمد عبد الغنی حیدری چشتی " ۲۵ "

حاجی علی محمد صاحب عمر ۶۰ سال
حافظ نذیر عالم صاحب (عمر نہیں لکھی)
یوسف شاہ عمر ۱۶ سال
فضل کریم صاحب ہیڈ ماسٹر ۴۰ ”
فضل الٰہی صاحب ” ۲۹ ”
ایم بشیر عالم صاحب ” ۱۴ ”
خورشید عالم عمر ۱۲ سال
غلام رسول صاحب عمر ۳۵ ”
غلام مصطفیٰ صاحب ” ۲۵ ”
فیض احمد صاحب ” ۲۳ ”
حافظ نذیر احمد صاحب ” ۲۰ ”
محمد حسین صاحب ” ۲۴ ”
میاں فضل احمد صاحب ” ۷۰ ”
مستری فضل الٰہی صاحب ” ۲۲ ”
محمد شریف صاحب ” ۳۵ ”
خان محمد صاحب ” ۲۰ ”
سردار شاہ صاحب ” ۵۴ ”
محمد اکرم صاحب ” ۲۰ ”
صوبیدار خاں صاحب ” ۴۷ ”
چودہری غلام احمد صاحب ” ۲۰ ”
احمد خاں صاحب ” ۲۰ ”

محمد جمیل عمر ۵ سال
محمد الدین صاحب ” ۴۳ ”
محمد سعید صاحب ” ۶۰ ”
فضل احمد صاحب ” ۳۰ ”
سرور خاں عمر ۱۵ سال
سلطان صاحب ” ۴۰ ”
حبیب اللہ صاحب ” ۳۹ ”
عبداللہ صاحب ” ۱۳ ”
محمد دین صاحب ” ۲۸ ”
سلطان صاحب ” ۴۰ ”
کرم الٰہی صاحب ” ۲۵ ”
رحمت صاحب ” ۳۰ ”
عبدالمجید صاحب ” ۳۵ ”

## ریاست فریدکوٹ

اندر سنگھ نظامی عمر ۶۰ سال
سردار رولیا سنگھ صاحب ” ۲۸ ”
سردار زبیر سنگھ صاحب عمر ۳۲ ”
سردار رام رکھ سنگھ ” ۲۸ ”
محمد اسمٰعیل صاحب ” ۳۰ ”
محمد شفیع صاحب ” ۴۲ ”

خواجہ خاں صاحب عمر ۴۰ سال
محمد موسیٰ صاحب ” ۷۰ ”
محمد اکبر صاحب ” ۴۴ ”
حاکم علی صاحب ” ۲۵ ”
مہر سنگھ صاحب ” ۲۸ ”
سراج الدین صاحب ” ۲۴ ”
شبیر محمد صاحب ” ۲۳ ”
محمد مراد صاحب ” ۲۵ ”
محمد شفیع صاحب ” ۲۰ ”
سردار لابھ سنگھ صاحب ” ۲۶ ”

## سہارن پور

محمد عبداللہ چشتی نظامی عمر ۶۰ سال
عبدالسبحان نظامی ” ۴۰ ”
محمد صادق نظامی ” ۵۰ ”
محمد عیسیٰ صاحب ” ۳۷ ”
بشیر احمد نظامی ” ۳۰ ”
محمد صدیق صاحب ” ۴۰ ”
نہال احمد صاحب ” ۴۰ ”
عبداللہ نظامی ” ۵۰ ”
عبدالرحمٰن صاحب ” ۲۳ ”

حاجی امام الدین نظامی عمر ۶۵ سال
محمد صابر صاحب عمر ۴۸ سال
محمد ابراہیم صاحب ؍؍ ۵۰ ؍؍
محمد حاذق صاحب ؍؍ ۲۰ ؍؍
حکیم محمد علی صاحب ؍؍ ۳۶ ؍؍
بابو عبداللہ صاحب ؍؍ ۵۰ ؍؍
حافظ الیاس احمد صاحب ؍؍ (نہیں لکھی)
منشی ولی محمد نظامی عمر ۵۰ سال
کرم الٰہی خاں صاحب ؍؍ ۶۰ ..
حکیم الطاف حسین صاحب ؍؍ ۴۰ ؍؍
محمد عاشق صاحب ؍؍ ۲۵ ؍؍

## جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں

علی محمد نظامی ۔ عمر ۴۵ سال
میاں احمد بخش ؍؍ ۲۶ ؍؍
عبدالعزیز عرف اللہ دیا عمر ۳۰ سال
منظور احمد صاحب عمر ۲۲ سال
نور احمد صاحب ؍؍ ۱۸ ؍؍
میاں خیر محمود صاحب ؍؍ ۵۰ ؍؍
قاضی خورشید احمد صاحب ؍؍ ۲۵ ؍؍
میاں حضور احمد صاحب چشتی ؍؍ ۲۲ ؍؍

منظور احمد صاحب عمر ۳۵ سال
مظفر احمد صاحب ؍؍ ۲۰ ؍؍
لیچپال حسین صاحب ؍؍ ۱۵ ؍؍
غلام محمد صاحب ؍؍ ۲۱ ؍؍
اللہ دلوایا صاحب ؍؍ ۳۰ ؍؍
رحیم بخش صاحب ؍؍ ۲۰ ؍؍
جمال محمد صاحب ؍؍ ۲۸ ؍؍
کریم بخش صاحب ؍؍ ۳۰ ؍؍

## حیدرآباد دکن

محمد یوسف حسین اقبال شاہ نظامی ۔ عمر ۵۵ سال
محمد محمود نظامی عمر ۳۰ سال
حسن اقبال نظامی عمر ۱۷ ؍؍
محمد حامد نظامی عمر ۱۵ ؍؍
محمد عبدالواحد صاحب ؍؍ ۱۰ ؍؍
سید عبدالستار صاحب ؍؍ ۲۵ ؍؍
محمد عبداللہ صاحب ؍؍ ۶۰ ؍؍
محمد عبدالرحمن صاحب ؍؍ ۳۲ ؍؍
مہنت بالا پرشاد صاحب ؍؍ ۸۰ ؍؍
محمد شبیر الدین صاحب ؍؍ ۱۸ ؍؍

احمد محی الدین صاحب عمر ۴۰ سال
سید محمود علی صاحب عمر ۱۸ ؍؍
محمد یوسف علی نظامی ؍؍ ۳۵ ؍؍
میر محبوب صاحب ؍؍ ۳۵ ؍؍
میر قاسم علی صاحب ؍؍ ۳۰ ؍؍
محمد معین الدین نظامی ؍؍ ۳۵ ؍؍
خدیجہ بی بی نظامی عمر ۴۵ سال
غوثیہ بیگم صاحبہ ؍؍ ۲۰ ؍؍
جیلانی بیگم صاحبہ ؍؍ ۲۵ ؍؍
بی جان بی بی صاحبہ ؍؍ ۴۵ ؍؍
جیلانی بی بی صاحبہ ؍؍ ۲۶ ؍؍
آمنہ بی بی صاحبہ ؍؍ ۴۰ ؍؍
محمد غوث صاحب ؍؍ ۴۲ ؍؍
قاضی محمد رکن الدین خاں دانا نظامی ۵۵
محمد امام الدین صاحب عمر ۶۵ سال
محمد سید کرم [illegible] صاحب عمر ۵۰ سال
میر محبوب علی صاحب ؍؍ ۴۲ ؍؍
قاری محمد نظام الدین صاحب ؍؍ ۷۰ ؍؍
غلام دستگیر خاں نظامی ؍؍ ۴۵ ؍؍
محمد معین الدین نظامی ؍؍ ۳۵ ؍؍
ابرار احمد صاحب عمر ۴۵ سال
محمد جمال صاحب عمر ۴۵ ؍؍

# پنچ محل گودھرہ

محمد صادق نظامی عمر ۶۰ سال
اکبر میاں نظامی ״ ۲۹ ״
ولی محمد خاں صاحب ״ ۲۲ ״
عرب علی صاحب ״ ۲۵ ״
عجم علی عمر ۲۰ سال
امرت بی بی نظامی عمر ۵۰ سال
آمنہ بی بی نظامی ״ ۲۲ ״
ظریف عمر صاحب ״ ۲۲ ״
اشفاق علی صاحب ״ ۲۵ ״
یوسف بھائی صاحب ״ ۲۸ ״
اسمٰعیل صاحب ״ ۶۲ ״
شیخ عبدالحمید صاحب ״ ۴۶ ״
سید گوہر علی صاحب ״ ۶۳ ״
نظام علی صاحب ״ ۲۲ ״
حاجی نصیر الدین صاحب ״ ۲۸ ״
رسول میاں صاحب ״ ۵۰ ״
حسین خاں صاحب ״ ۲۵ ״
محبوب خاں صاحب ״ ۵۰ ״
خالو بھائی صاحب ״ ۴۷ ״

رحمان خاں صاحب عمر ۲۸ سال
منور خاں صاحب ״ ۴۰ ״
ظریف خاں صاحب ״ ۳۰ ״
منیر خاں صاحب ״ ۲۴ ״
امام خاں صاحب ״ ۲۲ ״
لطیف خاں صاحب ״ ۱۹ ״
جعفر علی صاحب ״ ۲۸ ״
شہاب الدین صاحب ״ ۵۰ ״
سمیع الدین صاحب ״ ۵۰ ״
ابراہیم میاں صاحب ״ ۲۵
حسین میاں صاحب ״ ۴۵ ״
احمد میاں صاحب ״ ۲۷ ״
محمد بھائی صاحب پٹیل ״ ۶۵
حمید خاں صاحب ״ ۴۵ ״
یعقوب خاں صاحب ״ ۳۲ ״
عنایت خاں صاحب ״ ۲۵ ״
قاضی صدر الدین صاحب ״
نظام الدین صاحب ״ ۲۵ ״
حبیب اللہ میاں صاحب ״ ۴۵ ״
ارجمند خاں صاحب ״ ۴۵ ״

# عدن

شیخ زکریا نظامی جلالپوری عمر ۴۴ سال

# کلکتہ

محمد عمر صاحب اجمیری عمر ۵۵ سال
علی محمد صاحب ״ ۴۳ ״
محمد صاحب ״ ۳۸ ״

# حیدرآباد دکن

محمد عابد حسین خاں نظامی عمر ۳۲ سال
محمد صاحب فتح یں ״ ۲۵ ״
محمد نواب معین الدین صاحب ״ ۵۰ ״
محمد سلطان صاحب ״ ۱۵ ״
محمد نصیر صاحب ״ ۴۰ ״
گل بہار شاہ صاحب ״ ۲۸ ״
محمد خواجہ صاحب ״ ۴۲ ״
محمد ریاض الدین صاحب ״ ۴۵ ״
محمد بدرالدین صاحب ״ ۲۵ ״
میر حسین علی صاحب ״ ۲۵ ״
محمد قاسم صاحب ״ ۲۰ ״

محمد ابراہیم صاحب عمر ۱۵ سال
سید مولانا صاحب عمر ۲۵ ″
سید مجتبیٰ صاحب ″ ۲۴ ″
حمید خاں صاحب ″ ۳۵ ″
محمد مشتاق احمد صاحب ″ ۲۵ ″
علاء الدین صاحب ″ ۲۰ ″
شیخ محبوب صاحب ″ ۳۰ ″
حافظ احمد منور علی خانصاحب ″ ۴۵ ″
محمود شریف صاحب عمر ۳۵ ″
محمد نظام الدین صاحب ″ ۳۵ ″
محمد ولی الدین صاحب ″ ۴۵ ″
احمد شریف صاحب عمر ۴۷ ″
محمد علی خاں صاحب ″ ۷۷ ″
محمد جمال الدین نظامی ″ ۶ ″
وقار النسا بیگم نظامی ″ ۱۲ ″
طاہرہ النسا بیگم نظامی ″ ۷ ″
عبدالقادر صاحب ″ ۱۶ ″
محمد اسحاق صاحب ″ ۲۵ ″
محمد جعفر علی صاحب ″ ۱۵ ″
سید غوث صاحب ″ ۲۲ ″
محمد ضیاء الحق صاحب ″ ۲۶ ″

محمد معین الدین صاحب عمر ۵۰ سال
محمد عزیز الدین صاحب ″ ۱۴ ″
محمود علی صاحب ″ ۴۰ ″
محمد مقصود علی صاحب ″ ۲۲ ″
محبوب بیگم نظامی ″ ۳۰ ″
امیر النسا بیگم نظامی ″ ۱۰ ″
رحمت النسا بیگم نظامی ″ ۹ ″

## دہلی

سید یامین نظامی عمر ۳۰ سال
اہلیہ ″ ″ ″ ۲۷ ″
اہلیہ ″ ″ ۲۱ ″
امینہ بیگم عمر ۱۳ سال
شمیمہ بیگم ″ ۹ ″
نسیمہ بیگم ″ ۷ ″
محمد مسلم ″ ۶ ″
نعیمہ بیگم ″ ۵ ″
نور جہاں ″ ۱ ″
حسینہ بیگم ″ ۱ ″

## ضروری اطلاع

تمام ہندوستان سے روزانہ خانہ پری کئے ہوئے میثاق نامے آرہے ہیں جو حسب گنجائش منادی میں شائع رہیں گے مگر خانہ پری کرنے والے اصحاب ذرا توجہ سے کام کریں جو لوگ میرے مرید ہیں اُن سب کے ناموں کے ساتھ نظامی لکھنا ضروری ہے اور ہر ایک کی عمر لکھنی بھی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان سب کو جن کی عمر سمجھنے کے قابل ہو ہمیشہ منادی کے وہ مضمون جن کا تعلق چشتی برادری سے ہے سُنائے جائیں اور اس کی ضرورت بھی ہے کہ چشتی برادری میں جن لوگوں کو کام کرنے کی فرصت ہو وہ دفتر دہلی سے میثاق نامے منگالیں اور نئے لوگوں کو شریک کریں۔ ہندوؤں اور سکھوں اور پارسیوں اور عیسائیوں کو بھی شریک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو لوگ اختلاف کریں اُن سے جھگڑنا نہیں چاہئے بس چشتی چالیسی دکھا دیں کافی ہے ـ حسن نظامی

# دُعا خانہ

درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی قدیمی مسجد کی پشت پر میں نے ایک مسافر خانہ بنوالیا ہے۔ اُس مسافر خانے کے صحن میں دُعا کی مجلس مقرر کی گئی ہے۔ جہاں روزانہ شام کے وقت میں خود بیٹھا کروں گا۔ اور درگاہ کے سب درویش اور میرے بچے بھی اس مجلس میں شریک ہوا کریں گے۔ جہاں خواجگانِ چشت کے فرمودہ ختم پڑھے جائیں گے اور چشتی برادری کے ممبروں کے دینی اور دُنیاوی مقاصد کے لئے دُعائیں مانگی جائیں گی۔

## مدینہ منورہ میں دُعا کا انتظام

میرے ایک مخلص دوست ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں چلے گئے ہیں اور اُن ہی کے ذریعے مساکین مدینہ منورہ کی امداد کی رقمیں جو مجھے وصول ہوتی ہیں تقسیم کراتا ہوں۔ اور اب میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ چشتی برادری کے ممبر، جو اپنے دینی دنیوی مقاصد کی اطلاعیں بھیجیں تو پہلے اُن کے واسطے اپنی دعا کی مجلس میں دُعا کی جائے۔ اور اس کے بعد مدینہ منورہ کے دوست کو خط کے ذریعے اطلاعات بھیج دی جائیں تاکہ وہ روضۂ اطہر کی مقدس جالی کے سامنے کھڑے ہو کر اُن سب کے لئے دُعا کر دیا کریں۔

یہ انتظام خدا نے چاہا میرے بعد بھی قائم رہے گا۔ اور میرے جانشین کا فرض ہوگا کہ وہ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور سکھوں اور پارسیوں کی دعائیں برابر تاجدار مدینہ کے پاک دربار تک پہنچاتا رہے۔ تاکہ میری چشتی برادری کو خدا کے پیارے رسولؐ کا فیضان حاصل ہوتا رہے۔ کیونکہ پچاس برس سے تجربہ کر رہا ہوں کہ ہندوستان کی قوموں میں باہمی اختلاف بعض سیاسی لوگوں نے پیدا کیا ہے ورنہ ہندوستان کی غیر مسلم قومیں سب کی سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی برکتوں اور طاقتوں کو مانتی ہیں اور اولیاء اللہ کی تاثیرات روحانی اور کرامتوں کی بھی قائل ہیں البتہ اس کی ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں سے میل جول اور محبت بڑھائی جائے ورنہ خدا نہ کرے سگے بھائی بھی آپس میں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔

حسن نظامی

خواجہ حسن ثانی نظامی پرنٹر پبلشر نے اپنے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر خانقاہ حضرت نظام الدین نئی دہلی سے شائع کیا

تمام دُنیا کی چشتی برادری کا
ہفت روزہ اخبار
اسم اعظم اللہ کی تجلی سے ہر آدمی کے
دل کو روشن کرنے والا

# مُنادی

ہیکل اسم اعظم دہلی سے ساتویں دن شائع ہوتا ہے اور سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

| سالانہ قیمت دو روپے<br>ہندوستان سے باہر ۳ شلنگ | ۲۲ محرم سنہ ۱۳۶۴ اسلامی ہجری یا قمری<br>۸ جنوری سنہ ۱۹۴۵ عیسوی شمسی | ایک پرچہ ایک آنہ<br>ایڈیٹر علی بن حسن نظامی |
| --- | --- | --- |

## قربانیاں

بمبئی والے سیٹھ رحیم کریم مستری نے ہیکل اسم اعظم دہلی کی تعمیر کے لئے سات ہزار روپے قربان کئے

---

خان بہادر محمد قلی خاں صاحب کے برادر زادے ایاز خاں صاحب خٹک نے پچاس روپے منادی کی امداد کے لئے دیئے

## تجلیاں

حسین ٹیکری ریاست جاورہ میں ہر رات ایک غیبی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ ہر قوم کے بیمار اور مراد مند دیدار کے لئے جاتے ہیں اور تندرست اور مراد مند ہو کر آتے ہیں۔ نواب صاحب جاورہ نے ہزاروں زائرین کے ٹھیرنے کا انتظام کر دیا ہے اس ہفتے خبر آئی ہے کہ خود نواب صاحب بہت بیمار تھے حسین ٹیکری پر جا کر رہے اور بالکل تندرست ہو گئے۔ انکا کے اندھیرے میں یوں ذات پاک کی تجلی جلوہ دکھاتی ہے

خواجہ حسن نظامی نے اپنے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھاپ کر دفتر منادی سے شائع کیا

# اردو کتابیں اور اخبار

اجیت } لاہور سے ایک روزانہ اخبار اجیت جاری ہوا ہے۔ سائز بڑا۔ کاغذ اچھا لکھائی۔ چھپائی عمدہ۔ خبریں جلدی اور اثر کرنے والے ڈھنگ سے شائع کرتا ہے۔ اخباری ذوق کی سب چیزیں لکھتا ہے۔

اوراق گل } بڑے سائز کی مجلد اور باتصویر کتاب ۳۷۰ صفحات۔ کاغذ نہایت عمدہ۔ لکھائی چھپائی خوش منظر عکسی تصویریں بہت صاف۔ ضمیر احمد صاحب ہاشمی دہلوی نے امتیاز علی صاحب عرشی کی ہم نوائی سے مرتب کی ہے۔ اور ہز ہائی نس نواب سر سید رضا علی حاکم حکومت رام پور کے علمی بیت المال سے چشمۂ کوثر سے سیراب ہوئی ہے۔ اور سادات بارہ کے روشن چراغ سید بشیر حسین زیدی وزیر اعظم کی ادبی عقل نے بالکل نرالے طور سے مرتب کرایا ہے۔

ہندوستان کے جو نامور شاعر رام پور میں گئے ان کی تصویر۔ اور چیدہ چیدہ اعلیٰ غزل اور دستخط اور حالات درج کئے ہیں۔ حاکم رام پور اور ان کی ملکہ کا کلام بھی درج کیا ہے۔ اور یوں علمی جمہوریت اس کتاب کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے آج تک کسی زبان میں شاعروں کا ایسا تذکرہ شائع نہیں ہوا تھا۔

شکر بنانے والی ریاست نے یہ شکر لی میٹھی کتاب شائع کر کے ہر آنکھ کا منہ میٹھا کر دیا۔

کسی سوداگر کی کتاب نہیں ہے اس لئے قیمت درج نہیں ہے۔

علم پوشے کہ ملبب بام نظر می آمد
نہ بزاری نہ بزور و نہ بزر می آمد

میر صاحب } ۲۰۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے۔ عادل رشید صاحب نے لکھی ہے۔ اور مکتبہ سلطانی بھنڈی بازار بمبئی نے شائع کی ہے سرورق رنگین اور باتصویر ہے۔ میر صاحب کے مختلف دلچسپ کاموں کے ۹ مضامین اس کتاب میں ہیں شوکت تھانوی کے "عشی جی" کا سا مزاحیہ انداز نگارش ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا ہے۔ عادل رشید صاحب اگر بمبئی کے ہیں تو زیادہ تعریف کے مستحق ہیں کہ زبان صاف لکھی ہے۔ قیمت تین روپے۔ نتیجہ خیز تفریح کی کتاب ہے۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## ہیکل اسم اعظم کی تعمیر

آج یکم جنوری ۱۹۴۵ء شمسی یوم دوشنبہ یعنی یوم قمر کی صبح کو درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیٰؒ کے شمالی دروازے کے برابر غالب روڈ کے متصل اسم اعظم کی ہیکل کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور اس کام کے لئے ایسے مزدور منتخب کئے جن کے نام اسمائے صفاتی تھے۔ یعنے کریم۔ غنی۔ لطیف۔ امیر۔ معین نام کے مزدوروں نے کام شروع کیا۔ تاکہ اسم اعظم کی صفات حسنہ کا ظہور اس ہیکل میں ہو۔

ہیکل بہت قدیمی لفظ ہے۔ اور میں اس کو نئے زمانے کے ہندوستان میں رائج اور مشہور کرنا چاہتا ہوں۔

## رحیم کریم کی مدد

بمبئی سے رحیم کریم مستری نے سات ہزار روپے بھیجے ہیں۔ اور یہ نام اسم اعظم کے صفاتی نام ہیں۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہیکل چشتی برادری کے دلوں میں رحم و کرم کی تاثیرات پیدا کرے گی۔

## شہیدہ رضیہ سلطانہ کا مقبرہ

آج نئے سال کا پہلا دن ہے۔ اس لئے ہیکل اسم اعظم کی تعمیر کے ساتھ ہی شہنشاہ ہندوستان کی ملکہ رضیہ سلطانہ بنت سلطان شمس الدین التمش کا روضہ بنانے کی اسکیم بھی تیار کی۔ اس ملکہ نے اپنے نامور باپ سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ مل کر بیس برس ہندوستان پر حکومت کی تھی۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد ساڑھے تین برس تک خود بھی شہنشاہی کی تھی۔ اور رواجی غلط شبہات کی بنا پر ملکہ کے بھائیوں نے اہل دربار کو اشتعال دیکر ملکہ کو شہید کرا دیا تھا۔ اور ملکہ کا مزار دہلی شاہجہان آباد میں موجود ہے اور بہت بری حالت میں ہے۔ اور میں نے آنریبل سر فیروز خاں صاحب کی صدارت میں ایک

مضمون پڑھا تھا۔ اور مقبرہ بنانے کی تجویز پیش کی تھی۔

آج مقبرے کا نقشہ بنوانے کا کام شروع کیا گیا میں اس مقبرے کو ملکہ کی شان کے قابل بنانا چاہتا ہوں اور خدا نے چاہا ۱۹۴۵ء میں یہ مقبرہ تیار ہو جائے گا۔

ایک لاکھ روپے اس کام میں خرچ کروں گا اگرچہ آج ایک پیسہ بھی موجود نہیں ہے۔ لیکن کل ایک لاکھ آجائیں گے۔

---

## ہندوستانی ٹوپی

پہلے مسلمانوں میں ترکی ٹوپی۔ اور ہندوؤں میں گول ٹوپی جس کو فلٹ کیپ کہتے تھے رائج تھی۔ اور بعض ہندو مسلمان پگڑی باندھتے تھے۔ بعد میں گاندھی کیپ کا رواج ہوا۔ اور اب انگریزی ٹوپی کا رواج بڑھ رہا ہے حیدرآباد میں ہندو مسلمان دونوں ترکی ٹوپی استعمال کرتے ہیں۔

چشتی برادری کے ممبروں کے لئے ایک مخصوص ٹوپی کی ضرورت ہے۔ جس کو ہندوستانی ٹوپی کہنا چاہئے کیونکہ چشتی برادری ہندوستانیوں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے کی تحریک ہے میں لال رنگ کی ترکی ٹوپی کو ہر لحاظ سے ٹھیک سمجھتا ہوں اب چونکہ ترکوں نے یہ ٹوپی ترک کردی ہے اس لئے اس کو ترکی ٹوپی نہیں بلکہ ہندوستانی ٹوپی کہنا چاہئے۔ مگر اس کی ہیئت تبدیل کرنی ہوگی اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ گاندھی کیپ کی باڑ کو ذرا اونچا کردیا جائے تاکہ شان بڑھ جائے۔ اور مسلمانوں کی ٹوپی لال ہو۔ اور ہندوؤں کی کیسری یعنے زرد ہو۔ مگر وضع دونوں کی ایک ہو۔ پگڑی باندھنے والے پگڑی باندھیں۔ مگر انگریزی ٹوپی ہرگز استعمال نہ کی جائے۔ (سوائے دھوپ کے بچاؤ کے) میں نے چشتی برادری کے لئے لال اور زرد ٹوپیوں کے نمونے بنوائے ہیں۔ تیار ہو جائیں تو ممبروں کو بھیج دوں گا تاکہ وہ اس پر غور کرسکیں۔ اور رائے دیکیں کہ کیا کیا اصلاح درکار ہے کیونکہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ چشتی برادری کی ٹوپی مقرر کرنی ہے اور وہ گاندھی کیپ اور ترکی کیپ کے درمیانی وضع کی ہونی چاہئے۔

چشتی برادری کے ممبر اگر اس ٹوپی کے

عام رواج کے لئے ابھی تیار نہوں تو کم از کم
اپنے گھروں میں یہ ٹوپی اوڑھ لیا کریں۔

## نقش کعبہ تیار ہے

چشتی برادری کے مسلمان ممبروں کے لئے
نقش کعبہ تیار ہوگیا ہے اور روانگی بھی شروع
ہوگئی ہے۔ کتاب اسرار اسم اعظم چھپ رہی
ہے۔ پندرہ دن میں جلد بندی ہوجائیگی
تو وہ بھی روانہ کردی جائے گی۔

یہ دونوں چیزیں حیدرآباد اور لاہور
اور ادہونی اور للگن میں زائد بھیجی جائینگی
تاکہ میرے خلفاء رازداری کا اقرار کرنے والوں
کو یہ دے سکیں۔

## البیلی چاء

میں نے بہت عرصے تک طبی کتابوں
کو دیکھنے۔ اور تجربہ کار طبیبوں سے مشورے
کرنے کے بعد خود اپنے لئے چاء کا ایک
نسخہ تیار کیا ہے۔ کیونکہ میں چاء نہیں پیتا
اور چاء مجھے بہت نقصان کرتی ہے۔ مگر
میرے بیوی بچے چاء کے عادی ہیں۔

اس چاء میں تین چیزیں ہیں۔ بنولے کی گری۔
بڑی الائچی۔ اور خشخاش۔ ان کو پانی میں جوش
کرکے دودھ شکر ملا کر پیتا ہوں۔ اس سے دل
اور دماغ کو قوت ہوتی ہے۔ نیند آتی ہے۔
اور جی خوش رہتا ہے۔

میں نے اس کا نام البیلی چاء رکھا ہے۔ اور
ایک آنہ دواخانے دہلی کے ذریعے اس کی فروخت
بھی شروع کی ہے۔

چشتی برادری کے ممبر یہ چاء اپنے گھروں میں
بنا سکتے ہیں۔ بنولے اور الائچیاں ہم وزن کوٹ لی جائیں
اور تہائی وزن کی خشخاش ملا کر پانی میں جوش
کرلیا جائے۔ اور دودھ شکر ملا کر اس کو
پی لیا جائے۔ اس کی جو تعریف اشتہار میں
لکھی ہے سچی ہے۔ اور کچھ مبالغہ اس میں نہیں ہے۔

## کایا پلٹ

میں نے کایا پلٹ کا نسخہ منادی میں شائع
کردیا تھا۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ بعض
دوائیں آسانی سے نہیں ملتیں اس لئے آج
لکھتا ہوں کہ صرف منڈیاں پیس کر شکر یا
حسب ذائقہ نمک اور کالی مرچیں ملا کر کھانے

سے پہلے یا کھانے کے بعد ایک چمچہ چار رکا منہ میں ڈال کر پانی پی لیا جائے تو بھی بہت فائدہ ہوگا۔

کنٹھ مالا یعنے گردن کی دق کا زہر دور کرنے کے لئے یہ اکسیر ثابت ہوئی ہے۔

منڈیاں کوٹ کر پانی میں ٹکیہ بنا کر حقے کی چلم میں ٹکیہ رکھئے۔ پھر آگ رکھ کر پیجیئے۔ تو دمے کو اور کھانسی کو بہت فائدہ ہوگا۔

چشتی برادری کے ممبروں کے لئے پسی ہوئی منڈیاں لاگت کی قیمت پر بھیجی جا سکتی ہیں کیونکہ میں نے چار مشینیں منڈیاں پیسنے کی لگادی ہیں۔ جن میں منڈیاں جلدی پس جاتی ہیں۔

## ورزش

ہر بیماری کا علاج ورزش ہے۔ اور ہر ورزش سے اچھی اور بے ضرر ورزش پیدل پھرنا ہے۔

چشتی برادری کے عورت مرد ممبروں کو لازم ہے کہ وہ صبح شام کم از کم ایک میل پیدل پھرا کریں۔

پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں بیس منٹ چہل قدمی کر لیا کریں۔ بیس منٹ میں ایک میل کی رفتار ہو جاتی ہے یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔

چشتی برادری کے ممبروں کی جسمانی صحت کی عمدگی ان کے ہر کام کی بنیاد ہے۔ اس لئے میری تاکید ہے کہ وہ اس ورزش میں کاہلی نہ کریں۔ اور پوری پابندی کے ساتھ ایک میل روزانہ پیدل پھرا کریں۔ گھر میں یا باہر میں آنکھوں کی مجبوری کے سبب گھر کے اندر چہل قدمی کرتا ہوں۔

## یزید کمپنی

امروہہ ضلع مراد آباد سے خبر آئی ہے کہ شیعہ فرقے کے مشہور مخالف مولویوں کی تحریک سے امروہے میں یزید کمپنی جاری کی گئی ہے یزید کمپنی کیا کام کریگی؟ اس کا حال ابھی معلوم نہیں ہوا۔ مگر نام سے ظاہر ہے کہ شیعہ سنی جھگڑا بڑھانے کی یہ شرارت آمیز تحریک ہے۔

چشتی برادری کے عورت مرد ممبر اس قسم کی فتنہ پردازی کو اپنی عقل و تدبیر سے

ہوکیں۔ اور ممکن نہ ہو تو خود الگ رہیں۔

چشتی پارٹی کے جو ممبر شیعہ ہوں وہ اس شرارت سے مشتعل نہ ہوں اور سمجھ لیں کہ یزید پارٹی اور یزید کی نسل کے لوگ پہلے خفیہ تھے اور اپنے آپ کو یزید کی اولاد کہتے ہوئے شرماتے تھے اُس وقت تک وہ بہت خطرناک تھے۔ مگر اب جبکہ وہ ظاہر ہو گئے ہیں۔ تو خطرناک نہیں رہے۔ اس لئے ان سے بے توجہ رہنا ہی اُن کے ختم کر دینے کی تدبیر ہے۔

## قادیانی مسجد

دہلی کے ایک محلے کی نسبت سُنا ہے کہ وہاں قادیانی لوگ اپنی مسجد بنانی چاہتے ہیں اور یہ مشہور کیا گیا ہے کہ حسن نظامی اس مسجد کا حامی ہے۔ اس لئے میں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نہ میں قادیانیوں کی مذکورہ مسجد کا حامی ہوں۔ نہ مجھے اس کی تعمیر کا کوئی علم ہے۔ اور میں ایسی مسجد کا بنانا گناہ سمجھتا ہوں جس سے مسلمانوں میں جھگڑا پیدا ہو۔

دہلی کی احرار پارٹی نے محض مسلمانوں کو میرے خلاف اشتعال دلانے کے لئے یہ جھوٹی خبر مشہور کی ہے کہ میں قادیانیوں کے لئے پٹودی ہاؤس کے قریب مسجد بنوانی چاہتا ہوں۔

## ہندو مسلم اتحاد کی کتابیں

دونوں قومیں آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں اس کے لئے معلومات کی ضرورت ہے اور غلط فہمیاں دور کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر اورنگ زیب کی تاریخ پڑھی جائے تو ہندوؤں کی غلط فہمیاں دور ہونگی اور اگر افغانستان اور خراسان کا سفرنامہ پڑھا جائے تو دونوں کو معلوم ہوگا کہ ہم دونوں ایک ہیں۔ اور اگر ہندو مذہب کی معلومات اور کرشن جیون کتابیں پڑھی جائیں تو مسلمانوں کی غلط فہمیاں دور ہوں گی۔

اسی غرض سے میں نے ان کتابوں کی قیمت چشتی برادری والوں کے لئے آدھی کر دی ہے۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بھی غلط فہمیوں کو دور کر سکتا ہے۔

## چشتی لائبریری

میں نے ہیکل اسم اعظم کی تعمیر کے ساتھ ہی چشتی لائبریری قائم کرنے کا انتظام بھی شروع کر دیا ہے۔ اس لائبریری کو میں اپنی لاکھوں روپے قیمت کی قلمی اور مطبوعہ کتابیں دینے کا

اور لائبریری سرکار انگریزی کی نگرانی میں کر دوں گا تاکہ انتظام مستحکم رہے۔ اور ذاتی اغراض سے محفوظ رہے۔

## حاکم محکوم ایک ہیں

خدا نے ہر آدمی کو برابر کا بنایا ہے۔ اس لئے حاکم محکوم دونوں برابر کے بھائی ہیں۔ حاکم محکوم کی جدائی محض خیال اور عمل کی اصلاح سے دور ہو سکتی ہے۔ اور چشتی برادری سارے دنیا کی بے چینی اس اصول پر عمل کرنے سے دور کر سکتی ہے۔

## وہی کہو جو خود کر سکو

قرآن میں خدا نے فرمایا ہے۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اور جو بات دوسروں سے کہتے ہو خود بھی اس پر عمل کیا کرو۔

قرآن کا یہ اصول ہر وقت چشتی پارٹی کے سامنے ہے۔ اور اس اصول پر عمل جب ہوگا کہ ہم سب ہر روز سونے سے پہلے یہ خیال کیا کریں کہ آج ہمارے کاموں میں کتنے کام ایسے تھے جو قرآن کی مذکورہ تعلیم کے موافق تھے۔

## تلفظ کی اصلاح

مسلمانوں کے بعض ناموں کا تلفظ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اہل علم ناظرین منادی کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ولایتُ اللہ۔ سمیعُ اللہ۔ اکرامُ اللہ نام بولتے وقت پیش سے بولے جاتے ہیں۔ حالانکہ لفظ اللہ زبر سے بولنا چاہئے۔ مولانا سید جعفر میاں صاحب امام جامع کیو رتھلہ کو توجہ کرنی چاہئے۔

## رام شاستری فلم

پربھات کمپنی نے رام شاستری فلم بہت اچھا بنایا ہے۔ جس میں ہندو قوم کے انصاف اور آزادی اور بے باکی کا بہت اچھا مظاہرہ ہے ایسے فلم ہندوستانی نوجوانوں کے لئے بہت مفید ہیں۔

## ہر ہٹلر بولتا ہے مر گیا ہے

آج کل کے اخبار والے اپنے ناظرین کو احمق بنانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ کبھی لکھتے ہیں ہر ہٹلر مر گیا کبھی لکھتے ہیں ہر ہملر نے اس کو قید کر رکھا

ہے۔ کبھی لکھتے ہیں وہ جاپان میں چلا گیا ہے کبھی لکھتے ہیں وہ اسپین میں بھاگ گیا ہے۔ مگر نیا سال شروع ہوتے ہی لکھا کہ ہرہٹلر نے نئے سال کی تقریر میں کہا کہ ہر عورت مرد جرمن لڑنے مرنے کے لئے میدان میں آجانا چاہیئے۔

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ یہ تقریر ہرہٹلر کی نہیں تھی اس کی طرف سے کسی اور نے تقریر کر دی تھی۔

ہٹلر مرگیا ہو۔ یا زخمی ہو گیا ہو۔ یا قید میں ہو۔ یا بھاگ گیا ہو۔ کچھ بھی ہو مگر حقیقت بس اتنی ہے کہ اس کی جرمن قوم نے مرتے مرتے سنبھالا لیا ہے۔ اور ساری قوم لڑنے مرنے کے لئے میدان جنگ میں آگئی ہے۔ نتیجہ کچھ ہی ہو۔ موجودہ حالت ایسی نہیں ہے کہ جرمنوں کو ختم شدہ کہا جا سکے۔

## غلط سخاوت

آج کل ہندو مسلمان سخاوت اور خیرات خدا کی رضامندی کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی شہرت اور ناموری کے لئے کرتے ہیں۔ مگر یہ غلط سخاوت ہے۔

## غلط غذائیں

ہندوؤں اور مسلمانوں کی رواجی غذائیں ہمیشہ سے ثقیل ہیں۔ لیکن پہلے یہ غذائیں اس لئے ہضم ہو جاتی تھیں کہ ہندو اور مسلمان دونوں پیدل چلتے پھرتے تھے۔ اور اب چونکہ ہر امیر غریب سواری کا محتاج ہو گیا ہے۔ اور سائیکل۔ موٹر۔ ٹرام۔ تانگہ۔ یکہ تلاش کرتا ہے۔ اور پیدل چلتا ہوا شرماتا ہے۔ اس لئے ثقیل غذائیں ہضم نہیں ہوتیں۔

اس کا علاج یہی ہے کہ یا تو غذائیں بدلی جائیں یا پیدل چلنا اختیار کیا جائے۔

## خوش خطی کی تعلیم

ہندوستان میں بے شمار عربی علوم کی درسگاہیں قائم ہیں۔ مگر کسی درس گاہ میں طلبہ کی معیشت کی تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ یعنی کسی درگاہ میں ایسی ہنرمندی نہیں سکھائی جاتی جو طلبہ کی روزی کے کام آسکے۔

اگر دیوبند وغیرہ بڑی درسگاہیں اپنے طلبہ کو خوش خطی اور کاپی نویسی کی تعلیم دینے لگیں

تو طلبہ کی روزی کا بہت اچھا ذریعہ نکل سکتا ہے کیونکہ ہر شہر کے چھاپے خانوں اور مصنفوں کو ذی علم کاتبوں کی ضرورت رہتی ہے۔ اور بے علم کاتبوں کی غلطیوں کی شکایت عام ہو گئی ہے۔

سنی اوقاف کمیٹی دہلی کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہ معاملہ بہت اہم اور بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ خوش خطی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ اور اس کو مسلمانوں کے کلچر اور تہذیب و تمدن سے بہت کچھ تعلق ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی سب قومیں بت بنانے کے آرٹ اور فن میں کمال پیدا کرتی تھیں اور مسلمان قوم نے بت سازی کو گناہ سمجھ کر خوش خطی کے آرٹ میں ترقی حاصل کی تھی۔

چشتی برادری کے ممبروں کو اس ضروری کام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اگر ان کے لڑکے یا لڑکیاں خوش خطی اور کاپی نویسی سیکھیں تو بہت فائدہ ہوگا۔ عورتوں کا خط عموماً خراب ہوا کرتا ہے۔ مگر دہلی میں منشی محمد دین صاحب کی لڑکی نے عربی اور فارسی خوش نویسی میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ان کے نام تنخواہ جاری کر دی تھی جو آج تک ان کو ملتی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام بھی خوش خطی کی ضرورت کو مانتے ہیں۔

---

## غلط کنجوسی

بخیلی اور کنجوسی کو ہمیشہ سے غلط اور برا سمجھا جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بخیلی اور کنجوسی بہت بری چیز ہے۔

مگر ایک لحاظ سے بخیلی اور کنجوسی اچھی بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فضول خرچی روکنے کی نیت سے اگر کوئی شخص کفایت شعاری اختیار کرے اور لوگ اس کو بخیلی کا طعنہ دیں تو اس کو کہہ دینا چاہیئے کہ میں اپنی فضول خرچی روکنے کے لئے کنجوس بنا ہوں۔

ہندوستان کے ہندو بحیثیت قوم بخیل اور کنجوس ہیں اور ہندوستان کے مسلمان بحیثیت قوم فضول خرچ ہیں۔ اور دونوں کو اپنی غلط فیاضی کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

---

## ریاستوں کی خبریں

ریاست گوالیار سے خبر آئی ہے کہ اس سال

محرم کا جلوس بہت زیادہ شان دار رہا۔
ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب نے غیر معمولی
فراخ دلی سے خرچ کیا۔ اور نہایت عقیدت
سے محرم کی مجالس کو انجام دیا۔ اس سال
باہر کے مہمان بھی بہت زیادہ آئے تھے۔

ریاست جوناگڑھ کاٹھیاواڑ سے خبر آئی ہے
کہ ہز ہائی نس نواب صاحب بہت توجہ کے
ساتھ اپنی ریاست اور رعایا کی فلاح و ترقی
کے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ اور دیوان
صاحب یعنے خان بہادر محمد حسین عبدالقادر
صاحب کی مستعدی بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

ابھی دیوان صاحب نے اپنی ریاست
کے مقام دل واڑہ کی رعایا کے سامنے جو
تقریر کی تھی اس کی رعایا میں بہت دھوم ہے
اور ہندو مسلمان رعایا میں اور دیوان کی
ہمدردیوں سے بہت خوش اور مطمئن نظر
آتی ہے۔

---

## دو نصر اللہ

نئے سال کے خطابات میں دو نام نصر اللہ
ہیں۔ ایک مولوی نصر اللہ صاحب جو کاغذ
کی تقسیم کے افسر ہیں اور دوسرے چودہری
نصر اللہ خاں صاحب جو دہلی میونسپل کمیٹی کے سکریٹری
ہیں۔ ان دونوں کو ان کی محنت اور کارگزاری
کے صلے میں بہت کم درجے کا خطاب خان
صاحب ملا ہے۔

چودہری نصر اللہ خاں تو پیدائشی خاں
صاحب تھے۔ مولوی نصر اللہ صاحب کی
نسبت معلوم نہیں کہ وہ سید ہیں یا شیخ ہیں
یا مغل ہیں یا پٹھان ہیں۔ البتہ یہ بات معلوم
ہے کہ مولوی نصر اللہ صاحب کی کارگزاری
خان صاحبی سے بہت زیادہ ہے کیونکہ انہوں
نے کاغذ کی تقسیم کے بہت مشکل فرض کو نہایت
دیانت داری اور ہمدردی کے ساتھ پورا کیا ہے
ان کو خان بہادر خطاب دینا مناسب تھا۔

چودہری نصر اللہ خاں بھی جب سے دہلی میونسپل
کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے ہیں کمیٹی کے
کام میں چار چاند لگ گئے ہیں اور ہندو مسلمان
دونوں ان کی کارگزاری سے مطمئن ہیں۔ ان
کو بھی خان بہادر خطاب دینا مناسب تھا۔

قرآن شریف میں نصر اللہ کے بعد لفظ فتح
آتا ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح آیا ہے

ترجمہ یہ ہے کہ جب اللہ کی نصرت اور فتح آئی۔ گویا نصر اللہ نام ایسا نام ہے کہ فتح اس کے اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے۔

لہٰذا چودھری نصر اللہ اور مولوی نصر اللہ کو اپنے ناموں پر اس خطاب سے زیادہ فخر ہونا چاہیئے۔

---

## خود غرضی کی وبا

لڑنے والی قوموں میں خود غرضی کی وبا پھیل گئی ہے اور اس سے اندیشہ ہے کہ خود غرضی کی بیماری جیتی ہوئی لڑائی کو کہیں خطرے میں نہ ڈال دے۔

---

## حق تلفی

مجھے دہلی کے اخباروں کی اس رائے سے بالکل اتفاق ہے کہ تازہ خطابات میں دہلی کے چند خاص کارگزاروں کی حق تلفی ہوئی ہے یعنی کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی اور راے بہادر تری پرشاد صاحب کی پبلک خدمات اتنی زیادہ تھیں کہ ان دونوں کو خطابات دیے جاتے۔

دہلی کے اخبارات نے صرف دو نام لکھے ہیں لیکن میری رائے یہ ہے کہ راے بہادر ناتھو رام صاحب کی خدمات بھی بہت زیادہ ہیں۔ دہلی کی حکومت کو ان کا بھی خیال کرنا چاہیئے تھا۔ اور ملک محمد یار صاحب نے بھی حد سے زیادہ مستعدی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے مشکل فرائض کو انجام دیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ ان سب کی خدمات کی طرف توجہ کیوں نہیں ہوئی۔ غلام مصطفےٰ صاحب کوتوال دہلی کی خدمات بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ اُن کی نوکری کا زمانہ بہت سے پُر آشوب حالات میں گزرا ہے۔ اور انہوں نے اپنے فرائض نہایت دیانتداری اور مستعدی سے انجام دیے ہیں۔ لہٰذا صوبے دہلی کے باشندے امید کرتے ہیں کہ لوکل گورمنٹ آئندہ تقریب خطاب کے وقت کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی اور راے بہادر تری پرشاد صاحب اور راے بہادر ناتھو رام صاحب اور ملک محمد یار خاں صاحب اور غلام مصطفےٰ صاحب کی حسن کارگزاری کو پیش نظر رکھ کر خطابات دیگی۔ اور شاہزادے میرزا خیر الدین خورشید جاہ سرپرست خاندان تیموریہ کی خدمات کا بھی لحاظ رکھا جائیگا۔

خدا کا شکر } ہندوستانیوں کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس ہفتے عین ضرورت کے وقت ہر جگہ کافی مقدار میں بارش ہوئی جس سے آیندہ فصلوں میں جان پڑ گئی ہے۔ ورنہ قحط کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۳ر محرم ۳۰ ر دسمبر شنبہ دہلی
کتابی سائز کا منادی ۔ آج کتابی سائز کا منادی تیار ہوگیا۔ پہلی جنوری کو شائع ہوجائیگا۔
ٹھاکرامی چند تحصیلدار ۔ دہلی کے تحصیلدار ٹھاکرامی چند صاحب آج واپس چلے گئے توکل منزل میں ٹھیرے تھے۔ موتی محل میں ملنے آئے دیر تک باتیں کیں۔ روشن دل ہندو ہیں۔
مالٹے ۔ پادری آئرنز کے لڑکے ملنے آئے تھے میرے لئے مالٹے لائے تھے۔
سب جج ۔ پرسوں محمد عبداللہ صاحب سب جج گوجرانوالہ ملنے آئے تھے۔
تقریر مجیب ۔ شام کو دلی ریڈیو سے پروفیسر محمد مجیب کی تقریر سنی تھی۔
البیلی چا ۔ آج دن بھر دس آدمی مشینوں میں البیلی چا کی دوائیں پیستے رہے۔
لالہ پریم جی ۔ دہلی سے لالہ پریم جی ملنے آئے تھے۔
حور بانو ۔ حسین والیں جانے والے ہیں۔ حور بانو ان سے ملنے آئیں ہیں۔
جلسہ ۔ جنرل پوسٹ آفس دہلی کے جلسے کی صدارت کرانے کے لئے انسپکٹر صاحب آئے تھے۔ میں نے علالت کا عذر کیا۔ اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کو خط لکھدیا کہ وہ میری قائم مقامی کا فرض ادا کردیں۔
دہوپ ۔ آج ابر کھل گیا۔ دہوپ نکل آئی میں نے دہوپ کی دولت سے جیب بھری۔
اسرار اسم اعظم ۔ کتاب اسرار اسم اعظم کی چھپائی شروع ہوگئی۔ نقش کعبہ بھی چھپ رہے ہیں۔
چشتی برادری ۔ ہر ڈاک میں چشتی برادری کے فارم خانہ پری کے بعد آرہے ہیں۔

۱۴ر محرم ۳۱ ر دسمبر یکشنبہ دہلی
آخری دن ۔ آج ۱۹۴۴ء کا آخری دن ہے کل سے نیا سال شروع ہوگا۔
ابر ۔ آج دن بھر ابر رہا۔ اور شام کو بارش بھی ہوئی۔ ۱۲ بجے رات کو ۱۹۴۴ء بھیگتا ہوا چلا گیا
وفات ۔ آج شام کو ۳ بجے عبداللہ خار (سرحدی) میرے باغ وادی امین کے نل سے پانی بھر رہے تھے۔ یکایک گرے۔ اور قلب کی حرکت بند ہوگئی۔

یہ میرے ساتھ بیس سال سے رہتے تھے
سرحد کے آزاد قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔
میرے لڑکے علی نے اپنے مکان برج حسن کے
غرب میں اور خواجہ پل کے شرق میں دفن کرایا
ڈاکٹر محمد شریف صاحب فوراً آئے تھے۔ اور
معائنہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ قلب
کی حرکت بند ہوجانے سے وفات ہوئی ہے
ہے۔ ان کی عمر اسّی برس کے قریب تھی ان
کی تصویر بھی شائع کی جائے گی۔

**سفر}** شام کو ۴ بجے حسین کو ریل پر سوار کرانے
گیا تھا۔ وہ کاس گنج گئے ہیں۔ جہاں ان کی
ساس رہتی ہیں۔ کل واپس آجائیں گے۔

**شادی}** ملا واحدی صاحب کے ساتھ
حکیم احمد حسن خاں نظامی کی بہن کی شادی
میں گیا تھا۔ مغرب کے وقت گھر میں واپس
آیا۔ بارش ہو رہی تھی۔

**خواب گاہ بدل دی}** سردی کی شدت اور بارش
کے سبب آج نئی خواب گاہ
میں سویا۔ دو لحافوں میں دبا پڑا رہا۔ پچھلی
رات گرم میوہ کھایا اور کام کیا۔ یہ میوہ حکیم احمد
حسن خاں نظامی کی بہن کی شادی میں تقسیم ہوا تھا
میرا مزاج گرم ہے مگر حکیم کے گھر کا میوہ سمجھ کر کھالیا۔

## ۱۵ محرم یکم جنوری دوشنبہ دہلی

**نئے سال کی مبارکبادیاں}** آج شمسی حساب کا نیا سال شروع
ہوا۔ انگریزوں کے ہندوؤں کے اور مسلمانوں
کے خط آئے ہیں۔ نئے سال کی خوشی دلی کی مبارکبادوں
اور دعائیں لکھی ہیں۔

**حساب پر قبضہ}** میرے دل نے آج مجھ سے
کہا چشتی برادری کے ممبر اگر عیسائی ہوں تو اس
حسابی سال کو عیسوی لکھا کریں۔ اور ہندو ہوں
تو سوریہ (سوراج) لکھا کریں۔ اور مسلمان ہوں
تو شمسی لکھا کریں۔ اور سکھ ہوں تو گرمکھ لکھا
کریں۔ اور پارسی ہوں تو نوزی لکھا کریں تاکہ
ہندوستانیوں کی لکھت پڑھت اور بول چال
سے یہ خیال ہٹ جائے کہ یہ سنہ کسی ایسی حکومت
کا ہے جو ہندوستان کی نہیں ہے اور حساب
پر ہندوستانیوں کا قبضہ ہو جائے۔ اور یہی
سوراج ہوگا۔

**ہیکل اسم اعظم کی تعمیر}** آج نئے سال کا پہلا دن
تھا اور دوشنبہ یعنی یوم ولادت آنحضرت ؐ
تھا۔ اور نجوم کے حساب سے چاند کی تاثیر کا دن
تھا اس لئے میں نے ہیکل اسم اعظم کی تعمیر کا کام
شروع کردیا۔ اور چار گھنٹے خود کھڑا رہا اور مزدوروں

سے کام لیا۔

**مزدوروں کے نام** چونکہ اسم اعظم کی ہیکل بنائی ہے اس لئے میں نے مزدوروں کے نام پوچھے اور حسب ذیل ناموں کے مزدوروں سے کام کی ابتدا کرائی۔ کریم۔ غنی۔ لطیف۔ امیر۔ معین۔

**مہمان** راؤ ہو رام نظامی علی پور پنجاب سے آئے۔ نور الحسن خاں صاحب ٹوہانے سے آئے۔ چودھری رحم علی صاحب ہاشمی دہلی سے آئے۔ یحییٰ خاں نظامی غزنی سے آئے۔ ایک صاحب ریاست سوات سے بنیر آئے۔ سید انور صاحب جالندھر سے آئے۔ لالہ کنور سین جین دہلی سے آئے۔

یحییٰ خاں نظامی غزنی افغانستان کے رہنے والے ہیں۔ کان پور میں تجارت کرتے ہیں۔ میرے پرانے مرید ہیں۔ اپنے ملک کا میوہ لائے تھے اور کہتے تھے جب ہم بنوں میں آیا تو ہم کو بنوں کے نظامیوں نے بتایا کہ آپ پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اب ہم کو بتاؤ وہ کون تھا ہم۔

میں نے ہنس کر جواب دیا۔ کوئی غیر نہیں تھا نہ کوئی غیر موجود ہے۔ خیر و شر کا ظہور سب ایک ہی پاک ذات کی شانیں ہیں۔ لو دیکھو میں تمہارا لایا ہوا میوہ کھاتا ہوں۔ اور اس پر حملہ کرتا ہوں۔ دیکھوں اپنے میوے کو میرے حملے سے کیونکر بچا سکتے ہو۔ یحییٰ خاں لمبے قد کا عالیشان وال کلّے جبڑے کا افغان ہے۔ اردو خوب بولتا ہے اس کو بھی ہنسی آگئی۔ چلتے وقت میں نے اس کو قرآن شریف کی ایک جلد تبرک میں دی۔

شام کو دہلی گیا تھا۔ علی اور غزالی خاں بھی ساتھ تھے جسین رات کو دس بجے کاس گنج سے واپس آئے۔ میں سو گیا تھا۔

**اکنامک کانفرنس کے ممبر** دہلی میں اکنامک کانفرنس ہو رہی ہے۔ تمام ہندوستان کے اکنامک (مالی اور معاشی) ماہرین جمع ہوئے ہیں۔ آج تیس کے قریب ہندو مسلمان عورت مرد ممبران کانفرنس درگاہ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ میں مجلس خانہ درگاہ کی مرمت دیکھنے درگاہ میں گیا تھا۔ وہ سب مجھ سے ملے۔ اور میں نے اکنامک اصول کے ماتحت ہندوستان کی بہبودی اور ترقی اور خوش دلی حاصل کرنے کے لئے ایک تقریر ان کے سامنے کی گویا چشتی برادری کے مقاصد ان کے ذہنوں اور دماغوں پر نقش کئے۔

ان میں حیدرآباد جامعہ عثمانیہ کے ایک مسلمان پروفیسر معاشیات بھی تھے۔

میں نے سننے والوں کے دلوں کے اندر جاکر دیکھ لیا کہ میرے سب الفاظ ان سب نے حفاظت سے رکھ لئے ہیں۔ اور یہ نئے سال کے پہلے دن کی اللہ کی طرف سے مجھے ایک نعمت ملی تھی۔

۱۴ محرم ۲ جنوری سہ شنبہ دہلی

**طوفانی سردی** آج کی سردی طوفانی معلوم ہوتی ہے۔ سانس لیتے وقت برف میں ڈوبی ہوئی ہوا اندر آتی ہے۔ میں نے ایسی حالت میں خواجہ پل کی مرمت کرائی ... میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ کیونکہ میں لاوارث عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی نیت سے روزانہ کوئی نہ کوئی کام ان کے لئے نکالتا ہوں۔ تاکہ ان کی برکت سے میری حلال روزی میں خدا برکت عطا کرے۔

**مسٹر پیرا** حسین اور راد ہو رام نظامی کے ساتھ مسٹر پیرا کے دفتر میں گیا تھا جو میرے مکان سے دس میل دور ہے۔ اور پیٹرول کوپن لایا تھا۔

**مسٹر ہیف** حسین کے ایک انگریز دوست مسٹر ہیف سے دارا شکوہ کی لائبریری میں ملا تھا جہاں حرفت کالج کھلا ہے۔ اور مسٹر ہیف اس کے منیجر مقرر ہوئے ہیں۔ میں اپنے بچوں کو بھی حرفت سکھانی چاہتا ہوں۔

**ملاقاتی** سعید صاحب نظامی نیازی جوہری دہلی سے ملنے آئے تھے۔ سندھ کے ایک ۱۹ سالہ لڑکے اشرف ساتھ تھے جو رقاصی کا فن جانتے ہیں۔ اور سید نسل میں ہونا بیان کرتے ہیں۔ پہلے بمبئی ٹاکیز سینما میں کام کرتے تھے۔

سید نجم الدین صاحب جعفری ملنے آئے تھے اپنے ہفتہ وار انگریزی اخبار کا حال بھی بیان کیا کہ بہت کامیاب تھا مگر اب بند ہو گیا ہے۔

ان کے لڑکے سید فرید جعفری اور ان کی انگریز بیوی اور بچے قرول باغ دہلی میں ہیں۔

ساغر نظامی کا ٹیلی فون آیا تھا۔ وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ بمبئی سے آئے ہوئے ہیں۔

آغا محمد سلطانی نظامی مؤذن درگاہ نے عبداللہ خاں کے سوئم کی نیاز کی تھی۔

**پستے کی لوز** راد ہو رام نظامی دہلی کی بنی ہوئی پستے کی لوز لائے تھے جو مجھے بے حد مرغوب ہے۔ باوجود مٹھاس کے پرہیز کے میں نے وہ لوز کھائی۔

حسین کل رات کو کاس گنج سے واپس آگئے
پرسوں اننت پور واپس جائیں گے۔

**چشتی لائبریری** ؛ مسٹر ایونز سکریٹری چیف کمشنر
صاحب دہلی کا خط آیا ہے۔ کہ وہ ۴ رجنوری
جمعرات کی شام کو چشتی لائبریری کے لئے وہ جگہ
دیکھنے آئیں گے۔ جو میں لائبریری کے لئے سرکار
سے لینی چاہتا ہوں یہ مقام ہیکل اسم اعظم
کے قریب ہے۔

**گنگا جمنی خط** ؛ کپٹن باؤز نے عربی اور فارسی
میں شکریہ کا خط بھیجا ہے۔ میں کرسمس کی مبارکباد
کے لئے ان کے مکان پر گیا تھا۔

**۱۷ رمحرم ۳ رجنوری ۱۹۴۵ء بدھ دہلی**

**ابر اور سردی** ؛ آج آسمان پر ابر بھی بہت
ہے اور سردی بھی میری برداشت سے بڑھ
گئی ہے۔

چالیس مزدور خواجہ پل کی مٹی اٹھا رہے
ہیں۔ اور درگاہ کے مجلس خانے کی مرمت بھی
ہو رہی ہے۔

**چشتی برادری کی شرکت** ؛ لالہ انوپ سنگھ
صاحب جنگ پورے سے آئے تھے اور چشتی
برادری کے فارم پر دستخط کئے تھے۔ راد ہو رام نظامی
نے بھی دستخط کئے تھے۔ آج راد ہو رام واپس
لاہور چلے گئے۔ لالہ کنور سین جین ملنے آئے تھے

**آغوش آتش** ؛ آج میں دن بھر آغوش آتش
میں رہا۔ یعنے ہر وقت آگ کی انگیٹھی پاس رکھی
رہی۔ پھر بھی سردی کم نہ ہوتی تھی۔ اب میں
سمجھا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بدن میں
خون کم ہے جس کی گرمی موسم کی سردی کا مقابلہ
کیا کرتی تھی۔

**گرمی سردی کا سفر** ؛ خدا نے قرآن شریف
میں فرمایا ہے۔ وجود انسانی کے اندر گرمی سردی
کا سفر جاری رہتا ہے۔ اس ارشاد کی تفسیر آج
معلوم ہوئی ہے۔

**حسین کی واپسی** ؛ حسین کل واپس جائینگے
آج دن بھر دہلی کے دفتروں میں مشغول رہے۔
رات کو جوربانو آئیں تھیں۔ بھائی کو روانہ
کرنے کے لئے رات کو میرے ہاں رہیں۔

**سیدیامین نظامی** ؛ بدھ والے سیدیامین
نظامی آئے تھے۔

**۱۸ رمحرم ۴ رجنوری جمعرات دہلی**

**نور چشم حسین** ؛ آج صبح کی اذان کے بعد
میری آنکھوں کا نور میرا بڑا بیٹا۔ رزق حلال

کے لئے محنت کرنے والا اور عاقل فرزند خواجہ سید حسین نظامی مجھ سے ملنے آیا۔

تیسرا امتحان ہونے میں تھا۔ اور لکھ رہا تھا۔

حسین نے کہا۔ مجھے [illegible] پر جانے کی اجازت ہے؟ میں نے جواب دیا۔ خدا حافظ فی امان اللہ جاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اور وہی تمہارا ہر کام میں ہر وقت مددگار ہے۔ اس کو یاد رکھا کرو اس کو اپنے ساتھ سمجھا کرو۔

میں موٹر تک پہنچانے جاتا۔ اولاد کی محبت کی رسم ادا کرتا۔ مگر سردی بہت ہے اور مزدوری کر رہا ہوں۔

حسین نے ہنس کر جواب دیا۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ یہ مجھے یقین ہے اور آپ کی یاد اور تقلید میرے سامنے رہتی ہے یہ میری رفاقت ہے۔ آپ مجھے دعا دیجئے۔ بس یہی کافی ہے۔

علی ریل تک ساتھ گئے۔ اور وہاں سے واپس آگئے۔ کہتے تھے ریل میں جگہ اچھی مل گئی ہے۔

خان صاحب حاجی غلام حسن خاں پشاوری آرمی کنٹراکٹر بھی اسی درجے میں تھے۔ اور بھی کئی ٹھیکہ دار رفیق درجہ تھے۔

اسٹیٹسمین کے ۱۱ بجے انگریزی اخبار اسٹیٹسمین کے دفتر میں گیا۔ علی۔ زید۔ حسن۔ ابوطالب اور مہدی ساتھ تھے۔ کام کر کے واپس آگیا۔

**بارش** کہ آج دن بھر بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ سردی اور بڑھ گئی۔

اجمیر شریف والے صاحبزادے سید جعفر میاں پاک پٹن شریف کے عرس سے واپس آئے ہیں مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔

سید صدر العلی دہلوی بمبئی کے چند مہمانوں کے ساتھ آئے تھے۔

پیر جی رحیم الدین صاحب اور سید علاء الدین صاحب کشمیری اور [illegible] دہلی کے ایک ہندو وکیل صاحب ملنے آئے تھے۔

**چشتی لائبریری** کہ چیف کمشنر صاحب دہلی کے سکریٹری مسٹر الونز ملنے آئے تھے میں نے چشتی لائبریری کے لئے ایک پرانی عمارت مانگی ہے اس کو دیکھنے آئے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ اب چیف کمشنر صاحب خود دیکھنے آئیں گے۔

**ریزیڈنٹ دہلی کا روزنامچہ** کہ ۱۸۴۹ء کا ایک فارسی روزنامچے کا ترجمہ کرایا ہے آج بعد مغرب اس کی اصلاح کی اور نوٹ لکھے

زمانے میں آگیا ہے۔ سردی کی شدت کے سبب
زکام ہوگیا۔ خواجہ بانو نے زنانے مکان میں
میری خوابگاہ کا سامان منگایا اور کمرے کو
ایسا محفوظ کر دیا کہ سردی کہیں سے اندر نہ
آسکتی تھی۔ رات کو خوب گرم ہو کر سویا۔
بجلی کا تار کہ میرے موٹر گیرج کے سامنے
سرکاری بجلی کا ایک تار ٹوٹ گیا ہے۔ اس
کو درست کرنے کے لئے آدھ گھنٹے بجلی بند رہی۔
خواجہ بانو نے شمع روشن کی تو میں نے کہا۔
یہی وہ نور ہے جو مسلمانوں کے لٹریچر اور کلچر
میں مشہور ہے۔ یہ بجلی تو کل کی پیداوار ہے۔

**نیاز کا توشہ** } حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء کے سالانہ اور ماہانہ نیازوں میں
جو توشہ پکایا جاتا ہے وہ نظامیوں میں
بہت مشہور ہے۔ توشہ بٹیا والوں
کو بھیجتے ہیں لیکن یہ میٹھے چاول نام
سے بہت پکائے جاتے ہیں۔ آدھے چاول
زعفران کے رنگ سے زرد ہوتے ہیں
اور ان کی خوبی یہ سمجھی جاتی ہے کہ خوب
گل جائیں اور گداز ہوں۔
میرے بچپن میں میرے چچا سید نادر علی
صاحب مرحوم کے ہاں جو توشہ پکتا تھا
وہ بہت اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ اور حافظ
سید علیم الدین صاحب نظامی مرحوم کے
توشے کی بھی بہت تعریف کی جاتی تھی۔
آج کل میرے خاندان کے کئی گھروں میں
ماہانہ نیاز کا توشہ پکتا ہے۔ سید سمیع الدین
صاحب نظامی خلف سید علیم الدین صاحب
نظامی مرحوم اور حاجی پیر ضامن صاحب
نظامی اور سید شاہ لائق علی صاحب نظامی
اور سید کامل صاحب نظامی اور سید
ناظم علی صاحب نظامی ہر مہینے کی ۸ تاریخ
کو یہ توشے پکاتے ہیں اور درگاہ میں نیاز
دلواتے ہیں۔
اور میں ہر گھر کے توشے کو چکھ کر اس
گھر کے پکانے والوں کے سگھڑ پنے کا
اندازہ لگایا کرتا ہوں۔ کیونکہ توشہ پکانا
آسان نہیں ہے۔ اگرچہ ترکیب آسان ہے
لیکن جو گھر اپنا نہ ہو تو رنگت بگڑ جاتی ہے

۶ محرم۔ ۵ جنوری۔ جمعہ۔ دہلی

**افسوسناک موت** } میری بستی کے قریب
ایک مسلمان نوجوان رہتے ہیں۔ ان کی

اہلیہ کو بواسیر تھی کسی نے بھنگ کی ٹکیہ باندھنے کی رائے دی۔ انہوں نے باندھی جس سے دماغ پر اثر ہوا۔ اور چار دن بعد وہ مرگئیں۔

آج مرحومہ کے شوہر آئے تھے اور کہتے تھے میں نے مرحومہ کو خواب میں دیکھا ہے وہ کہتی ہیں میں مری نہیں ہوں زندہ ہوں۔

میں نے کہا ہو سکتا ہے کہ وہ دفن کرنے کے وقت زندہ ہوں۔ لیکن دفن کو آٹھ دن ہو چکے ہیں اب زندگی محال ہے قبر کھولنی بے فائدہ ہے۔ البتہ میں خواب کا قائل ہوں اور جو کچھ انسان خواب میں دیکھتا ہے اسکی سچائی کو مانتا ہوں۔ اور خواب کا راز میں نے اپنی کتاب اسرار اسم اعظم میں لکھدیا ہے

**بیٹا چاہتی ہے یا پوتی ؟** آج ایک ہندو عورت آئیں تھیں جن کے جوان بیٹے کو کسی نے قتل کردیا تھا۔ مقتول کی لڑکی کو دق ہو گئی ہے۔ دہلی کی کوئی میراسن عملیات کے علاج کیا کرتی ہے۔ مریضہ کو دیکھکر اس میراسن نے کہا کہ اس لڑکی پر مقتول باپ کی روح سوار ہے۔ میں اس روح کو پھونک سکتی ہوں۔ مگر پہلے مریضہ کی دادی سے پوچھو کہ اسکو بیٹا عزیز ہے یا پوتی عزیز ہے۔ اگر بیٹے کی روح کو نہ پھونکا گیا تو پوتی ہلاک ہو جائیگی

میں نے یہ قصہ سن کر کہا۔ میراسن جھوٹی مکار ہے۔ وہ جانتی ہے کہ مریضہ دق میں مبتلا ہے اور اسکی زندگی دشوار ہے اسلئے اس نے فریب کاری کی یہ بات بنائی ہے کہ اسپر مقتول باپ کی روح سوار ہے تم نے ہندو رواج کی موافق بیٹے کی لاش جلائی تھی۔ مگر یاد رکھو کوئی آدمی کسی کی روح کو جلانے کی قدرت نہیں رکھتا چاہے وہ روح ہندو کی ہو یا مسلمان کی ہو۔ تم میراسن کے فریب سے بچو۔ اور پوتی کی بیماری کا حکیم ڈاکٹر سے علاج کراؤ۔

میں نے اسرار اسم اعظم میں ایسی فریب کاریوں کی اصلاح کے نسخے بھی لکھے ہیں۔ تاکہ عاملوں کی فریب کاریوں سے روحانیت بدنام نہ ہو۔

**۲۰ محرم ۶ جنوری پنجشنبہ۔ دہلی**

چشتی امت کا کام } آج چشتی برادری کے کام میں زیادہ وقت خرچ کیا۔ درگاہ کا مجلس خانہ بھی درست کرایا۔ خواجہ پل کی مرمت بھی کرائی اور دہلی بھی گیا۔

**میاں امین الدین صاحب** } محکمہ تجارت کے چیف کنٹرولر میاں امین الدین صاحب سے اُن کے دفتر میں ملنے گیا تھا۔ یہ پہلے پنجاب میں ڈپٹی کمشنر تھے اور میری ان کی اُس وقت کی ملاقات ہے۔

کتابی چہرہ ہے۔ لمبا قد ہے۔ گورا رنگ ہے۔ شاہانہ وقار سے بات کرتے ہیں۔ کام کی بات کی تہ تک جلدی پہنچ جاتے ہیں۔ قانون اور قاعدے کے بہت پابند ہیں پبلک سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ فرقہ پرستی سے بہت اونچے اور پاک ہیں۔

میری صحت کا حال پوچھا اور کہا وقت ملتا ہے تو روزنامچہ پڑھ لیتا ہوں اُسی سے آپ کی صحت کا حال معلوم ہوا تھا۔

**نئے سال کی تہنیت** } سر گیرڈ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند اور سر اولف کیرو پولیٹیکل ممبر گورنمنٹ ہند اور مسٹر گریفن پولیٹیکل سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ اور کیپٹن ماوز انڈر سکرٹری انفارمیشن کے خطوط نئے سال کی مبارکباد کے سلسلے میں آئے ہیں۔

**تم پاگل ہو گئے ہو** } دہلی کے ایک مسلمان کا خط آیا ہے کہ تازہ منادی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی تم پاگل ہو گئے ہو۔ اور تمہارا دماغ کام کے قابل نہیں رہا۔

اگر یہ صاحب گمنام نہ رہتے اور اپنا پتہ مجھے لکھتے تو میں ان کو لکھتا کہ تمہارے بزرگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجنون اور شاعر کہا تھا۔ اور تم نے بھی مجھے یہ خطاب دیکر اپنے بزرگوں کی تقلید کی ہے۔ مگر میں تم کو دیوانہ کیا خود تم ہوشیار نہیں کہہ سکتا کہ مستقل ہو۔

**فلم رام شاستری** } چند ہندو بھائیوں نے کہا تھا آپ نے چشتی برادری کا جو مقصد مقرر کیا ہے اُس کی ایک شان رام شاستری فلم میں ہے جو آج کل دہلی میں دکھایا جا رہا ہے اس لئے آج میں اپنے بچوں کے ساتھ یہ فلم دیکھنے گیا تھا۔

واقعی یہ فلم بہت اچھا ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔ سوائے دو لفظوں کے ڈرامے کی عبارت بھی درست ہے۔ اور وہ دو لفظ یہ ہیں:

مرہٹہ دربار پونہ کی ہیبت سے
نظام اور دہلی کے دربار بھی مرعوب تھے

ان الفاظ کی نسبت مشتعل ہو جانے والے مسلمان کہیں گے کہ نظام حیدرآباد نے پونہ میں جا کر مرہٹہ دربار کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ اور دہلی دربار نے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ مل کر پانی پت میں تین لاکھ مرہٹوں کو سدا شیو راؤ سپہ سالار اور مرہٹہ پیشوا کے ہونے والے جانشین وسواس راؤ کو تہ تیغ کر دیا تھا۔

رام شاستری فلم میں یہ الفاظ نہ ہوتے تو یہ بے عیب فلم مانا جاتا اور چشتی برادری کے مقاصد اس فلم کے وجہ پر فخر کرتے۔

دورہ کہ فلم دیکھ کر رات کو دس بجے گھر میں آیا۔ سردی کے اثر سے قلبی دورہ ہو گیا۔ اور ساری رات تکلیف رہی شاید رات کے وقت گھر سے باہر جانا قطعی بند کر رکھا ہے آج غلطی کی تو یہ نتیجہ دیکھا۔

سید شاہد کی علالت کہ سید ابن عربی کے چھوٹے لڑکے سید شاہد کو نمونیہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کنور بہادر شفا رام کا علاج ہے شاہد اپنی نانی کے ہاں گئے ہوئے ہیں خواجہ بانو روز ان کو دیکھنے کیلئے بستی میں جاتی ہیں۔

اہا ہا کیا کہنے کہ میرے پوتے دلی بن علی نے رام شاستری فلم کا ایک حصہ دیکھ کر زور سے کہا "آہا ہا۔ کیا کہنے"۔

میں نے کہا جب تمہارے آبا علی تمہاری برابر تھے تو ابتدائی جو فلم دیکھا تھا ہوا تھا تب بھی انہی شبد کا ایک نعرہ سینما ہال میں لگایا تھا۔ آج معلوم ہوا تم اپنے باپ کے پورے قائم مقام ہو۔ اور میرے بے باک پوتے ہو۔

**۲۱ محرم ۷ جنوری یکشنبہ دہلی**

کام ختم کہ آج صبح رات کی تکلیف کے سبب دماغ پر تکان غالب تھا اس لئے تحریری کام نہیں کیا اور درگاہ مجلس خانے کی مرمت ختم کرائی۔ آج اندر کی مرمت اور چھتوں کی مرمت ختم ہو گئی

باہر کی دیواروں کی مرمت باقی رہی۔

**پیارا معروف** } حضرت محبوب پاکؒ ایک دن وضو کر رہے تھے۔ ایک شخص اپنے نومولود لڑکے کو گود میں لایا۔ حضرتؒ نے فرمایا لاؤ اس مشہور و معروف لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ باپ نے سامنے حاضر کیا حضرت نے وضو کا پانی چھڑک دیا۔ باپ نے اس کا نام معروف خاں رکھا۔ اور وہ فیروز شاہ تغلق کے دربار میں بڑے درجے کا امیر بنا اور اس نے حضرت کی باؤلی پہ ایک چھتہ بنایا۔ اور اس پر کتبہ لگایا۔ اور کتبے میں اپنا مذکورہ حال بھی لکھا۔ اور یہ کتبہ اب تک وہاں لگا ہوا ہے۔ اور اسی چھتے کے اندر سے سب زائرین درگاہ کے اندر آتے ہیں۔

**مرمت** } معروف خاں کے چھتے کی چھتیں بہت بوسیدہ ہو گئی تھیں اور گر جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے آج میں نے معماروں کی ایک بڑی تعداد جمع کر کے ساری چھت سمنٹ کے چونے سے درست کر دی۔

**حضرت سید کی [illegible]** } ایک مہینہ ہوا مجھے حضور محبوب پاکؒ نے خواب میں اشارہ کیا تھا، اس کی بنا پر آج میں نے اس وضوگاہ کی مرمت بھی کرا دی اور راستے بھی صاف کرا دیے اور تمام دن خود کھڑا رہا ٹھنڈی ہوا اور دن بھر کھڑے رہنے کی محنت کے سبب رات کو جسم بے چین رہا نیند صرف ڈیڑھ گھنٹے آئی۔

**برسی** } آج اپنے مرحوم دوست حضرت مولانا شاہ امان الرحمٰن صاحب کی برسی میں جانا تھا مگر مذکورہ کام کی وجہ سے نہ جا سکا اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ڈرائیور صاحب اپنے گھر گئے ہوئے تھے۔

**قبروں کی باتیں** } خواجہ بانو میرے سر کے الجھے ہوئے بال سلجھا رہی تھیں میں نے کہا میری تمہاری قبریں پاس پاس ہوں تو بال سلجھانے کا آرام رہے گا۔

**حسن جبرئیل** } میرا چھوٹا بیٹا حسن جبرئیل پاس بیٹھا یہ باتیں سن رہا تھا۔ میں نے کہا یہ بیٹا میری خدمت کرتا ہے اور میں اسکو دعا دیتا ہوں کہ یہ شاد کام رہے۔

مگر آج یہ پتنگ بازی کی سیر دیکھنے چھت پر گیا تھا۔ یہ بُری بات اس نے کی۔

**کلکتے کا ٹیلی فون** } کل رات کو کلکتے سے ڈاکٹر مِروار صاحب کا ٹیلی فون آیا تھا میں نے مولوی فضل الحق صاحب اور اُن کے لڑکے کی خیریت بھی معلوم کی

**حسین کا تار** } بمبئی سے حسین کا تار آیا ہے۔ وہ کل اننت پور جائینگے۔

**دیوان صاحب پاکپٹن شریف** } آج پچھلی رات کو حضرت دیوان صاحب پاکپٹن شریف کے نام چار صفحے کا ایک خط لکھا چشتی برادری میں شرکت کی دعوت دی ہے

**موسم** } ساری رات تیز ہوا چلتی رہی۔ میں ڈیڑھ بجے بیدار ہوا تھا۔ صبح تک تحریری کام کرتا رہا۔ سردی کے سبب بمشکل لکھتا ہوں۔

## پانچ نظامیوں کی وفات

**اکولہ برار** سے میرے نامور مرید شیخ حسن نظامی کے انتقال کی خبر آئی ہے۔ مرحوم خلافت اور مسلم لیگ کے بڑے سرگرم کارکن تھے۔ اور تبلیغ کے زمانے میں میری رفاقت میں کام کرتے تھے۔

مجھے اُن کی وفات کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اُن کی بیوی کو صبر دے۔

**احمد آباد** سے خبر آئی ہے کہ سید نظام علی نظامی نے وفات پائی۔

مرحوم دہلی کے رہنے والے تھے مگر ان کے بزرگ احمد آباد میں آباد ہو گئے تھے۔

سید نظام علی نظامی مرحوم کے سب بچے اور عورتیں بھی سلسلے میں داخل تھے ان کے لڑکوں نے نظامیہ جیولری مارٹ جاری کیا ہے جو سالہا سال سے جاری ہے۔ اور جو اعلیٰ درجے کے طلائی اور نقرئی زیور بناتا اور فروخت کرتا ہے اور ظروف بھی بناتا ہے۔

خواجہ لال نظامی کی بہن مرحوم سے منسوب تھیں۔ مجھے خواجہ لال نظامی اور سید نظام علی نظامی کے اہل و عیال سے دلی ہمدردی ہے۔ اور میں مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ اور

بیس ماندوں کے لیے صبر کی دعا بھی کرتا ہوں۔

**احمد آباد** سے ماسٹر نجم الدین نظامی نے دل آرام نظامی کی وفات کی خبر بھیجی ہے۔ مجھے اس خبر کا بھی بہت رنج ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور پس ماندوں کو صبر دے۔

**حیدرآباد** سے نہایت تعلق انگیز خبر آئی ہے کہ ناسوتی شاہ نظامی کے چھوٹے بھائی نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر دنیا کو خیر باد کہا۔ اس گھر کو خدا دو برس سے آزما رہا ہے اور کئی افسوسناک اموات ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے مجھ عاجز کی دعا ہے کہ مولوی محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی پر رحم کرے اور ان مسلسل جاں کاہ امتحانوں سے نجات دے اور ان کے گھر کی سب بلائیں دور فرمائے اور ان کو گذشتہ اور موجودہ صدمات میں صبر و استقلال و استقامت عطا فرمائے۔

مرحوم محمد یوسف نظامی کے بچوں کا بار ناسوتی شاہ کے ناتوان کندھوں پر آ گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے ان کو اتنی روزی عطا فرمائے کہ وہ اپنے یاد خدا کرنے والے کنبے کی عزت و آسایش سے پرورش کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ محمد یوسف نظامی کو اپنی رحمت کے آغوش میں لے اور ان کے بچوں اور بیوی کو صبر دے۔ اور زندگی کو خوش حال اور مطمئن بنائے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔ یا اللہ نازل کر ہم پر صبر اور مضبوط کر ہمارے قدم

**احمد آباد** سے ایڈیٹر اخبار دین نے خبر بھیجی ہے کہ ڈاکٹر غلام نبی نظامی نے بھی وفات پائی۔ مرحوم کو ایک سال سے دماغی خرابی کی تکلیف تھی۔ وہ میرے پرانے مریدوں میں تھے۔ ان کے ماں باپ اور بہن بھائی سب داخل سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور پسماندوں کو صبر دے۔ مرحوم کے چچا بھائی غلام رسول

صبغتہ اللہ شاہ نظامی میرے خلیفہ کو بھی
خدا صبر دے۔ اور مرحوم کے بھائی چھوٹو میاں
مرادی نظامی کو بھی خدا صبر دے

گرم تحفہ } ہز ہائی نس نواب مظفر الملک
بہادر تاجدار ریاست چترال نے اپنے
ملک کی ساخت کا ایک گرم اور خوبصورت
چوغہ بھیجا ہے۔ سردی کے موسم میں یہ
گرما گرم تحفہ میرے جسم کی آسائش سے
جتنا زیادہ شکریہ حاصل کرے کم ہے۔
میں نواب صاحب کے مرحوم
والد ماجد کا دیا ہوا چوغہ اپنی زندگی
کے آخر ایام تک کافی سمجھتا تھا۔ اب یہ
نیا آیا ہے تو میں اس کو ایک بار پہن کر
جسم کو خوش کر دونگا۔ اس کے بعد پھر
پرانا چوغہ استعمال کرونگا۔ کیونکہ مجھے
قدامت کی ہر چیز پیاری ہے۔

۲۲ محرم ۸ جنوری دو شنبہ دہلی

بارش } رات بھر تیز ہوا چلی۔ بارش بھی ہوئی۔
اور آج دن بھر یہی حال رہا۔
میں تمام دن بند کمرے میں تحریری کام کرتا
رہا۔ چہل قدمی نہ کرنے سے طبیعت افسردہ
رہی۔ اور بھوک بھی نہ لگی۔

ملاقاتی } لالہ پریم اور لالہ کنور سین ملنے آئے
صبح بچے تانگے میں اسکول گئے۔ کیونکہ ڈرائیور
صاحب گھر گئے ہوئے تھے۔

دہلی } شام کو خواجہ بانو کے ساتھ گیا۔ مغرب کے
وقت واپس آیا۔
رات کو نیند نہیں آئی۔ برے خواب بھی دیکھے
پچھلی رات کو بیدار رہا۔ اوراد پورے کئے۔ پھر
طبی کتابیں پڑھیں۔

ہلکی غذا } چونکہ میرا مزاج گرم ہے اور صفراوی
ہے اس لئے مجھے گرم غذائیں موافق نہیں آتیں
اس لئے سرد مزاج ہلکی غذا کی تحقیقات مطلوب تھی
بہت چھان بین کے بعد جو کا دلیہ اور پالک
کا ساگ انتخاب کرکے نوٹ بک میں لکھا۔
جو میں غذائیت کم ہے۔ لیکن شہزادے
اور پالک سرد تر ہے اور اس میں وٹامن زیادہ
ہیں۔ اب تجربہ یہ کرنا ہے کہ خشک ہو جانے کے
بعد اس کی تاثیر کیسی رہتی ہے کیونکہ جس موسم میں
پالک دستیاب نہ ہو اس موسم میں خشک استعمال
ہو سکتا ہے یا نہیں اس کا تجربہ کرنا ہے۔
یہ دونوں چیزیں گوشت میں ملائی جائیں تو غذا
مقوی بھی ہو جائیگی۔ زود ہضم بھی اور ہلکی بھی اور ٹھنڈی بھی۔

# خطوط اور جوابات

## عبدالکریم نظامی کا خط

قبلہ و کعبہ پیارے خواجہ صاحب خدا آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ غلام عبدالکریم نظامی کی طرف سے آداب و قدم بوسی۔ حضور کی ذات پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ بے حد صدمہ گذرا۔ ظالموں کو خدا ضرور بدلہ دے گا۔

انہ ہو کیری بلگام

**جواب**:- تمہاری ہمدردی سے خوشی ہوئی۔ حسن نظامی

## ناظم جماعت نظامیہ ادہونی کا خط

قبلہ عالم سیدی و مولائی جناب خواجہ صاحب دام عنایتکم آداب عرض۔ برائے اطلاع نہایت رنج و تلق سے یہ جگر خراش خبر حوالہ قلم کر رہا ہوں کہ گنتی میں جناب محمد مرتضےٰ شریف نظامی نے تین چھوٹے چھوٹے بچے و بیوہ بیوی کو بحال غربت چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ گنتی سے ایسے لائق و اللہ والے شخص کی ہستی اٹھ گئی ہے جسکی جگہ پر ہونی محال ہے۔

افسوس کہ مرحوم جماعت نظامیہ گنتی کے بے لوث و خاموش خدمت کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ کو معلوم ہے ابھی حال میں آپ کی قدم بوسی کے لئے اننت پور گئے تھے جس کی خبر منادی میں شائع ہوئی تھی۔

مرحوم کی تجہیز و تکفین میں میں بھی شریک ہوا تھا۔ انتقال کی خبر مجھے تار سے ملی تھی نماز جنازہ میں نے ہی پڑھائی۔ احاطۂ مسجد میں مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو سکون بخشے۔ نیز پس ماندگان خصوصاً مرحوم کی بیوہ بیوی و بچوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کا خادم حافظ دادا میاں دینی نظامی ادہونی۔

**جواب**:- مرتضےٰ شریف نظامی مرحوم نے گنتی کی جماعت کی جو خدمات انجام دی تھیں اُن کا اجر بہشت میں ملیگا۔ مجھے اس

جبر سے بہت صدمہ ہوا۔ شریک غم حسن نظامی

**چودھری شیو ناتھ سنگھ کا خط** { مکرمی و محترمی تسلیم۔

چشتی پارٹی کے ممبران میں میرا نام درج کیجئے گا
منادی کے جس پرچے میں چشتی پارٹی کی ممبری
کا فارم تھا اُسے میرے ایک دوست پڑھنے
کے لئے لے گئے تھے۔ پھر انہوں نے واپس
نہیں کیا۔ آپ مہربانی فرما کر میرے نام
کم سے کم نمبر فارم ضرور بھیجدیں۔ میں اپنا
فارم بھی پُر کر کے بھیجوں گا اور دوسرے
لوگوں کو بھی ممبر بنانے کی کوشش کرونگا۔
اگر کامیابی ہوگئی تو اس میں شبہ نہیں کہ
اس پارٹی سے ملک کو بہت بڑا فائدہ پہنچیگا

نیازمند شیو ناتھ سنگھ از ماچھوہ میرٹھ۔

**جواب** { بھائی صاحب آپ سے جس
بات کی امید تھی وہی آپ نے لکھی۔ فارموں
کے ساتھ مقاصد کے کاغذات ضروری
ہیں۔ اور وہ اب تک چھاپے خانوں سے
چھپ کر نہیں آتے یہی وجہ ہوئی کہ
اب تک فارموں کی تقسیم عام نہ ہوسکی۔
آپ دوسروں کو شریک کیجئے تو مقاصد
کا الگ الگ سمجھانا مشکل ہوگا۔ لہذا ذرا
چار دن اور انتظار کیجئے۔ دہلی میں آج کل
کسی پریس کو فرصت نہیں ہے۔ کام بہت
بڑھ گیا ہے۔ منادی کی چھپائی میں بھی کئی
کئی دن کی دیر ہوجاتی ہے۔ حالانکہ میں
ٹھیک وقت پر لکھا ہوا تیار کر دیتا ہوں

حسن نظامی

## کیپٹن ہاؤز کا عربی فارسی خط

دهلی الجدید
فی یوم میلاد المسیح
الی حضرة الامجد الاکرم خواجہ
حسن نظامی ارواحنا فداه
بعد السلام وتقدیم الاحترامات
اننی اشکرکم للسلسلة الذی
تفضلتم وارسلتموه الیٰ فی مناسبة
عیدنا۔ زوجت بنده هم
خیلی خوشوقت شده است
و عرض سلام و تشکر
بخدمت حضرتعالی میفرستد
وخیلی خواهشمندم که حال

سرکار قرین صحت و استقامت است۔

دیگر زحمتی ندارم
دوست مخلص
[signature]

**ترجمہ** } نئی دہلی۔ مسیح کی میلاد کا دن طرف حضرت امجد اکرم خواجہ حسن نظامی کے ہماری روحیں آپ پر فدا ہوں۔ سلام کے بعد اور احترامات کی پیش کش کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے پہلی عنایت فرمائی۔ اور یہ مجھی ہماری عید کے دن بھیجی۔ میری بیوی بھی اس تحفے سے بہت خوش ہوئیں اور سلام کہتی ہیں۔ اور شکریہ بھیجتی ہیں حضرت عالی کی خدمت میں۔ اور میں بہت زیادہ آرزومند ہوں کہ سرکار کا حال قرین صحت و استقامت رہے۔ ہر زحمت سے محفوظ۔

مخلص دوست ہاؤز

## صابریہ خانقاہ میں عرس

۲۲ محرم سے ۲۴ محرم تک خانقاہ صابریہ فیض بازار دریا گنج دہلی میں حضرت شیخ محمد حسن صاحب چشتی صابری اور حضرت سید شاہ میر عبداللہ صاحب چشتی صابری کا سالانہ عرس ہوگا۔ اور قوالی کی مجلسیں بھی ہونگی۔

سید صابر حسین چشتی صابری۔ سجادہ نشین خانقاہ صابریہ

**جواب** } انشاء اللہ حسب معمول شرکت کروں گا۔ حسن نظامی

## خیری صاحب کا خط

} جناب خواجہ صاحب سلام علیکم ہماری انجمن کا ایک جلسہ سر محمد عثمان صاحب کی صدارت میں ۱۲ جنوری کو دن کے تین بجے منعقد ہوگا بمقام عربک کالج دہلی۔ آپ بھی شریک ہوں اور تقریر بھی کریں۔

**جواب** } دعوت نامے کا شکریہ۔ مگر میں ۲۱ جنوری سے پہلے باہر جانے والا ہوں ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔ حسن نظامی

## شیخ نجم الدین شمس الدین نظامی کا خط

} جناب قبلہ سلام علیکم۔ آپ کے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ خدا آپ کو ہمارے سر پر قائم رکھے۔

آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ والد آرام بالکل

نظامی نے ۹ محرم کو وفات پائی۔ اُن کی
مغفرت کی دعا کیجیے۔
چشتی برادری کے خادم جلدی روانہ
کرونگا۔ مگر ہم لوگ اردو نہیں جانتے ہیں
گجراتی ہیں۔ خانہ پُری ہوگی۔

**جواب** } دل آرام بانو نظامی کی وفات
کی خبر سے صدمہ ہوا۔ اُن کی مغفرت کی دعا
مانگی۔ خدا تم سب کو صبر دے۔
گجراتی جاننے والا یہاں کوئی نہیں ہے
کسی اردو جاننے والے سے خانہ پُری کرانا

دعاگو حسن نظامی

## نامہ نگار ریاست جاورہ کا خط

} اعلیٰ حضرت حضور پُرنور
والیٔ ریاست جاورہ بغرض صحت و تندرستی،
حسین ٹیکری شریف میں چند روز مقیم رہے
تھے۔ خدا کے فضل سے چند روز میں ان کی
صحت درست ہوگئی ایسی کہ باوجود بمبئی
کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کے علاج سے
ایسا فائدہ نہیں ہوا تھا۔
اعلیٰ حضرت حضور پُرنور حسب ہدایت
اپنے پیر و مرشد حضرت جہاں گیر شاہ صاحب
چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے حسین ٹیکری
شریف کے خادم مقرر ہوئے تھے۔ اُس وقت
سے آج تک نہایت حسن و خوبی کے ساتھ
انتظام فرماتے رہتے ہیں۔ ہر آنے والے
کو قیام کے لئے کمرہ اور خانہ داری کے برتن
اور روشنی وغیرہ آسائش کا سامان زائرین کو
دیا جاتا ہے۔ دور دور کے زائرین اپنی اپنی
مرادیں لیکر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہر
آنے والا اپنی اپنی مرادوں سے جھولیاں
بھر کر واپس جاتا ہے۔

رات کے وقت ہر قوم کے بے شمار آدمی
اُس غیبی نور کے دیدار کے لئے حسین ٹیکری
شریف میں جمع ہوا کرتے ہیں جو ہمیشہ حسین
ٹیکری کے اطراف میں نظر آیا کرتا ہے۔
یہ نور کبھی ایک چراغ کی شکل میں، اور کبھی
بیشمار چراغوں کی صورت میں زمین سے
نمودار ہوتا ہے۔ اور آسمان زمین کے
بیچ میں معلق رہ کر حرکت کرتا رہتا ہے۔
کبھی غائب ہو جاتا ہے۔ کبھی پھر نمودار
ہو جاتا ہے۔
ہر قسم کے بیمار یہاں آکر رہتے ہیں

اور چند روز میں تندرست ہو کر چلے جاتے ہیں

**جواب** } میں نے حسین ٹیکری شریف کی کئی بار زیارت کی ہے۔ اور یہ غیبی نور بھی دیکھا ہے۔ مگر یہ ارادہ ابھی تک پورا نہیں ہو سکا کہ چند رات وہاں جا کر رہوں حالانکہ دل شاہ صاحب تاجدار رجاور نے کئی بار مجھے بلایا تھا۔ لیکن اب چونکہ میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔ اس واسطے ارادہ کر لیا ہے کہ عنقریب وہاں آکر چند روز قیام کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

**آنکھوں والے کا خط** } حضرت خواجہ مخدوم سلام و قدم بوسی کے بعد دل چاہتا ہے کہ خطابت چھوڑ کر آپ کی کتابت کا کام شروع کر دوں۔ کیونکہ آپ کی آنکھوں کی معذوری سے آپ کے کاتب صاحب بہت ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ظاہری آنکھوں کو آپ کی باطنی آنکھوں کی طرح جلد روشن فرمائے۔ آمین۔

اب کے منادی میں حضرت کاتب صاحب نے "حال" کو "ہال" لکھ کر رسم الخط کا جنازہ نکالا۔ اگر میرا ہال وسیع ہوتا تو اس غلطی پر ماتم شروع کر دیتا۔ اور اس طرح ناچتا جیسے تانگے کا ہال چڑھا بھیا۔

پھر دیکھئے کہ "نذر" کو "نظر" بھی تحریر فرما دیا۔ نظر کی کمزوری سے کتنا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ فی الواقع کاتب کے لئے وسیع النظر ہونا بھی ضروری ہے میرے لئے ممکن ہوتا تو اپنی نظر آپ کی نذر کر دیتا۔

آپ کے ممدوح نے ایک عنایت اور فرمائی ہے "عوام" کو "عظم" لکھ کر اردو کی ہڈی توڑ دی ہے۔ عظم کے معنی ہڈی کے ہیں۔

اہل فہم جانتے ہیں کہ کاتبوں کی غلطی ایک ناگزیر علت ہے۔ مگر پھر بھی روزنامچے کی دلچسپ نگارش پڑھتے پڑھتے ایسی غلطیاں یک بیک سامنے آجاتی ہیں تو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی بسم ہوا تو ہو اور ارادتمندوں کو آپ پر اصرار کے حملہ قاتلانہ سے۔ حد ادب

محمد جعفر میاں پھلواروی خطیب جامع مسجد کپور تھلہ

**جواب** } جو کوفت کاتب کی غلطیوں سے ہوتی ہے وہ آپ کی نظر بازی سے دور ہو جاتی ہے۔ اور وہ آج کا خط تو ادب کی بولتی تصویر ہے۔ حسن نظامی

# حضرت شاہ سید امان الرحمن صاحب کی پہلی برسی

حضرت مولانا حاجی حافظ شاہ محمد عبدالرحیم صاحب ہادی جہادی کے سجادہ نشین حضرت مولانا شاہ سید امان الرحمن صاحب نے ۲۱ محرم ۱۳۶۳ھ کو وفات پائی تھی جس کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا اُن کی پہلی برسی کے موقع پر اُن کے فرزند سید انیس الرحمن صاحب نظامی نے اپنے والد ماجد کے حالات منادی میں شائع کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔ لیکن منادی میں وہ سب درج نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ گنجائش زیادہ نہیں ہے اُس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو یہ ہے۔

کہ شاہ امان الرحمن صاحب کا پدری سلسلہ کاظمی سادات سے ہے اور مادری سلسلہ بختیاری افغانوں سے ملتا ہے۔ ۱۲۸۵ھ ہجری پیر کے دن صبح ۹ بجے دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی تھی پھر اُن کے والد ماجد نے مولوی حافظ حکیم عبدالحق صاحب جلال آبادی سے تعلیم دلوائی اور طب حکیم عبدالمجید خاں حاذق الملک سے پڑھوائی تھی اور علم دین اور علم تصوف مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولانا سید حمزہ صاحب دہلوی سے حاصل کی تھی۔

لیکن جب حضرت مولانا جہادی کا انتقال ہو گیا تو نواب حاجی محمد محمود علی خاں صاحب رئیس چھتاری اپنے پیر کی تعزیت کے لئے دہلی میں آئے اور مولانا امان الرحمن صاحب کو جو اُن کے پیرزادے تھے۔ اپنے ساتھ چھتاری لے گئے اور وہاں مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے تعلیم کی تکمیل کرائی۔ اس کے بعد مولوی حاجی حافظ قاری شاہ محمد عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی سے حدیث کی سند حاصل کرائی۔ سجادہ نشینی کے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب کے کئی صاحبزادے تھے مگر دہلی کے تمام علما اور مشائخ اور امرا اور رؤسا نے جمع ہو کر مولانا شاہ امان الرحمن صاحب کو خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا اور دستار بندی کی۔ اور یہ دستار بندی ۱۵ ذی قعدہ یوم پنجشنبہ ۱۳۰۸ھ ہجری میں ہوئی تھی اس کے بعد ۱۹ ذی قعدہ کو جامع مسجد جھجر ضلع رہتک

میں حضرت جہازی کے سب مریدوں نے مل
کر دستار بندی کرائی۔

مگر حضرت شاہ امان الرحمن صاحب نے پیری
مریدی کو معاش کا ذریعہ قرار نہیں دیا اور اپنی
محنت سے رزق حلال حاصل کرتے رہے چنانچہ ۱۸۵۶ء
سے ۱۸۹۹ء تک شاہزادہ ہائی اسکول دہلی
میں عربی کے مدرس اول رہے۔ اس کے بعد ریاست
بڑہانسی ضلع علی گڑھ میں نواب حاجی محمد یوسف
خاں صاحب کے صاحبزادے محمد فراہیم خاں صاحب
کے اتالیق رہے اس کے بعد ریاست دتاؤلی
ضلع علی گڑھ میں نواب محمد موسیٰ خاں صاحب کے
فرزند محمد ہارون خاں صاحب کے اُستاد اور
اتالیق رہے۔ اور محمد ہارون خاں صاحب
شیروانی آجکل حیدر آباد دکن میں ایک بڑے
عہدے پر سرفراز ہیں۔

اپریل ۱۹۰۹ء میں ہز اکسی لینسی نواب سید یعقوب
خاں صاحب طورا سابق وزیر اعظم و سفیر سلطنت
کاشغر و یارقند کے خاندان مقیم دہلی کے کمشنر صاحب
اور ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی کی رائے سے ایجنٹ
مقرر ہوئے جس کے فرائض سالہا سال نہایت
عمدگی سے انجام دیتے رہے۔

شاہ امان الرحمن صاحب کی تصنیفات بہت
ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔
(۱) گلشن بہاری۔ احوال ریاست چھتاری (۲)
حیات ہادی (۳) تصویر ماتم (۴) تیغ ستم
(۵) دافع الاحزان (۶) مقام محبت۔ (۷) مرغ
بسمل (۸) حال دل (۹) گلاب کا پھول (۱۰)
نامۂ امان (۱۱) آداب المساجد (۱۲) حیاتِ
جمیل (۱۳) وصال الجمیل (۱۴) چہل حدیث
(۱۵) مختصر رپورٹ (۱۶) مولود خیر البشر۔

لباس عالمانہ اور درویشانہ تھا۔ قد میانہ تھا
رنگ گورا تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ ڈاڑھی
گنجان اور طویل تھی آواز بلند اور نازک تھی مزاج
میں ظرافت اور بذلہ سنجی تھی۔

وفات سے ایک مہینہ پہلے خود اپنی قبر کا
انتظام کرایا کفن کا کپڑا منگایا۔ اور وفات سے
ایک روز پہلے گلاب۔ کافور۔ عطر اگربتیاں۔ لوبان
پلنگ وغیرہ منگایا۔ وفات کی رات کا ذکر ہے
آدھی رات کو مجھے اپنے پاس بٹھا کر فرمایا بیٹا
میں نے جہاں تمہاری شادی کی ہے نسل اچھی
دیکھی اور کچھ نہیں دیکھا تم بھی نسل کا خیال رکھنا
پھر میرے چاروں بچوں کی طرف اور اپنی بہو کی

طرف اور میری والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم ان سب کے ذمہ دار ہو ان لوگوں کا خیال رکھنا۔ اور مجھ کو وصیت فرمائی کہ کوئی کام میرا شریعت کے خلاف نہ کرنا پھر فرمایا میں تمہارے لئے مال دولت چھوڑ کر نہیں جاتا بلکہ علمی ذخیرے کی لازوال دولت تم کو دیتا ہوں پھر حضرت نے اپنی تسبیح اٹھائی اور مسکرا کر فرمایا یہ دیدوں یا پہنا دوں پھر فرمایا اس ہاتھ کے نیچے کس کس کے ہاتھ ہیں گردن جھکاؤ اور میرے سینے پر سر رکھ دو۔

میں نے گردن جھکائی اور سینے پر سر رکھ دیا حضرت نے میری گردن میں تسبیح پہناتے ہوئے فرمایا اس کے پڑھنے میں جو کچھ میرے پاس ہے میں تم کو دیتا ہوں خواجہ حسن نظامی سے بیعت ہو جانا اور جو کچھ باقی ہے اُن سے مل جائے گا اُس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے فرمایا بیٹا تم روتے کیوں ہو۔ اللہ اور اللہ کا رسول تمہارا مددگار ہے۔ اس کے بعد میری والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور اپنی بہو کو جو وہاں موجود تھیں نصیحت کی اور دعائیں دیں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ آج کیا دن ہے اور کیا تاریخ ہے ؟ میں نے کہا محرم کی ۲۰ تاریخ ہے اور پیر کا دن ہے یہ سُن کر مسکرائے اور پوچھا میرا بچھونا پاک ہے ؟ میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا مجھے اچھے کپڑے پہناؤ۔ خوشبو لگاؤ۔ سر میں تیل ڈالو اور آپ کوئی دوا مجھے نہ دینا آب زمزم میں شہد ملا کے دینا۔

۲۱ محرم کی صبح کو وضو کیا داڑھی میں کنگھی کرائی آنکھوں میں سرمہ لگایا خوشبو لگائی اور لیٹ کر میری بیوی سے فرمایا۔ دلہن میرے کان میں کلمہ پڑھو اور خود بھی کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ کلمے کی انگلی اٹھائی اور کہا اللہ ایک ہے محمد برحق۔ پھر مسکرائے اور فرمایا کیا ہرا بھرا باغ نظر آرہا ہے کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے یہ قرآن شریف کا معجزہ ہے اور اللہ اللہ کہا اور روح پرواز کر گئی۔ ۷۳ سال کی عمر پائی۔ نماز جنازہ جامع مسجد دہلی میں پڑھی گئی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے احاطہ کے گوشہ شمال و شرق میں اپنے والد کے سرہانے دفن ہوئے۔

راقم خاکسار مسکین
سید محمد انیس الرحمٰن
بختیاری نظامی دہلی

# چشتی نامہ

## یعنے چشتی برادری میں شریک ہونے والے مردوں اور عورتوں اور بچوں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے چشتی برادری میں شریک ہونے والے مردوں اور عورتوں اور بچوں کے نام لکھے جاتے ہیں ۔ مفصل پتے وغیرہ اور سب فارموں میں درج ہیں ۔ اور فارموں سے صوبے وار رجسٹروں میں درج کئے جا رہے ہیں ۔

چشتی برادری میں سب سے پہلے میاں سلطان احمد وجودی نظامی رئیس بٹالہ ضلع گورداسپور کی دختر کا نام درج ہوا ہے کیونکہ سب سے پہلے انہیں کا خط آیا تھا مگر اُس وقت تک فارم طبع نہیں ہوئے تھے ۔ فارم طبع ہو جانے کے بعد سب سے پہلے ملا سید محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ وادیب و میونسپل کمشنر و راشننگ آفیسر دہلی نے اور اُن کے بچوں نے فارم پر دستخط کئے تھے جو ذیل میں درج ہیں ۔

### دہلی

سید محمد ارتضیٰ صاحب واحدی ایڈیٹر نظام المشائخ وادیب و میونسپل کمشنر و راشننگ آفیسر عمر ۵۶ سال

سید احمد مجتبیٰ واحدی عمر ۲۰ سال

سید علی مقتدیٰ واحدی عمر ۱۸ سال

سیدہ شاکرہ خاتون عمر ۱۶ سال

سیدہ حامدہ خاتون عمر ۱۴ سال

سیدہ ساجدہ خاتون عمر ۱۲ سال

سیدہ عابدہ خاتون عمر ۱۰ سال

سید موسیٰ رضا عمر ساڑھے ۸ سال

### شاہی خاندان دہلی

شاہزادہ عبد الستار بیگ تیموری عمر ۴۶ سال

کمال پاشاہ تیموری ۔ عمر ۱۲ سال

عبید پاشاہ تیموری ۔ عمر ۹ سال

### جنگ پورہ نئی دہلی

لالہ انوپ سنگھ صاحب مہاجن عمر ۴۵ سال

لالہ سروپ سنگھ صاحب مہاجن عمر ۳۰ سال

ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام عمر ۴۵ سال

### اجمیر شریف

حافظ احمد نور خاں صاحب عمر

سوالی خاں نظامی ۔ عمر ۵۰ سال

محمد نور خاں صاحب عمر

فرحت اللہ خاں صاحب عمر

آفتاب احمد خاں صاحب عمر

عائشہ خاتون ۔

آمنہ خاتون ۔

جمال خاں صاحب

منظور احمد خاں صاحب عمر

بشیر احمد خاں صاحب

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت سردار عطاء اللہ صاحب سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

مسماۃ سلیمًا زوجہ شبراتی بنت درگاہی قوم شیخ محلہ قصاب پورہ دہلی مدعیہ

بنام شبراتی مدعا علیہ

بنام شبراتی ولد پوری قوم شیخ ساکن بنگالی گیٹ محلہ جٹولیاں طویلہ رائے بہادر رام سرن داس لاہور یا ساکن جگدیش پور تھانہ بچھے آباد تحصیل سلون ڈاکخانہ اٹیورہ ضلع رائے بریلی۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی شبراتی تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام دہلی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۱۳ ماہ جنوری ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی

آج بتاریخ ۱۸ ماہ دسمبر ۱۹۴۴ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

ایڈیٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی سے شائع کیا

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## حضرت علامہ سید جمال الدین کا جنازہ

افغانستان کی قوم اور حکومت کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے کہ اُس نے اپنے وطن کے نامور عالم حضرت علامہ سید جمال الدین افغانی کے جسد مقدس کو قسطنطنیہ سے افغانستان میں منگایا ہے۔ اور سید صاحب کا پاک جسم کراچی لاہور پشاور کے راستے کابل جا رہا ہے۔ جہاں تدفین عمل میں آئے گی۔

کراچی اور لاہور اور پشاور میں عورت مرد مسلمانوں نے اس جسد پاک کے ساتھ جیسی عقیدت اور گرویدگی ظاہر کی اس سے مسلمانوں کے زندہ احساس ملی کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ مسلمان قوم سیاسی ادراک و احساس میں کسی زندہ قوم سے پس ماندہ نہیں ہے۔

## ایام محرم میں جسم سید آیا ہے

یہ بات اگرچہ اتفاقی ہے کہ سید صاحب کا جسم ایام محرم میں یہاں لایا گیا ہے۔ لیکن اس اتفاق میں بھی قدرت نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ ماہ محرم کو سادات بنی فاطمہ سے کیا خاص تعلق ہے۔

## افغانستان زندہ ملک ہے

جو قوم اور ملک اپنے سیاسی افکار کے زندہ کرنے والوں کی قدر جانتا ہے۔ وہ ملک زندہ ہے۔ اور زندہ رہے گا۔ اور افغانستان نے چونکہ ایسا ہی کیا ہے لہذا وہ زندہ ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

## آریہ اخبار ملاپ لاہور

لاہور کے اخبار انقلاب سے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آریہ سماج کے مشہور روزانہ اخبار ملاپ نے علامہ سید جمال الدین افغانی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سید جمال الدین تھے اور افغانستان کے وزیر اعظم تھے۔

آریہ سماج کو اپنے روزانہ اخبار کی اس افسوس ناک علمیت پر جتنا افسوس ہو کم ہے۔ کہ اس نے ایسے مشہور سید کی نسبت ایسی بےخبری کی بات لکھ دی۔

## خاکسار مولوی کا بیان۔

انقلاب لاہور سے خاکسار جماعت کے ایک مولوی صاحب کی تقریر کا حال معلوم کر کے اور زیادہ افسوس ہوا کیونکہ مولوی صاحب نے کہا کہ علامہ سید جمال الدین افغانی بھی علامہ مشرقی کے استاد عطا محمد صاحب امرتسری کے شاگرد تھے۔

علامہ مشرقی ایسی معلومات کے مولویوں کے وجود پر فخر نہیں کر سکتے۔

## یوسف عبداللہ ہارون کا بیان

اخبارات میں سندھ کے مشہور روشن دماغ روشن خیال مسلمان نوجوان یوسف بن حاجی عبداللہ ہارون کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ مسٹر یوسف سنٹرل اسمبلی کے ممبر ہیں اور کراچی کے مئیر ہیں اور ایک نامور باپ کے بیٹے ہیں۔ اور انھوں نے یہ بیان شائع کر کے سچے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

اس بیان میں سندھ وزارت کی اندرونی خرابیوں کو آزادی اور بے باکی سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس بیان سے سندھ کے وزیروں کی اصلاح ہو یا نہ ہو لیکن مسلمانان ہند اور مسلمانان سندھ کی آنکھیں کھل جائینگی کہ مسلم لیگ کا نام لے کر مسلمان قوم کو کس قدر احمق بنایا جا رہا ہے۔

## یونانیوں کی محسن کشی

یونان میں مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ پر یونانیوں نے تین قاتلانہ حملے کئے اور خدا نے مسٹر چرچل کو ان حملوں سے بال بال بچا لیا۔

میں نہیں جانتا کہ ہندوستان کے سیاسی لوگ اس واقعہ کی نسبت کیا رائے ظاہر کریں گے۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ مسٹر چرچل یونان کے محسن ہیں کہ انھوں نے یونان کی مصیبت کے وقت اس کی بہت بڑی مدد کی تھی اور سیکڑوں انگریزوں کی جانیں قربان کی تھیں اور اب پھر انہیں کا دم تھا جو یونان نے جرمنوں سے نجات حاصل کی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یونان کی موجودہ قوم کی اصلیت میں کچھ فرق ہے

ورنہ وہ اپنے محسن پر ایسے خوفناک وار نہ کرتی۔
مجھے لندن ٹائمس اور دوسرے انگریزی اخبارات
اور لیبر پارٹی وغیرہ سے قطعی اختلاف ہے
کیونکہ یہ لوگ مسٹر چرچل کی اس پالیسی کے
خلاف ہیں۔ جس پر آجکل مسٹر چرچل عمل کر
رہے ہیں۔

خاص کر ایسی حالت میں کہ مسٹر چرچل جیسے
محسن پر یونانیوں نے حملہ کیا ہے۔ ہر انگریز
کی غیرت اور قومی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ
برطانیہ کی فوجیں یونان کی اس پارٹی کا بالکل
خاتمہ کردیں جو یونان کے بادشاہ کی حکومت
کے خلاف ہے۔

## چشتی درویشوں کی سرد مہری

میں نے چشتی برادری کے فارم چند نامور چشتیہ
درگاہوں کے سجادہ نشینوں اور پیرزادوں
اور مشائخ کو بھی بھیجے تھے۔ اور ان میں اکثر وہ
لوگ ہیں جو منادی پڑھتے ہیں اور میری نیت
سے اچھی طرح واقف ہیں مگر ان لوگوں نے
فارم بھیجنے کیا یہ بھی نہیں لکھا کہ فارم پہنچ گئے ہیں۔
ممکن ہے محرم کی مصروفیت کے سبب جواب
میں دیر ہوئی ہو۔ اس لئے میں چند روز انتظار کرنے
کے بعد ان سب حضرات کے نام شائع کردوں گا
تاکہ چشتی برادری کے سب ممبر اُن لوگوں سے
آگاہ ہو جائیں جن کی عزت اور شہرت چشتی ہونے
کی وجہ سے ہے مگر وہ چشتیوں کے عروج اور
فروغ کے سب سے بڑے کام سے غافل ہیں۔

میں بدگمان نہیں ہوں اور بدگمانی گناہ سمجھتا
ہوں اور مجھے اب تک یہ نیک گمانی ہے کہ
محرم کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کے سبب
ان حضرات کا جواب نہیں آیا ہے اور یہ نوٹ
پڑھنے کے بعد وہ ضرور چشتی برادری کے فارم
پر خود بھی دستخط کریں گے اور اپنے گھر والوں اور
اپنے ماننے والوں سے بھی دستخط کرائیں گے اس کام
میں میرا ذاتی فائدہ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اُن کے
بزرگوں کی درگاہوں کو اور اُن کے بزرگوں کی
تعلیم کو آنے والی دہریت کے حملوں سے اور
سیلاب سے بچانے کی تحریک ہے اس لئے اُن کو
بلا تامل چشتی برادری میں شریک ہو جانا چاہیے۔
ناظرین یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ دسمبر کے مہینے میں ؎

؎ سوا لاکھ ممبروں کی امید تھی لیکن خدا نے چاہا سوا لاکھ سے زیادہ ممبر دسمبر کی تخم ریزی سے جنوری فروری تک درج ہو جائیں گے۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۴ محرم ۲۰ دسمبر جمعہ دہلی

**نوحم کی پہلی سال گرہ** آج میرے چھوٹے نواسے نوحم کی پہلی سال گرہ ہے۔ میں دلی میں ہوں وہ ڈیڑھ ہزار میل دور انتت پور میں ہے۔ میں نے پاک ذات اللہ سے نوحم کی سلامتی کی دعائیں مانگیں۔

**جامعہ ملیہ میں ایک حیوان ماسٹر** میں نے اپنے بچوں کو جامعہ ملیہ اوکھلا میں اس واسطے داخل کرایا ہے کہ وہاں تعلیم و تربیت کی خوبیوں کے علاوہ پرانے زمانے کے اُستادوں کی خرافات نہیں ہے۔ یعنے مار پیٹ نہیں ہے اور بچوں کا ماحول بہت اچھا ہے اُستاد چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب ہمدرد ہیں۔ تمیزدار ہیں اور نرم طبیعت ہیں۔ مگر پھولوں میں کانٹوں کا ہونا ضروری ہے۔ یعنے وہاں بھی ایک اُستاد از قسم حیوان موجود ہے۔ سُنا ہے کہ یہ جامعہ ملیہ کے اُستادوں میں نہیں ہے کسی انگریزی اسکول سے اُستادی کی تربیت حاصل کرنے آیا ہے۔ اور ابھی جامعہ ملیہ کی جنتری کے سوراخ سے نہیں نکلا ہے۔

جنتری لوہے کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ جس میں کئی چھوٹے بڑے سوراخ ہوتے ہیں۔ لوہار اور سُنار تاروں کو سیدھا کرنے کے لئے تار ان سوراخوں میں ڈال کر زنبور سے کھینچتے ہیں تو تاروں کا ٹیڑھا پن دُور ہو جاتا ہے اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ جانور قسم کا یہ اُستاد ابھی جامعہ ملیہ کی جنتری کے سوراخوں سے کھینچا نہیں گیا اس واسطے اس میں حیوانیت اور بے تمیزی کا انگڑ پن بہت زیادہ ہے۔

میں یہ بات روزنامچے میں لکھنی نہیں چاہتا تھا بلکہ جامعہ ملیہ کے منتظموں کو خط لکھ دینے کا ارادہ تھا تاکہ وہ اس بے تمیز اُستاد کے کان پکڑ کر جامعہ ملیہ سے نکال دیں یا اُس کو جنتری کے سوراخ میں ڈال کر کھینچیں۔ مگر پندرہ دن سوچنے اور غور کرنے کے بعد یہی مناسب معلوم ہوا کہ میں روزنامچے میں اُس کا ذکر لکھوں تاکہ تمام ہندوستان کے بے تمیز اُستادوں کو عبرت حاصل ہو عربی میں ایک کہاوت تھی اَلضَّرْب

لِلصِّبْیَانِ کَالْمَائِیَّةِ فِی الْبُسْتَانِ

بچوں کو مارنا ایسا مفید ہے جیسا کہ باغوں میں پانی دینا۔ عربی زبان کی یہ کہاوت میں نے اپنے بچپن میں سنی تھی جبکہ میرے اُستاد مجھے قمچیوں سے اور مسواکوں سے مارا کرتے تھے لیکن آج ہی نہیں سالہا سال سے میری رائے یہ ہوگئی ہے۔ کہ بچوں کو مار کر پڑھانا بہت سخت گناہ ہے۔ اور تعلیم و تربیت کے سراسر منافی ہے۔ تمام دُنیا کے پُرانے اُستاد ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ سکھ گزشتہ زمانے میں تعلیم دیتے وقت بچوں کو مارا کرتے تھے۔ اور اب بھی اکثر مکتبوں اور اسکولوں اور مدرسوں کا یہ وحشیانہ رواج باقی ہے صرف چند تمیزدار اسکول اس عیب سے بری ہیں۔ جن میں جامعہ ملیہ بہت زیادہ نمایاں ہے۔

**خدا کے مقبول معصوم کو ایذا** میں اپنے چھوٹے بیٹے سید امام مہدی سے بہت عقیدت رکھتا ہوں اگرچہ وہ میرا بیٹا ہے لیکن نیک دلی اور راست بازی میں میرا باپ ہے۔ میں نے کبھی اُس کو جھوٹ بولتے نہیں سُنا کبھی اُس کو کسی بچے سے لڑتے نہیں دیکھا۔ دوسرے بچے اُس کو مار لیتے ہیں۔ مگر وہ کسی پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ نہایت فرماں بردار ہے۔ پڑھنے کا شوق رکھتا ہے غرض جو صفات مادر زاد ولی میں ہوتی ہیں وہ سب اُس میں موجود ہیں جامعہ ملیہ میں داخل ہے۔ اور اپنی جماعت میں ہمیشہ اوّل رہتا ہے۔ جماعت کے اُستاد دوسرے لڑکوں کو اس کی مثال دے کر نصیحت کرتے ہیں۔ اور اُس کی تعلیمی رپورٹ میں ایسے الفاظ لکھتے ہیں جو میرے دوسرے بچوں کی رپورٹ میں نہیں ہوتے۔ یعنے اُس کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہے۔

ایسے معصوم بچے کو مذکورہ ماسٹر نے کسی زہریلی لکڑی سے مارا۔ لکڑی خبر نہیں کس زہریلے درخت کی تھی کہ اس کی ضرب سے مہدی کا ہاتھ زخمی ہوتے ہی پک گیا۔ لیکن اُس صابر بچے نے کسی سے اپنی تکلیف کو بیان نہیں کیا۔ اور جب زخموں میں پیپ پڑ گئی اور خواجہ بانو نے گھبرا کر مہدی کا ہاتھ دیکھا تو وجہ پوچھی۔ مہدی چونکہ جھوٹ نہیں بولتا اس واسطے اُس نے کہا ہم سے پڑھنے میں بھول ہوگئی تھی۔ ماسٹر نے ہم کو مارا اور اُس سے ہمارے ہاتھ میں زخم ہوگیا اور وہ پک گیا۔

خواجہ بانو نے مجھ سے ذکر کیا میں نے مہدی کا بندھا ہوا ہاتھ دیکھا تو آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور میں نے کہا اُستاد نے تمہارے فائدے کے لئے تم کو مارا ہوگا۔ تم اس کی غلطی کو معاف کردو مگر جب مہدی میرے سامنے سے ہٹ گیا تو میرے دل کی حالت غیر ہوگئی۔ اور مجھے رونا آگیا۔ اور میں نے کہا یہ ماسٹر نہیں ہے بلکہ یزید ہے اور شمر ہے جس نے ایک معصوم سید پر ظلم کیا اور جامعہ ملیہ کے باغ کے پھولوں میں ایک ایسا کانٹا ہے۔ جس کو فوراً توڑ کر پھینک دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے جانور اُستاد کی وجہ سے ساری جامعہ ملیہ بدنام ہوتی ہے اور منتظمین کو خاص نگرانی رکھنی چاہیئے کہ آئندہ کوئی اُستاد بچوں کے ساتھ ایسی بے تمیزی نہ کرنے پائے اور اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ انگریزی اسکولوں کے جو ماسٹر جامعہ ملیہ میں آدمیت سیکھنے آئیں تو پہلے جامعہ کا کوئی اُستاد آنے والے ماسٹر کی دماغی اور ذہنی اور خیالی حالتوں کا امتحان لے تب اُس کو تعلیم دینے کا موقع دیا جائے۔

اور یہ بات جامعہ ملیہ ہی پر موقوف نہیں ہے۔ خدا نے چاہا چشتی برادری کے پروگرام میں ایک ضروری پروگرام تعلیمی اصلاحات کا بھی ہوگا اور اُن اصلاحات میں مار دھاڑ سے پڑھانے کا دستور بند کرنے کا کام بھی ہوگا۔

**سال گرہ کی مبارک بادیاں** } آج کی ڈاک میں بھی سال گرہ کی مبارک باد کے خطوط آئے ہیں۔ اور ٹیلیفون میں بھی مبارک بادیاں آرہی ہیں۔ مولانا سید امان الرحمٰن صاحب دہلوی کی اہلیہ صاحبہ نے تہنیت سال گرہ کی خوشی میں حلوہ سوہن بھیجا ہے۔ سید انیس الرحمٰن نظامی لائے تھے۔

**موزے دھوئے** } کالے رنگ کی اونی جرابیں بازار سے لایا تھا۔ مگر وہ گلی ہوئی نکلیں روزانہ سلواتا ہوں اور روزانہ پھٹ جاتی ہیں آج میں نے ان کو صابن سے دھویا کہ صفائی ہر چیز کی عمر بڑھا دیتی ہے۔

**حسن ابوطالب کی تقریر** } دہلی ریڈیو میں میرے چھوٹے لڑکے حسن ابوطالب نے جامعہ ملیہ کے طلبا کے ساتھ جا کر ایک مناظرے میں حصہ لیا تھا۔ آج رات کو خواجہ بانو نے بیان کیا کہ ہم سب نے حسن کی تقریر ریڈیو میں سُنی تھی۔ اُس نے اپنے پارٹ کو بہت اچھی طرح ادا کیا۔ میں نے کہا۔ تمہارے بیٹوں میں

تین گورے ہیں۔ اور دو سانولے ہیں۔ یعنے علی اور زہرا اور مہدی بہت گورے ہیں۔ اور حسین اور حسن گندمی رنگ کے سانولے ہیں اس واسطے یہ دونوں اپنے تینوں بھائیوں کے مقابلے میں تیز اور ذہین ہیں۔

اس کے بعد میں نے حسن ابو طالب جبرئیل کو پیار کیا اور شاباش دی اور کہا جب ہم تمہاری عمر میں تھے تو ہماری زبان میں بہت زیادہ لکنت تھی اور ہم نہ اچھی طرح بول سکتے تھے ورنہ اچھی طرح پڑھ سکتے تھے اور ہم پہ سب لڑکے ہنسا کرتے تھے ہم نے جنگل میں جاکر آہستہ آہستہ بولنے کی مشق شروع کی کھنڈروں کی دیواروں کو مخاطب کرکے تقریریں کرتے تھے اس سے لکنت بھی جاتی رہی اور بولنا بھی آگیا

**بچوں کی یاد** کہ مجھے سلمان اور نعمان اور رقیہ اور روحم اور نوحم بہت یاد آرہے ہیں۔ شاید وہ بھی مجھے یاد کرتے ہوں گے۔

**مسافر خانے کی مرمت** کہ کئی دن سے اپنے بنائے ہوئے مسافر خانے میں دن بھر رہتا ہوں اور صفائی اور مرمت کا انتظام کراتا ہوں۔ رہنے والے صفائی اور ستھرائی سے ناواقف ہیں اس لئے اُن کو صفائی اور ستھرائی کے طریقے بھی بتاتا ہوں ملنے والے وہیں ملنے آجاتے ہیں۔ اگر مجھے ملاقاتیوں کی ملاقاتوں میں وقت خرچ کرنا نہ پڑتا تو شاید میرا کام موجودہ کام سے پانچ حصے زیادہ ہوجاتا یعنے اب تک میری ایک ہزار کتابیں تصنیف و تالیف کی ہوجاتیں مگر ساری عمر زندگی کا آدھا حصہ نیند کی نذر ہوا اور بقیہ آدھے کے ۲ حصے سفر اور ملاقاتوں میں خرچ ہوئے۔ صرف ایک حصے سے کام لیا۔ تاہم میں سمجھتا ہوں یہ دو حصے بھی ضائع نہیں ہوئے کیونکہ یہ میری عملی کتابیں ہیں اور میرے مرنے کے بعد ان خاموش مگر بولتی ہوئی کتابوں سے بھی دنیا بہت کچھ سبق حاصل کرے گی۔

نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور عبدالرحمن صاحب کابلی اور اُن کے لڑکے اور اُستاد شمس الدین صاحب اور نور الٰہی صاحب اور جے پور ہاؤس والے اعجاز محمد صاحب وغیرہ احباب ملنے آئے تھے۔

**کبوتر کا پاؤں پھسل گیا** کہ سید امام مہدی نے ایک کبوتر کا شکار کیا تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے پکایا تھا۔ بڑی امنگ اور خوشی سے علی اور میرے

سامنے اپنا پکایا ہوا شکار لے کر آئے۔ میں نے
پوچھا تم نے اس کبوتر کا شکار کیونکر کیا؟ مہدی
نے نہایت بھول پن سے جواب دیا ہم کسی
جانور کو مارا نہیں کرتے یہ کبوتر ایک ایسے چھجے
پر بیٹھا تھا۔ جہاں سے اُس کا پاؤں پھسل
گیا۔ اور وہ نیچے گر پڑا۔ سید صادق عربی نے
اُس کو ذبح کر لیا۔

مجھے مہدی کی بات سے ہنسی آگئی اور علی بھی
بہت ہنسے۔ معلوم ہوتا ہے سید صادق عربی
نے کبوتر کو مارا ہوگا کہ وہ شکاری باپ کے بیٹے ہیں
اور مہدی نے کبوتر کو گرتے دیکھ کر خیال کیا ہوگا
کہ اس کا پاؤں پھسل گیا ہے اس لئے گرا ہے۔

**سیٹھ عبدالرحیم عثمان**: آج سیٹھ عبدالرحیم
عثمان صاحب ملنے آئے تھے کل بھی آئیں گے

**عرس**: آج درگاہ شریف میں حضرت بابا
صاحب رضؓ کا سالانہ عرس شروع ہوا۔ میرے
گھر میں بھی میٹھی کھچڑی پر نیاز ہوئی تھی۔ دہلی
کے سب قوال آئے ہیں۔ میرے مسافر خانے
میں ٹھیرے ہیں۔

رات کو درگاہ میں قوالی کم اور مرثیہ خوانی
زیادہ ہوئی تھی۔

**حسین آ گئے**: آج رات کو حسین اننت پور
سے آئے ہیں۔ علی لینے گئے تھے۔ ریل ایک
گھنٹے دیر میں آئی۔ میں لیٹ گیا تھا۔ حسین ایمان
خانے میں آئے اور ۱۱ بجے تک انہوں نے مجھ سے
باتیں کیں۔ خواجہ بانو اور علی بھی اُن کی باتیں سنتے
رہے وہ بہت جلدی واپس چلے جائیں گے
اپنے کسی کام کے لئے آئے ہیں اور بہت جلدی
واپس جانا چاہتے ہیں۔

## ۵ محرم ۲۲ دسمبر جمعہ دہلی

**درگاہ کی حاضری**: آج میں حضرت بابا
صاحبؒ کی نیاز میں شرکت کے لئے درگاہ شریف
میں گیا تھا۔ دو دیگیں میٹھی کھچڑی کی پکوائی تھیں
اور مٹی کے پیالوں میں کھچڑی بھر کر نیاز میں شریک
کی تھیں تاکہ تقسیم میں آسانی ہو۔

**خانقاہ شریف میں نیاز**: حسب رواج
قدیم آج سب لوگ حضرت کی خانقاہ شریف
میں گئے تھے اور وہاں بھی نیاز اور قوالی ہوئی
تھی۔ سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب بھی نیاز
کی شرکت کے لئے دہلی سے آئے تھے۔ آج
جمعہ کے وقت مسجد نمازیوں سے بھر گئی تھی۔

**مجلس خانے کی مرمت**: حضرتؓ کے

سرہانے شہنشاہ اورنگ زیب کا بنایا ہوا مجلس خانہ بہت بوسیدہ ہو گیا ہے گرنے کے قریب ہے۔ آج سیٹھ عبدالرحیم عثمان کے ساتھ جا کر اُسے دیکھا تھا۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے انجینئر نواب زین یار جنگ بہادر اور تمام ہندوستان کے چیف انجینئر خان بہادر پیرزادہ محمد سلیمان صاحب قدوسی کی رائے ہے کہ اب اس مجلس خانے کی عمر ختم ہو چکی ہے۔ اس کو توڑ کر چبوترہ بنا دیا جائے۔ تاکہ عرس کے زائرین کے لئے درگاہ میں جگہ نکل آئے۔ آج سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب نے بھی انجینئر صاحبان کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ مگر میں نے کہا مجھے اس سے اختلاف ہے۔ میں اُس کی مرمت چاہتا ہوں تاکہ پُرانے زمانے کی شاہی یادگار باقی رہے۔ سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب نے کہا کہ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو آپ اس کی مرمت کرائیے۔ میں بھی مدد دوں گا۔

## ۶ محرم ۲۳ دسمبر شنبہ دہلی

ہوائی جہاز کہ گزشتہ عرس کے زمانے میں ایک غریب مسلمان ٹین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر دو ہوائی جہاز بنا کر لایا تھا اور میں نے اُس مسلمان کی ہمت بڑھانے کے لئے مُنہ مانگی قیمت دیکر دونوں جہاز خرید لئے تھے سلمان اور ولی اور قدسیہ اور روحم اور مہدی ان جہازوں پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ میں نے کہا میں ان جہازوں کو چھت میں لٹکا دیتا ہوں اور تم سب کے نام کی تختیاں لکھ کر ان پر آویزاں کرد دیتا ہوں تاکہ تم کو اور سب دیکھنے والوں کو معلوم رہے کہ یہ جہاز تمہارے ہیں۔

آج ولی اپنی اماں کے ساتھ نانی کے ہاں جانے لگے تو مجھ سے کہا دادا ابا ابھی آپ نے اُن جہازوں پر ہمارے ناموں کی تختیاں نہیں لگائیں۔ میں نے کہا جن کے پاس ہوائی جہاز ہوتے ہیں وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کیا کرتے لوگوں سے اقرار کرتے ہیں اور عہد توڑ ڈالتے ہیں۔ ولی نے کہا مگر آپ تو ہمیشہ وعدہ پورا کیا کرتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ تم نے ٹھیک کہا اب میں ضرور تختیاں لگا دوں گا۔

**شلجم کا میٹھا اچار** کہ آج میں نے چھ من شلجموں کا لال شکر ڈال کر میٹھا اچار بنوایا ہے اور مٹی کے مٹکوں میں بھر کر دھوپ میں رکھ دیا ہے۔ تاکہ نقصان رساں مٹھاس کے بدلے یہ مفید اور بے ضرر مٹھاس کھاؤں اور کھلاؤں

**۷ محرم ۲۴ دسمبر یکشنبہ دہلی**

**امن کا بھنڈارہ** آج چار کڑہاؤ حلوے کے بنوائے ہیں۔ سید حاصل شاہ صاحب کی طرف سے یہ حلوہ بنایا گیا ہے۔ شام کو درگاہ کے اور بستی کے فقرا اور مسافر اور ہندو مسلمان جمع ہوئے تھے۔ سید سمیع الدین صاحب نے حضرت علیؑ کی نیاز دی تھی۔ میں نے اور حاصل شاہ صاحب نے امن کی دُعا مانگی تھی اور احمد حسن صاحب مصور نے سب حاضرین کا فوٹو لیا تھا مولانا عشقی نظامی اور یونس۔ اور علی اور مجی اور گلزاری اور بیرو وغیرہ نے مل کر حلوہ تقسیم کرایا تھا۔ سید ذکی حسن نے حلوا پکوانے کا انتظام کیا تھا۔

**مجلس** آج صبح سید آفاق صاحب دہلی کے مکان پر گیا تھا اور محرم کی مجلس میں شریک ہوا تھا۔ بہت اچھی مجلس تھی اور مجمع بھی بہت زیادہ تھا۔ سید آفاق صاحب بھی میرے ہاں امن کی نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ اور سید حاصل شاہ اور تمام حاضرین نے مل کر بہت زور سے یا علیؑ کے تین نعرے لگائے تھے۔

**علم نکلے تھے** آج درگاہ کے امام باڑے سے علم نکلے تھے۔ بعد مغرب صادق شہیدؒ کے مزار پر بھی علم آئے تھے اور سید ابن عربی کی اہلیہ شاہ بانو کی طرف سے سب کو چار تقسیم کی گئی تھی۔

**سردی کی شدت** کئی دن سے سردی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور میں سردی کی شدت کے سبب اپنے کام حسب منشا پورے نہیں کر سکتا۔

**ناک کی پھنسی** سال گرہ کے دن میری ناک کے اوپر جو پھنسی ہوئی تھی۔ تین رات دن اُس کی تکلیف کا عروج رہا۔ اور حسین مجھے ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے پاس لے گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے دوائیں دیں۔ جن سے تکلیف میں کمی ہو گئی۔ تین رات نیند نہیں آئی۔ دماغ اور دل پر اس اذیت کا بہت بُرا اثر تھا۔ آج اُس تکلیف میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور رات کو مجھے آرام کی نیند آ گئی۔

**۸ محرم ۲۵ دسمبر دوشنبہ دہلی**

**مچھلی** بمبئی سے سیٹھ احمد نظامی اور سیٹھ علی محمد نظامی نے مچھلی کا پارسل بھیجا ہے۔ آج میں نے چند انگریزی اور ہندوستانی دوستوں کو

یہ مچھلی تقسیم کرائی تھی۔
حسین محرم کرتے ہی واپس چلے جائیں گے دن بھر اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں کبھی کبھی مجھ سے بھی مل لیتے ہیں۔ میں اپنی اولاد سے ملنے کا شوقین نہیں ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ کام میں لگی رہے بیکار نہ رہے۔

**مجلس** } آج رات کو میری بیٹی حور بانو اور ان کے شوہر سید نثار علی نے درگاہ کے امام باڑے میں مجلس کی تھی۔ رات کو ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے شب تک میں نے اس مجلس میں تقریر کی تھی۔ سید رضا مرزا صاحب وکیل دہلی کے بھائی صاحب نے بھی میرے بعد تقریر کی تھی خاندان کی سب عورتیں اور بستی کے سب مرد جمع ہوئے تھے۔ خواجہ بانو بھی شریک ہوئی تھیں۔ میں ۱۱ بجے خواب گاہ میں آیا سردی آج سب دنوں سے زیادہ ہے مجھے تقریر کرنے کی وجہ سے اور سردی کی وجہ سے نیند نہیں آئی صرف دو گھنٹے نیند آئی۔

**مجلس خانے کی مرمت شروع کرادی** }
آج میں نے درگاہ شریف کے مجلس خانے کی مرمت شروع کر دی بہت زیادہ خرچ کا کام ہے لیکن مرمت ہو جانے سے یہ مکان خدا نے چاہا تو برسوں تک کے لئے پھر زندہ ہو جائے گا۔

**ملاقاتیں** } آج حسین کے ساتھ ہز ایکسی لینسی سفیر صاحب افغانستان اور مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے اور سر فرانسس وائلی پولیٹیکل ایڈوائزر وائسرائے اور کیپٹن باؤز اور میاں نسیم حسین صاحب اور خان بہادر پیرزادے محمد سلیمان صاحب ڈپٹی چیف انجینیر سنٹرل پی ڈبلو ڈی اور آنریبل سر محمد عثمان صاحب اور آنریبل سر راما سوامی مدالیار صاحب اور آنریبل سر ایڈورڈ بنتھال صاحب اور آنریبل مسٹر کیرو فارن سکریٹری وائسرائے اور آنریبل سر فیروز خاں صاحب نون کے مکانات پر ملنے گیا تھا اور میاں کبیر صاحب انسپکٹر سپلائی کے مکان پر بھی گیا تھا۔ اُن کی اہلیہ صاحبہ اور اہلیہ کی والدہ صاحبہ یعنے بیگم محمد اسد نظامی اور خلیفہ وجیہ الدین صاحب سلیم انسپکٹر سپلائی سے بھی ملاقات ہوئی تھی اور اُن کے ہاں پھل بھی کھائے تھے اور میاں کبیر صاحب کے بچے کو بھی دیکھا تھا۔ شیروانی پہنے ہوئے تنگ موری کا پاجامہ بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا نیازی صاحب افسر انکم ٹیکس کے مکان پر بھی

گیا تھا۔ مگر وہ گھر پر موجود نہ تھے۔

**مسٹر جناح کی سال گرہ** آج انگریزی حساب سے میری اور مسٹر جناح کی سال گرہ ہے کیونکہ ہم دونوں ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے تھے ان کی اور میری عمر بھی ایک ہے یعنے انھوں نے بھی آج سے ۶۹ سال میں قدم رکھا اور میں نے بھی۔ مگر میرا کام اُن سے بہت بڑا ہوا ہے اُنھوں نے اپنی زندگی کا سارا زمانہ انگریزی پڑھنے اور بیرسٹری کرنے اور روپیہ کمانے میں خرچ کیا ہے اور اب چند سال سے وہ مسلم لیگ کا کام کرنے لگے ہیں۔ اور میں نے عمل کی زندگی میں قدم رکھتے ہی اپنے ذاتی مفاد سے زیادہ مسلمانوں کے فائدے کے کام کرنے شروع کر دئے تھے اور مختلف اقسام کے اتنے زیادہ کام کئے کہ میرے زمانے کا کوئی ہندو مسلمان اور سکھ اور پارسی میری برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور میری بڑائی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ میں زندگی کے شروع سے آج تک کام کرتا جاتا ہوں اور خدا کا شکر کرتا جاتا ہوں کہ اُس نے مجھے اپنے فضل سے کام کرنے کی یہ نعمت عطا فرمائی مگر مسٹر جناح کی زبان سے اور قلم سے کبھی یہ بات نہیں نکلی کہ اُنھوں نے خدا کے فضل کا ذکر کیا ہو۔

**بادشاہ کی تقریر** آج لندن ریڈیو سے برطانیہ کے شہنشاہ کی تقریر نشر ہوئی تھی میں نے انگریزی تقریر سُنی اور اُس کا اُردو ترجمہ بھی سُنا۔ بادشاہ کی زبان میں چونکہ لکنت ہے اس واسطے وہ ہمیشہ سنبھال سنبھال کر اور رُک رُک کر تقریر کرتے ہیں۔ پھر بھی کہیں کہیں اٹک جاتے ہیں۔

ان کی تقریر کا مجھ پر ہمیشہ اچھا اثر ہوتا ہے اور آج تو بہت ہی زیادہ اثر ہوا کہ انھوں نے تقریر کے آخر میں خدا کا ذکر کئی دفعہ کیا اور خدا کی مدد کئی دفعہ مانگی۔

میں نے اپنی سب عورتوں اور بچوں کو مخاطب کر کے کہا کیونکہ وہ سب تقریر سُن رہے تھے اس بادشاہ اور اس کی قوم کو اور اس کی رعایا کو خدا ضرور کامیاب کرے گا کیونکہ وہ اُن لوگوں کو کبھی مایوس نہیں کرتے جو اس کو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں۔

**بنگالی مرثیے** میں روزانہ ڈھاکے اور کلکتے کے ریڈیو کے گانے سنا کرتا ہوں کیونکہ بنگالی عورتوں اور مردوں کا گانا ہندو [illegible]

ہی نہیں دنیا بھر کے سب گانے والوں سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے آج میں نے ڈھاکہ ریڈیو سے بنگالی زبان کے مرثیے بھی سُنے ۔سنتا جاتا تھا اور دالان میں ٹہلتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ میں اپنے دادا امام حسینؑ کی یاد کے عام چرچے پر جتنا فخر کروں کم ہے ۔کہ ہندوستان کی ہر زبان میں اُن کی قربانی کی دھوم مچ رہی ہے ۔اور ہر عقیدے اور ہر نسل کا انسان ہر سال اس قربانی کو یاد کر کے غم کے آنسو بہاتا ہے ۔ مگر محض رونا کافی نہیں ہے ۔انسانوں کو میرے دادا کی پیروی بھی کرنی چاہئے یعنی ان کی طرح حق کی حمایت کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں بھی قربان کرنی چاہئے ۔

**خٹک صاحب** آج سنٹرل پی ڈبلو ڈی کے ایک افسر ایاز خاں صاحب خٹک ملنے آئے تھے ۔اور منادی کی امداد کے لئے پچاس روپے دئے تھے ۔ان کے چچا خان بہادر محمد قلی خاں صاحب ارئیس پشاور بھی ہمیشہ لنگر کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

**فلک پیما کی تقریر** آج لاہور ریڈیو سے خان بہادر میاں عبدالعزیز سابق کمشنر انبالہ والی وزیر اعظم کپورتھلہ کی ایک تقریر سُنی تھی وہ ہمیشہ سب سے نرالی عبارت لکھتے ہیں اور انوکھے انداز سے بولتے ہیں اور میں اُن کی ریڈیو تقریروں کا ہمیشہ مشتاق رہتا ہوں ۔آج انھوں نے پنشن خواروں کی نسبت تقریر کی تھی ۔تقریر کیا تھی سچائی اور حقیقت کی تصویریں بول رہی تھیں ۔ظرافت بھی تھی ۔لطافت بھی تھی اور حریت بھی تھی ۔ نوکر لوگ حریت کی آب و ہوا سے بہت دور بچ کر رہنے کے عادی ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے مکان بھی ایسی جگہ بنائے جائیں جہاں اذان کی آواز نہ آسکے کیونکہ اذان کی آواز دلوں میں آزادی کے جذبات پیدا کرتی ہے ۔

مگر میاں عزیز ایسے نوکر لوگ ہیں کہ موذنوں کو بھی آزادی کا سبق دیتے ہیں اور اماموں کو بھی اور ہم جیسے پیروں کو بھی ۔

اخباروں سے معلوم ہوا ہے ۔ہز ہائینس سر آغا خاں کے مرید آئندہ مارچ میں اُن کی ڈائمنڈ جوبلی منائیں گے اور پانچ کروڑ روپے قیمت کے جواہرات میں اُن کو تولیں گے ۔لیکن میرا بس چلتا اور میرے پاس پانچ کروڑ روپے

ہوتے تو میں آج اپنے عزیز وزیر کو آج کی ریڈیو تقریر سننے کے بعد ترازو میں بٹھا دیتا اور پانچ کروڑ روپے کے جواہرات میں تول کر کہدیتا لے جا بھائی یہ ہم نے تجھ کو تیری انمول بات چیت کے انعام میں بخش دئے۔ تو وزیر ہے تو لاہور میں ایک دوسری وزیر خاں کی مسجد بنادے اور مسجد نہیں بناتا تو ایک عقل کدہ بنادے۔ جس کی تعمیر مے کدے کی طرز تعمیر سے ملتی جلتی ہو۔

## ۹ محرم ۲۶ دسمبر سہ شنبہ دہلی

**اخبار کی روانگی** } باوجود رات دن کی محنت اور کوشش کرنے کے منادی جلدی تیار نہ ہوسکا۔ اور ۱۶ دسمبر اور ۲۴ دسمبر کے پرچے آج ایک جگہ مل کر شائع ہوئے۔ اگر مجھ اکیلے کا کام ہوتا تو منادی ہر خریدار کو مقررہ تاریخ کے دن مل جایا کرتا۔ مگر یہ کام بہت سے ہاتھوں کا محتاج ہے کاتب صاحبان کی محتاجی ہے۔ چھاپے خانے کی محتاجی ہے سنگ سازوں کی محتاجی ہے اور سب سے زیادہ کاپی کے لکھے ہوئے مضامین کو درست کرنے کی محتاجی ہے کاپی چونکہ زرد ہوتی ہے۔ میں اُس کی تحریر پڑھ نہیں سکتا محض سن لیتا ہوں اور صحت کرنے والے ہر صفحے میں غلطیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ آج پہلے صفحے کی تاریخ میں ایک بڑی غلطی چھپی ہے کہ ۱۶ دسمبر کی جگہ ۲۶ دسمبر لکھا گیا ہے اسی طرح جگہ جگہ غلطیاں ہیں اور ان سب کی ذمہ داری میرے اعمال نامے میں درج ہوتی ہے۔ املا کی غلطیاں ہوتی ہیں چنانچہ نذر کو نظر لکھا گیا ہے۔ وہ بھی میرے حساب میں لکھی جاتی ہیں اور جب اخبار چھپ کر آتا ہے تو میرا دل سہمتا رہتا ہے کہ خبر نہیں آج اور کتنی غلطیاں مجھ اندھے محتاج کے نامۂ اعمال میں درج ہوں گی۔

**قبروں پر مٹی** } نویں محرم کو کچی قبروں پر مٹی ڈالنے اور پانی چھڑکنے اور پھول چڑھانے کا رواج ہے میں بھی اُس وقت تک یہ سب کام کرتا تھا جب تک کہ میرے بزرگوں کی قبریں کچی تھیں اب میں نے وہ سب پکی بنوادی ہیں اس لئے اب نہ مٹی ڈالتا ہوں نہ پانی ڈالتا ہوں نہ پھول ڈالتا ہوں۔

**حضرت شاہ کی نیاز** } میرے خاندان

میں ہمیشہ سے رواج ہے کہ محرم کی نویں تاریخ
کی شام کو پراٹھوں اور شکر پر حضرت علیؑ کی
نیاز دی جاتی ہے۔ اور اس نیاز کو حضرت شاہ
کی نیاز کہتے ہیں۔ آج خواجہ بانو نے حضرت شاہ
کی نیاز کے پراٹھے اور شکر سامنے لاکر رکھے
اور نیاز کے لئے کہا تو میں نے کہا سید زید پاشا
نیاز دیں گے اور بھی سب چھوٹے بڑے بچے
جمع ہوئے اور زید پاشا نے نیاز دی میں بھی
شریک رہا۔

**بے کلی** کہ چونکہ رات بھر نیند نہیں آئی تھی۔
اس لئے آج دن بھر افسردہ اور بے کل رہا۔
اور کچھ کام نہ کر سکا۔

**مردان پنجاب** کہ آج پنجاب کے تین دوست
ملنے آئے تھے۔ ایک سید احمد حسن صاحب انکم
ٹیکس آفیسر فیروزپور۔ دوسرے اُن کے بھائی
سید صادق تیسرے نواب فتح دین خاں صاحب جاگیردار
ریاست ممدوٹ پنجاب۔

نواب فتح دین خاں موجودہ نواب صاحب
ممدوٹ کے خسر ہیں اور مرحوم نواب صاحب
ممدوٹ کے بھائی ہیں۔ اور بڑے جاگیردار
بھی ہیں۔ میری تحریروں کو سالہا سال سے
پڑھتے ہیں۔ اور لکھ رکھا ہے کہ جو نئی کتاب
چھپے بلا طلب اُن کو بھیجی جائے۔ میں نے
ان تینوں کو ذی علم اور ذی فہم پایا تو کچھ بھید
کی باتیں زبان پر لایا۔ قرآن شریف کے بعض
اسرار دو گھنٹے تک بیان کئے اور جب وہ
جانے لگے تو میں نے محسوس کیا کہ دو گھنٹے
میں گلاب کے پھولوں کی بو دبہت اچھے
گملوں میں لگائی ہے۔

**حسن ابوطالب کی بیماری** کہ میرے چہیتے
لڑکے حسن ابوطالب کو انفلوئنزہ ہوگیا ہے وہ
ہر سال اپنی بہن حور بانو کے مکان پر تعزیہ بنایا
کرتا ہے ایسے ہی بنایا ہے اور بیماری کے
باوجود کئی دفعہ اپنا تعزیہ دیکھنے بستی کے
اندر جاتا ہے۔ آج میں نے کہا اپنے بدن کی
حفاظت کرو کہ یہ بھی کھچیوں کا ایک تعزیہ ہے
ٹھنڈی ہوا میں باہر نہ جاؤ اور رات کو تعزیوں
کا گشت شروع ہوا تو میں نے اس کو باہر جانے
سے روک دیا جس سے وہ بہت مغموم ہوا۔

**سب ریڈیو سنے** کہ آج مغرب کے بعد
سے عشاء کے بعد تک بمبئی۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ۔
لکھنؤ۔ دہلی۔ لاہور۔ مدراس۔ ترچناپلی۔

حیدر آباد کے سب ریڈیو سُننے ہر جگہ محرم کا پروگرام جاری تھا۔ اور میں سر سید سلطان احمد کو دعائیں دیتا تھا۔ کہ ان کے طفیل یہ پروگرام سُننے میں آئے۔ ورنہ ہمیشہ ریڈیو والے آج کے دن ایسے پروگرام رکھتے تھے۔ جن سے اہل بیت کی توہین ہوتی تھی۔

**رات کی تکلیف** مجھے آج رات کو بھی نیند نہیں آئی دل اور دماغ کی اذیت میں مبتلا رہا۔

**۱۰ محرم ۲۷ دسمبر چہار شنبہ دہلی**

**نماز عاشورہ** آج صبح درگاہ شریف کی مسجد میں سید سمیع الدین صاحب نے نماز عاشورہ جماعت سے پڑھائی تھی۔ نمازیوں کی دو صفیں تھیں۔

**نیاز** ۱۱ بجے درگاہ شریف میں حضرت امام حسینؑ کی نیاز ہوئی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب نے کربلا کے سب شہیدوں کے نام بلند آواز سے پڑھے تھے۔ میں نے شیعہ فرقے کے کسی عالم اور کسی ذاکر سے کسی مجلس میں یہ نام نہیں سُنے حالانکہ یہ فرض شیعہ جماعت کا تھا کہ وہ کربلا کے سب شہیدوں کا نام جانتے ہوتے اور ہر سال لوگوں کو بتایا کرتے۔

**نیاز کے تبرکات** دہلی سے حکیم محمد دین ملنسار نظامی نے ڈولی میں نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔ میاں کبیر صاحب کی ساس اور اہلیہ نے بھی نیاز کے تبرکات بھیجے تھے۔ حاجی بشیر صاحب نے بھی نیاز کا پلاؤ زردہ بھیجا تھا۔

**حامد حسن صاحب** کلکتے سے مسٹر حامد حسن ڈپلمنٹ کمشنر کلکتہ ملنے آئے تھے اُن کی اہلیہ بھی ساتھ آئیں تھیں جن کو روزہ تھا۔ ان دونوں سے یہ سُن کر بہت صدمہ ہوا کہ میری منہ بولی بیٹی مریم احمد عارف بھام کی جوان لڑکی آمنہ نے وفات پائی اللہ ماں باپ کو صبر دے۔

**سید یامین نظامی** بدھ والے سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔ آج اُن کو بھی روزہ تھا اور مولانا عشقی نظامی بھی روزے دار تھے۔

**کربلا** میرے سب بچے اور سب نوکر کربلا گئے تھے مگر میں طبیعت کی ناسازی کے سبب نہ جا سکا۔

**نیاز کی دعوت** بعد مغرب حسین اور علی کے ساتھ حاجی بشیر صاحب کے مکان پر نیاز کی دعوت میں گیا تھا۔ حاجی صاحب ہر سال بڑے پیمانے پر حضرت امام حسینؑ کی نیاز کی

دعوت کیا کرتے ہیں۔
ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور بھیا فقیر عشقی
صاحب سے بھی وہاں ملاقات ہوئی تھی۔

**صحت** کہ خدا کے فضل سے آج رات کو میری
صحت درست ہو گئی اور ساری رات آرام
سے نیند آئی۔ اور میرے لڑکے حسن ابوطالب
کی صحت بھی آج اچھی رہی اور وہ کربلا بھی گیا تھا۔

## ۱۱ محرم ۲۸ دسمبر پنجشنبہ دہلی

**الماری میں بند ہو گئی** کہ اننت پور سے
روح کا خط آیا ہے کہ قدسیہ میری پوتی کسی الماری
کے اندر گھس گئی تھی۔ اس کے کواڑ بند ہو گئے
اور قفل لگ گیا۔ بمشکل کواڑ توڑے گئے اور
قدسیہ اندر سے زندہ نکل آئی۔ ورنہ ہوا بند
ہو جانے سے زندگی کا خطرہ تھا۔ قدسیہ نے
باہر آتے ہی مونگ پھلیاں کھانی شروع کر دیں
گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

**نئے سائز کے منادی کی ترتیب** کہ آج
یکم جنوری کے منادی کی نئی ترتیب تیار کر کے
کاتب کو دی۔

ابر آیا ہے۔ بارش کے آثار ہیں۔ میری صحت
خراب ہے۔ کمزور جسم کو ہر موسم ستاتا ہے۔

لیلا رام نظامی آج لاہور چلے گئے۔ کئی دن سے
مہمان تھے۔

**طبی چائے** کہ مختلف غذاؤں اور دواؤں کے
تجربوں کے بعد آج میں نے طبی چائے کو اپنے
لئے طے کر لیا کہ ہمیشہ پیا کروں گا۔ میں چائے نہیں
پیتا۔ اور یہ چائے نہیں ہے بلکہ ایک بوٹی ہے جو
بہت مقوی غذا بھی ہے۔ اور مقوی دوا بھی
ہے۔ اور اس کا بنانا بھی آسان ہے۔

لالہ پریم صاحب میرے لئے گرم کپڑا لائے تھے
لاہور سے ایک مسلمان میاں بیوی ملنے آئے تھے
دہلی سے استاد شمس الدین اور نور الٰہی صاحبان
جمعرات کے حاضر باش آئے تھے۔ میں موتی محل
میں تھا۔ وہیں سب ملنے والے آتے رہے۔

## ۱۲ محرم ۲۹ دسمبر جمعہ دہلی

**سوئم کی نیاز** کہ آج درگاہ شریف میں حضرت
امام حسینؑ کے سوئم کی نیاز ہوئی تھی۔

**اسٹیسمین** کہ آج سرکاری اخبار اسٹیسمین
میں گیا تھا۔ اور مسٹر کاؤلے چیف ایڈیٹر سے
ملا تھا۔ مسٹر عاشق احمد کے ذریعہ بات چیت
کی تھی کیونکہ وہ اردو اچھی طرح نہیں بول سکتے

**تحصیلدار صاحب دہلی** کہ ضلع دہلی کے

تحصیل دار صاحب آئے ہیں۔ توکل منزل میں
ٹھیرایا ہے۔ ان کے ملازم دوسرے مکانوں
میں ٹھیرے ہیں۔ تحصیل دار صاحب ہندو
ہیں۔ مگر بہت صاف دل اور بے تعصب ہیں۔
جاپری صاحب کی سری نگر کشمیر کے عبدالغفار
صاحب جاپری ملنے آگئے تھے۔ یہ کشمیر کے
لیڈروں میں ہیں۔ ان کی بیوی مولوی ہیں۔
اور عورتوں میں وعظ کہتی ہیں۔ یہ بہت خوش
حال اور دولت مند مسلمان ہیں۔ ان کے لڑکے
محمد اقبال بی اے پاس ہیں اور تجارت کرتے ہیں
دہلی میں بھی ایک شاخ ہے۔ میری کتابیں
خریدیں اور دیر تک مسلمانوں کی حالت پر بات
چیت کی۔

کئی دن سے ابر ہے۔ اور سردی بڑھ گئی
ہے۔ میں بہادر شاہی ڈائری کی اصلاح کے
کام میں مصروف ہوں اخوانی نظامی کا تار آیا
ہے کہ منادی نہ آنے سے آپ کی خیریت معلوم
نہیں ہوئی۔ سب کو فکر ہے۔

محمد نظام بن مولانا عشقی نظامی آئے ہیں
مولانا عشقی رات کو پاؤں دبانے آئے تھے۔
آج نیند بہت اچھی آئی۔ طبی جام سے
جسم میں چستی اور امنگ پیدا ہوگئی ہے۔

## ضروری اطلاع

ناظرین منادی کو یاد ہوگا گذشتہ پرچے سالنامہ کے آخر
میں اعلان کیا گیا تھا کہ پہلی جنوری کا منادی شائع نہیں ہوگا
بلکہ ۸ جنوری کو شائع ہوگا۔ مگر مجھے یہ بات بہت نامناسب معلوم
ہوئی کہ سال کا پہلا پرچہ ناغہ ہو۔ اس واسطے یہ پرچہ شائع
کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس میں وہ ترتیب نہیں ہے جو جنوری ۴۵ء
کے لئے تجویز کی گئی تھی۔ وہ ترتیب ۸ جنوری سے شروع ہوگی
چشتی برادری کے ممبروں کی فہرست اور مریدوں کے
اور دوستوں کے محبت نامے بھی بہت زیادہ جمع ہیں۔
وہ بھی آئندہ پرچوں میں مسلسل شائع ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ
اُن کے لئے کئی صفحوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

روزنامچہ اس دفعہ زیادہ ہو گیا ہے آئندہ ۱۰ صفحے
سے زیادہ نہ ہوگا

بہادر شاہ بادشاہ کی وہ غزلیں جو انہوں نے
دہلی سے جلا وطن ہونے کے بعد لکھی تھیں یا غدر سے
پہلے خاص خاص قصوں پر لکھی تھیں آج کل محض
زبانوں پر ہی ہیں قلم بند نہیں ہوئی ہیں اس واسطے
میں نے اُن سب غزلوں کو قلم بند کرایا ہے اور
۸ جنوری سے اُن کی اشاعت بھی شروع ہوجائیگی

# خطوط اور جوابات

## کیمبل پور کا خط

جناب حضور خواجہ صاحب! السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں نے ۲ دسمبر کو آپ کی خدمت میں دو روپے کی منی آرڈر برائے نقش کعبہ اور کتاب اسم اعظم کا راز بھیجا تھا۔ ساتھ ہی چشتی برادری کا میثاق نامہ بھی ارسال خدمت کیا تھا۔ امید ہے کہ دونوں چیزیں پہنچ گئی ہوں گی۔ مگر میثاق نامہ میں میری والدہ کی عمر بجائے ۳۵ سال کے ۴۰ سال درج ہو گئی ہے۔ برائے مہربانی تصحیح فرمائیں۔ اب میں اقرار نامہ بھیج رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے اسم اعظم کے راز سے ضرور مطلع فرمایا جائے۔ اور کتاب اسم اعظم کا راز ضرور بھیجا جائے۔ کیونکہ میں عرصے سے اس بات کا متلاشی ہوں کہ کوئی بزرگ مجھے زمان و مکان اور روح کی اصلیت بتائے۔ بعض اوقات میں ان چیزوں پر غور کرتے کرتے حواس باختہ سا ہو جاتا ہوں۔ اور یہ سمجھتا ہوں کہ میں سویا ہوا ہوں اور یہ سب کچھ خواب ہے۔ میں نے اس سلسلے میں کئی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں۔ مگر ان سے میری پریشانی میں اور اضافہ ہوا۔ چند ایک کتابوں کے اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں۔

"اسلام اور موجودہ مدنی مسائل" مطبوعہ مکتبہ جامعہ دہلی مصنفہ حضرت مولانا ابوالبرکات محمد عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ جونا گلی کلکتہ صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں کہ "انسان اور صرف انسان کو عقل کا مادہ عطا ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے انسان ہر چیز کی حقیقت سمجھنا چاہتا ہے اور جس چیز کی حقیقت دریافت کرنے میں جتنی زیادہ دقت پیدا ہوتی ہے۔ اتنا ہی شوق تجسس زیادہ بڑھتا ہے جب سن تمیز میں پہنچنے کے بعد انسان کائنات عالم اور کائنات الجو پر نظر کرتا ہے تو خود بخود اس کے سامنے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ چیزیں کیونکر پیدا ہوئیں۔ کیوں پیدا ہوئیں کس نے پیدا کیں یہ سارا انتظام کب سے اس طرح ہے۔ کب تک اس طرح رہے گا۔ انسان پیدا ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے۔ اس میں عقل و سمجھ ہوتی ہے۔ پھر کوئی اچھے اعمال کرتا ہے۔ کوئی برے۔ اس کے

بعد مر جاتا ہے۔ اس کے اعضاء گل سڑ کر مٹی ہو جاتے ہیں۔ تو کیا ..... اُس کی روح بھی مر جاتی ہے۔ اور کیا اس کو اپنے اعمال کا بدلہ جھیلنا پڑے گا۔ یا نہیں۔ کائنات کی جو چیزیں ہمیں حواس اور عقل کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہی کُل موجودات ہیں۔ یا ایسی چیزوں کا وجود بھی ہے۔ جن کو ہم ان ذرائع سے کسی طرح نہیں جان سکتے۔"

آگے چل کر آپ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ "بلا شبہ انسان روحانیت سے بالکل ناواقف ہے۔ اور ان چیزوں کا صحیح تصور نہیں کر سکتا۔ اور انبیاء کرام نے بھی روحانیات کی چیزوں کو مادیت سے محض تمثیلاً بتایا ہے۔ اس لئے کہ اُس کی حقیقی ادراک کی قوت ہم میں موجود ہی نہیں ہے۔ اُس کی حقیقی حالت بتانا ممکن ہی نہیں ہے۔ جس طرح مادر زاد اندھے کو رنگ کا فرق کسی طرح سمجھایا نہیں جا سکتا۔" موت و حیات اقبال کے کلام میں" مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور۔ مصنفہ ڈاکٹر رضی الدین صاحب ایم اے حیدر آباد دکن صفحہ ۷ "طبعی سائنس میں انسان ایک نہایت ہی حقیر ہستی ہے جس کی اس کائنات میں کچھ اہمیت ہی نہیں لیکن مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور یہ ساری کائنات اسی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ان ستاروں پر غور کیجئے جو کروڑوں برسوں سے منور ہیں جن کی عمر کا حساب لگاتے ہوئے ہماری عقل چکرا جاتی ہے۔ ان کا مقابلہ انسان سے کیجئے جس کی نظر ان ستاروں سے بھی آگے ہمیشہ آنسوئے افلاک رہتی ہے جس کی وسعت فطرت میں آسمان ایک نقطہ سے زیادہ نہیں جس کی زندگی کا مقصد فرشتوں سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ جس نے اس بار امانت کو اٹھایا جس کے متحمل زمین اور آسمان بھی نہیں ہو سکے۔ اگر ستاروں کی زندگی اس قدر طویل ہے۔ تو انسان جس کا ناخن سازِ ہستی کو چھیڑتا ہے۔ کیا وہ ایک لحظہ میں فنا ہو جائے گا۔ کیا وہ ان چمکدار ذروں سے بھی کم قیمت ہے کہ وہ تو اتنے عرصے تک چمکتے رہیں۔ اور انسان کی ہستی ایک لمحہ میں فنا ہو جائے۔" صفحہ ۲۶ "من کی دنیا میں فنا کا گزر نہیں۔ انسان موت کے غم میں اسی لئے گھلا جا رہا ہے کہ وہ اپنی اصلیت کو پیکرِ خاکی پر منطبق کرتا ہے۔ جب تک ہم اپنی

حقیقت سے واقف نہ ہو جائیں۔ اس غم مرگ سے نجات ممکن نہیں ـــــ انسان اگر اپنی خودی کی نگہداشت کرے۔ تو مرنے کے باوجود زندہ رہتا ہے۔ یہ چاند ستارے فنا ہو جائیں گے لیکن خودی کا نشہ وہ ہے۔ جو ابد تک نہیں اتریگا خودی جب پختہ ہو جائے تو موت سے پاک ہو جاتی ہے۔ جس نے اپنی خودی کو مستحکم کر لیا اُسے آنے والی موت کا کوئی ڈر نہیں ہوتا ـــ میاں محمد اسمٰعیل صاحب باغبان پورہ لاہور۔ اپنی کتاب انسان اور قرآن کے آخری صفحہ ۱۳۱ پر فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کی رُو سے سب سے پہلے ایک عورت کو پیدا کیا گیا۔ پھر اُس کے بطن سے ایک مرد کو پیدا کیا۔ پھر نسلِ انسانی کا سلسلہ قائم ہوا۔ یہ نسلِ انسانی ایک طویل مدت تک رتقائی مدارج طے کرتی رہی۔ حتےٰ کہ اُس کے افراد عاقل و بالغ اور فہیم و زیرک پیدا ہونے لگے۔ اس مرحلہ پر پہنچ کر نسلِ انسانی سے حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔ ان کے متعدد اور مخصوص صفات کی وجہ سے جو دیگر مخلوقات عالم میں نہیں پائے جاتے تھے۔ حضرت آدم اور اُن کے بعد اولادِ آدم کو خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر

کیا گیا ـــ اس چیز کے متعلق مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے قرآن مجید میں سے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ جن کی روشنی میں مولانا کا نظریہ صحیح ثابت ہوتا ہے۔ نیز اگر حکم ہو تو میں تمام مندرجہ بالا کتب آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ براہ کرم میری مشکلات حل فرمائیے اور کتاب اسم اعظم کا راز اور نقش کعبہ بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ ارسال فرمائیے۔ ناچیز محمد خورشید۔ ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۴ء

اقرار نامہ بھی ساتھ ہی ارسال خدمت ہے نمبر ۴ کاغذ پر ہے۔ میں بطور صفائی اپنے روزانہ کے معمولات خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ سچ درج کرتا ہوں۔ سات بجے صبح کی نماز سے پہلے روزانہ دو نفل پڑھتا ہوں۔ نماز کے بعد دلائل الخیرات پڑھتا ہوں۔ پھر قرآن شریف ایک منزل۔ پھر مناجات مقبول۔ سورۂ یٰسین سورۂ ملک۔ سورۂ مزمل۔ درود تاج۔ درود لکھی۔ آخری دس سورتیں۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام۔ حضور صلعم کے ننانوے نام عصر کی نماز سے پہلے بھی دو نفل پڑھا کرتا ہوں۔ اور اس طرح دن میں کل بارہ عدد نفل

پڑھتا ہوں۔ اور ہر جمعرات کے دن سورۂ رحمٰن سورۂ واقعہ۔ دعائے گنج العرش زائد پڑھا کرتا ہوں۔ میری والدہ صبح کی نماز سے پہلے بہت سے نفل پڑھتی ہیں۔ دیگر دعاؤں کے معمولات بھی بلاناغہ پڑھا کرتی ہیں۔ آخر میں دست بستہ عرض ہے کہ ہمارے لئے ہمیشہ دعا فرمایا کریں۔ محمد خورشید

**جواب** بھائی محمد خورشید خدا تم کو اپنے دیدار کی آنکھ دے۔ میں نے اپنی کتاب اسرار اسم اعظم میں ان سب باتوں کے راز بتائے ہیں جو آپ کے خط میں مذکور ہیں کتاب چھپ رہی ہے۔ نقش کعبہ بھی اسی کے ساتھ روانہ ہوگا۔ کروڑوں انسانوں کی خیالی حالت اس کتاب سے سیدھے راستے پر آجائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حسن نظامی

**حیدرآباد دکن کا خط** مخدوم و محترم حضرت خواجہ صاحب قبلہ

تسلیم مع التکریم۔ ایک عریضہ ذریعہ رجسٹری چند روز قبل ارسال خدمت کیا ہے۔ اس وقت تک مجھے علم نہ تھا کہ کچھ عرصے قبل کسی ناعاقبت اندیش نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا بڑا فضل کیا اور آپ کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اس کا علم مجھے کل ہوا جبکہ میں یکم و ۸ دسمبر کا منادی پڑھ رہا تھا۔ اور اس میں اکثر حضرات کے خطوط اس بارے میں درج تھے۔ پھر میں نے وہ منادی دیکھا جس میں تفصیلات درج تھیں اور جسکو میں اب تک بوجہ مختلف مصروفیتوں کے نہ پڑھ سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو محفوظ رکھا۔ گو مجھے آپ کا مرید ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے کس قدر انس اور عقیدت ہے۔ میرا یہ ایقان ہے کہ آپ کا وجود ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں آیۂ رحمت ہے۔ اور ان کی خدمت جو آپ نے کی ہے اور کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہے۔ قوم قدر کرے یا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ضرور مقبول ہوگی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر زندہ و سلامت رکھے

خیر طلب نیازمند محمد کریم اللہ

**جواب** میں آپ کی محبت و عنایت کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ حسن نظامی

## سید کشفی شاہ نظامی کا خط

پیارے خواجہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کی گئیں۔ اور خدا کو اپنے فضل وکرم سے ابھی آپ سے اور زیادہ اسلام کی خدمت لینی ہے۔ اور آپ کی آئندہ صحت بھی انشاءاللہ تعالیٰ اچھی رہے گی۔

چشتی پارٹی (امن واتحاد کی جماعت) کے لئے صرف منادی کا اعلان کافی نہیں ہے۔ یہ دعوت تو صرف منادی کے ناظرین تک ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پیغام کی عام اشاعت کی جائے۔ اردو، ہندی انگریزی اور دیگر ہندوستانی زبانوں اور اخبارات میں اعلان کیا جائے تاکہ عالمگیر آواز ہو۔ اور بنی نوع انسان اس طرف متوجہ ہو جائیں۔ بلکہ فرداً فرداً بھی ہر ایک کو اس طرف متوجہ کیا جائے۔ کیونکہ آنے والے وقت کے لئے یہ ضروری ہے۔ شاید آنے والے عالمگیر عذاب سے ہو سکتا ہے کہ اسمیں ہی بنی نوع انسان کی نجات ہو۔ خادم کشفی

چک قافیان۔ پنجاب۔

**جواب** دعا کا شکریہ۔ خدا ضرور مقبول فرمائے گا۔ مشورہ درست ہے۔ اسی طرح عمل شروع کیا گیا ہے۔ فوج در فوج شرکت ہو رہی ہے۔ حسن نظامی

## گلبرگہ شریف کا خط

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم۔ مجلہ کلیہ گلبرگہ سے دو شمارے خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں۔ مگر تا حال تبصرہ نہیں فرمایا گیا۔ حالانکہ آپ کے منیجر صاحب نے بذریعہ تحریر وعدہ کیا تھا۔ رسالہ ہر ہفتے بخیر وصول ہوتا ہے۔ براہ کرم اجرائے رسالہ کی طرف توجہ فرماتے رہئے۔

مسلمانوں میں جماعت بندیاں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ ہر گروہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا چاہتا ہے۔ اس طرح اسلامی شیرازہ بکھر گیا ہے کہ اس کو ایک مرکز پر لانے کے لئے قوت بشری جواب دیدیتی ہے۔ آپ کا نظامی گروہ ہی کیا کم ہے جو چشتی گروہ کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ یہ آئے دن

معلوم نہیں جماعتی تفریق کیوں پیدا کی جاتی ہے۔ آخر اس گروہ کے باہر جو مسلم ہیں اُن کا کیا حشر ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے دماغوں میں جو کچھ فضلہ رہتا ہے یہ اُس کا نتیجہ ہے جس کے آپ بھی شکار ہو گئے۔ فقط۔ خیر طلب محمد مختار احمد کلیہ عثمانیہ گلبرگہ معتمد انجمن عربی۔

**جواب** } حکیموں ڈاکٹروں سے دریافت کرونگا تاکہ کسی دوا سے میرے دماغ کا فضلہ خارج ہو جائے۔ حسن نظامی

## صوبہ سرحد کا خط

جناب خواجہ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم۔ آداب۔ مبلغ پندرہ روپے برائے (اہالیان مکہ و مدینہ شریف" قربانی عید الضحیٰ" کی قیمت ارسال خدمت والا ہے۔ اس سال کمترین نے آپ کی سنت کی پیروی کی۔ کہ قربانی کے بدلے قیمت ارسال ہے۔
"اندراج منادی" کی ضرورت نہیں ہے

(۲) منادی ۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۲ میں عنوان "صلوٰۃ وسطیٰ" پر آنحضور نے اختلاف فرمائی کی رائے طلب کی ہے۔ گو احقر نہ عالم ہے نہ ہی مولوی نہ ہی روحانی لیاقت رکھتا ہے مگر ادب سے عرض کرتا ہے کہ مفسروں نے ہر ایک نماز کو نماز وسطیٰ کہا ہے۔ اور بعضوں نے نماز عصر پر زور دیا ہے۔ کیونکہ اہالیان دیہات کو اس وقت سودا لینے اور گھر کی واپسی کا بہت انتظار رہتا ہے۔ قرآنی آیت شریف وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے صاف عیاں ہے اس وقت مشاغل دنیا اور واپسی خانہ جات کی وجہ سے عصر کی نماز عموماً لوگوں سے قضا ہو جاتی ہے

(۳) عمل آیت قرآنی "تقدیر بدل سکتی ہے" کے لئے ایک جوابی لفافہ ارسال خدمت کر چکا ہوں ملاحظے سے گذرا ہوگا

(۴) چشتی پارٹی کا اخبار زنانہ ہائی سکول فورٹ میں پڑھا نہیں گیا۔ عام حاضرین کو سلام۔

تابعدار احقر حامی الدین قاضی میراں بخش مصنف رہنمائے وراثت دریا پیر نائب تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیل خاں

**جواب** } روپے وصول ہو گئے۔ جزاک اللہ
درمیانی نماز صبح اور مغرب کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں رات اور دن کے درمیان ہیں

حسن نظامی

## عدن کا خط } معتقد فطرت جعفرات

خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ اللہ السلام علیکم
واضح ہو کہ عدن شہر میں عید الضحیٰ تاریخ
۲۵ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء سنیچر کے دن ہوگی۔
اب کے سال جمعہ کا حج۔ اکبری حج ہے۔ شیخ
زکریا نظامی جلال پوری کی طرف سے آپ کو
عید مبارک ہو۔ فقط والسلام۔
بقلم شیخ زکریا نظامی۔ جلال پوری۔ عدن

**جواب** } یہ کارڈ بہت دیر میں یعنی
محرم میں وصول ہوا۔ حسن نظامی

## سپوت نظامی کا خط } حضرت قبلہ خواجہ صاحب السلام علیکم

بندہ سا تھ خیریت کے رہ کر خیریت جناب
کی نیک مطلوب۔ احوال یہ ہے کہ میں شادی
کرنے کے لئے اپنے وطن بھوجپور آیا
ہوا ہوں۔ آپ کی دعا سے کام انجام
ہوگیا۔ آپ کو مبارک ہو۔ راقم محمد اسرائیل
خاں سپوت نظامی آدرہ

**جواب** } نئی شادی مبارک ہو۔ خدا
کرے نئی بیوی میری مرحومہ بیٹی کے بچوں سے
اچھا سلوک کرے۔ حسن نظامی

## میرزا کلیمی صاحب کا خط } سرکار غریب نواز واتا دوجی فدا کم

السلام علیکم۔ بعد از آستانہ بوسی غلام
میرزا عبدالرحیم بیگ کلیمی مدعا نگار ہے کہ
۳ محرم خیریت سے گزرا۔ خدا کا لاکھ لاکھ
شکر و احسان ہے کہ حضور کو مذہب کی اور
قوم کی خدمت اور فلاح کے لئے زندہ رکھا
اور انشاء اللہ ہزاروں سال زندہ رکھیگا
آمین۔ ثم آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔
اب انشاء اللہ غلام جنوری کے اخیر ہفتے
میں آستانہ شریف پر آکر قدم بوسی کا شرف
حاصل کریگا۔ میثاق نامہ چشتی برادری انشاءاللہ
خانہ پری کر کے بہت جلد روانہ خدمت
کیا جائے گا۔ جس میں سلسلہ کلیمیہ چشتیہ کے
خلفاء اور مریدین شریک ہونگے۔
ایک جلد کتاب اسرار اسم اعظم غلام کے
لئے روانہ فرما دی جائے۔ اس کے لئے
ایک روپیہ اس عریضے کے ہمراہ ارسال
خدمت ہے۔ فقط آرزوئے قدم بوسی۔
محتاج کرم میرزا ایم اے رحیم بیگ کلیمی کنٹراکٹر
نلودی روڈ۔ چاندہ سی پی

**جواب** } شکریہ - روپیہ وصول ہوگیا کتاب چھپ رہی ہے - حسن نظامی

**احسن انصاری نظامی کا خط** } خواجہ بابا سلام مسنون

عرض خدمت عالی ہے - آج کا دن ہم لوگوں کے لئے فکرمندی کا دن ہے - دعا ہے کہ خدا آپ کو ہم غلاموں کے سروں پر تادیر بسلامت باکرامت رکھے - آمین ثم آمین

فضل خداوندی سے مجھے یقین ہے کہ ابھی آپ کی عمر بہت بڑی ہوگی - کیونکہ موجودہ دور میں اصلاح امت محمدی کے لئے آپ کا وجود باجود باقی رہنے کی بہت ضرورت ہے اس لئے میں آپ کی موجودہ سالگرہ میں آپ کی زندگی وسلامتی کا خواہاں وجویاں اور اسکی مبارکباد عرض خدمت ہے - اپنی خیروعافیت وصحت وسلامتی کی اطلاع سے بندہ کو مسرور وشادکام فرمائینگے - انتظار ہے کہ ۲۷ دسمبر کا پرچہ منادی آنے سے آپکی خیریت مزاج کی آگاہی وسرفرازی سے خوشی وخوشدلی حاصل ہوگی - خادمہ احسن انصاری نظامی - بشرا دروکنگہ

**جواب** } شکریہ اور دعا - حسن نظامی

**لکھنؤ کا خط** } کل آپ کی سالگرہ تھی خدا نے آپ کو یہ مبارک دن دکھایا - اس کے لئے خاکسار کی پُرخلوص مبارکباد قبول فرمائیں - خدا سے دعا ہے کہ وہ آپکو ایسی بہت سی سالگرہ دیکھنے کا موقعہ عطا فرمائے - آمین مجھے آپ سے جو محبت اور اخلاص ہے اُس کا اندازہ آپکو شاید ہی ہو - میں اس مبارک موقعہ پر بصد ہزار لیشہ دل سے تحفۂ مبارکباد دلی پیش کرتا ہوں - اور آپ کی ترقی عمر اور اقبال کے لئے تہ دل سے دعاگو ہوں -
خاکسار محمد عثمان - رحمت منزل لکھنؤ

**جواب** } شکریہ اور دعا - حسن نظامی

**پونڈری کا خط** } قبلہ خواجہ صاحب دست بستہ آداب
جناب کی لاتعداد مہربانیوں کا شکریہ کسی زبان سے میں ادا کرنے کے ناقابل ہوں اخبار منادی پڑھنے کا مجھے بہت شوق رہتا ہے جب اخبار آتا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور خوب شوق سے اور خوشی سے پڑھتے ہیں - میں جناب کی تجویز کردہ چشتی پارٹی میں شامل ہونے کا خواہشمند ہوں - جناب جو بھی تحریک کرتے ہیں ملک کے اتحاد کے واسطے نہایت ہی مفید ہوتی ہے - جناب کے احسانات میرے دل پر کندہ ہیں - (ڈاکٹر) آتما رام شرما از پونڈری کرنال

# ہندوستان میں علی مشکل کشا کے خلفا

امیر المومنین علی مرتضیٰ مشکل کشا کے اصلی جانشین اور خلفا چشتیہ سلسلے کے مشائخ تھے اور مشائخ ہیں۔ قادریہ، سہروردیہ وغیرہ سلسلوں کے شیوخ بھی حضرت علیؑ کے خلفاء تھے۔ اور ان لوگوں کے پاس حضرت علیؑ کی خلافت اور جانشینی کا کوئی ثبوت نہیں ہے جو اپنے آپ کو علیؑ کا شیعہ کہتے ہیں۔ کیونکہ محض زبانی باتوں کے شیعہ ہیں۔ اور محض نام کے شیعہ ہیں۔ اصلی کام کے شیعہ صرف مشائخ صوفیہ ہیں۔ اور اس دعوے کی دلیل حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب

## فاطمی دعوت اسلام

یا

## اہل بیت کے کارنامے

میں ہر دوست اور ہر دشمن دیکھ سکتا ہے۔ اور اسکو پڑھ دیکھنے کے بعد ماننا پڑیگا کہ بیشک علی علیہ السلام کے خلفاء اور جانشین مشائخ صوفیہ تھے۔ یہ محض باتیں کر کے خواب غفلت میں سو جانے والے شیعہ ہرگز نہ تھے۔ اب اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن چھپا ہے جو بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔ کاغذ کی گرانی کے سبب قیمت تین روپے ہے مگر چشتی برادری کے ممبروں سے صرف ایک روپیہ لیا جائیگا۔ پتہ :۔ دفتر چشتی بہادری دہلی

# گورے مقدمہ ہار گئے

## چیف جسٹس حیدر آباد کا لاجواب فیصلہ

یورپ کے لوگ ہندوستان میں آئے اور یہاں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر یہاں قدم جمائے تو ہندوستان کی خانہ جنگی زندہ رکھنے کے لئے ایسی غلط اور جھوٹی تاریخیں لکھکر شائع کیں اور اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائیں کہ ہندو مسلمانوں کے دلوں میں فرق پڑ گیا۔ اور اب وہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ اور ہر ہندو عورت مرد کو مغل شہنشاہ

## اورنگ زیب عالمگیر سے نفرت

پیدا ہو گئی ہے

نواب میرزا یار جنگ بہادر چیف جسٹس حیدر آباد اور حال افسر اعلیٰ انتخابات صوبہ برار نے یورپین مورخوں کی غلط تحریروں کی تردید میں ایک زبردست کتاب لکھی تھی جو خواجہ حسن نظامی نے چند سال پہلے شائع کی تھی اور پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا تو دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ اور وہ بھی ختم ہو گیا تو اب تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب ۲۴۴ صفحات کی ہے کاغذ کی گرانی کے باوجود ایک روپے میں دی جاری ہے۔ مگر چشتی برادری کے ممبروں سے آدھی قیمت لی جائیگی۔

ملنے کا پتہ :۔ دفتر چشتی برادری۔ دہلی

ایڈیٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی ڈاکخانہ حضرت نظام الدین دہلی سے [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادی دہلی

ایڈیٹر علی بن حسن نظامی | ۲۴ فروری و یکم مارچ ۱۹۴۵ء | سالانہ قیمت دو روپے


## ذاتی خبریں

**نئے خریدار** } جب سے قیمت دو روپے کی گئی ہے منادی کے نئے خریدار تقریباً ہر ہفتے ایک سو بڑھ جاتے ہیں۔

**سر سید کا دہلی نامہ** } ۲۴ فروری سے سر سید کا "دہلی نامہ" اخبار میں چھپنا شروع ہوا ہے۔

**ریشمی آویزے** } عید میلاد اور محرم کے ریشمی آویزے تمام ہندوستان میں تقسیم کئے جا رہے ہیں

**اسرار اسم اعظم** } ۲۲ فروری سے کتاب اسرار اسم اعظم اور نقش کعبہ کی تقسیم شروع ہو گئی ہے۔

**صحت** } حسن نظامی کی صحت درست ہو گئی ہے قلبی دورے بند ہو گئے ہیں۔

**سفر اور ملاقاتیں بند** } صحت کی حفاظت کی غرض سے خواجہ حسن نظامی نے سفر اور ملاقاتیں ترک کر دی ہیں ۲ ہفتے تک آرام کریں گے۔

**سالانہ عرس** } حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا سالانہ عرس اپریل کے شروع میں ہوگا۔ راشن بندی کے سبب عرس میں آنے والوں کو تکلیف ہوگی۔ لہذا اس سال بھی اپنے اپنے مقام پر عرس کرنا چاہیئے دہلی میں نہ آنا چاہیئے۔

**لنگر خانے میں روشنی** } درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے لنگر خانے اور مجلس خانے کی خواجہ حسن نظامی نے مرمت کرائی ہے اور ان دونوں عمارتوں میں بجلی کی فٹنگ کرانی چاہتے ہیں تاکہ زائرین مسافروں کو آرام پہنچے اس کا خرچہ وہ خود دینگے کسی اور سے نہیں لیا جائیگا

# چشتی برادری کی خبریں

**میرا سفر** ۸ مارچ جمعرات کے دن دہلی سے روانہ ہوکر پٹنے جاؤں گا اور وہاں سے مظفرپور اور موتی پور جاؤں گا اور انشاءاللہ ۱۵ مارچ تک دہلی میں واپس آجاؤنگا۔

**عرس** حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا سالانہ عرس ۱۷ ربیع الثانی سے شروع ہوکر ۱۹ کو ختم ہوگا اور میرے ہاں قوالی کی مجلس ۱۹ کو ہوگی۔ تاکہ عوام کی یورش سے محفوظ رہے۔ کیونکہ میلہ ۱۸ کو ختم ہوجاتا ہے۔

**اسرار اسم اعظم** میری مرموز کتاب اسرار اسم اعظم چشتی برادری کے ہر ممبر کو دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ میں چشتی برادری کے ہر عورت مرد ممبر کو اسرار اسم اعظم کا محرم خیال کرتا ہوں۔

**دوسرا اعتماد** چشتی برادری کے ہر ممبر پہ میرے اعتماد کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ میں کتاب اسرار اسم اعظم کی چند جلدیں ممبروں کے پاس بھیجدوں گا اور وہ جس کو رازداری کے قابل سمجھیں قیمت لے کر دے سکیں گے۔

یہ کتاب مجلد ہے۔ اور چار سو صفحے کی ہے اور اس میں دین کی اور دنیا کی ترقی کے بڑے بڑے راز ہیں۔

**برکت کا نمک** اسم اعظم دم کیا ہوا برکت کا نمک مفت بھیجا جارہا ہے۔ مگر ڈاک کا محصول میں نہیں دے سکتا۔ پاؤ بھر نمک کے ایک ڈبے میں یہ خرچ ہوتا ہے۔ ٹین کا ڈبہ۔ محصول ڈاک۔ رجسٹری کا محصول لہذا گیارہ آنے بھیجئے تب روانہ ہوگا۔ ایک شخص منگاکر ایک ایک چمچہ تقسیم کردے۔ اور وہ نمک دوسرے نمک میں ملاکر استعمال کیا جائے۔

**میثاق نامے** چشتی برادری کے میثاق نامے میری مسلسل بیماری کے سبب پوری مستعدی سے روانہ نہیں ہوسکے تھے اب روزانہ بھیجے جارہے ہیں۔

چشتی برادری کے نام بھی منادی میں مسلسل شائع کرنے کا انتظام ہوگیا ہے۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## مولوی صاحب پلاؤ کیوں کھاتے ہیں؟

دہلی میں ایک پوسٹر شائع ہوا ہے جس میں بڑے بڑے نامی گرامی علما کا فتویٰ درج ہے کہ عید میلاد کے جلسے اور جلوس ناجائز اور بدعت ہیں کوئی مسلمان ان میں شریک نہ ہو۔

میں نے خود دہلی کی گلیوں میں مسلمانوں کو یہ پوسٹر پڑھتے دیکھا اور ان کی باتیں دور کھڑے ہو کر سنیں۔ اور اندازہ کیا کہ سو مسلمانوں میں ۹۹ مسلمان اس فتوے کے خلاف تھے بعض نے علما کو گالیاں بھی دیں۔ بعض نے کہا یہ مولوی صاحبان ہم کم علموں کو نہ دنیا میں چین لینے دیتے ہیں نہ دین کے کاموں میں ٹھیک راستہ چلنے دیتے ہیں۔

ایک مسلمان کو روتا ہوا بھی دیکھا جو ٹھنڈے سانس بھرتا ہوا آگے چلا گیا۔

مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا اور میں نے سمجھا کہ مولوی صاحبان بڑی بھول میں ہیں۔ جو اب تک مسلمانوں کو اپنا ہم خیال سمجھ رہے ہیں حالانکہ مسلمان قوم ان سے بہت زیادہ منحرف ہو چکی ہے۔

ایک مسلمان نے پوسٹر پڑھ کر یہ بھی کہا کہ مولوی صاحبان پلاؤ کیوں کھاتے ہیں رسول خدا اور اصحاب رسول نے تو کبھی پلاؤ نہیں کھایا تھا۔ برابر سے ایک مسلمان نے جواب دیا کہ بدعت دین کی نئی بات کو کہتے ہیں۔ دنیا کی باتوں میں بدعت کا دخل نہیں ہے۔ پلاؤ کا طعنہ دینے والا مسلمان بدعت کا جواب نہ دے سکا اور خاموش ہو کر چلا گیا۔ مگر میں اخبار کے ذریعے جواب دیتا ہوں کہ قرآن و حدیث و فقہ دین کا خزانہ ہیں۔ رسول خدا کے زمانے میں اور اصحاب رسول کے زمانے میں قرآن شریف اور حدیث شریف کسی چھاپے خانے میں نہیں چھاپے گئے اور بعد کے فقہا نے اپنی فقہ کی کتابوں کو بھی چھاپے خانے میں نہیں چھاپا۔ پھر میلاد شریف کو بدعت کہنے والے مولوی صاحبان

قرآن و حدیث و فقہ کو چھاپے خانوں میں
کیوں چھپواتے ہیں یہ بدعت اور گمراہی
ہے یا نہیں ہے؟ ۔
یہ ہے اُس الزام کا جواب جس کا دُنیا کا
کوئی مولوی نہیں کر سکتا۔ اور کسی میں ہمت
ہو تو سامنے آئے۔ اور جواب دے اور
ثابت کرے کہ عید میلاد اور میلاد تو بدعت
ہے۔ مگر قرآن و حدیث و فقہ کی کتابوں کا
چھاپہ خانوں میں چھپوانا بدعت نہیں ہے۔

## عید میلاد کا جلسہ

میرے باغ وادی الہین میں ۱۱ ربیع اول ۲۵ر
فروری اتوار کی شام کو عید میلاد کا ایک شاندار
جلسہ آنریبل سر فرانسس مودی صاحب ہوم ممبر
گورنمنٹ ہندوستان کی صدارت میں ہوا تھا۔
جس میں بکثرت ہندو اور سکھ صاحبان بھی شریک
ہوئے تھے۔ پٹنے سے مہنت رام کشن داس صاحب
اور دوسرے چند مہنت صاحبان مختلف مقامات
کے اسی جلسے کے لئے آئے تھے۔ اور ہندو
مسلمانوں نے بہت اچھی اچھی نعتیہ نظمیں پڑھی تھیں
آنریبل ڈاکٹر کھرے ممبر کونسل وائسرائے اور دوسرے
ممبران اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ بھی شریک
ہوئے تھے جن کے نام کسی دوسری جگہ درج
کئے گئے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ
کے پیرزادگان بھی شریک ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ
کا شکر ہے کہ جلسہ ہر لحاظ سے نہایت کامیاب
رہا۔

## خواتین کی شرکت

بیگم صاحبہ میاں شاہ دین مرحوم اور
بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع مرحوم اور
بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز اور بیگم صاحبہ
سر شفاعت احمد خاں اور بیگم صاحبہ
میاں محمد رفیع اور بیگم صاحبہ خان بہادر
شاہ بان ممبر اسمبلی اور بیگم صاحبہ
منشی اظہر علی صاحب ممبر اسمبلی اور
صاحبزادی صاحبہ خواجہ عبد الحمید
صاحب بانی پتی اور میرے خاندان
کی سب عورتیں بھی اس پاک مجلس
میں شریک ہوئیں تھیں۔ اور ایک انگریز خاتون
بھی شریک ہوئی تھیں جو ایران اور ترکی میں سالہا سال
تک رہ چکی ہیں اُن پر اس مجلس کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں
نے کہا میرے کانوں میں استنبول کی آوازیں آرہی ہیں

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۳۰ صفر ۱۴ فروری چہار شنبہ دہلی**

**چاند** حیدر آباد دکن سے مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی کا تار آیا کہ ۲۹ صفر کا چاند نظر نہیں آیا۔ دہلی میں ۳۰ کی شام کو چاند نظر آیا۔ بہت بلند اور بڑا تھا۔ ۲۹ کا معلوم ہوتا تھا۔

**حکیم شفاء الملک کا خط** آج سے ۲۴ سال پہلے ۱۹۰۰ء میں مجھے دق ہو گئی تھی۔ اور ڈھاکے بنگال کے حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب شفاء الملک کے علاج سے آرام ہوا تھا۔ آج ان کا خط آیا ہے۔ اور غذا اور دوا بتائی ہے۔

آزمائے ہوئے دانش مند دوست اور تجربہ کار روشن خیال حکیم کے حکم پر عمل کروں گا۔

سنی اوقاف کمیٹی کے جلسے میں گیا تھا ملا واحدی صاحب سے ملا تھا۔ عید میلاد کے لئے اپنی نئی تصنیفات "مدنی بھگتی" اور "عید نامہ" کی چھپائی کا بندوبست کیا تھا۔

**سردار بھگوان سنگھ صاحب** نئی دہلی کی مشہور فرم بجلی کے مالک سردار بھگوان سنگھ صاحب سے ملنے گیا تھا۔ جن کے لڑکے منادی پڑھتے ہیں۔ درگاہ کی روشنی کی فٹنگ درست کرانے کی بات کی تھی کیونکہ روشنی کا بل بہت زیادہ آنے لگا ہے۔ کل دو سو روپے کے قریب بل ادا کیا تھا۔ شبہ ہے کہ بجلی کی فٹنگ میں خرابی ہے۔ اور بجلی ضائع ہوتی ہے۔

**عاصی نظامی** دہلی کے مشہور شاعر عاصی نظامی لالہ گیان چند کا سہرا میری فرمائش سے لکھ کر لائے تھے۔ ان کو اس فن میں کمال حاصل ہے۔ کوئی شاعر ان جیسا سہرا نہیں لکھ سکتا۔ خواجہ بانو اور حور بانو میرے ساتھ دہلی گئیں تھیں۔ اور علی بانو کو لائیں تھیں۔

**یکم ربیع اول ۱۵ فروری جمعرات دہلی**

**بڑا عرس** کل دوسری تاریخ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا عرس میرے ہاں ہوگا۔ آش جو پر نیاز ہوگی۔

**وفات کی تاریخ** اس مہینے کو عورتیں بارہ وفات کا مہینہ اس لئے کہتی ہیں کہ بارہ دن میں کوئی دن آنحضرت صلعم کی وفات کا ہے۔ مگر چشتیہ اولیاء اللہ نے تحقیقات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وفات ۲ ربیع اول کو ہوئی تھی چونکہ آنحضرت صلعم نے تمام عمر جو کی روٹی کھائی تھی۔ اس لئے میں نے آش جو پر نیاز دینے کی ابتدا کی ہے۔ یعنی ایک ایسی نیاز کی بنیاد رکھوں گا جس کا پہلے رواج نہیں تھا۔ آش جو پکانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کا دلیہ گوشت میں پکایا جائیگا۔

**نوچندی** آج نوچندی جمعرات کے سبب درگاہ میں ہزارہا زائرین آئے تھے۔ میرے ہاں بھی بکثرت ملاقاتی آئے تھے۔ حکیم عبدالسلام صاحب اور لالہ پریم صاحب اور کوتیانے کاٹھیاواڑ کے سیٹھ عثمان حاجی عبدالغنی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

میری صحت بہت اچھی ہے۔ زیادہ وقت موتی محل میں رہا تھا۔

**مسٹر شاہ بان** سندھ والے مسٹر شاہ بان ممبر سنٹرل اسمبلی ملنے آئے تھے۔ چودھری غلام عباس صاحب پریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے اپنی خوابگاہ میں دونوں کو بلا لیا اور ایک گھنٹے تک باتیں کیں۔ دونوں گھڑی گھڑی اپنی گھڑیاں دیکھتے تھے۔ یعنے جانا چاہتے تھے۔ اور میں سمجھتا تھا کہ ان کے کھانے کا وقت ہے۔ مگر دانستہ ایسی باتیں کرتا تھا کہ ان کے کھانے کا وقت ٹل جائے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ فقیر کے ملنے والے جسمانی غذا سے زیادہ روحانی غذا کا خیال رکھتے ہیں۔

**۲ ربیع اول ۱۶ فروری جمعہ دہلی**

**یوم وصال** حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ اور حضرت خواجہ قطب صاحب رضہ اور حضرت بابا فرید صاحب رضہ اور حضرت سلطان جی صاحب رضہ اور حضرت چراغ دہلی صاحب رضہ کی روایات کا اتفاق ہے کہ آں حضرت صلعم کی وفات ۲ ربیع اول کو ہوئی تھی۔ مگر مسلمان بڑے غافل ہیں کہ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔ اور یوم وصال کو بھول جاتے ہیں معمولی معمولی اولیاء اللہ کے عرس دھوم سے کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلعم کے سالانہ عرس

کی طرف کسی کو بھی توجہ نہیں ہے۔

میں نے آج اس عرس مقدس کی بنیاد رکھی اور گوشت میں پکے ہوئے جو کے دلیئے پر نیاز دلوائی۔ جس طرح عید میلاد کی تحریک کی ابتدا بھی میں نے کی تھی اور خدا نے اس کو مقبول خاص و عام کر دیا تھا یہ تحریک بھی انشاء اللہ کامیاب ہوگی۔

آنحضرتؐ کی عظمت کے منکر نہ عید میلاد کو مانیں نہ یوم عرس کو تسلیم کرینگے۔ لیکن اعتقاد مند لوگوں کو یہ عرس جاری کرنا چاہئے

**ہرا دھنیا** آج میں نے اپنے وادی امین باغ میں دھنیا بویا ہے۔ کیونکہ مجھے ہرا دھنیا بہت مرغوب ہے اور وہ بہت مہنگا ہو گیا ہے۔

**مشاعرہ** میری بستی میں پرسوں رات کو ایک مشاعرہ ہونے والا ہے۔ میرے خاندان کے شاعر اور صوفی صاحب اجمیری تیاریاں کر رہے ہیں جس کے پاس اور کوئی کام نہ ہو اس کو مشاعرہ بھی کرنا چاہئے۔

**ملاقاتی** حکیم عبدالسلام صاحب ایک دوست کے ساتھ دہلی سے آئے تھے۔ مقامی اصحاب بھی آئے تھے۔ میں نے ۱۶ کا اخبار دیا

کر دیا۔ صحت اچھی ہے۔

**مولوی فضل الرحمن بی اے** میرے برادر زادے مولوی فضل معین مرحوم کے لڑکے مولوی فضل الرحمن بی اے کل شب آئے تھے۔ ان کی بہن میرے لڑکے علی کی بیوی ہیں

**زکام کی ہلاس** آج حکیم شفا نظامی ایک آنہ دوا خانہ دہلی کے لئے میں نے زکام کی ہلاس دوا بنوائی تھی۔ یورپ سے بھی ایسی ہی ایک دوا آتی ہے۔ اور تین روپے کو ایک شیشی بکتی ہے۔ میں نے چار آنے ایک شیشی کے مقرر کئے ہیں۔

**شکاری پوتا** انت پور سے میرے پوتے سید سلمان بن سید حسین کی تصویر آئی ہے۔ انگریزی ٹوپی اوڑھے بندوق ہاتھ میں لئے بیٹھا ہے۔ سامنے ایک چیتا مرا ہوا پڑا ہے۔ جس کو سید ابن عربی نے مارا تھا سلمان کے پاس رستم بھی بیٹھے ہیں۔ مجھے ان دونوں بچوں کے دیکھنے سے ایسی فرحت ہوئی۔ گویا دار المسک بار دجو اہر والی کھائی

**چشتی بیگ** آج کل ٹرنک اور سوٹ کیس بہت زیادہ مہنگے ہو گئے ہیں۔ جو ٹرنک دو روپے

کا آتا تھا اب بارہ روپے کا بھی نہیں ملتا۔ اور چمڑے کے سوٹ کیس بھی بہت زیادہ گراں ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں نے چشتی برادری کا خرچ کم کرنے اور راحت رسانی کے لئے مضبوط گتے کے سوٹ کیس بنوائے ہیں۔ جو مضبوط بھی ہیں۔ ہلکے بھی ہیں اور کم قیمت بھی ہیں۔

یہ سفر میں کام دیں گے۔ گھروں میں کپڑے اور کتابیں رکھنے کے لئے بہت کار آمد ہوں گے۔ مگر صرف چشتی برادری کے ممبروں کو دیئے جائیں گے۔ چشتی بیگ ۱۸ انچ لمبا۔ ۱۲ انچ چوڑا ساڑھے سات انچ اونچا ہے اور قیمت پانچ روپے ہے۔

**جمعہ کی نماز** درگاہ شریف میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی مولانا عشقی نظامی سہارا دے کر ایمان خانے تک لائے تھے کیونکہ کمزوری کے سبب زینے پر چڑھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ مولانا عشقی نظامی نے سہارا بھی دیا اور دو روپے بھی نذر کئے۔ مسٹر چرچل کو ایسے مرید میسر نہیں ہیں۔ نہ مارشل اسٹالین کو ایسے مخلص نصیب ہیں۔

## ۲۴ ربیع اول ۱۷ فروری سنیچر دہلی

**چشتی بیگ کا کام** آج دن بھر چشتی بیگ بنتے رہے۔ اور میں زید منزل میں گاؤ تکئے کے سہارے لیٹا رہا۔

**مرزا عمر بیگ نظامی** کوہاٹ جیل کے داروغہ میرزا عمر بیگ نظامی ملنے آئے تھے میرے بہت پرانے مرید ہیں۔ مگر آج تک ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میرے لئے پھل لائے ہیں۔ کہتے تھے منت مانی تھی کہ سلام میسر آئیگا۔ تو جوتیاں چوموں گا۔ گلے ملوں گا اور لعاب دہن لوں گا۔ میں نے گلے لگایا انہوں نے جوتیاں چومیں۔ نذر پیش کی۔ اپنی بیوی کی نذر بھی پیش کی۔ اور ایک سکھ سپاہی کی نذر بھی پیش کی۔ شام کو واپس کوہاٹ چلے گئے۔

**شاہ ولایت باوا** آج صبح شاہ ولایت باوا سے ملنے گیا تھا۔ اُن کی عمر ایک سو ۲۵ سال کی ہے۔ فاسفورس کا تیل نذر کیا کیونکہ اُن کے گھٹنے میں درد رہتا ہے وہ میرے ساتھ میرا مسافر خانہ دیکھنے آئے بولتے کم ہیں۔ میں سامنے گیا تو میرے

پیروں کی طرف ہاتھ بڑھا کر تعظیم ادا کی۔ اور دُعائیں دیں۔ اور میرے کاموں کی تعریف کی۔ ڈاڑھی کے بال اب تک کالے ہیں۔ مگر چہرے پر بڑھاپا ہے۔ کیمیا جانتے ہیں۔ کرنال کے جنگل کی ایک جھونپڑی میں برسوں رہے ہیں۔ میں نے کہا دق کی دوا بتا دیجئے تاکہ خلق خدا کو فائدہ ہو۔ کچھ جواب نہیں دیا۔

آج شام کو کلیر شریف کے عرس میں جانے والے ہیں۔

**ملاقاتی:** نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور مسٹر دوبے جے پوری ملنے آئے تھے بیگم نواب خواجہ محمد شفیع خواجہ بانو سے ملنے آئی تہیں۔

**وفات کی خبر:** ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ اُن کی اہلیہ نے وفات پائی۔ وہ اور بیگم خان بہادر لطیف قریشی قبر کی جگہ کی تلاش میں آئے تھے میرے خاندانی قبرستان میں اب جگہ باقی نہیں رہی ہے مگر بمشکل ایک قبر کی جگہ ملی۔ کل صبح دفن ہوگی کیونکہ مرحومہ کے والد کل لاہور سے آئینگے۔ مرحومہ بڑی نیک بیوی تہیں۔ خواجہ بانو سے بہت تعلق رکھتی تہیں۔ ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ نورانی صورت اور اسلامی سیرت کے سید ہیں۔ میرے فیملی ڈاکٹر ہیں۔ اور اسلامی باتوں سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ مجھے اُن کی خانہ ویرانی کا بہت صدمہ ہے۔

**غذا:** گاجر کا شوربا اور جو کا شوربہ کھایا تھا رات کو غذا ترک کر دی تہی۔ نیند اچھی آئی۔ مگر کمزوری اب تک بڑھ رہی ہے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمہ میں جاکر رہنا چاہتا ہوں۔ سردی پھر بڑھ گئی ہے۔

## ۴ ربیع اول ۱۸ فروری انوار دہلی

**ابا نظامی:** آدرہ صوبہ بہار سے میرے پرانے مرید ابا نظامی آئے تھے۔ یہ میمن ہیں اور بہار میں تجارت کرتے ہیں۔ میں نے ایمان خانے میں ٹہیرایا ہے۔

**جنازہ:** ۱۱ بجے ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ کی اہلیہ کا جنازہ درگاہ میں آیا۔ اور میں نماز کی شرکت کے لئے درگاہ میں گیا۔ ہر عقیدے کے چھوٹے بڑے مسلمان جمع تھے۔ شیعہ بھی تھے قادیانی بھی تھے۔ وہابی بھی تھے۔ سب نے مل کر صوفی عقیدے کے امام کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

سر سید سلطان احمد صاحب اور سر عزیز الحق صاحب بھی نماز میں شریک تھے۔ ڈاکٹر رحمان صاحب اور مولوی نصر اللہ صاحب اور محمود احمد نظامی بی اے اور سبط احمد نظامی اور خان بہادر لطیف قریشی صاحب اور خان بہادر عبید اللہ صاحب اور حفیظ احمد صاحب وغیرہ بہت سے نامی افسران حکومت بھی تھے۔ میت میرے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئی۔

**ملا صاحب شور بازار** کی افغانستان کے مشہور بزرگ ملا صاحب شور بازار تشریف لائے تھے۔ چھوٹا قد ہے۔ بھاری جسم ہے ان کے مریدوں کی جماعت بھی ساتھ تھی۔ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ میں ٹھہرے ہیں۔

**اقبال بانو نظامی** کی حیدرآباد سے اقبال بانو نظامی اپنے دیور اور بچوں کے ساتھ آئیں ہیں۔ حجرہ خواجہ پیر میں ٹھیری ہیں۔ جو زید منزل کے قریب ہے۔

میری صحت اچھی ہے۔ سادہ غذا کھا رہا ہوں۔ دوا ترک کر دی ہے۔ جسم کی کمزوری ہر روز تھوڑی سی بڑھ جاتی ہے۔

**اوقاف کمیٹی** کی تین بجے سنی اوقاف کمیٹی دہلی کے جلسے میں گیا تھا۔ سب ممبر موجود تھے بہت کامیاب جلسہ ہوا۔

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ خطبہ پڑھنے کی بحث بھی ہوئی۔ علما اس کے خلاف تھے۔ میں نے حمایت کی تھی۔ ووٹ میری تائید میں زیادہ تھے۔ علما نے دلیل بیان نہیں کی۔ صرف مکروہ کہا۔ سید سمیع الدین صاحب میرے ساتھ گئے تھے۔

## ۵ ربیع اول ۱۹ رفروری پیر دہلی

**ادبی ترقی** کی میرے پیارے شہر دہلی میں ادبی ترقی کی رفتار خدا کے فضل سے (چشم بد دور) بہت تیز ہو گئی ہے۔ اہل پنجاب دو سال پہلے اہل دہلی کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ دہلی میں اخبار اور رسالے اعلیٰ معیار کے نہیں ہیں اور آل انڈیا ریڈیو کے ڈکٹیٹر بخاری صاحب نے تو ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ دہلی میں کوئی لائق ادیب اور مقرر بھی نہیں ہے۔

مگر خدا کا شکر ہے کہ اب دہلی کے اخبار اور دہلی کے رسالے اور دہلی کے ادیب اور دہلی کے مقرر بخاری صاحب کے طعن کی سرحد کو عبور کر کے اردو ادب کے برلن تک پہنچ گئے ہیں۔

روزانہ اخبارات۔ انجام۔ قومی گزٹ۔ وطن۔ تیج۔ انصاری۔ وحدت۔ پیام۔ جنگ۔ سور آجیہ وغیرہ۔

اور سہ روزہ و ہفتہ وار عادل دین دنیا حریت۔ تیغ۔ چنگاری۔ ویکلی انجام وغیرہ اور ماہانہ ادیب۔ سعوتوی۔ شمع۔ کہکشاں۔ پیشوا۔ ساقی۔ مشہور۔ کامیاب وغیرہ کی شان اور اشاعت میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ بخاری صاحب کے طعن کا ہر قلعہ دلی والوں نے جیت لیا ہے۔

ہمدرد دواخانہ۔ ہندوستانی دواخانہ۔ ہمدم دواخانہ۔ بڑا دواخانہ۔ زنانہ دواخانہ اکسیری دواخانہ۔ انڈو جینن دواخانہ وغیرہ بخاری صاحب کے دواخانوں سے بھی بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔

میں اُردو ادب اور تجارت کی ترقی کی نظر سے دہلی پنجاب کا تقابل بُرا نہیں سمجھتا۔

**میری صحت** کی بھی ترقی کر رہی ہے۔ اور چونکہ میرا جسم اور اس کی صحت کو بھی اُردو ادب سے کچھ تعلق ہے۔ اس لئے میری صحت کی ترقی بھی اُردو ادب کی ترقی کی صفت میں شریک ہو سکتی ہے۔

مگر میں اپنے اخبار منادی کو ترقی یافتہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ بہت چھوٹا ہو گیا ہے۔ اور اس میں کتابت کی غلطیاں بھی بہت ہونے لگی ہیں اور اس میں پیاری پیاری صورتوں کی تصویریں بھی نہیں ہوتیں۔

## ۶ ربیع اول ۲۰ فروری منگل دہلی

**بھائی مریخ** آج آسمانی ستارے بھائی مریخ کی تاثیر کا دن منگل ہے۔ میں نے حجامت بنوائی۔

مہدی کو بخار ہو گیا ہے۔ تیز ہوا چل رہی ہے۔ سردی بڑھ گئی ہے۔ میرا تحریری کام خوب بڑھ رہا ہے۔ چشتی برادری کا کام بھی ترقی کر رہا ہے۔

**عید میلاد کا جلسہ** ۱۱ ربیع اول کو میرے باغ وادی امین میں عید میلاد کا سالانہ جلسہ ہوگا۔ آج اس کے لئے میں نے اپنے ہاتھ سے ایک سو خط لکھے اور منشی ذکی حسن اور منشی محمد شفیع اور حکیم شفا نظامی سے بھی لکھوائے۔

**ہفتہ وار انجام** دہلی کے روزانہ

اُردو اخباروں میں سب سے اچھا روزانہ اخبار الجمعیۃ ہے اور اب اُس نے ہفتہ وار ایڈیشن بھی جاری کیا ہے۔ جو دہلی کے باتصویر اخباروں کی اول صف میں بٹھانے کے قابل ویکلی معلوم ہوتی ہے۔

**۷ ربیع اوّل ۲۱ فروری بدھ دہلی**

**جواہر مہرہ** صبح کے وقت جواہر مہرہ اور مفرح بارد معجون کھاتا ہوں۔ غذا بہت سادہ استعمال کرتا ہوں۔ البتہ حکیموں ڈاکٹروں کی ان ہدایتوں سے بغاوت کرتا رہتا ہوں کہ تحریری کام چھوڑ دیا جائے اس لئے پہلے کے مقابلے میں کئی حصے زیادہ تحریری کام کرتا ہوں۔

حسب معمول سید یامین نظامی ملنے آئے تھے اور بھی بہت سے ملاقاتی آئے تھے۔

**۸ ربیع اول ۲۲ فروری جمعرات دہلی**

**مثنوی کی قوالی** آج میں نے مولانا رومؒ کی مثنوی سے قوالی نامہ اقتباس کیا اور کتاب کاتب کو دیدی۔

**مولانا سید دائم جلالی نظامی** ریاست رام پور سے مولانا سید دائم صاحب جلالی نظامی ملنے آئے تھے۔ میں نے ایک فارسی کتاب ترجمہ کرنے کے لئے دی تھی۔ اس کا ترجمہ ختم کرکے لائے تھے۔

یہ کتاب تاریخی اعتبار سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔

**۹ ربیع اول ۲۳ فروری جمعہ دہلی**

**پیدائش کی تاریخ** معتبر روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی پیدائش ۹ ربیع اول کو اور وفات ۱۲ ربیع اول کو ہوئی تھی۔ اس واسطے آج آنحضرتؐ کا یوم میلاد ہے۔ مگر رواج ۱۲ ربیع اول کا ہو گیا ہے۔

**۱۰ ربیع اول ۲۴ فروری شنبہ دہلی**

**سر شفاعت احمد خاں** آج بیگم میاں محمد رفیع صاحب نے ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں صاحب کو ایٹ ہوم دیا تھا۔ میں بھی گیا تھا۔

سر محمد عثمان صاحب اور سر سید سلطان احمد صاحب

اور ڈاکٹر کھرے صاحب اور سر سید رضا علی صاحب اور سر راماسوامی مدالیار صاحب اور سر فیروز خان نون ہوم ممبر صاحب اور کرنل رحمان صاحب وغیرہ بہت سے احباب سے ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

**تقریر نہ سن سکا** } بہت افسوس ہے کہ آج پروفیسر محمد مجیب صاحب کی ریڈیو تقریر سننے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ایٹ ہوم سے واپس آنے میں دیر ہو گئی تھی۔

**حضرت بلال رضؓ** } میرا چھوٹا لڑکا سید امام مہدی جامعہ ملیہ او کھلا میں پڑھتا ہے وہاں عید میلاد کا جلسہ ہوگا۔ اس لئے میں نے حضرت بلال رضؓ کی نسبت ایک مضمون لکھ کر اس کو دیا کہ جلسے میں جا کر پڑھے۔ مہدی نے میرے سامنے بہت اچھی طرح ادا کیا۔

## ۱۱ ربیع اول ۲۵ فروری اتوار دہلی

**عید میلاد کا جلسہ** } آج شام کو ۵ بجے میرے وادی امین باغ میں عید میلاد کا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔ سر فیروز خان نون ہوم ممبر نے صدارت کی تھی اور ان کے جانے کے بعد مشاعرہ کی صدارت سر سید رضا علی صاحب نے کی تھی۔ تفصیلی حالات نوٹوں میں درج ہیں

**محمد علی نظامی** } ولنگٹن نیلگری سے محمد علی نظامی آئے تھے۔ بیعت کر کے واپس چلے گئے۔

## ۱۲ ربیع اول ۲۶ فروری پیر دہلی

**پریمی نظامی** } آج احمد آباد سے دین اخبار کے ایڈیٹر پریمی نظامی اور عرب سرائے والے حکیم سید احمد صاحب آئے ہیں۔ ایوان خانے میں ٹھیرے ہیں۔

**شیر محمد نظامی** } کلیر شریف کے عرس سے واپس ہو کر صوبہ قدیم ضلع فیروز پور کے شیر محمد نظامی گیارہ رفیقوں کے ساتھ آئے ہیں اور مسافر خانے میں ٹھیرایا ہے۔

## ۱۳ ربیع اول ۲۷ فروری منگل دہلی

**عرس کی حاضری** } آج پریمی نظامی اور فاروقی صاحب کے ساتھ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں حاضر ہوا تھا۔ اور روضہ شریف کے اندر روشنی کی تقریب میں بھی شریک ہوا تھا۔ مغرب کی نماز درگاہ کی

مسجد میں پڑھی گئی۔ رات کو قطب مینار کے سرکاری ڈاک بنگلے میں رہا تھا۔ حکیم خواجہ حافظ سید ہلال صاحب میونسپل کمشنر اور قاضی لطیف الدین صاحب اور فاروقی صاحب اور پرمی نظامی سے رات کے ۱۲ بجے تک باتیں کی تھیں۔

**۱۴ ربیع اول ۲۸ فروری بدھ دہلی**

**قبر بلبن** آج صبح پرمی نظامی اور حکیم سید احمد صاحب اور سنبھل والے حکیم صاحب کے ساتھ قطب مینار کے اطراف کی عمارتیں دیکھیں اور سلطان علاء الدین خلجی کی قبر بھی دیکھی تھی۔ جو پہلے نیست و نابود ہو گئی تھی اور میں نے لارڈ کرزن کے زمانے میں کوشش کر کے یہ قبر بنوائی تھی۔ مگر آج تک غیاث الدین بلبن کے مقبرے پر نہیں گیا تھا۔ آج سب کے ساتھ وہاں بھی گیا تھا بہت ویران حالت میں دیکھا۔ ٹوٹا ہوا مقبرہ ہے پتھروں کا ڈھیر ہے قبر کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ خدا نے چاہا بہت جلد اس کا انتظام کیا جائے گا۔

**عمدہ انتظام** قطب مینار کے ڈاک بنگلے میں ٹھیکہ دار صاحب کی طعام داری کا انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ مجھے رات کو بھی گھر کا سا آرام ملا اور صبح کا ناشتہ بھی گھر سے زیادہ اچھا میسر آیا۔

**ہولی پارٹی** شام کو علی اور پرمی کے ساتھ تانگے میں دہلی گیا تھا۔ پرمی رات کو دہلی میں رہیں گے۔ اور صبح احمد آباد چلے جائیں گے میں جہاں آرا بیگم کے باغ میں علی کے ساتھ گیا اور ہولی پارٹی میں شریک ہوا۔ جو سکھوں اور مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کو دی گئی تھی۔ چیف کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب اور چیف کمشنر صاحب کے سکریٹری صاحب بھی شریک تھے۔ سات سو سے ہندو مسلمان اور سکھ بھی تھے۔ پارٹی کا انتظام کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی نے کیا تھا۔

**تقریریں** سردار بچتر سنگھ صاحب باوا اور سردار سندر سنگھ صاحب دہو پیا نے ہندؤں کی ہولی کی نسبت تہنیت آمیز تقریریں کیں پھر مسلمانوں کی طرف سے خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب نے بہت دلچسپ تقریر کی پھر نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے مختصر مگر معنیٰ خیز تقریر کی۔ اس کے بعد میں نے

تقریر کی۔ آخر میں لالہ سری رام صاحب بیرسٹر نے ہندوؤں کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ پھر ظریف صاحب نے ہندو مسلم اتحاد کی نسبت بہت دلچسپ نظم پڑھی۔ مغرب کے بعد گھر میں واپس آیا۔

**شیدا صاحب** } اخبار بے گھڑی موج کے ایڈیٹر شیدا صاحب اور اخبار وطن بمبئی کے ایڈیٹر صاحب ملنے آئے تھے۔

**دیوان صاحب کی دعوت** } پاکپٹن شریف کے دیوان صاحب کے پاس ایک وقت کے کھانے کی دعوت بھیجی تھی۔ جواب آیا کہ وہ آج ہی پاکپٹن شریف واپس جا رہے ہیں۔

**ڈبل پرچہ** } عید میلاد کی تعطیلات کے سبب اور ہولی کی وجہ سے کئی دن کاروبار بند رہا اس واسطے ۲۸ فروری اور یکم مارچ کا منادی ملا کر شائع کیا جائے گا۔ جس طرح ہندو مسلم اتحاد ہو رہا ہے۔ فروری اور مارچ کی دو تاریخیں بھی آپس میں ملجائیں گی۔

**ولنگٹن نیلگری** } کی چشتی برادری اطمینان رکھے میں اپریل میں انشاء اللہ وہاں آنے کا وعدہ پورا کروں گا۔

**خطوط کا جواب** } چونکہ میں بہت سخت بیمار تھا۔ اور زندگی کی امید نہ رہی تھی۔ اس لئے خطوط کے جوابات نہ لکھہ سکتا تھا۔ اب خدا نے فضل کیا صحت درست ہو گئی۔ اس لئے جواب لکھوانے شروع کر دئے ہیں۔ کچھہ حصہ اخبار میں بھی درج ہوا کرے گا۔

**عید میلاد کی رعایت** } آج کے اخبار آدھی قیمت کا جو رعایتی اعلان شائع ہوا ہے وہ سب کے لئے عام ہے چشتی برادری ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ یعنی یہ رعایت ہر ہندو مسلمان سکھہ عیسائی پارسی کو دی جائے گی کیونکہ رسولؐ خدا ساری دنیا کی قوموں کے رسول تھے۔ اور اُن کی یادگار کی خوشی میں ہر قوم کو حصہ ملنا چاہئے۔ میرے مریدوں اور چشتی برادری کے ممبروں اور میرے دوستوں کو چاہئے کہ وہ یہ فہرست سب کو سُنا کر خریدنے اور رعایت کے اعلان سے فائدہ اٹھانے کی تبلیغ کریں۔

**اِکشواکو:-** یہ خاندان سورج بنسی کے اول راجہ
ہوئے ہیں اور اُن کی یہ فضیلت تھی کہ باوجود انتظام
کے اُنھوں نے علم ذات کی تکمیل کو بھی ہاتھ سے
جانے نہ دیا۔ اس لئے راج رشی کہلاتے تھے
راج رشی کی منزلت برہم رشی کے مقابلے میں
اُس زمانے میں اعلیٰ اعتبار کی نظر سے دیکھی جاتی
تھی یہ منوجی کے بیٹے تھے۔

**اُپدیش:-** تلقین۔ وعظ۔ لکچر۔ ارشاد۔ ہدایت

**پَوَن رُوپ:-** نفس کی آمد و شد سے انسان
قائم ہے اور حرکت کرتا ہے۔ انسانی وجود میں
سوائے حرکت نفس کے اور کوئی شے ایسی نہیں
ہے جس سے ذات بحت کی خبر مل سکے جسم جڑ
یعنی بے خبر ہے۔ اور جان چیتن یعنی باخبر ہے۔ پران
میں جسم و جان دونوں کے اجزا شامل ہیں اس
لئے پران کو باخبر تسلیم کیا گیا ہے جو چیز کہ نفس
(سانس) کی کشش کرنے والی ہے وہ چیتن
یعنی باخبر ہے۔ اور نفس بجائے خود پَوَن یعنی
ایک عنصر بادہ ہے۔ جو بے خبر ہے۔ پون کے
ذریعے سے چیتن پران کا پتہ لگتا ہے چیتن
سروپ ہے اور یہ پون اس کا روپ ہے
اس واسطے اس مقام پر چیتن کو پون روپ لکھا ہے

**اُتیت:-** تارک۔ آزاد۔ مستغنی۔ محو ذات
چار مختلف خیالات کا مجموعہ ہے باعتبار تارک
جس نے ماسوی اللہ ترک کیا وہ اتیت ہے۔
باعتبار آزاد جو فعل اور اس کے نتائج سے آزاد
ہے۔ باعتبار مستغنی جسم کے عدم وجود سے
جس کو کوئی رنج و راحت نہیں پہنچتی وہ اُتیت ہے
محو ذات اپنی ذات میں مستغرق اور مسرور ہے
اور اس وجہ سے ہر طرح پر اتیت ہے۔

**وَیراگ:-** عالم سے بے تعلقی اور نفرت
ترک ماسوا۔ رہبانیت۔ تمام جہان کو دھوکا
خیال کرنا۔

**مہاتما:-** عارف۔ بزرگ۔ لفظی ترجمہ:-
**روح اعظم:-** آتما کے معنی روح مہا کے معنی اعظم

**جوگ:-** ملنا۔ وصل ہونا۔ علم تصوف

**اِندر:-** اندری یعنی حواس کا قادر اور مالک
قوت متخیلہ۔ بارش کے دیوتا کو بھی اندر کہتے ہیں

**آتما روپ:-** یعنی نج روپ اپنا ہی روپ
ہے۔ تمام نام اور صفت آتما یعنی ذات ہے
گاؤ زبین معروف ہے۔ تمام نعمات عالم اس
سے مہیا ہوتی ہیں۔ یہاں پر مراد کلام یہ ہے کہ
جسم سے دہرو نے نظر اٹھالی تھی اور اندر یعنی

(باقی آئندہ)

# پاک نبیؐ کی تجلّی

بعد حمد و صلوٰۃ کے حسن بن علی عرف حسن نظامی ناظرینِ منادی کی خدمت میں اپنی مشہور و مقبول کتاب سیرت نبویؐ کو پاک نبی کی تجلی کے نام سے پیش کرتا ہے تاکہ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ کی عید میلاد کے جلسوں میں چشتی برادری کے ہندو مسلمان اس کو پڑھیں اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو کیونکہ سیرت نبویؐ کتاب ڈیڑھ روپے قیمت کی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ منادی کے ناظرین کا کچھ خرچ نہ ہو اور وہ اخبار کے ذریعے یہ پوری کتاب پڑھ لیں۔ اور ہر گھر میں اس پاک زندگی کی تقلید کا شوق پیدا ہو جائے۔ اور نئی روشنی کے مسلمان بچوں اور عورتوں کی دینی معلومات میں اضافہ ہو اور وہ آنے والے طوفانِ بے دینی سے محفوظ ہو جائیں۔ جو لڑائی ختم ہوتے ہی سارے ہندوستان میں آنے والا ہے۔ اور جس کی روک تھام کے لئے میں نے چشتی برادری کی تحریک جاری کی ہے۔

اگرچہ میری یہ کتاب انگریزی اور گجراتی میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اردو میں بھی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم یہ ایسی کتاب ہے کہ ہر وقت نئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میں نے ہر مضمون پانچ سطر میں لکھا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو یاد رہے اور ان کے دلوں اور دماغوں اور ذہنوں پر نقش ہو جائے۔

[illegible] ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ کم علم نوجوان ہندو ہوں یا مسلمان یہ حالات پڑھ کر جلسوں میں تقریریں کرنے لگیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کی اشاعت سے میری چشتی برادری کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو فائدہ پہنچے۔ اور ہر پڑھنے والوں کے دل

میں پاک نبیؐ کی تجلی کا جلوہ نمودار ہو جائے ۔

## مُلکِ عَرَب کا جُغرافیہ

عرب ایشیا کا ایک حصہ ہے ۔ جس کے شمال میں مُلکِ شام کا صحرا ۔ اور بیت المقدس اور بحرِ مُردار اور عقبہ ہے ۔ اور جنوب میں خلیج عدن ۔ مکلہ اور وادی حضر موت ہے اور شرق میں بحرِ عرب اور خلیج فارس اور عراق عرب ۔ اور غرب میں بحرِ احمر اور یمن اور جدہ وغیرہ ہیں

## مشہور علاقے

عرب میں سب سے زیادہ مشہور حجاز کا علاقہ ہے جس میں مکّہ اور مدینہ شہر ہیں ۔ اور نجد و یمن وغیرہ ریاستیں بھی بہت مشہور ہیں ۔ جدّہ اور مُخّا اور عدن وغیرہ بندرگاہیں بھی شہرۂ آفاق ہیں

## آب و ہوا

عرب کا تمام ملک پہاڑی اور ریگستانی ہے ۔ یمن اور نجد کے علاقوں میں کچھ سبزی پائی جاتی ہے ۔ مگر حجاز بہت زیادہ خشک اور سبزی سے محروم ہے ۔ یہاں گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے

## قومیں

عرب میں ہمیشہ سے آزاد اور خانہ بدوش قبائل آباد ہیں ۔ سوائے خاص خاص مقامات کے صحرائی لوگ ایک جگہ نہیں رہتے ۔ نقل و حرکت کرتے رہتے ہیں ۔ یہ لوگ کمبل کے چھوٹے چھوٹے خیمے بنا کر رہتے ہیں ۔

# پیداوار

عرب میں گھوڑے اور اونٹ بہت اچھے پیدا ہوتے ہیں۔ گوگل۔ مہندی۔ گوند۔ اُون اور نمک بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہ سامان مختلف بندرگاہوں سے دوسرے ملکوں میں تجارت کے لئے جاتا ہے۔ قہوہ بھی یہاں کی پیداوار ہے۔

# حجاز کا پہلا شہر

عرب کے علاقہ حجاز میں حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کی آبادی قائم کی اور وہاں خدا کی عبادت کے لئے ایک مسجد بنائی جس کا نام کعبہ رکھا۔ اس مسجد کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کی تھی

# حضرت ابراہیمؑ کا وطن

حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت بڑے پیغمبر تھے اور عراق عرب میں رہتے تھے جہاں آج کل بغداد اور بصرہ اور کوفہ وغیرہ آباد ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا نام "اُر" تھا۔ جہاں نمرود کی حکومت تھی

# حضرت اسمٰعیلؑ کا وطن

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ایک بیوی حضرت ہاجرہ رضؓ اور اُن کے لڑکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عراق عرب سے لاکر مکہ میں آباد کر دیا تھا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسی جگہ رہنے لگے تھے۔ جہاں حضرت ابراہیمؑ بھی کبھی کبھی عراق سے آیا کرتے تھے

# حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی

وہ مشہور واقعہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خواب میں اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا حکم دیا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی رضامندی سے قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ اور آخر خدا نے بیٹے کی قربانی معاف کر دی۔ اسی کعبہ کے مقام پر پیش آیا تھا۔ اور مسلمانوں میں قربانی کا رواج اُسی وقت سے ہے۔

# حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد

آخر حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد بڑھی اور مکہ سے نکل نکل کر عرب ملک میں پھیل گئی لیکن اولاد کی ایک جماعت کعبہ کی خدمت کے لئے مکہ میں بھی موجود رہی جو چند صدیوں کے بعد گمراہ ہو کر بُت پرستی کرنے لگی۔ رسول اللہؐ اسی نسل میں پیدا ہوئے تھے۔

# مضر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انیسویں دادا مضر تھے۔ جن کی عقل مندی اور قوتِ مشاہدہ کے عجیب و غریب قصّے تاریخ ابن اثیر اور تاریخ طبری میں لکھے ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مضر صاحبِ کرامت بُزرگ تھے۔

# قصیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھٹے دادا قصیٰ تھے۔ یہ بڑے ولی اللہ اور بزرگ مانے جاتے تھے۔ انھوں نے اپنے خاندان کا جتھا باندھ دیا تھا اور اُس کا نام قریش رکھا تھا۔ اور اس وقت سے رسول اللہؐ کے خاندان کو قریش کہنے لگے تھے۔

# عبد مناف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے دادا عبد مناف تھے۔ ان کے ۲ لڑکے جوڑواں پیدا ہوئے تھے۔ جن کو تلوار سے جدا کیا گیا تھا۔ ایک لڑکے کا نام ہاشم تھا اور دوسرے کا اُمیّہ۔ ہاشم کے پڑپوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

# ہاشمی فرزند

ہاشم کے بیٹے عبد المطلب ہوئے اور عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ ہوئے۔ اور عبد اللہ کا حضرت آمنہ سے عقد ہوا۔ اور اُن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے

# ہاشم کی وفات

ہاشم کی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی اور ہاشم کے بیٹے عبد المطلب مدینہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ہاشم پچیس ۲۵ برس کی عمر میں بیت المقدس کے راستے میں غزہ مقام پر انتقال کر گئے اور عبد المطلب نے اپنے نانا کے ہاں پرورش پائی

# عبد المطلب کی جانشینی

ہاشم کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے عبد المطلب مدینہ سے مکہ میں آئے اور اپنے باپ ہاشم کی جگہ کعبہ کے متولی ہوئے۔ اور اُنہوں نے اپنے باپ سے زیادہ کعبہ کی خدمت سے ناموری حاصل کی۔

# اُمیّہ کی اولاد

اُمیّہ کا بیٹا حرب۔ اس کا بیٹا ابو سفیان۔ اُس کے بیٹے معاویہ۔ اُن کا بیٹا یزید

اُمیہ کی اور بھی بہت سی اولاد تھی وہ سب نہایت عقل مند اور سیاست داں تھے اور بنی ہاشم کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہتے تھے۔ رسول اللہؐ کو بھی اسی خاندان نے ہمیشہ ستایا۔

## حضرت عبداللہ کی قربانی

خدا نے عبدالمطلب کو دس بیٹے دئے اور وہ جوان ہوگئے تو انھوں نے قربانی کے لئے قرعہ ڈالا اور عبداللہ کا نام قرعہ میں نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کو پچھاڑا اور چھری گلے پر چلانی چاہی مگر خاندان کے سب لوگ دوڑے اور انہوں نے عبدالمطلب کو روک دیا۔

## حضرت آمنہ سے شادی

حضرت عبداللہ بہت خوبصورت تھے اور بہت عورتیں اُن سے نکاح کرنا چاہتی تھیں مگر حضرت آمنہ سے حضرت عبداللہ کا نکاح ہوا اور وہ مکہ میں حضرت آمنہ کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے

## حضرت آمنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ وہ وہب کی لڑکی تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ گویا رسول اللہؐ کی ہم جد تھیں۔ حضرت آمنہ بہت نیک اور خاموش رہنے والی بیوی تھیں۔ اُن کو کپڑے اور زیور کی حرص بالکل نہیں تھی۔

## بیوہ ہوگئیں

حضرت آمنہ کی شادی کو چند مہینے گزرے تھے اور یہ حاملہ ہوگئیں تھیں کہ ان کے خاوند حضرت عبداللہ اپنے والد عبدالمطلب کے ساتھ شام کے سفر میں گئے

اور وہاں راستے میں مدینے کے مقام پر حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔

## اخلاقی حالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت عرب قوموں کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی۔ شراب خواری۔ زناکاری۔ بُت پرستی۔ جوئے بازی عام طور سے سب قبائل میں پھیلی ہوئی تھی

## قریش کا حال

مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان قبیلہ قریش کا بھی یہی حال تھا۔ ان میں بھی اکثر لوگ بُت پرستی اور بداخلاقیوں میں مبتلا تھے۔ سوائے بنی ہاشم کے کہ ان میں یہ خرابیاں بہت کم تھیں

## پیدائش کا سال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۹ ربیع الاول پیر کے دن صبح صادق کے وقت مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ نوشیرواں بادشاہ کا جلوسی سنہ ۲۲ تھا اور اسی سال کعبہ پر اصحابِ فیل نے حملہ کیا تھا

## پیدائش کی حالت

حضرت آمنہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اُن کے دونوں ہاتھ اس طرح آگے کو بڑھے ہوئے تھے گویا وہ دعا مانگ رہے ہیں۔ اور اُن کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں

## محمدؐ نام رکھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے تو اُن کے دادا عبد المطلب گھر میں آئے اور اپنے یتیم پوتے کو گود میں لے کر پیار کیا اور محمدؐ نام رکھا۔ اور حضرت آمنہ رضؓ سے خواب کا حال سُن کر بہت خوش ہوئے

## رسول اللہؐ کی صحت

حضرت آمنہ رضؓ اور سب عورتیں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت ہی خوب صورت تھے اور پیدائش کے بعد جو شخص ان کو دیکھتا یہی کہتا۔ یہ بچہ تو کئی مہینے کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جسمانی صحت بہت ہی اچھی تھی۔

## عَرَب کا دَستُور

خاندان قریش اور اکثر عرب قبائل کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کے لئے کسی دوسرے گاؤں اور قبیلہ میں بھیج دیتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہؐ پیدا ہوئے تو اُن کی والدہ اور دادا نے بھی یہی ارادہ کیا۔

## حلیمہؓ سَعدیہ

قبیلۂ سعد کی ایک خاتون جن کا نام حلیمہ رضؓ تھا۔ دیہات کی دوسری عورتوں کے ساتھ مکہ میں آئیں تاکہ دودھ پلانے کے لئے اُن کو بچے مل جائیں۔ دودھ پلائی کے عوض اُن کو معقول معاوضہ بھی ملتا ہے

## یتیم کو کسی نے نہ لیا

دیہات کی عورتوں نے بڑے بڑے سرداروں کے بچوں کو دودھ پلانے کیواسطے لے لیا مگر رسول اللہ ؐ چونکہ یتیم تھے اس واسطے ان کو کسی عورت نے نہ لیا۔ اور حضرت آمنہ رضؓ یہ حالت دیکھہ کر رونے لگیں۔ اور ان کو اپنے مرحوم شوہر یاد آ گئے۔

## حلیمہؓ کی سعادت

آخر حلیمہ سعدیہؓ نے اس یتیم بچہ کو دودھ پلانے کے لئے لے لیا۔ اس سے پہلے حضرت کی والدہ نے دودھ پلایا تھا اور ابولہب کی لونڈی ثویبہ بھی کچھہ عرصہ حضرت کو دودھ پلاتی رہی تھی۔ آخر حلیمہؓ حضرت کو اپنے گاؤں میں لے گئیں۔

## کس قبیلہ میں دودھ پیا

عرب میں ہوازن ایک بہت مشہور قبیلہ تھا جس کی فصاحت وبلاغت سب عرب قبیلے مانتے تھے۔ حلیمہ سعدیہؓ اسی قبیلہ میں تھیں اور رسول اللہ ؐ نے اس قبیلہ کا دودھ بھی پیا اور عربی فصاحت وبلاغت بھی اسی قبیلہ کی سیکھی حضرت اپنی دائی حلیمہؓ سے بہت محبت کرتے تھے

## بکریاں چرائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دائی حلیمہؓ کے گھر میں پرورش پائی اور جب چار سال کے ہوئے تو حلیمہؓ کے بچوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے جانے لگے۔ اور یہاں بہت دن حضرت نے بکریاں چرائیں۔

## والدہ کے پاس

دائی حلیمہؓ رسول اللہؐ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ میں آئیں اور انہوں نے حضرت آمنہ رضؓ سے کہا کہ تمہارے بچے کو کچھ اوپری خلل ہوگیا ہے۔ یہ کہتا ہے پہاڑ کے پتھر اس کو سلام کرتے ہیں اور ایک دن دو آدمیوں نے اسکا پیٹ چاک کردیا۔ اورپھر فوراً اچھا ہوگیا۔

## والدہ کا جواب

حضرت آمنہ رضؓ نے حلیمہؓ سے کہا کہ اس بچہ پر اوپری سایہ نہیں ہے اور اس کے بعد انہوں نے حمل اور پیدائش کے زمانہ کی سب عجیب باتیں بیان کیں اور کہا تم فکر نہ کرو یہ بچہ تو شروع ہی سے ایسا ہے۔

## مکہ میں رہنے لگے

آخر حضرت آمنہ رضؓ نے اپنے بچہ کو حلیمہؓ سے لے لیا اور رسول اللہؐ اپنی والدہ کے پاس مکہ میں رہنے لگے اور یہاں بھی اُن کی عجیب وغریب باتوں کا چرچا ہونے لگا۔ اور حضرت آمنہ رضؓ نے مدینہ جانے کی تیاری کی جہاں اُن کے شوہر کا مزار تھا۔

## باپ کی قبر

حضرت آمنہ رضؓ اپنے یتیم لڑکے کو لیکر مدینہ شریف گئیں اور اپنے شوہر کے مزار کی زیارت کی۔ رسول اللہؐ بھی پانچ برس کی عمر میں اُنکے ساتھ تھے۔ اور جب باپ کی قبر پر پہنچے تو انہوں نے اپنی والدہ سے اپنے باپ کے بہت سے حالات پوچھے۔

# ماں کی جُدائی

مدینہ سے مکّہ آتے ہوئے راستہ میں حضرت آمنہ رض بیمار ہوگئیں اور مقام ابوا میں اُنکا انتقال ہوگیا۔ اور اسی جگہ اُن کا مزار بنا یا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّ ایمن وغیرہ عورتوں کے ساتھ مکّہ میں آئے۔

# دادا کی گود میں

مکّہ میں آئے تو حضرت عبدالمطلب نے رسول اللہ ؐ کو گود میں لے لیا اور خوب روئے اور کہا۔ افسوس! تیرے ماں باپ دونوں مرگئے مگر نہ گھبرا جبتک میں ہوں تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

# دادا کی وفات

چندروز کے بعد عبدالمطلب بھی بیمار ہوئے اور اُنھوں نے اپنے سب بیٹوں کو جمع کرکے دریافت کیا۔ کہ میرے یتیم پوتے کی سرپرستی کون کرنی چاہتا ہے۔ سب بیٹوں نے اس خدمت کو حاصل کرنا چاہا مگر عبدالمطلب نے ابوطالب کی سرپرستی منظور کی۔

# ابوطالب کے زیرسایہ

دادا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابوطالب کی سرپرستی میں پرورش پانے لگے۔ ابوطالب ماں باپ سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے تھے کیونکہ وہی ایک سگے چچا تھے۔ باقی سب سوتیلے تھے۔

# عمر کا حساب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار برس کی عمر تک حلیمہؓ کے پاس رہے اور دو سال والدہ کے پاس رہے اور ایک سال دادا کے پاس رہے۔ اور آٹھ سال کی عمر میں چچا کے پاس آ گئے۔

# ملک شام کا پہلا سفر

رسول اللہ صلعم بچپن میں نہ عام بچوں کے سے کھیل کھیلتے تھے، نہ شوخی شرارت کرتے تھے، نہ کسی قسم کی ضد کرتے تھے۔ جب ان کے چچا ملک شام جانے لگے تو رسول اللہ صلعم نے ضد کی اور کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔

# چچا کی شفقت

ابوطالب نے کہا ابھی تم بچے ہو۔ سفر بہت بڑا ہے اور مشکل ہے۔ تم سے سفر کی تکلیف برداشت نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں نو برس کا ہوں اور میں کسی تکلیف سے نہیں ڈرتا مجھے ساتھ لے چلیئے۔ ابوطالب نے قبول کر لیا اور حضرت صلعم کو ساتھ لے گئے۔

# بکریاں چراتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں بھی اور جوان ہونے کے بعد بھی عرب کے دستور کے موافق جنگل میں بکریاں چرانے جایا کرتے تھے۔ صبح سے شام تک جنگل میں رہتے تھے اور رات کو اپنے چچا کے گھر میں آکر سو جاتے تھے۔

# بری صحبت سے احتیاط

رسول اللہ صلعم مکہ کے بدچلن نوجوانوں کی صحبت میں کبھی نہیں بیٹھے۔ ہمیشہ سب سے

الگ رہے اور اُن کی راست بیانی اور نیک چلنی کا چرچا ہر شخص کی زبان پر رہنے لگا۔
کیونکہ بچپن سے جوانی تک حضرتؐ کا چال چلن سب کو معلوم تھا۔

## امین کا خطاب

بچپن اور جوانی کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور نیکی کو دیکھکر سب مکہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امین کہہ کر پکارتے تھے یعنی امانتدار آدمی۔ اور حضرتؐ کی بڑی عزت کرتے تھے۔

## بیوی خدیجہؓ

مکہ میں ایک بیوہ خاتون رہتی تھیں جن کا بہت بڑا تجارتی کاروبار تھا اور اُن کے ملازم اُن کی طرف سے ملک شام وغیرہ میں تجارت کرنے جایا کرتے تھے۔ اور یہ نہایت نیک اور عقلمند بیوی تھیں۔

## مُلازمت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قوم نے امین کا خطاب دیا اور جگہ جگہ اُن کی نیکی اور سچائی مشہور ہوئی تو بیوی خدیجہؓ نے درخواست کی کہ آپ سفر شام کیلئے نوکری کر لیجے۔ اور رسول اللہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔

## کئی سال تجارت کی

رسول اللہؐ کئی سال تک حضرت خدیجہؓ کی طرف سے شام اور یمن اور خلیج فارس اور بحرین وغیرہ ملکوں میں تجارت کرنے جاتے رہے اور ہمیشہ نہایت دیانت اور عقلمندی

اور کامیابی کے ساتھ تجارت کی اور بہت اچھا نفع حاصل کر کے واپس آئے۔

## نکاح کا پیغام

جب حضرت خدیجہ رضؓ نے رسول اللہ صلعم کی تجارتی قابلیت کو دیکھا تو انہوں نے درخواست کی کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے اس درخواست کی اطلاع اپنے چچا حضرت ابوطالب کو دے دی۔

## حضرت خدیجہؓ کا مشورہ

جب حضرت ابوطالب نے رشتہ قبول کر لیا تو حضرت خدیجہؓ نے اپنے قرابتداروں کو جمع کر کے اطلاع دی کہ میں ایک ایسے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہوں جو ایک بڑے سردار کا پوتا ہے اور جو ہر شخص کی نظر میں سچا اور امین ہے۔ یہ سُن کر سب نے حضرت خدیجہؓ کے ارادہ کی تائید کی۔

## نکاح ہو گیا

آخر حضرت ابوطالب اور سب بڑے بڑے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہؓ کے مکان پر گئے اور وہاں حضرت صلعم کا نکاح ہوا۔ اور نکاح کے بعد حضرتؐ اسی مکان میں رہنے لگے جہاں حضرت خدیجہؓ رہتی تھیں۔ اور وہ بہت اچھا گھر تھا۔

## مکہ میں تجارت

نکاح ہونے کے بعد رسول اللہ صلعم پھر کبھی تجارت کے لئے مکہ سے باہر نہیں گئے لیکن جب آنحضرتؐ کے خاندان کے لوگ تجارت کے لئے شام اور ایران جاتے تو حضرتؐ بھی حضرت خدیجہؓ

کا تجارتی سامان ان کے ساتھ تجارت کے لئے بھیجدیا کرتے تھے اور مکہ میں مقامی تجارت بھی کرتے رہتے تھے۔

## غور کی عادت

رسول اللہ ﷺ نکاح ہونے کے بعد بھی عام لوگوں سے اکثر علیحدہ رہتے تھے اور سوائے تجارتی گفتگو کے کسی سے زیادہ میل جول نہیں بڑھاتے تھے حضرت کی عادت ہوگئی تھی کہ جب کسی چیز کو دیکھتے تو دیر تک کھڑے ہوئے سوچتے رہتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ پراس چیز کا بہت اثر ہوا ہے اور حضرت اس پر غور کر رہے ہیں۔

## کفار کا حج

اسلام سے پہلے بھی عرب قومیں ہر سال کعبہ کا حج کرنے آیا کرتی تھیں اور مختلف قبیلوں کے عورت مرد بکثرت حج کرنے کیلئے آتے تھے اور مکہ میں ایک بڑا بازار بھی لگتا تھا۔ یہ سب قومیں عرب نسل سے تھیں مگر سب بُت پرستی کرتی تھیں اور حج کے موقعہ پر بھی بُتوں کی پوجا ہوتی تھی۔

## ابوطالب کی مہمان نوازی

بنی ہاشم کعبہ کے متولی تھے اور حج کی سب رسمیں انہی کے اہتمام سے ہوتی تھیں اور حضرت ابوطالب اپنے بزرگوں کے دستور کے موافق کعبہ کے حاجیوں کی مہمانداری بھی کرتے تھے اور اسمیں ہر سال ان کا بہت خرچ ہوتا تھا۔ خاندان والے بھی ابوطالب کی مدد کرتے تھے۔

## چچا کے ساتھ میزبانی

رسول اللہ بھی اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ حج کے مہمانوں کی خاطر مدارات میں رات دن مصروف رہتے تھے اور حضرت کو مختلف قبائل کی عادتوں اور خصلتوں کے دیکھنے اور سمجھنے کا خوب موقعہ ملتا تھا اور قبائل کی عجیب و غریب حرکتیں دیکھ کر آپ پر بہت گہرا اثر ہوتا تھا۔

## کافر حاجیوں کے خیمے

رسول اللہ حج کے دنوں میں جب کافر حاجیوں کی خاطر مدارات سے فارغ ہو جاتے تو ان کے خیموں میں بھی دورہ کرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کسی کو کوئی ضرورت ہو یا تکلیف ہو تو مجھ سے کہے اور حاجی لوگ کہتے تھے ابوطالب کے بھائی کا بیٹا بہت ہی اچھا مہمان نواز ہے

## ایک اندھی عورت

ایک دن رسول اللہ بازار میں جا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گری۔ اور بازار کے لوگ ہنسنے لگے۔ آپکو رونا آ گیا اور آپ نے اس عورت کو اٹھایا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا دیا۔ پھر روز اس کے گھر پکا ہوا کھانا خود لے کر جاتے تھے۔

## ایک مزدور عورت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے ہوئے بازار میں جا رہی ہے اور بازار والے اسے چھیڑ رہے ہیں۔ آپ نے اُن کو ڈانٹا اور فرمایا تم کو شرم نہیں آتی۔ تم اس کی مدد نہیں کرتے بلکہ اُس کو ستاتے ہو۔

# وادی ایمن میں عید میلاد کی روداد

باغ کا پختہ صحن تیج رام مالی اور اعجاز محمد
صاحب نے پھولوں سے آراستہ کیا تھا حاجی
بشیر صاحب نے شامیانوں اور فرش کا
انتظام کیا تھا۔ باغ وادی ایمن کے ایک حصے
میں کرسیاں بچھائی گئیں تھیں اور دوسرے
حصے میں چاندنی اور قالینوں کا فرش تھا
ٹھیک ۵ بجے آنریبل سر فرانسس موڈی
ہوم ممبر تشریف لائے اور خواجہ صاحب
نے ہندو مسلمان ممبران چشتی پارٹی کے ساتھ
جاکر استقبال کیا۔ اور مہنت صاحبان اور
ممتاز حاضرین کا تعارف کرایا۔ پھر خواجہ صاحب
نے صدارت کی تحریک پیش کی۔ اور ہوم ممبر صاحب
کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا۔ صدر صاحب
کرسی صدارت پر تشریف لائے خواجہ صاحب
نے سنہری ہار پہنایا۔ ملا واحدی صاحب
نے ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کا
تار پڑھا جو مہاراجہ صاحب نے اس جلسے
کے لئے خواجہ صاحب کو بھیجا تھا اس کے
بعد نواب صاحب رام پور کا پیغام پڑھا گیا۔
جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مجلس میلاد النبی کی مبارک تقریب پر
میں اپنی جانب سے تہنیت پیش کرتا
اور خواجہ حسن نظامی کو مبارک باد دیتا ہوں
کہ اُنھوں نے اتنے بڑے پیمانے پر اس
جلسے کا انتظام کیا۔ میری دُعا ہے کہ یہ جلسہ
ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔ حضور سرورِ
کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات
مبارک نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ
تمام عالم انسانیت کے لئے برکت اور
ہدایت کا سرچشمہ ہے اس لئے اس موقع
پر ہر مذہب اور ملت کے لوگ جمع ہوکر
اظہارِ عقیدت واحترام میں شریک ہو
سکتے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے دوست سر
فرانسس موڈی اس جلسے کی صدارت
کر رہے ہیں۔ اُن کی شرکت نہ صرف ان کے
لئے باعث سعادت ہے بلکہ ان کی
رواداری اور فراخ دلی کا ایک خوشگوا

اظہار ہے جیسی کی شرکائے جلسہ یقیناً
قدر کریں گے۔

کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی نے اپنا نعتیہ
کلام سنایا جو بہت پسند کیا گیا۔ عبد المالک
صاحب عاصی نظامی اور آصف صاحب۔
اور عاصی نظامی کے ہندو شاگردوں نے بہت
عمدہ نعتیں سنائیں۔ بھیم سین صاحب سرشار
کی نعت بہت زیادہ پسند کی گئی۔ شیخ انور علی
صاحب غازی آبادی اور سید بشارت صاحب
اور ظریف صاحب اور آفاق صاحب اور
مولانا ماہر صاحب اور حکیم شفا نظامی اور
صوفی صاحب اجمیری کی نعتیں بھی حد سے
زیادہ پسند کی گئیں۔ خواجہ صاحب نے
بھی کئی تقریریں کیں۔

چونکہ ہوم ممبر صاحب کو جلدی جانا تھا
اس لئے وہ تشریف لے گئے اور سر سید رضا علی
صاحب نے صدارت کے فرائض بہت عمدگی
کے ساتھ ادا کئے۔ لالہ شنکر لال صاحب
مالک دہلی کلاتھ مل کی نعت بھی بہت پسند
کی گئی۔ سر بھٹناگر صاحب کا کلام بھی تحسین
و آفرین کے نعروں میں سنا گیا۔

چند حاضرین کے نام یہ ہیں: آنریبل سر محمد عثمان صاحب
آنریبل ڈاکٹر کھرے صاحب آنریبل نواب
خورشید علی خاں صاحب ممبر کونسل آف
اسٹیٹ۔ خان بہادر شاہ بان صاحب
ممبر اسمبلی۔ آنریبل سر جواہر سنگھ صاحب
ممبر کونسل آف اسٹیٹ۔ حسین بھائی عبد اللہ
لال جی صاحب ممبر اسمبلی۔ منشی اظہر علی صاحب
ممبر اسمبلی۔ سردار جیون صاحب ٹھیکہ دار۔
سردار گرمکھ سنگھ صاحب۔ نواب خواجہ
محمد شفیع صاحب۔ خواجہ فضل احمد خاں
صاحب شیدا۔ ملا محمد واحدی صاحب۔ سید
احمد مجتبیٰ صاحب۔ سید علی مقتدیٰ صاحب
سید موسیٰ رضا صاحب۔ حکیم عبد السلام صاحب
نمبر ایک۔ حکیم عبد السلام صاحب نمبر ۲۔
حکیم امتیاز الحق صاحب۔ لالہ داتا رام صاحب
مہاجن۔ حکیم احمد حسن خاں صاحب نظامی۔
مولانا ابو الکمال صاحب ماہر دہلی۔ عبد الرشید
خاں صاحب غزالی۔ چیتن داس صاحب
سب جج دہلی۔ لالہ کنور سین صاحب جین
اور ان کی پارٹی۔ محمود احمد صاحب نظامی
بی اے۔ سبط احمد صاحب نظامی۔

محمد صدیق صاحب ساکنین امروہہ۔ مولوی
ہلال احمد صاحب زبیری واعظ پریذیڈنٹ
دہلی میونسپلٹی وایڈیٹر روزانہ اخبار انصاری
دہلی۔ آغا محمد یعقوب خاں صاحب دواشی
ایڈیٹر رسالہ آجکل دہلی۔ منشی قربان علی
صاحب بسمل دہلی۔ محمد حسین صاحب۔ ملا صاحب
نظامی کے فرزند صاحب۔ اعجاز محمد صاحب
جے پوری۔ سید شفاعت حسین صاحب
قریشی اکبر آبادی۔ غلام نظام الدین صاحب
جامی۔ عبد المجید صاحب۔ عبد الحمید صاحب
عبد الستار صاحب۔ مرزا محمد حسن صاحب۔
سید خورشید احمد صاحب۔ سر بھٹناگر
صاحب کے خسر صاحب، اور صاحبزادے
صاحب۔ چودہری غلام عباس صاحب
ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی۔ بھیا فقیر عشقی
صاحب۔ محمد انوار صاحب ہاشمی مفتی شوکت علی صاحب
فہمی ایڈیٹر اخبار دین دنیا۔ راشد حسین صاحب
دہلوی۔ بھٹناگر صاحب ایم اے راشننگ
آفیسر دہلی۔ قاضی لطیف الدین صاحب
پیرزادے درگاہ قطب صاحب رحمۃ۔ حکیم
خواجہ سید ہلال صاحب میونسپل کمشنر مہرولی

محمد صدیق صاحب مالک باسٹار موٹر کمپنی
اور ان کے بھائی صاحب۔ ڈاکٹر داور
صاحب اور میاں غیاث الدین صاحب
ممبر اسمبلی اور اُن کی بیگم صاحبہ۔ مولوی
اظہار الحسن صاحب غازی آبادی۔ مستری
احمد صاحب جنگ پورہ۔ سید سمیع الدین
صاحب امام مسجد درگاہ شریف۔ سید
رضی الدین صاحب۔ سید نثار علی صاحب
لالہ پریم صاحب۔ خواجہ عبد الحمید صاحب
نظامی۔ مسٹر فصیح الدین احمد صاحب ایم
اے سکریٹری ہارڈنگ لائبریری دہلی لالہ
شیودیال صاحب جنگ پورہ۔ لالہ
جنیسر داس صاحب نمبردار جنگپورہ۔ لالہ
چمن لال صاحب جنگپورہ۔ سلیمان صاحب
نور محمد صاحب۔ ملا عبد الغنی صاحب
جنگ پورہ۔ ڈاکٹر پنڈت ہنڈو صاحب
جنگ پورہ۔ سید سلطان صاحب منتظم
دفتر دہلی بی بی سی لندن۔ ڈپٹی سید عزیز اللہ
صاحب۔ مولوی سید بشیر الدین صاحب
مرزا عبد الستار صاحب تیموری معہ فرزندان
پیرجی عبد اللہ صاحب فاروقی۔ پیرجی عبد الحق

صاحب فاروقی - مولانا عشقی نظامی - سید
مہدی حسن صاحب انسپکٹر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ -
خان بہادر سید حسنین صاحب نائب سکریٹری
اسمبلی - عطاء الرحمٰن صاحب جوہری نظامی -
عنایت احمد صاحب بی اے، چنی لال
صاحب ہیڈ کنسٹبل چوکی حضرت نظام الدین -
محمود خاں صاحب محرر چوکی پولس حضرت
نظام الدین - خواجہ عبد الحمید صاحب کے
داماد صاحب - مسٹر ہدایت محسنی صاحب
ایم اے - لالہ گوپی مل صاحب - لالہ رام چند
سہائے صاحب - لفٹنٹ ملک رام بہادر
جنگ پورہ - ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفاء ام
جنگ پورہ - غلام حیدر صاحب ساول
ٹھیکہ دار - چودہری ہیتو سرائے کالے خاں وغیرہ -

سر سید رضا علی صاحب نے صدارت کے
فرائض بھی بے مثل ادا کئے اور آخری تقریر
بھی لاجواب فرمائی جس کا حاضرین پر بہت
زیادہ اثر ہوا -

اگرچہ دہلی میں اور خواجہ صاحب کے
ہاں عید میلاد کے جلسے ہمیشہ ہوتے رہتے
ہیں - مگر اس شان اور اس تاثیر کا جلسہ پہلے
کبھی نہیں ہوا تھا -

آنریبل سر کیرو فارن سکریٹری وائسرائے
اور آنریبل سر جنکنس پرائیویٹ سکریٹری
وائسرائے اور سر وائلی صاحب پولیٹیکل ایڈوائزر
وائسرائے اور مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے
نے دوسری جگہ وعدہ کر لینے یا اور مصروفیت
کے سبب شریک نہ ہونے کے معذرت
نامے بھیجے تھے -

**دیہات کے ہندو مسلمان** - اطراف
کے دیہات سے بکثرت ہندو مسلمان جلسے
میں آئے تھے - اور دہلی سے بھی بہت لوگ
آئے تھے - جن کے نام معلوم نہیں ہو سکے -

## رضا کار عید میلاد کے بلّے

عید میلاد کے جلسے کئی مہینے تک ہوتے رہیں گے
دفتر منادی نے ریشمی کپڑے پر چھپے ہوئے رضا کار عید میلاد
کے بلے تیار کئے ہیں - ایک روپیہ درجن دئے جائیں گے
۱۲ سے کم تعداد روانہ نہیں کی جائے گی - جن کو
ضرورت ہو فوراً منگالیں -

منادی الامین عید میلاد میں آنریبل ہوم ممبر صاحب نے
بھی رضا کار عید میلاد کا بلا بازو پر لگایا تھا - اور سب
رضا کار عید میلاد نے بھی اپنے بازو اور سینے پر یہ بلے
لگائے تھے -

بلے ملنے کا پتہ
دفتر اخبار منادی ڈاکخانہ حضرت نظام الدین دہلی

سرمدی - وجدانی - حقانی

# رومی مثنوی کی قوالی

## حسن نظامی کی قلم کاری

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

### یہ کتاب

نئے زمانے کے قوالوں کے لئے۔ جو قوالی کے اصول کو بھول گئے ہیں۔ نئی تاریکی کے ہندوستانی درویشوں کے لئے جو قوالوں سے زیادہ اصلی قوالی سے انجان بن گئے ہیں چشتی برادری کے روحانی درس خانے کے لئے جو انسانی دنیا میں انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ حسن بن علی عرف حسن نظامی نے ۱۲ ربیع اول ۱۳۶۴ھ دوشنبہ کے دن تہجد کے وقت الٰہی شروع کی۔

| | |
|---|---|
| مثنویِ مولویِ معنوی | ہست قرآن در زبانِ پہلوی |
| مولانا رومی کی معنوی مثنوی | فارسی زبان میں بیان قرآن ہے |

ہندوستانی قادری ہوں، یا چشتی۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی۔ حضرت مولانا رومی کی مشہور مثنوی شریف کے روحانی خزانوں کو اور وجدانی اسرار کو مانتے ہیں۔ اور ہر سلسلے بزرگوں نے مثنوی شریف کی شرحیں لکھیں ہیں۔ ترجمے کئے ہیں۔ اور ہر دور میں مثنوی شریف بطور درس کے پڑھی اور پڑھائی گئی ہے۔

مگر اب یہ حال ہے کہ ہندوستانی ہندو مسلمان دونوں مثنوی کے نام ہی کو بھولے لینے جاتے ہیں۔ قوالی کی مجلسوں میں اور وعظ کی محفلوں میں کہیں بھی مثنوی کی

آواز نہیں آتی۔

قوال بے علم ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ قوالی سننے والے بے علم ہیں۔ اور علم رکھتے ہیں تو انگریزی کا۔ یا اُردو کا۔ اور مثنوی کے خزانے فارسی میں ہیں۔

**قوال** ناٹک۔ اور سنیما کی طرزوں میں گاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ سُننے والے یہی طرزیں پسند کرتے ہیں۔ کچھ حرج نہیں ہے۔ گانے کی طرز کچھ بھی ہو۔ ساز نئے ہوں یا پُرانے ہوں۔ لیکن قول قدیمی ہونا چاہیئے۔ یا قدیمی طرز کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر قوالی وہ اثر پیدا نہیں کرتی جس کو چشتیوں نے سات سو برس پہلے اس ملک ہندوستان میں جاری کیا تھا۔

میں نے اپنی زندگی کے پچاس برس قوالوں کی اصلاح اور تربیت اور ترقی کے کام میں خرچ کئے۔ مگر وہ نتیجہ حاصل نہیں ہوا جس کی تلاش تھی۔ کیونکہ ملک کے صوفیوں کی فضا میرے ساتھ نہ تھی۔

آج مجھے تہجد کے وقت یہ ہدایت ہوئی کہ میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی سے **قوالی نامے** مرتب کروں۔ اور روحانیت وجد کا مضمون عشق کی زبانی اس طرح مثنوی سے چُنوں کہ عرفانِ ذات وصفات کی سب منزلیں سُننے والوں کے باطنی کانوں کے ذریعے لوحِ قلب پر درخشاں ہو جائیں۔

---

## قوالی نام کی تاریخ

چھ صدی پہلے کی کتابوں میں قوالی اور قوالی نام بہت کم ہیں۔ یا بالکل نہیں ہیں۔ اُس زمانے میں قوالی کو سماع کہتے تھے۔ سماع عربی لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ سُننا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب سلطان غیاث الدین تغلق شہنشاہ ہندوستان کے منکرانہ حکم سے شاہی دربار میں جا کر مفتی اعظم سے قوالی کے مسئلے کے جائز

ناجائز ہونے پر بحث کی اور مفتی اعظم کو بھرے دربار میں لاجواب کر دیا تو اس کے بعد حضرت محبوب پاک رضؓ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین زرادی نے حضرتؓ کے ارشاد سے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام اصول السماع رکھا تھا۔ یعنے قوالی کے اصول۔ یہ کتاب اب بھی موجود ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔

**غنا** ﴿ عربی زبان میں ایک لفظ غنا بھی ہے جو گانے بجانے کو کہا جاتا ہے۔ مگر غنا ایک ایسا گانا بجانا ہے۔ جو عام ہے۔ اور سماع ایک خاص گانا بجانا ہے۔ جس میں حمد و نعت و عشق کے اقوال و اشعار گائے جاتے ہیں۔

**لفظ قوالی** ﴿ میرا خیال ہے قوالی لفظ بعد کا ہے۔ اور لفظ قول اس کا مادہ ہے۔ یعنے لفظ قول سے بنایا گیا ہے اس اعتبار سے قوال کا ترجمہ خوب کہنے والا اور قوالی کا ترجمہ خوب زیادہ کہنے کی باتیں ہونا چاہیئے۔

اور چونکہ قوالی میں حمد و عشق کے قول گائے جاتے ہیں اس لئے اس غنا اور اس سماع کو قوالی کہنے لگے ہوں گے۔

حضرت محبوب پاکؓ کے پیارے مرید اور خلیفہ حضرت امیر خسروؓ نے موسیقی یعنے گانے بجانے کے فن میں بہت سی ایجادیں کیں تھیں۔ اور رسول خداؐ کی حدیثوں کو بھی اصول موسیقی میں مرتب کیا تھا۔ چنانچہ مشہور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں) کو حضرت امیر خسروؓ نے موسیقی میں موزوں لیا تھا اور اس کو قول کہا جاتا تھا اور یہ قول قوالی کی مجلسوں میں قوالی شروع ہونے سے پہلے گایا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیر خسروؓ کے زمانے کے بعد سے سماع کو قوالی کہنے لگے ہونگے۔

**قوالی کی عزت** ﴿ حضرت محبوب پاک رضؓ کے زمانے کی لکھی ہوئی مشہور کتاب سیر الاولیا میں جگہ جگہ لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت محبوب پاک رضؓ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکر رضؓ کے نواسے حضرت خواجہ

سید محمدؒ کو اپنا بیٹا بنا کر پالا تھا۔ اور ان کو قرآن شریف حفظ کرایا تھا۔ اور علوم دین کی تعلیم دلوائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی موسیقی کی تعلیم بھی دلوائی تھی۔ اور مولانا خواجہ سید محمدؒ حضرتؒ کی مجلسوں میں حضرت کے حکم سے گایا کرتے تھے۔

حضرت امیر خسروؒ اور حضرت خواجہ حسن علاء سنجریؒ بھی حضرت محبوب پاک کی مجلسوں میں گایا کرتے تھے۔ جس سے پوری طرح ثابت ہے کہ اُس زمانے میں قوالی عیب نہ تھی اور بڑے اولیاء اللہ یہ فن جانتے تھے۔ اور مجلسوں میں گایا کرتے تھے۔

آج کل یہ فن اس لئے معیوب ہو گیا کہ پیشہ ور حرام کار عورتیں اور بدنام پیشوں کے مرد گانے بجانے کا کام کرنے لگے ہیں۔

**چشتیوں نے قوالی کو کیوں پسند کیا؟** چھ صدی پہلے چشتی قادری سہروردی مشائخ عام طور سے گانا سنتے تھے۔ صرف خشک مولویوں کو اس سے اختلاف تھا۔ اور چونکہ قرآن شریف میں گانے بجانے کے خلاف کوئی حکم نہیں ہے۔ اور رسول خدا نے گانا بجانا سنا ہے۔ جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور حضرت محبوب پاکؒ نے وہ حدیثیں تعلق کے دربار میں مناظرہ میں مفتی اعظم کے سامنے بیان کی تھیں۔ اس لئے چشتیوں کو اطمینان تھا کہ قوالی ناجائز نہیں ہے۔ اور جائز ناجائز کی بحث محض مولویوں کی حاسدانہ بحث ہے۔

**لطیفہ** حیدرآباد دکن میں قوالی کے مخالفوں نے مجھ سے سوال کیا۔ قوالی جائز ہے یا ناجائز ہے۔

میں نے کہا آپ کے سوال میں جائز دو ہیں۔ اور نا ایک ہے۔ اس لئے فیصلہ کثرت رائے کی بموجب یہ ہے کہ قوالی جائز ہے۔

چشتیوں کو ہندوستانی قوموں میں سب سے زیادہ مقبولیت اس وجہ سے حاصل ہوئی تھی کہ چشتی قوالی روحانی غذا خیال کرتے تھے اور قوالی سنتے تھے۔ اور

## ۱۳۶۴ہجری کی عید میلاد کی یادگار

# خواجہ حسن نظامی کی کتابوں کی تقسیم

ہر سال عید میلاد کے موقع پر خواجہ حسن نظامی اپنی تصنیف و تالیف کتابیں کم قیمت پر تقسیم کیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح پانچ ہزار روپے سالانہ اس تقریب کی خوشی میں خرچ کرتے ہیں۔
اس سال بھی حسب ذیل کتابیں آدھی قیمت پر دی جائیں گی

## ان شرائط کے ساتھ

(۱) ایک شخص کو ایک ہی سٹ دیا جائے گا۔

(۲) اس فہرست میں لکھی ہوئی کتابوں کے علاوہ اور کتابوں کی قیمت میں کمی نہیں کی جائیگی۔

(۳) بڑے شہروں میں نو آدمیوں سے زیادہ لوگوں کو نہیں دی جائینگی۔ قصبوں میں پانچ سے زیادہ نہیں۔ دیہات میں ایک سے زیادہ نہیں۔

(۴) تاجروں کو نہیں دی جائینگی۔ یعنے جو لوگ کتابیں فروخت کرنے کا کام کرتے ہیں ان کو یہ رعایت نہیں دی جائے گی۔

(۵) جہاں ریل نہیں ہے۔ وہاں نہیں بھیجی جائیں گی کیونکہ سب پارسل ریل کے ذریعے روانہ ہوں گے تاکہ خریداروں کو ڈاک کے محصول سے نقصان نہ ہو۔

(۶) فرمائش کے ساتھ آدھی قیمت پیشگی بھیجنی ضروری ہے۔ بقیہ آدھی قیمت بلٹی وی پی کر کے وصول کی جائے گی۔

(۷) کتابیں چشتی بیگ میں بھیجی جائیں گی جو مضبوط کپڑے کا ہے اور دو روپے قیمت کا ہے اور جو کپڑے رکھنے اور سفر میں ضروریات کا سامان رکھنے کی عمدہ چیز ہے۔ اس بیگ کی قیمت اور محصول کا خرچ بھی خریدار کے ذمہ ہوگا

## یہ آدھی قیمت پر کتابیں دی جائینگی

کوفی خط کا پارہ ۲ ایک سو صفحات

ہلاکون کی چھپائی۔ کاغذ عمدہ - ایک صفحہ قدیمی خط کا رنگین نمونہ - یہ قرآن شریف کا ایک پارہ ہے۔ جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور کوفی خط میں ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ہدیہ ایک روپیہ

**اسلام کے ضروری عقائد** ۲۴ صفحے سائز ۱۸×۲۲/۸ - قیمت دو آنے

**نمازوں کا بیان** ۲۴ صفحے سائز ۱۸×۲۲ - قیمت تین آنے -

**قرآن مجید کے معجزات** نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم ۴۸ صفحے قیمت ۲/

**قرآن مجید کے بارہ مولیٰ** نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم ۶۴ صفحے قیمت ۸/

**قرآن مجید کے دیوانی قوانین** نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم ۴۴ صفحے قیمت ۲/

**قرآن مجید کے فوجداری قوانین** نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم ۴۸ صفحے قیمت ۲/

**اسلامی توحید** نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲ ۲۴ صفحے قیمت دو آنے -

**اسلامی رسول** نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲ ۳۲ صفحے - قیمت تین آنے

**اسلامی رسول کے معجزات** نوشتہ خواجہ حسن نظامی سائز ۱۸×۲۲/۸ ۴۸ صفحے قیمت ۱/۶

**روزنامچہ سفر حج** مستری چراغ الدین صاحب سائز ۱۸×۲۲ ۱۳۵ صفحے قیمت ۸/

**حدیث کی پیشین گوئیاں** تالیف خواجہ حسن نظامی سائز ۱۸×۲۲ ۶۴ صفحے قیمت ۸/

**تفسیر جہاں گیر** نوشتہ خواجہ حسن نظامی پارہ اول سائز ۲۰×۳۰/۱۶ - اس میں چار عکسی تصویریں ہیں۔ ایک من سلوا نازل ہونے کا جنگل۔ دوسری ہاروت ماروت کا بابل تیسری یہودیوں کا پہلا گھر - چوتھی فرعون کا گھر جہاں حضرت موسیٰ پلے تھے - ہدیہ ۸/

**تعلیم القرآن** نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۲۰×۳۰/۱۶ سائز ۹۶ صفحے قیمت آٹھ آنے

**میلاد نامہ** نوشتہ خواجہ حسن نظامی - سائز ۱۸×۲۲/۸ ۱۱۶ صفحات دس ایڈیشن چھپ چکے ہیں - قیمت ایک روپیہ

**محمد کی سرکار** ایک سکھ بیرسٹر کی لکھی ہوئی سیرت نبوی سائز ۱۸×۲۲ قیمت ۸/

**ایک جن کی نعت** ۲۰×۳۰/۱۶ ۲۴ صفحے اصل نعت کی زبان عربی ہے اردو ترجمہ اس

کے ساتھ ہے۔ قیمت دو آنے ۔

**ہندو کی نعت** } چودھری دلورام صاحب
کوثری کی نعتوں کا مجموعہ ۲۰×۳۰/۱۶ ۲۴ صفحے قیمت ۴ر

**رائے بہادر کی نعت** } سائز ۲۰×۳۰/۱۶
۱۶ صفحے بلا قیمت ۔

**دور کا سلام** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۸ صفحے قیمت ایک آنہ

**معراج کی نماز** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
سائز ۲۰×۳۰ ۳۲ صفحے بلا قیمت ۔

**خدائی انکم ٹیکس** } زکوٰۃ کے مسائل
اور احکام اور مصرف کا بیان ۱۸×۲۲/۸
۸۰ صفحے قیمت دس آنے (۱۰ر)

**جواز عکسی تصاویر کی شرعی بحث** }
از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی ۔
۲۰×۳۰/۱۶ ۳۲ صفحے قیمت ۴ر

**اردو دعائیں** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
۱۸×۲۲/۸ ۸۰ صفحے اس میں عربی دعائیں
بھی ہیں اور خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی اردو
دعائیں بھی ہیں۔ ۶ بار چھپ چکی ہے قیمت ۸ر

**ظہور امام مہدی ع** } ۲۰×۳۰/۲ ۹۸ صفحے
قیمت ۲ر نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۔ اس میں
ہندوؤں پارسیوں۔ عیسائیوں کی پیشین
گوئیاں بھی۔ حضرت امام مہدی ع کے ظہور
کی نسبت ہیں ۔

**ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا** } ۱۸×۲۲/۸ سائز ۳۲ صفحے نوشتہ
خواجہ حسن نظامی ۔ قیمت تین آنے ۔

**انسداد گداگری** } ۱۸×۲۲/۸ ۳۲ صفحے
از خواجہ حسن نظامی قیمت تین آنے

**مختصر خدائی انکم ٹیکس** } ۱۸×۲۲/۸ ۱۶ صفحے
قیمت ایک آنہ

**تائید اسلام** } رنگین ٹائیٹل ۱۸×۲۲/۸
از مولانا حنیف الدین صاحب لیح آبادی ۳۲ صفحے قیمت

**تشریح الکافر** } از مولانا عبد الرحیم صاحب
سلیم ۱۸×۲۲/۸ ۴۰ صفحے ۔ قیمت ۴ر

**فلسفہ شہادت** } ۱۸×۲۲/۸ ۸۰ صفحے
نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۔ قیمت ایک آنہ

**دلائل اسلام** } نوشتہ حکیم عبد العزیز [illegible]
صاحب ۱۸×۲۲/۸ ۱۱۰ صفحے قیمت ۸ر

**گیارہویں نامہ** } حضور غوث الاعظم
کی پاک زندگی کے حالات اور اعمال اور
۴۰ کا نقشہ ۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی [illegible]

۱۸×۲۲ ۸۰ صفحے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

**مفلسی کا مجرب علاج** مفلسی دور کرنے کی دعائیں اور اعمال۔ خواجہ حسن نظامی کی سب سے پہلی تصنیف سائز ۱۸×۲۲ ۳۲ صفحے قیمت چار آنے۔

**شراب اور جوئے کی خرابیاں** رنگین سرورق از مولانا عابدی نظامی سائز ۱۸×۲۲ ۲۲ صفحے۔ قیمت چار آنے (۴/)

**حضرت امام حسینؑ کا ماڈرن کیریکٹر** نوشتہ خواجہ حسن نظامی جس میں حضرت امام حسینؑ کی تقریریں بھی شریک کی گئی ہیں۔ سائز ۱۸×۲۲ ۳۲ صفحے قیمت ۴/

**کربلا کا تاریخی حال** نوشتہ خواجہ حسن نظامی سائز ۲۰×۳۰ ۶۴ صفحے اس میں حضرت امام حسینؑ کے قاتل شمر اور یزید کی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

**زیارت نامہ** درگاہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاءؒ کی عمارتوں کے حالات اور زیارت کے طریقے۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۲۰×۳۰ ۱۲ صفحے قیمت ۱/

**تذکرہ غازی بالے میاں** حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے مستند تاریخی حالات نوشتہ محمد خلیل صاحب انصاری ۱۸×۲۲ ۱۶ صفحے۔ قیمت دو آنے۔

**خواجہ حسن نظامی کا روزنامچہ ۱۹۲۴ء** سائز ۱۸×۲۲ ۴۴۳ صفحے خواجہ صاحب کی عکسی تصویر بھی ہے۔ رنگین ٹائیٹل قیمت ۶/

**موت کا علاج** نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۲۰×۲۲ ۳۲ صفحے مجلد قیمت ۸/

**عمر بڑھانے کے طریقے** ۲۰×۳۰/۱۶ از ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی ۹۶ صفحے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

**روزی** نوشتہ خواجہ حسین بن حسن نظامی دہلوی۔ بہت سی ضروری دستکاریوں کے نسخے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۱۱۲ صفحے قیمت ۱/

**احوال جنگ محمد بن قاسم** پوربی زبان کی نظم اردو ترجمے کے ساتھ۔ نوشتہ سید سلامت علی صاحب رفیق سائز ۱۸×۲۲/۱۶ ۸۰ صفحے قیمت ۸/

**آٹھویں امام کا طبی پروگرام** ۲۰×۳۰/۳۲ ۶۴ صفحے حضرت امام موسیٰ رضا کے خط کا ترجمہ جو انہوں نے مامون رشید عباسی

کو لکھا تھا اور جس میں درازئی عمر کے اصول
اور دوائیں بتائی گئی ہیں۔ بلا قیمت۔

**خوشی کی زندگی** } نوشتہ مولانا سید ظہور احمد
صاحب وحشی مرحوم ۱۸×۲۲/۸ ۱۴۴ صفحے قیمت ۵ر

**طمانچہ بر رخسار یزید** } خواجہ حسن نظامی
کا لکھا ہوا مشہور ڈرامہ جو پانچ دفعہ
چھپ چکا ہے۔ ۱۸×۲۲/۸ ۱۴۴ صفحے قیمت ۸ر

**اتالیق خطوط نویسی** } نوشتہ خواجہ
حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸ ۱۵۲ صفحے قیمت ۱۲ر

**علاج بالخیال** } از ڈاکٹر ایچ آر تیموری
۲۰×۳۰/۱۶ ۴۸ صفحے قیمت ۶ر

**حلوائی کی تعلیم** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
۱۸×۲۲/۸ ۵۶ صفحے قیمت ۸ر

**نوکری** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸
۶۴ صفحے۔ قیمت ۴ر

**منادی کا سالنامہ ۱۹۳۷ء** نوشتہ
خواجہ حسن نظامی ۲۰×۳۰/۱۶ ۱۶۱ عکسی تصویریں
جلد بندھی ہوئی۔ قیمت ۸ر

**اردو سبق باتصویر** } رنگین ٹائیٹل
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۶۴ صفحے قیمت ۸ر

**ہندوستانی شاہنامہ منظوم** } از حکیم
حافظ بشیر محمد صاحب دہلوی۔ رنگین ٹائیٹل
۲۰×۳۰/۱۶ ۱۰۴ صفحے قیمت ۴ر

**تاریخ سلاطین بہمنی** } از خواجہ
حسن نظامی ۲۰×۳۰/۱۶ ٹائیٹل رنگین۔
۸۰ صفحے قیمت آٹھ آنے۔

**غزنوی جہاد** } سلطان محمود غزنوی
کی لڑائیوں کا حال۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی
سائز ۱۸×۲۲/۸ ۴۶ صفحے۔ قیمت ۸ر

**مسلمان لڑکیوں کے لئے آسان سبق** } ۲۰×۳۰/۱۶ نوشتہ خواجہ بانو
صاحبہ ۲۴ صفحے۔ قیمت ۱ر

**مہاراجہ الور کی تقریر** بلا قیمت

**پریم گیتا**۔ سابق مہاراجہ الور کی تقریر
۲۰ صفحے۔ بلا قیمت

**نئی تہذیب کی بوتل کا کاک** } خواجہ
حسن نظامی کی تقریر۔ سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۱ر

**حلال خور** } نوشتہ خواجہ حسن نظامی۔
ہندوستانی مہتروں یعنی خاک روبوں کے
نہایت دلچسپ خفیہ حالات ۱۸×۲۲/۸
۸۰ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے

**خوشامدی اور سرکش** } نوشتہ

خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸ ۳۲ صفحے قیمت ۲/

**ایڈورڈ ڈائری اُردو}** مجلد باتصویر
۱۸×۲۲/۸ ۱۱۲ صفحے نوشتہ خواجہ حسن نظامی
قیمت ایک روپیہ (عہ/)

**ایڈورڈ ڈائری انگریزی ترجمہ}** سائز
۱۸×۲۲/۸ - قیمت ایک روپیہ چار آنے

**مختصر احوال بابا نانک صاحب}** سائز ۲۰×۳۰/۱۶
۲۴ صفحے از منشی محمد خلیل صاحب انصاری
قیمت دو آنے (۲/)

**آپ بیتی خواجہ حسن نظامی}** مجلد باتصویر
۱۸×۲۲/۸ ۱۴۴ صفحے قیمت عہ/

**عورتوں کو ارکان اسلام کی تعلیم**
از فاطمہ صاحبہ ۱۸×۲۲/۱۶ ۲۶ صفحے قیمت ۲/

**عورت نامہ}** عورتوں کی نسبت
حضرت اکبر الہ آبادی کے اشعار کا انتخاب
از حضرت خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸ سائز
۱۲ صفحے - قیمت چار آنے ۴/

**شادی غمی کی مراسم}** از مرزا احمد
ایوب بیگ صاحب سائز ۱۶×۲۲/۸ -
۵۶ صفحے - ۱۱/ قیمت

**مرغی انڈے کا بیوپار}** از منشی
ابرار حسین صاحب ہاشمی - مرغیاں پالنے
کے طریقے ۱۸×۲۲/۸ ۳۰ صفحے قیمت ۸/

**اُردو سکھانے کے مضامین}** از خواجہ
حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸ ۳۲ صفحے قیمت ۲/

**تذکرہ بابا نانک}** از مولوی صوفی
غلام قاسم صاحب سائز ۱۸×۲۲/۸
۹۶ صفحے - قیمت ۸/

**گھریلو دھوبی گھاٹ}** گھروں کی
عورتوں کو کپڑے دھونے کی تعلیمی کتاب
نوشتہ خواجہ حسن نظامی ۱۸×۲۲/۸ ۴۲ صفحے قیمت ۴/

**پکی قبروں اور قبوں کا جواز}** از
مولانا نور الدین صاحب اجمیری - سائز
۱۸×۲۲/۸ ۴۸ صفحے قیمت ۴/

**صدائے صور}** از مولانا سید ظہور احمد
صاحب چشتی - ۱۸×۲۲/۸ قیمت عہ/

**حق پرستوں پہ ستم}** از خواجہ حسن نظامی
سائز ۱۸×۲۲/۸ ۱۶ صفحے قیمت ۲/

**اُردو کمپو}** ۱۸×۲۲/۸ ۱۶ صفحے ٹائیٹل
رنگین - از خواجہ حسن نظامی - قیمت ۴/

**ہندو مہاسبھا سے** ۲۰×۲۲/۸ ۴ صفحے
**پوچھنے کی ایک بات}** نوشتہ خواجہ حسن نظامی
قیمت ایک آنہ

ہندو مذہب کی معلومات } ۱۸×۲۲/۸
۴۶ صفحے۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی قیمت ۸ر
لڑائی کا گھر } ۱۸×۲۲/۸ ۵۶ صفحے نوشتہ
خواجہ حسن نظامی۔ قیمت ۶ر
دلی کی عیدیاں } ۱۸×۲۲/۸ ۶۳ صفحے
نوشتہ خواجہ حسن نظامی۔ قیمت ۵ر
عید نامہ } ۲۰×۳۰/۱۶ ۳۲ صفحے۔ بچوں
اور دوستوں کو تقسیم کرنے کے لئے خواجہ
حسن نظامی دہلوی کا لکھا ہوا۔ قیمت ۵ر
سفرنامہ افغانستان باتصویر }
نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی۔
۲۰×۳۰ ۲۶۴ صفحے ۲۴ عکسی تصویریں۔
قیمت مجلد پانچ روپے۔ غیر مجلد چار روپے۔
سلاطین عباسیہ حصہ دوم } سائز ۱۸×۲۲/۸
۱۶۸ صفحے۔ قیمت ایک روپیہ۔
ترک قربانی گاؤ } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
دہلوی۔ ۱۸×۲۲/۸ ۷۰ صفحے۔ قیمت ۴ر
سادھو سنگٹ } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
دہلوی سائز ۱۸×۲۲/۸ ۱۶ صفحے قیمت ار
حکومت اورنگ زیب } نوشتہ نواب
کی اصلی تاریخ } مرزا یار جنگ بہادر

۱۸×۲۲/۸ ۱۴۴ صفحے قیمت ۱۲ر
یورپ کی مہابھارت } از مسٹر
حامد علی ایم اے دہلوی سائز ۱۸×۲۲/۸
۱۰۴ صفحے ۲۲ عکسی تصویریں ٹائیٹل رنگین۔ قیمت عہ ر
گاندھی نامہ } نوشتہ خواجہ حسن نظامی
دہلوی سائز ۱۸×۲۲/۸ ۵۲ صفحہ قیمت ۸ر
مدنی بھگتی } ہندوستان کے نامی ہندو
مسلمان شاعروں کی نعتیں۔ اور خواجہ
حسن نظامی کے نثر مضامین اس میں درج
ہیں۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۸۸ صفحے قیمت عہ ر
سفرنامہ خواجہ حسن نظامی } مصر فلسطین
وشام۔ حجاز جس میں حضرت خواجہ حسن نظامی
دہلوی کی سیاحت ۱۹۱۱ء اور تمام ممالک
اسلامی کی ہو بہو کیفیت درج ہے۔
سائز ۱۸×۲۲/۸ ۱۹۲ صفحے ۲۲ عکسی
تصویریں ہیں۔ قیمت ڈھائی روپے۔
ترکیب نماز } سائز ۱۸×۲۲/۸ ۴۴ صفحے
از خواجہ حسن نظامی۔ قیمت ۲ر
نظامی قاعدہ باتصویر } ۲۰×۳۰/۸ ۲۰
صفحے کاغذ اعلیٰ درجے کا۔ تصویریں بھی
ہیں۔ جن میں وضو کا طریقہ سمجھایا گیا ہے

اور نماز کا طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کی تعلیم کے آسان قواعد ہیں۔ قیمت ۲ر

**سیاسی تفسیر کا پارہ عم** } سائز ۲۲×۳۰
کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجے کی۔ اس میں تیلی ترجمہ ہے اور حاشیہ پر خواجہ حسن نظامی کی لکھی سیاسی تفسیر ہے۔ ہدیہ ۸ر

**بچوں کی تفسیر کا پارہ عم** } ۲۲×۳۰
۲۴ صفحے اس پارہ میں خواجہ حسن نظامی کا تیلی ترجمہ اعراب دار ہے۔ اور حاشیہ پر بچوں کی تفسیر بھی اعراب دار ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجے کی ہے قیمت ۱؍

**ہندی ترجمہ کا پارہ عم** } سائز ۲۲×۳۰
اورنگ زیب بادشاہ کے لکھے ہوئے پارہ عم کے بلاک ہیں۔ ہندی حروف میں اُردو ترجمہ ہے۔ اور ہندی زبان اور ہندی حروف میں تفسیر ہے۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی
ھدیہ صرف آٹھ آنے۔ (۸ر)

**بخاری شریف کا اُردو ترجمہ** } ایک پارے کی ایک جلد سائز ۲۲×۳۰ ۔ آٹھ پارے
کے کل صفحات ۹۹۲ ۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ
۸ پاروں کی مجموعی قیمت آٹھ روپے۔

# ضروری اطلاع

کیونکہ یہ رعایت صرف ڈیڑھ مہینے کے لئے ہے۔ یعنے ربیع ثانی کے آخر تک آدھی قیمت پر یہ کتابیں دی جائیں گی اس واسطے جن لوگوں کو نظر سے یہ اعلان گزرے وہ فوراً دوسرے لوگوں کو بھی خبر دیدیں۔ تاکہ ہر شخص اس اعلان سے فائدہ اٹھا سکے
اگر کوئی شخص سب کتابیں نہ لینی چاہے تو جو کتابیں درکار ہوں وہی منگا سکتا ہے۔
لیکن ضروری شرط یہ ہے کہ خط کے اوپر لکھدیا جائے کہ رعایتی اعلان کے موافق درخواست کی جاتی ہے۔ تاکہ دفتر والوں کو غلط فہمی نہ ہو۔

**علی بن حسن نظامی**

کارکن تجارتی کتب خانہ جات۔ حلقہ مشائخ بک ڈپو۔ چمن اُردو بک ڈپو۔ ایک نئی یونی ورسٹی بک ڈپو دہلی ۔
فرمائش پر صرف یہ پتہ لکھا جائے
کارکن دفتر ایک نئی یونی ورسٹی بک ڈپو دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

بچوں کا۔ عورتوں کا۔ مردوں کا
دل اور دماغ روشن کرنے والا
چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادی




ایڈیٹر علی بن حسن نظامی

۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۶۴ ہجری
۱۶ فروری ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے


## فہرست مضامین



ہر دم اللہ

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## اخبار کوثر کا جھوٹ

۲۶ر جنوری ۱۹۴۵ء کے اخبار کوثر کے صفحہ ۳ پر جو نوٹ ایڈیٹر نے شائع کیا ہے اس کو منادی میں اس غرض سے نقل کیا جاتا ہے کہ روحانیت کے منکروں کی حقیقت ناظرین منادی اور چشتی برادری کے علم میں آجائے۔

وہ نوٹ یہ ہے۔

## تاجرانہ روحانیت

دہلی سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ آجکل خواجہ حسن نظامی دہلوی مسلمانوں کو اسم اعظم کا بھید بتا رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صدق دل سے یہ اسم پڑھتا ہوا آگ میں بھی کود جائے۔ تو آگ اثر نہ کریگی۔ اور لکھ کر اپنے ساتھ رکھ لے اور میدان جنگ میں بھی چلا جائے۔ تو گولی نہ لگے گی۔ اور اگر لگ گئی تو ہلاک نہیں کرے گی۔

اس پر ایک من چلا بھری ہوئی۔ رائفل لے کر خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب اسم اعظم لکھ کر اپنے پاس رکھ لیجئے۔ میں رائفل کی لبلبی دباتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے رائفل کا نشانہ باندھا۔ اور قریب تھا کہ رائفل دھائیں سے چلے اور خواجہ صاحب عالم بالا کی سیر کرتے نظر آئیں۔ مگر خواجہ صاحب نے اپنی دوسری کرامت سے کام لیا۔ یعنی خوشامد درآمد کر کے جان بچائی۔

ہمارے اطلاع دہندہ فرماتے ہیں کہ غور کیجئے کہ کیا خواجہ صاحب مسلمانوں کو مفلوج العمل بنانے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں اور کیا اس کا کوئی علاج ہو سکتا ہے۔

اس معاملے میں ہماری وہی گزارش ہے۔ جس کو ہم کرامات و ترات پیش کر چکے ہیں۔ خواجہ صاحب کا مذکورہ بالا طرز عمل اُن کی تعویذ فروشی۔ ان کی اسم اعظم کی تقسیم۔ یہ سب اس مرض کی علامات ہیں۔ جو مسلمانوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ خواجہ صاحب ایک تاجر ہیں۔ اور مسلمان ان کے مال تجارت کے خریدار۔ اگر لوگ یہ چاہیں کہ کوئی ایسا ٹوٹکا ہاتھ آئے۔ جس سے بیٹھے بٹھائے سارے

کام ہو جایا کریں۔ اور خواجہ صاحب "اسم اعظم" کا مال فروخت یا تقسیم کرنے لگیں۔ تو اس میں خواجہ صاحب کا کیا قصور، حقیقت میں تو خواجہ صاحب خود بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں جس میں دوسرے مسلمان ہیں یعنی انہوں نے اسلام کو دین کی حیثیت میں اختیار نہیں کیا ہے بلکہ محض ایک نسبت کے طور پر۔ ورنہ معمولی آدمی بھی غور کر سکتا ہے کہ اگر اس قسم کا اسم اعظم خدا کی طرف سے عطا ہوتا۔ تو اس کے سب سے اول مہبط اور مالک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے اور وہ بلغ ما انزل الیک کے ارشاد کے مطابق اس کو صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیتے۔ تاکہ وہ بدر و احد اور خندق و حنین میں کفار کی تلواروں کی کاٹ سے محفوظ رہتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام غزوہ بدر میں بھی شہید ہوئے۔ اور اُحد میں بھی یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسا قیمتی اور انمول موتی کوہ احد کے دامن میں کھو دیا گیا۔ اگر اسم اعظم ان تاثیرات کے ساتھ موجود ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر فاروق، حضرت علیؓ، حضرت عثمان رض۔ کو ضرور عطا فرماتے اور وہ ابولولو فیروز اور ابن ملجم جیسے ملعونوں کی تلواروں کا شکار نہ ہوتے۔ اور اگر ان میں سے بھی کسی کو عطا نہ فرماتے تو کم از کم یہ تو ممکن نہیں تھا کہ حضرت امام حسینؓ جیسے لاڈلے نواسے اور جگر گوشۂ رسول حضرت زہرا البتولؓ کے بیٹے اس سے محروم رہتے۔ اور میدان کربلا میں کوفیوں کے تیروں سے ان کا سینہ چھلنی ہوتا۔

**اسلام کا اسم اعظم** کیا ایسا نہیں ہوا۔ پھر مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی۔ کہ جو شے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں، وہ خواجہ حسن نظامی کے ہاتھ کہاں سے اور کیونکر لگ گئی۔ اور بفرض محال اگر لگ گئی تھی تو انھوں نے اپنے خسر کو کیوں عطا نہ فرما دی تاکہ وہ اس گولی کے لگنے سے بچ جاتے۔ جس سے بچنے کے لئے خواجہ صاحب اندھیرے میں بھاگ کر گھر پہنچ گئے تھے۔

اسلام تو بالکل ایک سادہ دین فطرت ہے وہ مسمریزم۔ جادو۔ ٹونے۔ ٹوٹکے اور کرامات وکشوف کی ساحری کا مجموعہ نہیں۔ وہ تو زندگی کا ایک دستور ہے۔ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے

اوراس لئے ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

اس کے پاس ایک اسم اعظم ضرور ہے مگر دُنیا کی آگ سے بچانے کے لئے نہیں بلکہ نار جہنم کے شعلوں کو سرد کرنے کے لئے جو پتھروں تک کو خشک لکڑی کی طرح جلا دیتے ہیں۔ وہ گولی اور تلوار کو روکنے کے لئے نہیں۔ بلکہ عذاب دوزخ سے محفوظ رکھنے کے لئے اور وہ حیات عارضی کو طویل کرنے اور موت سے بچانے کے لئے نہیں بلکہ حیات ابدی اور عیش سرمدی عطا کرنے کے لئے۔ سب سے بڑی کرامت سب سے بڑا اعجاز۔ سب سے بڑا کشف یہ ہے کہ کوئی شخص دین حق کی اس حقیقت کو پاکر اپنی زندگی کو اس کے احکام اور دستور العمل کے مطابق بنالے۔

## حسن نظامی کا نوٹ

اخبار کوثر جیسے منکروں کو مخاطب کرنے اور جواب لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن ناظرین منادی اور چشتی برادری کو یہ سمجھانا ہے کہ اس قسم کے منکر لوگ اسلام کا نام لے کر کیونکر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور کیونکر ناسمجھ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

(۱) اس نوٹ کا عنوان تاجرانہ روحانیت ہے۔ اور نوٹ میں حسن نظامی کی تاجرانہ زندگی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اس کا جواب بس اتنا کافی ہے کہ جو مسلمان تاجرانہ زندگی پر اعتراض کرتا ہے۔ یا تاجرانہ زندگی کی ہنسی اُڑاتا ہے وہ رسول خداؐ کی پاک زندگی پر اعتراض کرتا ہے۔ اور اُس برگزیدہ زندگی کی ہنسی اُڑاتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے اپنی پاک زندگی تجارت سے شروع کی تھی۔

(۲) اخبار کوثر نے دہلی کے ایک دوست کے حوالے سے اسم اعظم بتانے کا جو حال لکھا ہے۔ وہ بالکل جھوٹ اور ایڈیٹر کی من گھڑت ہے۔ کیونکہ دہلی میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ حسن نظامی نے کسی کو اسم اعظم کا راز بتایا۔ کیونکہ کتاب اسرار اسم اعظم اب تک چھپ کر تیار نہیں ہوئی۔ اور جب وہ چھپ جائیگی تو کسی نااہل کو نہیں دی جائیگی۔ لہذا ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ اس کے دوست نے یہ خبر دی ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ اور ایسے جھوٹے پر خدا نے قرآن شریف میں لعنت نازل کی ہے

اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے۔

اگر ایڈیٹر کوثر دیوبندی ہیں تو انہوں نے یہ جھوٹ لکھ کر سارے دیوبندیوں کو بدنام کیا۔ اور اگر وہ اہل حدیث ہیں تو انہوں نے اہل حدیث کو رسوا کیا۔

(۳) ایڈیٹر کوثر نے رائفل والے کا جو قصہ لکھا ہے وہ بھی ایسا جھوٹ ہے جس کو کالا جھوٹ۔ اور سفید جھوٹ اور ہر قسم کا ملعون جھوٹ کہنا چاہئے۔

اگر ایڈیٹر دیوبندی ہیں تو جماعت دیوبندی بتائے کہ کیا ایسے جھوٹے ایڈیٹروں کی اس میں گنجائش ہے؟ اور اگر اہل حدیث ہیں تو جماعت اہل حدیث غور کرے کہ ایسے جھوٹے ایڈیٹر حدیث جیسی پاک نام کی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں؟ اور اگر ایڈیٹر احراری ہیں تو جماعت احرار فیصلہ کرے کہ کیا احرار پارٹی میں ایسے ہی اخبار نویس ہوتے ہیں ہم۔

(۴) ایڈیٹر کوثر نے جھوٹ کی عمارت بنا کر لکھا ہے کہ حسن نظامی کے بتائے ہوئے اسم اعظم کی تاثیر سے ہتھیار اثر نہیں کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول خدا اپنے اصحاب کو یہ اسم اعظم بتاتے اور اصحاب رسول غزوات میں شہید نہ ہوتے۔

جناب جھوٹے صاحب کو معلوم ہو کہ حسن نظامی نے کبھی کسی سے نہیں کہا کہ میرے پاس ایسا اسم اعظم ہے جس کی تاثیر سے ہتھیار اثر نہیں کرتے اور کتاب اسرار اسم اعظم ابھی کسی نے دیکھی نہیں جس کی نسبت کہا جا سکے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ کیونکہ وہ کتاب ہر شیطان کی آنکھ سے مخفی ہے۔

(۵) ایڈیٹر نے جھوٹے واقعات بیان کر کے جو نصیحت مسلمانوں کو کی ہے۔ اس کا کیا خاک اثر ہوگا۔ جبکہ خود ایڈیٹر جھوٹ اور بہتان کے گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

ایڈیٹر کوثر کو یاد رہے کہ حسن نظامی ان شیطانی تحریروں سے مرعوب و مغلوب ہونے والا آدمی نہیں ہے۔

---

## مولانا معنی کا خط

گزشتہ منادی کے نوٹ کو پڑھ کر مولانا سید عبدالباری صاحب معنی نے جو خط بھیجا ہے وہ آج کے پرچے میں درج کیا گیا ہے۔ اور جو اس قابل ہے کہ چشتیہ سلسلے کے مشائخ و سجادہ نشین اس سے سبق لیں کہ چشتی برادری

کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ ایک بھولی ہوئی بات کو یاد دلا یا گیا ہے۔

## بڑے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے

چشتی برادری میں بڑے بڑے پیر۔ اور بڑے بڑے مولوی۔ اور بڑے بڑے لیڈر اگر شریک نہ ہوں تو مجھے کچھ افسوس نہیں ہوگا۔ کیونکہ غریب لوگوں کو خانہ جنگی کی مصیبت سے بچانے کے لئے یہ تحریک ہے۔ اور چشتی خواجہ کا پیغام محبت گھر گھر پہنچ رہا ہے۔ بڑے لوگوں کی شان اس سے بہت اونچی ہے کہ وہ ہم غریبوں کے دُکھ درد کی بات پوچھیں۔

البتہ وہ سب اُس وقت ہم غریبوں کے پاس آئیں گے۔ جب روسی انقلاب کے ملحدانہ خیالات وعقائد ہمارے مذہبی مقامات اور روحانی مرکزوں کو منہدم کرنے کے لئے سیلاب بن کر پہنچ جائیں گے۔ اور وہ وقت کچھ دُور نہیں رہا ہے۔ بہت قریب آگیا ہے۔ جرمنی کے ختم ہوتے ہی ساری دُنیا میں اس انقلاب کی وبا پھیل جائے گی اور ان بڑے پیروں اور پیشواؤں کو قدر عافیت معلوم ہو جائیگی۔

## روزانہ اخبار اجیت لاہور

لاہور کے نئے شاندار روزانہ اُردو اخبار اجیت کی نسبت منادی میں تبصرہ شائع ہو چکا ہے کہ یہ اخبار سکھوں نے جاری کیا ہے اور اس میں اخباری شائقین کی دل کی مانگ کی موافق خبریں ہوتی ہیں۔ ۱۰ر فروری ۱۹۴۵ء کے اخبار میں ایک نوٹ ایڈیٹر کے قلم سے لکھا ہوا شائع ہوا ہے۔ جو منادی میں اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی کو عبرت ہو کہ ان کی قوم کے ایک بڑے اور مقبول اور ممتاز اخبار کی رائے ان کی تحریروں کی نسبت کیا ہے ؟۔

سردار دیوان سنگھ ہر ہفتے سالہا سال سے میرے خلاف لکھتے رہتے ہیں۔ مگر میں جواب نہیں دیتا کیونکہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ اُن کی مخالفت کی نیت کو دہلی کے اندر اور باہر ہر شخص سمجھتا ہے۔ اور روزانہ اجیت کا ذیلی نوٹ میرے اس خیال کی دلیل ہے چونکہ سردار صاحب کبھی اس زمانے میں میرے

دوست تھے۔ اس لئے میں ان کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ذرا اکیلے میں بیٹھ کر سوچیں کہ اُن کی یہ عادت نہ اس زندگی میں ان کو خوش رکھ سکتی ہے۔ نہ آئندہ زندگی میں ان کی روح کو تسکین حاصل ہو سکتی ہے۔

مجھ سمیت ساری دُنیا ان کی رائے میں بُری ہے۔ تو وہ اپنے کردار کا نیک نمونہ دکھا کر ہم سب کو نیک بنا سکتے ہیں۔

میں نے ان کو مفتوں لقب دیا تھا۔ کیونکہ مفتوں محبت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے بعد کے عمل سے لفظ مفتوں کا وہ اثر قبول کیا ہے جو اس عربی لفظ کا مادہ ہے۔ مفتوں کا مادہ فتنہ ہے۔ اور فتنے میں مبتلا کو مفتون اس لئے کہا جاتا ہے کہ مفتوں عاشقی کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سردار صاحب نے بگاڑنے اور بگڑنے کے بہت تجربے کر لئے۔ اب ان کو ملنے اور دلوں کو ملانے کا تجربہ بھی کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کو دونوں قسم کی زندگی کا فرق معلوم ہو سکے۔

میری گرو بابا نانک صاحب اور ان کے بعد کے سب گرو صاحبان اور گرنتھ صاحب کی تعلیمات سے مجھے تو دونوں کی محبت اور روشنی نظر آتی ہے سردار دیوان سنگھ صاحب بھی ذرا اس روشنی کے اندر آئیں۔ اور محبت کا ایک جام پی کر دیکھیں۔

میری زندگی کا جام لبریز ہو چکا ہے۔ اور میری تمنا ہے کہ میں اپنے پُرانے دوستوں کو خوش دل چھوڑ کر دُنیا سے جاؤں۔

اخبار اجیت کا مضمون یہ ہے

## دیوان سنگھ غنڈہ گردی کا پیر

ہفتہ وار اخبار "ریاست" دہلی کے ایڈیٹر صاحب اپنے آپ کو سکھ کہتے ہیں۔ نام بھی اُن کا سکھوں جیسا ہے۔ اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے آپ سکھ خاندان میں پیدا ہوئے تھے مگر آپ ہمیشہ سکھ مذہب پر چوٹیں کر کے اپنے آپ کو ایک فراخ دل سکھ ظاہر کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ آپ نے کیشوں پر ایک مضمون تحریر کیا تھا جس میں سکھ کلچر پر چوٹیں کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر کسی مذہب کے پیروؤں میں برائیاں

ہیں تو متعلقہ آدمیوں کا قصور ہے۔ اس
کے لئے مذہب کیوں موردِ الزام ٹھیرایا جائے
ایسی برائیوں کو اچھال کر کسی مذہب پر چوٹ
کرنا سنجیدہ آدمیوں کا کام نہیں ہو سکتا۔ سب
سے بُرا فعل اپنے مذہب کی مخالفت کر کے
اپنی فراخدلی کی پرٹت بنانے کی کوشش کرنا
ہے۔ اور چونکہ اس فعل سے سردار دیوان
سنگھ مفتون کو اخبار بیچنے میں کافی مدد مل سکتی
ہے۔ اس لئے بزنس کی نظر سے دیکھ کر وہ
اپنے لئے ایسی باتیں کرنا مناسب خیال
کرتے ہوں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسی طرح
اگر آپ سکھوں کے لئے لڑنے والی جماعت
شرومنی اکالی دل کے خلاف ہمیشہ لکھتے رہیں
تو کوئی غیر متوقع بات نہیں ہے۔ مگر کمیونسٹوں
کے خلاف آپ کی پالیسی کی سمجھ نہیں آئی۔
کبھی تو اُن کے سخت خلاف لکھتے ہیں۔ اور
اُنہیں غدار تک کا نام دینے میں مسرت
کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی اُن کی ایسی چاپلوسی
کرتے ہیں کہ اُنہیں ہی ہندوستان کا نجات
دہندہ سمجھتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک
نوٹ میں لکھا ہے کہ کمیونسٹ اکالیوں سے
ہزار درجہ زیادہ پبلک کے لئے مفید ہیں۔ آپ
نے اہمیت میں کچھ در تعلہ کے کسی مقام پر پہونچے
دہارمک دیوان میں کمیونسٹوں کی ہوئی دُرگت
کا حوالہ دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ
اکالیوں نے غنڈوں کی راہ اختیار کر لی ہے۔
حالانکہ کمیونسٹوں کی دُرگت سنگتوں نے کی جن
کے مذہب پر کہ کمیونسٹ ہمیشہ برستے آئے ہیں
اور اب موقع کو تاڑ کر کے مذہبی بننے کی کوشش
کرتے ہیں۔ جو بھی کسی مذہب سے ایسی چارسو
بیس کریگا۔ سنگتیں اُس کے ڈھول کا پول ظاہر
کر کے رہیں گی۔ سردار دیوان سنگھ میں اگر جرأت ہے
تو وہ کسی دہارمک دیوان میں ایسی باتیں کر کے دیکھ
لیں۔ اور دیکھ لیں کہ سنگتیں اُن سے کیا سلوک
کرتی ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ اگر ایسے لوگوں کو جن
کا دین مذہب کوئی نہیں وہ سنگتوں سے چارسو
بیس کرنا شروع کر دیں تو اُنہیں دھکے نہ ملیں تو
اور کیا ملے؟ جو آج کچھ ہے کل کچھ ہے اور جس
کا کام ہی کبھی مذہب کو افیون کہنا اور کبھی موقع
آنے پر اپنے آپ کو کٹر مذہبی ظاہر کر کے سکھ عوام
کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا ہے۔ وہ کیا کوئی
اعزاز یا سرو پا کے مستحق ہیں؟ سردار دیوان سنگھ

نے سنگٹنوں کے اس قدرتی رویہ کو غنڈہ پن کا نام دیا ہے۔ مگر خود اخبار نویسی کو غنڈہ گردی بنا رکھا ہے۔ اسی اشاعت میں ہندوؤں کی بابت سردار صاحب نے اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں۔ کہ ہندو چونکہ روپیہ جمع کرتے ہیں اس لئے وہ انسانیت سے ہی خارج ہو گئے ہیں۔ لاہور کے بعض اخبار نویس بھی ایسی تحریریں لکھنے میں طاق ہیں۔ مگر سردار دیوان سنگھ کو تو اس غنڈہ گردی کا پیر کہا جا سکتا ہے۔

## روسی ہر مذہب کے دشمن ہیں

ہندوستانیوں کو روسی فتوحات سے ڈرنا نہیں چاہئیے اور روس کی دہریت اور بے دینی کی وبا سے اپنے ملک کو بچانے کا کام جاری رکھنا چاہئیے۔

چشتی برادری کی تحریک درحقیقت روسی بے دینی سے ہندوستان ہی کو نہیں بلکہ ساری دُنیا کے انسانوں کو بچانے کے لئے شروع کی گئی ہے۔

روسیوں کے ہتھیاروں اور فوجوں کی کثرت سے جرمن مغلوب ہو گئے ہم بے ہتھیار ہندوستانی کیونکر روسی بے دینی کی وبا سے بچ سکیں گے۔ لہذا ہم کو مصلحت وقت کا خیال رکھ کر یا تو کمیونسٹوں سے ہاں میں ہاں ملانی چاہئیے یا خاموش رہنا چاہئیے۔

ایسے خطوط میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ میں ان سب کے جواب میں لکھتا ہوں کہ جو ہندوستانی ہتھیاروں اور فوجوں کی کثرت اور طاقت اور دولت سے ڈرتا ہے۔ اس کی نسل میں خرابی ہے۔ اصل نسل ہندوستانی نہ ہتھیاروں سے ڈرتے ہیں۔ نہ فوجوں سے ڈرتے ہیں۔ نہ دولت سے ڈرتے ہیں نہ طاقت سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا کے ہتھیار اور خدا کی فوجیں اور خدا کی طاقت آدمیوں کی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ اور خدا کی طاقت ہر خدا پرست کے ساتھ رہتی ہے۔ اور خدا روس سے پہلے بڑے بڑے طاقت والوں نمرود اور فرعون اور شداد جیسوں کو فنا کر چکا ہے اور وہی موجودہ زمانے کے دشمنان مذہب

کو بھی نیست و نابود کر سکتا ہے اور کر دیگا۔

## کمیونسٹوں سے دشمنی فضول ہے

لیکن میری اس تحریر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا پرست ہندوستانی بلا وجہ روس کے ہم عقیدہ ہندوستانیوں سے لڑنا شروع کر دیں کیونکہ یہ بات خدا پرستی کے خلاف ہے۔ خدا پرستوں کو خدا حکم دیتا ہے کہ وہ بلا معقول وجہ اور سبب کے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں۔

میری غرض تو محض یہ ہے کہ ہندوستانی خدا پرست روسی عقائد بے دینی اور روسی عقائد سیاسی سے الگ رہیں۔ اور اپنی اپنی قدیمی سیاستوں کو معلوم کریں اور ان ہی کی پیروی کو اپنے لئے کافی تصور کریں۔

میں انگریزوں کی پیش کردہ سیاست کو بھی ملک کے لئے مفید نہیں مانتا کیونکہ اس کی بنیاد میں خود غرضی ہے۔

## سکھوں کا ساتھ دینا چاہیے

ہندوستان کی بہادر سکھ قوم نے روس کی بے دینی کے خلاف جو کام شروع کیا ہے۔ مجھے اس کے ایک ایک حرف سے اتفاق ہے۔ اور میں چشتی برادری کو مشورہ دیتا ہوں کہ جب تک چشتی برادری کا عملی پروگرام شروع ہو وہ سکھ اخباروں کو پڑھیں اور سکھ جلسوں کی تقریریں سنیں جو روسی بے دینی کے خلاف ہوں۔

## دھوکہ نہ کھاؤ

ہندوستانی قوموں کے بہت سے عورت مرد نوجوان کمیونزم کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور روسی فتوحات کے سبب ان میں ترقی ہو رہی ہے۔ اور دہلی سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری ہے جو روسی عقائد کی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔

یہ ہندوستانی جو روسی بے دینی کی تحریک میں شریک ہو گئے ہیں کم علم

نوجوانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم تو سوشل یعنے تمدنی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم دین کے خلاف نہیں ہیں۔ اور روس میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ جس مذہب کو پسند کرے اس میں شریک رہے۔

لیکن یہ بیانات بالکل غلط اور جھوٹے ہیں۔ کیونکہ روسی بے دینی کے لیڈر لینن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا جائز ہے۔

بے شک مارشل اسٹالین موجودہ روسی لیڈر نے اس جنگ کے زمانے میں کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ اور کوئی خود غرضی کی بات نہیں کی لیکن مارشل اسٹالین کی یہ ذاتی خوبی ہے۔ بالشویک عقائد کی خوبی کا اس سے تعلق نہیں ہے۔

## سکھ اخبار روزانہ اجیت لاہور

۱۰ فروری ۱۹۴۵ء کے روزانہ اُردو اخبار اجیت لاہور میں سردار جسونت سنگھ صاحب ہر یال نے ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں موسیو لینن کی کتاب کے اقتباسات دئے گئے ہیں۔ ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی تحریک محض انقلابی ہے۔ اور وہ دنیا کے ہر مذہب اور خدا پرستی کی ہر تحریک کی دشمن ہے۔

## لینن لکھتا ہے

مذہب عوام کے لئے افیون ہے اس کے خلاف جنگ کرنا انقلاب کا ضروری حصہ ہے۔

## دوسرا قول

اپنی کتاب کے صفحہ ۲ پر لینن لکھتا ہے۔

دھرم (دین) کا بیڑا غرق۔ اور لامذہبی زندہ باد۔ خدا کے انکار کا خیال پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔

## تیسرا قول

لینن نے لکھا ہے۔ کسی طریقے سے بھی ہو کام نکالنا چاہئے۔

چشتی برادری کو سردار جسونت سنگھ صاحب
ہریال اور اخبار اجیت لاہور کا ممنون ہونا
چاہیئے کہ انھوں نے بے خوف ہو کر سچی
باتیں ظاہر کر دیں۔ اور خدا پرست ہندو مسلمانوں
کو روسیوں کی دہریت اور بے دینی کے
زہر سے بچالیا۔

## مسٹر رائے روسی مبلغ

دہلی کی مرکزی اسمبلی میں یہ راز فاش
ہوا ہے کہ مسٹر رائے کو انگریزی سرکار سے
لاکھوں روپے کی امداد دی گئی کہ وہ روسی
خیالات کی اشاعت کریں۔
اسمبلی کے ایک ممبر نے کہا مسٹر رائے
نے سرکار کو دھوکہ دیا ہے۔ سرکار کی طرف
سے ڈاکٹر امبیدکر لیبر ممبر نے جواب دیا
رائے نے سرکار کو دھوکہ نہیں دیا۔

## ڈاکٹر امبیدکر

آجکل لیبر ممبر ہیں۔ وہ اچھوت ہندو ہیں
اور انہوں نے اپنی ممبری کے زمانے میں
اچھوتوں اور مزدوروں کو کوئی خاص فائدہ
نہیں پہنچایا۔ البتہ ہندوؤں اور مسلمانوں
کے ساتھ ایسے برتاؤ کئے کہ ان دونوں
قوموں کو ڈاکٹر امبیدکر کی اچھوت جاتی سے ڈر
پیدا ہو گیا کہ اچھوت لوگ اگر اقتدار حاصل کرینگے
تو ایسے ہی ثابت ہونگے جیسے ڈاکٹر امبیدکر ثابت ہوئے ہیں
ڈاکٹر امبیدکر کی نسبت عام طور سے مشہور ہے کہ
وہ مغرور بھی ہیں اور کج خلق بھی ہیں اور وعدہ خلاف
بھی ہیں۔ اور وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو بہت
حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ مگر میرا خیال
ہے کہ یہ شہرت مبالغہ آمیز ہے۔ میں دو بار اُن سے
ملا ہوں میں نے ان کو بات چیت سے [illegible] پایا
مگر سوال ڈاکٹر امبیدکر کی ذاتیات [illegible]
نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ انھوں نے
اسمبلی میں مسٹر رائے کی حمایت میں
کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ یہ کہہ دینا
کافی نہیں ہے کہ مسٹر رائے نے سرکار
کو دھوکہ نہیں دیا ہے۔
کیا ڈاکٹر امبیدکر پبلک کو بتائیں گے کہ جو
روپیہ مسٹر رائے کو دیا گیا اس سے ہندوستانی
مزدوروں کو کیا فائدہ پہنچا۔

## میں نے مسٹر رائے کو دیکھا ہے

غالباً مسٹر رائے وہی بنگالی ہندو ہیں۔ جو مولوی فضل الحق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال سے ملنے میرے مکان علی منزل میں آئے تھے۔ اور انھوں نے گلیوں کی خاک کی شکایت مجھ سے کی تھی۔

اگر میرا قیاس درست ہے تو آج مسٹر رائے کو اپنی گلیوں کی خاک کے شکوے کا یہ کھلا یعنی شائع ہونے والا جواب دیتا ہوں کہ ہماری گلیوں کی خاک خدا پرستوں کے قدموں کی خاک ہے۔ روسیوں کے قدموں کی خاک نہیں ہے۔ جس کو مسٹر رائے اور ان کے ہم خیال سرمہ چشم بناتے ہیں۔

## ۱۳۶۴ھ کی عید میلاد

عید میلاد کی تحریک سب سے پہلے میں نے ہندوستان میں جاری کی تھی اور سید کشفی شاہ نظامی نے جو برما میں مقیم تھے۔ اس تحریک کو تمام دنیا میں مقبول خاص و عام کرنے کا کام کیا تھا۔ اب سید کشفی شاہ نظامی انقلاب برما کی وجہ سے پنجاب آ گئے ہیں۔ اور جو کچھ اُن سے ہو سکتا ہے۔ کر رہے ہیں۔

میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ ہر مقام کے مسلمان اپنے علاقے کے عیسائیوں اور سکھوں اور ہندؤں کو جلسوں میں بلا کر آنحضرتؐ کی نسبت تقریریں کرائیں۔ اور اس میں کامیابی ہوئی تھی۔ یعنے ہر مقام پر میرے مذکورہ پروگرام کی موافق جلسے ہوئے تھے۔ مگر بعض مقامات سے خبریں آئی ہیں کہ محدود خیال مولوی غیر مسلموں کی شرکت پر اعتراض کرتے ہیں

لہذا ۱۳۶۴ھ ہجری کی عید میلاد میں ہر مقام کے مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ غیر مسلم اصحاب جلسوں میں آئیں اور آنحضرتؐ کی نسبت تقریریں کریں۔ میرے مریدوں اور چشتی برادری کے ممبروں کو خاص طور سے اس کا خیال رکھنا چاہئے

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۴ ر صفر ۸ ر فروری جمعرات دہلی
منادی تیار ہوگیا ؎ آج اخبار منادی تیار
ہو کر چھاپہ خانے میں چلا گیا۔
شادی ؎ صبح غلام محمد کی شادی میں گیا تھا
سید علی میاں نظامی حیدر آبادی مقیم دہلی کے
مکان پر غلام محمد کے سہرہ باندھا۔ پھر اعظم خاں
کی حویلی میں برات گئی اور نکاح میں شریک ہو کر
گھر میں واپس آیا۔
ملاقاتی ؎ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور
بشیر الدین صاحب دہلوی اور جبرال کے مولوی
قاضی وزیر خاں صاحب اور حکیم عبد السلام
صاحب دہلوی اور استاد شمس الدین صاحب
اور نور الٰہی صاحب اور مولانا عشقی نظامی
اور خواجہ احمد حسین نظامی اور صوفی صاحب
اجمیری ملنے آئے۔
ابر ؎ آج دن بھر ابر رہا۔ سردی بڑھ گئی۔ یا
میرے ناتوان جسم کو بڑھی ہوئی معلوم ہوئی۔
ایک شامی کباب مونگ کی دال اور پالک
کے ساگ میں ملا کر کھایا تھا۔ اور ایک انڈے
کی زردی دودھ میں ملا کر کھائی تھی۔ اس سے
نقصان ہوا۔ اور تھوڑی دیر ہلکا سا دورہ ہوا
نیند بھی بے چین رہی۔ منہ کا مزا بھی کڑوا ہوگیا
جس سے ثابت ہوا کہ گوشت اور دودھ اور
انڈا موافق غذائیں نہیں ہیں۔
تشخیص ؎ حکیم عبد السلام صاحب دہلی
کے ایک نوجوان ہونہار طبیب ہیں۔ اور خواجہ
احمد حسین نظامی بانی پتی دوا سازی کے
ماہر ہیں۔ حکیم شفا نظامی میرے دواخانے میں
کام کرتے ہیں۔ ان تینوں کو جمع کر کے میں نے
اپنے مرض کی تشخیص اور طریق علاج پر بحث
کی۔ حکیم عبد السلام نے کہا عصبی کمزوری اور
ریاح باسوری اصلی بنیاد مرض کی ہے۔ خواجہ
احمد حسین نظامی نے دواؤں پر تقریر کی۔
پھلیے کی بحث بھی ہوئی۔ حکیم شفا نظامی نے
ہڑ کا مربہ تجویز کیا۔ حکیم عبد السلام نے ایک
نسخہ لکھا۔ اور مربہ پھلیے کا استعمال مفید
بتایا۔ خواجہ احمد حسین نے انڈے کا تیل
تجویز کیا۔ میں نے سب بھائیوں پر رات

کی تنہائی میں غور کیا۔ اور طبی کتابوں کو پڑھا
میں اپنی ذات کے ساتھ ہی چاہتا ہوں کہ اپنی
عمر اور اپنی حالت کے سبب بیماروں کے
لئے ایک سیدھی راہ علاج کی نکل آئے۔ البتہ
یہ رائے پختہ ہوگئی ہے کہ میری بیماری کے
لئے آرام اور دماغی سکون اور سادہ غذا کے
سوا کوئی چیز مناسب نہیں ہے۔

۱۷ جنتریاں } آج پچھلی رات کو ۱۷ جنتریاں
مرتب کرنے کا خاکہ تیار کیا۔ ہر جنتری ۲۴ صفحے
کی ہوگی۔ اور ہر ایک کی قیمت ایک آنہ ہوگی
اور ہر جنتری میں معلومات بڑھانے کا خزانہ
ہوگا۔

ترکِ دنیا کا چلہ } دماغی راحت کے
لئے چالیس دن ایک مقام پر آرام کروں گا۔
ملاقاتیں بند کرکے دل اور دماغ کو راحت
تقسیم کروں گا۔ سادہ غذا کھاؤں گا۔ کتابیں
اور اخبار سنوں گا۔ خطوں کا جواب لکھونگا۔

## ۲۵ صفر ۹ فروری جمعہ دہلی

انڈے کا تیل } کل شام کو خواجہ احمد حسین
صاحب پانی پتی نے انڈے کا تیل کشید کیا
تھا۔ ایک انڈے سے ایک ماشہ تیل نکلا۔
ایک انڈا تین آنے کو آتا ہے۔ اور کبھی چار آنے
کا بھی ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تیل بہت
گراں رہے گا۔ اور میں ایک آنہ دواخانے میں
ارزاں دوائیں رکھنی چاہتا ہوں۔

انڈے کا تیل بے حد مقوی اور حرارت
غریزی یعنے زندگی کی حرارت بڑھانے والا
ہوتا ہے۔ بوڑھوں کو جوان کر دیتا ہے۔
خصوصاً جو بچے مسان کے مرض میں یعنے
سوکھے کی بیماری سے مرجاتے ہیں ان کے
لئے اکسیر ہے۔ کیونکہ سوکھے مسان کی بیماری
میں بچوں کی حرارت غریزی میں خرابی واقع
ہوتی ہے اور بچہ سوکھ کر مرجاتا ہے
یہ تیل ایسے بچوں کو موت سے بچا لیتا ہے۔

لطیفہ } آج کل کم علمی کے سبب اکثر لوگ
طبی کتابوں میں حرارت غریزی لفظ دیکھتے
ہیں تو غریزی کو عزیزی پڑھتے ہیں۔ ع۔
ز۔ ی۔ ز۔ ی۔ حالانکہ غ۔ ر۔ ی۔ ز۔ ی۔
حروف سے یہ لفظ بنتا ہے۔

حکیم شفا نظامی سے میں نے کہا کہ جب تک
انڈے گراں ہیں۔ انڈے کا تیل نہ بناؤ۔
ایک صاحب نے رائے دی کہ طاقت دینے

والی اور بچوں کو موت کے چنگل سے
بچانے والی دوا چاہے کتنی ہی مہنگی ہو
ضرور بنانی چاہیئے۔
مگر میں نے ابھی کچھ فیصلہ نہیں کیا۔ آج
رات کو استخارہ کروں گا۔ اگر حکم ہوا تو بناؤنگا۔
**پانچ گھنٹے میں ۷ اکتابیں تالیف کیں**
آج رات کے تین بجے سے صبح ۸ بجے تک
میں نے ۷ اکتابیں تالیف کیں۔ ہر کتاب
۳۲ صفحے کی ہے۔ ان ۷ اکتابوں کے سرورق
یعنے ٹائیٹل دہلی میں منشی یسین کاتب کے
حوالے کئے۔ یہ ۷ اکتابیں خدا نے چاہا فروری
میں شائع ہو جائینگی۔ اگر پریس والوں نے
معاملہ ٹھیک رکھا

دہلی جانے لگا تو اپنی اس خوشی کو پوشیدہ
نہ رکھ سکا۔ اور بچوں کی طرح خوش ہو کر
خواجہ بانو سے کہا آج خدا نے مجھے ۷ ابیٹے
دئے ہیں۔
خواجہ بانو نے ہنس کر مطلب پوچھا۔ میں
نے جواب دیا۔ کہ آج میں نے پانچ گھنٹے
میں ۷ اکتابیں تالیف کیں۔ اور ہر کتاب
۳۲ صفحے کی ہے۔

خواجہ بانو نے کہا یہ بات میری عقل میں نہیں
آئی۔ میں نے کہا ٹل او جبل پہاڑ ہے۔ اگر
اس بھید کو ظاہر نہ کروں تو کچھ لوگ سمجھے
جھوٹا کہینگے۔ اور کچھ اس کو میری کرامت
کہینگے۔ مگر یہ نہ جھوٹ ہے نہ کرامت ہے
بلکہ ایک سچی حقیقت ہے۔
راز بتا دیا۔ آخر میں نے خواجہ بانو کو یہ راز
بتا دیا اور کہا۔ زندگی کے آثار مخدوش نظر
آتے ہیں۔ اس واسطے میں نے اپنی تصنیف
تالیف کے منصوبوں کو جلدی جلدی پورا
کرنا شروع کیا ہے اور ۷ اکتابیں تالیف کرنے کا
راز یہ ہے کہ میں نے ۷ اقسم کے ضروری اور
مفید خلق مضامین کے عنوان ایک کاغذ پر
لکھے۔ اور پھر ان کے سرورق یعنے ٹائیٹل تیار
کئے۔ ۷ اصفحے ٹائٹلوں کے تیار ہو گئے تو
ہر نمبر کے ٹائیٹل کی نسبت ایک ایک نوٹ
لکھا کہ اس کتاب کے مضامین فلاں فلاں
کتاب کے فلاں فلاں مقام سے اقتباس
کر لئے جائیں۔ اور ان کو اس طرح مرتب
کیا جائے۔
اب میرے منشیوں کے لئے اتنا کام

رہ جائے گا کہ وہ میرے بتائے ہوئے صفحات
کتب کو پڑھیں۔ اور میری تحریری ہدایت
کی بموجب مضامین چن کر قلم بند کریں۔ پھر میں
ان کو دیکھ لوں گا کہ اقتباس میں غلطی ہوئی
ہو تو اس کو درست کردوں۔ اس کے بعد
کتاب کاتب کو دیدی جائے گی۔ اور ۱۷
کتابیں فروری کے اندر اندر شائع ہو جائینگی۔

خواجہ بانو نے کہا۔ یہ بھی تمہارے حافظے
کی کرامت ہے۔ کہ فلاں کتاب میں فلاں
صفحے پر یہ مضامین ہیں۔ یہ بات ہر آدمی کے
بس کی نہیں ہے۔ نہ ہر ایک کا حافظہ اتنا اچھا
ہوتا ہے۔

**لالہ کنورسین** آج ہندوراؤ کے بارے
صدر بازار دہلی میں چشتی پارٹی کے ممبر لالہ
کنورسین جین سے ملنے گیا تھا۔ وہ بڑے مہاجن
ہیں۔ کہا ایک سو میثاق نامے دیدیجئے ایک
ہزار ممبر شریک ہو جائیں گے۔

**حکیم عبدالسلام صاحب** آج چشتی پارٹی
کے ممبر حکیم عبدالسلام صاحب سے بھی ملنے گیا
تھا۔ انہوں نے میری بیماریوں کے لئے دوائیں
دیں۔

**بخار ہو گیا** دہلی سے واپس آکر درگاہ شریف
میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ واپس آیا تو بخار ہو گیا
اور سینے میں درد بھی محسوس ہوا۔ موتی محل
میں لیٹ گیا۔ اور لیٹے لیٹے لوگوں کو کام
بتاتا رہا۔

**خلیل الرحمن صاحب قصاب** کوچہ
رائے مان دہلی کے خلیل الرحمن صاحب قصاب
چند بھائیوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں
نے موتی محل میں ملاقات کی۔

**بنارس** سے دو مسلمان پنجاب کے ایک
مسلمان کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے
ان کو بھی موتی محل میں بلالیا۔ بنارس والے
چاندی سونے کا بیوپار کرتے ہیں۔ میں نے کہا
سونا مہنگا ہے۔ اور

بوچھتے پھرتے ہیں اب گلی گلی کیا تھا بھاؤجی
بند جب سونا ہوا۔ اُس وقت جاگے سادھوجی

سب ہنسنے لگے۔ اور کہا آپ نے خوب
بات کہی۔ میں نے کہا یہ حضرت اکبر الہ آبادی
کا تبرک ہے۔ سید سمیع الدین صاحب اور صوفی محمد اجمیری ملنے
آئے تھے ہیں لیٹے لیٹے باتیں کیں۔ صوفی صاحب نے موتی محل
مکان کی تعریف میں برجستہ شعر کہا۔

شان والوں میں شان ہے۔ اُن کی فصاحت کمال ہے اُن کا
میں نے کہا واقعی آپ قادر الکلام ہیں۔

میرا لڑکا حسن ابو طالب میراجی پوچھنے
آیا۔ صوفی صاحب نے کہا اِن کی شادی
ہوگی تو سہرا لکھوں گا اور ایک ہزار روپے
صلہ لوں گا۔ میں نے جواب دیا۔ اگر میں حسن
کی شادی تک زندہ رہا تو ایک ہزار روپے
صلہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں حسن نے کہا اور
اگر صوفی صاحب جب تک زندہ نہ رہے
میں نے کہا۔ ایسی بات نہ کہو۔ ہزار روپے
تمہارے باپ کو ضرور دینے ہیں۔ اور صوفی
صاحب کو لینے ہیں۔

شام کو بخار اتر گیا۔ رات کو کام نہیں کیا۔
نیند اچھی آئی۔ ۶ گھنٹے سویا۔ پچھلی رات یہ
روزنامچہ لکھا۔

## ۲۶ر صفر ۱۰ر فروری سنیچر دہلی

**آج کی غذا:** تہجد کے وقت انڈے کی
ایک زردی۔ ۹ بجے کھچڑی۔ ۲ بجے نیم خام
انڈا روٹی۔ شام کو ۸ بجے اُبلے ہوئے
چقندر اور مٹر۔

**آج کے کام:** اپنی تصنیفات کی کتابوں
کو مختلف گوداموں سے ایک جگہ مرتب کرایا
۲ بجے ایک گھنٹہ سویا۔ طبی کمپنی اور ایک آنہ
دواخانے کی دوائیں ایک جگہ رکھوائیں۔
منادی کے نوٹ اور روزنامچہ لکھا۔ ملاقاتیوں
سے باتیں کیں۔ مرید ہونے والوں کو مرید کیا۔ تعویذ
تقسیم کئے۔

**آج کے ملاقاتی:** شاہ رحمان انصاری
اور ایک ہندو دوست اور سید منیر الہدیٰ صاحب
بہاری اور پھلواری شریف کے ڈاکٹر سید انوار اللہ
صاحب پی ایچ ڈی اور ان کے بھائی صاحب
اور لالہ پریم صاحب۔ اور تیج رام صاحب
اور منشی لال صاحب۔ اور بھٹناگر صاحب
ملنے آئے تھے۔ مظفر نگر سے دو میراثی مرید
ہونے آئے تھے۔

**حسین کا خط:** ایک مہینے کے شدید
انتظار کے بعد آج ۴ صفحے کا خط حسین نے
بھیجا ہے۔ ماں باپ نے پڑھا۔ اور بیٹے کی
محنت اور کم فرصتی کا حال پڑھ کر دعائیں دیں۔
خواجہ بانو دہلی گئیں تھیں۔ اپنے بھائی کی
بیوی شاہ بانو کو ڈاکٹر کو دکھا کر آگئیں۔ خواجہ
احمد حسین نظامی اور حکیم شفا نظامی نے

انڈے کا تیل نکالا تھا۔ شام کو پروفیسر مجیب کی ریڈیو تقریر سُنی تھی۔ ۱۱ بجے تک اخبارات پڑھے تھے۔ ۲ بجے تک دورہ ہوا تھا۔ اور

یَا حَافِظُ یَا سَلَامُ یَا شَافِیْ یَا کَافِیْ

پڑھنے سے بغیر کسی دوا کے دور ہوا تھا۔ ۲ گھنٹے سو یا تھا۔ ۴ بجے سے تحریری کام شروع کیا تھا

آج دورہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ بواسیر کے مریض کو انڈا نقصان دیتا ہے۔ اور میں نے آج دوبارہ انڈا کھایا تھا۔

## ۲۷ صفر ۱۱ر فروری اتوار دہلی

**غذا** ؛ صبح نشیلی چاپی تھی جس کو میں نے ایجاد کیا ہے۔ اور اس میں یہ چیزیں ہوتی ہیں ہنوٹے کی گری خشخاش۔ الائچی کلاں۔ کپور کچری۔ جو کا دلیہ۔

۱۱ بجے زیتون کے تیل میں پکی ہوئی اور پالک ملی ہوئی کھچڑی کھائی تھی۔ اور شام کو ۶ بجے دوبارہ مذکورہ کھچڑی کھائی تھی۔ اور کچی گاجروں پر شکر ڈال کر کھائی تھی۔ دورہ نہیں ہوا۔ طبیعت خوش اور بشاش رہی۔ مگر نیند صرف ۴ گھنٹے آئی۔ رات کے دو بجے بیدار ہوگیا۔

**کتابیں** ؛ آج اپنی تصنیفات ایک جگہ رکھوائیں اور دوسروں کی تصنیفات دوسری جگہ رکھوائیں

**ملاقاتی** ؛ آگرے سے گوجرانوالہ کے دو قصاب ملنے آئے تھے۔ خواجہ احمد حسین صاحب اور اُن کے بھائی خواجہ حامد حسین ملنے آئے تھے۔ سید صدر العلیٰ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ کولمبو کا سفر کر کے آئے ہیں۔ میرے دوست یوسف عرب کچھی میمن کا ذکر کرتے تھے کہ آپ کو یاد کرتے ہیں۔ اور سامیل یعنے لکڑی چیرنے کی مشین لگائی ہے۔

**تین بچے** ؛ میرے مزدوروں میں تین بچے بن ماں باپ کے ہیں۔ ایک کریم۔ دوسرا شفیع۔ تیسرا بدرالدین۔ تینوں ہونہار ہیں اور مجھے ان کی تربیت کا خیال رہتا ہے۔

**حجرہ خواجہ پیر** ؛ آج خواجہ پیر حجرے کی مرمت کرائی تھی۔

**شیخ چلی کی اسمبلی** ؛ آج ایک دلچسپ اور ہنسانے والی کتاب کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ کتاب ہر مہینے شائع ہوا کریگی۔ اس کا نام شیخ چلی کی اسمبلی رکھا ہے۔ یہ جیبی سائز کی ہوگی۔ اور ایک آنہ قیمت کی ہوگی۔ اور منادی کے ساتھ ہی شائع ہوا کریگی۔ تاکہ

ناظرین منادی کا غم غلط ہو۔ اور یہی خوش رہے۔
**سید انور** کی دہلی سے سید انور صاحب چند دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور امام الدین نظامی راولپنڈی والے اپنے بچے کے ساتھ آئے تھے سید سمیع الدین صاحب اور صوفی اجمیری صاحب بھی آئے تھے۔

**عرس** کی حضرت خواجہ سید محمود بحار رح کا سالانہ عرس کل شام کو کے لوک ہری گاؤں میں ہوا تھا۔ جہاں غلام خاندان کے آخری بادشاہ معزالدین کیقباد نے اپنا قصر بنوایا تھا۔ اور جو میری بستی سے ایک میل دور ہے۔ سید سمیع الدین صاحب کہتے تھے سردی کے سبب آدمی کم آئے تھے۔

یہ حضرت میرے حضور محبوب پاک رح کے زمانے میں تھے۔ اور سالک مجذوب تھے۔

## ۲۸ صفر ۱۲ر فروری پیر دہلی

**آش جو** کی چونکہ کل رات کو نیند نہیں آئی تھی اور جسم بہت بے کل تھا۔ اور میں گا رہا تھا۔

بے کل ہے ہائے کیسا دل + جاتی رہی ہے اس کی کل
پاتا نہیں آرام میں + اس کی بدولت ایک پل

اس لئے میں نے بحیثیت ابن رسول اللہ ہونے کے پکانے والوں کو حکم دیا کہ آج میرے لئے نمکین آش جو تیار کرو۔

ایک پیالی اُبلے ہوئے جو کے پانی کی پیتے ہی ایسی راحت جسم کے اندر پیدا ہوئی گویا میں بیمار ہی نہ تھا۔

**میرا دل ہاتھ میں لو** کی شاعر ہوتا تو کسی خوب رو سے کہتا کہ پیارے میرا دل اپنے ہاتھ میں لے۔

شاعر نہیں تھا۔ اس لئے ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے پاس اروِن اسپتال میں گیا تھا کہ وہ میرا دل اپنی ڈاکٹری کے ہاتھ کی مٹھی میں لیں۔ مگر افسوس اُن سے ملاقات نہ ہو سکی۔

آج تین بار آش جو یعنی جو کے دلئے کا ابلا ہوا نمکین پانی پیا۔ برسوں کے بعد بھوک پیدا ہوئی۔ اور دل کی تکلیف جاتی رہی۔ میں نے سمجھا کہ میرے اندر گرمی کی تکلیف تھی کیونکہ جو سرد ہوتا ہے۔

**خواجہ احمد حسین نظامی ہیں** کی پانی پت والے خواجہ احمد حسین میرے مرید ہیں۔ پانچ سال پہلے مرید ہوئے تھے مگر مجھے یاد نہ رہا تھا۔ وہ روز میرے پاس آتے ہیں۔ آج انہوں نے

ذکر کیا کہ سید احمد علی شاہ صاحبؒ نے اپنی نسبت عطا فرمائی تھی۔ آخر میں حکم دیا کہ تو نظامیہ سلسلے میں مرید ہو جا اور خود یہاں مجھے لے کر آئے۔ آپ نے کہا میں استخارہ کروں۔ استخارے میں اجازت ملی اور آپ نے مجھے مرید کر لیا۔

**نظامیہ دار العلوم** } آج خواجہ احمد حسین نظامی سے درگاہ میں نظامیہ دار العلوم جاری کرنے کا مشورہ ہوا۔ اور میں نے کہا کہ آپ کام شروع کیجئے۔ میں ہر طرح کی مدد اس کار خیر میں دوں گا۔ اور پیرزادوں کو تعلیم کا شوق دلانے کے لئے خود آپ کے مدرسے میں انگریزی پڑھانے آیا کروں گا۔

**بڈھا طوطا** } میں بڈھا طوطا ہوں اور بڈھے طوطے پڑھا نہیں کرتے مگر میں ایسا بڈھا طوطا ہوں کہ اپنے مرید پروفیسر کا شاگرد بن کر ثابت کر دوں گا کہ بڈھے طوطے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ پرسوں بدھ کو نظامیہ دار العلوم حضرت محبوب پاک رضہ کے مزار کے سرہانے اور رنگ نہ ہی مجلس خانے میں کھل جائے گا جس کی میں نے ابھی مرمت کرائی ہے۔ کل اس میں سفیدی کراؤں گا۔ فرش بچھاؤں گا۔ اسکول کا سب سامان لگاؤں گا جو میرے پرانے اسکول کا موجود ہے۔

**شاہ ولایت باوا** } پانی پت والے حضرت شاہ ولایت باوا ہی اس مدرسے کے بانی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ درگاہ کے پیرزادوں کو دنیا کی سب زبانیں سکھاؤ۔

قدرت کے قربان میری ہر تمنا کو پورے کرنے کے غیبی سامان کرتی رہتی ہے۔

حکم فرمودیم۔ ہم نے حکم دیا۔ ہمارے سب لڑکے جامعہ ملیہ سے پڑھ کر آئیں تو نظامیہ دار العلوم میں ایک گھنٹے پڑھنے جایا کریں تاکہ ہم ان کے کلاس فیلو بن جائیں۔ اور تاریخوں میں لکھا جائے کہ نظامیہ دار العلوم میں باپ بیٹے مل کر تعلیم پاتے تھے۔ اور روح القدس کو آنکھوں سے دیکھا کرتے تھے۔

## ۲۹ر صفر ۱۳ر فروری منگل دہلی

**ذیلدار** } ضلع سرگودہ پنجاب کے ایک ذیلدار چودھری منظور حسن خاں صاحب ملنے آئے تھے یہ آل انڈیا جاٹ مہاسبھا کے نائب صدر ہیں منادی کے پرانے ناظرین میں ہیں چشتی برادری سے بہت دلچسپی ظاہر کی اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے قرآن شریف کے ہندی ترجمے کی دو جلدیں دفتر آل انڈیا جاٹ مہاسبھا کے لئے خریدیں۔

**ڈپوٹیشن** } لاہوری جماعت احمدیہ کی ایک جماعت آئی تھی۔ یہ لوگ امریکنوں میں تبلیغ کرنے آئے ہیں۔ مجھے بھی امریکن فوجوں کا میزبان خیال کرکے انگریزی لٹریچر دیا۔ میں نے کہا میں تو اس زبان سے واقف نہیں ہوں۔

آج دن بھر دارالعلوم نظامیہ جاری کرنے کے انتظامات میں مصروف رہا۔ ولایت شاہ باوا کو اس بڑے کام سے بہت دلچسپی ہے۔ خواجہ احمد حسین نظامی ملنے آئے تھے۔

**بجلی کا ڈبل خرچہ** } کئی مہینے سے بجلی کا بل بہت زیادہ آنے لگا ہے آج دو سو روپے کے قریب پانی اور بجلی کا بل ادا کیا۔ شبہ ہے کہ بجلی کی لائن میں خرابی ہے اور بجلی کہیں ضائع ہوتی ہے۔

**صحت** } خدا کے فضل سے صحت آج اچھی رہی۔ آج غذا فقط آش جو کھائی۔ نیند آگئی۔ آج پیاند نظر نہیں آیا۔ بینائی میں بہت کمی ہوگئی ہے غالباً دھوپ کی چمک سے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔

# عیدِ میلاد

## ۱۳۶۴ھ کے لئے

خواجہ حسن نظامی کی نئی لکھی ہوئی کتاب **محمدؐ کا دیدار** اور **عید نامہ** منگائیے اور پرانی لکھی ہوئی کتابیں **میلاد نامہ** اور **سیرت نبوی** بھی منگائیے۔ اور ریشمی آویزے بھی منگائیے۔ جلسہ گاہوں کی آرائش کے لئے اور رضا کاروں کے بازو کے بلے بھی منگائیے۔

**محمدؐ کا دیدار** + **عید نامہ**

عہ ؍　　۵ ؍

**سیرت نبویؐ**۔ **ریشمی آویزے** فی عدد

عہ　　عا ؍

**بازو کے بلے** فی عدد

۸ ؍

**پتہ**:۔ دفتر اخبار منادی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین، دہلی

# دل کی بیماریاں

قلب کا مرض انسان کی دشمنی میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ انسانی زندگی میں قلب کی صحت کو جتنی اہمیت حاصل ہے اتنی اہمیت شاید ہی کسی دوسرے عضو کی صحت کو حاصل ہو۔ سرطان۔ تپ دق۔ نمونیہ پلوریسی اور اسی قبیل کے دیگر عوارض اس کے مقابلے میں دوسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ قلب ہی کے علاج میں ہم سب سے زیادہ سستی برتتے ہیں اور اس کے دوررس نتائج کو نظر انداز کرکے طبیب کے مشورہ پر پورا پورا عمل نہیں کرتے۔ ہاتھ پاؤں میں موچ آجائے۔ یا ٹوٹ جائے تو اس کی ہم زیادہ پروا کرتے ہیں۔ اور معمولی عطائی کے مشورے پر اس وقت تک عمل کرتے ہیں جب تک ہاتھ پاؤں بالکل ٹھیک نہ ہوجائے اس لئے کہ اس کا حال ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔ اور اس کی تکلیف بھی نسبتاً فوراً محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اگر قلب سست پڑجائے اس میں تکلیف ودرد محسوس ہو تو اس کو ہم ٹالنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہمیں ریاحوں کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی طبیب مکمل آرام کا مشورہ دیتا بھی ہے تو اسے مبالغہ سمجھ کر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔

فرض کیجئے کہ زید کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ ڈاکٹر اس سے کہتا ہے "زید تمہارے لئے ۶ ہفتے تک صاحب فراش رہنا ضروری ہے۔ زید خوشی خوشی مان لیتا ہے اور فوراً دلچسپ کتابوں اور رسائل کا آرڈر دے دیتا ہے تاکہ ان کے مطالعہ سے اپنا خالی وقت کاٹے اور جب اس سے جی گھبرا جائے تو ریڈیو پر موسیقی سے اپنا دل بہلائے۔ لیکن اگر ان ہی حضرت کو قلب کا کوئی عارضہ ہوجائے اور سینہ میں دل کے پاس کبھی کبھی تکلیف ہوجاتی ہو۔ اگرچہ بظاہر ٹھیک نظر آئیں اور ڈاکٹر ان کو مشورہ دے "زید تمہیں ۶ ہفتے کے لئے صاحب فراش ہوجانا چاہئے۔ بجلی کے قلبی امتحان سے پتہ چلا ہے کہ تمہارے دل کے عضلہ کی حالت شکستہ ہے اگر تم نے آرام کرلیا اور دل دماغ کو مکمل آرام دیا تو یہ شکستہ عضلہ ٹھیک ہوکر دوبارہ کام سے لگ جائے گا ورنہ

مجھے اندیشہ ہے کہ ایک عضلہ کی شکستگی کہیں تمہارے پورے قلب کو نہ لے بیٹھے۔"

زید چونکہ اس وقت بظاہر ٹھیک ہے۔ روزمرہ کے کام کاج برابر انجام دے سکتا ہے۔ یہ سینے کی کسک تو اسے کبھی کبھی ستاتی ہے۔ ڈاکٹر کے مشورے کو صحیح نہیں گردانتا اور بزعم خود یہ سمجھ کر اپنے آپ کو تسلی دے لیتا ہے کہ ان ڈاکٹروں سے رجوع کرو تو بات کا بتنگڑ بنا کر پیش کرتے ہیں اور جب تک معمولی سی تکلیف کا کوئی بھاری سا لاطینی نام لے کر خائف نہ کر دیں انھیں مریض سے بات کرنے میں لطف ہی نہیں آتا۔ قلب کے معاملے میں اس قسم کی سہل انگاری کا نتیجہ خراب ہی نکلتا دیکھا ہے۔ چنانچہ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ یہی زید جس کی پبلک لائف کا تذکرہ اخبار کے دوسرے کالموں میں ہوتا تھا۔ اپنی سہل انگاری وعدم توجہی کی بدولت اب موت کے کالم کی زینت بنتا ہے۔ لوگ اسے پڑھتے ہیں اور ملک میں قلب کی بیماری عام ہوتے جانے کا ذکر کر کے حسب سابق پھر اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں گویا ان بیچاروں کے نزدیک یہ بیماری کہیں باہر سے آ کر ...ہمارے ملک میں پھیلتی جا رہی ہے اور روز ایک نہ ایک تن درست آدمی کی بھینٹ لے لیتی ہے اور یہ غریب دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں اور اپنے بچاؤ میں انگلی بھی نہیں ہلا سکتے۔ حالانکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ بیماری کی کثرت وجسمانی خرابیوں کی روز افزوں ترقی ان کے ناواقف رہنے اور معقول طبی مشورہ پر عمل نہ کرنے پر اصرار کا نتیجہ ہے۔ خیر وبائی بیماریوں کے متعلق تو آپ ایک حد تک کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہمارے شہر یا ملک میں کہیں باہر سے آ کر پھیل گئیں۔ لیکن قلب کی بیماری کے متعلق تو یہ عذر بھی نہیں چل سکتا مرض کی ابتدا ہو جانے کے بعد طبی مشورے پر عمل نہ کرنے اور ناواقف رہنے سے جتنا نقصان قلب کے مریض کو پہنچ جاتا ہے کسی دوسری بیماری کے مریض کو نہیں پہنچتا۔ لہذا اپنے قلب کے متعلق ضروری علم حاصل کرنے میں کوتاہی سے کام نہ لیجئے۔ آپ کے جسم میں قلب محض ایک گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے کہ اس کے متعلق کچھ جاننے کی ضرورت نہ ہو۔ وہ ایک پورا عضو ہے جس کا فعل دوسرے اعضا سے کچھ زیادہ ہی اہم ہے۔

قلب کا وزن ایک پونڈ سے کچھ ہی زیادہ

ہوتا ہے۔ لیکن یہ چھوٹا سا پمپ جس کا سائز آپ
کی مٹھی کے برابر ہے۔ ہر ضرب پر ۶ اونس کے قریب
خون کی مقدار پھینکتا ہے۔ اور اس کا حساب
۲۴ گھنٹے میں ۵ ہزار گیلن تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر
قلب پر دباؤ زیادہ پڑ رہا ہو تو اس صورت میں
۲۴ گھنٹے میں ۲۰ ٹن خون کی حسب معمول مقدار
کے بجائے اسے ۵۰ سے لے کر سو ٹن تک خون
پمپ کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ کا قلب صحیح
ہے۔ اور اس پر کوئی غیر معمولی دباؤ نہیں پڑ رہا ہے
تو پوری عمر طبعی کے پہنچنے تک تین ارب ضربات
سے زائد کی محنت اس کے حصے میں نہیں آتی۔
لیکن اگر اس پر کسی قسم کا دباؤ ہو اور بار بار اس
پر زیادہ کام پڑتا رہے تو اس غریب کو مزید ایک
ارب ضربات کی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔

آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ تمام اعضائے
رئیسہ میں ایک قلب ہی ایسا عضو ہے۔ جسے کبھی
آرام نصیب نہیں ہوتا۔ آپ کی بے احتیاطیوں
کی بدولت اس کے کام میں مزید اضافہ تو البتہ
ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ کبھی ممکن نہیں
کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی آرام کے لئے ٹھیر جائے
آپ آنکھیں بند کر کے اور سو کر آنکھوں اور دماغ کو
آرام دے سکتے ہیں۔ فاقہ کر کے معدہ جگر اور آنتوں
کو آرام دے سکتے ہیں، اور ۱۰ سکنڈ یا ایک منٹ
تک سانس روک کر پھیپھڑوں کو آرام دے سکتے
ہیں۔ لیکن قلب کے ساتھ آپ یہ نہیں کر سکتے۔
اول تو اس کا روکنا دوسرے اعضا کی طرح آپ
کے قبضے کی بات نہیں اور اگر کہیں یہ خود آرام
لینے کی ٹھان لے تو بس اس کے ساتھ آپ کو بھی
مستقلاً آرام کرنا پڑے گا۔ قلب ایک مرتبہ ٹھیر
جانے کے بعد دوبارہ اپنے وظائف کی انجام دہی
پر قادر نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ اس کلیہ کے خلاف
کہیں ہوتا دیکھیں تو اسے معجزہ سمجھنا چاہئے۔ اس لئے
آپ کو چاہئے کہ ابتدا ہی میں قلب کا خیال رکھیں
تاکہ وہ تھک کر جلدی نہ ٹھیر جائے۔

اس کے علاج کا طریقہ دیگر امراض سے مختلف
ہے۔ دوسری بیماریوں میں تو یہ ہے کہ اگر ابتدا
میں آپ نے صحیح اور معقول علاج کرا لیا اور بر وقت
توجہ کر لی تو بیماری قبضہ میں آ جائے گی اور آپ
صحت یاب ہو جائیں گے۔ لیکن قلب کی بیماری
میں آپ کو عمر بھر ان احتیاطی تدابیر کا خیال رکھنا
پڑے گا۔ جو طبیب آپ کے لئے تجویز کر دے۔
اگر ذیابیطس، تپ دق، خون کی کمی جیسی خوفناک

بیماریاں علاج پذیر ہو سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں
کہ امراض قلب کا علاج نہ ہو سکتا ہو۔ لیکن
جس طرح ان امراض میں مریض کے تعامل و
تعاون کی شدید ضرورت ہے اور اس کے
بغیر کلی صحت ناممکن ہے۔ اسی طرح قلب
کی بیماری میں بھی مریض کے تعاون کی شدید
ضرورت ہے۔

ذیابیطیس کا مریض اگر اپنی غذا پر پوری نظر رکھے
اور حسب ہدایت پرہیز کرتا رہے تو معمولی حالات
میں اسے اپنی عمر طبعی کو پہنچنا چاہیئے۔ دق کا
مریض اگر صحیح طریق پر زندگی گزارے اور تجویز
کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے تو معمولی حالات
میں اسے بھی عمر طبعی کو پہنچنا چاہیئے۔ خون کی کمی
کا مریض اگر جگر کا برابر استعمال صحیح تغذیہ اور
دیگر احتیاطی تدابیر کا خیال رکھے تو عام حالات
میں اسے بھی کافی عرصہ زندہ رہنا چاہیئے۔
بالکل اسی طرح قلب کے مریض کا حال ہے۔
اگر حالات نامساعد نہ ہوں۔ طبی مشورے پر
شروع ہی سے عمل کرتا رہے تو وہ بھی کافی عرصہ
تک زندہ رہتا ہے۔ میرے علم میں قلب
کے ایسے کئی مریض ہیں جن کو ہر وقت موت
کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ لیکن وہ بیس بیس تیس
تیس چالیس چالیس سال بیماری کے بعد
بلا کسی خاص تکلیف کے زندہ رہے۔ حالانکہ
قلب کا عارضہ لگ جانے کے بعد وہ ہمیشہ
یہی سمجھتے رہے کہ ان کا سفینہ عمر اب کنارے
لگا ہی چاہتا ہے۔

اصل میں ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے
وہ یہ کہ جس طرح سارے موسم طوفانی نہیں ہوتے
اسی طرح قلب کی ہر تکلیف بھی خطرناک نہیں ہوتی
اور جس طرح بعض دن ابر آلود اور بارانی ہوتے
ہیں۔ اور بعض گرم و خوشگوار، اسی طرح بعض
قلب بُری طرح گرفتہ ہوتے ہیں اور بعض محض
معمولی طور پر متاثر۔ مرض قلب بڑی جامع
اصطلاح ہے اور قلب سے متعلق جو بھی تکلیف
ہو اس کے لئے۔ مرض قلب۔ بلا تکلف بول
دیا جاتا ہے۔ غرض یہ اصطلاح بہت زیادہ مستعمل
ہے۔ اب چونکہ مرض قلب اپنے معنی کے اعتبار
سے قلب کی کسی خوفناک بیماری کا پتہ دیتا ہے
لہذا جہاں کسی کی بیماری کو اس نسبت سے پکارا
گیا پس فوراً یہ نتیجہ نکال لیا گیا کہ قلب کی جس
بیماری میں فلاں ابن فلاں کا انتقال ہوا تھا

ان صاحب کو بھی وہی بیماری لاحق ہوگئی اب
ان کا بچنا محال ہے۔ حالانکہ اگر کسی کو معمولی دھڑکن
وغیرہ ہوگئی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکال لینا
کہ اس شخص کا جاں بر ہونا مشکل ہے۔ صحیح نہیں
ہے۔ مدعا یہ ہے کہ قلب کی بعض تکلیفیں
بہت معمولی قسم کی ہوتی ہیں اور ان کے ہو
جانے سے مریض کو اس قدر نہیں گھبرانا چاہیے
کہ خود کو لاعلاج سمجھ کر ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھے۔

ایک مرتبہ قلب کے چار مریض ڈاکٹر کے
مطب میں داخل ہوئے۔ ان میں سے تین
اشخاص کا قلب بالکل ٹھیک تھا۔ کسی دوسرے
سبب سے کبھی کبھی بائیں جانب سینے میں
تکلیف ہو جاتی تھی۔ بہرحال انھیں بروقت
طبی مشورہ مل گیا اور قلب کی صحیح کیفیت معلوم
ہو جانے کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔

چنانچہ قلب کے تمام قسم کے امراض میں اصل
نکتہ یہ ہے کہ طبی مشورہ کے لئے فوراً کسی ماہر فن
سے رجوع کیا جائے۔ تاکہ اطمینان ہو جانے
پر بلاوجہ خوف باقی نہ رہے۔ اگر مرض خوفناک
نوعیت کا ہے تو پھر حسب مشورہ علاج کیا جائے
اور اگر خفیف ہے یا سرے سے قلب کا مرض
ہی نہیں ہے تو سکون سے بیٹھ جایا جائے اور
جو کچھ بھی طبی مشورہ ہو اس پر عمل کر لیا جائے۔

یہاں صورتِ حال کچھ اس نوعیت کی ہے
کہ وہ لوگ جن کو واقعی قلب کا کوئی خوفناک مرض
لاحق ہو چکا ہے۔ لیکن علامات سے ابھی کچھ زیادہ
پتہ نہیں چلا ہے۔ پروا نہیں کرتے اور اپنی تکلیف
کے سلسلے میں طبی مشورے تک کی ضرورت
محسوس نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ مرض بڑھ کر
ایسے درجہ میں پہنچ جاتا ہے کہ معالج کو علاج میں
بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ اور وہ لوگ
جنہیں سرے سے قلب کا کوئی مرض ہی نہیں ہے
بلکہ کسی دوسرے سبب سے ان کا قلب متاثر
ہو گیا ہے۔ وہ اس قدر گھبرا جاتے ہیں کہ مرض
اگر نہ بھی ہو تو اس کے بعد فوراً شروع ہو جاتا ہے
یہ دونوں صورتیں خوفناک ہیں۔ صحیح تدارک
یہی ہے کہ ماہر فن سے طبی مشورہ لے لیا جائے
اور پھر جو کچھ بھی مشورہ ہو اس پر عمل کیا جائے۔
میں سمجھتا ہوں پہلے کی نسبت قلب کی بیماریوں
کا زور اب کم ہے۔ اور امریکہ میں جو حرکتِ قلب
بند ہو جانے سے زیادہ موتیں واقع ہو رہی ہیں
اُس کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ وہاں قلب کی

بیماری کچھ زیادہ نہ ہے بلکہ اس صدی کے ابتدا ہی میں وہاں سن رسیدہ لوگ کثرت سے موجود تھے جو یکے بعد دیگرے ختم ہونا شروع ہو گئے چونکہ وہ اسّی اسّی نوے نوے سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ جو یقیناً عمر طبعی ہے۔ اس کے بعد انہیں کسی نہ کسی طرح بہرحال اس جہانِ فانی سے رخصت ہونا تھا۔ چنانچہ قلب جسے تمام اعضا سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اسی نے سب سے پہلے جواب دیا اور قلب کی وجہ سے اموات کا ریکارڈ بہت زیادہ بڑھ گیا۔

لیکن بچوں۔ نوجوانوں اور تیس چالیس سال کی عمر کے لوگوں میں ۱۹۱۵ء سے لے کر ۱۹۳۲ء تک قلب کا مرض بڑی حد تک کم ہو گیا۔ اور اس سے بھی زیادہ کم ہونے کی گنجائش موجود ہے قلب کی وجہ سے جو موتیں ۵۰ ۔ ۶۰ سال کی عمر کے درمیان واقع ہوتی ہیں وہ آسانی سے برسوں تک ملتوی کی جا سکتی ہیں مشکل یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے قلب کو آرام سے بالکل محروم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ محنت کی زیادتی اور کثرتِ کار کی وجہ سے وہ تھک کر مختلف علامات کے ذریعے اپنی بیماری اور تھکن کا اعلان کرنے لگتا ہے۔ اس وقت سخت گیر آقا کی طرح جب ان کے کام میں ہی خلل پڑنے لگتا ہے تو یہ لوگ ایک آدھ ہفتہ کا آرام دے دیتے ہیں اس کے بعد پھر حسب سابق بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔

قلب کی بیماری کا کوئی پوشیدہ علاج نہیں ہے جسے جاننا کچھ دشوار ہو۔ ویسے تو قلب کی مختلف بیماریوں کے لئے فن شریف میں بہت سی مناسب دوائیں موجود ہیں۔ لیکن اس کا بنیادی علاج صرف ایک ہی ہے جسے طریق زندگی کہنا چاہیئے اس کو کئے بغیر کوئی اوپری علاج کارگر نہ ہوگا۔ یہ طریق زندگی بالکل سیدھے سادے فارمولا پر مشتمل ہے جو تندرست اور قلب کے مریض دونوں کے لئے یکساں مفید ثابت ہوگا۔ اسے برت کر ہر شخص صحت و درازی عمر کی سڑک پر پڑ سکتا ہے۔ اس کے موٹے موٹے دو تین اصول ہیں جنہیں میں درج ذیل کرتا ہوں۔

اول :- اگر آپ کو حسب ذیل علامات میں سے تمام یا کوئی ایک علامت مرض لاحق ہو جائے تو فوراً اپنے طبیب سے رجوع کیجئے اور باقاعدہ اپنے تمام جسم کا طبی امتحان کرا لیجئے۔ پرانی کھانسی و خون تھوکنا۔ غشی کے دورے۔ ضیق النفس کے حملے

نحنو کا متورم ہونا۔ ریاحوں کا دباؤ۔ تھکے تھکے رہنا، دوران سر اور بستر پر چت نہ لیٹ سکنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر چند دور اندیشی کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ اپنے انجن کو اس میں کھٹ کھٹ کی آواز پیدا ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیں اور جہاں خرابی نظر آئے یا معلوم ہو اسے دور کرتے رہیں۔ لیکن خیر ان علامات کے ظاہر ہونے پر بھی خبر لے لی جائے گی تو کچھ زیادہ حرج واقع نہ ہوگا۔

دوم:۔ جو کچھ طبیب مشورہ دے اسے غور سے سُنیے۔ اس قسم کی بیماریوں میں ہمدرد مگر عامی وعطائی دوستوں کے مشورے یا کتابی وبیاضی نسخے وغیرہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے دوستوں کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیجئے۔ لیکن مشورے پر ماہر طبیب ہی کے عمل کیجئے۔

سوم: مکمل آرام کیجئے۔ پلنگ پر سے اس وقت تک نہ اٹھئے جب تک معالج اجازت نہ دے۔ تھکے ہوئے قلب کے لئے یہ سب سے زیادہ کارگر نسخہ ہے۔ اکثر مریض دوائیں پینے کے سلسلے میں تو طبیب کی ہدایت پر لفظ بلفظ چلتے ہیں۔ دوا کے پیمانے میں اس طرح دوا ڈالیں گے کہ نہ ایک قطرہ ادھر زیادہ ہو نہ ایک ایک قطرہ اُدھر کم۔ گولیاں وغیرہ صحیح وقت پر گھڑی دیکھ کر کھائیں گے لیکن آرام کرنے کے معاملے میں نہایت لاپرائی برتیں گے۔ غالباً وہ سمجھتے نہیں کہ دوائیں پینا اور اپنے جسم کے انجن کو آرام نہ دینا بالکل ایسا ہے۔ جیسے اس ٹنکی میں پٹرول ڈالنا جو زنگ آلود سے بھری پڑی ہو۔ آپ انجن کو چلا تو دیں گے اور شاید کاربوریٹر کے تیل کے بل پر آپ کا انجن کچھ دور گھسٹ ہی جائے لیکن کچھ ہی دیر بعد گاڑی تھم کر رہے گی۔ اور بنیادی تدارک کئے بغیر ایک انچ بھی نہ چلے گی۔ اس لئے دوڑنے کے بجائے چلنا سیکھئے۔ چلنے کے بجائے کھڑا ہونا سیکھئے۔ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنا سیکھئے۔ اور بیٹھنے کے بجائے لیٹنا سیکھئے۔

یہ آرام کرنے کا بنیادی اصول ہے۔ قلب کے مریض کو سیڑھیوں پر چڑھنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ تیس چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زیادہ نہ خود گاڑی چلانی چاہئے نہ اس سے زیادہ تیز رفتار گاڑی میں سفر کرنا چاہئے۔ فکر اور پریشانیوں سے جہاں تک ممکن ہو بچا جائے ہیجان انگیز ماحول اور بے اعتدالیوں سے اجتناب کیا جائے۔ ان تمام ہدایات پر عمل کرنا سیکھ لیا

تو گویا آپ نے قلب کے مرض کا خواہ وہ کسی نوعیت کا بھی ہو کامیاب علاج کر لیا۔

اول اول جب بیماری کا زور ہوتا ہے تو مریض تو اِس کا کافی اہتمام کرتا ہے لیکن جب مرض کا زور کم ہونے لگتا ہے اور مرض کی شدت کا احساس حافظے سے کم ہونا شروع ہوتا ہے تو اصلی امتحان کا زمانہ اس وقت آتا ہے مریض کو خالی وقت گزارنا دوبھر معلوم ہونے لگتا ہے اور طبی ہدایات و پرہیز کی لمبی چوڑی فہرست جو زیادہ نہ کھاؤ۔ تمباکو نوشی نہ کرو۔ رات کو دیر تک نہ جاگو۔ زیادہ جسمانی محنت نہ کرو جسم پر چربی نہ چڑھنے دو۔ زیادہ فکر نہ پالو۔ جوش میں نہ آؤ۔ یہ نہ کرو۔ وہ نہ کرو وغیرہ وغیرہ ہدایات سے بھری پڑی ہے۔ ایک طومار معلوم ہونے لگتی ہے۔ جیسے ڈاکٹروں اور طبیبوں نے محض اپنے فن کو غیر معمولی اہمیت دینے کے لئے گھڑ لیا ہے۔ غرض اس بیماری میں مریض اور طبیب دونوں کی مشکل ہے۔ مریض پرہیز کرتے کرتے تھک جاتا ہے اور طبیب ٹوکتے ٹوکتے اور نصیحت کرتے کرتے پریشان ہو جاتا ہے۔ لیکن طبیب کو چاہئے کہ قلب کے معاملے میں ذرہ برابر بھی ڈھیل نہ دے اس لئے کہ جہاں اُس نے ذرا سی ڈھیل دی اور مریض کو ٹوکنا چھوڑا اور وہ لاپروا ہوا پھر وہ سمجھنے لگتا ہے کہ بس اب اتنی سخت پابندیوں کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اس بیماری میں طریق زندگی جو بنیادی علاج کی حیثیت رکھتا ہے جہاں بدلا اور اس میں فرق آیا اور مریض ہاتھوں سے گیا۔ اس میں تو جس نے زیادہ مجوزہ طریق زندگی کی پیروی کی وہی زیادہ عمر کو پہنچا۔ گویا کسی حکیم کا یہ قول حرف بہ حرف سچ ہے کہ انسان کے قلب کی صحت خود اس کے اپنے ہاتھ میں ہے یا یہ کہ:-

"دل بدست آور کہ صحت اندر دست"

(از رسالہ ہمدرد صحت دہلی)

**حسن نظامی کا نوٹ** } چونکہ میں بھی دل کا بیمار ہوں اس واسطے یہ مضمون خاص توجہ اور غور سے پڑھ کر منادی میں نقل کیا ہے۔ مجھے ذاتی حالات کی بنا پر اس مضمون کے بعض حصوں سے اتفاق ہے۔ اور بعض سے اختلاف ہے۔ تاہم میں مضمون کو اردو زبان کے لئے اور دل کے بیماروں کے لئے مفید اور ضروری سمجھتا ہوں۔

## جموں توی

سید احمد نظامی عمر ۵۵ سال
اہلیہ " " عمر ۵۰ سال
فرزند محمد سرور خاں " ۳۲ "
" محمد انور خاں " ۲۸ "
" محمد اسلم خاں " ۱۸ "
" محمد اکرم خاں " ۱۶ "
" محمد اکرام خاں " ۱۴ "
پوتا اقبال سرور " ۶ "
دختر س ۔ ب " ۲۵ "
" ا ۔ ب " ۲۲ "
بہو ف ۔ ان " ۲۲ "
" ندم ا ۔ ا " ۱۰ "
پوتی ع ۔ ش " ۴ "

## اجمیر شریف

محمد عمر خاں صاحب عمر ۵۵ سال
محمد اسمٰعیل صاحب " ۲۸ "
شریف خاں صاحب " ۴۵ "
بابو ولد محمد بخش صاحب " ۲۰ "

اللہ نور خاں صاحب عمر ۴۰ سال
عفو خاں صاحب " ۳۰ "
عثمان شاہ صاحب " ۴۵ "
عبدالمنان صاحب " ۲۵ "
سبحان بخش صاحب " ۴۰ "
اللہ بخش صاحب " ۳۵ "
عبدالمجید خاں صاحب " ۳۰ "
اجمیری خاں صاحب " ۲۰ "
جمال الدین صاحب " ۳۵ "
نور محمد صاحب " ۴۰ "
محمد خاں صاحب " ۳۰ "
عبدالعزیز خاں صاحب " ۲۵ "
عبدالستار خاں صاحب " ۱۹ "
غلام محمد صاحب " ۴۰ "
معین الدین صاحب " ۲۲ "
محمد یوسف صاحب " ۲۸ "
احمد خاں صاحب " ۲۵ "
منا بخش صاحب " ۴۸ "
کریم بخش صاحب " ۳۴ "
شیخ حبیب اللہ صاحب " ۳۸ "
احمد خاں صاحب " ۴۲ "

رسول خاں صاحب عمر ۴۵ سال
بندو صاحب " ۴۷ "
عبدالغفور صاحب " ۲۸ "
شمس الدین صاحب " ۱۸ "
محمد حنیف خاں صاحب " ۳۵ "
محمد اسمٰعیل صاحب " ۴۶ "
سرفراز خاں صاحب " ۲۱ "
خورشید علی صاحب " ۲۱ "
مظہر حسن صاحب " ۳۲ "
عبدالغفار خاں صاحب " ۱۸ "
عبدالرحیم خاں صاحب " ۵۷ "
دلاور خاں صاحب " ۴۰ "
سید آغا علی صاحب " ۲۱ "
میاں شاہ صاحب " [illegible] "
غلام ربانی صاحب " ۲۴ "

## اوچا پنڈ ریاست کپورتھلہ

چراغ محمد نظامی عمر ۴۵ "
مبارک علی خاں نظامی " ۳۵ "
غلام بھیک خاں صاحب " ۲۲ "
مہنت شورام داس صاحب " ۸۰ "

| رام پور | | |
|---|---|---|
| حکیم محمد ابراہیم صاحب اخلاقی عمر ۶۰ سال | صالحہ بیگم نظامی عمر ۲۰ سال | عزیز احمد صاحب عمر ۴۰ سال |
| حکیم مسیح نظامی۔ عمر ۱۴ سال | زرینہ بیگم صاحبہ ″ ۱۶ ″ | ابو طالب نظامی ″ ۱۴ ″ |
| مرزا یعقوب حسن صاحب ″ ۱۸ ″ | حمیدہ بیگم صاحبہ ″ ۱۲ ″ | چھوٹے نظامی ″ ۴۰ ″ |
| مرزا محمد یوسف صاحب ″ ۴ ″ | طاہرہ بیگم صاحبہ ″ ۱۴ ″ | مطلوب حسن ″ ۱۲ ″ |
| مرزا احمد اویس ″ ۳ ″ | زمزم نگار ″ ۹ ″ | محمد شفیع صاحب نظامی ″ ۲۴ ″ |
| مرزا احمد ایوب ″ ۱ ″ | روحہ وقار ″ ۸ ″ | محمد علی صاحب ″ ۳۵ ″ |
| محمد سجاد صاحب ″ ۲۴ ″ | تسنیم افتخار ″ ۷ ″ | محمد یعقوب صاحب ″ ۲۵ ″ |
| نذیر احمد خاں صاحب ″ ۵۰ ″ | سلسبیل بانو ″ ۶ ″ | محمد دین صاحب ″ ۲۹ ″ |
| رئیس احمد شاہ صاحب ″ ۲۰ ″ | اختری بیگم صاحبہ ″ ۳۵ ″ | محمد صدیق صاحب ″ ۲۴ ″ |
| سید عابد حسین صاحب زیدی ″ ۴۰ ″ | منشی سلامت خاں صاحب ″ ۴۰ ″ | زوجہ محمد صدیق صاحب ″ ۱۷ ″ |
| اعجاز احمد خاں صاحب ″ ۲۲ ″ | اشفاق حسین خاں صاحب ″ ۱۸ ″ | محمد شبیر صاحب ″ ۱۴ ″ |
| شوکت حسین خاں صاحب ″ ۲۲ ″ | | محمد شبیر ″ ۱۲ ″ |
| میاں محمد عرفان صاحب سلیم ″ ۲۰ ″ | چتوڑ گڑھ (میواڑ) | خلیفہ بدھن شاہ صاحب عمر ۶۳ ″ |
| میاں غلام ربانی صاحب عرف | محمد طیب خاں نظامی عمر ۳۵ سال | غلام محمد صاحب عمر ۲۸ ″ |
| علن میاں صاحب سجادہ نشین | تصدق حسین خاں نظامی ″ ۹ ″ | محمد یوسف صاحب ″ ۲۳ ″ |
| مزار حضرت ملا فقیر اخوند صاحب | | رحمت علی صاحب مستری ″ ۴۵ ″ |
| عمر ۴۰ سال | لاہور | محمد عاشق صاحب عمر ۳۲ ″ |
| حکیم منظور علی خاں نظامی عمر ۵۵ ″ | بابو محمد حسین صاحب جعفری۔ عمر ۳۶ سال | معراج الدین صاحب ″ ۵۰ ″ |
| محمد نعمان صاحب ندیم ″ ۲۰ ″ | غلام قادر صاحب ″ ۳۵ ″ | ظفر حسین شاہ ″ ۱۴ ″ |
| امۃ الکبریٰ عمر ۵۰ ″ | محمد صادق صاحب ″ ۴۵ ″ | کریم الدین نظامی ″ ۴۸ ″ |
| | سعد اللہ خاں نظامی ″ ۴۲ ″ | کلو رام صاحب ″ ۵۵ ″ |

کا سلسلہ نہیں رہا۔
گیان۔ علم۔ عرفان۔ فراست۔
بدھی۔ عقل۔ دانش۔ ذہانت۔
چت۔ ذہن۔ ادراک۔ خیال۔
شانتی۔ تسلی۔ تسکین۔ اطمینان۔ امن۔
پون:۔ ہوا۔
اِچھا۔ خواہش۔ آرزو۔ طلب۔
پرتھوی:۔ زمین۔
من:۔ طبیعت۔ حواس باطنی۔ ادراک دماغی جذبات کا حکمراں۔
جل:۔ پانی۔
اگنی۔ آگ۔
رس۔ مزا۔ ذائقہ۔
گندھ:۔ بو۔ خوشبو۔
تیج۔ تجلی۔ رونق۔
بھگتی:۔ بے وہم ہو کر ذرہ ذرہ میں نورِ ذات کو جلوہ گر دیکھنا۔ رضا جوئی۔
وہم:۔ اپنی ہستی کو ذات سے جدا ماننا۔
وِوسوت:۔ ایک عارف کامل کا نام ہے۔ موجودہ دنیا کے متعلق جو تاریخی معلومات کا انتہائی منظر ہے اُس وقت یہ بزرگ اپنی روشن ضمیری سے علم ذات کے نیر درخشاں تھے سری کرشن جی کے زمانے سے پیشتر جس کو پانچ ہزار سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ ان بزرگ کو علم ذات کے عارفوں میں اوّلیت کا فخر حاصل تھا۔ یہ بزرگ اس زمانے میں ہوئے ہیں جبکہ طریق سلطنت کا ہنوز آغاز نہ ہوا تھا۔ اس وقت فضیلت علمی کو مقدم تسلیم کیا جاتا تھا اور جملہ عارفان وقت برہم رشی کی منزلت کو نظر اعتبار سے دیکھتے تھے۔
منو، یہ برہما جی کے فرزند تھے۔ موجودہ دنیا کے تاریخی علم کی ابتدا ان ہی بزرگ سے شمار کی جاتی ہے۔ یہ عارف کامل برہم رشی کی منزلت رکھتے تھے۔ اور اُن کے زمانے سے سنہ کا شمار کیا جاتا تھا۔ جیسا اب راجہ وکرما دت (بکرماجیت) سے سمت اور حضرت عیسیٰؑ سے سنہ عیسوی اور حضرت محمد رسول اللہؐ سے سنہ ہجری کا شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا اصلی نام سویم بھو منو تھا۔ ان کی رانی ست روپا نامی تھیں جو ان کے جسم کا نصف جزو تھیں جو دھیا جی کو انہیں نے آباد کیا تھا۔ یہ وِوسوت جی کے ہم عصر تھے اور ان سے اپدیشن لیا تھا۔

# چشتی برادری کے خطوط

(۱) رؤف علی صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں۔ چشتی برادری میں ہندوؤں کو شریک کرنے کی مصلحت بتائیے ہے۔

**جواب:** چشتی برادری دل اور عمل ایک کرنے کے لئے ہے۔ اور ہندو بھی دل رکھتے ہیں۔

(۲) گم نام صاحب لکھتے ہیں۔ میں کون ہوں؟ میرے دل کا حال بتائیے۔ میری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟۔

**جواب:** آپ میرے سرحدی مرید ہیں آپ کے دل میں شک کی بیماری ہے۔ یہ دور ہو جائے تو دعائیں قبول ہونگی۔

(۳) اخبار دلچسپ فتح پور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے شادی کیوں نہیں کی؟

**جواب:** حضرت نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ میرے پیر کی بیویاں تھیں۔ اور جب میں پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو روزانہ زنانے سے فقر و فاقے اور بیماریوں کی شکایتیں آتی تھیں۔ مگر پیر کا ظرف اتنا بڑا تھا کہ وہ یادِ الٰہی سے غافل نہ ہوتے تھے۔ میں نے اپنے ظرف کو اس امتحان کے قابل نہ پایا اور قرآن شریف میں پڑھا کہ اولاد اور مال فتنہ ہوتے ہیں اس لئے میں نے شادی نہیں کی۔ اس کے علاوہ میری بہن کی شادی میرے خاندان میں ہوئی تھی۔ ان کو اپنے شوہر سے تکلیف تھی۔ اس سے میرا دل شادی سے بیزار ہو گیا۔ ولنگٹن کے ایک صاحب نے بھی اس سوال کا جواب دلچسپ میں شائع کرایا ہے مگر اس میں واقعات درست نہیں ہیں۔

(۴) فیروز خاں صاحب پشاور۔ اگر چشتی برادری میں ہندو اور سکھ شریک نہ کئے جائیں تو میں سرحد کے ایک لاکھ مسلمان ممبر شریک کرا سکتا ہوں۔

**جواب:** سرحد کے مسلمانوں میں آپ کا ہم خیال ایک آدمی بھی نہیں ہے۔ ایک لاکھ تو بہت ہوتے ہیں۔ مجھے آپ کی شرکت درکار نہیں ہے۔

(۵) سلامت اللہ صاحب بنارس۔ آپ کو ہندوؤں سے کتنا روپیہ ملا ہے؟ جو آپ

ہندوؤں کو چشتی برادری میں شریک کر رہے ہیں؟

**جواب**: یہ بات نہ اخبار میں لکھنے کے قابل ہے۔ نہ خط میں لکھنے کے قابل ہے۔ اتنا روپیہ ہندوؤں سے ملا ہے۔ کہ اگر اس کو ظاہر کر دوں تو انکم ٹیکس لگ جائے یا چور میرے ہاں چوری کرنے آ جائیں۔

آپ بتائیے کہ آپ نے کتنا روپیہ ان مولوی صاحب کو دیا جو آپ کو ہندوؤں سے لڑنے کی نصیحت کیا کرتے ہیں۔ اس سوال کا جواب نہ آپ دیں گے نہ آپ کے مولوی صاحب دیں گے پھر آپ کو مجھ سے میری آمدنی دریافت کرنے کا کیا حق ہے۔ اگر آپ ہندوؤں کے دوست بن جائیں۔ تو ہندوؤں سے ملا ہوا روپیہ سب کا سب آپ کو دیدونگا

## (۶) جانشین حضرت خواجہ صاحب اجمیری کا خط

حضور سلامت دام بالمجد الکرامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکم فروری ۱۹۴۵ء کا منادی وصول ہوا اور مطالعہ میں آیا۔ اس کے صفحہ ۲۵ سے صفحہ ۲۸ تک میری نسبت جو کچھ اظہار خیال فرمایا گیا ہے۔ وہ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کی تفسیر ہے۔

ورنہ میں اپنے خواجہ کا غلام ہوں۔ اور میرے خواجہ کی شان یہ ہے۔

حسن و جمالش چمن آرائے چشت
بام و درش رُوکش باغِ بہشت
آنکہ بکونین نیازد بر آں
جادہٴ و سجادہٴ پیغمبراں
آنکہ نشانِ قدمش ہمچو جام
بوسہ گہ قطبؒ و فریدؒ و نظامؒ
آنکہ زجُودش بجہاں رونق است
مُنعمِ ما۔ خواجہ معین الحق است
معنیٔ مسکیں زغلامانِ اوست
جان و تنش دین و دلش زآنِ اوست

اور اس غلامی کو اپنے لئے سرمایۂ عزت سمجھتا ہوں (کاش یہ غلامی ہی مقبول ہو جائے) دار العلم والعمل فرنگی محل میں تعلیم حاصل کی۔ جب اس علمی آستانہ سے کچھ لے کر اٹھا۔ تو پھر اُسی آستانے پر آ گیا۔ جو میرا اور میرے اگلوں کا دینی اور دُنیاوی سہارا ہے۔

تا زمیخانہ و مئے نام و نشان خواہد بود
سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود

اپنے مخدوم اور خواجہ کی سیرت کے سلسلے میں جو کچھ میں نے لکھا۔ اور میں لکھہ رہا ہوں یا لکھوں گا۔ وہ اُس وقت بھی میرا فرض تھا اِس وقت بھی میرا فرض ہے۔ اور آئندہ بھی میرا فرض رہے گا۔ البتہ تکمیل کی توفیق خدا کے ہاتھ ہے۔

چشتی برادری میں پیدا ہوا چشتی برادری میں پیدا ہوا چشتی برادری میں آنکھہ کھولی چشتی برادری میں پرورش پائی چشتی برادری میں تعلیم حاصل کی۔ چشتی برادری میں سب کچھہ بنا چشتی برادری میں سب کچھہ بنوں گا چشتی برادری میں مروں گا اور چشتی برادری کے ساتھ حشر میں رہوں گا۔

میں علمِ الہٰی میں بھی چشتی تھا۔ ازل کے دن بھی چشتی تھا۔ آج یہاں بھی چشتی ہوں۔ اور کل وہاں بھی چشتی رہوں گا۔

کچھہ کم آٹھ سو برس ہوئے۔ جب سے اس ہندوستان میں بزرگ اسلاف چشتی کہلاتے آرہے ہیں اور جب ہی سے چشتی برادری اِس ملک میں قائم ہے۔

ہاں چشتیو۔ پکارو ہندوستان ہمارا جب ہم نے اپنے بزرگوں کی روش چھوڑ دی اُن کا پڑھایا ہوا سبق بھلا دیا۔ تو چشتی برادری بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ اُسی بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرنے کی آواز کانوں میں آئی۔ تو دل نے لبیک کہا۔ زبان سے مرحبا نکلا۔ رُوح وجد کرنے لگی۔ اِسی حالت میں میثاق نامے پر دستخط کر دئے۔

ہم تو عاشق ہیں کسی کے نام کے

اس میں نئی بات کونسی ہے؟ بھولا ہوا سبق یاد آیا۔ کھوئی ہوئی چیز ہاتھ آئی اب بچھڑے ہوئے ایک مرکز پہ جمع ہو جائیں گے۔ وَیدُ اللہ علی الجماعۃ۔

خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ اور اِس باغ کی بہاریں دکھائے آپ ایسی استقامت رکھنے والا ہی آپ کا کام سنبھال سکتا ہے اور یہاں یہ عالم ہے۔

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق
تحسیں کنند و اُو خجل از زشت پائے خویش

والسلام مع الاکرام۔ تاریخ ۲۳ رصفر ۱۳۶۴ھ مطابق ۷ رفروری ۱۹۴۵ء یوم ولادت باسعادت سلطان المشائخ والاولیا آخری جہارشنبہ عبدالباری معنی درگاہ شریف اجمیر راجپوتانہ

**جواب** ؛ میرے بزرگ زادے اور میرے
آقائے دارین کے جوار میں رہنے والے مولانا
سید عبد الباری معنی نے جو کچھ اس خط میں لکھا
ہے وہ میری غائبانہ تجویز کی حاضر تائید ہے
وہوا اللہ اقرب الینا من حبل ورید ناچیز نظامی

**چشتی (۷) پنڈت کا خط** } قبلہ و کعبہ حضرت
خواجہ صاحب
دام ظلکم - آداب عرض - نہایت خوشی
ہوئی کہ آپ نے ہندو مسلم اتحاد کو عملی جامہ
پہنانے کا تہیہ کیا ہے - اور پہلا قدم روحانیت
کے تحت اٹھایا ہے - پروردگار آپ کے
ارادوں میں مستقل مزاجی - ہمت اور برکت
دے - صوفیائے کرام اور رشیوں کی توجہ
باطنی آپ کے شامل حال ہو - میثاق نامہ کا
ایک فارم مجھے بھی روانہ کریں -

میری زندگی کا بیشتر حصہ مشرق بعید - یورپ
امریکہ اور مشرق وسطیٰ میں برطانوی وزارت
خارجیہ اور نو آبادیات میں گزرا ہے - اب
کپورتھلہ میں صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہوں
مشرق وسطیٰ میں عرب مسلم اور عرب عیسائی
حقیقی بھائیوں کی مانند دیکھے - اُن کا تمدن
زبان - لباس - خورد و نوش وغیرہ حتیٰ کہ دعائیہ
کلمات بھی مشترک اور ایک اجنبی کے لئے ان
میں تمیز کرنی مشکل - اس کے برعکس ہندوستان
میں اہل ہنود اور مسلمانوں کی زبان - لباس
خورد و نوش میں زمین و آسمان کا فرق ہے -
کاش آپ کی کوششوں سے عرب مسلم اور
عرب عیسائی کی یگانگت کا سماں ہندوستان
میں بندھ جائے سہ

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

میری پیدائش والدہ مرحومہ کے حضرت
مادھو لال حسینؒ کے مزار پُرانوار پر منت کا
نتیجہ ہے - میرا نام بھی انہی کے ساتھ منسوب
ہے - ہمارے کشمیری پنڈتوں کے رواج کے
مطابق مجھے دودھ بھی مسلمان عورت نے
پلایا جس کا بچہ میرا دودھ شریک بھائی سمجھا
جاتا ہے - اور جو ہماری شادیوں کے موقع پر
"لاگ" وغیرہ کے برابر مستحق ہیں - اس لئے
بچپن سے اسلامی تمدن کے ساتھ خاص
دلبستگی رہی ہے - مگر میرا ایمان ہے کہ یہ حضرت
مادھو لال حسین علیہ رحمت کی نظرِ عنایت
کا نتیجہ ہے - میں جب کبھی ہندوستان آیا -

اُن کے اور داتا صاحب کے۔ دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہیؒ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ حضرت سرمد شہیدؒ۔ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ شاہ رفیع الدینؒ اور عبد القادر محدثینؒ۔ سرہند میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور اُن کے نامور صاحبزادگان سیالکوٹ میں امام علی الحقؒ پاکپٹن میں بابا فرید شکر گنجؒ اور پانی پت میں حضرت بو علی قلندر علیہ رحمتہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا ہوں۔

جزو بارا روئے باسوئے کل ست
بلبلا راں عشق بازی باگل است

گزشتہ ماہ دہلی میں حضرت محبوب الہیؒ کے روضہ پر حاضر ہوا تھا۔ آپ کی کثیر المشاغلی اور عدیم الفرصتی کے سبب بغیر اطلاع حاضر ہونا مناسب نہ سمجھا۔ خدا نے چاہا اگلی دفعہ آپ سے وقت مقرر کرکے ملوں گا۔ اس سے قبل غالباً ۱۹۲۹ء میں حضرت محبوب الہیؒ کے روضہ پر حاضر ہوا تھا۔ آپ دروازہ کے باہر موٹر کے ٹائروں کو ٹیپ کرا رہے تھے۔ آپ کی بلند اقبال صاحبزادی "روحہ" بھی پاس ہی کھڑی تھی اور اُس کے نام کی مناسبت سے "روح"، جیسے لطیف معاملہ پر نہایت دلچسپ بحث چھڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ اُسے سعادت دارین عطا کرے۔ والسلام۔

طالب دُعا، اقبال مادھو لال۔

**جواب**:- جو خوشی مجھے بھائی مادھو لال چشتی کے اس خط سے ہوئی میرا ہی دل جانتا ہے۔ میں اس کو چشتی خواجہ کا فیض روحانی تصور کرتا ہوں۔

میثاق نامے بھیج دئے ہیں۔ حسن نظامی

(۸)

## ولنگٹن نیلگری کا جلسہ

جمعرات ۲۵ جنوری کی شام کو بعد نماز مغرب انجمن ترقی اردو کے اسکول میں چشتی برادری کا جلسہ سوا آٹھ بجے شروع ہوا۔ مولینا حکیم محمد نور الدین چشتی نے ایک جامع تقریر کی۔ برادری کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اولیاء اللہ کی جماعت میں بڑی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہاں کی زیادہ تر آبادی حضرت خواجہ حسن نظامی کے حلقہ بگوشوں میں سے ہے اور دوسرے حلقہ بگوش

بھی خواجہ صاحب سے ایک خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے جو کام آج تک دنیا کیا۔ اُس کی دوسری نظیر ہمارے سامنے اور کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم سب نظامی بھائی تو پہلے ہی خواجہ صاحب کے غلاموں میں سے ہیں۔ اب ہمارے علاوہ تمام حاضرین اپنے آپ کو چشتی برادری میں داخل ہو کر اپنے کو خواجگان چشت کا غلام تصور کرتے ہیں۔

آخر میں مولانا نے فرمایا کہ خواجہ صاحب اس وقت دنیا میں سب سے بڑی ہستی ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی صحت اور تندرستی رکھے۔ اُن کے یہاں بنگلور آنے کا پروگرام آئندہ منادی کے ذریعے معلوم ہو جائیگا۔ جلسہ گاہ میں ابو محمد نظامی سید اختر نظامی وغیرہ حاضر نہ تھے۔ باقی تمام وہ بھائی تھے جو فارم کی خانہ پُری کر چکے ہیں۔

۲۰ر جنوری کو پھر سب جمع ہو کر صدر کا انتخاب کریں گے۔ والسلام

نیازمند اخوانی نظامی۔ از ونگٹن بنگلوری

جواب کہ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کو ایک دل اور ایک عمل بنائے۔ حسن نظامی

## (۹) ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا خط

قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب پیرو مرشد۔ السلام علیکم۔ آداب غلامانہ۔

اجمیر شریف کے صاحبزادہ صاحب کی بابت جو کچھ حضور نے تحریر فرمایا ہے۔ اُس سے بندہ کو پورا اتفاق ہے۔

دعاؤں کا طالب حضور کا کفش بردار عبدالعزیز نظامی۔ دفتر سی۔ آر۔ اے۔

## (۱۰) اجمیر شریف کا خط

مکرمی و محترمی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب زاد لطفکم۔ السلام علیکم مزاج مقدس

حالیہ ہفتہ کا منادی مطالعہ میں آیا۔ مولانا عبدالباری صاحب معنی کے لئے جناب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُس کو پڑھ کر مجھے جناب مولانا کی ایک غزل کا یہ مقطع یاد آگیا ۔

ہے عجز ہی معراج رہ عشق میں معنی
جو خاک نشین ہے وہی سجادہ نشین ہے

شاعر کو یہ الہام ہوا تھا۔ اب جناب نے جو تحریر فرمایا ہے یہ اُس کی تفسیر ہے۔ مجھے

جناب کی رائے سے کلیتہً اتفاق ہے۔

نیازمند کی تالیف "کتاب التحقیق" کا ایک
نسخہ ارسال خدمت ہے۔ فقط۔ نیازمند
امین الدین خاں مفتوںؔ اجمیری۔

**جواب:-** کتاب وصول ہوگئی متعلقہ رسائل
بھی ہے۔ روزانہ پڑھا کر سنتا ہوں حسن نظامی

## (۱۱) حضرت مولانا جمال میاں صاحب کا خط

مخدومی محترمی جناب خواجہ صاحب
تسلیم مع التکریم۔ مجھے بہت ندامت ہے کہ
عرصہ سے آپ کی خدمت میں کوئی عریضہ
روانہ نہیں کرسکا۔ خواہش تھی کہ دہلی حاضر ہوں
تو آپ سے ملوں۔ کچھ دن ہوئے آپ کی
چشتی برادری کا میثاق نامہ میرے نام آیا تھا میں
اپنے سیاسی مشاغل کی وجہ ایسی جماعت
کی رکنیت کا اپنے کو اہل نہیں سمجھتا ہوں مگر
مقاصد سے اتفاق کی وجہ سے اعانت کو
ضروری سمجھتا ہوں۔

"منادی" مورخہ یکم فروری میں آپ
کی تجویز مولانا سید عبدالباری صاحب کے
متعلق پڑھ کر آپ کی عاقبت اندیشی اور
جوہر شناسی کا میرے اوپر بہت اثر ہوا۔
واقعی اس کی ضرورت ہے کہ ایسے کارآمد
آدمیوں کو خدمت خلق کے لئے مستعد کیا
جائے اور مواقع دئے جائیں۔ میں آپ کی
اس تجویز پر آپ کو مبارک باد دینے کے لئے
یہ خط لکھ رہا ہوں۔ اُمید آپ مع الخیر ہوں گے
والسلام مع الاحترام جمال۔

بھائی جان صاحب قبلہ (مولانا محمد قطب الدین
عبدالوالی صاحب) بوحدت مضمون سلام
عرض کرتے ہیں۔

**جواب:-** آپ کی قدر افزائی کا شکریہ حسن نظامی

## (۱۲) عنبر صاحب چشتی کا خط

حضرت قبلہ خواجہ صاحب
مدظلہ العالی۔ سلام مسنون۔
آداب بزرگی۔ مزاج گرامی۔
جناب کے منادی اخبار کو پڑھ کر بڑی خوشی
حاصل ہوئی کہ آپ نے خواجہ بزرگ کی
جانشینی کے انتخاب کے عہدے میں بڑی
حق شناسی سے کام لیا میں حضرت خواجہ
عبدالباری معنی کی سجادہ نشینی کی رائے
سے اتفاق کرتا ہوں اور میں ہی کیا بلکہ
اجمیر کا ذرہ ذرہ اس سے اتفاق کرتا ہے

کیونکہ حضرت معنی ہر اعتبار سے لائق جانشینی
ہیں - آپ کا مخلص عنبر چشتی خادم
آستانہ خواجہ سید حسین چشتی سولہ کھنبہ اجمیر شریف

### (۱۴) روہی والے پیر صاحب کا خط } حضرت قبلہ خواجہ صاحب

آداب عرض حضور [illegible] ایماناً اتفاق
ہے - دلی تمنا ہے کہ حضرت مولانا سید عبدالباری
صاحب معنی اجمیری جانشین قرار دئے جائیں
احقر کو ذاتی طور سے موصوف الصدر کے
اوصاف کا علم ہے - الخادم الفقراء
سید محمد حسین نظامی چشتی القادری عرف
روہی والہ پیر - بغداد الجدید بہاول پور

**جواب** } پیر صاحب کے اس خط سے
جی خوش ہوا -

### (۱۴) حافظ محمد لطف اللہ خاں صاحب کا خط

حضرت خواجہ صاحب - سلام علیکم
مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۴۵ء کا منادی جس
میں آپ نے چشتی برادری کا مرکز اجمیر شریف
اور جانشین حضرت مولانا معنی صاحب
قبلہ کو قرار دیا ہے - جناب کی رائے سے
فدوی بالکل متفق ہے - عبد ادب
حافظ محمد لطف اللہ خاں صاحب حیدرآباد دکن

### (۱۵) اخوانی نظامی کا خط } بخدمت جناب قبلہ خواجہ صاحب

سلام علیکم - آج یکم فروری کا منادی
۸ر فروری کو ملا - سرورق منادی "منادی
کے ناظرین" کی ۱۲ صفات پڑھیں - اسم اعظم
کی برکت کا نمک ارسال کریں - منی آرڈر ایک
روپیہ روانہ ہے - اے - آر سائیکل ورکس
میں منادی کا چھوٹا قد والہ نوٹ پڑھ کر تمام
لوگ خوش ہوئے - صفحہ ۲۰ پر کا پایا پلیٹ
بغیر شکر کے کھانے سے بار بار پیشاب نہیں
آتا - آپ کی رائے کے ساتھ میری رائے بھی
یہی ہے - کہ مولانا سید عبدالباری معنی
صاحب کو - خواجہ صاحب کا جانشین مانتا
ہوں - جائداد کی رجسٹری بھی چشتی برادری
نام کرالینی چاہئے - اللہ تعالیٰ آپ کی صحت
درست رکھے
چشتی میثاق نامے روانہ کریں - سید باچھا
نظامی - غلام فرید نظامی سید ہاشم نظامی -
سید پیر نظامی - بابا جان نظامی محمد علی نظامی
سب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں - اخوانی

## گورکھا نظامی کا خط

(ہادیٔ دین مرشدِ راہِ متین پیر صاحب)

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی۔

السلام علیکم۔ اس جگہ خیریت سے ہیں۔ حضور کو اللہ پاک ہمارے سر پر قائم رکھے۔ مجھ کو مولانا سید عبدالباری صاحب معینی کی جانشینی سے اتفاق ہے۔

عبدالرحمٰن گورکھا نظامی از انبالہ چھاؤنی۔

## صاحبزادے سید عالم میاں فخری کا خط

چشتی علمبردار حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ زید مجدہٗ تسلیمات و نیاز۔

منادی کی حالیہ اشاعت میں بسلسلہ چشتی برادری حضرت والا نے جو کچھ حضرت مولانا خواجہ عبدالباری صاحب معینی اجمیری کی بابت تجویز فرمایا ہے مجھے اس سے بالکلیہ اتفاق ہے۔ نیز شکرگزار ہوں کہ متوسلین آستانہ حضرت خواجہ بزرگ رض کی حق شناسی کا کماحقہٗ لحاظ فرما کر اسوۂ اسلاف کی یاد تازہ فرما دی۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ آستانہ محبوب پاک رض پر قدمبوسی عرض کر دیجئے۔ دعاؤں میں ہمیشہ یاد فرمائیے گا۔ خیریت با مزاج و کار لائقہ سے یاد فرما کر ممنونِ احسان فرمائیے حاضرین کو ما وجب فقط ادب۔ نیاز مند سید عالم فخری اجمیری حال مقیم حیدرآباد دکن۔

جواب:- بکثرت خطوط اسی مضمون کے آئے ہیں۔ جو گنجائش نہ ہونے کے سبب درج نہیں ہو سکے۔ میرے پیارے دوست صاحبزادے سید عالم میاں کے خط پر یہ سلسلہ ختم کرتا ہوں اور یہ لکھتا ہوں کہ اس جانشینی کو اس دیوانی اور سجادہ نشینی سے کچھ سروکار نہیں ہے جو اجمیر شریف میں پہلے سے موجود ہے یہ بات میں نے ۹ فروری کے اخبار میں بھی لکھی تھی اور اب پھر رفع شر کے لئے لکھتا ہوں کہ یہ جانشینی رواجی سجادگی سے الگ بھی ہے۔ اور اعلیٰ بھی ہے یعنی حضرت محبوب پاک رض کے ارشاد کی موجب اولیاء اللہ کا روحانی جانشین وہ ہے جو ہر قسم کے ظاہری فائدوں سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ حضرت [illegible] رض کی وفات کے وقت کسی نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا۔ فرمایا میرا جانشین وہ ہوگا جو دوسروں کو بخشتا ہو اور خود کچھ نہ لے۔ اور ہر وقت کی خود غرضی سے دست بردار ہو جائے۔

ہم شیخ چلّی ابن شیخ دِلّی ساکن ہندوستان فرحت نشان پیشہ ہنسنا ہنسانا۔ جی خوش رکھنا۔ جی خوش کرنا۔ عمر کچھ کم پانچ سو برس۔ رنگ گندمی۔ ڈاڑھی بڑی (؟) قد چھوٹا۔ گردن کوتاہ۔ پیشانی تنگ۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ

## ہم نے خانگی اسمبلی بنائی ہے

آج فروری کی ۱۱ ہے۔ اور اتوار کا دن ہے۔ ہم نے حسن نظامی سے کہا کہ میاں کچھ نڈھال سے معلوم ہوتے ہو۔ ہر حال میں خوش رہا کرو۔ بیماری۔ بڑھاپا۔ اور دنیا کے غلجان تو یوں ہی آتے جاتے رہتے ہیں اور ہم ہر وقت سب کو خوش کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔

تم کو ملک کا فکر ہے۔ قوم کا فکر ہے۔ بال بچوں کا فکر ہے۔ اور بیماری کا غم ہے ہم کو ان میں سے ایک کا بھی غم نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اپنے کارساز خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ہم کو لوگ احمق اور بے عقل کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ

ہنسی مذاق کی باتوں سے آدمی دوسروں کی نظر میں ہلکا ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں دوسروں کی نظر میں ہلکے ہوں یا بھاری ہوں ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں ہے۔ جب ہم اپنی نظر میں بھاری ہیں تو بھاری ہیں۔ آئینے میں اپنی صورت دیکھتے ہیں تو بھاری بھرکم دکھائی دیتے ہیں۔ بس کافی ہے۔ ہم کو دوسروں کی نظروں سے کیا سروکار ہ؟

ہم کہے دیتے ہیں جو ہنستا ہے وہ بستا ہے۔ جو روتا ہے۔ وہ کھوتا ہے۔ آدمی وہ جو خوش رہے اور خوش رکھے۔ تم جیسے خشک صورت اور سوکھے مُنہ کا آدمی کس کام کا جس کے دیکھنے سے جی گھبرائے۔

یہ کہہ کر ہم نے کہنا شروع کیا۔

ہم کو ہندوستان والوں نے صدیوں سے بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔ مگر ہم ان سب کو بے وقوف کہتے ہیں جو دوسروں کے سامنے شریف اور متین اور سنجیدہ بننے کے لئے اپنے دلوں کی خوشی کا گلا گھونٹا کرتے ہیں۔

لکھو ہمارا حال کہ ہم نے ایک خانگی اسمبلی بنائی ہے۔ در حقیقت تمہارا روزنامچہ ہے مگر روزنامچہ تمہارے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم اپنی باتیں اسمبلی کے نام سے لکھوائینگے تاکہ تمہارا روزنامچہ اس میں نہ ہو جائے اور تمہاری متانت کی آبرو میں فرق نہ آجائے۔

## سارا جہان مسخرہ ہے

مگر اپنے مسخرے پن کو چھپاتا ہے۔ ہم دل کی بات کو چھپانا گناہ سمجھتے ہیں۔ جو دل میں ہوتا ہے صاف صاف کہدیتے ہیں تم کہتے کچھ ہو۔ دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ نفیہ ہے اور گناہ ہے۔

کل کی بات ہے۔ چہلم کے دن لکھنؤ کے شیعہ سنی خوب لڑے۔ ہم وہاں ہوتے تو دونوں سے کہدیتے کیوں لڑتے ہو۔ اپنے اپنے مولویوں کو سویرے سویرے ملائی اور شیر مال دے آیا کرو کیونکہ وہ تم کو اپنی ملائی اور شیرمال کے لئے لڑایا کرتے ہیں۔ لکھنؤ میں ہمارے ایک دوست میر اچھو یار رہتے ہیں۔ ان کا خط آیا ہے

کہ یہاں چہلم کے دن شیعہ سنی خوب لڑے۔ ۲ آدمی لہولہان ہوگئے۔ مرزا پھویا نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم بٹیر کا پنجرا لئے سڑک پر جا رہے تھے۔ ایک سنی نے کہا یہ بھی رافضی ہے مارو اس کو۔ ہم نے کہا۔ اس بٹیر کی قسم ہم رافضی نہیں ہیں۔ ہم تو میرزا پھویا ہیں۔ اور آگے بڑھے تو شیعہ ملے۔ انہوں نے کہا مارو اس کو یہ سنی ہے۔ ہم نے کہا توبہ توبہ ہیں سنی کیوں ہونے لگا۔ میں سنی سنائی بات نہیں کہتا آنکھ دیکھی بات کہتا ہوں کہ چار بیویوں کا میاں ہوں۔ راجہ اندر ہوں۔ نام ہے میرا میرزا پھویا۔

ان سب کو ہنسی آگئی اور لگے کہنے ارے ماں چلو۔ یہ تو پرانا احمق میرزا پھویا ہے یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور ہم نے ہنس کر کہا۔ چلے کہاں۔ ذری ہماری بات تو سنتے جاؤ۔ یہ جھگڑا کس بات کا ہے۔؟

ایک آدمی بولا۔ جاؤ میرزا اپنا کام کرو۔ تم کو اتنی خبر بھی نہیں کہ سنیوں نے فساد مچا رکھا ہے۔

ہم نے کہا یہی تو پوچھتا ہوں کہ فساد کس بات پر ہے۔ بولا۔ ہم کیا جانیں پوچھو سنیوں سے۔ یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے چلے گئے اور ہم الٹے قدم گھر میں آئے اور اپنے دوست شیخ چلی کو یہ خط دہلی کے پتے پر لکھا۔ اور خود بازار جا کر ڈاک میں ڈال دیا۔

میرزا پھویا کا خط پڑھ کر ہم خوب ہنسے۔ اور ہم نے گن گن کر پانچ قہقہے لگائے اور کہا آج ہم حسن نظامی سے کہیں گے۔ لکھ۔ اور جلدی لکھ کہ شیعہ سنی دونوں شیخ چلی کے ہاتھ پر توبہ کریں ورنہ ہم ان دونوں کو چھومنتر کر کے ریل کا قلی بنا دیں گے اور یہ بات ہم کو خوب آتی ہے۔

کل ہم نے چھومنتر کر کے ایک کالے کوے کو سفید بگلا بنا دیا تھا۔ اور ایک سفید بگلے کو کالا کوا بنا دیا تھا۔ کوے کی بیوی نے اپنے میاں کو گورا دیکھا۔ اور بگلے کی بیوی

نے اپنے میاں کو کالا دیکھا تو وہ دونوں روتی ہوئی ہمارے پاس آئیں کہ شیخ چلی تم نے یہ کیا کر دیا۔

ہم نے کہا۔ جو ہمارے جی میں آیا کر دیا اور اب ہم لڑنے والے شیعہ سنی کو یا تو ریل کا قلی بنادیں گے اور یا انگریزوں کا بٹلر بنادیں گے کہ صاحب کے توس سینکا کریں۔ اور مکھن لگا لگا کر صاحب کو کھلایا کریں۔

ہاں خوب یاد آیا۔ ہم کو حسن نظامی کے شکریہ میں لکھوانا ہے کہ ہم نے سُنا ہے کہ دلی میں کوئی بہشتی برادری آئی ہے اور اس نے چالیسی چھپوائی ہے۔ اور یہ بھی سُنا ہے کہ کسی نے اپنے باپ کے مرنے کا کاج کیا تو ہزاروں آدمیوں کو کھانا کھلا دیا۔ اس پر دلی کے چیف کمشنر صاحب نے اس پر مقدمہ چلا دیا کہ تو نے پچاس سے زیادہ آدمیوں کو کھانا کیوں کھلایا۔؟

ہم کہتے ہیں کہ کوئی چیف کمشنر صاحب سے جا کر کہے کہ ہماری چاروں بیویاں مقررہ راشن سے دس گنا زیادہ کھانا کھاتی ہیں۔ اور ہم ان کے لئے بلیک مارکیٹ سے کھانا لاتے ہیں۔ ذرا ہم پر بھی مقدمہ چلائیں۔ ہم کچہری میں جا کر کہدیں گے کہ بھئی تم کو کیا خبر کہ کوئی آدمی کتنا کھانا کھاتا ہے پھر تم نے یہ ناپ تول کر راشن کیوں مقرر کیا ہے۔؟

ہاں خوب یاد آیا۔ ایک ملک حیدر آباد سے خبر آئی ہے کہ وہاں راشن کو راتب کہتے ہیں۔ کیا خوب ہماری ایک بیوی نے کتا پال رکھا ہے۔ اور وہ اس کے کھانے کو راتب کہا کرتی ہیں۔ اور راشن نام بھی ہم کو بہت ناپسند ہے۔ ہم تو اس کو کانٹا تولی کہتے ہیں۔ کہ کانٹے میں تول تول کر انگریز کھانا دلواتے ہیں۔

بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ ہمیں یہ لکھنا ہے۔ یعنے حسن نظامی سے لکھوانا ہے کہ آج ایک چڑیا اپنے چڑے سے کہہ رہی تھی کہ کانٹا تولی کے سبب انسانی

گھروں میں دانے دانے پر مہر لگ گئی ہے۔ اب ہم بچوں کے لئے دانہ کہاں سے لائیں
چڑے نے جواب دیا بلیک مارکیٹ کے مارواڑی کی دکان پر چھاپہ مار کر نوٹ
لائیں گے۔ فکر کیوں کرتی ہے۔

# ہماری اسمبلی کا پہلا اجلاس

۱۲ فروری ۱۹۴۶ء پیر کا دن تھا۔ ہم نے اپنی چوتھی بیوی سے سُنا کہ دلی میں انگریزی اسمبلی
کا دربار ہو رہا ہے۔ اور درباری لوگ انگریزی سرکار کو اپنی باتوں سے اور ووٹ
بازی سے ہرا رہے ہیں۔

ہم نے اپنی چاروں بیویوں کو جمع کر کے کہا تم چاروں ہماری اسمبلی کی ممبر بن جاؤ
کیونکہ ہم کو نامزد کرنے کا اختیار حاصل ہے کیونکہ ہم پیدائشی آزاد اور خود مختار ہیں
جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں بولتے ہیں، جو چاہتے ہیں لکھتے ہیں۔

یہ سن کر ہماری چاروں بیویاں ہمارے سامنے آگئیں اور قالین کے فرش پر
بیٹھ گئیں ہم گاؤ تکیئے سے لگ کر بیٹھ گئے۔ اور ہم نے افتتاحی تقریر شروع کی۔

اے ہماری لخت جگر نور چشم راحت جان بیویو۔ تم سب ہمارے ایمان کی
نگہبان ہو۔ کیونکہ ہم تمہاری وجہ سے نیک چلن ہو گئے ہیں۔ ورنہ دوسروں کی طرح
ہم بھی سنیما دیکھا کرتے تھے اور وہاں پیاری صورتوں اور پیاری آوازوں اور پیاری اداؤں
کی بے حیا بدچلن عورتوں کو دیکھ کر ہمارا چلن بہت خراب ہو گیا تھا۔ اور ہم بھی ان
سب بڈھے جوان ہندوستانیوں کی طرح آوارہ ہو گئے تھے جو جنٹلمین کہلاتے ہیں
مگر ہم نے تم چاروں سے نکاح کر کے اپنا چلن درست کر لیا۔ کیونکہ شرع کے
قانون نے ہم کو مجبور کر کے نیک چلن بنا دیا۔ ورنہ اس سے پہلے ہماری
نیت ہمیشہ ڈانوا ڈول رہا کرتی تھی۔ اب ہم نے گھر سے باہر جانا

چھوڑ دیا ہے سارا دن اور ساری رات اپنے گھر کے اندر رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ فتنے فساد کا زمانہ ہے۔ ایسے وقت میں انسان کو اپنے گھر کا ٹاٹ بن جانا چاہئے۔ مگر چونکہ ہم اس ملک کے لیڈر ہیں اور ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھر کے اندر ایک اسمبلی بنائیں۔ اور روزانہ جو کچھ ہندوستان میں اچھا برا کام ہو اس کو تم سب ہمارے سامنے پیش کیا کرو۔ تاکہ ہم بموجب اپنی ذمہ داری کے جب کبھی ہمارا جی چاہے اس اچھے برے کام پر اپنی آزادانہ اور بادشاہانہ رائے دیدیا کریں۔ اور وہ رائے اخبار منادی دہلی میں چھپ کر شائع ہو جایا کرے۔ تاکہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آئے۔

---

ہم حکم دیتے ہیں کہ ہماری چھوٹی بیوی سلیقہ بیگم کھڑی ہوں اور ہم کو دلی کی انگریزی اسمبلی کی خبریں سنائیں کہ انگریز سرکار کو کن کن باتوں میں ہار ہوئی۔

ہماری چھوٹی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے یوں تقریر شروع کی۔

میرے سرتاج شیخ چلی دلی پناہ سلامت اور میری سوکنوں میں یہ عرض کرتی ہوں کہ ایک ملک ہے ہندوستان۔ اور ہندوستان کا ایک دل ہے دلی شہر۔ وہاں ایک میلہ سال کے سال لگا کرتا ہے جس کو اسمبلی میلہ کہتے ہیں یہ نئی دلی میں ہے گول مول عمارت ہے۔ اس کے اندر گول مول باتیں کرنے کو اور غصے کی بھڑاس نکالنے کو کچھ دیسی کچھ بدیسی کچھ ایرانی کچھ تورانی۔ کچھ گورے کچھ کالے۔ کچھ بوڑھے کچھ جوان جمع ہوتے ہیں۔ اور کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک اونچے چبوترے پر سفید کن ٹوپ پہن کر ایک آدمی بیٹھ جاتا ہے اس کو اسمبلی کا صدر کہتے ہیں۔ اس صدر کے وزیر سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس ملک کی سرکار کی ہجو کرنی چاہتا ہوں صدر اجازت دیدیتے ہیں۔ اور سرکار کے گوری صورت والے ممبروں کا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ

دیکھئے یہ ممبر ہماری کیا ہجو کرے گا۔

آخر وہ ممبر ہجو کرنی شروع کرتا ہے۔ بڑی بیوی نے ٹوکا۔ اور پوچھا ہجو کس زبان میں کرتا ہے؟

چھوٹی بیوی نے جواب دیا انگریزی زبان میں ہجو کرتا ہے تاکہ سرکار کے نوکر سمجھ لیں۔

پھر دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ پانچواں ممبر ہجو کرنے والے کی حمایت میں بولتا ہے اور صدر کہتے ہیں جس جس کو اس کی حمایت اور مخالفت کرنی ہو بولے اس لئے کچھ ہجو کو برا کہتے ہیں۔ کچھ ہجو کی تعریف کرتے ہیں۔ آخر میں سرکاری گورا یا کالا ممبر کھڑا ہوتا ہے اور ہجو کا جواب دیتا ہے۔

پھر صدر سب میلے والوں سے پوچھتے ہیں۔ ہجو کے مخالفوں کو گنو اور موافقوں کو گنو۔ جب گن لیتے ہیں تو اگر مخالف زیادہ ہوئے تو صدر کہتے ہیں ہجو نامنظور ہے۔ موافق زیادہ ہوئے تو کہتے ہیں ہجو منظور۔

اس کے بعد سب ممبر ہنستے بولتے باہر نکلتے ہیں۔ اور اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے جاتے ہیں۔

ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے یہ بات سنی تو ہم بہت خوش ہوئے۔ اور ہم نے کہا۔ ہم کو ایک ہجو کا پورا قصہ سناؤ تاکہ ہماری سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔

چھوٹی بیوی پھر کھڑی ہوئیں۔ اور انہوں نے کہا۔

مائی لارڈ۔ مائی ہسبنڈ۔ مائی ڈیئر دولہا میاں۔

سرکار نے لڑائی کے خرچ کے لئے رعیت سے چندہ جمع کرنا چاہا تو نیشنل وار فرنٹ نام کی ایک انجمن بنائی یعنے قومی لڑائی کا چندہ۔

سرکاری نوکروں نے دس روپے آدمی چندہ لینا شروع کیا۔ اور امیروں سے

دس روپے سے دوگنا۔ تگنا بلکہ سوگنا تک لیا۔ اور لوگوں کو ڈرا کر دھمکا کر لیا۔

اس کی نسبت صوبہ بہار کے مولوی عبد الغنی ممبر نے ہجو کی تقریر کرنی شروع کی۔

ہم نے چھوٹی بیوی کو ٹوکا۔ اور کہا۔ عبد الغنی کون ہیں۔ کیا عمر ہے۔ گورے ہیں۔ یا کالے۔ دبلے ہیں یا موٹے ہیں۔ لمبے ہیں یا ٹھنگنے ہیں۔ بلند آواز ہیں یا پست آواز ہیں۔؟

چھوٹی بیوی نے جواب دیا۔ میں کیا جانوں گھر کی بیٹھنے والی۔ پردہ نشین عورت کہ عبد الغنی کون ہیں اور کیسے ہیں جو اخبار میں دیکھا بیان کر دیا۔

ہم خوب ہنسے۔ اور ہم نے اپنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا۔

ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ ہم بتائے دیتے ہیں اور اس لئے بتائے دیتے ہیں کہ تم میں سے کسی بیوی کا دل عبد الغنی پر نہ آجائے۔ اور تم ان کو بہادر جوان رعنا نہ سمجھنے لگو۔

اے لخت جگر بیویو۔ یہ شخص بہت ناتوان بڈھا ہے۔ مڈ بور کی مالا ہے۔ نہ گورا ہے۔ نہ کالا ہے۔ سانولا ہے۔ ہماری طرح لمبی ڈاڑھی رکھتا ہے۔ اور اس میں خضاب کرتا ہے۔ بہار کے صوبے میں رہتا ہے۔ اس کی آنکھیں بہت تیز اور چمک دار ہیں۔ اس کی آواز مہین ہے۔ اور بہت دہیمی ہے۔ اور یہ ہندوستانی لباس کا مولوی ہے۔

چھوٹی بیوی نے کہا۔

جب حضور کو سب کچھ معلوم ہے تو پھر اسمبلی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور مجھ سے حالات پوچھنے کی کیا وجہ ہے؟

ہم نے کہا۔ ہوتی یوں ہی آئی ہے۔ کہ جان بوجھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا۔ جب کسی کو ایڈریس یعنی سپاس نامہ دیا جاتا ہے۔ تو اس کو لکھا ہوا ایڈریس بھیجتے ہیں۔ اور جس کو ایڈریس دینا ہوتا ہے وہ اس کو پڑھ لیتا ہے۔ اور پھر جلسے میں آتا

ہے۔ اور وہی پڑھا ہوا ایڈریس سب کے سامنے اس طرح سنتا ہے گویا اس کو اس ایڈریس کی خبر ہی نہیں تھی۔

چھوٹی بیوی نے پوچھا۔
آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔؟

ہم نے کہا۔ یہ ہم سے نہ پوچھو یہ بات انگریزی تہذیب اور انگریزی رواج سے پوچھو۔ ہم تو اس کو وقت ضائع کرنے کی بات سمجھتے ہیں۔ اور ریاکاری بھی کہتے ہیں۔

اچھا ہم حکم دیتے ہیں کہ سلیقہ بیگم تقریر شروع کریں اور بتائیں کہ مولوی عبدالغنی نے کیا کہا۔؟

سلیقہ بیگم نے کہنا شروع کیا۔

مولوی عبدالغنی نے کہا قومی لڑائی کی انجمن کے سرکاری آدمیوں نے اس کا نام قومی کیوں رکھا۔ یہ تو سرکاری ہے۔ اور چندہ وصول کرنے میں لوگوں کو ڈرایا کیوں۔ دھمکایا کیوں۔ اور حیثیت سے زیادہ لینے کے لئے جبر کیوں کیا۔

ہم نے سلیقہ بیگم کو پھر ٹوکا اور کہا۔ کیا خوب۔ کیا [illegible]۔ یہ پوچھنے والے کون؟ یہ سرکار کے کام میں دخل دینے کا ان کو کیا حق ہے؟

بڑی بیوی نے کہا۔ حق کیوں نہیں مولوی عبدالغنی سرکار کی بنائی ہوئی اسمبلی کے ممبر ہیں۔

منجھلی بیوی نے کہا۔ سرکار نے ان کو اور سب کو ممبر بنایا ہی اس لئے ہے کہ اعتراض اور [illegible] کرے۔

منجھلی بیوی نے کہا۔ تم بات پوری تو سننے دو۔ بیچ میں بولنا بڑی بات ہے۔ ہم نے قہقہہ لگا کر کہا۔ اری نادان یہ بھی اسمبلی کا دستور ہے۔ کہ بولنے والے کی تقریر کے [illegible] دوسرے بولا کرتے ہیں۔ اور خاموش بیٹھ کر اور جی لگا کر پوری بات نہیں سنا کرتے

سلیقہ بیگم نے اپنی تقریر شروع کی اور کہا۔
مسٹر نیوگی ایک ہندو ممبر نے مولوی عبدالغنی کی تقریر کی حمایت میں تقریر کرنی شروع کی
ہم پھر بولے۔ اور ہم نے ہنس کر کہا نیوگی نام کا مطلب بس ہم ہی خوب سمجھتے ہیں۔
کیونکہ ہم سنسکرت کے عالم ہیں اور نیوگ کو جانتے ہیں۔
بڑی بیوی نے کہا۔ آپ چپکے رہئے اور بات پوری ہو جانے دیجئے۔
ہم نے اپنے دونو کان پکڑ کر کہا۔ توبہ ہے اب نہیں بولیں گے۔
سلیقہ بیگم نے کہا۔
مسٹر نیوگی نے کہا چندہ لینے کے لئے لوگوں کو مرغا بنایا گیا۔
ہم سے نہ رہا گیا اور ہم نے پھر کہا۔ مرغا بنانا ہم جانتے ہیں۔ مگر کیا وجہ کہ مرغا بنانے کی ساری ترکیب مسٹر نیوگی نے نہ بتائی تاکہ دنیا کو معلوم ہو تاکہ یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے۔
مسٹر نیوگی نے سرکاری ہوم ممبر سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ ذرا سامنے آیئے اور مرغا بنئے۔ کیونکہ آپ نے لڑائی میں چندہ نہیں دیا ہے۔ اس پر سب لوگ ہنسنے لگے۔
اور سرکاری ممبر جن میں گورے بھی تھے اور کالے بھی تھے مولوی عبدالغنی کی اس تجویز کی مخالفت کی۔ آخر صدر نے سب کی رائے پوچھی تو ۴۷ آدمیوں نے اس تجویز کو ٹھیک کہا اور چالیس نے اس تجویز کو غلط کہا۔ صدر نے فیصلہ کیا کہ تجویز منظور کی جاتی ہے کیونکہ سات رائیں زیادہ ہیں۔
ہم نے کہا۔
بس خاموش ہو جاؤ۔ اور ہمارا حکم سنو۔
پھر ہم نے کہا۔
لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ ہم کو خوشی ہے کہ مولوی عبدالغنی اور مسٹر نیوگی نے اور ان کے ساتھیوں نے مزے دار باتیں تجویز میں کہیں۔ اور ہم کو اس کی خوشی بھی ہے کہ سرکاری

ممبروں نے صبر سے کام لیا۔ اور اپنی ہجو کو ٹھنڈے دل سے سنا۔

اب ہم حکم دیتے ہیں کہ ہماری بیویوں میں سے کوئی ہم سے نیشنل وار فرنٹ کیلئے چندہ نہ مانگے۔ اور ہم کو مرغانہ بنائے۔ ورنہ ہم مولوی عبدالغنی کی طرح ہجو کی تقریر گھر کی اسمبلی میں کریں گے۔

دوسرا حکم ہمارا یہ ہے کہ لڑائی کے خرچ کو کم کیا جائے تاکہ چندہ مانگنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ کیونکہ چندہ مانگنا بادشاہی کی شان کے خلاف ہے۔ ہم اپنے اس حکم پر ختم کی مہر لگاکر جلسے برخواست کرتے ہیں۔

# عید میلاد
## کے لئے

(۱) میلاد نامہ نوشتہ خواجہ حسن نظامی

(۲) سیرت نبویؐ نوشتہ خواجہ حسن نظامی

(۳) عید نامہ (نئی تصنیف) (عید میلاد میں دوستوں اور بچوں کو دینے کے لئے) از خواجہ حسن نظامی

(۴) محمدؐ نادیدہ (نئی تصنیف) از خواجہ حسن نظامی

(۵) محمدؐ کی سرکار۔ ایک سکھ بیرسٹر کی لکھی ہوئی

(۶) ہندو کی نعت۔ از رائے بہادر لالہ پارس داس آنجہانی

(۷) چودھری دلورام کوثری نعت نامہ

(۸) حسینؑ شہید کربلا ریشمی کپڑے کا آویزہ

(۹) عید میلاد کے رضا کاروں کے بازو کے بلّے

ان کے علاوہ اور بہت سی چیزیں عید میلاد کے لئے آگے لکھے ہوئے مقامات پر بھیجی گئیں ہیں۔ شائقین وہاں سے خرید سکتے ہیں۔

علی بن حسن نظامی ایڈیٹر منادی دہلی

# میلاد شریف کا لٹریچر کہاں ملیگا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی میلادی کتابیں اور ریشمی آویزے اور رضاکاروں کے ریشمی بلّے حسب ذیل مقامات سے لے لیجئے

(۱) اللہ آباد (الہ آباد) میں اکرام حسین نظامی محلہ کیٹ گنج۔

(۲) احمد آباد میں۔ بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی اور ایڈیٹر صاحب اخبار دین۔ اور خواجہ لال نظامی۔ اور حاجی محمد حسین من مورتی نظامی اور نظامیہ جویلری مارٹ۔

(۳) حیدر آباد میں۔ محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی۔ اور خواجہ راجہ کچھا ریڈی نظامی اور مولانا حاجی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی سکندر آباد

(۴) ادہونی میں۔ حافظ داد امیاں نظامی اور ان کے احمد حسین نظامی۔

(۵) ولنگٹن نیلگری میں محمد صدیق اخوانی نظامی

(۶) اجمیر شریف میں مولانا سید عبد الباری صاحب معنی چشتی۔

(۷) آگرے میں مہاشہ عبد الکریم نظامی

(۸) آدرہ میں محمد اسرائیل سپلوت نظامی

(۹) سیالکوٹ میں الہ بخش نظامی۔

(۱۰) کوٹلی لہاراں ضلع سیالکوٹ میں علی احمد نظامی۔

(۱۱) لاہور میں پاک دل محمد حسین نظامی

(۱۲) قصور میں حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی

(۱۳) کرنول میں نواب طلعت اللہ خاں صاحب

(۱۴) رائچور میں محمد بشیر نظامی۔

(۱۵) حیدر آباد میں سید سعید نظامی۔

(۱۶) حیدر آباد میں محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی۔

(۱۷) حیدر آباد میں محمد عبد اللہ مخلص شاہ نظامی

(۱۸) راجکوٹ میں پروفیسر شیخ چاند میاں نظامی

(۱۹) کپورتھلہ میں پنڈت مادھو لال چشتی ایم۔ اے۔

(۲۰) دہلی میں اللہ کو سین صاحب چشتی بہاری دہیرج

(۲۱) دہلی میں۔ حکیم احمد حسن خاں نظامی کوچہ چیلاں۔
(۲۲) کراچی میں۔ غلام احمد نظامی
(۲۳) دہلی میں۔ خلیل الرحمٰن صاحب قصاب کوچہ رحمان
(۲۴) نجے پور میں۔ مولانا سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل چشتی نظامی نیازی باغ میرجی۔
(۲۵) مجیٹھہ ضلع امرتسر میں حکیم منظور الحق نظامی۔
(۲۶) مجیٹھہ 〃 میں۔ عبد الرحیم من ہر نظامی۔
(۲۷) امروہہ میں۔ جمیل احمد نظامی۔
(۲۸) قریہ جالندھر میں۔ احمد علی نذر بیگی نظامی۔
(۲۹) خاں خاناں جالندھر میں۔ غلام محمد حسنی نظامی۔
(۳۰) مظفر آباد کشمیر میں۔ مولوی عبد الرحمٰن نظامی
(۳۱) جموں کشمیر میں۔ قیس شروانی نظامی۔
(۳۲) رام نگر بنارس میں۔ پنڈت بنڈو چشتی گیارہ قدم کا جھبڑا۔
(۳۳) موتی پور مظفر پور میں۔ سیٹھ عبد الستار صالح محمد صاحب
۳۴ ڈہاکہ بنگال میں۔ خان بہادر حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب شفاء الملک۔
۳۵ چک قاضیاں گرداس پور میں۔ سید کشفی شاہ نظامی۔
۳۶ گیا میں۔ سید حسن امام صاحب ایڈیٹر رسالہ ندیم۔
۳۷ گیا میں۔ محمد حنیف صاحب ٹھیکہ دار
۳۸ ماچھرہ ضلع میرٹھ میں چودھری شیو ناتھ سنگھ صاحب
۳۹ میرٹھ صدر بازار میں۔ حاجی حافظ حفیظ الدین صاحب
۴۰ مہرولی درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں قاضی لطیف الدین صاحب
۴۱ پاکپٹن شریف میں۔ سید نادر شاہ صاحب (باقی آئندہ اشاعت میں)

# پاکستان افغانستان

## کا

# سفرنامہ خواجہ حسن نظامی

ہندوستان کے ہر باشندے کا افغانستان سے نسلی یا تمدنی تعلق ہے اس واسطے ہر ہندوستانی کو افغانستان کے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے، اور اس کے لئے خواجہ حسن نظامی کا سفرنامہ افغانستان پڑھنا چاہئے جو نہایت اعلیٰ درجے کے کاغذ پر شائع ہوا ہے بہت سی عکسی تصویریں بھی ہیں۔ کابل۔ غزنی۔ قندہار۔ ہرات چشت اور بلخ اور مزار شریف کے تاریخی حالات ہیں اور ہر قسم کی وسیع معلومات کا خزانہ ہے۔ مجلد قیمت پانچ روپے۔ غیر مجلد چار روپے۔ چشتی برادری کے ممبروں سے آدھی قیمت لی جائیگی

# زکام کی ہُلاس

زکام کے موذی مرض میں ناک بند ہوجاتی ہے۔ سانس لینا مشکل ہوجاتا ہے۔ اعضا شکنی ہوتی ہے۔ بخار ہوجاتا ہے۔ انسان کام کرنے کے قابل نہیں رہتا اور بعض اوقات یہ مرض نمونیہ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

یورپ سے زکام کی ہلاس ٹین کی شیشی میں آتی ہے۔ اور تین روپے کو بکتی ہے۔ مگر ایک آنہ دواخانہ دہلی نے زکام کی ہُلاس بنائی ہے۔ اس کی قیمت صرف چار آنے رکھی ہے۔ یہ ہُلاس سونگھنے سے ناک کھُل جاتی ہے۔ زکام کے جراثیم مرجاتے ہیں۔ اور زکام کی شدت جلدی دور ہوجاتی ہے۔ اور مرض قابو میں آجاتا ہے۔ اور زکام کا جوشاندہ پینے سے زکام دُور ہوجاتا ہے۔

زکام اور ریحش کی بیماریوں میں ڈاکٹری دوائیں بہت کم فائدہ دیتی ہیں۔ اس کے لئے یونانی جوشاندہ بہت مفید ہوتا ہے۔ مگر بعض اوقات جوشاندہ دیر میں اثر کرتا ہے۔ اگر زکام کی ہلاس سونگھ لی جائے تو جوشاندہ فوراً اثر کرنے لگتا ہے۔ زکام کی ہلاس کی ۶ شیشیاں ایک ڈبے میں بکتی ہیں۔ اور ۶ شیشی کا ایک ڈبہ ایک روپے میں دیا جاتا ہے۔ اور ایک شیشی لی جائے تو چار آنے میں ایک شیشی اور پانچ آنے محصول ڈاک کے خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک ڈبہ منگانے میں خریدار کو فائدہ رہتا ہے۔ یہ دوا ایسی مفید ہے کہ ہر گھر میں ہر وقت رہنی چاہیئے۔ اور غریبوں کو تقسیم کرنی چاہیئے۔ ایک شیشی مدتوں کام دیتی ہے۔ یعنے ایک شیشی ۶ مہینے تک کام دیتی ہے۔ اگر احتیاط سے ڈاٹ بند کرکے رکھی جائے۔ یہ کم قیمت اور تیر بہدف زکام کی ہلاس محض غریبوں کے فائدے کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ

**ایک آنہ دواخانہ ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی**

ہر دم اللہ



بچوں کا عورتوں کا مردوں کا

دل اور دماغ روشن کرنے والا

چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادی دہلی


| سالانہ قیمت دو روپے | ۲۴ صفر ۱۳۶۴ ہجری ۸ فروری ۱۹۴۵ عیسوی | ایڈیٹر علی بن حسن نظامی |
| --- | --- | --- |


## فہرست مضامین

# ناظرین منادی کی ۱۲ صفات

(۱)
خدا کو ایک مانتے ہیں
(۲)
رُوحانی طاقت کا یقین رکھتے ہیں
(۳)
اُردو زبان میں خط اور پتے لکھتے ہیں
(۴)
اُردو زبان کی کتابیں پڑھتے ہیں
(۵)
ہندوستانی قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بناتے ہیں
(۶)
خواجہ حسن نظامی کے روزنامچے سے سبق لیتے ہیں
(۷)
کسی سے لڑتے نہیں اور لڑائی دُور کرتے ہیں
(۸)
اپنی روزی محنت سے کماتے ہیں
(۹)
اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں
(۱۰)
وقت کی قدر کرتے ہیں
(۱۱)
بیوی بچوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں
(۱۲)
سچ بولتے ہیں۔ دیانت دار ہیں

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## لڑائی ختم ہونے والی ہے
## جنگ شروع ہونے والی ہے

### مرد آخر بیں کی بے لاگ باتیں

ہر ہٹلر نے اپنی آخری تقریر میں فروری کی پہلی تاریخ کو کہا تھا کہ اجاڑ ایشیا والے یورپ میں آ گئے ہیں۔ یورپ ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔

ہر ہٹلر نے جنگ حبش کے وقت بھی کہا تھا کہ کالے آدمی غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

مرد آخر بیں ان دونوں فقروں کے ظاہر کو بھی جانتا ہے۔ اور باطن کو بھی جانتا ہے اور اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہٹلر یورپ کو روس کے خلاف بھڑکانا اور اپنی جرمن قوم کو روس سے نفرت دلانا چاہتا ہے۔

برطانیہ اور امریکہ اور چین کے دلوں میں روس کا خطرہ پیدا کرنا بھی مقصود ہے۔

ہر د آخر بیں ایشیا کا ہے۔ اُسی اُجاڑ ایشیا کا جس نے اتحادیوں کے ساتھ ہو کر یورپ کو مغلوب کیا ہے۔

ایشیا اجاڑ نہیں ہے۔ ایشیا میں یورپ کو اجاڑنے کی طاقت ہے

کالے غلامی کے لئے نہیں ہیں۔ یہ بات اس جنگ میں اور پہلی جنگ میں ثابت ہو چکی ہے

مرد آخر بیں ہر ہٹلر کی مصیبت سے خوش ہونا ایشیا کی روایات کے خلاف سمجھتا ہے۔

اس لئے بس اتنا الکہنا ہی کافی ہے کہ ہر ہٹلر کے یہ دونوں فقرے انسانیت کی شرافت کے خلاف ہیں۔

---

### ہر دم اللہ ہر دم ہلہ

ایشیا والے ہر دم اللہ پکارتے ہیں۔ اور یورپ والے ہر دم ہلہ پکارتے ہیں۔

حضرت حافظ شیرازی نے کہا

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

مگر ہٹلر کہتا ہے۔

ہٹلر اگر وصل خواہی جنگ کن با خاص و عام

با مسلماں ہلہ ہلہ با برہمن مار مار

یعنے لفظ اللہ کو الٹا جائے تو ہلہ بن جاتا ہے اور
لفظ رام کو الٹا جائے تو مار بن جاتا ہے۔

مرد آخر بیں کہتا ہے۔ لڑائی ختم ہونے والی ہے۔ لڑائی شروع ہونے والی ہے۔ یعنے دُنیا کی لڑائی ختم ہوتے ہی دُنیا میں بے شمار لڑائیاں شروع ہو جائیں گی۔ بے کاری کی لڑائی۔ مال غنیمت کی تقسیم کی لڑائی نقصانوں کو پورا کرنے کی لڑائی۔ فضول خرچیوں کی عادت سے لڑائی۔

## ہندوستان میں جنگ کے بعد کیا ہوگا؟ کیا ہونا چاہیئے؟

کروڑہا آدمی بے کار اور بے روزگار ہو جائینگے ان کے لئے کار روزگار سرکار مہیا کرے گی۔ مگر سرکار کی امید میں رہنا بے معنی ہے ہندوستانیوں کو خود اپنی مدد آپ کرنی ہوگی۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ابھی سے

**خرچ کم کرنے کا کام**

شروع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ جنگ کی آمدنی کے سبب لوگوں نے اپنے خرچ میں جو زیادتی کر لی ہے وہ عادت میں شامل نہ ہو جائے۔

## فلم انڈسٹری کنٹرول

۱۷ رفروری کو دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے والا ہے۔ **مرد آخر بیں** کانگرسی اور مسلم لیگی۔ اور سکھ لیگی اور سرکاری ممبران اسمبلی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جنگ کے بعد کی بے کاری اور بے روزگاری کے زمانے میں ہندوستانیوں کو فضول خرچیوں سے بچانے کے لئے فلم انڈسٹری کنٹرول قانون بنائیں۔ کیونکہ جنگ کے زمانے میں ہندوستانیوں کو آمدنی بڑھ جانے کے سبب سینما دیکھنے کی بہت زیادہ عادت ہو گئی ہے۔ اور ہر شہر میں بیسیوں سنیما گھر بن گئے ہیں۔ جہاں لاکھوں عورت مرد اور بچے روزانہ جاتے ہیں اور اس طرح

**کئی کروڑ روپے روزانہ کی فضول خرچی**

ہوتی ہے۔ اور صحت عامہ اور اخلاق عامہ کو اس سے بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے اگر فلم انڈسٹری کی آمدنی عوام میں تقسیم ہوتی

رہتی تو کنٹرول کے قانون کی زیادہ ضرورت نہ تھی مگر حالت اس کے برعکس ہے کیونکہ فلم بنانے والے عموماً سرمایہ دار ہیں اور دولت کو ملک میں تقسیم نہیں ہونے دیتے اور انہوں نے اخبارات میں اشتہارات دیکر رائے عامہ کے دروازے بند کر دئیے ہیں اور کوئی اخبار فلم انڈسٹری کے سرمایہ داروں کی لوٹ مار کے خلاف ایک حرف لکھنا نہیں چاہتا۔

سینما گھر اصول صحت کے خلاف ہیں اور ٹکٹ کی تقسیم یا فروخت میں دانستہ ایذا رسانی کی صورتیں پیدا کی گئی ہیں۔ تاکہ سینما گھروں پر بھیڑ نظر آئے اور فلم کی مقبولیت کا اشتہار ہو۔

فلم شرمناک اور فحش بنائے جاتے ہیں جن سے عورتیں اور مردوں کے اخلاق تباہ ہو رہے ہیں۔

فلموں کے ذریعہ ہندوستانی قوموں میں باہمی نفرت اور عناد پیدا کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ دانستہ گزشتہ تاریخی واقعات کو فلما کر اس لئے دکھایا جاتا ہے کہ ایک فرقے کی تاریخ بدنام ہو اور دوسرے فرقے سے دل میں نفرت پیدا ہو۔

---

## ہندوستان کے سب سے بڑے مجرم

مرد آخر بیں پورے یقین کے ساتھ ممبران اسمبلی سے کہتا ہے۔ کہ ہندوستان کے فلم بنانے والے اور فلم دکھانے والے ہندوستانیوں کو لوٹنے کے مجرم ہیں۔ ہندوستانیوں کی صحت اور تندرستی خراب کرنے کے مجرم ہیں۔ ہندوستانیوں کی اخلاقی برتری اور شرافت کو تباہ کرنے کے مجرم ہیں اور بے شمار جرائم کی زہریلی گیس بنانے کے مجرم ہیں۔

لہذا اسمبلی کے ممبران اگر ان جرائم کے انسداد کے قانون نہ بنائیں گے تو وہ اپنے فرائض سے غافل کہے جائیں گے۔ بلکہ جرائم کی مدد کا الزام بھی ان پر عائد ہوگا۔

## ممبران اسمبلی کے امتحان کا وقت

فرقہ وارانہ پارٹی بازی کی کش مکش اسمبلی میں امتحانی چیز نہیں ہے بلکہ امتحانی چیز فلم انڈسٹری کنٹرول قانون بنانا ہے۔ کیونکہ جوں ہی ممبران اسمبلی فلم انڈسٹری کنٹرول قانون بنانے کا نوٹس دینگے کروڑ پتی فلم ساز کمپنیاں چاندی سونے کے خوفناک ہتھیاروں سے اُن کی دیانت پر حملہ کرنے کے لئے چاروں دوڑیں گے۔ اور اُن کے

خریدے ہوئے اخبار ممبران اسمبلی کے خلاف
اتنے زور سے چیخنا شروع کریں گے کہ ہندوستان
کی ساری فضا نقار خانہ بن جائے گی تاکہ ممبران
اسمبلی کی طوطی کی آواز کوئی سننے نہ پائے۔

## ممبران اسمبلی بہادر ہیں

ممبران اسمبلی دیانت دار ہیں۔ ممبران اسمبلی
اپنے اعلےٰ و برتر و شریف ملک کی صفات حسنہ
اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کو اپنے ملک کی سب
سے بڑی ضرورت کے لئے سینہ سپر ہو کر
میدان میں آنا چاہئے۔ اور فلم انڈسٹری کنٹرول
کا ایسا قانون بنا دینا چاہئے جو اس اعلےٰ اور
مفید تفریح کے ذریعہ، ہر خرابی اور ہر جرم
سے پاک کر دے۔
رد آخر میں فلم انڈسٹری کا حامی ہے کیونکہ
یلم یافتہ ملکوں نے فلم کے ذریعہ اپنے ملکوں
عروج تک پہنچایا ہے۔ اور اپنے ملکوں کے
شندوں کی تفریح کو صحیح معنوں میں رکھا ہے

## فلم انڈسٹری کنٹرول قانون کیا ہو؟

) فلم انڈسٹری کو یورپ و امریکہ کی محتاجی
سے آزاد کرنے اور ہندوستان میں "را میٹریل"
تیار کرنے کی تحریک ہو۔
(۲) ہر کس و ناکس کو فلم سازی سے روکا جائے
اور عام سرمائے سے فلم ساز کمپنیاں بنائی جائیں
تاکہ ملک کی آمدنی سب باشندوں میں تقسیم ہو سکے۔
(۳) فلم کی کہانیاں ماہر اور ہمدرد اور اعلےٰ کیرکٹر
کے آدمی دیکھیں تاکہ فرقہ بازی کا زہر ان میں نہ ہو
اور شرافت و شرم و حیا کے خلاف کوئی چیز ان
میں نہ ہو۔
(۴) فلم سازی اور فلم فروشی کے خرچ کم کئے
جائیں۔ اور فلم اسٹاروں کا خرچ اسی فی صدی
کم کر دیا جائے۔ اور فلم دکھانے کے ٹکٹوں کی قیمت
بھی اسی فی صدی کم کر دی جائے۔
(۵) کسی عورت فلم اسٹار کی تصویر یا اور نام اشتہاروں
میں شائع نہ ہو۔ اور فلم سازی میں صرف شادی شدہ
عورتوں کو نوکری دی جائے۔ اور کسی پیشہ ور
بدکار عورت کو نوکر نہ رکھا جائے۔
(۶) فلم دکھانے کے اوقات بدلے جائیں۔ اور کوئی
فلم ایک گھنٹے سے زیادہ طویل نہ ہو۔ اور رات
کے کھانے کے وقت تک سب سینما گھر بند کر دئے
جائیں۔ اور شام کو ایسے وقت شروع ہوں جو کہ

کاروبار کا وقت ختم ہو چکا ہو۔

## آخری بات

مرد آخر بیں کو امید ہے کہ ممبران اسمبلی فلم انڈسٹری کنٹرول قانون بنانے کے لئے ایک دل اور ایک رائے ہو کر کام کریں گے اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو مرد آخر بیں یہ آخری بات ان کے ذہن نشین کر دیتی ہے کہ ملک کے لاکھوں آدمی کھڑے ہوں گے اور انقلابی قانون اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ اور سینما گھروں کو ہندوستان کی سرزمین سے نیست و نابود کر دیں گے۔

## شیخ محمد عبداللہ صاحب

پنجاب کے رہنے والے ہیں اور سپلائی کے محکمے میں ایک افسر ہیں۔ پبلک کے ساتھ اُن کا برتاؤ بہت عمدہ اور ہمدردانہ ہے۔ ورنہ عام طور سے یہ حالت دیکھی جاتی ہے کہ جب مسلمان کسی بڑے عہدے تک پہنچ جاتے ہیں تو اُن کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔ اور وہ رات دن صرف اپنی ہی خیر منایا کرتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے سے ڈرنے لگتے ہیں۔

لیکن چند مثالیں ایسے مسلمانوں کی بھی ہیں جو کارگزار بھی ہیں یعنے اپنے فرائض کو مستعدی سے ادا کرتے ہیں۔ اور خدا کے ضرورت مند بندوں کی قاعدے اور قانون کے اندر رہ کر مدد بھی کرتے رہتے ہیں۔ انہی میں ایک شیخ محمد عبداللہ صاحب بھی ہیں مسٹر ٹنڈیل کے معلوم ہوا ہے کہ سر اکبر حیدری سمندر پار کے سفر کے لئے روانہ ہو گئے اور اُن کی جگہ سول انڈسٹری ڈپارٹمنٹ کے سکریٹری مسٹر ٹنڈیل مقرر ہوئے ہیں جو صوبہ بمبئی کے رہنے والے ہیں اُردو اخبارات میں اُن کی تعریف چھپا کرتی ہے یکم فروری کو میں بھی اُن سے پبلک ضروریات کے متعلق بات چیت کرنے گیا تھا۔ اور اُن کو خوددار دانش مند اور ہمدرد پایا تھا۔ ابھی مجھے اُن کے کام کا ذاتی تجربہ نہیں ہوا ہے۔ لیکن جہاں تک گفتگو سے اندازہ ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر ٹنڈیل سرکاری فرائض کے ساتھ ہی پبلک کے حقوق اور فرائض کا خیال بھی مدنظر رکھتے ہیں۔

وہ لمبے قد اور گورے رنگ کے جوان آدمی ہیں اُن کو وہم ہے کہ اُردو نہیں جانتے۔ لیکن وہ عام سمجھ میں آجانے والی صاف اُردو بول لیتے ہیں۔

# ہر ہٹلر کی آخری تقریر

۳۱ جنوری ۱۹۴۵ء کو ہر ہٹلر نے اپنی جرمن قوم کو مخاطب کر کے جو تقریر کی وہ منادی میں اس غرض سے نقل کی جاتی ہے کہ یہ تقریر ہر ہٹلر کی آخری تقریر معلوم ہوتی ہے کیونکہ لڑائی کے حالات کی جو خبریں آ رہی ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب جرمنی کا خاتمہ ہونے والا ہے۔

اس تقریر میں میری ذاتی دلچسپی کی صرف ایک چیز ہے کہ ہر ہٹلر نے تقریر کے آخر میں کہا ہے کہ میں نے سوائے خدا کے اور کسی سے کبھی دعا نہیں مانگی۔

یہ فقرہ سورہ فاتحہ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

چونکہ آج ہر ہٹلر سے زیادہ کوئی انسان مایوس نہیں ہے۔ اس لئے اس کے یہ الفاظ ہر مایوس آدمی کو سبق دیتے ہیں کہ مایوسی کے وقت جبکہ سب امیدیں ٹوٹ گئی ہوں خدا سے دعا مانگے۔

## تقریر یہ ہے

کل جرمنی میں نازی پارٹی کے برسر اقتدار آنے کی بارہویں سال گرہ منائی گئی۔ اس موقع پر ہٹلر نے ایک مختصر تقریر کی۔ جرمنی کے مستقبل کے بارے میں اتحادی لیڈر جو کچھ کہہ چکے ہیں۔ ان کی یاد دلاتے ہوئے ہٹلر نے کہا۔ کہ میں اتحادی مدبروں کو ہمیشہ کے لئے بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ولسن (سابق صدر امریکہ) نے پہلی جنگ میں جس قسم کے حملے استعمال کئے تھے اس قسم کے حملے استعمال کر کے نازی جرمنی پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کی کوشش کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اہل جرمنی کو اب تک سادہ لوح سمجھتے ہیں۔ لیکن آج کے جرمنی میں یہ بات نہیں ہے۔ ہمارے دشمن ہمارے شہروں اور

دنیا توں خاص کر ہمارے لوگوں کو خواہ
کتنا ہی نقصان پہونچائیں اور مصیبتیں ڈھائیں
وہ نقصان اور مصیبتیں اس ناقابل برداشت
نقصان اور مصیبت کے مقابلے میں کچھ بھی
نہیں ہوگا۔ جو ہمیں سرمایہ پرستوں اور بالشویکوں
کی سازش کے فتح پانے پر بھگتنے پڑیں گے۔ اب
یہ پہلے سے زیادہ ضروری ہوگیا ہے۔ کہ ہم
لڑائی جاری رکھنے کے اپنے پکے ارادے کو
اور مضبوط کریں خواہ کچھ بھی ہو۔ اور خواہ
کچھ بھی حالات پیدا ہوں اُس وقت تک لڑتے
رہیں گے جب تک کہ آخری فتح حاصل ہوجائے
ناقابل برداشت نقصان اور مصیبتوں کے
باوجود ہم اپنا کام پورا کریں گے۔ جو ہماری
پیٹھ میں چھرا مارے گا۔ وہ شرمناک موت
مرے گا۔ میں اس نازک وقت میں تمام لوگوں
سے خاص کر اپنے پرانے ساتھیوں اور تمام
سپاہیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ زیادہ
جوش و خروش اور ہمت کے ساتھ دشمن کا
مقابلہ کریں۔ میں ہر جرمن سے یہ امید کرتا ہوں
کہ وہ آخری دم تک اپنا فرض ادا کرے گا۔ میں
چاہتا ہوں کہ ہر قربانی کرنے کو تیار رہیں۔ جن کا

ان سے مطالبہ کیا جائے ہر تندرست آدمی
اپنی جان اور جسم کو لڑائی میں لگا دے۔ بیمار
اور کمزور لوگوں کو بھی اپنی پوری طاقت سے
کام کرنا چاہئے موجودہ مصیبت خواہ کتنی
ہی زبردست کیوں نہ ہو اس پر قابو حاصل
کرلیا جائے گا۔ اس پر ہماری اٹل قوت ارادی
قربان کرکے فتح حاصل کرلی جائے گی۔ آج یورپ
میں (روسی مورچے پر) ہیبت ناک تقدیر سے دیہاتوں
اور شہروں میں لاکھوں اشخاص ختم ہورہے ہیں
لیکن ہم انتہائی جانفشانی کرکے اور تمام سلطنتوں
کے باوجود اور کڑی آزمائشوں کے باوجود ہم اس
مصیبت کو ٹال دیں گے اور اس پر قابو حاصل
کرلیں گے کہ ۱۹۲۳ء سے اہل جرمنی کی کایا پلٹ
ہوگئی ہے۔ اگر اس وقت وارسائی معاہدہ
کے وقت کا جرمنی ہوتا تو یورپ ایشیا کی طرف
سے آتے ہوئے طوفان میں اب تک کبھی کا
بہہ گیا ہوتا۔ ۳۰ر جنوری ۳۳ء سے ہماری
قوم کی طاقت مزاحمت اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے
کہ وہ قیاس میں بھی نہیں آسکتی۔ مقابلے کی
اس اندرونی طاقت کی موجودگی کی وجہ سے
آخری فتح کی محفوظ ترین گارنٹی رکھتے ہیں۔

## یورپ پر شدید بیماری کا حملہ

ہٹلر نے یہ بھی کہا کہ یورپ پر اس وقت ایک شدید بیماری کا حملہ ہے اور جن ملکوں کو یہ بیماری لگ گئی ہے وہ یا تو اس پر قابو حاصل کر لیں گی بشرطیکہ اس کا پوری طاقت سے مقابلہ کریں ورنہ یہ بیماری ان کو مار ڈالیگی جو اس بیماری سے بچ بھی جائے گا وہ مصیبت کو بڑھی جانفشانی کر کے ٹال سکتا ہے اور اس سے اس کی طاقت بہت کمزور پڑ جائیگی اس لئے ہمارے لئے یہ لازم ہو گیا ہے کہ ہم اس انتہائی درجہ خوفناک مصیبت سے جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی اپنی قوم کو بچانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اپنی قوم کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے کمان کے حکم کی وفاداری کے ساتھ تعمیل کریں۔

خدا نے ہماری قوم کو پیدا کیا اور اس کے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ہم خدا کے کام کا۔ جو دبرقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس قسم کا بچاؤ کرنے میں ہم ناقابل بیان اور بے مثل مصیبتیں اور تکلیف اٹھانی پڑیں۔ تو اس سے ان کے لئے ہماری مصیبت میں اضافہ ہو جانا چاہئیے۔ لیکن اس سے ہمیں اس بات کی بھی ترغیب ملتی ہے کہ ہم مصیبت کے اس بدترین موقعہ پر اپنا فرض ادا کریں اور نہ صرف باعزت اور بیرونی جرمنی کی بابت بلکہ ان چند بے غیرت لوگوں کی جانب بھی جنہوں نے اپنی قومیت سے غداری کی ہے اپنا فرض ادا کریں۔ اس لئے اس مقدر ساز لڑائی میں صرف ایک ہی کمان ہے جو شخص لڑائی میں حصہ لیگا وہ نہ صرف اپنی زندگی بچائیگا بلکہ اپنے عزیز و اقارب کی بھی جان بچائیگا او جو کمینہ اور بزدلانہ طریقے پر ہماری پیٹھ میں چھرا مارے گا وہ شرمناک موت مرے گا۔

## برطانیہ اور بالشویزم

میں اپنی سابقہ پیشین گوئی کو پھر دہراتا ہوں وہ یہ کہ برطانیہ اعظم نہ صرف بالشویزم کی ترقی روکنے کے قابل ہوگا بلکہ اس کی اپنی ترقی اس جسم جیسی ہوگی جس کو مہلک مرض لگ گیا ہو جمہوریتیں ان بھوتوں کو نہیں ٹال سکیں گی جو انہوں نے ایشیا کے اجڑے میدانوں سے

بلاتے ہیں۔

تمام چھوٹی قومیں جنہوں نے اتحادی گارنٹی پر یقین کر کے ہتھیار ڈال دیے وہ اپنی مکمل تباہی کی طرف جا رہی ہیں ان کی قسمت پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ چکی ہے لیکن ہم اس تقدیر کا کبھی شکار نہیں ہوں گے ہم نے ۱۲ سال ہوئے جو فتح حاصل کی تھی اس کی بدولت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس تقدیر کا شکار نہیں ہوں گے۔ ہمارے دشمن ہمارے خلاف خواہ مخواہ کوئی سازش کریں اور ہمارے لوگوں کو خواہ مخواہ کوئی مصیبت اٹھانی پڑے وہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوگی جو ہمارے ملک میں سرمایہ پرستوں اور بالشویزم کی فتح کے بعد آئیگی اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم لڑائی جاری رکھنے کے لئے اپنے ارادوں کو مضبوط رکھیں اور ہر حالت میں لڑائی جاری رکھیں ہیں آنے والے برسوں میں اس جنگ کی راہ پر گامزن ہوں گا جس میں سمجھوتے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور خواہ کوئی مصیبت اور خطرہ پیش آئے مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا میرا یہ پختہ یقین ہے کہ آخر میں خدا اس شخص کا ساتھ نہیں چھوڑے گا جس نے اپنی تمام زندگی میں اس کے سوائے کسی غیر سے دعا نہیں کی کہ وہ اس کی قوم کو اس مصیبت سے بچائے گا۔

اس نازک گھڑی میں میں اہل ملک سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کی قربانی سے گریز نہ کریں مجھے امید ہے کہ شہر کے لوگ اس لڑائی میں ہتھیار اٹھائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ کسان سپاہیوں کے کھانے پینے کا انتظام کریں گے اور اپنی ضرورتوں کو کم کر کے فوج کو سامان دیں گے عورتوں اور لڑکیوں کو اپنے جوش و خروش سے لڑائی میں امداد کرنی چاہیئے۔

آخر میں ہٹلر نے کہا کہ اس لڑائی میں فتح ایشیا کے اجڑے میدانوں کو حاصل نہیں ہوگی۔ بلکہ یورپ کو حاصل ہوگی اور اس کی سردار وہ قوم ہوگی جو ۱۵۰۰ سال سے مشرق کے خلاف یورپ کی سب سے بڑی طاقت رہی ہے۔ اور رہے گی۔ ہماری جرمن قوم ہے۔

ہٹلر کی تقریر ۲۶ منٹ تک جاری رہی

# قبروں کے منظوم کتبے

## مولانا حاجی خاموش صاحب کے اخبار دلچسپ کی نقل (ایڈیٹر)

(۱)

ایک مٹھی خاک سے کر دوست آئے وقت دفن
عمر بھر کی دوستی کا یہ صلہ دے کر گئے

(سید قمر الاسلام سبحانی)

(۲)

سو عمر خضر بھی تو کہیں گے وقتِ مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

(حکیم نثار احمد نظامی جودھپوری)

(۳)

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کے عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

(بنت خاموش حبیب النساء بیگم)

(۴)

رحمت کا امیدوار آیا ہوں
منہ ڈھانکے کفن سے شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل
تابوت میں کاندھے پہ سوار آیا ہوں

(اطہر نظامی راولپنڈی)

(۵)

یوں سا رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی بھگتاؤ
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

(خان بہادر سید شوکت علی سیہور)

(۶)

بس بس کے ہزاروں گھر اجڑ جاتے ہیں
گڑ گڑ کے علم لاکھوں اکھڑ جاتے ہیں
آج اس کی ہے نوبت تو کل اس کی باری
بن بن کے یوں ہی کھیل بگڑ جاتے ہیں

(خان بہادر منشی عنایت حسین فتحپوری)

(۷)

تمہیں کہتا مردہ کون تم زندوں کے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں زندہ تمہاری نیکیاں باقی

(خان بہادر سید علی اختر فتحپوری)

(۸)

رہرو جو عدم کا کوئی ملے ہم ٹوک کے اس سے پوچھیں گے
سب جاتے ہیں آنکھیں بند کئے کیا جانا پوچھا [illegible]

(بابو عبدالواسع خاں تلہری)

(۹)

خموشی سی خموشی ہے کوئی شہر خموشاں میں
زبانِ شمع بھی کہتی نہیں کچھ حال محفل کا

(بابو عظمت اللہ سیہور)

(۱۰)

(۱۰)
فکریں ہوئیں تمام یہ راحت کی نیند ہے
خاموش ہو رہے ہیں قیامت کی نیند ہے
خان بہادر حافظ ولایت اللہ ناگپور

(۱۱)
اب خواب سے چونک وقت بیداری ہے
لے زاد سفر کوچ کی تیاری ہے
مر مر کے پہونچتے ہیں مسافر واں تک
یہ قبر کی منزل بھی غضب بھاری ہے
(قمر النساء خاموش بیگم)

(۱۲)
کیا بتاتا گھر میں اس دار فنا میں دوستو
آئے جب معمار مجھ کو گورکن یاد آگئے
(عجائب علی سارنگپوری)

(۱۳)
مرنا بھلا ہے اس کا جا پنے لئے جئے
زندہ ہے وہ مرتا ہے اوروں کے واسطے
(صدیق اخوانی نظامی سیال کوٹی)

(۱۴)
کیا کیا دُنیا سے صاحب مال گئے
دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
پہونچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ
ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے
(محمودہ بانو فتحپوری)

(۱۵)
خواب گاہ سرمدی ہے حضرت خاموش کی
جن کی گویائی نے گونگوں کو بھی گویا کر دیا
(نواب بہادر یار جنگ بہادر حیدرآباد)

# قبروں کے کتبے

مولانا حاجی خاموش صاحب کے اخبار دلچسپ فتحپور نے یہ بہت اچھی چیز شائع کی ہے۔ اور بروقت شائع کی ہے کیونکہ ہندوستانی لوگ اپنی موت سے اور اپنے انجام سے غافل ہو گئے ہیں۔ بیس پچیس سال پہلے میں نے بھی ایک کتاب قبروں کے غیبی نوشتے شائع کی تھی جس میں مشاہیر دُنیا کی قبروں کے کتبے اپنے ذہن اور دماغ سے لکھے تھے۔ یعنی اس میں کسی قبر کے کتبے کی نقل نہیں ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے مرید اور چشتی پارٹی کے ممبر اس کتاب کو منگا کر پڑھیں تاکہ ان کو مرنا یاد رہے۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی موت کو یاد کرتا ہے اُس کو شہیدوں کا درجہ ملتا ہے۔

یہ کتاب دفتر اخبار منادی دہلی سے چار آنے قیمت پر مل جائیگی

# سیالکوٹ میں نبوت کا دعویٰ

مسلم حضرات کو یہ خبر سن کر مسرت ہوگی کہ اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ کے ایک معلم سید محمد صادق صاحب نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اور آج کل زمانے میں بڑی مشکل سے کسی قدر کاغذ فراہم کر کے ایک دستی اشتہار سے تبلیغ کا آغاز کیا ہے ہمارے ایک مسلم دوست نے یہ اشتہار ہمیں بھی بھیجا دیا ہے۔ تاکہ ہم زمانے کے مامور کو شناخت کرنے سے محروم نہ رہ جائیں

سید محمد صادق صاحب نے اپنے دعوے کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلی تین مبارک صدیوں کو چھوڑ کر اب تک ایک ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہر ہزار سال کے بعد دنیا میں بڑے بڑے واقعات ہوئے ہیں اب "الف ثانی" کا بڑا واقعہ یہ ہے کہ میں مبعوث ہوگیا ہوں۔

غنیمت ہے کہ سید محمد صاحب کسی نئے مذہب کے بانی یا مبلغ نہیں ہیں۔ بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی اور قرآن مجید کو خدا کا آخری کلام مانتے ہیں۔ آپ کا ارشاد یہ ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے تو قرآن اُترا تھا۔ اب اُسکی تفسیر نازل ہو رہی ہے۔ اور اس کا نزول سید محمد صادق پر ہوا ہے۔

یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اور اسکی تفسیر کے نزول کے درمیان تیرہ ساڑھے تیرہ سو سال کا وقفہ رکھ دیا اور اس عرصے میں جتنے مسلمان گذرے وہ بیچارے اس الہامی تفسیر سے محروم ہی دنیا سے چل دیئے۔

اور پھر ابھی کیا اعتبار ہے۔ آج تفسیر قرآنی شروع ہوئی ہے کل کو حدیث اترنے لگے گی۔ اور پھر فقہ کے نزول کی باری آجائیگی یہانتک کہ شاید آخر میں کسی مجدد پہ ڈکشنری نازل ہو جائے۔

---

اگر سید محمد صادق صاحب ماموریت اور مجددی اور الہام وغیرہ کا دعویٰ نہ کرتے اور صرف مفسر قرآن کی حیثیت اختیار کرتے تو شاید بہت سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے

اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے انہماک کی وجہ سے ان پر قرآن مجید کے بعض معانی کھول بھی دیتا۔ لیکن یہاں تو قصہ ہی اَور ہے۔ ماسٹر سید محمد صادق کی تفسیر اُن کے دماغ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ وہ تو اوپر سے آتی ہے۔ اور ماسٹر جی اس کو اوپر سے لیا کر دنیا والوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

آپ ایک ہسپتال بھی کھولنے والے ہیں۔ آپ کو "اسم اعظم" بھی معلوم ہے اور علم سیمیا میں بھی دخل ہے۔ غرض سید صاحب کیا ہیں۔ کتنوں کی پوٹ ہیں۔

---

اس اشتہار میں بعض عجیب و غریب دعوے کئے گئے ہیں۔ مثلاً:-

میں مُردے زندہ کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میں مٹی سے پرندے بنا کر ہوا میں خدا تعالیٰ کی توفیق سے آسمان کی طرف اُڑاؤں گا۔

میں ید بیضا اور عصائے موسوی کی کرامات دکھاؤں گا۔ حضرت عمران کی زندگی کا دوبارہ مشاہدہ دُنیا عنقریب کرے گی۔ میرے سامنے کوہ طور وادی سینا سے اُڑ کر شہر سیالکوٹ میں آ گیا ہے آپ اس بات کو اپنی آنکھوں سے عنقریب دیکھ سکیں گے۔

سیالکوٹ کے رہنے والے بڑے ہی خوش نصیب ہیں جنہیں اول تو ایک مامور من اللہ گھر بیٹھے مل گیا۔ دوسرے پہلے صرف "مرزا یا ہی میں مُردے زندہ" ہوا کرتے تھے۔ اب سیالکوٹ میں بھی ہوا کریں گے۔ اور سیالکوٹ کے لوگوں کو گرمی کے موسم میں پہاڑ پر جانے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ کوہ طور خود ہی سیالکوٹ پہنچنے والا ہے۔

---

خدا اس غریب مدرس پر رحم کرے کہیں ایسا نہ ہو اس دعوے کا جنون ترقی کر جائے۔ اور آجکل کی ہوشربا گرانی کے عالم میں اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ کے منتظمین انہیں نوکری سے جواب دے دیں پھر بڑی دقت پیش آئے گی۔ اور مسلمانوں کو اس "مامور من اللہ" کی تبلیغ سننے کے علاوہ ان کی روٹیوں کا بندوبست بھی کرنا پڑیگا۔

(انقلاب لاہور)

# افغانستان کی خبر

حضرت مولانا سید جمال الدین افغانی کی میت کو محترم عبدالرحمن خاں (وزیر مختار دولت بہیہ افغانستان در عراق) استنبول سے لائے تھے۔ بغداد میں حکومت عراق نے میت کا شاندار استقبال کیا۔ کراچی لاہور اور پشاور میں پذیرائی کے عقیدت مندانہ مظاہرے ہوئے۔

۲۸۔ دسمبر کو میت پشاور سے تورخم (سرحد افغانستان) پہنچی جہاں سے سردار اورنگ زیب خاں اور سردار عبدالرب خاں لشکر رخصت ہوئے۔ بارہ بجے صبح ڈکہ پہنچی جہاں ڈکہ اور لالپور کے باشندوں عالموں اور بزرگوں نے نیز سرکاری عہدہ داروں نے پرجوش استقبال کیا۔

ظہر کے بعد میت جلال آباد پہنچی اور باغ شاہی میں رکھی گئی۔ یہاں والاحضرت اشرف صدر اعظم، علماء، اکابر نیز فوجی و ملکی مامورین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ محترم عبدالرحمن خاں وزیر مختار نے عراق اور ہندوستان میں میت کی پذیرائی کے حالات بیان فرمائے۔ والاحضرت اشرف اور دوسرے حاضرین نے مسلمان بھائیوں کے برادرانہ احسانات پر خورسندی و ممنونیت کا اظہار کیا۔

والاحضرت اشرف نے آخر میں سید مرحوم کی روح پر فتوح کے لئے نیز عالم اسلام و افغانستان کی سربلندی کے لئے دعا فرمائی۔

۲۹ دسمبر کو میت کا تابوت جلال آباد میں رہا اور ۳۰ دسمبر کو کابل کی طرف روانگی عمل میں آئی۔

بعد نماز ظہر والاحضرت سردار شاہ محمود خاں غازی وزیر حربیہ، والاحضرت وزیر دربار، والاحضرت قوماندان قوائے مرکز، والاحضرت معاون صدارت عظمیٰ دوسرے وزراء مختلف اسلامی سلطنتوں کے سفیروں افغان پارلیمنٹ کے دونوں دیوانوں کے ارکان، ملکی اور فوجی مامورین کے علاوہ علماء کرام اور اکابر کی بہت بڑی تعداد

بگرامی میں میت کے استقبال کے لئے پہنچی ہوئی تھی۔ تمام حاضرین نے انتہائی اخلاص کے ساتھ رسم تعظیم ادا کی۔ تمام اصحاب ایک خاص ترتیب کے ساتھ میت کے ساتھ چلے۔

بگرامی سے سیاہ سنگ تک دہ شیرز و بگرامی کے باشندے راستے کے دونوں طرف بغرض تعظیم کھڑے تھے۔ سیاہ سنگ سے گنبد کوتوالی تک کابل کے بوڑھے جوان اور بچے پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ راستے کے مختلف حصوں میں مختلف تعلیمی اداروں کے طلباء موجود تھے۔ شہر میں عمارتوں کی چھتوں پر بھی ہزاروں افراد جمع تھے۔

قانون اور سیاسی علوم کے کالج کے قریب پہنچے تو پھر رسمی استقبال ہوا۔

کالج کے ہال میں میت رکھی گئی اور اس پر پھول ڈالے گئے۔ رات بھر میت کے پاس تلاوت قرآن ہوتی رہی۔

دوسرے روز مقررہ پروگرام کے مطابق سید کی میت کو باغ دار الفنون (علی آباد) کی طرف لے چلے۔ بڑا عظیم الشان مجمع تھا۔ سب سے آگے پولیس کے سوار پھر پیادہ پولیس اور فوج کے دو جلیش۔ پھر فوجی کالجوں کے طلبہ۔ پھر میت کی موٹر جس میں منتخب فوجی طلبہ سوار تھے۔ اس کے بعد اکابر شہر کا ایک ترتیب خاص کے ساتھ مجمع۔ پھر عام طلبہ عام باشندے راستے کے دونوں طرف صف بستہ تھے۔ ساڑھے گیارہ بجے میت مدفن پر پہنچی۔ وزراء اور مجلس شوریٰ کے ومجلس اعیان کے صدروں نے میت کو موٹر سے اتار کر لحد میں اتارا۔ اس وقت قبر کے پاس غیر ملکی سفراء موجود تھے۔ مراسم دفن کے اختتام پر قاری محمد عرفان خطیب مسجد جامع شاہ دوشمشیرہ نے آیات تلاوت فرمائیں۔ قاضی عبدالجلیل خاں قاضی مرافعہ نے سید صاحب مرحوم کی خدمات اور مقام روحانی کی تشریح کی۔ پھر سب کی طرف سے تربت سید مرحوم پر پھول چڑھائے گئے۔

یکم جنوری کو اعلیٰ حضرت معظم ہمایونی حضرت مولانا سید جمال الدین کے مزار پر تشریف لے گئے اس موقع پر بھی قاری محمد عرفان خطیب موجود تھے اور آپنے تلاوت قرآن کے بعد سید صاحب کی روح پاک کے لئے دعا کی۔ رئیس مستقل مطبوعات نے اعلیٰ حضرت معظم ہمایونی کی بارگاہ میں

ہدیۂ سپاس پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ سید جمال الدین کی میت کا وطن آنا مملکت کی مزید ترقیات کے لئے فال نیک ہے۔

اعلیٰ حضرت معظم نے افغانستان کے ایسے نامور بزرگ کی میت کے وطن آنے پر اظہار خوشی فرماتے ہوئے ترقی و تعالی افغانستان کے متعلق اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں مزار مولانا سید پر دعا کرتے ہوئے مراجعت فرمائے قصر عالی ہوئے

اعلیٰ حضرت کی جانب سے جو دستۂ گل سید کے مزار پر چڑھایا گیا۔ اس کے ساتھ ایک کاغذ پر یہ عبارت مرقوم تھی۔

یہ دستۂ گل جو ہمارے دلی عواطف کا نمائندہ ہے سید جمال الدین افغان کے مزار کے لئے ہے جن کے افکار کی عظمت و قدر و جلالت جہانِ اسلام پر آشکار ہے اور دعا ہے کہ ان کی روح مبارک سلطان کی آغوش میں شاد و آسودہ رہے۔

---

## قسم خاص الخاص کا نیا پیکنگ { چونکہ فاسفورس کا

تیل اُڑنے والی چیز ہے اور لوگ بے احتیاطی سے شیشی کُھلی چھوڑ دیتے ہیں اور فاسفورس کا اثر اُڑ جاتا ہے اور باوجود بار بار تاکید لکھنے کے لوگ سمجھتے نہیں اور احتیاط نہیں کرتے۔ اس واسطے میں نے قسم خاص الخاص کا فاسفورس چھوٹی شیشیوں میں بھروایا ہے۔ تاکہ خراب نہ ہو۔ ۲ اونس تیل چھ شیشیوں میں بھرا گیا ہے۔ ۲ اونس کی شیشی چار روپے کو دی جاتی تھی اب چھ شیشیوں کا خرچہ بڑھ جانے کی وجہ سے ایک روپیہ کا خرچہ بڑھ گیا ہے

تاہم ۶ شیشی کے خریداروں سے وہی سابقہ قیمت لی جائے گی اور ایک روپے کا نیا خرچہ کمپنی کے ذمے رہیگا۔ البتہ ایک شیشی ۱۲ آنے کو دی جائے گی۔

یہ اطلاع بھی ضروری ہے کہ فاسفورس کا تیل جرمنی کے سوا اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوتا اب تک پُرانا اسٹاک خرچ ہوتا رہا۔ اور اب وہ اسٹاک ختم کے قریب ہے اس لئے قسم خاص اور قسم اول کی فروخت بند کر دی گئی ہے۔ صرف قسم خاص الخاص باقی رکھی گئی ہے ایجنٹ صاحبان کو بھی آئندہ یہ تیل نہیں دیا جا سکتا۔ جن کو ضرورت ہو

**صدر دفتر طبی کمپنی دہلی سے منگائیں**

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۱۴ر صفر ۲۹ر جنوری پیر دہلی**

**ترک اور اختیار** میں نے شنبہ یک شنبہ لکھنا ترک کر دیا ہے۔ سنیچر۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بُدھ۔ جمعرات۔ جمعہ لکھنا اختیار کر لیا ہے۔ تاکہ عوام کی بول چال سے میرا روزنامچہ اور قریب ہو جائے۔

**کام کے اوقات** صبح آٹھ سے ۹ تک تحریری کام کیا۔ ۹ سے ایک بجے تک چشتی میدان صاف کرایا۔ ایک بجے کھانا کھایا۔ ۴ بجے تک ڈاک کا کام کیا۔ ۴ بجے تک اخبارات پڑھے۔ پھر خوابگاہ کے حجرے میں چلا گیا۔ کیونکہ بارش ایک بجے سے ہو رہی تھی۔

**ہیلتھ آفس نئی دہلی** کے دو افسر ملنے آئے تھے میری بستی کی گندی نالیاں دیکھیں اور صفائی کا حکم دیا۔ گوشت کی دکانوں کی مجھ سے شکایت کی کہ دکان داروں نے زمین پر گوشت ڈال رکھا ہے یہ بات عوام کی صحت کے لئے بہت خطرناک ہے۔ میں نے دکان داروں کو بلا کر سمجھایا کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔

موگے سے سردار پال سنگھ صاحب واحد (پنجابی شاعر) کا ٹیلی فون آیا تھا۔ وہ مجھ سے ملنے بھی آئے تھے۔ اور پروفیسر انصاری صاحب اور پیرجی فاروقی صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔

**نیند نہیں آئی** آج پھر رات کو نیند نہیں آئی۔

**۱۵ر صفر ۳۰ر جنوری منگل دہلی**

**دُعا قبول ہوئی** میں روزانہ تہجد کے وقت سورہ فاتحہ پڑھ کر دُعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھ کو جسمانی صحت کا صراطِ مستقیم بتا دے۔ معلوم ہوتا ہے خدا نے میری دُعا قبول کی اور مجھے تندرستی کا سیدھا راستہ معلوم ہو گیا چنانچہ آج صبح اور دوپہر اور شام کو میں نے زیتون کا تیل ڈال کر پالک کا ساگ اور مونگ کی دال روٹی سے کھائی تھی۔ دن بھر جی ہلکا رہا۔ دل خوش رہا۔ ہر کام میں جی لگا۔ تبخیر نہیں ہوئی۔ اور رات کو بہت راحت کی نیند آئی۔

**غذا کا پروگرام** میں نے غذا کا پروگرام

لکھ کر رکھ لیا ہے کہ ناشتے اور دوپہر کے کھانے اور شام کے کھانے میں کیا کیا چیزیں ہوں۔ اس پروگرام میں گوشت۔ انڈا۔ مچھلی نہیں ہے۔ اور گھی بھی نہیں ہے۔ اور مٹھاس بھی نہیں ہے۔

سات دن کے تجربے کے بعد ظاہر ہو گا کہ یہ غذا میری بیماری کے لئے مفید ہے یا عارضی نفع ہوا ہے۔ دوائیں سب بند کر دی ہیں۔

**یکم فروری کا منادی** آج یکم فروری کا منادی چھاپے خانے میں چلا گیا۔ تاکہ پہلی تاریخ کو شائع ہو سکے۔

**۲۰ کا نقش** آج ایک قافلہ آیا تھا۔ ۲۰ کے نقش کے لئے اجازت مانگی اور کایا پلٹ کا نسخہ پوچھا۔ میں نے سب کچھ بتا دیا۔ اور کہا اب ہر راز ظاہر کر دینے کا وقت آ گیا ہے۔

**مساجد کمیٹی کا جلسہ** شام کو بجے کے ساتھ مساجد کمیٹی کے جلسے میں گیا تھا۔ میری صدارت میں جلسہ ہوا۔

خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب بھی موجود تھے مقبرہ صفدر جنگ کی قدیمی مسجد کے ایک حصے کا اور باؤلی اگرسین کی مسجد کا معاملہ پیش تھا کیونکہ حکومت دہلی سے مساجد مذکورہ کے بعض حالات و انتظامات کی نسبت بات چیت ہو رہی ہے۔ ناظر صاحب نے ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی اور افسر محکمہ آثار قدیم کے ہمدردانہ برتاؤ کا ذکر کیا۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب نے اپنی دانشمندی اور تجربہ کاری سے بہت مفید مشورے دئے۔

**روحہ کا اردو تار** انت پور سے میری لڑکی روحہ کا اردو زبان میں تار آیا ہے "باوا جان کی طبیعت کیسی ہے۔ ہم سب پریشان ہیں۔" میں نے اردو میں جواب دیا۔ پرسوں سے دورہ نہیں ہوا۔

**نیند کا تیل** میں بہت دن سے نیند لانے والے تیل بنانے کے تجربے کر رہا تھا۔ آج نیند کا تیل تیار ہو گیا۔ ایک شیشی کی قیمت چار آنے مقرر کی گئی۔ حالانکہ بعض اجزا اس تیل کے بہت مہنگے ہیں۔ یہ کھوپرے کے تیل سے بنایا گیا ہے۔ اس لئے صرف ایک عیب اس میں ہے کہ سردی میں جم جایا کریگا۔ مگر دھوپ میں رکھنے سے نرم ہو جائے گا۔ ۶ شیشی کا ڈبہ ایک روپے میں

دیا جائیگا۔

**غفلت کا تیل** میرے دل نے نفس سے کہا کہ یہ تیل نیند لائے گا تو غفلت کا تیل نام ہونا چاہیئے۔ نفس نے جواب دیا۔ نیند پوری ہونے لگے تو عقل اور عمل کی طاقتیں بڑھ جاتی ہیں۔

**لاہور کا مخالف اخبار** آج لاہور کے ایک مخالف اخبار کا تراشہ آیا ہے۔ جس میں میری ہجو شائع ہوئی ہے۔

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

**۱۶ رصفر ۱۳ رجنوری چہارشنبہ دہلی**

**رات کی بات** جس رات نیند نہیں آتی اُس رات میں اپنے خیال اور تصور کی باتیں سُنا کرتا ہوں۔ وہ ہمزاد کی طرح بہت زیادہ باتونی ہے۔ ایک منٹ میں کئی مختلف باتیں سُنا دیتا ہے۔ یا میرا گھنٹہ ہے جو پندرہ پندرہ منٹ کے بعد بجتا ہے۔ اور اُس کی آواز مجھے رات کے سناٹے اور خاموشی میں غیب کی آواز معلوم ہوتی ہے۔

**ملاقاتی** پیرجی رحیم الدین صاحب اور نصیری صاحب اور پریم پرکاش صاحب چراغ دہلی سے ملنے آئے تھے۔ سید یامین نظامی دہلی سے اور سید ذہین نظامی حیدرآباد سے آئے تھے۔ مستری احمد جنگ پورے سے آئے تھے۔

**غذا** آلو ٹماٹر۔ اور گاجر کا سالن کھایا تھا مگر تل شکری بھی کھائی تھی۔ رات بھر نیند نہیں آئی۔ غالباً تل شکری نے نقصان کیا۔

**خواب** دو گھنٹے نیند آئی تو خواب دیکھا کہ ایک پرندہ پانی کی سطح پر تیر رہا ہے۔ اور مچھلی کی تاک میں ہے۔ پرندے نے غوطہ مارا تو میں نے پانی میں ہاتھ ڈال کر پرندے کو پکڑ لیا۔ پرندہ ایک خوبصورت سڈول جسم کی عورت بن گیا۔ وہ عورت برہنہ تھی۔ خیال آیا یہ جسم اٹلی کے بنائے ہوئے بُت جیسا ہے۔ اس عورت نے کہا میں تیری لونڈی ہوں اور تیری مسخر ہوں۔

آنکھ کھلی تو ۱۲ بجے تھے۔

**تعبیر** میں نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ پانی کے سفر سے یا سمندر پار سے دُنیا کی کوئی خوش خبری آنے والی ہے۔ کیونکہ تعبیر کے فن کا اصول ہے کہ عورت خواب میں آئے تو دُنیا کی دولت یا دُنیا کی خوشی حاصل

ہوتی ہے۔

معدہ خراب ہو تو خواب بُرے نظر آتے ہیں مگر آج معدہ خراب تھا اور خواب اچھا دکھائی دیا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خواب اصلی اور یقینی ہے اور اس کی تعبیر بھی یقینی ہے۔

**۱۷ صفر یکم فروری جمعرات دہلی**

**پٹرول کوپن** ۔ دو دن سے یونس ملازم پٹرول کوپن لینے جایا کرتا تھا۔ اور ناکام آیا کرتا تھا آج میں خود گیا مگر مجھے بھی کامیابی نہیں ہوئی۔

**غلطی** ۔ ۲۸ جنوری کے روزنامچے میں ۱۴ صفر کاتب کی غلطی سے لکھی گئی تھی۔ ۱۴ کی جگہ ۱۵ صفر ہونا چاہیے تھا۔

**گھُمسان کی لڑائی** ۔ یکم فروری کے منادی میں جہاد رسول صلعم کتاب میں بدر کی لڑائی کا ایک عنوان کاتب نے گھُمسان کی لڑائی لکھا ہے گاف کا پیش غلط ہے اور کاتب کی بول چال ہے میری بول چال نہیں ہے۔

اُردو تلفظ میں اس قدر غلطیاں ہو گئی ہیں کہ انجمن ترقی اُردو کے دربار میں ہم سب کو فریاد کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اس کی اصلاح کا کوئی راستہ نکالے۔ فارسی عربی زبانوں سے بے بہرہ آدمی غلطیاں زیادہ کرتے ہیں۔

**مسٹر پٹیل** ۔ ۳ بجے سر اکبر حیدری کے قائم مقام مسٹر پٹیل سے کامرس دفتر میں ملنے گیا تھا اور کئی دوستوں کے کاموں کی بابت بات چیت کی تھی۔ مسٹر پٹیل اُردو خاصی بول لیتے ہیں۔ مگر اُن کو وہم یہ ہے کہ وہ اُردو نہیں جانتے۔ بہت ہمدردی اور اخلاق سے پیش آئے۔

**ترکمان دروازہ** ۔ ٹھیک ۴ بجے بازار ترکمان دروازے میں پہونچ گیا تھا اور بلبلی خانے کی گلی میں پیدل جا کر شہنشاہ سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ کا مزار دیکھنے گیا تھا کیونکہ ساڑھے چار بجے چیف کمشنر صاحب اور اُن کے سکریٹری مسٹر ایونز یہ مزار دیکھنے آئیں گے۔ میں نے اُن کو لکھا تھا کہ میں سلطانہ رضیہ کا مقبرہ شاندار حیثیت میں بنانا چاہتا ہوں اس واسطے چیف کمشنر صاحب نے اطلاع دی تھی کہ وہ خود موقع دیکھنے آئیں گے۔

**محمود احمد صاحب** ۔ شیخ پورہ ضلع میرٹھ

کے مرحوم رئیس بدھن صاحب چشتی نظامی کے داماد محمود احمد صاحب ملے تھے۔ جو آجکل اپنی بیٹی کے پاس ترکمان دروازے میں آ رہتے ہیں

**احمد علی صاحب کے بھائی** حاجی نور محمد صاحب مرحوم تاجر روغنیات کے چھوٹے صاحبزادے سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جو احمد علی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور بھی بہت سے مسلمان مجھے وہاں دیکھ کر جمع ہو گئے۔

**چیف کمشنر صاحب** پونے ۵ بجے چیف کمشنر صاحب اور اُن کے سکریٹری مسٹر ایونز آ گئے اور میں ان دونوں کے ساتھ رضیہ سلطانہ کے مزار پر گیا۔ اور اپنی مجوزہ تعمیر کی کیفیت بیان کی۔

**چشتی لائبریری کی جگہ** سلطانہ رضیہ کا مزار دیکھنے کے بعد چیف کمشنر صاحب نے خان جہاں کی بنائی ہوئی کلاں مسجد بھی دیکھی میں نے کہا اس مسجد کے معمار شاید ہندو ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے دروازے کی محراب نہیں بنائی۔ ہندو معماروں کو محراب بنانی نہیں آتی۔

اس کے بعد ہم سب درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی طرف روانہ ہوئے میری موٹر خالی آئی کیونکہ چیف کمشنر صاحب نے مجھے اپنی موٹر میں اپنے پاس بٹھا لیا تھا۔ میں نے راستے کی پرانی عمارتوں کے تاریخی حالات بتائے اور اس کے بعد وہ مقام دکھایا جہاں چشتی لائبریری قائم کرنے کی تجویز ہے۔

**فرانسیسی قبرستان** یہاں سے فارغ ہو کر چیف کمشنر صاحب نے جلال الدین خلجی کا لال محل دیکھا اور میں نے غالب کا مزار بھی دکھایا۔ اور وہ مقام بھی دکھایا۔ جہاں سے بسنت کا جلوس اُٹھایا جاتا ہے۔ اُس کے بعد چیف کمشنر صاحب میرے مکان پر آئے اور مسلمان فرانسیسیوں کا قبرستان دیکھا جو میرے مکان کی غربی دیوار کے نیچے ہے

**قلمی کتابیں** پھر چیف کمشنر صاحب اور ایونز صاحب عربی منزل میں آئے اور میری قلمی کتابیں دیکھیں۔ علم نباتات کی قلمی کتاب بہت تفصیل سے دیکھتے رہے۔

**خواجہ پُل** یہاں سے روانہ ہو کر چیف کمشنر صاحب نے خواجہ پُل کا معائنہ کیا جس کو

میں نے صاف کرایا ہے۔ اور مرمت کرائی ہے۔
یہاں سے روانہ ہوکر نواب ارادتمند خاں
کا کٹرہ دیکھا جو بہت شکستہ ہوگیا ہے۔ پھر
میرا بنایا ہوا مسافرخانہ دیکھتے ہوئے چند
پُرانے مقبروں کو دیکھا اور واپس چلے گئے
اُن کا تاریخی ذوق اعلیٰ درجے کا ہے۔

**روحہ کا خواب** ؛ آج اننت پور سے میری
منجھلی لڑکی روحہ کا خط آیا ہے کہ میں نے خواب
میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی زیارت
کی اور باواجان کو دیکھا کہ اُن کا انتقال ہوگیا
ہے۔ اور میں رو رہی ہوں کہ میں تو باواجان
سے بیعت کرنا چاہتی تھی۔

روحہ نے اپنی ماں کو لکھا ہے کہ میں بہت
پریشان ہوں۔ میں نے تار بھی بھیجا ہے۔

میں نے کہا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ
میری عمر بڑھے گی۔ اور میں روحہ کو مرید کرونگا۔

**راجہ دہرم کرن بہادر** ؛ آج صبح نظام
ہیلس میں راجہ دہرم کرن بہادر وزیر طبابت
حیدرآباد سے ملنے گیا تھا۔ وہاں آجکل مسٹر
گرگسن وزیر مال حیدرآباد بھی ٹھیرے ہوئے
ہیں۔ اُن کی میم صاحب پر قلبی بیماری کا حملہ
ہوا ہے میرے سامنے اُن کو اسپتال کی
موٹر ولنگٹن اسپتال میں لے گئی۔ راجہ دہرم کرن
بہادر نے مسٹر گرگسن سے میری ملاقات کرائی
وہ بہت فکرمند معلوم ہوتے تھے خدا اُن
کی بیوی کو صحت اور سلامتی عطا فرمائے۔

**جمعرات کے زائرین** ؛ آج شام کو
اُستاد شمس الدین اور نورالٰہی صاحب کھیر
لے کر آئے تھے۔ سید یامین نظامی بھی آئے
تھے۔ سردی بڑھ گئی ہے۔ میری صحت اچھی
ہے۔ رات کو بہت اچھی نیند آئی۔

**ہجوم** ؛ آج بھی دن بھر ملاقاتیوں کا ہجوم رہا
اب تو میں اپنے بیمار جسم کی فریادوں سے
گھبرا جاتا ہوں جو رات دن فریاد کرتا ہے کہ
میں بیمار ہوں اتنے زیادہ ملنے والوں سے
ملنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔

**مچھلی اور زیتون کا تیل** ؛ میرے مرید
علی محمد نظامی میمن نے برجوجی آرڈیشیر کے حکم
سے مچھلی اور زیتون کے تیل کا ایک صندوق
بمبئی سے بھیجا ہے۔

**سید عمار نظامی** ؛ سعید بانو نظامی کے
بھائی ملنے آئے تھے۔ ان کا نام مجھے معلوم ہے

مگر میں نے سید عمار نظامی ان کا نام دل کے کان سے سُنا۔

تعبیرِ عمارت۔ عمران الفاظ عمار اسم میں شریک ہیں۔

**امیر خاں نظامی** } سکم تبت سے امیر خاں نظامی ملنے آئے تھے۔

**بچ** } دماغی محنت کی کثرت اور بڑھاپے کی وجہ سے میرا حافظہ آجکل بہت خراب ہو گیا ہے اور اس سے مجھے بہت تکلیف ہے کیونکہ ضروری کاموں کو بھول جاتا ہوں۔

**اعلان جنگ** } آج میں نے نسیان کے خلاف اعلان جنگ کیا اور لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ یعنے طبی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا تاکہ حافظے کی حقیقت کا عرفان حاصل کروں اور مفید دواؤں پر غور کروں۔ چنانچہ ایک دوا کو منتخب کیا جس کا نام بچ ہے۔ یہ دوا حافظے کے لئے بیحد مفید ہے لیکن مجھے لڑائی لڑنی ہے تو فقط کتابوں کی تحریر پر قناعت نہیں کرونگا۔ بلکہ پوری تحقیقات کروں گا۔

**حکیم ہمدرد** } بعد مغرب حکیم حاجی عبدالمجید صاحب اپنی کونسل کے رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ۹ بجے تک بات چیت کی

## ۱۸ر صفر ۲ر فروری جمعہ دہلی

**پنڈت کا کوچہ** } آج صبح ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور مولوی سید بشیر الدین صاحب اور علی کے ساتھ پنڈت کے کوچے میں گیا تھا۔ علی مرزا صاحب سے ملا تھا۔ پھر حکیم بھورے خاں صاحب مرحوم کے مکان پر گیا تھا اور جمعہ کی نماز سے پہلے گھر میں واپس آ گیا تھا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔ شام تک بہت سے ملاقاتی آتے رہے تھے۔

**دورہ** } آج رات کو کھانا کھانے اور خبریں سننے کے بعد یکایک قلبی دورہ شروع ہوا۔ اور مسلسل دو گھنٹے رہا۔ رات کے ۱۲ بجے تک خواجہ بانو ڈاکٹر عبدالحق صاحب اور ڈاکٹر مجتبےٰ شاہ صاحب سے ٹیلیفون میں مشورے کرتی رہیں اور دوائیں دیتی رہیں آج کا دورہ سب دوروں سے زیادہ سخت تھا۔ اگرچہ ۱۲ بجے کے بعد ختم ہو گیا لیکن صبح تک اس کی کسک باقی رہی خواجہ بانو ساری رات پلنگ کے پاس بیٹھی رہیں۔

## ۱۹ر صفر ۳ر فروری سنیچر دہلی

**راجہ صاحب بیمار ہو گئے ہیں** } خبر آئی

کہ راجہ دہرم کرن بہادر دہلی کی شدید سردی کے سبب بیمار ہو گئے ہیں اور کل حیدرآباد واپس جائیں گے۔

کل میرے دوست ہرش چندر صاحب متل سب جج دہلی بھی ان سے ملنے گئے تھے۔ اور لالہ کرم چند صاحب ایڈیٹر اخبار پارس لاہور بھی ملنے گئے تھے۔ اور آج میں بھی اُن سے رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ میں نے رائے دی کہ یونانی علاج کرنا چاہئیے راجہ صاحب نے اپنے مسلمان معتمد کو میرے ساتھ دواخانے ہمدرد میں بھیجا اور حکیم حاجی عبدالحمید صاحب نے دوائیں تجویز کیں۔

**پرنس محمد صادق** } آج نواب شیخ جہانگیر میاں مرحوم رئیس مانگرول کے فرزند پرنس محمد صادق اپنے ماموں زاد بھائی عزیز الحق عباسی صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ وہ آج کل بڑودہ ریاست کی انگریزی ایجنسی میں افسر ہیں۔ اور فورڈ کانفرنس دہلی کی شرکت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

**دورہ** } آج رات کو پھر کھانا کھانے اور خبریں سننے کے بعد دورہ ہوا اور رات کے ۱۲ بجے تک رہا۔ یہ دورہ سنتروں کا عرق پینے سے کم ہوا اور کسی دوا نے اثر نہیں کیا۔

زیتون کا تیل برابر استعمال کر رہا ہوں آنتوں میں چونکہ خشکی ہے اس لئے سُدے پیدا ہو جاتے ہیں اُن کی تبخیر سے دورہ ہوتا ہے۔ زیتون کا تیل رفتہ رفتہ اصلاح کریگا یہ مسلسل دورے اس واسطے ہو رہے ہیں کہ آنتوں کے سوکھے ہوئے سدے تیل کی چکنائی سے اپنی جگہ چھوڑ رہے ہیں جب آنتوں کی پوری صفائی ہو جائیگی تو خدا نے چاہا یہ تکلیف جاتی رہے گی تاہم دو رات کے ان دوروں نے کمزوری حد سے زیادہ بڑھا دی ہے۔

**مسز آئزک** } آج پادری آئزک صاحب کی میم صاحبہ ملنے آئیں تھیں اور میرے لئے پھل بھی لائیں تھیں یہ پکی عیسائی ہیں مگر جب سے ان کے شوہر پادری آئزک صاحب میرے عمل سلب مرض سے تندرست ہوئے ہیں اُن کا اعتقاد بہت بڑھ گیا ہے۔ اور یہ کہتی ہیں کہ انجیل شریف

پر بھی میرا ایمان ہے اور قرآن شریف پر بھی میرا ایمان ہے۔

**حاجیوں کا استقبال** کل صبح ٹیلیفون آیا تھا کہ رفیق المسلمین خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب سفر حج سے واپس آنے والے ہیں۔ سوا دس بجے ریل آئے گی۔ میں فوراً ریل پر گیا اور بچوں کو بھی ساتھ لے گیا۔ مگر جنکشن پر جا کر خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب سے معلوم ہوا کہ ریل لیٹ ہو گئی ہے۔ ۱۲ بجے آئے گی اس واسطے مجبوراً واپس چلا آیا کیونکہ دفتر کا کام دیکھنا ضروری تھا۔

**۲۰ر صفر ۴ر فروری اتوار دہلی**

**چہلم** آج حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو چالیس دن ہو گئے۔ تمام اسلامی دنیا میں آج چہلم منایا جائے گا۔

**دورے کا اثر** رات کو چونکہ دل کا دورہ بہت شدید ہوا تھا اس واسطے آج جسم کی افسردگی زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔

**خواجہ احمد حسین صاحب** میرے مرحوم دوست خان بہادر خواجہ تصدق حسین صاحب سشن جج کے صاحبزادے خواجہ احمد حسین صاحب آجکل درگاہ شریف میں ٹھہرے ہوئے ہیں آج مجھ سے بھی ملنے آئے تھے اُن کے چھوٹے بھائی خواجہ حامد حسین صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔

خواجہ احمد حسین صاحب کو دواسازی میں کمال حاصل ہے وہ مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم کے نواسے ہوتے ہیں ان کے بزرگوں میں اکثر ماہر طبیب گزرے ہیں آج اُن سے دواؤں کے متعلق اور دعاؤں اور وظیفوں کی نسبت کچھ دیر بات چیت کی۔

**من کی جیت** شام کو بچوں کے ساتھ من کی جیت فلم دیکھنے گیا تھا مگر پانچ منٹ کے بعد واپس چلا آیا کیونکہ آدمیوں کے ہجوم اور ہوا بند ہونے کے سبب طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔

**نبض دکھائی** آج حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی اور اُن کے بھائی حکیم سعید صاحب کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے نبض دیکھ کر ایک دوا دی تھی جس کے استعمال سے اتنا فائدہ ہوا کہ آج رات کو دورہ نہیں ہوا اور نیند بھی اچھی آئی آج دن کو بھی کچھ دیر سویا

کیونکہ دورات مسلسل دوازوں کی وجہ سے نیند کی قدرتی مقدار پوری نہیں ہوئی تھی۔

**۲۱ صفر ۵ فروری پیر دہلی**

**تندرستی یقینی ہے** کہ ایک شخص یا ایک قوم اپنے یقین اور اعتقاد اور ایمان اور ارادے کی قوت سے ہر ناممکن چیز کو ممکن بنا سکتی ہے۔ انگریز ہار رہے تھے۔ مگر کہتے رہتے تھے آخر ہم جیت جائیں گے۔ وہی ہوا جیت گئے۔ جرمنی ہار گیا ہے لیکن کہے جاتا ہے میں آخرکار جیت جاؤں گا۔ اس لئے اس کی ہمت قائم ہے۔ میں بھی قلبی دوروں کے مہلک مرض کے حملے روزانہ سہتا ہوں پھر بھی میرے یقین اور ایمان اور اعتقاد اور ارادے اور ہمت کی قوت قائم ہے۔ کیونکہ مجھے اپنے مرض کے اسباب معلوم ہیں اور میں موت اور حیات اور بیماری اور تندرستی کے فلسفے کو بھی خوب جانتا ہوں۔ اس لئے میرا یقین قائم ہے کہ میری بیماری لاعلاج نہیں ہے۔ اور میرا بڑھاپا بھی لاعلاج نہیں ہے۔ میری درگاہ میں ایک درویش سوا سو برس کے زندہ موجود ہیں۔ اور میری آنکھوں کے سامنے بے شمار جوان جوان آدمی مرتے رہتے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہر انسان تشخیص اور تدبیر اور احتیاط سے زیادہ دن تک رہ سکتا ہے۔ اور میں بھی اس بیماری پر غالب آجاؤں گا۔ اور یوں بے بس ہو کر نہیں مروں گا۔

**نو بجے پیدا ہوا** کہ میں پچھلی رات سے جاگ رہا تھا اور تحریری کام میں مصروف تھا۔ اور اپنی ماں (خواب گاہ) کے پیٹ میں تھا۔ نو بجے پیدا ہوا۔ یعنے صبح ۹ بجے خواب گاہ سے باہر آیا۔ باہر ہجوم جمع تھا۔ سلام کرتا اور سلام لیتا ہوا میدان شہر قستان میں چلا گیا۔ جس کی صفائی کرا رہا ہوں۔ اور ایک بجے تک وہاں بیٹھا رہا۔ مزدور عورت مرد اور بچے کام کرتے رہے۔

**گڑ کا چودھری** کہ آج میرے دوست چودھری شیونا تھ سنگھ صاحب رئیس ماچھرہ ضلع میرٹھ ملنے آئے تھے۔ اور میرے لئے اپنے گھر کا بنایا ہوا گڑ اور سرکہ لائے تھے۔ گڑ پر کشمش بادام اور چاندی کے ورق لگے ہوئے تھے میں نے کہا یہ گڑ نہیں ہے۔ گڑ کا چودھری ہے۔ دیکھتے نہیں تین پگڑیاں باندھے ہوئے ہے۔ بادام کی پگڑی کشمش کی پگڑی اور چاندی کے

ورق کی بگڑی۔

**تگا ہندوؤں کے میثاق نامے** } چودھری شیونا تھ سنگھ صاحب تگا قوم کے ہندوؤں کے میثاق نامے بھی لائے تھے۔ چار صفحات لبریز تھے۔

ہندو قوم کی زندہ دلی اور روشن خیالی کا مدت سے قائل ہوں مگر چشتی برادری کے زمانے میں ہندوؤں کی صاف دلی اور دور اندیشی اور خلوص کے نئے تجربے ہو رہے ہیں۔

مسلمان بات بات میں شک کی نظر سے مجھے دیکھتے ہیں لیکن ہندو شک کے گناہ سے دور رہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ بدگمانی اور شک گناہ ہے۔

**علی میاں نظامی** } دہلی سے علی میاں نظامی حیدرآبادی پان اور مٹھائی لائے تھے سید انیس الرحمن نظامی بھی پان لائے تھے۔ خوش منظر صاحب کے بھائی مسٹر محمد رحیم چمن اور شان دار بیڑی کمپنی کے مالک رضی الدین صاحب اور سیٹھ غلام علی صاحب اور عزت اللہ صاحب ملنے آئے تھے۔ مستری احمد بھی آئے تھے۔

**پستے کی لوز** } لالہ پریم دہلی سے پستے کی لوز لائے تھے۔ جو مجھے بہت مرغوب ہے۔ لیکن آجکل مٹھاس کھاتا نہیں ہوں صرف کھلاتا ہوں۔ **هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ** وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں ہے۔

خواجہ احمد حسین صاحب پانی پتی اور دہلی کے چند شیعہ اصحاب یوم حسینؑ کی دعوت دینے آئے تھے۔ خواجہ احمد حسین صاحب سے انڈے کا تیل بنانے کی ترکیب پر بات چیت کی تھی۔

میں یہ تیل ایک آنہ دواخانہ کے لئے بنانا چاہتا ہوں۔ بہت مقوی غذا ہے۔ مگر آجکل انڈے بہت زیادہ گراں ہیں۔ تیل بہت مہنگا رہے گا۔

**دورہ** } آج مغرب کے وقت ہلکا سا قلبی دورہ ہوا تھا۔ مگر جلدی ہی دور ہو گیا اور نیند آ گئی۔ رات کو ۱۰ بجے بیدار ہوا اور صبح تک کام کرتا رہا۔ طبیعت صاف ہے۔

## ۲۲ صفر ۶ ر فروری منگل دہلی

**کام نہیں کیا** } آج دن بھر میدان شرقتانا کی صفائی اور حفاظت کے کام کو دیکھتا رہا تحریری کام نہیں کیا۔ زیتون کا تیل ڈال کر کھچڑی کھائی تھی۔ ملاقاتی آج بھی بہت آئے تھے۔ رات کو ۳ بجے حضرت محبوب پاک کے مزار کا غسل ہوا تھا۔

## ۲۴ر صفر، ۷ر فروری بدھ دہلی

**آخری بدھ** آج ماہ صفر کا آخری بدھ ہے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضہ آج ہی کے دن بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن کی پیدائش کا وقت تہجد کا وقت تھا۔ اس لئے ہر سال منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو تہجد کے وقت حضرت رضہ کے مزار کو گلاب کے عرق سے غسل دیا جاتا ہے۔ آج پچھلی رات کو حسب معمول مزار کا غسل ہوا تھا۔ مگر سردی کی شدت کے سبب باہر کے لوگ کم آئے تھے۔ اور میں بھی بیماری اور ناتوانی کے سبب حاضر نہ ہو سکا تھا۔ البتہ خواجہ بانو اور علی درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔

**میری صحت** خدا کے فضل سے مجھے کل دورہ نہیں ہوا اور آج بھی میری صحت اچھی رہی۔

**ملاقاتی** علاء الدین صاحب پھول والے اور سید یامین نظامی اور لالہ پریم اور بمبئی کے دو داؤدی بوہرے ملنے آئے تھے۔ میرے لئے بمبئی کا حلوہ بھی لائے تھے۔

سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کے ایجنٹ اسمٰعیل صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ جو سیٹھ عبدالرحیم صاحب کی دکان بھٹنڈہ پنجاب کے منیجر ہیں۔

**ایک دوست کے گھر میں** آج ۳ بجے ملا سید محمد واحدی صاحب اور منشی قربان علی صاحب کے ساتھ اپنے مرحوم دوست مرزا محبوب بیگ صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ مرزا صاحب کے داماد مصطفٰے خاں صاحب اور بھائی مرزا محمد صدیق بیگ صاحب اور مرزا محمد احمد بیگ صاحب بھی موجود تھے۔ مرزا صاحب کے ترکہ وغیرہ معاملات کے حسابات اور تقسیم کی بات چیت ہوئی تھی۔

**خلیل الرحمٰن صاحب** کوچہ رائے مان عرف کوچہ رحمان سے خلیل الرحمٰن صاحب قصاب ملنے آئے تھے اور میرے لئے مصالحے دار کبابوں کا قیمہ اور گوشت بھی لائے تھے۔ خلیل الرحمٰن صاحب سالہا سال سے منادی اخبار پڑھتے ہیں اور میری تحریروں کے بہت دلدادہ ہیں۔ میں ایک دفعہ دہلی میں ان سے ملا تھا اور آج یہ پہلی بار میرے پاس آئے تھے مگر افسوس ہے کہ میں اس وقت گھر میں موجود نہیں تھا ان کی بے غرض محبت کا میرے دل پر مدت سے نقش ہے صحت ٹھیک ہوتی اور فرصت بھی ملتی تو میں روزانہ اُن کی دکان تک پیدل جایا کرتا۔

**خواجہ بانو بیمار ہو گئیں** سردی میں پچھلی رات درگاہ شریف میں جانے کے سبب آج خواجہ بانو کو نزلہ بخار ہو گیا ہے۔

# منادی کے ۲۰ عیب

منادی لمبے قد کے اخباروں سے بہت چھوٹے قد کا ہے
منادی پڑھنے کی عادت افیم کی سی عادت ہے
اس اخبار میں لکھائی چھپائی کی غلطیاں ہوتی ہیں
یہ اخبار سنیما کے اشتہار نہیں چھاپتا
فحش اشتہار نہیں چھاپتا
شرمناک تصویریں نہیں چھاپتا
حکومتوں اور لیڈروں کے عیب بیان کرتا ہے
نیک آدمیوں کی خوشامد کرتا ہے
اس میں ذاتی باتیں زیادہ ہوتی ہیں
اس کی مقررہ ترتیب نہیں ہوتی
اس میں خبریں نہیں ہوتیں
اس کے پڑھنے سے دشمنوں کا جی جلتا ہے

**ایسے غیبی اخبار کو نہ پڑھیے**

اور اگر جی نہ مانے تو خرید کر پڑھیے مُفت میں نہ پڑھیے۔
تاکہ مُفت خوری کا عیب پیدا نہ ہو جائے
جو انسان کے دل کو خودداری سے محروم کر دیتا ہے

# خواجہ حسن نظامی کا ضروری اعلان

## تاریخی جنتری

چونکہ کاغذ نایاب ہے یا کمیاب ہے اور زندگی کا دریا میرے لئے اب پایاب ہو گیا ہے یعنے کسی پل یا کشتی کے بغیر میں اس دریا کے پار پہنچ جانے کے لئے تیار بیٹھا ہوں اور میر انشا دہلوی کی زبان سے کہتا ہوں۔ بہت آگے گئے پیچھے + بہت تیار بیٹھے ہیں

اس واسطے اپنے پیش نظر کاموں کو جلدی جلدی سمیٹ رہا ہوں انہیں میں ایک کام تاریخی جنتری کا ہے۔ اور یہ ہندوستان کی خانہ جنگی دور کرنے اور ہندو مسلمانوں کو ایک دل و ایک عمل بنانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور بہت کارگر ہے۔ اس واسطے بہت نظر نمونے کے ایک چھوٹی سی تاریخی جنتری تیار کر دی ہے ایک مہینے کی جنتری ۲ آنے کو دی جائے گی اور پورے سال کی جنتری ۱۲ آنے کو دی جائیگی۔

جنتری کا ہر صفحہ یک رخا ہے پشت خالی ہے تاکہ دفتروں میں آویزاں کی جا سکے ہر صفحے میں ہجری اور عیسوی تاریخیں اور دن ہیں اور نیچے کسی بڑے تاریخی آدمی کا ایسا جامع تذکرہ ہے جس کو ہزاروں صفحات کا خلاصہ کہا جا سکتا ہے۔ اس تاریخی جنتری سے معلومات عامہ میں اضافہ ہوگا اور ہندو مسلمانوں کی غلط فہمیاں بھی دور ہو جائینگی۔

## معذرت

قلبی دوروں کی شدت کے سبب کتابوں اور اخباروں کا تبصرہ اس ہفتے نہ لکھ سکا اور خطوط بھی درج نہ ہو سکے۔ لیکن خدا نے فضل کیا اور دو دن سے دورے بند ہو گئے ہیں لہذا ۱۶ فروری کے اخبار میں یہ سب چیزیں درج ہو جائیں گی۔ اور چشتی پارٹی کے نئے ممبروں کی فہرست بھی شائع ہونی شروع ہو جائیگی۔ روزانہ ہر ڈاک میں میثاق نامے لگاتار آرہے ہیں۔

مسلمانوں کے ہتھے چڑھ جاتا تھا اس کی مشکیں باندھ لیتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں نے بڑی دُور تک مشرکوں کا پیچھا کیا اسکے بعد میدان جنگ میں واپس آگئے

جب مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین کا تعاقب کر رہی تھی اس وقت ایک جماعت مشرکوں کا چھوڑا ہوا سامان جمع کر رہی تھی۔ ایک جماعت رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھی۔ کچھ لوگ مجروحین کی مرہم پٹی کر رہے تھے اور کچھ لوگ شہیدوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ جب مسلمان مشرکوں کو بہت دور بھگا کر واپس آگئے تو مالِ غنیمت کو جمع کرنے والے مسلمانوں کو مدد دینے لگے۔

**مشرکوں کی نعشیں** اب میدانِ جنگ میں کوئی مشرک باقی نہ تھا جنگ ختم ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتحمندی حاصل ہوئی تھی اور مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ایک اندھے کنوئیں کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا کہ اسے صاف کر کے مشرکوں کی لاشیں اس میں ڈالدو اس حکم کے مطابق صحابہ نے کنوئیں کو صاف کیا اور اس میں ایک ایک مشرک کی لاش ڈالدی اُمیہ بن خلف بہت موٹا تھا اور اس کی لاش پھول گئی تھی جب [illegible]ن اُسے لے جانے لگے تو اس کی کھال اترنے لگی۔ اس لئے حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس کو اسی جگہ دفن کر دو۔

جب سب لاشیں کنوئیں میں ڈالی جا چکیں اور کنواں لاشوں سے بھر گیا تو حضورؐ کنوئیں کے پاس تشریف لائے۔ پہلے حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے وعدے کے مطابق فتح و کامیابی عطا فرمائی۔ پھر حضورؐ نے نعشوں کو مخاطب کر کے ارشاد کیا کہ "اے عتبہ ابن ربیعہ۔ اے شیبہ ابن ربیعہ۔ اے اُمیہ ابن خلف۔ اے ابوجہل بن ہشام اسی طرح

اور مشرکوں کے نام بھی حضور ؐ نے لئے) مجھ سے میرے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، میں نے سچا پایا۔ اور اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب تم بتاؤ کہ تم سے تمہارے خدا نے جو وعدہ کیا تھا اُسے بھی تم نے سچا پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ اے بے نصیب لوگو! تم نے اپنے نبی کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ ہم اپنے تھے لیکن غیروں سے بدتر ثابت ہوئے۔ تم نے اسے جھوٹا قرار دیا گھر سے بے گھر کیا۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔

جب رسول اللہ ؐ خاموش ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ آپ ان سے باتیں کر رہے ہیں جو مر گئے ہیں۔ کیا وہ آپ کی بات سن سکتے ہیں حضور ؐ نے فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ سن سکتے ہیں۔ انکو معلوم ہو گیا کہ خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا۔

اسکے بعد رسول اللہ ؐ نے عبد اللہ بن کعب کو ان کی ماتحتی میں چند صحابہ مقرر کر کے حکم دیا۔ کہ قریش کا سب سامان جمع کر کے اونٹوں پر لاد دو۔ ان کاموں میں عصر کا وقت ہو گیا۔ آنحضرت ؐ اور سب مسلمانوں نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد رسول اللہ ؐ نے کوچ کا حکم دیا۔

# مسلمانوں کی واپسی

مسلمانوں کا لشکر مدینے کی طرف واپس ہوا۔ دن چھپنے سے کچھ پہلے مسلمان اُثیل میں اترے یہ مقام بدر سے دو میل کے فاصلے پر ہے بعض صحابہؓ زخمی تھے۔ سامان بھی کافی تعداد ہو جانے پر آگے کسی بہتر پڑاؤ کے ملنے کی اُمید نہ تھی۔ اس لئے رسول اللہ ؐ نے اُثیل میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ رات بھر مسلمانوں نے اسی میدان میں آرام لیا۔ کچھ رات رہے حضور ؐ نے یہاں سے کوچ فرمایا۔ مسلمانوں کے ساتھ ستر قیدی بھی تھے۔ جن میں حضرت کے داماد ابو العاص

اور حضرت کے چچا حضرت عباس بھی تھے۔ یہ دونوں مشرکین بدر کے ساتھ حضور سے لڑنے آئے تھے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تھے حضور نے مسلمانوں کو ہدایت کر دی تھی کہ قیدیوں کو بہت آرام کے ساتھ رکھا جائے اور انہیں کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے چنانچہ صحابہ قیدیوں کیساتھ بڑی ہمدردی اور عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ خود پیدل چلتے تھے اور انہیں اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ خود کھجوروں پر قناعت کرتے تھے اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے تھے

جب حضور بدر سے کچھ دور نکل آئے تو حضور نے زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ کو مدینے روانہ کیا تاکہ یہ لوگ لشکر سے پہلے پہونچکر مدینے کے مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری سنائیں۔ بلکہ حضور نے زید بن حارثہ کو اپنی سانڈنی قصوا بھی عنایت فرمائی کہ یہ اس سانڈنی پر سوار ہو کر مدینے جائیں لشکر سے تو یہ دونوں بزرگ ایک ساتھ روانہ ہوئے لیکن عقیق پہونچکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور حضرت عبد اللہ زید بن حارثہ سے پہلے مدینے میں داخل ہوئے۔ مدینے پہونچتے ہی وہ بدستور سانڈنی پر سوار تمام مدینہ میں با آواز بلند فتح کی خبر سناتے گئے۔ انصار کو خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو ذلیل و خوار کر دیا۔ وہ قتل بھی ہوئے اور گرفتار بھی ہوئے ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ قتل ہو گئے حجاج کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے ابوجہل قتل ہو گیا۔ زمعہ بن اسود قتل ہو گیا امیہ بن خلف قتل ہو گیا سہیل بن عمرو وغیرہ سترمشرک گرفتار ہوئے "

مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو انہیں یقین نہیں آیا۔ عاصم بن عدی حضرت عبد اللہ کو الگ لے گئے۔ اور ان سے کہا "اے رواحہ کے بیٹے تم کیا کہہ رہے ہو کیا یہ باتیں سچ ہیں یا تم نے بے پر کی اڑائی ہے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔

سبحان اللہ تم کو اس میں کچھ شبہ ہے۔ خدا کی قسم میں نے جو کچھ کہا ہے بالکل سچ ہے۔ انشاء اللہ کل رسول اللہ بھی تشریف لے آئیں گے۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ ان کے ساتھ کتنے قیدی مشکیں بندھے ہوئے اور کتنے اونٹ مال غنیمت سے لدے ہوئے آتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ رض مدینے کے اس حصے میں گئے جو عالیہ کے نام سے مشہور ہے یہاں انصار کے کئی قبیلے آباد تھے ان کو بھی مسلمانوں کی فتح یابی کا مژدہ سنایا مسلمان بہت خوش ہوئے بچے خوشی سے شور کرتے ہوتے اور یہ کہتے ہوئے کہ کم بخت ابوجہل بھی قتل ہو گیا بہت بھاگ دوڑ گلیوں میں جمع ہو گئے رفتہ رفتہ مسلمانوں کی فتح کی خبر سارے مدینے میں مشہور ہو گئی جس وقت حضرت عبد اللہ رض مدینے والوں کو فتح کی خبر سنا رہے تھے حضرت زید رض بھی آ گئے اور انہوں نے بھی فتح کا مژدہ مسلمانوں کو سنایا۔

آج بہت سے مسلمان حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم کے جنازے کے ساتھ بقیع (قبرستان) میں گئے ہوئے تھے۔ جب مسلمانوں کی فتحمندی کا چرچا ہوا تو ایک منافق نے حضرت زید رض کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ سے کہا:۔ "میاں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے محمد صلعم (نعوذ باللہ) قتل ہو گئے اور اپنے ساتھ سب کو بھی انہوں نے تباہ کیا۔ ایک اور منافق حضرت ابو لبابہ سے کہنے لگا کہ تمہارے آدمیوں کی بری گت بنی۔ تمہارے محمد صلعم بھی (نعوذ باللہ) قتل ہو گئے تم دیکھتے نہیں، انہی کی اونٹنی پر تو زید رض چڑھا ہوا ہے اس کو بہت صدمے کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے مسلمانوں کو منافقوں کی یہ باتیں بہت گراں گزریں اور مسلمانوں نے منافقوں کو ان باتوں پر بہت برا بھلا کہا لیکن بیچارے جی میں ڈرتے بھی تھے کہ کہیں یہ سچ ہی نہ کہہ رہے ہوں۔

آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر ملی مدینے

میں پہونچی۔ حضور م کے آگے آگے حضرت شقران (حضور م کے غلام) تھے
رسول اللہ نے قیدی ان کے سپرد کئے تھے اور وہ اپنی نگرانی و نگہبانی میں
قیدیوں کو لئے آرہے تھے۔ مدینے کے مسلمانوں نے روحا تک پیشقدمی
کر کے حضور م کا استقبال کیا۔ اور سب مسلمان شادمانی و کامرانی کیساتھ مدینے میں داخل ہوئے

## تعزیت اور تلقین صبر

مدینے پہونچ کر رسول اللہ م نے سب سے پہلے شہدائے بدر کے وارثوں سے مل کر انہیں
صبر کی تلقین فرمائی اور شہدا کے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ مسلمانوں کا یہ
حال تھا کہ اول تو انہیں اپنے عزیزوں کا بدر میں شہید ہونا تھا پہلے ہی
چنداں غم نہ تھا۔ ان کو بڑا اطمینان تھا کہ خدا اور اس کے رسول م کی راہ میں
یہ لوگ کام آئے ہیں۔ اور بہ تقاضائے بشریت ان کے بچھڑنے کا کچھ ملال بھی
تھا۔ آنحضرت م کے تسلی دینے پر بالکل دور ہو گیا۔ ماں باپ اپنی اولاد کے شہید
ہونے پر رنجیدہ نہ تھے۔ بلکہ ان کی خوش نصیبی پر نازاں تھے۔ شہدا کے وارث
کہتے تھے کہ ہمارے عزیزوں کو خدا نے جنت عطا فرمائی۔ یہ خوشی کا موقع ہے
نہ کہ اس سعادتِ عظمیٰ پر غمگین ہونے کا۔ مدینے کے مسلمان زن و مرد خوش ہو
ہو کر یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے پیارے نبی م کو صحیح سلامت پالیا۔ بس اب ہمیں
کسی بات کا غم نہیں ہے اور اس کے علاوہ ہماری کوئی تمنا نہیں ہے۔

## مالِ غنیمت کی تقسیم

قریش ایسے حواس باختہ اور سراسیمہ ہو کر بھاگے تھے کہ وہ اپنا بہت سا سامان میدان جنگ میں
اور اپنے پڑاؤ میں اور بھاگتے وقت راستے میں چھوڑ گئے تھے مسلمانوں نے یہ
سب مال اکٹھا کر لیا اور رسول اللہ م کے حکم کے مطابق یہ سب چیزیں اونٹوں
پر بار کر دی گئیں۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق پہلے تو مسلمانوں کچھ ، خلاف رائے

ہوا۔ لیکن جب اس امر کے متعلق وحی نازل ہوئی اور رسول اللہؐ نے مسلمانوں کو حکم الٰہی سے آگاہ کیا تو سب اختلافات رفع ہو گئے اور جو جو چیزیں غنیمت میں ہاتھ لگی تھیں وہ سب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر کر دی گئیں۔

غنیمت میں جو چیزیں ہاتھ آئی تھیں ان میں صدہا زرہیں تھیں۔ ترکش اور تیر تھے۔ کمانیں تھیں۔ خود اور ڈھالیں تھیں۔ اور تلواریں تھیں۔ ایکسو پچاس اونٹ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ پہننے کے کپڑے بکثرت تھے قریش تجارت کے لئے بہت سا چمڑا اور کپڑا اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا ایک گھوڑا بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب مال مجاہدین اور شہدائے بدر کے وارثوں میں تقسیم کر دیا۔ جب حضورؐ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہؐ کیا آپ جوانوں اور بوڑھوں کو برابر حصہ دیں گے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں، بوڑھوں و ناتوانوں کی دعا اور برکت سے جوانوں کے دست و بازو میں طاقت پیدا ہوتی ہے اسلئے ان کو برابر کا حصہ ملیگا۔ الغرض رسول اللہؐ نے سب کو یکساں حصہ دیا۔ آٹھ آدمی بعض وجوہ سے جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ لیکن حضورؐ نے ان کو بھی حصہ دیا۔ اور جن صحابیوں کے پاس گھوڑے تھے ان کو پیدل کی نسبت دوگنا عطا فرمایا۔ جنگ بدر میں جو سامان غنیمت مسلمانوں میں تقسیم ہوا تھا ان میں سے بعض چیزیں بعض صحابیوں کی نسل میں عرصے دراز تک رہیں۔

## قیدیوں کا فدیہ

جنگ بدر میں قریش کے ستر آدمی مسلمانوں نے گرفتار کئے تھے۔ ان میں سے چند فتنہ پرداز اور شریر لوگ جنھوں نے مسلمانوں کو بہت ستایا تھا۔ مدینے پہونچنے سے پہلے قتل کر دئے گئے۔ باقی قیدیوں کے متعلق یہ امر غور طلب تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا

فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے مسلمانوں کی مالی حالت کا تقاضا تو یہ تھا کہ فدیہ لیا جائے تاکہ مسلمانوں کی تنگدستی دور ہو۔ لیکن سیاسی مصلحت اسی میں تھی کہ ان کو بے دریغ تہ تیغ کر دیا جائے۔

قیدی اُمید و بیم کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ان کے چند ساتھی قتل کر دیئے گئے تھے۔ اس لئے وہ سہمے جاتے تھے۔ ان کی بہادری اور دلیری جو شاعروں مقرروں اور عورتوں کے گیتوں سے جوش میں آئی تھی رخصت ہو چکی تھی اور ان کو اپنی زندگی پیاری تھی کہ وہ اپنا سب کچھ دے کر اسے خریدنا چاہتے تھے۔ قیدیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ (حضرت) ابو بکرؓ بہت رحمدل اور کنبے کا لحاظ کرنے والے آدمی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ان کی بہت خاطر کرتے ہیں۔ ابو بکرؓ کو بلا کر ان سے اپنی مصیبت اور مایوسی بیان کی جائے۔ اور ان کو آمادہ کیا جائے کہ وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں ہماری سفارش کریں اور یہ کہیں کہ یہ سب تمہارے رشتے ناتے کے لوگ ہیں۔ انہیں چھوڑ دو۔ ان کے بال بچے تمہیں دعائیں دیں گے۔ اور اب ان کا خون بہانے سے نہیں کیا ملے گا۔

## قیدیوں کے متعلق حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا مشورہ

جب قیدیوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے سفارش کے لئے کہنا چاہیئے۔ تو انہوں نے ایک شخص کو حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ تشریف لا کر ان کی معروضات سن لیں۔ حضرت ابو بکرؓ یہ پیام سن کر قیدیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ قیدیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ قیدیوں نے بڑی عاجزی اور خوشامد کے ساتھ عرض کیا کہ ابو بکرؓ ہمارا اور آپ لوگوں کا تعلق کیسا مضبوط ہے۔ اس تعلق کا خیال نہ کرنا

گویا ناخن سے گوشت جدا کرنا ہے۔ آپ دیکھئے تو سہی۔ ہم میں سے کوئی کسی مسلمان کا باپ ہے کوئی بیٹا ہے۔ کوئی چچا ہے۔ غرض ہر ایک کچھ نہ کچھ رشتہ ضرور رکھتا ہے۔ اب آپ سے یہ عرض ہے کہ ان رشتوں کا لحاظ کیجئے۔ اور ہمارے حال پر رحم فرما کر اپنے رسول سے ہماری سفارش کیجئے۔ اور ان سے کہئے۔ کہ براہِ کرم ان کو چھوڑ دیجئے۔ اگر یوں چھوڑنا منظور نہیں ہے تو ہم سے فدیہ لے لیں اور ہمیں اپنے بال بچوں کے پاس جانے دیں۔ ابوبکرؓ آپ ہماری رہائی کی کوئی صورت نکالئے۔ ہمیں آپ کی رحمدلی اور نیک مزاجی سے پوری امید ہے کہ آپ ہم کو موت کے پنجے سے ضرور رہائی دلوا دیں گے"۔ مشرکین کی معروضات سنکر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں انشاءاللہ کوشش میں کوئی طریقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔ اور تمہاری رہائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کروں گا۔

حضرت ابوبکرؓ کے جانے کے بعد قیدیوں نے آپس میں کہا کہ عمرؓ کو بھی ہموار کر لو۔ وہ ہم لوگوں سے بہت خار کھائے ہوئے ہیں۔ اور مزاج کے بھی سخت ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہم سے برگشتہ کر دیں۔ اور بنی بنائی بات بگڑ جائے۔ اس تجویز کے مطابق ایک شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ قیدیوں نے جو کچھ حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا تھا وہ ان سے بھی عرض کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی معروضات سنکر فرمایا کہ تم اطمینان رکھو تمہارے حق میں مجھ سے جتنی برائی اور سختی ہو سکیگی میں اس میں کمی نہیں کرونگا۔

یہاں سے اٹھ کر حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کے پاس کئی صحابی بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ

قیدیوں کے متعلق سفارش کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ قیدی لوگ ہمارے بھائی بند ہیں۔ کوئی کسی مسلمان کا باپ ہے۔ کوئی بیٹا ہے۔ کوئی بھائی ہے کوئی چچا ہے۔ آپ تو ان پر مہربانی ہی فرمائیے تو اچھا تھا۔ ان کی جان بخشی کیجئے ان کو رہائی دیجئے یا ان سے کچھ مال لے کر انہیں چھوڑ دیجئے۔ کیا عجب ہے کہ آگے چل کر ان پر خدا کا فضل ہو اور یہ اسلام لے آئیں۔ ان سے مال لینے میں ہمارا فائدہ بھی ہے۔ کیونکہ اس وقت مسلمان تنگدست ہیں۔ اس رقم سے انہیں فراخ دستی حاصل ہو جائے گی۔ ان کی جہالت اور نادانی پر نہ جائیے اپنے لطف و کرم کو دیکھئے۔ الغرض حضرت ابوبکرؓ دیر تک رسول اللہؐ سے عرض و معروض کرتے رہے۔ لیکن حضورؐ بالکل خاموش رہے۔ اور ان کی باتوں کا کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کے قریب آئے۔ اور قیدیوں کے متعلق عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ سب خبیث ہیں اللہ کے دشمن ہیں۔ انہوں نے آپ کو جھوٹا قرار دیا۔ آپ کو گھر سے بے گھر کیا۔ پھر آپ پر چڑھائی کی۔ اور پردیس میں بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ آپ بے تامل ان سب کے قتل کا حکم دیجئے ان کے دل کفر و گمراہی سے تاریک ہو چکے ہیں انہوں نے آپ کو اور مسلمانوں کو جو ایذائیں دیں اور جیسی تکلیفیں پہونچائیں وہ ظاہر ہیں مسلمان ان سے خار کھائے ہوئے ہیں۔ ان کے دل دکھے ہوئے ہیں۔ ان کے قتل سے کچھ تو ان کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ رسول اللہؐ نے حضرت عمرؓ کی معروضات کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔ اور بدستور خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ کے بعد پھر حضرت ابوبکرؓ سرور عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک قیدیوں کی سفارش کرتے رہے۔ ان کے اُٹھ جانے کے بعد حضرت عمرؓ پھر حاضر

اور رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ان قیدیوں کو قتل کیا جائے۔ اور ان سے مال لے کر نہ چھوڑا جائے۔ آپ بھی آنحضرت صلعم خاموش رہے۔ غرض تین بار حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں کی سفارش کی۔ اور تین بار حضرت عمرؓ نے قیدیوں کے قتل کے متعلق عرض کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں میں سے کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور حجرے میں تشریف لے گئے۔

مسلمان حیران تھے کہ دیکھئے رسول اللہ صلعم کیا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی سفارش کارگر ہوتی ہے۔ یا حضور صلعم حضرت عمرؓ کے مشورے پر عمل کرتے ہیں بعض مسلمان حضرت ابوبکرؓ کے ہم خیال تھے۔ اور بعض حضرت عمرؓ کے ہم خیال تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلعم حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضور صلعم نے لوگوں کی چہ میگوئیاں سنکر فرمایا کہ تم لوگ اپنے ان دونوں بھائیوں کے متعلق کیا کہتے ہو یہ دونوں اپنی اپنی جگہ صائب الرائے ہیں۔ ابوبکرؓ کی حالت حضرت ابراہیم جیسی ہے۔ جو بڑے نرم دل اور اپنی امت پر بڑے مہربان تھے۔ عمرؓ کی حالت حضرت نوح جیسی ہے۔ جنھوں نے اپنی امت کی مسلسل نافرمانی سے بیزار اور مایوس ہوکر اس کے حق میں بددعا کی۔ ابوبکرؓ بھی ٹھیک کہتے ہیں اور عمرؓ بھی ٹھیک کہتے ہیں۔ اب میں تم لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے تو آئندہ سال مسلمانوں کے بھی اتنے ہی آدمی شہید ہوں گے۔ اگر ان کو قتل کر دیا جائے تو آئندہ سال مسلمانوں کو کچھ خطرہ نہ ہوگا۔ البتہ اس وقت مسلمانوں کو فدیہ کی جو رقم ملتی ہے وہ اس صورت میں نہیں ملے گی۔ ان دونوں صورتوں کو واضح کر کے حضور صلعم نے مسلمانوں سے پوچھا۔ کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ حضرت سعد بن معاذؓ وغیرہ چند مسلمانوں نے تو

یہ کہا کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے لیکن باقی مسلمانوں نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر آئندہ سال ہم میں ستر آدمی شہید ہو جائیں گے تو ہمیں اس کا کچھ غم نہیں کیونکہ جو مسلمان شہید ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے اس وقت مسلمان نادار ہیں۔ اور انہیں روپئے کی سخت ضرورت ہے۔ پس قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دینا ہی مناسب ہے

**رہائی کا حکم** اس گفت و شنید کے بعد حضورؐ نے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دینے کا حکم صادر فرمایا۔ قیدیوں کا حال یہ تھا کہ پہلے تو ہر قیدی اپنے گرفتار کرنے والے کے قبضے میں تھا۔ لیکن بعد میں قرعہ ڈالا گیا اور جو قیدی جس کے نام پر نکلا اس کے حوالے کیا گیا۔

جب فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دینے کا حکم ہو گیا تو قیدیوں نے اپنے وارثوں کو اطلاع دی۔ کہ وہ فدیہ کا روپیہ لے کر آئیں اور انہیں چھڑا لیں۔ فدیہ کی رقم قیدی کے حسب حیثیت دو ہزار سے چار ہزار درہم تک مقرر کی گئی تھی۔ بدر کے وارث روپیہ لے کر آئے۔ اور قیدیوں کا فدیہ دیکر ان کو چھڑا لے گئے رسول اللہؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ کے فدیہ میں ایک ہار ارسال کیا۔ یہ وہ ہار تھا۔ جسے حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کی شادی کے وقت جہیز میں دیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اس ہار کو دیکھا تو گذشتہ واقعات، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت یاد کر کے آب دیدہ ہو گئے۔ حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ابو العاص کے فدیہ میں یہ ہار لے لو۔ یا میری بیٹی کو اس کی مرحوم ماں کی یادگار واپس کر دو۔ مسلمانوں نے دلی خوشی کیساتھ ہار واپس کر دیا اور ابو العاص کو فدیہ لئے بغیر چھوڑ دیا گیا۔

الغرض چند قیدیوں کو تو فدیہ لئے بغیر چھوڑ دیا گیا۔ اور باقی سب سے فدیہ

لیا گیا۔ اور بدر کی لڑائی پر جاتے وقت رسول اللہ نے بارگاہ الٰہی میں اپنے ساتھیوں کی تہی دستی کے متعلق جو دعا کی تھی وہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ اب ان کے پاس سواریاں بھی تھیں۔ کپڑے تھے ہتھیار بھی تھے۔ اور روپیہ بھی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کفار سے فدیہ لیکر چھوڑنا پسند نہیں آیا۔ اور قرآن میں خفگی نازل ہوئی

## شکست خوردہ مشرکین کی مکے میں واپسی

مشرکین جب بدر کے میدان سے فرار ہوئے تو سیدھی راہ چھوڑ کر دوسرے راستوں سے کٹھ کریں کھانے اور طرح طرح کی تکلیف اٹھاتے ہوئے مکے پہنچے شکست خوردہ لوگوں میں سب سے پہلے حیسمان بن حابس خزاعی مکے میں وارد ہوئے اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں بہرہ اور بال گرد آلود تھے۔ کہتا کچھ تھا اور زبان سے نکلتا کچھ اور تھا اسے دیکھ کر اہل مکہ جمع ہو گئے۔ اور بدر کی لڑائی کا حال پوچھنے لگے جب حیسمان کے حواس بجا ہوئے تو اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا بھائیو! میں لڑائی کا حال تمہیں کیا سناؤں ہم سب لوگ مٹ گئے برباد ہو گئے ہم عزت۔ دولت اور اپنی قوم کے سردار غرض سبھی کچھ بدر میں تباہ کر کے آئے ہیں۔ افسوس وہ کونسی منحوس گھڑی تھی کہ جب ہم نے بدر میں جانے کا ارادہ کیا تھا ابوجہل کو خدا سمجھے وہ ہمیں زبردستی لیگیا ہم اطمینان اور چین سے بیٹھے ہوئے تھے اس نے بیٹھے بٹھائے ہمیں گھر سے نکالا اور تباہی میں ڈالا

حیسمان کی تقریر سنکر صفوان بن امیہ نے کہا حیسمان سب چھوڑ تو اس طرح بین کرنا موقوف کر۔ جو واقعات تجھے معلوم ہیں اور بدر میں جو کچھ گذرا

ہے وہ صاف صاف بیان کردے۔

جیسمان نے کہا۔ کیا بیان کردں کس زبان سے کہوں۔ اچھا وہ باتیں سننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جن کے سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہو سکتا۔ ہائے ہائے عتبہ مارا گیا۔ شیبہ مارا گیا۔ دشمنوں نے ولید کا سر کاٹ ڈالا۔ حیف صد حیف۔ ابو البختری زمعہ بن اسود اور حجاج کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے۔ اُمیہ ابن خلف اور اس کے بیٹے علی کو مسلمانوں نے بُری طرح ذبح کر ڈالا سب سے بڑھ کر یہ کہ ابو جہل کو بھی حالانکہ بنی مخزوم ہر طرف سے اُسے گھیرے ہوئے تھے۔ انہوں نے قتل کر دیا۔ آہ میں کس کس کا نام لوں ہمارے بہت سے آدمی لڑائی میں مارے گئے۔ اور جتنے مارے گئے اتنے ہی گرفتار ہو گئے"۔

اہلِ مکہ جیسمان کی تقریر سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تو صفوان ابن اُمیہ نے کہا۔ کہ اس خبیث کی باتوں پر نہ جاؤ۔ یقیناً اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ غور تو کرو جن لوگوں کا یہ نام لے رہا تھا ان کی طرف کہیں مسلمان آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اتنے بڑے لشکر پر مٹھی بھر مسلمان اور وہ بھی بے سروسامان کیونکر فتحیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ یا دل سے باتیں بنا رہا ہے میں سمجھ گیا۔ لو سنو! یہ خبیث ایک سرے سے لڑائی میں گیا ہی نہیں یہیں کہیں چھپ رہا ہو گا۔ اب اس کے باپ بھائی بدر میں مارے گئے تو اس کا دماغ خراب ہو گیا۔ اور ایسی واہی تباہی باتیں بک رہا ہے جیسمان نے صفوان کی باتوں کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اور اپنی تقریر کو بدستور جاری رکھتے ہوئے کہا۔ بھائیو! سہیل بن عمرو اور نضر بن حارث بھی گرفتار ہو گئے۔ مکے والوں نے پوچھا جیسمان تمہیں کیونکر معلوم ہوا جیسمان نے کہا میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی مشکیں بندھی ہوئی دیکھیں تھیں۔

اہل مکہ کچھ شک کچھ یقین کے ساتھ حیسمان کی باتیں سن رہے تھے کہ یکے بعد دیگرے کئی آدمی بدر کے میدان سے بھاگے ہوئے اور آ گئے۔ اور انہوں نے بھی حیسمان کے بیان کی تصدیق کی۔ تھوڑی دیر میں بہت سے شکست خوردہ لوگ افتاں خیزاں مکے میں داخل ہوئے۔ اور اب لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ حیسمان نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ شکست اور بڑے بڑے لوگوں کے قتل کا حال معلوم کر کے مکے میں طوفان برپا ہو گیا۔ گھر گھر میں کہرام مچ گیا۔ مائیں اپنی اولاد کو بہنیں اپنے بھائیوں کو بیٹیاں اپنے باپوں کو یاد کر کے سر پیٹنے لگیں۔

## ابوسفیان کی تقریر۔ انتقام کی قسم

یزید کے دادا ابوسفیان نے جب یہ حال دیکھا تو آدمیوں کو بھیجکر رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کی ممانعت کرا دی۔ اور مکے کے سب زن و مرد کو جمع کر کے نہایت مؤثر الفاظ میں ان سے کہا۔ میں تم سب لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ بدر میں جو لوگ قتل ہو گئے ہیں۔ ان کا سوگ نہ کیا جائے۔ ان پر کوئی شخص نہ روئے۔ نہ اظہار افسوس کرے۔ دیکھو اگر تم جزاع فزاع کرو گے تو مسلمان تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اور وہ تم پر اور زیادہ شیر ہو جائیں گے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمہاری بھڑاس نکل جائے گی اور اس طرح سے تمہارے دل میں بدلہ لینے کا جذبہ کم ہو جائیگا۔ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں سے تمہاری نفرت اور عداوت کم ہو جائے گی۔ حالانکہ یہ بہت ضروری چیز ہے۔ اور یہ عداوت جب تک تم میں اور تمہاری اولاد میں باقی نہیں رہے گی اس وقت تک تم اپنے جانے والوں اور سرداروں کا بدلہ نہ لے سکو گے۔ اے قریش تم گھبراؤ نہیں جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اپنی پوری طاقت مسلمانوں سے بدلہ لینے میں صرف کر دو۔ اے

میرے عزیز بھائیو! تم بالکل اطمینان رکھو۔ ابوسفیان کے بدن میں جب تک خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔ وہ انتقام سے باز نہیں آسکتا۔ انتقام انتقام ہاں انتقام ہی سے اپنے دلوں کی آگ کو کسی قدر بجھا سکتے ہیں، اے آل غالب انتقام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یاد رکھو کہ جس طرح مسلمانوں نے ہمارے سرداروں کو خاک میں ملایا ہے۔ اسی طرح ہم ان کے سرگروہوں کو چن چن کر قتل کریں گے۔ ہم جب تک اپنے ایک ایک آدمی کے بدلے دس دس آدمیوں کا خون نہ بہالیں گے۔ چین نہیں آئیگا۔ اگر ہماری عمر نے وفا نہ کی تو ہم اپنی اولاد کو وصیت کریں گے اور مائیں اپنے دودھ کا واسطہ دلائیں گی کہ وہ بنی ہاشم اور ان کی اولاد سے بدر کے مقتولوں کا بدلہ لیں۔ یہ حمزہ ؓ یہ علی ؑ جنھوں نے آج ہم کو تباہ کیا ہے۔ کل ہم ان کو تباہ کریں گے۔ اور اگر آج ہم کو موقع نہیں ملیگا تو جب موقع ملیگا ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ ان کو اور ان کی اولاد کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کریں گے اے قریش تم ضبط و تحمل سے کام لو۔ عنقریب تم کو بدلے کا موقع ملجائیگا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تم سب گواہ رہو۔ میں تمہارے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ جب تک میں مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک نہ تیل لگاؤں گا نہ عورتوں کے پاس جاؤں گا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں زینت اور عورتوں کا کتنا شائق ہوں؟

ابوسفیان کی اس تقریر نے قریش کے دلوں میں سلگتی ہوئی آگ کو مشتعل کر دیا وہ جوش میں بھر گئے۔ ان کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اور انہوں نے عہد کیا کہ ہم بھی اس وقت تک اپنے لئے عیش و آرام کو حرام سمجھیں گے جب تک مسلمانوں سے اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں گے۔ عورتوں میں عتبہ کی بیٹی ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی۔ یعنی یزید کی دادی اس معاملے میں سب سے پیش پیش تھی

قریش کی چند عورتیں اس کے پاس گئیں۔ اور اس سے کہا۔ کہ آپ تیرے باپ چچا اور بھائی پر رو بیٹھیں۔ یہ سن کر وہ عورتوں پر خفا ہوئی اور کہنے لگی۔ کہ بے وقوفو! اتنا نہیں سمجھتیں کہ ہمارے رونے پیٹنے سے محمد ؐ اور اس کے ساتھی مذاق اڑائیں گے۔ پھر یہ بھی ہے کہ میرے رونے پیٹنے سے میرے دل کو تسلی نہیں ہو سکتی۔ تم کو معلوم نہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے جب تک محمدؐ۔ علی کرم اللہ وجہہٗ حمزہ رضؓ سے بدلہ نہ لے لوں گی اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالوں گی اور نہ شوہر کے پاس جاؤں گی۔ حارث کی بیٹی بھی حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ کی بہت دشمن تھی۔ اور یہ کہتی تھی کہ میں جب تک انکی کھوپریوں میں اپنی قوم کو شراب نہ پلاؤں گی۔ اس وقت تک میرا دل ٹھنڈا نہ ہوگا۔ ان عورتوں نے غلاموں کو سو سو اونٹ۔ اشرفیاں اور زیور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اُن سے کہتی تھیں۔ کہ کسی طرح ہمارے عزیزوں کے خون کا بدلہ لے کر ہمارا غم غلط کر دو۔ نوفل بن معاویہ وغیرہ بنی اُمیہ لوگوں کو اکسا ئے پھرتے تھے۔ اور ان سب کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریش اور خاصکر بنی اُمیہ عامۃ مسلمین اور خاصکر بنی ہاشم کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ بنی اُمیہ کے حسد۔ جوش انتقام اور فتنہ پردازی کا یہ نتیجہ تھا۔ جو پہلے جنگِ اُحد کی صورت میں نمودار ہوا جنگِ اُحد میں مسلمانوں کا خون بہا کر اور حضرت حمزہ رضؓ کا کلیجہ چبا کر اور اکابر صحابہ کی نعشوں کا مُثلہ کر کے بھی اُن کو چین نہیں آیا۔ وہ بدستور آمادۂ انتقام رہے۔ لیکن مسلمانوں اور بنی ہاشم کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے آگے انہوں نے عیاری اور مکاری کے ساتھ ہتھیار ڈالدیئے وہ مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ اس کے سوا اور چارہ کار نہ تھا۔ لیکن اُن کے دل بدستور حسد اور کینے سے بھرے رہے۔

اب جنگ احد کا حال سُنیئے جو ایک سال کے بعد بدر کے انتقام میں برپا ہوئی۔

خواجہ حسن نظامی پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہل بیت پریس میں چھپوا کر درگاہ حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا۔

دنیا کے بت کدے میں پہلا یہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے یہ پاسباں ہمارا

کعبے شریف کا ہفت روزہ اخبار

# منادی
دہلی

# منادی کے ناظرین کی ۱۲ صفات

۱- خدا کو ایک مانتے ہیں

۲- روحانی طاقت کا یقین رکھتے ہیں

۳- اردو زبان میں خط اور پتے لکھتے ہیں

۴- اردو زبان کی کتابیں پڑھتے ہیں۔

۵- ہندستانی قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بناتے ہیں

۶- خواجہ حسن نظامی کے روزنامچے سے سبق لیتے ہیں

۷- کسی سے لڑتے نہیں اور لڑائی دُور کرتے ہیں۔

۸- اپنی روزی محنت سے کماتے ہیں

۹- اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں

۱۰- وقت کی قدر کرتے ہیں

۱۱- بیوی بچوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں

۱۲- سچ بولتے ہیں، دیانتدار ہیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸


ہر عورت مرد بچے کا دل اور دماغ روشن کرنے والا
تمام دنیا کی چشتی پارٹی کا ہفت روزہ اخبار


# منادی دہلی


| سالانہ قیمت دو روپے | سنہ ۱۳۶۴ھ ۱۸ صفر — سنہ ۱۹۴۵ء یکم فروری | ایڈیٹر علی بن حسن نظامی |
| --- | --- | --- |


## اسم اعظم کی برکت کا نمک

### ہر انسان کی دعوت

سب انسانوں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے کے لئے میں ساری دنیا کے آدمیوں کو اسم اعظم اللہ کے لنگر کا نمک کھانے کی دعوت دیتا ہوں جو اس دعوت کو قبول کرے مجھ سے ایک ڈبہ نمک کا منگالے۔ ڈاک کا محصول دینا ہو گا۔ قیمت یا نذر یا فیس کچھ نہیں لی جائیگی کیونکہ اسم اعظم اللہ کے لنگر کا نمک کسی کی قیمت کا محتاج نہیں ہے۔ اور تاثیرات کے لحاظ سے بھی بیش قیمت ہے۔ جو یہ نمک کھائیگا دل کی ہر مراد پائے گا۔ عمر بڑھ جائے گی۔ بیماریوں سے بچیگا۔ اللہ کے فضل کے غیبی خزانوں سے اس کے گھر میں روزی رزق کی بارش ہونے لگیگی۔ کیونکہ وہ اللہ کا مہمان بن جائیگا۔ اس نمک پر اسم اعظم حروف مقطعات کے مرموز طریقوں سے دم کیا جاتا ہے اس لئے اس کی تاثیرات عجیب و غریب ہو جاتی ہیں۔

حسن نظامی

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

# اسم اعظم کے نمک کی تقسیم

چونکہ اسم اعظم کے نمک کا لنگر اللہ کا لنگر ہے۔ اس لئے اس میں سب آدمی اور سب جانور جو نمک کھاتے ہوں شریک ہیں۔

تقسیم اس طرح ہوگی کہ جہاں جہاں میرے مرید اور خلیفہ اور تعلق والے ہیں اُن کو یہ نمک بھیجا جائیگا اور وہ اپنے علاقے کے اُن لوگوں کو تقسیم کردینگے جو اللہ کے لنگر کی اس دعوت عام میں شریک ہونا چاہیں

# چشتی برادری کے ممبروں کا فرض

چشتی برادری کے ممبروں کا فرض ہے کہ وہ اسم اعظم اللہ کے لنگر کا نمک تقسیم کرنے کے لئے مجھ سے منگالیں۔ دُور کے مقامات پر ریل کے پارسل منگائے جائیں یا ڈاک کے پارسل منگائے جائیں

جو لوگ یہ نمک لینے آئیں وہ پسا ہوا پاؤ سیر نمک اپنے ساتھ لائیں۔ اور اس نمک میں اسم اعظم کے نمک کا ایک چھوٹا چمچہ ڈال کر ملا دیا جائے اور تاکید کی جائے کہ اس نمک کو ادب سے اونچی جگہ رکھا جائے۔ اور ہر کھانے میں یہی نمک کھایا جائے۔ چشتی بھائیوں اور بہنوں کو لازم ہے کہ وہ غریب اور نادار لوگوں کو کوشش کرکے یہ نمک تقسیم کریں تاکہ ان کی غریبی اور مفلسی دور ہو اور ان کے دلوں میں روحانی پاکیزگی پیدا ہو۔ اور ان کے گھروں کی بیماریاں دُور ہوں۔ اور ان کے آپس میں محبت پیدا ہو۔ کیونکہ اس نمک کی سب سے بڑی تاثیر یہ ہے کہ اس کے کھانے سے دلوں کے کینے اور حسد دور ہوجاتے ہیں۔ اور اللہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہے۔

اسم اعظم کے نمک کی روانگی شروع ہوگئی ہے۔ اسلئے یہ اعلان ضروری ہے تاکہ جن کو یہ نمک پہنچے وہ اپنے گھروں میں اس کا استعمال شروع کریں اور دوسروں کو بھی تقسیم کریں۔ مگر اس طریقے سے کہ پاؤ بھر نمک میں ایک چھوٹا چمچہ اسم اعظم کے نمک کا ملا لیا جائے

ایک سال کی تقسیم عام کے بعد میں اسم اعظم اور حروف مقطعات کا مرموز عمل شائع کردونگا۔ تاکہ ہر شخص اپنے گھر کے نمک کو خود تیار کرلیا کرے اور سارا ملک ایک دل ہوجائے۔ حسن نظامی

# عِرفانُ الانسان بِلسانِ القرآن

## انسان کی پہچان - بزبانِ قرآن

**سوال** } انسان کیا چیز ہے؟

**جواب** } آئینہ دیکھ لو۔

**سوال** } آئینہ میں فقط چہرہ دکھائی دیا۔

**جواب** } یہ چہرہ انسان ہی کا ہے۔

**سوال** } بغیر آئینے کے اپنا چہرہ کیوں نظر نہیں آتا؟

**جواب** } اس لئے کہ ہر آدمی کے چہرے میں خدا کا چہرہ ہوتا ہے۔

**سوال** } تو کیا ہر آدمی خدا ہے؟

**جواب** } نہیں خدا ہرگز نہیں ہے۔

**سوال** } پھر انسانی چہرے میں خدا کا چہرہ کیوں کہا؟

**جواب** } خدا نے قرآن میں کہا ہے أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ - تم آدمی جس طرف بھی رُخ کرتے ہو خدا کا چہرہ بھی اُسی رُخ ہوتا ہے

**سوال** } اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ آدمی کا چہرہ خدا کا چہرہ ہے؟

**جواب** } مگر یہ تو ثابت ہوا کہ خود خدا کہتا ہے کہ آدمی جدھر دیکھتا ہے خدا کا چہرہ اُسی رُخ ہوتا ہے۔

**سوال** } اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ خدا ہر جگہ ہے

**جواب** } مگر یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا کا چہرہ بھی ہے۔

**سوال** } خدا نے اپنے چہرے کا ذکر محض سمجھانے کو کیا ہے ورنہ خدا کا چہرہ نہیں ہوتا۔

**جواب** } میں بھی سمجھانے کے لئے کہتا ہوں کہ انسان اپنے چہرے کو آئینے بغیر اس لئے نہیں دیکھ سکتا کہ انسان کے چہرے میں خدا ہوتا ہے۔

**سوال** } چہرے میں خدا کیونکر ہو سکتا ہے چہرے کی سمت ہونا کہا گیا ہے۔ چہرے میں ہونا نہیں کہا گیا۔

**جواب** } اگر چہرے کے باہر کی سمت خدا ہے تو چہرے کے اندر بھی ہونا چاہئے۔ اور جب

ہر جگہ ہے تو چہرہ بھی ایک جگہ ہے وہاں بھی ہونا چاہیئے

**سوال**: یہ تو منطقی جواب ہے۔

**جواب**: منطق کا مادہ نطق ہے۔ اور نطق عربی میں بولنے کو کہتے ہیں۔ اور انسان میں جو بولتا ہے وہ کون ہے؟ ہندی شاعر نے کہا ہے: "تری نگری میں بولتا ہے کون؟" میں جواب دیتا ہوں: "میری نگری میں بولتا ہے تو" پھر تو پوچھتا ہے کہ تو سے مراد اگر میں ہوں تو میں خدا نہیں ہوں مخلوق بندہ ہوں۔ میں کہتا ہوں تو بھی مخلوق بندہ۔ میں بھی مخلوق بندہ۔ پھر یہ بولتا ہے کون؟

اس منطق کا جواب دے مگر تو کیا جواب دے گا تیرا دوست تما دشمن شیطان بھی باوجود فرشتوں کا پروفیسر ہونے کے اس کا جواب نہیں دے سکا۔ اگر شیطان عارف ہوتا تو آدم کو سجدہ کر لیتا۔ کیونکہ سجود آدم نہ تھا بلکہ سجدہ تو امر رب کو تھا۔ آدم تو پتھر کے مکان کعبے کی طرح ایک سمت سجدہ تھا۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ تیرے چہرے میں خدا کا چہرہ ہے۔ اور چونکہ ذات کے سامنے آجانا اپنی برتر اور اعلیٰ شان کے

خلاف سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ ہر آدمی کے چہرے کے اندر اپنا چہرہ چھپا دیتا ہے۔

**سوال**:- یہ بھی منطقی چال ہے۔ میری عقل کی چڑیا کو انشا پردازی کا دانہ دکھا کر اس جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔

**جواب**: عقل انسان کو ملی کسی اور مخلوق کو نہ ملی۔ اور عقل ہی وہ آئینہ ہے جس سے خدا کے دیدار کا راستہ دکھائی دیتا ہے۔ اور وہ راستہ ہر آدمی کی آنکھوں کے اندر سے منزل مقصود تک گیا ہے۔ لہذا تو خود کو پہچان۔ یہی ہے قرآن کا فرمان اور یہی ہے خدا کی زبان۔

جس نے یہ کہا ٹھیک کہا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (ترجمہ) جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا یعنی اپنے وجود اور ہستی کو جان لیا اُس کو اپنے رب کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی جان کے جاناں کو جان جاتا ہے۔

انسان کا نفس امّارہ ہو یا لوّامہ ہو یا مطمئنّہ ہو نفس ہونے کی حیثیت سے جدا نہیں ہوتا۔ اور وہی حیثیت جاننے پہچاننے کے قابل ہے۔

# خواجہ حسن نظامیؒ کے نوٹ

## منادی کا چھوٹا قد

منادی کا سائز بدلنے کی نسبت موافق اور مخالف خیالات ظاہر کیے جا رہے ہیں۔ مخالفت کرنے والوں نے اس کے سوا کوئی دلیل نہیں لکھی کہ منادی کی شان میں فرق آگیا ہے۔

میں اپنے چھوٹے قد کے منادی کی طرف سے لکھتا ہوں کہ جب آندھی آتی ہے تو اونچے درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ہیں۔ مگر چھوٹے قد کے درختوں کا بال بیکا نہیں ہوتا۔ لہذا منادی بھی چھوٹا اور اس کا چلانے والا بھی چھوٹا

## سرورق پر کعبے کی تصویر

میری تمنا ہے کہ منادی کے سرورق پر کعبہ شریف کی رنگین تصویر شائع ہوا کرے تاکہ کعبہ اور نقش کعبہ کی تبلیغ آٹھویں دن ہوتی رہے مگر مشکل یہ ہے کہ آج کل تصویروں کی چھپائی بہت گراں ہو گئی ہے۔ خصوصاً رنگین چھپائی تو بہت ہی زیادہ گراں ہے۔

منادی کے صفحات بڑھانے سے خرچ بڑھ گیا ہے۔ اس کے علاوہ کتابی صورت میں کر دینے سے اب اس کا خرچ جلد بندی کا بھی گراں ہو گیا ہے اور قیمت دو تہائی کم ہو گئی ہے تاہم میں سب کچھ برداشت کروں گا۔ اور خدا نے چاہا تو کعبے کی رنگین تصویر آٹھویں دن شائع کیا کروں گا جس سے منادی کی شان اور بڑھ جائیگی

## کاٹھیاواڑ انڈسٹری لمیٹڈ

ریاست جوناگڑھ صوبہ بمبئی کے علاقے کاٹھیاواڑ میں ایک بڑی اسلامی ریاست ہے یہاں کے حکمران بابی نسل کے افغان ہیں۔ اور ریاست کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ ہے

جوناگڑھ کے موجودہ دیوان خان بہادر محمد حسین عبدالقادر صاحب سندھ کے رہنے والے ہیں اور بہت کارگزار وزیر ہیں۔ ان کے زمانے میں ریاست نے بہت ترقی کی ہے اور ہز ہائینس نواب صاحب کو ان پر بہت اعتماد ہے۔

دیوان صاحب نے ریاست کی آمدنی بڑھانے میں بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے ریاست کے ہر ڈیپارٹمنٹ میں نئی ترقی نظر آرہی ہے لیکن موجودہ زمانے میں انڈسٹری کے بغیر کوئی ریاست بام عروج پر نہیں پہنچ سکتی اس لئے دیوان صاحب نے ریاست جوناگڈھ میں انڈسٹری کو فروغ دینے کی طرف خاص توجہ مبذول کی ہے چنانچہ خبر آئی ہے کہ کاٹھیاواڑ کے مشہور ماہر انڈسٹری موسیٰ بھائی صاحب نے بہت بڑے سرمائے سے کاٹھیاواڑ انڈسٹری لمیٹڈ کمپنی قائم کردی ہے۔

موسیٰ بھائی صاحب کی نسبت منادی میں پہلے کئی بار لکھا جاچکا ہے کہ وہ تجارت اور انڈسٹری کی غیر معمولی سمجھ رکھتے ہیں۔ اور ان میں ملک کی پیداوار سے کام لینے کی خاص قابلیت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کمپنی جوناگڈھ ہی نہیں تمام کاٹھیاواڑ میں ایک ایسی زندگی پیدا کردیگی جس سے تمام ہندوستان میں کاٹھیاواڑ کا نام روشن ہوجائے گا۔

خان بہادر محمد حسین عبدالقادر صاحب کی مردم شناسی کی جتنی داد دی جائے کم ہے کہ انھوں نے موسیٰ بھائی جیسے ماہر اقتصادیات کی ہمت افزائی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا ہے

## قادر بیگ صاحب

جوناگڈھ ریلوے کے انتظامات میں جو نئی ترقیاں ہوئی ہیں ان میں قادر بیگ صاحب کی مساعی حسنہ کا ذکر نہ کرنا ایک لائق کام کرنے والے کی حق تلفی ہے۔ قادر بیگ صاحب عرصہ دراز سے جوناگڈھ میں ہیں۔ اور ہر قسم کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اور بڑے دیانتدار نوجوان ہیں امید ہے کہ قادر بیگ صاحب کے زمانے میں جوناگڈھ کی ریل بام عروج پر پہنچ جائے گی جس کی وہ مستحق ہے۔

## مسٹر عباسی

مجھے اس خبر سے بھی بہت خوشی ہوئی کہ ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ کے مشہور ذی علم تجربہ کار افسر بندرگاہ مسٹر فصیح الحق عباسی جوناگڈھ میں آگئے ہیں اور مہمان خانہ بھی انکی نگرانی میں دیدیا گیا ہے جوناگڈھ کا مہمان خانہ دوسری ریاستوں کے مقابلے میں ہمیشہ اچھا رہا ہے اور امید ہے

کہ مسٹر عباسی کے انتظام سے اس میں اور زیادہ ترقی ہو جائیگی اور دیوان صاحب کی نیک نامیوں میں ایک نئی نیک نامی بڑھ جائیگی۔

## ہندو مہا سبھا کی ایک نئی غلطی

مسٹر شاما پرشاد مکرجی صدر ہندو مہاسبھا نے دہلی سے جاتے ہوئے ابھی ایک بیان شائع کرایا ہے کہ انہوں نے روس اور امریکہ اور انگلستان میں ہندو مہاسبھا کے دفتر کھولنے کا انتظام کر دیا ہے۔ تاکہ پرپگنڈہ کیا جاسکے۔

یہ بیان خود ایک پروپگنڈہ ہے اور اس سے صرف وہی لوگ خوش ہو سکتے ہیں جو دور اندیشی سے محروم ہیں۔ کیونکہ روس اور امریکہ سے ہندو مہاسبھا کا رشتہ جوڑنا سیاسی دور اندیشی کی نظر میں بہت زیادہ خطرناک ہے اور انگریزوں کو بدگمان کرنے والا ہے۔

دراصل یہ بیان مسلمانوں پر چوٹ کرنے کے لئے شائع کیا گیا ہے کہ ہم بھی باہر کے ملکوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو کہدینا چاہئے کہ ہم تمہاری طرح نہیں ہیں کہ ترکی مصر ایران افغانستان عراق حجاز کے تعلقات کی خبروں سے ڈر جاتے ہوں۔ ہم تو بہت خوش ہوں گے اگر تم روس اور امریکہ سے تعلق قائم کرکے ہندوستان کو فائدہ پہنچا سکو۔ مگر ایں خیال است و محال است و جنوں۔

جس دسترخوان پر قسمت نے ہم تم کو بٹھا دیا ہے اسی پر بیٹھے چنے چباؤ۔ دوسروں کے دسترخوان کے کیک اور پڈنگ کو نظر نہ لگاؤ۔ کہ وہ ہماری تمہاری تقدیر میں نہیں ہیں۔ میں تو شاما پرشاد مکرجی کو بڑا عقلمند سمجھتا تھا لیکن وہ تو طفلانہ حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں۔

## رئیسوں کی دوسری ٹھوکر

ہندوستانی رئیسوں نے پہلی ٹھوکر جب کھائی تھی جب انھوں نے پرنس چیمبر سے جُدا ہونے کا اعلان کیا تھا۔

اور دوسری ٹھوکر اُس وقت کھائی جبکہ ریاستوں کی معلومات شائع کرنے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا اور اُس سرکار کے نوکروں کو نوکر رکھا جس سے وہ دو دن پہلے روٹھ گئے تھے۔

اور جس کی خرابی کی وجوہات گذشتہ منادی میں شائع ہو چکی ہیں۔

## نواب علی یاور جنگ بہادر

منادی کا گذشتہ نوٹ پڑھ کر ایک صاحب نے لکھا ہے کہ منادی کی رائے میں کوئی وزن نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ ریاستوں کے جو تقررات نشر و اشاعت معلومات عامہ کیلئے کئے ہیں وہ ماہرین کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔ خصوصاً نواب علی یاور جنگ، بہادر افسر نشریات حیدرآباد نے کبھی دہلی میں آکر ان تقررات کے موزوں بیان کیا تھا۔

میں نہیں جانتا کہ نواب علی یاور بہادر نے دہلی میں آکر ان تقررات کو اچھا کہا یا ناموزوں کہا۔ اور نہ مجھے یہ جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ میں نواب علی یاور جنگ بہادر کو اس فن کی مہارت کو سند نہیں جانتا بے شک نواب صاحب بہت مدت سے نشریات حیدرآباد کے افسر ہیں۔ مگر آج تک مجھے کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی جس کی بنا پر میں ان کو ماہر نشریات تسلیم کر سکوں۔

وہ محض ایک نواب ہیں۔ اور ایک نواب کے بیٹے ہیں۔ اور سر اکبر حیدری مرحوم کے دست راست رہ چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ایک نشری کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے مجھے ایک خط بھی لکھا تھا اور مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کی تھی۔

بہرحال میں اپنی گذشتہ رائے پر قائم ہوں کہ انہوں نے نشریات کا محکمہ اپنی حدود سے باہر رہنے والوں کو دے کر ایک بڑی غلطی کی ہے۔

## بہار کی آمد

خزاں کی ہوا چلنی شروع ہو گئی ہے جو اعلان ہے اس امر کا کہ بہار کا موسم قریب آ گیا ہے چشتی برادری کے میثاق نامے خانہ پری کے بعد مسلسل آرہے ہیں۔ اور ہندی مسلمانوں میں اس پارٹی کی شرکت کا ایک خاص جذبہ اور ولولہ بڑھتا جا رہا ہے۔

میں اس خبر کو موسم کی خبر سے ملا کر دیکھوں تب مجھے یہ معلوم ہوگا کہ ابھی تو خزاں کی ہوا چلنی شروع ہوئی ہے۔ پہلے پتے مرجھا کر

گر پڑینگے اور نئے پتے پیدا ہونگے پس
مجھے سمجھ لینا چاہئے کہ بڑے بڑے پیر اور پیرزادے
اور بڑے بڑے لیڈر اور بڑی بڑی انجمنیں
چشتی پارٹی کو ابھی تو حقارت کی نظر سے
دیکھ رہی ہیں لیکن جب چشتی پارٹی کا موسم
بہار قریب آئیگا تو یہ سب پرانے پتوں کی
طرح مرجھا مرجھا کر ہوا میں اڑ جائیں گے
اور میں بھی جو بظاہر اس پارٹی کی بنیاد
رکھنے والا ہوں لیکن درحقیقت شجر معرفت
کا ایک پرانا پتہ ہوں خزاں کی ہوا سے
مرجھا کر فنا ہو جاؤں گا۔

چشتی پارٹی کا عروج و فروغ درحقیقت
قدرت ربانی کی مرضی سے ہوگا اور وہی آنے
والے موسم بہار میں اس باغ کو آراستہ کرنے والے
باغبان پیدا کریگی۔ مجھے تو اس تنہ شجر معرفت
کی جڑ کو سنبھالنا ہے کہ وہ خشک نہ ہو جائے
ورنہ موسم بہار میں پتے پیدا نہیں ہونگے۔

## غالب کے مزار کی تعمیر

نواب اسد اللہ خاں غالب کا مزار درگاہ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے قریب
شرق میں لب سٹرک واقع ہے چونکہ میرزا
غالب کی شادی نواب صاحب لوہارو کے
خاندان میں ہوئی تھی۔ اور غالب صاحب
اولاد نہ تھے۔ اس واسطے لوہارو والوں
نے غالب کو اپنی ہڑواڑ میں دفن کر دیا تھا
لیکن غالب کی تحریروں سے ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ اپنے سسرال والوں سے
خوش نہیں تھے۔ چنانچہ کتاب اردوئے
معلی میں غالب کا ایک خط موجود ہے
جو انہوں نے اپنے شاگرد تفتہ کو لکھا تھا
کہ تم نے دوسری شادی کرنے کی اسلئے
اجازت مانگی ہے کہ تمہاری بیوی چھوٹے
چھوٹے بچے چھوڑ مری ہیں۔
بھائی تمہارے بچوں کو میں پال لونگا
تم کیوں نئی شادی کے ضلجان میں مبتلا ہوتے ہو
خدا کی شان ہے ایک تم ہو کہ بیڑی پاؤں
سے کٹ گئی اور پھر دوسری بیڑی پاؤں
میں ڈالنی چاہتے ہو۔ اور ایک ہم ہیں کہ پچاس
برس ہوگئے جو بیڑی پاؤں میں پڑی تھی
وہ اب تک موجود ہے۔
اردوئے معلی کا یہ خط اگرچہ غالب کے

## مہاراجہ سرکشن پرشاد کی وراثت سر وائلی کی توجہ کے قابل

مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مرحوم سابق صدر اعظم کونسل حیدرآباد کی وراثت کا مقدمہ حکومت حیدرآباد کے زیر غور ہے۔ مگر مہاراجہ بہادر کی وراثت کے ہندو امیدوار دہلی کے ہندو اخبار میں مسلسل ایسے مضامین شائع کرا رہے ہیں جن سے حکومت حیدرآباد کے محکمہ انصاف کی توہین ہوتی ہے۔ جو برٹش قوانین مروجہ ہندوستان کی موجب قابل گرفت اور قابل سزا معاملہ ہے۔

مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جن ہندو اخباروں میں یہ غیر ذمہ دارانہ مضامین شائع کرائے گئے ہیں ان کی حیثیت اور پوزیشن کی نسبت دہلی کے پریس ڈپارٹمنٹ کی کیا رائے ہے۔ اور ان کی اشاعت ایک سو سے زیادہ نہیں ہے اور ان کی تحریروں کو کوئی ہندو مسلمان وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا کیونکہ اگر میں یہ لکھوں تو برٹش ائین پریس سے ناواقف سمجھا جاؤں گا۔ جو ہر باحیثیت اور بے حیثیت اخبار کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ہر معمولی غیر معمولی اخبار کی ذمہ داری مساوی سمجھی جاتی ہے۔

لہذا سر وائلی کا فرض ہے کہ وہ ریزیڈنٹ حیدرآباد کو توجہ دلائیں تاکہ سر مہاراجہ بہادر کی وراثت کی تحقیقات بیرونی اور مذکورہ ناجائز اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

دہلی کا ایک غیر ذمہ دار ہندو اخبار مسلسل ایسے عنوانوں سے مضامین شائع کر رہا ہے جن سے ہندو مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور حیدرآباد کی حکومت کی رعایا میں باہمی نفرت پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔

مثلاً ۲۳ جنوری ۱۹۴۵ء کے اخبار خبردار دہلی کے صفحہ ۴ پر اس عنوان سے قابل اعتراض مضمون شائع ہوا ہے۔

## مقتول مہاراجہ خواجہ پرشاد

خبردار کے ناظرین اس سازش سے واقف ہیں جو کہ حیدرآباد کی قلمرو میں مرحوم کی جائداد کو ہندو گھرانے سے ختم کرانے کے لئے کی جا رہی تھی۔ اور اب بھی جاری ہے۔

سر وائلی غور فرمائیں کہ راجہ خواجہ پرشاد بہادر آنجہانی کی موت کی تحقیقات حکومت حیدرآباد

نے اور حکومت انگریزی نے مل کر کی تھی کیونکہ موت کا واقعہ بمبئی میں پیش آیا تھا۔ اور دونوں کی تحقیقات سے ثابت ہوا تھا کہ موت کا تعلق کسی سازش سے نہیں ہے۔

پھر یہ لکھا کہ راجہ خواجہ پرشاد کی موت کو مسلمانوں کی سازش سے ہوئی نہایت خطرناک بات ہے اور اس سے حیدرآباد کے ہندو مسلمانوں میں باہمی عناد اور نفرت پیدا ہو جانے کا ڈر ہے۔

محض مذکورہ اخباری نشریات کو روکنا ہی کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی تحقیقات بھی ہونی چاہیئے۔ کہ جس پارٹی نے یہ مضامین شائع کرائے ہیں۔ اس کو بھی قانونی گرفت میں لیا جائے۔ کیونکہ اصلی خطاکار وہ پارٹی ہے جو ایسے مضامین شائع کرا کر اعلیٰ حضرت حضور نظام کے شاہی اختیارات اور انصاف کی ہتک کرتی ہے۔

ناظرین منادی کو معلوم ہونا چاہیئے۔ مہاراجہ بہادر مرحوم کی وراثت کی امیدواروں کی تعداد ایک درجن سے زیادہ ہے جن میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔

درحقیقت ان امیدواروں کی غلطی اور ناسمجھی ہے جو وہ بیرونی اخباروں میں ایسے مضامین شائع کراتے ہیں۔ کیونکہ مہاراجہ بہادر حضور نظام کی رعایا میں تھے۔ اور اُن کی جاگیر حضور نظام کے اجداد کی عطیہ ہے۔ لہٰذا حکومت حضور نظام کو پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی قدیمی روایات اور رواج اور قانونی اختیارات سے کام لے اور جس کو مستحق سمجھے وارث قرار دے۔ برٹش انڈیا کے کسی فرد یا افراد کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

ناظرین منادی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مرحوم چشتیہ نظامیہ سلسلے میں میرے مرید تھے اور اپنے ذاتی اور خانگی معاملات ہمیشہ میرے مشورے سے کرتے تھے اور وہ در پردہ مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنا نام عبدالرحیم رکھا تھا اور انہوں نے صدہا بار اپنے ان ان قرابتداروں کی شکایتیں مجھ سے کی تھیں جو آج ان کی وراثت کے امیدوار بن کر کھڑے ہوئے ہیں لیکن میں نے غیر ملکی ہونے کے سبب اس ملکی معاملے میں دخل دینے سے ہمیشہ احتیاط کی ہے اس واسطے میں دہلی کے خوشامدی لوگوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی حیدرآباد کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۸ صفر ۲۲ جنوری دوشنبہ دہلی

**چور پکڑا گیا** رات کو زیتون کا تیل دودھ میں ملا کر پیا تھا۔ اس سے قلبی دورہ رُک گیا۔ اور میں نے کہا چور پکڑ لیا ہے۔

یہ تکلیف آنتوں کی خشکی کے سبب ہے جن کے اندر غلاظت دفع کرنے کی طاقت کم ہوگئی ہے۔ اور غلاظت کی تبخیر دل کی طرف ہوتی رہتی ہے جس سے دورہ ہوجاتا ہے

**دورے کی تصویر** دورے کے وقت میری کیا حالت ہوجاتی ہے اس کو بیان کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ میں ہندوستانی ہوں اور ہندوستانی اپنے مرض اور بیماری کی تکلیف کو بیان کرنا نہیں جانتے۔ بس یہ کہدیتے ہیں کہ کچھ تکلیف ہے۔ پوچھو کیا تکلیف ہے؟ جواب ملتا ہے کہہ تو دیا تکلیف ہے۔

جب دورہ شروع ہوتا ہے پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے ہیں۔ اور ان میں سن سناہٹ شروع ہوتی ہے۔ دل ڈوبنے لگتا ہے۔ تمام جسم کے اندر ایک آندھی سی چلنے لگتی ہے۔ نبض کی حرکت پہلے تیز ہوتی ہے۔ پھر مدہم ہونے لگتی ہے دماغ محسوس کرتا ہے کہ قلب کی حرکت بند ہورہی ہے۔ اور ایک ناقابل بیان مایوسی اور اذیت جسم محسوس کرتا ہے۔

بڑا دورہ تین دن ہوئے جمعہ کا دن ختم ہونے کے بعد رات کو ۹ بجے ہوا تھا جو ۱۱ بجے تک رہا تھا۔ پھر دوسرے دن سکون رہا۔ مگر کمزوری بہت رہی۔ چہرے پر زردی بہت زیادہ ہوگئی۔ رات کو زیتون کا تیل دودھ میں ڈال کر پیا جس سے تبخیر کم ہوئی اور نیند آگئی۔

پھر اتوار کی صبح کو دورہ ہوا مگر زیادہ دیر تک نہیں رہا۔ دن کو بھی کئی بار حملہ ہوا مگر جلدی دور ہوگیا۔ رات کو نیند اچھی نہیں آئی کل رات کو تیل نہیں پیا۔ نیند صرف ۴ گھنٹے آئی۔ دن بھر کام کرتا رہا۔ شام کو دہلی بھی گیا تھا۔ بہت سے ملاقاتی بھی آئے تھے۔

نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور رضی الدین صاحب مالک شان دار بیڑی کمپنی بھی ملنے

آئے تھے۔

**برجورجی آگئے** کہ حسین کے شریک کار (ڈ اسٹنر) بمبئی سے رات کو دس بجے آئے ہیں ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔ ریل سے اترتے ہی ٹیلی فون میں بات کی تھی۔

**نیند نہیں آئی** کہ آج رات کو بھی ۲ بجے آنکھ کھل گئی اور میں نے صبح تک اپنے اوراد پورے کئے اور تحریری کام کیا۔

سردی کم ہو گئی ہے۔ ۲۴ جنوری کا اخبار تیار ہو گیا اور آج چھپنے چلا گیا۔ میں خود چھاپے خانے میں گیا تھا۔ کاغذ اور کاپیاں پہنچانیں پائیں۔

چشتی برادری کے میثاق نامے برابر آ رہے ہیں

خواجہ بانو کے بخار میں کمی ہے۔

**عزیز الحسن خاں** کہ خان صاحب حاجی غلام حسن پشاوری کے چھوٹے لڑکے عزیز الحسن خاں ملنے آئے تھے۔ میں نے شناخت میں دیر لگائی۔ پوچھا۔ تم کون ہو؟ ہنس کر جواب دیا میں عزیز ہوں میں نے کہا مجھے تو سب ہی عزیز ہیں۔ آخر یاد دوڑی ہوئی آئی اور میں نے کہا۔ ارے تو بشیر کا بھائی ہے۔ بالشت بھر کا تھا جب میرے اسکول میں میرے بچوں کے ساتھ پڑھتا تھا۔ اب چشم بد دور جوان ہے میں اس قدر رعنا کو کیوں کر شناخت کرتا۔ فوراً اپنے چھوٹے بچوں کو بلایا اور کہا یہ تمہارے بڑے بھائیوں کے ساتھ میرے اسکول میں پڑھتے تھے۔ خواجہ بانو کو خبر ہوئی جو عزیز کو اپنے بچوں کی طرح رکھتی تھیں۔ انھوں نے بھی خیریت منگائی۔ اور حال دریافت کرایا۔

جب میرے سب لڑکے عزیز کے پاس بیٹھ گئے تو میں نے اپنے دل کی آواز سنی کہ تیری اصلی اولاد تیری کتابیں ہیں۔ اور تیری وہ خدمتیں ہیں۔ جو تو انسانوں کی اور مسلمانوں کی کرتا ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے مال اور اولاد فتنہ ہے۔ لیکن کتابیں اور خدمت خلق فتنہ شکن ہیں

**غصہ بہت آتا ہے** کہ نیند پوری نہ ہونے کے سبب اور دماغی محنت اور قلبی اذیت کی وجہ سے آجکل میرا غصہ بڑھ گیا ہے۔ مگر اس کو گوروں کی وسکی کی طرح سوڈا ڈالے بغیر غٹ غٹ پی جاتا ہوں۔ اور کہتا ہوں منم یک مرد کاظم الغیظ ہستم۔ میں ایک بہادر ہوں غیظ و غضب کو پی جانے والا۔

اور اپنے جیسے انسانوں کی غلطیوں کو اس نیت سے معاف کر دیتا ہوں تاکہ میری غلطیاں بھی خدا معاف کر دے۔

**۹ صفر ۲۳ جنوری سہ شنبہ دہلی**

**مرض** آج بھی مرض کا اثر رنگ دکھاتا رہا کام کیا۔ لیکن زیادہ کام نہ ہو سکا۔

حجامت بنوائی۔ جسم پر سفوفِ رس کا تیل ملوایا۔ سونا چاہا۔ مگر ملاقاتیوں کے ہجوم کے سبب سونا میسر نہ آیا۔ خواجہ پل پر کام دیکھا عربی منزل میں قلمی کتابوں کو درست کرایا۔ ایک آنہ دواخانے کی دوائیں حکیم شفا نظامی نے ڈبوں میں بھروائیں۔ رات کو میں نے جو لیبل لکھے تھے وہ کاتبوں سے لکھوائے۔

علی برجور جی کے پاس صبح چلے گئے تھے دوپہر کو آگئے اور دفتر کا کام کیا۔ سید اختر نظامی خلف مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی مرحوم ملنے آئے تھے دو مسلمان نوجوان ان کے ساتھ بیعت کرنے آئے تھے۔ میں نے کہا مرید کیا کروں دل کی حضوری میسر نہیں ہے پھر کسی دن آجائیے۔ زندہ رہا تو بیعت کر لوں گا۔

**ایک بڑی خدمت** خواجہ پُل کے جنوب میں جو ایک بڑا نالہ ہے۔ وہ برسات میں ایک دریا بن جاتا ہے۔ اور گرد ریغریباں میں آجاتا ہے۔ اور کٹڑے ارادت مند خاں گاؤں کے باشندوں کو گاؤں میں قید کر دیتا ہے۔

آج میں نالے کے کنارے کھڑا سوچ رہا تھا کہ امیروں کی قبروں کی حفاظت سب کرتے ہیں۔ غریبوں کی قبروں کا کسی کو خیال نہیں آتا۔ اگر میں اس نالے کا پشتہ باندھ دوں۔ تو قبرستان بھی بچ جائے اور کٹڑے کے رہنے والے بھی ہر برسات کی تکلیف سے محفوظ ہو جائیں۔

خرچ کا حساب کیا تو ایک ہزار روپے کا تخمینہ ہوا۔ سوچتا رہا یہ خرچ زیادہ ہے۔ یکایک اپنے قدیم نوکر غلام رسول کی قبر دکھائی دی جی بھر آیا۔ اور فیصلہ کر لیا کہ کچھ ہی خرچ ہو اس نالے کے یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے پشتہ ضرور بنوانا چاہئے۔

فوراً کام شروع کرادیا۔ اکیس بچے مزدور بھی تھے۔ جو آپس میں لڑتے رہتے ہیں

ایک بچے کی شکایت بہت ہو رہی تھی۔ میں نے اس کو پاس بلایا ڈیڑھ فٹ کا ایک بچہ تھا۔ سات برس کی عمر ہو گی۔ میں نے خفا ہو کر کہا تو شرارت کریگا تو میں تجھ کو نکال دوں گا۔ اپنے باپ کا نام بتا۔

بچے نے کہا میرے باپ کا نام غلام رسول تھا وہ تو مر گئے ہیں۔

اس جواب نے مجھ پر بجلی گرائی اور میں دم بخود رہ گیا۔

ان بچوں میں دس بارہ یتیم ہیں۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ میرے پرانے وفادار جاں نثار خدمتگار غلام رسول کا یتیم بھی ان ہی میں ہے اس کو پیار کیا۔ حال پوچھا۔ اور دل پر جو گزری گزر گئی۔

میاں چھنام کہ پل سے گھر میں آنے لگا تو ایک پانچ سالہ بچے نے دور سے کہا۔ میاں چھنام (میاں سلام)۔ میں کھڑا ہو گیا۔ پوچھا بچے تیرا کیا نام ہے؟ جواب دیا۔ میرا نام عبد اللطیف ہے میں نے کہا۔ آہاہاہا۔ میرا نام بھی یہی ہے ہم تم ہم نام ہیں۔

بہت سے ادیب اور خوش حال ملاقاتی میرے ساتھ تھے۔ ان کو میری یہ حرکت متانت کے خلاف معلوم ہوئی ہوگی۔ مگر مجھے تو اپنے رسول ؐ کی سنت پر عمل کرنا تھا۔ میرے حضور ؐ کو بچے گلی میں پکڑ لیتے تھے۔ اور حضور ؐ ٹھیرے رہتے تھے۔ جب تک کہ بچے نہ چھوڑ دیتے تھے

کھانا نہیں کھایا کہ آج میں نے کھانا نہیں کھایا۔ صرف زیتون کا تیل دودھ میں پیا۔

رات کو نیند بہت اچھی آئی۔ پچھلی رات کے معمولات پورے کئے۔ کسی قسم کی افسردگی نہیں ہے۔ طبیعت بہت بشاش اور خوش ہے۔

چودھری بیج ناتھ سنگھ کہ ماچھرہ ضلع میرٹھ کے چودھری بیج ناتھ سنگھ صاحب ایم اے ملنے آئے تھے۔ اُن کے بڑے بھائی چودھری شیو ناتھ سنگھ صاحب نے مجھ سے چشتی پارٹی کے کئی سو میثاق نامے منگائے تھے تاکہ اپنے علاقے کے ہندوؤں کو تبریک کریں اس لئے میں نے اُن کے بھائی کو میثاق نامے دیدئے۔

اسم اعظم کا نمک کہ آج میں نے دہلی سے ایک بڑی مقدار پسے ہوئے نمک کی منگائی ہے تاکہ کل چہار شنبہ کو اس نمک پر اسم اعظم اور حروف مقطعات کے مرموز عمل دم کروں۔ کیونکہ علم جفر کی بموجب بدھ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں اسم اعظم حروف مقطعات کے ساتھ کسی چیز پر دم کیا جائے تو عجیب و غریب تاثیرات

نحوست دُور ہوئی اور میں آج رات کو سکھ نیند سویا۔

**۱۱ صفر ۲۵ جنوری پنجشنبہ دہلی**

**برجورجی** آج صبح نماز کے وقت دہلی جنکشن پر گیا تھا خواجہ حسین نظامی کے شریک کار سیٹھ برجورجی آردیشر دہلی سے بمبئی جانے والے تھے ان کی رخصتی کے لئے ریل پر گیا تھا ایک گھنٹے تک بات چیت ہوئی۔

**کایا پلٹ کا ذکر** انہوں نے کہا آپ کی دوا کایا پلٹ سے مجھے بہت فائدہ ہوا شکر کا آنا قطعی بند ہو گیا البتہ ایک نئی بات پیدا ہوئی کہ نزلہ ہونے لگا معلوم نہیں اس کی وجہ ہے یا کوئی اور وجہ ہے۔ میں نے کہا ممکن ہے کہ کایا پلٹ کے کسی ٹھنڈے جز کا اثر ہو۔

**کتابوں کی ترتیب** آج دن بھر میں نے اور علی اور زبیدا اور حسن اور مہدی اور یونس نے مل کر مزدوروں سے اپنی کتابوں کے گودام صاف کرائے اور کتابوں کو ایک گودام میں مرتب کرکے رکھوایا۔

**کھیر** استاد شمس الدین صاحب اور نور الٰہی صاحب سالہا سال سے میرے ہاں آتے ہیں کوئی جمعرات ناغہ نہیں ہوتی اور ہر جمعرات کو کھیر لاتے ہیں اور کہتے تھے کہ پہلے یہ کھیر ان کی اہلیہ پکایا کرتی تھیں مگر افسوس ہے کہ اب ان کا انتقال ہو گیا ہے اور خود استاد شمس الدین کو اپنے ہاتھ سے یہ کھیر پکانی پڑتی ہے میں نے کہا میں تو آپ کی وضعداری کا قائل ہوں پہلے زمانے میں ہزاروں دہلی والے وضع کی پابندی کیا کرتے تھے۔ اب گنتی کی چند صورتیں رہ گئیں ہیں ورنہ وضع داری کو عام طور سے بے عقلی سمجھا جاتا ہے۔

**پارٹی** آج شام کو ایک پارٹی میں جانا تھا جو سید محمد جعفری صاحب نے سید علی جواد صاحب کو دی تھی مگر دن بھر کام کرنے کے سبب کمزوری بڑھ گئی اور میں نے جانا ملتوی کر دیا۔

**عرس** آج حضرت شاہ عبد السلام صاحب دہلوی کا سالانہ عرس تھا میں ہمیشہ رات کے وقت اس عرس میں جایا کرتا ہوں مگر آج یہ حاضری بھی ناغہ ہوئی۔ ہو سکا تو کل دن کی نیاز میں شرکت کروں گا۔

**عبد الوحید صاحب کلیمی** بھنڈارہ سی پی سے عبد الوحید صاحب کلیمی ملنے آئے تھے

یہ حضرت سید قاسم علی صاحب کلیمی کے خلیفہ ہیں۔ میراں پور کٹڑے کے عرس میں گئے تھے دس بارہ مرید بھی ساتھ تھے۔

ادب و شائستگی پیر میں بھی تھی۔ اور مریدوں میں بھی۔ حضرت کلیمی کی اعلیٰ تعلیم کا اچھا اثر ان سب میں تھا۔

میں نے سید حامد محمود صاحب کلیمی اور ان کے بھائیوں کا حال پوچھا۔ عرس کے حالات پوچھے۔ اور بہت خوشی ہوئی کہ حضرت کلیمی صاحب کی اولاد باپ کے قدم بقدم ہے۔

**افغان حاجی صاحب** } آج دہرہ دون کے ایک افغان حاجی صاحب ملنے آئے تھے۔ اپنی تصنیف کردہ ایک کتاب بھی دی۔ میں اس وقت کتابوں کی ترتیب میں بہت مصروف تھا۔ ان سے بات چیت نہ کرسکنے کا افسوس رہ گیا۔

## ۱۲ر صفر ۲۶ر جنوری جمعہ دہلی

**بیداری** } کل رات کو صرف دو گھنٹے نیند آئی تھی۔ اور میں نے مجبوراً ساری رات تحریری کام کیا تھا۔ اس لئے آج صبح مزدوروں کو کام بتا کر میں سو گیا۔ اور دو گھنٹے سویا۔

**ملاقاتی** } ایک بجے باہر آیا ہندو مسلمانوں کا ایک ہجوم جمع تھا۔

نواب خواجہ محمد شفیع صاحب رضی الدین صاحب مالک شان دار بیڑی کمپنی دہلی اور مسٹر دوبے جے پوری اور لالہ کنور سین صاحب جین اور ان کے ایک ہندو ساتھی اور سیلارام نظامی وغیرہ سے باتیں کیں۔ لالہ کنور سین صاحب جین میرے لئے مٹھائی اور غریبوں کے لئے کمبل لائے تھے۔ اور آج ڈاکٹر داور صاحب بھی غریبوں کے لئے کمبل لائے تھے اور پیر جی عبداللہ صاحب فاروقی اور انصاری صاحب اور پنجاب کے ایک سکھ شاعر صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور احمد آباد والے سید قطب الدین نظامی بن سید شرف الدین نظامی اپنے سکریٹری کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اکیاون روپے نذر پیش کی تھی۔ بنگلور میسور کا ایک قافلہ آیا تھا۔ تھانہ تغلق روڈ نئی دہلی کے پولس افسر ملنے آئے تھے مزار کے آب غسل کی نسبت شکیہ سوال کرتے تھے۔

میں نے جواب دیا۔ آب زمزم کیوں پیا جاتا ہے۔ اس کو تبرک سمجھنے کی کیا وجہ ہے

حالانکہ وہ ایک پرانا کنواں ہے۔ اور پیغمبروں نے بنایا تھا۔ اور پیغمبر خدا کے ولی ہوتے ہیں۔

اسی طرح قبروں کے اندر بھی خدا کے ولی سوتے ہیں۔ لہٰذا قبروں کو دھو کر پانی پیا جائے تو آب زمزم اور اس میں کیا فرق ہوگا؟

امر تسر والے محمد صدیق صاحب ملنے آئے تھے۔ جمعہ کی نماز بھی میرے ساتھ درگاہ کی مسجد میں پڑھی تھی۔ خان بہادر فیض محمد خاں نظامی بیرسٹر و ممبر کونسل صوبہ بمبئی اور فاروقی صاحب مالک کارخانہ انڈو جنون ملنے آئے تھے۔

ختم: میں نے ایمان خانے میں امیر بیگم نظامی کی صحت کے لئے سورۂ فاتحہ اور حروف مقطعات کا ختم پڑھا تھا۔

حکیم شفا نظامی اور آغا محمد سلطانی اور شاہ اوادانی چشتی بھی میرے ساتھ ختم خوانی میں شریک تھے۔

**منادی شائع ہو گیا:** آج ۲۴ کا منادی شائع ہو گیا۔ رات کو دیکھا چھاپے کی اور کتابت کی بے شمار غلطیاں ہیں۔

## ۱۳ صفر، ۲ جنوری سنیچر دہلی

**جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں:** قرآن شریف میں خدا نے فرمایا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (پارہ ۲۸۔ سورۂ صف)

ترجمہ:۔ تم لوگ ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے؟ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ (سورۂ بقر پہلا پارہ)

ترجمہ:۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم لوگ دوسرے آدمیوں کو تو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟

**ہندوؤں سے ملاپ:** چشتی برادری میں ہندوؤں کو شریک کرنے کے خلاف روزانہ خطوط آتے رہتے ہیں۔ کوئی اپنے نام و پتے سے لکھتا ہے کوئی گمنام لکھتا ہے اور طعنے دیتا ہے کہ تم کو ہندوؤں سے کچھ لالچ ہے جو اُن کو اپنی برادری میں شریک کرنا چاہتے ہو۔

میرا جواب یہ ہے کہ آج کل ہر سیاسی نیم سیاسی جماعت کے لوگ زبان سے کہتے ہیں اور قلم سے لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی سب قوموں کو ایک کرنا چاہئے۔ مگر اس پر عمل ایک بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ لوگوں کے دل صاف نہیں ہیں۔ دلوں میں قومی خود غرضی اور ذاتی خود غرضی

بھری ہوئی ہے۔ اس لئے میں قرآن شریف کے
حکم کی بموجب وہی بات کہتا ہوں جس پر عمل
بھی کروں اور اسی نیکی کا دوسروں کو حکم دیتا ہوں
جس پر خود بھی عمل کر سکوں کیونکہ میرے آقا
اور میرے رسولؐ اور میرے نانا بھی ایسا ہی
کرتے تھے۔ کہ جو کہتے تھے وہی کرتے تھے۔ اور جس
نیکی کا حکم دوسروں کو دیتے تھے پہلے خود اُس
پر عمل کرتے تھے۔

لہذا جب میں نے اس بات کو اچھی طرح
نیک نیتی اور خلوص سے سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں
کی بھلائی اور مسلمانوں کا فائدہ اس میں ہے
کہ ہندوؤں سے اُن کا ملاپ ہو۔ اور دشمنی دور
ہو جائے۔ اور ہندوؤں کا فائدہ بھی اس میں ہے
کہ ان کا مسلمانوں سے میل جول ہو اور عداوت
دور ہو جائے۔ تو مجھے ہندوؤں کو چشتی برادری
میں شریک کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ چاہے
اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے اور چاہے ساری
مسلمان قوم مجھ سے منحرف ہو جائے۔ میں اس
ارادے سے قدم پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔

لالچ کا طعنہ دینا فضول ہے میں عورت
نہیں ہوں جو احمقانہ طعنوں سے خفا ہو جاؤں
میں تو ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ ہاں مجھے
ہندوؤں سے لالچ ہے۔ اور میں اُن کی جیب
کا روپیہ اپنی جیب میں بھرنا چاہتا ہوں۔ اور
پھر اپنی جیب کو ہندوؤں کے حوالے کر دینی چاہتا
ہوں تاکہ دُنیا دیکھ لے کہ ہندوؤں کی جیب
مسلمانوں کی ہے۔ اور مسلمانوں کی جیب
ہندوؤں کی ہے۔

## ہندوؤں کی معلومات کا کام شروع کر دیا

آج کے اخبار سے میں نے ہندوؤں کی مذہبی
معلومات بڑھانے کا کام شروع کر دیا۔ اس سے ہندوؤں
کو بھی فائدہ ہو گا کیونکہ وہ اپنے مذہب کے فلسفے
سے بے خبر ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو بھی فائدہ
ہو گا۔ کیونکہ مسلمانوں میں ہندوؤں کے عقائد کی
نسبت بے شمار غلط باتیں مشہور رہیں۔

**آج کی خبریں** دن بھر ملاقاتی آتے رہے۔
شام کو پروفیسر محمد مجیب صاحب کی دہلی ریڈیو
میں تقریر سنی۔ رات کو نیند نہیں آئی۔ صرف ۳
گھنٹے سویا۔ سردی کم ہوتی جاتی ہے۔ خزاں کی
آندھی چلنی شروع ہو گئی ہے۔

**دوا کی پہچان** گھریلو دواخانے جاری کرنے
اور گھروں کی عورتوں کو ڈاکٹروں حکیموں کے

بڑے خرچ سے بچانے کے لئے میں نے ایک کتاب لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کا نام دو الگ پہچان رکھا ہے۔

## ۱۴ صفر ۲۸ جنوری اتوار دہلی

**پھر جھانکا** آج کئی دن سے آسمان صاف تھا۔ تیز دھوپ تھی۔ کل سے بادلوں نے پھر جھانکنا شروع کیا ہے۔ آسمان پر آتے ہیں اور ہمارے پردہ دار گھروں کو جھانک کر چلے جاتے ہیں۔

**سادات ایران** آج ہز اکسی لنسی سید علی معتمدی سفیر ایران اور سید نظام الدین امامی نمائندہ تجارت ایران ملنے آئے تھے۔ میں نے خود ساتھ جاکر درگاہ کی زیارت کرائی۔

**چار یاری کھانا** آج حبیب منزل میں سید قطب الدین نظامی بن سید شرف الدین نظامی احمد آبادی اور سید یامین نظامی دہلوی اور مولانا عشقی نظامی بلند شہری کے ساتھ کھانا کھایا۔

**گزک** مولانا عشقی نظامی بچوں کے لئے گزک لائے ہیں۔ انت پور بھی بھیجوں گا۔

**رسالہ مشہور دہلی** آج شام کو دہلی گیا تھا اور رسالہ مشہور دہلی کی پارٹی میں شریک ہوا تھا۔ جو کارونیشن ہوٹل میں دہلی کے سب ایڈیٹروں اور ادیبوں کو دی گئی تھی۔ اور چائے نوشی کے بعد سب کا فوٹو بھی لیا گیا تھا۔

**زید کی سیاسی باتیں** آج میں نے اپنے تیسرے لڑکے زید سے پوچھا۔ کیا روس پوری جرمنی پر قبضہ کرلیگا؟ زید نے یورپ کی بین الاقوامی سیاست بیان کر کے کہا انگریز اور امریکہ ایسا نہیں کرنے دیں گے۔

میں نے کہا بابا شاہم تو تم کو گوشہ نشین درویش سمجھتے تھے مگر تم تو مسٹر چرچل کے بھی استاد معلوم ہوتے ہو۔

**نیند کا طوفان** آج رات کے ۹ بجے سے صبح ۶ بجے تک نہایت غفلت کی سکھ نیند آئی۔ گویا ۹ گھنٹے سویا۔ حالانکہ اول شب ثقیل غذا یعنے پلاؤ کھایا تھا۔ اور تحریری کام بھی کیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میری بیماری کیا چیز ہے جیسے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں خود کیا چیز ہوں؟

**ڈاکٹر شفا الاسلام** آج جنگ پورہ میں ہسپتال کے ڈاکٹر شفا الاسلام صاحب سے ملنے گیا تھا۔ میری بستی کے دو عزیزوں کو ڈبل نمونیہ ہوگیا تھا زندگی کی امید باقی نہ تھی سکرات طاری ہوگئی تھی۔ مگر ڈاکٹر شفا الاسلام کی دوا سے دونوں تندرست ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے فیس لی نہ دوا کے دام لئے۔ میں نے انکو شفا الاسلام کا خطاب دیا ہے۔ خدا ان کے ہر بیمار کو شفا دے گا۔

# چشتی خواجہ رضؒ کے جانشین کون ہیں؟

شہنشاہ اکبر کے زمانے میں اس مسئلے پر غور کیا گیا تھا کہ اجمیر شریف کے دیوان جی درگاہ کے وارث ہیں یا نہیں اگرچہ اکبر کو حضرت خواجہ صاحب اجمیری سے بہت زیادہ اعتقاد تھا اور وہ اس درگاہ میں اپنی بیگمات کے ساتھ آگرے سے اجمیر تک پیدل بھی گیا تھا۔ تاہم اُس نے اپنے زمانے کے دیوان سید حسین صاحب کو وارث نہیں مانا تھا۔

ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اکبر نے سید حسین صاحب دیوان اجمیر شریف کو نظر بند کر دیا تھا اور اُن کی جگہ مجھے درگاہ کا متولی بنانا چاہتے تھے۔ مگر کسی اور خوش نصیب کو یہ کام دیدیا گیا۔ اور مجھے نہ دیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اسلامی حکومت نے حضرت خواجہ غریب نواز رضؒ کی درگاہ کی سجادگی کو وراثت کی چیز نہیں مانا تھا بلکہ خدمت کی چیز مانا تھا اور بزرگ بھی یہی کہہ گئے ہیں۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

جو خدمت کرتا ہے۔ وہی مخدوم ہوجاتا ہے۔

اور یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؒ کے صاحبزادے صاحب کا مزار مقام سرواڑ ریاست کشن گڑھ میں موجود ہے۔ مگر وہاں خلق خدا کی اتنی رجوعات نہیں ہے جتنی حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؒ کے مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحؒ دہلوی رضؒ کے مزار پر ہے۔

ان سب مثالوں سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ چشتیہ خاندان میں جانشینی اُسی کی مانی جاتی ہے جو سلسلے کی خدمت کرے۔ لہذا چشتیہ خاندان کی درگاہوں میں جتنے متولی اور جتنے سجادہ نشین ہیں اُن کو صاحب مزار کا جانشین جب ہی مانا جائیگا کہ وہ صاحب مزار کے اوصاف کی تقلید میں خدمت خلق کا ضروری فرض انجام دیتے ہوں۔ چنانچہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ترجمہ:۔ طریقت یعنی درویشی خدمت خلق

کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی نہ تسبیح پڑھنے سے
حاصل ہوتی ہے نہ سجادے پر بیٹھنے سے حاصل
ہوتی ہے نہ درویشانہ لباس پہننے سے حاصل
ہوتی ہے۔

پس میں موجودہ وقت کی ضرورتوں کو سامنے
رکھ کر یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں کہ چونکہ چشتی
برادری کا نام حضرت خواجہ سید معین الدین
حسن چشتی اجمیری رح کے اسم مقدس کی برکت
حاصل کرنے کے لئے چشتی رکھا گیا تھا۔ اور مجھے
حضرت کے جانشین کی تلاش تھی تاکہ وہی اس
جماعت کے مرکز بنائے جائیں اس لئے میں
نے دیوان صاحب اجمیر شریف کو اور درگاہ
کے صاحبزادگان کو چشتی برادری کے میثاق نامے
بھیجے تھے مگر دیوان صاحب نے دستخط کیا میثاق
نامہ وصول ہونے کی رسید بھی نہیں بھیجی لیکن
صاحبزادگان درگاہ نے میثاق نامے پر دستخط کر دیئے اور
تقریباً بہت سے ذی علم اور ذی فہم صاحبزادگان
اس میں شریک ہو گئے اور انھوں نے متعدد
میثاق نامے اور منگائے تاکہ بقیہ حضرات بھی
شریک ہو جائیں۔

لہذا رواجاً اور قانوناً کوئی بھی سجادہ نشین ہو

حقیقتاً حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا جانشین
وہی ہے جو خدمت خلق کے لئے اپنے خواجہ
کے قدم بقدم کام کرنے کے لئے عمل کے
میدان میں باہر آئے اور خدمت خلق کی ضرورت
کو سمجھے اور چشتیہ جھنڈے کو میدان عمل میں
بلند کرے۔

مجھے یقین ہے کہ تمام ہندوستان کے
وہ ہندو مسلمان اور سکھ اور پارسی اور عیسائی
اصحاب جو چشتی برادری میں شریک ہو چکے
ہیں میرے اس بیان کو غور سے پڑھیں گے
اور پھر مجھے لکھیں گے کہ وہ حضرت خواجہ
صاحبؒ اجمیری کا حقیقی جانشین کس کو سمجھتے ہیں؟
میں دوبارہ ذرا واضح کر کے لکھتا ہوں کہ
اجمیر شریف کی درگاہ میں ایک دیوان صاحب موجود
ہیں جن کا نام سید آل رسول ہے اور جو حضرت
خواجہ صاحبؒ کی اولاد میں ہیں اور قوانین
حکومت نے اور مشایخ ہند کے رواج نے اور
اوپر سے ہوتی آئی روایات نے ان کو سجادہ نشین
اور دیوان مانا ہے۔ اور تسلیم کیا ہے اور میں بھی
اُن کو سجادہ نشین اور دیوان مانتا ہوں اور
تسلیم کرتا ہوں مگر چونکہ انہوں نے اب تک

حضرت خواجہ صاحبؒ اجمیری کی پاک زندگی کی روایات کی بموجب خدمت خلق کا کوئی نمایاں کام نہیں کیا ہے اور مولانا سید عبدالباری صاحب معنیؔ صاحبزادے درگاہ نے بلحاظ تصنیف و تالیف کے خدمت خلق کا ایک حق ادا کیا ہے اور وہ چشتی برادری میں خود بھی شریک ہوئے ہیں اور اپنی برادری کے بہت سے لوگوں کو بھی شریک کیا ہے۔ اور وہ بغیر کسی ذاتی غرض اور بغیر کسی نمائش کی خواہش کے آئندہ بھی چشتی برادری کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس واسطے میں تجویز کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کی چشتی برادری بلحاظ خدمت خلق خواجہ صاحبؒ اجمیری کا جانشین مولانا سید عبدالباری صاحب معنیؔ کو مانے اور تسلیم کرے۔

پس جن ممبروں کو میری اس تجویز سے اتفاق ہو وہ مجھے ایک پوسٹ کارڈ بھیج دیں کہ مجھ کو مولانا سید عبدالباری معنیؔ کی جانشینی سے اتفاق ہے۔

اور جس کو اختلاف ہو وہ صرف یہ لکھدے کہ میں آپ کی تجویز سے اتفاق نہیں کرتا تاکہ میں کثرت رائے کی بموجب اعلان کرسکوں۔

یہ لکھنا ضروری ہے کہ مولانا سید عبدالباری صاحب معنیؔ چشتی کے خیال میں بھی یہ بات کبھی نہیں آئی ہوگی کہ وہ حضرت خواجہ صاحب کے جانشین ہیں یا ہو سکتے ہیں اور نہ آج سے پہلے کبھی میرے دل میں یہ خیال آیا تھا اور نہ چشتی برادری کو بالفعل اس کی کچھ ضرورت ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا کوئی جانشین نامزد کیا جائے۔ لیکن میں اپنی موجودہ صحت کی خرابی کو دیکھ کر اس کی ضرورت سمجھتا ہوں اور چونکہ میرا مرض ایسا خطرناک ہے جس میں لوگ ناگہاں مر جایا کرتے ہیں۔ اس واسطے میں نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کیونکہ میں چشتی برادری کے کام کو جاری رکھنے کے لئے سب سے زیادہ موزوں مولانا سید عبدالباری صاحب معنیؔ اجمیری کو سمجھتا ہوں۔

شروع میں جب میں نے چشتی برادری کی اپیل شائع کی تھی اس وقت بھی لکھدیا تھا کہ اپنی زندگی تک چشتی برادری کا کام میں خود کروں گا اور اس کا خرچہ بھی میرے ذمے ہوگا۔ اور میرے بعد چشتی برادری جس کو موزوں خیال کرے گی اپنا صدر بنالے گی۔ میری اولاد میں اگر کوئی

موزوں ثابت ہوگا تو وہ ورنہ کوئی اور۔

اس لئے آج میں دور اندیشی کے تقاضے سے ایک ایسے شخص کا نام تجویز کرتا ہوں جو میری دانست میں مجھ سے زیادہ علمیت اور اہلیت اس کام کی رکھتے ہیں۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ چشتی پارٹی کی صدارت ایک بہت محنت اور درد سری کی ہے جس میں دنیا کی کوئی منفعت نہیں ہے البتہ عاقبت کی منفعت بہت زیادہ ہے

**تیس ہزار روپے کی جائداد**

میرے دوستوں اور مریدوں کو معلوم ہے کہ دس بارہ سال پہلے میں نے تیس ہزار روپے مالیت کی جائداد تعلیم کے لئے وقف کی تھی اور اس کی رجسٹری بھی کرادی تھی۔ اب میں یہ دوسری تجویز ممبران چشتی برادری کی سلسلہ پیش کرتا ہوں کہ چونکہ چشتی برادری کے مصارف میں نے سب اپنے ذمے رکھے ہیں جو میں اپنی زندگی تک ادا کرتا رہونگا۔ لیکن میرے بعد چشتی برادری کے کسی صدر پر خرچ کا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ لہذا اگر قانونا یہ جائز ہو تو میں اپنی اس وقف شدہ جائداد

چشتی برادری کے لئے منتقل کردوں۔

مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کی نسبت بھی جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے دور اندیشی ہے اور حضرت خواجہ صاحب کی جانشینی کے لفظ کو معین کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ مرکز وہی شخص قرار پا سکتا ہے جس کی روحانی نسبت حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ سے متصل ہو اور جس کو چشتی جماعت کی کثرت رائے بھی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین مانتی ہو۔

میں دوبارہ لکھدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ دیوان صاحب اجمیر شریف کے قانونی اور رواجی حقوق اور اختیارات سے اس معاملے کو کچھ بھی تعلق نہیں ہے وہ بالکل الگ ایک چیز ہے اور یہ بالکل الگ ایک چیز ہے۔

اب میں حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی اور ان کی برادری یعنے صاحب زادگان درگاہ اجمیر شریف کا میثاق نامہ

**بصد فخر و مسرت ذیل**

ذیل میں درج کرتا ہوں جو اگلے صفحے پر ہے۔

(مولانا سید) عبدالباری صاحب معینی بن سید
محمد حنیف صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف عمر ۶۲ سال

---

سید شریف حسین صاحب بن سید احمد حسین صاحب مرحوم
جاگیردار و سابق سکرٹری صاحبزادگان درگاہ
اجمیر شریف - عمر ۵۴ سال

---

حکیم سید محمد احمد صاحب بن سید محمد عظیم صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف - عمر ۳۹ سال

---

سید محمد فہیم صاحب بن سید قدیر علی صاحب مرحوم صاحبزادہ
درگاہ شریف - عمر ۳۵ سال

---

مولانا سید غلام علی صاحب معینی ابن مولوی سید نور محمد صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف - عمر ۵۴ سال

---

سید محمد یونس صاحب بن سید حسین علی صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۳۵ سال

---

سید محمد صدیق صاحب ابن سید محمد حنیف صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۲۳ سال

---

سید قمرالدین صاحب معینی ابن یاد سید
فخرالدین صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۳۲ سال

---

سید عالم فخری صاحب بن سید مردان علی صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۶۹ سال

---

سید اعجاز علی صاحب ولد سید سرفراز علی صاحب صاحبزادہ
درگاہ شریف عمر ۲۳ سال

---

سید غلام محمد نبی صاحب بن سید محمد حیات
صاحب جوائنٹ سکرٹری انجمن چشتیہ - عمر ۵۹ سال

---

سید عبدالاحد صاحب اختر بن سید عبدالمجید صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۴۴ سال

---

سید غیاث الدین صاحب بن سید جلال الدین
صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۲۰ سال

---

سید محمد خلیق صاحب ولد حاجی سید محمد صدیق
صاحب - صاحبزادہ درگاہ شریف - عمر ۳۲ سال

---

مولوی سید احمد علی صاحب فہمی ابن سید مولا بخش صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۳۰ سال

---

سید امتیاز علی صاحب ولد سید سرفراز علی صاحب
صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۲۱ سال

---

منشی امین الدین خاں صاحب مفتون بن نجیب خاں
صاحب مرحوم - عمر ۶۰ سال

---

مولانا سید عبدالقادر صاحب خنداں
ابن سید محمد اسحاق صاحب مرحوم ایڈیٹر
اخبار رعا قول اجمیر - عمر ۳۰ سال -

---

منشی اللہ داد خاں صاحب ولد خدا بخش
خاں صاحب - عمر ۵۳ سال

---

ظہور محمد خاں صاحب ولد امیر خاں صاحب
ایڈیٹر اخبار طوفان اجمیر - عمر ۳۰ سال

---

منشی سید رستم علی صاحب بن سید منور علی صاحب
مرحوم - صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۳۱ سال

منشی محمد محمود حسین صاحب ولد حافظ محمد ارتضا حسین صاحب۔ عمر ۲۸ سال

عنبر حسین صاحب ولد ظہور محمد صاحب پروپرائٹر راجپوتانہ رنگین پریس عمر ۴۳ سال

سید محمد رفیق صاحب چشتی ولد سید محمد رفیع صاحب نیازی۔ عمر ۱۸ سال

سید عبدالرحمٰن صاحب ولد سید عبدالقادر صاحب عمر ۱۸ سال

سید غوث محمد صاحب ولد سید نظیر علی صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۴۳ سال

سید اختر حسین صاحب ولد سید اکرام حسین صاحب عمر ۳۸ سال

عبدالحق صاحب ولد عبداللطیف صاحب صاحبزادہ درگاہ عمر ۲۶ سال

سید فیض عالم صاحب ابن سید مردان علی صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۲۵ سال

سید ضیاء الدین صاحب بن سید جلال الدین صاحب۔ صاحبزادہ درگاہ شریف۔ عمر ۲۱ سال

حافظ سید عبدالباقی صاحب بن مولانا قاری حاجی غلام نبی صاحب مرحوم۔ عمر ۴۵ سال

فدا دالملک عرشی صاحب اجمیری ولد سید محمد علی صاحب مرحوم مالک کلیمی پریس اجمیر عمر ۴۴ سال

سید محبت حسین صاحب ولد سید محمد حسین صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف۔ عمر ۲۵ سال

سید فائق محمد صاحب ولد صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب صاحبزادہ درگاہ شریف عمر ۳ سال

غلام نجف حقانی راگ رتن بن غلام عباس قوال درگاہ شریف۔ عمر ۴۵ سال

سید محمد فاروق صاحب چشتی ولد سید محمد حنیف صاحب۔ عمر ۱۸ سال

سید محمد ادریس صاحب ابن سید محمد یوسف صاحب مہاراج درگاہ شریف عمر ۱۹ سال

سید زین الواصلین صاحب ولد سید زین الکاملین صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف عمر ۳۲ سال

صاحبزادہ سید محمد انیس صاحب ولد سید محمد حنیف صاحب۔ صاحبزادہ درگاہ۔ عمر ۳ سال

عبدالرحیم صاحب قابل ولد عبدالکریم صاحب عمر ۱۹ سال۔

# ہندؤں کی معلومات

چونکہ چشتی برادری میں ہندو بکثرت شریک ہو رہے ہیں اور مسلمان ممبروں کو ہندؤں کے مذہب اور عقائد و خیالات و روایات سے واقف کرنا ضروری ہے اس لئے میں یہ کتاب معلومات درج منادی کرنی مناسب خیال کرتا ہوں۔ اس سے ہندؤں کو بھی بہت فائدہ ہوگا۔ کیونکہ انگریزی تعلیم کی مشغولیت کے سبب وہ خود بھی اپنے مذہب سے اتنے ہی بے خبر ہو گئے ہیں جتنے مسلمان بے خبر ہیں۔ حسن نظامی

## ہندو مذہب کے خاص الفاظ

**اوم**:۔ اسم ذات۔ باعث اور بنیاد و منبع ظہور تمام موجودات۔ ازل و ابد کا محیط۔

**برہم**:۔ اسم ذات بمعنی اللہ (ایکو برہم دوتیو ناستی) وید میں ہے یعنی ایک ہی اللہ ہے۔ دوسرا نہیں ہے۔

**دہرم**:۔ مذہب۔ دین۔ ایمان۔ عقیدہ

**مت**:۔ مذہبی فرقہ۔ خاص عقائد کا گروہ رائے۔ عقیدہ۔ طبیعت۔

**ودیا**:۔ علم۔ علم دین۔ معلومات ظاہری

**ایشور بھگتی**:۔ خدا کی محبت۔ خدا کی اطاعت عشق الہی۔ رضا الہی۔

**برہما جی**:۔ صفت خلق۔ ذریعہ پیدائش عالم خالق۔ اسلامی لفظ کن کے ہم معنی طاقت یعنی صفت رجوگن۔

**پرم آتما**:۔ ذات بحت۔ ذات مطلق بلفظی معنی روح کل۔

**بشن جی**:۔ صفت باقیہ۔ باعث بقائے عالم۔ ستوگن کا مقام۔ حواس دل اور انانیت سے بالاتر۔

**گوبند۔ بشن۔ بھگوان**۔ ان سب الفاظ کا اشارہ ذات بحت (ذات الہی) کی طرف ہوتا ہے۔

**مہادیو**:۔ دیوتاؤں میں سب سے بزرگ جس کے سہارے زمین و آسمان اور ہر سہ عالم ہنود قائم ہیں۔ ان کی سواری بیل ہے ان کے مندر میں پنڈی (عضو مخصوص) اور ایک بیل کی مورت ہوتی ہے۔

**پاربتی**:۔ مہادیو جی کی بیوی کا نام ہے۔
**جناردن**:۔ خدا کا ایک نام۔ سری کرشن کے نام کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے۔
**رجوگن**:۔ صفت آفرینش۔ برہما جی۔ عالم فضا
**ستوگن**:۔ صفت قیام۔ بقا۔ بشن جی۔ آسمان۔ باعث۔ ہست۔
**تموگن**:۔ صفت فنا۔ شیو جی۔ زمین۔
**رام چندر جی** اودھ کے بڑے راجہ۔ جو کچھ سال کے لئے تارک دنیا ہو گئے تھے اور جن کی بیوی سیتا جی کو لنکا کا برہمن راجہ راون چرا کر لے گیا تھا۔ جس پر ان کی اس سے لڑائی ہوئی اور وہ فتحیاب ہوئے۔ ہندو ان کو خدا کا اوتار یعنی مظہر مانتے ہیں۔ اجودھیا فیض آباد میں ان کا پایہ تخت تھا۔
**سیتا جی**:۔ سری رام چندر کی لائق بیوی۔
**لچھمن جی**:۔ سری رام چندر کے بھائی۔
**ہنومان جی**:۔ سری رام چندر کے سپہ سالار پہاڑی قوم کے راجہ جنہوں نے راون کے مقابلے میں رام چندر کی امداد کی تھی۔ ہندو ان کو بندر کی صورت مانتے ہیں۔
**سری کرشن جی**:۔ متھرا کے حکمراں خاندان میں تھے۔ مہابھارت کی مشہور لڑائی میں ان کا بڑا حصہ تھا۔ گیتا ان کی کتاب ہے ہندو ان کو اوتار مانتے ہیں۔ متھرا۔ گوکل۔ بندرابن۔ دوارکا میں انہی کے نام پر مندر ہیں۔ موہن۔ کنہیا جی۔ شام۔ مادھو۔ انہی کے نام ہیں۔ ہندوستانی ہندوؤں کی دو حصے آبادی بلکہ کچھ زیادہ ان کی پیرو ہے۔
**ارجن**:۔ سری کرشن جی کا چیلا۔ مہابھارت کی لڑائی کا مشہور سپہ سالار۔
**بششٹ جی**:۔ رام چندر جی کے گرو استاد مشہور یوگ بششٹ کے مصنف بڑے عارف تھے
**بھاردواج جی**۔ بششٹ جی کے فرزند ان کا گوتر آج تک ہند میں چلا آتا ہے بھاردواج سمرتی اُن کی تصنیف ہے۔
**پراشر جی**:۔ یہ بھاردواج کے فرزند تھے، بشن پوران اور پراشر سمرتی کے مصنف۔
**ویاس جی**:۔ پراشر جی کے فرزند تھے چاروں وید کے مفسر۔ مہابھارت کے مصنف مشہور عالم تھے
**سکھدیو جی**:۔ ویاس جی کے فرزند تھے۔ شری مد بھاگوت کے مصنف۔ ان کے بعد عملی اولاد

ان ضروری انتظامات کے بعد حضورؐ نے لشکر کی صفیں آراستہ کیں اور مغرب کی طرف رخ کیا۔ اور مشرق کی طرف پیٹھ کی۔ صفوں کو ایسا سیدھا رکھا جیسے نماز کی صف ہوتی ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اس قدر ملا ہوا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان میں بالکل گنجائش نہ تھی۔ تمام مسلمان سامانِ جنگ سے جو انہیں میسر تھا آراستہ تھے سرکار دو عالم نے خود بھی ہتیار لگائے اور زرہ پہنی۔ جس وقت حضور صفوں کو درست کر رہے تھے اتفاقاً سوادبن عزیہ صف سے کچھ آگے نکل آئے۔ یہ بات حضور کی ہدایت کے خلاف تھی۔ حضورؐ کے ہاتھ میں تیر تھا۔ اس سوار کے پیٹ میں چبھوتے ہوئے فرمایا اے سوادکیا کر رہے ہو۔ صف کو درست رکھو۔ سوار نے منہ بنا کر کہا یا رسول اللہؐ میرے تو درد ہونے لگا اس پر کچھ دم تو کر دیجئے حضورؐ نے شفقت سے ان کی زرہ اور پیراہن کھول کر تیر کے مس ہونے کی بجائے پیٹ پر کچھ پڑھ کر پھونکنا چاہا۔ مگر سوادؓ جلدی سے حضور کے گلے لگ گئے۔ اور حضورؐ کو چومنے لگے۔ حضورؐ نے پوچھا سوادؓ یہ کیا؟ سوادؓ نے رقت آمیز لہجے میں عرض کیا یا رسول اللہؐ خدا ہی کو خبر ہے کہ جنگ کا انجام کیا ہوگا۔ ممکن ہے کہ میں قتل ہوجاؤں۔ اس لئے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ ایک بار اپنے پیارے ہادی و رہنما سے گلے مل لوں۔ تاکہ اس سعادت کی حسرت مرتے دم جی میں نہ رہے

جس وقت حضورؐ اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ اس وقت حضورؐ نے دشمنانِ اسلام کے متعلق جناب الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی تو ابوجہل کو جو اس امت کا فرعون ہے آزاد نہ چھوڑ۔ اے اللہ زمعہ ابن اسود کو باقی نہ رکھ۔ اے خدا ابو زمعہ کو اندھا کر دے۔ اے خدا سہیل کو موت کے پنجے میں گرفتار کر دے۔

جب صفیں درست ہوگئیں تو حضورؐ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے نہایت فصیح و بلیغ الفاظ اور پرجوش و مؤثر انداز میں تقریر فرمائی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے
حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانوں میں تم کو ان باتوں کے لئے آمادہ کرتا اور پرجوش دلاتا ہوں جنکا خدا نے حکم دیا ہے میں تم کو ان باتوں سے روکتا ہوں جن سے روکنے کے لئے پروردگار عالم کا حکم ہے وہ جل جلالہ وتعالیٰ شانہ ہمیشہ حق بات کا حکم دیتا ہے۔ اور صداقت کو پسند کرتا ہے۔ وہ نیکوں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ نیکی اور بھلائی کی بنا پر خدا اپنے بندوں کا رتبہ بڑھاتا ہے۔ اسد کے نزدیک رتبے کی کمی بیشی نیکی اور بھلائی کی کمی بیشی پر ہے۔ اے مسلمانو! آج تم کو حق و راستی کا ایسا موقعہ درپیش ہے جس میں خلوص کا اظہار خوب ہوسکتا ہے۔ اسد تعالیٰ آج صرف وہ خدمت اور وہ جاں نثاری قبول فرمائیگا۔ جو خالص اسی کے لئے ہو۔ اور صرف ان کاموں کو پسند کریگا جو صرف اسی کی خوشنودی و رضا کے لئے کئے گئے ہوں۔ اگر کسی کام میں کوئی ذاتی غرض یا ذاتی مقصد ہوگا تو وہ کام بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہ ہوگا۔ جو لوگ سختیوں اور آزمائشوں کے موقع پر ثابت قدم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت کو دور کردیتا ہے۔ اور آخرت میں انہیں اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔ اے مسلمانو! میں خدا کا نبی ہوں۔ میں تم کو دنیا و آخرت کے نشیب و فراز سے ڈراتا ہوں۔ اور اس بات کا حکم کرتا ہوں کہ آج تم خدا سے شرماتے رہو کوئی ایسی بات تم سے نہ ہوجائے جو اُسے ناپسند ہو اس کی ناراضی انسانوں کی ناراضی سے بہت سخت اور ناقابلِ برداشت ہے۔ تم پوری احتیاط کے ساتھ ان باتوں کے پابند رہو۔ جن کا خدا نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اے مسلمانو دیکھو ذلت کے بعد خدا نے تمہیں ذلت سے نجات دیکر عزت کی صورت

دکھائی ہے۔ اس موقعے پر تم اس کے حکم کے پابند رہو۔ آج خدا تمہارا امتحان لے رہا ہے۔ اس امتحان میں کامیاب ہونے کی کوشش کرو۔ اور اس خوبی سے امتحان دو کہ اس کی رحمت و مغفرت کے مستحق بنجاؤ۔ یاد رکھو کہ اس کا وعدہ حق ہے، اس کا قول سچا ہے۔ اس کا عذاب سخت ہے۔ آج میرا بھروسہ بھی اللہ کی ذات پر ہے۔ اور تمہارا بھروسہ بھی اسی پر ہے۔ اسی کو اپنا پشت پناہ قرار دے کر اس کا دامن پکڑ لو۔ وہی ذات پاک ہے جو ہمیں اس نرغے سے بچائیگی اور ہم سب کو اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دے گی۔"

رسول اللہ صلعم کی تقریر مبارک مسلمانوں نے خاموشی کے ساتھ سنی۔ ہر ایک پیران کا دل خلوص اور جوش سے لبریز ہو رہا تھا۔ تقریر کے اختتام پر سب مسلمانوں نے مل کر اللہ اکبر کا فلک پیما نعرہ بلند کیا جس سے تمام میدان جنگ گونج اٹھا مسلمانوں کا لشکر بالکل درست ہو چکا تھا۔ اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں تھی کہ قریش نمودار ہوئے۔ سب سے پہلے زمعہ بن اسود بڑی شان و شوکت سے گھوڑے پر سوار اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا گھوڑے کو نچاتا ہوا آیا۔ عتبہ بن ربیعہ سرخ اونٹ پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے بعد اور مشرکین یکے بعد دیگرے آتے گئے۔ اور تھوڑی دیر میں تمام میدان ان سے بھر گیا مشرکین کے لشکر میں مسلمانوں کے لشکر کی طرح ترتیب تنظیم اور صف بندی نہیں تھی۔ نہایت بدنظمی اور بے ربطی کے ساتھ جس کو جہاں جگہ ملی وہیں ٹھہر گیا تھا

جب تمام اہل مکہ جمع ہو گئے اور ان کے جھنڈے بھی بلند ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کا دریا جوش میں آیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے پاس پیام دے کر بھیجا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ تو اچھا ہوگا۔ میرا مقابلہ تم لوگوں کے سوا کوئی اور قوم کرتے ہو تو بہتر ہے۔ اور اگر

طرح تمہارا مقابلہ ہم لوگوں کے سوا کسی اور قوم سے ہو تو اچھا ہے۔ غرض ہمارا تمہارا مقابلہ کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے کے رشتے دار ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے جب رسول اللہ ؐ کا یہ پیام مشرکین کے سرداروں کو پہونچایا۔ تو حکیم بن حزام نے بے ساختہ قریش سے کہا۔ کہ بس اب محمدؐ انصاف پر آ گئے ہیں۔ تم لوگ ان کی بات کو قبول کر لو۔ ان سے مقابلہ نہ کرو۔ اور قسم ہے کہ ان کے انصاف پر آ جانے کے بعد بھی تم ان سے جنگ کرو گے تو ہرگز فتح یاب نہ ہو گے۔

حکیم بن حزام کی تقریر سے ابوجہل بہت ناراض ہوا۔ اور وہ اس نے غصے سے بدحواس ہو کر کہا کہ خدا کی قسم جب خدا نے ہمارے لئے اُن سے بدلہ لینے کا سامان پیدا کر دیا ہے تو ہم بدلہ لئے بغیر ہرگز واپس نہ ہوں گے ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ جال میں پھنسے ہوئے شکار کو چھوڑ دیں۔ ہم ان لوگوں کا حوصلہ ایسا پست کر دینگے کہ پھر کبھی ہمارے مقابلے کی جرأت ہی نہ ہو۔

حضرت عمرؓ نا امید ہو کر واپس چلے آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب حال عرض کر دیا۔ قریش اپنی تعداد اور ساز و سامان پر نازاں تھے۔ اور نخوت و غرور کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہوئے اُدھر سے اِدھر اور اُدھر سے اِدھر پھر رہے تھے۔ مسلمان صف باندھے ہوئے سر بکف انتظار میں خاموش کھڑے ہوئے تھے کہ اس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ کریں اور اُس طرف ہم دشمن پر جا پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں لشکروں کو مقابل دیکھ کر جناب الہٰی میں دعا کی۔ کہ "اے اللہ یہ قریش اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے آئے ہیں۔ تجھ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ تیرے رسول ؐ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اے اللہ تو نے مجھے جس مدد

کا وعدہ کیا ہے وہ مدد بھیج دے۔ تیرا وعدہ سچا ہے۔ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے اللہ تو ان میں صبح ہی صبح رونا پیٹنا ڈال دے۔

# مقابلہ

صف آرائی سے پہلے قریش نے اپنے مشہور شہسوار عمیر بن وہب سے کہا کہ تم جاؤ۔ اور چاروں طرف چل پھر کر مسلمانوں کے لشکر کا صحیح اندازہ کرو چنانچہ عمیر گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کے اردگرد پھر کر اور ٹیلوں پر چڑھ کر تھوڑی دیر میں واپس آئے۔ انہوں نے قریش سے کہا کہ میں اچھی طرح دیکھ بھال کر آیا ہوں مسلمانوں کی تعداد تین سو سے زیادہ نہیں ہے ان کے پاس ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے اور ان کی بے سروسامانی میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سواریاں موت سے لدی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ کفن باندھ کر نکلے ہیں، تیر و تلوار کے سوا کوئی ان کا مددگار نہیں ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ یہ سانپوں کی طرح ڈسنے کو بیٹھے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ مریں گے تو تم کو بھی ساتھ لے کر مریں گے جو حال تھا میں نے تم سے بیان کر دیا۔ اب تم اپنے نیک و بد کو سوچ سمجھ لو۔

عمیر بن وہب کا بیان سنکر قریش نے ایک دوسرے شہسوار ابو اسامہ جشمی کو مزید احتیاط کے طور پر روانہ کیا اور اُسے ہدایت کی کہ تم اِدھر اُدھر ٹیلوں کے پیچھے اور کمین گاہوں میں بھی دیکھ لو کہ مسلمانوں کی امداد کے لئے تو کوئی چھپ کر نہیں بیٹھا ہے۔ ابو اسامہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر خوب گشت لگایا۔ اور ہر طرف دیکھ بھال کر کے تھوڑی دیر میں واپس آیا۔ اس نے قریش سے کہا بس جو کچھ ہیں یہی ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ لیکن اتنا

میں ضرور کہوں گا کہ ان کے ارادے پختہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کی یہ آرزو ہے کہ وہ میدان کارزار ہی میں کام آئے۔ اور اسے گھر جانا نصیب نہ ہو۔ ان کی پناہ صرف تلواریں ہیں۔ اور ان کی آنکھیں ایسی چمکتی ہیں جیسے کھوڑے پانی میں سنگریزے چمکتے ہیں۔ غرض ان کا یہ حال ہے، اب تمہیں اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھو کرو۔

حکیم بن حزام۔ عتبہ اور بعض دیگر اُمرائے قریش پر عمیر اور ابو اُسامہ کے بیان کا بہت اثر ہوا۔ انہوں نے اس امر کی کوشش کی کہ مقابلہ نہ ہو اور مکے والے لڑے بھڑے بغیر خیر و عافیت کے ساتھ مکے کو واپس چلے جائیں لیکن ابوجہل نے ان کے برخلاف تمام قریش کو بھڑکا دیا۔ مکے والوں نے ابوجہل کی باتوں سے متاثر ہو کر عتبہ کی سرداری سے انکار کر دیا۔ اور ہر شخص مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

جس وقت کفار آمادۂ پیکار ہو رہے تھے۔ اور ان میں سے ہر شخص غیر معمولی جوش و خروش ظاہر کر رہا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے لشکر میں بالکل خاموشی طاری تھی۔ ہر شخص سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ حضور پر کچھ غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اور حضورؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اس وقت تک تم حملہ نہ کرنا۔ اگر تم پر مشرکین یورش کریں تو تم صرف تیر اندازی سے اپنا بچاؤ کرنا تلوار پر ہاتھ نہ ڈالنا مسلمانوں نے اپنے ہادی برحق کے حکم کی تعمیل کی اور اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ دشمنانِ اسلام نے بالکل بے قاعدہ اور اُس زمانے کے قوانین جنگ کے خلاف اچانک حملہ شروع کر دیئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمنوں نے حملہ شروع کر دیا ہے۔ اور ہمارے کچھ آدمی شہید بھی ہو گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے ان الفاظ سے آنحضرتؐ بیدار ہو گئے۔ اور ہاتھ پھیلا کر نہایت الحاح وزاری کے ساتھ دُعا مانگنے لگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے جس مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اُسے اپنے فضل وکرم سے بھیجدے مسلمان نرغے میں ہیں۔ مصیبت کا وقت ہے اے پروردگار اگر تو نے مشرکین کو مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت پر غلبہ دیا تو سارے عالم میں شرک ہی شرک پھیل جائیگا پھر کون تیرا نام لیوا ہوگا۔ کون تیری پرستش کریگا۔ اور کون تیرے دین کو رواج دیگا"۔ رسول اللہؐ کی یہ دعا سنکر حضرت ابوبکرؓ کا دل بھر آیا۔ انہوں نے بے اختیار عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ بس کیجئے۔ آپ گھبرائیے نہیں، خدا کی قسم خدا آپ کی ضرور مدد کریگا"۔ اسی طرح ابن رواحہؓ نے بھی جو اسی جگہ موجود تھے جوش سے بے قابو ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ ذرا تشریف تو لائیے۔ اللہ تعالیٰ بالا و برتر ہے۔ اور ضرورت نہیں ہے کہ اُسے اس کا وعدہ یاد دلایا جائے حضرت ابو رواحہؓ کی زبان سے انتہائی جوش میں یہ الفاظ نکل گئے۔ جن سے وہ دل ہی دل میں شرمندہ تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا ابو رواحہ بلاشبہ اس کی ذات بالا و برتر ہے۔ میں مسلمانوں کی ضرورت کی وجہ سے اس کی جناب میں یہ سب کچھ عرض کر رہا ہوں۔ نہ اس وجہ سے کہ اسے یاد دلانے کی ضرورت ہے اگر تم ایسا سمجھ رہے ہو تو یہ تمہاری غلطی ہے۔

**کافر آگے بڑھے** } سردار قریش عتبہ اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید یہ تین آدمی سب سے پہلے اپنی صف سے

نکل کر میدانِ جنگ میں آئے مسلمانوں کی طرف رخ کرکے آواز دی۔ بھیج
اے محمد ہمارے مقابلے کے لئے کس کو بھیجتا ہے"۔ عتبہ کی آواز سنکر انصار کے
تین جوان معاذ۔ معوذ اور عوف مقابلے کے لئے نکلے۔ لیکن جب وہ عتبہ
کے سامنے پہونچے تو اس نے پوچھا "تم کون ہو؟ مدنی جوانوں نے اپنا نام
ونسب بتایا۔ تو اس نے لڑنے سے انکار کر دیا اور چیخ کر بولا "اے محمدؐ
ہمارے مقابلے کے لئے کسے بھیجا ہے۔ ہم ان کے خون میں ہاتھ رنگنا اپنی توہین
سمجھتے ہیں۔ ہمارے درجے کے آدمیوں کو بھیج"۔ یہ سنکر تینوں انصاری اپنے
لشکر میں واپس آ گئے۔ رسول اللہؐ کی خواہش تھی کہ لڑائی میں پہلے پہل
انصار کا نقصان نہ ہو اور وہ جانبازی کے لئے آگے نہ بڑھیں۔ یہ واقعہ حضورؐ
کی خواہش کے مطابق پیش آیا۔ حضورؐ نے بنی ہاشم کی طرف خطاب کیا۔ اور
فرمایا کہ "اے اولاد ہاشم! یہ لوگ باطل کی حمایت میں تم سے لڑنے آئے ہیں۔ اور
چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ تم بھی کمربستہ ہو جاؤ اور ان کے مقابلے
میں اس حق کی حمایت کرو۔ جو تمہارا نبی لے کر آیا ہے"۔

حضورؐ کی زبانِ مبارک پر ان الفاظ کا آنا تھا کہ حضرت علیؑ ابن ابی
طالب۔ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب اور حضرت عبیدہؓ بن حارث
اپنی اپنی جگہ سے بڑھ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور لڑنے کی اجازت
لے کر میدان میں آئے۔ ان بہادروں کے چہرے خود میں چھپے ہوئے تھے
اس لئے عتبہ پہچان نہ سکا۔ اور اس نے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ حضرت
حمزہؓ نے فرمایا۔ او عتبہ اگر تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں تو سن میں ہوں
ہاشم کا پوتا۔ اور عبد المطلب کا بیٹا حمزہؓ شیر اسلام۔ عتبہ نے
آواز کی کڑک سے حضرت حمزہؓ کو پہچان لیا۔ اور بولا کہ "بس ٹھیک ہے

تو ہمارے درجے کا ہے ہم تجھ سے لڑیں گے اور یہ تیرے دو ساتھی کون ہیں ؟
حضرت حمزہ رض نے بلند آواز میں فرمایا ان میں سے ایک عبیدہ بن حارث
ہیں اور دوسرا میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے۔ عتبہ نے ان دونوں کا نام
سنکر کہا یہ بھی موزوں اور ہمارے لائق ہیں۔ اس گفت و شنید کے بعد عتبہ
نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ پہلے تو پیشقدمی کر۔ پھر ہم دونوں بھائی لڑینگے
اور جو سامنے آئے گا اُسے موت کے گھاٹ اتاریں گے۔ باپ کا حکم سن کر
ولید آگے بڑھا۔ اور بڑے پُرجوش لہجے میں پکارا۔ کون میرے مقابلے میں آتا
ہے جو اپنی زندگی سے بیزار ہے۔ اور کون موت کا طلبگار ہے؟

میری تلوار سے یہ مرنا ہو جسے آجائے	موت کے گھاٹ اترنا ہو جسے آجائے
جانتے ہیں مجھے سب لوگ قدیم اور جدید	ابن عتبہ ہوں میرا نام ہے مشہور ولید

ان تینوں بہادروں میں حضرت علیؓ عمر میں کم تھے۔ لہٰذا ولید کے مقابلے
کے لئے یہی زیادہ موزوں تھے۔ حضرت علیؓ ولید کے سامنے تشریف لائے
اور انہوں نے شیر کی طرح گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔

سن کہ میں شیر نیستان بنی غالب ہوں	اسد اللہ علی ابن ابی طالب ہوں
پرورش پائے ہوئے چھاؤں میں تلواروں کی	صفیں الٹے ہوئے میدان بدر کی اور احد
شیر بھی ہو تو میرے سامنے بزدل ہو جائے	موت آئے تو کوئی میرے مقابل ہو جائے

اے ولید کیا تکتا ہے بہادری کا دعویٰ ہے تو آگے آ۔ نیزہ اٹھا تلوار سنبھال ڈھال
مرتے اٹکال دے۔ حضرت علیؓ کے الفاظ سن کر ولید جوش میں آگیا۔ نیزہ اٹھا کر
آگے بڑھا۔ اور اس زور سے وار کیا کہ نیزے کا پھل ڈھال میں اٹک کر ٹوٹ گیا۔
شیر خدا پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے۔ ولید نیزہ بیکار ہونے سے بہت جھنجلایا
حضرت علیؓ نے مسکرا کر فرمایا کچھ اور بھی ہے۔ ولید نے غضبناک ہو کر تلوار

کھینچ لی اور بڑی پھرتی سے وار کیا۔ ولید بہت طاقتور جوان تھا۔ قومی جوش نے اس کی طاقت کو اور بڑھا دیا تھا۔ اس کی تلوار اگر پتھر پر پڑتی تو شگاف پیدا کر دیتی۔ لیکن حضرت علیؑ کے ایک ادنےٰ پینترے سے یہ وار بے کار ہو گیا۔ اور تلوار قریب ہی زمین پر پڑی اور گھستی ہوئی چلی گئی۔ جس کے ساتھ ہی ولید بھی کسی قدر جھک گیا۔ حضرت علیؑ نے اُسے سنبھلنے کی مہلت نہ دی۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے تمام میدان گونج اٹھا۔ ولید کے جس ہاتھ میں تلوار تھی اس کی کلائی ایسی مضبوطی سے پکڑ لی کہ انتہائی کوشش کے باوجود نہ چھڑا سکا پھر حضرت علیؑ نے تلوار چھڑا کر ایک طرف کو پھینک دی۔ حضرت علیؑ کا ارادہ تھا کہ ولید کو زندہ گرفتار کر لیں۔ لیکن ولید حضرت پر کشتی کے داؤں پیچ کرنے لگا۔ حضرت نے یہ حالت دیکھ کر اس کے ٹیکہ پر ہاتھ ڈال دیا۔ اور ایک دفعہ اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ بلند کر کے اُسے اپنے سر سے اونچا اٹھا کر زمین پر دے مارا مسلمانوں کے لشکر میں تکبیر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ ولید دوبارہ اٹھنا چاہتا تھا کہ شیر خدا نے صمصام حیدری کے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ ولید کا سر کٹ کر اس کے باپ عتبہ کے سامنے جا پڑا۔ یہ عالم دیکھ کر مسلمانوں کے چہرے چمکنے لگے۔ اور انہوں نے ایک مرتبہ اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ لیکن مشرکین پر اُداسی اور مایوسی چھا گئی۔

**عتبہ کی غصہ بھری تقریر** ولید کے باپ عتبہ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے ہائے نکلی۔ اور اس نے بے تاب ہو کر کہا۔ اے ابوطالب کے بیٹے تو نے میرے گھر کے چراغ کو بجھا دیا۔ تو نے میرے باغ کا سب سے خوبصورت پھول توڑ لیا۔ تو نے میری کمر توڑ دی۔ آج تو نے اُمیہ کی اولاد کے کلیجوں اور دلوں کو زخمی کر دیا

اے ہاشم اور عبد المطلب کے پوتے اُمیہ کی نسل کے قصاص اور انتقام کو نہ بھولیو۔ آلِ اُمیّہ ولید کے خون کو کبھی نہیں بھولے گی۔ تو نے میری گود کے پالے کو خاک وخون میں ملایا ہے۔ اُمیہ کی اولاد تجھ کو اور تیری اولاد کو اور سب بنی ہاشم کو اور ان کے ماننے والے مسلمانوں کو خاک وخون میں ملاتی رہے گی۔ ارے او خونی ارے او قاتل تو مدینے کے کمین اور کم نسل لوگوں کے گھمنڈ میں تیرا بھائی محمدؐ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اس کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ مگر وہ کیسا نبی ہے جو اپنے خاندان اور کنبے کے خلاف تلوار کھینچ کر آیا ہے اور دنیا اور عرب کے سب سے زیادہ شریف لوگوں پر مدینے کے ذلیل اور ادنیٰ لوگوں کو چڑھا کر لایا ہے۔ کیا تیرے خدا کا دل پتھر کا ہے۔ جس نے محمدؐ جیسے سنگ دل کو اپنا رسول بنایا۔ جو اپنے خاندان کے بہادروں کا سر کاٹ رہا ہے۔ قسم ہے لات ومنات کی ہاشم کی اولاد کے حصے میں جھوٹ آیا ہے۔ برادر کشی آئی ہے اور بے عقلی آئی ہے۔ اور ہاشم کے بھائی اُمیہ کی اولاد کے حصے میں کنبہ پروری آئی ہے عقل وحکمت آئی ہے۔ ہم اُمیہ کی اولاد ہیں۔ ہمارے ہی خوف سے تم مکہ چھوڑ کر بھاگے ہو اور تم نے بکریاں چرانے والوں کی پناہ لی۔ تم کو غیرت نہیں آتی۔ کہ قریش کی سرداری اور بہادری کو داغ لگا کر مدینے کے بے عزت لوگوں کی پناہ میں آئے ہو۔

**علیؑ کا جواب** حضرت علیؑ نے عتبہ کی تقریر کو صبر وخاموشی سے سنا پھر جواب میں کڑک کر کہا۔ اے ولید کے باپ میں جانتا ہوں کہ تو بیٹے کے غم میں دیوانہ ہو گیا ہے۔ میں تجھ کو بھی جلدی ولید کے پاس بھیجتا ہوں۔ ہاں ہاں وہ تیرا نور نظر تھا۔ لخت جگر تھا۔ تجھ کو اس کے مارے جانے کا جتنا صدمہ ہو کم ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تو قریش کا سردار ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو ... کی اور ...

میں بڑا آدمی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم بنی اُمیہ حاسد ہو کینہ ور ہو
اور شیطنت سے بھرپور رہو۔ تو مجھے انتقام اور قصاص کی دھمکی دیتا ہے۔ یہ دھمکی
مجھے نہیں دیتا بلکہ میرے خدا کو دیتا ہے جس کی گرفت بہت سخت ہے۔ اے بنی
اُمیہ کے خون پر فخر کرنے والے میرا دادا ہاشم اُمیہ کا بھائی تھا کعبے کی خدمت
کرتا تھا۔ زمزم کا پانی پلاتا تھا، حاجیوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ اور ہاشم کا بیٹا عبدالمطلب
بھی تمام عرب قبائل میں سخی اور بہادر اور کعبے کی خدمتوں کا فخر رکھتا تھا۔ تو بتا
کہ تیرے بڑوں میں ان نعمتوں میں سے کونسی نعمت تھی جس پر تو اور تیرے بھائی
بند گھمنڈ کرتے ہیں۔

تو نے میرے باپ ابو طالب کو دیکھا تھا جس کی رحم دلی اور کنبہ پروری اور
سرداری کو سب قبائل مانتے تھے۔ اور تیرا خاندان بھی مانتا تھا۔ میں ابن
ابن سخی، دلیر ابن دلیر، سردار ابن سردار کا بیٹا ہوں۔ تو میرے بھائی اور
میرے رسول کی توہین کرتا ہے۔ تو میرے خدا کی ہتک کرتا ہے تو میرے رسول
کو شکستہ دل کرتا ہے۔ تو نے اور تیرے خاندان نے میرے باپ کو اور میرے رسول
کو اور سب بنی ہاشم کو تین برس تک پہاڑی درہ میں محصور رکھا، ہمارا کھانا پانی
بند کر دیا۔ ہمارے بچے بھوک پیاس میں روتے تھے۔ ہم بھوک کی تکلیف سے
اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ ہماری صورتیں پہچانی نہ جاتی تھیں۔ اور ہمارا قصور بس
یہ تھا کہ ہمارا بزرگ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیوں کرتا ہے۔ بتا او عتبہ اول
او مقتول ولید کے باپ سنگدل ہم ہیں یا تم۔ بے رحم ہمارا خدا ہے یا تمہارے
لات و منات ہیں۔

تو ہی کنبہ کش ہو۔ تم ہی نے ہم بنی ہاشم کو ہمارے گھروں سے جدا کیا اور
ہم کو مکہ چھوڑ کر مدینے میں آنا پڑا۔

تونے مدینے والوں کو ذلیل کہا۔ کمین کہا۔ اے دشمن خدا ذلیل اور کمین وہ ہے جس نے خدا کی عزت مٹانی چاہی۔ اور خدا کے رسول کی عزت اور جان کے درپے ہوا۔ اور عزت والا وہ ہے جس نے خدا کے رسول کو پناہ دی، اور خدا کے رسول کے پیغام کو قبول کیا اور انصار خطاب پایا اور اپنی جانیں اور اپنے مال رسول اللہ کے قدموں میں حاضر کر دیئے۔

میرے بھائی اور میرے رسول نے تمہارے سر نہیں کاٹے۔ ہم کیسے پر چڑھ کر نہیں گئے۔ تم ہی ہم کو فنا کرنے کے لئے ہم پر چڑھ کر آئے ہو اور ہم اپنے دین اور اسلام اور خدا اور رسول کی توحید و رسالت کو بچانے اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے گھر سے باہر نکل کر آئے ہیں۔ تم ایک ہزار ہو اور ہم تین سو پانچ ہیں۔ تمہارے پاس ہر قسم کے ہتھیار ہیں۔ اور ہمارے پاس ہتھیاروں کی اتنی کمی ہے کہ ہم میں اکثر نہتے ہیں۔ تمہارے پاس ہزار سے زیادہ فالتو اونٹ گھوڑے ہیں اور ہم میں اکثر پیدل ہیں۔

ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس دل ہیں اور ان میں موت کا شوق ہے۔ جو ہم کو ہمارے محبوب خدا تک پہنچاتی ہے۔ اور تمہارے پاس دل تو ہیں مگر موت سے ڈرنے والے زندگی کی حرص سے تاریک اور مرے ہوئے جن کا ہونا نہ ہونا بے کار ہے۔

تو کہتا ہے ہاشم کی اولاد کے حصے میں جھوٹ آیا ہے اور برادر کشی آئی ہے اور بے عقلی آئی ہے۔ مگر یہ سب غلط اور جھوٹ ہے۔ تمہاری کنبہ پروری کا جواب تو ہیں سے دیدیا۔ کہ ہم تمہارے ہم جد تھے اور تم نے تین برس تک ہم کو بھوکا پیاسا رکھا۔ اور جھوٹ میں تو نے میرے بھائی اور میرے رسول کی نبوت کا اشارہ کیا ہے۔ اے بنی امیہ کے سچے آدمی تو بہت جلد میرے رسول کے جھوٹ سچ کو

آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ جب تلوار تیری غافل زندگی کا پردہ تیری آنکھوں سے دور کر دے گی۔

برادر کش تم ہو یا ہم۔ مکے سے ہمارے گھروں سے ہم بھائیوں کو نکالنے والے تم ہو یا ہم ہیں۔ اور اب ہمارے گھر پر چڑھ کر آئے ہو کہ ہم بھائیوں کو قتل کرو۔ تو برادر کش تم ہو یا ہم؟

تو نے کہا کہ بنی ہاشم کو بے عقلی ملی۔ اور تم کو عقل و حکمت ملی۔ کیا اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھر اور لکڑی کے بتوں کو معبود بنانا عقل و حکمت کی بات ہے؟ بے عقل تم ہو یا ہم۔ تو نے ہم کو طعنہ دیا ہے کہ ہم نے مدینے والوں کی پناہ حاصل کی۔ بے شک ہم مدینے والوں کی پناہ میں ہم آئے اور ہم نے بھی بہت بڑے بڑے دشمن سے ان کو بچا لیا۔ اسلام نے ہم کو اور ان کو ایک بنا دیا ہے کہ اب ان کی عزت ہماری عزت ہے۔ اور ان کی ذلت ہماری ذلت ہے۔

اے عتبہ اے اُمیہ کی نسل پر فخر کرنے والے جھوٹے فخر چھوڑ دے، اصلی فخر اختیار کر۔ اور وہ توحید و رسالت کا اقرار ہے۔ ہماری تلواریں دھمکیوں سے جھک جاتی ہیں۔ مگر ڈر کر نہیں۔ بلکہ دھمکی دینے والے کو خاک میں ملانے کے لئے جھکتی ہیں۔ اور اس طرح جھکتی ہیں کہ ولید کی طرح ہر دشمن خدا کو خاک پر سلا دیتی ہیں۔ میں علیؓ ابن ابی طالب بن عبد المطلب ابن ہاشم ہوں تیرے بیٹے کا قاتل اور ہر دشمن خدا کو نیست و نابود کرنے والا۔ باتیں نہ بنا ہمت ہے تو آگے بڑھ۔ میں ہاشمی شیر ہوں میں خدا کا ہاتھ ہوں۔ میں محمدؐ کا بھائی ہوں تیری روح قبض کرنے والا حیدرؓ ہوں۔ صفدر ہوں۔ علیؓ ہوں۔ علیؓ۔ علیؓ۔ آ۔ وار کر۔ اور پھر وار لے۔

حضرت علیؓ اور عتبہ میں سوال جواب ہو رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضؓ نے آگے

بڑھ کر کہا۔ علیؑ تم ہٹ جاؤ۔ میری تلوار اس کے خون کی پیاسی ہے۔ اس کینہ ور دشمنِ اسلام سے مجھے مقابلہ کرنے دو۔ اور پھر حضرت حمزہ رضؓ نے للکار کر کہا عتبہ بہت باتیں بنا چکا اور بنی اُمیہ کے انتقام کا خوف دلا چکا۔ اب جو کچھ کرنا ہے کر۔ نیزہ سنبھال۔ یا تلوار نکال۔ میں تیرے سامنے موجود ہوں، یہ سنکر عتبہ نے تلوار کھینچ لی' اور پوری طاقت سے حضرت حمزہ رضؓ پر وار کیا۔ حضرت حمزہ رضؓ کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اُنہوں نے ڈھال پر عتبہ کا وار روکا اور اس سے پہلے کہ عتبہ دوسرا وار کرے اس کے سر پر تلوار کی دوسری ضرب ایسی لگائی جو اس کے سر کو کاٹتی کھوپڑی کو توڑتی گردن تک اتر آئی۔ دوسرے وار کی ضرورت بھی نہیں پڑی۔ اور عتبہ ہلاک ہو کر گر پڑا۔

حضرت حمزہ رضؓ عتبہ کو قتل کر کے شیبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ عبیدہ رضؓ بن حارث سے مقابلہ کر رہا تھا۔ حضرت عبیدہ رضؓ سب صحابہ میں سن رسیدہ اور زیادہ عمر کے آدمی تھے۔ جوان بھتیجہ ولید اور چھوٹے بھائی عتبہ کے قتل سے شیبہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس نے جا کر حضرت عبیدہ رضؓ کے پاؤں پر تلوار کی ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ یہ حالت دیکھ کر حضرت عبیدہ رضؓ کو لشکر میں اٹھا کر لے گئے۔ اور حضرت علی شیبہ کے مقابلے میں آ گئے۔ شیبہ حضرت علیؑ کو دیکھ کر دانت پیسنے لگا۔ اور نہایت غضبناک ہو کر بولا۔ اے ہاشمی درندے اچھا ہوا کہ تو میرے سامنے آ گیا۔ آ میں تجھے ولید کے قتل کا مزہ چکھاؤں۔ یہ کہہ کر شیبہ نے اپنی خون آلود تلوار سے حضرت علیؑ پر وار کیا۔ حضرت علیؑ نے ڈھال پر وار روکا۔ اور پینترہ بدل کر شیبہ کے ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا۔ کہ تلوار زرہ کو کاٹتی ہوئی پہلو سے نکل گئی۔ شیبہ تکلیف سے چیخنے لگا اور پکار پکار کر کہنے لگا۔ بدلہ۔ بدلہ۔ اے قریش ہاشم کی اولاد سے

میرے خون کا بدلہ لو۔ عتبہ کے خون کا بدلہ لو۔ ولید کے خون کا بدلہ لو۔ آج موقعہ نہ ملے تو جب موقع ملے۔ ان سے اور ان کی اولاد سے بدلہ لینا شیبہ چیخ رہا تھا کہ حضرت علیؓ نے دوسرے وار میں اس کا خاتمہ کر دیا مگر شیبہ آخری سانس تک بنی ہاشم سے بدلہ لینے کے لئے پکارتا رہا۔ اور اس کا آخری لفظ یہ تھا جو مرتے وقت اس کے منہ سے نکلا کہ یا آلِ امیہ۔ یعنی آل امیہ کی فریاد پر اسکا خاتمہ ہوا۔

قریش کے یہ تین سردار خاک پر پڑے ہوئے تھے۔ اور قریش کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے۔ دیر تک ان پر سکتے کا عالم طاری رہا۔ پھر ان میں سے تین جوان لوہے میں غرق صفوں سے باہر نکلے۔ ایک ربیعہ بن اسود دوسرا عبیدہ بن سعید تیسرا طعیمہ بن عدی۔ ان لوگوں نے میدان میں آکر مسلمانوں کو پکارا حضرت حمزہؓ تیزی سے آگے بڑھ کر طعیمہ بن عدی کے مقابل ہوئے حضرت ابو دجانہؓ نے ربیعہ بن اسود کو جا پکڑا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام عبید بن سعید کی طرف بڑھے۔ معمولی گفت و شنید کے بعد جانبین سے وار ہونے لگے۔ حضرت حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی کے ایسی تلوار ماری کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت ابو دجانہؓ نے ربیعہ کے حلقوم پر ایسا تاک کر نیزہ مارا کہ گدی سے نیزہ نکل گیا۔ زبیر بن عوامؓ عبیدہ کے وار ڈھال پر روکتے رہے۔ اور پھر موقعہ پا کر عبید کے ایک ہاتھ رسید کیا جس سے اس کی دونوں پنڈلیاں کٹ گئیں۔ اور اس کے زمین پر گرتے ہی انہوں نے دوسرے وار میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ مسلمان بہادروں کی اس فتح یابی سے اسلامی لشکر میں اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔ لیکن مشرکین کے دل بیٹھ گئے پے در پے سرداروں کے مارے جانے سے بنی مخزوم یعنی ابو جہل کے قبیلے والوں کو ابو جہل کا فکر دامن گیر ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر مسلمانوں کو موقع مل گیا تو اس کا نسمہ لگانہ رہنے

دیجئے۔ چنانچہ قوی اور بہادر آدمیوں کی ایک جماعت ابوجہل کی حفاظت کے لئے
مقرر کی گئی۔ اور ان لوگوں نے چاروں طرف سے اس طرح ابوجہل کا احاطہ
کر لیا کہ اس کے پاس کسی کا پہونچنا بالکل ناممکن تھا۔ ابوجہل کی زرہ بڑی قیمتی اور
شاندار تھی۔ بنی مخزوم یعنی ابوجہل کے قبیلے والوں نے مشورہ کیا کہ ابوجہل کی زرہ
کسی اور کو پہنا کر میدان میں بھیجنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ اس کے رعب سے کامیابی حاصل
ہو اور زرہ پہننے والا مسلمانوں پر غالب رہے۔ چنانچہ ابوجہل کی زرہ عبداللہ
بن منذر بن ابی رفاعہ کو پہنائی گئی۔ عبداللہ زرہ پہن کر اکڑتا ہوا میدان
میں آیا۔ اور مسلمانوں کو پکارنے لگا۔ مسلمانوں کو اس کارروائی کا علم ہو گیا
تھا۔ حضرت علیؑ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ اور فرمانے لگے اے
بیوقوف عجیب اس زرہ نے ابوجہل کو کچھ کام نہیں دیا اور وہ عورتوں کی طرح
گوشت کی چار دیواری میں چھپا بیٹھا ہے۔ تو تیرے نے کیا مفید ہوگی تو خواہ
مخواہ اکڑتا ہے۔ اچھا حواس درست کر سپہ گری کے فن دکھا۔ نیزہ اٹھا تلوار
چلا۔ عبداللہ علیؑ کی باتوں سے جل گیا۔ بھری آواز میں بولا۔ اے
عبدالمطلب کے بیٹے، تو نے آج قریش کے خون سے خوب ہاتھ رنگے ہیں
لیکن یاد رکھ کہ یہ خون رنگ لائے بغیر نہ رہیگا۔ تو بھی آسیہ کو قتل کر کے
بہت شیر ہو رہا ہے۔ اب بنی مخزوم کا وار سنبھال، یہ کہہ کر عبداللہ بن
منذر نے نیزے کا وار کیا۔ لیکن حضرت علیؑ نے پھرتی سے ایک طرف ہو کر
وار خالی دیا۔ اور پھر عبداللہ کے ہاتھ سے نیزہ چھین کر پھینک دیا۔ عبداللہ
اس بات سے بہت جھنجلایا۔ ذرا پیچھے ہٹا۔ اور پھر تلوار سونت کر بے تحاشہ
حضرت علیؑ پر جا پڑا۔ جانبین سے شمشیر بازی ہونے لگی۔ تلوار پر تلوار پڑ رہی
تھی اور ان کی جھنکار دونوں طرف سنائی دے رہی تھی رفتہ رفتہ عبداللہ

بن منذر کا ہاتھ سست پڑنے لگا۔ حضرت علیؓ نے اس کے وار سے بچتے ہوئے ایک ایسی ضرب اس کی گردن پر لگائی کہ سر مع خود کے اڑ کر دور جا پڑا اس کے بعد حضرت علیؓ نے ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اس کی زرہ اتاری اور آگے بڑھ کر ابوجہل کی طرف زرہ پھینک کر کہا کہ "او بانیٔ فساد سے یہ تیری زرہ ہے۔ اسے سنبھال اور یاد رکھ کہ میں عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

بنی مخزوم نے زرہ اٹھالی۔ اس کا خون پونچھ کر ابوقیس بن فاکہ کے حوالے کی۔ اور اُس سے کہا کہ لو یہ زرہ پہنو۔ ہتھیار لگاؤ اور میدان میں جاؤ۔ قریش اور بنی مخزوم کی آبرو بچاؤ۔ ابوقیس ہتھیار لگا کر اور زرہ پہن کر میدان میں آیا اور ننگی تلوار کو چکر دے کر پکارا کہ کون آتا ہے۔ اے محمدؐ والو تم میں سے کس کے سر پر موت سوار ہے" حضرت حمزہ رضؓ ہاتھ میں ڈھال لئے ہوئے اور ہنستے ہوئے اُس کی طرف بڑھے، اور فرمانے لگے۔ فاکہ کے بیٹے کیا بکتا ہے۔ یہ زرہ پہن کر آیا ہے یا تو نے ایک اپاہج بڑھیا کی چادر اوڑھی ہے۔ جلدی وار کرتا کہ میں تجھے بھی ابن منذر کے پاس بھیج دوں۔ ابوقیس کو حمزہ رضؓ کی باتوں سے غصہ آگیا اس نے بڑی طاقت سے تلوار کا وار کیا۔ حضرت حمزہ رضؓ نے ڈھال پر وار روکا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی تلوار چھین لی۔ پھر ابوجہل کو دکھا دکھا کر ابوقیس کو اسی تلوار سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد زرہ اتار کر ابوجہل کی طرف پھینک دی اور پکار کر کہا "ابوجہل، لے اپنی زرہ سنبھال، اور یاد رکھ، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں"

بنی مخزوم نے زرہ اٹھالی، اور اب کے خوب بڑھاوے چڑھا دے دیکر حرملہ بن عمرو کو ابوجہل کی زرہ پہنائی۔ وہ اکڑتا ہوا میدان میں آیا۔ حضرت علیؑ اس کے مقابلے میں آئے۔ جانبین سے وار ہونے لگے۔ آخر حضرت

علیؓ نے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ پھر اس کی زرہ اتار کر ابوجہل کی طرف پھینک دی۔ اور فرمایا "ابوجہل اپنی زرہ سنبھال اور یاد رکھ کہ میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں"۔ تین بہادر جوانوں کے قتل ہو جانے سے بنی مخزوم اور قریش پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی۔ اب کے انہوں نے خالد بن اعلم کو زرہ پہنا کر میدان میں بھیجنا چاہا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا کہ یہ موت کی جھول میں ہرگز نہیں پہنوں گا۔ کوئی اور شخص بھی زرہ پہننے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اب مشرکین کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا شخص بھی مسلمانوں کے مقابلے میں جاتے ہوئے بغلیں جھانکتا تھا۔ آخر مشرکین میں یہ مشورہ ہوا کہ اگر ہم مسلمانوں سے ایک ایک کر کے لڑیں گے تو وہ ہمارے سب آدمیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیں گے اس لئے مناسب ہے کہ ان پر سب مل کر ایک دم حملہ کر دیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح جنگ کرنے میں محمدؐ بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے۔ کیونکہ ان کے ساتھیوں کی توجہ دوسری طرف ہو گی۔ سب نے اس مشورے کو پسند کیا اور مشرکین یکایک تلواریں سونت کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔

گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ اس وقت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور وحی آئی کہ ملائکہ کی فوج مسلمانوں کی امداد کے لئے آنے والی ہے اگرچہ مسلمانوں کی تعداد مشرکین سے بہت کم تھی۔ لیکن وہ بڑی جانبازی اور بہادری کے ساتھ ان سے لڑے کہ مشرکین حواس باختہ ہو گئے۔ جس وقت یہ دست بدست جنگ ہو رہی تھی اور حضرت علیؓ مشرکوں کو پے در پے تلوار کے گھاٹ اتار رہے تھے۔ یکایک حضرت کی نظر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف اٹھ گئی۔ دیکھا کہ ایک دراز قد مشرک جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہے۔ حضرت سعد بن خیثمہؓ کو مغلوب کر رہا ہے حضرت

علیؑ بے اختیار حضرت سعدؓ کی مدد کے لئے ٹیلے کی طرف بڑھے لیکن جب
تک موقع پر پہنچیں حضرت سعد شہید ہوگئے۔ اس بات سے حضرت علیؑ کو بہت
جوش آیا۔ اور حضرت اس مشرک سے مقابلہ کرنے کے لئے ٹیلے پر چڑھنے لگے
حضرت علیؑ نے اس مشرک کو نہیں پہچانا۔ لیکن وہ حضرت سے واقف تھا اس نے
چیخ کر کہا "اے ابوطالب کے بیٹے آج تو نے ہمارے لشکر کا خاتمہ کر دیا ہے
چن چن کر ہمارے بہادروں کو مارا ہے۔ تو بہت اکڑتا پھرتا ہے۔ لیکن یاد رکھ
کہ ہم تجھ سے اپنے خون کا بدلہ لئے بغیر نہ رہیں گے۔ اچھا ادھر آ۔ میں تجھے تیری
سفاکی اور بے دردی کا مزہ چکھاؤں۔ حضرت علیؑ نے دیکھا کہ ٹیلے کا موقع اچھا
نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حضرت کا قد بھی دشمن کی نسبت چھوٹا تھا۔ اس لئے
حضرت الٹے پاؤں ٹیلے سے نیچے اتر آئے۔ حضرت کو اترتے ہوئے دیکھ کر
وہ مشرک پکارا کہ "مردوں کے سامنے سے بھاگ کر بڑا بہادر بنتا تھا۔ ابوطالب کے
بیٹے دیکھ لی تیری بہادری"۔ حضرت علیؑ ٹیلے سے نیچے اتر کر کھڑے ہوگئے اور للکار کر
کہا مردود کیا بکتا ہے۔ بہادری کا دم بھرتا ہے تو نیچے اتر آ۔ تجھے بھی تیرے بہادروں
کے پاس بھیجدوں گا"۔ یہ سن کر وہ مشرک نیچے اترا اور غضبناک ہو کر حضرت علیؑ
پر تلوار کا وار کیا۔ حضرت علیؑ نے ڈھال سامنے کر دی وار ایسا بھرپور تھا کہ
تلوار ڈھال میں پھنس گئی۔ پھر حضرت علیؑ نے وار کیا۔ تلوار مشرک کے شانے پر
پڑی اور اس کی زرہ کٹی۔ وہ مشرک اس ضرب سے کانپنے لگا۔ حضرت علیؑ
کو یقین ہو گیا کہ ایک دو واروں میں جہنم واصل ہو جائیگا کہ اتنے میں ایک تلوار
حضرت علیؑ کے عقب سے چمکی۔ حضرت علی ہٹ گئے۔ اور تلوار اس مشرک کے سر
پر اس زور سے پڑی کہ خود کھوپڑی میں گھس گیا۔ مشرک ہلاک ہو کر زمین پر گر
پڑا۔ جس کے ساتھ ہی اللہ اکبر کی آواز آئی۔ حضرت علیؑ نے مڑ کر دیکھا تو حضرت

حمزہ رضؓ کو مسکراتے ہوئے پایا۔ اس مشرک کے قتل سے فارغ ہو کر اسلام کے یہ دونوں شیر تلواریں علم کئے ہوئے مشرکوں کے لشکر پر جا پڑے، اور موت کی بجلیاں گرانے لگے

**ابوجہل کا قتل** } جس وقت زور وشور کی لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمان دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ حضرت معاذ بن عمرؓ ابوجہل کی تاک میں تھے۔ اور انہوں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں خود مر جاؤنگا یا ابوجہل کو مار ڈالوں گا۔ ابوجہل کی نسبت مسلمانوں کا غصہ بالکل حق بجانب تھا کیونکہ اس نے مسلمانوں کو آزار پہونچانے اور طرح طرح کی تکالیف دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ وہ بلاشبہ اپنے عہد کا فرعون تھا۔ الغرض حضرت معاذ رضؓ ابوجہل کی تاک میں لگے رہے۔ وہ بنی مخزوم اور قریش کے جوانوں میں پوری حفاظت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دست بدست لڑائی میں جب مسلمان مشرکین کے لشکر میں جا گھسے اور ہر شخص کو اپنی زندگی نقش بر آب نظر آنے لگی تو ابوجہل کی محافظ جماعت بھی دوسری طرف متوجہ ہو گئی حضرت معاذ موقع کے منتظر تھے۔ بنی مخزوم کا ذرا بے خبر اور غیر متوجہ ہونا تھا کہ حضرت معاذ جو موقع پر پہونچ گئے۔ اور تکبیر کا نعرہ لگا کر حملہ کیا۔ اور ابوجہل پر تلوار کا وار کیا ابوجہل کا سر تو بچ گیا لیکن تلوار پنڈلی پر پڑی اور اس زور سے پڑی کہ پاؤں کٹ کر دور جا پڑا۔ ابوجہل کے پیچھے ہی لوگ حضرت معاذ رضؓ کی طرف متوجہ ہو گئے اور جس وقت یہ ابوجہل پر دوسرا وار کرنا چاہتے تھے ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے جو باپ کی ٹانگ سے خون کا فوارہ جاری دیکھ کر آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ ان کے شانے پر وار کیا۔ حضرت معاذ رضؓ کا ہاتھ شانے سے کٹ گیا۔ لیکن کچھ کھال لگی رہ گئی تھی۔ جس سے وہ زمین پر نہیں گرا۔ حضرت

معاذ رضؓ نے کٹا ہوا ہاتھ بیٹھ کے پیچھے ڈال لیا۔ اور عکرمہ کو تلاش کرنے لگے
لیکن وہ دور نکل گیا تھا۔ اور اپنی جان بچاتا پھرتا تھا۔ حضرت معاذ رضؓ نے
جب دیکھا کہ کٹا ہوا ہاتھ لٹکے چلنے سے تکلیف دیتا ہے تو اسے اپنے پاؤں کے
نیچے دبا کر اور زور سے جھٹکا دے کر الگ کر ڈالا۔ حضرت معاذ رضؓ اس حالت
میں بھی دیر تک لڑتے رہے۔ لیکن ہاتھ کی بیکاری سے معذور ہو کر مسلمانوں
کے لشکر میں واپس چلے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عفرا کے دو بیٹے بھی ابوجہل کے میں شریک تھے، اور
ان کی دو نعشیں بھی ابوجہل کے دائیں بائیں پائی گئیں۔ حضرت معاذ رضؓ کے
وار سے ابوجہل ہلاک نہیں ہوا۔ کیونکہ آخر میں جب عبداللہ بن مسعود رضؓ
اس کے پاس پہونچے تو وہ نزع کے قریب تھا۔ حضرت عبداللہ نے
ٹھوکر مار کر کہا۔ خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ذلیل و خوار کر دیا۔ ابوجہل نے
کراہتے ہوئے پوچھا "تجھے کچھ معلوم ہے کہ فتح کس کی ہوئی؟" حضرت عبداللہ
نے کہا "خدا اور خدا کے رسول ؐ کی فتح ہوئی" پھر فرمایا "ابوجہل تو جانتا ہے
کہ میں اب تجھے قتل کر دوں گا" ابوجہل نے کہا پھر تعجب کیا ہے بہت سے غلام
اپنے آقاؤں کو قتل کر چکے ہیں۔ البتہ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تجھ جیسا
کمینہ مجھے قتل کرے مجھے میرے درجے کا آدمی قتل کرتا تو کچھ افسوس نہ تھا"
عبداللہ ابن مسعود رضؓ نے تلوار کھینچ کر کہا۔ اے خدا کے دشمن تو مجھے غلام اور
کمین کہتا ہے۔ حالانکہ تو خود اپنے نفس کا غلام ہے۔ تو نے آج دیکھا کہ عزت
والے خدا نے اپنے رسول ؐ کی عزت کو بڑھا دیا۔ تو کفار کو چڑھا کر لایا تھا۔ کہ
اسلام کے کلمہ کو نیچا کر دے۔ تو اس غزوہ میں تھا کہ تیرے پاس فوج زیادہ ہے
اور مکے کے سب بڑے بڑے سردار تیرے ساتھ ہیں اور سامان جنگ کی افراط

ہے۔ تو نے دیکھ لیا کہ خدا نے ہم مٹھی بھر بے ہتیار اور بے سرو سامان مسلمانوں کو تم پر غالب کر دیا۔ تو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ تو نے رسول اللہؐ کو مکے میں بھی ستایا۔ اور یہاں بھی تو ہی ان سب کفار کو جمع کر کے لایا تھا۔ کہاں ہیں تیرے لات و منات وہ کیوں تیری مدد نہیں کرتے۔ تو موت سے ڈرتا تھا اور عورتوں کی طرح بہادروں کی تلوار دل سے پردہ کرتا تھا۔ تیار ہو جا تیری موت سامنے آ گئی۔ میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔

## ابو جہل کی درخواست

ابو جہل زمین پر پڑا تھا۔ کیونکہ پاؤں کٹ جانے کے سبب اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی۔ مگر اس نے عبد اللہ ابن مسعودؓ کو جواب دیا۔ اور کہا مجھ کے بیادہ پر گھمنڈ نہ کر۔ آج تم محمدؐ کے جادو سے ہم پر غالب آ گئے ہو کل مکے والے تم سب کو خاک میں ملا دیں گے اور ہمارے خون کا بدلہ تم سے لیں گے۔

اے لڑکے میری ایک تمنا ہے اگر تو اس کو پوری کر دے تو تیرا احسان ہو۔ ابن مسعودؓ نے پوچھا وہ کیا تمنا ہے۔ بیان کر اگر پوری کرنے کے قابل ہو گی تو میں اس کو ضرور پورا کروں گا۔ کیونکہ ہم مسلمان اپنے دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں۔ اور مرتے وقت حریف کی ہر آرزو کو پورا کرنا لازمی جانتے ہیں۔

ابو جہل نے کہا جب تو میرا سر کاٹے تو گردن کی جڑ کے پاس سے کاٹیو۔ تاکہ میرا کٹا ہوا سر جب محمدؐ کے پاس جائے تو وہ کہے کہ ابو جہل کی گردن بہت بڑی تھی۔ اور لمبی گردن والے بڑے بہادر ہوتے ہیں اور سب دیکھنے والوں کو میرا سرشاندار معلوم ہو۔

ابن مسعودؓ نے جواب دیا تو مرتے مرتے بھی فخر اور نمود کا غلام ہے :

دشمن خدا میں تیری اس جھوٹی تمنا کو پورا نہیں کروں گا۔ تاکہ آئندہ کوئی آدمی دنیا کی نمود کا غلام نہ رہے۔ تاکہ تیرا سر بیہت بد صورت نظر آسکے۔

ابوجہل نے کہا افسوس میں کیسے ذلیل آدمی کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوں جس کو بہادری کی آن بان کی کچھ بھی قدر نہیں ہے۔ تو نہیں جانتا کہ ہم سردار لوگ مرتے دم تک اپنا فخر قائم رکھتے ہیں۔

آخر حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضنے اپنا پاؤں ابوجہل کے سینے پر رکھا تاکہ اس کی گردن کاٹیں تو ابوجہل نے کہا تو کس عزت والے سردار کے سینے پر پاؤں رکھتا ہے۔ تجھ کو شرم نہیں آتی۔ ابن مسعود رضنے ہنسکر جواب دیا تیرے سینے کی عزت بڑھ گئی کہ محمدؐ کے ایک مومن نے اس پر پاؤں رکھا۔

پھر کہا۔ اب بھی وقت ہے کہ تو کلمہ پڑھ لے اور مسلمان ہو جا۔ میں تجھ کو امان دوں گا اور قتل نہ کروں گا۔ ابوجہل نے جواب دیا۔ قریش کا سردار اپنے باپ دادا کے دین پر قائم ہے۔ تو اپنا کام کر۔ یہ سنکر حضرت ابن مسعود رضنے ابوجہل کا سر کاٹ لیا۔ اور سر کو ہاتھ میں لے کر نعرہ لگایا۔ میں نے خدا رسول کے سب سے بڑے دشمن کو مار ڈالا۔ میں عبد اللہ ابن مسعود رضہوں۔ ابوجہل کا قاتل ہوں۔

ان نعروں کو سنکر مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے لگائے۔ اور جب ابن مسعودؓ ابوجہل کا سر رسول اللہ صکے سامنے لائے۔ تو رسول اللہ صنے فرمایا۔ حق بلند ہوا۔ باطل دب گیا۔ کاش یہ حق کو قبول کر لیتا اور اسلام کے لئے اس کی جان جاتی۔ کیوں ابوجہل آج تو نے دیکھ لیا کہ محمدؐ جو کہتا تھا وہ ہو گیا۔

## دو بچوں کی شہادت

ایک روایت یہ ہے کہ ابوجہل کو عفرا کے دو کم عمر بچوں نے زخمی کیا تھا اور وہ نعرے لگاتے ہوئے دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے تھے۔ اور وہ دونوں ہر ایک

سے پوچھتے تھے اَینَ ابوجہل اَینَ ابوجہل۔ ابوجہل کہاں ہے۔ ابوجہل کہاں ہے۔ اور کفار ان بچوں پر تلواروں اور نیزوں کے وار کرتے تھے۔ بچے دشمنوں سے چور تھے۔ مگر ابوجہل کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ آخر انہوں نے ابوجہل کو پہچان لیا۔ اور چیخ کر کہا ہم نے پا لیا۔ ہم کو خدا کا دشمن اور رسول کا دشمن ابوجہل مل گیا۔ یہ کہہ کر ان دونوں نے ابوجہل پر تلواریں ماریں۔ جن سے ابوجہل زخمی ہو کر گر پڑا۔ اور ابوجہل کے ساتھیوں نے عفرا کے بچوں کو نیزوں اور تلواروں سے مار مار کر گرا دیا۔ جب عفرا کے بچے خون میں نہا کر خاک پر گرے تو انہوں نے زور سے کلمہ پڑھا۔ اور کہا۔ ہم نے خدا کے دشمن کو مار ڈالا ہم عفرا کے بیٹے ہیں۔ ہم نے ابوجہل کو قتل کر دیا۔ ہمارے رسول سے کہو کہ اب ہم جنت بس جاتے ہیں۔ اور سب مسلمان بچوں کو خبر دو کہ عفرا کے بچوں نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں ہمارے رسول نے ہم کو جو بشارت دی تھی وہ سچی تھی۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے یہاں خدا کو دیکھ لیا جس نے ہمارے کمزور ہاتھوں میں طاقت دی۔ اور ہم نے ایک بڑے قوی دشمن کو مار ڈالا۔

عفرا اے ہمارے باپ تو ہماری موت کا غم نہ کیجیو۔ کہ ہم نے تیرا اور تیرے باپ دادا کا نام روشن کر دیا۔ اور ہماری ماں کو تسلی بھیجیو کہ وہ ہم پر نوحہ کرے۔ اور ہمارے لئے آنسو نہ بہائے۔ ہم قیامت کے دن اپنی ماں سے ملیں گے۔ اور اس کی شفاعت کریں گے۔

ہم مرتے ہیں۔ ہمیں پیاس لگی ہے۔ اب ہم کوثر کا پانی پئیں گے۔ جس کو پی کر پھر کبھی پیاس نہیں لگتی۔ آج ہمارے سرہانے نہ ہماری ماں ہے نہ ہمارا باپ ہے۔ ہم دشمنوں کے نرغے میں جان دے رہے ہیں۔ مگر ہمارا خدا ہمارے

ساتھ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہمارے سر پہ سے بو جھل ہے۔ اور ہمارے رسول
ہم کو سامنے سے دیکھ رہے ہیں۔ یا رسول اللہ ہم آپ پر قربان ہوتے ہیں
آپ گواہ رہئے کہ ہم نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ
اِلا اللہ۔ اِلا اللہ کہتے ہوئے دونوں جنت کو سدھار گئے اور مسلمان بچوں کی
بہادری اور ہمت کا نام روشن کر گئے۔

**گھمسان کی لڑائی** اپنے سرغنہ اور ربانی فساد ابو جہل کا یہ انجام دیکھ کر بنی مخزوم اور دیگر قبائل کے سرداروں نے باہم
طے کیا کہ اب سب کو مل کر ایک دم مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم میں سے
ایک ایک آدمی جائیگا تو یہ خونخوار لوگ ایک ایک کر کے سب کو مار ڈالیں گے
چنانچہ یہ لوگ نیزے سنبھال سنبھال کر اور تلواریں سونت سونت کر مسلمانوں پر
ٹوٹ پڑے۔ ادھر مسلمانوں نے بھی ایسی تن دہی اور جانبازی کے ساتھ ان کا
مقابلہ کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی ایک ایک مسلمان پر
دس دس کافر ٹوٹ پڑتے تھے۔ اُعْلُ ھُبَل بلند ہوا اے ہبل کا نعرہ لگاتے
تھے اور بھوکے شیروں کی طرح مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے۔

جس وقت گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی نیزوں کی جھنکار سے فضا گونجنے
لگی۔ اور تلواروں کی چمک سے ہر طرف بجلیاں کوندنے لگیں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ دست بدعا ہوئے
اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ خداوند، تیرے یہ مٹھی بھر پرستار مشرکین
کے نرغے میں گھر گئے ہیں۔ اگر یہ تباہ ہو گئے تو دنیا میں ہر طرف کفر و شرک
کی تاریکی چھا جائیگی۔ خداوندا ان کی مدد کر، خداوندا اب جلد سے جلد اپنی
امداد بھیج دے۔ خداوندا۔ ان کے دست و بازو میں غیب سے طاقت

پیدا کر دے۔ اور ان کے رگ و پے میں ایمان و صداقت کی تازہ روح پھونک دے، رسول اللہ کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی مسلمانوں میں ایسی غیر معمولی طاقت پیدا ہوگئی کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے اُسے اپنا کیا ہوا کام نہیں۔ بلکہ غیبی طاقت کا کرشمہ سمجھ رہے تھے۔ انہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہزاروں خوبصورت جوان سُرخ و سفید چہروں والے زرد عمامے باندھے ان کے دوش بدوش مشرکین سے لڑ رہے ہیں۔ اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ خدا کی مدد فرشتوں کی صورت میں آگئی ہے۔

اسی اثنا میں جب کہ دست بدست لڑائی ہو رہی تھی مشرکین کے ایک گروہ نے باہم یہ صلاح کی کہ مسلمانوں کے لشکر میں گھس کر (نعوذ باللہ) محمدؐ کا خاتمہ کر دینا چاہیے چنانچہ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ صفوں کو چیرتے ہوئے ننگی تلواریں کھینچے ہوئے آگے بڑھے جس وقت یہ لوگ حضورؐ کے قریب پہونچے تو حضورؐ نے ایک مٹھی سنگریزے اٹھا کر ان لوگوں پر پھینکے اور دعا فرمائی کہ خداوندا! ان کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب بٹھا دے۔ ان کے قدم اکھاڑ دے۔ اور ان کو سراسیمہ کر دے حضورؐ کی دعا اور ان سنگریزوں کا یہ اثر ہوا کہ مشرکین دہشت زدہ ہو کر الٹے پاؤں بھاگے اور چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ بھاگو، بھاگو اپنے آپ کو [illegible] کے چنگل سے بچاؤ اے قریش اگر تم نہیں بھاگو گے تو تھوڑی دیر میں [illegible] خاک و خون میں تمہاری لاشیں پڑی ہوں گی۔ بھاگو اگر ہو سکے تو اپنی جان بچا کر مکے کی راہ لو۔ کیا دیکھتے نہیں آسمان اور زمین کے بیچ میں ابلق گھوڑوں پر سوار زرد عمامے باندھے سُرخ و سفید چہروں کے سوار نکل پڑے ہیں یہ محمدؐ کا جادو ہے۔ بھاگو بھاگو ایسا نہ ہو یہ جادو تم کو فنا کر دے۔

ان آوازوں نے مشرکین کا جوش ٹھنڈا کر دیا۔ ان کو اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے ان کو اپنی موت دکھائی دینے لگی۔ ان کے بازو ڈھیلے پڑ گئے ان کی طاقت کسی نے سلب کر لی۔ ان کے حواس گم ہو گئے ان کو ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آنے لگی۔ ان کو بھاگنے کے سوا کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ آخر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے، بھاگے اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔

جس وقت مشرکین کے عام لوگ بھاگ رہے تھے اس وقت ان کے خاص خاص لوگ اور سردار ایسی نازک حالت میں تھے کہ نہ ان کے لئے بھاگنے کا موقع تھا نہ ٹھیرنے کا۔ نوفل بن خویلد نے مشرکوں کو بہت اشتعال دلایا تھا۔ اور لڑائی کے وقت ان کو مسلمانوں کے برخلاف بھڑکا رہا تھا۔ لیکن جب جنگ کا نقشہ الٹ گیا اور قریشی فرار ہونے لگے اور نوفل کو بھاگنے کا موقع بھی نہیں ملا تو یہ مسلمانوں کی خوشامد کرنے لگا۔ اس نے انصار کے بعض آدمیوں سے کہا کہ بھائی تم کیوں ہمارے خون کے درپے ہو رہے ہو ہم لوگ آخر تمہارے بھائی بند ہیں۔ بھائی تم نے دو ... کے ناتے رشتے کو بھی بھلا دیا۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ حضرت جبار بن صخر نے اسے گرفتار کر لیا۔ وہ اسے باندھے ہوئے لئے جا رہے تھے۔ کہ یکایک حضرت علیؓ کی نظر پڑ گئی۔ حضرت تیزی سے سامنے آگے بڑھے نوفل حضرت کو اس طرح آتے ہوئے دیکھ کر ڈر گیا۔ اور حضرت جبارؓ سے کہنے لگا یہ ایسے جھپٹے ہوئے میری طرف کیوں آ رہے ہیں؟ حضرت جبارؓ نے اس سے کہا یہ کوئی غیر شخص نہیں۔ حضرت علیؓ ہیں۔ نوفل نے کہا جو کچھ بھی ہو مجھے ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ اتنے میں حضرت علیؓ نوفل کے سر پر پہونچ گئے۔ اور تلوار کھینچ کر اس زور سے وار کیا کہ اس کی ڈھال ٹوٹ گئی۔ دوسرا وار حضرت نے اس کی ٹانگوں پر کیا جس سے دونوں ٹانگیں کٹ

کر الگ جا پڑیں۔ پھر حضرت نے اس کی گردن کاٹ کر قصہ ختم کیا۔
اُمیہ بن خلف جو قریش میں بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اور مکے کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتا تھا۔ پریشانی کی حالت میں اِدھر اُدھر مارا مارا پھر رہا تھا۔ اس کا بیٹا علی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اتفاقاً عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے ملاقات ہوگئی۔ عبد الرحمٰن رضؓ اس کے بڑے گہرے دوست تھے امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی۔ عبد الرحمٰنؓ کے ساتھ ہو لئے۔ اتفاقاً حضرت بلال رضؓ کی نظر پڑ گئی۔ اُنہوں نے انصار کو آواز دی کہ لینا لینا یہ کفار کا سردار اُمیہ بن خلف جا رہا ہے۔ اسے گرفتار کر لو۔ ورنہ پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ انصار حضرت بلال رضؓ کی آواز سن کر اُمیہ بن خلف کی طرف دوڑے۔ انہوں نے اُمیہؓ کو زمین پر گرا دیا۔ ابن عوف نے یہ حالت دیکھی تو اس کے بچانے کے لئے اوپر لیٹ گئے اور اپنے بدن سے اس کے بدن کو چھپا لیا لیکن حبابؓ بن منذرؓ نے دونوں کے درمیان تلوار لے جا کر اُمیہؓ کی ناک کاٹ لی جب ناک کٹ گئی تو اُمیہؓ نے ابن عوف رضؓ سے کہا کہ اب تم علیحدہ ہو جاؤ۔ اور ان لوگوں کو جو کچھ یہ چاہیں کرنے دو۔ ناک کٹ جانے کے بعد میں جی کر کیا کروں گا۔ ایسے جینے سے تو مر جانا کہیں بہتر ہے۔ ابھی ابن عوف علیحدہ بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ حضرت خبیب بن یساف نے اُمیہ کے شانے پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جو ہاتھ کو جدا کرتی ہوئی پسلیوں تک پہونچی۔ اُمیہؓ پر اور بھی وار کئے گئے۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ علی بن اُمیہؓ نے جب باپ کو اس طرح قتل ہوتے دیکھا تو وہ تلوار کھینچ کر حضرت خبیب رضؓ پر جا پڑا۔ انہوں نے اُمیہ کے بیٹے کے وار کو روک کر اس کے پیروں پر تلوار ماری جس سے اس کی پنڈلی کٹ گئی۔ اُمیہ کا بیٹا تکلیف سے چیخنے لگا۔ آخر حضرت خبیبؓ نے دو تین

داروں میں اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور مسلمانوں نے اتنے بڑے سردار کے مارے جانے سے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ اور خدا کی حمد و ثنا ہونے لگی۔

ابو البختری۔ زمعہ بن اسود۔ حارث بن عامر بن نوفل کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہدایت کر دی تھی کہ ان لوگوں کو قتل نہ کیا جائے۔ بلکہ زندہ گرفتار کر لیا جائے۔ لیکن مشیت ایزدی کہ یہ لوگ ناواقفیت کی حالت میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے تھے جنھوں نے گذشتہ زمانے میں رسول اللہ م کی حمایت کی تھی۔ اور بعض ایسے تھے جو اپنی مرضی کے خلاف دوسروں کے کہنے سننے سے لڑائی میں شریک ہو گئے تھے۔ مگر مدینے کے رہنے والے انصار ان کے ذاتوں کو پہچانتے نہ تھے۔ اس لئے مذکورہ سردار مدینے والوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے

## اُمیہ بن خلف کے قتل کی دوسری روایت

واقدی نے اپنی تاریخ میں امیہ بن خلف کے قتل کی ایک اور دردناک کیفیت لکھی ہے۔ جو سننے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کفار مکہ کو شکست ہو گئی اور وہ سراسیمہ ہو کر بھاگے تو کفار مکہ کا مشہور سردار اُمیہ بن خلف اپنے گھوڑے پر سوار میدان کی طرف بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ اس کے گھوڑے پر سامنے گود میں اس کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا جو شاید کچھ بیمار تھا۔ یا اُمیہ بن خلف اپنی جان کے ڈر سے بار بار چیخ کر یہ کہتا جاتا تھا میں بیمار بچے کا باپ ہوں۔ میں بیمار بچے کا باپ ہوں یعنی وہ مسلمانوں سے رحم کی درخواست کرتا تھا اور بیمار بچے کا نام لے کر مسلمانوں کے ہاتھ سے بچنا چاہتا تھا۔ حالانکہ وہ رسول اللہ م کا بہت بڑا دشمن تھا اور ابوجہل کے بعد اس کی دشمنی سے رسول اللہ م اور مسلمانوں کو بڑی بڑی اذیتیں پہونچی تھیں خصوصاً

حضرت بلال رضہ حبشی کو اسلام قبول کرنے کے سبب اس نے بہت ستایا تھا اور نہایت سخت ظلم کئے تھے۔ چنانچہ حضرت بلال رضہ کو رسی سے باندھ کر دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیتا تھا۔ اور پھر کوڑے لے کر کھڑا ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ اسلام کو ترک کر محمدؐ کا انکار کرو ورنہ مارتا ہوں۔ حضرت بلال رضہ کہتے نہیں میں اسلام کو ترک نہیں کروں گا۔ اور محمدم سے بے وفائی نہیں کروں گا تو وہ کوڑے مارنے شروع کرتا۔ اور حضرت بلال رضہ آنکھیں بند کر کے "اشہد ان اللہ واحد" کہنا شروع کرتے یہاں تک کہ ان کا بدن لہو لہان ہو جاتا۔ اور وہ بیہوش ہو جاتے۔

جب روز روز کے ان مظالم کی خبر رسول اللہ م کو ہوئی تو حضور م نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو امیہ بن خلف کے پاس بھیجا۔ اور حضرت ابوبکر رضہ نے ایک بڑی قیمت کا غلام اور بہت بڑی رقم دے کر بلال رضہ کو خرید لیا اور خرید کر آزاد کر دیا۔ اس لئے حضرت بلال رضہ اور سب مسلمان امیہ بن خلف سے بہت ناراض تھے۔ چنانچہ حضرت بلال رضہ نے امیہ بن خلف کو دیکھا کہ بھاگا بھاگا پھر رہا ہے۔ اور جان بچانے کے لئے بیمار بنے کا بہانہ کر رہا ہے تو وہ آٹا گوندھ رہے تھے۔ آٹا چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور آٹا ہاتھوں سے چھڑاتے جاتے تھے اور مسلمانوں کو پکارتے جاتے تھے کہ اس کافر پر رحم نہ کرنا اس کو زندہ نہ چھوڑنا۔ اس نے مجھے اور سب مسلمانوں کو بہت ستایا ہے۔

مدینے والے انصار ابن خلف سے واقف نہ تھے۔ مگر مکے والے مہاجرین جانتے تھے کہ ابن خلف کتنا بڑا سردار اور کس قدر موذی ہے اس لئے انہوں نے اس پر حملہ کیا۔ اور اس کے فریب میں نہ آئے پہلی روایت میں علی اس کے بیٹے کا ذکر آیا ہے کہ وہ جوان تھا اور اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا

تھا۔ مگر واقدی نے جوان بیٹے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ ایک بچہ گھوڑے پر سوار اس کی گود میں بیٹھا تھا۔ جس کی طرف اشارہ کرکے وہ پکارتا جاتا کہ میں ہی اس بچے کا باپ ہوں۔ واقدی نے بچے کے قتل کا ذکر نہیں کیا۔ غالباً بچہ قید ہوگیا ہوگا۔ ورنہ واقدی چھوٹی چھوٹی باتوں کی تفصیل لکھنے کے عادی ہیں اگر بچہ مارا جاتا تو وہ اس کا حال ضرور لکھتے۔ بہرحال لڑائیوں میں انسان سب کچھ بھول جایا کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے امیہ بن خلف کی سچی یا جھوٹی فریاد کی پرواہ نہ کی تو وہ قابلِ الزام نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ امیہ بن خلف جیسے بڑے دشمن کو زندہ چھوڑنا اصولِ جنگ کے خلاف سمجھتے تھے۔ تاہم ایک بڑے مسلمان نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر اس کو بچانے کی کوشش کی۔

**مشرکوں کا فرار** ادھر تو یہ بڑے بڑے سردار مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل اور قید ہو رہے تھے اُدھر مشرکین میدان جنگ میں اپنا ساز وسامان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے ان بھاگنے والوں کا پیچھا کیا۔ قریش کا حال بہت نازک تھا ان کے چہروں سے وحشت اور خوف ظاہر ہو رہا تھا۔ ایک دوسرے کا منہ دیوانوں کی طرح تکتا تھا۔ ہر شخص بدحواس ہو رہا تھا۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ بھائی کو بھائی اور باپ بیٹے کو تنہا چھوڑ کر اپنی جان بچا رہا تھا۔ مشرکین اپنے اونٹ اپنے ہتھیار کھانے پینے کی چیزیں اور جملہ ساز وسامان جو اپنے ساتھ لائے تھے چھوڑ کر بھاگے۔

جو لوگ زرہیں پہنے اور ہتھیار لگائے ہوئے بھاگ رہے تھے وہ اپنے آپ کو ہلکا کرنے کے لئے ہتھیار اور زرہیں اتار اتار کر پھینکتے جاتے تھے اور جو مسلمان ان کا تعاقب کر رہے تھے وہ اس سامان کو اٹھاتے جاتے تھے اور جو مشرک

# مُنادی کے ۱۲ عیب

۱ ۔ منادی لمبے قد کے اخباروں سے بہت چھوٹے قد کا ہے
۲ ۔ منادی پڑھنے کی عادت افیم کی سی عادت ہے ۔
۳ ۔ اس اخبار میں لکھائی چھپائی کی غلطیاں ہوتی ہیں ۔
۴ ۔ یہ اخبار سینما کے اشتہار نہیں چھاپتا ۔
۵ فحش اشتہار نہیں چھاپتا
۶ ۔ شرم ناک تصویریں نہیں چھاپتا ۔
۷ ۔ حکومتوں اور لیڈروں کے عیب بیان کرتا ہے ۔
۸ ۔ نیک آدمیوں کی خوشامد کرتا ہے ۔
۹ ۔ اس میں ذاتی باتیں زیادہ ہوتی ہیں ۔
۱۰ ۔ اس میں مقررہ ترتیب نہیں ہوتی
۱۱ ۔ اس میں خبریں نہیں ہوتیں
۱۲ ۔ اس کے پڑھنے سے دشمنوں کا جی جلتا ہے ۔

ایسے عیبی اخبار کو نہ پڑھیئے

اور اگر جی نہ مانے تو خرید کر پڑھئے مفت میں نہ پڑھئے ۔ تاکہ مفت خوری کا عیب پیدا نہ ہو جائے

جو انسان کے دل کو خودداری سے محروم کر دیتا ہے

# چشتی برادری کے ممبر بن جائیے

اگر ہندوستان پر حکومت کرنی ہے

اگر ساری دُنیا کی لڑائیاں دُور کرنی ہیں

اگر ہندوستانی قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بنانا ہے

اگر اپنی روح اور اپنے خیال کو پاک بنانا ہے

اگر اپنے جسم کو تندرست رکھنا ہے

اگر اپنی عمر کی درازی درکار ہے

اگر دل کا اطمینان اور دل کی خوشی درکار ہے

اگر دولت کی ترقی درکار ہے

اگر اولاد کی سلامتی اور ترقی درکار ہے

اگر زندگی میں عزت اور خوش حالی چاہتے ہو

اگر فرقہ بازی کے جھگڑوں کو مٹانا چاہتے ہو

اگر دل کی بادشاہی چاہتے ہو

## تو

## چشتی برادری دہلی کے ممبر بن جائیے

خواجہ حسن نظامی پرنٹر و پبلشر نے اپنے [illegible] چھپوا کر [illegible] حضرت نظام الدین اولیاء دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۰۲

چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادی دہلی

ایڈیٹر علی بن حسن نظامی | ۲۴ مارچ اور یکم اپریل سنہ ۱۹۴۵ء | قیمت سالانہ دو روپے

## دروازے کی لوح

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی چشتی رح کا سالانہ عرس ۱۷ اور ۱۸ ربیع ثانی مطابق یکم اور ۲ اپریل اتوار اور پیر کے دن ہوگا۔ میں نے حضرت کی درگاہ کے شمالی دروازے کی غربی جالی کے پاس حسب ذیل مضمون کی سنگین لوح نصب کرنے کا انتظام کیا ہے۔ حسن نظامی

# حضرت خواجہ نظام الدین اولیا نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے

# اردو زبان کی بنیاد رکھی تھی

حسن نظامی

سنہ ۱۳۶۴ ہجری — سنہ ۱۹۴۵ عیسوی

# ریڈیو میں عُرس کی قوالی

حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضہ کا سالانہ عُرس ۱۷ - ۱۸ ربیع ثانی مطابق یکم و ۲ اپریل اتوار اور پیر کو ہوگا۔ میرے مکان پر قوالی کی مجلسوں کا پروگرام یہ ہے۔ کہ اپریل کی پہلی اتوار کے دن تین بجے چشتیہ یعنیہ قوالی ہال کے صحن میں قوالی ہوگی جو عصر تک رہے گی۔ اور عصر کے بعد میرے مکان غالب منزل سے حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کے آستانے سے آیا ہوا غلاف شریف اور دوسرے زائرین کے غلافوں کا جلوس قوالی کے ساتھ درگاہ تک جائے گا۔ مغرب کے وقت یہ جلوس ختم ہوگا اس رات میرے ہاں قوالی کی عام مجلس نہیں ہوگی۔

**پھر دوسرے دن** کو ۲ اپریل کو درگاہ شریف کے قریب چشتیہ حجرے میں نبانہ اور قوالی ہوگی۔ دن میں پھر کوئی مجلس نہیں ہوگی۔

**رات کو** دس بجے سے گیارہ بجے تک ریڈیو میں قوالی نشر ہوگی۔

چشتی برادری کے ممبروں اور میرے مریدوں اور دوستوں کے لئے ضروری ہے کہ اگر اُن کے ہاں بجلی اور ریڈیو مشین ہو تو وہ ریڈیو میں قوالی سُننے کے لئے خود بھی جائیں۔ اور دوسرے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کو بھی جمع کریں۔ ریڈیو میں اعلیٰ درجے کے قوالوں کی قوالی نشر ہوگی۔ اسی رات بی بی سی لندن سے بھی عُرس کی قوالی تمام دُنیا میں نشر کی جائیگی۔

افغانستان اور ایران اور مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ اور سیلون لنکا اور عراق اور مصر کی نظامیہ جماعتوں کو بھی تار بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن ملکوں میں بھی حضرت کے عُرس کی قوالی سنی جائے جو آل انڈیا ریڈیو سے رات کے ۱۰ بجے اور بی بی سی لندن سے اس سے کچھ پہلے نشر کی جائیگی۔

مجھے امید ہے کہ نظامیہ سلسلے کے ماننے والے بڑے جوش و خروش کے ساتھ عرس کی قوالی سُننے اور سنوانے کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کردیں گے۔ تاکہ منکر وہابیوں کی رخنا اندازی تجویزیں مغلوب و منتوح ہوجائیں۔ حسن نظامی دہلوی۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## عرس کیوں کئے جاتے ہیں

اولیاء اللہ کی وفات کو وصال کہا جاتا ہے انتقال اور موت اور وفات کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل تصوف کا عقیدہ ہے کہ اللہ والوں کا مرنا عام لوگوں کا سا مرنا نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی روح خاکی جسم سے جُدا ہو کر ذاتِ حق اللہ تعالیٰ سے وصل ہو جاتی ہے یعنے مل جاتی ہے۔

اسی واسطے جس دن اولیاء اللہ کی روح جسم خاکی سے جُدا ہوتی ہے اُس کو خوشی کا دن سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر سال کے سال اُس دن یادگار منائی جاتی ہے اور اس یادگار کو عرس کہتے ہیں۔

لفظ عرس عربی ہے۔ اور عروسی سے نکلا ہے اور عروسی کا ترجمہ شادی ہے اور چونکہ اُس دن ذاتِ حق سے روح کا وصال ہوتا ہے۔ اس واسطے اس دن کو عرس کہتے ہیں۔

عرسوں کی رسم اعتقادی لحاظ سے بھی مفید ہے کیونکہ اولیاء اللہ کی ارواح کا فیض زائرین کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ظاہری اعتبار سے بھی مفید ہے کہ اس سے لوگوں کا اپنے بزرگوں سے تعلق بڑھتا اور قائم رہتا ہے۔

منکروں کی نسبت عوام کہتے ہیں "مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود"۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا چشتی رضہ کا ۷۲۵ھ ہجری بدھ کے دن ۱۸ ربیع ثانی کو وصال ہوا تھا۔ اس وقت سے آج تک ساڑھے چھ سو کے قریب عرس ہو چکے ہیں۔

حضرت مخدوم علاء الدین صابر چشتی رضہ کا سالانہ عرس کلیر شریف میں ۱۱ ربیع اول کو ہوا تین لاکھ زائرین جمع ہوئے تھے۔

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رضہ کا سالانہ عرس ۱۴ ربیع اول کو ہوا۔ دُور دور کے زائرین حاضر ہوئے تھے۔

بریلی میں حضرت مولانا سید ننھے میاں صاحب

چشتی نظامی نیازی کا سالانہ عرس ان کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید عزیز میاں صاحب نے بتاریخ ۲۵ ر ۲۶ ر ۲۷ ربیع اول کو کیا دور دور کے زائرین شریک ہوئے تھے۔

حضرت ننھے میاں صاحب اور اُن کے والد حضرت مولانا سید نظام الدین حسین صاحب چشتی نظامی نیازی کی میں نے بھی زیارت کی تھی۔ کمالات درویشی میں دونوں یگانہ عصر تھے۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت سید عزیز میاں صاحب بھی کامل بزرگ ہیں۔

## مُنادی کا روزانہ ضمیمہ

کاغذ کی کمی کے سبب تقریباً ایک ہزار پرچے جو اعزازی جایا کرتے تھے بند ہو گئے ہیں۔ اور اس کا مجھے بہت افسوس ہے اور تخمیناً روزانہ ایک سو خریدار نئے بڑھ جاتے ہیں جن کو پرچہ بھیجنا نا ممکن ہو تا جاتا ہے۔ اور اکثر نئے خریداروں سے انکار کر دینا پڑتا ہے لیکن خدا نے چاہا یہ تکلیف جلدی دور ہو جائیگی کیونکہ مسٹر ایچ ایم بنیل قائم مقام سر اکبر حیدری نے منادی کو زائد کاغذ کا پرمٹ دے دیا ہے اور میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ دہلی منادی کا ایک ضمیمہ روزانہ شائع ہوا کرے جس میں میرا روزنامچہ بھی ہو اور تفریحی مضامین نظم و نثر بھی ہوں۔ کیونکہ ہفت روزہ منادی کو متانت اور وقار اور سنجیدگی پر قائم رکھنا ضروری ہے۔

## شیخ چلی کی ڈائری

منادی کے روزانہ ضمیمہ میں شیخ چلی کی ڈائری بھی شائع ہوا کرے گی کیونکہ شیخ چلی اور اُن کی بیویوں کی زبان سے ظریفانہ انداز میں وہ سب کچھ کہوانا ہے جس میں سیاست بھی ہو۔ مذہب بھی ہو۔ خانہ داری کی اصلاح بھی ہو۔

## تفریح کی ہر آدمی کو ضرورت ہے

میں مانتا ہوں کہ ہر امیر غریب چھوٹے بڑے علم والے اور بے علم عورت مرد اور بچے کو تفریح کی ضرورت ہے۔ اور ہر ایک رات دن میں دو گھڑی ہنسی اور خوش طبعی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ مگر ہر ایک یہ بھی جانتا

ہوں کہ ہر وقت کی ہنسی اور ظرافت انسان کے وقار کو برباد کر دیتی ہے۔ اس لئے میں ضمیمے میں خوش طبعی کا مختصر حصہ رکھنا چاہتا ہوں۔

## ایک کرور خریدار

کاغذ سستا ہونے کے بعد ضمیمہ منادی کے ایک کرور خریدار ہو جائیں گے اور میں اُردو زبان کے اس اخبار کو یورپ اور امریکہ کے ہر اخبار سے زیادہ مقبول بنا دوں گا۔ کیونکہ یورپ وامریکہ کے اخباروں کی روزانہ اشاعت پچاس لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔

میں اس اخبار کے ایک کرور خریدار کیونکر بناؤں گا۔ اس کو بھی لکھہ دیتا ہوں۔

(۱) ارزانی کے زمانے میں اس اخبار کی قیمت ایک پائی کر دی جائے گی۔

(۲) ہر صوبے کے ہر شہر اور ہر قصبے گاؤں جس کی آبادی پانچ ہزار تک ہو منادی کے روزانہ ضمیمے کے لئے ایک چھاپہ خانہ قائم کر دیا جائیگا تاکہ ڈاک کا محصول خرچ نہ کرنا پڑے اور ہر شخص ٹھیک وقت پر روزانہ یہ اخبار پڑھ لیا کرے۔

(۳) اشتہاروں کی اجرت ایک پائی فی سطر رکھی جائے گی تاکہ ہر شہر اور ہر قصبے کے تاجروں کو اشتہار شائع کرانے کی ہمت ہو اور تجارت ترقی کرے۔

(۴) شیخ چلی کی زبان سے ہر درجے کے ہندوستانی کی دل کی بات اس اخبار میں چھپ جائے گی اور اس طرح ہر ہندوستانی کو اس کے پڑھنے کا شوق ہوگا۔

## میں تقلید نہیں کرونگا

یورپ اور امریکہ اور جاپان کے اخبار نویسوں کی تقلید نہیں کروں گا بلکہ اپنے ناظرین کے لئے ہندوستانی شوق کی موافق نیا طرز ایجاد کیا جائیگا۔ کیونکہ آئندہ زمانے میں ہندوستان ہی ساری دُنیا کا پیشوا ہونے والا ہے۔

## خود اُردو بولیگی

اب تک ہم اُردو بولتے ہیں۔ یا اُردو بولنے اور اُردو لکھنے کا شوق ظاہر کرتے ہیں۔ مگر آئندہ

زمانے میں خود اُردو زبان بولا کریگی۔ یعنی ہندوستانی مجبور ہو جائیں گے کہ اُردو سیکھیں کیونکہ روزانہ ضمیمہ منادی کے مضامین اپنی اُردو بول چال کی لشیلی فہم کا سب کو عادی بنا دیگا۔

## میں زندہ رہوں یا نہ رہوں

اُردو ضرور زندہ رہے گی۔ اور میں اپنے مرنے سے پہلے بے شمار ہندوستانیوں کو دیکھ لوں گا کہ وہ میری تقلید کریں گے اور تفریح کے ایسے بہت سے اخبار جاری کریں گے۔

اب دہلی میں اکثر اخبار اور رسائل جو چوٹی کے اخبار مانے جاتے ہیں۔ میرے ساتھیوں اور رفیقوں کے ہیں۔ یعنے جن لوگوں نے میری رفاقت میں اخبار نویسی شروع کی تھی۔ وہی تمام ملک میں اُردو کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔

## گھروں کی خوش دلی

یورپ اور امریکہ کے سب لوگ رات کے کھانے کے بعد اور کھانے کے وقت تفریحی بات چیت کرتے ہیں اور خوش دل ہو کر خوابگاہ میں جاتے ہیں۔ مگر ہندوستانی لوگ گھروں کی فرحت کی حکمت ہی کو نہیں جانتے۔ اُن کی عورتیں بے خبر ہیں کہ اُن کے مرد دن بھر کی محنت کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ کر جی خوش کرنا چاہتے ہیں۔ منادی کا روزانہ ضمیمہ ہندوستانی عورتوں کی زبانوں کے قفل کھول دے گا اور ہر عورت اپنے مردوں اور بچوں کے سامنے تفریحی بات چیت کے قابل ہو جائے گی کیونکہ منادی کے روزانہ ضمیمہ کے ذریعے خوش ہونے اور خوش کرنے کے ہنر کو سیکھ جائے گی۔

## ہندوستانی غمگین رہتے ہیں

ایک انگریز نے مجھ سے کہا تھا کہ ہندوستانی ہنستے نہیں ہیں بلکہ سب کے سب غمگین نظر آتے ہیں۔ تو میں نے جواب دیا تھا اُن کی خوش دلی روٹی میں ہے۔ اور روٹی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آئندہ ہندوستان کی روٹی اس کے ہاتھ میں ضرور آ جائے گی۔ ہندوستان کو سوراج ملے یا نہ ملے روٹی یعنے ہندوستانی آمدنی پر ہندوستانیوں کا قبضہ ضرور ہو جائے گا۔ اور پھر وہ ہمیشہ خوش دل رہا کریں گے اور ہنستے دکھائی دیا کریں گے۔

## چشتی برادری ہندوستانی زندگی کی بنیاد ہے

مجھے یہ دعویٰ مبالغے سے پاک نظر آتا ہے کہ میں نے جو چشتی برادری بنائی ہے وہ ہندوستانی زندگی کی عالی شان عمارت کی بنیاد ہے۔ مذہبی اور سیاسی جھگڑے اسی وقت تک چلیں گے جب تک انسان اپنی غرض کو مقدم اور دوسروں کی غرض کو دشمن کی غرض سمجھا کریگا لیکن چشتی برادری ہندوستانیوں کو پانی میں ڈوبے ہوئے اس سرکاری جال سے بچالیگی اور ہندوستان کی کوئی مچھلی اس جال کے اندر آنے کی غلطی نہیں کریگی۔

## خریدار بن جائیے اور خریدار بنائیے

منادی کا تفریحی ضمیمہ ایک روپے ماہوار میں گھر بیٹھے روزانہ آجایا کریگا - ایک روپیہ مہینہ بظاہر زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر تقریباً آٹھ آنے ماہوار تو ڈاک خانے کا محصول ہوگا صرف آٹھ آنے ماہوار میں ۱۰ صفحے کا اخبار روزانہ ملا کرے گا۔

یہ ضمیمہ تازہ خبروں کے لئے نہیں ہوگا بلکہ صرف ہنسی کے نظم ونثر مضمون اور تصویریں ہوا کریں گی۔

جو لوگ سالانہ قیمت دینی چاہیں وہ بارہ روپے بھیج سکتے ہیں۔ اگر میں مرجاؤں تب بھی انشاءاللہ یہ اخبار زندہ رہیگا کیونکہ میں نے اپنے بعد کے لئے کام کی ایک آسان داغ بیل ڈال دی ہے جس کو ہر شخص آسانی سے چلاسکیگا۔

## درگاہ شریف کی نیازیں اور مجلسیں

سید سمیع الدین صاحب فاتحہ خواں درگاہ شریف اطلاع دیتے ہیں کہ درگاہ شریف میں روضہ شریف کے اندر نئے وقت ۱۰ بجے نیاز ہوگی۔ پھر صحن میں دوسری نیاز ساڑھے دس بجے ہوگی۔ پھر دوسرے دن صبح جو حضرتؒ کی وفات کا وقت ہے روضہ شریف کے سرہانے نیا وقت نو بجے قرآن خوانی کے بعد نیاز ہوگی۔ پھر نیا وقت ۱۲ بجے روضہ شریف کے صحن میں نیاز ہوگی اور عصر تک قوالی ہوتی رہیگی پھر بعد عصر مسجد کے دروازے کے سامنے نیاز ہوگی دوسرے دن نیا وقت دوپہر کو ۱۲ بجے نیاز ہوگی اور ۲۰ تاریخ کی صبح ۱۲ بجے آخری نیاز ہوگی۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۰ ربیع اول ۶ مارچ منگل دہلی

## لیلیٰ مجنوں سے کام لینا ہے

کہ مسلمانوں کی شاعری میں لیلیٰ مجنوں کا بہت زیادہ دخل ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اور شیریں فرہاد نے بھی اسلامی لٹریچر میں بڑے بڑے مکان بنوائے ہیں۔ میں موجودہ زمانے کے مسلمانوں اور ہندوستانیوں بلکہ انسانوں کے لئے عشق بازی کی شاعری تباہ کن سمجھتا ہوں لیکن جانتا ہوں کہ اس زہری گیس نے ہندوستان کے ۴۰ کروڑ انسانوں کو بلکہ دنیا بھر کے آدمیوں کو اپنے پنجرے میں بند کر رکھا ہے اور عشق بازی کی شاعری سیلاب بن کر انسانی عمل کی قوت کو برباد کر رہی ہے۔ اور میری دانش مندی اس میں ہے کہ میں شاعروں کا اور شاعری کا مقابلہ نہ کروں کیونکہ اگر اس سیلاب کے سامنے اپنی مٹی کی کچی دیوار کھڑی کرونگا تو میرے ساتھ میری دیوار بھی بہہ جائے گی اس واسطے میں سیلاب کے کنارے کاٹنے چاہتا ہوں تاکہ پانی انسان کی کھیتی میں آجائے۔ اور انسانی عمل کے سب کھیت ان نہروں سے سرسبز و شاداب ہوجائیں۔ اور سیلاب کا زور اتنا کم ہوجائے کہ میری مٹی کی چھوٹی سی دیوار قہقہہ دیوار بن کر شاعری کے سیلاب سے کہہ سکے کہ یہ راستہ بند ہے یا اس راستے پر تجھ جیسی ناپسندیدہ چیز کو چلنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس کے لئے میں نے یہ سوچا ہے کہ لیلیٰ مجنوں کو کسی کام میں لگالوں اور شیریں فرہاد کو بھی کوئی کام بتادوں حضرت مسیحؑ سے کچھ عرض کرنا گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ وہ پیغمبر بھی ہیں اور میرے بادشاہ کے خداوند بھی ہیں اس کے علاوہ عشق کے بیماروں کے لئے اب حضرت مسیحؑ کی کچھ زیادہ ضرورت بھی باقی نہیں رہی ہے۔ کیونکہ وٹامن اے اور وٹامن بی سے جنون زدہ عشاق کا علاج ہو سکتا ہے۔

لیلیٰ مجنوں سے مجھے بالفعل یہ کام لینا ہے کہ حضرت مولانا رومؒ کی مثنوی میں جہاں

جہاں ان دونوں کا ذکر کر کے مولانا نے مقامات روحانی کا انکشاف کیا ہے وہ سب میں اپنے قوالی ناموں میں نقل کروں کیونکہ میں قوالی کی ایک نئی شاہراہ بنانی چاہتا ہوں۔

**ٹکٹ آگیا** پہلے زمانے میں کسی سفر کا ذکر کرنا ہوتا تھا تو کہتے تھے میں تو اب پا برکاب ہوں یعنے گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جانے والا ہوں مگر اب یہ کہنا بیکار ہے کیونکہ گھوڑا کسی کے پاس نہیں ہے۔ تانگہ ہے۔ سائیکل ہے موٹر ہے۔ اور بڑے سفر کے لئے ریل ہے اس لئے اب مجھے کہیں جانا ہوتا ہے تو کہہ دیتا ہوں کہ میں تو دست بہ ٹکٹ ہوں۔

چنانچہ آج میں نے موتی پور صوبہ بہار میں جانے کے لئے ریل کا ٹکٹ منگا لیا اور چودھری محمد امین صاحب نے سیٹ بھی ریزرو کر دی اور راستے کا سب پروگرام بھی بتا دیا کہ صبح سوا آٹھ بجے دہلی سے روانہ ہو کر دوسرے دن ساڑھے دس بجے پٹنہ آجائے گا۔ اور وہاں سے ڈیگھ گھاٹ جانا ہوگا۔ پھر اسٹیمر میں سوار ہو کر مظفر پور جانا ہوگا۔ مظفر پور سے موتی پور جانا ہوگا۔ اپنے برادر طریقت سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کے برادر زادے الیاس بن حاجی زکریا کی شادی میں جانا ہے۔ جو موتی پور میں سیٹھ عبدالستار صالح محمد صاحب کی لڑکی سے قرار پائی ہے۔ اور میں نے ایک مہینے پہلے وعدہ کر لیا ہے کہ میں اس شادی میں ضرور آؤں گا کیونکہ سیٹھ عبدالستار کی اہلیہ میری مرید ہیں۔

## ۱۲ ربیع اول، ۲۸ مارچ بدھ دہلی

**عرس کی تیاری** چونکہ کل صبح موتی پور جانا ہے اس واسطے آج آنے والے عرس کے انتظامات کی یادداشت کام کرنے والوں کے لئے لکھی۔ کاتبوں چھاپے خانوں اور تعمیری معماروں کے کاموں کی یادداشت بھی قلم بند کر کے دی۔ سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔ سٹلے والے اسمٰعیل خاں مسلم نظامی بھی آئے تھے۔ میرے لئے بیر بھی لائے تھے۔

آج آدھی رات تک کام کرتا رہا۔ تاکہ میرے سفر کے زمانے میں کوئی کام رکنے نہ پائے۔

**دورہ** دن بھر مسلسل محنت کرنے کی وجہ سے دل اور دماغ اور معدے پر اثر ہوا۔ اور

۱۲ بجے رات کو جب سویا تو دورہ شروع ہو گیا۔ مگر میں نے کسی گھر والے کو نہیں جگایا خود ہی دوائیں استعمال کرتی رہیں۔

**۲۲ ربیع اول ۸ مارچ جمعرات دہلی**

سفر ملتوی ہی آدھی رات تک خواجہ بانو نے سفر کا سامان درست کر کے رکھوا دیا تھا صبح نماز کے وقت موٹر کی تیاری کی خبر آئی علی بھی اپنے مکان سے آگئے۔ مگر میں نے کہا ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے تاہم ڈرائیور صاحب کو ریل پر بھیجو تاکہ سیٹ کینسل کرائیں اور ٹکٹ واپس دے آئیں ڈرائیور صاحب فوراً چلے گئے۔ معلوم ہوا ریل پر بھی ملاقاتی جمع ہوئے تھے۔ دن بھر تکلیف اور کمزوری کا اثر رہا۔ اور دہلی سے طبیعت پوچھنے والوں کے ٹیلیفون بھی آتے رہے۔

**۲۳ ربیع اول ۹ مارچ جمعہ دہلی**

جلوس آج حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کا سالانہ عرس ہے۔ محسن صاحب فاروقی یہ عرس کرتے ہیں اور درگاہ کا انتظام بھی ان ہی کے ہاتھوں ہوتا ہے کیونکہ سجادہ نشین سید صاحبزادہ حسین نظامی فوجی ملازمت میں ہیں۔ سید جعفر میاں صاحب صاحبزادے اجمیر شریف اور سید سمیع الدین صاحب کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ فاروقی صاحب کے مکان سے چادر کا جلوس روانہ ہوا۔ بہت شاندار اور پاکیزہ جلوس تھا۔ جامع مسجد کے احترام کے سبب مسجد کی حد تک قوالی بند رہی۔ پریڈ کے میدان سے مزار تک قوالی کے ساتھ جلوس گیا یہاں بھی فاروقی صاحب نے شامیانوں اور فرش کا بہت ہی اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ چادریں چڑھائی گئیں۔ پھر مغرب کی نماز ہوئی۔ نماز کے بعد نیاز ہوئی۔ فاروقی صاحب نے شجرہ پڑھا قرآن خوانی اور نعت خوانی بھی بہت اچھی ہوئی۔ رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔

میری صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے دورہ کی کمزوری دور ہو گئی ہے اور پھر میں نے کام شروع کر دیا ہے۔

**۲۴ ربیع اول ۱۰ مارچ شنبہ دہلی**

اباکا عرس آج میرے والد کی سالانہ نیاز کا دن ہے۔ میں نے مزار پر سبز روغن کرایا

ـاحب بالو نے کھانے پکوائے ہیں۔ شام کو میرے
ـسب بچے اور بڑے بھائی مرحوم کی بیوی
ـر پوتے پوتیاں جمع ہوئے۔ میں نے نیاز
ـی سب بچوں نے ابا کی قبر پر جاکر موم بتیاں
ـر اگر بتیاں روشن کیں۔

ابا کی روح نے اپنے پوتوں پوتیوں اور پڑپوتوں
پڑپوتیوں کو دیکھا ہوگا۔ اور وہ بہت خوش ہوئی
ہوگی۔ انت پور میں رہنے والے پیاروں کا
ـل بھی آج دہلی میں ہوگا کہ ان کے دادا کی سالانہ
ـیاز ہے۔ اور وہ پردیس میں ہیں۔

**ـودھ کی نیاز:** میری مریدہ روشن نظر
ساکن پشاور کی خالہ اور مسٹر حمید انجینئر بریلی
ـی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے آج درگاہ میں
ـدودھ تقسیم ہوا تھا۔ ان کی منت پوری ہوئی
ـتھی۔ درگاہ کے شربت خانے کے پاس دودھ
ـرکھا گیا خود میں نے نیاز دی اور فقرا کو تقسیم
ـکرایا۔ کل مسٹر حمید اور ان کے اہل و عیال بھی آئے تھے۔

**بے صبری:** میرا تجربہ ہے کہ بے انتظامی
بے صبری سے پیدا ہوتی ہے۔ دودھ کی تقسیم
کے وقت سیکڑوں فقیروں نے بے صبری
کرکے انتظام کو خراب کر دیا۔ تاہم دودھ سب
کو مل گیا۔

**درگاہوں کے فقیر:** اجمیر شریف اور دوسری
درگاہوں میں سیکڑوں فقیر راستوں اور دروازوں
بھیک مانگنے کے لئے بیٹھے رہتے ہیں ان میں اکثر ہٹے کٹے
محنت کرنے کے قابل لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن بھیک مانگنے کی
عادت کے سبب بیکار ہو جاتے ہیں۔

**سقے کا بیل:** سنا ہے کسی مسجد کے ملا نے بچی
ہوئی روٹیاں دروازے کے باہر چارپائی پر دھوپ
میں سکھانے کے لئے پھیلا رکھی تھیں۔ سقے کا بیل ادھر
آیا تو روٹیاں کھانے لگا۔ ملا نے بیل کو مارا
سقہ رونے لگا۔ کسی راہ گیر نے پوچھا بیل کو مارا
ہے تو کیوں روتا ہے۔ سقہ نے جواب دیا
مفت کی روٹیاں کھانے سے میرا بیل بیکار
ہوگیا۔ اس لئے روتا ہوں۔ گویا ہم
چشتی لوگ سقے سے بھی زیادہ بے عقل
ہیں جو انسانوں کو مفت کی روٹی
کھانے کا عادی بنا کر بے کار
کر رہے ہیں۔

میں دہلی گیا تھا مسٹر ہرکشن چند نظامی
بی اے علی پور پنجاب سے ملنے آئے تھے۔
ملا واحدی صاحب اور غزالی خان سے

ملا تھا۔ اخبار چھاپے خانے میں بھیجا تھا دال
ساگ سے روٹی کھائی تھی۔ صوفی صاحب
اجمیری نے خواجہ راجہ منزل دیکھی تو یہ شعر کہا۔
بول بالا ہے۔ خداوندا۔ دو جہاں میں حسن نظامی کا
میں نے دوسرے مصرعہ کو یوں پڑھا۔ دو جہاں
میں سدا ہے چشتی نام کا۔ کیونکہ حسن نظامی نظر نہیں آتا۔

**پوتے نے ربڑی بنائی** کہ حسن ابوطالب
نے آج دادا کی نیاز کے لئے اپنے ہاتھ سے ربڑی
بنائی تھی۔ میں نے کہا تمہارے دادا کو بھی تمہارے
باپ کی طرح آنتوں کی بیماری تھی۔ ان کو ربڑی
کیونکر ہضم ہوگی؟ حسن نے جواب دیا۔ روح
کھاتی تھوڑی ہے فقط دیکھ لیتی ہے۔ اور
خوش ہو جاتی ہے۔

بلما نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور
ابا کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ نیلا
چادرہ کندھے پر ڈالے کھڑے تھے
اور کہہ رہے تھے خدا میرے گھر
کی بہار کو قائم رکھے۔

غلام حیدر صاحب ساول اور پنجاب
کے ایک مسلمان ملنے آئے تھے لالہ ریم
بھی آئے تھے جس رب کی نماز مولانا عشقی نظامی
اور حکیم شفا نظامی کے ساتھ زید منزل میں
پڑھی تھی۔

**محنت کا حق** کہ آجکل ہندوستان کے مزدوروں
کی حمایت گورنمنٹ بھی کر رہی ہے اور پبلک کے
دل میں بھی اس کا احساس ہو گیا ہے۔ مگر دو تین
میں سے ایک بات یہ محسوس نہیں کی کہ محنت کرنے والے مزدور اپنی محنت
کا حق جتنا زیادہ لے رہے ہیں اس کی موافق کام بھی کرتے
ہیں یا نہیں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ بہت تھوڑے مزدور خدا کے
حکم کی بموجب اپنی محنت کا حق ٹھیک طور سے ادا کرتے ہیں۔
میرے ہاں غالب منزل میں روہتک کے چند معمار
محمد شفیع وغیرہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جو سرکاری
عمارتوں کا ٹھیکہ پر کام کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان سے
کچھ کام کرایا تھا۔ مجھے اندازہ ہوا یہ لوگ اپنی محنت کا حق خدا
رسول کے حکم کی موافق ادا کرتے ہیں۔

## ۲۵ ربیع اول ۱۱ مارچ اتوار دہلی

**صبح** کہ مسٹر فصیح الدین ایم اے ایک ہندو
دوست کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

**دعوت** کہ سید سمیع الدین صاحب کے ساتھ
بستی کے الطاف قصاب کے ہاں کھانا کھایا
گیا تھا۔

**ڈاکٹر حسین بخش صاحب** کہ پہاڑ گنج کے عزیز

خادم خلق میونسپل کمشنر ڈاکٹر حسین بخش صاحب سے ملنے گیا تھا۔

**پارٹی** بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز کے ہاں کے پارٹی میں گیا تھا۔ سر عبدالرحیم صاحب۔ سر سلطان احمد صاحب۔ سر یامین خاں صاحب سر دلدار صاحب۔ سر رضا علی صاحب۔ سر بھنڈارکر صاحب اور کونسل آف اسٹیٹ کے صدر صاحب۔ سر شفاعت احمد خاں صاحب اور نواب خرشید علی خاں صاحب اور مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی۔ اور خان بہادر لطیف قریشی صاحب اور میاں محمد رفیع صاحب اور مسٹر رحیم اور رفوڈ کے انگریز افسر مسٹر جین سن اور رائٹر ایسوشی ایٹڈ پریس کے افسر مسٹر ٹرنر سے ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔ اور سب کو عرس کے بلاوے دئے تھے۔

بہت سی خواتین بھی وہاں ملی تھیں۔

**شعر بازی** میں نے اور ڈاکٹر سر بھنڈارکر صاحب نے اور سر سید رضا علی صاحب اور سر یامین خاں صاحب نے حضرت اکبر الہ آبادی کے اشعار سنائے تھے۔ میاں بشیر احمد صاحب کی لڑکی نے جگر مراد آبادی کی ایک غزل بہت ہی اچھے لحن سے پڑھی تھی۔

بیگم شاہ نواز اور ان کی لڑکی ممتاز کی مہمان نوازی اور ہر دل عزیزی کی شان دیکھی تھی۔

## عرس کی شرکت سے روکا نہیں ہے

بعض لوگوں کے خطوط آتے ہیں جن میں شکایت ہے کہ ہم کو اس سال عرس کی حاضری سے روکا جاتا ہے۔ مگر میں نے دہلی کی راشن بندی کی وجہ سے شور دیا تھا تاکہ زائرین کو کھانے کی تکلیف نہ ہو۔ اور میں حکومت دہلی کے مقرر کردہ قانون سے لوگوں کو آگاہ کر دوں ورنہ عرس کی حاضری سے کسی کو روکنا گناہ سمجھتا ہوں۔

مجھے دن کی ثقیل غذا کے سبب رات کو نیند کم آئی۔

**گنڈہ بڑھایا** ایک صاحب اپنی قرابتن کے ساتھ آئے تھے ان کے بچے زندہ نہ رہتے تھے۔ میں نے گنڈہ دیا تھا۔ خدا نے لڑکی دی اور اب وہ سات برس کی ہوگی۔ گنڈہ بڑھانے آئے تھے۔ نذر بھی لائے تھے۔

میں نے لڑکی کو گود میں بٹھایا۔ اور دعائیں دم کیں۔

حیدرآباد کے ایک نوجوان ملنے آئے تھے آجکل زیر تعلیم ہیں۔ سید منظور حسین غازی اور اُن کے دونوں بھائی صاحبان ملنے آئے تھے۔ منادی کے خریدار بنے اور کتابوں کے بھی مستقل خریدار ہوئے۔ ان سے میری قرابت بھی ہے۔

۲۲ مارچ کا منادی تیار ہو رہا ہے۔ ۸۰ ۱۶ ر کا آج چھپ کر آگیا۔

**۲۶ ربیع اول ۱۲ مارچ پیر دہلی**

**موسم کی تبدیلی** یکایک سردی کم ہو گئی اور گرمی بڑھ گئی دن کی دھوپ ناگوار ہوتی ہے۔

**حسین کا خط** انت پور سے حسین کا خط آیا ہے۔ لکھا ہے۔ میں نے آپ کے لئے ایک الگ مکان کا انتظام کر لیا ہے تاکہ ہم سب آپ کی خدمت کر سکیں اور علاج بھی قاعدے کے ساتھ کیا جا سکے۔

میں نے یہ خط خواجہ بانو کو بھیج دیا اور کہہ دیا میں اپنے اور تمہارے ولی عہد کا شکر گزار ہوں کہ اُس نے میرے لئے مکان کا انتظام کیا مگر میں قطب ہوں اور فارسی زبان میں مقولہ ہے۔ قطب از جا نمی جنبد۔ یعنی قطب اپنی جگہ سے ہلا نہیں کرتا۔ ذوق شاعر کو حیدرآباد میں بلایا گیا تو انہوں نے شعر کہا تھا۔

کون جائے ذوق دلی کی گلیاں چھوڑ کر

اور میں بھی کہتا ہوں کہ نیا مکان میرے پوتوں کو اور نواسوں کو اور بیٹی کو اور داماد کو اور بیٹے کو اور اُن کی بیوی کو اور میری پیاری پوتی قدسیہ کو مبارک رہے۔ ہم تو میر انشا کی زبان میں کہتے ہیں کہ چھیڑا سے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی۔ تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں۔

میں انت پور اور اپنے بچوں سے بیزار نہیں ہوں بلکہ اُن سب کا عاشق زار ہوں لیکن جہاں پیدا ہوا تھا۔ اب یہاں سے ہٹنا نہیں چاہتا کیونکہ پتھر اپنی جگہ بھاری ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا میرے بچوں کو میری زندگی میں محنت اور دیانت کے ذریعے خوش حالی اور خوش دلی عطا فرمائے۔

**حلوا سوہن** آج خواجہ بانو نے پردیسی بچوں کے لئے حلوا سوہن بنایا ہے۔ میں غور کرتا رہا کہ عورتوں کو بچوں سے جتنی محبت ہوتی ہے اس کا وزن اُس محبت

سے بہت زیادہ ہے جو مردوں کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے۔

**رات کی دعوت** آج رات کو سید صدر العلیٰ صاحب اسٹاٹوگرافر مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ امپورٹ نے اپنے مکان پر کھانے کے لئے بلایا تھا ان کے والد خان صاحب سید لطافت حسین میرے دوست ہیں اور عرصہ تک بغداد شریف میں رہے ہیں۔ رشید عالی کی بغاوت کے زمانے میں انہوں نے بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں ان کے پاس مسٹر چرچل کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک سند بھی ہے انھوں نے اپنے لڑکوں کے نام بہت انوکھے اور نرالے اور دلچسپ رکھے ہیں سید صدر العلیٰ۔ سید بدر الدجی۔ سید کہف الوریٰ وغیرہ الفاظ سب اپنے گھر میں جمع کر لئے ہیں۔

**دستر خوان پر** رائے بہادر ہری ناتھ صاحب کمنہ ڈپٹی چیف کنٹرولر آف امپورٹ اور مسٹر سری نواس اسسٹنٹ چیف کنٹرولر آف ایکسپورٹ اور مسٹر این سی بنرجی ایگزکٹیو افسر دفتر چیف کنٹرولر امپورٹ اور مسٹر پی ڈی سری واستوا ایگزکٹیو افسر دفتر چیف کنٹرولر امپورٹ اور مسٹر آر الیف شراف آف شملہ اور خان صاحب سید لطافت حسین صاحب اور سید بدر الدجی صاحب جمع ہوئے تھے۔

کھانے بہت لذیذ اور ثقیل تھے۔ میں نے ہلکی اور زود ہضم غذاؤں کا انتخاب کیا۔ یعنے شامی کباب سے مٹر پلاؤ کھایا۔ اکثر اصحاب اُردو زبان سے کم واقف ہیں لیکن سب نے میری اُردو بات چیت کو خوش دلی اور توجہ کے ساتھ سُنا۔

سید صدر العلیٰ کا نام اتنا مشکل ہے کہ سب لوگ ان کو مسٹر عُلی کہتے ہیں۔

**بڑی دعوت** آج شاہزادے مرزا خیر الدین خرشید جاہ کے مکان پر بڑی دعوت تھی۔ سر فیروز خاں صاحب نون اور سر عزیز الحق صاحب بھی وہاں گئے تھے مگر ان بڑے آدمیوں کو مرزا صاحب کا مکان معلوم نہیں تھا۔ اس واسطے اکثر بڑے آدمیوں نے مجھ سے ٹیلیفون کے ذریعے مکان کا پتہ پوچھا۔ میں نے جواب دیا پہلے مرزا خیر الدین کے بزرگوں کا مکان دہلی کے

لال قلعہ میں تھا۔ اور اب وہ چاندنی محل اور
رنگ محل میں رہتے ہیں اور اس کے بعد
راستوں کی تفصیل بتادی۔ کیونکہ کسی کو
راستہ بتانا بہت ثواب ہے۔ یہاں تک
کہ اگر کوئی مجھ سے شراب خانے کا راستہ پوچھے
اور مجھے وہ راستہ معلوم ہو تو میں یہ راستہ
بتانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔

مولانا سید عبدالرؤف کو آج میرے اہل حدیث
دوست مولانا سید عبدالرؤف صاحب ملنے
آئے تھے۔ بیماری کی خبر سنتے ہیں تو عیادت
کے لئے آجاتے ہیں۔ میں نے کہا قبروں کو
چومنے والے اور قبروں پر پھول چڑھانے والے
کی آپ نے بیمار پرسی کی خدا آپ کی قبر پر
لوگوں کو پھول چڑھانے اور چراغ جلانے کی
توفیق دے۔ مولانا نے نہایت قرأت کے
ساتھ لاحول پڑھی اور کہا کیسی بُری دُعا تم
نے مجھے دی۔ میں یہ دُعا دیتا ہوں کہ خدا تم
کو قبروں کی تعظیم سے بچائے اور صرف اپنی
ذات کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید دہلی
میں وہابی علما کے فتوے اور پوسٹر کا الٹا اثر
ہوا انھوں نے عید میلاد کا جلسہ اور جلوس
روکنے کے لئے جو اعلان شائع کئے تھے
اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت بڑے بڑے جلسے
عید میلاد کے ہوئے۔ فراش خانے کے
جلسے میں [illegible] ہزار مسلمان جمع ہوئے تھے
کئی رات جلسہ رہا۔ اس کے بعد وہابیوں کے
مرکز ہندوراؤ کے باڑے میں جلسہ ہوا۔ وہاں
بھی ہجوم کا یہی حال تھا۔ دور دور کے
علما ان جلسوں میں تقریریں کرنے آئے تھے۔
مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید فرنگی محل
لکھنؤ سے انہی جلسوں کے لئے آئے تھے
ان کی تقریریں ہر مقام پر بہت زیادہ پسند
کی جاتی تھیں۔ گزشتہ محرم میں حیدرآباد
سے اطلاع آئی تھی کہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب
شہید کا بیان شہادت یہاں بہت مقبول
ہوا۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام بھی یہ بیان سننے
تشریف لائے تھے اور انہوں نے بھی اس
بیان کو پسند فرمایا تھا۔

آج مولانا سید عبدالرؤف صاحب نے مولانا
شہید صاحب سے کہا یہ سب جلسے بدعت
ہیں اور ناجائز ہیں۔ مولانا شہید نے جواب

دینی شروع کیا۔ میں نے کہا آپ ناحق جواب دیتے ہیں۔ میرا تعلق آپ دونوں سے ہے اور میں آپ دونوں کی محبت کو ایک گھر میں ایک جگہ جمع دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے مناظرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم میرا اعتقاد ہے کہ میلاد شریف کی رسم بہت زیادہ مفید ہے۔

**۲۷ ربیع اول ۱۳ مارچ منگل دہلی**

**قوالی کا نشر** آج آل انڈیا ریڈیو کے افسروں سے عرس شریف کی قوالی نشر کرنے کے معاملات طے کئے۔

**بی بی سی لندن کا آفس** تیسرے پہر مسٹر ہریش چندر بی اے کے ساتھ بی بی سی لندن کے دہلی دفتر میں گیا تھا۔ اور ڈائرکٹر صاحب سے ملا تھا۔ سید سلطان صاحب ساتھ گئے تھے۔ انگریز ڈائرکٹر صاحب عربی زبان جانتے ہیں۔ میں نے عربی میں بھی بات چیت کی اور اردو میں بھی جس کا ترجمہ مسٹر ہریش چندر اور سید سلطان صاحب نے سمجھایا۔ میں اس لئے گیا تھا کہ آنے والے عرس کی قوالی لندن کے ذریعے تمام دُنیا میں نشر کی جائے اور میں اپنے حضرت کا نام نامی اور اپنے بزرگوں کی قوالی دُنیا کے ہر آدمی کے کان تک پہنچا دوں۔

ڈائرکٹر صاحب نے بہت ہی اخلاق سے بات چیت کی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی لندن تار بھیجتا ہوں۔ اجازت آجائیگی تو میں نشر کا انتظام کر دوں گا۔ اور انہوں نے اپنے اسٹاف کے ساتھ خود بھی عرس کے دن قوالی کی مجلس میں آنے کا وعدہ کیا۔

**عرس کا سامان** آج حیدرآباد سے میری تنخواہ آئی اور میں نے دہلی جا کر اس رقم سے عرس کے لنگر کا کچھ سامان خریدا تاکہ سب سے پہلی نذر حیدرآبادی تنخواہ کے روپے سے پیش ہو سکے۔

**جے پور کا ٹیلیفون** رات کو ۱۱ بجے امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب سے ٹیلیفون میں بات کی تھی۔

**جیبی قلم** قلم کار بیٹے نے قلم کار ماں باپ کو انت پور سے ڈو جیبی قلم بھیجے ہیں میرے پاس اردو قلم موجود ہے۔ اور بہت اچھا کام کرتا ہے۔ خواجہ بانو کو اس قلم

سے بہت آرام ہو جائے گا۔ کیونکہ میں پینے کے پانی کے کٹورے اور منہ صاف کرنے کے تولئے اور لکھنے کے قلم میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کر سکتا۔

خواجہ بانو علی سے قلم لے کر یا بچوں کی قلم دوات سے تحریری کام کرتی ہیں۔ میں اپنا قلم اُن کو نہیں دیتا آج میں نے کہا تمہارے بیٹے نے قلم بھیجا ہے تم کو بھی اور مجھ کو بھی میں اپنا قلم دل کے پاس کی جیب میں رکھا کرتا ہوں۔ دوسرا دل کہاں سے لاؤں جس کے پاس کی جیب میں اپنے دلدار کا بھیجا ہوا قلم لگاؤں۔

**خوب نیند آئی** آج رات کو بہت سکھ اور آرام کی نیند آئی۔ ۱۱ بجے سے ۶ بجے تک ایسا سویا جیسے چند صدی پہلے گھوڑے کے سوداگر گھوڑے بیچ کر سویا کرتے تھے۔

**پاجی نامہ** آج ایک بڈھے نے یا پی یا جی نے اپنے ہوا کا ایک کٹنگ مجھے بھیجا ہے جس کے نیچے پر دھمکی کی ایک سطر بھی لکھی ہے۔ بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ مگر میں نے سمجھ لیا کہ یہ بڈھے نے پاجی پاپی کا خط ہے۔

خدا معاف کرے میں نے اپنے پاک روزنامچے کو اس ناپاک ذکر سے ناحق آلودہ کیا۔

**۲۸ ربیع اول ۱۴ مارچ بدھ دہلی**

**پرمسٹ** مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر سول انڈسٹری سپلائی نے صوفی عابد میاں صاحب کی اُردو گجراتی کتاب معراج المومنین کی ہزار کی تعداد میں جنوبی افریقہ بھیجنے کا پرمٹ دیدیا ہے کیونکہ یہ کتاب ہندوستان میں بھی اور افریقہ میں بھی بلا قیمت تقسیم ہوگی۔

**دوا چھوڑ دی** میں نے بطور تجربے کے دواؤں کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ اور اس ترک سے اب تک کوئی نقصان نہیں ہوا ہے اور یہ حیّ اور قیوم خدا کا فضل ہے۔

**۲۹ ربیع اول ۱۵ مارچ جمعرات دہلی**

**جے پور کا سفر** آج صبح نماز کے بعد دال روٹی کھا کر گھر سے روانہ ہوا علی ریل تک پہنچانے گئے تین دوستوں کے ساتھ سفر شروع کیا۔ فرسٹ کلاس کی چار سیٹیں ریزرو کرالیں تھیں۔

**جے پور** شام کو ۵ بجے جے پور میں پہنچ گیا سر میرزا صاحب کے پرائیویٹ سکریٹری موٹر لے کر آئے تھے۔ مرزا صاحب کے مہمان خانے

میں قیام ہوا۔ پہلے مرزا صاحب کے نواسے ملنے آئے پھر خود مرزا صاحب ہی تشریف لائے پھر مسٹر حامد علی ملنے آئے جو میرے مرحوم دوست عباس طیب جی صاحب کے داماد ہیں۔

**ڈنر** رات کو مرزا صاحب کی ڈنر پارٹی میں شریک ہوا تھا۔ پنڈت اٹل صاحب منسٹر جے پور اور اُن کی اہلیہ صاحبہ اور مرزا صاحب کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادیاں اور حامد علی صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ اور مبارک علی صاحب شریک طعام تھے۔ مبارک علی صاحب جے پور ایک نوجوان آنکھوں سے معذور ہیں۔ مگر معلومات اتنی زیادہ ہے کہ اُن کو انسانی انسائیکلوپیڈیا کہہ سکتے ہیں۔

**گانا** رات کو جے پور کی مشہور موسیقی داں گوہر بائی کا گانا ہوا تھا۔ مگر میں زیادہ دیر تک شریک نہ ہو سکا۔

## یکم ربیع ثانی ۱۶ مارچ جمعہ جے پور

**پاٹھک صاحب** صبح جے پور کے انسپکٹر جنرل پولس پاٹھک صاحب سے ملاقات ہوئی۔

**رام باغ** مرزا صاحب اپنے ساتھ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کے مکانات دکھانے لے گئے تھے اور رام باغ بھی دکھایا تھا۔ اس باغ کے داروغہ احمد علی صاحب ساتھ تھے جو فن باغ بانی میں بہت ماہر معلوم ہوتے ہیں۔

**واپسی** ۱۱ بجے اسٹیشن پر آیا مرزا صاحب کے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے سوار کرایا درجے میں ریاست جودھپور کے ہیلتھ آفیسر اور پنجاب کے ایک ہندو مصور رفیق سفر ہیں۔

**دہلی** ۸ بجے دہلی پہونچ گیا۔ علی اور سیٹھ برجیدر جی آرڈیشر استقبال کے لئے موجود تھے۔ گھر میں آکر خبریں سنیں ڈاک پڑھی کھانا کھایا ۱۲ بجے سو یا۔

**چاند** کل ۲۹ ربیع اول کو چاند نظر آ گیا آج پہلی تاریخ ہے۔

## ۲ ربیع ثانی ۱۷ مارچ شنبہ دہلی

**کچہری** درگاہ کے ایک قبرستان کی حفاظت کے مقدمے میں سینئر سب جج صاحب دہلی کی کچہری میں گواہی دینے گیا تھا۔

**ضروریات عرس** ملک محمد یار صاحب کے دفتر میں عرس کی ضروریات کا ایک بجٹ لینے گیا تھا۔

**سونی پت** شیعہ سنی اصحاب سونی پت سے سیرت کے جلسے کی دعوت دینے آئے تھے

**ملاقاتی** ﴿ لالہ پریم عرس کے لنگر کے لئے روپے
لائے تھے۔ صوفی صاحب اجمیری نے اپنا کلام
سنایا تھا۔ سید سمیع الدین صاحب ملنے آئے تھے

**علی محل میں مشاعرہ** ﴿ جامی صاحب
چشتی نے علی محل میں مشاعرہ کیا تھا۔ دلچسپ
مجلس تھی۔

**غذا** ﴿ بند گوبھی اور ارہر کی دال کھائی تھی۔
موافق نہیں آئی۔ خشکی بڑھی نیند کم آئی۔

**افغان مشن کی دعوت** ﴿ افغانستان
سے معلومات ہند کے لئے افغان مشن آیا ہے
کل میرے ہاں کھانے اور گانے کی دعوت
ہے۔ آج اس کا انتظام کیا۔

**مسٹر گریفن** ﴿ وائسرائے کے پولیٹیکل سکریٹری
مسٹر گریفن بھی ان کی دعوت میں آئیں گے۔

**چاند کی خبر** ﴿ حیدر آباد سے تار آیا ہے کہ
چاند ۲۹ کو دیکھا گیا۔

**بارش** ﴿ آج صبح ہوتے بارش ہوئی تھی۔

## ۳ ربیع ثانی ۱۸ مارچ اتوار دہلی

**قوالی** ﴿ آج میرے ہاں قوالی ہال میں
افغان مشن کی دعوت ہوئی تھی۔ کھانا بھی
تھا اور گانا بھی تھا۔ ولایت خاں اور نواب
کا گانا ہوا تھا۔

**مہمان** ﴿ افغان مشن اور میرے دوست مسٹر گریفن پولیٹیکل
سکریٹری وائسرائے ہند اور ہز اکسلنسی سفیر صاحب
افغانستان اور آنریبل سر محمد عثمان صاحب
اور مسٹر جورجی آرڈیشر شریک ہوئے تھے۔
ریاست جودھ پور کے پبلسٹی آفیسر اور پنجاب
کے نامور ہندو مصور اور ملا واحدی صاحب
اور مسٹر فصیح الدین ایم اے اور سردار سندر سنگھ
صاحب دہوپیہ اور سردار بہادر سنگھ صاحب
اور علامہ عبدالمنعم صاحب عدوی ایڈیٹر عربی
اخبار العرب اور مسٹر خورشید بیرسٹر بغداد اور
سردار امان اللہ صاحب اور مسٹر شرما افسر
افغان مشن ڈیپارٹمنٹ ہند بھی شریک تھے۔

افغان مشن کے افراد کابل میں مجھ سے
مل چکے تھے۔ اردو خوب بولتے ہیں۔ اور
معلومات کے لحاظ سے بھی اعلیٰ لیاقت
رکھتے ہیں۔ میں نے خود ساتھ جا کر درگاہ کی زیارت
کرائی۔

مجھ پر ان افغان جوانوں کی لیاقت اور شرافت
کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ مسٹر ہرش چندر
بی اے نظامی اور لالہ پریم اور ان کے بھائی

بھی قوالی میں شریک ہوئے تھے۔ افغان مشن کے ایک ممبر نے فوٹو فلم بھی لئے۔

**مسٹر گریفن** کے ممبران مشن اور دوسرے حاضرین پر مسٹر گریفن کی سادہ زندگی و منکسر مزاجی کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ وہ بہت بڑا عہدہ بھی رکھتے ہیں۔ اور بہت پاک دل بھی رکھتے ہیں۔ انگریز قوم ایسے انگریزوں کے وجود پر فخر کر سکتی ہے۔

## ۴ ربیع ثانی ۱۹ مارچ پیر دہلی

**ہیکل اسم اعظم** کی آج درگاہ کے دروازے پر ہیکل اسم اعظم کی تعمیر شروع ہوئی۔ خدا نے چاہا عرس سے پہلے کام ختم ہو جائے گا۔

**گھی کا نقصان** کہ بناسپتی گھی چونکہ تیزاب سے صاف ہوتا ہے اس لئے یہ معدے اور آنتوں کے لئے بہت مضر ہے۔ میں اپنے گھر میں بنولے کا بناسپتی استعمال کرتا ہوں۔ اور خود زیتون کا تیل استعمال کیا کرتا ہوں۔ مگر دو چار دن سے تیل استعمال نہیں کیا تھا اس کا اثر ہوا اور نیند کم ہو گئی۔ آج رات کو تو بہت ہی کم نیند آئی۔

دیوانوں کو نیند نہیں آیا کرتی۔ یا نیند نہ آنے سے انسان دیوانہ ہو جایا کرتا ہے۔ میں بھی اپنے ایک مخفی پیارے کا دیوانہ ہوں۔ کل کی دعوت میں کئی قوموں اور کئی ملکوں کے آدمی جمع تھے تو میں نے اس پیارے کو یاد کیا تھا۔ اور سب حاضرین کو یاد دلایا تھا۔ اور سب نے اس پیارے کے ذکر کو جی لگا کر سنا تھا۔ یہ پیارا کون ہے؟ میں کیا بتاؤں وہی سب کچھ ہے۔ وہی سب کچھ تھا۔ وہی سب کچھ رہے گا۔

**مرہنا وفد** کہ مرہنا ریاست گوالیار سے مسلمانوں کی ایک جماعت مجھے بلانے آئی تھی میلاد کے جلسے کے لئے۔ میں نے بیماری اور کمزوری کا عذر کیا۔

**برجورجی صاحب** کہ حسین کے شریک کار مسٹر برجورجی آرڈیننس دہلی کے کاموں سے فارغ ہو گئے۔ کل بمبئی واپس جائیں گے۔

پنجاب کے ایک نظامی درویش نے اجمیر شریف کے ایک صاحب کو ایک لاکھ روپے پریوی کونسل میں مقدمے کی اپیل کے خرچ کے لئے دئے ہیں۔ خدا چشتیوں کو ان فضول خرچیوں سے نجات دے۔ سو

مگر قفس میں ہیں تو اس اڈے کو چھوڑ جائیں کہاں؟

معلوم ہی نہیں ہوتا کہ قوال نے کیا پڑھا۔
یاد رہے کہ قوالی کی روح قول ہے۔ موسیقی اور باجے نہیں ہیں
کیونکہ موسیقی اور باجے قول کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں۔
اس تمہید کے بعد اب میں مثنوی شریف کا اقتباس شروع کرتا ہوں۔

**پانچ حصے** { یہ قوالی نامے پانچ حصوں میں ہوں گے۔ پہلا **وجودیہ**۔ دوسرا **عرفانیہ**۔ تیسرا **عشقیہ**۔ چوتھا **فراقیہ**۔ پانچواں **وصالیہ**۔

## پہلا حصہ وجودیہ

**مثنوی گانے والے قوال** { قوالی نامہ شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ مثنوی گانے والے قوال ہی نئے تیار کئے جائیں۔ کیونکہ موجودہ پیشہ ور قوالوں کی اصلاح ناممکن معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ وہ عام طور سے کم علم یا بے علم ہیں۔ اور جو کچھ پڑھے لکھے زمانہ میں آئے ہیں ان کو اپنی مقبولیت کا غرور پیدا ہو گیا ہے۔ حیدر آباد کا ایک قوال تو غرور کی حد سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ اور اس کی تقلید کرنے والے چند قوال بھی راہ بھول کر شاعر بننا چاہتے ہیں۔ اور بزرگوں کے کلام میں اپنا ناقص کلام آمیز کر کے بے علم سننے والوں کے حسن سماعت کو بدصورت بنا رہے ہیں۔ اور اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ درویشوں۔ یا پیرزادوں یا صوفی مشرب لوگوں میں کچھ خوش آواز لوگ مثنوی کی قوالی کا کام شروع کریں مگر شرط یہ ہے کہ وہ فارسی زبان جانتے ہوں۔

فارسی جاننے والے خوش آواز جوانوں کو جو یہ کام کرنا چاہیں۔ میں ایک سو روپیہ ماہوار دوں گا۔ وہ میرے پاس آکر مثنوی کی قوالی سیکھیں۔ جب وہ مہارت حاصل کر لیں گے تو ان کی آمدنی کا ایسا انتظام کر دیا جائے گا کہ وہ ایک ہزار روپے ماہوار حاصل

کر سکیں گے۔ اور ان کی عزت کا ایک معیار قائم کیا جائے گا۔

# نَے کا بیان

مولانا رومی کی مثنوی نے کے بیان سے شروع ہوتی ہے۔ نے بانسلی کو کہتے ہیں جس کو ہندوستان میں بنسری اور مُرلی بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا رومی کی اس نَے سے مراد وجود انسانی ہے۔ بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب اسرار مثنوی کے بیان کی نہیں ہے۔ بلکہ قوالی کے لئے اشعار کا انتخاب کرتا ہے۔

ترجمہ:۔ فارسی اشعار کا منظوم ترجمہ مولوی فیروزالدین صاحب ساکن لاہور کی تصنیف ہے۔ اور نثر ترجمہ مطلب سمجھانے کے لئے میں نے لکھا ہے۔

(۱) بشنو۔ از نے۔ چوں حکایت می کند + وز۔ جدائی ہا۔ شکایت می کند

نے سے سُن وہ کیا؟ حکایت بیان کرتی ہے + اور جدائی و فراق کی شکایتیں کرتی ہے

سُن تو کیا کرتی ہے باتیں بانسری بس شکایت کر رہی ہے ہجر کی

(۲) کز نیستاں۔ تا مرا۔ ببریدہ اند از نفیرم۔ مرد و زن۔ نالیدہ اند

جب سے مجھے جنگل سے کاٹ کر لائے ہیں میری آہوں سے عورت مرد غمزدہ ہیں

جب سے کاٹا ہے نیستاں سے مجھے مرد و زن روتے ہیں میرے شور سے

۳۔ سینہ خواہم۔ شرحہ۔ شرحہ۔ از فراق تا بگویم۔ شرح۔ درد اشتیاق

میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو فراق سے چاک چاک ہو تاکہ میں اپنے درد شوق کی شرح بیان کر سکوں

پارہ پارہ کر دے سینہ جب فراق تب کہیں ہو شرح درد اشتیاق

(منظوم ترجمے میں نظم کی مجبوری سے مفہوم درست ادا نہیں ہوا۔ حسن نظامی)

۴۔ ہر کسے کو۔ دور ماند۔ از اصل خویش + باز جوید۔ روزگار وصل خویش

جو کوئی دور ہو گیا ہو۔ اپنی اصل سے + اس کو اپنی اصل سے دوبارہ ملجانے کی تلاش رہا ہی کرتی ہے

جا رہا ہو۔ اصل سے اپنی جو دور + اپنا عہد وصل ڈھونڈے گا ضرور

(نثر ترجمے اور منظوم ترجمے کے فرق پر غور کر لینا چاہیے۔ حسن نظامی)

---

۵۔ من۔ بہر جمعیتے۔ نالاں شدم — جفت خوش حالاں و بد حالاں شدم

میں ہر مجلس میں جاجا کر روئی — خوش دلوں اور دل جلوں سے ملتی پھری

میں ہر ایک مجلس میں فریادی ہوئی — غم زدوں اور خوش دلوں کے منہ لگی

---

۶۔ ہر کسے۔ از ظن خود۔ شد یار من — وز درون من۔ نہ جست اسرار من

ہر ایک اپنے گمان کے موافق میرا دوست بن گیا — مگر میرے اندر کے چھپے بھیدوں کی کسی نے تلاش نہ کیا

سب نے یاری مجھ سے کی حسب گماں — پر نہ ڈھونڈے مجھ میں اسرار نہاں

---

۷۔ سر من۔ از نالۂ من۔ دور نیست — لیک چشم و گوش را آں نور نیست

میرا بھید میرے نالے سے دور نہیں ہے — لیکن کسی کی آنکھ اور کان میں اس کے دیکھنے سننے کا نور نہیں ہے

دور نالے سے نہیں راز نہاں — نور چشم و گوش میں لیکن کہاں

---

۸۔ تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست — لیک کس را دید جاں دستور نیست

تن جان سے اور جان تن سے پوشیدہ نہیں ہے — لیکن کسی میں جان کے دیکھنے کا دستور نہیں ہے

جان سے تن اور تن سے جان کب ہے نہاں — پر نہیں کرتا کوئی دیدار جاں

---

۹۔ آتش است ایں بانگ نے و نیست باد — ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد

نے کی آواز ایک آگ ہے ہوا نہیں ہے — جس میں یہ آگ نہیں ہے اس کو فنا ہو جانا چاہیے

آگ ہے آواز نے کیسا ہے ہوا — آگ یہ جس میں نہ ہو وہ ہو فنا

---

# خواجہ حسن نظامی کے نام

عبدالملک صاحب کا خط، جناب محترم حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔

محمد عبدالملک متعلق بہ جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ ہم جماعت میاں حسین نظامی تعلیم بالغان کے کام کا شریک اور اس راہ کا آپ کو امام جاننے والا۔ عبدالملک شاید یہ تعارف کے لئے اتنا کافی ہوگا۔

میں آج کل پشاور آیا ہوا ہوں آج صبح قریب کی مسجد میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد تلاوت کے لئے ایک قرآن مجید اٹھایا۔ دیکھا تو آسان قرآن مجید۔ مجھے آج ہی زیارت ہوئی۔ بہت برمحل۔ دہلی میں شاید میں اس کی قدر نہ کرتا۔ چیزوں کے پہچاننے میں کچھ حالات کو بھی دخل ہوتا ہے ادہر ابھی میں بنگال سے آیا ہوں۔ اور وہاں کے حالات میری نگاہ میں ہیں۔ پھر طویل قطع مسافت کے بعد پشاور آنے کو بھی اس میں دخل ہے۔ آپ کے بہت سے کام نہیں کارنامے ایسے ہیں جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں

آتے۔ میں آج اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ نیت کا نہیں غریبوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ مسلمان قوم تعلیمی اعتبار سے کتنے طبقوں میں منقسم ہے اور اپنے اپنے مخصوص حالات کی بنا پر کس طرح کا طریق تعلیم چاہتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بصیرت دی ہے۔ شاید اس میں بھی آپ کے بے محابا سفروں اور ان مشقتوں کو دخل ہے۔ جو آپ نے ابتدائی زمانے میں معیشت و معاش کے بہانے سے اٹھائی ہے۔ آپ عوام سے براہ راست ملے ان کی دشواریوں کا آپ کو علم ہوا۔ انہی کی مرغوبات اور مکروہات کو جانا! اور اس طرح فکر رسا نے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ قرآن مجید کے آخر میں آپ نے کچھ عطیہ دہندگان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ بات بھی بہت پسند آئی کہ آپ کس کس طرح لوگوں کو کار خیر میں شریک کر لیتے ہیں اللہ چاہے گا تو سکندر مرحوم کو اسی کا ثواب

مل جائیگا۔ کہ انھوں نے میاں عبدالحیٔ کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

قرآن پڑھتے ہوئے ایک صاحب کہنے لگے "یہ قرآن بچوں کے لئے بہت مفید ہے"۔ میں نے عرض کیا حضرت میں جانتا نہیں بچہ کسے کہتے ہیں۔ میری عمر تو تیس سال سے زائد ہے۔ یہ تو میرے لئے بھی مفید ثابت ہو رہا ہے"۔

بہرکیف اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ دین دنیا میں سرخرو کرے۔ آپ نے شاید کوئی "آسان دینا" بھی لکھا ہے۔ کچھ اسی وضع کا نام ہے اس کی طرف سے میں ابھی خوش ظن نہیں ہوں لوگوں نے ڈرا رکھا ہے۔ اور آپ سے تو ہم ہمیشہ ہی ڈرتے رہے ہے۔

جنگ جمل و صفین میں میں مخالف کیمپ میں تھا۔ بچہ تھا۔ مگر طمنچہ۔ اللہ کا شکر ہے۔ اب آپ کی خوبیاں خوبیاں معلوم ہو رہی ہیں۔ آپ سے قریب تر لانے میں حضرت مولانا الیاس صاحب مرحوم کا بھی حصہ ہے وہ غائبانہ آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اور حکم دیا کرتے تھے لوگوں کی خوبیاں تلاش کرو۔ خوبیاں جنہیں تم برا سمجھتے ہو۔ ان میں وہ محاسن ہیں کہ ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے۔ عبدالملک

**جواب** پیارے بھائی مولانا عبدالملک صاحب کا خط پڑھا اور سب کو پڑھنے کے لئے دیا۔ میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ قطب عالم کے دائیں طرف کے وزیر کا نام عبدالملک ہے اور بائیں طرف کے وزیر کا نام عبدالرب ہے۔ لہٰذا میں یہ خط قطب عالم کے وزیر کی آواز سمجھتا ہوں حسن نظامی

## علی جان خاں نظامی کا خط ۹ر مارچ

کو ایک رجسٹری خط علی جان خاں نظامی رام پوری حال ساکن مظفر نگر کا وصول ہوا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مخترم حضرت خواجہ صاحب! سلام علیکم بعد سلام و نیاز گزارش ہے کہ میں ایک معاملہ میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں ضروری اقدام اٹھائیں گے۔

وہ بات یہ ہے کہ آجکل ہندوستانیوں کی فلمی دُنیا سے دلچسپی اور فلموں کی اہمیت اور عوام پر فلموں اور ارکانِ فلم کی شخصیتوں سے مرتب ہونے والے اثرات مسلم ہیں۔ پھر اگر فلمی دنیا میں کسی بدتمیزی اور قابل مذمت جسارت کا علم ہو تو اُسے خاموشی سے نہیں برداشت کیا جا سکتا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حال کے فلمی رسائل و اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک نئی ایکٹرس فلمی دنیا میں شامل ہوئی ہے۔ جسے گیتا نظامی کے نام سے مشہور کیا جا رہا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ عورت مشہور فلم ایکٹرس ممتاز شانتی کے چچا برکت علی نظامی کی بیوی ہے۔ میں آپ کو اس معاملہ میں خاص طور پر اس لئے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ برکت علی نظامی آپ کے پرانے مرید ہیں۔ اور آپ کے ایک تازہ سفر بمبئی کے موقعہ پر ممتاز شانتی وغیرہ بھی آپ کی مرید ہوئی تھیں۔ تو ممکن ہے کہ یہ عورت (گیتا نظامی) بھی آپ کی مرید ہوئی ہو۔ اب یہ عورت فلمی دُنیا میں شامل ہو کر خود کو گیتا نظامی کے نام سے مشہور کرا رہی ہے۔ اور من کی جیت نامی فلم میں یہ آئی ہے جو آجکل دہلی میں چل رہا ہے۔ غالباً آپ کو بھی معلوم ہوا ہو گا مگر تعجب ہے کہ آپ نے اس بدتمیزی کی طرف کچھ توجہ نہیں کی۔ اور فرمائیے کہ اس عورت کا یہ کیسا طرفہ معجون مرکب نام رکھا گیا ہے۔ یعنی گیتا نظامی آدھا ہندو اور آدھا مسلمان۔ اور دونوں کے تقدس کو بدنام کرنے والا۔

مجھے اس عورت کے نام میں لفظ نظامی لکھے جانے پر سخت اعتراض ہے۔ اور میں اسے بہت بڑی بدتمیزی اور گستاخی خیال کرتا ہوں۔ آجکل فلمی رسالوں اور اخباروں میں اس عورت کی ناچتی ہوئی حالت کی تصویریں چھپ رہی ہیں اور اُن تصویروں پر گیتا نظامی لکھا ہوا دیکھ کر مجھے ناقابل بیان رنج و غصہ محسوس ہو رہا ہے۔

میں فلموں میں ناچنے گانے والی بیحیا و بے شرم عورتوں کا خود کو نظامی لکھنا نظامی شریف اور سچے نظامیوں کی سخت توہین و تذلیل اور حضور محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں ایک ناقابل معافی گستاخی تصور کرتا ہوں۔ ذرا خیال فرمائیے کیا۔ نظامی عورتوں

کے اخلاق و اعمال کا یہی معیار ہے کہ وہ
بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ فلموں میں ناچتی
گاتی پھریں۔ کیا ایکٹرسوں کا نظامی بننا شریف
نظامی خواتین کی ذلت و توہین نہیں ہے؟
ایک ایکٹرس کا جس میں کوئی بات اسلامی
شان کی باقی نہیں رہ جاتی۔ اپنے کو نظامی لکھنا
اور مشہور کرانا تمام نظامیوں کی شدید توہین ہے
اور اس پاک تعلق اور پاکیزہ نسبت کی توہین
ہے جو نظامی لفظ سے ظاہر ہوتی ہے یعنی
حضور محبوب پاک حضرت خواجہ نظام الدین
اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک سے نسبت
ہونا۔ محبوب الہیؒ کے غلام اپنے کو نظامی لکھنے
کا حق رکھتے ہیں نہ کہ یہ عورتیں جو گیتا نظامی
بن کر ایکٹرس کا پیشہ اختیار کر لیں۔
اگر یہ عورت خود آپ کی مرید ہے تو خود
اس کو ورنہ اس کے شوہر برکت علی نظامی
کو آپ فوراً ہدایت کیجئے کہ یہ اس بدتمیزی
سے باز آ جائیں۔ اور آئندہ اپنے نام میں
لفظ نظامی استعمال نہ کریں۔
ایک زمانہ میں آپ ایکٹرسوں کے ناموں
کے ساتھ بیگم اور مس وغیرہ الفاظ استعمال

کئے جانے کے سخت خلاف تھے تو اس وقت
کیا آپ یہ گوارا کر لیں گے کہ ایکٹرسیں (جو
اپنے گرے ہوئے اخلاق و اعمال کی وجہ
سے بیگم یا مس وغیرہ الفاظ استعمال کرنے
کی حق دار نہیں تھیں) اب نظامی جیسا پاکیزہ
نسبت کا لفظ استعمال کریں۔
مجھے سلسلۂ نظامیہ سے خاندانی تعلق ہے
کئی پشت سے میرے بزرگ سلسلۂ نظامیہ
میں مرید رہے ہیں۔ اس واسطے مجھے اپنے
سلسلۂ نظامیہ کی یہ توہین بالخصوص بہت
ناگوار معلوم ہوئی ہے۔ میں آپ سے پرزور
الفاظ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس
نازیبا حرکت کا فوراً خاتمہ کرائیں۔ وہ عورت
گیتا بنے یا رامائن بن جائے۔ مگر نظامی لفظ
کی توہین نہ کرے۔
مجھے امید ہے کہ آپ خود یہ محسوس کریں گے
کہ یہ کوئی اچھی شہرت نہیں ہے کہ آپ کی
مرید نظامی عورتیں فلموں میں ناچتی گاتی
پھرتی ہیں۔ اخبار منادی کے ذریعہ اس
بدتمیزی کی اصلاح فرمائیے۔ مجھے امید ہے
کہ آپ میرے دل کے اس درد کو محسوس

فرمائیں گے جس نے مجھے یہ خط لکھنے پر مجبور
کیا۔ فقط۔ زیادہ نیاز۔ راقم خاک پائے
حضور محبوب الٰہی رض۔ علی جان خاں نظامی رامپوری

**جواب:۔** بھائی علی جان خاں نظامی
کو معلوم ہو کہ برکت علی نظامی اور اُن کے
بھائی کی لڑکی ممتاز شانتی نظامی بہت پرانے
مریدوں میں ہیں۔ اُس وقت تک ممتاز
شانتی کی نسبت مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ
وہ کیا کام کرتی ہیں گزشتہ سال بمبئی گیا تو اُن
کے چچا برکت علی نظامی کی بیوی نے بھی
بیعت کی اور اس کا ذکر روزنامچے میں شائع
کیا گیا۔ ممتاز شانتی کے شوہر ولی نظامی نے
بھی اُسی دن بیعت کی تھی۔

مجھے آپ کی ایک بات سے اتفاق
ہے اور ایک سے نہیں ہے۔ یعنے ممتاز شانتی
نظامی اور گیتا نظامی ناموں کی ترکیب پر جو
آپ کا اعتراض ہے۔ اُس سے مجھے اتفاق
نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ ممتاز کے بعد شانتی کا
لفظ اور گیتا کے بعد نظامی کا لفظ ظاہر کرتا
ہے۔ کہ یہ دونوں غیر قوم سے اسلام میں
آئی ہیں۔ اگرچہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ
اس کی وجہ محض یہ ہے کہ فلم کمپنیاں اکثر ہندوؤں
کی ہیں اور وہ مسلمانوں سے عناد رکھنے کے
سبب مسلمان ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے
ہندو نام رکھ دیتی ہیں جس پر میں ہمیشہ اعتراض
کرتا رہتا ہوں۔ مثلاً یہودی کی لڑکی کا پارٹ
کرنے والی کا نام امام باندی ہے۔ مگر ہندو
فلم سازوں نے اس کا نام رتن جلیئ رکھ دیا
ہے۔ ایسے ہی ایک اور نوجوان مرید کا نام
کمار رکھ دیا ہے جس نے پورن بھگت کا
پارٹ کیا تھا۔ میری ایک اور مرید فلم ایکٹرس
کا نام بھی سروپ رانی نگار فلم سازوں نے
رکھ دیا تھا۔

تاہم یہ کہ کرنا برا نہیں سمجھتا اور ممتاز شانتی
نظامی اور گیتا نظامی دونوں شوہر والی عورتیں ہیں
البتہ مجھے علی جان خاں نظامی کی اس رائے
سے اتفاق ہے کہ ناچ کی تصویروں میں نظامی
نام شائع کرنا بہت نامناسب ہے۔ اس
لئے میں نے آج ہی ممتاز شانتی نظامی اور
گیتا نظامی کو نوٹس بھیجے ہیں کہ وہ دونوں ناچ
کی تصویروں میں نظامی لفظ نہ لکھیں نہ لکھوائیں
نہ شائع کرنے کی اجازت دیں ورنہ میں اُن

دونوں کو اپنی مریدی سے خارج کر دونگا۔

**چشتی برادری سے مشورہ** آخر میں اپنے ہندو مسلمان اور سکھ مریدوں سے اور چشتی برادری کے ممبروں سے مشورہ چاہتا ہوں کہ علی جان خاں نظامی کے اس خط پر اور میرے جواب پر غور کریں اور اس بات کا لحاظ نہ کریں کہ مجھے خوش کرنے کی رائے دی جائے بلکہ آزادانہ رائے دینی چاہیے

حسن نظامی

**مولانا معین فریدی صاحب کا خط** میرے بزرگ محترم خواجہ صاحب قبلہ زاد فیضہٗ - السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ

مزاج اقدس۔ اس وقت اس عریضہ کے ارسال کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ میں ایک عرصے سے بزرگان طریقت کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے بچپن کے حالات سے اور موجودہ زمانے سے ان بزرگان عالی وقار کی عام حالت میں جو فرق پایا اُس میں زمین و آسمان کا فرق نظر آیا۔ پہلے ہم جب دُور ہی سے کسی رنگین پوش بزرگ کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ سے آپ ہمارا دل اُن کی تعظیم کے لئے جُھک جایا کرتا تھا۔ مگر اب جب ہم کسی کو اس رنگ کی پوشش میں دیکھتے ہیں تو دل میں طرح طرح کے توہمات اُن کی طرف سے پیدا ہو کر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ یا ہم دہریہ خیال کے ہو گئے؟ یا بزرگان طریقت کے رویہ میں واقعی کوئی ایسی چیز پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے عام رائے اُن کے خلاف ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ اُس کے اثرات یہاں تک بُرے نظر آرہے ہیں کہ افعال تو اُن بزرگان کے ہوتے ہیں اور اُس کے بُرے اثرات بزرگان ملت پر پڑتے ہیں۔ جن کے کہ وہ خلفاء یا جانشین یا معتمد ہوتے ہیں۔

کلیر شریف امسال بموقعہ عُرس شریف حاضر ہوا تھا۔ جن حالات و واقعات سے دو چار ہونا پڑا اُن کا تذکرہ کسی اعتراض صورت میں کرنا میری عقیدتمندی کے خلاف ہے بہت سے چھوٹے اور بڑے قسم کے صوفیائے کرام اور سجادگان سے قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اسی ضمن اور اسی تحت میں

گفتگو ہوئی۔ ہر صاحب نے اپنی اپنی جگہ اس کا اعتراف فرمایا کہ واقعی صوفیا کرام اور متولیان مزارات کی اصلاح کی فوری ضرورت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی "انجمن اصلاح صوفیا" بھی وہاں ۴ سال ہوئے قائم ہو چکی ہے جس کے صدر سجادہ نشین صاحب مخدوم پاک رح۔ نائب صدر رودلی شریف والے سجادہ نشین اور جنرل سکریٹری میاں شاہ مودود احمد صاحب ایم اے۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ ابو المعالیؒ امبیٹہ شریف جو کہ آجکل میرٹھ میں ریکروٹنگ افسر ہیں۔ مقرر ہو گئے تھے جنرل سکریٹری صاحب سے چند مرتبہ اس موضوع پر کافی دیر تک تبادلۂ خیالات ہوا بڑی اچھی معلومات بزرگان ملت کے متعلق رکھتے ہیں۔ وہی رونا وہ بھی روتے کہ کوئی متوجہ ہی نہیں ہوتا۔ انھوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اصلاحی کام میں اُن سے جو خدمت بزرگان طریقت طلب کریں گے اُس میں وہ دریغ نہ کریں گے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمیں کوئی ایسا قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ کہ ہماری عقیدتمندی اور صوفیا کرام و متولیان (سجادگان) مزارات کا وقار بھی برقرار ہے اور اصلاح بھی ہو جاوے۔ خواہ اس میں کتنا ہی عرصہ لگے۔ اور اگر ہم نے کوئی محاذ قائم کیا تو آپس کی چپقلش بڑھ جائے گی اور اغیار کو ہنسنے کا موقعہ ملیگا۔

آپ طریقت عالیہ کے ایک معمر محترم بزرگ اور تجربہ کار ہستی ہیں اس لئے ہم جیسے نااہل اور ناتجربہ کاروں کے لئے آپ کی رہنمائی ہی مشعل راہ بن سکتی ہے۔ اس لئے نہایت عقیدتمندانہ اور مودبانہ طریقے سے جناب والا کی خدمت اقدس میں التماس ہے کہ ہماری امداد فرمائیے اور ہماری نہیں بلکہ اپنی امداد کیجئے گا۔ جب آپ ہمارے بزرگ موجود ہیں اور ہر طرح سے ان تمام حالات و واقعات سے اچھی طرح واقف ہیں تو ہماری یہ اُمید کوئی بیجا نہیں جو ہم آپ سے کئے بیٹھے ہیں میں نے اکثر مدیران اخبارات و رسائل کو بھی اس سلسلے میں لکھا ہے۔ تمام یکجا ہونے کے بعد پھر جناب والا کو مطلع کرونگا۔ یا سترہویں شریف تک جتنا مواد جمع ہو گیا لیکر حاضر آؤں گا۔ بشرطیکہ آپ مجکو حاضری کی

اجازت دیدیں گے۔ معاف فرمائیگا۔ میں نے آپ کا بیش قیمت اور مصروف وقت خراب کیا۔ جواب سے اگر مشرف فرمایا گیا تو میرے لئے باعث صد افتخار ہوگا۔

والسلام مع الاکرام۔ ننگ اسلاف

کمترین معین فریدی۔ از رجب پور

**جواب**} میں امروہے کے عرس میں غالباً آپ سے یا آپ کے والد صاحب سے مل چکا ہوں۔ گزشتہ سال بھی آپ کے ہاں عرس میں آنا چاہا تھا۔ اور اس سال بھی ارادہ کیا تھا کیونکہ میرے دل میں ایک قدرتی کشش رجب پور کی طرف پیدا ہوئی تھی۔ ورنہ میری معذوری اور مشغولی کا یہ حال ہے کہ گھر کی برابر درگاہ شریف کے بعض عرسوں میں بھی حاضر نہیں ہو سکتا۔ مگر صحت سفر کے قابل نہ تھی۔ اس لئے نہ آسکا۔

آج آپ کا یہ خط آیا تب میں سمجھا کہ میرے دل میں کیوں کشش پیدا ہوئی تھی۔

جو اثر آپ کے دل پر ہوتا ہے وہ اثر آج سے پچاس سال پہلے میرے دل پر بھی ہوا تھا اور میں نے حلقہ نظام المشائخ جاری کیا تھا اور رسالہ نظام المشائخ بھی جاری کیا تھا۔ مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ میں نے غلط طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ لہذا کلیر شریف میں جو انجمن بنی ہے وہ بھی میری طرح ناکام ثابت ہوگی۔ اس کے لئے بنیاد سے کام شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اور چشتی برادری قائم کرنے کی یہی وجہ ہے۔ جو میں نے لکھی ہے۔ چشتی برادری کے کاغذات روانہ کرتا ہوں۔ آپ منادی پڑھا کیجئے۔ حسن نظامی

## ایک مسلمان نوجوان کا خط

محترم المقام علیکم السلام

میں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ نتیجہ شائع ہونیکے بعد کامیابی کی صورت میں مجھے کالج جانا پڑے گا۔

اس میں شک نہیں کہ میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرا نام اسلامی ہے۔ اور اسلامیہ ہائی اسکول نے بھی اپنی آغوش شفقت میں مجھے موجودہ علم کی "روشنی" اور "دولت" سے مالامال کیا ہے۔ لیکن مذہب کے متعلق نہ میری معلومات وسیع ہیں۔ اور نہ میں فیصلہ کر سکا کہ کونسا مذہب سچا ہے۔

مجھے ندامت آمیز اعتراف کرنا پڑ رہا ہے

کہ اسلام کی صداقت کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں اور نہ یقین ہے ۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ میری رہنمائی آپ ایسے جید عالم اور بزرگ فرمادیں۔ میرے دل و دماغ کو اپنے پاکیزہ خیالات سے بہرہ ور فرمادیں۔ آپ برائے کرم انتہائی کوشش فرما کر چند ایسی کتب منتخب فرمادیں جن میں زیادہ تر اسلامی صداقت پر زور دیا گیا ہو ۔ قیمت خواہ کتنی ہو جائے۔ اسلام کا دوسرے مذاہب سے تطابق ۔ فوقیت اور جامعیت حتی الامکان بیش از بیش بیان کی گئی ہو۔

مجھے یقین کامل ہے کہ آپ میری مجبوریوں اور خامیوں کا احساس کرتے ہوئے بہت جلد جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

**جواب:** آپ کا خط بغیر نام اور پتے کے اس لئے شائع کیا ہے کہ ناظرین منادی کو ہندوستانی نوجوانوں کی قلبی اور اعتقادی حالت کا اندازہ ہو جائے ۔ بذریعہ ڈاک آپ کو جواب بھیج دیا ہے ۔ آپ قرآن شریف کا تفسیری ترجمہ اور سیرت نبوی ضرور پڑھ لیجئے مگر [illegible]

پہلے بنیاد درست کرنی ضروری ہے۔ حسن نظامی

## ہائی کورٹ کے جج کا خط | مولانا حسن نظامی صاحب

السلام علیکم ۔ ابھی آپ کا مرسلہ خط مجھ کو ملا اس میں دو پرچے ملفوف تھے ۔ ایک چشتی برادری کی "چالیسی" اور دوسرا میثاق نامہ۔ آپ کا مشکور رہا۔ گو مجھ کو براہ راست آپ سے نیاز حاصل ہونے کا فخر نہیں ہے مگر بذریعہ اپنے چند اعزا اور نیز دیگر وجوہ سے مجھ کو پوری طور سے آپ کی خدمت میں غائبانہ تعارف حاصل ہے اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ کبھی آپ ایسے قابل ۔ پر جوش اور مستعد ہستی سے ضرور ملوں گا ۔ آج چونکہ چھٹی کا دن تھا میں نے دونوں پرچے اچھی طرح سے پڑھے اور مقصد پر غور کیا تو حسب ذیل نتیجہ پر پہنچا اس کی اطلاع بھی آپ کو دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ ممکن ہے کہ میرے ہم خیال اور لوگ بھی اسی وجہ سے دستخط میثاق نامہ پر نہ کریں ۔

مقاصد چشتی برادری جو کہ "چالیسی" میں درج ہیں سرسری سے انتہائی مذہبی

**اخلاقی اور تمدنی** اصول ہیں اور جس
شخص سے آپ دریافت کریں گے وہ ان
کا منکر نہ ہوگا۔ اور غالباً یہ ہی کہیگا کہ وہ
ان کا پابند ہے۔ مگر دراصل تھوڑے ہی
لوگ ان کے پابند ہوں گے۔ کیونکہ اگر
ایسے لوگ دُنیا میں تعداد میں کافی ہوں
تو کوئی خلل۔ نفاق یا جنگ کبھی ظہور میں
آوے ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی
ہے اور وہ اور بڑھیگی کیونکہ معیار دنیا کا ترقی
ہے اور ترقی بتدریج مدارج ارتقا کے اصول
پر ہوتی ہے۔ انہی اصول پر ہر عظیم الشان
واقعہ دنیا کا مثلاً جنگ وو یا خدا کا عین مقصد
پورا کرتے ہیں اور رفتار ترقی کو تیز کر دیتے ہیں
مگر اس اعلیٰ درجہ ترقی پر پہونچنے کے لئے جستجو
دماغی لازمی ہے اور یہ نتیجہ خواہ اس کے
مختلف مذاہب کی کتب بینی سے ہوتا ہے
یا مشاہدہ ذاتی سے ہوتا ہے۔ مگر اس نتیجہ پر
پہونچنے کے بعد اس کو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں کوئی بنیادی
فرق نہیں ہے۔ یعنی ہر شخص کو اپنے طریقے
کی سچی پابندی سے نجات حاصل ہو سکتی
ہے۔ اب جب ایسا شخص اپنے مذہب کے نام
جماعت یا طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا
چاہتا۔ اور نہ کوئی نیا رخ اخلاقی مفاد کے
لئے اس طریقے کو دینا چاہتا ہے تو وہ شخص
کیونکر اس چھوٹی سی جماعت جس کا نام آپنے
چشتی پارٹی رکھا ہے۔ شریک ہو سکتا۔ ہے وہ
اس پارٹی میں اس معنی کر کے کہ وہ ان کے
اصولوں کی پابندی اپنی زندگی میں کرتا ہے
ضرور شریک ہے مگر اس پارٹی کو اپنے
طریق پر فوقیت نہیں دینا چاہتا ہے۔ دوسرے
اس بدگمانی سے بہی لوگ نہ شریک ہوں گے
کہ کہیں یہ خیال دوسروں کا نہ ہو کہ یہ پیری
مریدی کے چکر میں پڑ گیا ہے اور پیری مریدی
سے عوام میں جو ضعیف الاعتقادی ہوتی ہے
وہ ظاہر ہے۔ جاہل مسلمان یہ سمجھتا ہے
کہ پیر نے اس کو جنت پہونچانے کا ٹھیکہ
لے لیا ہے۔ روحانیت میں اُستادی اور
شاگردی کے خیال سے پیری مریدی ہو تو
وہ بہتر ہے۔ مگر کتنے لوگ اس اُستادی
کے قائل ہیں اور جو ہیں وہ نہایت قابل
عزت اور احترام ہیں۔ اس بڑی جماعت

سے نکل کر چھوٹی جماعت میں شامل ہونے پر
ایک واقعہ مجھ کو اپنے کالج کے زمانے کا
یاد آیا۔ کچھ لوگ ، ولایت سے ٹمپرنس (مسکرات
سے علیحدگی) پر لکچر دینے آئے اور کالج میں
ایک بڑا لکچر اُن کا ہوا بعد لکچر ان لوگوں
کے دستخط لینا چاہیے جو ہر قسم کے مسکرات
سے توبہ کرتے ہیں۔ بہتوں نے دستخط کر دیے
میں اول صف میں بیٹھا تھا اور میں نے
دستخط نہیں کیا۔ میرے پاس وہ لوگ آئے
اور کہا کیا تم مسکرات سے توبہ نہیں کرنا چاہتے
کیا تمہارے اوپر ہم سب کے لکچر کا کوئی اثر نہیں
ہوا۔ میں نے کہا میں اُس مذہب اور خاندان
کا شخص ہوں جس میں مسکرات کا چھونا بھی
حرام ہے اور میں نے آج تک کوئی چیز اس
قسم کی نہیں چھوئی مگر میں اپنے مذہب کی وجہ
سے ایسا کرتا ہوں نہ کہ کسی (ٹمپرنس) جماعت
کی وجہ سے۔ وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

میرے دماغ میں ایسی جماعتیں بھی ہیں
جو بڑی جماعت سے کسی خاص اخلاقی واعظ
کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے مگر بعد کو وہ جماعت
تاریکی اور تنگ خیالی میں پڑ گئی۔ مثلاً [illegible]
اور داؤد پنتھی

اگر اُن کا مقصد یہ ہو کہ جو لوگ اس پر دستخط
کر دیں گے وہ اپنے اخلاق کو اس کے عہد
پر درست کر لیں گے تو یہ بہت محال ہے
درستی اخلاق کے لئے تحریری اور تقریری
وعظ اور براہ راست تعلیم ہونا چاہیئے۔
پھر بھی اُن کو یہ کہہ کر تعلیم نہیں دینا چاہیے
کہ تم لوگ اپنے مذہب کا نام چھوڑ کر کسی
چھوٹی جماعت کے ممبر ہو جاؤ ورنہ وہی نقص جو
پہلے میں لکھ چکا ہوں پیدا ہوں گے اور
اندیشہ رہیگا۔

یہ مضمون بڑھ گیا۔ آپ کو اس قدر تکلیف
دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

نیاز مند۔ ہمایوں مرزا جج ہائی کورٹ جے پور

**جواب:** اگرچہ آپ سے ملاقات نہیں
ہوئی ہے۔ مگر آپ کے بھائی نواب میرزا یار جنگ
بہادر میرے دوست نے آپ کے اوصاف
حمیدہ بیان کئے تھے۔ اور میں جے پور جاتا
ہوں تو ہمیشہ آپ سے ملنے کا ارادہ کرتا ہوں
مگر قیام کی کمی اور کام کی زیادتی کے سبب اب
تک ملنا نہیں ہوا ہے۔

آپ کے اس خط کو میں نے ۱۶ ر مارچ کو جے پور سے واپس آکر پڑھا۔ جب آپ یہ خط لکھ رہے تھے تو میں آپ کے پڑوس میں سر میرزا اسمٰعیل صاحب کے ہاں اسی قسم کا ایک مضمون لکھ رہا تھا جس کا تعلق چشتی برادری سے تھا۔ میں اس کو اتفاقی بات نہیں سمجھتا بلکہ قدرت کی ایک مرموز بات خیال کرتا ہوں۔

آپ کے خط کا خلاصہ آپ کے قانونی الفاظ میں یہ ہے کہ (۱) چشتی پارٹی کے ذریعے جن اقوام کو باہم متحد کرنا ہے ان کے مذاہب کا اصول یہی ہے۔ (۲) دُنیا کا قدرتی معیار ترقی ہے۔ اور ترقی قدرتاً خود بخود ہوتی رہتی ہے (۳) سب مذاہب کے اصول ایک ہیں اور وہ اصول بلحاظ دعویٰ (نہ بلحاظ عمل) ہر مذہب والا تسلیم کرتا ہے۔ (۴) پیری مریدی کا وہ سلسلہ جس سے عوام میں اعتقاد کا ضعف پیدا ہوتا ہے بعض لوگوں کو چشتی برادری میں محسوس ہوگا اس لئے وہ شرکت سے تامل کریں گے۔ (۵) تحریر و تقریر کے وعظ سے یہ مقاصد حاصل کئے جائیں دستخط کرنے سے مقاصد مسطور حاصل نہیں ہونگے۔

آپ کے خط کے پانچوں امور کا جواب یہ ہے۔

(۱) اسلام کی شروعات کے وقت رسول اللہ کے ذریعہ خدا نے قرآن میں بھی فرمایا تھا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ سب قدیم مذاہب کی تصدیق کرنے والا ہے۔

مگر کیا عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں نے اسلام کے اس بیان کو تسلیم کیا؟ اور کیا وہ اسلام قبول کرنے والوں سے لڑنے کے لئے جمع نہیں ہوئے۔ اور کیا مسلمانوں نے شام اور فلسطین اور عراق اور ایران اور مصر کی فتوحات کے وقت دوسری قوموں سے یہ نہیں کہا کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو یا لڑو۔

جب سب قوموں کے مذہبوں کے اصول ایک تھے اور اختلاف فروعات یا بے عملی میں تھا تو مسلمانوں نے فتوحات کے وقت یہ کیوں نہیں کہا کہ تم اپنے مذاہب کی وہ خرابیاں درست کر لو جو تم نے خود پیدا کیں ہیں۔ یہ کیوں کہا کہ اپنا مذہب بدل کر مسلمان ہو جاؤ۔

ان کا جواب میرے خیال میں یہ ہے کہ

مسلمان یہ سمجھتے تھے اور ٹھیک سمجھتے تھے۔ کہ اسلام عام مذاہب کی واقع شدہ خرابیوں کی ایک اصلاح شدہ صورت ہے اور اس کے قبول کرنے سے ہر مذہب اور ہر قوم کی اصلاح ہو جائے گی۔

لہذا چشتی پارٹی وقت حاضر کے حالات کی موافق یہ نہیں کہہ سکتی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو یا لڑو۔ بلکہ یہ کہتی ہے۔ کہ اپنے اپنے مذہب میں پکے ہو جاؤ اور اس کو سمجھو تاکہ سب مذاہب تم کو ایک نظر آنے لگیں اور تم ایک دل اور ایک عمل بن سکو۔

(۳) بے شک دُنیا کا ارتقائی میلان ترقی کی طرف ہے۔ لیکن انسان شروع سے ذاتی غرض کا غلام رہا ہے۔ اور فتنے فساد کی وجہ بھی خود غرض رہی ہے۔

فرشتوں نے آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کرتے وقت انسان کی خوں ریزی اور جنگ بازی کا ذکر کیا تھا۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ انسان شروع سے لڑائی جھگڑے کا خوگر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ خود غرضی تھی اور ہزاروں لاکھوں برس کے بعد آج بھی باوجود انتہائی ارتقا کے انسان خود غرضی سے آزاد نہیں ہوا ہے اور یورپ۔ و امریکہ جاپان میں اس کا تماشہ ساری دُنیا دیکھ رہی ہے۔

تمام مذاہب اسی خود غرضی کو دُور کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ اور ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہوئی تھی۔ مگر تمام انسانوں کی سرشت بدی اصول قدرت کے خلاف تھی اس لئے اجماع انسانی نہ ہو سکا۔

چشتی برادری کی خواہش بھی اتنی ہی ہے کہ آجکل کی ضرورت کے وقت انسان کو خود غرضی سے بچنے اور محبت۔ و اتحاد پر عمل کرنے کا راستہ بتایا جائے۔ اور چونکہ مصیبت نے سب کے دل اور دماغ روشن کر دئے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ چشتی برادری ضرور کامیاب ہوگی۔

(۳) سب مذاہب کے اصول کا ایک ہونا جب تک بتایا نہ جائے گا سب مذاہب والوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ اس لئے چشتی برادری نے باہمی معلومات بڑھانے کا کام شروع کر دیا ہے۔

(۴) پچاس برس میں ایک لاکھ سے زیادہ

لوگوں کو مرید کرنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس کام سے نہ پیروں کو روپیہ مل سکتا ہے نہ یہ کام انسان کو خود غرضی سے بچا سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے جو روپیہ کمایا وہ پیری مریدی سے نہیں بلکہ تجارت سے حاصل کیا۔ اور جو اصلاح میرے کاموں سے ہوئی وہ پیری مریدی سے اتنی نہیں ہوئی جتنی تحریر و تقریر اور میل جول کی بات چیت سے ہوئی۔

لہذا چشتی برادری پیری مریدی کا سلسلہ بڑھانے والی چیز نہیں ہے۔ بلکہ پیری مریدی کرنے والوں کو پیری مریدی سے زیادہ فائدہ مند اور زیادہ بڑا کام بنانے والی چیز ہے۔

(۵) تحریر و تقریر اور میل جول سے بیشک اصلاح کرنے کا تجربہ میں نے کیا ہے مگر جب تک سب انسانوں کو ایک خیال بنانے اور ایک جماعت میں منظم کرنے کی تدبیر نہ ہو۔ یہ اصلاح پائیدار نہیں ہوگی۔ اور عالمگیر بھی نہیں ہوگی۔

مسلمانوں کے بعض فرقوں کی اجتماعی حالت بہت اچھی نظر آتی ہے۔ حالانکہ ان فرقوں کے عقائد اسلام کی جمہوریت کے خلاف ہیں

اس کی وجہ محض یہ ہے کہ فرقے کے شرکاء کو اپنے فرقے کے عقائد کا اعتبار اور یقین ہو گیا ہے۔ مثلاً شیعہ اور قادیانی فرقے آپس میں سنیوں سے زیادہ مربوط ہیں۔ حالانکہ ان کے بعض عمل اسلامی مساوات اور اخوت اور جمہوریت سے بہت دور ہٹ گئے ہیں۔ یہ دلیل ہے۔ اس بات کی کہ انسان جب کسی بات کا یقین اور اعتبار کر لیتا ہے تو اس بات کی برائی بھی اس کو بھلائی معلوم ہونے لگتی ہے۔

میں اُس قانون کے اصول کی عزت کرتا ہوں جو آپ کے زیر عمل ہے۔ لیکن اس قانون کے عمل پر مجھے بھروسہ نہیں ہے کیونکہ اس میں وقت اور روپے کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ اتنا زیادہ کہ قرآن کے اصول اسراف کی حد اس پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس قانون کے عمل کے وقت جھوٹ کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اور سچ کی دل شکنی کی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کی خود غرضی قانون کے اصول کو اصلی صورت میں زیر عمل لانے سے روکتی ہے۔

لہذا آپ میثاق نامے پر دستخط کر دیجیے۔

اور کبیر پنتھی اور داؤد پنتھی اور پیری مریدی کے حالات کو چشتی برادری کے حالات سے بالکل جدا تصور فرمائیے۔

میں زیادہ ذی علم اور زیادہ ذی عقل لوگوں کی عزت کرتا ہوں مگر میں اُن پر اُن کم علم اور کم عقل لوگوں کو فوقیت دیتا ہوں جو شک اور بے یقینی کی آنکھ سے اس دنیا کے حالات اور اسباب کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ خیمہ در کوئے یقین زن کہ گمان چیزے نیست پر عمل کرتے ہیں۔ حسن نظامی

بتقریب شادی خانہ آبادی برخوردار گیان چند جین خلف لالہ سوہن لال صاحب بینک آف پانی پت گنج دہلی

## سہرا

فکر گہربار عبد المالک عاصی نظامی دہلوی

فلک پہ پہنچا ہے عکس جمال سہرے کا
جہاں نے دیکھ لیا ہے کمال سہرے کا

گیان چند بڑھا پایا وہ مرتبہ تو نے
نہیں جواب ترے بے مثال سہرے کا

لڑی لڑی پہ نظر پڑ کے اٹھ نہیں سکتی
کشش یہ حسن کی ہے یہ کمال سہرے کا

پسر کی شادی مبارک ہو تم کو سوہن لال
یہ شبھ گھڑی یہ لگن یہ وصال سہرے کا

چمن کے پھول ہیں یہ یا کھلے ہوئے دل ہیں
سدا بہار ہے کیسا جمال سہرے کا

زہے نشاط بنی کیا شگفتہ دولہن
ہے غنچہ غنچہ خوشی سے نہال سہرے کا

وداع کیجیے دختر خوشی سے پارس داس
قرآن سعد ہوا نیک فال سہرے کا

کلی کلی سے نمایاں ہے جلوۂ نوشہ
لڑی لڑی سے ہے ظاہر جمال سہرے کا

شریک دل سے ہیں ملتان سنگھ و للہیت رائے
عزیز کیوں نہ ہو ان کو خیال سہرے کا

خوشی نکل کے ترے گھر سے جا نہیں سکتی
خوشی پہ ڈال دیا تو نے جال سہرے کا

گیان چند یہ سب تیرے دم کی رونق ہے
بہار گل کی بہاریں کمال سہرے کا

سماتا ہی نہیں جامہ میں تیرے سر چڑھ کر
عجب ہے فرط مسرت سے حال سہرے کا

گماں بھی اب نظر بد کا ہو نہیں سکتا
نقاب حسن ہے رعب و جلال سہرے کا

کھلے ہیں چودہ[۱۴] طبق آج ماہ کامل کے
جمال نوشہ ہے یا ہے جمال سہرے کا

ہر ایک رات ہو نوشہ کو رات شادی کی
ہر ایک دن رہے اے ذوالجلال سہرے کا
ملا ہے مرشد کامل کا حکم اے عاصی
دکھاؤں کیوں نہ جہاں کو کمال سہرے کا
دعا حضور[1] کی میری دعا میں شامل ہے
نہ ہوگا آج کے دن سے زوال سہرے کا

[1] حضور: مرشد روحانی حضرت خواجہ حسن نظامی

پیش کردہ:- شمبھو رام گوئیل ابوہر منڈی پنجاب

## سہرا

از نتیجۂ فکر جناب ایس سی سنگل صاحب زیاد دہلوی

نسترن چمپا چنبیلی موتیا سہرے میں ہے
بوئے گل جاں ؟ دل ہی پھولوں کی جدا سہرے میں ہے
دیکھنے والو ذرا دیکھو تو کیا سہرے میں ہے
چاند اک گھونگٹ میں ہے تو دوسرا سہرے میں ہے
آج فرطِ عیش سے سرِ وید سوہن لال کی
اُن کی مرادوں کا چمن جبکہ کھلا سہرے میں ہے
بزمِ عشرت سے عیاں ہے منظرِ جلوہ ؟
گلشنِ فردوس کی ٹھنڈی ہوا سہرے میں ہے
مہر کو سکتہ ہوا تابانیٔ رُخ دیکھ کر
چودھویں کے چاند سے بڑھ کر ضیا سہرے میں ہے
ہر طرف سے آ رہی ہے بھینی بھینی بوئے گل
غنچۂ باغِ ارم گویا کھلا سہرے میں ہے
کھل گئے غنچے دلوں کے اور بر آئیں مراد
ہر عزیز و آشنا کا مدعا سہرے میں ہے
کیوں نہ ہو خوش پارس داس اس کامرانی پر بھلا
وہ بیاں کرتا ہوں جو کہ چھپا سہرے میں ہے
گیان چند کو ہو مبارک شکنتلا جیسی دلہن
بے شک نقشہ محبت کا کھینچا سہرے میں ہے
ہر طرف سے آ رہی ہے آج زیبا یہ صدا
رشکِ چراغِ طور ہے جو وہ ضیا سہرے میں ہے

پیش کردہ:- درگا پرشاد منیم فرم سوہن لال سلطان سنگھ جین تیلی واڑہ دہلی۔

---

# دو تاریخوں کا منادی

## چونکہ اپریل کے پہلے ہفتے میں عرس کی مصروفیات رہینگی

## اس لئے ۲۴ مارچ اور یکم اپریل کا

## اخبار یکجا شائع کیا جاتا ہے۔

# سرسیّد کا دہلی نامہ

## معہ حواشی خواجہ حسن نظامی دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے اللہ کا بندہ حسن بن علی عرف حسن نظامی دہلوی عمر ۶۵ سال شوال ۱۳۶۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۳ء میں آثار الصنادید سے یہ اقتباس شائع کرتا ہے۔

رات کے تین بجے ہیں اور میں حجرۂ محراب بزرگ کے بالاخانہ پر یہ کام شروع کرتا ہوں اس بالاخانے کا نام ایمان خانہ ہے۔ کیونکہ حجرۂ محراب بزرگ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سیّد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضہ کے وقت کی سب سے قدیمی عمارت ہے۔ اور جو حضرت امیر خسرو رضہ کے مزار کے پائین دس قدم کے فاصلے پر ہے۔ اور حضرت سلطان المشائخ کا مزار اس حجرے سے پچاس قدم دور ہے۔

مجھے اپنے پیدائشی شہر دلّی سے جو محبت ہے وہ مجھ کو اس اقتباس پر مجبور کرتی ہے اگرچہ میں آنکھوں سے معذور ہو گیا ہوں اور مجھے قبض کی بیماری کے دورے ہوتے ہیں [illegible] موت کا وقت سامنے کھڑا دکھائی دیتا ہے۔ مگر دلّی کی محبت کو اس سے کچھ غرض نہیں ہے کیونکہ محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

بیس پچیس سال ہوئے میں نے سیر دہلی کے نام سے ایک بانصویر کتاب شائع کی تھی غالباً پندرہ سال کا عرصہ ہوا نواب سالار جنگ بہادر کے دادا نواب [illegible] خان

بہادر مرحوم کے فارسی دہلی نامے کا اُردو ترجمہ شائع کیا تھا - اور جس کا نام دو سو برس پہلے کی دہلی رکھا تھا، اور اب یہ کتاب سرسید کی مشہور کتاب آثار الصنادید سے اقتباس کر کے شائع کرتا ہوں،

سیر دہلی میری پرانی تصنیف ہے اور بہت مقبول کتاب ہے۔ کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور آثار الصنادید کی حالت یہ ہے کہ سرسید نے یہ کتاب ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ آخری مغل بادشاہ کے زمانے میں لکھی تھی، اور اس میں دہلی کی عمارتوں کا حال بھی لکھا تھا۔ اور اپنے زمانے کے مشاہیر دہلی کا تذکرہ بھی لکھا تھا لیکن آثار الصنادید کے پہلے ایڈیشن میں یہ حالات تھے، اس کے بعد جو ایڈیشن شائع ہوئے اُن سے مشاہیر دہلی کے تذکرے خارج کر دیئے گئے تھے۔

آج کل سرسید کی کتاب آثار الصنادید کا نہ پہلا ایڈیشن ملتا ہے نہ بعد کے مکمل ایڈیشن دستیاب ہوتے ہیں۔

اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ یہ چیز اُردو زبان میں باقی رکھی جائے، اور موجودہ زمانے کے لوگوں کو سرسید کے بہت بڑے کارنامے سے واقف کیا جائے

چونکہ آج کل کے ہندوستانی سیاسی اختلاف کے سبب سرسید سے غافل ہو گئے ہیں۔ اور سرسید کو دانستہ بھول جانا چاہتے ہیں، اس لئے میں ان کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے ان کی کتاب کا ایک حصہ سرسید کا دہلی نامے کے نام سے شائع کرتا ہوں کیونکہ میری کتابوں کو تمام ہندوستان میں بہت رغبت اور توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اور میری دو سو کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔ لہٰذا سرسید کی اعلیٰ خدمت کا تعارف میری نشر اشاعت کے ذریعہ آسانی سے ہو جائیگا۔

اس کے علاوہ سرسید کی زبان ایسی اچھی ہے کہ میری زبان ان کے آگے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگرچہ موجودہ زمانے والے میری اُردو تحریر کو سب اردو نویسوں سے فوقیت دیا کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرسید اور ان کے وقت کی سادہ در آج کل کی روا جی

تحریروں سے لاکھ درجہ بڑھ کر ہے، لہٰذا سرسید کا لکھا ہوا دہلی نامہ موجودہ اُردو نویسوں کی اصلاح بھی کرے گا۔

میں نے سرسید کی تحریروں پر نوٹ بھی لکھے اور جہاں سرسید کو غلط فہمی ہوئی تھی اسکو بھی اپنی معلومات کے موافق لکھدیا ہے لیکن سرسید کی تحریر کو جوں کا توں رکھا ہے، البتہ سرسید نے بعض شاعروں کی نظم ونثر عبارتیں بھی لکھی تھیں ان کو نہیں لکھا۔ کیونکہ وہ سب عربی فارسی میں تھیں جن کو آجکل کوئی شخص نہیں سمجھے گا۔

نواب درگاہ قلی خاں کی فارسی کتاب کا ترجمہ بڑے سائز پر شائع ہوا تھا۔ جو قریب ختم کے ہے۔ آئندہ اس کو بھی چھوٹے سائز پر شائع کیا جائے گا۔

آج کل کاغذ کا کال ہے اور کسی مصنف کو انگریزی حکومت کی اجازت کے بغیر کاغذ کا ایک پرزہ میسر نہیں آتا۔

مگر میں گورنمنٹ ہندوستان کا ممنون ہوں جس نے مجھے بارہ ہزار پونڈ کاغذ کا پرمٹ (اجازت نامہ) دیا ہے۔ اور میں اس کے ذریعہ اپنی پُرانی ختم شدہ کتابیں اور نئی کتابیں چھاپ رہا ہوں، اور میں نے اپنا چھاپہ خانہ بھی جاری کر دیا ہے جس کا نام اہل بیت پریس ہے۔

## نیا اضافہ

میں نے یہ اقتباس سید سمیع الدین صاحب نظامی امام مسجد درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے کتب خانے کی کتاب آثار الصنادید سے کیا ہے، کیونکہ آجکل قدیم چھاپے کی مکمل آثار الصنادید کمیاب ہوگئی ہے اس پر امام صاحب کے والد صاحب مرحوم کے حواشی بھی ہیں۔

نواب درگاہ قلی خاں بہادر مرحوم نے اپنی کتاب اپنے شوق سے لکھی تھی مگر

سرسید نے آثارالصنادید اپنے وقت کے انگریز افسر سرتھامس مٹکاف کے شوق سے متاثر ہوکر لکھی تھی، یا سرسید کے شوق میں مذکورہ انگریز کا شوق بھی شریک تھا۔

اور میری کتاب کی تالیف میں کئی شوق شریک ہیں۔ ایک میرا ذاتی دوسرا میرے دوست آنریبل مسٹر اسکوتھ چیف کمشنر دہلی اور ان کے سکریٹری مسٹر ایونز کا شوق کیونکہ وہ دونوں تاریخ کے دلدادہ ہیں اور ان کو مشرقی علوم سے بہت دلچسپی ہے

تیسرا شوق ہندوستان کے خاص و عام کا ہے۔ جو میری تحریر کے ایک ایک حرف کے قدردان ہیں اور جب میری کوئی کتاب شائع ہوتی ہے تو ہاتھوں ہاتھ خرید لیتے ہیں۔

چوتھا شوق میرے دوست کرنل ویلر کا ہے جو مشرقی زبانوں کے نشر و اشاعت کے افسر ہیں، اور جن کی نگرانی میں عربی فارسی اُردو کے کئی رسالے دہلی سے شائع ہوتے ہیں اور عربی فارسی اُردو بولنے والے ملکوں میں لاکھوں آدمی ان کو پڑھتے ہیں۔

چونکہ کرنل ویلر کے اخبار اور رسائل ہندوستان اور دہلی پایہ تخت ہندوستان کی معلومات تمام اسلامی دنیا میں پھیلانی چاہتے ہیں اور میری تصنیفات اور تحریرات بھی ترجمہ کرکے شائع کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے دہلی نامہ لکھا تاکہ ان کی نشریات کو مدد ملے اور وہ میرے شہر کی معلومات قدیم و جدید کو اپنی نشریات میں شریک کرسکیں۔

پانچواں شوق میرے دوست ہز اکسیلنسی سردار محمد شفیع خاں صاحب کونسل جنرل افغانستان کا ہے جو میرے شہر کی معلومات کو بہت دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور اپنے ملک افغانستان کو بھی اس سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

## عربی فارسی ترجمے

مجھے امید ہے کہ میری اس کتاب دہلی نامے کے عربی فارسی ترجمے عنقریب شائع ہوجائیں گے اور مشرقی قومیں دہلی اور اہل دہلی سے واقف اور آگاہ ہوسکیں گی۔

چھٹا شوق میرے ہندو مسلمان سکھ دوستوں کا ہے جن کی خواہش سے میں نے ایک آنہ یونیورسٹی قائم کی ہے۔ جو غریب ہندوستانیوں کی معلومات عامہ بڑھانے کے لئے کم قیمت کتابیں شائع کر رہی ہے۔

ساتواں شوق میرے دوست چودھری شیونا تھ سنگھ کا ہے جو باجہرہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے ہیں اور ہندی زبان کو فروغ دینے کے لئے میری کتابیں ہندی زبان میں شائع کرتے رہتے ہیں۔

بہرحال اس کتاب کی تیاری میں یہ سارے شوق شریک ہیں۔

کتاب شروع کرنے سے پہلے میں اپنے زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ بوڑھے معذور قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے آدمی کو یہ ہمت دی کہ مرتے مرتے میں نے اپنے شہر دہلی کا یہ حق ادا کر دوں۔

حسن نظامی ۲۵ شوال ۱۳۶۳ھ

# شہر دِلّی شاہجہان آباد کا حال

آدمی کی کیا طاقت ہے کہ اس شہر کرامت بہر کی تعریف لکھ سکے۔ اس واسطے اُس سے درگذر کر کچھ مختصر حال اس کا لکھتا ہوں۔ آبادی اس شہر کرامت بہر کی ۱۲ سنہ بارہ جلوس شاہجہان بادشاہ میں شروع ہوئی ہے کہ مطابق تھی سنہ ایکہزار اڑتالیس ۱۰۴۸ ہجری کے بعد تیاری قلعہ کے شہر پناہ اور خندق شہر نہایت لطافت و نزاکت سے بنائی گئی، اور ہر ہر مقام پر دروازے اور کھڑکیاں رکھی گئیں اور چوک اور بازار مرتب ہوئے کہ ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ رشک فردوس بریں تھا۔ نزاکت اور لطافت میں روئے زمین پر اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا سنہ ۱۰۵۸ھ میں یہ شہر بن کر تیار اور آباد ہوا۔ میر یحییٰ کاشی نے اس شہر کی یہ تاریخ پائی۔ شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ اس شہر کے بیچ میں نہر جاری ہے۔ اور جنات تجری من تحتہا الانہار کی مصداق رکھتی ہے۔ ہر گلی کوچے میں نہر کا پانی پہونچتا ہے۔ اور آب حیات پر طعنہ مارتا ہے، اس واسطے مناسب معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نہر کا حال لکھا جاوے، اور مشتاقانِ لقائے دہلی کو طراوت روح افزا دی جاوے۔[1]

## حال فیض نہر

یہ ایک نہر ہے فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جس نے دلی میں قلعہ فیروز آباد

[1] یہ نہر سارے چاندنی چوک کے بازار کے بیچ میں تھی اور جہاں آج کل انگریزوں کا بنایا ہوا گھنٹہ گھر ہے وہاں ایک بڑا حوض تھا نہر کے دونوں کناروں پر اونچے اونچے درخت لگے ہوئے تھے میں نے اپنے بچپن میں یہ نہر پٹی ہوئی دیکھی تھی جگہ جگہ لوہے کے جنگلے لگے ہوئے تھے، اور سقے ان کو ہٹا کر ڈول سے پانی بھر لیتے تھے، اب درخت کٹ گئے ہیں اور نہر کے اوپر سڑک بنگئی ہے، دریا گنج فیض بازار میں بھی یہ نہر کھلی ہوئی تھی، میں نے اس کا حوض بھی دیکھا تھا اور نہر کی [illegible]

اور کوٹلہ اور جہاں نما یعنی بدیع منزل عرف نیچے منڈل بنایا تھا، یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا، اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت مصروف رکھتا تھا، چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں دریائے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنہ خضر آباد سے اس کا مبدء شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہے وہاں ایک بہت مرتفع عمارت نہایت مستحکم بنائی ہے، اور اس میں متفاوت درجات دروازے اور دریچے رکھے ہیں، کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہے اتنا لیتے ہیں۔ غرضکہ فیروز شاہ کے عہد میں یہ نہر پرگنہ خضر آباد سے پرگنہ سفیدون تک آئی ہے۔ جہاں فیروز شاہ کی شکار گاہ تھی۔ جب کہ فیروز شاہ مر گیا۔ اور اس پر ایک زمانہ گذرا، یہ نہر خراب ہو گئی اور بہنے سے رہ گئی، جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبے دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر کی مرمت کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب اس کا نام رکھا۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گذر گیا اور کسی نے اس کی مرمت اور خبر گیری نہ کی پھر یہ نہر بند ہو گئی اور بہنے سے رہ گئی۔ جس زمانے میں شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہجہاں آباد کیا۔ اس زمانے میں حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرمت کی جاوے اور خضر آباد سے سفیدون تک کہ سنوز پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعۂ معلی اور ارک اعلی تک کہ تیس کوس کا فاصلہ ہے ایک نئی نہر کھودی جائے اور قلعۂ معلی اور شہر امنت[1] بھر میں جاری ہووے چنانچہ پندرہویں جمادی الاول ۱۰۷۱ھ سنہ جلوس چار مہینہ بارہ روز عزت خاں برادر۔ ادہ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرمت میں ہمت مصروف کی جب کہ عزت خان ٹھٹھ کی صوبے داری پر مقرر ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) مگر اب وہاں بھی بٹ گئی ہے۔ اور اوپر سڑک بن گئی ہے۔ حسن نظامی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] پرانے چھاپے کی آثار الصنادید میں امنت بھر لفظ ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ یہ کاتب کی غلطی ہے یا کوئی اور بات ہے۔ یہ لفظ کچھ بے معنی سا معلوم ہوتا ہے

حسن نظامی

اہتمام نہر وغیرہ کا علی مردان خاں کو مفوض ہوا۔ اور اس نے یکم جمادی الثانی ۱۰۵۹ھ جلوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام میں سعی کی اور بعد اس کے یہ خدمت مکرمت میر سامان وخان سامان کو سپرد ہوئی کہ اس کے اہتمام میں سال بستم جلوس میں قلعہ اور نہر مرتب ہوگئی قلعے میں کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا کہ جہاں نہر نہ پھری ہو، اور شہر میں کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا جہاں نہر نہ آئی ہو حتیٰ کہ باورچی خانوں میں بھی نہر جاری تھی، اور پانی کی محتاجی نہ رہی تھی۔ بعد گذرنے مدت دراز کے قریب قریب عہد عالمگیر ثانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہوگیا اور جابجا سے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی کہ پانی بہنے سے رہ گیا، اور نہر میں وہ تر و تازگی اور وہ دلچسپی اور وہ دلربائی نہ رہی۔ جبکہ سرکار دولتمدار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا۔ اور عالم خزاں رسیدہ نے اُن کے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی۔ حکام والا مقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب میں مصروف ہوئے اور اگلے زمانے سے بہتر اُس کی درستی کی، اب شہر میں بدستور سابق یہ نہر جاری ہے اور نفع سے ہر ہر مکان میں پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے حکام والا مقام انگریزی نے افزونی زراعت اور آبادانی ملک کے لئے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہوگیا کوئی پرگنہ باقی نہیں کہ جہاں سے یہ نہر نہ گذری ہو اور اُس کے ہر ہر موضع میں نہ گئی ہو جہاں سے یہ نہر گئی ہے وہاں سے چلکر اس نہر کے دو شعبے ہوگئے ہیں ایک شعبہ آل تمغا غرب گیا ہے کہ ملک ہریانہ اور حصار وغیرہ کو اس سے رونق حاصل ہے۔ مگر یہ شعبہ بسبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور ریت میں غائب ہوگیا، اور دوسرا شعبہ اس کو مانی بجمونہ انبالہ ... کرنال اور پانی پت ہوتا

---

[1] مجھے حیرت ہے کہ سرسید کے اس بیان کے سوا میں نے کبھی کسی اور دہلی والے سے یہ بات نہیں سنی تھی کہ غدر سے پہلے اس نہر کی مرمت انگریزوں نے کرائی تھی اور وہ ایسی ہوگئی تھی کہ ہر گھر میں اس کا پانی پہونچتا تھا یہاں تک کہ باورچی خانوں میں بھی اسی نہر کا پانی پہونچتا تھا، سرسید چونکہ دریا گنج فیض بازار کے قریب رہتے تھے ممکن ہے فیض بازار کی نہر سے اطراف کے مکانوں میں نہر کا پانی گیا ہوگا۔ یا چاندنی چوک کے اطراف میں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ پر)

ہوا شہر شاہجہاں آباد میں آیا ہے اور اوس کے بازاروں میں ہوتا ہوا قلعہ معلے میں داخل ہوا ہے۔ اور اوس کے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہے اور پھر دریائے جمن میں جا ملا ہے۔ اور اب سرکار دولتمدار انگریزی کی بدولت اس ملک میں پانچ نہریں جاری ہیں۔ اوّل نہر مغربی جس کو نہر فیض کہتے ہیں۔ اور اوس کا ہم نے اوپر حال لکھا ہے اور یہ نہر شہر شاہجہاں آباد میں بہتی ہے۔ اور اوس کے شعبہ حصار رہتک تک پہونچے ہیں۔ دوّم نہر مشرقی کو دریائے جمن سے متصل سہارنپور رواں ہے۔ سوّم نہر بیجاپور واقعہ دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے۔ جانب چپ دریائے توسی سے متصل بیجاپور کے۔ چہارم نہر راجپور واقع دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریائے رسنپانی قریب قصبہ راجپور کے پنجم نہر نگینہ واقع ضلع بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریائے کوہ سے اور بہتی ہے متصل نگینے کے اب کہ کچھ مختصر حال نہر فیض کا معلوم ہو گیا۔ اوس کے بعد اب آبادی اور شہر پناہ خیر البلاد شاہجہاں آباد کا حال لکھتا ہوں۔

## حال شہر پناہ

جبکہ یہ قلعۂ معلّی اور ارکہ اعلیٰ بن کر تیار ہوا اور شہر نے کوچہ و بازار اور نہر آبدار سے رونق پائی اور آبادی اس کی روز افزوں ہونے لگی اوس وقت بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ اس شہر کی فصیل بھی بنائی جاوے۔ اور خندق اور برج بارے سے درست کی جاوے تا کہ شہر کو رونق تازہ حاصل اور ساکنین کو آسایش فراواں حاصل ہو۔ چنانچہ سال بست و یکم جلوس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) جو فوجی مکانات تھے وہاں جاتا ہوگا۔ سارے شہر میں نہر کا پانی پہونچنا سمجھ میں نہیں آتا ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] یہ فصیل اب بھی کہیں کہیں باقی ہے۔ زینت المساجد سے لیکر دہلی دروازے تک اور شمال میں لال قلعہ تک اور دہلی دروازے سے ترکمان دروازے تک اور ترکمان دروازے سے فراش خانے کی کھڑکی تک فصیل موجود ہے البتہ کہیں کہیں سے ٹوٹ گئی ہے اور لاہوری دروازے سے آگے شمال میں بہت زیادہ ٹوٹ گئی ہے ۱۲

جلوس شاہجہانی میں مکرمت خان کے نام حکم ہوا کہ شہر پناہ پتھر اور مٹی سے بنائی جاوے
بموجب حکم عالی کے شہر پناہ پتھر اور مٹی سے چار مہینے کے عرصے میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ لگ
کر بنی۔ لیکن اس سبب سے کہ مٹی کو چنداں قیام نہیں ہے پانی کے زور اور برسات کے
زور شور میں اکثر جگہ سے شہر پناہ گر پڑی۔ اس واسطے سال بست و ششم جلوس میں ربیع الاول
کی بائیسویں تاریخ کو حکم ہوا کہ اس شہر پناہ کو اکھیڑ کر سرے سے شہر پناہ لطیف و نفیس مستحکم و مضبوط
چونہ اور پتھر سے بنائی جاوے کہ بموجب حکم اقدس و اعلیٰ کے شہر پناہ جدید پختہ و مستحکم ساڑھے
تین لاکھ روپئے خرچ ہو کر بنی۔ کہ ڈیڑھ لاکھ سابق کا اور سا ڑھے تین لاکھ حال کے، کل
پانچ لاکھ روپے اس پر خرچ ہوئے۔ اور گیارہویں جمادی الثانی ۱۰۶۹ھ میں تمام ہوئی
اس حصار فلک مثال کا طول چھ ہزار تین سو چونسٹھ گز کا ہے۔ اور عرض دیوار کا چار گز کا۔
اور ارتفاع کنگوروں تک نو گز کا۔ اور اس میں ستائیس برج ہیں۔ ہر برج کا دس گز کا قطر
ہے۔ اور چھ دروازے بڑے اور پانچ چھوٹے تھے۔ لیکن اب ایک آدھ دروازہ اور بھی
بڑھ گیا ہے۔ اور کھڑکیاں بھی کئی ہو گئیں ہیں۔ چنانچہ ان کا حال آگے لکھیں گے مگر ہر دروازے
کی قطع اور صورت اور شکل ایک سی ہے۔ اور سب آپس میں ملتے ہیں۔ اس واسطے ہم اس
مقام پر ہر ایک دروازے کا نام لکھ کر صرف ایک دروازے کے نقشے پر اکتفا کرتے ہیں کہ
اسی پر سب دروازوں کا حال قیاس کیا جا سکتا ہے۔ یہ فصیل بھی بسبب امتداد زمانہ کے
جا بجا سے شکستہ ہو گئی تھی۔ حکام والا مقام[1] انگریزی نے ہر مقام سے اس کی مرمت کی اور
اس پر مزید یہ کیا کہ اجمیری دروازے کے باہر ایک مدرسہ غازی الدین خاں کا متصل شہر پناہ

[1] سرسید نے یہ نہیں لکھا کہ انگریزوں نے فصیل مذکور کی کہاں کہاں مرمت کرائی تھی۔ کیونکہ
جب میں نے اپنے بچپن میں اس فصیل کو دیکھا تھا تو مجھے ایسی کوئی جگہ نہیں ملی جو مرمت شدہ
معلوم ہوتی۔ ممکن ہے مرمت اس طرح کرائی گئی ہو کہ پرانی فصیل سے بالکل مل جل
گئی ہو۔ حسن نظامی

واقع تھا جو کہ عمارات بلند کا گرد شہر پناہ کے رہنا مراتب احتیاط اور دانشمندی کے خلاف تھا۔ اس واسطے جملہ مکانات بیرون شہر کو توڑنے کی تجویز ہوئی۔ یہ مدرسہ[1] کہ نہایت عالی اور نہایت دلکشا تھا۔ اوس کا توڑنا بہت نامناسب جانا اس واسطے اجمیری دروازے کے باہر شہر پناہ جدید بنائی۔ اور اس مدرسے کو داخل شہر کر لیا چنانچہ اوس کا حال اوس مقام پر آوے گا جو کہ یہ تعمیر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت میں ہوئی تھی اس واسطے اوس کے ایک برج جدید پر برج اکبر شاہ سنگ مرمر میں کھود کر لگا دیا ہے، اب ہم اس مقام پر دروازوں کا نام بیان کرتے ہیں۔

## نام دروازوں کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ نگمبود دروازہ۔ کیلے کے گھاٹ کا دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدررو دروازہ۔ کابلی دروازہ۔ پتھر گھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

## کھڑکیوں کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خاں کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خاں کی کھڑکی۔ مثمن برج کی کھڑکی۔ سلیم گڈھ کی کھڑکی۔ نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروازے کی کھڑکی مسدود۔ سید بھولے کی کھڑکی مسدود۔ بلند باغ کی کھڑکی مسدود۔ فراشخانے کی کھڑکی

[1] اجمیری دروازے کے باہر نواب غازی الدین خان کا مدرسہ اب بھی موجود ہے جو پہلے عربک ہائی اسکول کہلاتا تھا۔ اور اب عربک کالج ہوگیا ہے۔ اور اس مدرسے کے اندر نواب غازی الدین خاں کا مقبرہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حیدرآباد کے آصف جاہی بادشاہوں کے خاندان میں سے تھے ۱۲ حسن نظامی

امیر خاں کی کھڑکی ۔ خلیل خاں کی کھڑکی ۔ بہادر علی خاں کی کھڑکی ۔ نگمبود[1] کی کھڑکی ۔

## آبادی شہر کا حال

اس شہر کرامت بہر کا کیا حال لکھوں ۔ ایک بہشت ہے ۔ اور جوق جوق ملائک اوس میں آباد ہیں ۔ تمام دنیا کی چیزیں موجود ہیں اور ہر قسم کے آدمی رہتے ہیں ۔ جن کے حسن دادا پر حور و غلمان اور زہد و تقویٰ پر ملائک ہفت آسمان رشک سے جاتے ہیں

جب کہ آبادی کا یہ حال ہو اور وسعت کا یہ احوال پھر کیونکر اس کا حال لکھا جاوے اور اس دریائے محیط کو کوزے میں بند کیا جاوے ۔ لیکن قل و دل اس شہر کی آبادی کا حال اور مکانات کا نقشہ لکھنا شروع کرتا ہوں ۔ اگرچہ اس شہر میں بہت مکان نفیس ہیں اور بہت مسجدیں عالی اور سنہری ہیں ۔ لیکن افضل المساجد اور افضل لعمارت جامع المساجد ہے اس واسطے پہلے اسی کا حال لکھتا ہوں ۔

## مسجد جہاں نما یعنی مسجد جامع

یہ مسجد اقصیٰ اور یہ معبد اعلیٰ ارک شاہجہاں آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے ۔ کہ وہ پہاڑی اس میں بالکل چھپ گئی ہے ۔ اور شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے ۔ کہ لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اس کی بیان سے باہر ہے ۔ آدمی کی طاقت نہیں کہ اُس کا بیان کر سکے ایسی خوش قطع

[1] سر سید نے پرانے زمانے کے شاعر مزاج نثر نویسوں کی تقلید بیان کی ہے ۔ ورنہ دلی میں فرشتے آباد تھے نہ حور و غلمان رہتے تھے ، اور نہ گلیاں وسیع و صاف تھیں ۔ البتہ ان کو کوچہ یار کہا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ ہر دلی والا عشق بازی میں مبتلا تھا ، اور اپنی سلطنت کی بربادی سے بے پرواتھا ۱۲ حسن نظامی

اور خوشنما مسجد روئے زمین پر نہیں اور سر سے پاؤں تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہے۔ اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر کی، اور جابجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی دھاریاں اور سنگ موسیٰ کی پچی کاری ہوئی ہے۔ برج اس کے تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنی ہوئی ہیں۔ ایسے مہندس[۵] بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی درہ دیوار طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہیں، دسویں شوال ۱۰۶۰ھ مطابق سال بست و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خاں دیوان اعلیٰ اور فاضل خاں خانساماں کے پڑنی شروع ہوئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتے تھے۔ باوجود اس اہتمام کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہیں۔ نہایت خوشنما نوّے ۹۰ گز کے طول اور تیس ۳۰ گز کے عرض میں اندر کو سات محرابیں ہیں۔ اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو بہت بلند ہے اور پانچ پانچ در ادھر ادھر ہیں۔ بڑے در پہ تو یا ہادی بطور طغریٰ لکھا ہے۔ اور باقی دروں پر کتبہ نام نامی شاہجہاں اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف کھدا ہوا ہے۔

## کتبہ در اوّل از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہاں بادشاہ زمین و زماں گیہان خدیو کشورستاں گیتی خداوند گردوں تواں مہندس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان جاہ و دولت بسیار دل عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ رائے خجستہ منظر۔ فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت انجم سپاہ

---

۵ انگریزی زبان میں مہندس کا ترجمہ آرکی ٹیکٹ بھی ہو سکتا ہے۔ اور انجینئر بھی ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کی حکومت کے زمانے میں تعمیرات کے سربراہ کئی قسم کے تھے جن کو میر عمارت بھی کہتے تھے اور مہندس بھی کہتے تھے۔ مہندس ڈیزائن اور نقشے بناتے تھے اور میر عمارت تعمیر کا انتظام کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ گزشتہ زمانے کے مہندس اور میر عمارت آجکل کے آرکی ٹیکٹ اور انجینیروں سے

خورشید عظمت فلک بارگاہ

# کتبہ درِ دوم

مظہر قدرت الہٰی مورد کرامت نامتناہی مظہر کلمۃ اللہ العلیا مروج الملۃ الحنفیۃ البیضا ملجأ الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم و القاآن الاجل الاکرم ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ و اعداء حضرتہ مقہورۃ کہ دیدۂ بصیرت حق بینش از شعشعۂ انوار ہدایت انما یعمر مساجد اللہ

# کتبہ درِ سوم

من آمن باللہ و بالیوم الآخر مستنیر است و آئینہ ضمیر صدق گزینش از اشعۂ مشکات روایت احب البلاد الی اللہ مساجدہا فروغ پذیر۔ ایں مسجد کوہ اساس گردوں مماس کہ کریمۂ لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پائدار اوست و بنیہ والقی فی الارض رواسی آں تمید بکم کن ہہ ایوان استوار و قمۂ قبہ فلک شانش از طبقات آسمان گذشتہ و شرفۂ طاق سپہر نشانش باوج کیوان پیوستہ

# کتبہ درِ چہارم

گر ز طاق و قبہ و مقصورہ اش جوید نشاں ، ہیچ نتواں گفت غیر از کہکشان و آسماں

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳) بہت زیادہ لیاقت اور مہارت اپنے فن میں رکھتے تھے۔ کیونکہ میں نے دیکھا جامع مسجد دہلی کی مرمت کے لئے جب اعلیٰ حضرت حضور نظام نے کئی لاکھ روپے بھجوائے اور انگریزی انجنیروں اور آرٹیکٹ لوگوں نے مسجد کے شمالی دالان کی چھت درست کرنی چاہی تو وہ سب کے سب ناکام ثابت ہوئے مرمت کرنی کجا وہ دلان کی چھت کے

فرو بودی قبہ گر گردوں نبودے ثانیش طاق بودی طاق گر جفتش نبودی کہکشاں

فروغ شمسہ پیش طاق جہاں نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد عالم آرایش نور افزائے قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چوں صخرۂ مسجد اقصے امرقات۔

## کتبہ در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنیٰ محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشادہ پیشانی بشارت رساں ولقد جاءہم من ربہم الہدیٰ ابواب رحمت آمایش صلای واللہ یدعوا الی دار السلام بمسامع خاص و عام رسانیدہ بینا رسپہر مدارش ندائے ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ ازنہ رواق گنبد فیروزہ فام گذرانیدہ سقف رفیع با صفایش تماشا گاہ روحانیان کرہ افلاک بر در ششم کتبہ **یاھادی** بخط طغرا نوشتہ

**کتبہ در ہفتم** صحن وسیع دلکشایش سجدہ گاہ پاک نژادان معمورۂ خاک روح فضا فیض نما طیب ہوائے روح افزایش از روضۂ رضوان حکایت کرد غدوبت ماءمعین حوض دلنشین لطافت آمایش از چشمۂ سلسبیل خبر دادہ در روز جمعہ دہم شوال سال ہزار و شصت ہجری موافق سال چہارم از دو رسوم جلوس میمنت مانوس عنایت

**کتبہ در ہشتم** وطالع شائستہ سرمایۂ انبیا و پیرایۂ تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی کارپردازان کارگذار و فرط اعتنا و اہتمام کار فرمایان صاحب اختیار و بذل جد و جہد استادان [illegible] دفور گوشش پیشہ کاران [illegible] صاحب [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) پتھر نکال بھی نہ سکے، ورییہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آئی کہ اتنے بڑے پتھر یہاں کیوں کر رکھے گئے تھے۔ اور مجبوراً جامع مسجد کمیٹی کو مرمت کا کام ملتوی کر دینا پڑا۔

۵۳؎ جامع مسجد کی پیشانی پر جو کتبے لکھے ہوئے ہیں اور جن کو یہاں سرسید نے نقل کیا ہے اب اُن کو پڑھنے والے بہت کم رہ گئے ہیں۔ روزانہ پانچوں وقت کی نمازوں کے لئے سینکڑوں مسلمان یہاں آتے ہیں اور جمعہ

**کتبہ درنہم**

وا تفاق مبلغ ده لکھ روپیہ صورت انجام وطراز اختتام پذیرفت ومقار ن تمام در نہم عید فطر بعز قدوم اقدس پادشاه ظل اللہ صافی نیت مذا آگاه زیب و زینت گرفت و اقامت نماز عید و اداے وظائف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحیٰ مرجع طواف انام گردید ومبانی اسلام وایمان را متانت ورصانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون ومسالک نوردان کوه ودامون را آراستہ عمارتے باین رفعت وحصانت در آئینہ بصر۔

**کتبہ در دہم**

مرآت خیال مرتسم نگشتہ وحقائق گذران وقائع دہر وفکرت پردازان نظم و نثر را کہ سوانح نگاران بدائع ارباب ملک ودولت وصنائع شناسان اصحاب مکنت وقدرتند افراختہ بناے باین شکوه وعظمت بر زبان قلم وقلم زبان نگذشتہ فرازندهٔ کاخ ہستی وطرازندهٔ بلندی وپستی این بنیان رفیع را کہ قرة العین بینش ودل زینت بخش کارخانہ آفرینش است۔

**کتبہ در یازدہم**

پایدار داشتہ صداے تسبیح سجانش را ہمگانہ آرائی ذاکران مجامع ملکوت وزمزمۂ تہلیل ہلالش را نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت دارا دو روشن منابر ہمه ورهٔ جہان را بخطبہ دولت جاوید طراز این بادشاه دادگر دین پرور کہ بیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن وامان بر روے روزگار کشاده است آراستہ دارادکنی الحق و اہلہ ۔ کاتبہ نور اللہ احمد

دروں کے دونوں طرف مینار ہیں ۔ نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) کی نماز میں بھی آٹھویں دن ہزاروں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور رمضان کے وداعی جمعہ کی نماز کے لئے کئی لاکھ مسلمان تمام ہندوستان سے آتے ہیں اور دونوں عیدوں کی نمازوں میں بھی ہزاروں مسلمان ۔۔۔ مگر کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ان کتبوں کو پڑھیں اس واسطے میری درخواست ہے کہ اس کتاب کے ناظرین ان کتبوں کو ذرا غور سے پڑھیں اور شاہجہان کے زمانے کی عبارت آرائی کا اندازہ کریں ۔ حسن نظامی ۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اپنے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

خواجہ حسن نظامی کی چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار۔

ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

# منادی
دہلی

۲۴ اپریل ۱۹۴۵ عیسوی

ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

سالانہ قیمت دو روپے

ایڈیٹر علی بن حسن نظامی

## چشتی شہنشاہ جہانگیر جو حضرت شیخ سلیم چشتی رح کا روحانی فرزند اور مرید تھا

# جو بیمار سنتا ہے تندرست ہو جاتا ہے

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی لکھی ہوئی حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی رح کی سوانح عمری جس کا نام **نظامی بنسری** ہے اور جو پانچ سو صفحے کی مجلد کتاب ہے اس قدر دلچسپ ہے کہ جب پڑھو نئی معلوم ہوتی ہے۔ اور جب بیمار کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ سیکڑوں خط اس کرشمے کے آتے رہتے ہیں۔

پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا تھا۔ اور تمام ملک سے ہزاروں فرمائشیں آ رہی تھیں اب دوسرا ایڈیشن تیار ہو رہا ہے جلد بہت خوب صورت ہوگی قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ

دفتر لوح محفوظ اردو لائبریری دہلی

# منادی کے نوٹ

## خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری

### لندن میں کیا ہوگا؟

لڑائی کے بعد کی خوش حالی کی تدبیروں پر غور کیا جائیگا۔ انگریزی قوم کے نقصانات پورے کرنے کے طریقوں کو سوچا جائیگا۔ لڑائی کے تمام شدہ مکانات کو درست کرنے کی تجویزیں ہوں گی۔ یورپ میں اور دُنیا میں برطانی اقتدار قائم کرنے اور قائم رکھنے کے طریقے سوچے جائیں گے۔ اور تھوڑی دیر ہندوستان کی سیاسی باتوں پر بھی بات چیت ہوگی۔ جو بے نتیجہ رہے گی۔

### ہندوستان میں کیا ہوگا؟

کانگریس اپنا وقار بڑھانے کی تدبیر کرے گی مسلم لیگ اپنی بات پوری کرانے کی ضد پر قائم رہیگی ہندو مہا سبھا مسلمانوں کو زک دینے کے منصوبے سوچیگی۔ اور انگریزی حکومت اعلان کردیگی کیسے لوگ آپس میں ایک دل نہیں ہیں گورمنٹ

کس کی بات ماننے اور کس کی نہ ماننے۔

### ریاستوں میں کیا ہوگا؟

پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ سے بات چیت ہوگی۔ خط وکتابت ہوگی۔ ریاستی رعایا کو انگریزی رعایا سے الگ رکھنے کی کوشش ہوگی۔ ہندو ریاستیں مسلمان رعایا کو دبانے اور بے اثر کرنے کی کوشش کرینگی مسلمان ریاستیں ہندو رعایا کی دلجوئی کے طریقوں پر غور کرینگی اور دونوں اپنی طاقت کو اپنے ہاتھوں کمزور کرتی رہیں گی۔

### منادی کا ضمیمہ

چونکہ سول انڈسٹری سپلائی سے روزانہ ضمیمہ شائع کرنے کی اب تک اجازت نہیں آئی ہے اس لئے شیخ چلی کی ڈائری ہفت روزہ منادی کے ساتھ شائع ہوتی رہیگی۔ اور پیشگی قیمت بھیجنے والوں کی رقمیں امانت رہیں گی۔ لہذا آئندہ کوئی صاحب پیشگی رقم نہ بھیجیں۔

## چشتی برادری کا کام

چشتی برادری کے میثاق نامے لکھا نا خانہ پری کے بعد آرہے ہیں۔ اور ان کو کتابی صورت میں مرتب کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب ہر ممبر کو بلا قیمت بھیجی جائے گی اور ہر مہینے ایک کتاب شائع ہوا کریگی تاکہ تمام ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے ممبروں کا باہمی تعارف ہوجائے۔

عملی پروگرام چونکہ باہمی مشوروں سے طے ہوگا اس لئے مذکورہ اشاعت مقدم ہے

## مسلمان مہارانا کی وفات

صوبہ بمبئی کی ریاست آمود سے افسوسناک خبر آئی ہے کہ مہارانا ناہر سنگھ خلف اشور سنگھ رئیس آمود نے وفات پائی۔ ان کا اسلامی نام نواب سر محمد نصر اللہ خان تھا۔ ان کے بزرگ چار سو برس پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ مگر ان کی قوم کے نام نہیں بدلے گئے تھے۔ مرحوم نے چند سال پہلے اپنی قوم کے ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کو پکا مسلمان بنانے کی کوشش کی تھی۔ ان کے جانشین جسونت سنگھ جلال الدین

مقرر ہوئے ہیں۔ جو بہت پکے اور جوشیلے مسلمان ہیں۔

## اردو شماری

ضرورت ہے کہ منادی اخبار کے ذریعے اردو کتابوں اور اردو اخباروں کے نام اور کام شائع ہوں تاکہ اردو شماری ہوسکے کیونکہ اردو کے حریف کہتے ہیں کہ اردو علمی زبان نہیں ہے۔ اور اس سے حکومت کو مغالطہ ہوتا ہے۔

## غذاؤں کی تحقیقات

میں نے منادی میں غذاؤں کی تحقیقات کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔ وہ بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی صحت عامہ کا غذا پر دار و مدار ہے۔ لہذا ناظرین کو غور کرکے اپنے علاقے کی غذائیں تجویز کرنی چاہیے۔

## یونانی دوا سازی

دہلی میں بہت زیادہ اور دوسرے شہروں میں بھی یونانی دواخانے اور دوا فروش

ترقی کر رہے ہیں۔ مگر دواسازی کے سائنس پر کسی کی نظر نہیں ہے۔ اور نئی تبدیلیوں کی ضرورت سے سب غافل ہیں۔

مریضوں کی آسانی کو دواسازی میں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ پیکنگ میں آرائش بھی ضروری ہے۔ مگر اس سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ پیکنگ ایسا ہو کہ دوا خراب نہ ہونے پائے۔ ٹین کی ڈبیوں میں معجونوں کو بھر دیا جاتا ہے۔ اور ٹین پر لیبل چپکتا نہیں ہے۔ اس سے خریداروں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ وزن کا سمجھنا گاہک کے لئے ناممکن ہے۔ دواسازوں کو دوائیں اس طرح بنانی چاہئیں کہ ہر ناسمجھ اور بے علم خریدار استعمال کر سکے۔ یہ لکھ دینا کافی نہیں ہے کہ ۳ ماشے دوا کھاؤ۔ مریض کیا جانے کہ ۳ ماشہ دوا کتنی ہوتی ہے۔

دہلی کے بڑے دواساز اس ضرورت پر توجہ کریں تو یونانی طب کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔ اور ان کا پیشہ آنے والے خطروں سے محفوظ ہو جائے گا۔

---

# میں کیا کھاؤں؟

ہر بیمار حکیموں اور ویدوں سے پوچھتا ہے کہ میں کیا کھاؤں؟ اور جواب دیا جاتا ہے ہلکی ٹھنڈی غذا کھانا۔ بادی اور گرم غذا نہ کھانا۔ مگر وید اور حکیم اس پر غور نہیں کرتے کہ مریض نہیں جانتا کہ ہلکی اور ٹھنڈی غذا کون سی ہے۔ اور بادی اور گرم غذا کون سی ہے۔

ڈاکٹر بھی غذا کے معاملے میں ماہر نہیں ہوتے۔ دودھ چاول اور بارلی واٹر کے سوا ان کو اور کسی غذا کا حال معلوم نہیں ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ہندوستان کے حکیم اور وید اور ڈاکٹر غذاؤں کے مسئلے پر غور کریں۔ اور ہر مرض کے لئے موزوں اور مناسب غذائیں تجویز کر کے ایک مطبوعہ کاغذ مریض کو دیدیا کریں۔ یعنی ہر مرض کی مناسب غذا کا پرچہ بھی نسخے کے ساتھ دیا جائے۔

حیدرآباد کے ڈاکٹر لطیف سعید صاحب یعنی نواب سعید یار جنگ بہادر ادیب

ڈاکٹر ہیں۔ اور ان کو اس چیز سے دلچسپی ہے،
اگر وہ ایسی کتاب لکھدیں، تو ڈاکٹروں کو بہت
فائدہ ہو۔ اور یونانی حکیموں میں حکیم عبدالحمید
صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی کو ایسی
کتاب تیار کرنی چاہئیے۔

## دہلی کے مسلمان کپڑے والے

دہلی کے مسلمان بزازوں میں کنٹرول افسروں
کے خلاف بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اخبارات
بھی لکھ رہے ہیں اور ممتاز مسلمانوں کا ایک
پوسٹر بھی شائع ہوا ہے جس میں شکایت
کی گئی ہے کہ کنٹرول افسر مسلمان بزازوں سے
ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ یعنے ہندو بزازوں
کو ان کے حق سے زیادہ کپڑا دیا جاتا ہے۔
منادی ہندو مسلم اختلاف سے بری ہے
اور اس کے علم میں ایسی کوئی معقول بات
نہیں آئی ہے جس میں کنٹرول افسروں نے
ہندوؤں کی بیجا رعایت کی ہو۔ البتہ
تحقیقات سے یہ بات ایک حد تک ثابت
ہوتی ہے کہ کنٹرول افسر سرمایہ داروں کی
رعایت کرتے ہیں اور چونکہ ہندوؤں میں
سرمایہ داری زیادہ ہے اس لئے اس رعایت
کا فائدہ ہندوؤں کو پہنچتا ہے۔ چیف کمشنر
صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب کو فوراً
توجہ کرنی چاہئیے۔

## ڈاکخانہ حضرت نظام الدینؒ

میں آنریبل سر محمد عثمان صاحب کی بیشمار
خدمات ملک میں اس خدمت کو نمایاں خدمت سمجھتا ہوں
کہ انہوں نے آبادی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
میں ایک ڈاکخانہ جاری کرنے کی اجازت دی جس کی ضرورت
سالہا سال سے تھی۔ مگر افسوس ہے کہ جب سے یہ ڈاکخانہ
جاری ہوا ہے انتظام کی کوئی خوبی پیدا نہیں ہوئی
چونکہ اس ڈاکخانے میں ڈاک جنرل پوسٹ آفس دہلی کے
ذریعے آتی ہے اس واسطے جنرل پوسٹ آفس کے اہلکار
اس ڈاکخانے کو ایک دیہاتی اور غیر ضروری ڈاکخانہ
سمجھ کر بہت بے توجہی کا برتاؤ کرتے ہیں یہ خصوصیت
صرف ڈاکخانہ حضرت نظام الدین کی ہی ہے کہ یہاں
تار کے منی آرڈروں کی رقمیں تین چار دن کے بعد تقسیم کی جاتی ہیں اور یہ بات
تو روزانہ پیش آتی ہے کہ جنرل پوسٹ آفس منی آرڈروں
کے فارم بھیج دیتا ہے روپے نہیں بھیجتا اس واسطے یہ چھوٹا سا
ڈاکخانہ کئی کئی دن منی آرڈروں کے روپے تقسیم نہیں کر سکتا
ضرورت ہے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب اس کی اصلاح کی
طرف متوجہ ہوں

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

## ۲۹ ربیع ثانی ۱۳ راپریل جمعہ دہلی

**بیماری کی سالگرہ** گزشتہ جمعہ کو قلبی دورہ ہوا تھا۔ آج سات دن بعد سالگرہ منائی۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھ کر آیا تو بخار کے آثار نظر آئے۔ اسی حالت میں دہلی گیا۔ اور ایک انگریز دوست سے ملاقات کی حسن ابوطالب اور امام مہدی اور ولی اور ابدبھی ساتھ تھے۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب سابق وزیر تعلیم صوبہ بہار اور راج گوپال صاحب آچاری سابق وزیر اعظم صوبہ مدراس سے لالہ شنکر لال صاحب کے مکان پر ملنے گیا۔ پھر پرانی دہلی کی سبزی منڈی سے ۶ میل دور شاہی باغ شالامار کے آثار قدیم دیکھنے گیا۔ شام کو واپس آیا تو بخار بڑھ گیا مغرب کے بعد زنانے میں آگیا۔ قلب کا دورہ شروع ہوا۔ ۱۲ بجے علی ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو دہلی سے لائے۔ ایک بجے ان کی دوا سے دورہ کم ہوا۔ اور نیند آگئی۔

## یکم جمادالاول ۱۴ راپریل شنبہ دہلی

**تولیٹ** کل کے دورے کی شدت نے اور اس کی کمزوری نے پلنگ سے اٹھنے نہ دیا لیٹا رہا۔ اور کہتا رہا۔ منم تو لیٹ۔

کل رات کو حور بانو اور ان کے شوہر اور شاہ بانو اور ان کی لڑکیاں اور خواجہ بانو اور کوثر بانو اور محبوب بانو اور میری بہو علی بانو اور میری بہن نظامی بانو ساری رات میرے پلنگ کے چاروں طرف جمع رہی تھیں۔ آج بھی دن بھر عورتیں جمع رہیں۔ بڑے بھائی کی بیوی اور بہن نظامی بانو کی لڑکیاں جمع رہیں بخار بھی ہے۔ گردے میں درد بھی ہے اور دل میں دکھن بھی ہے۔ [illegible] صدر العلی صاحب اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب۔ اور محمد صدیق صاحب اور لالہ [illegible] صاحب۔ دہلی سے اور قاضی [illegible] الدین صاحب اور رام سکھ داس [illegible] دہلی سے بیمار پرسی کے لیے آئے تھے مدہنک سے شیخ محمد نظامی آئے ہیں۔

منشی سید ذکی حسن اور عبد النعیم صاحب اور حکیم شفا نظامی اور مولانا حافظ عبد اللہ صاحب زنانے میں پردہ کرا کر اندر آئے اور میں نے ان کو تحریری کام بتایا اور لکھی ہوئی کتابوں کو سنا اور صحت کرائی۔ اور خواجہ بانو کی خفگیاں برداشت کیں کیونکہ وہ کام کرنے کے خلاف تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ہدایت بھی یہی تھی۔

**۲ جمادی الاول ۱۵ اپریل اتوار دہلی ولی مہر** صبح نماز کے بعد درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں حاضر ہوا تھا۔ خواجہ بانو اور رکو ثریا بانو بھی ساتھ تھیں۔ پہلے درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت بی بی فاطمہ دختر حضرت بابا صاحبؒ کے مزارات پر زینے بنانے کا انتظام کیا۔ چودھری سری چند صاحب کو کام بتایا۔ پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں گیا۔ قاضی فیروز الدین صاحب اور ان کے والد قاضی لطیف الدین صاحب اور خواجہ سید ہلال صاحب میونسپل کمشنر اور نائب تحصیلدار صاحب سے ملاقاتیں ہوئی۔

نو بجے گھر میں واپس آیا۔ آبادی حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کو مہرولی کہتے ہیں۔ میں اس کو ولی مہر کہتا ہوں۔

**۲۹ کا چاند** حیدرآباد دکن سے مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی کا تار آیا کہ ۲۹ کو چاند نظر آگیا۔

**مرض کا قرض** اگرچہ ابھی مرض کا قرض ادا کرنا باقی ہے یعنی بخار اور قلبی ناتوانی موجود ہے تاہم آج زیدہ منزل میں چند گھنٹے بیٹھا تھا۔ اور ملنے والوں سے ملا تھا۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی اور ان کے اسٹاف کے آدمی ملنے آئے تھے۔ غلام حیدر صاحب سیاول اور ان کے رفیق آئے تھے چشتی ترجمہ قرآن شریف اور غذا نامہ کتاب کا کام کیا تھا۔ کچھ دیر سویا تھا۔

**محمد شمس الدین صاحب** دہلی والے محمد شمس الدین صاحب ملنے آئے تھے جو احمد آباد میں چاندی سونے کے ورقوں کا کام کرتے ہیں۔

**دلیبہ** مسٹر روزویلٹ کی موت کے تفصیلی حالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے ایک خبر سے بہ تعجب معلوم ہوئی کہ مسٹر روزویلٹ دو ہفتے سے دلیبہ کھا رہے تھے۔

مجھے بھی حکیم و ڈاکٹر و طبیب بتاتے ہیں۔ مگر مجھے وہ مرغوب نہیں ہے۔

**چشتی ترجمے کی قیمت** کم: میں نے چشتی ترجمے کے ایک پارے کا ہدیہ ایک آنہ شائع کیا تھا مگر آج لکھائی چھپائی اور کاغذ اور صحت اور بنوائی اور جلد سازی کا حساب کیا تو ایک پارے کی لاگت چار آنے معلوم ہوئی۔ ایک پارہ ۱۲۸ صفحے کا ہوگا۔ اور ہر پارہ مجلد ہوگا۔ میں نے دفتر کو ہدایت کی کہ لاگت کی لاگت چار آنے ہدیہ مقرر کیا جائے۔

چشتی ترجمہ حمائل سائز پر ہے ایک صفحہ پر عربی قلم قرآن شریف ہے۔ اور دوسرے صفحے پر بالمقابل چشتی ترجمہ ہے۔

یہ ترجمہ کم علم مسلمانوں اور غیر مسلم چشتی ممبروں کے لئے لکھا ہے تاکہ ہر ایک غیر مسلم قرآن شریف کی تعلیم سے آگاہ ہو جائے سات مہینے میں ۳۰ پارے شائع ہو جائیں گے۔

**شیخ چلی کی رنگین تصویر** کم: ضمیمہ اخبار منادی کے لئے شیخ چلی کی رنگین تصویر بنوائی ہے آج پچھلی رات تصویر کے اوپر نیچے لکھنے کی عبارت تیار کی اور آرٹسٹ کو بھیج دی۔

## ۳ر جمادی الاول ۱۶ر اپریل پیر دہلی

**دورہ**: جو الفاظ مفرد حروف سے بنتے ہیں ان میں سے بعض مجھے محبوب ہیں اور بعض مجھ کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ اور بعض سے میں دور بھاگتا ہوں۔ مثلاً اردو لفظ مفرد اور بے نقط حروف سے بنا ہے اور میں اس کا عاشق ہوں اور درد لفظ بھی مفرد اور بے نقط حروف سے بنا ہے وہ میرا عاشق ہے اور آجکل ایک نیا لفظ مجھ پر فریفتہ ہو گیا ہے اور وہ بھی بے نقط مفرد حروف سے بنا ہے یعنی دورہ۔ ایک اور لفظ آرام ہے۔ یہ بھی مفرد اور بے نقط حروف سے بنا ہے۔ یہ مجھ پر عاشق ہے مگر میں اس سے بھاگتا ہوں۔

**سفر**: آج صبح ایک مسلمان کی سفارش کے لئے نئی دہلی کے شاہی دفتر میں گیا تھا میرے ڈرائیور صاحب گھر گئے ہوئے تھے اس لئے تانگہ میں گیا تھا منزل مقصود پر پہنچا تو دل کے دورے نے حملہ کیا۔ وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھوڑی دہی بلو کر نمک اور پودینہ ملا کر ناشتہ کیا تھا اس سے بہتر کوئی غذا میرے علم میں نہیں تھی۔ پھر یہ دورہ کیوں ہوا اس پر تعجب

کرتا رہا۔ طبیعت کی عقل نے مسئلہ حل کیا کہ آنتوں کے اندر کچھ غلاظت جمع تھی۔ جب معدے میں گئی تو تغیر پیدا ہوئی۔ بہرحال بد شواری تمام گھر میں واپس آیا اور شام تک زید منزل میں تکیے کے سہارے لیٹا رہا۔ خواجہ بانو کے پیغام آتے تھے کہ دورہ ہوا ہے تو گھر میں آکر آرام کرنا چاہیے۔ میں نے کہا جتنا وقت ملے اُس کو بیکار نہ کھونا چاہیے۔

صوفی صاحب اجمیری نے اپنا کلام سنایا۔ بیرونی اصحاب ملنے آتے رہے۔ مغرب کی نماز گھر میں جاکر پڑھی۔ نماز پڑھتے ہی کدو کے شوربے اور آش جو کے چند چمچے پیئے۔ مگر تسبیح کی حالت دوبارہ نمودار ہوگئی اور ایکایک اتنی بڑھی کہ لیٹنے کے دینے پڑ گئے۔

یہ لفظ اس واسطے استعمال کیا کہ دہلی ریڈیو میں لین دین کا ایک ڈرامہ سُنا تھا ورنہ نہ کسی سے کچھ لینا تھا نہ کسی کو کچھ دینا تھا ہر قسم کی دوائیں استعمال کیں مگر قدرت کا پورا ہی پورا ہو کر رہا۔ ساڑھے نو بجے خبریں سُن چکا تو دورہ ختم ہوا۔ میں نے کہا اگر کوئی ڈاکٹر یہاں ہوتا تو اس کو نوٹ کرا دیتا کہ لڑائی کی خبریں سُننے سے دل کا دورہ دور ہو جاتا ہے یہ لکھوا تا تو ڈاکٹر کہتا کہ لڑائی کی خبریں کسی دوا میں شامل نہیں ہیں۔ نہ کسی انجکشن نہ اپریشن میں لڑائی کی خبروں کا دخل ہے۔ تو میں جواب دیتا میرے روحانی ڈاکٹروں یعنے پیروں کا ارشاد ہے کسی ایک خیال کو کسی دوسرے خیال سے بدلنا ہر مرض کا علاج ہے۔ لہذا جب میں نے لڑائی کی خبریں سنیں تو دل کے دورے کا خیال بدل گیا اور میدان جنگ سامنے آگیا اس واسطے دورہ ختم ہوگیا۔

رات کو نیند بہت اچھی آئی حسب عادت ۳ بجے آنکھ کھلی۔ نفس اور شیطان نے کان میں کہا اوراد پڑھتے ہیں تو دل ہی دل میں پڑھنا آواز سے نہ پڑھنا۔ ورنہ دل و دماغ کو نقصان پہنچے گا۔ میں نے ان دونوں کی بات مان لی اور جتنا پڑھ سکا دل ہی دل میں پڑھا مگر بہت کم پڑھا۔

## ۴ جمادی الاول ۱۷ اپریل منگل دہلی میں توانا ہوں

رات کو چونکہ قلبی دورہ بہت سخت تھا اس لئے آج جسم بہت کمزور اور ناتوان ہے۔ گھر سے باہر نکلا تو میرے

سرحدی خلیفہ حامی دین مولانا حاجی قاضی میراں بخش نظامی اور احمد آباد کے خلیفہ صبغۃ اللہ شاہ نظامی اور حکیم شفا نظامی اور عبدالنعیم صاحب منتظم تحریرات ذاتی اور سید ذکی حسن کاتب منادی وغیرہ نے صورت دیکھتے ہی کہا ناتوانی بہت بڑھ گئی ہے۔

میں نے کہا۔ ایک نے پوچھا گانا سننا جائز ہے۔ یا ناجائز ہے؟ ۔ تو میں نے جواب دیا تھا کہ آپ کے سوال میں جائز دو ہیں اور ناایک ہے۔ اور فیصلہ کثرت رائے پر ہے اور کثرت جائز کی ہے۔ اس لئے گانا سننا جائز ہے۔

اسی طرح آج کہتا ہوں کہ لفظ توان بڑا ہے اور لفظ نا چھوٹا ہے۔ لہذا میں ناتوان نہیں بلکہ توانا ہوں۔

**چراغ دہلی** میری بستی کے قریب قصبہ چراغ دہلی ہے۔ وہاں سے ہندو مسلمان جمع ہو کر آئے تھے۔ اور ایک معاملے میں رفع شر کی بات چیت کی تھی۔ پیرجی رحیم الدین صاحب نے کہا چراغ دہلی میں آکر رہئے ہم سب خدمت کریں گے۔ وہاں کی ہوا بھی اچھی ہے اور پانی بھی اچھا ہے۔

میں نے کہا زندگی کا چراغ ستر برس سے روشن ہے۔ اب ہوا کے جھونکوں سے بچانے کے لئے فانوس تلاش کرنے بیکار ہیں۔

چراغ میں تیل ہی باقی نہ رہے تو فانوس کیا کام دے گا۔ چراغ کو بجھنا ہی پڑے گا۔

**موسم** یہ مہینہ گرمی کی شدت بڑھنے کا ہے۔ مگر اپریل کی پہلی تاریخ سے موسم کی گرمی کم ہو گئی ہے اور خنکی بڑھ گئی ہے۔

**۵ رجمادی اول ۱۸ر اپریل بدھ دہلی**

**قبر کا انتظام** اگرچہ میں نے اپنی قبر پہلے سے تیار کر رکھی ہے تاہم اُس قبر کو ذرا بڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میت کو قبر میں اتارتے وقت قبر کی گنجائش کم ہونے کے سبب بڑی کھینچا تانی ہوتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ قبر اتنی کشادہ ہو کہ چار آدمی پلنگ لے کر اندر چلے جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے کسی گزشتہ روزنامچے میں ایک لطیفہ لکھا تھا کہ میں سولہ برس کی لڑکی سے شادی کرنی چاہتا ہوں۔ تو کہا گیا تھا کہ اس بڑھاپے میں سولہ برس کی لڑکی آپ کو کون دے گا۔ تو

میں نے جواب دیا تھا کہ گورکن یعنی قبر کھودنے والے دیں گے۔ یعنی میری قبر سولہ فٹ لمبی اور چھ فٹ چوڑی ہوگی۔ تاکہ میت کی چارپائی اندر جا سکے اور چارپائی سے اُتار کر بغیر کسی دشواری کے لوگ مجھے فرشِ خاک پر لٹا سکیں۔

**حضرت قطب صاحبؒ** — آج صبح دوبارہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں خواجہ بانو کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔ اور درگاہ حضرت بی بی نورؒ صاحبہ میں بھی حاضر ہوا تھا۔ جہاں حضرت بابا فرید گنجشکرؒ کے بھائی اور صاحبزادی کے مزارات بنوانے شروع کئے ہیں۔ تعمیری مشکلات قدم قدم پر حائل ہوتی ہیں بعض چیزیں ناپید ہیں۔ مثلاً سمنٹ اور اینٹیں وغیرہ اور جو چیزیں مل جاتی ہیں اُن کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔

**پرانے مکانات** — آج میں نے اطراف درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں چند پرانے مکانات بھی دیکھے۔ کیونکہ میں وہاں ایک مکان سکونت کے لئے خریدنا چاہتا ہوں۔

**مرزا بابر کی کوٹھی** — بہادر شاہ بادشاہ کے چھوٹے بھائی میرزا بابر نے درگاہ شریف کے جنوب میں ایک شاندار کوٹھی بنائی تھی۔ اب وہ لوہارو کے خاندان والوں کے قبضے میں ہے۔ بہت شکستہ ہوگئی ہے۔ اور بھی چند مکانات دیکھے۔ ہر مکان میں قبریں نظر آئیں۔

**غمناک خبر** — قطب صاحبؒ سے واپس آیا تو یہ غمناک خبر سُنی کہ میرے برادر زادے مولانا سید احمد میاں حسنی کی خورد سال بیٹی جو سید سمیع الدین صاحب نظامی امام مسجد درگاہ شریف کی نواسی تھی رات کو دُنیا سے رخصت ہوئی۔

یہ بچی کئی ہفتے سے بیمار تھی۔ اور ماں باپ اور نانا نانی نے علاج اور تیمارداری میں بہت زیادہ کوشش کی مگر مشیت خداوندی کے سامنے ہر انسان عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ پس ماندوں کو صبر عطا فرمائے۔

**دوسری خبر** — ریاست آمود سے پرنس جلال الدین کا تار آیا کہ اُن کے والد نواب سر نصر اللہ خاں صاحب جو مسلمان مہاراز

کے نام سے تمام ہندوستان میں مشہور تھے دُنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور پس ماندوں کو صبر دے۔

**شفاء الغفراء** کل شام کو شفاء الغفراء پرنس ڈاکٹر عبدالحق صاحب اپنی خانم صاحبہ کے ساتھ آئے تھے۔ درگاہ شریف میں بھی حاضری دی اور میرے ہاں بھی آئے۔ میں آجکل انہی کے زیر علاج ہوں۔

**سید یامین نظامی** بدہ والے سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی روزانہ شام کو پاؤں دبانے آتے ہیں۔ قاضی میراں بخش صاحب میرے پرانے کاغذات اور خطوط کا مرتب کر رہے ہیں۔ عبدالنعیم صاحب ہندو مسلم کی آخری لڑائی کتاب کا مسودہ صاف کر رہے ہیں۔ حکیم شفا نظامی هذا نامے کا مسودہ درست کر رہے ہیں۔ اور خواجہ حسن نظامی کی نسبت معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ دن کو بھی سوتے ہیں اور رات کو بھی سوتے ہیں اور ملاقاتیوں سے بہت بے مروتی کا برتاؤ کرتے ہیں یعنی مقررہ اوقات کے سوا ملاقات نہیں کرتے۔ صبغتہ اللہ شاہ نظامی احمد آباد چلے گئے۔ ریل تک پہونچانے گیا تھا۔

**۶ رجماد اول ۱۹ راپریل جمعرات دہلی**

**کالکاجی کا میلہ** میری بستی کے جنوب میں تین میل کے فاصلے پر ہزاروں برس کا پرانا مندر ہے جس کو کالکاجی کہتے ہیں ابو الکمال ہردوئی نے بھی اپنی کتاب چہل روزہ میں اس مندر کا ذکر لکھا ہے۔ اس میلے میں اطراف کے ایک لاکھ ہندو جمع ہوتے ہیں۔

**صحت** خدا کے فضل سے اب میری صحت بحال ہوتی جاتی ہے۔ میں صبح کے وقت آدھا دودھ آدھا پانی سونٹھ ڈال کر جوش کرتا ہوں اور اُس دودھ میں مکھن لگے ہوئے توس کے ٹکڑے ڈبو کر کھاتا ہوں اور دوپہر کو آش جو استعمال کرتا ہوں اور رات کو کچھ پھل کھا لیتا ہوں۔ اس سے نیند بھی اچھی آنے لگی ہے۔ اور تبخیر بھی بند ہوگئی ہے۔

**۷ رجماد اول ۲۰ راپریل جمعہ دہلی**

**مائی ڈیر فرائیڈے** آج میرا پیارا جمعہ میری تندرستی کی خبر لایا ہے۔ گزشتہ دو جمعے دورہ

کی تکلیف کے تھے۔ میں اب صبح کی نماز کے بعد چہل قدمی بھی کرتا ہوں۔

**دس پونڈ کی کمی** موجودہ بیماریوں نے میرا وزن دس پونڈ یعنے پانچ سیر کم کر دیا لیکن خدا نے چاہا اگر صحت کی ایسی ہی اچھی رفتار رہی تو وزن اصلی حالت پر آ جائیگا یعنے میں پھر ایک من ساڑھے بارہ سیر کا ہو جاؤں گا۔

**ڈاکٹر سید محمود** کل میرے پرانے دوست ڈاکٹر سید محمود صاحب سابق وزیر تعلیم صوبہ بہار ملنے آئے تھے۔ وہ صوبہ سرحد کی پولٹیکل کانفرنس کی صدارت کرنے پشاور جا رہے ہیں۔

آج جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی۔ امروہے والے محمد صدیق صاحب بھی حسب معمول آئے تھے اور شام تک میرے پاس رہے تھے۔

**مہدی کی بیماری** میرے پیارے بیٹے سید امام مہدی کو بخار ہو گیا ہے۔ اور پیچش بھی ہے

**امتحان** میرے نمبر ۲ بیٹے سید زید پاشا کا آجکل جامعہ ملیہ میں امتحان ہو رہا ہے۔

## ۸ جمادی الاول ۲۱ اپریل شنبہ دہلی

**منزل شاہ نظامی** میں نے اپنے خلیفہ حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی کو چلہ کرنے کے لئے پاکپٹن شریف بھیجا تھا۔ بھورگہ حضرت بلّھے شاہ صاحب میں چلہ کرایا۔ اور وہ کئی مہینے قصور میں رہے۔ آج اُن کو واپس بلا لیا۔ توکل منزل ٹھیرے ہیں۔

**تقریر** آج شام کو ساڑھے سات بجے دہلی ریڈیو میں پروفیسر محمد مجیب صاحب کی تقریر سُنی تھی۔ اور اپنی سیاسی معلومات کو ترقی دی تھی۔

**ایرانی پارٹی** ۸ بجے ایرانی پارٹی میں گیا تھا جو سفیر صاحب ایران کے مکان پر ہوئی تھی۔ ہز اکسلنسی سید علی نصر وزیر ایران چنکنگ چین میں ایران کی طرف سے سفیر تھے۔ اب وہاں سے واپس آئے ہیں اور ایران جا رہے ہیں سفیر صاحب نے اُن سے میری ملاقات کرائی اور تمدن الملک صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو پرسنل سکرٹری (مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے) سکریٹری ہارڈنگ لائبریری کی پارٹی میں بھی ملے تھے۔ ایرانیوں کے اخلاق و ذہانت ابھی تک ویسے ہی زندہ ہیں جیسے کتابوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن ایران کی قسمت ابھی

زندہ نہیں ہوئی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کیوں ایرانیوں سے اور اُن کے کلچر سے بیحد محبت ہے۔ آج بارٹی میں سر فرانسس وائلی پولٹیکل اڈوائزر ہزاکسلنسی ہوائسرائے ہند سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ بہت شریف طبع انگریز ہیں اُردو زبان بہت ہی اچھی بولتے ہیں۔ شاہزادے احمد علی خاں درانی اور مسٹر اکرام اللہ اور بیگم اکرام اللہ وغیرہ احباب سے بھی پارٹی میں ملاقاتیں ہوئی تھیں۔

**نواب مہدی نواز جنگ بہادر** آج دوپہر کو نواب مہدی نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ یہ پہلے مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم کے معتمد یعنے سکریٹری تھے۔ اور آجکل حیدر آباد گورمنٹ کے محکمۂ صنعت و حرفت کے ناظم ہیں۔

**حسین کا تار** انت پور سے حسین کا تار آیا ہے کہ منادی میں آپ کی بیماری کا حال پڑھ کر بہت فکر ہوا۔ آپ فوراً یہاں آجائیے میں نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو وہاں چلا جاؤں۔ اور پھر وہاں سے ونگنٹن کا سفر بھی کروں۔ جہاں کی محبت کشش کر رہی ہے۔

## ۹ جمادی الاول ۲۲ اپریل اتوار دہلی

**سید قطب الدین منشی نظامی** احمد آباد سے سید شرف الدین منشی نظامی کے چھوٹے بیٹے سید قطب الدین منشی نظامی آئے ہیں۔ آج میں نے ایمان خانے میں اُن کے اور چودہری رحیم علی صاحب ہاشمی کے ساتھ کھانا کھایا۔

**قوالی** چونکہ سفر کا ارادہ ہو گیا ہے اس واسطے آج میں نے خادم حسین نظام راگی نظامی کا گانا سُنا تھا۔ اور چند خاص دوستوں کو بھی مدعو کیا تھا حسب ذیل احباب شریک ہوئے تھے۔ آنریبل مولانا حکیم سر محمد عثمان صاحب ممبر کونسل وائسرائے۔ ہزاکسلنسی سید علی نصر وزیر ایران۔ ہزاکسلنسی معتمدی صاحب سفیر ایران۔ آغا تمدن الملک صاحب مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے۔ ڈاکٹر رحمان صاحب اور اُن کے صاحبزادگان۔ چودہری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ اور اُن کے ایک ہندو دوست۔ لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس اور لکھمن پرشاد صاحب ٹھیکے دار اور مولوی میر محمود علی صاحب علوی

منتظم نظام پلیس سید بشارت علی صاحب انجنیئر اور میر حسن احمد صاحب چیف انجنیئر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی اور سید محمد نظامی اور محمد صدیق صاحب آنریری اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب نظامی اور حکیم عبدالسلام صاحب دہلوی اور محمد عثمان صاحب آزاد مالک روزانہ اخبار انجام وغیرہ احباب شریک سماع تھے۔ خادم حسین نظامی نے ایرانی اصحاب کے لئے پہلے چند فارسی غزلیں گائیں اور پھر اردو زبان میں شہادت نامہ سنایا۔ پھر ہندی زبان میں تصوف کی حقیقت سمجھائی۔ سب حاضرین بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ سر محمد عثمان صاحب اور سفیر صاحب ایران نے معقول رقمیں بھی قوال کو دیں۔

**غم کی خبر** کہ رات کو ۹ بجے دہلی ریڈیو نے حیدرآباد کی غمناک خبر سنائی کہ نواب سر عقیل جنگ بہادر نے وفات پائی۔ وہ کونسل کے ممبر تھے اور میرے دوست نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے فرزند تھے۔ حیدرآباد کی سازشوں سے الگ رہتے تھے اور اپنا کام دیانت داری اور رعایا اور بادشاہ کی وفاداری کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ مجھے ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ اگرچہ میرے ان کے کچھ زیادہ تعلقات نہیں تھے۔

**عکس رے** کہ پرسوں شمس العلماء ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے میرے دل کی حرکتوں کا عکس رے لیا تھا۔ یعنی فوٹو اتارا تھا۔ اور کل شام کو انھوں نے خبر دی تھی کہ آپ کا دل ہر بیماری سے محفوظ ہے۔ مجھے اس خبر سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی اس بات سے ہوئی کہ اردو زبان کے لئے ایک صحیح تلفظ مجھے حاصل ہو گیا۔ یعنی اسپتالوں میں مشین کے ذریعے جسم کے اندرونی حصوں کی جو تصویریں لی جاتی ہیں۔ ان کا تلفظ اکس رے کیا جاتا ہے مگر آج میرے ذہن نے مجھے یقین دلایا کہ یہ لفظ عکس رے ہے۔ کیونکہ فوٹو کو عکس کہا جاتا ہے۔

**۱۰ جمادی الاول ۲۳ اپریل پیر دہلی**

**اپنے دل کو دیکھا** کہ آج صبح اپنے چھوٹے لڑکے مہدی کو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے پاس لے گیا تھا۔ انہوں نے میرے دل کی حرکتوں کی تصویر مجھے دکھائی جس کے ایک حصے کا عکس منادی میں بھی درج کروں گا۔ اس تصویر کے دیکھنے سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ

فلسفہ حل ہو گیا کہ ہر چیز کی رفتار میں کجی ہے
سورج کی شعاعیں کج رفتار ہیں۔ دریا کی روانی
کج رفتار ہے۔ اور انسانی خیالات اور تصورات
بھی کج رفتار کہے جاتے تھے مگر مجھے اس کا یقین
نہ آتا تھا۔ آج اپنے دل کی حرکتوں کی کج رفتاری
دیکھ کر یقین آ گیا میرے دل کی حرکتوں کا عکس صفحہ ۱۱ پر دیکھئے
سید قطب الدین منشی نظامی ملنے آئے تھے
اور شام کو ساڑھے ۵ بجے بابو کیشب چند صاحب
ایڈووکیٹ سے ملنے گیا تھا جو آنکھوں سے معذور
ہو گئے ہیں۔

**بیمار پرسی** آج شام کو ابو الکمال مولانا
ماہر صاحب دہلوی اور حکیم محمد دین ملنسار نظامی
اور حکیم احمد حسن خاں نظامی اور ان کے فرزند
حکیم محمود حسن خاں میری بیمار پرسی کے لئے آئے
تھے۔ میں نے کہا خدا کا شکر ہے اب اچھا ہوں
ڈاکٹر صاحب نے مشین سے کچھ کہا تھا۔ اور
مشین نے میرے دل کی حرکت کو ناپ کر بتایا
کہ دل ہر بیماری سے پاک ہے۔
بہر حال ان محبت کرنے والوں کے آنے
سے بہت خوشی ہوئی۔ حکیم محمد دین ملنسار
نظامی خود بھی بیمار تھے۔ یہ میرے ہمسفر زندگی

حضرت خاکسار صاحب مرحوم کے فرزند ہیں۔
اور حکیم احمد حسن خاں نظامی دہلی کے ممتاز
اور بادشاہی اطباء کے خاندان میں ہیں۔

**تین تار** آج میرے بڑے لڑکے خواجہ حسین
نظامی کے تین تار آئے ہیں ان سب کو میری
بیماری کی خبروں سے بہت تشویش ہے۔ اور
وہ اصرار کر رہے ہیں کہ میں ان کے پاس جاؤں
غالب نے کہا تھا ؎
جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد۔ پر طبیعت ادھر نہیں آتی
میں اس شعر کو بدل کر نثر میں پڑھتا ہوں کہ اگرچہ
اولاد کی محبتوں کو جانتا ہوں مگر ریل کی کشمکش
کی عداوتوں کو بھی جانتا ہوں۔ پانچ دن کے
لمبے سفر کے لئے ہمت راضی نہیں ہوتی۔ آج
میں نے سفر کے لئے سیٹ بھی بک کرا دی تھی
مگر ہمت نے سفر سے انکار کیا اس واسطے سیٹ
منسوخ کرا دی۔ کون جائے ذوق دلی کی گلیاں چھوڑ کر

**قلبی پھل** آج کچھ لوگ گوالیار سے آئے تھے
اور محمد مظہر الدین امام الدین فروٹ مرچنٹ
بدھوار بازار کھنڈواسی پی کی طرف سے پھلوں
کا ٹوکرہ لائے تھے۔ میں حافظے سے محروم
ہو گیا ہوں۔ یاد نہیں یہ کون صاحب ہیں

اور انھوں نے اپنی دوکان کے پھل کیوں بھیجے ہیں تاہم میں ان کو غیبی پھل سمجھ کر قبول کرتا ہوں۔ چونکہ آجکل غذا میں پھلوں کا استعمال شریک کیا گیا ہے اور خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم کو ہم آسمانی رزق عطا کریں گے لہذا یہ غیبی پھل اللہ کی طرف سے تعالیٰ رزق ہیں جس نے مجھے یہ پھل بھیجے ہیں خدا اُس کو اور اُس کے کاروبار کو ہمیشہ پھلتا پھولتا رکھے۔

کئی روز سے آسمان ابر آلود ہے کبھی کبھی بوندا باندی بھی ہو جاتی ہے۔ رات کو ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ اور دن کو دھوپ میں تیزی ہو جاتی ہے۔

جَو کا دلیہ ہر قسم کے ذاتی تجربوں کے بعد یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ میرے لئے اور مجھ جیسے دوسرے بیماروں کے لئے نمکین جَو کا دلیہ بہت مفید اور اچھی غذا ہے اب اگر کہیں سفر میں جاؤنگا تو اپنا جَو کا دلیہ ساتھ رکھوں گا۔ تاکہ سنت کی پیروی بھی ہو جائے اور مریدوں پر میری بزرگی ظاہر ہو کہ ہمارے پیر صاحب پلاؤ قورمہ نہیں کھاتے جَو کا دلیہ کھاتے ہیں۔

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار عطاء اللہ صاحب سب جج بہادر درجہ اول دہلی

نمبر مقدمہ مفلسی ۲ بابت ۱۹۴۴ء

مسماۃ رشیدا عرف اللہ دی زوجہ امیر حسن بنت محمد رحیم محلہ چھیپی گلی چھپر والی کٹرہ حسن دلال سبزی منڈی دہلی

بنام امیر حسن مدعا علیہ

دعوی پانچسو روپے بابت زر مہر نان نفقہ

بنام امیر حسن ولد پیر بخش علی قوم سید پیشہ تانگہ چلانا ساکن موضع ہنگور تحصیل پلول ضلع گوڑگانوہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی امیر حسن تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام امیر حسن مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲ رماہ اپریل ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ رماہ اپریل ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

میرے دل کی حرکتوں کا عکس (فوٹو)

جمے ہوئے بلغم کو نکالدیتا ہے منہ سے
رال بہنے کیلئے بہت مفید ہے پودینہ کی
جوارش معدے کو قوت پہونچاتی ہے جگر
کی اصلاح کرتی ہے بھوک بڑھاتی ہے
تھوک کی زیادتی کے لئے نافع ہے پودینہ
کا عرق اور شربت بھی ادویہ کے امراض کیلئے
بہت مفید ہے بواسیر بادی کے لئے
خاص چیز ہے۔

**پوریاں** ایک قسم کی غذا ہے جو آٹے
سے ٹکیاں بناکر گھی یا تیل میں تلکر تیار کی
جاتی ہے بعض لوگ چنے کی دال اُبال کر یا اڑد
ابلے ہوئے اندر بھر کر بھی تلتے ہیں پوریاں
گرم اور تر ہوتی ہیں دیر میں ہضم ہوتی ہیں
مگر غذا بہت زیادہ رکھتی ہیں۔ بدن کو موٹا
کرتی ہیں چہرے کو رونق دار بناتی ہیں
صفرا اور بلغم بڑھاتی ہیں اور مثانے میں
پتھری پیدا کرتی ہیں۔

**پونڈا** گنے کی قسم سے ہے دو قسم کا
ہوتا ہے ایک سبزی مائل دوسرا سرخی
مائل گنے پونڈا گنے سے موٹا ہوتا ہے پونڈا گرم
اور تر ہے دل کو فرحت بخشتا ہے صفرا کو
بڑھاتا ہے ہاضمہ کو قوت پہونچاتا اور بھوک
لگاتا ہے سینے اور معدے کی جلن اور خون
کے فساد کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔
پیشاب کی جلن کو بھی مٹاتا ہے قبض کو
دفع کرتا ہے۔

**پستہ** پستہ ایک مشہور خشک میوہ
ہے۔ مزاج اس کا گرم اور خشک ہے
پستہ ذہن اور حافظہ اور دل و دماغ اور
معدے کو قوت دیتا ہے دل کو خوش کرتا
ہے قے اور متلی اور مروڑ اور جگر کی سردی
کو دور کرتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے چھلکوں
سمیت کھانا معدے کو بہت زیادہ قوت
پہونچاتا ہے بغیر چھلکے صرف مغز کھانا
معدہ کو نقصان پہونچاتا ہے غذا کو ہضم
کرتا ہے پستہ کھانسی کو دور کرتا ہے
جگر کے سدے کھولتا ہے گردے کے
دبلے پن کو دفع کرتا ہے۔ پستے
چبانے سے دانت اور مسوڑے مضبوط
ہو جاتے ہیں۔

**پنڈ کھجور** ایک مشہور میوہ ہے کھجور
گرم اور تر ہے بادام کے مغز کے ساتھ

کھجور کھانے سے بدن موٹا ہوتا ہے گردے
اور کمر کو طاقت دیتی ہے۔ پاخانہ صاف
لاتی ہے خون کے فساد اور ریاح
کیلئے فائدہ مند ہے خون پیدا کرتی ہے
فالج اور لقوہ کو مفید ہے پتھری توڑتی
ہے پھیپھڑے کیلئے مفید ہے بلغمی
بخار کو دور کرتی ہے ورم کو تحلیل کرتی
ہے اس کے زیادہ کھانے سے خون
جل جاتا ہے کھجور کی بنی ہوئی شکر گنے
کی شکر سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے
دل کو خوش کرتی ہے کھجور کا حلوہ بھی
بیحد طاقتور ہوتا ہے۔

**پانی**} سرد اور تر ہے پیاس کو بجھاتا
ہے تراوٹ پیدا کرتا ہے معدے کی
جلن دور کرتا ہے صفرا کے فساد کو دفع
کرتا ہے سر کے چکر اور متلی کو دور کرتا ہے
بیہوشی کو دفع کرتا ہے روح کو تقویت
پہونچاتا ہے جگر کی گرمی کی اصلاح کرتا
ہے ہضم میں مدد پہونچاتا ہے معدے
میں غذا کو پکاتا ہے جن کا مزاج ٹھنڈا
ہے ان کو کھانا کھانے کے بیچ میں پا

کھانا کھانے کے بعد ہی پانی نہ پینا
چاہئے بلکہ کھانا کھانے کے ایک دو
گھنٹے کے بعد پینا بہتر ہے البتہ جن کے
مزاج میں گرمی ہو وہ اگر بیچ میں بھی
پانی پی لیں تو کچھ حرج نہیں ہے اور
کھانے کے فوراً بعد بھی پی سکتے
ہیں سرد مزاج کے آدمیوں کو زیادہ
پانی پینا رعشہ اور استسقا پیدا کرتا ہے
معدے کے فعل کو سست کرتا ہے
پٹھوں کو کمزور کرتا ہے معدے اور
جگر کو بھی نقصان پہونچاتا ہے ذہن
کو کند کرتا ہے نسیان پیدا کر دیتا ہے
دائمی نزلہ کی شکایت ہو جاتی ہے بھوک
کی حالت میں ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہئے
نہار منہ اگر پیاس معلوم ہو تو پہلے کچھ
کھا کر پانی پیجئے یا کسی قسم کا شربت
ملا کر پانی پیجئے۔ بہتر ہے رات کو آنکھ
کھل جانے پر پانی پی لینا بھی نزلہ پیدا کرتا
ہے اور تر میوے ککڑی خربوزہ اور تربوز
وغیرہ کھانے کے بعد بھی پانی پینا نقصان
پہونچاتا ہے لیٹ کر یا کھڑے ہو کر

پانی پینا بہت نقصان دیتا ہے ایک
سانس میں پانی پینا بھی مضر ہے گھونٹ گھونٹ کرکے
پانی پینا چاہئے کم سے کم تین سانسوں
میں پینا چاہیے۔

**پائے** } چوپایوں کے چاروں ہاتھ
پاؤں کو کہتے ہیں۔ بکرے کے پائے جوان
بکری یا بھیڑ کے ہوتے ہیں عام لوگ بھینس
کے پائے پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ موٹے
اور چکنے ہوتے ہیں پکا کر کھائے جاتے
ہیں پائے گرم اور تر ہوتے ہیں دیر میں
ہضم ہوتے ہیں نزلہ پیدا کرتے ہیں
سل اور دق اور خشک کھانسی اور حلق
اور سینے کی خراش کو مفید ہیں۔ آواز
بیٹھ جانے اور زبان اور ہونٹھ پھٹ
جانے کے لیے فائدہ مند ہیں۔ آنتوں کے
زخموں کو دور کرتے ہیں، جن کی ہڈی ٹوٹ
جائے یا چوٹ لگجائے ان کے لئے
پائے بہت مفید ہیں، مگر جگر میں سدے
پیدا کرتے ہیں پائے کے آب جوش
سے دبلے آدمی موٹے ہو جاتے ہیں

**پروَل** } ایک ترکاری ہے جس کا
پھل کچری کی طرح ہوتا ہے اس کو بلول
بھی کہتے ہیں مزہ میٹھا ہوتا ہے گرم
اور تر ہے ہضم جلد ہو جاتا ہے بھوک
بڑھاتا ہے دل اور معدے کو قوت دیتا
ہے فساد خون کو دفع کرتا ہے پھوڑے
پھنسی کو دور کرتا ہے صفرا اور سودا کے
بخار کو مفید ہے بواسیر کو فائدہ مند
ہے۔ گردے کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے

**پنیر** } پنیر اس طرح تیار ہوتا ہے
کہ دودھ کو جما کر اس پر نمک چھڑک
دیں جس قدر پانی نکل سکے نکال دیں
پھر دہی کو کسی تھیلی میں بھر کر لٹکا دیں کہ تمام
پانی نکل جائے اس کو ہلکی بھوبل پر
رکھ کر خشک کریں یا چھاچھ کو پکا کر
جمالیں اور خشک کر کے ٹکیاں بنالیں
یا گولیاں بنا کر رکھ لیں اور خشک کرتے
وقت بھی نمک ڈال کر خشک کیا جائے
تو بہت عرصہ تک خراب نہیں ہوگا
بغیر نمک کا سرد اور تر ہے اور نمکین
گرم اور خشک ہے پنیر تازہ دیر میں
ہضم ہوتا ہے مگر پیخانہ صاف لاتا ہے

معدے اور آنتوں اور گردوں کو قوت پہونچاتا ہے پنیر کو دھو کر پانی میں اُبال کر پینے سے دست بند ہو جاتے ہیں آنتوں کے زخموں کو مٹاتا ہے نمکیں بھوک لگاتا ہے بے نمک کا بھوک کم کرتا ہے پُرانا نمکین پنیر بلغم کو نکالتا ہے آنتوں کو قوت پہونچاتا ہے۔ رطوبت کو خشک کرتا ہے معدے کو قوی کرتا ہے کشک پنیر یعنی پھاچھ سے بنا ہوا صفرا کی تیزی اور خون کے جوش کو رفع کرتا ہے اس کو بریاں کر کے کھانے سے دست بند ہو جاتے ہیں بواسیر اور منہ سے خون آنے کے لئے مفید ہے۔

**پھلکیاں** چنے کے پسے ہوئے آٹے کو جسے بیسن کہتے ہیں نمک مرچ زیرہ وغیرہ ملا کر پانی میں گھول کر گھی یا تیل میں تل کر تیار کرتے ہیں پھلکیوں کو کڑہی میں ڈال کر کھانے سے غذا کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے بغیر کڑھی کے کھانے سے جذام کو فائدہ مند ہے دہی میں ڈال کر بھی کھاتے ہیں دیر ہضم

اور زود ہضم غذا ہے۔

**پھول مکھانہ** یہ ایک بیج ہے سیاہ رنگ مٹر سے بڑا اس کو بھون کر اوپر کا چھلکا اتار دیتے ہیں اندر کے بھنے ہوئے مغز کو پھول مکھانہ کہتے ہیں پھول مکھانہ سرد اور خشک ہے قبض پیدا کرتا ہے بدن کو طاقت دیتا ہے جلدی ہضم ہو جاتا ہے معدے کو قوی کرتا ہے بیماریاں دور ہو جانے کے بعد مکھانہ کھانے سے کمزوری دور ہو جاتی ہے عورتوں کو زیادہ موافق ہے۔ گھی میں بھون کر شکر ملا کر زچہ عورتوں کو کھلایا جاتا ہے اس سے ان کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

**پھیپڑا** پھیپڑا ایک عضو ہے جس کے ذریعے سے ہوا دل کو پہونچتی ہے بکری اور بھیڑ کا پھیپڑا تمام جانوروں کے پھیپڑوں سے بہتر ہے جس جانور کا پھیپڑا ہوگا اسی جانور کے مزاج کے موافق پھیپڑے کے فائدے ہونگے عام طور پر پھیپڑا گرم اور تر ہے پھیپڑا دیر میں ہضم ہوتا ہے خون بھی کم بناتا ہے

قابض بھی ہے۔

**پھوٹ** ہندوستان کا ایک مشہور پھل ہے جو عام طور پر موسم برسات میں پیدا ہوتا ہے اس کا مزہ پھیکا قدرے کھٹائی لئے ہوئے یا بہت تھوڑا سا میٹھا [illegible] ہوتا ہے اس لئے شکر سے [illegible] کھاتے ہیں پھوٹ سرد اور تر ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے اس کی خوشبو سے گرم مزاج لوگوں کے دماغ کو قوت پہنچتی ہے اس کے کھانے سے تشنگی دور ہو جاتا ہے۔ پھوٹ کھانے سے پیشاب زیادہ آتا ہے اور [illegible] جاتا ہے پھوٹ دل اور دماغ کو قوت پہنچاتی ہے زیادہ استعمال کرنے سے بلغمی بخار پیدا ہو جاتا ہے شکر اور گڑ سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**پیاز** مشہور چیز ہے سفید اور سرخ [illegible] ہندوستان میں عام طور پر کھانے میں استعمال ہوتی ہے پیاز گرم اور خشک ہے پیاز معدہ کو قوت دیتی ہے پسینہ لاتی ہے بھوک بڑھاتی ہے ہاضم ہے پیشاب جاری کرتی ہے پیاز کے کھانے اور سونگھنے اور اس کے رس لگانے سے وبائی بیماریوں سے حفاظت ہو جاتی ہے پیشاب اور حیض لاتی ہے ریاح کو تحلیل کرتی ہے [illegible] کی پتھری کو توڑتی ہے سینے سے چپکے ہوئے بلغم کو نکالتی ہے پیاز کو سرکہ میں بھگو کر [illegible] کھانے سے آنکھوں کی زردی دور ہو جاتی ہے اور تلی کی بیماریوں کو بھی فائدہ دیتا ہے قے اور متلی [illegible] تبخیر کو رفع کرتا ہے [illegible] اور درد [illegible] کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔

**پیٹھا** یہ ایک [illegible] اس کی بیل چلتی ہے اس کے پھل کو پیٹھا کہتے ہیں تربوز کی طرح ہوتا ہے اندر سے سفید گودا نکلتا ہے اس کی ترکاری بھی پکا کر کھاتے ہیں حلوا بھی اچھا ہوتا ہے مربہ اور مٹھائی بھی تیار کرتے ہیں پیٹھا سرد اور تر ہوتا ہے گرم مزاج والوں کے

موافق ہے سوداوی پھوڑے پھنسیوں کو
دور کرتا ہے دل کو خوش رکھتا ہے
خفقان کے لئے فائدہ مند ہے سل اور
دق کے لیے بیحد مفید ہے اچھا خون
پیدا کرتا ہے [illegible] اور جگر اور معدے
اور دماغ کی گرمی کو مٹاتا ہے پیشاب
زیادہ لاتا ہے صفراوی اور گرم بخاروں
کو دور کرتا ہے بدن کو قوت پہونچاتا
اور موٹا کرتا ہے [illegible] سے [illegible] زہریلی
[illegible] کو جو دماغ اور دل کو خراب کرتی ہے
پیدا نہیں ہونے دیتا زہریلے [illegible] کو
زائل کرتا ہے بارے [illegible] اور [illegible]
کا اثر جس سے بدن پھوٹا نکلتا ہے
اس کے کھانے سے دور ہو جاتا ہے۔

**تربوز**} ایک مشہور پھل ہے جو موسم گرما
میں ایک بیل پر لگتا ہے سرد اور تر
ہوتا ہے تربوز کھانے سے [illegible] اچھا نہ
[illegible] کرتا ہے [illegible] کی تیزی کو دفع
کرتا ہے پیاس بجھاتا ہے خون کے
جوش کو روکتا ہے پیشاب زیادہ لاتا
ہے سوداوی بیماریوں میں مفید ہے
جلی ہوئی خلطوں سے پیدا ہونے
والے بخار کو دفع کرتا ہے یرقان
یعنی آنکھوں کی زردی کو دور کرتا ہے
دل کو قوت پہونچاتا اور خوشی پیدا کرتا
ہے جس روز تربوز کھائیں اس روز
چاول نہ کھانے چاہئیں اگر آنتوں پر
صفرے کی وجہ خراش ہو گئی ہو تو اس کے
استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ بدن
اور معدے کی حرارت کو دور کرتا ہے
بوڑھوں کو نقصان پہونچاتا ہے۔

**طاہری**} ایک قسم کی غذا ہے جو
چاول اور بڑیوں سے بنائی جاتی ہے
بہت مزیدار ہوتی ہے طاقت دیتی
ہے کھانے کی طرف رغبت پیدا کرتی ہے

**تخم ریحاں**} کالے رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں
جو پانی میں بھگونے سے اسبغول کی
طرح پھول جاتے ہیں۔ تخم ریحاں معتدل
ہے تخم ریحاں بھون کر کھانڈ ملا کر کھانے
سے پیچش دور ہو جاتی ہے خشک
کھانسی یعنی سینے کی خراش کو مٹا دیتا ہے
زہروں کے اثر کو دور کرتا ہے دل کو

قوت پہونچاتا ہے خفقان کیلئے مفید ہے وحشت اور خوف کو دور کرتا ہے قبض کشا بھی ہے۔

**تل** سفید اور سیاہ ہوتے ہیں مزاج تلوں کا گرم اور تر ہے تل پیٹ کو قائم کرتے ہیں تھوڑے تل زیادہ خون بناتے ہیں بدن کو موٹا کرتے ہیں حلق کی خراش کے لئے بہت مفید ہیں کھانسی کو دور کرتے ہیں ورموں کو تحلیل کرتے ہیں [illegible] کو نفع پہونچاتے ہیں گردے اور مثانہ کی پتھری کو نکالتے ہیں تل اور انڈے کے کھانے سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے تل مربہ (دمشقی) کے ساتھ جوش دیکر پینے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے۔ گڑ یا کھانڈ کی ریوڑیاں بناتے ہیں اور اس پر بھی تل جما دیتے ہیں ڈیڑھ انچ لمبی انگلی کے برابر موٹی تل شکری بھی بنائی جاتی ہے گڑ یا کھانڈ کی چاشنی بنا کر تل ڈال کر کوٹ لیتے ہیں اسکو گزک کہتے ہیں ان سب کے خواص مٹھاس اور تلوں کے خواص سے ملتے جلتے ہوتے ہیں

تل کا تیل قبض کو رفع کرتا ہے قوت پہونچاتا ہے پٹھوں کی خشکی دور کرتا ہے بلغم کے فساد کو دور کرتا ہے تل کا تیل افسنتین کے ساتھ کھانے سے خارش دور ہو جاتی ہے۔

**تلی** ایک مشہور عضو ہے جو نرم سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے سودا کے رہنے کی جگہ ہے تلی سرد اور خشک ہوتی ہے اس کے کھانے سے سودا پیدا ہوتا ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے دستوں کو بند کرتی ہے معدے کو نقصان پہونچاتی ہے اگر پکتے میں سرکہ ڈال دیں تو نقصان کی اصلاح ہو جاتی ہے

**تلیر** ایک مشہور پرندہ ہے اس کا مزاج معتدل ہے تلیر کا گوشت جلد ہضم ہو جاتا ہے قبض اور بواسیر کو دور کرتا ہے مراق کو [illegible] نفع پہونچاتا ہے دق اور [illegible] کے لیے بھی فائدہ مند ہے جگر دل اور دماغ اور [illegible] کو قوت پہونچاتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے [illegible] معدے سے دماغ پر چڑھنے سے روکتا ہے۔

**تمباکو** یورپ سے آیا تھا اب ہندوستان

میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں
تمباکو کھانے اور پینے اور سونگھنے کا عام
رواج ہے پان میں ڈال کر کھاتے ہیں۔ حقے
کی چلم پر رکھ کر پیتے ہیں۔ سگرٹ اور چرٹ اور بیڑی
کے ذریعے بھی پیا جاتا ہے۔ بعض ہندوستانی
ہلاس بنا کر سونگھتے ہیں کھانے کا تمباکو
سورتی اچھا ہوتا ہے اور پینے کا تمباکو
مالوہ کا مشہور ہے پینے کے تمباکو میں
گڑ ملا کر کوٹ کر چلم میں رکھکر دھواں منہ
سے کھینچا جاتا ہے تمباکو گرم اور خشک
ہے ورموں کو تحلیل کرتا ہے معدے
سے رطوبت کو چھانٹتا ہے بواسیر کو
فائدہ پہونچاتا ہے۔ اس کے اندر نکوٹین
نام کا قاتل زہر ہوتا ہے جو دل اور دماغ
اور پھیپھڑوں کو بہت نقصان پہونچاتا ہے
**ترئیاں** ﴿ ایک مشہور ترکاری ہے جو
ہندوستان میں عام طور سے پکا کر کھائی
جاتی ہے دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک گھیا ترئی
دوسری ارہ ترئی دونوں ایک سے
فوائد رکھتی ہیں ترئیاں سرد اور تر ہوتی ہیں
ان کے کھانے سے پاخانہ صاف ہوتا ہے صفرا
کی تیزی سے جو بخار ہوتا ہے اس میں
ترئی بہترین غذا ہے خشکی دور کرتی ہے
جلد ہضم ہو جاتی ہے خون اور صفرا اور بلغم
کے فساد کو مٹاتی ہے بدن کو قوت
پہونچاتی ہے بواسیر کے مریضوں کے
لئے اچھی غذا ہے ورموں کو تحلیل کرتی
ہے خون کو صاف کرتی ہے۔
**تیتر** ﴿ ایک مشہور پرندہ ہے۔
تیتر گرم اور خشک ہے اس کے گوشت
کا زیادہ حصہ ہضم ہو کر خون بنجاتا ہے اور
دماغ کو تقویت پہونچاتا ہے حافظے اور فہم کو
بڑھاتا ہے مگر اس کا گوشت لگاتار کھانے
نسیان کی بیماری بھی پیدا ہو جاتی ہے دبلے
آدمی کو موٹا کرتا ہے کھانسی کیلئے مفید
ہے جلندر کو دور کرتا ہے معدے کی
کمزوری سے جن کو دست آتے ہیں
ان کے لئے بہت مفید ہے معدے کو
قوی کرتا ہے ہچکیوں کو روکتا ہے چہرے
کو رونق دار بناتا ہے۔
**جامن** ﴿ ہندوستان کے خاص میووں
میں ہے جامن سرد اور تر ہوتی ہے

گرم مزاج کے آدمیوں کے معدے اور جگر کو قوت دیتی ہے مٹھے اور خون کی تیزی کو دفع کرتی ہے صفراوی دستوں کے لئے بھی مفید ہے ذیابطیس شکر ملا ہوا پیشاب آنے کی بیماری کے لئے بیحد مفید اور خاص چیز ہے آواز کو صاف کرتی ہے گرمی کی کھانسی اور دمے کو فائدہ پہونچاتی ہے آنتوں کے کیڑوں کو مارتی ہے ضرورت کے موافق قبض پیدا کرتی ہے خفقان کو دور کرتی ہے معدے اور جگر کی تبخیر کو دفع کرتی ہے فساد خون کو دور کرتی ہے۔ خون کے دستوں اور پیچش کو مفید ہے بواسیر کے لئے فائدہ مند ہے جامن کے پانی سے جو سرکہ بنایا جاتا ہے وہ بڑھی ہوئی تلی کو ٹھیک کرتا ہے جگر کی اصلاح کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے ہاضمے میں مدد پہونچاتا ہے ہیضہ کے دنوں میں اس کا استعمال بیحد مفید ہے۔

**جلیبیاں** } مشہور مٹھائی ہے جو گیہوں کے میدے کا خمیر اٹھا کر گھی میں چھتے دار تل کر شکر کی چاشنی میں تر کر دیتے ہیں اوپر سے چاشنی اندر بھر جاتی ہے جلیبیاں گرم اور تر ہیں عمدہ خون پیدا کرتی ہیں بدن کو موٹا کرتی ہیں مگر دہ دل کو قوت دیتی ہیں کھانسی کو دور کرتی ہیں دماغ کو قوت پہونچاتی ہیں سر کے چکروں کو مٹا دیتی ہیں دودھ میں بھگو کر کھانے سے بہت زیادہ طاقت دیتی ہیں۔

**جَو** } مشہور غلہ ہے جو سرد اور خشک ہوتا ہے جو سے جبنا ہوا خون بہت عمدہ اور معتدل ہوتا ہے مگر خون کم پیدا کرتا ہے قابض ہے مواد کو پکاتا ہے خون کے جوش کو تسکین دیتا ہے صفراوی بخاروں اور سل اور دق کے مریضوں کے لئے بہترین غذا ہے سینے کا درد اور کھانسی جو گرمی سے ہو اس کیلئے بیحد مفید ہے پیاس کو بجھاتا ہے جو کی روٹی پکا کر اس کے ٹکڑے کر کے تازہ بتازہ ایک برتن میں ڈال کر پانی میں بھگو کر برتن کا منہ بند کر کے زمین میں دفن کر دیں پھر ایک ہفتہ کے بعد اس کا پانی نتھار کر تپ دق اور پرانے بخار کے بیماروں کو پلائیں تو

بیحد فائدہ ہو جو آدمی ضرورت سے زیادہ موٹا ہو گیا ہو اس کو جو کی روٹی دبلا کر کے اصلی حالت پر لے آتی ہے۔ جو کو بادام اور خشخاش کے ساتھ پیسکر حریرہ بنا کر پینے سے کھانسی نزلہ دائمی دور ہو جاتا ہے دماغ کو قوت پہونچتی ہے۔ ریاح پیدا کرتا ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے خشکی پیدا کرتا ہے جو کھانے کی بہترین ترکیب آش جو ہے جس کا بیان ردیف الف میں ہو چکا ہے۔

**جوار}** ایک غلہ ہے اس کا مزاج سرد اور خشک ہے جوار کی روٹی دستوں کو بند کرتی ہے جوار میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے دودھ کے ساتھ کھانے سے خشکی نہیں پیدا کرتی اور بدن کو طاقت پہونچاتی ہے معدے کو قوت دیتی ہے جوار کی کھیلیں دستوں کو بند کرتی ہیں۔ معدے اور آنتوں کی رطوبت کو خشک کرتی ہیں اور قبض پیدا کرتی ہیں۔ جوار دیر میں ہضم ہوتی ہے پیٹ پھلاتی ہے ریاح پیدا کرتی ہے دودھ سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**جھربیری}** ایک قسم کا جنگلی بیر ہے چھوٹا سرخ رنگ اور گول ہوتا ہے مزاج اس کا سرد اور خشک ہے قبض پیدا کرتا ہے صفرا کی تیزی کو دور کرتا ہے کھانا کھانے کی خواہش پیدا کرتا ہے ریاح کو توڑتا ہے کثرت سے استعمال کرنا کھانسی پیدا کرتا ہے معدے کو خراب کرتا ہے۔

**چاول}** مشہور غلہ ہے جو امیروں اور غریبوں سب میں یکساں برتا جاتا ہے مختلف طریقوں سے پکایا جاتا ہے پلاؤ، زردہ، بریانی، متنجن، کھیر وغیرہ چاولوں سے بہت سی غذائیں تیار ہوتی ہیں جو نہایت مزیدار ہوتی ہیں چاول کا مزاج معتدل ہے لیکن پکانے کے طریقوں سے اس کے مزاج میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ پلاؤ گرم اور خشک ہو جاتا ہے کھیر اور زردہ گرم اور تر صرف ابلا ہوا اپنی اصلی حالت پر رہتا ہے چاول آسانی سے جزو بدن بن جاتا ہے

چونکہ ہر قسم کے اناج اور غلہ سے ہلکا اور زود ہضم
ہوتا ہے اس لئے بیماری اور صحت دونوں
حالتوں میں اس کا استعمال فائدہ مند ہے
عمدہ خون پیدا کرتا ہے بدن کو تیار کرتا
ہے چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے
سودا کی زیادتی سے تغیر پیدا ہو کر جو
پریشان خواب دکھائی دیتے ہیں چاول
کھانے سے دور ہو جاتے ہیں چاول
کمزور آدمیوں اور سل اور دق کے
مریضوں کے لئے بہترین غذا ہے پیچش
اور دستوں میں چاول چھاچھ یا دہی کے ساتھ
چاول کھانے سے بہت جلد نفع ہوتا
ہے دل اور دماغ اور آنتوں کو قوت
پہونچاتا ہے گیہوں کی بھوسی کو رات بھر
پانی میں بھگو کر صبح پانی نتھار کر اس پانی میں
اگر چاول پکا کر کھائے جائیں تو بہت
جلد ہضم ہو کر خون پیدا کرتے ہیں اس
ترکیب سے قبض بھی نہیں ہوتا دال اور
چاول ملا کر پکائے جائیں تو اس کو کھچڑی
کہتے ہیں یہ نہایت ہلکی غذا ہے عام طور پر
جلاب میں یہی دی جاتی ہے نئے چاولوں
سے پرانے چاول زیادہ بہتر ہوتے ہیں
اور باریک چاول موٹے چاول سے
زیادہ غذائیت مند کہتے ہیں۔

**چاء** — تمباکو کی طرح چاء بھی یورپ سے
ہندوستان میں آئی ہے۔ اور ان
دونوں نے انسان کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا
ہے۔ چاء اور تمباکو کی بلا ہندوستان ہی نہیں
ساری دُنیا پر مسلط ہے۔ حالانکہ ہر قوم کے
ڈاکٹر اور حکیم اور وید جانتے ہیں کہ یہ دونوں
انسان کے دماغ اور دل اور پٹھوں کی قوت
کو تباہ کرنے والے ہیں۔ پھر بھی چونکہ وہ خود
ان دونوں کے عادی ہوتے ہیں اس واسطے
ان کے خلاف نہ کچھ کہتے ہیں نہ لکھتے ہیں۔ اور
بعض ڈاکٹر چاء اور تمباکو کے اشتہاری تاجروں کا مذاق
سے فیس لیکر ان دونوں کی تعریف میں
آسمان زمین کے قلابے ملا دیتے ہیں۔
چاء اور تمباکو میں بھی شراب اور بھنگ
وغیرہ نشیلی چیزوں کی طرح نشہ ہوتا ہے۔
اس واسطے جو آدمی اُن کا عادی بن جائے
پھر اُس کو اُن کا چھوڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔
چاء کا مزاج گرم اور خشک ہے۔ اس کے پینے سے

خون میں گردش اور حرکت پیدا ہوتی ہے اور پٹھوں میں بھی تحریک ہوتی ہے۔ اس لئے دماغ چونچال ہو جاتا ہے۔ اور بعض لوگوں کا قبض بھی دور ہو جاتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ دل کے پٹھوں کو اور معدے کو اور دانتوں کو اور جگر اور گردوں کو خراب کر دیتی ہے۔ آجکل جتنے آدمی دل کی بیماری سے مرتے ہیں ان کی تحقیقات کی جائے تو چا، اور تمباکو کا زہریلا اثر موت کا باعث ثابت ہوگا۔

**چلغوزہ** ایک مشہور خشک میوہ ہے۔ چلغوزہ گرم اور تر ہے چلغوزہ میں اخروٹ سے زیادہ غذائیت ہے۔ مگر ہضم دیر میں ہوتا ہے۔ آنتوں کی خراب رطوبت کو خشک کرتا ہے۔ پیٹ پھلاتا ہے۔ فالج کے لئے بہت مفید ہے ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ جسم کے سُن ہو جانے کو دُور کرتا ہے۔ پھیپھڑے کے زخموں کو بھر دیتا ہے۔ علیندر اور آنکھوں کی زردی کو دُور کرتا ہے۔ جگر کی اصلاح کرتا ہے پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ کمر کے درد کے لئے مفید ہے۔ سینے اور پھیپھڑے کو رطوبت سے صاف کرتا ہے۔ پرانی کھانسی کو نفع دیتا ہے۔ ریاح کے فساد کو دفع کرتا ہے۔ گردوں اور مثانے کو قوت پہونچاتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے۔ دماغ اور دل کی کمزوری دور کرتا ہے۔

**چنا** مشہور اور معروف غلہ ہے۔ چنا گرم اور خشک ہے۔ جید طاقت دیتا ہے۔ غذائیت پہونچاتا ہے بلکہ غذائیت میں نیم برشت انڈے کی برابر ہے اجابت صاف لاتا ہے۔ قبض کشا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ پھیپھڑوں کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسری غذا نہیں ہے۔ پسے ہوئے چنے کی روٹی بغیر نمک کی صرف گھی کے ساتھ کھانے سے خون کے فساد کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں جگر اور تلی کے سدّے کھول دیتا ہے گردوں اور کمر اور پھیپھڑوں کو قوت پہونچاتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے۔ بغیر گھی کے کھانا خون کو خشک کرتا ہے اس کی دال ریاح پیدا کرتی ہے۔ پیٹ کو پھلا دیتی ہے۔

**چنے کا ساگ** چنے کے پتوں کو چنے کا ساگ کہتے ہیں اس کو کھانے سے معدہ غلیظ ہوجاتا ہے ریاح زیادہ پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ صفرا کی تیزی دور کرتا ہے۔ مسوڑوں کی سوجن کو دفع کرتا ہے۔

**چکنی سپاری** اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ کچی چھالیہ کو کئی بار پانی میں جوش دے کر بھاری چیز کے نیچے دبا دیتے ہیں جس سے چپٹی ہو جاتی ہے پھر اس کے دو دو ٹکڑے کر کے دودھ میں پکا کر خشک کر لیتے ہیں اس سے چکنی ہو جاتی ہے۔ چکنی سرد اور خشک ہے۔ رطوبت کو خشک کرتی ہے عورتوں کو زیادہ موافق ہے۔ قبض پیدا کرتی ہے خون کو بھی خشک کرتی ہے۔ پٹھوں اور معدے کو قوت دیتی ہے۔ اس کو جوش دے کر جوشاندہ پینے سے دست آجاتے ہیں۔ پھیپھڑے کو نقصان پہونچاتی ہے۔

**چکوترا** ایک ہندوستانی پھل ہے۔ جس میں نارنگی کی طرح پھانکیں نکلتی ہیں اور کھٹ مٹھا ہوتا ہے۔ مزاج اس کا سرد اور تر ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے صفرا کی تیزی کو دور کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے معدے کو قوت دیتا ہے طبیعت میں خوشی پیدا کرتا ہے۔ خفقان اور غشی کے لئے مفید ہے چہرے کے رنگ کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت پہونچاتا ہے قے اور متلی اور ہیضہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ سوکھی کھانسی کو نفع دیتا ہے۔

**چڑیا** مشہور پرند ہے دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جنگلی جو بگیری [?] کہتے ہیں دوسری اہلی جو گھروں میں گھونسلا بنا کر رہتی ہے مزاج اس کا گرم اور خشک ہے۔ اس کا گوشت کھانے سے بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے منی [?] کو تیار کرتا ہے۔ شوربہ اس کا قبض کشا ہے۔ اور فالج اور لقوے کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے جگر اور گردوں کے ضعف کو دور کرتا ہے جن کے پیٹ میں ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہوں ان کے لئے بہت فائدہ مند ہے چڑیا کا انڈا اور بھیجا بہت طاقت دیتا ہے۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اپنے اہل سنت پریس اردو بازار دہلی میں [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

خواجہ حسن نظامی کی چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادی دہلی

سنہ ۱۹۲۶ع سے جاری ہے

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

ایڈیٹر
علی بن خواجہ حسن نظامی

۱۶۔ اپریل سنہ ۱۹۷۵ع

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ ایک آنہ

## منادی کی امداد

ایک سیٹھ مسلمان جو
نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے
دو سو روپے

سیٹھ حاجی عبد الرحیم عثمان
صاحب کلکتہ بتقریب شادی
برادر زادے الیاس زکریا
ڈھائی سو روپے

از ریاست جوناگڈھ کاٹھیاواڑ
تین سو روپے

حسن نظامی

## درستی

گزشتہ منادی میں لنگر
کی امداد کی فہرست میں
راجہ دھرم کرن حیدرآباد
دو سو روپے درج ہوئے
ہیں۔ لیکن وہ دو سو
چالیس تھے۔ اور درگاہ
کی روشنی کی مد میں
دو سو چالیس اس کے
علاوہ تھے ۔

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اپنے اہل دعوت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

# خواجہ حسن نظامی کی کتابوں کے نام

| نام کتاب | صفحات | قیمت | نام کتاب | صفحات | قیمت | نام کتاب | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| آپ بیتی (خواجہ حسن نظامی) | ۱۴۰ | ۱۲عہ | امام الزماں کی آمد | ۸۴ | ۱۰ر | بیوی کی تعلیم | ۱۸۸ | ۱۲عہ |
| آسان قاعدہ قرآنی | ۷۲ | ۲ر | امام حسینؑ کی سیرت | ۳۲ | ۴ر | بیوی کی تربیت | ۱۲۰ | عسر |
| آسمانی کہانی | ۱۶ | ۲ر | انسداد گداگری | ۳۲ | ۳ر | پانچ سال کی عمر سے جوانی تک | ب ۵۶ | ۸ر |
| آواز | ۱۶ | ۱ر | انگریزوں کو دعوت اسلام | ۲۴ | ۲ر | پیدائش سے چار برس کی عمر تک | ۷۲ | ۸ر |
| اپنی آنکھ اپنی دید | ۴۸ | ۲ر | انگریزوں کی بپتا | ۶۴ | ۸ر | پڑوس کے سترہ پاجی | ۱۶ | ۱ر |
| اتالیق خطوط نویسی ہر سہ حصہ | ۱۵۲ | ۱۲عہ | اورنگ زیبی حمائل | ۸۷۲ | ۶ / ۸ر | پھکنی اور دست پناہ | ۸ | ۱ر |
| احوال جنگ محمد بن قاسم | ۸۰ | ۸ر | اورنگ زیبی حکمت کی | | | پکی قبروں اور قبوں کا جواز | ۴۸ | ۴ر |
| اردو خطبے | ۲۲۴ | عہ | اصلی تاریخ | ۱۴۴ | ۱۲ر | پنواڑی کی دکان | ۳۲ | ۳ر |
| اردو دعائیں | ۸۰ | ۸ر | اولاد کی شادی | ۱۲۰ | عہ | تفسیر و ترجمہ قرآن مجید عام فہم | ت ۲۴۰ | ۱۲ / [illegible] |
| اردو سبق (باتصویر) | ۶۴ | ۱۰ر | اولاد کے کان میں | ۹۲ | ۸ر | ترجمہ و تفسیر قرآن مجید | ۹۰۰ | ۱۲ / [illegible] |
| اردو سکھانے کے مضامین | ۳۲ | ۶ | کہنے کی باتیں | | | (ہندی) دو جلد | | |
| اسلام کے ضروری عقائد | ۳۰ | ۲ر | اہل بیت کے معجزات | ۱۶ | ۳ر | تشریح بخاری عام فہم | | فی پارہ |
| اسلام کیونکر پھیلا؟ | ۳۲ | ۳ر | ایک بات | ۱۶ | ۱ر | (۸ پارے) | | عہ |
| اسلامی اکھاڑہ | ۳۲ | ۴ر | ایک جن کی نعت | ۲۴ | ۳ر | تائید اسلام | ۷۲ | ۸ر |
| اسلامی توحید | ۲۴ | ۲ر | بچوں کی کہانیاں | ب ۴۸ | ۸ر | تائید نماز | ۳۲ | ۲ر |
| اسلامی رسول کے معجزات | ۴۸ | ۶ر | بلاوا | ۱۶ | ۱ر | ترکیب نماز | ۲۴ | ۲ر |
| اسلام اور آریہ سماج کی [illegible] | ۵۶ | ۶ر | بوتل کا کاک | ۱۶ | ۱ر | تاریخ مسیحؑ | ۲۶ | [illegible] |
| اعمال حزب البحر | ۹۶ | ۱۰ر | بہادر شاہ کا مقدمہ | ۲۸۰ | [illegible] | تاریخ سلاطین عباسیہ دو حصہ | ۳۶۰ | [illegible] |
| ” (معروف بہ تسلی) | ۱۲۰ | عہ | بیگمات کے آنسو | ۱۷۶ | [illegible] | تبلیغی مرثیے | ۱۶ | ۱ر |

# قلم کاریاں

## کتابوں پر قلم کاری

معراج المومنین کے حضرت صوفی عابد میاں صاحب ساکن ڈابھیل سورت مقیم جنوبی افریقہ نے ایک نئی کتاب معراج المومنین شائع کی ہے یہ کتاب اردو میں بھی ہے اور گجراتی میں بھی ہے اور تمام اسلامی دنیا میں بلاقیمت تقسیم کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے صراط مستقیم اور انوار العارفین کتابیں بھی ہندوستان کے دینی حلقوں میں بہت مقبول اور مفید ثابت ہوئیں تھیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب بھی بے علم اور کم علم مسلمانوں کی دینی معلومات میں اضافہ کرے گی۔ دفتر اخبار منادی سے بلاقیمت بھیجی جائے گی۔ اور ان لوگوں کو دی جائیگی جو محصول ڈاک کے لئے دس پیسے کے ٹکٹ بھیج دیں گے۔

## اخباروں پر قلم کاری

اردو زبان کے اخباروں میں باوجود کاغذ کی مشکلات کے برابر ترقی ہو رہی ہے۔ حیدرآباد سے مشیر دکن اور صحیفہ اور رہبر اور پیام اور صبح دکن روزانہ شائع ہوتے تھے۔ اب ایک نیا روزانہ اخبار میزان جاری ہوا ہے۔ وہ بھی اردو زبان کا بہت اچھا پرچہ ہے۔

لاہور سے سکھوں نے ایک روزانہ اخبار اجیت اردو زبان میں جاری کیا ہے۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے روزانہ اخباروں سے کسی بات میں کم نہیں ہے۔

## ریڈیو پر قلم کاری

آل انڈیا ریڈیو کے اسٹیشن بمبئی۔ مدراس ترچناپلی۔ دہلی۔ لاہور۔ پشاور۔ لکھنؤ۔ کلکتہ اور ڈھاکہ میں ہیں۔ لیکن خبروں کا پروگرام صرف بمبئی۔ دہلی۔ لاہور۔ پشاور اور لکھنؤ کا مشترکہ ہوتا ہے۔ اور اسٹیشنوں سے جداگانہ خبریں نشر ہوتی ہیں۔ گویا آل انڈیا ریڈیو کے اسٹیشنوں کی یونین میں صرف بمبئی اور دہلی اور لاہور اور پشاور اور لکھنؤ شامل ہیں۔

منادی نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ ہفتہ سے ہر اسٹیشن کے پروگرام پر جداگانہ تبصرہ شائع ہوا کرے تاکہ اگر کسی اسٹیشن کے پروگرام میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے اور نمایاں خوبیوں کا اعتراف کیا جائے۔ اور کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کی جائے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مخالفت سے ضد پیدا ہوتی ہے۔ اور کام کرنے والوں کی دل شکنی بھی ہوتی ہے اس لئے منادی کی پالیسی اصلاح و ترقی کے مشوروں کے ساتھ دل جوئی بھی ہوگی۔

## فلم پر قلم کاری

باوجود سرکاری کنٹرول کے اور فلمی سامان نہ ملنے کے بیشمار نئے فلم بن بن کر آرہے ہیں۔ جن میں مفید اور مخصوص باتیں کم ہوتی ہیں۔ خرافات اور غیر مفید بلکہ نقصان رساں چیزیں زیادہ ہوتی ہیں اور چونکہ اخبارات کو اشتہار ملتے ہیں۔ اس واسطے وہ صرف خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ برائیاں بیان نہیں کرتے۔ منادی نے انتظام کیا ہے کہ ہر ہفتہ نئی تصویروں پر بے لاگ تبصرہ کیا جائے نہ کسی کی رعایت ہو نہ کسی کے ساتھ بے انصافی ہو بلکہ حق اور انصاف اور سچائی کو مدنظر رکھ کر تبصرے کئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے منادی میں فلموں کے اشتہارات درج کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ تاکہ آزادی سے تبصرہ کیا جا سکے۔

اصولاً میں فلم انڈسٹری کا بہت پرانا حامی ہوں۔ مگر سالہا سال کے تجربے سے ثابت ہو گیا ہے کہ فلم بازی نے ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر شہر اور ہر بڑی آبادی کی اخلاقی حالت کو تباہ کر دیا ہے۔ اور عورتوں اور بچوں اور جوانوں کی دماغی اور اخلاقی شرافت لگاتار زخمی اور لہولہان ہو رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ منادی میں فلموں کی خرابیوں کا مسلسل ذکر کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی خوبیاں بھی اگر ہوں تو ظاہر کی جائیں۔

## حاکم محکوم پر قلم کاری

اخباروں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اُس سے

یہ نتیجہ نکالنا غلط نہیں ہے کہ لارڈ ویول وائسرائے
اور سر فرانسس موڈی ہوم ممبر نے برٹش
گورمنٹ کے وعدوں کی ساکھ قائم رکھنے
اور بڑھانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ کہا گیا
ہے کہ مسٹر ایمری وزیر ہند کو وائسرائے کی
تجویزوں سے ابھی تک اتفاق نہیں ہے اور
وہ ہندوستان کی آزادی کے معاملے میں
اب تک پس و پیش ظاہر کر رہے ہیں اور یہ
بھی کہا جاتا ہے کہ مسٹر چرچل وزیر اعظم کی
پالیسی چونکہ ہمیشہ ہندوستان کی آزادی کے
خلاف رہی ہے اس واسطے مسٹر ایمری اب
تک لارڈ ویول کی رائے سے متفق نہیں
ہوئے ہیں۔ لیکن منادی کا خیال ہے
کہ مسٹر چرچل ضرورت کے وقت اپنی رائے
بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی پالیسی ہمیشہ
روس کے خلاف رہی تھی۔ مگر جنگ کی ضرورتوں
نے ان کی پالیسی بہت کچھ بدل دی۔

ایسی بھی امید ہے کہ جنگ کی ضرورتیں
ہندوستان کی نسبت بھی اُن کی سابقہ
رائے پر اثر ڈالیں گی۔

جو ہندوستانی لیبر پارٹی کے اقتدار کی
راہ دیکھتے ہیں وہ انگریز قوم کی خصلت کو
سمجھتے نہیں ہیں۔ اگر مسٹر چرچل کی وزارت
بدل جائے اور لیبر پارٹی کی وزارت ہو جائے
تب بھی انگریزوں کی قومی رائے میں تبدیلی
نہیں ہوگی۔ منادی کو تسلیم ہے کہ انگریز
قوم کی رائے عامہ بہت زیادہ ہندوستان
کو آزادی دینے کی طرف مائل ہے اور اس
سے بے پرواہ رہنا نہ مسٹر چرچل کے لئے
ممکن ہے نہ مسٹر ایمری کے لئے۔ لہذا لارڈ
ویول اپنی مہم میں ضرور کامیاب ہوں گے
اور کوئی نہ کوئی مفید چیز ہندوستان کو بہت
جلد حاصل ہو جائے گی۔

## ہندوستان سے کیا مراد ہے؟

اس وقت ہندوستان میں کانگرس اور
مسلم لیگ دو جماعتیں زیادہ با اثر مانی جاتی
ہیں ہندو مہاسبھا کا اثر یقیناً بڑھ گیا ہے لیکن
مہاسبھا نے پانی پر پاڑ باندھی ہے یعنی اُس
کی بنیاد مضبوط نہیں ہے اور اس نے جو
کچھ اثر حاصل کیا ہے وہ دیرپا نہیں ہے
جلدی زائل ہو جائیگا کیونکہ کانگرسی لیڈروں

کی قید کے زمانے میں انھوں نے اپنا اثر جمایا تھا۔ کانگرسی لیڈر جب جیل سے باہر آئیں گے تو ایک دم مہاسبھا کا اثر زائل ہوجائیگا۔

منادی کا خیال ہے کہ مسلم لیگ کو آنے والے زمانے میں اتنا فائدہ نہیں ہوگا۔ جتنا کانگرس کو ہوگا اور مسلم لیگ کا آئیڈیل اور ماٹو اور نصب العین پاکستان تو یقیناً ایک عرصہ کے لئے ختم ہوجائے گا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کانگرس اور لیگ کی مشترکہ وزارتیں قائم ہوجائیں بشرطیکہ مسلم لیگ کے لیڈر دور اندیشی سے کام لیں ورنہ انگریزوں کو جو تجربہ مسلم لیگی وزارتوں کا ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر ہندوستانی انگریزوں کی رائے مسلم لیگ کے موافق نہیں رہی ہے۔

یہ تو ہندوستان کے حاکموں کا ذکر تھا اب محکوموں کو دیکھنا چاہئے۔ اُن کی حالت یہ ہے کہ کنٹرول اور راشننگ کے زمانے میں تجارت پیشہ ہندوستانیوں کا اچھی طرح تجربہ ہوگیا کہ وہ سب خود غرضی میں مبتلا ہیں ملکی اور قومی احساس سو آدمیوں میں ایک کو بھی نہیں ہے ایسی حالت میں یہ کہنا کہ کانگرس آزادی کے اختیارات ٹھیک استعمال کرسکیگی۔ درست نہیں ہے کیونکہ کانگرسی لیڈر تجارت پیشہ سرمایہ داروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں اور انگریز بھی برلا اور ٹاٹا جیسے سرمایہ داروں کے حلقہ بگوش ہوگئے ہیں جاپان کی موجودہ خرابی کی بنیاد بھی محض یہ ہے کہ وہاں کی رائے عامہ پر آٹھ سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ پس اگر کانگرس بھی برلا اور ٹاٹا وغیرہ کی غلام رہی تو وہ ہرگز ہندوستان کی رائے عامہ کو مطمئن نہ کرسکے گی۔

## صدر امریکہ کی وفات

اس خبر نے دنیا کے ہر بے خبر آدمی کو موت سے خبردار کردیا کہ امریکہ کے سب سے سب سے بڑے آدمی جمعرات کے دن ۱۲ / اپریل ۱۹۴۵ء ۵ بجے شام کو دنیا سے چل بسے اس موت سے لڑائی پر اثر پڑے یا نہ پڑے مگر ہندوستان کی آزادی کی بات چیت میں ضرور خلل پڑ جائیگا۔

اچھا آدمی تھا۔ اچھا آدمی بن کر دنیا میں رہا۔ اور کام کرتے کرتے دنیا سے چلا گیا۔

# دہلی ولیج یونین

# دہلی دیہات ایکہ

دہلی تمام ہندوستان کی راجدھانی ہے۔ ہندوستان کے سب صوبے دہلی کے صوبے کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ ہندوستان کے سب شہر دلی شہر کو اپنا سردار کہتے ہیں۔ دہلی کے دیہات بھی ہندوستان بھر کے دیہات سے بڑا درجہ رکھتے ہیں اس واسطے دہلی کے سب دیہات والوں کو ایک دل اور ایک عمل ہو جانا چاہیئے

اُس کا طریقہ یہ ہے کہ دہلی کے صوبے میں جتنی بستیاں پڑی ہیں وہاں آس پاس کے چھوٹے دیہات کو آپس میں ملانے کا کام کیا جائے۔ مثلاً نجف گڑھ۔ مہرولی۔ چراغ دہلی۔ بستی حضرت نظام الدین اولیاء اور شاہدرہ وغیرہ مقامات کے ہندو مسلمان باشندے اپنے آس پاس کے دیہات کے نام قلم بند کریں اور پھر اُن دیہات میں جو بااثر لوگ ہوں اُن کو اس کام کی طرف متوجہ کریں پھر چھوٹے

گاؤں میں ایک آدمی اور بڑے گاؤں میں دو آدمی اور قصبہ جیسی آبادی میں پانچ آدمی باشندوں کی طرف سے چُنے جائیں۔ اور پھر یہ سب چُنے ہوئے ممبر مل جُل کر دہلی دیہات کی ترقی اور خوش حالی کا کام شروع کر دیں۔

یہ کام نہ سرکار کے خلاف ہے نہ کانگریس کے خلاف ہے۔ نہ مسلم لیگ کے خلاف ہے اس کی غرض بس اتنی ہے کہ صوبہ دہلی کے دیہات میں جتنے لوگ رہتے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں۔

صوبہ دہلی کے دیہات کے باشندوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندوستان کی آزادی کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ صوبۂ دہلی کے گاؤں والے بہت جلدی ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں جو لوگ سرکار کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اُن کو

اس کا اختیار ہے۔ جو لوگ کانگریس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اُن کو اس کا اختیار ہے اور جو لوگ مسلم لیگ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اُن کو اس کا اختیار ہے۔ لیکن صوبہ دہلی کے دیہات کے سب باشندوں کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ آپس میں ایک رہیں مسلمان ہندوؤں کی مدد کریں اور ہندو مسلمانوں کی مدد کریں اور جہاں تک ہو سکے آپس کے جھگڑے اندر ہی اندر طے کر دئے جائیں۔ اور طے نہ ہو سکیں تو دہلی دیہات ایکیہ پارٹی کے ممبر مل جل کر اُن جھگڑوں کو مٹا دیں تاکہ مقدمہ بازی کی تباہی سے صوبہ دہلی کے دیہات والے محفوظ رہیں اور پولیس والے اور دوسرے سرکاری محکموں کے آدمی صوبہ دہلی کے دیہات کے باشندوں کو قانون کے خلاف نہ دبا سکیں نہ ستا سکیں اور سب باشندوں کی مٹھی بندھ جائے۔

میں یہ چھپا ہوا خط صوبہ دہلی کے دیہاتی بھائیوں کے پاس اس غرض سے روانہ کرتا ہوں کہ اگر اُن کو اس تجویز سے اتفاق ہو تو وہ مجھے لکھیں یا میرے پاس آجائیں یا مجھے اطلاع دیں تو میں اُن کے پاس آجاؤں تاکہ آزادی کا اعلان ہونے سے پہلے صوبہ دہلی کے دیہات کے ہندو مسلمان باشندے اپنے اپنے حقوق یک جگہ جمع کر سکیں اور صوبۂ دہلی کی حکومت کے سامنے اُن کو پیش کیا جا سکے۔

اگر آزادی کا اعلان جلدی نہ ہو تب بھی دہلی دیہات ایکیہ پارٹی کا وہ کام جو ابھی بیان کیا گیا ہے صوبہ دہلی کے دیہاتی باشندوں کو اُن اہل غرض سرکاری آدمیوں کی ایذا رسانی سے بچائے گا جس میں وہ آج کل مبتلا ہیں۔

گاؤں والوں کو ایک آدمی یا دو آدمی یا پانچ آدمی منتخب کرنے کے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے آدمی چُنے جائیں جو اپنے گاؤں کی ضرورتوں کو جانتے ہوں اور اپنے گاؤں کی مدد کرنے کی سمجھ بھی رکھتے ہوں۔ اور اُن کے دلوں میں گاؤں کی خدمت کرنے کا جوش بھی ہو۔

ایسا نہ ہو جیسے کمیٹی کے ممبروں کے

انتخاب کے وقت ہوا کرتا ہے کہ لوگ
اپنے روپئے اور رسوخ کے زور سے
ووٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ باشندوں
کو سچے دل سے ایسا آدمی چُننا چاہیئے
جو گاؤں کا کام اچھی طرح سے کر سکے
محض نام نمود کے لئے ممبر بنایا جائیگا
تو دلی کی بدنامی ہوگی۔

میں نے اس خط کے شروع میں
لکھا ہے کہ دلی کا صوبہ سب صوبوں میں
اور دلی شہر سب شہروں میں، اور دلی
کے دیہات ہندوستان بھر کے دیہات
میں بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ سو اس کا
خیال رکھنا چاہیئے کہ دلی دیہات کی یہ ایک
پارٹی ایسی اصلی اور پکی اور مضبوط ہو کہ
سارے ہندوستان میں اونچی اور چوٹی
کی پارٹی مانی جائے اور پھر سارے ہندوستان
کے دیہات اس کی پیروی اور تقلید کرنے لگیں۔

ابھی میں یہ خط اخبار کے ذریعہ شائع کرتا ہوں
اور جن جن دیہات کے پتے مجھے معلوم ہیں
اُن کو یہ اخبار بھیجتا ہوں اگرچہ دہلی کے
دیہات والوں نے اس تجویز کو پسند کیا تو
پھر تمام بنام الگ الگ خط بھیجوں گا۔ اور
ملنے جاؤں گا۔ یہ آپ سب کا بھائی خواجہ حسن نظامی
دلی کے ایک گاؤں بستی حضرت نظام الدین اولیا کا رہنے والا

## سچا آدمی

امریکہ کے صدر مسٹر روز ویلیٹ کی وفات
کے بعد رواج کی موافق اُن کے نائب صدر
مقرر ہوئے ہیں۔ جن کا نام ٹرومین ہے
اور اس لفظ کا ترجمہ سچا آدمی ہے گویا
امریکہ کے بڑے ملک کی صدارت یا
شہنشاہی پر ایک سچا آدمی مقرر ہوا ہے۔
امریکہ نے جو ہمدردی ہندوستان کے ساتھ رکھی اور مسٹر
روز ویلیٹ مسلسل اس ہمدردی کو بڑھاتے رہے
ہندوستان کی تاریخ اس کو ہمیشہ یاد رکھیگی اور امید ہے
کہ مسٹر ٹرومین بھی ہندوستان کی آزادی کے کام
سے ویسی ہی دلچسپی جاری رکھیں جیسی روز ویلیٹ
کو تھی۔

**علالت** گزشتہ ۶ اپریل جمعہ کو خواجہ حسن نظامی
کو قلبی دورہ ہوا تھا پھر ۱۳ اپریل جمعہ کی
نماز کے بعد اُن کو شدید بخار شروع ہوا اور
دورہ بھی ہوا اور اس اخبار کی روانگی کے وقت
تک وہ بخار کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ۱۴ اپریل کی رات کو ۲ بجے ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے ان کو دیکھا اور اب انہیں کا علاج ہے

ناظرین ان کی صحت کے لئے دعا کریں

# دہلی ولیج یونین پارٹی

# دہلی دیہات ایکہ پارٹی

## کے اغراض و مقاصد

۱- یہ پارٹی صرف صوبۂ دہلی کے دیہاتی لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے۔
۲- اس پارٹی کا انگریزی نام "دہلی ولیج یونین پارٹی" اور دیسی نام "دہلی دیہات ایکہ پارٹی" رکھا گیا ہے۔
۳- اس پارٹی کا صرف ایک ہی مقصد ہے جس کے دو لفظ ہیں

ملاپ اور مان

۴- اس پارٹی کا صدر مقام مہرولی مقرر کیا گیا ہے۔
۵- جب سب دیہات کے باشندوں کو اس پارٹی کا علم ہو جائے گا اور ان کی کثرت رائے یہ پارٹی بنانی پسند کرے گی تب انتخاب اور چناؤ کا کام شروع ہوگا۔ اور چناؤ ہو جانے کے بعد ایک دن مقرر کر کے چنے ہوئے سب ممبر مہرولی میں قطب مینار کے نیچے جمع ہو کر کام کرنے والی جماعت اور صدر اور سکریٹری کا انتخاب کر لینگے۔

حسن نظامی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۲۳ ربیع ثانی ۷ راپریل شنبہ دہلی**

**دھجی** کسی بڑے کپڑے سے بہت چھوٹا سا کپڑا پھاڑ لیا جائے تو اس کو دھجی کہتے ہیں۔
میرا وجود بھی آجکل صحت و زندگی کے کپڑے سے پھٹی ہوئی ایک دھجی بن گیا ہے۔ کل کے دورے کی قیامت تو رات کو ختم ہو گئی تھی مگر رات بھر کمزوری کے پل صراط سے عبور کرتا رہا۔ اور آج دن بھر دھجی بنا ہوا نڈھال لیٹا رہا۔

**انفلوئنزا کی وبا** جس سے ملتا ہوں جس کو سنتا ہوں جس کو دریافت کرتا ہوں یہی خبر آتی ہے کہ اُس کو زکام ہو گیا ہے۔ اور حرارت میں مبتلا ہے۔ اور کسی بیماری کو وبا کہنا اُسی وقت ٹھیک ہوتا ہے کہ اُس بیماری میں بہت سے لوگ شریک ہوں۔ اس وبا کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ کہ تیز گرمی یکایک بدلی اور سردی جاتے جاتے واپس آگئی۔ اور اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ لڑائی کے گولوں اور بارود کا اثر بالائی فضا میں بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اور موسموں کا توازن قائم نہیں رہا۔

**تقریر** کل شام کو ساڑھے سات بجے پروفیسر محمد مجیب صاحب کی ریڈیو تقریر سنی تھی بہت معنی خیز اور حقیقت آموز تقریر تھی۔

**رہبر نظامی** کل حیدرآباد دکن سے میرے تبیغ نامہ مرید غلام دستگیر خاں مہمند رہبر نظامی کا خط لیکر دو نوجوان آئے تھے۔ ایک نوجوان نے بیعت بھی کی۔

**روشن ایمان** کل میرے دوست جناب مولانا قاری محمد سلیمان صاحب اُستاد ولی عہد حضور نظام و اُستاد مہاراجہ سرکشن پرشاد و اُستاد نواب عبید اللہ خاں مرحوم بھوپال ملنے آئے تھے۔ میرے لئے ایک زرین بٹوہ بھی لائے تھے۔ اُن کی سربات اور ہر ادا میں ایمان کی روشنی نظر آتی ہے اس واسطے میں ان کو روشن ایمان کہتا ہوں۔

**۲۴ ربیع ثانی ۸ راپریل اتوار دہلی**

**دو ہفتے آگے** کل آجکل ہجری تاریخ عیسائی تاریخ سے دو ہفتے آگے چل رہی ہے۔ اور ابھی تک عیسائی تاریخ کو اسلامی تاریخ کے برابر آنے یا قریب آنے کی جرأت نہیں ہوئی ہے۔

میرے قمقمے (قمقمہ پرانے زمانے کے
ایک چراغ کو کہتے ہیں جس کے اوپر کاغذی
فانوس یا غلاف ہوتا ہے۔ پہلے ان کا بہت
رواج تھا اب رواج کے ساتھ ہی قمقموں
کی ہستی بھی نابود ہوتی جاتی ہے۔
میں اپنے بچوں کو قمقمہ اس واسطے کہتا
ہوں کہ وہ زندگی کے کاغذی پیرہن ہیں
ہیں۔ غالب نے کہا تھا۔
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا
تینوں پوتوں سلمان اور ولی اور لقمان
اور دونوں نواسے روحم اور نوحم اور
تینوں پوتیاں قدسیہ اور طاہر قرۃ العین اور
فریدہ میرے پیارے پیارے قمقمے ہیں۔ مگر روحم اور
نوحم اپنے دادا کے گھر کا چراغ ہیں اور پوتے میرے گھر کا
چراغ ہیں اور پوتیاں پوت داماد وں کے گھر کا چراغ
ہیں پھر بھی میرے دل میں ہر ایک کی محبت برابر ہے۔
البتہ ان سب میں سلمان اور ولی مجھے بہت زیادہ پیارے
ہیں اس واسطے کہ سلمان بہت زیادہ ذہین ہے اور میری
طرح بہت زیادہ نازک حساس ہے اور ولی
غیر معمولی سیاسی عقل رکھتا ہے۔ یعنی اپنے بچپن کے
مقاصد کو ایسی عمدگی سے پیش کرتا ہے کہ مسٹر ایمری اور مسٹر
چرچل اُس کے سامنے مجھے بہت کم عقل معلوم ہوتے
ہیں۔ روحم ہر وقت خوش رہنے والے باپ کا بیٹا ہے
اس لئے ہر وقت خوش رہتا ہے۔ مگر بہت
بھولا ہے۔ اس کا چھوٹا بھائی نوحم ابھی ناسمجھ ہے
لقمان کا حال معلوم نہیں۔ کیونکہ وہ ابھی کم سن ہے

**۲۵ ربیع ثانی ۹ ر اپریل پیر دہلی**

**پہاڑوں کا سفر** (آج صبح مانگرول والے
حسین بلال نظامی اور احمد آباد والے روشن دل
برمی نظامی اور روشن دل نجم الدین نظامی
کو ریل پر پہنچانے گیا تھا۔ وہ سب احمد آباد
چلے گئے۔

**خلیفہ غوث محمد** (سبزی منڈی میں خلیفہ
نذیر محمد صاحب سے ملنے گیا تھا۔ انھوں
نے سنتروں کے دو ٹوکرے نذر کئے تھے۔

**قوالی** (شام کو چھ بجے یادگار میدان عرفات
میں عرس کے ختم کی آخری قوالی ہوئی تھی۔
خادم حسین نظام راگی نظامی اور پاکپتن شریف
کے پیر و قوال کا گانا ہوا تھا۔ عورتیں رضا [illegible]
قوالی ہال کے اندر تھیں۔ بیگم سر سید سلطان احمد
صاحب اور بیگم سر سید علی امام مرحوم اور بیگم
سید احمد شاہ بخاری اور بیگم سید جواد بھی قوالی

میں شریک ہوئی تھیں۔ مردانے میں مسٹر
حسین محمد لال جی نظامی اور شبیر احمد خاں
صاحب اور مسٹر شاہ بان ممبر اسمبلی اور چودھری
غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی
دہلی اور تیج رام صاحب اور لالہ کنور سین صاحب
جین اور ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شنکر رام
اور ڈاکٹر زیڈ احمد صاحب اور لالہ رام کمار
صاحب اور لالہ لکھمن لال صاحب اور غزالی
خاں صاحب اور ادریس صاحب باڑی اور
روشن دل محمد مستحسن صاحب فاروقی اور ان
کے دفتر کے اہلکار صاحبان، اور سید ظہیر احمد صاحب
قریشی دہلوی اور رائے بہادر لچھمن صاحب
اور مسٹر سید صدر العلی اور سید افراز صاحب اور ان کے بھائی
حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی اور سید اعجاز صاحب
پرائیوٹ سکریٹری سر سید سلطان احمد صاحب وغیرہ
بہت سے اصحاب شریک ہوئے تھے۔ نظام
راگی کا گانا مردوں اور عورتوں کو بیحد پسند آیا۔
پاکپٹن شریف کے قوالوں نے حضرت پیر
مہر علی شاہ صاحبؒ کا ہندی کلام بھی سنایا۔
میں نے اس سے پہلے یہ کلام نہیں سنا تھا۔
کیپٹن ہاؤز کی انفارمیشن: پارمنٹ کے اندر

سکریٹری کیپٹن ہاؤز صاحب اور ان کی میم صاحبہ
بھی آئیں تھیں۔ وائسرائے کی کونسل کے بہت
سے ممبر آنے والے تھے۔ مگر وائسرائے کے ہاں
ایک فوری جلسہ ہو جانے کے سبب اُن میں
سے کوئی نہ آسکا۔

**بیگم سلطان احمد کے اوصاف** کہ خواجہ بانو
اور حور بانو اور علی بانو مہمان بیگمات کے ساتھ
قوالی ہال کے اندر تھیں۔
اُن کا بیان ہے کہ لیڈی سر سید سلطان احمد
قدیمی تہذیب کے اوصاف حسنہ کا مکمل نمونہ
ہیں۔ اگرچہ وہ اور بیگم سر علی امام اور بیگم
سید جواد شیعہ ہیں لیکن درگاہ شریف میں
نہایت عقیدت مندی سے حاضری دی۔
اور متعلقین درگاہ کو روپے تقسیم کئے۔
لطیفہ کہ خواجہ بانو نے کہا بیگم سر سید سلطان احمد
نے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے موافق روپے
دئے مگر یہ بات بہت پر لطف معلوم ہوئی
کہ جب اُن کے سامنے پھل پیش کئے گئے
اور اُنھوں نے پھل کھائے تو پھلوں کے
چھلکوں میں بھی دو روپے ڈال دئے۔
میں نے کہا یقیناً یہ بہت دلچسپ بات ہے

بیگم صاحبہ نے چھلکے صاف کرنے والے کی اُجرت پیشگی دیدی۔ اور یہ بات ہماری پُرانی تہذیب کی قابلِ تقلید نشانی ہے۔

سر سید سلطان احمد صاحب بھی فقراء سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور ان کا نسبی تعلق بھی مشائخ صوفیہ سے ہے۔

**حسین محمد لال جی نظامی** میرے پُرانے مرید حسین محمد لال جی نظامی کئی سال کے بعد عدن سے واپس آئے ہیں۔ پہلے اُن کے بزرگ آغا خانی جماعت میں تھے۔ کئی سال عدن کے بہت بڑے کارخانے نمک سازی میں منیجر رہے۔ اب واپس آئے تو محض مجھ سے ملنے کے لئے سفر کیا۔ ان کے لڑکے عزیز لال جی بیمار ہیں۔ اور اجمیر شریف میں زیر علاج ہیں۔ اُن کی نسبت میں نے اپنے پُرانے روزنامچوں میں لکھا تھا کہ اُن کی صورت مسٹر جناح سے بہت مشابہ ہے لیکن اُن کی سیرت اور جوش مسٹر جناح سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ ہندوستان کے بہت بڑے آدمی ہونے والے ہیں۔ آج ان کی بیماری کی خبر نے مجھے بہت صدمہ پہنچایا

حسین محمد لال جی دوہرے جسم کے ہیں۔ ۵۰ برس کی عمر ہے۔ اُردو زبان بہت صاف بولتے ہیں۔ بات چیت میں ادب اور سلیقہ بھی ہے۔ میرے لئے پھل بھی لائے تھے اور نذر بھی لائے تھے۔ قوالوں کو بھی بہت روپے دئے۔ اب وہ بمبئی جانے والے ہیں۔ رات کو میں نے اُن کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

**صحت** سردی کا اثر میرے گردوں پر ہوا ہے۔ تمام جسم پھوڑے کی طرح دکھتا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ کام کرنے کی ہمت باقی ہے۔

**بنت امیر المومنین** دہلی سے خبر آئی کہ شاہزادے ولی عہد حضور نظام کی دلہن جو امیر المومنین سلطان ترکی کی صاحبزادی ہیں۔ آج کل دہلی میں آئی ہوئی ہیں۔ نظام پیلس میں ٹھیری ہیں۔

## ۲۶ ربیع ثانی ۱۰ اپریل منگل دہلی

**بھول چوک** لالہ لوگ حساب کا پرچہ دیتے وقت آخر میں لکھ دیتے ہیں بھول چوک لینی دینی۔ یعنی اگر لالہ صاحب اپنے حساب میں کچھ بھول گئے ہوں تو وہ اس بھول چوک کے بدلے لینا ہوگا۔ تو لے لیں گے

اور دینا ہوگا تو دیدیں گے۔ مگر چونکہ وہ لالہ ہوتے تھے اس واسطے بھول چوک کے بعد لینی پہلے لکھتے ہیں۔ دینی بعد میں لکھتے ہیں۔ میں لالہ نہیں ہوں اور اپنی بھول چوک کی معذرت کرنی چاہتا ہوں تو لینی دینی لفظ کو استعمال نہیں کرتا کیونکہ نہ مجھے کسی سے کچھ لینا ہے۔ نہ کسی کو کچھ دینا ہے۔ روزنامچے میں اپنی زندگی کی یادداشت لکھا کرتا ہوں۔ بڑھاپے اور صحت کی خرابی نے سراپا نسیان انسان بنا دیا ہے۔ پچھلے روزنامچوں کی بہت سی باتیں رہ رہ کے یاد آتیں ہیں تو افسوس ہوتا ہے اور لالہ جی کی لینی دینی یاد آتی ہے مگر مسلمان لڑنے والے کہہ گئے ہیں ؎

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید
بر کلۂ خود باید زد

جو گھونسہ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد یاد آئے وہ گھونسہ اپنے ہی کلے پر مار لینا چاہیئے۔

چشتی منزل کہ درگاہ شریف کے گوشۂ غرب و جنوب میں میرا ایک پرانا مکان چشتی منزل ہے عرس سے پہلے اس کی مرمت کرائی تھی اور پنجاب کے مہمانوں کے لئے اس کو مخصوص کر دیا تھا۔ ضرورت کی سب چیزیں وہاں رکھوائی تھیں اور کام کرنے والوں سے پوچھ لیا تھا کہ صفائی ٹھیک ہے یا نہیں۔ تو بتایا گیا تھا کہ سب انتظام ٹھیک ہے۔ آج اُس مکان میں گیا تو دیکھا مرمت کا ملبہ جگہ جگہ پڑا ہے۔ مگر انتظام سب ٹھیک ہے۔ نماز کے چبوترے پر پتھروں کا انبار ہے مگر انتظام سب ٹھیک ہے جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر ہیں مگر انتظام سب ٹھیک ہے۔ مجھے بہت اذیت ہوئی اور پنجاب کے مہمانوں پر بھی غصہ آیا کہ کسی ایک آدمی نے بھی مجھ سے یہ نہیں کہا کہ اُس مکان میں صفائی نہیں ہوئی ہے۔ صبر شکر سے اُسی کوڑے کے انباروں میں اُن سب نے گزارا کر لیا اُن میں اکثر میرے مرید تھے اور اُن کا فرض تھا کہ وہ اپنے پیر کی طبیعت کو پہچانتے کہ وہ صفائی اور ستھرائی کی دلدادہ ہے لہٰذا اُس کے مریدوں کو بھی صفائی ستھرائی کا دلدادہ ہونا چاہیئے۔

آج دن بھر چشتی منزل میں لیڈر ہالیغیم صاحب

اور حکیم صاحب نے تحریری کاموں میں مدد دی۔ انفلوئنزا کے اثر سے اعضا شکنی تھی سر میں درد تھا۔ چکر آتے تھے۔

**کاظم صاحب** کے حیدر آباد سے سید کاظم صاحب چند خواتین کے ساتھ ملنے آئے تھے جو سید ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹر مرحوم کے قرابتدار تھے۔ وہ سب چشتی منزل میں ملنے آئے اور میں نے اُن سے باتیں کیں۔

**وفات کی خبر** کل کالکا شملہ سے افسوسناک خبر آئی کہ نواب صاحب زین آباد نے وفات پائی۔ دہرم پور سے واپس آرہے تھے کالکا میں آکر کافی مانگی کافی آتے آتے ختم ہو گئے۔ اُن کے باپ میرے دوست تھے یہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی کی اولاد تھے بنگال کا سہروردی خاندان بھی اُن کا ہم جد ہے اُن کی شادی نواب جہانگیر میاں صاحب رئیس ریاست مانگرول کی چھوٹی بیٹی زبیدہ عباسیہ سے ہوئی تھی۔ بہت خوبصورت جوان تھے۔ زین آباد میں شاندار محل بنوائے تھے مجھے بھی وہاں بلوایا تھا۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی۔

رئیسوں میں ایسا نیک دل اور کم سخن آدمی بہت کم دیکھا تھا۔

آج محمد مظہر علی پر نسا نظامی اعجاز شریف روانہ ہو گئے وہاں سے حیدرآباد جائیں گے۔

یاد آیا کہ میرے دوست عبدالحق صاحب کسٹم آفیسر ویرم گام ملنے آئے تھے جو دو سال سے شملہ آفس میں کام کر رہے ہیں۔ اور تمام ہندوستان کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ میں نے ان کو آج ایک قصہ سنایا کہ دہلی میں اسی برس کے ایک بڈھے چھٹے مہینے شادی کیا کرتے تھے اور پھر بیوی کو طلاق دیدیتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو کہا جب نکاح کے بعد دلہن کے مکان میں بلایا جاتا ہوں۔ تو عورتیں کہتی ہیں۔ بوا پردہ کرلینا لڑکا اندر آتا ہے۔ اور مجھے اسی برس کی عمر میں اپنی نسبت لڑکے کا لفظ سن کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اور ہر معجون اور ہر دوا قوتی سے بڑھ کر اس بات سے میرے اندر طاقت اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔

تو عبدالحق صاحب آپ ہر چیز پر محصول لگاتے پھرتے ہیں۔ دلہنوں پر محصول

نہ لگا دیجئے گا۔ کیونکہ میرا ارادہ بھی ستر برس
کی عمر میں سولہ برس کی ایک لڑکی سے نکاح
کرنے کا ہے۔ مسٹر حق نے پوچھا سولہ برس
کی لڑکی آپ کو دے گا کون؟ میں نے کہا گورکن
دیں گے کیونکہ میں اپنی قبر سولہ فٹ مربع
رکھنی چاہتا ہوں۔ تاکہ آرام سے کروٹیں لے سکوں۔

**۲۷ ربیع ثانی ۱۱ اپریل بدھ دہلی**
**زبیدہ بیٹی کی دید** آج صبح دہلی جنکشن
پر گیا تھا۔ نواب صاحب زین آباد مرحوم کی
میت ساڑھے آٹھ بجے دہلی سے کاٹھیاواڑ
کی طرف روانہ ہوئی تین حافظ دہلی سے زین آباد
تک میت کے ساتھ گئے ہیں جو راستے بھر تلاوت
کرتے رہیں گے۔ میں ریل کے اندر گیا میری
بیٹی زبیدہ عباسیہ روتی ہوئی کھڑی ہو گئی
اور میرے آگے سر جھکا دیا۔ میں نے سر پر ہاتھ
رکھا اور کہا بیٹی سب کر دو دنیا میں ایسا ہی ہوتا
آیا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ مرحوم
نواب صاحب کا پیارا بچہ بھی وہاں تھا۔
زبیدہ کی ممانی رضا الحق صاحب عباسی کی
بیگم صاحبہ ساتھ گئیں ہیں۔ مسٹر مجید الحق عباسی
اور پریشن دل مستحسن صاحب فاروقی سے

میت کی روانگی کے لئے رات بھر انتظامات
کئے۔ ریاست آمود کے پرنس جسونت سنگھ
حال پرنس جلال الدین نے بڑی بہت مستعدی
سے انتظامات کرائے پرنس جلال الدین زبیدہ
عباسیہ کی بڑی بہن نو ہ عباسیہ کے شوہر ہیں۔
ریل چلی تو میں نے کہا پیارے نواب جاؤ
خدا حافظ۔ خدا تم کو آغوش رحمت عطا فرمائے
اور تمہاری غمزدہ بیوہ اور یتیم بچوں کو صبر
کی ہمت دے۔ ریاست کے ہندو نوکر
نے سامنے آکر ہاتھ جوڑے میں نے کہا جس
طرح نواب صاحب کے وقت میں وفاداری
سے کام کرتے تھے اب بھی کرتے رہنا۔
**مسٹر عزیز الحق** آج صبح مسٹر عزیز الحق صاحب
سے ملنے گیا تھا۔ مسلمانوں اور ہندوستانیوں
کے آرٹ اور کلچر کے تحفظ کے لئے مسٹر
عزیز الحق نے جو اسکیم بنائی ہے۔ اس کی
بابت چیت کی۔
**موٹر خراب ہو گئی** آج مسٹر شاہ بان ممبر سنٹرل
اسمبلی نے رات کے کھانے کی دعوت کی تھی
مگر دونوں موٹریں خراب ہو گئیں اور باوجود
کئی گھنٹے درست کرنے کے درست نہ ہوئیں اس واسطے
دعوت میں نہ جا سکا۔

**۲۸ ربیع ثانی ۱۲ اپریل جمعرات دہلی**

**صوت تہجد** } آج معدے کی خرابی کے سبب ڈہائی بجے آنکھ کھل گئی تھی گویا پرانے حساب کے بموجب ڈیڑہ بجے بیدار ہوا تھا۔ پہلے غسل خانے کے برتنوں میں پانی بھرا کیونکہ نلوں میں پانی پچھلی رات کو آتا ہے۔ دن کو اور شام کو بالکل نہیں آتا۔ اس کے بعد اوراد میں مشغول ہوا درگاہ شریف میں آغا محمد صاحب سلطانی نظامی ذکر جہر میں مشغول تھے۔ کچھ دیر اُن کی آوازیں سنیں۔ یکایک آواز آئی کہ بہت بڑے آدمی کا آخری وقت آگیا میں نے خیال کیا دیوار کے نیچے کوئی آدمی وضو کر رہا ہے۔ اور وہ کسی دوسرے آدمی سے یہ کہہ رہا ہے۔ فوراً ایمان خانے میں گیا اور دیوار کے نیچے جھانک کر دیکھا۔ وضو خانے میں کوئی آدمی نہ تھا سمجھ میں نہیں آیا یہ کس کی آواز تھی اور کس کے لئے تھی۔

**صحت** } آج [illegible] صحت خراب رہی [illegible] سے موٹر بھی بیمار ہے۔ اس کو بھی معدے کی تکلیف ہے یعنی پٹرول کی ٹنکی خراب ہوگئی ہے قاضی کبیر حسین صاحب نے دو دن کی محنت کے بعد آج ٹنکی درست کردی اور میں شام کو دہلی گیا۔

مسٹر این آر پلے کامرس سکریٹری سے مل کر پرانی دہلی میں گیا۔ اور ایک مہمان کے لئے ٹکٹ اور جگہ کا انتظام کرایا۔ پھر گھر میں واپس آیا۔

**چشتی برادری کا کام** } آج حامی دین حاجی قاضی میراں بخش نظامی اور حکیم شفا نظامی اور عبد النعیم صاحب نے مل کر میرے خطوط کو مرمت کیا۔ اور چشتی برادری کے میثاق نامے بھی مرتب کئے

**صدر امریکہ کی وفات** } امریکہ سے خبر آئی کہ آج شام کو ۸ بجے امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے وفات پائی۔ اچھا آدمی تھا اور اپنے ملک میں بہت مقبول تھا۔ چار دفعہ صدر منتخب ہوا تھا۔ مگر لڑائی پر اس موت کا کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ مرنے والے کی پالیسی پر ماتحت عمل کریں گے۔

**موسم** } آج ہلکا سا ابر آیا ہے رات بھر جو تیز ہوا چلا کرتی تھی آج بند رہی پچھلی رات کو خنکی ہوگئی تھی۔

**ملاقاتی** } اعجاز محمد صاحب چودری اور اللہ داد صاحب چودری اعجاز ملنے آئے تھے پھل بھی لائے تھے۔

**خلیفہ غوث محمد** } سبزی منڈی والے خلیفہ غوث محمد صاحب آئے تھے پھلوں کے دو ٹوکرے لائے تھے۔

استاد شمس الدین صاحب اور اُن کے نواسے بھی آئے تھے۔ درگاہ شریف میں قوالی بھی ہوئی تھی مولانا عشقی نظامی حسب معمول رات کو آئے تھے

# غذانامہ

## ہندوستانی غذاؤں کی تحقیقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے حسن نظامی دہلوی عرض کرتا ہے کہ آج کل ہندوستان کی ہر چیز بدل رہی ہے لباس بہت کچھ بدل گیا۔ رہنے سہنے کے طریقے بدلتے جاتے ہیں۔ بول چال میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں اور غذا میں بھی بہت بڑا انقلاب آتا معلوم ہوتا ہے۔

ہندوستانی لوگ وقت کی پابندی سے غذا نہیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ امیر کھانا جب کھائے کہ اس کو بھوک لگے اور غریب جب کھائے کہ اس کو کھانا میسر آجائے۔

اس کے علاوہ انگریزی تعلیم یافتہ اور پرانی تعلیم کے ہندوستانیوں میں یہ اختلاف بھی پیدا ہو گیا ہے کہ نئی روشنی والے انگریزی رواج کی غذائیں کھاتے ہیں یعنی انگریزوں نے صبح کے ناشتے اور ایک بجے کے کھانے اور شام کی چائے اور رات کے کھانے کے اوقات کے لئے جو غذائیں مقرر کر دی ہیں وہی غذائیں ہندوستانی بھی کھاتے ہیں۔ اور پرانے خیال کے لوگ پرانے رواج کی غذائیں کھاتے ہیں۔

میں نے سالہا سال اس پر غور کیا ہے اور مجھے ہندوستانیوں کی صحت عامہ کی خرابی کی ایک یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ ان کی غذائیں اصول صحت کے خلاف ہو گئی ہیں بہرحال غذاؤں کا معاملہ بہت اہم معاملہ ہے میں اخبار منادی کے ذریعے اور نشر و اشاعت کے دوسرے ذرائع سے اس مہم کو فتح کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں نے اس مہم کا ہر اول دستہ میدان عمل میں بھیجا ہے اور وہ یہ تحقیقات ہے جس میں اناج اور پھلوں اور کھانے پینے کی سب چیزوں کا تفصیلی بیان ہے اور جو سلسلے وار منادی میں شائع ہوا کرے گا۔ اور پھر کتابی صورت میں دوسری چیزوں میں بھی شائع ہونا شروع ہو جائے گی۔ حسن نظامی دہلوی ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ ۱۷ اپریل ۱۹۴۵ء

# ہندوستانی غذاؤں کی تحقیقات

**آریا** | ایک قسم کے کھیرے کو آریا کہتے ہیں۔ برسات کے موسم میں پیدا ہوتا ہے آریا سرد اور تر ہے۔ گرمی اور خشکی کو دفع کرتا ہے۔ ثقیل ہے۔ ریاح اور بلغم پیدا کرتا ہے۔ زیادہ کھانے سے بخار آجاتا ہے تھوڑی مقدار میں نمک لگا کر کھانا چاہئے۔

**آڑو** | ایک قسم کا میٹھا چاشنی دار پھل ہے۔ سرد اور تر ہے۔ دل کو خوش رکھتا ہے۔ پاخانہ ملائم لاتا ہے۔ صفرا اور خون کی تیزی کو مٹاتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ دماغ کی گرمی کو دور کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ سوکھا ہوا دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ مگر جب ہضم ہو جاتا ہے تو خون زیادہ پیدا کرتا ہے۔ چھلکے سمیت کھانا زیادہ مفید ہے۔

**آش جو** | جو کے پانی کو کہتے ہیں۔ اس کے بنانے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ جو لیکر اس کا چھلکا اتار کر ایک قلعی دار دیگچی میں دس گنے پانی میں اس قدر پکائیں کہ جو گل کر پھٹنے لگیں۔ پکتے وقت جھاگ بھی اتار کر پھینکتے جائیں۔ گل جانے کے بعد نیچے اتار کر صاف پانی چھان لیں۔ پھر اس پانی میں خوشبو کے لئے بید مشک، گلاب، یا کیوڑہ حسب ضرورت اور خواہش اور میٹھا کرنے کے لئے شربت انار یا مصری ملا کر پئیں۔

یہ آش جو سرد اور تر ہے۔ کمزور مریضوں کے لئے بہترین غذا ہے۔ زیادہ طاقت پہنچانے کے لئے یخنی میں آش جو بناتے ہیں۔ گرمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ پیشاب جاری کرتا ہے۔ گردے اور جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ ورموں کو دور کرتا ہے۔ بخار کی حالت میں اس سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے۔ قبض دور کرنے کے لئے آش جو انجیر ملا کر بناتے ہیں۔

**آلو** | ایک قسم کی گول اور مشہور ترکاری ہے ہندوستان میں ہر جگہ استعمال کی جاتی ہے

آلو گرم، و خشک ہے۔ مثانے اور گردے کو قوت دیتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے بدن کو طاقت ور بناتا ہے۔ البتہ ریاح زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اور زیادہ گرم مزاجوں کو موافق نہیں آتا۔ اس کو زیادہ کھانے سے خون میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ کمزور ہضم والے کا پیٹ پھول جاتا ہے۔ ترشی اور گرم مصالحہ سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**آلو بخارا** ایک درخت کا سرخ پھل ہے جو خشک ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے آلو بخارہ سرد تر ہے۔ صفرا کی زیادتی کو اعتدال پر لاتا ہے۔ خون کے جوش کو روکتا ہے۔ گرم بخاروں میں پیاس کی زیادتی کو مٹاتا ہے۔ قے اور متلی کے لئے بے حد مفید ہے۔ کھجلی کو دور کرتا اور قبض کو مٹاتا ہے۔ گرمی سے جن کی بھوک بند ہو جاتی ہے اُن کے لئے بہت فائدہ مند ہے منہ کی بدمزگی کو دفع کرتا ہے۔ خشک کھانسی کے لئے آلو بخارہ چوسنا بہت مفید ہے۔

**آلو بالو** ایک درخت کا پھل ہے سرخ رنگ مگر سوکھ کر سیاہ ہو جاتا ہے کھٹ مٹھا ہوتا ہے تھوڑی سی کڑواہٹ لئے ہوئے۔

آلو بالو سرد اور خشک ہے قبض پیدا کرتا ہے۔ مگر میٹھا اجابت صاف لاتا ہے پیاس کو بجھاتا ہے۔ خون کے جوش اور صفرا کی زیادتی کو دفع کرتا ہے۔ معدے اور جگر کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا اور پتھری کو توڑتا ہے۔ اس کا میٹھا پھل زیادہ کھانے سے مدہمی ہو جاتی ہے۔ اور معدہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔

**آم** ہندوستان کا مشہور میوہ ہے یوں تو آم کی قسمیں بےشمار ہیں۔ مگر عام طور پر تخمی اور قلمی زیادہ مشہور ہے تخمی میں ریشہ ہوتا ہے اور اس کا رس استعمال کیا جاتا ہے۔ قلمی کو چاقو سے تراش کر اس کی قاشیں بنا کر کھاتے ہیں۔

کچا آم جس کو کیری یا امبیہ کہتے ہیں سرد اور خشک ہوتی ہے۔ پکا ہوا آم شیریں گرم اور تر ہے۔

میٹھا آم دل دماغ اور جگر کو قوت

پہنچاتا ہے۔ معدے کو اور آنتوں، گردوں
اور مثانے کے علاوہ سانس کی نالیوں کو
بھی طاقت دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے
چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ بدن میں
چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے۔ خون زیادہ
بناتا ہے۔ بواسیر اور آنتوں کے دستوں کو
بند کرتا ہے۔ کھانسی کو نفع پہنچاتا ہے۔
اجابت بھی آسانی سے ہوتی ہے۔
**کچا آم** صفرا کو تسکین دیتا ہے۔ لُو
لگ جانے کے لئے کیری کو بھوبل میں
داب کر شربت بنا کر پینا بہت مفید ہے
کیری گردے اور مثانے کی پتھری توڑ کر
نکال دیتی ہے۔
**آم کا اچار** صفراوی مزاج کے
آدمیوں کو فائدہ مند ہے۔ تلی کی اصلاح کرتا ہے
**آم کا مربہ** اور حلوہ دل دماغ اور
معدے کو قوت پہنچاتا ہے۔
**آم کی چٹنی** بھوک بڑھاتی ہے
کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ آم
کھا کر اوپر سے دودھ پی لینا آم کے
نقصانات کی اصلاح کرتا ہے۔

**اخروٹ** ایک مشہور خشک میوہ ہے
جو ہندوستان میں کثرت سے استعمال
کیا جاتا ہے۔ اخروٹ گرم اور خشک ہے
اخروٹ کا مغز پاخانہ صاف لاتا ہے۔
دماغ کو خاص طور پر قوت پہنچاتا ہے۔ بوڑھے
آدمیوں کے زیادہ موافق ہے۔ اچھا خون
پیدا کرتا ہے۔ ذہن اور حافظے کو بڑھاتا
ہے۔ ریاح کو نکالتا ہے۔ اس کا مغز بھون کر
کھانے سے کھانسی دور ہوتی ہے اور
آنتوں کی مروڑ مٹ جاتی ہے۔ زیادتی
کے ساتھ کھانے سے معدے میں اور پیدا
ہوتا ہے اور پھنسیاں نکل آتی ہیں

**ادرک** مشہور جڑ ہے جو خشک
ہو جانے پر سونٹھ کہلاتی ہے۔
ادرک گرم اور خشک ہے۔ پیٹ کو
ملائم کرتی ہے ہاضمہ کو بڑھاتی ہے اور بھوک
پیدا کرتی ہے۔ پیٹ پھولنے کے لئے
بہت نافع ہے۔ ریاح کو توڑ دیتی۔ اور ریاح
کی تولید روکتی ہے۔ دماغ کی سردی کو دفع کرتی ہے
معدے اور جگر کی اصلاح کر کے قوت
پہنچاتی ہے۔ بلغمی کھانسی کے لئے مفید ہے

بواسیر، گنٹھیا اور جلندر کے لئے بہت مفید ہے۔ دمہ دور کرتی ہے۔ سردی سے پیدا ہونے والے ہر جگہ کے درد کو دور کرتی ہے۔ ادرک کا مُربّہ نہایت مزیدار ہوتا ہے۔ آواز کھولتا ہے۔ گلے کی خراش مٹاتا ہے۔

**ارنڈ خربوزہ** جس کو پپیتہ بھی کہتے ہیں۔ کچّا ارنڈ خربوزہ گرم اور خشک ہوتا ہے اکثر اس کی ترکاری بنا کر کھاتے ہیں اور گوشت میں ڈال کر پکانے سے گوشت بہت جلد گل جاتا ہے۔ جگر اور معدے کی اصلاح کرتا ہے۔ تلّی اور جگر کے ورم کو دور کرتا ہے۔ بواسیر کو بھی مفید ہے۔

پختہ پھل میں غذائیت زیادہ ہے اس کا زیادہ حصّہ خون بن کر جزو بدن بن جاتا ہے ہضم کو بڑھاتا، بھوک لگاتا اور رفع اور تلّی کو دور کرتا ہے۔ پاخانہ صاف لاتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ پیچش اور بواسیر اور تلّی کے ورم اور جگر کی خرابیوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ سینے اور حلق کی خراش کو مٹاتا ہے۔ دق کے مریضوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ منہ سے خون آنے کو بند کرتا ہے۔

**اروی** ایک قسم کی روئیں دار ترکاری ہے جس کو پکا کر کھاتے ہیں۔ اروی کے پتے بھی پکا کر کھائے جاتے ہیں۔ اروی گرم اور تر ہے۔ گردوں کے ڈھیلے پن کو دور کرتی ہے۔ کھانسی اور پیچش کے لئے مفید ہے۔ خون بند کرتی ہے۔ معدے کو قوت پہنچاتی ہے۔ بدن کو موٹا کرتی ہے داد اور کھجلی کے لئے فائدہ مند ہے بلغم پیدا کرتی ہے۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے سُدّے بھی پیدا کرتی ہے۔ ترشی اور گرم مصالحے سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔

**اراروٹ** ایک درخت کی جڑ سے نکالا جاتا ہے۔ سفید رنگ کا سفوف ہے اس کا مزاج معتدل ہے اس کو دودھ میں پکا کر شکر سے میٹھا کر کے مزے دار غذا بناتے ہیں جس کو بچے خوش ہو کر کھاتے ہیں۔ بچّوں کی پیچش کے لئے بہت مفید ہے۔ کمزوروں کے لئے اچھی غذا ہے۔ اعضا کو نرم اور چکنا کرتی ہے

**ارہر** ایک مشہور غلہ ہے۔ اس کی دال بنا کر اور پکا کر کھاتے ہیں۔ ارہر

گرم اور خشک ہے۔ بلغم اور خون کا فساد اس کے کھانے سے مٹ جاتا ہے۔ دستوں کے لئے بھی مفید ہے۔ غم اور غصے اور خوف کے لئے اچھی غذا ہے۔ یرقان (آنکھوں کی زردی) دور کرتی ہے۔ جگر کی اصلاح کرتی ہے۔ استسقاء (جلندر) کی ابتدا میں بہت سود مند ہے۔

ارہر کی دال زیادہ کھانے سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ سینے میں جلن ہو جاتی ہے اور آنکھوں کی روشنی کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ لیموں کی کھٹائی اور گرم مصالحہ سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔

**اُڑد یا ماش** ایک قسم کا مشہور غلہ ہے اس کی دال پکا کر عام طور پر کھائی جاتی ہے۔ اُڑد گرم اور تر ہے۔ اس کی دال اعضاء کو قوت دیتی ہے۔ عورتوں کا دودھ بڑھاتی ہے۔ دماغ اور پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ سانس کی تنگی کو دور کرتی ہے۔ ریاح زیادہ پیدا کرتی ہے اور دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ ہینگ اور سونٹھ سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔

**امرود** ایک خوشبودار مشہور پھل ہے گرم اور تر ہوتا ہے۔

امرود دل میں خوشی پیدا کرتا ہے۔ دل کو اور معدے کو قوت پہنچاتا ہے۔ پاخانہ صاف لاتا ہے۔ پیشاب کو جاری کرتا ہے۔ خونی بواسیر کو مٹاتا ہے۔ گردے اور مثانے کی پتھری توڑتا ہے۔ دستوں کو بند کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد جن لوگوں کو قے ہو جاتی ہے اُن کے لئے بیحد مفید ہے اس کے سونگھنے سے بھی دل خوش ہوتا ہے۔

**انار میٹھا** انار مشہور پھل ہے۔ اور معتدل ہوتا ہے۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے خوشی بڑھاتا ہے۔ معدے سے جو بخارات دل اور دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اُن کو اوپر نہیں چڑھنے دیتا۔ خفقان کے لئے مفید ہے دل جگر اور معدے کو قوت پہنچاتا ہے۔ استسقاء (جلندر) اور یرقان یعنی آنکھوں کی زردی کو دور کرتا ہے۔ تلی اور سینے کے درد اور خشک کھانسی کے لئے فائدہ مند ہے۔ عمدہ خون پیدا کرتا ہے۔ تمام مزاجوں کے موافق ہے۔ ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

بیدانہ انار ہمیشہ کھانا چہرے کی زردی کو دور کرتا ہے - جگر کی ریاح کو توڑتا ہے بھوک لگاتا ہے۔ قے اور متلی اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہے۔

**انار کھٹا** | سرد اور خشک ہوتا ہے قابض ہے۔ خفقان جو گرمی کے سبب سے ہو اس کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے۔ صفرا کی زیادتی کو گھٹاتا ہے۔ معدے اور جگر کے دستوں کو بند کرتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ سینے کی جلن کو دور کرتا ہے۔ قے اور متلی کے لئے بے حد مفید ہے۔ آنتوں سے جو بخارات دل اور دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اُن کو روک دیتا ہے۔ دل دماغ اور جگر کو قوت پہنچاتا ہے۔ ہضم اور بھوک بڑھاتا ہے - بخار کے بیمار کو کھانا کھانے کے بعد کھٹے انار کے چند دانے کھلانے سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

**انجیر** | ایک مشہور میوہ ہے جو گرم اور خشک ہوتا ہے - ریاح کو توڑتا ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے - اجابت آسانی سے لاتا ہے جگر کو قوت دیتا ہے۔ تلی کے ورم کے لئے بہت مفید ہے۔ سینے کے درد کو بہت نفع پہنچاتا ہے - بدن کو موٹا کرتا ہے۔ بلغمی بخار اور کھانسی کے لئے بیحد فائدہ مند ہے - مرگی، فالج اور دمے کے واسطے بہت کارآمد ہے۔ معدے کی اصلاح کرتا ہے۔ موتی جھرے (میعادی بخار) اور چیچک کی حالت میں بجائے مدد کے اس کا استعمال مرض کو دفع کرنے میں مدد پہنچاتا ہے اور قوت بھی کم نہیں ہونے دیتا۔ سُدّے کھولتا ہے۔ جسم میں جو بیکار مادّہ جمع ہو جاتا ہے اُس کو پسینے کے ذریعے اور پاخانے کے ذریعے نکال دیتا ہے۔ مگر انجیر کا زیادہ استعمال کرنا جسم میں جوئیں پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے کم مقدار میں کھانا چاہیے۔

**انڈا** | زیادہ تر مرغی کا انڈا برتا جاتا ہے اور مرغی کا انڈا ہی تمام انڈوں سے بہتر ہے۔ انڈا گرم اور تر ہے - انڈے کا مادہ کچری زردی یعنی انڈا اس قدر پکایا جائے کہ زردی جمے نہیں بہت خون پیدا کرتی ہے دل اور دماغ اور جگر کو قوت دیتا ہے۔ گرم نزلے کو سینے پر گرنے سے روک دیتا ہے۔ سینے اور معدے کی جلن دفع کرتا ہے۔

گردے اور مثانے کے زخموں کو بھر دیتا ہے
کھانسی کو مفید ہے ۔ انڈے کی سفیدی
بہ نسبت زردی کے دیر میں ہضم ہوتی ہے
اور زردی کے مقابلے میں سفیدی خون
کم بناتی ہے مگر طاقت سفیدی بھی پہنچاتی
ہے ۔ گرم مزاج والے سفیدی اور زردی
ملا کر کھائیں تو بہتر ہے ۔ انڈے کو گھی میں
تل کر ٹکیہ بنا کر کھانے سے دیر میں ہضم ہوتا
ہے ۔ بھوبل میں بھونا ہوا انڈا دست
بند کرتا ہے ۔ انڈا بدن کو موٹا کرتا ہے
چہرے کے رنگ کو سرخ کرتا ہے ۔ انڈے
کا حلوہ بہت طاقتور اور مزیدار ہوتا ہے ۔

**انگور** مشہور میوہ ہے میٹھا اور پکا
ہوا گرم اور تر ہے ۔ کھٹا انگور سرد و خشک
ہے ۔ پکا بہت جلد ہضم ہو جاتا ہے ۔
انگور میں غذائیت بہت ہوتی ہے ۔ اور انگور
سے عمدہ خون پیدا ہوتا ہے ۔ خون کو صاف
بھی کرتا ہے ۔ بدن طاقتور ہے ۔ بدن کو
موٹا کرتا ہے ۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا
ہے ۔ سودا کو معدہ کو جسم سے نکالتا ہے
سینے اور پھیپھڑے کو صاف کرتا ہے ۔

انگور کا نچوڑا ہوا پانی بہت جلد ہضم
ہو کر خون بن جاتا ہے ۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے
قبض کو دور کرتا ہے ۔ پیاس بجھاتا ہے
دل دماغ اور معدے و جگر کو تقویت پہنچاتا ہے

**کھٹ مٹھا انگور معدے کے لئے**
بہت فائدہ مند ہے ۔ جو لوگ پرانے اور
تیز بخاروں کی وجہ سے کمزور ہو جاتے
ہیں اُن کو کھٹ مٹھا انگور بہت نفع
پہنچاتا ہے ۔ اگر اس کو خوشے سے توڑ کر
دو روز تک رکھ کر کھائیں تو معدے و
مثانے و آنتوں کی بہت سی بیماریاں
دور ہو جائینگی ۔

**کھٹا انگور** صفرا کی زیادتی کو دور کرتا
ہے ۔ پیاس کو بجھاتا ہے ۔ قے اور متلی کو
دفع کرتا ہے ۔ قبض پیدا کرتا ہے ۔ جگر کی
گرمی دور کرتا ہے ۔ سینے کی جلن کو مٹاتا
ہے ۔ دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے ۔
گھبراہٹ اور بے چینی کو فوراً دفع کر دیتا
ہے ۔ معدے اور آنتوں سے دماغ اور
دل کی طرف چڑھنے والے ابخروں کو
روک دیتا ہے ۔

**انناس** ایک پھل ہے میٹھا خفیف
سی ترشی کی طرف مائل۔ انناس سرد اور
تر ہے۔ دل اور دماغ اور جگر کو قوت پہنچاتا
ہے۔ دل کو خوش رکھتا ہے۔ خفقان کو دور
کرتا ہے۔ گردے اور مثانے کی پتھری
کو توڑتا ہے۔ غم اور فکر کو دور کرتا ہے
رنگ کو نکھارتا ہے۔ دُبلے پتلے آدمیوں
کو موٹا کرتا ہے۔ کمزوری کو رفع کرتا ہے۔
معدے کو قوت پہنچاتا ہے۔ اس کا مربّہ
اور شربت بھی بھوک بڑھاتا، پیشاب
کی نالیوں کو صاف کرتا ہے۔ گرمی کو
مٹاتا ہے۔ انناس کا کچا پھل کھلانے سے
عورتوں کی بہت سی بیماریاں دور ہوتی ہیں
بچہ پیدا ہونے کے بعد جو رطوبت اندر
رہ کر بخار اور طرح طرح کی بیماریوں کا
سبب بنتی ہیں وہ انناس کے کھانے
سے دور ہو جاتی ہیں۔ انناس کا رس
یرقان یعنے آنکھوں کی زردی اور
جگر کی خرابی کو دور کرتا ہے۔

**اوجھڑی** جانوروں کی اوجھڑی
یعنی معدہ۔ بکری اور بھیڑ کی اوجھڑی
سب جانوروں سے بہتر ہے۔ اوجھڑی
گرم اور تر ہے۔ اوجھڑی سے خون کم
بنتا ہے۔ بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے
دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ اوجھڑی
آنتوں اور معدے کی کمزوری کے لئے
بیحد مفید ہے۔ جس شخص کو معدے
اور آنتوں کی خرابی سے دست آتے ہوں
اُس کو اوجھڑی بیحد فائدہ مند ہے اور
تبخیر ریاحی کو بھی دفع کرتی ہے۔

**اونٹ** مشہور چوپایہ ہے۔ اس کا
گوشت گرم اور خشک ہے۔ دماغ اور
جگر کو تقویت پہنچاتا ہے۔ جو تھیّہ یعنے
چوتھے روز آنے والے بخار کو دور کرتا ہے
کولہے اور کمر کے درد کو دفع کرتا ہے
یرقان یعنے آنکھوں کی زردی استسقا
یعنے مرض جس میں پیٹ بڑھ جاتا، پیٹ
میں پانی بھر جاتا ہے بے حد مفید ہے۔
پیشاب کی جلن کو مٹاتا ہے۔
اونٹ کا گوشت سوداویت پیدا
کرتا ہے۔ بڑھی ہوئی تلی، سرطان اور
تر کھجلی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ریاح کثرت سے

پیدا کرتا ہے۔

**اونٹنی کا دودھ** گرم اور خشک ہے۔ مزہ نمکین ہوتا ہے اونٹنی کا دودھ معدے میں جمتا نہیں ہے جگر کے سُدّے کھولتا ہے۔ استسقا یعنی جلندر کو بہت مفید ہے۔ ورموں کو گھٹاتا ہے بڑھی ہوئی تلی کو اصلیت پر لاتا ہے۔ پیشاب جاری کرتا ہے۔ بواسیر کو دور کرتا ہے جسم اور دماغ کو قوت پہنچاتا ہے۔ سانس کی تنگی کو دور کرتا ہے۔ کھانسی اور دمہ کے مریضوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

**اِملی** ہندوستان کا مشہور درخت ہے اس کے کچے پھل کو کتارا اور پکے پھل کو املی کہتے ہیں۔ اس کا مزا کھٹا ہوتا ہے اس کا مزاج سرد و خشک ہے دکن وغیرہ ملکوں کی غذاؤں میں بہت زیادہ استعمال کی جاتی ہے دواؤں کے کام بھی آتی ہے۔ اس کو پانی میں بھگو کر آبِ زلال استعمال کرنا چاہیئے۔ ملنا نہ چاہیئے ورنہ نقصان دے گی۔ املی کا آب زلال قبض کشا ہے۔ معدے کی عفونت اور گرمی کو دور کرتا ہے۔ صفرے کی بیماریاں بھی اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہیں، دل اور معدے کو قوت دیتا ہے۔ خون کے جوش کو بھی دور کرتا ہے۔ اِملی ایک ایسی غذا ہے جو غریب ہندوستانیوں کی بیشمار بیماریوں کو فائدہ پہونچا سکتی ہے اگر ہندوستانی وید اور حکیم اس کی طرف توجہ کریں تو ملک کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

**بڑیاں** ہندوستان کی قومیں اُرد یا مونگ وغیرہ غلّوں کو پیس کر بڑیاں بناتی ہیں اور کروڑوں آدمی بطور غذا کے ان کو استعمال کرتے ہیں مسلمانوں میں بھی ان کا رواج ہے ان کا مزاج گرم و خشک ہے بلغم اور صفرے اور ریاح کو دور کرتی ہیں۔ اور بھوک بڑھاتی ہیں۔ جلدی ہضم ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ اوصاف مونگ کی بڑیوں کے ہیں۔ اُرد کی بڑیاں ثقیل ہوتی ہیں۔

**بڑہل** ایک پھل ہے مزاج معتدل ہے۔ پکا ہوا پھل دل اور معدے کو قوت دیتا ہے صفرا کی زیادتی دور کرتا ہے۔ بلغمی مزاج والوں کو نقصان پہونچاتا ہے۔

**باجرہ** ایک مشہور غلہ ہے۔ باجرہ سرد اور خشک ہے۔ قبض پیدا کرتا ہے خشکی بڑھاتا ہے۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے

اور اس کی روٹی میں غذائیت بھی کم ہوتی ہے۔ اگر باجرے کو پیس کر اسکی بھوسی دور کر کے گیہوں کی بھوسی ملا کر دودھ سے گوندھ کر روٹی پکا کر کھائی جائے تو غذائیت کافی ہوتی ہے اور خون بھی زیادہ بنتا ہے۔ باجرے کی روٹی ہمیشہ گھی کے ساتھ کھانی چاہئے۔ باجرے کی روٹی کمر کو مضبوط کرتی ہے۔ بدن کو موٹا اور طاقتور بناتی ہے۔ بلغمی نزلہ میں بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔ باجرے کا حریرہ سوداوی اور صفراوی قے کو بند کر دیتا ہے۔ باجرے کی روٹی دودھ کے ساتھ کھانے سے بہت قوت پہنچاتی ہے۔ عورتوں کا دودھ بڑھاتی ہے۔

**بادام** میٹھا بادام گرم اور تر ہوتا ہے۔ بدن کی تمام قوتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو غذا پہنچاتا ہے۔ بادام سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ دماغ اور گردوں کو قوت پہنچاتا ہے کھانسی اور نزلے کو نفع پہنچاتا ہے۔ سینے اور حلق کی خراش کو مٹاتا ہے۔ دمے کو بے حد مفید ہے قبض نہیں کرتا۔ آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتا ہے۔ آنتوں اور مثانے کے زخموں کو مٹاتا ہے۔ بادام سر کے درد اور سر کے چکر آنے کو مٹاتا ہے۔ ذہن اور حافظہ کو بڑھاتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے۔ چہرے کا رنگ سرخ اور سفید بناتا ہے۔

**میٹھے بادام کا تیل** گرمی اور سردی میں معتدل ہے۔ بادام کا تیل دودھ میں ڈال کر پینے سے سینے کی خراش اور آنتوں اور دماغ کی خشکی دور ہوتی ہے۔ قبض دائمی کو مٹا دیتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ دماغ کی کمزوری کے لئے ایک خاص غذائی دوا ہے۔ روغن بادام بجائے گھی کے کھانے میں استعمال کرنا بیحد مفید ہے۔ اس کے استعمال سے بدن کی کھجلی دور ہو جاتی ہے۔

اگر حاملہ عورت نواں مہینہ لگتے ہی ۳ ماشہ روزانہ روغن بادام پی لیا کرے تو بچہ آسانی سے پیدا ہو جائے گا

**بام مچھلی** یہ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہے اور گرم خشک۔

ہوتی ہے - تازہ یا مچھلی کھانے سے زیادہ خون پیدا ہوتا ہے - پھیپھڑے کو صاف کرتی ہے - سل اور منہ سے خون آنے کو مفید ہے - ریاح تحلیل کرتی ہے - سردی کو دفع کرتی ہے - بوڑھوں کے لئے بیحد موافق ہے - کمر اور پیٹھ کے درد کے لئے مفید ہے۔

**بتھوا** ایک قسم کا ساگ ہے جو ہندوستان میں عام طور پر پکا کر کھایا جاتا ہے - بتھوا سرد اور تر ہے - اس کے کھانے سے سردی پیدا ہوتی ہے - ورموں کو تحلیل کرتا ہے - سینے کو ملائم کرتا ہے - گرمی کی کھانسی اور سل کے لئے مفید ہے - ہضم جلدی ہو جاتا ہے - قبض کو دور کرتا ہے - جگر کے سدے کھولتا ہے - یرقان یعنی آنکھوں کی زردی اور استسقاء (جلندر) کے لئے فائدہ مند ہے - تلی کے لئے بھی مفید ہے - خون کے فساد کو دور کرتا ہے - بواسیر کے لئے نافع ہے - پیشاب جاری کرتا ہے - [illegible] مزاج کے آدمیوں کو بتھوا روغن زیتون کے ساتھ پکا کر گرم مصالحے ڈال کر کھانا چاہئے - حاملہ عورتوں کو زیادہ استعمال نہ کرنا چاہئے

**بٹیر** ایک پرندہ ہے خاکی رنگ کا - اس کا گوشت گرم اور خشک ہے - اس کو پکا کر کھانے سے جگر اور تلی اور گردے کے سدے تحلیل ہو جاتے ہیں - ہاضمہ بڑھ جاتا ہے - بواسیر بادی اور استسقا (جلندر) کے لئے مفید ہے - پیشاب کو جاری کرتا ہے - خون زیادہ بناتا ہے - بدن کو موٹا کرتا ہے - گردے اور مثانے کی پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے - معدے اور جگر کے دستوں کے لئے مفید ہے۔

جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کو اس کا گوشت بیحد فائدہ مند ہے - بٹیر کے انڈے پکا کر بچوں کو کھلانا گونگے پن کو دور کرتا ہے -

**برف** ایک تو قدرتی برف ہوتی ہے جو سردی کے موسم میں آسمان سے گرتی ہے اور دوسری مصنوعی جو آج کل مشینوں سے تیار کی جاتی ہے - اور عام طور پر ہر جگہ ملتی ہے - برف حقیقت میں سرد اور تر ہے - اس کی خشکی عارضی ہے - گرم بخاروں میں نفع پہنچاتی ہے - جس عضو پر برف رکھی جائے

اس کوشش کرتی ہے۔ جن کے معدے اور جگر میں گرمی زیادہ ہوتی ہے ان کو بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔ بھوک بھی بڑھاتی ہے۔ معدے کو قوت دیتی ہے۔ سینے کی جلن، جی کا متلانا، ابکائی، ہچکیوں کا آنا برف سے دور ہو جاتا ہے۔ خون کی قے کو بھی بند کرتی ہے۔ اگر کسی کے حلق میں جونک چمٹ جائے تو برف چوسنے سے جونک نکل جاتی ہے۔

**برفی** ایک قسم کی مٹھائی ہے جو دودھ کے ماوے اور شکر سے تیار کی جاتی ہے نہایت مزیدار ہوتی ہے۔ برفی گرم اور خشک ہے بدن کو موٹا کرتی اور خون بڑھاتی ہے کھانسی کو دور کرتی ہے۔ سینے اور پھیپھڑے کی بہت سی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔

جس برفی میں ماوہ زیادہ ہو اس کو قلاقند کہتے ہیں۔ قلاقند کھا کر اوپر سے ایک گلاس پانی پی لینے سے صاف اجابت ہو جاتی ہے۔ قبض دور ہو جاتا ہے۔

**بڑا** ایک قسم کی غذا ہے جو مونگ یا اڑد کی دال پانی میں بھگو کر پیس کر مرچیں گرم مصالحہ وغیرہ ملا کر گھی یا تیل میں تل کر بنایا جاتا ہے۔ اگر بڑوں کو چھاچھ یا دہی میں تر کر دیا جائے تو اسکو دہی بڑے کہتے ہیں۔

بڑے گرم اور خشک ہوتے ہیں بدن کو مضبوط کرتے ہیں۔ ہاضمہ بڑھاتے ہیں۔ کھانے کی خواہش پیدا کرتے ہیں دہی یا چھاچھ میں بھیگے ہوئے بڑے بھی طاقت دیتے ہیں۔ قبض کو دور کرتے ہیں۔ کانجی میں بھیگے بڑے بھوک لگاتے ہیں۔ ریاح کو خارج کرتے ہیں۔ بدہضمی کو کو مٹاتے ہیں اور پیاس کو کم کرتے ہیں۔

**بکری** ایک مشہور چوپایہ جانور ہے اس کا گوشت گرم اور تر ہوتا ہے۔ جس سے ہلکا اور عمدہ خون پیدا ہوتا ہے اس میں غذائیت بھی زیادہ ہوتی ہے گرم مزاج کے آدمیوں کو بہت موافق ہے۔ سل کے بیماروں کے لئے بکری کا شوربہ بہترین غذا ہے۔ جو لوگ محنت کے عادی نہیں ہیں ان کو بکری کا گوشت ہی استعمال کرنا چاہئے۔ بکری کی کلیجی دست بند کرتی ہے۔ چاول اور باجرے کے آٹے کے ساتھ

بکری کی چربی ملا کر حریرہ بنا کر پلاتا ہے جس کے لئے بہترین غذا ہے۔ بکری کے سر کا مغز کھانا دماغ کو قوت پہنچاتا ہے۔ پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ جسم کو موٹا تازہ بناتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو سرخ کرتا ہے۔ ہڈیوں کو جوش دیکر اُن کمزور مریضوں کو جو بیماری سے اٹھے ہوں پلانا طاقت ور بناتا ہے۔

**بکری کا دودھ** معتدل ہے گائے کے دودھ سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا پینا مُنہ سے خون آنے، کھانسی، سل اور پھیپھڑے کے زخموں کے لئے مفید ہے۔ حلق کے ورم اور خراش کو دور کرتا ہے۔ پیشاب لاتا ہے۔ دماغ کی خشکی دور کر کے آرام کی نیند سلاتا ہے۔ دل کی کمزوری دور کرتا ہے۔ خفقان غم اور غصہ اور بُرے خیالات اور گھبراہٹ کے لئے بہت مفید ہے۔ سوداکو چھانٹتا ہے تازہ گرما گرم دودھ جس میں دودھ کی گرمی موجود ہو پینا بہت فائدہ مند ہے قبض کو دُور کرتا ہے۔ پُرانے بخاروں میں اور دق میں اس کا استعمال بیحد مفید ثابت ہوا ہے خون کو صاف کرتا ہے۔ مار انجین بھی بکری

کے دودھ سے تیار کیا جاتا ہے۔

**بورانی** ایک قسم کی مزیدار غذا ہے جو سبز ترکاریوں کو پیاز کو گھی سے بھون کر چھاچھ یا دہی پلکھٹے انار کے رس یا کھٹے انگور کے رس میں ملا کر تیار کی جاتی ہے۔ بورانی سرد اور خشک ہوتی ہے اس کے کھانے سے صفرا کی تیزی اور خون کا جوش دفع ہوجاتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں گرم مزاج کے آدمیوں کو اس کا کھانا بہت نفع پہنچاتا ہے۔ معدے کو قوت دیتی ہے قبض کو دور کرتی ہے۔ دستوں کو بند کردیتی ہے۔

**بونٹ** ہری ڈالی کے کچے چنوں کو کہتے ہیں۔ یہ گرم اور تر ہوتے ہیں۔ خون بڑھاتے ہیں۔ بدن کو موٹا کرتے ہیں۔ بونٹ پلاؤ جو چاول اور بونٹ ملا کر پکایا جاتا ہے ایک مزیدار اور من بھاتی غذا ہے جو بہت طاقت پہنچاتی ہے۔ بونٹ خون کو صاف کرتے ہیں مگر ریاح پیدا کرتے ہیں۔

**بھنڈی** مشہور ترکاری ہے۔ بھنڈی سرد اور خشک ہے جسم کو طاقت پہنچاتی ہے

گرمی کو دور کرتی ہے۔ پیچش اور دستوں میں بہت مفید ہے۔ آنتوں کے زخم اور پھوڑوں کو اچھا کرتی ہے۔ خشک کھانسی کو بھی دور کرتی ہے۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ ریاح اور بلغم پیدا کرتی ہے۔

**بھوسی** آٹا چھاننے کے بعد جو چیز چھلنی میں باقی رہ جاتی ہے وہ بھوسی کہلاتی ہے۔ بھوسی گرم اور خشک ہوتی ہے۔ عام طور پر بھوسی کو بیکار چیز سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک بہترین چیز ہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہی آٹے کی جان ہے۔ بھوسی کو صاف کر کے آٹے میں ملا کر روٹی پکا کر کھائی جائے تو جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ خون زیادہ پیدا کرتی ہے۔ ورموں کو تحلیل کرتی ہے۔ کمزور معدے کے مریض جن کو کھانا ہضم نہ ہوتا ہو اور کھانا کھانے کے بعد قرار قرار نہ بے چینی ہو جاتی ہو یا دست آ جاتے ہوں ان کو اوپر لکھے ہوئے طریقے کے مطابق روٹی پکا کر کھانے سے ہضم ہونے لگتی ہے۔ اور تھوڑے دنوں میں سب شکایتیں مٹ جاتی ہیں۔ ایک سیر بھوسی میں مشکل سے ایک چھٹانک ایسے اجزا نکلتے ہیں جو ہضم نہیں ہوتے یا جزو بدن نہیں ہوتے۔ بھوسی میں ریاح کو توڑنے کی بے حد قوت ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔ اگر بھوسی کے ساتھ مغز بادام اور خشخاش ملا کر حریرہ تیار کر کے پیا جائے تو دائمی نزلہ سر کا درد اور چکّر دور ہو جاتے ہیں۔

**بہی** ایک درخت کا پھل ہے جو تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک میٹھا۔ دوسرا کھٹا اور تیسرا کھٹ مٹھا۔ کشمیر اور پشاور کی طرف بکثرت ہوتا ہے۔

میٹھی بہی گرم اور تر ہے۔ کھٹی سرد اور خشک۔ اور کھٹ مٹھی معتدل۔

بہی سے بکثرت خون پیدا ہوتا ہے قے کو روکتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے۔ دل کو خوش رکھتی ہے۔ جگر اور دل اور آنتوں کو قوی کرتی ہے۔ بھوک خوب لگاتی ہے ہاضمہ بڑھاتی ہے۔ بہی کو بھوبل میں بھون کر کھانے سے معدہ قوی ہوتا ہے۔ اس کے

کھانے سے عورتوں کی مٹی کھانے کی عادت
بھی جاتی رہتی ہے۔
بہی کے زیادہ کھانے سے جذام ہوجاتا
ہے اور معدے میں درد بھی ہوجاتا ہے
جس سے ہچکی لگ جاتی ہے اور کبھی اسکی
زیادتی پٹھوں میں درد پیدا کرتی ہے۔
رعشہ اور قولنج کا بھی اندیشہ ہے۔ اسلئے
اس کو خوب چبا کر فضلہ تھوک دیں اور رس
پی جایا کریں۔ بہی کا رُب اور بہی کا مُربہ
بھی دل کو قوت دیتا ہے متلی کو دور کرتا
ہے۔ گرمی کو دفع کرتا اور پیاس کو بجھاتا ہے

**بھیجا** ہر جانور کا بھیجا یعنے مغز باعتبار
اس کے بدن کے سرد اور تر ہوتا ہے
اور ہر جانور کا بھیجا فائدے میں علیحدہ ہے
مگر عام بھیجے دیر میں ہضم ہوتے ہیں اور
جب ہضم ہوجاتے ہیں تو دماغ کو قوت
دیتے ہیں۔ بدن کو موٹا کرتے ہیں۔ پیٹ کو
ملائم کرتے ہیں۔ آنتوں اور گردوں کی
خشکی کو دور کرتے ہیں۔ زیادتی کے ساتھ
بھیجوں کا استعمال بھوک کو کم کرتا ہے
اور قے اور متلی پیدا ہوتی ہے۔

**بھیڑ** مشہور چوپایہ ہے جسکا گوشت
عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا
گوشت بہت معمولی سا گرم اور تر ہے
جلد ہضم ہوجاتا ہے۔ عمدہ خون پیدا
کرتا ہے۔ اعضاء کو قوت دیتا ہے۔
بدن کو موٹا کرتا ہے۔ کانجی کے ساتھ
استعمال کرنے سے یہ گوشت جلد ہضم
ہوجاتا ہے۔ بھیڑ کا دل جگر اور گردے
آدمی کے دل جگر اور گردوں کو طاقتور
بناتے ہیں۔ اس کا بھیجہ دماغ کو قوت
پہنچاتا ہے۔ مگر روزانہ کثرت سے کھانا
نسیان یعنے بھول جانا اور کند ذہنی پیدا
کرتا ہے۔ بھیڑ کا گوشت ریاح پیدا کرتا ہے
صفرا اور بلغم بھی بڑھاتا ہے اس لئے
مینڈھے کا گوشت اس سے زیادہ بہتر ہے۔

**بھیڑ کا دودھ** گرم اور تر ہے
بدن میں تری پیدا کرتا ہے۔ بدن کو موٹا
کرتا ہے۔ دماغ اور دل کو قوت پہنچاتا
ہے۔ پھیپھڑے اور آنتوں کے زخم بھرتا
ہے۔ مُنہ سے خون آنے کے لئے مفید ہے۔ چہرہ
کا رنگ درست کرتا ہے۔ کھانسی کو دور کرتا ہے

(باقی آئندہ)

| کتاب | صفحات | قیمت |
|---|---|---|
| تبلیغی اشتہارات کا مجموعہ | ۱۴۴ | ۸ر |
| تذکرہ غلام بالے میاں | ۱۶ | ۲ر |
| ترغیب حساب | ۶ | ۴ر |
| تسلی | ۱۲۰ | عہ ر |
| تسکین احساس | ۴۴ | ۶ر |
| تشریح الکافر | ۳۰ | ۴ر |
| تعلیم القرآن | ۹۶ | ۸ر |
| تصوف کی تعلیم کا خلاصہ | ۲۴ | ۳ر |
| تعلیم خدمتگاری | ۴۴ | ۳ر |
| تمباکو نامہ | ۱۶ | ۳ر |
| تہجد کی مناجات | ۲۴ | ۲ر |
| تین شہید | ۱۶ | ۳ر |
| جگ بیتی کہانیاں | ۸۰ | ۸ر |
| جاں باز مسلم | ۱۶ | ۲ر |
| جرمنی خلافت | ۶۴ | ۶ر |
| جواز عکسی تصاویر | ۳۲ | ۴ر |
| چار درویشوں کا تذکرہ | ۲۸ | ۳ر |
| چالیس آیت | ۱۶ | ۱ر |
| چٹکیاں گدگدیاں | ۱۱۲ | ۱۲ر |
| حج کا ساتھی | ۱۳۵ | عہ ر |
| حضرت محمدؐ کے حالات (ہندی) | ۱۴۴ | ۸ر |
| حق پرستوں پر ستم | ۱۶ | ۲ر |
| حلال خور | ۸۰ | ۸ر |
| حلوائی کی تعلیم | ۱۵ | ۸ر |
| حمل سے وضع حمل تک | ۶۴ | ۸ر |

| کتاب | صفحات | قیمت |
|---|---|---|
| خلاصہ تعلیم تصوف | ۴۴ | ۶ر |
| خدائی انکم ٹیکس | ۸۰ | ۱۰ر |
| خوشامدی اور سرکش | ۳۲ | ۴ر |
| داعیٔ اسلام | ۴۰ | ۳ر |
| دس سبق | ۱۶ | ۳ |
| دست غیب | ۲۸ | ۲ر |
| دل کی عیدیاں | ۳۶ | ۵ر |
| دلائل اسلام | ۱۱۲ | ۸ر |
| دور جوانی | ۶۴ | ۸ر |
| دہلی کی جاں کنی (با تصویر) | ۲۰۴ | عہ |
| دہلی کی آخری شمع | ۱۸۰ | عہ ر |
| دی ریلجن آف پیس (انگریزی) | ۱۳۶ | ع |
| رائے بہادر کی نعت | ۱۶ | ۲ر |
| رسولؐ کی عیدی | ۳۲ | ۲ر |
| روزنامچہ سفر بمبئی و کاٹھیاواڑ ۱۹۳۱ء | ۹۶ | ۱۲ |
| روزنامچہ خواجہ صاحب ۱۹۳۳ء | ۴۴۴ | ع |
| روزنامچہ غدر مرزا غالب | ۷۲ | ۱۲ر |
| روپیہ عالم سکرات میں | ۱۶ | ۱ر |
| روزے کے احکام و مسائل | ۱۰۴ | ۸ر |
| زیارت نامہ | ۱۲ | ۲ر |
| سیر مثنوی (عام فہم) | ۱۴۴ | ۸ر |
| سیرت شیخ تقی | ۷۹ | ۴ر |

| کتاب | صفحات | قیمت |
|---|---|---|
| سیرت امام حسینؑ | ۴۴ | ۴ر |
| سلاطین عباسیہ | ۲۶۰ | ۸ر |
| سلاطین بہمنی | ۸۰ | ۸ر |
| سفرنامہ حجاز و مصر و شام (با تصویر) | ۱۹۲ | ۸ر |
| سفرنامہ افغانستان | ۲۶۴ | ۸ر |
| سفرنامہ بمبئی و کاٹھیاواڑ | ۹۲ | ۱۲ر |
| سفرنامہ یورپ | ۲۸۴ | ع |
| سیر دہلی (با تصویر) | ۹۶ | عہ ر |
| سیپارۂ دل | ۴۰۰ | ع |
| سورج چاند کی کہانی | ۲۸ | ۳ر |
| سترہ سورہ | ۱۲ | ۱ر |
| سناتن سندیسہ (اردو) | ۱۶ | ۲ر |
| " " (ہندی) | | ۲ر |
| سادھو سنگٹ | ۱۶ | ۱ر |
| کچھوا اور سلطانوں کا راستہ | ۴۴ | ۱ر |
| سجدۂ تعظیمی | ۵۲ | ۸ر |
| سکھ قوم | ۵۴ | ۶ر |
| شامی جہاد | ۵۳۰ | عہ |
| شادی غمی کی صد بندی | ۵۶ | ۶ر |
| شراب جوئے کی خرابیاں | ۳۲ | ۴ر |
| شیخ سنوسی | ۳۲ | ۴ر |
| شیطان کا طوطا | ۱۶ | ۲ر |
| تمانچہ بر رخسار یزید | ۱۱۴ | عہ |

| نام کتاب | صفحات | قیمت | نام کتاب | صفحات | قیمت | نام کتاب | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| طریقت کی پہلی | ۶۴ | ۲ر | قرآن مجید کا ہندی ترجمہ و تفسیر (۲ جلدیں) | ۹۰۰ | مجلد ۹ے | محمودی حلوے کی کتاب | ۴۰ | ۲ر |
| طریقت کی دوسری | ۶۴ | ۲ر | | | | مفلسی کا مجرب علاج | ۳۲ | ۴ر |
| عام فہم تفسیر قرآن (از ۱ تا ۵) | ۲۰۰ | ۵ے | قرآنی بول چال | ۱۶ | ۱ر | مرگ نامہ (حصہ دوم) | | |
| عام فہم تشریح بخاری (۸ حصے) | | فی پارہ | قرآن مجید کے دیوانی قوانین | ۴۸ | ۴ر | کم تو موت | ۴۸ | ۶ر |
| عرب کا ارتداد | ۴۴ | ۴ر | " " فوجداری " | ۶۴ | ۶ر | مختصر احوال بابا ... | ۳۲ | ۲ر |
| عورت نامہ | ۱۶ | ۴ر | قرآن مجید کے معجزات | ۴۸ | ۴ر | مرغی انڈے کا بیوپار | ۷۴ | ۸ر |
| علاج بالخیال | ۱۲۴ | عہ | قرآن مجید کے پارہ موتی | ۶۴ | ۸ر | نادان وہابی | ۱۶ | ۱ر |
| عمر بڑھانے کے طریقے | ۹۶ | ۱۲ر | کائنات بیتی | ۱۱۲ | ۱۴ر | نپولین کے اقوال | ۱۶ | ۲ر |
| عید کارڈ (تبلیغی) | ۳۲ | ۱ر | کم تو موت | ۱۲۰ | عہ | نمونہ جنگ صفین | ۲۰۸ | ۶عار |
| عباسیہ سلاطین کی تاریخ (۲ حصے) | ۳۰۰ | ۸عہ | کرشن بیتی | ۱۹۲ | ۱عہ | نظم الہام | ۱۶ | ۳ر |
| | | | گیارھویں نامہ | ۸۰ | ۱۲ر | ہندی پارہ عم | ۴۴ | ۴ر |
| غالب کا روزنامچہ غدر | ۷۲ | ۱۲ر | گاندھی نامہ | ۶۴ | ۸ر | ہندوستانی شاہنامہ حصہ اول | ۴۸ | ۴ر |
| غزنوی جہاد | ۶۴ | ۸ر | گرفتار شدہ خطوط (غدر دہلی) | ۱۴۴ | عہ | | | |
| غزنی نامہ | ۸۸ | ۸ر | لاہوتی آپ بیتی | ۱۶ | ۲ر | ہندوستانی شاہنامہ حصہ دوم | ۵۰ | ۴ر |
| غازی مرقع | ۱۶ | ۴ر | لڑائی کا گھر | ۵۶ | ۶ر | | | |
| غدر دہلی کا سٹ | ۱۲ حصے | ۵ے | لے دور کا سلام | ۸ | ۱ر | ہندو کی لغت | ۳۲ | ۴ر |
| غدر دہلی کے اخبار | ۲۴ | ۴ر | میلاد نامہ | ۱۱۲ | عہ | ہندو مذہب کی معلومات | ۶۴ | ۸ر |
| غدر کی صبح شام | ۲۷۲ | عہ | محرم نامہ | ۱۲۸ | عہ | | | |
| غدر دہلی کا نتیجہ | ۷۲ | ۸ر | محرم نامہ کا دوسرا حصہ یزید نامہ | ۱۴۴ | عہ | ہڑیال کی گھڑیال | ۲۰۶ | ۱ر |
| غیبی نوشتے (قبروں کی) | ۳۰ | ۴ر | مجالس حسنہ | ۸۸ | ۱۰ر | فرعونی تاریخ | ۴۸۴ | سے |
| فاطمی دعوت اسلام | ۲۴۰ | سے | محاصرہ دہلی کے خطوط | ۳۲ | ۴ر | قرآن و حدیث کے فرمان | ۲۰۸ | مجلد عہ |
| فرام قبلہ ٹو شملہ | ۱۶ | ۲ر | مسلمان مہاراجہ (باتصویر) | ۲۸۸ | ۸ر | | | |
| فلسفۂ شہادت | ۸ | ۱ر | مسلمان مہاراجہ کی تقریر | ۱۶ | ۱ر | فاطمی دعوت اسلام | ۲۴۲ | سے |
| قلمی قرآن مجید (...) | ۸۷۲ | ۶عہ | محمد درشن | ۷۸ | ۸ر | قرآن کا آسان دین اور قوانین قرآن | ۱۵۶ | سے |
| قرآن آسان قاعدہ | ۷۲ | ۲ر | محمد کی سرکار | ۱۴۴ | ۸ر | | | |

ملنے کا پتہ :- دفتر اخبار منادی ڈاکخانہ حضرت نظام الدین دہلی ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

# منادیٔ دہلی



| ایڈیٹر علی بن حسن نظامی | سالانہ قیمت دو روپے | ۸ اپریل سنہ ۱۹۳۵ء اتوار |
| --- | --- | --- |

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## لائق ہندوستانیوں کی وفات

ہر ہندوستانی کو ان خبروں سے صدمہ ہوا کہ لاہور کے لالہ دنی چند نے وفات پائی۔ اور ریواڑی کے سر شادی لال نے وفات پائی۔ اور جے پور کے حضرت مولانا سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل نظامی نیازی نے رحلت فرمائی۔

منادی کے ناظرین اور چشتی برادری کے ممبروں کی طرف سے میں ان سب کے پسماندوں سے تعزیت کرتا ہوں۔

## مسٹر لائڈ جارج کی وفات

لندن سے خبر آئی کہ برطانیہ کے سابق وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج نے بھی وفات پائی۔ جو گزشتہ جنگ یورپ کے وقت برطانیہ کے وزیر اعظم تھے۔

## وائسرائے کا سفر لندن

ہندوستان کے وائسرائے اور ہوم ممبر لندن گئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کو آزادی دینے کے لئے وزیر ہند اور وزیر اعظم سے بات چیت کرنے گئے ہیں۔ ہندوستان میں اس سفر نے ایک امید اور توقع کی لہر پیدا کر دی ہے۔ منادی کا اندازہ ہے کہ اس سفر سے کانگرس کو فائدہ ہوگا۔

## نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی اصلاح

ممبران اسمبلی اور ممبران کونسل آف اسٹیٹ کا فرض ہے کہ وہ موجودہ سشن کے زمانے میں نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی اصلاح کے معاملات پر بھی توجہ کریں کیونکہ نئی دہلی ہندوستان کا پایہ تخت ہے۔ اور یہاں کے ممبر نامزد کئے جاتے ہیں۔ پبلک منتخب نہیں کرتی۔ اور اس کی وجہ سے کمیٹی میں اندرونی خرابیاں بڑھ رہی ہیں۔ جن سے باشندوں کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور نئی دہلی کی کمیٹی کی حدود میں رہنے والوں کی ضرورتوں کو پیش کرنے والا اور ان کو پورا کرانے والا پبلک کا ایک بھی نمائندہ نہیں ہے۔ جس سے پبلک کو بیحد تکلیف ہے

# اُردو کتابوں کا تعارف

## نورانی قرآن کا روحانی مظاہرہ

یہ سید عبدالقادر محی الدین جیلانی سبزواری اعزازی معتمد انجمن خادم المسلمین حیدر آباد دکن کا ۸ صفحے کا رسالہ ہے جو انھوں نے بعض آریہ سماجی دریدہ دہن مفسدین کے سامنے بطور ایک روحانی مقابلے کے چیلنج کے پیش کیا ہے کچھ آریہ سماجی ریاست حیدر آباد میں تقریریں کر کے قرآن کریم کے متعلق اپنی من گھڑت خرافات بکتے پھرتے ہیں اُن کو سید صاحب موصوف نے چیلنج کیا ہے کہ یا وہ سید صاحب موصوف کے پاس اپنی مذہبی کتابیں لے کر آئیں یا سید صاحب کو اپنے پاس بلائیں اور پھر سید صاحب اور آریہ سماجی پنڈت الگ الگ کمروں میں بند ہو جائیں اور بغیر کچھ کھائے پیئے صرف اپنی کتابیں پڑھتے رہیں اور اس طرح اپنے اپنے مذہب اور اپنی اپنی مذہبی کتابوں کی سچائی اور روحانیت کا امتحان کریں جس کا مذہب اور مذہبی کتابیں سچی ہوں گی وہ محض اپنی کتابوں کی تلاوت کر کے اس روحانی غذا کے سہارے زندہ رہیگا اور جو جھوٹا ہوگا وہ اس بھوک پیاس والے سخت امتحان میں ناکام رہ کر غذا کے لئے چیخنے چلانے لگیگا۔ اور مقابلہ سے باز آجائے گا۔

---

## کتاب مخدوم زادگان فتحپور کا پہلا حصہ

$\frac{20 \times 26}{16}$ سائز کی ۷۰ صفحات کی کتاب ہے جو مولوی حاجی مسعود علی صاحب محوی بی۔ اے سابق سشن جج حیدر آباد دکن نے تالیف کی ہے اور اس میں اپنے وطن فتحپور ضلع بارہ بنکی (اودھ) کے مشہور بزرگ حضرت مخدوم شیخ حسام الدین علیہ الرحمتہ کے حالات جمع کئے ہیں۔ مولوی مسعود علی صاحب خود فتحپور کے خاندان مخدوم زادگان سے تعلق رکھتے ہیں اور انھوں نے حضرت مخدوم حسام الدین علیہ الرحمتہ کے حالات زندگی بڑی کاوش و تحقیق سے اس کتاب میں یکجا کئے ہیں۔ کاغذ سفید اور اچھا ہے اور کتابت وغیرہ بھی اچھی ہے۔ کتاب پر قیمت درج نہیں ہے مشائخ سے عقیدت رکھنے والے حضرات کو یہ کتاب پڑھ کر حضرت مخدوم شیخ حسام الدین کی حیات متبرکہ سے واقفیت حاصل کرنی چاہیئے یہ کتاب محوی صاحب سے مبشی گوڑہ حیدر آباد دکن کے

پتے سے مل سکتی ہے۔

## روشن ستارے

۱۸۳ صفحے کی غیر مجلد کتاب ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ ہے۔ کاغذ سفید اور اچھا ہے۔ لکھائی چھپائی غنیمت ہے۔ رائے صاحب لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے پریذیڈنٹ انجمن اتحاد مذاہب لاہور نے دنیا کے دس "مہا پرشوں" کے حالات زندگی تحریر کئے ہیں۔ یہ دس مہا پرش شری کرشن۔ مہاتما بدھ حضرت مسیحؑ۔ حضور نبی کریم محمد صلعم۔ گورونانک دیو۔ راجہ رام موہن رائے ہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکر۔ مہاتما کیشب چندر سین سوامی دیانند سرسوتی اور مہاتما گاندھی ہیں۔ رائے صاحب لالہ رگھوناتھ سہائے نے ہر بزرگ و عظیم ہستی کے حالات نہایت صلح و آشتی آمیز انداز میں تحریر کئے ہیں۔ یہ کتاب ہندو مسلمان سکھ عیسائی سب قوموں کے درمیان میل ملاپ اور محبت و رواداری قائم کرنے والی ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں اور بانیان مذاہب اور مصلحان قوم کی زندگیوں سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر ہے جو بہت کم ہے اور اسی غرض سے اتنی کم رکھی گئی ہے کہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ غریب لوگ بھی خرید سکیں۔ ملنے کا پتہ منیجر اخبار گلدستہ ۳۸ میکلوڈ روڈ لاہور ہے۔

## نظام ادب

اس نام سے نظام کالج حیدر آباد دکن کے طالب علموں کا ششماہی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ جون ۱۹۴۴ء میں انہوں نے اپنے کالج کے سابق صدر جناب قادر حسین خاں صاحب مرحوم کی یادگار میں ایک خاص نمبر شائع کیا ہے جو ۱۸×۲۲ سائز کے تقریباً ۷۵ صفحات پر حاوی ہے اور اس میں ۲۷ مشہور علم داں و علم نواز ہستیوں کے مضامین و پیامات شامل ہیں جو مرحوم قادر حسین خاں صاحب کی شخصیت اور ان کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی علمی و تعلیمی اہلیتوں اور مفید عام کوششوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مرحوم قادر حسین خاں صاحب کی زبردست شخصیت ان کا بلند اخلاق ان کی اصول پسندی۔ ان کا تبحر علمی۔ مسائل تعلیم میں ان کی مہارت۔ علم تاریخ اور

فن ادب میں اُن کا ورک اور ان کی بہت سی دیگر خوبیوں اور خصوصیتوں کے متعلق رسالہ نظام ادب کی اس اشاعت خصوصی سے بہت اچھی معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔ جو طالب علموں کے لئے بالخصوص اس لئے بہت مفید ہے کہ وہ ایک بلند پایہ شخصیت کے اخلاق و کردار سے آگاہ ہو کر اپنے اندر بھی ویسی خوبیاں پیدا کریں۔ رسالے میں قادر حسین خاں صاحب مرحوم کے ۲ فوٹو بھی ہیں۔ رسالہ کا کاغذ بہت اچھا سفید اور چکنا ہے کتابت و طباعت بھی بہت اچھی ہے۔ رسالہ پر سیاہ آرٹ کاغذ کی خوبصورت دفتیں جلد بھی ہے جس پر نہایت خوبصورت ڈائی کے حروف میں نظام ادب ڈر رسالہ کا نام چھپا ہوا ہے ملک کے تعلیمی حلقوں کو نظام کالج حیدرآباد سے جون ۱۹۴۴ء کی یہ اشاعت خصوصی ضرور منگانی چاہیے۔ رسالہ پر کوئی قیمت درج نہیں ہے۔

**سالنامہ مشہور** } دہلی کے نامور رسالہ "مشہور" نے فروری ۱۹۴۵ء میں یہ سالنامہ شائع کیا ہے جس میں ظاہری و باطنی دونوں طرح کی خوبیاں ہیں۔ سرورق بہت خوبصورت ہے۔ اور اُس پر اعلیٰ حضرت حضور نظام کی رنگین تصویر ہے اس سالنامہ میں ۲۹۰ صفحات ہیں جو کاغذ کی اس گرانی کے زمانے میں اچھی خاصی ضخامت کہی جاسکتی ہے۔ سالنامہ میں آرٹ پیپر اور سادہ کاغذ پر بہت سی تصویریں ہیں اور فہرست مضامین میں اچھے اچھے لکھنے والوں کے نام شامل ہیں مثلاً ادیبوں میں خواجہ محمد شفیع دہلوی۔ شاہد احمد دہلوی فضل حق قریشی۔ اشرف صبوحی۔ ایم اسلم اور کوثر چاندپوری وغیرہ کے نام اور شاعروں میں بیخود دہلوی اور سائل دہلوی جیسے پرانے رنگ کے استادوں سے لیکر سیماب اکبرآبادی۔ جگر مرادآبادی۔ فراق گورکھپوری اور حفیظ جالندھری وغیرہ کے نام نظر آتے ہیں۔ الغرض اخباروں اور رسالوں کے شوقین لوگوں کے لئے یہ سالنامہ بہت دلچسپ چیز ہے۔ اس سالنامہ کی قیمت عہ ہے۔ دفتر رسالہ مشہور فراش خانہ دہلی ملنے کا پتہ

**پریم ترنگ یا عرف ترانۂ الفت** } کا نشی رام صاحب چاؤلہ کی کتاب ہے اس میں ۲۰۲ صفحے ہیں کاغذ اور لکھائی چھپائی سب اچھی ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ہے۔ اس کتاب کا مقصد سب انسانوں کو آپس کی محبت اور رواداری کا سبق سکھانا ہے۔ کتاب کی قیمت ۱۲ر ہے۔ ملنے کا پتہ میسرز نرائن دت سہگل اینڈ سنز پبلشرز لوہاری گیٹ۔ لاہور ہے۔

## ہمایوں کا سالگرہ نمبر (لاہور سے)

اردو کے بیشمار رسالے شائع ہوتے ہیں جن میں سے چند رسالے بہت اچھے ہیں ہمایوں اور اچھے رسالوں میں ایک خاص امتیاز اور شان کا مالک ہے۔ ہمایوں نے ۱۹۴۵ء کا سالگرہ نمبر شائع کیا ہے جو بڑی خوبیوں کا پرچہ ہے۔ اس میں بڑے اچھے اچھے لکھنے والوں اور ملک کے مانے ہوئے ادیبوں کے مضامین ہیں مثلاً علامہ کیفی دہلوی جناب "فلک پیما" جناب سلطان حیدر جوش جناب راجندر سنگھ بیدی۔ سید فیاض محمود۔ میراجی۔ خواجہ غلام السیدین احمد ندیم قاسمی سرورش صدیقی میاں عطاء الرحمن صاحب۔ علی اختر حیدر آبادی اور علی منظور حیدر آبادی وغیرہ ادیبوں اور شاعروں کے بہت اچھے اچھے مضامین نظم و نثر اس سالگرہ نمبر میں ہیں۔ ملک کے اچھے ادبی ذوق والے حضرات کو یہ سالگرہ نمبر ضرور پڑھنا چاہئے۔ اس کی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے ہے جو اس کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے کم معلوم ہوتی ہے۔ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ ہمایوں ۳۲۔ لارنس روڈ۔ لاہور ہے۔

## نوٹس

بعدالت لالہ تارا چند صاحب اگروال کمرشل سب جج بہادر درجہ اول صوبہ دہلی

معاملہ درخواست مورخہ ۔ ماہ دسمبر ۱۹۴۴ء منجانب مسماۃ سعیدہ بیگم بنت ماسٹر عبدالرحیم زوجہ محمد عالمگیر ساکن گلی چارگھرہ تیلی واڑہ دہلی برائے عطائے سرٹیفکٹ زیر ایکٹ ۳۹ متعلقہ سرٹیفکٹ وراثت ۱۹۲۵ء

بنام مسماۃ عزیز فاطمہ بیوہ مسٹر عبدالرحیم وعبدالرشید پسر ماسٹر عبدالرحیم مرحوم و مسماۃ سلمہ بیگم دختر ماسٹر عبدالرحیم متوفی زوجہ شیخ الدین اقوام شیخ ساکن نیم والی حویلی محلہ سیدھی پورہ دہلی

(ان تمام اشخاص جن کا تعلق اس سے ہے)

ہرگاہ مسماۃ سعیدہ بیگم سائلہ مذکورہ بالا نے عدالت ہذا میں درخواست زیر دفعہ ۳۷۲۔ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء نسبت دیون و کفالت ہائے ۸/ ۳ جو کہ ماسٹر عبدالرحیم متوفی کے نام کے ساتھ تعلق رکھتے بیان کئے جاتے ہیں گذرانی ہے اور ہرگاہ بذریعہ تحریر ہذا ان تمام اشخاص کو جن کا تعلق ہے ان سے مطلع کیا جاتا ہے کہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۵ء بوقت دس بجے دن قبل دوپہر۔ اس سماعت درخواست ہذا مقرر کی گئی ہے آج بتاریخ ۲۷ ماہ مارچ ۱۹۴۵ء کو بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت نوٹس ہذا جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری چتین داس صاحب سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۱۱۳۴ بابت سنہ ۱۹۴۴ء

شیخ ابو ولد حبیب اللہ روغنگیر قوم شیخ ترکمان دروازہ دہلی مدعی

بنام غلام الدین ولد الف دین پیشہ جفت سازی ساکن اسلام نگر قرول باغ دہلی۔ مدعا علیہ

دعویٰ درخواست اطلاع مکان زیر دفعہ ۹ آرڈیننس نمبر ۲۵ سنہ ۱۹۴۴ء فریق ثانی بنام غلام الدین ولد الف دین پیشہ جفت سازی ساکن اسلام نگر قرول باغ دہلی مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی غلام الدین تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام غلام الدین مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۹ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی صدر کچہری حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۲۹ ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت          دستخط حاکم

## اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت ...

سب جج بہادر درجہ اول گوجرانوالہ

دعویٰ دخل یابی اراضی خوشی سنگھ سکنہ کوٹ بابر

بنام مقبول الٰہی وغیرہ سکنائے سوہدرہ

دعویٰ دخل یابی اراضی

بنام خان میر زمان ولد حسین خان قوم پٹھان سکنہ گوجرانوالہ محلہ مناس پورہ حال سکرٹری افیسر ملٹری اینٹی کارپشن ان وسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ نیو دہلی پوسٹ آفس ۱۱۵

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی خان میر زمان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام خان میر زمان مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر خان میر زمان مذکور تاریخ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام گوجرانوالہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا اُس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت          دستخط حاکم

مالک وقادر حواس کے ضبط اختیار سے دُہرو باہر ہوگیا تھا۔ حواس کا تعلق دل سے ہے دل مرکز ہر چہار قوت ہائے مدرکہ متخیلہ ممیزہ اور اور حافظہ کا ہے۔ یہ چاروں دیوتا عاجز ہوگئے تھے کہ ان کی قید سے بھی دُہرو آزاد ہوگیا۔ ضبط حواس و دل و قوت خیال کی برکت سے دُہرو کا تصور تصدیق کی منزل تک پہنچا۔

**راچھس**:۔ حس و محسوسات کا اثر اور دل کے خطرات جو انسان کے قلب کو متحرک اور بے آرام رکھتے ہیں۔ بدکار اور برے جذبات و خیالات کے لوگوں کو بھی اس نام سے یاد کرتے ہیں۔

**دھیان**:۔ شغل۔ تصور۔ مراقبہ۔ فکر۔

**شیر ساگر**:۔ چھیر۔ یعنی شیر یا دودھ اور ساگر یعنی سمندر یا بحر یعنی بحر شیر جسم میں بحر شیر کونسا مقام ہے جہاں شری بشن جی کا قیام ہے یہ مقام ناف ہے۔ تصوف احمدیہ دانت یعنی سلوک کے ایک مقام کا نام ہے۔

**چتربھوج**:۔ چار ہاتھ والی صورت یا مورتی شری بشن جی کی چتربھوج تصویرات عام طور پر بازار میں فروخت ہوتی ہیں ایک ہاتھ میں سنکھ ہے جو مبدا ر عالم ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے ہاتھ میں چکر ہے جو اکال سروپ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

تیسرے ہاتھ میں گدا ہے، جو طاقت کا مصدر یعنی ایشور روپ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ چوتھے ہاتھ میں پدم یعنی کنول کا پھول ہے جو ان کو سرور و آرام و اطمینان کا مرکز ثابت کرتا ہے یعنی ست چت آنند روپ ظاہر کرتا ہے۔

**گرُوڑ**:۔ گروڑ شری بشن جی کا واہن یعنی سواری ہے یہ سواری چت یعنی قوت متخیلہ ہے جو ہر انسان میں موجود ہے۔ گروڑ سانپ کا دشمن ہے۔ سانپ سنشے یعنی واہمات باطلہ ہیں ان کا رفع کرنے والا چت ہے۔ یہ مثالی صورت ہے۔

**وِچار**:۔ غور۔ فکر۔ دیوی سرسوتی۔ طاقت علم و گویائی۔

**اَٹل پدوی**:۔ دُہرو کا مقام۔ قطب اعظم۔

**مگن**:۔ خورسند و مطمئن۔

**درشن**:۔ دیدار۔ زیارت۔

**پرم ہنس**:۔ عارف باللہ۔ سنت۔ بری از ہر سہ صفات۔ واصل ذات ولی۔ درویش

**کلپنا**:- وہم۔ آواگون۔ آمد و رفت پیدائش اور موت۔ تناسخ۔

**لکھ چوراسی**:- چوراسی لاکھ قالب جو اہل ہنود کے عقیدے کے مطابق چرخ قدرت میں گھڑے ہوئے ہیں (دیکھو نقشہ تقسیم اجزائے عالم)

**روپ**:- صورت۔ حسن۔ جلوہ۔

**ابھیمان**:- پندار۔ غرور۔

**جڈھ بھرت**:- نام درویش۔ ولی۔

**ویاکرن**:- قواعد زبانِ سنسکرت۔

**استھان**:- مقام۔

**وامدیو**:- نام درویش ولی۔

**ڈنڈ**:- سونٹا۔

**کمنڈل**:- کشکول گدائی۔

**اودھوت دتاتریہ**:- نام درویش۔

**سنیاسی**:- وہ ہے جو گرہن و تیاگ یعنے اخذ و ترک سے آزاد ہے۔

**اوداسی**:- وہ ہے جو پرش و پرکرت یعنی ذات و صفات کی قیود سے آزاد ہے۔

**برہمچاری**:- وہ ہے جو جیو و برہم یعنی ذات مقید و ذات مطلق کے وہم سے آزاد ہے طالب علم الٰہی۔

---

## نقشہ تقسیم اجزائے عالم

پورش

ستوگن — رجوگن — تموگن — پرکرت ۳

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کارن | انبھو | چیتن | اچھا | کامنا | تیج | شانتی | استھتی | مہنت ۷ |
| سوکشم | گیان | چیت | شبد | سپرش | روپ | رس | گندھ | ہرنیہ گربھ ۷ |
| استھول | بدھی | من | اکاس | پون | اگنی | جل | پرتھوی | پرجاپت ۷ |

تین گن اور سات پرکرتیوں کو باہم ضرب دینے سے اکیس ۲۱ کا عدد پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۵ ربیع ثانی ۲۰ مارچ منگل دہلی**

**مُرینا** ریاست گوالیار میں ایک ضلع مُرینا نام کا ہے۔ کل وہاں سے چند مسلمان میرے پاس آئے تھے۔ بزم میلاد کی شرکت کے لئے اصرار کیا۔ میں نے اپنی بیماری معذوری کے حالات بیان کئے۔ مگر انہوں نے اپنی غریبی کا اظہار ایسے الفاظ میں کیا کہ میں نے وعدہ کر لیا۔

آج دفتری کام ختم کرکے تیسرے پہر علی کے ساتھ دہلی گیا۔ اور حیدرآباد کی ریل میں سوار ہوا۔ چھ فوجی انگریز رفیق درجہ ہیں۔

**غلام دستگیر نظامی** بنگلور ریاست میسور کے پُرانے مرید غلام دستگیر نظامی اپنے لڑکے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

**گوالیار** رات کو ساڑھے دس بجے گوالیار پہنچا۔ سید احسان علی صاحب چند احباب کے ساتھ اسٹیشن پر موجود تھے۔ موٹر بھی لائے تھے ان کے ساتھ ان کے مکان پر گیا۔ ان کے والد صاحب حکیم سید حسن علی صاحب دہلوی ان کے دونوں بیٹے سید آفتاب علی اور سید احسان علی کی اہلیہ صاحبہ نے میری آسائش کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ ان کا مکان اتنا ہی بڑا ہے۔ جتنا سیدوں کا دل ہوتا ہے۔ سید احسان علی کی بیوی اور میرے بڑے لڑکے حسین کی بیوی آپس میں سگی بہنیں ہیں گھر کی ہر چیز اور ہر انتظام میں سلیقہ معلوم ہوتا تھا۔

حکیم سید حسن علی صاحب گوالیار کے ممتاز مسلمانوں میں ہیں۔ مہاراجہ صاحب خود بھی ان کے مکان پر آتے ہیں۔

**رعایا کی خوشی** مہاراجہ صاحب گوالیار کو خدا نے ولی عہد دیا ہے۔ ہندو مسلمان رعایا خوشی منا رہی ہے۔ آج رات کو میں نے ہر جگہ روشنی دیکھی اور بازاروں میں ناچ گانوں کا ہجوم بھی دیکھا۔

رات کو خنکی تھی۔ احسان صاحب کے ہاں سب لوگ باہر صحن میں سوتے ہیں مگر میں اندر کمرے میں سویا تھا۔

**۶ ربیع ثانی ۲۱ مارچ بدھ گوالیار**

**نوروز** آج عجم کا تہوار نوروز ہے۔ ایران اور ہندوستان کے مسلمان بادشاہ آج کے دن بڑی شان دکھایا کرتے تھے

**ملاقاتیں** صبح سید احسان علی صاحب کے ساتھ گوالیار کے چند منسٹروں اور افسروں سے ملنے گیا تھا۔

**مُرینا** ۱۲ بجے سید آفتاب علی اور سید اقبال بن سید احسان علی کے ساتھ ان کی موٹر میں مرینا گیا۔ گوالیار سے آگرے کی سڑک پر ۲۵ میل دور ہے۔

**بنّے میاں وکیل** مُرینا کی آبادی بیس ہزار کے قریب ہے۔ مسلمان ایک ہزار سے کچھ زیادہ آباد ہیں۔ میرا قیام بنّے میاں صاحب وکیل کے مکان پر ہوا مبارک علی صاحب وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔

**جلسہ** رات کو ۹ بجے اسلام پورے میں جلسہ ہوا۔ ضلع کے سب ہندو حکام بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے ایک گھنٹے تقریر کی بہت بڑا مجمع ہندو مسلمانوں کا اور عورتوں بچوں کا تھا۔

ساڑھے دس بجے رات کو واپس روانہ ہوا۔ ساڑھے ۱۱ بجے گوالیار پہنچا۔ اور حکیم سید حسن علی صاحب سے مل کر ریل پر آیا سید احسان علی اور سید آفتاب علی وغیرہ نے جگہ دلوائی۔ فرسٹ کلاس میں ایک سیٹ آرام کی مل گئی ایک فوجی انگریز درجے میں تھے۔ سوا بارہ بجے رات کو ریل چلی صبح ساڑھے چھ بجے دہلی پہنچ گیا۔ علی موٹر لے کر آئے تھے۔

حکیم سید حسن علی صاحب نے نبض بھی دیکھی اور دوائیں بھی دی تھیں وہ مہاراجہ صاحب کے خاص طبیب ہیں۔ مہاراجہ صاحب آجکل بمبئی میں ہیں۔

**۷ ربیع ثانی ۲۲ مارچ جمعرات دہلی**

**عقیدت خاں نظامی** بھوج پور بہار سے الٰہی بخش عقیدت خاں نظامی اور ان کی لڑکی اور ان کے داماد اور بچے آئے ہیں دہلی سے شمس العارفین صاحب اور پٹنہ کے ڈاکٹر عبدالغفور خاں صاحب ملنے آئے تھے

**سفر کا اثر** گوالیار کے ناگہانی سفر کے سبب جسم کو بہت تکلیف ہوئی اور جو بیماریاں سوگئی تھیں بیدار ہوگئیں۔ اور

میں نے اپنے دل سے وعدہ کیا کہ آئندہ جب تک
صحت درست نہ ہو کہیں کا سفر نہیں کرونگا۔
**ملاقاتی** } اُستاد شمس الدین اور نور الٰہی صاحب
اور اعجاز محمد خاں صاحب وغیرہ بہت
سے اصحاب ملنے آئے تھے۔

**۸ ربیع ثانی ۲۳ مارچ جمعہ دہلی**

**اذیت** } آج دن بھر سفر کی تکان اور
معدے کی خرابی کے سبب جسمانی اذیت رہی۔
جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی
تھی۔ امروہے والے محمد صدیق صاحب نماز
کے لئے آئے تھے۔ شام تک یہاں رہے تھے۔
**ملاقاتی** } رشید صاحب اور ایک پارسی
تاجر صاحب ملنے آئے تھے لنگر کے لئے
امداد بھی لائے تھے۔
**شادی** } شام کو مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب
امام مسجد فتحپوری کے لڑکے کی شادی میں
گیا تھا۔ دہلی کے اکثر علما اور شرفا جمع تھے۔ خود
مولانا نے نکاح پڑھایا۔ میرے سیکرٹری بھی میرے
ساتھ اس شادی میں گئے تھے۔
**سر سید سلطان احمد صاحب کے گھر میں مجلس میلاد** } آج رات
کو گزشتہ سال کی طرح آنریبل سر سید
سلطان احمد صاحب کے گھر نئی دہلی کے مکان
میں میلاد شریف کی مجلس ہوئی تھی۔ مولانا
عشقی نظامی نے مجلس پڑھی تھی۔ سر سید
سلطان احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ
اور ان کے تمام ملازم اور متعلقین نہایت
ذوق شوق سے آخر تک شریک رہے۔

**۹ ربیع ثانی ۲۴ مارچ شنبہ دہلی**

**عقیدت خاں نظامی** } بیوریج جدید
جدید صوبہ بہار سے حاجی الٰہ بخش عقیدت
خاں نظامی اور ان کے داماد اور لڑکی [illegible]
[illegible] اسباب آئی ہیں۔ قوالی ہال میں ٹھہری
[illegible] اُن کی طرف سے درگاہ [illegible]
ہوئی تھی [illegible] نے ان کے بیٹے داماد کو مرید
[illegible] کیا تھا۔
**شادی** } میری لڑکی حور بانو کے [illegible]
[illegible] کل ۳ کی [illegible]
[illegible]
[illegible] تقریب [illegible]
[illegible] حبیب کی [illegible]
[illegible] کی موجودہ حالت کو

سمجھا کیونکہ اخباروں کی اور ریڈیو کی خبریں ایسی
حکمت سے بیان کی جاتی ہیں کہ ان کا سمجھنا
حکیم لقمان کے اختیار میں بھی نہیں ہے۔

**انتظام کی مشکلات** } عرس شریف
قریب آگیا ہے۔ مجھے انتظام میں دشواریاں
پیش آرہی ہیں۔ کیونکہ لنگر کے لئے ایندھن
نہیں ملتا۔ آٹا نہیں ملتا۔ گوشت دو روپے
سیر ہوگیا ہے۔ گھی نہیں ملتا۔ چاول نہیں
ملتے۔ زائرین کے لئے مکانوں کی بہت
قلت ہے۔

آج میں نے اپنے رہنے کے مکانوں میں
مہمانوں کے ٹھیرانے کے انتظامات کئے۔ اور
جو کے آٹے میں خمیر ڈال کر تجربہ کیا کہ راشن
کے سبب گیہوں کا آٹا نہیں ملتا۔ جو کے آٹے
کی خمیری روٹی ٹھیک پک سکے تو پکوائی جائے۔
جنگ ختم ہو یا نہ ہو ہم لوگوں کا اطمینان
اور زندگی کی راحت تو ختم ہوگئی ہے۔

**سر وائلی** } آج امپیریل ہوٹل نئی دہلی
میں افغان مشن نے ایک پارٹی دی تھی
میں بھی شریک ہوا تھا۔ سر سید سلطان احمد صاحب
اور سر محمد عثمان صاحب اور سر جوگندر سنگھ صاحب
سے خوب باتیں ہوئیں وہ اخبار منادی کا
تازہ پرچہ پڑھ کر آئے تھے اور مضامین کی دلچسپی
کا ذکر کرتے تھے۔

وائسرائے کے سیاسی مشیر سر فرانسس
وائلی بھی ملے تھے۔ بہت صاف اردو میں بات
چیت کی۔ وہ اردو زبان بہت ہی عمدہ بولتے
ہیں۔ ان کی شریفانہ بات چیت کا میرے دل
پر بہت اثر ہوا۔ ریاستوں کے پولٹیکل معاملات
کے یہ اور مسٹر گریفن نگراں ہیں اور دونوں اپنے
فرائض بہت نیک دلی اور ہمدردی سے
انجام دیتے ہیں۔

**مولوی عبدالرحمٰن میواتی** } بچپن میں
میرے ساتھ میوات کے عبدالرحمٰن پڑھا کرتے تھے
آج وہ ملنے آئے تھے۔ بہت بوڑھے ہوگئے
ہیں۔ بھویں بھی سفید ہوگئی ہیں میرے ہم عمر
ہیں۔ مگر میرے بال ایسے سفید نہیں ہوئے
مجھے ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ اور
طالب علمی کا زمانہ یاد آگیا۔

مگر یہ خصوصیت صرف میری ہی ہے کہ پرانے
رفیقوں کو یاد رکھتا ہوں ورنہ آجکل تو
سب لوگ مطلب کے وقت یاد کرتے ہیں

پھر بھول جاتے ہیں۔

**شام کے رفیق** روزانہ شام کے وقت سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری ملنے آیا کرتے ہیں۔ آج نہیں آئے تو میں نے خیریت دریافت کرائی۔

انسان کی شرافت اس میں ہے کہ اپنے تعلق والوں سے تعلق کو بڑھاتا رہے یا کم از کم قائم تو رکھے۔

**مٹی کے پھل** لکھنؤ سے میرے دوست محمد عثمان صاحب احمدی اپنی بیگم صاحب کے ساتھ آئے تھے اور میرے لئے لکھنؤ کے بنے ہوئے نہایت خوش رنگ مٹی کے پھل بھی لائے تھے۔ یہ بہت پرانے احمدی ہیں۔ اخبارات میں ان کے مضامین سالہا سال سے چھپا کرتے ہیں۔ مجھ سے بھی دیرینہ تعلق ہیں۔ لکھنؤ کے خربوزے بھی بھیجا کرتے ہیں۔

## ۱۰ ربیع ثانی ۲۵ مارچ اتوار دہلی

**عقیدت خاں کی روانگی** میرے مرید حاجی الہ بخش عقیدت خاں نظامی اور ان کی لڑکی اور داماد اور بچے آج صبح اجمیر شریف چلے گئے۔ علی موٹر میں ریل تک ساتھ گئے تھے۔

**گیارہویں کی مجلس** آج خان بہادر ڈپٹی سید بہار الدین صاحب کے ہاں گیارہویں کی مجلس تھی۔ میری طرف سے علی اور علی بانو نے شرکت کی تھی۔

**عبدالنعیم صاحب** آج عبدالنعیم صاحب آئے ہیں۔ توکل منزل میں ٹھیرے ہیں کہتے تھے ان کے والد نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ اخبار منادی اور خواجہ حسن نظامی کا زندگی بھر ساتھ دینا۔

بات چیت سے بہت ہونہار اور ذہین معلوم ہوتے ہیں۔

## ۱۱ ربیع ثانی ۲۶ مارچ پیر دہلی

**بڑی گیارہویں** آج تمام ہندوستان کے چھوٹے بڑے مقامات میں گیارہویں کی نیازیں ہونگی۔ پھلواری شریف ضلع پٹنہ اور گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی خانقاہوں میں یہ نیازیں بہت بڑے پیمانے پر ہوتی ہیں بیرون جات کے ہزاروں زائرین بھی جمع ہوتے ہیں۔ یہ گیارہویں بہت سے ہندو بھی کرتے ہیں سابق مہاراجہ گوالیار محرم اور گیارہویں کی تقریبات میں بہت زیادہ

خرچ کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی ان کی وصیت کی موافق گوالیار میں گیارھویں کی نیاز دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

بنارس میں چشتی پارٹی کے ممبر پنڈت شمبھو ناتھ ہندو چشتی نے اپنے مکان کا نام گیارہ قدم کا جھونپڑا غوث پاک رض کی گیارھویں کی مناسبت سے رکھا ہے۔

حضرت غوث الاعظم رض کی وفات ۱۸ ربیع ثانی کو ہوئی تھی اور وہ اپنی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز چاند کی ۱۱ تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ بعد کے لوگوں نے اس گیارھویں کو حضرت غوث پاک رض سے منسوب کر دیا۔

میرے ہاں درگاہ میں بھی یہ نیاز ہر مہینے ہوتی ہے اور آج کی تاریخ ۱۱ نیاز میں زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

**حکیم منزل شاہ نظامی** میں نے اپنے مرید حکیم محمد اسماعیل نظامی کو منزل شاہ خطاب دے کر پاک پٹن شریف میں چلہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور جب چلہ پورا ہو گیا تو حضرت بابا شاہ صاحب رض کے مزار سے فیض حاصل کرنے کے لئے قصور میں معمور کر دیا۔ جہاں وہ کئی مہینے سے مقیم ہیں۔ اور میں نے ان کو بیعت لینے کی اجازت بھی دی ہے آج وہ حضرت محبوب پاک رض کے عرس کی شرکت کے لئے قصور سے آئے ہیں

**۱۲ ربیع ثانی ۲۷ مارچ منگل دہلی**

**غلط فہمی** چشتی برادری کی نسبت مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں بعض مسلمانوں کو اعتراض ہے کہ ہندوؤں کو کیوں شریک کیا جاتا ہے جس کا جواب کئی بار شائع کر چکا ہوں اب خطوط آئے ہیں کہ قادریہ سلسلہ والوں کو اور نقشبندیہ سلسلے والوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ یہ جماعت صرف چشتیوں کی ہے دوسرے سلسلے والے اس میں کیوں شریک ہوں۔

اور خود چشتیہ سلسلے کے لوگوں میں بھی عام گرویدگی پیدا نہیں ہوئی ہے اور چشتیہ خانقاہوں کے نامور مشایخ تو ابھی تک بے توجہ ہیں صرف اجمیر شریف اور درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رض کے پیرزادوں نے شرکت کی ہے۔

دوسری غلط فہمی اجمیر شریف کے دیوان صاحب کو ہوئی ہے کیونکہ میں نے جب مولانا سید عبدالباری صاحب معنی پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ صاحب کی نسبت یہ لکھا کہ بلحاظ خصوصیات عمل و خدمت خلق مولانا معنی صاحب میرے بعد چشتی پارٹی کے صدر بنائے جائیں اور تمام ہندوستان کے ممبروں نے اس کی تائید بھی کی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے لکھ دیا تھا کہ اجمیر شریف کے دیوان صاحب کے حقوق سجادگی سے اس چیز کو کوئی تعلق نہیں ہے مگر دیوان صاحب کو اس غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے کہ میں دیوان صاحب کے موروثی اور قانونی حقوق میں خلل اندازی کرنی چاہتا ہوں۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ آجکل دیوان صاحب دہلی میں آئے ہوئے ہیں اور میرے ہاں درگاہ شریف میں بھی آئے تھے اور انہوں نے میرے چند دوستوں سے اس کا ذکر کیا تھا کہ میں مولانا عبدالباری صاحب معنی کو دیوان صاحب کے حقوق کے مقابلے میں کھڑا کرنا چاہتا ہوں۔ سچ کہا تھا کسی فارسی شاعر نے۔

مُردم زغلط فہمی مَردم مُردم

"لوگوں کی غلط فہمیوں نے مجھے مار ڈالا"

آج میں نے ان غلط فہمیوں کے سننے پر غور کیا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسلمان قوم بدگمانی کی وبا میں مبتلا ہو گئی ہے اور وہ ہر اچھی چیز کو شک اور شبہ کی نظر سے دیکھتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے چشتی برادری کی تحریک میں کامیابی عطا فرمائی تو مجھے یقین ہے کہ رفتہ رفتہ بدگمانیوں کی وبا دُور ہو جائے گی۔

**چیف کمشنر صاحب** } آج صبح چیف کمشنر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ ایک ہندو دوست بھی ساتھ تھے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کے آثار قدیم کی نسبت آج پھر تفصیلی بات چیت کی۔ غالب کے مزار کی تعمیر کی نسبت بھی موجودہ مشکلات بیان کیں۔

**ملک محمد یار** } سول سپلائی کنٹرول کے افسر ملک محمد یار صاحب سے ملنے گیا تھا اور عرس کے لئے بعض ضروری چیزوں کا پرمٹ مانگا تھا۔ انھوں نے ایندھن کا پرمٹ دینے کا حکم دیدیا۔ مگر وہ پرمٹ تیار ہو کر نہ آیا اور مجھے بخار ہو گیا۔ اس واسطے میں

گھر میں واپس آ گیا۔ شام کو بخار بہت بڑھ گیا۔ خواجہ بانو اور صادقہ اور علی بانو اور کوثر بانو نے ہاتھ پاؤں کے تلوے کپڑے سے مالے جو رہا تو خبر سنتے ہی مجھے دیکھنے آئیں ڈاکٹر شفا رام صاحب بھی رات کو مجھے دیکھنے آئے۔ تمام رات ہذیان رہا۔ لو چلنے لگی ہے، گرمی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ غالباً مجھے بھی لو کا اثر ہوا ہے۔

عرس کے مہمان آنے شروع ہو گئے ہیں

**۱۳ ربیع ثانی - ۲۸ مارچ یوم چہارشنبہ**

**بن بلایا مہمان** } کل عرس کے مہمان آنے شروع ہوئے تھے اور ان میں بھی اکثر بن بلائے مہمان ہیں۔ لیکن مجھے ان کے آنے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ البتہ بخار ایک ایسا مہمان تھا جسکو میں نے بلایا بھی نہ تھا اور اس کے آنے سے مجھے خوشی بھی نہیں ہوئی۔ اور اس مہمان نے میری طاقت بہت زیادہ کم کر دی۔ آج صبح جس نے میری صورت دیکھی یہی کہا کہ ایک دن کے بخار نے اتنا زیادہ کمزور کر دیا گویا آپ مدت سے بیمار ہیں۔

**پاک دل کی آمد** } لاہور سے پاک دل محمد حسین نظامی کل آئے تھے اور آج انھوں نے اور حکیم منزل شاہ نظامی نے ساڑھے چار فٹ لمبے اور ڈھائی فٹ چوڑے شیشے پر یہ عبارت لکھی:۔

"الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی"

اور دوسرے شیشے پر جو اتنا ہی بڑا ہے یہ عبارت لکھی "چشتی لائبریری خواجہ حسن نظامی" یہ دونوں شیشے درگاہ کے صدر دروازے پر جو مکان میں نے بنایا ہے اُس پر لگائے جائینگے

**پاشا نظامی** } حیدر آباد دکن سے ملکوت بیگم نظامی کے لڑکے محمد مظہر علی پاشا نظامی آئے ہیں۔ توکل منزل میں ٹھیرے ہیں۔

**یوسف عرب** } کچھی میمن یوسف عرب صاحب بھی آئے ہیں اور ایمان خانے میں ٹھیرے ہیں۔ یہ بہت اچھے انجینئر ہیں۔ حیدر آباد میں بھی ٹھیکیداری کرتے تھے۔ ایک کچھی میمن یوسف عرب تام کے کولمبو لنکا میں بھی ہیں اور میرے خاص دوستوں میں ہیں۔

ان یوسف عرب صاحب سے ابھی حال میں ملاقات ہوئی ہے۔ یہ بھی مجھکو بہت معقول معلوم

ہوتے ہیں۔ کچھ عمیت عام طور سے نہایت
دانشمند اور تجارتی عقل سے بہرہ ور ہوتے ہیں

**کمزوری** } رات کے بخار کی وجہ سے جسم
بہت کمزور ہو گیا ہے اور گرمی کی شدت بھی
بہت بڑھ گئی ہے لیکن میں اسی حالت میں
عرس کے مہمانوں کے لئے انتظامات کرتا رہا۔

**سیٹھ حسین بھائی کی علالت** } آج کل
یکایک گرمی کم ہو جانے اور ٹھنڈی ہوا
چلنے کی وجہ سے بے شمار آدمی انفلوئنزا
میں مبتلا ہو گئے ہیں خبر آئی تھی کہ میرے
دوست سیٹھ حسین بھائی عبداللہ
لال جی بھی انفلوئنزا میں مبتلا ہو گئے
ہیں۔ بیمار پرسی کے لئے اُن کے مکان
پر گیا تھا۔ آواز پر گرانی بھی ہے اور
بخار بھی ہے۔ میں نے کہا کام چھوڑ
دیجئے اور گھر سے باہر نہ جائیے وہ
بھی میری طرح رات دن کام کرتے ہیں
اور سفارش چاہنے والے ان کو گھیرے
رہتے ہیں۔ بہت با خیر اور نیک دل مسلمان
ہیں۔ اگرچہ شیعہ ہیں لیکن تقیہ اور تبرہ
نہیں کرتے اور اولیاء اللہ سے بہت زیادہ
اعتقاد رکھتے ہیں۔ غریبوں کو ہمیشہ خیرات
تقسیم کرتے ہیں اور تعلیمی کاموں میں بہت
زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ [illegible] پر
ایک اعلیٰ درجے کا اسکول بھی قائم کیا ہے۔
اسمبلی میں بے لاگ تقریریں کرتے ہیں۔
کسی پارٹی میں شریک نہیں ہیں۔ مگر ہر
پارٹی کے ممبران کی عزت کرتے ہیں گورنمنٹ
بھی اُن کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کی
بہت زیادہ قدر کرتی ہے۔

**سر محمد عثمان** } وائسرائے کی کونسل میں
جتنے مسلمان ممبر ہیں سب ہی درگاہوں
سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر آنریبل سر
محمد عثمان صاحب کی عقیدت مندی
ہر ممبر کی عقیدت پر فوقیت رکھتی ہے۔

## ۱۴ر ربیع ثانی ۲۹ مارچ جمعرات دہلی

**عرس کا بازار** } درگاہ کے صدر دروازے کے
باہر عرس کے بازار کی دکانیں لگنی شروع
ہو گئی ہیں۔ حلوائیوں نے بھٹیاں سڑک کے
اوپر بنائی ہیں اور راستہ تنگ ہو گیا ہے۔

بلکہ موٹر اور تانگہ نہیں گذر سکتا اور ہجوم کے وقت پیدل چلنے والوں کو بھی بھٹیوں کی آگ سے نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔

زرین شامیانہ } خان بہادر کرنل مقبول حسن قریشی وزیر بہاول پور ملنے آئے تھے اور درگاہ شریف کے لئے ایک بہت قیمتی زرین شامیانہ بھی لائے تھے آج کل درگاہ شریف میں جتنے بڑے خیمے لگائے جاتے ہیں۔ وہ سب ریاست بہاول پور کے بنوائے ہوئے ہیں۔ ہز ہائی نس صاحب کو بھی اس درگاہ سے بہت اعتقاد ہے۔ اور کرنل قریشی تو اس بارگاہ کے اسم بامسمیٰ مقبول ہیں۔ اگرچہ قادریہ سلسلہ میں مرید ہیں لیکن حضور محبوب الٰہی سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ نام و نمود سے بچتے ہیں۔ میں نے کہا شامیانہ جلوس کے ساتھ لے کر جاؤ۔ انکار کیا۔ اور کہا چپ چاپ چڑھا دینا چاہتا ہوں۔ اس بات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔

داودوں کی بیگم صاحبہ } مرحوم نواب صاحب داودوں کی بیگم صاحبہ بھی اپنے شوہر کی طرح قوالی کی بہت دلدادہ ہیں۔ آج کل اُن کے داماد ریاست داودوں کے رئیس ہیں اور وہ اپنے خسر کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ میں نے اُن کی بہت تعریف سُنی ہے۔

## ۱۵ ربیع ثانی۔ ۳۰ مارچ جمعہ دن

سانس میں پھانس } آج یکایک زکام ہو گیا اور سانس میں پھانس چبھ گئی یعنی زکام کی وجہ سے ناک سے سانس لینا مشکل ہو گیا حلق سے سانس لیتا ہوں تو حلق خشک ہو جاتا ہے ناک سے سانس لیا نہیں جاتا۔ دل ہی دل میں جنرل قدرت یا شاہنشاہ خدا کے نظام قدرت سے پوچھا کہ آپ نے ناک سے سانس لینے کے لئے ایسا طریقہ تھا کہ ناک کے اندر ایک باریک چھلنی لگا دی تھی جس میں باہر کی ہوا گرد و غبار سے چھن کر اور صاف ہو کر اندر جاتی ہے۔ جب آپ نے اس چھلنی پر کنٹرول کا حکم صادر کیا ہے تو آپ کو اس کا بھی انتظام کرنا چاہئے تھا کہ میرے حلق میں خشکی پیدا نہ ہوتی اور میں حلق سے سانس لے سکتا۔ جنرل قدرت پاشا نے جواب دیا "خاموش! تجھ کو

قوانین فطرت میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔" میں نے کہا "حق ہونے نہ ہونے کی بحث نہیں ہے - اور اگر ہوتی بھی تو میں کہتا کہ انسان کو خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے اس لئے اس کو خدا کی ہر مخلوق پر اقتدار حاصل ہے اور قانون قدرت بھی چونکہ مخلوق ہے اس واسطے مجھے حق حاصل ہے کہ اگر کوئی بات اپنے حقوق کے خلاف اس میں پاؤں تو آزادی کی زبان کھولوں۔"

جنرل قدرت پاشا نے جواب دیا:-
"ایک انسان مارشل ویول ہیں جو ہندوستان کی نسبت بات کرنے لندن گئے ہیں اور ایک انسان تو ہے۔ ہم کو نہ تیری بے باکانہ باتوں سے تعلق ہے نہ مارشل ویول وائسرائے ہند اور وزیر ہند کی کانا باتی سے کچھ سروکار"

**نوح صاحب ناروی}** برسوں اردو ٹنگ لائبریری کے [illegible] مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے سکریٹری نے یوپی کے نامور استاد حضرت نوح ناروی کو پارٹی دی تھی۔ میں بھی علی کے ساتھ اس پارٹی میں گیا تھا نواب سائل صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ملا واحدی صاحب بھی تھے۔ دونوں استادوں کا کلام بھی سنا۔ اب یہ صورتیں ہندوستان کی بجھتے چراغ ہیں۔ ان کے بعد پرانی محفلوں میں اندھیرا ہو جائیگا۔

## ۱۶ ربیع ثانی ۳۱ مارچ ہفتہ دہلی

**گئی یک بیک جو ہوا پلٹ}** بہادر شاہ بادشاہ نے ایک غزل ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے وقت کہی تھی جس کے مطلع کا مصرعہ "گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو اپنے قرار ہے" مگر آج میں یہ کہتا ہوں کہ یک بیک ہوا پلٹ جانے سے میرے اور سب کے دلوں کو قرار آ گیا ہے یعنی گرمی کی شدت یکایک کم ہوتی اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور گرمی کی سختی سے زائرین عرس کے لئے جو دشواریاں نظر آ رہی تھیں وہ دور ہو گئیں۔

**چشتی لائبریری}** آج دن بھر اندر [illegible] کے چشتی لائبریری کا تعمیری کام ہوتا رہا۔ مہمان [illegible] تو انکے جوق جوق آ رہے ہیں پنجاب کے آدمی زیادہ آتے ہیں۔

**راشننگ کارڈ}** میرے علاقے کے راشننگ آفیسر [illegible] صاحب آنے والے مہمانوں کے نام اور پتے دریافت کرکے راشننگ کارڈ بھیج رہے ہیں۔ جس سے زائرین عرس کو یک گونہ آسانی ہو جائے گی۔ ورنہ ان کے [illegible] لنگر جاری کرنے کا انتظام کرنا پڑتا

اب میں گوشت روٹی اور پلاؤ کا لنگر بھی جاری کر سکوں گا۔

**عورتوں کے قافلے** میں نے خطوں کے ذریعے اور منادی کے ذریعے اطلاعیں دیدی تھیں کہ مکانوں کی قلت ہے زائرین عورتوں کو نہ لائیں۔ مگر پھر بھی عورتوں کے قافلے آ رہے ہیں اور خواجہ بانو نے اُن سب کے ٹھیرانے کا کام شروع کر دیا ہے۔

**بڈھے بڑھیا کی بیماری** میں بھی بخار اُترنے کے بعد زکام میں مبتلا ہوا اور خواجہ بانو بھی۔ اب ہم دونوں بڈھے بڑھیا انفلوئنزا کی بیماری کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آواز بیٹھ گئی ہے مگر ہم دونوں نے اپنے جسم کو بیٹھنے نہیں دیا ہے۔ اور ہم دونوں کا کام مستعدی سے جاری ہے۔ تاشی ذکی حسن آدھی رات تک چشتی لائبریری کی تعمیر کا کام کراتے ہیں۔ علی لنگر کی پکوائی کا انتظام کرتے ہیں۔

**ریڈیو نشر کے تار** چونکہ عرس کی قوالی ۱۰ اپریل کی رات کو دس بجے میرے مکان سے نشر ہوئی۔ اس واسطے آج میں نے اُن مقامات پر تار بھیجے جہاں اخبار منادی نہیں جاتا ہے۔

**پیارے بھائی** آج پیارے بھائی رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب لالہ امیر چند صاحب کھنہ کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

## ۱۷ ربیع ثانی یکم اپریل اتوار دہلی

**سچ بولنے کا دن** نئی روشنی والے اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا ایک ہنر سمجھتے ہیں مگر میرے لئے آج کی تاریخ سچ بولنے کی تاریخ ہے۔ کیونکہ آج میرے آقا حضور محبوب پاک رضہ کا سالانہ عرس شروع ہو گیا ہے۔

**مرید اور چشتی برادری کے ممبر** آج دن بھر قافلے آتے رہے۔ مرید بھی آئے اور چشتی پارٹی کے ممبر بھی آئے اور دوست احباب بھی آئے۔ احمد آباد سے دین اخبار کے ایڈیٹر پیر علی نظامی اور میرے خلیفہ بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی اور ماسٹر نجم الدین محمود حسن رسول نظامی اور مانگرول کا ٹھیاواڑ سے حسین بلال نظامی اور لاہور سے پاک رسول محمد حسین نظامی اور ان کے بیٹے عابد حسین نظامی اور سعد اللہ خان نظامی اور چھوٹے نظامی اور نواب نظامی۔ اور سراج الدین نظامی اور مبارک علی نظامی اور ان کے لڑکے اور جالندھر سے غلام محمد حسین نظامی

اور اُن کے ساتھ دس چشتی پارٹی کے ممبر آئے ہیں۔ اور ٹوہانہ ضلع حصار سے نور الحسن خاں صاحب اور اُن کے خاندانی بچے اور مرید بھی آئے ہیں۔ اور فرید کوٹ ریاست سے سردار انند سنگھ نظامی اور اسمٰعیل صاحب وغیرہ بھائی آئے ہیں۔ اور سامانہ ریاست پٹیالہ سے مقصود علی شاہ نظامی پانچ۔ چھہ بھائیوں کے ساتھ آئے ہیں ان میں ایک بھائی سامانہ میں گیارھویں کی نیاز اور میرے حضرت محبوب پاک رضہ کی نیاز بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ وہ بھی آئے ہیں۔ جو لوگ اپنے اپنے مقام پر ایسی نیازیں کیا کرتے ہیں۔ مجھے وہ لوگ بہت ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

انبالہ سے عبد الرحمٰن گورکھا نظامی روشن لال اور عبد الغنی صاحب بھی آئے ہیں اور میرے لئے پان بھی لائے ہیں اور غلام محمد حسنی نظامی ایک خوبصورت لکڑی کی صندوقچی لائے ہیں اور احمد علی نذر بیگ روشن ذوق نظامی اپنے ہاتھ کا بُنا ہوا کپڑا لائے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے سر کے بال بڑہا لئے ہیں ان کے ساتھ قریہ جالندہر کا ایک قافلہ آیا ہے۔

اور مجھے ان سب کے دلوں کی سچی محبت اپنی طرف کھینچتی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں کچھ دن دُنیا سے بے خبر رہنے کے لئے تم غریبوں کے کچے مکانوں میں آؤں گا اور تمہاری پکائی ہوئی دال روٹی کھاؤں گا۔

جب میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے اُن کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ ہر ایک کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا۔ میں نے اپنے دل سے کہا بے غرض محبت کی اصلی صورت دیکھنی ہو تو ان غریبوں کو دیکھ۔ امروہہ والے محمود احمد نظامی بی اے اور سبط احمد نظامی اور ان کے بچے بھی آئے ہیں اور مولانا حکیم عبد الرب صاحب نظامی اور اُن کے برادرزادے بھی آئے ہیں۔ اور دہلی سے رجب خاں نظامی اور مستری حبیب خاں نظامی اور محمد عمر نظامی اور حکیم احمد حسن خاں نظامی اور ملا واحدی صاحب اور سید احمد مجتبیٰ واحدی اور سید علی مقتدی واحدی اور فضل احمد خاں صاحب شیدا اور سید انیس الرحمٰن نظامی اور اُن کے بچے اور شیونا تھ سنگھ صاحب۔ اور

میرے ہاں شامیانے لگائے جا رہے ہیں۔ دریاں بچھائی جا رہی ہیں اور روشنی کا انتظام کر رہے ہیں۔ قوالوں کی گیارہ چوکیاں آ گئی ہیں۔ اجمیر شریف کے قوال غلام نجف خاں حقانی اور پاکپٹن شریف کے قوال اور فتحپور سیکری کے قوال اور خادم حسین نظام راگی نظامی اور مولا بخش مست راگی اشرفی اور علی گڑھ والے اخلاق احمد اور جے پور کے قوال اور بخشا قوال کی چوکی اور جھونڈے والے قوال وغیرہ آئے ہیں۔ میرے ہاں مجلس میں تمام تک قوالی رہی۔ بہت بڑا ہجوم جمع تھا۔

**چادر کا جلوس** میری چشتی لائبریری سے سید جعفر میاں صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف نے غلاف شریف کا جلوس اٹھایا۔ مشہور فلم اسٹار مس نسیم بانو اور ان کی والدہ شمشاد بائی کے غلاف بھی اس جلوس میں شریک تھے۔ چشتی لائبریری سے درگاہ تک بہت بڑا ہجوم جلوس کے ساتھ رہا۔ شمشاد بائی اور نسیم بانو نہایت ادب سے غلافوں کے خوان اپنے سروں پر لئے ہوئے چل رہی تھیں۔ قوالوں پر روپیہ کا مینہ برس رہا تھا۔

**مجلس ملتوی** میرے ہاں ہر سال آج کی رات بہت بڑی مجلس قوالی کی ہوتی تھی مگر گزشتہ سال سے میں نے تاریخ بدل دی ہے اب یہ مجلس کل رات کو گیارہ بجے ہو گی۔ اگرچہ اعلانات تقسیم بھی کئے تھے اور اخباروں میں بھی شائع کرائے تھے پھر بھی آج کی رات ہزاروں آدمی مجلس کے شوق میں صبح تک آتے رہے۔

**امراء کی امداد** اس سال ۶۰ ۔ ؟ لنگر کی امداد میں ؟ ریاست ؟ زائرین کے علاوہ حسب ذیل امراء نے بھی مجھے امداد بھیجی ہے۔

(۱) ہز ہائی نس شاہزادہ اعظم ولی عہد بہادر سپہ سالار افواج سلطنت آصفیہ و پرنس آف برار۔

(۲) راجہ دھرم کرن بہادر حیدر آباد۔

(۳) ہز ہائی نس نواب افتخار علی خاں ظل شاہ چشتی نظامی صابری فرماں روا ریاست جاورہ۔

(۴) ہز ہائی نس نواب محمد فرید خاں صاحب فرماں روا ریاست امب سرحد۔

(۵) ہز ہائی نس نواب مظفر الملک بہادر

فرماں روا ریاست چترال ۔

(۶) ہز ہائی نس نواب غلام معین الدین خاں صاحب فرماں روا ریاست ماناودر کاٹھیاواڑ

(۷) ہز ہائی نس نواب مہابت خاں صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ کاٹھیاواڑ ۔

(۸) مولانا سر عبدالرحیم صاحب صدر بنگال اسمبلی

(۹) محترمہ بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز ۔

(۱۰) محترمہ بیگم صاحبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ حیدرآباد ۔

(۱۱) جناب حسین بھائی عبداللہ لالجی صاحب ممبر سنٹرل اسمبلی

رقموں کی تعداد اور خرچ کا حساب اور بقیہ معاونین کے نام اور اُن کی رقمیں ایک علیحدہ رپورٹ میں درج کی جا رہی ہیں ۔ جو ہر ایک کے پاس بذریعہ ڈاک بھیجدی جائیں گی ۔ اور منادی کے ناظرین کو بھی آئندہ اشاعت کے ذریعہ یہ رپورٹ مل جائے گی ۔

**سیٹھ عبدالرحیم عثمان** آج شام کو سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب بھی آگئے اور حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب کے بڑے فرزند سید احسان اللہ صاحب بھی ساتھ آئے ہیں ۔ یہ سب قوالی ہال میں ٹھیرے ہیں ۔ حیرت شاہ صاحب وارثی اور اُن کی والدہ نے میرے پیدائشی مکان میں قیام کیا ہے جو بستی کے اندر ہے ۔ پنجاب کے سب لوگ چشتی منزل میں ٹھیرے ہیں ۔

نگانہ ضلع رہتک سے مولوی حفیظ الدین نظامی بھی آئے ہیں وہ بھی چشتی منزل میں ٹھیرے ہیں ۔

## ۱۸ ربیع ثانی ۲ اپریل پیر دہلی

**وقت وفات** حضرت محبوب پاک رض کی وفات ۱۸ ربیع ثانی صبح سورج نکلنے کے بعد ہوئی تھی ۔ اس واسطے شروع سے یہ دستور ہے کہ آج کے دن مزار کے سرہانے پہلے قرآن خوانی ہوتی ہے اس کے بعد نیاز ہوتی ہے ۔ آج بھی اسی طرح ہوا ۔

جب درگاہ میں نیاز ہو چکی تو سب لوگ میرے مکان حسین خانے میں جمع ہوئے

اور وہاں نیاز ہوئی۔ اور قوالی بھی ہوئی
روشن دل محمد حسن فاروقی صاحب
مالک دواخانہ انڈوجنون دہلی نے
شجرہ پڑھا۔ مولانا عشقی نظامی
نے درود تاج پڑھا۔ حافظ فیاض احمد
صاحب رجسٹرار جامعہ ملیہ دہلی نے
پنج آیت سے نیاز شروع کی۔ نیاز کے بعد
میں نے دنیا کے امن کے لئے دعا مانگی
اور جن لوگوں نے دعا کے لئے تار اور خط
بھیجے تھے اُن کے واسطے بھی دعا مانگی۔
پھر نواب دل شاہ صاحب چشتی نظامی
صابری فرماں روا ریاست جاورہ کی
صحت و سلامتی کے لئے بھی دعا مانگی۔
اس کے بعد قوالی شروع ہوئی۔ صابریہ
خانقاہ دہلی کے سجادہ نشین سید غلام صابر
صاحب اور چشتیہ فخریہ خانقاہ دہلی کے
سجادہ نشین حاجی میاں صاحب اور اُن کے
بھائی صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔
عبد الرحمٰن گورکھا نظامی اور بھائی غلام
رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی اور قلندر جنگ
نظامی اور فرید کوٹ والے اسمٰعیل صاحب
اور رحیم بخش نظامی وغیرہ پر وجد و کیف
طاری ہوا تھا۔

**نظام پیلس:** آج قوالی کی مجلس سے
فارغ ہو کر دو بجے نظام پیلس گیسٹ
ہاؤس میں گیا تھا جہاں نواب جلیل الدولہ
بہادر مرحوم کی صاحبزادی اور نواب
ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ کی بیگم
صاحبہ دہرہ دون سے آئی تھیں اور
فوراً حیدر آباد جا رہی تھیں۔ وہ اپنے
بچوں کی تعلیم کے لئے دہرہ دون کے اسکول
دیکھنے گئیں تھیں۔ وادی امین والے
مولوی غلام احمد خاں صاحب بھی اُن کے
ساتھ تھے۔

**ریڈیو نشر:** رات کو دس بجے
حسین خانے کے اندر حجرہ درگاہ سے ملا ہوا
ہے قوالی کو ریڈیو میں نشر ہوا تھا۔ پہلے
خادم حسین نظام راگی نظامی اور اُستاد
بندو خاں دہلوی سارنگی نواز نے ساز و
پر حمد کا نغمہ بجایا۔ اس کے بعد احمد حسین
دہلوی نعت خواں نے نعت پڑھی پھر
معراج الدین ساکن کوئٹہ بلوچستان نے

حضرت مولانا روم کی غزل گائی۔ پھر اخلاق احمد
علی گڑھی نے فارسی غزل گائی۔ پھر خادم حسین نظامی کی
نظامی نے ہندی گیت گایا۔ پھر مولا بخش
مستانگی نے بیدم کا کلام گایا۔ پھر پاکپتن شریف
کے قوالوں نے حضرت بابا صاحب کا پنجابی
کلام سنایا۔ پھر عبدالحسین رام پوری نے
حضرت بیدم شاہ کی غزل گائی۔ پھر منظور احمد
وغیرہ حیدر آبادی قوالوں نے حضرت بو علی
قلندر پانی پتی کی فارسی غزل گائی۔ گیارہ
بجے شب ختم ہوئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد
نئی دہلی سے ... احباب آئے اور انہوں
نے کہا کہ ریڈیو میں قوالی بہت صاف
سنائی دی۔

بڑی مجلس ریڈیو نشر سے فارغ ہونے
کے بعد یادگار میدان عرفات میں گیا جہاں
بڑی مجلس کی قوالی کے لئے ہزارہا آدمی جمع
تھے۔ تمام میدان اور چبوترے اور چھتیں
آدمیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ درختوں اور
دیواروں پر بھی آدمی چڑھے ہوئے تھے بمشکل تمام اسٹیج
شمس الدین کی مدد سے مجلس کے اندر پہنچ سکا اور بیٹھتے
ہی چند سکنڈ کے بعد قلبی دورہ شروع ہو گیا

جب میں نے حالت دگرگوں دیکھی تو قوالی
کے چبوترے پر گیا اور حاضرین کو اپنی بیماری
کی اطلاع دی اور کہا کہ میں اپنی جگہ حضرت
مولانا سید محمد عاشق صاحب زیدی الہاشمی
اور حیرت شاہ صاحب وارثی بی۔ اے کو مقرر
کرتا ہوں کہ وہ مجلس کا انتظام قائم رکھیں
اور آپ لوگوں میں جتنے دہلی والے موجود
ہیں اُن سے بھی کہتا ہوں کہ یہ مجلس آپ کی ہے
آپ کو چاہئے کہ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں
کی دلجوئی اور خاطرداری کا خیال رکھیں۔ قوالوں
کی گیارہ چوکیاں موجود ہیں۔ اگر آپ سکون اور
اطمینان سے سنیں گے تو صبح تک سُن سکتے ہیں
یہ کہہ کر میں چبوترے کے قریب کے دروازہ
سے بمشکل باہر آیا۔ پاک دل محمد حسین نظامی میرے
ساتھ تھے۔ دورہ کی شدت بڑھ رہی تھی۔ بڑی
دشواری سے ننگے پاؤں گھر تک پہنچا اور اپنی
خوابگاہ میں آیا۔ دیکھا کہ یہاں بھی ایک بڑا ہجوم
جمع ہے۔ گھر میں خبر ہوئی۔ خواجہ بانو نے فوراً دوائیں
بھجوائیں۔ میری خوابگاہ میں بھی ایسی دوائیں
موجود رہتی ہیں۔ فوراً استعمال کیں اور دورہ رک گیا
پھر میں نے وہیں موتی محل میں قوالوں کو بلایا

اور رات کے تین بجے تک قوالی سنتا رہا۔ سکندر خاں صاحب پولیٹیکل ایجنٹ صوبہ سرحد اور بابر خاں صاحب بیرسٹر اور خان بہادر میر نواب علی صاحب اور ایاز خاں صاحب خٹک ایگزیکٹو انجنیئر نے قوالوں کو اتنا دیا کہ ان کی جیبیں بھر گئیں۔ یہ لوگ دس دس پانچ پانچ روپے کے نوٹ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیتے تھے۔

## ۹ ربیع ثانی ۱۳ اپریل منگل دہلی

**پھول** } اعجاز محمد صاحب منتظم باغات جے پور اوس وقت نے عرس کے زمانے میں پھولوں کا اچھا انتظام کیا تھا

استاد شمس الدین اور اُن کے شاگردوں نے مجلس کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔

**موسم** } تین چار دن سے موسم بالکل بدل گیا ہے۔ رات دن تیز ٹھنڈی ہوا چلتی رہتی ہے۔ اگر چار روز پہلے کی سی گرمی ہوتی تو معلوم نہیں ایک لاکھ زائرین کا کیا حال ہو جاتا۔

**زنانے مکان کی مجلس** } کل رات کو زنانے مکان کے اندر بھی قوالی کی مجلس ہوئی تھی اور اس میں دوسرے زائرین کے علاوہ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجنیئر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی اور خان بہادر میر حسنین صاحب اسسٹنٹ سکریٹری سنٹرل اسمبلی اور چند ہندو صاحبان بھی شریک ہوئے تھے۔ نظام رانگی قوال نے اپنے کمالات سے تمام حاضرین کو مسحور کر دیا تھا۔

**بیداری** } کل بھی اور پرسوں بھی رات بھر جاگا تھا اور آج بھی باوجود دورہ ہو جانے کے صبح تک بیدار رہا۔ خدا کے فضل سے اب طبیعت صاف ہے۔

**احمد آباد کا تار** } آج حسب معمول حضرت مولانا سید غیاث الدین احمد میاں قادری سجادہ نشین حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب کا تار آیا تھا جس میں انہوں نے نام بنام سب کو دعا سلام لکھا تھا۔

وہ ہمیشہ ہر عرس میں تار بھیجا کرتے ہیں میں نے وہ تار مجمع عام میں پڑھ کر سنایا اور سب نے شکرگزاری اور خوش دلی ظاہر کی۔

**وفات کی خبر** } کل شام کو جے پور والے صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب وزیر ریاست دوجانہ قوالی کی شرکت کے لئے آئے تو انہوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی کہ ۲۶ تاریخ کو حضرت مولانا سید

انوارالرحمٰن صاحب بسمل نظامی نیازی نے یکایک وفات پائی۔ مجھ پر اس خبر کا حد سے زیادہ اثر ہوا۔ اور رات کو محفل میں جا کر جو قلبی دورہ ہوا اس کا ایک سبب تو آدمیوں کا ہجوم تھا اور دوسری وجہ یہ خبر تھی۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ ہم نظامیوں کا روشن چراغ گل ہو گیا۔

**محمد حنیف صاحب انجنیر** سنٹرل پی ڈبلو۔ ڈی کے اگزکٹیو انجنیر محمد حنیف صاحب نے بستی کے نلوں میں فالتو پانی کا انتظام کیا ہے اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے چیرمین مسٹر برانڈ نے بھی بہت معقول انتظام پانی کا کیا ہے۔ کمیٹی کی بڑی بڑی ٹنکیاں مختلف مقامات پر ہزاروں آدمیوں کو پانی تقسیم کر رہی ہیں محمد حنیف صاحب میرے ہاں قوالی کی مجلس میں بھی شریک ہوتے تھے۔

مسٹر اکرام اللہ جوائنٹ سکریٹری سپلائی ڈپارٹمنٹ اور ان کی بیگم بہر ور دیہ صاحبہ ایچ ڈی بھی قوالی کی مجلس میں شریک ہوتی تھیں۔

**دو آدمی جل گئے** درگاہ بازار سے خبر آئی کہ چونکہ حلوائیوں نے دکانیں سڑک کے اوپر لگالی ہیں اور راستہ بہت تنگ ہو گیا ہے۔ اس واسطے ہجوم کی کش مکش کے سبب رہتک کے دو مسلمان گھی کے کڑہاؤ میں گر پڑے اور حالت نازک ہو گئی۔ ان کے ساتھی فوراً رہتک لے گئے۔

کل رات میرے قلبی دورہ کی خبر دہلی شہر میں جا کر موت کی خبر بن گئی اور آج مختلف اصحاب خبر کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے آتے رہے

**لاؤڈ اسپیکر** اس سال درگاہ شریف کے اندر بھی قوالی کی مجلس میں لاؤڈ اسپیکر لگائے گئے تھے جس سے زائرین کو بہت آرام ملا۔

**گوہر کا گانا** آج جے پور والی گوہر بائی رات کے بارہ بجے سے صبح تک درگاہ شریف کے باہر گاتی رہی۔ وہ ہمیشہ میلہ ختم ہو جانے کے بعد گایا کرتی ہے۔ جے پور میں اس کی بہت شہرت ہے

**ہاشمی صاحب** کل اور پرسوں مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر اخبار دین دنیا دہلی اور محمد نواز صاحب ہاشمی ایڈیٹر اخبار عادل بھی مجلسوں کی شرکت کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے اور بھیا نصیر عشقی نے اور مولانا عشقی نظامی نے اور میرے بہت سے مریدوں نے مجلسوں اور مہمانوں کے انتظامات میں مدد دی تھی۔

**روحم کی جانماز** سردار اندر سنگھ نظامی میرے نواسے روحم کے لئے ایک بہت خوبصورت چھوٹی سی جانماز لائے ہیں۔ روحم کا تار آیا ہے کہ اننت پور میں ریڈیو کی قوالی بہت مشتاقی سے

**محمد نظام نظامی** مولانا عشقی نظامی کے بیٹے محمد نظام بھی آئے ہیں اور سٹلا ضلع بلند شہر سے اسمٰعیل خاں نظامی بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے ہیں۔

**حضرت مولانا قطب میاں صاحب** کل فرنگی محل والے حضرت مولانا قطب الدین عبد الوالی صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور مغرب کی نماز ہم سب نے اُن کی اقتدا میں پڑھی تھی۔ اور پھر قادر الکلام صوفی صاحب اجمیری کا کلام بھی سُنا تھا۔ مولانا قطب میاں صاحب بھی صوفی صاحب کے کلام کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

**حسین بھائی عبد اللہ لال جی** آج سنٹرل اسمبلی کے مشہور ممبر حسین بھائی عبد اللہ لال جی بھی آئے تھے۔ اور لنگر کی امداد بھی لائے تھے۔

**سید لطیف الرحمٰن صاحب** خان بہادر کپتان سید حبیب الرحمٰن صاحب سی آئی ای کے صاحبزادے سید لطیف الرحمٰن صاحب تشریف لائے تھے۔ اور اپنے والد کی ضعیفی اور کمزوری کا عذر بیان کیا تھا۔ اور لنگر کے دس روپے بھی دئے تھے۔ کپتان صاحب حضرت مولانا شاہ امان الرحمٰن صاحب مرحوم کے بھائی ہیں اور ہمیشہ درگاہ شریف میں اور میرے ہاں کی تقریبات میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اور لطیف الرحمٰن صاحب بھی ہر جمعرات کو درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں

**پنڈت کندن لال** زائرین عرس نے بیان کیا کہ دہلی ریلوے جنکشن پر پنڈت کندن لال ریلوے پولیس انسپکٹر سے مسافر زائرین کو بہت آرام ملتا ہے۔ کلیر شریف کے عرس میں جاتے وقت بھی انھوں نے بہت آرام پہنچایا تھا۔ میں نے کہا ان کے نام میں دو لفظ ہیں۔ ایک کندن اور ایک لال۔ کندن کھرے سونے کو کہتے ہیں اور لال بھی بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ اس کو الٹ دو تب بھی لال رہتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں آج کل بہت مہنگی ہو گئی ہیں اس واسطے کندن لال کی خدمت خلق قابل قدر بھی ہے اور رشک کرنے

کے قابل بھی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ سب پولیس والے ایسے ہی نیک دل بن جائیں اور فرعون بے سامان کی کرسیوں پر ہر وقت نہ بیٹھے رہا کریں۔

**۲۰ ربیع ثانی ۴ اپریل بدھ دہلی**

**بچھڑنے کی گھڑی** ایک دن وہ تھا کہ محبوب پاک رخ کے دیوانے جوق جوق پروانوں کی طرح آرہے تھے اور اب وہ وقت بھی آگیا کہ ان سب نے ایک ایک کرکے جانا بھی شروع کر دیا۔ مجھے ان کے بچھڑنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

**ڈنر** آج شام کو علی کے ساتھ بیگم شاہ نواز کے مکان پر گیا تھا۔ انہوں نے اپنے بہنوئی میاں بشیر احمد صاحب ایڈیٹر ہمایوں لاہور کو ڈنر پارٹی دی تھی۔ ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں صاحب اور مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ امپورٹ اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ اور بیگم سر علی امام اور مسٹر تھاپا اور حفیظ صاحب جالندھری اور اُن کی میم صاحبہ وغیرہ بہت سے اصحاب اور خواتین شریک طعام تھے۔

میں نے حفیظ صاحب کی میم صاحبہ سے خوب باتیں کیں۔ وہ لیتھونیا روس کی رہنے والی ہیں۔ اُن کے ماں باپ لندن میں آگئے ہیں۔ حفیظ صاحب سے شادی کرنے کے بعد انھوں نے اُردو بھی سیکھ لی ہے۔ سفید ہندوستانی لباس میں تھیں۔ چہرہ پر نور۔ آنکھوں میں نور باتوں میں نور۔ مجھے ان کی باتیں سن کر بہت ہی خوشی ہوئی۔ میں نے پوچھا ہندوستانی شوہر کی کیا خدمت کرتی ہو۔ کہا اپنے ہاتھ سے ہندوستانی کھانا پکا کر کھلاتی ہوں اور ان کی راحت اور آسائش کو اپنی راحت اور آسائش پر مقدم رکھتی ہوں۔ میں نے کہا تم اسلام کی تعلیم پر ٹھیک طریقے سے عمل کرتی ہو۔

حفیظ صاحب نے اپنی بیوی سے میرا تعارف کرایا تو کہا یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے مجھ سے شاہنامہ اسلام لکھوایا اور ابتدا میں اس کام کے لئے دو سو روپے ماہوار مجھے دیتے رہے۔ میں نے کہا تمہارے شوہر شاعر ہیں اور شاعر مبالغہ کیا کرتے ہیں۔ اس دُنیا میں کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ دینے والا

تو محض خدا ہے۔ وہی مجھے دیتا ہے۔ اور
وہی تمہارے شوہر کو دیتا ہے۔
آؤ ایک دن میرے گھر میں آؤ اور میری
بیوی کو دیکھو کہ رات دن اپنے شوہر اور
پانچ بیٹوں اور تین بیٹیوں اور بیٹوں کی
بیویوں اور بچوں اور شوہر کے نوکروں
اور مہمانوں کے کھانے کا اور آسائش کا
انتظام کرتی ہیں اور پھر رات کے تین بجے
سے خدا کے سامنے بیٹھ کر تمہارے شوہر کی
لکھی ہوئی تہجد کی مناجات پڑھتی ہیں۔
تمہارے شوہر نے یہ ایسی مناجات لکھی ہے
کہ میری ہزاروں مرید عورتیں روزانہ تہجد
کے وقت اس کو پڑھا کرتی ہیں۔

**۱۲ ربیع ثانی ۵ اپریل جمعرات دہلی**

**کچھ کل کچھ آج** کچھ مہمان کل رخصت
ہوگئے تھے کچھ آج چلے گئے۔ اب صرف
مولانا قاضی حاجی میران بخش صاحب نظامی
اور ریپی نظامی اور روشن دل ماسٹر نجم الدین
نظامی اور بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ
نظامی اور حسین بلال نظامی اور محمد مظہر علی
پاشا نظامی حیدرآبادی موجود ہیں۔ باقی سب
چلے گئے۔

**شبیر احمد خاں صاحب** کہ فرخ آباد
کے رہنے والے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب
کے قرابتدار شبیر احمد خاں صاحب ملنے آئے
تھے اور عبد النعیم صاحب فرخ آبادی بھی
کل آئے ہیں۔ توکل منزل میں ٹھیرے ہیں۔
آج انہوں نے میرے تحریری کاموں میں بہت
مدد دی۔

**سفر کا ارادہ** کہ پرسوں سے پاک پٹن شریف
جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ سات آدمی میرے
ساتھ جائیں گے۔ سکنڈ کلاس کی سات سیٹیں
چودھری محمد امین صاحب نے مخصوص کر دی
ہیں۔ ایک میرے لئے ایک خواجہ بانو کے لئے
ایک بیگم رضا الحق عباسی مرحوم وزیر خیرپور
کے لئے ایک ریپی نظامی کے لئے ایک روشن دل
فاروقی صاحب کے لئے ایک روشن دل
ماسٹر نجم الدین نظامی کے لئے ایک بھائی
غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی کے
لئے۔ کل شام کو سات بجے دہلی سے روانہ
ہوکر صبح قصور پہنچیں گے۔ وہاں حضرت
بلھے شاہ کے مزار کی زیارت کریں گے۔

حکیم منزل شاہ نظامی کے گھر پر جائیں گے۔
اور کہیں گے۔ تیرا گھر سو میرا گھر۔ پھر ۱۱ بجے
ریل میں سوار ہو کر پاکپٹن شریف جائیں گے
رات کو قیام کر کے صبح دس بجے قصور کے
لئے روانہ ہوں گے اور شام کو سات بجے
قصور سے ریل میں سوار ہو کر پیر کی صبح دہلی پہنچ
جائیں گے۔ لاہور سے واپسی کی سیٹوں
کا بذریعہ تار انتظام کیا ہے۔ پاکپٹن شریف
میں بھائی سید نادر شاہ صاحب کو اور دیوان
صاحب کو بھی تار دے دئے ہیں۔ میرا چھوٹا بیٹا
امام مہدی بھی ساتھ جائے گا۔

کل بڑھ والے سید یامین نظامی آئے تھے
اور آج جمعرات والے استاد شمس الدین اور
نور الٰہی صاحب آئے تھے۔

**۲۴ ربیع الثانی ۶ راپریل جمعہ دہلی**

**ڈیپوٹیشن:** آج صبح جامعہ ملیہ کے ڈیپوٹیشن
کے ساتھ سید حسین بھائی سید اللہ لال جی کے
پاس گیا تھا۔ اور ڈاکٹر عبدالحق صاحب سے بھی
ارون اسپتال میں ملا تھا۔ انھوں نے
دل کا معائنہ کرنے کے بعد کہا تھا کہ دل
کی حالت بہت دگرگوں ہے۔

**دورہ:** جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں
پڑھ کر گھر میں آیا تو دل کا بہت شدید دورہ
ہوا۔ حالت نازک ہو گئی مگر خدا نے فضل
کیا۔ جان بچ گئی۔ مجبوراً پاکپٹن شریف
کا سفر ملتوی کر دیا۔

**بسم اللہ پڑھائی:** عرس سے دو
دن پہلے آنریبل سید حسین امام صاحب
رئیس گیا کے صاحبزادے اپنے بھانجے کو لائے تھے
بہت کم عمر بچہ ہے۔ مگر بڑی عمدگی
سے بسم اللہ پڑھی۔ چہرہ سے اور گفتار
سے اقبال مندی معلوم ہوتی ہے

**ٹکٹ واپس کر دئے:** جب دورے
نے میری حالت بہت نازک کر دی
تو علی اور رہبر جی دہلی نے اور ٹکٹ
واپس کر دئے۔ سیٹیں منسوخ کرا دیں
اور سب مقامات پر تار بھیج دئے
میں نے کہا جب تک حضرت بابا
صاحبؒ کی کشش نہ ہو گی حاضری دشوار ہے۔
اب ڈاکٹروں اور حکیموں کا اصرار ہے کہ روزانہ
کام ترک کر کے کسی بیرونی مقام پر چلا جانا چاہئے
ورنہ زندگی کے لئے خطرہ ہے۔

# شیخ چلّی کا روزنامچہ

## ۱۹۴۵ء کی پہلی اپریل اتوار کا دن

ہم عرس میں گئے } ہم نے آج ایک ٹیکسی موٹر منگائی یعنے وہ موٹر جو کرائے پر چلتی ہے اور کسی سے نکاح کرکے ایک کی بیوی نہیں بن جاتی۔

اور ٹیکسی میں چاروں بیویوں کو بٹھایا اور درگاہ حضرت سلطان جی میں پہنچ گئے۔

کیا دیکھتے ہیں سڑک بند ہے۔ دونوں طرف دکانیں لگی ہوئی ہیں نہ موٹر جا سکتی ہے نہ تانگہ جا سکتا ہے۔ ہم موٹر سے اترے اور چار بیویوں نے ہمارا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس طرح کہ دو بیویوں نے داہنا ہاتھ پکڑا۔ اور دو نے بایاں ہاتھ پکڑا۔ اور ہم کو میلے کی بھیڑ سے بچا بچا کر لے چلیں۔

تھوڑی دور چلے تھے کہ شیر کے بولنے کی آواز آئی۔ ہم نے پوچھا یہ آواز کہاں سے آئی؟ بیویوں نے کہا سرکس والے کے پنجرے کے اندر شیر بولا ہے۔ ہم نے کہا چلو پہلے شیر کا تماشہ دیکھینگے۔ بیویوں نے کہا آپ عرس میں آئے ہیں پہلے درگاہ میں چلئے۔ فاتحہ پڑھئے۔ پھول چڑھائیے۔ قوالی سنئے۔ پھر یہاں آکر سرکس کا تماشہ بھی دیکھ لیجئے گا۔ ہم نے کہا کیا خوب۔ کیا ہم دلّی والے نہیں ہیں۔ وہ تو پہلے تماشہ دیکھتے ہیں پھر درگاہ میں جاتے ہیں۔

بیویاں چپ ہوگئیں اور ہم سرکس کے اندر گئے۔ شیر دیکھا اور ایک موٹا سانپ دیکھا ہم نے سرکس والے سے کہا۔ یہاں گرمی بہت ہے اور شیر کو اور سانپ کو اس گرمی سے تکلیف ہوتی ہوگی۔ تم ان بے زبان جانوروں پر کیوں ظلم کرتے ہو؟

سرکس والے نے جواب دیا آپ کو یہ کہنے کا کچھ حق نہیں ہے۔ شیر ہمارا ہے۔ سانپ ہمارا ہے۔ آپ نصیحت کرنے والے کون؟

ہم نے کہا۔ ہم حضرت شیخ چلی ہیں اور ہمیشہ نصیحت کرنے والوں کا

کان کھینچنا ہمارا کام ہے۔ یہ کہہ کر ہم دوڑے اور بس والے کے دونو کان پکڑ کر کھینچ لئے۔ وہ ایسا ڈرا کہ ہمارا نام سنتے ہی دم بخود رہ گیا۔

پھر ہم نے ایک کھلونے والے سے کھلونے خریدے۔ بیویوں نے کہا خدا نے آپ کو ایک بچہ بھی نہیں دیا یہ کھلونے کس کے لئے خریدے ہیں؟ ہم نے کہا ان دکانداروں نے ہماری امید میں دکانیں لگائی ہیں اسلئے ہم نے ان کی مدد کرنے کے خیال سے کھلونے خریدے ہیں۔ بن ماں باپ کے بچوں کو گھر جا کر بانٹ دیں گے۔

اور آگے بڑھے تو حلوائیوں کی دکانوں سے سڑک بند تھی۔ ہم نے کھڑے ہو کر آواز دی۔ ہے کوئی کمیٹی والا؟ ہے کوئی تندرستی کی دیکھ بھال کرنے والا؟ ہے کوئی پولیس والا؟ مگر وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیونکہ ان حلوائیوں نے ان سب کو حلوے پوری کھلا کر آرام سے سُلا دیا تھا۔ اس لئے ہم نے کھڑے ہو کر سب کے سامنے لکچر دیا اور کہا۔ اے حلوا پوری والو تم کیسے مسلمان ہو کہ تم نے راستہ روک رکھا ہے۔ اور قبروں پر اور راستے میں چولھے بنائے ہیں۔ اسلام کا حکم ہے راستہ صاف رکھو اور جو راستہ صاف کرے وہ جنت میں جائے۔ اور جو ایسا نہ کرے وہ دوزخ میں جلے۔

پھر ہم نے حلوا پوری خریدا۔ اور اپنی چاروں بیویوں کے ساتھ وہیں کھڑے کھڑے کھانا شروع کیا۔ اتنے میں ایک مولوی صاحب آ گئے اور انہوں نے کہا۔

جناب شیخ چلی صاحب! ابھی آپ حلوائیوں کو اسلام کا حکم سنا رہے تھے اور اتنی جلدی اسلام کی شریعت کا حکم بھول گئے۔ جس نے بازار میں کھڑے ہو کر کھانے سے منع کیا ہے۔

ہم نے یہ سنتے ہی زور زور سے کہا:۔

ہماری توبہ ہے ہماری توبہ ہے۔ ہم بھول گئے تھے۔ اور پھر ہم نے حلوہ لگے ہوئے چکنے ہاتھوں سے اپنے دونو گلوں پر طمانچے مارے۔ اور توبہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

باؤلی کے چھتے میں بہت سے گندے میلے کچیلے کپڑے پہنے فقیر بیٹھے تھے ہماری بیویوں نے ان کو پیسے دینے چاہے تو ہم نے منع کیا اور کہا ان ہٹے کٹے فقیروں کو دینا گناہ ہے

کیونکہ اس سے ان کو کام کرنے اور محنت کرنے کی عادت نہیں رہے گی۔

پھر ہم درگاہ کے اندر گئے اور ہم نے مزار کے سامنے چوکھٹ پر سر رکھا اور اس کو چوما۔ ہماری ایک بیوی نے کہا قبروں کے آگے سر جھکانا شرک ہے اور گناہ ہے۔ اور قبروں پر پھول چڑھانے اور چراغ جلانے بھی گناہ ہیں۔

ہم نے وہیں کھڑے ہو کر اپنی بیوی اور سب مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "ہم سرمت کو خوب جانتے ہیں اور ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ قبروں کے اندر جو لوگ دفن ہیں اُن کی روحیں زندہ ہیں۔ اور وہ پھولوں کی خوشبو اور چراغوں کی روشنی سے خوش ہوتے ہیں اور خدا کے ولی لوگوں کی قبروں میں خدا کا نور ہوتا ہے اور جو عورت مرد ان قبروں کو چومتا ہے تو وہ نور چومنے والوں کے اندر آجاتا ہے اور وہ نورانی بن جاتے ہیں اور جو منکر ہیں وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

ہماری تقریر سُن کر ہماری بیویوں نے توبہ کی اور سب مسلمانوں نے شیخ چلی زندہ باد کہا۔

ہم نے دیکھا مسجد کے اندر اور باہر بہت سے اللہ والے درویش جگہ جگہ بیٹھے ہیں ہم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر ان پر فاتحہ پڑھی تو ہماری ایک بیوی نے کہا یہ تو سب زندہ ہیں آپ ان پر فاتحہ کیوں پڑھتے ہیں؟ ہم نے کہا فاتحہ زندہ اور مردہ دونوں کو فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ فاتحہ قرآن شریف کی کنجی ہے اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اسی لئے پڑھی جاتی ہے۔ اور ہم ان کو مُردہ بھی سمجھتے ہیں کیونکہ ان میں بعض کچھ کام نہیں کرتے کپڑے رنگ کر پہن لیتے ہیں اور دوسروں کی کمائی کھانے کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں اور اس سے ان کے دل مر جاتے ہیں۔ اور ہم فاتحہ پڑھ کر ان کے دل زندہ کرتے ہیں۔

ہماری دوسری بیوی نے کہا تو کیا ہم ایسے لوگوں اور دوسرے نکمے لوگوں پر فاتحہ پڑھیں تو وہ سب بھی زندہ ہو جائیں گے؟ ہم نے جواب دیا ہاں ضرور زندہ ہو جائیں گے

ہماری ایک بیوی نے روضے کے اندر جانا چاہا تو درگاہ والوں نے ان کو اندر جانے سے روکا اور کہا عورتیں روضے کے اندر

نہیں جاتیں۔ ہماری بیوی نے وجہ پوچھی تو ہم نے کہا
روضے کے اندر جگہ کم ہے۔ عورت مرد
اندر جمع ہونگے تو شیطان آجائے گا۔ اسلئے
عورتوں کو روکتے ہیں۔ ورنہ عورتیں اندر
جائیں تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ خدا کے نزدیک عورت مرد
برابر ہیں اور وہ سب کو پیارا سمجھتا ہے۔
پھر ہم شاندار بڑی کمپنی والوں کی سبیل پر
گئے اور برف کا ٹھنڈا پانی پیا اور ان کو دعائیں
دیں۔ بیوی نے کہا دعائیں دیتے ہو کچھ
نقدی بھی دو تاکہ تمہاری طرف سے بھی برف
آجائے۔ ہم نے جواب دیا ہماری دعا نقدی
سے بڑھ کر ہے۔ اور برف پینا گناہ ہے۔
کیونکہ اس کے اندر تیزاب ہوتا ہے اور وہ
پیٹ کو اور دل کو کمزور کر دیتا ہے۔
بیوی نے کہا پھر آپنے برف کا پانی کیوں پیا؟
ہم نے کہا سبیل لگانا بھی ثواب۔ اور سبیل کا
پانی پینا بھی ثواب۔ اس لئے ہم نے برف کا پانی پی لیا۔
**قوالی** } تین بجے ہم یادگار میدان عرفات کی
قوالی میں گئے۔ رضا سندھیا قوالی ہال کے اندر عورتیں
جمع تھیں۔ ہم نے اپنی چاروں بیویوں کو اندر
بھیجدیا اور خود خواجہ حسن نظامی کے پاس بیٹھ گئے
ہم نے دیکھا لوگ روپے لاتے ہیں اور خواجہ
حسن نظامی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ
اپنے آدمی کے ہاتھ قوالوں کو بھیجدیتے ہیں۔
ہم کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی کیونکہ قوالی
کے لئے دل کی یک سوئی ضروری ہے۔ اور
گھڑی گھڑی روپے لانے لے جانے سے
یکسوئی میں فرق آتا ہے۔ مگر ہم چپ چاپ
بیٹھے رہے۔ اور ہمارا غصہ بڑھتا رہا۔ آخر ہم
کھڑے ہو گئے۔ اور ہماری بیویاں بھی باہر
آگئیں اور ہم سیدھے موٹر تک آئے اور سوار
ہو کر اپنے گھر میں چلے آئے۔
**اپریل فول** } آج اپریل کی پہلی تاریخ
ہے۔ ہمارا جی چاہا کہ کسی کو بے وقوف بنائیں
اس لئے ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا کہ تم
ایک خط لکھو اور اس کی نقلیں اسمبلی کے ممبروں
کو بھیجدو۔ بیوی نے کہا کیا لکھوں؟ ہم نے
مضمون بتانا شروع کیا۔ جو یہ تھا:۔
فقیر حقیر شیخ چلی کی طرف سے تمام ممبران
اسمبلی کی خدمت میں عرض ہے کہ آج سر تیج بہادر
سپرو ہمارے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کہ
لا وارث لیڈروں کی طرف سے ایک تار

وزیر ہند اور ماسٹر ائے کو لندن بھیجنا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ آئندہ ہندوستان میں کوئی کمشنر ڈپٹی کمشنر انگریز نہ ہو سب ہندوستانی ہوا کریں۔

ہم نے کہا ہم کو یہ مضمون پسند ہے۔ تم بھیجدو۔ سر سیرو نے کہا تو حضور اپنی منظوری لکھ کر دیدیں۔ ہم نے خفا ہو کر کہا کیا ہماری زبان کا تم کو اعتبار نہیں ہے؟ کیا ہماری زبان بھی انگریزی سیاست ہے کہ گھڑی گھڑی بدل جاتی ہے؟ سر سیرو ڈر گئے اور انھوں نے ہم سے معافی مانگی۔ پھر پوچھا کہ حضور کے خیال میں ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کن کن ہندوستانیوں کو بنایا جائے؟ ہم نے کہا دہلی میں جتنے ممبر اسمبلی کے ہیں اُن کو یہ عہدے دیے جائیں۔

سر سیرو نے اس رائے کو قبول کرلیا اور چلے گئے۔ اس لئے ہم سب آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ اب اسمبلی میں سرکار کے خلاف ایک لفظ نہ کہنا ورنہ ہم تم کو کمشنر اور ڈپٹی کمشنر نہ بننے دینگے۔

ہماری بیوی نے یہ خط لکھ لیا تو کہا اس خط میں اپریل فول کی یعنی کسی کو بے وقوف بنانے کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہ سُن کر ہم نے اپنی ڈاڑھی کھجائی اور کہا ٹھیک کہتی ہو۔

اچھا تم نئی چاوڑی کی کسی بڑی رنڈی کو لکھو کہ ابھی ابھی مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ چونکہ دہلی میونسپل کمیٹی کو مکانوں کی ضرورت ہے اسلئے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ نئی چاوڑی کی سب رنڈیاں پرانی چاوڑی میں آجائیں اور نئی چاوڑی کے مکانات خالی کردیں۔ اور پرانی چاوڑی کے دس بارہ کوٹھے ہمارے پاس ٹھیکے میں ہیں۔ لہذا اگر تم پہلے سے یہ کوٹھے ہم سے کرائے پر ٹھیرا لو تو فائدے میں رہوگی۔

نوکر کے ہاتھ خط بھیجدیا اور رات تک جواب آگیا کہ ہم یہ کوٹھے لینے کو تیار ہیں۔ ہم نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور کہا کیوں کیسا بے وقوف بنایا؟

ہماری بیوی نے جواب دیا خدا نے آپکو عزت دار بنایا ہے۔ اپریل فول نئی روشنی کے بے عزت لوگ بنایا کرتے ہیں آپنے ناحق بیچاری رنڈیوں کو دھوکا دیا ہم نے بیوی سے کہا سچ کہتی ہو آئندہ ہم ایسا نہ کرینگے

# حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے عرس کے لئے لنگر روشنی نیاز وغیرہ کی امداد

شہزادے ولی عہد بہادر حضور نظام ڈیڑھ سو روپے

نواب صاحب جاورہ دو سو روپے

نواب صاحب چترال ایک سو روپے

نواب صاحب امب ایک سو روپے

سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی ڈیڑھ سو روپے

بیگم صاحبہ سردار خاں صاحب بنارس ایک سو روپے

کاکی شاہ نظامی حیدر آباد ایک سو روپے

مسٹر زوسی مستری بمبئی ایک سو روپے

نواب صاحب جونا گڑھ تین سو روپے

سید امداد حسین نظامی کانپور پچاس روپے

بیگم صاحبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر چالیس روپے

پاکٹ بل محمد حسین دینی نظامی لاہور بیس روپے

آنریبل مولانا سر عبدالرحیم صاحب صدر سنٹرل اسمبلی تیس روپے

سیٹھ محمد ابراہیم صاحب قادری سلیمانی چھبیس روپے

ہز ہائی نس نواب غلام معین الدین خاں رئیس ریاست مانا ودر کاٹھیاواڑ تین سو بیاسی روپے

راجہ دھرم کرن بہادر حیدر آباد دو سو روپے

مولانا حاجی محمد اسمٰعیل حفنوی نظامی سکندر آباد اکیس روپے

سید احمد حسین نظامی احمد آباد پچیس روپے

بیگم محمد اسد نظامی لاہور پچیس روپے

بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز پچیس روپے

نور محمد خاں نظامی جالندھر چھاؤنی دس روپے

نواب عبید المقیت خاں صاحب شروانی علی گڑھ بارہ روپے

افریقہ والے علی احمد نظامی سیالکوٹ بیس روپے

مسٹر رشید بمبئی بیس روپے

ماسٹر احمد جان صاحب کانپور چودہ روپے

والدہ صاحبہ اختر حسین دہرہ دون بیس روپے

سید کشفی شاہ نظامی چاکسو قاضیان گیارہ روپے

بیگم عبدالملک صاحب مجسٹریٹ ٹمہ والی بیس روپے

منی بائی داراب شاہ نظامی بمبئی گیارہ روپے

سعیدن نظامی بیس روپے

محمد نظام نظامی دس روپے

غلام حسین جان صاحب راولپنڈی بیس روپے

کریم داد خاں صاحب مظفر گڑھ پچیس روپے

حافظ دادا میاں نظامی از جانب عجب نور اکیاسی روپے

عبدالرحیم منہر نظامی مجلیہٹہ بیس روپے

نواب حسن یار جنگ بہادر حیدر آباد پچیس روپے

شیخ داؤد نظامی حیدرآباد گیارہ روپے

سعید بانو نظامی حیدرآباد آٹھ روپے

سید قطب الدین نظامی رائچور دو روپے

سید کامل حسین صاحب پیشکار دو روپے

اخوانی نظامی ولنگٹن دو روپے

سیدانی سعید اختر نظامی لاہور پانچ روپے

سعد اللہ خاں نظامی لاہور پانچ روپے

سید مبارک علی نظامی لاہور پانچ روپے

چھوٹے خاں نظامی لاہور پانچ روپے

سید امجد علی نظامی سیتاپور پانچ روپے

محمد یعقوب جانی نظامی ولنگٹن دو روپے

نادر شریف صاحب ولنگٹن دو روپے دو آنے

ولنگٹن کے ایک صاحب دو آنے

مظہر حسن نظامی مالیرکوٹلہ تین روپے گیارہ آنے

شاہ محبت صفی صاحب قاضی چک گیا پانچ روپے

محمد حنیف صاحب جودھپور ایک روپیہ

شنکر اکوڈر صاحب ولنگٹن دو روپے آٹھ آنے

محمد عبد الغفار خاں صاحب بہادر گڈہ میرٹھ پانچ روپے

امیر جان نظامی ولنگٹن ایک روپیہ

ظفر اقبال نظامی ولنگٹن ایک روپیہ

غلام فرید نظامی ولنگٹن ایک روپیہ

عبد الغنی صاحب بک سیلر انبالہ ایک روپیہ

ماسٹر نجم الدین روشن دل نظامی احمد آباد آٹھ روپے

سید اشرف امام صاحب بانکی پور ایک روپیہ

محمد وزیر علی نظامی رائچور پانچ روپے

اے۔ آر۔ نظامی بمبئی دو روپے

عبد الغفار نظامی عبد الحکیم نظامی ولنگٹن سوا روپیہ

سید امیر نظامی ولنگٹن دو روپے

نظامی ووڈ کارونگ کمپنی سہارنپور دو روپے

محمد صادق نظامی سہارنپور ایک روپیہ

محمد عبد اللہ شہودی نظامی ایک روپیہ

بشیر احمد نظامی سہارنپور ایک روپیہ

محمد ہاشم صاحب ہشکی پور پانچ روپے

سید باچھا نظامی ولنگٹن پانچ روپے

محمد عثمان اینڈ سنز سکندرآباد چار روپے دو آنے

سردار اندر سنگھ نظامی فرید کوٹ پانچ روپے

سردار الیس سنگھ صاحب سندھ ایک روپیہ

سردار بھگن سنگھ صاحب دو روپے

سردار اجمیر سنگھ صاحب سندھ ایک روپیہ

سردار ہری سنگھ صاحب ایک روپیہ

سردار اقبال سنگھ صاحب ایک روپیہ

| نام | رقم |
|---|---|
| سردار لکھیر سنگھ صاحب | ایک روپیہ |
| لالہ ہری رام صاحب | آٹھ آنے |
| رحمت اللہ نظامی سمرا یہ | پانچ روپے |
| محمد اسمٰعیل نظامی سٹلا | پانچ روپے |
| روشن دل اور علی نذر بیگی نظامی قریہ | پانچ روپے |
| غلام محمد حسنی نظامی جالندھر | دو روپے |
| ماسٹر دیوانہ سنگھ صاحب | ایک روپیہ |
| متولی احمد علی نظامی قریہ | پانچ روپے |
| چمن والے عبدالقادر نظامی ادہونی | دو روپے |
| حافظ دادا میاں نظامی ادہونی | نو روپے چار آنے |
| فقیر بخش خاں صاحب جام پور | دو روپے |
| سید محمد صاحب راولپنڈی | پانچ روپے |
| خوش اقبال شاہ نظامی حیدرآباد | پانچ روپے |
| سلطان محمد صاحب | پانچ روپے |
| ماسٹر عبداللہ صاحب ٹھٹھہ سندھ | پانچ روپے |
| حکیم غلام علی مدرس نظامی ٹھٹھہ سندھ | پانچ روپے |
| سید محمد وجیہ الدین نظامی بنگلور سٹی | پانچ روپے |
| رجب خاں نظامی دہلی | تین روپے |
| فضل کریم نظامی گنبد برنالی | دو روپے |
| مولوی عبدالرحمٰن نظامی مظفرآباد | دو روپے |
| گل زماں مظفرآباد | ایک روپیہ |
| حافظ عبدالکریم مظفرآباد | ایک روپیہ |
| سید عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما دہلی | تین روپے |
| خان بہادر کپتان سید حبیب الرحمٰن صاحب سی آئی ای آنرری دہلی | دس روپے |
| مرزا عمر بیگ نظامی کوہاٹ | پانچ روپے |
| سردار لکھا سنگھ صاحب کوہاٹ | دو روپے |

## ضروری اطلاع

معاونین سے درخواست ہے کہ وہ اس فہرست کو غور سے دیکھ لیں۔ تاکہ اگر کسی کا نام رہ گیا ہو تو حساب کے رجسٹر میں اندراج درست کر دیا جائے۔ چونکہ میرا حافظہ خراب ہو گیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے مجھے دستی رقمیں بھی دی تھیں اس واسطے یہ لکھا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ میں کوئی دستی رقم بھول گیا ہوں۔ خرچ کا حساب بھی مفصل رپورٹ میں معاونین کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔ اس فہرست میں وہ شاہانہ امداد درج نہیں ہے جو ہر مہینے بعض اصحاب بھیجا کرتے ہیں۔ حسن نظامی

# ریاستوں کا روزنامچہ

## جوناگڑھ کی جوبلی

کاٹھیاواڑ سمندر کے کنارے سندھ سے ملا ہوا ایک علاقہ ہے اور صوبہ بمبئی میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں چھوٹی بڑی تقریباً ایک سو ریاستیں ہیں جن میں مسلمانوں کی کم ہیں اور ہندوؤں کی زیادہ ہیں کاٹھیاواڑ کی ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست جوناگڑھ ہے۔ جس کی آمدنی ایک کروڑ کے قریب ہے اور یہاں بابی نسل کے افغان حکومت کرتے ہیں۔ موجودہ حکمران کا نام اور لقب ہز ہائی نس نواب سر مہابت خان ہے۔ اور وزیر اعظم جن کو دیوان کہا جاتا ہے خان بہادر محمد حسین عبدالقادر سندھی ہیں۔

مارچ ۱۹۴۵ء کے آخری ہفتے میں نواب صاحب کی ۲۵ سالہ حکومت کا جشن منایا گیا۔ مگر اس جوبلی اور جشن میں فضول خرچی کی کوئی رسم نہیں ہوئی رعایا کے فائدے کے بہت سے کام ہوئے اور رعایا نے اس خوشی میں جو کچھ کیا وہ بھی رعایا کی ترقی وخوش حالی کے لئے مفید ہوا۔

موجودہ دیوان کے زمانے میں ریاست کے ہر ڈپارٹمنٹ نے ترقی کی ہے۔ خاص کر انڈسٹری اور دستکاری کی ترقی بہت امید افزا ہے۔

ہز ہائی نس خود بھی ریاست کی خوشحالی اور رعایا کی فلاح کے کاموں کا ہر وقت خیال رکھتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ جوناگڑھ کی مسلمان رعایا بہت غریب ہے۔ اور اس کو حکومت کے عہدے کم ملتے ہیں پھر بھی بمبئی کے ہندو اخبار مسلمانوں کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔

جوناگڑھ کے ریلوے ڈپارٹمنٹ میں مرزا [illegible] اور بیگ [illegible] ہونہار نوجوان کو شریک کیا گیا ہے جو اپنے فرائض پوری قابلیت سے انجام دیتے ہیں۔ مسٹر فصیح الحق عباسی [illegible] خانہ جیسے مانگرول کے [illegible] اور تجربہ کار آدمی مقرر ہوتے ہیں۔ مسٹر جمیل الدین [illegible] اسم اسے

ریونیو کمشنر ریاست مانادور بھی اب جوناگڑھ میں آگئے ہیں جو بہت لائق اور کارگزار اہل کار ہیں۔ مسٹر سراج الدین قریشی نے ریاست کے پریس کے کام میں چار چاند لگا دئے ہیں خان بہادر رفیق محمد خاں صاحب بیرسٹر کی لیاقت اور تجربہ کاری سے بھی ریاست فائدہ اٹھا رہی ہے۔

سومنات کا مشہور تاریخی مقام بھی جوناگڑھ کی حفاظت میں ہے۔ اور جینیوں کا مشہور تیرتھ گرنار بھی جوناگڑھ کے زیر سایہ ہے۔ یہاں کی ملکی زبان گجراتی ہے مگر مسلمان اردو بولتے ہیں۔ یہاں قاضی محمد اختر صاحب ایک بڑے عالم اور ماہر مورخ رہتے ہیں جن کی نظیر پورے صوبے گجرات میں نہیں ہے۔ منادی ہز ہائی نس کو جوبلی کی مبارکباد دیتا ہے

## گوالیار میں ولی عہد کی خوشی

ہز ہائی نس مہاراجہ سندھیا فرماں روا ریاست گوالیار کو خدا نے ولی عہد عطا فرمایا ہے اور رعایا اس کی خوشیاں منا رہی ہے۔ ریاست کی طرف سے بھی اس خوشی میں رعایا کی ترقی اور خوش حالی کے بہت سے کام ہوئے ہیں۔ مسٹر منظر عالم نے بھی اس خوشی میں اپنی گزشتہ ناپسندیدہ روش کو بدل دیا ہے۔ اور ہز ہائی نس نے بھی انکو معافی دیدی ہے رعایا میں جو ناچ رنگ ہو رہے ہیں وہ پسندیدہ نہیں ہیں رعایا کو اس فضول خرچی کے بدلے کوئی ٹھوس اور پائدار کام کرکے اپنی خوشی ظاہر کرنی چاہئے روشنی میں جو اسراف ہوا ہے وہ بھی گوالیار جیسی دور اندیش ریاست کی شان کے خلاف ہے۔ اس خوشی میں ہندو مسلم مشترکہ اسکول جاری کئے جائیں تاکہ باشندوں میں اتحاد و محبت کی بنیاد پڑے ہز ہائی نس مہاراجہ سندھیا ذاتی طور سے سب قوموں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ان کے بعض صلاح کار بھی بہت بے تعصب اور نیک دل ہیں۔ مثلاً مسٹر برج راج نرائن صاحب جن کی خوبیاں ہندو مانتے ہیں اور مسلمان بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بعض افسر ہندوستان کے مستقبل سے غافل ہیں اور مسلمان رعایا کی فلاح سے

آنکھیں بند رکھنی چاہتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ گوالیار کے رئیس کی مرضی اس کے خلاف ہے وہ مسلمان رعایا کی ترقی اور خوش حالی بھی ہندوؤں کی طرح چاہتے ہیں ان ناسمجھ افسروں نے اردو ہندی کے معاملے کو بلا وجہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اس سے رئیس بھی بدنام ہوتے ہیں۔ اور ریاست کی نیک نامی پر بھی دھبّہ لگتا ہے۔

**ریاست دہار کی مسجد** مالوے کی مشہور اور تاریخی ریاست دہار میں ایک مسجد کا جھگڑا چل رہا ہے۔ اور ایک درگاہ کے حقوق مذہبی میں بھی مداخلت کی جا رہی ہے۔ منادی میں اس کی نسبت پہلے بھی لکھا گیا تھا۔ اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب نے توجہ بھی فرمائی تھی مگر افسوس ہے کہ بعض ناسمجھ اہل کار بات بڑھانی چاہتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت یہ ہے کہ رعایا کے مذہبی جذبات کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے۔

میں نہیں چاہتا کہ پولیٹیکل ڈپارمنٹ کو اس معاملے میں توجہ دلائی جائے لیکن اگر دہار کے اہل کار مسجد اور درگاہ کے خلاف اس طرح سرگرم رہے تو قدرتاً پولیٹیکل ڈپارمنٹ کو دخل دینا پڑیگا۔

**جاورے کی حسین ٹیکری** مالوے کی مشہور اسلامی ریاست جاورے میں ایک پہاڑی کو حسین ٹیکری کہتے ہیں۔ جہاں ایک غیبی نور نظر آتا ہے اور جس کی حقیقت سمجھنے کی بہت سے سائنس دانوں نے کوشش کی مگر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ اور کیوں نظر آتی ہے۔ ہزاروں ہندو مسلمان پارسی عیسائی یہودی زائرین وہاں جاتے ہیں۔ اور بے شمار بیمار وہاں جا کر رہتے ہیں تو تندرست ہو جاتے ہیں ریاست نے زائرین کی آسائش کے لئے بہت سے مکانات بنوا دئے ہیں اور ہر طرح کی مدد زائرین کو دی جاتی ہے جاورہ دہلی بمبئی بی بی اینڈ سی آئی آر کے جنگشن رتلام کے قریب ہے۔ اور حسین ٹیکری جاورے کی آبادی سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔

# ریزیڈنٹ کا روزنامچہ

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ آخری مغل بادشاہ کی بادشاہی کے زمانے کا ۱۸۴۹ عیسوی کا لکھا ہوا فارسی زبان میں تھا۔ اب میں نے اردو ترجمہ تیار کرکے چھاپہ خانے میں بھیجدیا جن کو ضرورت ہو پیشگی فرمائش بھیجدیں

حسن نظامی

## پانی پت کے میدان میں

# ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی

دو سو برس پہلے پانی پت کے میدان میں ہندو مسلمانوں کی جو عظیم الشان لڑائی ہوئی تھی اس کی مکمل اور مفصل تاریخ میں نے تیار کر دی ہے۔

تقریباً چار سو صفحے کی کتاب ہے۔ چھاپے خانے میں چلی گئی ہے۔ جن کو لینی ہو اپنا نام اور پتہ درج کرادیں

حسن نظامی

# قرآن شریف کا

# چشتی ترجمہ

میں نے قرآن شریف کا چوتھا ترجمہ
چشتی ترجمے کے نام سے تیار کیا ہے۔ حمائل ہے
تاکہ ہر شخص ہر وقت ساتھ رکھ سکے۔ ایک پارے
کا ھدیہ ایک آنہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ
چشتی برادری کے غیر مسلم ممبروں کو قرآن شریف
کی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے
بارہ عدد سے کم کوئی پارہ نہیں دیا جائے گا

حسن نظامی

# افغانستان کا باتصویر سفرنامہ

میں نے شہید بادشاہ نادر شاہ کی حکومت کے زمانے میں افغانستان کا سفر کیا تھا اور ایک ضخیم باتصویر سفرنامہ شائع کیا تھا۔ جو پانچ روپے کو بکتا تھا۔ اب میں نے افغانستان اور ہندوستان کا باہمی تعارف کرانے کی نیت سے اس کی قیمت آدھی کر دی ہے ڈہائی روپے میں دیا جائیگا۔ جلد سنہری نہایت خوبصورت ہے۔ کاغذ بہت اعلے ہے۔ غیر مجلد دو روپے کو دیا جائے گا۔ حسن نظامی

# شیخ چلّی کا روزنامچہ

اس ہفتے سے شیخ چلی کا روزنامچہ منادی میں چھپنا شروع ہوگیا۔ آئندہ ۱۶ صفحے اس روزنامچے کے شائع ہوا کرینگے منادی کے لئے گورمنٹ نے کاغذ کی زائد تعداد منظور کرلی ہے۔ اب منادی ایجنسیوں میں بھی دیا جاسکیگا۔ مگر روزانہ ضمیمہ ابھی جاری نہیں ہوگا۔ جن لوگوں نے روزانہ ضمیمے کی قیمتیں بھیجی ہیں وہ واپس منگالیں یا منادی کی خریداری کے حساب میں جمع کرادیں۔ حسن نظامی

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ و السّلام رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے آگے حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں الماس علی خاں خواجہ سرائے محجر سنگ سُرخ کا جالیدار بنوا دیا تھا۔ اور اس پر یہ تاریخ کندہ تھی۔

پیش آثار مبارک سرورِ آخر زماں — در زمان شاہ عالمگیر خاقان جہاں
ما بیادت ساخت دیوار محجر از سنگ سُرخ — بندۂ با اعتقاد از صدق دل الماس خاں
سال تاریخ بنا چوں میر جست از عقل و ہوش — گفت ہاتف بہر خود وا کرد ابواب جناں

مگر پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے ایک آندھی [illegible] آئی تھی اس صدمہ سے وہ محجر گر پڑا تھا حضرت ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ نے از سر نو اس محجر کو مرتب کیا چنانچہ اب تک وہ محجر موجود ہے

**حوض** صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول ہے اور اس کے بیچوں بیچ میں ایک حوض ہے فرحت بخش روح افزا و دلکش و دلربا بندرہ گز مربع بارہ گز کا سنگ مرمر کا اسکے بیچ میں فوارہ لگا ہے اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو چھوٹا کرتا ہے اسکی کیفیت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے گویا فوارۂ نور ہے کہ آسمان تک پہنچتا ہے اور ہر بار پنجہ مہتاب ہے کہ آسمانوں سے مصافحہ کرتا ہے اس حوض کے غربی گوشے پر ایک چھوٹا سا کٹہرا سنگ مرمر کا محمد حسین خاں محلی نے بنوا دیا ہے اس واسطے کہ اس مقام پر علی روایت العوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور اس کٹہرہ پر یہ عبارت اور قطعہ کندہ ہے:۔

کوثر محمد رسول اللہ ؐ سنہ ۱۱۸۰ھ

رسول دید و اندریں جا ولی و اہل اللہ — بجا ست گر شود ایں سنگ ہم زیارت گاہ
بنائے سال بتحسین و آفریں ہاتف — بگفت احاطہ جائے نشست رسول اللہ ۱۱۸۰ھ

بانی جائے ادب غلامی محمد تحسین محلی بادشاہی ۱۱۸۰ھ

۱؎ یہ آثار شریف اب بھی موجود ہیں اور زائرین جوق جوق ان کی زیارت کے لئے رات دن آتے رہتے ہیں حسن نظامی ۲؎ جامع مسجد کے حوض کے کونے پر یہ مقام اب بھی موجود ہے (باقی بر صفحہ ۱۹)

اس مسجد کے چاروں طرف ایوان ہائے خوش نما اور دالان ہائے فرحت افزا اور حجرہ ہائے دل کش اور مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہیں۔

اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اس سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے دائرہ ہندی وقت نما زجانے کو بنا ہوا ہے کہ افق اس کا افق عالم پر فوق رکھتا ہے۔ اس مسجد کے تین دروازے ہیں بہت عالی ایک جانب جنوب بطرف بازار چتلی قبر اور دوسرا جانب شرقی بطرف خاص بازار اور تیسرا جانب شمال بطرف بازار پایہ والاں اور ان تینوں دروازوں میں پنچی کواڑ منبت کاری کے جڑے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کے دائیں بائیں طرف دارالشفاء اور دارالبقا بہت صفا اور لطافت سے بنے ہوئے ہیں[1]۔ اور اس کی تاریخ شعرائے نامی نے اس طرح کہی ہے۔

| | |
|---|---|
| من نہ گویم کعبہ لیکن اینقدر گویم کہ ہست | جبہہ وتا دعاشق سجدۂ این آستاں |
| پرتو انوار او چوں عالم افروزی چند | صبح را گر دو نفس انگشت حیرت در دہان |
| مسجد او این ست می زیبد اما منش جبرئیل | خلوت روحانیاں را شمع بابید درخشاں |
| دست استاد قضا تا از رخامش ساختہ | روسفیدی آید آماد گشت از بہر کان |
| نیست در دوعا عمل اوقات اہل طاعتش | جز دعائے ثانی صاحبقران شاہ جہاں |
| در بناے حرا این سعی کہ دارد ہمتش | حاصل کان جملہ خواہد گشت آخر صرف کان |
| تاہمیشہ قبلہ اسلام سمت کعبہ است | قبلہ گاہی آرزو باد اجابتش جاوداں |

(بقیہ صفحہ ۱۸) لیکن دہلی مسلمان کوشش کرتے رہتے ہیں کہ یہ مخصوص جگہ صاف کر دی جائے — جامع مسجد کمیٹی میں بھی اس قسم کی ایک تجویز پیش ہوئی تھی اور میں نے اس کو قائم اور باقی رکھنے کی تحریک منظور کرائی تھی۔ حسن نظامی

(نوٹ صفحہ ہذا) [1] آہ! اب نہ دارالبقا باقی ہے اور نہ دارالشفاء موجود ہے چٹیل میدان ہو گیا ہے۔ حسن نظامی

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے آگے حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں الماس علی خاں خواجہ سرائے محجر سنگ سرخ کا جالیدار بنوا دیا تھا۔ اور اس پر یہ تاریخ کندہ تھی۔

| | | |
|---|---|---|
| پیش آثار مبارک سرور آخر زماں | | در زمان شاہ عالمگیر خاقان جہاں |
| ما بیادت ساخت دیوار محجر از سنگ سرخ | | بندہ با اعتقاد از صدق دل الماس خاں |
| سال تاریخ بنا چوں میر جست از عقل و ہوش | | گفت ہاتف بہر خود واکرد ابواب جناں |

مگر پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے ایک آندھی آئی تھی اس کے صدمے سے محجر گر پڑا تھا حضرت ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ نے از سرنو اس محجر کو مرتب کیا چنانچہ اب تک وہ محجر موجود ہے۔

**حوض** صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے ایکسو چھتیس گز کے عرض و طول ہے اور اس کے بیچوں بیچ میں ایک حوض ہے فرحت بخش روح افزا دلکش و دلربا بند کے بارہ گز کا سنگ مرمر کا اسکے بیچ میں فوارہ لگا ہے اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو چھوٹا کرتا ہے اسکی کیفیت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے گویا فوارۂ نور ہے کہ آسمان تک پہنچتا ہے اور یا پنجہ آفتاب ہے کہ آسمانوں سے مصافحہ کرتا ہے۔ اس حوض کے شمالی گوشے پر ایک چھوٹا کٹھرا سنگ مرمر کا محمد حسین خاں محلی نے بنوا دیا ہے اس واسطے کہ اس مقام پر علی روایت العوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ اور اس کٹھرہ پر یہ عبارت اور قطعہ کندہ ہے:-

**کوثر محمد رسول اللہ ۱۱۸۰ھ**

| | | |
|---|---|---|
| رسول دیدہ اند ایں جا ولی و اہل اللہ | | بجاست گر شود ایں سنگ ہم زیارت گاہ |
| بنائے سال بتحسین و آفریں ہاتف | | بگفت احاطہ جائے نشست رسول اللہ |

**بانی جائے ادب ثانی محمد تحسین محلی بادشاہی ۱۱۸۰ھ**

؎ یہ آثار شریف اب بھی موجود ہیں اور زائرین جوق جوق ان کی زیارت کے لئے رات دن آتے رہتے ہیں۔ حسن نظامی ؎ جامع مسجد کے حوض کے کونے پر یہ مقام اب بھی موجود ہے (باقی برصفحہ ۱۹)

اس مسجد کے چاروں طرف ایوان ہائے خوش نما اور دالان ہائے فرحت افزا اور حجرہ ہائے دل کش اور مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہیں۔

اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اس سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے دائرہ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہے کہ افق اس کا افق عالم پر فوق رکھتا ہے۔ اس مسجد کے تین دروازے ہیں بہت عالی ایک جانب جنوب بطرف بازار خستی قبر اور دوسرا جانب شرقی بطرف خاص بازار اور تیسرا جانب شمال بطرف بازار پائے والا اور ان تینوں دروازوں میں برنجی کواڑ منبت کاری کے جڑے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کے دائیں بائیں طرف دار الشفاء اور دار البقا بہت صفا اور لطافت سے بنے ہوئے ہیں[1] اور اس کی تاریخ شعرائے نامی نے اس طرح کہی ہے۔

من نہ گویم کعبہ لیکن اینقدر گویم کہ ہست — جبہہ و تاد عاشق سجدۂ ایں آستان
پرتو انوار او چوں عالم افروزی چند — صبح را گردد نفس انگشت حیرت در دہان
مسجد او این ست می زیبد امامش جبرئیل — خلوت روحانیاں را شمع بابیبے دخسان
دست استاد قضا تا از رخامش ساختند — در سفیدی ابر آماد گشنت از بہر کان
نیست ورد حاصل اوقات اہل طاعتش — جز دعائے ثانی صاحبقران شاہ جہان
در بنائے حر این سعی کہ دارد ہمتش — حاصل کان جملہ خواہد گشت آخر صرف کان
تا ہمیشہ قبلہ اسلام سمت کعبہ است — قبلہ گاہی آرزو باد اجابتش جاودان

(بقیہ صفحہ ۱۸) لیکن وہابی مسلمان کوشش کرتے رہتے ہیں کہ یہ مخصوص جگہ صاف کر دی جائے — جامع مسجد کمیٹی میں بھی اس قسم کی ایک تجویز پیش ہوئی تھی اور میں نے اس کو قائم اور باقی رکھنے کی تحریک منظور کرائی تھی۔ حسن نظامی

(نوٹ صفحہ ہذا) [1] آہ! اب نہ دار البقا باقی ہے اور نہ دار الشفاء، موجودہ چٹیل میدان ہو گیا ہے۔ حسن نظامی

| مسجد کان کعبۂ ثانی است تاریخش بود | | قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہاں |
| --- | --- | --- |

اس تاریخ میں ایک عدد کی زیادتی ہوتی ہے اور جو کہ ایک عدد شمار میں نہیں ہے، اس واسطے یہ زیادتی کالعدم سمجھی جاتی ہے اور مؤرخین نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ مسجد کا اندر سے لکھتے ہیں اور ہر دروازہ کا نقشہ علیحدہ اور اس کے ساتھ اس طرف کے مکانات کا ذکر کرتے ہیں۔

## دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا خاص بازار کے بازار کی طرف واقع ہے اس دروازے کی سیڑھیوں پر طرح طرح سے مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دکانیں لگاتے ہیں طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں اور فالودہ والا اپنی دکان کو آراستہ کرتا ہے اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہے اور عاشقان تفتہ جان کے سینہ بریانی میں آتش شوق بھڑکاتا ہے۔ کبابی ہر طرح کے کباب بناتے ہیں کہ جس کی بو پر عاشقان برشتہ جان حسرت لے جاتے ہیں عجب عجب طرح جانور اور اصیل [illegible] بیچتے ہیں اور جوانان برشتہ صورت [illegible] بیضہ ہائے مرغ لڑاتے ہیں کہ آسمان بھی اُن کی جفاکاری اور [illegible] پر تعجب کرتا ہے[1] [illegible] ان ہم عمر اور جوانان ہم سیرت [illegible] ہاتھ دیے ہوئے سیر تماشا کرتے پھرتے ہیں۔ نمازی آذان سن کر دوڑتے ہیں۔ اور مانند فرشتوں کے صعود آسمان کا ارادہ کرتے ہیں سیڑھیاں اس دروازے کی تعداد میں تینتیس ۳۳ ہیں ایسی خوبصورت اور خوشنما ہیں کہ اس کی خوبی کے بیان کی مجال نہیں سنگ سرخ اس کا سرخی لب پان خوردہ معشوق پر فوق لے گیا ہے۔ اور سنگ مرمر اس کا بیاض [illegible] جاناں

---

[1] جنوبی دروازے کی طرف اب بھی دوکانیں ہیں۔ مگر انڈے لڑانے کا رواج نہیں رہا۔ اور کوئی جانتا بھی نہیں کہ انڈے کیونکر لڑائے جاتے تھے۔

حسن نظامی

سے خوشنما زیادہ ہے۔ چنانچہ اس کو دیکھنے سے اس دروازے کی خوبی معلوم ہوتی ہے

**دارالبقا** اس دروازے کی طرف مدرسہ دارالبقا ہے کہ اگلے زمانے میں اس میں طالب علم رہا کرتے تھے اور معقول و منقول پڑھا کرتے تھے۔ یہ مدرسہ بالکل خراب و برباد ہو گیا تھا۔ اور بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جو کہ زمانہ اہل اللہ سے خالی نہیں اور ہر وقت میں کوئی نہ کوئی صاحب ہمت عالی اور فطرت بلند ہوتا ہے۔ اور یہ ہمت اور دل اور داد و دہش سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا سایہ رحمت ہو اور کسی کو میسر نہیں ہوتا۔ اس ہجو زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد کو ہمت بلند اور فطرت ارجمند عنایت کی ہے۔ شاید اگلے زمانے میں بھی کسی کو نہ ہوگی۔ جناب ممدوح نے اپنی عالی ہمتی سے اس دارالبقا کو زرِ خطیر صرف کر کرا از سر نو مرتب کیا ہے۔ اور شاہجہانی طور پر جو جو حجرے اس کے ٹوٹ گئے تھے ان کو نئے سرے سے بنایا ہے۔ اور مدرس نوکر ہیں۔ اور طالب علم پڑھتے ہیں۔ ان کی خبر گیری اور نان و پارچے کی ان کی سرکار عالی سے ہوتی ہے۔ سبحان اللہ غور کرو یہ کیا چشمۂ فیض ہے کہ ان کی ذات فیض آیات سے جاری ہے۔ اور شجرہائے پُر بار دین کو پانی دیتا ہے۔ دنیا میں بجز نیک نامی کے کچھ نہیں رہتا۔ اور عقبیٰ میں بجز اعمال کے اور کچھ نہیں جاتا۔ یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ نے انہیں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اللھم زد فزد۔[1] اس دروازے کے آگے ایک بازار ہے بہت وسیع کہ اس جنوبی دروازے سے شروع ہوا ہے اور ترکمان اور دلی دروازے تک چلا گیا ہے اس بازار میں جو جو مقام نامی ہیں ان کا حال لکھا جاتا ہے۔ اور جب کہ ہم اس

---

[1] دارالبقا کا اب نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ یہ عمارت کب ٹوٹی اور کس نے توڑی۔ البتہ اس بازار میں مفتی صاحب کی حویلی اب بھی موجود ہے۔

حسن نظامی

جنوبی راستے سے چلیں تو کچھ مکان جانب دست راست پڑتے ہیں۔ اور کچھ جانب دست چپ ان کی تفصیل یوں ہے۔

**امام کی گلی** یہ کوچہ دست راست کو واقع ہے۔ اور اس میں مکانات شرفا وامرا واقع ہیں۔ اور اس کوچے میں قدیم سے امام جامع مسجد کا مکان ہے۔ اور اسی سبب سے امام کی گلی مشہور ہے۔ [۱]

**غازی بھڑ بھونجے کی دکان** اس گلی کے سامنے دست چپ کو غازی بھڑ بھونجے کی دکان ہے یہ بھڑ بھونجہ بھی بڑا نامی ہے۔ ہر میلے میں اس کی دکان پر بڑا ہنگامہ و بہت رونق ہوتی ہے۔ اپنی دکان کے سامنے غازی میاں کی چھڑیوں میں باغ لگاتا ہے اور فوارہ نصب کر کے چھوڑتا ہے۔ اور اتنی روشنی کرتا ہے کہ رات دن ہو جاتی ہے۔ ہزارہا آدمی سیر تماشے کو آتے ہیں۔ اور محرم میں ایک بڑا چوبی بجرہ لٹکاتا ہے اور اس پر پلٹنیں اور توپیں چڑھاتا ہے اور طرح طرح سے روشنی کرتا ہے کہ دس دن تک شام سے صبح تک ہزارہا آدمی اس کو دیکھنے آتے ہیں۔ اور اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں ملتی دسویں شب کو نو گزہ تعزیہ گشت کرتا ہوا پہر رات رہے اس بجرہ کے پاس آتا ہے۔ اس وقت اس بجرہ میں سے اس کی سلامی ہوتی ہے۔ اور طرح طرح کی آتشبازی چھوٹتی ہے۔ اس وقت آدمیوں کی کثرت سے وہ بازار نمونہ محشر اور صحرائے قیامت ہو جاتا ہے [۲]

**مٹیا محل** جانب دست چپ یہ ایک محل ہے بڑا اسابق میں کچھ مکانات امرا ہوں گے

---

[۱] سرسید نے امام کی گلی کا ذکر لکھا۔ مگر یہ نہ لکھا کہ ان کے زمانے میں امام کون تھے۔ حسن نظامی

[۲] بھڑ بھونجے کی دوکان اب بھی باقی ہے۔ مگر اب اس کے ہاں نہ غازی میاں کی چھڑیاں ہوتی ہیں نہ بجرا۔ میرے بچپن تک بجرا چھوٹا کرتا تھا۔ حسن نظامی

مگر اب صرف رعایا رہتی ہے۔ اور یہ محل صرف ٹیا محل کر کے مشہور ہے کہ کچھ اس کی وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہوتی لہ

## حویلی جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور

جانب دست راست حویلی ہے جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر کی کہ سابق میں لالہ ہزارہ بیگ کی حویلی تھی۔ مولوی صاحب نے اس کو خرید کیا اور نئے سرے سے بنایا۔ یہ حویلی بہت خوش قطع ہے۔ اور نہر و فوارہ اس میں جاری ہیں۔ اور بسبب خانہ باغ اور نہر اور فوارہ کے نمونہ بہشت بریں ہے۔

## شیدی فولاد خاں کا بنگلہ

جانب دست راست شیدی فولاد خاں کا بنگلہ تھا جو محمد شاہ کے عہد میں دلی کا کوتوال تھا مگر مدت سے اس کا نشان باقی نہیں رہا نام چلا جاتا ہے۔ اور یہاں سے ایک شاخ اس بازار کی جانب غرب گئی ہے کہ اس کا نام چوڑی والوں کا محلہ ہے۔

## عزیز آبادی کی حویلی

جس کے سامنے جانب دست چپ نواب عزیز آبادی کی حویلی ہے سلہ۔ مدت تک نواب مغل بیگ خاں کے تصرف میں رہی اب بادشاہی علاقے میں ہے۔ اس حویلی میں ایک مسجد شکستہ تھی کہ اب اس کو جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر نے بہت روپیہ خرچ کر کے مرمت کی۔ اور ایک نیا کنواں بنوایا۔

---

لہ آج کل ٹیا محل کے محلے میں خواجہ عبدالمجید صاحب بی۔ اے اور ان کے لڑکے خواجہ محمد شفیع صاحب رہتے ہیں۔ جنہوں نے اردو مجلس جاری کی ہے۔ حسن نظامی

سلہ فولاد خاں کا کوچہ اور عزیز آبادی کی حویلی کے محلوں پر اب بھی ان دونوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ حسن نظامی

## مکان سیّد محمد امیر خوشنویس

اس کے مقابل متصل بنگلہ شیدی فولا دخاں جانب دست راست سید محمد امیر خوشنویس کا مکان ہے[1]۔ اس پر بہت خوشخط عاقبت بخیر باد لکھا ہوا ہے۔ اور اسی کے پاس نخاس بھوجلا پہاڑی ہے۔

## مکان نواب محمد مصطفٰے خان بہادر

اس سے آگے جانب دست چپ یہ مکان واقع ہے۔ اور بہت اچھا کمرہ اور نفیس مکان بنا ہوا ہے۔ اور مکین کی رفعت شان کے سبب آسمان پر فوق لے جاتا ہے[2]

## سیّد رفائی صاحب کی مسجد

یہ مسجد دست راست کو واقع ہے، اور بنا اس کی بہت قدیم ہے لیکن جو کہ سید صاحب موصوف اس مسجد میں بہت رہتے ہیں اور اس مسجد کی مرمت بھی کی ہے اس واسطے ان کے نام سے مشہور ہوگئی ہے[3]۔ یہ سید صاحب بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ اور ان کے ہاں ایک مجلس بنام حلقہ ہوا کرتی تھی اور اس میں مرید خاص حاضر ہوا کرتے تھے، اور یہ قید تھی کہ اس کے گرد و پیش میں عورت نہ ہو۔ اور ان کے مریدین خاص کے ہاتھ میں چھرے ہوتے تھے۔ اور ان سب پر ایک حالت طاری ہوتی تھی۔ کہ اس وقت دنیا و مافیہا فراموش کرتے تھے۔ اور اس حالت میں کلمۂ طیب پڑھتے تھے۔ اور وہ چھرے ایک دوسرے کو مارتے تھے مگر زخم کا اثر نہ ہوتا تھا اور اچیانا اگر کبھی ہوا بھی تو فی الفور

---

[1] سید محمد امیر صاحب خوشنویس کی اولاد اب بھی دہلی میں موجود ہے اور خوش حال ہے۔ حسن نظامی

[2] نواب مصطفٰے خاں کے مکان پر اب دوسرے لوگوں کا قبضہ ہے حسن نظامی

[3] آثار الصنادید میں سید "رفائی" کی مسجد لکھا ہے۔ لیکن یہ دراصل "رفاعی" ہے۔ اب بھی یہ مسجد موجود ہے۔ حسن نظامی

سید صاحب نے اپنا لب لگایا اور وہ زخم اچھا ہوگیا اور اب سید صاحب کو مرے ہوئے تیس برس کے قریب ہوئے۔

**اعظم خاں کی حویلی** یہ حویلی جانب چپ واقع ہے۔ اور سابق میں تعمیر کی ہوئی نواب اعظم خاں کی تھی۔ مگر اب اس میں محلہ بسنا ہے[1]

**چتلی قبر** اس حویلی کے مقابل جانب دستِ راست یہ قبر واقع ہے۔ اور ایسی مشہور ہے کہ دور دور تک اس کا نام مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ سید روشن صاحب شہید کی یہ قبر ہے۔ اور پانسو برس سے اس مقام پر واقع ہے۔ اب اس مقام پر اس بازار کی دو شاخیں ہوگئی ہیں۔ ایک جانب ترکمان دروازہ اور ایک جانب دہلی دروازہ اور یہ میدان جو چتلی قبر اور اعظم خاں کی حویلی کے بیچ میں واقع ہے تراہہ ہوگیا ہے اب ہم پہلے ترکمان تک کا حال لکھتے ہیں۔

**مزار میر محمدی صاحب** اس بازار کی جانب دستِ چپ ان بزرگ کی پہلے ایک حویلی تھی۔ اور وفات کے بعد یہیں مدفون ہوئے ہر برس عرس ہوتا ہے اور روشنی کی جاتی ہے اور مرزا سلیم بہادر ابن معین الدین محمد اکبر شاہ کی بھی قبر یہیں ہے[2]

**شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ** اس سے آگے دستِ چپ کو شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ ہے کہ بڑے اولیائے اکمل سے تھے، اور اسی خانقاہ میں مرزا جان جاناں مظہر اور شاہ صاحب

---

[1] اعظم خاں محمد شاہ بادشاہ کے امیروں میں تھے۔ حسن نظامی

[2] چتلی قبر اب بھی موجود ہے اور میر محمدی صاحب کا مزار بھی موجود ہے۔ مگر مرزا سلیم بہادر کی قبر یہاں نہیں ہے۔ بلکہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا ؒ میں ہے۔ سر سید کو کسی نے غلط اطلاع دی ہوگی۔ حسن نظامی۔

موصوف اور شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا مزار ہے۔

## موم گروں کا چھتہ

اسی خانقاہ کے مقابل جانب دست راست موم گروں کا چھتہ ہے۔ کہ اب اس میں رعایا اور شرفا کے مکانات قع ہیں

## شاہ کلن کی ڈگڈگی

اسی خانقاہ کے متصل دست چپ ہی کی طرف سر بازار ایک دالان سا ہے۔ اور اس میں چھوٹی سی دیوار چراغاں کو بنائی ہے۔ اور اس میں شاہ کلن ایک درویش فریق مداریہ سے رہا کرتے تھے۔ اور روشنی کرتے تھے۔ ان کی ڈگڈگی مشہور ہوگئی ہے۔ اور ایسے مکان کو اس فرقے کی اصطلاح میں ڈگڈگی کہا کرتے ہیں۔ اور یہاں سے بلبلی خانہ اور ترکمان دروازے کو راستہ جاتا ہے۔

## مزار رضیہ سلطان بیگم

اسی نواح میں ایک محلہ بلبلی خانہ کا ہے۔ اور وہاں علی شیر علی خاں صاحب اور جناب مولوی رشید الدین خانصاحب کے مکانات ہیں۔ ان مکانوں میں ایک احاطہ سنگین کھنچا ہوا ہے۔ اور اس میں دو قبریں ہیں ایک رضیہ سلطان بیگم کی اور ایک ہجیرہ بیگم کی کہ عوام الناس اس کو رجی سجی کی درگاہ کہتے ہیں[۱]۔ شاید کسی زمانے میں یہ مکان اچھا بنا ہوا ہو لیکن اب بالکل شکستہ و خراب ہے۔ یہاں تک کہ قبروں کے تعویذ بھی ٹھیک اور ثابت نہیں۔ اور یہ مکان اس لائق نہیں کہ اُس کا ذکر کیا جاوے۔ مگر رضیہ سلطان بیگم اپنے وقت میں ہندوستان کی بادشاہ ہوگئی ہے۔ اور تخت سلطنت ہندوستان کو ان کی ذات سے رونق حاصل ہوئی تھی اس واسطے ان کا ذکر لکھ دینا مناسب معلوم ہوا۔

---

[۱] شاہ کلن کی ڈگڈگی اب بھی موجود ہے اور رضیۃ سلطانہ کے مزار کو اب بھی رجی سجی کی درگاہ کہا جاتا ہے۔ انگریزی حکومت نے کچھ تھوڑی سی مرمت کرائی ہے۔ مگر اب میں نے سنگ مرمر کا شاندار چھپر کھٹ بنوانے کا انتظام کیا ہے اور دہلی کے چیف کمشنر مسٹر اسکوٹ متھو نے میرے ساتھ جا کر اس مقام کو دیکھا تھا۔ اجازت ملتے ہی میں یہ چھپر کھٹ بنوا دوں گا جس کی

انساجا ہئے کہ رضیہ سلطان بیگم بیٹی ہیں سلطان شمس الدین التمش کی جنھوں نے قطب صاحب کی لاٹھ اور مسجد قوۃ الاسلام اور حوض شمسی بنایا تھا جبکہ سلطان شمس الدین التمش کا انتقال ہوا اُس کے بعد سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان شمس الدین تخت پر بیٹھا۔ اُس کے بعد سلطان رضیہ نے ۶۳۴ھ میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ۶۳۷ھ میں سلطان معز الدین نے ان کو پکڑ کر قلعۂ تبرہند میں قید کیا کہ بعد چند روز کے وفات پائی۔ اور یہاں مدفون ہوئیں [۱]

**کالی مسجد** بلبلی خانہ اور ترکمان دروازے کے پاس ایک مسجد ہے پٹھانوں کے وقت کی۔ اور اس کو کالی مسجد کہتے ہیں۔ شاید اصل میں کلاں مسجد ہو [۲] یہ مسجد بہت بلند کرسی دار بنائی ہے کہ تیتیس سیڑھیاں چڑھ کر اس کے صحن میں جاتے ہیں اس مسجد کو جونا شاہ المخاطب بخان جہاں [۳] ابن خان جہاں وزیر نے فیروز شاہ کے وقت میں ۷۸۹ھ میں بنائی ہے۔ اور اس کے دروازے کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بفضل وعنایت آفریدگار در عہد دولت بادشاہ دین دار الواثق بتائید الرحمٰن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ این مسجد بنا کردہ بندہ زادۂ درگاہ جونا شاہ مقبول المخاطب خان جہاں، خدا بر این بندہ رحمت کند ہر کہ درین مسجد بیاید بدعائے خیر بادشاہ مسلمانان و این بندہ بفاتحہ و اخلاص یاد کند حق تعالیٰ این بندہ را بیامرزد بحرمۃ النبی و آلہ مسجد مرتب شد بتاریخ دہم ماہ جمادی الآخر ۷۸۹ھ تسع و ثمانین و سبعمائۃ

اس مسجد کے نقشہ دیکھنے سے پٹھانوں کے وقت کی عمارت کی قطع بخوبی معلوم ہوتی ہے

---

[۱] رضیہ سلطانہ کے تاریخی حالات سر سید نے درست نہیں لکھے۔ حسن نظامی [۲] کلاں مسجد اب بھی موجود ہے اور نمازیوں سے آباد ہے۔ سیاح روزانہ دیکھنے آتے ہیں۔ حسن نظامی

[۳] خان جہاں مقبول خواجہ جہاں احمد ایاز (سابق راجکمار ہردوئی) کا غلام تھا۔ اور خواجہ جہاں احمد ایاز وزیر اعظم ہندوستان کو فیروز شاہ تغلق نے قتل کرایا تھا تب اس غلام کو عروج حاصل ہوا تھا۔ حسن نظامی

یہ مسجد تنگھی ہے اور پانچ پانچ در ہر ہر گہ میں ہیں۔ اور اس کے صحن میں کئی قبریں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک قبر جونا شاہ خانجہان بانی مسجد کی اور دوسری خانجہان اُس کے باپ کی ہے۔

**درگاہ حضرت شاہ ترکمان** یہ درگاہ ہے حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی کی۔ ترکمان دروازے کے پاس اور اسی سبب سے یہ دروازہ ترکمان دروازہ کرکے بھی مشہور ہوگیا ہے حضرت شمس العارفین ترکمان بیابانی بڑے ولی اللہ ہیں۔ آپ کے اوصاف اور کمالات اس سے سوا ہیں جو بیان ہوسکیں اور محامد آپ کے اس کے محتاج نہیں کہ لکھے جاویں۔ مزار آپ کا آسمان کے نیچے واقع ہے ایک مختصر احاطہ بنا ہوا ہے اور اس میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کی قبر کے گرد سنگِ مرمر کا کٹھرا لگا ہوا ہے۔ اور گرد قبر شریف کے تھوڑی دور تک سنگِ مرمر کا فرش ہے۔ باقی سنگِ سرخ کا فرش ہے۔ اس درگاہ میں کھرنی کا ایک درخت ہے کہ یہاں کے خادم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ درخت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔ وفات آپ کی چوبیسویں رجب ۶۳۸ھ ہجری میں ہوئی ہے اور اسی تاریخ ہر برس یہاں عرس ہوتا ہے اور ہر برس بسنت یہاں بہت دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اور تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور چار قبریں اسی احاطہ میں اور ہیں۔ اور ایک قبر ہے فرش میں ملی ہوئی اور دو قبریں آپ کے مریدوں کی اور ایک قبر آپ کے بھتیجے کی ہے۔[۵]

**امیر خاں کا بازار** اس بازار کی خیلی نہر سے دو شاخیں ہوگئی تھیں ایک شاخ

---

۵ حضرت شاہ ترکمان کی درگاہ اب بھی موجود ہے۔ اور وہ سب چیزیں بھی موجود ہیں جن کا ذکر سرسید نے کیا ہے۔ مگر اطراف میں مکانات بہت زیادہ بن گئے ہیں جن کی وجہ سے یہ درگاہ چھپ گئی ہے۔ دہلی کی سب مشہور درگاہوں میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ نے کھرنی کے درخت لگائے تھے۔ حسن نظامی

کا جو ترکمان دروازے کو گئی ہے۔ اس کا حال تو ہم لکھ چکے اب دلی دروازے کی طرف کی شاخ کا حال لکھتے ہیں کہ جنگلی قبر سے ذرا آگے بڑھ کر دلی دروازے کی طرف جو بازار ہے وہ امیر خاں کا بازار ہے۔ اور اس میں چمڑے والوں اور سونے والوں کی دکانیں ہیں۔

**بنگش کا کمرہ** اسی بازار میں جانب دست راست فیض اللہ خاں بنگش کا کمرہ ہے کہ رفعت میں آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ اور استواری میں کوہ پر طعنہ مارتا ہے۔ اس کمرے کو فیض اللہ خاں بنگش نے ہزارہا روپئے خرچ کر کے بنوایا تھا۔ اس بازار کے سامنے تراہا ہے اور مرزا خجستہ بخت کی حویلی ہے۔ اور اسی میں سے دائیں طرف امیر خاں کے گنج کو راستہ جاتا ہے۔ اور بائیں طرف جیلوں کے کوچے اور کالے محل کو۔

**حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر** یہ حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر کی ہے۔ جو بھائی ہیں عرش آرامگاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ کے اس حویلی کی عمارت بہت خوب ہے اور دیدنی ہے۔ مکان خجستہ بنیاد۔

**تراہہ بیرم خان** اس سے آگے ایک چھوٹا سا چوک ہے اس میں یک تو یہی رستہ آتا ہے جس کا ذکر ابھی کر آئے ہیں۔ اور اس کا ایک رستہ دلی دروازے کو ہو کے جاتا ہے۔ اور ایک رستہ بائیں طرف فیض بازار کی طرف جاتا ہے۔ اس واسطے ترمہنی ہو رہی ہے اور یہاں ایک نامی مسجد ہے۔

**دائی کی مسجد** یہ مسجد بہت عمدہ ایک رخ کی اور بہت نامی ہے۔ اور اکثر لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس کی پیشانی پر یہ تاریخ کندہ ہے [1]

---

[1] بنگش کا کمرہ اب بھی موجود ہے۔ مرزا خجستہ بخت کی حویلی بھی موجود ہے مگر اس میں میلے کچیلے لوگ کرایہ پر آباد ہیں۔ دائی کی مسجد بھی موجود ہے اور فیض بازار کی طرف جو راستہ تراہے سے گیا ہے وہیں وہ مکان بھی موجود ہے جہاں سرسید پیدا ہوئے تھے۔

حسن نظامی

## تاریخ

| | |
|---|---|
| شکر للہ کہ گشت این مسجد | از شرف سجدہ گہ اہل نظر |
| سال تاریخ او خرد گفتا | گشتہ آباد کعبۂ دیگر |

۱۰۶۴

**حویلی نواب دبیر الدولہ مرحوم** اور اس کے آگے جانب فیض بازار نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر مصلح جنگ کی حویلی ہے۔ یہ حویلی پہلے نواب مہدی قلی خاں کی تھی۔ بعد اس کے انہوں نے اس کو خرید فرمایا[1]

**اولیا مسجد** اس کے آگے اولیا مسجد ہے۔ اور یہ مسجد نئی بنی ہے اور "خانہ خدا" اس کی تاریخ ہے۔ اور اس کے آگے فیض بازار ہے۔ اور ایک راستہ تارا چند کے کوچے کو جاتا ہے۔

**فیض بازار** واقع میں یہ بازار فیض بار ہے۔ دلی دروازے کے سامنے سے قلعے کے نیچے تک ایک بازار ہے۔ وسیع و دلکش و دلربا، فرحت بخش و دلکشا۔ ایک ہزار پچاس گز کے طول اور تیس گز کے عرض سے اور ادھر اُدھر مکانات عالی واقع ہیں۔ بیچ میں نہر موجود ہے[2]۔ اور حوض دلربا بنا ہوا ہے۔ اشجار نادر اور دلربا سے بہار تازہ حاصل ہے۔ دکانیں سبزہ فروشوں سے سرسبزی جاودانی ہے اس نہر اور حوض میں جیسا زور و شور پیچ و تاب سے مرغولیں کھاتا ہوا اور لہراتا ہوا پانی جاتا تھا اس خوبی سے تمام شہر کی نہروں میں نہ تھا۔ مگر افسوس ہے کہ نہر خراب ہو گئی پانی

[1] سرسید نواب دبیر الدولہ کے اسی مکان میں پیدا ہوئے تھے اور یہیں پرورش پائی تھی۔ حسن نظامی [2] فیض بازار کی نہر میرے بچپن تک جاری تھی۔ مگر اب اس کو بند کر کے سڑک بنا دی گئی ہے۔ فیض بازار کو دریا گنج بھی کہتے ہیں۔ اب یہ بازار لال قلعہ تک نہیں ہے۔ حسن نظامی

سوکھ گیا۔ وہ لطف نہ رہا۔ چند روز میں یہ بھی کوئی نہیں جانے گا کہ یہاں نہر بھی تھی یا نہیں۔ جس زمانے میں کہ یہاں نہر جاری تھی حقیقت میں یہ بازار ایک بہشت کا ٹکڑا تھا۔ اس واسطے کہ اس خوبصورتی سے اور کسی بازار میں نہر نہ تھی۔

**حکیم بُوعلی خاں کا کمرہ** اسی بازار میں حکیم بوعلی خاں کا کمرہ ہے۔ کہ اب اس کو نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین احمد خان بہادر مصلح جنگ نے خرید کر لیا ہے۔ یہ کمرہ بھی کسی زمانے میں بہت تحفہ تھا۔

**پھول کی منڈی** اس بازار میں پھول کی منڈی تھی اور گلفروشوں کی دوکانوں سے دماغ عالم کا معطر ہوتا تھا۔ اگرچہ اب دوکانیں نہیں ہیں لیکن نام چلا جاتا ہے اور اس کے پاس تھانہ فیض بازار ہے

**مسجد روشن الدولہ** اس بازار میں قاضی واڑے کے پاس ایک مسجد ہے نواب روشن الدولہ کی بنائی ہوئی نہایت نفیس و لطیف اگلے زمانے میں اس مسجد میں سر سے پاؤں تک سونے کا کام کیا ہوا تھا اور سنہرے تین بُرج بڑے تکلف کے تھے۔ اور اسی سبب سے سنہری مسجد کہلاتی تھی۔ لیکن اب وہ کام بالکل خراب ہو گیا۔ اب وہ بُرج ٹوٹ گئے اور بازوؤں کے مینار بھی شکستہ ہو گئے اب کہیں کہیں نشان اور علامتیں باقی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس مسجد کے شکستہ بُرج کو توالی چبوترے کی سنہری مسجد کی مرمت میں صرف ہوئے۔ یعنی یہاں کے اور وہاں کے سنہرے بُرجوں کو ملا کر کوتوالی کی مسجد کے بُرج درست کر دیئے[۱]۔ جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب اکثر

---

[۱] نواب روشن الدولہ کی یہ مسجد اب بھی موجود ہے۔ آج کل اس کی دوکانیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ اس مسجد کے برجوں کا سونا چاندنی چوک کی سنہری مسجد کے گنبدوں پر لگا دیا گیا ہے۔ حسن نظامی

اس مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے بہت دلچسپ و نفیس اب یہ حوض بھی خراب ہو گیا ہے۔ یہ مسجد ایسی سرِ راہ واقع ہوئی ہے کہ اس سبب سے اس کو زیادہ رونق ہو گئی ہے۔ یہ مسجد محمد شاہ کے عہد میں بنی ہے۔ اور اس کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شکر حق کز یمن فیض سید عرفاں پناہ — شاہ بھیک[لہ] آں مرشد کامل ولایت دستگاہ
در زمان شاہ اسکندر نشاں جمشید قدر — معدلت گستر محمد شاہ غازی بادشاہ
روشن الدولہ ظفر خاں صاحب جود و کرم — کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباہ
مسجدے کاندر فضائے صحن قدرش آسماں — گردہ از نور شعاع مہر در روز و شب نگاہ
حوض [illegible] او نشاں از چشمۂ کوثر دہد — ہر کہ از آبش وضو سازد شود پاک از گناہ
سال [illegible] از الہام غیب — مسجد چوں بیت اقصیٰ مہبط نور اللہ

غرض [illegible] مسجد [illegible] عمارات سے اور بہت اچھی ہے۔

**مسجد اکبر آبادی**[۲] [illegible] بازار میں ایک مسجد ہے رنگین و دلربا فرحت بخش و روح افزا سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی اور گرد اس کے دالانات اور حجرے طالب علموں کے رہنے کے لیے بنے ہوئے ہیں۔ ضلع جنوبی سے ملحق [illegible] مسجد [illegible] ہے جس کی رفعت و شان کے آگے گنبد اخضر پست ہے۔ اور جس کی عظمت و جلال کے آگے [illegible] گردہ ہے۔ اس مسجد کی بنیاد کو اعزاز النساء بیگم بیوی شہاب الدین محمد شاہجہان نے ۱۰۶۰ھ مطابق ۱۶۵۰ء میں بنائی ہے[۳]۔ ان بیگم کا

لہ حضرت شاہ بھیک چشتیہ صابریہ کے سلسلے کے بزرگ تھے۔ حسن نظامی

۲ مسجد اکبر آبادی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد شہید کر دی گئی۔ یہ مسجد ایڈورڈ پارک کے گوشہ شرق و جنوب کے دروازے کے پاس تھی۔ اس مسجد کی پیشانی پر جو آیات کندہ تھیں ان کو سر سید نے علیگڈھ کالج کی مسجد کی پیشانی پر نصب کرایا ہے۔ حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اپنے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

خواجہ حسن نظامی کی چشتی برادری کا ہفت روزہ اخبار

هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله

# منادی دہلی

هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله

سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ا
یکم و ۸ مئی سنہ ۱۹۳۵ عیسوی
ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی

## چشتی برادری کے چند مشورے

۱۔ ہر ممبر اپنے مقاصد کے لئے خدا سے منت مانے اور اس کو پورا کرے

۲۔ کوئی ممبر اپنی ذاتی خط و کتابت میں انگریزی پتے نہ لکھے یعنی اُردو پتہ لکھنے کے بعد مقام کا نام انگریزی میں لکھا جاسکتا ہے مگر پورا پتہ بغیر اُردو کے انگریزی میں ہرگز نہ ہونا چاہیئے

۳۔ اسرار اسم اعظم کتاب ہر ممبر کو پڑھنی چاہیئے اور اُس کی ہدایات کے موافق اپنی روحانی اصلاح کرنی چاہیئے

حسن نظامی دہلوی

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## لڑائی کے ڈرامے کا ڈراپ سین

۵ مئی ۱۹۴۵ء کی دوپہر کو یورپ کی لڑائی ختم ہو گئی۔

پانچ برس میں دُنیا کی بڑی طاقتوں نے انسان کو بے شمار انقلابات دکھائے۔ یوں تو دُنیا کے اسٹیج پر رات دن لاکھوں ڈرامے ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ کروڑوں کروڑ تماشے ہر انسان کو اپنی زندگی میں دیکھنے پڑتے ہیں مگر یورپ کی یہ لڑائی جو درحقیقت تمام دُنیا کی لڑائی تھی۔ پانچ برس تک لگاتار ایسے تماشے دکھاتی رہی جن کی مثال نہ پہلی کسی تاریخ میں ہے نہ آئندہ امید ہے کہ کسی تاریخ میں ایسی لڑائی لکھی جائے۔

لڑائی کی شروعات میں جرمن قوم ایک طوفانی آندھی کی طرح اٹھی تھی اور اُس نے ساری دنیا کے تجربہ کار عقل مندوں کو ششدر اور دم بخود کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے اپنے سب اختیارات ہر ہٹلر کے حوالے کر دئے ہیں کہ جو اُس کے جی میں آئے وہی آن کی آن میں پورا ہو جائے۔ لیکن آج وہی جرمن قوم ایسی ہو گئی ہے گویا قدرت نے اُس کا ہر اختیار اُس سے چھین لیا ہے۔

اِس ہفتے میں جرمن قوم کا پایۂ تخت برلن روسیوں کے قبضے میں آگیا۔ اور یہ خبریں بھی آئیں کہ ہر ہٹلر مرگیا۔ اور مسولینی بھی قتل کر دیا گیا۔

قرآن مجید نے ایسے ہی موقعوں کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ "عبرت حاصل کرو۔ اے دل کی آنکھیں رکھنے والو!"

## فرسکو کانفرنس

امریکہ کے ایک شہر سان فرسکو میں تمام دُنیا کی چھوٹی بڑی حکومتوں نے جمع ہو کر دُنیا کے آئندہ امن کی تجویزوں کو سوچا۔ عقل مند سب کچھ جانتے ہیں کہ ان میں کتنے بے غرض ہیں۔ اور کتنے غرض مند ہیں لیکن یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ اس لڑائی نے ہر حکومت کو نیم جان کر دیا ہے

چاہے وہ لڑائی میں شریک ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ اور ہر حکومت چاہتی ہے کہ آئندہ وہ ایسی لڑائی کی تباہی سے بچی رہے لیکن انسان کی حرص اور ہوس اور طمع اُن کی عقل کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے۔ جن جن حکومتوں نے غلبہ پایا ہے۔ وہ تو اب حق سمجھتی ہیں کہ اسی طرح دنیا پر غالب رہیں اور جو قومیں مغلوب ہو چکی ہیں۔ اُن کی مایوسیوں سے ایک زہریلی گیس بننی شروع ہو گئی ہے۔ اور جو حکومتیں لڑائی میں شریک نہیں تھیں وہ اس تاک میں ہیں کہ لڑائی ختم ہونے پر غلبہ پانے والی قومیں جب آرام لینے کے لئے اپنے گھروں میں راحت کے بستر بچھائیں تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوں۔ اور اپنی تازہ دم طاقت کو اپنی قسمت کے ساتھ بھیجکر قسمت سے کہیں کہ تو بھی ہاتھ پاؤں ہلا اور "یا قسمت یا نصیب" کا نعرہ لگا۔

لہذا مجھے یقین نہیں ہے کہ فرسکو کانفرنس بیان کردہ مقصد میں کامیاب ہو۔ اور اگر وہ کامیاب ہو بھی جائے تو مجھے اس کا اندیشہ ہے۔ کہ جو کچھ کانفرنس میں کہا جائے گا۔ اُس پر عمل نہیں ہوگا۔ اور ہر فاتح قوم اپنے اقتدار کا مستقبل بچانے کے لئے دوسری فاتح قوم کے اقتدار کا حریف بن جانا ضروری خیال کرے گی۔ اور اُس وقت فلاسفروں کا یہ فیصلہ ہر قوم کے سامنے آئے گا کہ اپنی بقا کیلئے دوسروں کی بقا سے لڑنا لازمی اور ضروری ہے۔

اُردو شاعر نے خوب کہا تھا ؎

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائینگے

شاعر کے شعر کا آخری فقرہ مجھ کو اس قدر صاف دکھائی دیتا ہے۔ جتنا ہر انسان کو سورج اور چاند صاف دکھائی دیتا ہے پس موسیو اسٹالن اور مسٹر چرچل اور مسٹر ٹرومین کا فرض ہے کہ وہ فتحیابی کے گھمنڈ اور غرور سے اپنے آپ کو بچائیں۔ کیونکہ انہوں نے ابھی ہر ہٹلر اور مسولینی کے گھمنڈ اور غرور کا انجام دیکھ لیا ہے۔

## اب جاپان کی باری ہے

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جاپان مُنہ کا نوالہ نہیں ہے اُس کی لڑائی میں دو سال کی دیر لگیگی۔

وہ دو سال پہلے جرمنوں کی نسبت اس سے زیادہ باتیں کیا کرتے تھے۔ کہ جرمنوں کی طاقت مُنہ کا نوالہ نہیں ہے کہ امریکہ کی بنیا قوم انگریزوں سے مل کر اُس کو مغلوب کرلے گی۔

اس لئے میرا خیال ہے کہ جاپان کی لڑائی بھی ۱۹۴۵ء میں ختم ہو جائیگی۔ البتہ یہ اندیشہ ہر دور اندیش کو فضا میں لہراتا نظر آرہا ہے کہ یورپ کی بجھی ہوئی آگ کے اندر سے کسی نئی لڑائی کی آگ نہ بھڑک اُٹھے۔ کیونکہ روس کا اتنا بڑا اقتدار انگریز قوم اور امریکن قوم ہی کے لئے نہیں اور سارے یورپ ہی کے لئے نہیں بلکہ خود روسی قوم کے لئے بھی خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر اسٹالن کے بڑھے ہوئے حوصلوں کی امریکہ اور انگریزوں کی طرف سے روک تھام نہ ہوئی تب خود روس کے اندر اسٹالن کے اقتدار کے خلاف انقلابی جماعتیں کھڑی ہو جائیں گی۔ اور بےشمار حوصلہ مند روسی چاہیں گے کہ اُن کو اسٹالن کی جگہ حاصل ہو جائے۔ اور اُن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ یہ لڑائی اسٹالن نے نہیں، بلکہ میں نے اپنی بہادری سے جیتی ہے۔

میرا یہ بیان مجذوب کی بڑ نہیں ہے بلکہ انسانی خدمت کا ایک تاریخی فلسفہ ہے کہ انسان جب کامیاب ہوتا ہے اور کامیابی کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اُس میں خودی کا ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس خودی کے حریفوں کو مٹا دینے کی ہل چل اس کے دل اور دماغ میں نمودار ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں روس کے اندر انقلابات کی تحریکیں پیدا نہ ہو جائیں۔

## یہ لڑائی مسلمانوں نے جیتی ہے

اگرچہ لڑائی کی خبروں میں کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ روس کے جرنیلوں میں مسلمان کتنے ہیں اور روس کی فوج میں مسلمان سپاہی کتنے ہیں مگر یہ بات ہر واقف کار کو معلوم ہے کہ روس کی موجودہ فوجوں میں اکثریت مسلمان افسروں اور مسلمان سپاہیوں کی ہے۔ جس کو روسی اتحاد کے پردے میں ڈھک دیا گیا ہے۔ یا سُرخ فوج کے

لہٰذا دور اندیشی اور عقلمندی اس میں ہے۔ کہ ہندوستانی لیڈر سیاسی آزادی کے خواب سے جاگ اٹھیں اور سب کے سب اندرونی آزادی کے عمل میں مشغول ہو جائیں۔ نوکریوں کا خیال چھوڑ دیا جائے ہر شخص اس لڑائی سے یہ سبق لے کہ انسان کی ہنرمندی اصلی طاقت ہے۔ اور یہ طاقت جس قوم میں یا قوم کے جس فرد میں ہوتی ہے وہ خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔

آج ہندوستانیوں کی لیاقتیں سستے داموں بک رہی ہیں اور اگر ہندوستانی اپنی لیاقتوں سے خود اپنے لئے کام لینا شروع کریں تو وہ بہت جلد اس قابل ہو جائیں گے کہ لیاقت فروشی کی منڈی میں دوسری قوموں کی لیاقتیں منہ مانگی قیمت دے کر خرید سکیں۔

## آج کیا دن ہے؟

اس کا جواب یہ نہیں ہے کہ آج اتوار ہے یا پیر ہے یا منگل ہے یا بدھ ہے یا جمعرات ہے۔ یا جمعہ ہے۔ بلکہ اس کا جواب اُن لوگوں کے لئے جو دُور کی بات سوچتے ہیں یہ ہے کہ آج کا دن اپنے اپنے گھروں کے خرچ کو کام کرنے کا دن ہے اور اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو کفایت شعاری سکھانے کا دن ہے۔ اور ہر عورت مرد بچے جوان بوڑھے کو اپنی اپنی محنت سے روزی کمانے کا کام شروع کرنے کا دن ہے۔

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یا جو کچھ کہ میں لکھ رہا ہوں بیشک یہ ایک اخبار کے الفاظ ہیں اور ایک ایسی قوم اور ایک ایسے ملک کے باشندوں کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں جو سننے کا شوق رکھتی ہے اور بولنے کا ذوق بھی اُس کو ہے مگر کچھ کرنے کی ہمت اور طاقت اُس سے سلب ہو گئی ہے۔ تاہم لڑائی ختم ہوتے ہی جب بیکاری کا دورہ دورہ ہو گا تو ہر بیکار ہندوستانی مجبور ہو جائے گا کہ وہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنی روزی کا انتظام کرے۔

## روزانہ قومی گزٹ

میں اپنے دوست محمد عثمان صاحب آزاد

مالک روزانہ اخبار انجام دہلی اور مالک روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے روزانہ اخبار قومی گزٹ کا ایک حصہ میری چشتی برادری کی تحریک اور میرے روزنامچے اور دوسرے ادبی مضامین کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور ۱۶ مئی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جائیگا اور میں کوشش کروں گا کہ ایک مہینے تک روزانہ قومی گزٹ منادی کے سب ناظرین کو بلا قیمت بھیجا جائے۔ تاکہ وہ ایک مہینے تک اِس کے مضامین کو پڑھ کر اندازہ کر سکیں کہ اُن کے لئے اور اُن کی اولاد کے لئے یہ روزانہ اخبار اگر کچھ بھی مفید ثابت ہو تو وہ اس اخبار کے خریدار بن جائیں۔

میں جانتا ہوں کہ منادی کے ناظرین کا بڑا حصہ غریب ہے اور روزانہ اخبار خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن جو فائدہ اس اخبار کے ذریعے غریبوں کو ہوگا۔ اُس کے مقابلے میں مہینہ بھر میں ایک روپیہ خرچ کر دینا کسی کو مشکل نہیں معلوم ہوگا۔

## منادی کا روزانہ ضمیمہ

چونکہ آزاد صاحب نے مہربانی سے اپنے روزانہ اخبار کا ایک حصہ مجھے دے دیا ہے اس واسطے منادی کا روزانہ ضمیمہ جاری کرنے کی اب ضرورت نہیں رہی۔ اور جن اصحاب نے ایک ایک روپیہ ضمیمے کی قیمت کا بھیج دیا ہے اُن سب کے نام اور پتے قومی گزٹ کو بھیج دئے جائیں گے اور قومی گزٹ اُن کے نام جاری کرا دیا جائیگا۔

## احباب کا فکر

جب سے آزاد صاحب نے مہربانی کر کے اپنے روزانہ اخبار کا ایک حصہ مجھے دیا ہے اُس وقت سے میرے گھر کے لوگ اور دہلی کے دوست احباب اس فکر کا اظہار کر رہے ہیں کہ اس سے میری دماغی محنت اور بڑھ جائے گی جس کے خلاف تمام ڈاکٹروں اور حکیموں کا ایک خیال ہو گیا ہے کہ دماغی کام بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ اس واسطے میں اپنے دوستوں کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں

کہ میں نے ایک لائق نوجوان عبدالنعیم صاحب کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے اور انھوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور اب تک جو اندازہ اُن کی صلاحیت کا مجھے ہوا ہے اُس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے خود بہت کم کام کرنا پڑے گا عبدالنعیم صاحب میرے بتائے ہوئے طریقوں کے موافق روزانہ اخبار کے لئے مضامین تیار کر کے بھیج دیا کریں گے۔ مجھے صرف روزنامچہ لکھنا ہوگا جو اب بھی لکھنا پڑتا ہے۔ اور میں کہیں بھی ہوں اور کسی حال میں بھی ہوں روزنامچہ تو میرے دم کے ساتھ ہے۔

اگر میری صحت کی ترقی کی رفتار ایسی ہی رہی جیسی کہ آجکل ہے تو غالباً میں مئی کا مہینہ دہلی میں بسر کروں گا اور اُس کے بعد حیدر آباد جاؤں گا۔ اور حیدر آباد سے ادھونی اور اننت پور جاؤں گا اور وہاں سے ولنگٹن جاؤں گا۔ اور اس سفر کے زمانے میں میرا لڑکا علی اور عبدالنعیم صاحب منادی اور قومی گزٹ کی اشاعت کا انتظام قائم رکھیں گے۔

## منادی کی ترقی

روزانہ قومی گزٹ کے لئے جو نئے مضامین تیار ہوں گے۔ اُن میں سے چوٹی کے مضامین ہفتے وار منادی میں بھی نقل ہو جایا کریں گے اور اس طرح منادی میں غیر معمولی ترقی ہو جائیگی غذانامہ منادی کے ناظرین کو بہت زیادہ پسند آیا ہے۔ یہ ختم ہو جانے کے بعد میں مختلف بیماروں کے لئے اپنی اس کتاب کے حوالوں سے غذائیں بھی مقرر کروں گا۔ جس سے ناظرین کو بہت فائدہ ہوگا۔

## دوا نامہ

ہندوستانی غذاؤں کی تحقیقات غذانامے کے ذریعے منادی کے ناظرین پڑھ رہے ہیں۔ اور اب یہ انتظام کیا گیا ہے کہ اس کام کے ختم ہوتے ہی ہندوستانی دواؤں کی تحقیقات کا کام شروع کیا جائے۔ اور اس کے لئے دوا نامہ تیار ہو تاکہ ہر گھر کی عورتیں اپنے بچوں کا اور اپنا علاج خود ہی کر لیا کریں اور ڈاکٹروں کی فیسوں اور ڈاکٹری مہنگی

دواؤں کے خرچ سے محفوظ ہو جائیں۔

اس کتاب کا نام مجھے بہت ہی عجیب ڈھنگ سے قدرت نے عطا فرمایا ہے۔ یعنی قدرت نے میرے دل اور دماغ پر توحید الٰہی کی برکت سے ایسے الفاظ نازل کئے ہیں جن کے حروف مرکب نہیں ہیں۔ بلکہ بے نقطہ اور مفرد ہیں۔ جس طرح لفظ اسلام میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ لفظ اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے لفظ محمد میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ لفظ اردو میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اسی طرح دواؤں کی اس کتاب کے نام میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے۔ یعنی میں نے اس کتاب کا نام دَوَا دَارُو رکھا ہے جس کے سب حروف مفرد ہیں اور بے نقطہ ہیں۔

ہنرمندی سکھانے کے لئے جو کتاب میں نے تیار کی ہے اُس کے نام میں صرف ایک نقطہ ہے کیونکہ اُس کا نام میں نے "کارِ سے کار" رکھا ہے۔

## دہلی کے امن کو خطرہ

### ایندھن اور کھانے پینے کی راشن بندی کا کام

جوں توں چل رہا تھا۔ مگر جب سے کپڑے کی راشن بندی ہوئی ہے۔ اور ہندو افسران کے خلاف عوام میں یہ جذبہ پیدا ہوا ہے کہ انہوں نے مسلمان کپڑے والوں کو محروم رکھا اور ہندو کپڑے والوں کو آنکھیں بند کر کے لیسنس تقسیم کئے۔ اُس وقت سے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہونی شروع ہوئی ہے۔ میری بستی کے قریب جنگ پورہ آبادی میں تین ہندو دکان داروں کو لیسنس دیا گیا اور منشی احمد دکاندار کے لئے مسلمانوں نے بہت بڑا محضر بھیجا۔ تب بھی اُن کو لیسنس نہیں دیا گیا۔ میں نے سفارش لکھ کر بھیجی تب بھی رام دہانی افسر اعلیٰ نے کچھ دھیان نہیں کیا۔ دہلی میں مسلمانوں کے ۱۶ روزانہ اخبار ہیں اور بہت سے ہفتے وار اخبار ہیں۔ اور یہ سب رام دہانی صاحب اور اُن کے عملے کی بے انتظامی اور خرابیوں پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ مگر میں نے اپنی چشتی پارٹی کے مسلک کی پابندی کے سبب "منادی" میں یہ نوٹ شائع کیا تھا کہ افسران پر فرقہ پرستی کا الزام درست

نہیں ہے ۔ البتہ وہ سرمایہ داروں پر زیادہ
مہربان معلوم ہوتے ہیں ۔ اور سرمایہ دار
چونکہ زیادہ ہندو ہیں ۔ اس واسطے ہندوؤں
کو فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ اور مسلمان کپڑے
والے بہت زیادہ نقصان اٹھا رہے ہیں

۵ تاریخ کو میں خود تمام شہر کی دکانوں
پر پھرا ۔ اور میں نے ایک دوسرا خطرہ محسوس
کیا کہ مسئلہ ہندو مسلمانوں کا کم ہے بلکہ
دکانداروں کا طریقہ بیحد قابل اعتراض
ہے ۔ دکانیں کم ہیں اور ضرورت مند
زیادہ ہیں ۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ
شرمناک سلوک کیا جاتا ہے ۔ دکانوں
پر اتنی زیادہ بھیڑ ہوتی ہے کہ کوئی شخص
اطمینان سے کپڑا نہیں خرید سکتا چیف کمشنر
صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب کو فوراً
تدارک کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔ ورنہ
کم علم اور بے علم ہندو مسلمان عوام ان
تکلیفوں سے گھبرا کر امن شکنی کی طرف
آجائیں گے ۔ اور دہلی کا اثر تمام ہندوستان
پر پڑے گا ۔ جہاں یہ غلط فہمیاں پھیلی ہوئی
ہیں یا پھیلائی جا رہی ہیں کہ گورمنٹ
خود نفع کمانے کے لیئے کپڑا بیچ رہی ہے ۔
اور لوگوں کو زندگی کے لیئے نہیں بلکہ اپنے
مرنے والوں کے لیئے کفن ہی میسر نہیں
آتا ۔ اور یہ خیال اتنا زیادہ خطرناک
ہے جو آج معمولی نظر آتا ہے ۔ مگر یکایک
ایسی خوفناک صورت اختیار کر سکتا ہے
جس کا قابو میں رکھنا ناممکن ہو جائیگا
اگر پردوں میں چھپے ہوئے ایجی ٹیٹر
اندر ہی اندر عوام کو بہکانے کا کام شروع
کر دیں گے ۔

میری رائے ہے کہ ضرورت کی سب
چیزیں خاص کر ایندھن ۔ اور خوراک اور
کپڑا ہر پابندی سے آزاد کر دینا چاہیئے ۔
البتہ دکانداروں پر نگرانی رکھی جائے
کہ وہ زیادہ نفع نہ کمائیں ۔ میں شروع
سے آج تک راشن بندی کا حامی تھا
اور حامی ہوں ۔ لیکن تجربے سے یہ بات
اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ رعایا خوراک
اور ایندھن اور کپڑے کی راشن بندی
سے بہت بیزار ہو گئی ہے ۔ اور اندر ہی
اندر ناراضی بڑھ رہی ہے ۔ اور بعض

متعلقہ افسروں کی ناجائز حرکتوں سے
تجارت پیشہ لوگ بھی بہت ناراض ہیں
کیونکہ رشوت کا بازار خوب گرم ہو رہا ہے۔
میں کسی خاص شخص پر رشوت لینے کا
الزام نہیں لگا سکتا کیونکہ میرے پاس
کوئی ثبوت اس کا نہیں ہے۔ لیکن اس
کثرت سے مختلف حکایتیں اور روایتیں
اور حکایتیں اور روایتیں رشوت ستانی
کی سنتا ہوں کہ مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ
"تا نہ باشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا"
جب تک کوئی چھوٹی سی چیز نہ ہو لوگ بڑی
بڑی چیزوں کا چرچا نہیں کیا کرتے۔
آئندہ زمانے کا گورنمنٹ کو پورا احساس
ہے۔ لیکن سر فرانسس موڈی ہوم ممبر صاحب
کو بے خبر نہ رہنا چاہیے کہ جاپان کی لڑائی
ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ اور جاپان کی
لڑائی کے ختم تک ہندوستان کے عوام
کو بے چینی اور بے اطمینانی سے بچانا لازم ہے
میں مانتا ہوں کہ مزدوریاں بڑھ جانے
سے لاکھوں مزدور خوشحال ہو گئے ہیں۔
اور ماشما کی گرانی سے لاکھوں کسان بھی دولتمند
ہو گئے ہیں اور نئے نئے کارخانے کھل جانے
سے لاکھوں کاریگر بھی مطمئن ہو گئے ہیں
اور مختلف قسم کے دفتروں کے سبب
تعلیم یافتہ نوجوان بھی بیکاری سے بچ
گئے ہیں لیکن انسان کی خاصیت ہے کہ
وہ اچھی باتوں کو بہت کم سوچتا ہے اور
بری باتوں کو اور غلط باتوں کو جلدی مان
لیتا ہے۔ اور چونکہ ایندھن اور خوراک
اور کپڑے کی راشن بندی سے رعایا کے
ہر طبقے کا تعلق ہے۔ اس واسطے اندیشہ
ہے کہ یہ بے چینی رفتہ رفتہ سب کو اپنی
طرف متوجہ کر لے گی۔ اور خدانخواستہ
جگہ جگہ کشمکش شروع ہو جائے گی۔ اور
اطمینان کی ضرورت کے وقت حکام کو
بے اطمینانی کا مقابلہ پیش آجائیگا۔

## نئی دہلی کے نل

نئی دہلی کی نئی عمارتوں میں نل لگائے
جا رہے ہیں۔ اس لئے نلوں کے پانی کا
ذخیرہ بہت کم ہو گیا ہے۔ نئی دہلی کے
باشندوں کو شکایت ہے کہ اُن کو ضرورت

کے موافق پانی نہیں ملتا۔

بستی حضرت نظام الدین اولیاء اور بستی جنگ پورہ کو نئی دہلی میونسپل کمیٹی میں شریک کیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں بستیوں کے باشندوں کو پانی کی بہت زیادہ تکلیف ہے۔ دن کے وقت نلوں میں پانی نہیں آتا۔ آدھی رات کو آتا ہے۔ کمیٹی نے کنویں سب بند کر دئے ہیں۔ ایسی حالت میں مذکورہ بستیوں کے باشندوں کو جیسی سخت تکلیف ہو رہی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ مگر افسوس ہے کہ متعلقہ افسران اس تکلیف سے بالکل غافل ہیں۔ ان بستیوں کے عوام کہتے ہیں کہ ہم پر ہاؤس ٹیکس ڈبل کر دیا گیا۔ مگر پانی اور صفائی کا انتظام کچھ نہیں کیا جاتا۔ اور کمیٹی کے نوکر بہت برا برتاؤ باشندوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

امید ہے کہ مسٹر براند صدر نئی دہلی میونسپل کمیٹی اور مسٹر ہن راہن سکریٹری نئی دہلی میونسپل کمیٹی پبلک کی اس عام تکلیف پر فوراً توجہ کریں گے۔ اور گرمی کے اس سخت موسم میں عورتوں کو پانی نہ ملنے کی مصیبت سے بچا لیں گے۔

## کنوئیں صاف کرائے جائیں

جب تک نلوں کے پانی کا ذخیرہ اس قابل ہو کہ سب جگہ پانی افراط کے ساتھ پہنچ سکے۔ اُس وقت تک کے لئے نئی دہلی کے متعلقہ دیہات کے کنوئیں کمیٹی کی طرف سے صاف کرائے جائیں اور پانی نکالنے کی چرخیاں لگائی جائیں۔ اور کنوؤں کے آس پاس دو دو فٹ اونچی پکی دیواریں بنائی جائیں۔ تاکہ پانی بھرنے والے نیچے چرخیوں سے پانی بھر سکیں۔

شکرانہ۔ میں منادی کے ناظرین کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے یورپ کی لڑائی ختم ہونے کے غیبی سامان پیدا کئے اور لڑائی ختم ہو گئی اور اس شکر کے ساتھ ہی میں اپنی حکومت برطانیہ کی اسی خوشی میں بھی شریک ہونے کا اظہار کرتا ہوں۔ جس میں بادشاہ سلامت اور وزیر اعظم نے اپنے بیانات کے ذریعے شرکت ظاہر کی ہے۔

# بولتا عرفان

حضرت مولانا سید انوار الرحمن صاحب بسمل چشتی نظامی نیازی ریاست جے پور میں بصورت انسان بولتے ہوئے عرفان تھے۔ حضرت اکبر الہ آبادی نے فرمایا تھا

"یک صوت سرمدی ہے جس کا اتنا جوش ہے۔ ورنہ ہر ذرہ ازل سے "ابد خاموش ہے"۔

پس ہندوستان کا موجودہ دور سکوت اور تاریکی کا دور ہے۔ ایسے زمانے میں حضرت بسمل کا وجود ظلمت میں روشن چراغ تھا اور خاموشی میں بولتا عرفان تھا۔

قدیم علوم و فنون میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ اور نئے زمانے کے علوم و فنون بھی اُن کی چشم بصیرت سے مخفی نہ تھے۔ گورا رنگ تھا۔ روشن اور بڑی آنکھیں تھیں جسم دوہرا اور گداز تھا آواز شیریں اور بڑی تھی۔ تقریر بھی خوب کرتے تھے۔ تحریر بھی خوب ہوتی تھی۔ تصوف کے سب رموز اور پوشیدہ مقامات پر عبور کامل حاصل تھا۔ تہذیب قدیم کی وضعداری اور ملنساری کا مکمل نمونہ تھے۔ اُن کی وفات سے دو چار دن پہلے جے پور جانا ہوا تو میں نے یہ سمجھ کر کہ وہ اپنے شیخ کے عرس میں بریلی گئے ہوئے ہوں گے۔ اپنی عادت کے موافق نہ اُن کو جے پور آنے کی اطلاع دی نہ اُن کے مکان پر ملنے گیا۔ رات بھر جے پور میں ٹھیرا۔ صبح دلی واپس چلا آیا۔ منادی میں اس سفر کا حال چھپا تو عرفان گویا یعنی حضرت بسمل اپنے عرفان کو بڑا صدمہ ہوا اور جن الفاظ میں انہوں نے اِس کا شکوہ لکھا وہ میرے تعلق پرست دل کو ہمیشہ زخمی کرتے رہیں گے۔

حضرت بسمل چشتیہ نظامیہ نیازیہ سلسلوں کی روشن شمع تھے۔ اور بھی بہت سے سلسلوں سے اُن کا تعلق تھا۔ لیکن نیازیہ سلسلے کا فیضان بدرجۂ اتم اُن کو حاصل ہوا تھا۔

میری اُن کی سالہا سال سے محبت تھی وہ مجھ سے عمر میں کچھ زیادہ تھے۔ لیکن علم و عمل میں تو ہزاروں درجے بڑھے ہوئے تھے افسوس وہ ظاہر بیں نظروں سے اوجھل

ہو گئے۔ اور اُن کے بولتے عرفان کی زبان خاموش ہو گئی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُن کی اولاد اُن کی صحیح جانشین ہے۔ اور قدرت نے اُن کی زندگی میں بہت۔ د۔ نقشوں کے علاوہ نیک دل اور نیک عمل اولاد کی نعمت بھی اُن کو دی تھی۔ جو اُن کے بعد اُن کی خوبیوں کو ہمیشہ زندہ اور قائم اور برقرار رکھے گی۔

# دواؤں کی ایجنسیاں

طبی کمپنی دہلی اور ایک آنہ دواخانہ دہلی کی چند دواؤں کی ایجنسیاں دینے کی تجویز ہے۔ سندھ کی ایجنسی دیدی گئی ہے گجرات کاٹھیاواڑ اور حیدرآباد اور صوبہ مدراس کی ایجنسیوں کے نام تجویز ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ریاستوں اور صوبوں کیلئے درخواستیں درکار ہیں۔

صرف تجربے کار لوگوں کو خاص شرائط کے ساتھ یہ ایجنسیاں دی جائنگی جو خط و کتابت سے طے ہونگی۔ اور مئی ۱۹۴۵ء کے اندر تمام ہندوستان کی ایجنسیوں کا فیصلہ ہو جائیگا

**جنرل منیجر طبی کمپنی و ایک آنہ دواخانہ دہلی**

# اردو وزن

## سات دن ۔ اور سات مفرد حرف

**العرب** عربی زبان کا ماہوار رسالہ ہے بمبئی سے شائع ہوتا ہے اس کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔ اس کے ایڈیٹر علامہ عبدالمنعم العدوی ہیں۔ جو کئی زبانیں جانتے ہیں۔ اردو بھی خوب بولتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں۔ ۲۰×۳۰ سائز ہے۔ کاغذ اعلیٰ درجے کا سفید اور چکنا لگایا جاتا ہے۔ ۸ صفحے کی عکسی تصویریں ہوتی ہیں۔ اس میں خلیج فارس کی حکومتوں اور عرب حکومتوں کے لئے عربی زبان میں معلومات کی خبریں اور مضامین اور تصویریں شائع کی جاتی ہیں۔ بمبئی کا پتہ اورینٹ ہوٹل بلڈنگ بمبئی نمبر ۳ اور دہلی کا پتہ ماڈل ہاؤس نکلسن روڈ دہلی ہے قیمت ہندوستان اور سیلون اور بحرین اور خلیج فارس کے سواحل اور عدن کے لئے بارہ روپے اور سواحل افریقہ اور حضرموت اور کویت اور ایران اور افغانستان اور عراق اور یمن اور حجاز اور نجد اور سوڈان اور حبشہ اور اریٹیریا اور شرق اردن اور مصر اور شام اور فلسطین اور طرابلس الغرب اور ٹونس اور الجزائر کے لئے بیس شلنگ ربیع الثانی کا پرچہ اس رسالے کی لوح پر بندرگاہ بمبئی کی انگریزی عمارت اور ایک کشتی کی رنگین تصویر شائع ہوتی ہے جس کے نیچے عربی زبان میں ... جاتا ہے۔ حلقۃ الاتصال بین الہند والعالم العربی" یعنی ہندوستان اور عرب ملکوں کو آپس میں ملانے کی ایک کڑی سرورق کے دوسرے صفحے پر دو گروپ شائع ہوئے ہیں۔ جن میں مسٹر چل اور ان کا اسٹاف اور سلطان ابن سعود اور ان کے اسٹاف کی تصویریں ہیں۔ اور سرورق کے آخری صفحات پر شیخ صباح سالم کوتوال کویت اور شیخ عبداللہ سالم صباح کی تصویریں ہیں اور کویت کا فوجی گروپ ہے۔ اس پرچے میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) کویت کے

عرب (۲) سونے کی زمین (۳) ہندوستان میں مالک خانے کا انتظام (۴) ہندوستان کے اخبار (۵) ہندوستان میں سوتی کپڑے (۶) بمبئی میں مکانوں کی تکلیف (۷) ہندوستان میں ایڈیٹر کے مشاہدات (۸) عرب کی پرانی تجارت (۹) بغداد میں اسلامی آثار (۱۰) سید عمر مختار شہید کا تذکرہ۔ (۱۱) کراچی اور خلیج فارس کا ارتباط (۱۲) گل بدن بنت بابر (۱۳) ہماری بابت کیا کہا جاتا ہے؟ (۱۴) ہندوستان اور خلیج فارس کے شہر (۱۵) ہند کی دید (۱۶) بمبئی کے بازاروں کا اضطراب (۱۷) ہندوستان کی خبریں۔ (۱۸) ہندوستان کیونکر بھوک سے نجات پا سکتا ہے؟ ساحل بصرہ کی عکسی تصویریں بھی ہیں۔

اگرچہ یہ رسالہ سرکاری حیثیت رکھتا ہے اور نشریاتِ جنگ کا ایک حصہ ہے لیکن اس کے اڈیٹر علامہ عبدالمنعم العدوی ایسی قابلیت سے یہ رسالہ مرتب کرتے ہیں کہ اُردو زبان کا کوئی رسالہ اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ یورپ اور امریکہ کے رسالے

عمدین کا حساب

اپنے ناظرین کی معلومات بڑھانے، ہر پرچے میں ایک نئی دلچسپ طرز اختیار کیا کرتے ہیں۔ اور وہ خوبیاں اُردو رسالوں میں بہت کم ہوتی ہیں۔ کیونکہ اُردو رسالے لکیر کے فقیر نظر آتے ہیں۔ اگر دس بیس رسالوں کے سرورق الگ کردئے جائیں تو ایسا معلوم ہوگا کہ ایک ہی رسالے کے مختلف پرچے ہیں یعنی ایسی یکسانیت ان رسالوں میں ہوتی ہے کہ مختلف شہروں اور صوبوں کے رسالے ایک ہی طرز اور ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور آجکل تو فلمی تصویروں اور فلمی اشتہاروں کی وبا میں سب مبتلا ہوگئے ہیں۔

مگر "العرب" یا تو اس وجہ سے کہ اُس کے ایڈیٹر بہت قابل ہیں اور یا اس وجہ سے کہ یہ رسالہ سرکاری نگرانی میں ہے یورپ اور امریکہ کے کامیاب رسالوں سے کسی بات میں کم نہیں ہے۔

مجھے جو بات سرکاری نشریات کے عربی اور فارسی اور اُردو رسالوں میں قابل قدر معلوم ہوتی ہے وہ اُن کی لکھائی چھپائی

سا حوبیوں کے علاوہ اُن کی عمدہ
ترتیب ہے۔ اور سب زبانوں کے رسالے
ایسے مضامین شائع کرتے ہیں۔ جن میں طرز ادا
کی جدت ہوتی ہے۔ اور باہر کے ملکوں اور
ہندوستان میں باہمی ربط اور اتحاد پیدا
کرنے کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اگرچہ حکومت کے
سیاسی مقاصد ان نشریات کی تہ میں ہوتے
ہیں لیکن نتیجہ ربط و اتحاد کا
ایک بڑا حصہ ان سے حاصل ہوتا ہے۔ اس
لئے منادی کی رائے ہے کہ ہندوستان کے
تمام عربی مدرسوں میں "العرب" خرید جائے
اور عربی مدرسوں کے منتظم طلباء کو پابندی
سے ساتھ یہ رسالہ پڑھوائیں۔ اور کوشش
کریں کہ ہندوستانی طلباء "العرب" کی
عربی تو سمجھیں یا اُردو سے عربی ترجمہ سیکھیں
اور عربی سے اُردو میں ترجمہ کرنے کی
مہارت پیدا کریں۔ تاکہ آئندہ زمانے میں
ان کی روزی کی صورتیں پیدا ہوں جس سے
وہ اب تک محروم ہیں اور کسی عربی مدرسے
کے طالب علم کو معلوم نہیں ہے کہ وہ
عربی مدرسوں میں کیوں پڑھتا ہے۔ اور
عربی پڑھنے کے بعد وہ اس سے کیا فائدہ
اُٹھائیگا۔ اب تک محض یہ سمجھا جاتا ہے
کہ چونکہ قرآن شریف اور حدیث شریف
اور فقہ عربی زبان میں ہیں اس واسطے
مسلمانوں کو دینی معلومات کے لئے
عربی پڑھنی چاہئے۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے
بنیادی چیز مسلمانوں کی روزی اور معیشت
ہے۔ لہذا عربی مدرسوں کو فوراً اس طرف
متوجہ ہونا چاہئے۔

"العرب" میں ایک مسلسل مضمون
ہندوستانی مشاہدات کا شائع ہوتا ہے
جس میں علامہ ندوی ہر مہینے نہایت
دلچسپ انداز سے ہندوستان کی کسی نہ
کسی چیز یا کسی شخص یا کسی مقام کا مشاہدہ
قلمبند کرتے ہیں۔

میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ ان مشاہدات
کا خلاصہ "منادی" میں شائع ہو۔ اور دہلی
کے روزانہ اخبار قومی گزٹ میں بھی عربی
ملکوں کی معلومات شائع کی جائے۔ تاکہ
"العرب" کا مقصد بھی پورا ہو اور ہم
ہندوستانی بھی آگاہ ہوں کہ ہمارے

عرب بھائی کس حال میں ہیں اور ہم اُن سے کیا سیکھ سکتے ہیں۔ اور اُن کو کیا سکھا سکتے ہیں۔

**تاج محل** } اتحادیوں کی جنگی نشریات کا ماہانہ رسالہ ہے فارسی زبان میں دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۰×۳۰/۸ سائز ہے لطیفی پریس دہلی میں چھپتا ہے۔ زیر نظر رسالے کا سرورق سبز و سُرخ ہے۔ اوپر تاج محل لکھا ہے نیچے سال سوئم ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۵ء میلادی مطابق ماہ حمل سنہ ۱۳۲۴ ہجری شمسی شمارہ گیارہ قیمت فی شمارہ چار آنے درج ہے جس سے ایک بڑی بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ فارسی بولنے والے مسلمان ملکوں میں قمری ہجری سنہ کا رواج نہیں ہے بلکہ شمسی ہجری کا رواج ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قمری ہجری اور شمسی ہجری کے حساب میں چالیس برس کا فرق ہے یعنی آجکل قمری ہجری سنہ ۱۳۶۴ ہے۔ اور شمسی ہجری سنہ ۱۳۲۴ ہے۔ اگر ہندوستان میں بھی شمسی ہجری سنوں کا رواج ہو جائے تو رویت ہلال کی دشواریاں جاتی رہیں۔ رمضان اور عیدین کا حساب قمری ہو سکتا ہے۔ بقیہ مہینوں کا حساب شمسی ہونا چاہیے۔ اور مہینوں کے نام مسلمان عورتوں کے رواج کے موافق رکھے جا سکتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ محرم۔ تیرہ تیزی۔ بارہ وفات۔ میراں جی۔ مدار۔ خواجہ معین الدین۔ رجب۔ شب برات۔ رمضان۔ عید۔ خالی۔ بقر عید۔

سرورق کے دوسرے رُخ ایک قلمی تصویر کا فوٹو درج ہے۔ جو میر سید علی ایرانی کے ہاتھ کی ہے۔ اور تصویر کے سامنے یہ عبارت ہے۔ تاج محل کی سالانہ قیمت ہندوستان میں تین روپے۔ ہندوستان کے باہر چار روپے۔ ایک پرچہ چار آنے کا۔ پتہ۔ مدیر تاج محل پوسٹ بکس نمبر ۲۶۶ دہلی۔ اس کے بعد آگاہی کے عنوان سے لکھا ہے کہ حسب ذیل نمبر دفتر میں موجود نہیں ہیں۔ پہلے سال کا نمبر ایک اور گیارہ۔ دوسرے سال کا نمبر ایک۔ تین سات۔ آٹھ۔ نو۔ تیسرے سال کا

نمبر ایک ۔ دو ۔ چھ ۔ سات ۔ اس کے
بعد اپریل کے پرچے کے مضامین کی فہرست
ہے ۔ (۱) نہضت صنعتی ہند ۔ (۲)
پیوند غدد میمون در جسم انسان (۳)
بہار (۴) واقف بنگالی (۵) کان کنی
بہ عمق یک و نیم میل (۶) افغانستان
و استفادہ از برق آبی (۷) سرپی سی
رائے (۸) حشرات ... (۹) صحت آ
رادیو (ریڈیو) (۱۰) بے علاقگی بیگانہ وار داد
(۱۱) بازی (۱۲) نوبت من ۔ صفحے ۹ پر
افغان مشن کا گروپ ہے جو یہاں سے ہرے
میں لیا گیا تھا صفحے ۱۰ پر تین کی کھدائی سے
جو تاریخی چیزیں نکلی ہیں ان کی تصویریں ہیں
صفحے ۱۹ پر مصر کے غلاف کعبہ کے محمل کی
تصویریں ہیں ۔ صفحے ۲۰ پر ایک خوش باش
بڈھے کی تصویر ہے ۔ اور قطب شمالی کی برف
کی تصویر ہے ۔ اور برف پوش پہاڑوں کی
عورتوں اور بچوں کی تصویر ہے ۔ اور نیز انداز
شکاریوں کی تصویر ہے ۔ اور پہاڑی لوگ
آپس میں کیونکر مصافحہ کرتے ہیں اور ایک
دوسرے کا حال پوچھتے ہیں ان کی تصویریں
ہیں صفحے ۲۱ پر کیڑے کھانے والے جانوروں
کی تصویریں ہیں ۔ اور صفحے ۲۲ پر سر پی ،
سی ، رائے کی تصویر ہے ۔ اور صفحے ۲۳ پر
انگریز بچوں کی تصویریں ہیں ۔ اور صفحے
۲۹ پر "نوبت من" کہانی کی ایک تصویر
ہے ۔ سرورق کے آخری صفحات پر ایرانی
عورتوں کے نئے لباس کی تصویر ہے
اور کوہستان کا نظارہ دکھایا گیا ہے ۔
بازی کے عنوان سے ایک کہانی کا
آغا محمد یعقوب خاں صاحب دواشی نے
ترجمہ کیا ہے جو خدیجہ مستور بیگم صاحبہ
لکھنوی نے اردو میں لکھی تھا ۔
یہ ہیئت مجموعی فارسی زبان کا یہ ماہانہ
رسالہ بھی بہت دلچسپ ہے ۔ مگر "العرب"
جیسی خوبیاں اس میں نہیں ہیں ۔ "العرب"
کے ایڈیٹر ہندوستان اور ہندوستانیوں
کے ایسے چھوٹے چھوٹے حالات بھی لکھتے
ہیں جن کو عرب ملکوں کے باشندے
بہت شوق سے پڑھتے ہوں گے ۔
تاج محل میں یہ خصوصیت نہیں ہے ۔
وہ ایران اور افغانستان کے اہلِ علم

اور اہل فہم لوگوں کی معلومات کا سامان شائع کرتا ہے۔ اور "العرب" میں عرب اہل علم خواص اور عرب کم علم یا بے علم عوام کی دلچسپیوں اور معلومات کا سامان بھی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے میں متحدہ نشریات کے سب رسالوں سے "العرب" کو فوقیت دیتا ہوں۔ "العرب" نے ہندوستان کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ کہ ہندوستان کے جزو و کل کا تعارف عرب ملکوں سے کرایا ہے۔ ضرورت ہے کہ تاج محل اور "مفتی پو" اور "آجکل" وغیرہ اُردو اور فارسی رسائل بھی اس کا خیال رکھیں۔ کہ اپنی نشریات میں کم علم یا بے علم عوام کی دلچسپی کی چیزیں بھی درج کریں۔

## نئی زندگی

اس نام کا ایک ماہوار رسالہ الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہوتا ہے "اُردو زبان کا واحد سیاسی رسالہ" ڈاکٹر سید محمود صاحب مشہور کانگریسی لیڈر اس رسالے کے بانی ہیں۔ اپریل ۱۹۴۵ء میں اس نے اپنی زندگی کے پانچویں سال میں قدم رکھا ہے۔ اس رسالے کے مضامین خالص سیاسی اور تمدنی ہوتے ہیں۔ اور افسانے بھی سیاسی بنیاد کے ہوتے ہیں۔ اپریل کے پرچے میں ۱۹۴۱ء کی تازہ مردم شماری کے اعداد دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ ہندوستان کے کارخانوں کی تعداد اور ان میں کام کرنے والے تمام مزدوروں کی تعداد اور اس [illegible] معلومات بھی ہے [illegible] پڑھنے کی [illegible] بہتر ہیں۔ چند مضامین [illegible] ہندوستان کو بدنام کرنے [illegible] ہندوستان کی تہذیب [illegible] مسلم لیگ کی موجودہ وزارتیں [illegible] نظم یا غزل اس پرچے میں نہیں [illegible] سارے ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی سوجھ بوجھ کے لوگ اس پرچے میں لکھتے ہیں۔ ۶۶ صفحے ہیں۔ سالانہ قیمت چھ روپے ہے۔ ایک پرچے کی قیمت دس آنے ہے۔ دفتر رسالہ نئی زندگی الہ آباد سے مل سکتا ہے۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۱۱ ربیع الاول ۲۴ اپریل منگل دہلی**

**غوں غوں** کے اردو زبان میں جانوروں
کی آوازوں کے نام ہیں۔ مثلاً کتا بھونکا۔
گدھا ڈھینکا۔ گھوڑا ہنہنایا۔ شیر دہاڑا۔ بلی
نے میاؤں میاؤں کی۔ مگر بہت سے
جانوروں کی آوازوں کے نام نہیں رکھے
گئے ہیں۔

مثلاً ہوائی جہاز بھی ایک جانور ہے اس
سے جو آواز نکلتی ہے اس کا نام بھی ہونا چاہیے
اور وہ نام غوں غوں ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔

**روشن دل خطاب** کے حضرت محبوب پاک رح
کے تازہ عرس کے موقع پر میں نے ۱۷ مریدوں
کو روشن دل خطاب دیا تھا مگر علالت کے
سبب اس کا اعلان نہ کر سکا تھا۔ وہ ۱۷ مرید
یہ ہیں:-

(۱) عبد المجید خان نظامی ڈربن جنوبی افریقہ۔
(۲) پریمی نظامی ایڈیٹر دین احمد آباد۔
(۳) نجم الدین شمس الدین نظامی احمد آباد۔
(۴) عبد الرحمٰن گورکھا نظامی انبالہ۔
(۵) سید امداد حسین نظامی کانپور۔
(۶) مولانا عشقی نظامی ضلع بلند شہر۔
(۷) ملکہ پورت بیگم نظامی۔ حیدر آباد۔
(۸) سید کشفی شاہ نظامی ضلع گورداسپور۔
(۹) سردار اندر سنگھ نظامی فرید کوٹ۔
(۱۰) احمد علی نذر بیگی نظامی ضلع جالندھر۔
(۱۱) حاجی دین حاجی قاضی میراں بخش نظامی
ڈیرہ اسماعیل خاں۔
(۱۲) عبد المالک عاصی نظامی دہلی۔
(۱۳) حافظ دادا میاں نظامی ناظم جماعت
نظامیہ ادہونی۔
(۱۴) محمد صدیق اخوانی نظامی ولنگٹن
(۱۵) محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی حیدر آباد
(۱۶) محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی حیدر آباد
(۱۷) سید بابر نظامی دہلی۔

**ڈاکٹر شفا رام** کے شاہ بانو کو کمزوری اور
خون کی کمی کے سبب بخار رہا جاتا تھا۔ ڈاکٹر
شفا رام نے انجکشن دیئے اس سے بہت
فائدہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب تین دن سے بہ نفس

خود گھر پر آ کر انجکشن دیتے ہیں۔

میری بستی اور اطراف کے تمام دیہات میں ان کے علاج کی دھوم مچ گئی ہے۔ وہ ڈاکٹری طب بھی جانتے ہیں اور یونانی بھی اور ویدک بھی، محنتی ہیں۔ خوش اخلاق ہیں اور توجہ کی یکسوئی سے علاج کرتے ہیں۔

**۱۲ جمادی الاول ۲۵ اپریل بدھ دہلی**

**جانشین حکیم نابینا۔** آج حکیم عبدالحی صاحب انصاری خلف اکبر لقمان الملک حکیم نابینا صاحب مرحوم کے مطب میں گیا تھا۔ نبض دکھلائی۔ اور تشخیص مرض کی تفصیل سنی۔ وہ اپنے باکمال والد کی طرح مرض کی پہچان کا بیان بہت عمدگی سے کرتے ہیں۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ ڈاکٹری اصول اور امراض و معالجات کے نئے سائنس کو بھی جانتے ہیں۔

مجھے ساری عمر لگاتار بیماریوں کا مقابلہ کرتے رہنے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے حکیموں ڈاکٹروں اور ویدوں سے علاج کرانے یا بات چیت کرنے کے سبب "بڑے جن" کی ڈگری حاصل ہو گئی ہے۔ یعنے اب میں کسی طبیب یا ڈاکٹر کی بات پر یقین نہیں کرتا جب تک کہ موجودہ سائنس اور ذاتی تجربوں کی کسوٹی پر اس بیان کو کس کر نہ دیکھ لوں اس لئے حکیم عبدالحی صاحب انصاری نے جو کچھ میری بیماری کے اسباب اور حالات اپنی تشخیص سے بیان کئے اُن کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اور میں نے اُن سب کو بالکل ٹھیک اور حسب حال تسلیم کر لیا۔ اور جو دوا انھوں نے دی اس کا آج ہی سے استعمال شروع کر دیا۔

[illegible] روشن دل سید یامین نظامی آئے تھے اور بھی بکثرت ملاقاتی دن بھر آتے رہے۔

صوفی صاحب اجمیری بھی روز شام کو آتے ہیں۔

خواجہ پل کی مرمت کا کام جاری ہے۔

درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؒ کی مرمت کا کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ مہدی کو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی دوا سے فائدہ ہے۔

آجکل پیچش کی بیماری عام ہو رہی ہے۔

**۱۳ جمادی الاول ۲۶ اپریل جمعرات دہلی**

**منادی روانہ ہو گیا۔** آج ۲۴ کا منادی

ڈو دن کی دیر کے بعد روانہ ہوا۔

**نظامی بنسری** کی ایک سال سے میری مقبول کتاب نظامی بنسری نایاب ہے۔ ایک ایک جلد کے سو سو روپے لوگ دیتے ہیں مگر ایک جلد بھی میسر نہیں آتی۔ کاپیاں ایک سال سے لکھی رکھی ہیں۔ اب منشی قربان علی صاحب نے چھپائی شروع کرا دی ہے۔ پہلا اڈیشن جتنا چھپا تھا اُس سے چوگنی مقدار زیادہ طبع کرائی جا رہی ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے ہر صوبے میں اس کی مانگ ہے۔ جہاں اُردو کا رواج کم ہے وہاں سے بھی لوگ منگا رہے ہیں۔ گجراتی زبان میں بھی اس کا ترجمہ اخبار دین احمد آباد میں چھپ رہا ہے۔ عبدالنعیم صاحب اور منشی ذکی حسن اور میں خود شریک ہو کر صحت کرا رہا ہوں۔ پانچ سو صفحے کی کتاب ہے۔ اس کی صحت آسان کام نہیں ہے۔

**رخصت** کی آج سرحدی خلیفہ حاجی دین روشن دل حاجی قاضی میراں بخش نظامی اپنے وطن ڈیرہ اسمٰعیل خاں چلے گئے۔ انہوں نے میرے کاغذات کی ترتیب و تنظیم کا بہت اچھا کام کیا۔ عرس سے پہلے آئے تھے عرس کے بعد ایک مہینہ پیچھے ٹھہرے۔ میں نے ان کو تسبیح دی۔ اور روانگی کی چند باتیں بھی بتائیں۔ وہ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں۔ مگر مجھ سے پہلے تک سفید ہو گئے ہیں اس لئے عمر میں بڑے معلوم ہوتے ہیں۔

**مبین کی بیعت** کی آج منشی قربان علی صاحب کی اہلیہ اپنے لڑکے محمد مبین کو لائی تھیں۔ میں نے مبین کو مرید کر لیا۔ یہ بہت ہونہار نوجوان ہے۔ میری دکان اُردو بازار دہلی میں منشی جی کو مدد دیتا ہے۔

**کوثر کو بخار** کی آج میری لڑکی کوثر بانو کو بھی بخار ہو گیا ہے۔ چیچک بھی ہے۔

حمید کا امتحان ہو رہا ہے۔ وہ بہت محنت کرتے ہیں۔

**چشتی صاحب** کی آج جناب سید محمد حسین صاحب چشتی اجمیری ملنے آئے تھے۔ بمبئی کے کچھ مہمان بھی ان کے ساتھ تھے۔

## ۱۴ جمادی اول ۲۷ اپریل دہلی

**منادی کے فائل** کی آج میں نے منادی کے پرانے پرچوں کی ترتیب کا کام شروع کرایا

پہلے موجودہ سال ۱۹۴۵ء کی جنوری سے
لیکر آج تک کے پرچوں کے فائل ہونے لگے۔
جون کے آخر تک کے پرچے ان فائلوں میں
شریک ہو جائیں گے سولہ مہینے کی ایک
ایک جلد بندھ جائے گی۔ اور فالتو پرچے
نمونوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اس
کے بعد ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۲ء
اور ۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۰ء وغیرہ کے پرچوں
کے فائل بھی اسی اصول سے تیار کئے
جائیں گے۔

**یہ خیال کیوں آیا؟** میں نے جنگ یورپ
سے یہ بات سیکھی کہ جو لڑائی ختم ہوتے ہی
پہلے لڑائی کے نقصانات کی تلافی کی تدبیر
میں مصروف ہو گئے ہیں۔ تو میں بھی
چاہتا ہوں کہ لڑائی کے زمانے میں جو نقصان
منادی کو اور میرے کاروبار کو پہنچے ہیں ان
کی تلافی کا انتظام کر دوں۔ اور منادی کے
سب پرچے ردی میں نہ جائیں بلکہ ان کی
اشاعت کا اور ان کی فروخت کا ایسا
انتظام کیا جائے کہ اردو زبان کو بھی
فروغ ہو اور عمدہ نصیحتوں کی معلومات
ہو رہا ہے اور ان کی لاگت بھی وصول ہو جائے

**نظامی بنسری** کا آج بیس دن بعد عبدالنعیم
صاحب کے ساتھ نظامی بنسری کی کاپیوں
کی صحت کراتا رہا۔ ملاقاتی بھی جوق جوق
آتے رہے مگر میں نے کبھی مروت سے
کام لیا اور آنے والوں سے دو باتیں کر لیں
اور کبھی بے مروت بن کر سب سے بے توجہ
رہ کر کام کرتا رہا۔

**ٹیلیفون کی خرابی** کا آج کئی گھنٹے
ٹیلیفون خراب رہا۔ اور اس سے مجھے
بہت راحت ملی۔ کیونکہ بار بار ٹیلیفون
سننے میں وقت ضائع نہ ہوا۔

**اول صف** کا آج جمعہ کی نماز اول صف
میں بیٹھ کر پڑھی ہمیشہ آخری صف میں
بیٹھا کرتا تھا۔ کیونکہ ہر وقت جلدی دورہ
ہو جانے کا اندیشہ لگا رہتا تھا لیکن اب
چونکہ صحت درست ہو گئی ہے۔ اس
واسطے اول صف میں جا کر بیٹھا اور نمازیوں
کے ہجوم کا کوئی برا اثر دل پر نہیں ہوا۔

**ڈاکٹر شفا رام** کا میری لڑکی کوثر بانو کو
دیکھنے کے لئے ڈاکٹر کنور بہادر شفا رام صاحب

آئے تھے۔ کوثر کو بخار اور پیچش کی تکلیف
ہے مہدی اب اچھا ہو گیا ہے۔

**ہندو جاٹ** کہ درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ کے گاؤں والے ہندو جاٹ ملنے آئے تھے۔ میں نے اُن کو چشتی درگاہوں اور مزاروں کے حالات سُنائے اور نصیحت کی کہ ان مزارات کی برکت ہندو مسلمانوں کے لئے یکساں ہے۔ اِس واسطے ہندوؤں کو بھی ان مزاروں کا ادب کرنا چاہیئے۔ صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب ملنے آئے تھے۔

**خوابگاہ بدل دی** کہ آج میں نے اپنی خوابگاہ بدل دی اور اپنے میلے کپڑے بھی اپنے ہاتھ سے دھوئے۔ اور تہجد کے وقت پھولوں کے گملوں میں پانی بھی ڈالا۔ چاند چمک رہا تھا اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور پھولوں کو پانی دیتا جاتا تھا۔ بڑا لطف آیا۔ یہ قدرتی سینما دیکھنے والے ہندوستان میں بہت کم نظر آتے ہیں۔

**جو کا دلیہ** کہ آج دلی سے ایک روپے کے چھ سیر جو منگائے ہیں۔ پہلے ان کو پانی میں بھگویا۔ پھر کوٹا اور چھلکے صاف کرکے دلیہ پکوایا۔ اور رات کو وہی کھایا۔ رسول اللہ اور اولیاء اللہ کی مَن بھاتی غذا ہے۔ جسم کے لئے بھی مفید ہے اور روح کے لئے بھی مفید ہے۔

**۱۵ جمادی الاول ۲۸ اپریل شنبہ دہلی**

**گواہی** کہ درگاہ کے ایک قبرستان پر ایک رنڈی کے قبضے کے خلاف سینئر سب جج صاحب دہلی کی عدالت میں مقدمہ تھا اور اس میں میری گواہی مقرر تھی۔ مسٹر ہیرس سینئر سب جج نے رنڈی کے کارندوں کو ۳ بار آواز دلوائی آخر رنڈی کا دعویٰ خارج کر دیا۔

**پاپوش کمپنی** کہ مسلمانوں کی ایک جماعت پاپوش سازی کی ایک لمیٹڈ کمپنی جاری کرنے کے لئے ملنے آئی تھی۔ میں نے دو گھنٹے تک ان کی اسکیم پر گفتگو کی۔

موتی محل میں خط لکھوائے۔ حکیم شفاء
سے غذا نامہ اور دوا نامہ کتابوں کے مسودے سُنے۔ نظامی بنسری کی کاپیاں سُنیں۔ ڈاکٹر کنور بہادر شنکر رام صاحب

اور جنگ پورٹ سے ایک مہاجن سے باتیں کیں
جو شادی کا بلاوا دینے آئے تھے۔

**مکھن لگی روٹی** } مغرب سے پہلے مکھن
لگی روٹی کدو کے اُبالے سالن سے کھائی
تو چکنائی نے نقصان کیا۔ اور صرف
تین گھنٹے نیند آئی۔ رات کے ایک بجے
سے صبح تک لکھتا رہا۔

**اناس** } آج دہلی سے دو روپے کا
ایک اناس لایا تھا۔ دو قتلے نمک لگا کر
کھائے۔ ترشی نے دانت کھٹے کر دئے اور
کوئی خاص فائدہ بھی نہیں ہوا۔
ترشی اعصاب کو کمزور کرتی ہے۔ اور
غذا ہی ہضم نہیں ہوتی۔ جسم کی طاقت نے فنا
ہو کر میرے جسم کے وطن سے ہجرت
نہ کرے تو آخر کیا کرے۔

**سان فرانسسکو** } امریکہ کے شہر
فرانسسکو میں ساری دنیا کے چھوٹے
بڑے بادشاہوں کے وزیروں کی جو کانفرنس
ہو رہی ہے آج اُس کا حال اخبار انجام
دہلی میں پڑھا تھا روس کے وزیر خارجہ
نے مجلس کو اپنی ضد سے حیران کر دیا ہے
تو مجلس سے کئی ہفتے پہلے منادی میں
لکھ دیا تھا۔ کہ اس کانفرنس کا نتیجہ کچھ نہیں
نکلیگا۔

**چشتیہ خانقاہ** } سان فرانسسکو
امریکہ میں میرے چشتیہ نظامیہ سلسلے کی
بھی ایک خانقاہ ہے۔ رابعہ مارٹین اس
کی منتظم ہیں جو صوفی عنایت خاں چشتی
نظامی مرحوم کی بیوہ اور مریدہ ہیں۔ اور
میرے پاس کئی بار آچکی ہیں اور میں نے
ان کو سان فرانسسکو میں مقرر کیا تھا۔

**اُردو وزن** } آج منادی کے لئے
سات مفرد حروف کا ایک عنوان اُردو
وزن مقرر کیا۔ اس کے تحت میں اُردو
زبان کا وزن بڑھانے کی چیزیں شائع
کروں گا۔ عربی رسالے العرب پر اس کے
لئے تبصرہ لکھوایا۔

**روزانہ قومی گزٹ** } دہلی کے روزانہ
اخبار قومی گزٹ میں میرا روزنامچہ اور
چشتی برادری کے حالات وغیرہ روزانہ
شائع ہوا کریں گے۔ میرے دوست
شیخ محمد عثمان صاحب آزاد مالک اخبار انجام

اور قومی گزٹ نے ملکی اور قومی خدمت
کے لئے اپنے اخبار کا ایک حصہ اس کام
کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ۱۶ مئی سے
یہ سلسلہ شروع ہو گا۔

**۱۶ جمادی الاول ۲۹ اپریل اتوار دہلی**

**مہرولی کے ہندو مسلمان:** آج درگاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب رض کے مسلمان
اور درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؒ کے
گاؤں کے ہندو بھائی ایک باہمی جھگڑے
کے سلسلے میں ملنے آئے تھے۔ فریقین نے
مجھے سرپنچ مقرر کیا ہے۔

**شادی:** آج شام کو علی اور بیٹے جی لڑکے ابن
صاحب کے ساتھ بستی گیا [illegible]
تھا۔ جہاں لالہ چمن لال صاحب [illegible]
کے ہاں بارات آئی تھی۔ جنگ پورے سے
ہندو مسلمانوں نے [illegible] تقاضات پر
بارات کی خاطر داری [illegible] انتظام کیا تھا۔
مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہندو پورے کے مسلمان نے
زمانے کے ہندو مسلمان [illegible] میں ایک دوسرے
کی شادیوں میں شرکت کرتے ہیں۔ ابھی
آٹھ دن پہلے آریہ سماجیوں نے ایک جلسہ
جنگ پورے کے ہندو مسلمانوں میں بگاڑ
پیدا کرنے کا کیا تھا۔ اُس وقت سناتن دھرم
ہندوؤں کی طرف سے ہندی زبان میں ایک
اشتہار چھپا تھا کہ جنگ پورے کے ہندو
مسلمان ایک دل ہیں۔ اُن کو اختلافی مطلب
سے الگ رہنا چاہیئے۔ مسٹر ہی احمد اور ان
کے ساتھی مسلمان امن اور اتحاد کی اس
تحریک کے روح رواں ہیں۔ اور ڈاکٹر لکھنؤ والے بہادر
صاحب شفا رام بھی اس تحریک کے سرگرم ممبر ہیں۔

**زید کی علالت:** میرے تیسرے لڑکے
زید پاشا کا امتحان ختم ہو گیا۔ انہوں نے
کل جامعہ ملیہ میں تربوز بھی کھایا تھا۔ اور
پھیرات کو پلاؤ بھی کھایا تھا۔ چونکہ تربوز
اور چاول میں ضد ہے اس واسطے آج
زید کو اسہال کی تکلیف ہو گئی۔ میں نے
ڈاکٹر شفا رام صاحب کو بلایا۔ ان کی
دوا سے فائدہ ہوا۔

**برجو رجی:** آج شام کو حسین کے شریک کار
برجو رجی آرڈیشر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ
بمبئی سے آئے ہیں۔ میں بھی اُن کے
استقبال کے لئے ریل پر گیا تھا۔

**لو چلنے لگی:** کئی دن کی خنکی کے بعد
آج گرمی پھر شروع ہوگئی۔ مگر میری صحت
خدا کے فضل سے اچھی ہوتی جاتی ہے۔
**حسین کے تار:** آج کل حسین کے
روزانہ تار آتے ہیں۔ خدا کے فضل سے
ان کا تجارتی کام کامیابی سے چل رہا ہے۔

**۷ ارجماد اول ۲۰ اپریل پیر دہلی**

**پارسی مہمان:** آج صبح برجور جی صاحب
اپنے بیوی بچوں کے ساتھ درگاہ حضرت
خواجہ قطب صاحب میں حاضر ہوئے۔ پھر
اور واپسی میں میرے پاس آئے ...
اور میں نے موتی محل میں ان ...
کھانا کھلایا تھا۔ ان کے بڑے لڑکے ...
اور جمشید بہت ... ہیں اور ...
اقبال مند معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے
کہا پارسیوں کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ...
عطا فرمائی ہے۔ برجور جی کی اہلیہ بھی
ملنسار اور خوش مزاج اور خوش عقیدہ خاتون ہیں
وہ رات کو ریلوے اسٹیشن کے آرام گھر
میں ٹھیرے تھے۔ خواجہ بانو نے مجھ سے
کہا ایسی سخت گرمی میں تم نے وہاں
بچوں کو کیوں ٹھیرنے دیا۔ میں نے کہا ان
کے ساتھ اسباب بہت تھا۔ رات کے وقت
قلیوں نے اتنی دور آنے سے انکار کیا۔
ارشد میاں نے ان سے کہا تھا کہ یہاں گرمی
بہت ہے۔ میرے مکان پر کھلی ہوا ملے گی۔
خواجہ بانو نے کہا برجور جی کو میرے بچوں کی
آسائش کا جتنا خیال رہتا ہے اس کا بدلہ
تو ہم نہیں دے سکتے ہیں۔ پھر بھی جہاں تک
ہو سکے ہم کو برجور جی کے بیوی بچوں
کی راحت رسانی کا اپنے بچوں کی طرح
خیال رکھنا چاہیے۔ میں نے کہا خدا کا
شکر ہے کہ تمہارے اندر یہ احساس شرافت
ہے ورنہ آجکل کے زمانے میں ان باتوں
کا بہت کم خیال کیا جاتا ہے۔
آج برجور جی اور ان کے اہل و عیال
مسوری پہاڑ پر چلے گئے۔ آج گرمی کی
بہت شدت رہی۔ خوب لو چلی۔ زبیدہ بیگم کی
بیماری بہت بڑھ گئی ہے۔

**ڈاکٹر شفاء الفقراء:** بعد مغرب زبیدہ کو
ڈاکٹر عبد الحق صاحب شفاء الفقراء کے
پاس لے گیا تھا۔ انھوں نے خاص توجہ سے

معائنہ کیا اور دوا دی۔ ڈاکٹر صاحب
کے لڑکے کو بھی بخار ہے تھا۔
**بلی اور کتے** آج ڈاکٹر صاحب کے ہاں
اُن کے دو ولایتی کتے دیکھے اور ایک
یورپین بلی دیکھی۔ تینوں ہی خوبصورت تھے۔
**ہٹلر کے مرنے کی خبر** آج ریڈیو میں
یہ خبر سنائی گئی کہ ہر ہٹلر ایک سرنگ کے
اندر اپنی فوجوں کو لڑاتا ہوا مر گیا۔ میں نے
کہا منحوس ذات کو مرا جب کہا تو بس کا بچا ہو جائے۔
ہر ہٹلر کی نسبت مرنے کی بعد بھاگ جانے
کی اور زخمی ہو جانے کی بھی زیادہ خبریں
آچکی ہیں کہ اب مجھے مجبوراً یہی کہنا پڑتا ہے
کہ اس حوالہ پر اعتبار نہیں کہ اس کی لاش
کسی نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔
**مسولینی کو پھانسی** یہ خبر بھی آئی
ہے کہ اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی اور اس کے
ساتھیوں کو بھی گولی سے مار ڈالا گیا یا پھانسی
دے دی گئی۔ مگر کس نے پکڑا اور کس نے
مارا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے۔
**عورتوں اور بچوں کی لڑائی** یہ
خبر بھی آئی ہے کہ جرمنوں کی عورتیں اور
بچے بھی خوں ریز لڑائی میں شریک ہو کر جانیں
دے رہے ہیں۔
ایسا عبرتناک انجام میں نے اپنی زندگی
میں کسی کا دیکھا نہ تاریخ میں کسی کا پڑھا۔
**ہملر کی صلح** یہ خبر بھی آئی ہے کہ ہٹلر
کے رفیق کار ہملر نے انگریزوں امریکہ کے سامنے
صلح کی درخواست پیش کی ہے۔
**نیاز** آج رات کو درگاہ شریف میں حضرت
کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی اور قوالی بھی ہوئی تھی۔

**۱۸ جمادی اول یکم مئی منگل دہلی**

**فیصلہ چاہنے والے** آج مہرولی
اور درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ کے ہندو
مسلمان اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے
کے لئے دوبارہ آئے تھے۔
**نیاز کا توشہ** سید سمیع الدین صاحب
نے حضرت کی ماہانہ نیاز کا توشہ بھیجا
تھا۔ اور میں نے مٹھاس کا پرہیز ہونے
کے باوجود وہ توشہ کھایا تھا۔
آج بھی دن بھر تیز ہوا اور لو چلتی رہی۔
زہرہ بالکل اچھے ہو گئے ہیں۔ لیکن آج دن کی
لو پھر بخار ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر شفا رام شاد بانو

کو انجکشن دینے کے لئے آتے رہتے ہیں آج بھی آئے تھے۔ آج دوپہر کو ستر ہویں منزل میں کچھ دیر سو یا تھا۔ رات کو مولانا عشقی نظامی پاؤں دبانے آئے تھے۔

**نثری مثنوی** آج رات [illegible] تین بجے بیدار ہوا تھا۔ اور سوا چار بجے سے پانچ بجے تک حضرت مولانا روم کی مثنوی کا نثر میں ترجمہ کیا تھا۔

**حکیم شفا نظامی** دو روز سے حکیم شفا نظامی کی اہلیہ صاحبہ آئی ہوئی تھیں۔ آج وہ سب متھرا چلے گئے۔ جہاں اُن کا گھر ہے۔ وہ مہاجن کے رہنے والے ہیں اور بیکانیر ریاست میں مطب کرتے ہیں۔

**سر عزیز الحق** آج شام کو آنریبل سر عزیز الحق صاحب سے ملنے گیا تھا وہ آج ہی بنگال سے واپس آئے ہیں میری صحت بہت اچھی ہے حکیم عبدالحی صاحب انصاری جانشین لقمان الملک حکیم [illegible] صاحب کی دوا سے بہت فائدہ [illegible] ہیں آہستہ آہستہ پرہیز میں کمی کرتا جاتا ہوں تاکہ معدہ اور آنتیں روانی غذاؤں سے غافل اور بے خبر نہ ہو جائیں۔

**نظامی [illegible]** [illegible] ایک سال [illegible] نظامی [illegible] کی کاپیاں [illegible] رکھی تھیں۔ [illegible] نہ ہونے کے سبب چھپائی نہ ہو سکی تھی۔ اب میں عبدالنعیم صاحب کی مدد سے رات دن ان کی صحت اور چھپائی کے کام [illegible] مصروف رہتا ہوں۔ خدا نے چاہا اسی مہینے میں کتاب چھپ کر شائع ہو جائے گی۔ اب اس کتاب کی ضخامت پانچسو صفحے کے قریب ہو گئی ہے۔ پہلے چار سو صفحے تھے۔ جلد بہت خوبصورت بنوانے کا انتظام کیا ہے اور قیمت تین روپے مقرر کی گئی ہے کیونکہ لاگت بہت زیادہ آئی ہے۔

**اسٹالن کا بیان** روس کا ڈکٹیٹر اسٹالن مئی کی پہلی تاریخ کو ایک یادگار بیان دیا کرتا ہے آج بھی اُس کا بیان شائع ہوا ہے میں نے وہ بیان پڑھا کوئی خاص بات نہیں تھی اس لئے میں ایک حقیقی اسٹالن کی حیثیت میں بیان دیتا ہوں کہ یورپ کی اس لڑائی میں خدا کا ہونا اور قدرت الٰہی کا ہونا سب پر ظاہر

**۱۹ ربیع الاول ۲ مئی بدھ دہلی**

**قوالی پارٹی** کی چونکہ حضرت [illegible] کے عرس کے زمانے میں دہلی کے سب جج صاحبان مجسٹریٹ صاحبان البسر[illegible] تعطیلات ہو جانے کے [illegible] نہ آسکے تھے اس لئے آج انہوں نے اپنے مکان پر قوالی کی مجلس کی تھی جس میں حسب ذیل صاحبان اور مجسٹریٹ صاحبان اور [illegible] شریک ہوئے۔

مسٹر کرام اللہ انکم ٹیکس [illegible] اُن کے اہل و عیال اور عبد اللطیف صاحب [illegible] انکم ٹیکس آفیسر اور شاہ ابو الفقرا [illegible] عبد الحق صاحب اور [illegible] اور مسٹر و صاحب افسر فوڈ ڈیپارٹمنٹ اور ان کے ماتحت افسران اور سید عنایت حسین [illegible] سجادہ نشین درگاہ حضرت [illegible] سید حسن رسول دہلی اور سید یامین نظامی اور سنتوش [illegible] اور ملکی رام صاحب اور رتبا لال صاحب بی اے وکیل۔ اور چودھری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی اور سردار عطاء اللہ صاحب سب جج اور مسٹر دین دیال شرما مجسٹریٹ درجہ اول اور میاں عبد الرشید صاحب مجسٹریٹ درجہ اول اور مسٹر [illegible] سنگھ سب جج دہلی اور چودھری چیتن داس صاحب سب جج وغیرہ دہلی کے سب ہی افسران شریک تھے۔

حیدرآبادی قوالوں کا گانا ہوا تھا کیونکہ خادم حسین نظامی کا قوال علی گڑھ سے واپس آسکا تھا جس کی تضمینوں کو سننے والے واعظ قوال حیدرآبادی سے بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ واعظ قوال محض تضمین گو تھا موسیقی اس میں نہ ہوتی تھی نظامی بھی تضمین بھی کرتا ہے اور موسیقی بھی بہت اچھی ہوتی ہے میں نے کہا آجکل کے زمانے میں ہر چیز دل کو جدا کرتی ہے مگر قوالی سب کے دل ملاتی ہے۔ مسٹر دین دیال شرما کی نظر بہت گہری ہے۔ وہ ہندوستان کے قدیمی تمدن کے تحفظ کو غالباً سوچتے رہتے ہیں۔ اُن کی بات چیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

میاں عبد الرشید صاحب بہت سنجیدہ اور باوقار آدمی ہیں۔ قیافے سے معلوم ہوتا ہے۔ فلسفیانہ مزاج پایا ہے ولایت حسین صاحب افسر مال دہلی بھی بہت خوش مزاج آدمی ہیں۔ اور چودھری غلام عباس صاحب تو

قوالی کی اور قوالوں کی بہت اچھی پرکھ رکھتے
ہیں۔ عبداللطیف صاحب نیازی انکم ٹیکس
آفیسر اور سید احمد حسن صاحب انکم ٹیکس
آفیسر اور اُن کے بھائی سید صادق حسن صاحب
اور مسٹر اکرام اللہ انکم ٹیکس آفیسر اپنے کام
میں بھی بڑے ماہر ہیں اور دل بھی درویشانہ
اور مخلصانہ رکھتے ہیں۔ سید احمد حسن اور
سید صادق حسن کے والد مولوی حاجی سید برکت علی
صاحب مرحوم میرے بڑے دوست تھے۔
سید احمد حسن ابھی فیروزپور سے بدل کر دہلی
میں آئے ہیں۔

**نیازی صاحب:** عبداللطیف صاحب
نیازی صوبہ سرحد کے رہنے والے ہیں اور اپنے کام کی
بہت اچھی سمجھ اور قابلیت رکھتے ہیں۔ سرکاری فرائض بڑی
مستعدی سے ادا کرتے ہیں۔ پھر بھی پبلک اُن کے برتاؤ
سے خوش اور مطمئن رہتی ہے۔ حالانکہ پبلک پولس
اور انکم ٹیکس والوں سے ہمیشہ ناراض رہتی
ہے۔

**منور صاحب:** فوڈ ڈپارٹمنٹ والے
منور صاحب جب سے دہلی میں آئے
تھے، کبھی میرے ہاں نہیں آئے تھے۔ اس لئے
آج اُن کے شریک بزم ہونے سے مجھے بہت
خوشی ہوئی۔

مسٹر نعیم الدین بی اے اور حسن محمد نظامی
اور سید ذکی حسن اور عبدالنعیم صاحب اور
قاضی کبیر حسین صاحب اور حکیم منزل شاہ
نظامی اور محمد یونس اور محمد یاسین اور
محمد لطیف اور [illegible] اور [illegible] سہراب شاہ
اور مولانا سید امام مہدی اور مولانا سید
حسن آلو طالب اور مولانا [illegible] نظامی نے
قوالی کے انتظامات [illegible]
[illegible]
رات کو نیند بہت [illegible]
صبح کی اذان سے آنکھ [illegible]
تو چلی تھی۔ رات کو [illegible] بدلی
اور ٹھنڈی ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ لال پری مجھے افریقہ کے گرم صحرا سے
اٹھا کر کشمیر کی وادی میں لے آئی ہے۔

**خوشخبری:** آج یہ خبر سن کر مجھے بہت
خوشی ہوئی کہ مسٹر عبداللہ حسیا سب جج
گوجرانوالہ سے بدل کر دہلی میں آنے والے
ہیں۔ ان کے والد مرحوم میرے دوست تھے

اور اُن کا مزار میرے مکان حسین خانے
میں ہے۔ اور اُن کے تایا چودھری نبی احمد
صاحب سابق افسر مال دہلی بھی میرے دوست
ہیں۔ مسٹر عبد اللہ کو میں نے بہت کم عمری
میں دیکھا تھا جبکہ وہ بچے تھے۔ اس کے
بعد اب دیکھا ہے کہ وہ گوجرانوالے کے
جج ہو گئے۔ اپنے والد کی روایات کو یاد
رکھتے ہیں۔ اور گوجرانوالہ کے لال لال مالٹے
میرے لئے بھیجا کرتے ہیں۔

**۲۰ جمادی اول ۳ مئی جمعرات دہلی**

**حکیم حاذق انصاری** } آج اپنے چھوٹے
بیٹے سید امام مہدی کو لقمان الملک حکیم نابینا
صاحب مرحوم کے جانشین اور ڈاکٹر انصاری
مرحوم کے برادر زادے حکیم عبد الحی صاحب
انصاری کے پاس لے گیا تھا۔ انھوں نے
اس کے لئے دوائیں تجویز کر کے دیں۔

**حکیم نورالدین صاحب** } ولنگٹن نیلگری
پہاڑ سے حکیم نورالدین صاحب ملنے آئے تھے
یہ بیجاپور دکن کے رہنے والے ہیں۔ ولنگٹن
میسور میں مطب کرتے ہیں۔ کہتے تھے ولنگٹن
اور اس کے اطراف میں آپ کا بہت زیادہ
انتظار ہے۔ میں نے کہا میرے دل پر بھی
وہاں کی محبتوں کی یاد کا نقش ہے۔ ذرا
طاقت آجائے تو سفر شروع کروں گا۔

**رات کی خنکی** } دن بھر لو چلتی ہے رات
کو مچھر ستاتے ہیں اور پچھلی رات کو خنکی ستاتی
ہے۔ کمبل اوڑھتا ہوں پھر بھی سردی کم نہیں
ہوتی۔

جب جسم میں خون کم ہو جاتا ہے اور پٹھے
کمزور ہو جاتے ہیں تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

آج حکیم نورالدین صاحب بیجاپوری
کے ساتھ تربوز کھایا تھا۔ شیریں تھا۔ مگر
سرخی زیادہ نہ تھی۔ آنکھیں خوش نہیں ہوئیں
فقط زبان خوش ہوئی۔

**۲۱ جمادی اول ۴ مئی جمعہ دہلی**

**پانی بھرا** } چونکہ دن بھر نلوں میں پانی نہیں
آتا۔ فقط پچھلی رات کو آتا ہے اس لئے
آج پچھلی رات دو فلٹروں اور دو ٹبوں
میں پانی بھرا۔ لوٹوں میں پانی بھر بھر کر دوسرے
برتنوں میں ڈالتا تھا۔ نفس روتا تھا کہ میں
تھک گیا۔ جسم کانپتا تھا۔ کمر دکھی جاتی تھی
مگر ہمت کہتی تھی تو ایک مزدور ہے۔ اور

مسلمانوں کو محنت کا سبق دینے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اب مزدوروں کی بادشاہی ہونے والی ہے۔

اسی کش مکش میں سب بہ تن آب ریزہ ہو گئے۔ تو میں نے خوشی کا نعرہ لگایا کہ آج نقلا بھی خوب ہاتھ آیا۔

**فلم اسٹار مرید** ممبئی سے ولی محمد خاں نظامی اور ان کی بیوی ممتاز شانتی نظامی ملنے آئے۔ میں کام کر رہا تھا۔ کچھ دیر زید منزل میں ٹھیرے رہے۔ پھر میرے پاس آئے اور کھانا میرے ساتھ کھایا۔ جمعہ کی نماز کے بعد واپس چلے گئے۔ یہ دونوں نامی فلم اسٹار ہیں۔

**دہلی گیا** زید اور مہدی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ دوا خانے کے لئے دوائیں خریدیں واپس آ کر دودھ سے روٹی کھائی۔

**سید صفدر علی** درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین سید صفدر علی صاحب اور سید اظہر علی صاحب ملنے آئے تھے۔

**آغاز** سید اظہر علی سید صفدر علی کے چھوٹے بھائی ہیں اور انہوں نے ایک اخبار آغاز نام کا جاری کر رکھا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں اور وہ نقشبندیہ سلسلے کے نامور بزرگ تھے اور سرہند والے حضرت مجدد صاحب ان کے خلیفہ تھے۔

**والسرائے کی دعوت** آج شام کو سر جے پی سری واستوا صاحب کے ہاں نئے والسرائے صاحب کی دعوت تھی۔

**عبرت کی نصیحت** آج رات کو نو بجے ریڈیو کی خبریں سن کر خواجہ بانو اور حور بانو کو عبرت کی نصیحت کی تھی۔

**خواجہ باغ** آج خبر آئی کہ رنگون اور پیگو اور پروم فتح ہو گیا۔ میں نے علی سے کہا ذرا اخبار میں غور سے دیکھو پیگو میں میرے نام کے مکان خواجہ باغ کی نسبت کچھ ہے یا نہیں کہ جاپان نے میرے مکان کو تو برباد نہیں کیا۔ علی خوب ہنسے۔

## ۲۲ جمادی الاول ۵ مئی شنبہ دہلی

**دماغی مشین کا ایک پرزہ** آدمی کی بنائی ہوئی موٹر میں بے شمار چھوٹے بڑے پرزے ہوتے ہیں اُن میں سے اگر کوئی ایک معمولی سا پرزہ ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے

تو کار بیکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان کے دماغ کی مشین میں بھی بے شمار پرزے ہیں۔ جن میں ایک پرزہ حافظہ بھی ہے جس کو یادداشت بھی کہتے ہیں۔ اور جس کی ضد نسیان اور بھول ہے۔

میرے دماغ کی مشین کا یہ پرزہ ہمیشہ بہت تیز رہا۔ مگر آجکل دماغی کمزوریوں اور عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یادداشت نہ ہونے کے برابر ہو گئی ہے۔ جس سے میرے کاموں کی ساری مشین بہت زیادہ رُک رُک کر چلتی ہے۔

**موٹر کی خرابی:** نئی موٹر میں مختلف اسباب نے خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی مرمت سر پر سوار رہتی ہے۔ کل سے پھر کچھ خرابیاں ہو گئی ہیں۔ آج دو دفعہ دہلی گیا تھا۔ اور مرمت کرائی تھی۔ مگر پوری درستی نہیں ہوئی۔

**علمی سوسائٹی کا جلسہ:** شام کو علی اور سید امام مہدی اور عبدالنعیم صاحب کے ساتھ ہارڈنگ لائبریری کی علمی سوسائٹی میں گیا تھا۔ اور دہلی میں انگریزی عمارتوں پر ایک مضمون پڑھا تھا۔ نواب خواجہ عبدالمجید صاحب بی اے نے اکبر پر مضمون پڑھا تھا۔ اور سید [illegible] صاحب تمدن الملک ایرانی نے فارسی زبان میں ایران کے تمدن پر ایک مضمون پڑھا تھا۔ نخشب صاحب اور راز صاحب کا کلام بھی سنا تھا۔

ملا واحدی صاحب اور منشی قربان علی صاحب سے بھی ملنے گیا تھا۔

**مرینا ہوٹل میں ڈنر:** میں آجکل رات کو کہیں نہیں جاتا۔ لیکن خدا کے فضل سے اب صحت بہت سنبھل گئی ہے۔ تقریباً ایک مہینے سے دل کے دورے بند ہیں اس واسطے آج میں نے ایک دوست کی دعوت قبول کر لی تھی جو نئی دہلی کے مرینا ہوٹل میں ہوئی تھی۔ دہلی کے بہت سے ہندو مسلمان اور سکھ اور عیسائی اور کچھ انگریز صاحبان اور خواتین اس ڈنر میں شریک ہوئی تھیں۔ دہلی کے نامی مسلمان اخبار نویس بھی اس ڈنر میں شریک تھے۔ ایک سکھ صاحب نے اور میں نے تقریر بھی کی۔ رات کے ۱۲ بجے تک بہت پُرلطف جلسہ رہا۔ واپس آیا تو بہت سے یورپین تانگوں میں دکھائی دئے۔ جو یورپین عورتوں کو ساتھ لئے ہوئے تفریح

کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہندوستانیوں
کو اس بے شرم آزادی سے ہمیشہ محروم
رکھے۔ اور ہم سب اپنی قدیمی شرافت
اور شرم و حیا پر قائم اور مستحکم رہیں
گھر میں آیا تو قاضی کبیر حسین صاحب
اور حلیم منزل شاہ نظامی اور جملہ ملازم
سڑک پر میرے انتظار میں کھڑے تھے۔
نئی دہلی میں بہت سے ہوٹل بن گئے ہیں بعض
ہوٹل محض کھانے کے بھی ہیں۔ مصر میں دیکھا تھا
محض کھانے کے ہوٹل کو "لوکندہ اکل" کہتے تھے۔
اور رہنے کے ہوٹل کو "لوکندہ نوم" کہتے تھے۔

**پانی بھرا:** چونکہ کل رات سے نلوں
میں پانی نہیں آیا تھا۔ اور میرے غسل خانے
کے سب برتن خالی پڑے تھے۔ اس لئے
رات کے بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک نل
سے پانی لے کر سب برتنوں کو بھرا۔ آج یہی
ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے یہ محنت
بہت دشوار معلوم ہوئی۔ گھڑی گھڑی
تھک کر بیٹھ جاتا تھا۔ اور پھر پانی بھرنے
لگتا تھا۔ ڈیڑھ بجے غسل کرکے عشاء اور
تہجد ادا کی۔ اور مقررہ اوراد پورے کئے۔
پھر سو گیا۔ اور صبح کی اذان تک خوب سکھ
نیند سویا۔

**آنکھیں کھوئی گئیں:** آج صبح معلوم
ہوا کہ ہارڈنگ لائبریری کی علمی سوسائٹی
میں دھوپ کی عینک اور پڑھنے کی عینک
بھول آیا۔ اگر وہ دونوں عینکیں نہ ملیں
تو جب تک نئی عینکیں تیار ہوں۔ لکھنے
پڑھنے کے کام سے محروم رہوں گا۔

## ۲۲ جمادی الاول ۶ رمئی اتوار دہلی

**سبزیوں کی گرانی:** سبز کدو ایک پیسہ
سیر بکا کرتا تھا۔ اب دس آنے سیر بکتا ہے
یہی حال آجکل ہر سبزی کا ہے۔ معلوم نہیں
ہم لوگوں پر یہ عذاب خدا کی طرف سے ہے
یا حکومت کی طرف سے ہے۔ یا سبزی
فروشوں کی طرف سے ہے۔ یا سبزی بونے
والوں کی طرف سے ہے۔ مگر حقیقت
پر غور کیا جائے تو یہ عذاب خود ہماری
ناسمجھی نے ہم پر نازل کیا ہے۔ اگر ہم سب
ایک دل اور ایک خیال ہو کر گورنمنٹ
سے پوچھیں کہ وہ سبزی کی بے توجہ گرانی

کو کیوں نہیں روکتی؟ اور سبزی فروشوں سے پوچھیں کہ اتنی زیادہ گرانی کی کیا وجہ ہے؟ تو اس تکلیف کا انتظام ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے صبر شکر کی عادت نے ہم کو اس تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔

**حیات بخش نظامی** ٭ بھوج پور صوبہ بہار سے حیات بخش نظامی اور اُن کی والدہ اور بیوی پہنچے آئے ہیں۔ چشتی منزل میں ٹھیرے ہیں۔

**شادی** ٭ آج شام کو سید سمیع الدین صاحب کے ساتھ سید صفدر علی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رح کی لڑکی کی شادی میں گیا تھا۔ رسمی دعوت تھی۔ آندھی اور بارش کا طوفان بھی آیا تھا۔ مگر انتظام بہت اچھا تھا۔ ٹھیک وقت پر نکاح ہو گیا۔

**دہلی میں ننگے سر** ٭ آجکل دہلی میں بنگالیوں کی طرح ننگے سر رہنے کی وبا پھیل گئی ہے۔ اکثر ہندو مسلمان نوجوان ننگے سر بازاروں میں پھرتے ہیں۔ اس کا بہت بُرا نتیجہ نکلے گا۔ بنگال میں ہندو مسلمان برہنہ سر رہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کا موسم مرطوب ہے۔ دہلی میں یہ رواج لوگوں کی عقلیں مسخ کر دیگا۔ کیونکہ یہاں گرمی کے موسم میں سورج کی کرنیں سیدھی پڑتی ہیں اور اس کی وجہ سے دماغ خراب ہو جائیں گے۔ یہ وبا ابھی میرے بعض لڑکوں پر بھی اس وبا کا اثر پڑا ہے۔ اور میں اُن کو اس سے روکتا رہتا ہوں۔ مذہبی حیثیت سے بھی ننگے سر رہنا بہت بُرا ہے۔ کیونکہ اس کا اثر نماز کے خلاف ہوگا۔ نماز ننگے سر نہیں پڑھ سکتے۔ اس واسطے یہ ننگے سر نماز سے غافل ہو جائیں گے۔ شرافت اور تہذیب قدیم کے بھی یہ بات خلاف ہے۔ پہلے زمانے میں کوئی شخص بغیر ٹوپی اور بغیر لباس کے گھر سے باہر نہیں آتا تھا۔

## ۲۴ جمادا اول ۷ رمئی پیر دہلی

**خطیب اعظم** ٭ آج صبح خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی چند احباب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ قدیمی اور تاریخی مقامات میں نے خود ساتھ جا کر دکھائے اور حضرت مولانا حسن الزماں چشتی نظامی رح حیدر آبادی کی کتاب فقہ اہل بیت کی غیر مطبوعہ جلدوں کی چھپائی کی بات چیت بھی ہوئی۔ محمد افضل صاحب گوجرانوالہ پنجاب سے ملنے آئے ہیں۔ ان کو سندھ سے لئے طبی کمپنی کی چند دواؤں کی ایجنسی دی۔

**منت ادا کی** } حیات بخش نظامی نے درگاہ میں چادر چڑھائی اور منت ادا کی بیٹی حلوے پر نیاز دی۔

**سیٹھ غلام علی** } نئی دہلی سے سیٹھ غلام علی صاحب اور نسیم عزت صاحب ملنے آئے۔ حیدرآباد سے ایک عورت آئیں اور کہا اُن کا نوکر اسباب لے کر چلا گیا۔ اور اٹھارہ سالہ لڑکا گم ہو گیا۔ میں نے ریڈیو والوں کے نام خط دیدیا کہ لڑکے کا حال نشر ہو جائے۔ اور کچھ خرچ بھی دیا۔ مگر مجھے اُن کے بیان پر شک رہا۔

**مسٹر سعید احمد** } خان بہادر رشید احمد صاحب آرمی کنٹراکٹر میرٹھ کے فرزند سعید احمد صاحب ملنے آئے۔ اور حضرت محبوب پاک کی والدہ کے عرس کے لئے نذر بھی دی۔

**فہرست کتب** } میری کتابوں کی نئی فہرست تیار ہو رہی ہے۔ گزشتہ فہرستوں میں بہت سی کتابیں درج ہونے سے رہ گئیں تھیں۔

**مولوی غلام یزدانی صاحب** } آج صبح سلطنت آصفیہ کے آثار قدیمہ کے ناظم مولوی غلام یزدانی صاحب ایم اے دہلوی ملنے آئے تھے۔

**شیخ محمد علیم چشتی** } درگاہ حضرت شیخ سلیم چشتی کے سجادہ نشین شیخ محمد علیم صاحب چشتی بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔

**چاند کا چہرہ** } آج صبح کی اذان کے وقت چاند کا چہرہ ایسا ہو گیا تھا جیسی پہلی تاریخ کے چاند کی صورت ہوتی ہے میں نے کچھ دیر اُس کو دیکھا اور کہا۔

"تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" یعنی ہم جن میں ہم تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں انسانوں کی عبرت کے لئے" مگر اے چاند تیری تبدیلیوں سے ہندوستان کے چالیس کروڑ آدمیوں میں صرف ایک اکیلا میں ہی سبق لیتا ہوں۔

**رخصتی** } صبح کی نماز کے وقت حیات بخش نظامی اور ان کے اہل و عیال رخصتی ملاقات کے لئے آئے تھے اور اجمیر شریف چلے گئے۔ اُن کے لڑکوں نے بھی مجھ سے بیعت کی۔

**لڑائی ختم ہو گئی** } رات کو ریڈیو نے خبر سنائی تھی کہ جرمنوں نے بلا شرط ہتھیار ڈال دئے۔ اور کل ہندوستان میں فتح کی خوشی منائی جائیگی۔ اور بادشاہ سلامت اور مسٹر چرچل تقریریں کریں گے۔

میں اس فتح کو صرف مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ کی خوش اقبالی اور استقلال اور محنت اور دانشمندی کی فتح سمجھتا ہوں۔

روس اور امریکہ ہرگز فتح نہ پا سکتے اگر مسٹر چرچل کا قدم بیچ میں نہ ہوتا۔

مجھے مسٹر چرچل سے پہلے ارادت نہ تھی مگر اب میرے دل پر اُن کا بہت اثر ہو گیا ہے۔

# شیخ چلی کی ڈائری

## ۲ر اپریل ۱۹۴۵ء پیر

**پان کھایا حقہ پیا**

صبح ناشتہ کر کے چھوٹی بیوی سے کہا۔ آج ہم انگریزوں کی طرح کلی نہیں کریں گے یوں ہی پان کھائیں گے اور حقہ پئیں گے۔ بیوی نے کہا اے واہ۔ کیا تم انگریز ہو؟۔ وہ تو چھری کانٹے سے کھاتے ہیں اس لئے ہاتھ نہیں دھوتے۔ ہم نے کہا تو وہ کلی کیوں نہیں کرتے۔ بیوی نے کہا۔ جانے میری جوتی کی نوک کہ وہ کلی کیوں نہیں کرتے۔ مگر تم کو اُن کی ریس سے کیا غرض وہ تو فرنگی ہیں۔ تم کیا فرنگی ہو؟۔ ہم نے کہا اب ہم ان کی جگہ ہندوستان کے بادشاہ بننے والے ہیں اس لئے اُن کی ریس کرنی ضروری ہے بیوی نے کہا اگر ریس کرنی ہے۔ تو حقہ کیوں پیتے ہو۔ چرٹ پینا شروع کرو۔ وہ تو چرٹ پیا کرتے ہیں۔ چرچل صاحب کی تصویر دیکھی ہے۔ ہر وقت مُنہ میں چرٹ دبا رہتا ہے۔

ہم نے کہا چرٹ پردیسی چیز ہے۔ اور ہم سودیشی بادشاہ ہیں۔ ہم اپنے ملک کا حقہ پینا فرض سمجھتے ہیں۔ سُنا نہیں۔ چھیل کالا ڈھالا سب کا رسکے مان۔ بھری سبھا میں یوں بھرسے چھل گوپیوں میں کان۔ بیوی کو ہنسی آ گئی۔

ہم نے کہا۔ تم ہماری گوپی ہو اور ہم تمہارے کان کنھیا ہیں۔

بیوی نے کہا دُور دُور نوج۔ میں گوپی کیوں ہونے لگی میں تو مسلمان ہوں۔

## ۳ر اپریل دن منگل

**آش جو**

بڑی بیوی نے کہا تم نے راشن کا آٹا اور چاول دعوتیں کر کے سب خرچ کر دیا۔ اب گھر میں نہ آٹا ہے نہ چاول ہیں۔ پرسوں آٹا چاول آئیں گے اس وقت تک ہم سب کیا کھائیں گے؟

ہم نے ہنس کر جواب دیا۔ آش جو گوشت پکاؤ۔ ہم بھی کھائیں تم بھی کھاؤ۔

پھر ہم نے آش جو کے فائدے بیان کئے کرنے کے بہت سے طریقے بتائے۔ مگر بیوی بہت خفا ہوتی رہیں کہ ہم سے تو یہ جو کا نہیں کھایا جائیگا [illegible]

ہم کو رونا آگیا ۔

## ۴؍ اپریل بدھ

**املی**

منجھلی بیوی کو بخار ہو گیا ہے ۔ منجھلی بیوی نے کہا ڈاکٹر کو بلاؤ ۔ ہم نے کہا ڈاکٹر کو میرے گھر میں آنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس کی دوا گرم ہوتی ہے ۔ اور وہ فیس بہت لیتا ہے ۔ اور اس کی دوا مہنگی بھی ہوتی ہے ۔ تم املی پانی میں بھگو دو ۔ وہ پانی نتھار کر نمک ڈال کر پلا دو ۔ گرمی اور صفرے کا بخار اس دوا سے جاتا رہے گا ۔ بیوی نے کہا لوگ کہیں گے شیخ چلی اتنے امیر ہیں اور بیوی سے اتنی زیادہ محبت کرتے ہیں پھر بھی ڈاکٹر کو نہیں بلایا ۔ بڑے کنجوس ہیں ۔ ہم نے جواب دیا نام نمود کے جھوٹے رواج کو ہم نہیں مانتے ہم بھی دیسی اور علاج بھی دیسی ۔

## ۵؍ اپریل جمعرات

**اباکی نیاز**

آج جمعرات ہے ۔ ہماری بیویوں نے پلاؤ زردہ پکایا ہے ۔ ہمارے اباکی نیاز ہوگی ۔ چھوٹی بیوی نے کہا ۔

خدا خدا کر کے راشن کے چاول آئے ۔ اور تم نے پھر فضول خرچی پر کمر باندھی ۔ تمہارے اباکو پلاؤ زردے کی کیا ضرورت ہے ۔ وہ تو بہشت کے کھانے کھاتے ہوں گے ۔ ہم نے جواب دیا جنکی نیاز نہ ہو ان کو کہتے ہیں ۔

مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود

اور یہ نیاز کا پلاؤ تو ہم سب کے لئے ۔ تم دو دن سے جو کا دلیہ کھا رہی ہو ۔ آج پلاؤ زردہ کھانا ۔

بیوی نے کہا پھر نیاز کا نام کیوں لیتے ہو یوں کہو پلاؤ کھانے کو جی چاہا اور احسان رکھا ابا پر ۔ ہم نے کہا سنا نہیں اکبر الٰہ آبادی کا شعر ۔

تمہیں بتاؤں میں مرنے کے بعد کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا

## ۶؍ اپریل جمعہ

**ہم رکشا پر سوار ہوئے**

آج ہم جمعہ کی نماز کے لئے رکشا میں بیٹھ کر جامع مسجد گئے تھے ۔ رکشا قلی بہت منحنی بوڑھا تھا کتنا تھک گیا ۔ بڑا کم ہمت تھا ۔ کہنے لگا آپ اتنے بھاری ہیں کہ مجھ سے رکشا نہیں چلتی ۔ ہم نے کہا ۔

اپنے کام چور۔ ہماری برابر تو اس دلی
شہر میں کوئی نازک اندام نہیں ہے۔ تو ہم
کو اور ہمارے جسم کو نظر لگاتا ہے۔ آ تو
رکشا میں بیٹھ جا ہم تجھ کو جمعہ کی نماز کے
لئے لے چلتے ہیں۔ تب وہ شرمایا۔ اور بولا
خطا ہوئی معاف کیجئے۔

---

۷ راپریل سنیچر

**سینما گھر**

آج جی چاہا کہ ہم بھی سینما کا تماشا دیکھیں۔ چھوٹی بیوی سے کہا
چلتی ہو۔ ہم تماشہ دیکھنے جاتے ہیں۔ بیوی
نے کہا۔ خدا کی مار موئے سینما پر کہیں شریفوں
کی عورتیں بھی سینما دیکھنے جاتی ہیں۔ غیر مردوں
میں جانا رذیل عورتوں کا کام ہوتا ہے۔

ہم کو بیوی کی یہ بات سن کر شرم آئی اور
ہم نے کہا سچ کہتی ہو۔ ہم نے دنیا کی دیکھا
دیکھی کہہ دیا تھا۔ اور ہم کو یہ یاد نہیں رہا تھا
کہ ہم شریف آدمی ہیں اور شریفوں کی بہو بیٹیاں
سینما میں نہیں جایا کرتیں۔

آخر ہم اکیلے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں ٹکٹ
لینے والوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ دور دور تک
کی کھڑکی تک جانے میں کئی برس تک رہ کھینچی

پڑے گی۔ اس لئے ہم نے وہیں کھڑے ہو کر
وعظ کہنا شروع کیا۔ اور کہا۔

**امابعد۔** اے دلی کے رہنے والے ہندو
مسلمان بھائیو۔ تم یوں ان بازی گروں
کے دروازے پر دھکے کھا رہے ہو یہ تو تمہارے
حبیب کے دروازے کے بھکاری ہیں۔

ہم ابھی پولس میں جاتے ہیں اور پولس والوں
کو لاکر تمہاری یہ تکلیف دکھاتے ہیں۔ وہ
ان سینما والوں کو ٹھیک کر دیں گے۔ اور حکم
دیدینگے کہ ٹکٹ گھر رات دن کھلا رہے اور
یہ دھکا پیل نہ ہونے پائے۔ ہمارا وعظ
سن کر لوگ دوڑے اور ہمارے ہاتھ چومے
اور کہا۔ آپ ایسے ہی لیڈر ہیں اور کسی لیڈر نے
آج تک ہماری اس تکلیف کا خیال ہی نہیں کیا تھا
ان کے ہاتھ چومتے تھے اور تعریف کرتے
تھے ہمارا جی بہت خوش ہوا اور ہم فوراً
کمیٹی میں گئے اور ڈاکٹر یعنی ہیلتھ آفیسر
سے کہا کہ دلی کے ہندو مسلمانوں کی تندرستی
خراب ہو جائے گی آپ فوراً اس کا انتظام
کیجئے انہوں نے ہم کو سلام کیا اور اسی
وقت موٹر میں بیٹھ کر انتظام کرنے چلے گئے۔

**خرفے کا ساگ** ایک مشہور ساگ ہے جس کو عام طور پر پکا کر کھایا جاتا ہے۔ اس کا مزاج سرد اور تر ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ صفرے کی زیادتی اور خون کے جوش کو روکتا ہے جگر اور معدے کی جلن کو دور کرتا ہے۔ منہ سے خون آنے کو بند کرتا ہے۔ گرم نزلے اور گرم بخاروں میں بیحد مفید ہے۔ صفرے کے دستوں کو بند کرتا ہے۔ سرد اور بلغمی مزاج والوں کو نقصان دیتا ہے۔ گرم مسالے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**خرگوش** ایک مشہور جنگلی جانور ہے اس کا گوشت گرم اور تر ہے۔ پٹھوں کو قوت پہونچاتا ہے نقرس اور گٹھیا کے دردوں کو دور کرتا ہے سوتے میں پیشاب نکل جانے کو روکتا ہے۔ کھانسی اور دمے کو اچھا کرتا ہے۔ خرگوش کی کلیجی کو پانی میں جوش دیکر پلانے سے بچوں کی ڈبے (نمونیے) کی بیماری جاتی رہتی ہے۔ اور اس کے گوشت کا قلیہ پکا کر کھانے سے فالج اور لقوہ اور رعشہ اور خدر یعنی کسی عضو کے سُن ہو جانے کی بیماری کو فائدہ پہونچاتا ہے۔ جن عورتوں کے بچے ڈبے یا سوکھے مسان کے مرض میں مر جاتے ہیں۔ اُن کو حمل کے دنوں میں صرف ایک بار خرگوش کا گوشت کھلا دینے سے پیدا ہونے والے بچوں کو یہ بیماری نہیں ہوتی۔ خرگوش کا گوشت زیادہ کھانے سے چوتھیا بخار آنے لگتا ہے۔ گرم مسالے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**خوبانی** خشک زرد آلو کو کہتے ہیں یہ کھٹی اور میٹھی دونوں طرح کی ہوتی ہے۔ کھٹی کا مزاج سرد اور تر اور میٹھی کا گرم اور تر ہوتا ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ صفرے کے دستوں کو بند کرتی ہے۔ جوش خون کو تسکین دیتی ہے جگر کے سُدے کھولتی ہے۔ معدے کی جلن اور کھٹی ڈکاروں کو دور کرتی ہے ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ اعضا کو قوت دیتی ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے گرم مزاج والوں کے موافق ہے۔ زیادہ کھانے سے ہیضہ ہو جاتی ہے شکر کے

ساتھ کھانے سے نقصان نہیں پہونچاتی۔

**دِل** ایک مشہور عضو ہے جو گرم اور خشک ہوتا ہے جانوروں میں سب سے بہتر دل جوان بکرے کا اور پرندوں میں جوان اور فربہ مرغ کا ہوتا ہے۔ پانی کے جانوروں کا دل اچھا نہیں ہوتا۔ دل کو قوت دیتا ہے خفقان کو مٹاتا ہے۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے اگر ہضم ہو جائے تو بہت زیادہ غذائیت بدن کو پہونچاتا ہے سرکہ اور گرم مسالے سے پکے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے پکاتے وقت اس کا خیال رکھیں کہ خوب گل جائے۔

**دنبہ** دنبہ بھیڑ کی نسل کی ایک شاخ ہے۔ اس کے نر کی دم ایک بڑی چکتی کی شکل میں ہوتی ہے۔ جس میں چربی بھری رہتی ہے۔ مزاج اس کا گرم اور تر ہے دنبے کا گوشت قریب قریب بکری کے گوشت کے برابر ہے اس کی چکتی سخت ورموں کو تحلیل کرتی ہے پٹھوں اور بدن کو نرم کرتی ہے

گیہوں کے نشاستے کے ساتھ کھانا گردوں کو قوت دیتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے مگر اس کو بکثرت نہ کھانا چاہیئے سرد مزاج والوں کے خون کی رگوں میں سُدّہ پیدا کرکے موت کا باعث بنجاتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے کرب (متھبینی) اور متلی پیدا کرتی ہے گرم مسالہ اور دارچینی اس کی مصلح ہے۔

**دُودھ** جس جانور کا دودھ ہو اسی کے مزاج کے مطابق دودھ کا بھی مزاج ہوتا ہے میٹھا دودھ گرم ہوتا ہے اور نمکین اور پھیکا سرد مگر تری ہر دودھ میں ہوتی ہے سب سے بہتر دودھ عورت کا ہے کہ بہت ہی زود ہضم ہے اور جزو بدن بن جاتا ہے اس کے بعد گدھی کا دودھ ہے اس میں تری زیادہ ہوتی ہے اور اپنی تری کی وجہ سے دق اور سل کے مریضوں کے موافق ہے سینے اور پھیپھڑے کے زخموں کو بھر دیتا ہے حرارت کو دور کرتا ہے کھانسی کو مٹا دیتا ہے اس کے بعد بکری کا دودھ ہے کہ اس میں بھی اعتدال کے ساتھ تری ہے مگر گدھی کے دودھ سے

کم ہے اس کا استعمال بھی سل اور دق اور
گرم قدم کے پرانے بخاروں میں مفید ہوتا
ہے آنتوں کے زخموں کو بھر دیتا ہے
اس کے بعد گائے کا دودھ ہے دل اور
دماغ کو طاقت بخشتا ہے بدن کو فربہ
کرتا ہے اس کے بعد بھینس کا دودھ
ہوتا ہے یہ گاڑھا اور دیر ہضم ہوتا ہے
اس کا بیان علیحدہ بھینس کے دودھ کے
نام سے ب کی تختی میں گذر چکا ہے۔ دودھ
ایسے جانور کا لیا جائے جس کو بچہ دئے
ہوئے چالیس دن گذر گئے ہوں اس سے
پہلے کا دودھ ناقص ہوتا ہے دیر میں ہضم
ہوتا ہے اور معدے میں فساد برپا کرتا ہے
بوڑھوں اور بچوں کو شہد ملا کر دودھ
پلانا مفید ہے نئے بخاروں میں دودھ کا
استعمال نقصان پہونچاتا ہے ایسے
جانور کا دودھ بھی خراب ہوتا ہے جو
گیابھن ہو اور بچہ دینے کے دن کم رہ گئے
ہوں ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ دودھ
میں بہت چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے
ہیں جو بدن کی غذا بنتے ہیں زیادہ جوش
دیکر دودھ پینے سے یہ کیڑے مر جاتے
ہیں اس لئے ایسے دودھ سے غذایت
حاصل نہیں ہوتی اور زیادہ دیر تک
دودھ رکھا رہنے سے بھی دودھ میں بیماری
پیدا کرنے کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں
یہ کیڑے خفیف جوش دینے سے مر جاتے
ہیں اس لئے رکھے ہوئے دودھ کو
ہلکا جوش دے لینا چاہئے۔

دودھ پینے کے وقت۔ صبح کو دودھ پینے
سے قبض پیدا ہوتا ہے مگر بھوک لگاتا
ہے بدن کو فربہ کرتا ہے آنکھوں کی
روشنی بڑھاتا ہے دوپہر کو دودھ پینا
بلغم کو دفع کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے
شام کے وقت دودھ پینے سے پرانے
بخار دور ہو جاتے ہیں رات کو دودھ
پینے سے قبض دور ہوتا ہے۔

ترشی اور نمک کھا کر فوراً دودھ پی
لینے سے دودھ فاسد ہو جاتا ہے گوشت
انڈا مچھلی پیاز مولی اور کھیرے کیساتھ
بھی دودھ کو جمع نکریں۔ دودھ اگر تھن
سے منہ لگا کر پیا جائے تو بہت زیادہ

قوت پیدا کرتا ہے اگر ایسا ممکن ہو تو تھن
سے نکلا ہوا تازہ دودھ پینا بہتر ہے۔

**دودھ کے نقصانات** ہر دودھ جگر میں
سُدے پیدا کرتا ہے جن کے بدن سے
زیادہ خون نکل گیا ہو ان کو بھی دودھ نہ
پینا چاہیئے جن کا معدہ کمزور ہو ان کو بھی
دودھ نقصان دیتا ہے جگر کے ورم کے
مریضوں کو بھی استعمال نہ کرنا چاہیئے۔
دودھ کی شکر دودھ کو پھاڑ کر پانی نتھار کر
اس پانی کو خشک کر لیا جاتا ہے یہی دودھ
کی شکر ہے یہ گرم ہوتی ہے بچوں کو زیادہ
مفید ہے جن بچوں کو دست آتے ہوں
دودھ یا کھانا ہضم نہ ہوتا ہو معدے میں
خراش ہو ان کو تھوڑی سی دودھ کی شکر
پانی یا دودھ میں ملا کر پلانے سے نفع
ہوتا ہے دل کی خرابی سے جن کو استسقا
ہو گیا ہو ان کو یہ شکر نفع پہونچاتی ہے

**ہرا دھنیہ** مزاج اس کا سرد اور خشک
ہے۔ بخارات کو روکتا ہے
ہاضم ہے بھوک بڑھاتا ہے اس کی چٹنی
قے اور متلی کو روکتی ہے معدے کو
قوت پہونچاتی ہے گوشت اور دال میں
اس کو ڈالنے سے کھانا خوشبودار ہو جاتا
ہے اور خوب کھایا جاتا ہے تبخیر کی وجہ
سے جن کے سر میں درد ہو جاتا ہو یا چکر
آتے ہوں یا مرگی تک نوبت پہنچ گئی ہو
تو ہرے دھنیے کا رس پینے سب شکایتیں
مٹ جاتی ہیں اس کے پتوں کے پانی
سے شربت بنا کر پینے سے اچھی نیند
آتی ہے۔ مگر بکثرت استعمال کرنا ذہن کو
کند کرتا ہے۔

**دھنیہ کے بیج** سرد اور خشک ہیں
ہر قسم کی ترکاری
کے مسالے میں دھنیہ ضرور ہوتا ہے دل اور
دماغ اور معدے کو قوت دیتا ہے تفریح
پیدا کرتا ہے ابخرات کو دماغ کی طرف
چڑھنے نہیں دیتا سر کے چکر اور درد کو بھی دور
کرتا ہے خفقان اور وسواس دفع کرتا
ہے۔ دستوں کو بند کرتا ہے پیاس کو
بجھاتا ہے۔ قے کو روکتا ہے بھوک
لگاتا ہے دھنیہ کھانے سے غذا دیر تک

معدے میں ٹھہرتی ہے اور خوب ہضم ہوجاتی ہے بھنا ہوا دہنیہ کھانے سے دست فوراً بند ہوجاتے ہیں اور دستوں میں خون آنا بھی بند ہوجاتا ہے۔

**دہی** سرد اور تر ہے بدن میں تری پیدا کرتا ہے پیاس بجھاتا ہے ہضم دیر میں ہوتا ہے اس کے کھانے سے نیند خوب آتی ہے معدے کو قوت پہونچاتا ہے دستوں کو روکتا ہے پیچش کو دفع کرتا ہے بھوک پیدا کرتا ہے۔

**گائے کا دہی** بھوک بڑھاتا ہے قوت دیتا ہے صفرا اور بلغم کو دفع کرتا ہے دل کو خوش رکھتا ہے۔

بکری کا دہی۔ ہلکا ہے لاغری اور کمزوری مٹاتا ہے بھوک پیدا کرتا ہے بواسیر کو مفید ہے قے اور متلی کو دور کرتا ہے دست روکتا ہے۔

بھیڑ کا دہی۔ بواسیر کو مفید ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے دستوں کو روکتا ہے۔

بھینس کا دہی۔ بلغم پیدا کرتا ہے صفرا کو مٹاتا ہے قوت پیدا کرتا ہے ریاح پیدا کرتا ہے۔

**دہی کا توڑ** دہی سے جو پانی نکلتا ہے اس کو دہی کا توڑ کہتے ہیں سرد و تر ہوتا ہے۔ صفراوی مزاج کو بہت مفید ہے منہ کے مزے کو سدھارتا ہے بھوک بڑھاتا ہے طبیں بھی ہے۔

**راب** گنے کے رس سے تیار کی جاتی ہے رس پک کر چاشنی اگر سخت ہوجائے تو گڑ بنتا ہے اگر پتلی رہے تو اس کو راب کہتے ہیں مزاج اسکا گرم اور خشک ہے اعضا کو قوت دیتی ہے ریاح کو توڑتی ہے خون کو صاف کرتی ہے پسینہ خوب لاتی ہے بدن کو طاقت دیتی ہے زیادہ استعمال سے منہ پھٹ جاتا ہے کھوپرا کھانے سے درست ہوجاتا ہے

**رائتہ** ایک قسم کا سالن ہے کسی سبز ترکاری کو اُبال کر پیسکر دہی یا چھاچھ میں ملاکر نمک مرچ زیرہ وغیرہ پیسکر ملا دیتے ہیں سرد اور خشک ہوتا ہے جگر کی حرارت کو فائدہ کرتا ہے اور جگر کی خرابی سے جو دست آتے ہوں اس کے کھانے سے

تھک جاتے ہیں اگر معدے میں سردی ہو تو رائتہ استعمال نہ کرنا چاہیئے۔

**رتالو** ایک قسم کی ترکاری ہے۔ مزاج گرم اور تر ہے سودا کو دفع کرتا ہے جسم کی تکان دور کرتا ہے بدن کو قوت دیتا ہے جسم کو فربہ کرتا ہے پاخانہ صاف لاتا ہے ریاح پیدا کرتا ہے گرم مزاجوں کو نقصان دیتا ہے اعتدال کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے۔

**رس بھری** ایک پھل ہے کھٹ مٹھا اور مزیدار ہوتا ہے مزاج اس کا گرم اور تر ہے صفرا اور سودا کی تیزی کو نفع پہونچاتا ہے بلغم کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے طبیعت کو فرحت دیتا ہے اس کو کھا کر اوپر سے پانی پی لینے سے اس کی قوت بڑھ جاتی ہے زیادہ کھانے سے دست آنے لگتے ہیں اسلئے کم کھانا چاہیئے۔

**روٹی** ہر مزاج کے موافق ہے تمام روٹیوں سے گیہوں کی روٹی میں زیادہ غذائیت ہوتی ہے گیہوں کی روٹی سے زیادہ شیرمال میں غذائیت ہوتی ہے مگر دیر میں ہضم ہوتی ہے گرم مزاج والوں کو کم موافق آتی ہے۔ موافق آجانے پر خون زیادہ بناتی ہے گیہوں کی روٹی میں اگر بھوسی باقی رکھی جائے تو روٹی ہر ایک کو موافق آجاتی ہے اور جلد ہضم ہو کر جزو بدن بنجاتی ہے گیہوں کی سوکھی روٹی کے ٹکڑے بھی پکا کر کھائے جاتے ہیں بعض لوگ اس میں مونگ کی دال یا چنے کی دال ڈالکر سلونے پکاتے ہیں اور بعض گڑ ڈالکر میٹھے پکاتے ہیں تھوڑا سا گھی بھی ڈالا جاتا ہے یہ پکے ہوئے ٹکڑے معدے کی رطوبت کو خشک کرتے ہیں ریاح اور سودا پیدا کرتے ہیں۔ چاول کی روٹی سرد اور خشک ہوتی ہے پیاس لگاتی ہے سدے پیدا کرتی ہے مگر غذائیت زیادہ پہونچاتی ہے خونی دستوں کو روکتی ہے چہرے کے رنگ کو نکھارتی ہے طاقت دیتی ہے۔

جو کی روٹی چاول کی روٹی کی بہ نسبت

جلدی ہضم ہوجاتی ہے سردی پیدا کرتی
ہے گرم بخاروں اور دستوں میں مفید
ہے مگر پیٹ پھلاتی ہے - چنے کی روٹی
دیر ہضم ہے اور سدے پیدا کرتی ہے
مگر قوت بہت دیتی ہے خون کو صاف
کرتی ہے گیہوں کی روٹی میں تلوں کا تیل
ملا کر بھی پکاتے ہیں یہہ روٹی عمدہ خون
پیدا کرتی ہے بدن کو فربہ کرتی ہے کمزور
گردوں کو فائدہ پہونچاتی ہے لیکن دیر
میں ہضم ہوتی ہے اور ریاح پیدا کرتی
ہے جو روٹی بجائے تیل کے گھی ملا کر
پکائی جاتی ہے اُسے روغنی روٹی کہتے
ہیں روغنی روٹی سے بدن میں طاقت
آتی ہے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے
ہے لیکن دیر میں ہضم ہوتی ہے خشک روٹی زود ہضم ہوتی

**رُوہو:** ایک قسم کی مچھلی ہے اس کے
بدن پر سفید کھرپے ہوتے
ہیں روہو کا گوشت سرد اور خشک ہے
جلد ہضم ہوجاتا ہے خون بناتا ہے دماغ
کو قوت پہونچاتا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے
زیادتی سے کھانا معدے کو کمزور کرتا ہے

ادرک سے اس کی اصلاح ہوجاتی ہے -

**زبان:** مشہور عضو ہے مزاج اس کا
گرم اور تر ہے گوشت اس کا
نرمی پیدا کرتا ہے پیٹ میں جلد متعفن ہو
جاتا ہے اس لئے سرد مزاجوں کو زیرے
کے ساتھ اور گرم مزاجوں کو سرکے کیساتھ
کھانی چاہیئے -

**زرد آلو:** ایک مشہور پھل ہے آڑو
کے برابر سفیدی مائل میٹھا
ہوتا ہے مزاج اس کا سرد اور تر ہے
سدوں کو دفع کرتا ہے ورموں کو ملائم
کرتا ہے اجابت صاف لاتا ہے پیاس
بجھاتا ہے صفراوی بخار کو دفع کرتا ہے
زرد آلو زیادہ نہ کھانا چاہیئے معدے کو
خراب کرتا ہے قولنج پیدا کرتا ہے بادی
بواسیر والوں کو بھی مضر ہے کھانڈ اور
اجوائن اس کے مصلح ہیں -

**زمین قند:** ایک جڑ ہے جو ترکاری
کے طور پر استعمال کیجاتی
ہے اوپر سے کسی قدر سرخ اور اندر سے
سفید ہوتی ہے مزاج اس کا گرم اور

خشک ہے بھوک خوب لگاتی ہے بلغم کے فساد کو دور کرتی ہے بواسیر کو نفع پہونچاتی ہے قولنج اور پیٹ کے درد کو مفید ہے ضعف معدہ کے مریضوں کو نقصان پہونچاتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے۔

**زیرہ سفید** مشہور بیج ہیں جو ہندوستان میں بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں زیرہ سفید گرم اور خشک ہے ریاح کو دور کرتا ہے معدے اور جگر اور آنتوں کو قوت پہونچاتا ہے گردوں کو مضبوط کرتا ہے ورم کو تحلیل کرتا ہے بلغم کو چھانٹتا ہے قبض کو دور کرتا ہے قے اور متلی کے لئے نہایت مفید ہے گھی میں زیرہ بھون کر کڑھی رائتہ اور دال وغیرہ بہت سے کھانوں میں بگھار دیا جاتا ہے اس سے کھانا خوشبودار اور مزیدار ہو جاتا ہے سفید زیرے کی چٹنی بھوک بڑھاتی ہے اس کے زیادہ استعمال سے پھیپھڑے اور آنتوں کو نقصان پہونچتا ہے کتیرا اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔

**زیرہ سیاہ** زیرہ سیاہ بھی گرم مسالے کا ایک جز ہے مزاج اس کا گرم اور خشک ہے بلغم کو دور کرتا ہے ریاح اور ورم کو تحلیل کرتا ہے رطوبت خشک کرتا ہے معدے کی رطوبت کو دفع کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے پیشاب جاری کرتا ہے جگر اور معدے اور آنتوں کو قوت پہونچاتا ہے ہاضم ہے ہچکیوں اور قے اور متلی کے لئے مفید ہے بکثرت استعمال کرنے سے چہرہ زرد ہو جاتا ہے سرکہ کے ساتھ کھانے سے زردی نہیں آتی۔

**ساگودانہ** اس کو سابودانہ بھی کہتے ہیں مزاج اس کا گرم اور تر ہے کل بدن کو طاقت دیتا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے پاخانہ صاف لاتا ہے تازہ دودھ میں کھیر پکا کر کھائیں کمزور مریضوں کے لئے یہ ایک اچھی اور زود ہضم غذا ہے جن کو دودھ موافق نہ ہو ان کو پانی میں پکا کر مٹھاس ملا کر استعمال کرنا چاہیے۔

کا خطاب اکبرآبادی محل تھا اس سبب سے مسجد بھی اکبرآبادی مشہور ہوگئی ہے۔ اس مسجد کے تین برج اور ستائیس مینار ہیں مسجد کی عمارت ... گز طول میں اور ... گز عرض میں تمام سنگ سرخ کی اور اس کا بنیاد فرش سنگ مرمر کا ... اور دالان کے آگے ایک چبوترہ چوتھا سٹھ گز طول اور ستاون گز کے عرض سے ساڑھے تین گز اونچا اس پر سنگ سرخ کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اور اس کے آگے ایک حوض ہے بارہ سے بارہ گز کا کہ چشمہ آفتاب و ماہتاب پر شرف لے جاتا ہے اور نہر کا پانی اس میں آتا تھا جب سے یہ نہر خراب ہوگئی اس حوض میں بھی پانی نہیں رہا۔ اس کے گرد حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ایک سو چون گز کے طول اور ایک سو چار گز کے عرض سے اور ہر حجرے کے آگے ایک ایوان ہے۔ اور اس کے آگے ستر اسر چار گز کے عرض سے چبوترہ تھا۔ اور اس مسجد کے دو مینار ہیں بہت بلند منجملہ اُن کے شمالی مینار بجلی کے صدمے سے ٹوٹ گیا ہے اور اب تک ویسا ہی ٹوٹا پڑا ہے۔ اور اس کے دروازے پر ایک کتبہ ہے خط نسخ میں چنانچہ ہم اس کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

ایں مسجد فیض انتما و سرائے راحت جا و حمام لطافت ... کہ عبادت گاہ حق پرستاران روزگار ... اقطار ... زمینیان است در عہد سعادت عہد شاہ اسلام ... الا ... پروردگار نیف برگزیدہ ... رحمت ... ی الجلال مظہر ... ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی ... خاص

---

۵ مسجد ... انقلاب دہلی کے بعد ... مسجد کی عمارت گرائے ہیں ... کو اندر ... پارک کا درجہ ... بانی ... میونسپل کمیٹی نے وہاں پھولوں کے درخت لگائے ہیں۔ ... بنا دیا ہے۔ آج سے تیس برس پہلے جب ایڈورڈ پارک بنایا گیا تو اس مسجد کے آثار نکلے تھے۔ (بقیہ دیکھیے صفحہ ...)

ظل الہٰی موفقہ خیرات و مبرات محررہ سعادات و حسنات اعزالنسا مشہورہ با کبرآبادی محل بغفران سعی بنا کردہ و بجہت ابقائے رضائے الہٰی اقتضائے ثواب اخروی و حاصل برکے وجوبی با حقوق مرافق داخلہ و خارجہ وقف لازم شرعی نمود و مقرر ساخت کہ اگر برمت این امکنہ احتیاج افتد انچہ از حاصل این موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخرمت مسجد و حمام و طالب علم رسانند والاتمام مرا بجاعہ مسطور بدہند این منازل منیعہ در عرض دو سال بصرف صد و پنجاہ ہزار روپیہ آخر شہر رمضان المبارک سال ہزار و شش ہجری مطابق بست و چہارم سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالیٰ اجر این خیر عام و نفع باقی بر دزہ و فرزند و آثار با دند و ہیں پید رحق گزین حقیقت گستر و بانی این مبانی عامہ عام گرداند آمین یا رب العالمین۔

**سنہری مسجد**[1] اس مسجد سے تھوڑی دور آگے قلعے کے نیچے سنہری مسجد ہے۔ لطافت اور نزاکت اس کی بیان سے باہر خوبی اور خوشنمائی اس کی حد سے زیادہ ہے۔ قطعہ اس کا بہت خوب اور وضع اس کی نہایت مرغوب ہے۔ سر سے پاؤں تک سنگ باسی کی بنی ہوئی ہے۔ اور دو مینار بہت خوبصورت وہ بھی سنگ باسی کے ہیں۔ بیچ کے تینوں گنبد سے یعنی گنبد بنا کر اس کے اوپر تانبے کے موٹے موٹے پترے چڑھا دیے تھے۔ اور ان پتروں پر سونے کے پترے لطور ملمع کے چڑھائے تھے اور اسی طرح تمام برجیاں اور کلسیاں اس مسجد کی سنہری ہیں۔ اور اندر سے تمام در و دیوار اس کی موسنت سے پٹی ہوئی تھیں۔ چند روز سے کانٹھ اس کے برجوں کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳) اور ان کو توڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور میں نے اخباروں میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا ہمارے زخموں کے کھرنڈ کو نہ چھیڑو۔ اور اس مضمون کی وجہ سے دہلی کے جوانوں میں بہت جوش پھیل گیا تھا۔ اور حکومت دہلی نے آثار کی مسماری کا کام بند کر کے یہاں باغ لگا دیا تھا حسن نظامی۔

[1] (صفحہ ۴۲ کا حاشیہ) سنہری مسجد اب بھی موجود ہے اور ویران ہے کبھی کبھی رونق ہوتی ہے حسن نظامی

گل گیا تھا اور [illegible] ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ اس کا نقشہ کھینچنے کے بعد بموجب حکم حضور والا کے وہ [illegible] اتار لیئے گئے۔ [illegible] کی بائیں طرف ایک کوٹھا [illegible] دالان بنا ہوا ہے۔ اور اس میں تبرکات رکھے ہیں۔ اور ہر [illegible] ان کی زیارت ہوتی ہے۔ اور دائیں طرف بہت خوبصورت حوض اور اس میں فوارہ لگا ہوا۔ اس حوض اور اس کنوئیں میں جو مسجد کے متصل ہے پانی آتا تھا اب سبب بے مرمت ہو جانے کے پانی نہیں آتا۔ اور فوارہ نہیں چھوٹتا۔ [illegible] مسجد [illegible] یہ شعر [illegible] ہیں۔

| | |
|---|---|
| شکر حق [illegible] عہد احمد [illegible] شاہ | خلق پرور داد گر شاہان عالم را پناہ |
| مسجد کرد و بنا نواب قدسی [illegible] | باد دائم فیض عام آں ملائک سجدہ گاہ |
| سعی نواب بہادر [illegible] | ساخت تعمیر چنیں جاوید عالی دستگاہ |
| جاوید [illegible] | ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ |
| [illegible] | مسجد بیت مقدس مطلع نور اللہ |

**بگوآباڑی**[1] [illegible] بگو باڑی ہے۔ اور اس میں بگوا بیگم کی قبر ہے۔ اور [illegible] اس میں بعض سلاطین رہتے ہیں۔ اور اسی کے پاس تھانہ گذر [illegible] ہے۔

**زینت المساجد**[2] یہ مسجد [illegible] جہان آباد میں بہت نامی ہے۔ اور نہایت بلند اور دریا گنج میں دریا کے کنارے واقع ہے اس کے مینار دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ مسجد کوسوں سے معلوم ہوتی ہے۔ ادہر مسجد کی فضا

---

[1] سنہری مسجد ایڈورڈ پارک کے شرق میں اور لال قلعہ کے سامنے موجود ہے۔ بگوا باڑی اور دوسری تمام آبادیاں مسمار ہو گئی ہیں۔ اب اُن کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ حسن نظامی

[2] زینت المساجد اب بھی موجود ہے صحن کی مذکورہ عمارتیں مسمار ہو گئی ہیں اور زینت النسا بیگم کا مقبرہ بھی مسمار ہو گیا تھا۔ اور یہاں فوج والوں نے مسکوٹ بنائی تھی۔ (بقیہ نوٹ دیکھئے صفحہ ۵۴ پر)

اور بینت کاری اور پچیکاری سے [illegible] سفید اور اوپر سبزہ زار کا دکھائی دینا۔ اور دریا کا
بہنا۔ اور طرح طرح کی موجوں کا لینا عجیب عالم دکھاتا ہے۔ [illegible] جیسی کیفیت اور لطف
اس مسجد میں ہے بہت کم کسی مسجد میں ہوگا۔ سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے
اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں اور اس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنائی ہیں تاکہ
چشم بد سے محفوظ رہے۔ اور برجوں پر نہایت خوشنما سنہرے کلس ہیں۔ کہ ان کی چمک
آفتاب کی چمک کو مات کرتی ہے۔ مینار اس کے آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ شمسہ اسکا شمسہ
بہشت بھی گذر گیا ہے۔ اس مسجد کے سات در ہیں بہت خوشنما بیچ کا در بہت بڑا ہے۔ اور ادہر
ادہر کے چھوٹے۔ صحن کے بیچ میں ایک حوض ہے دلربا مانند چشمہ آفتاب کے اور پرنور مثل
ماہتاب کے اور اس مسجد کے پاس ایک کنواں تھا کہ اس سے پانی اس حوض میں آیا کرتا
تھا۔ مگر اب وہ کنواں بند ہو گیا ہے اس مسجد کو زینت النساء بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی
نے بنایا ہے۔ اور اس کا مدفن بھی اس مسجد میں شمال کی طرف ہے۔ چنانچہ اس کی قبر کے پاس
ایک چھوٹا برج [illegible] کا بنایا ہے۔ اور اس کے نیچے دو مجر ہیں۔ ایک مجر سنگ باسی
کا ہے۔ اور اس کے بیچ ایک [illegible] سنگ مرمر کا اس میں فرش بھی سنگ مرمر ہی کا ہے اور
تعویذ بھی سنگ مرمر کا ہے اور [illegible] سرہانے آیۂ کریمہ قل یا عبادی الذین کندہ کر کے
عبارت کندہ کی ہے۔

## کتبہ

مونس ما در لحد فضل خدا [illegible] بس است    سایہ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵) [illegible] مسلمانوں کے قبضے میں آگئی ہے [illegible]
تحریک سے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے زینت النساء بیگم کی
قبر بنوادی ہے اور مذکورہ عبارت کی لوح بھی لگادی ہے۔ حسن نظامی

امیدوار حسن خاتمہ و طلبگار زینت النساء بیگم بنت ابو المظفر محی الدین محمد عالمگیر غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری یہ مسجد عہد عالمگیر میں بنی ہے۔ اور یہ تحریر عالمگیر کے بعد۔

## دروازہ شرقی مسجد جامع[1]

یہ دروازہ مسجد عالی کا خاص [illegible] کی طرف واقع ہے اور اس دروازے کی سیڑھیوں پر لگی ہوتی ہے یہ گذری جو شام تک جہاں آباد میں گویا ہر روز کا میلہ ہے۔ بزاز طرح طرح کے کپڑے انگلیوں پر ڈالے پھرتے ہیں۔ اور عجیب عجیب خوشنمائی سے اپنی اپنی دوکانیں آراستہ کرتے ہیں۔ کہ ان کی رنگ آمیزی اور گل کاری سے [illegible] باغ بہشت اور روضہ رضوان پر فوق لے جاتا ہے۔ جوانان عشق سرشتہ طرح طرح کے جانور پنجروں میں لئے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور ان کی اچھی اچھی آوازیں سناتے ہیں۔ ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہیں۔ اور ایک طرف گھوڑے والے گھوڑے لئے کھڑے ہیں۔ خریدار جوق جوق پڑے پھرتے ہیں۔ اور ایک ایک چیز کے خریدار مول بیچتے ہیں یک چیز و صد مشتری و یک انار و صد بیمار کا نقشہ ہوتا ہے۔

اس دروازے کی طرف پینتیس سیڑھیاں ہیں اور اسی طرف شاہ ہرے بھرے صاحب کی درگاہ اور میاں سرمد کا مقبرہ واقع ہے۔

## خاص بازار

اسی دروازے کی جانب یہ ایک بازار ہے بہت وسیع اور نہایت دلکشا اور سیدھا اس بازار میں سب طرح کے سودے والوں کی دوکانیں ہیں۔ خصوصاً ترکاری بیچنے والے بہت بیٹھتے ہیں اور یہاں

[1] اب اس دروازے کے سامنے یہ بازار کی فروخت بند ہو گئی ہے۔ سیڑھیوں کے جنوب میں مسلمان بزازوں کی دکانیں ہیں۔ اور شمال میں کباڑیوں کی دکانیں ہیں۔ خاص بازار اور اُس کے آس پاس کے سب محلے غدر کے زمانے میں مسمار کردئے گئے تھے۔ اب وہاں میدان نظر آتا ہے۔ حسن نظامی۔

بنائے ہوئے ہیں۔ اس مندر میں سوا لاکھ روپے کی تیاری کی۔ صرف ایک بیدی ہے

**جینیوں کا چھوٹا مندر**

اسی مندر کے پاس یہ مندر ہے۔ یہ سیٹھوں کی گلی میں ہے۔ اس مندر کو تمام شہر کے ساہوکاروں نے مل کر بنایا ہے اور پنچایتی مندر کہلاتا ہے۔ اس مندر کی تیاری چودہ سدی دوج سمت ۱۸۰۵ میں شروع ہوئی۔ رہنمت ایمن متی سنگرہ سراوگیوں کے مذہب کے موافق اس مندر میں مہاراج براجمان ہوئے ہیں۔ ان دونوں مندروں کے کلس سنہری ہیں۔ اور اس میں بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں مگر سراوگی غیر مذہب کو مندر کے اندر جانے دینے میں ادھرمی کی بات جانتے ہیں۔

**پائے والوں کا بازار[1]**

یہ ایک بازار ہے وسیع اور دلکشا۔ جامع مسجد کے شمالی دروازے کے سامنے اور اس بازار میں ایک راستہ ہے کہ اس میں سے خانم کے بازار اور دریبے کو رستہ جاتا ہے۔

**دریبہ**

یہ ایک بازار ہے نہایت معروف اور بغایت مشہور۔ اگرچہ اس بازار کی وسعت مثل اور بازاروں کے نہیں ہے لیکن اس قدر آباد اور بارونق ہے جس کا کچھ حد و حساب نہیں۔ اکثر مہاجنوں اور ہنڈی والوں کی دوکانیں ہیں اور بہت اقسام کے سودے والے یہاں بیٹھتے ہیں اور سودا بیچتے ہیں۔

**مسجد شرف الدولہ**

اسی بازار میں سر راہ ایک مسجد ہے نہایت دلکشا اور بہت خوب۔ اگرچہ وہ مسجد تو ساری چونے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے لیکن برج اس کے سنگین ہیں۔ اگرچہ ان برجوں کے پتھر کو

[1] پائے والوں کا بازار اور دریبہ اور مسجد شرف الدولہ اور خونی دروازہ اب بھی موجود ہیں۔ مگر خونی دروازے کی محراب باقی نہیں رہی ہے۔ یہ دروازہ دریبے کے ختم اور چاندنی چوک کے شروع کی جگہ تھا۔ حسن نظامی۔

بھی سنگ مرمر ہی کہنا چاہئے لیکن عجب طرح کا زردی لیا ہوا پتھر ہے۔ کہ اس کی سنہری کلسیوں اور اس پتھر کی رنگت میں شبہہ پڑتا ہے۔ اس مسجد کے پاس جو مدرسہ ہے اس کو نواب شرف الدولہ محمد شاہی نے ۱۱۳۵ھ میں بنایا ہے۔ اور اس کی پیشانی پر سنگِ مرمر کی لوح پر یہ کتبہ تاریخ کندہ ہے۔

در زمان شہ خورشید سریر　ظلِ حق ماہ زمیں شاہ زمان
ناصر الدین کہ محمد شاہ است　تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدولہ بنا فرمودہ　مسجد و مدرسہ عالی شان
ایں دو بیت الشرف علم و عمل　ہمچو سعدین فلک کرد قران
سال تاریخ بنا گفت خرد　قبلۂ حج ارادت کیشان

۱۱۳۵

**خونی دروازہ** مدرسہ کے سرے پر ایک دروازہ بنا ہوا ہے محراب دار خوشنما اس دروازے کا نام خونی دروازہ ہے۔ اور اس کے آگے بڑا بازار ہے جس میں چاندنی چوک[۵] وغیرہ سب بازار شامل ہیں مگر اگلے زمانے میں یہ بازار لاہوری بازار یا اردو بازار کہلاتا تھا۔ اب اس کے متعدد نام ہو گئے ہیں۔ اس واسطے ہم اگلے نام سے اس کا حال لکھتے ہیں۔

**بازار جانب دار السلطنت لاہور** یہ ایک بازار ہے نہایت وسیع کہ عرصہ جہان بھی اس کے آگے تنگ معلوم ہوتا ہے اور بہت دلچسپ کہ خلد بریں سے بھی بہتر معلوم

[۵] چاندنی چوک کے بازار کی جو تفصیل سرسید نے لکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازار کئی بازاروں سے مل کر بنا ہے۔ اور یہاں اردو بازار بھی تھا۔ اب میں نے کوشش کر کے جامع مسجد کے جنوب میں مچھلی والوں کے بازار کا نام اردو بازار دہلی میونسپل کمیٹی سے منظور کرایا ہے۔ اور یہاں ایک سو دکانیں اردو کتابوں کی اور اردو چھاپے خانوں کی (بقیہ صفحہ ۲۶)

ہوتا ہے۔ ہر قسم کے سودے والے اس میں سودا بیچتے ہیں۔ اور طرح طرح کے دوکاندار دوکانیں لگاتے ہیں۔ کیفیت اس بازار کی اس سے زیادہ ہے جو کہنے میں آوے اور اس سے بہت ہے جو لکھی جاوے یہ بازار قلعے کے لاہوری دروازے سے فتحپوری تک ہے۔ اس بازار کے پہلے حصے کو تو اُردو بازار کہتے ہیں۔ اور اس سے آگے یہاں ترپولیہ اور کوتوالی ہے۔ وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ اور اس کے آگے چاندنی چوک کہلاتا ہے۔ اور اس کے آگے فتحپوری کا بازار کہلاتا ہے۔ غرضکہ یہ بازار ہے چالیس گز کے عرض سے بیس اِدھر اور بیس گز اُدھر بیچ میں سرتاسر نہر جاری ہے۔ اور گرد نہر کے دو رستہ درخت لگے ہوئے ہیں۔ اور طرح طرح کے عجائب عجائب مکانات تیار ہیں۔ کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہیں خونی دروازے سے نکلتے ہی تو شمرو کی بیگم کی کوٹھی ہے کہ اب ہم اس کا حال پہلے لکھ دیتے ہیں۔

**شمرو کی بیگم کی کوٹھی** یہ کوٹھی ہے نہایت دلکشا اور فرحت بخش بہت عمدہ کہ چشم فلک نے [illegible] دیکھی ہوگی۔ اس کوٹھی کو کرسی دے کر بنایا ہے۔ اور کرسی میں کمرے گو [illegible] [illegible] دشنا گردپیشہ کے لئے بنائے ہیں۔ اور اس پر یہ کوٹھی ہے کہ [illegible] [illegible] ہے۔ علاوہ خوبی عمارت کے باغ کی آراستگی اور سرو کے درختوں کی [illegible] اور نہر کے زور و شور کے بہنے سے اور ہی لطافت و کیفیت ہوگئی ہے۔ اس کوٹھی کو ابتدا نے عملداری سرکار میں شمرو صاحب کی بیگم نے جو جاگیردار سردھنہ کی تھیں بنایا تھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴) اور اُردو خط کے [illegible] کے سامان کی ہیں اور میں نے شرقی سرے پر ایک عالی شان دکان بنائی ہے جس میں "نہر گھر اردو" عبارت کے ٹائل لگائے ہیں۔ اور ایک شاندار مکان بھی بنایا ہے جس کا نام "اردو منزل" رکھا ہے جس کے دروازے پر یہ کتبہ پتھر پر کندہ کر کے لگایا ہے "سبحان کا احسان جس نے دی انسان کو اُردو زبان" یہ بازار ایڈورڈ پارک سے مغرب کی طرف کئی سو گز لمبا ہے

(بقیہ نوٹ دیکھئے صفحہ ۴۳ پر)

**کوتوالی چبوترہ** یہ سیاست گاہ ایک چوک میں واقع ہے۔ اور صورت اس کی یہ ہے کہ یہی بازار جسکا ہم ذکر کرتے ہیں جس مقام سے شروع ہوا ہے وہاں سے چار سو اسی گز پر آن کر ایک چوک ہے اسی سے اسی گز کا اور اس میں حوض ہے اور جانب جنوب کوتوالی چبوترہ ہے۔ اور جانب شمال ترپولیہ تھا۔ اور رستہ جاتا تھا کہ اب ترپولیہ تو ٹوٹ گیا ہے۔ مگر رستہ بدستور چلتا ہے کہتے ہیں کہ یہ مقام ہمیشہ آفت خیز رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یہاں دریا بہتا تھا۔ اور اس مقام پر بھنور پڑتا تھا کہ ہزارہا کشتیاں غرق ہوتی تھیں۔ اور ایک زمانہ تھا کہ یہاں جنگل ہو گیا تھا اور شیر لگنے لگا۔ کہ کسی ذی روح کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ اب یہاں کوتوالی چبوترہ ہے۔ اور لوگ پکڑے جاتے اور عذاب بھگتتے ہیں۔ اسی چبوترے کی سنہری مسجد ہے۔

**سنہری مسجد کوتوالی** یہ مسجد ہے نہایت دلچسپ و دلکشا۔ اور ایسی سر راہ واقع ہوئی ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ اگرچہ یہ مسجد چونہ اور اینٹ کی ہے لیکن بہت خوشنما اور خوش قطع بنی ہوئی ہے برج اس مسجد کے سنہرے ہیں۔ اس سبب سے سنہری مسجد کہلاتی ہے۔ اس کے برج بھی مثل برج مسجد فیض بازار ٹوٹ گئے تھے۔ لیکن ان دونوں مسجدوں کے برجوں کو ملا کر اس مسجد کے برج پھر سرے سے بنا دیئے ہیں کہ اب بخوبی مرتب ہیں۔ اس مسجد کو بھی نواب بخشی الدولہ ظفر خاں نے ۱۱۳۴ھ میں بنایا ہے چنانچہ اس کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲) اور اردو بازار کہلاتا ہے۔ میری دوکان اور گلی پر کمیٹی کا لکھوایا ہوا بورڈ بھی ہے "گلی خواجہ حسن نظامی" اس پر لکھا ہے۔ اور اس بازار کے شمال میں جو پارک ہے اس کا نام اردو پارک مشہور ہو گیا ہے۔ جہاں ہر قسم کے پبلک جلسے ہوا کرتے ہیں۔ حسن نظامی

(نوٹ نمبر ۱۰ صفحہ ۴۲) ۱۰ ان بازاروں کی نہر بند ہو گئی۔ درخت کٹ گئے۔ اور شمرو کی بیگم کی کوٹھی میں کمپنی کا

(بقیہ دیکھئے صفحہ ۴۴)

بعہد پادشاہ ہفت کشور　　سلیمان فر محمد شاہ داور
بہ نادر شاہ ہمیکہ آن قطب آفاق　　شد این مسجد بہ زینت در جہان طاق
خدایا نیست لیک از روئے احساں　　بنام روشن الدولہ ظفر خاں
بتاریخش ز ہجرت تا شمار است　　ہزار و یکصد و سی و چہار است

غرض کہ یہ مسجد بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے۔

**چاندنی چوک** [۱] اس کے آگے چاندنی چوک ہے۔ یعنی اس مقام کے آگے چار سو اسی گز کا لمبا بازار ہے۔ اور اس مقام پر ایک چوک ہے مثمن سو گز سے سو گز ہیں اور اس کے بیچ میں بھی مثمن حوض ہے۔ اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہیں خوبی اور خوشنمائی اس کی بیان سے باہر ہے۔ آدمی کی طاقت نہیں کہ بیان کر سکے تیسرے پہر کو اس چوک میں عالم طلسمات ہوتا ہے۔ اکثر جوانان جوان دل اور امرا اور شاہزادے سیر و تماشے کو آتے ہیں۔ اور سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اس چوک کے گرد دوکانیں نہایت اسلوبی اور خوشنمائی کے ساتھ بنی ہوئی ہیں۔ اور ان میں ہر قسم کے سودے والے بیٹھتے ہیں۔ تمام دنیا کی چیزیں یہاں بہم پہونچ سکتی ہیں۔ اور ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ خامہ و زبان کو اس کے بیان کی طاقت نہیں۔

**بیگم کا باغ** اس چوک کے جانب شمال مکانات دلکشا اور دلچسپ بنے ہوئے تھے۔ اور باغ تھا۔ تو سو ستر گز کا لمبا اور دو سو چالیس گز کا چوڑا باغ میں عجیب عجیب بارہ دریاں اور مکانات تھے۔ اور نہر جاری تھی۔ اور ہر جا حوض

---

(بقیہ نوٹ ۲۴۳) دفتر کھل گیا ہے۔ اور کوتوالی چبوترے کا حوض اب باقی نہیں ہے۔ حسن نظامی
(نوٹ صفحہ ۲۴۳) کوتوالی اب بھی موجود ہے۔ پہلے اس کے اندر حضرت مولانا فخر الدین چشتی نظامی رہتے تھے۔ اور ان کا مدرسہ تھا۔ اب پولس والوں کے مکانات ہیں [۲] یہ سنہری مسجد وہی مقام ہے جہاں نادر شاہ ایرانی نے بیٹھ کر دہلی کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ حسن نظامی (نوٹ صفحہ ہذا [۱]) اور یہ بیان بیگم کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۵ پر دیکھیے)

دفوارے تھے۔ اگرچہ اب وہ صورت نہیں رہی۔ اکثر لوگوں نے اس میں مکانات بنا لئے ہیں۔ اور ایک بستی بس گئی ہے لیکن اس پر بھی باغ موجود ہے اور نہر جاری ہے، اور اگلے زمانے کی کیفیت یاد دلاتی ہے۔ اس چوک کے جنوب کی طرف بھی اس عمارت کے جواب میں عمارتِ دلکشا بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ اب بھی اس کا نمونہ باقی رہ گیا ہے، یہ باغ صاحب آباد کر کر موسوم تھا۔ اور یہ سب عمارات اور باغ جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ کے حکم سے بنا تھا جس کے دیکھنے سے نقشِ عمارت شکستہ خیال میں پھر جاتا ہے۔

**مسجد فتحپوری**[۵] یہ مسجد اس بازار کے انتہا پر واقع ہے۔ بہت تحفہ اور نہایت نفیس اور ایسی نیک نیتی سے بنائی ہے کہ اب تک اس میں بہت کارِ خیر ہوتے ہیں۔ اس مسجد میں صدہا لوگ حافظ قرآن مجید ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ طول اس مسجد کا چنتالیس گز کا ہے اور عرض بائیس گز کا۔ اس سر سے پاؤں تک سنگِ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ گنبد کے دونوں طرف ایوان در ایوان تین تین در کے، اور کرسی اور اجارہ میں تمام منبت کاری کی ہوئی ہے۔ اور فرش کا سنگِ مرمر کا ہے۔ اور دونوں کونوں پر دو مینار ہیں چنتیس گز کے اونچے نہایت خوشنما۔ مگر اب اس کی برجیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ صرف مینار باقی ہیں۔ اس مسجد کے آگے چبوترہ ہے سنگِ سرخ کا چنتالیس گز کا لمبا اور چھبیس گز کا چوڑا سنگِ سرخ کا۔ اس چبوترے کے پائین حوض ہے نو آئین سولہ گز سے چودہ گز کا کہ چاندنی چوک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴) کہ اب چاندنی چوک میں نہ درخت باقی ہیں نہ حوض نہ نہر۔ بیگم کا باغ درحقیقت شاہجہاں کی پیاری بیٹی جہاں آرا بیگم کا باغ تھا۔ اب کمپنی باغ کہلاتا ہے۔ اور اس میں میونسپل کمیٹی کے دفتر بن گئے ہیں حسن نظامی۔

(نوٹ صفحہ ہذا) [۵] مسجد فتحپوری سر سید کے زمانے سے بھی زیادہ اچھی حالت میں
(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۶ پر دیکھئے)

نہر بیں اس میں سے ہوکر پانی آتا ہے۔ اور گرد صحن کے ۶۹ آٹھ ایوان ہائے عمدہ طالب علموں کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ اور ان ایوانوں کے آگے سرتا سر تین گز کے عرض سے چبوترہ ہے۔ صحن اس مسجد کا سو گز سے سو گز کا ہے۔ اس کے عقب میں لاہوری دروازہ ہے۔ اس مسجد کو نواب فتحپوری محل بیگم نے بنایا ہے۔ جو بی بی تھیں شاہجہاں کی۔

## مسجد پنجابی کٹرہ[1]

پنجابی کٹرہ ایک مکان تھا مسکن سوداگروں کا۔ اور اس میں اکثر پنجابی سوداگر اترا کرتے تھے اس سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہوگیا ہے۔ اس کٹرے میں یہ مسجد ہے۔ مصفا اور دلربا نری سنگ سرخ کی کہ اس کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے اور ایسی نیک نیت بیگم نے بنائی ہے کہ اب تک آباد ہے۔ اور مولوی عبد الخالق صاحب اور مولوی محمد نذیر حسین صاحب اسی مسجد میں درس و تدریس فرماتے ہیں اور دن رات قال اللہ و قال الرسول کا ذکر رہتا ہے۔ اس مسجد میں ایک حوض بہت پاکیزہ اور مکانات دلچسپ بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس کا صحن جیسا پرفضا پہلے تھا اب نہیں رہا۔ اس واسطے بعض بعض لوگوں نے اس کے صحن کو اپنے مکانوں میں ملا لیا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت باکیفیت مسجد ہے۔ اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم نے جو بیوی تھیں اورنگ زیب عالمگیر کی۔ اسی بادشاہ دین پناہ کے وقت میں بنایا ہے۔ اور اپنے اعمال نیک کا یادگار چھوڑا ہے۔

## فخر المساجد

یہ مسجد دلربا کشمیری دروازے کے پاس واقع ہے۔ اگرچہ یہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۵) اس کے چاروں طرف جو دکانیں ہیں اُن کا کرایہ پانچ ہزار روپے ماہوار کے قریب آتا ہے۔ اس مسجد کی آمدنی اور جامع مسجد کے اوقاف کی آمدنی اور دہلی کے دوسرے اوقاف کی آمدنی انگریزی سرکار کی طرف سے سُنی اوقاف کمیٹی وصول کرتی اور خرچ کرتی ہے جس کا میں بھی ایک ممبر ہوں۔ حسن نظامی۔ (نوٹ صفحہ ہذا) [1] یہ مسجد اب بھی موجود ہے اور آباد ہے۔ حسن نظامی

مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن ایسی خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ خصوصاً اس مسجد کے برج ایسے خوبصورت ہیں کہ روئے زمین پر ایسے نہ ہوں گے۔ گنبد فلک صرف اس مسجد عالی کے گنبدوں کے رشک سے سرگردان ہے۔ اس مسجد کو میر بازار کرسی دے کر بنایا ہے۔ اور کرسی میں کئی دوکانیں نکالی ہیں۔ ردکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے۔ اور جا بجا سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں۔ مسجد کے اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس لگا ہوا ہے۔ برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہیں۔ اور سنگ موسیٰ کی اس میں دھاریاں بنائی ہیں کلس اس مسجد کے بالکل طلائی ہیں۔ مسجد کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ اور باہر کا فرش سنگ سرخ کا۔ اس مسجد کے ضلع جنوبی میں دالان سنگین نہایت عمدہ بنایا ہے۔ اور اس کے جواب میں ایک دالان ضلع شمالی میں ہے۔ مگر اس کے دونوں طرف درے بنے ہوئے ہیں۔ اور جانب دریائے شمالی ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پاکیزہ اور اس میں فوارہ بھی لگا ہوا تھا۔ مگر اب وہ حوض بھی بگڑ گیا ہے۔ اور فوارہ بھی بند ہو گیا ہے۔ اس حوض کے متصل ایک حوض ہے کہ اس میں نہر کا پانی آتا تھا۔ اور اس میں سے یہ فوارہ چھوٹتا تھا۔ اور حوض بھرتا تھا۔ اس مسجد کو فاطمہ فخر النساء بیگم زوجۂ نواب شجاعت خاں نے ۱۱۳۱ھ میں بنایا ہے۔ جب کہ نواب شجاعت خاں نے اس جہان سے رحلت کی۔ اُن کی بیوی نے اپنی عالی ہمتی سے یہ مسجد اپنے خاوند کے لئے بنائی ہے۔ تاکہ حسنات ان کے نامۂ اعمال نواب مرحوم میں لکھے جاویں اور تا ابد الآباد اس کا ثواب اُن کو پہونچے۔ اور

---

۵ یہ مسجد کشمیری دروازے کے بازار میں اب بھی موجود ہے اور آباد ہے۔ حسن نظامی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۸) اور نواب مرزا اور آغا میرزا صاحبان کی قبریں میر مکان عربی منزل کے غرب میں ہیں۔ ان کی اولاد بھی مسلمان ہے کچھ لوگ میرٹھ میں رہتے ہیں اور کچھ پھولوں کی منڈی تراہہ بیرم خاں میں رہتے ہیں۔ ان کی جاگیر ضلع حصار میں تھی۔ فریزر صاحب کو دو بار کے ایک رئیس نے کسی عورت کے سبب قتل کر دیا تھا۔ اور قاتل کو پھانسی دی گئی تھی۔ حسن نظامی

بیگم کا نام یادگار رہے۔ اس مسجد کے دروازے پر سنگ مرمر میں فخر المساجد کھدا ہوا ہے اور مسجد کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

خان دیں پرور شجاعت خاں بجنت یافت جا　　یا رضائے حق تعالیٰ از طفیل مرتضےٰ
صدر خاتونان کنیز فاطمہ فخر جہاں　　یادگارش ساخت ایں مسجد بفضلِ مصطفےٰ

**گرجا گھر** اس مسجد کے پاس یہ گرجا گھر ہے۔ کہ اس کی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ حقیقت میں یہ بات ہے کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر اور کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کا کلس کہ بشکلِ صلیب بنایا ہے بہت خوبصورت اور سنہری ہے اور اس کا گنبد اور کئی کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں۔ اندر کمروں میں سنگ مرمر کا بہت نفیس فرش ہے۔ اس گرجا گھر کو کرنیل جیمس سکنر صاحب بہادر نے جو کہ بڑے عالی ہمت اور نام آور تھے اپنی ذات کا روپیہ خرچ کر کے بنایا ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۲۶ء میں شروع ہوئی تھی۔ اور دس برس کے عرصے میں بن کر تیار ہوا ہے۔ اور نوے ہزار روپیہ سوائے قیمت سنگ مرمر کے کہ وہ کرنیل صاحب کے پاس موجود تھا خرچ ہوئے ہیں۔ اسی گرجا گھر کے صحن میں جانب غرب قبر ہے ولیم فریزر صاحب بہادر کی جو صاحب کمشنر تھے اس شہر کے۔ اور بعضے کوتاہ اندیشوں نے ان کو بضرب قرابین ہلاک کیا تھا۔ یہ صاحب ہندوستانی رئیسوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ اور اسی سبب ان کے مارے جانے کا ہندوستانیوں کو نہایت افسوس اور رنج ہوا تھا فریزر صاحب کی قبر بھی بہت تحفہ سنگِ مرمر کی منبت کاری ہوئی ہے اور اس کے گرد آہنی کٹہرا لگا ہوا ہے۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے انقلابی فوجیوں نے اس گرجا کے کلس پر گولیاں چلائی تھیں۔ اب وہ کلس نیچے رکھا ہے۔ اور نیا کلس بن گیا ہے۔ کرنل جیمس اسکنر کے بیٹے اسورٹ اسکنر مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اُن کا نام نواب میرزا رکھا گیا تھا۔ اُن کی ماں محمدی بیگم بھی مسلمان تھیں۔ محمدی بیگم کی قبر میرے حجرے کے سامنے درگاہ حضرت امیر خسروؒ کے گوشۂ شرق و جنوب میں ہے (بقیہ نوٹ دیکھیے صفحہ ۸)

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ... میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار

ہردم اللہ
ہردم اللہ
ہردم اللہ

# منادی دہلی

نمبر

ہردم اللہ
ہردم اللہ
ہردم اللہ

ایڈیٹر
علی بن خواجہ حسن نظامی

مورخہ یکم جون سنہ ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت
دو روپے۔ ایک پرچہ ایک آنہ

## چشتی خواجہؒ کے چشتی سلسلے کا مرید شہنشاہ اکبر

# وہ بھی مُسکرا دیئے
# جو ساری عمر کبھی نہ ہنسے تھے

زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں سے وقار کم ہو جاتا ہے۔ مگر بالکل نہ ہنسنے سے دل کی زندگی اور خوشی کو غم اور افسردگی کی بیماری لگ جاتی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اب ہندوستان کے چالیس کروڑ آدمیوں کو غم اور فکر کی بیماری سے بچایا جائے۔ اور اُن کے دلوں میں خوشی اور خوش باشی کی لہریں پیدا کی جائیں۔ مجھ حسن نظامی کو خدا نے ہندوستان بھر کے لوگوں کے خوش دل بنانے کا حکم دیا ہے اس واسطے میں شیخ چلی کی فرضی شخصیت کی آڑ میں ایک مسلسل کتاب جاری کرنی چاہتا ہوں جس کا نام شیخ چلی کی ڈائری ہے۔ اور یہ کتاب جب تک کاغذ مہنگا ہے ایک آنے کو فروخت ہوا کریگی۔ اور جب کاغذ سستا ہو جائیگا تو ایک کتاب ایک پیسے کو دی جایا کریگی۔ اور اس طرح ہر مہینے اِس کتاب کی ایک کرور کاپیاں اُردو زبان میں شائع ہونے لگیں گی شیخ چلی کی زبان سے وہ سب کچھ کہا جائیگا جس کو سیاست کہتے ہیں۔ اور جس کو معاشرت کہتے ہیں۔ اور جس کو دین اور دہرم کہتے ہیں۔ اور جس کو اچھی زندگی بھی کہتے ہیں اور بُری زندگی بھی کہتے ہیں۔ جو لوگ ہنسنا اپنے وقار اور اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور ہر وقت مُنہ پُھلائے بیٹھے رہتے ہیں وہ بھی شیخ چلی کی ڈائری پڑھ کر ذرا مُسکرا دیں گے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہماری ہنسی اور خوشی مر چکی ہے اور ہمیں پر متانت و سنجیدگی کی مُہر لگ چکی ہے۔ ہم کبھی نہیں ہنسیں گے۔ تو میں ایک کوڑی سے لیکر ایک کرور تک کی شرط لگاتا ہوں کہ وہ ضرور مُسکرائیں گے۔ اُن کو ضرور ہنسی آئے گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے مسکرائیں کہ اُن کے دانت دکھائی دینے لگیں۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قہقہہ مار کر ہنسیں۔ یا اپنے مُنہ پر رومال رکھ کر کہیں کہ ہیں تو سب جھوٹی باتیں مگر انداز دل کش ہے۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## جاپان کی تحریک صلح

رائٹر نے خبر بھیجی تھی کہ جاپان نے صلح کی درخواست پیش کی ہے۔ مگر اتحادیوں نے نامنظور کر دی جاپان ریڈیو نے اعلان کیا کہ ہم نے صلح کی درخواست نہیں کی یہ محض پروپیگنڈا ہے۔

حقیقت جو کچھ بھی ہو۔ مگر اس میں شک نہیں ہے کہ جاپان کی لڑائی ۱۹۴۵ء ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائے گی۔

## روس کے تین کروڑ آدمی مرے

موسیو اسٹالن کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جرمنوں کے ہاتھ سے روس کے ۳ کروڑ آدمی مارے گئے۔

کہنے کو یہ ایک معمولی بات ہے لیکن ۳ کروڑ آدمیوں کا مرنا بہت بڑا نقصان ہے۔ اور جن کے ہاتھوں انسانوں کی اتنی جانیں گئیں وہ چاہے جرمنی اور اس کے ساتھی ہوں یا اتحادی ہوں سب کو خدا کے سامنے جواب دینا پڑے گا۔

اگر روس کے ۳ کروڑ آدمی مارے گئے ہیں تو جرمنوں کا اور دوسرے اتحادیوں کا اور اٹلی والوں کا نقصان ملا کر حساب کیا جائے تو ۹ - ۱۰ کروڑ کی ہلاکت کا حساب ہوگا۔ لہٰذا یا تو روس کا بیان غلط ہے جو وہ جرمنی پر بلاشرکت غیر قبضہ کرنے کو چاہتا ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ ۱۲ - ۱۳ کروڑ آدمی اس لڑائی میں مارے گئے ہیں۔ تو انسان کی موجودہ نسلیں اپنے اپنے بادشاہوں کے قانون کے خوف سے چپ رہیں۔ تو رہیں۔ مگر آئندہ نسلیں ہمیشہ نہایت برے الفاظ سے ان لڑنے والوں کو اور خوں ریزیاں کرنے والوں کو ملامت کرتی رہیں گی۔

## امید کی جھلک

پھر خبر آئی ہے کہ لارڈ ویول لندن سے خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔ ہندوستان کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر آئیں گے۔

وہ کچھ لائیں یا نہ لائیں۔ لیکن اُن کو جلدی
واپس آکر کنٹرول اور راشننگ کی مصیبت
سے ہندوستان کو نجات دینی چاہیئے۔

## انسانوں کو جانوروں کی غذا

میرے پاس اُن تمام مقامات سے شکایتیں
آرہی ہیں۔ جہاں راشننگ جاری ہے کہ
چاول اور آٹا حد سے زیادہ ردی اور صحت
کے لئے تباہ کرنے والا فروخت کیا جارہا ہے
اور رعایا کتنا ہی غل مچائے کسی جگہ کسی کی سنوائی
نہیں ہوتی۔

دہلی میں بھی یہی حال ہے۔ اور میں اپنے
ذاتی تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ بستی
حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی راشن کی دکان
پر نہایت ہی خراب آٹا اور نہایت ہی خراب
چاول فروخت ہوتے ہیں۔ مئی کے آخری
ہفتے میں کھانے کا کوئی وقت ایسا نہیں
آیا جو میں نے پیٹ بھر کر روٹی کھائی ہو۔ کیونکہ
روٹی سے بدبو آتی ہے۔ اور آٹا اتنا خراب
ہوتا ہے کہ دو نوالے کھانے بھی دشوار
ہوتے ہیں۔ میں نے مسٹر بھٹناگر راشننگ آفیسر
نئی دہلی سے شکایت کی اور اُن کو اپنے ہاتھ
سے ایک خط لکھ کر دیا کہ مجھے مسٹر رام دہانی
سے اجازت دلوا دیجئے کہ میں مہرولی سے
لال گیہوں منگوا کر موٹا آٹا پسواؤں۔ کیونکہ
میں ہمیشہ لال گیہوں کا موٹا آٹا کھاتا ہوں۔ مگر
نہ رام دہانی صاحب نے کچھ دھیان کیا کیونکہ
شاید وہ ہر وقت رام جی کے دھیان میں
رہتے ہوں گے۔ اور نہ بھٹناگر صاحب نے
کچھ جواب دیا۔

یہ حال تو اُس شخص کا ہے۔ جو بڑے
افسروں سے مل سکتا ہے۔ اور اخبار
میں بھی لکھ سکتا ہے۔ کیا حال ہوگا اُن
بے زبان ہندو مسلمانوں کا جن کو نہ اچھا
آٹا کھانے کو ملتا ہے نہ اچھے چاول ملتے ہیں
اور نہ پینے کا پانی نلوں میں آتا ہے۔

لہٰذا میں سچے دل سے لارڈ ویول اور
اُن کے پرائیویٹ سکریٹری مسٹر جنکنس
کے جلدی واپس آنے کی راہ دیکھا کرتا ہوں
جب تک وہ دونوں نہیں آئیں گے ہم انسانوں
کو جانوروں کی خوراک کھانے کے لئے
مجبور رہنا پڑے گا۔

# اُردُو وَزَن

## کہکشاں

یہ باتصویر رسالہ دہلی سے شائع ہوتا ہے
مئی کے رسالے میں ۶۴ صفحات ہیں ٹائیٹل
خوب صورت اور رنگین ہے۔ حسب ذیل
عنوانوں کے مضامین ہیں۔ (۱) سُنا ہے
(۲) سوال یہ ہے؟ (۳) کچھ اپنا دُکھڑا
(۴) غزلیات (۵) میری حبیب (۶)
سپاہی کے خطوط (۷) محرومی (۸) چاند
(۹) زیروبم (۱۰) دھوپ چھاؤں (۱۱)
کھنک۔ سید کاظم علی دہلوی ایڈیٹر ہیں سالانہ
قیمت چار روپے ہے۔ ایک پرچہ چھ آنے کا
ہے۔ پیشانی پر لکھا ہے "کہکشاں ملک کے
ادبی رسائل میں سب سے کم چھپتا ہے"۔
اور یہی فقرہ سب سے اعلیٰ خوبی اس رسالے
کی ہے۔ کیونکہ ہر اخبار والا اپنے اخبار کی پیشانی
پر یہ لکھنے کا عادی ہے کہ یہ اخبار سب سے
زیادہ چھپتا ہے۔
غزلیات تین جگہ درج کی گئی ہیں۔ اور
ہر عنوان کے سامنے شعرائے کرام لکھا ہے
تین عنوانوں کے مضامین ایڈیٹر کے لکھے ہوئے
ہیں۔ ایک افسانہ ظفر قریشی صاحب کا ہے۔
دوسرا ستم رام نگری صاحب کا ہے۔ تیسرا
ظفر واسطی صاحب کا ہے۔ چوتھا احمد سلطان
صاحب کا ہے۔ پانچواں غلام یم گیاوی صاحب کا ہے
چھٹا تقی علی یاسمی صاحب کا ہے ساتواں
حامد علی خاں صاحب کا ہے۔
آل انڈیا ریڈیو کی نسبت کہکشاں کی
تنقید لائق توجہ معلوم ہوتی ہے۔

## ہماری آواز

کان پور سے شائع ہوتا ہے۔ لوح پر جلد ۱
نمبر ۲۰ لکھا ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ ہفتہ وار
ہے۔ یا ماہوار ہے یا پندرہ روزہ ہے
۱۹ مئی کے پرچے کے ۱۲ صفحات ہیں۔ لوح
کے صفحے پر "قطعی جعل اور من گھڑت کہانی"
عنوان کا مضمون ہے۔ دوسرا عنوان "پڑھے
لکھے غدار ہے" تیسرا بین الاقوامی بینک

چوتھا جرمنی کی شکست میں شاہی ہندوستانی بحریے کا حصہ" پانچواں "جرمن شہنشاہیت کا تاریخی پس منظر" چھٹا "اگر جرمن اور جاپان ایک دوسرے سے مل جاتے" ساتواں "ڈھکر سے فتح کے دن تک" آٹھواں "خوراک کی حفاظت" نواں "ہندوستان کی خاص صنعتوں پر حکومت ہند کے کنٹرول کی اسکیم" سالانہ قیمت چھ روپے۔ ایک پرچہ دو آنے کا۔

## قومی اخبار

یہ بھی کان پور سے شائع ہوتا ہے۔ ہفتے وار ہے۔ بڑا سائز ہے۔ بہت شاندار ہے۔ لوح پر جلد ۱۲ نمبر ۱ لکھا ہے۔ ۸ صفحے ہیں۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح اس کے ایڈیٹر ہیں۔ لیڈر اور نوٹ اور خبریں اور مضامین نظم و نثر سب قابل تعریف ہیں قیمت سالانہ چھ روپے۔

## مسلمہ

عورتوں اور لڑکیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی ماہوار رسالہ ہے۔ اپریل اور مئی کا مشترکہ پرچہ ۹۴ صفحات کا ہے۔ مدیرہ کا نام محمد زبیر الکھا ہے۔ خان محمد احمد خاں صاحب ذاکر جالندھر سے شائع کرتے ہیں۔ لوح پر جلد ۱۳ نمبر ۱ الکھا ہے۔ جالندھر کے زنانہ اسکول کا آرگن ہے۔ مضامین علمی اور مفید ہیں۔ قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## مصوّر

بمبئی کا ہفتے وار باتصویر اخبار ہے۔ فلمی خبریں اور مضامین شائع کرتا ہے۔ ایڈیٹر محمد نذیر صاحب ہیں۔ صفحات ۲۲ ہیں۔ سالانہ قیمت دس روپے لکھی ہے۔ اور غیر ممالک سے بیس روپے قیمت درج کی گئی ہے۔

## صدق

لکھنؤ سے تیسرے دن شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ہیں۔ اور نائب ایڈیٹر حکیم عبدالقوی صاحب بی اے ہیں۔ ۸ صفحات ہیں۔ نوٹ سچے اور کرارے اور بے لاگ ہوتے ہیں۔ مذہبی مسائل کی بحث زیادہ

ہوتی ہے۔ چھپائی صاف نہیں ہے۔ سہ روزہ لکھا ہے۔ مگر آٹھویں دن بھی نہیں آتا۔ لوح پر جلد ۱۱ نمبر ۳ درج ہے سالانہ قیمت آٹھ روپے مقام اشاعت لکھنؤ۔

## دلچسپ فتحپور

یہ پرانا ہفتے وار اخبار ہے۔ ۴ صفحے پر شائع ہوتا ہے۔ لوح پر جلد ۲۲ نمبر ۳۶ لکھا ہے۔ اس میں مولانا خاموش صاحب کا روزنامچہ بھی شائع ہوتا ہے۔ اور خبریں اور نوٹ بھی ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ تین روپے ایک پرچہ تین پیسے۔

## انجام

روزانہ اخبار انجام دہلی کا ہفتے وار ایڈیشن ہے۔ لوح پر جلد ۱۶ نمبر ۲۰ لکھا ہے۔ ۲۸ صفحات ہیں ٹائیٹل رنگین ہے عکسی تصویریں ہیں سردار علی صاحب صابری ایڈیٹر ہیں سالانہ قیمت دس روپے لکھی ہے۔ نظم و نثر مضامین اور لیڈر اور نوٹ قابل تعریف ہیں۔

## حریت دہلی

روزانہ حریت کا ہفتے وار ایڈیشن ہے لوح پر لکھا ہے کہ ۱۹۱۸ء سے جاری ہے۔ مقاصد رنگین ٹائیٹل پر حسب ذیل درج ہیں ادب۔ علم۔ فلم۔ صنعت۔ سیاست۔ تاریخ۔ ایڈیٹر حافظ سید عزیز حسن بقائی ہیں۔ سالانہ قیمت دس روپے لکھی ہے عکسی تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ نوٹ بیباک اور پبلک خدمات کی نیت سے بہت زبردست درج کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بہت مقبول ہے۔

## خون بہا

خان بہادر حکیم احمد شجاع صاحب ڈپٹی سکریٹری پنجاب اسمبلی کی تصنیف ہے تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے چھاپی اور شائع کی ہے۔ ۴۴۶ صفحات ہیں۔ جلد بندھی ہوئی ہے۔ حکیم صاحب کے نظم و نثر مضامین ہیں۔ مضامین حسب ذیل عنوان کے ہیں۔ تاثرات۔ تصورات۔ تخلیات

تبرکات۔ تخیلات۔ پچھلے پچاس برس۔ اُردو زبان کی تصنیفات میں عجیب و غریب تصنیف ہے۔ ادبیت بھی ہے۔ فلسفہ بھی ہے۔ اور رواجی اور غیر رواجی خوبیاں بھی ہیں۔ قیمت چار روپے ہے۔

## باپ کا گناہ

یہ کتاب بھی حکیم احمد شجاع صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ مجلد ہے۔ ۱۶۷ صفحات ہیں تین ایکٹ کا ڈرامہ ہے۔ اسٹیج پر دکھایا جا چکا ہے۔ ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے تاج کمپنی لمیٹڈ نے چھاپا ہے۔ قیمت نہیں لکھی ہے۔

## حُسن کی قیمت

خان بہادر حکیم احمد شجاع صاحب علیگ بی اے ڈپٹی سکریٹری پنجاب اسمبلی کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے چھاپا ہے۔ مجلد ہے۔ ۲۳۷ صفحات ہیں۔ دو روپے قیمت ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی عمدہ ہے۔ اور افسانے بھی دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں۔

## بقیہ نوٹ

**آل انڈیا ریڈیو** منادی اور دوسرے اخبارات میں آل انڈیا ریڈیو کی بعض اصلاح طلب باتوں کی نسبت مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں مگر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض باتوں میں اخبارات کی نکتہ چینی حد سے بڑھ جاتی ہے مثلاً آل انڈیا ریڈیو کی زبان کے خلاف ہندو مہا سبھا والے کہتے ہیں "وہ ہندوؤں کی سمجھ میں نہیں آتی"۔ اور اُردو کے حامی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ البتہ دونوں قوموں کا تعصب اتنا کوڑھ مغز ہے کہ اُس کی سمجھ میں یہ زبان نہیں آتی۔

دہلی اسٹیشن کے پروگرام اب بہت اچھے ہوتے ہیں۔ دیہاتی پروگرام، عورتوں کا پروگرام، بچوں کا پروگرام، خبریں اور تقریریں غرضکہ ہر چیز ایک حد تک تعریف کے قابل ہوتی ہے۔

**پکے گانے** البتہ پکے گانے کے خلاف تقریباً ننانوے فیصدی سننے والے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور ریڈیو والے سنی اَن سُنی کر دیتے ہیں جس طرح ہندوؤں کو ہندی کا

تعصب ہے۔ اور مسلمانوں کو اُردو کا تعصب ہے، اسی طرح ریڈیو والوں کو پکّے گانے کا تعصب ہے، میں نہیں جانتا کہ سید احمد شاہ بخاری اور سر سید سلطان احمد صاحب پکّا گانا جانتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک ناواقف ہوں کہ مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ سر سید سلطان احمد صاحب اور بخاری صاحب کچے گانے بھی جانتے ہیں یا نہیں۔ البتہ یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ان دونوں افسروں سے لیکر آخری درجے کے چپراسی تک پکّے گانوں کے حامی ہیں اور مددگار ہیں۔ بلکہ عاشق زار بھی ہیں۔ اور عاشق دل فگار بھی ہیں۔

ریڈیو سننے والے پکّے گانے پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کسی نے پانی کا نل کھُلا چھوڑ دیا ہے۔ اُس کی آواز اور پکّے گانے کی آواز بہت مشابہ ہے۔ کوئی کہتا ہے بھینس بول رہی ہے کوئی کہتا ہے مینڈک بول رہا ہے۔ الغرض بہت سے بازاری اور غیر سنجیدہ آوازے کسے جاتے ہیں۔ مگر ریڈیو والے اس کان سُنتے ہیں اور اُس کان اڑا دیتے ہیں۔ اور پکّے گانوں کے لئے ضرورت سے زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔

میں بلحاظ فن موسیقی پکّے گانوں کا تحفظ اور پکّا گانے والوں کی سرپرستی ضروری سمجھتا ہوں۔ مگر یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ ریڈیو میں پکّے گانے نشر کئے جائیں۔ کیونکہ اُس کے سننے والے تخمیناً ۹۹ فی صدی کچے گانے یا ہلکے گانے یا اصلی گانے سننے چاہتے ہیں۔

میں پکّے گانوں کو پکّا کہنا غلط سمجھتا ہوں۔ درحقیقت اُن کو نقلی گانا کہنا چاہیئے۔ اور جو گانا کانوں کو اور دل اور دماغ کو اچھا معلوم ہو اُس کو اصلی گانا کہنا چاہیئے۔ اور ریڈیو والے پبلک جذبات اور پبلک خواہشات پر ظلم کرتے ہیں جو پکّے گانوں کو زیادہ وقت دیتے ہیں۔

## کساد بازاری کا وقت قریب آگیا ہے

جاپان کی لڑائی ختم ہوتے ہی ہندوستان کی وہ کمائی بھی ختم ہو جائے گی جس نے لاکھوں ہندوستانیوں کو دولت مند بنا دیا ہے۔ اور عام مفلسی اور بیکاری کی وبا پھیل جائیگی۔ اُس وقت وہ لوگ پچھتائیں گے جو آجکل اپنے روپے کو فضول خرچ کر رہے ہیں اور سنیما دیکھنے میں شراب خواری میں جوئے بازی میں۔ رنڈی بازی میں۔ مقدمے بازی میں۔ شادی بازی میں اندھا دھند خرچ کر رہے ہیں

لہذا لیڈروں کا اور واعظوں کا اور لکچراروں کا اور پیروں کا فرض ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو خاص کر مسلمانوں کو فضول خرچی سے بچائیں اور انجام یاد دلائیں کہ لڑائی ختم ہو نے پر بھی کساد بازاری کی وبا پھیلنے والی ہے۔

## پیر کی درگاہ

پنجاب کے ضلع منٹگمری میں ایک مقام کا نام اجودھن تھا جسے آجکل پاکپٹن کہتے ہیں۔ اور جہاں حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رضہ کا مزار ہے۔ اور جہاں ہر سال محرم کے مہینے میں لاکھوں زائرین جمع ہوتے ہیں۔ مگر حضرت بابا صاحب رضہ کے سگے بھائی کا مزار دہلی میں ہے اور بہت کم لوگ وہاں جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رضہ وہ بزرگ تھے جنھوں نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا رضہ کو روحانیت کی طرف متوجہ کیا تھا ورنہ حضرت محبوب پاک رضہ حضرت شیخ رضہ کی خدمت میں اس غرض سے گئے تھے کہ وہ بادشاہ کے ہاں سفارش کر دیں اور بادشاہ حضرت کو شہر کا قاضی مقرر کر دے۔ انھوں نے حضرت محبوب پاک رضہ کو نصیحت کی کہ قاضی نہ بنو کچھ اور بنو۔ اور میرے بھائی کے پاس اجودھن میں جاؤ۔

مگر اتنے بڑے بزرگ کے مزار کی یہ حالت ہے کہ وہاں کتے اور گدھے اور گائے بھینسیں مزاروں کو پامال کرتی ہوئی پھرتی ہیں۔ اور دیہاتی لوگ وہاں گوبر تھاپتے ہیں۔ یہ مزارات قطب مینار کی سڑک کے کنارے پر ہیں اور اس سڑک سے سیکڑوں ہزاروں زائرین قطب صاحب رضہ کی درگاہ کو آتے جاتے رہتے ہیں مگر ان مزارات پر نہ چشتی نظامی آتے ہیں نہ چشتی صابری آتے ہیں نہ چشتی جمالی آتے ہیں۔ خدا دونوں جہاں کی نعمتیں عطا فرمائے نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ حیدرآباد اور ان کی بیگم صاحبہ کو کہ انھوں نے ان مزارات کی تعمیر کے لئے قدم آگے بڑھایا اور ایک ہزار روپے بھیجکر ابتدا کر دی۔ مگر کام بہت بڑے خرچ کا ہے۔ کیونکہ تقریبًا دو ہزار گز مدوّر فصیل کو درست کرانا ہے۔ جو جگہ جگہ سے گر گئی ہے اور وہاں سے مویشی اندر آنے لگے ہیں اس کے علاوہ قدیمی مسجد کی مرمت ہے۔ مزارات کے اطراف کی چار دیواری اور دروازے ہیں اور مزارات کے اوپر کا کام ہے۔ اور تقریبًا تین سو قدیمی قبروں کی شکست و ریخت کا انتظام ہے۔ کام شروع ہو گیا ہے۔ لیکن تکمیل ناممکن ہے۔ جب تک کہ ضرورت کے موافق روپیہ جمع نہ ہو جائے۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۳ رجمادی الثانی ۱۶ رمئی بدھ دہلی

**بنارسی کپڑے** آج بنارس کے ایک کپڑے والے ملنے آئے تھے۔ اور کہتے تھے آجکل تمام ہندوستان میں بنارسی کپڑوں کی بہت زیادہ مانگ ہے۔ اور یہ کپڑے زیادہ تر مسلمان عورت مرد بناتے ہیں۔ اور ان کپڑوں کا بیوپار بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

**حاجی تاجا** یہ بھی کہا کہ بنارس میں ایک اہل حدیث تاجر حاجی تاجا نام کے ہیں جنہوں نے ۶ لاکھ روپے وار فنڈ میں دئے ہیں۔ مجھے ان سب خبروں سے بہت خوشی ہوئی کہ ملکی ساخت کو فروغ ہو رہا ہے۔ اور اس کی خوشی بھی ہے کہ وہاں اکثر کاریگر مسلمان ہیں۔

**عبدالرحیم صاحب** جنگ پورہ بستی کے مشہور آہن گر عبدالرحیم صاحب آجکل بندوق سازی کی سرکاری فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ منادی کے بڑے قدردان ہیں۔ چند روز ہوئے مستری احمد کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ پھر اپنے کام پر چلے گئے۔ اُن سے بھی یہی بات معلوم ہوئی تھی کہ فیکٹری میں کام کرنے والے زیادہ تر مسلمان ہیں۔

**غلط خرچ** ان خبروں [illegible] خوشی تو ہوتی ہے۔ مگر اس کا افسوس بھی ہے کہ مسلمان اپنی کمائی اور آمدنی کو جمع رکھنا نہیں جانتے۔ جو کچھ کماتے ہیں۔ اندھا دھند خرچ کر ڈالتے ہیں۔ کوئی جوا کھیلتا ہے۔ کوئی شادیاں رچاتا ہے کوئی مقدمے بازی کرتا ہے۔ کوئی رنڈی بازی کرتا ہے۔

**امیر معاویہ کی حمایت** آج بنارس والے [illegible] صاحب کہتے تھے آپ کی کتاب طمانچہ بر رخسار یزید سے بنارس [illegible] کو اختلاف ہے۔ کیونکہ وہ امیر معاویہ کے بہت حامی ہیں میں نے کہا طمانچہ بر رخسار یزید ایک قصہ ہے اگرچہ اس میں زیادہ تر یزید پر لکھا گیا ہے لیکن مجھے [illegible] امیر معاویہ کا مخالف میں کبھی نہیں ہوا۔ اور ان کی سیاست و تدبیر اور دانش مندی کا قائل ہوں۔ بلکہ یہاں تک لکھ چکا ہوں کہ وہ موجودہ زمانے کے پالیٹیشن ہر ہٹلر اور مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ اور

موسیو اشاطین سے بھی بہت زیادہ عقلمند تھے

جو لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کی محبت بھی رسمی ہے اور جو بنی امیہ کی زلف سیاست میں گرفتار ہیں اُن کو بھی محض ضد ہے۔ کیونکہ اُن میں سے ہر ایک کا دل بنی امیہ سے نفرت کرتا ہے۔ ورنہ اُن کے باپ دادا اپنی اولاد کا نام معاویہ اور ابوسفیان اور ابن زیاد اور یزید اور شمر رکھتے۔ مگر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں کسی مسلمان کا نام بنی امیہ کے کسی فرد کے نام پر نہیں ہے۔ اور حضرت علیؓ سے عناد رکھنے والے بھی مجبوراً اپنے نام اہل بیت کے ناموں پر رکھتے ہیں۔

**رائے بہادر پارس داس کے بچے** | آج بہت عرصے کے بعد میرے مرحوم دوست رائے بہادر لالہ پارس داس کی بیوی اور لڑکا اور دو نواسیاں ملنے آئیں تھیں میں ان بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ میرے دوست کی نشانیاں ہیں۔

**مدراس کا قافلہ** | علی گڑھ سے کئی نوجوان ملنے آئے تھے۔ جو مدارس کے رہنے والے تھے اُن میں ایک ادھونی کے تھے جن کا نام منیر احمد تھا۔ اور ایک صاحب کپڑے کے تھے جن کا نام سید بہاء الدین تھا یہ اور غلام دستگیر صاحب ساکن مدورا مدراس منادی کے خریدار بھی تھے

**دورہ** | آج شام کو ۵ بجے کے قریب حجرے سے باہر آیا تو گرم ہوا کے اثر سے چکر آنے لگا اور قلب پر بھی ہلکا سا اثر دورے کا محسوس ہوا

**افسر مال صاحب** | ۸ بجے اپنے دوست چودھری ولایت حسین صاحب افسر مال دہلی کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ وہاں میرے مرحوم دوست کنور عنایت علی خاں صاحب کے صاحبزادے سے بھی ملاقات ہوگئی۔ ان دونوں ملاقاتوں سے بہت زیادہ خوشی ہوئی

**درگاہ کا سلام** | واپسی میں درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما میں حاضر ہو کر گھر میں واپس آگیا۔

**برادری والے** | رات کو ایک بجے تک میرے خاندان کے بہت سے اصحاب ایک خانگی نزاع دور کرانے کے لئے جمع رہے ایک بجے سویا۔ ۶ بجے بیدار ہوا۔

۴ رجماد ثانی ۱۷ رمئی جمعرات دہلی

**صدمے کی خبر}** پڑوس کی بستی جنگ پورہ سے افسوسناک خبر آئی کہ لالہ سروپ سنگھ کا ۱۰ سالہ بچہ موٹر کے نیچے آکر مر گیا۔ سروپ سنگھ کو میں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں اس واسطے کہ وہ میرے گنڈے کی برکت سے پیدا ہوئے تھے۔ اُن کے صدمے اور اُن کے والد لالہ سمن لال کے صدمے کا خیال کرتا ہوں تو کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

**سفیدی و صفائی}** چونکہ ۶-۷ جماد ثانی کو میرے دادا حضرت مولانا خواجہ سید بدرالدین اسحٰق رحؒ کا سالانہ عرس پاکپٹن شریف میں ہو گا۔ اس واسطے آج اُن کے فرزند حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رحؒ کے مزار پر سفیدی کرائی تھی اور اطراف کی صفائی بھی کرائی تھی۔ سفیدی پہلے گیارہ آنے من ملتی تھی۔ اب پانچ روپے من ملتی ہے۔

**مولانا سید عبدالرؤف صاحب}** دہلی سے مولانا سید عبدالرؤف صاحب ملنے آئے تھے۔ اور اشرف خاں صاحب پولیس افسر بھی ملنے آئے تھے۔ نواب خفو صاحب کا سالانہ عرس کل شام کو ہونے والا ہے۔ میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما رحؒ بھی ملنے آئے تھے بھیم سین صاحب اور اُن کے والد چودہری مہدی حسن صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

**مولوی عبدالرحیم صاحب}** حیدرآباد بینکنگ کے ماہر مولوی عبدالرحیم صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ ملنے آئے تھے اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ میراں محی الدین صاحب تاجر کرنگل گلبرگہ بھی اُن کے ساتھ ملنے آئے تھے

**مولوی فضل الحق صاحب}** آج بنگال کے سابق وزیر اعظم مولوی فضل الحق صاحب ملنے آئے تھے۔ اپنے کسی خانگی کام کے لیے لاہور گئے تھے۔ آج شام کو کلکتے چلے جائیں گے اُن کی پابندی وضع تعریف سے بالاتر ہے قرآن شریف کے چشتی ترجمے اور تفسیر کی نسبت بھی بات چیت ہوئی۔ اُن کو شرعی امور سے بہت دلچسپی ہے۔ بنگال کے سیاسی معاملات کا ذکر بھی ہوا۔

**لودھی روڈ کی مسجد کا صحن}** آج اُوقاف مجلس کے دفتر کے ہیڈ کلرک صاحب کاغذ

لے کر آئے تھے۔ لودھی روڈ پر ایک پرانی مسجد سڑک کی پیمائش میں آگئی ہے۔ اُس کے تحفظ کے لئے صحن کی مقدار معلوم کرنی چاہتے تھے میں نے لکھ کر دیدیا کہ سلطان قطب الدین ایبک کی مسجد قوت اسلام اور شاہجہاں کی جامع مسجد اور اورنگ زیب کی بیٹی بی زینت المساجد کے صحن مسجد کی عمارت سے دس گنے بڑے ہیں۔ اِسی لحاظ سے اس مسجد کا صحن بھی ہونا چاہیئے۔

تربوز اور آم؟ خلیفہ غوث محمد صاحب سبزی منڈی سے آئے تھے۔ دو تربوز اور آم بھی لائے تھے

استاد شمس الدین؟ جمعرات کے معمولی آنے والے اُستاد شمس الدین صاحب اور نور الہی صاحب بھی کھیر لے کر آئے تھے۔

قوالی؟ اختر اور انور کی قوالی بھی سُنی تھی۔

۱۸ جمادثانی ۱۸ مئی جمعہ دہلی

بارش؟ رات کو بارش کا طوفان آیا تھا۔ میں نے خود سب چیزیں اندر کے کمرے میں پہونچائیں۔ پلنگ بھی بچھایا۔ بستر بھی بچھایا۔ علی بھی مدد دینے آئے تھے۔ اور آج دن کو بھی بارش ہوئی تھی کڑک اور چمک بھی بہت تھی۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔

نواب خضر صاحب کا عرس؟ مغرب سے پہلے سید اشتیاق حسین صاحب شوق اور قاضی محمد سعید صاحب پیرزادہ درگاہ حضرات خواجہ قطب صاحب رح تشریف لائے۔ چودھری محمد اشرف صاحب بھی آئے۔ اِن سب نے نواب خضر میرزا صاحب کے سالانہ عُرس کا انتظام کیا ہے۔ میں نے آج مزار کے اطراف میں سفیدی کرائی تھی۔ اس عرس کی شرکت کے لئے خان بہادر فضل الہی صاحب لاہور سے آئے ہیں اور خان بہادر خواجہ عبیداللہ صاحب اور شیخ محمد ایوب صاحب دہلی سے آئے ہیں۔ ڈاکٹر داور صاحب اور راڈوانی صاحب بھی عرس کی شرکت کے لئے آئے تھے۔ مغرب کے بعد لنگر خانے کی چھت پر نیاز ہوئی۔ اس سال بھی خان بہادر خواجہ عبیداللہ صاحب نے سورۂ مُدثر بہت عمدگی سے پڑھی قوالی بھی ہوئی۔ حاجی شبیر صاحب اور اُن کے اہل دھیال بھی عُرس کی

شرکت کے لئے آئے تھے اور دریوں اور شامیانوں اور روشنی کا انتظام بھی اُنھوں نے کیا تھا۔

**داؤد شاہ** ریاست بڑودہ سے داؤد شاہ مرید ہونے کے لئے آئے ہیں۔ توکل منزل میں ٹھیرے ہیں۔ مولوی عبدالصمد صاحب حیدرآباد سے آئے ہیں۔ یہ اہل حدیث ہیں۔ رات کو کھانا میرے ساتھ کھایا تھا۔

**سیٹھ ولی محمد صاحب** راجکوٹ والے مشہور میمن لیڈر سیٹھ ولی محمد صاحب اپنے اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے کشمیر جا رہے ہیں۔ لنگر کے لئے روپے بھی دئے تھے۔

**سید علی میاں نظامی** حیدرآباد والے سید علی میاں نظامی اور اُن کی بیوی اور اُن کا لڑکا سید اختر نظامی اور غلام محمد صاحب کی بیوی ملنے آئے تھے۔ بنارس والے محمد فاروق صاحب بنارسی کپڑے دکھانے لائے تھے۔

**بیٹی کی شادی** آج سید الطاف حسین صاحب کی لڑکی کی شادی ہوئی، مفتی مولانا محمد یوسف صاحب نے نکاح پڑھایا تھا۔

**۶ جمادی ثانی ۱۹ مئی شنبہ دہلی**

**بیعت قبول کی** بڑودے والے داؤد شاہ نظامی کو مرید کر لیا۔ اُن کی بیوی امیر بی بی نظامی کی بیعت بھی قبول کی۔ شجرے دیدئے۔

**مینڈھو شاہ صاحب مجذوب** علی گڑھ والے صاحب کشف مجذوب مینڈھو شاہ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور بھی اُن کے پیر بھائی ساتھ تھے۔ یہ سب نواب خضر صاحب کے پیر بھائی ہیں۔ نواب خضر صاحب حضرت حافظ محمد علی صاحبؒ خیرآبادی کے خلیفہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحبؒ چشتی نظامی حیدرآبادی کے سلسلے میں مُرید تھے۔ مینڈھو شاہ صاحب کو میں نے گلے لگایا اور اپنے برابر بٹھایا۔ مولوی عبدالصمد صاحب دہلی چلے گئے۔

**ابواحمد صاحب** شہزادے قدسی صاحب کے فرستادہ ابواحمد صاحب بھوپال سے آئے تھے۔ نیاز کے روپے بھی لائے تھے۔

**حیدرآبادی قافلہ** چند مسلمان نوجوانوں کا ایک قافلہ آیا تھا۔ یہ سب حیدرآباد کے تھے۔ لاہور میں منشی فاضل اور مولوی فاضل کا

امتحان دینے گئے تھے۔ سید نور احمد صاحب دہلوی بھی ملنے آئے تھے۔
مسٹر استھانہ کے دیال باغ آگرہ سے مسٹر گور پرشاد استھانہ ملنے آئے تھے۔ دیال باغ ڈیری فارم کا مکھن بھی میرے لئے لائے تھے۔ سر صاحب جی مہاراج کی لائف لکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی وعدہ کیا کہ اپنے تعلقات اور معلومات کا ایک حصہ قلم بند کر کے دوں گا۔ پروفیسر محمد عاقل صاحب ایم اے بی ٹی اور پروفیسر جلالی صاحب ایم اے بی ٹی بھی ملنے آئے تھے۔

دادا کا عرس کی شام کو حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام صاحب کے عرس کے انتظامات کے لئے گیا تھا۔ اعجاز محمد صاحب نے مزار شریف کے چھپر کھٹ کو پھولوں سے آراستہ کیا تھا۔ حاجی بشیر صاحب نے فرش اور روشنی کا انتظام کیا تھا۔ محمد اختر اور دہلی کے قوالوں کی چوکیاں بھی آئیں تھیں درگاہ شریف سے دو غلافوں کا جلوس قوالی کے ساتھ مزار تک آیا تھا۔ میرے بچے بھی اس جلوس میں شریک تھے۔ مگر میں ناتوانی کے سبب مزار کے قریب بیٹھا رہا تھا۔ میرے خاندان کے اور قاضی زادگان کے دونوں فریقوں نے اس عرس میں اور اس کی رونق بڑھانے میں بہت خرچ کیا تھا۔ میرے فریق نبیرہ گان اور قاضی زادگان کے سب چھوٹے بڑے اس عرس میں شریک تھے۔ سید اکبر علی صاحب۔ سید تہور علی صاحب۔ سید احمد سعید۔ حاجی سید ظہیر احمد صاحب۔ سید شاہ لائق علی صاحب سید نظام علی صاحب۔ سید ابن علی صاحب سید محمد الیاس مسلم نظامی۔ سید ذکریا۔ سید ظہور حسن۔ سید مبارک حسن۔ سید فضل احمد۔ سید مصطفیٰ علی صاحب۔ سید حسن مثنیٰ۔ سید موسیٰ۔ سید داؤد۔ سید اشفاق علی۔ سید حیات علی وغیرہ نبیرہ گان شریک ہوئے تھے۔
اور قاضی زادگان میں قاضی سید تراب علی صاحب اور قاضی سید صفدر علی صاحب اور مولانا سید محمد میاں صاحب اور سید ابن عربی صاحب اور سید صادق عربی۔ اور سید کامل شاہ صاحب اور سید محمد عاقل اور

سید محمد ہاشم علی صاحب اور سید محمود علی صاحب۔
اور فریق ہندوستانیان میں سید سمیع الدین
صاحب امام مسجد درگاہ شریف اور سید
صمصام الدین صاحب اور سید عسکری صاحب
اور سید ریحان علی۔ اور سید علی اکبر اور سید
عباس صاحب وغیرہ بھی شریک ہوئے تھے۔
سید نظام علی صاحب اور سید شائق علی
صاحب اور سید الیاس مسلم نظامی نے بہت
بڑا اہتمام کیا تھا ان سب کی طرف سے زرین ریشمی
غلاف بھی آئے تھے۔ اور نیاز کی روٹیاں
اور مٹھائیاں بھی بڑے پیمانے پر آئیں تھیں۔
اور نبیرہ گان کے ہر فرد کی طرف سے نیاز کی
مٹھائیاں آئیں تھیں۔ سید ظہور حسن صاحب
سید ابن علی صاحب اور حاجی سید ظہیر احمد
صاحب بھی مٹھائیاں لائے تھے۔ اور ان
سب نے قوالوں کو بھی بہت روپے
دئے تھے۔ اور قاضی زادگان کے تمام
افراد نے بھی قوالوں کو روپے دئے تھے
سید محمد کامل شاہ صاحب نے درود تاج
پڑھا تھا اور ایک نعت پڑھی تھی۔ مولانا
عشقی نظامی نے بھی نعت پڑھی تھی اور

میری طرف کی مٹھائی بھی مولانا عشقی نے
تقسیم کی تھی۔ میں گیارہ بجے اپنے بچوں کے
ساتھ واپس آ گیا تھا۔ مگر قوالی کی مجلس رات
کے تین بجے تک رہی تھی۔

**۷ رجماد ثانی ۲۰ رمئی اتوار دہلی**
**میری پیاری معشوقہ** شاعروں کا
معشوق بہت ہی آہستہ چلتا ہے۔ مگر مجھے
شاعروں کے معشوقوں سے کچھ تعلق نہیں
ہے۔ کیونکہ میری معشوقہ نیچر اور فطرت اور
قدرت ہے۔ اور قدرت کی رفتار آہستہ
خرام بھی ہے اور تیز گام بھی ہے۔ کئی روز
سے اُس کی تیز گامی ظاہر ہوتی رہتی ہے۔
یعنی آندھیاں آتی رہتی ہیں۔ آج بھی شام
کو آندھی آئی تھی اور رات کو بھی دو حملے آندھیوں
کے ہوئے تھے۔ مجھے اپنی پیاری کی تیز رفتاری
سے بہت ہی لطف آتا ہے۔
**کھیا جی** آج صبح بھیا فقیر عشقی صاحب
اور اُن کے اہل و عیال آئے تھے۔ شام کو
واپس چلے گئے۔
**آخری نیاز** کل رات کو حضرت دادا
مولانا صاحب رض کے عرس کی قوالی ۳ بجے تک

بچاکر مفید تفریح کا سامان مہیا کرنے کے لئے ایک سلسلے وار کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے جس کا نام شیخ چلی کی ڈائری ہے۔ جس میں ہندوستان کے تازہ واقعات پر ظریفانہ نوٹ لکھے جائیں گے۔ ۳۲ صفحے کی کتاب ہر مہینے شائع ہوگی۔ اور ایک کتاب ایک آنے کو دی جائے گی۔ یہ صرف دہلی والوں کے لئے ہے۔ باہر والے اگر منگانا چاہیں تو اپنے آس پاس کے بارہ خریداروں کا انتظام کرکے ہر مہینے بارہ کاپیاں منگا سکتے ہیں۔ کیونکہ بارہ کاپیوں سے باہر والوں کو کم تعداد نہیں بھیجی جائے گی۔ ورنہ محصول بہت زیادہ خرچ ہوگا۔

حکیم احمد شجاع صاحب کی پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سکریٹری حکیم احمد شجاع صاحب ملنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اجمیر شریف میں پہنچا ہوں۔ مزار روضہ شریف کے اندر اترا ہوں اور خادم نے میرے سر پر مزار کا غلاف ڈالا ہے۔ اس کے بعد باہر آیا ہوں اور خواجہ حسن نظامی کو دیکھا کہ وہ مٹی کی ایک بدھنی ہاتھ میں لئے وضو کرنے جا رہے ہیں۔ یکایک حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے آواز آئی "حسن نظامی کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھو" اس واسطے میں لاہور سے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے آیا ہوں۔ میں نے کہا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ چونکہ اب انسان کی مصیبتوں کا سورج غروب ہونے والا ہے۔ اور میں نے اس کے لئے چشتی برادری بنائی ہے۔ اس واسطے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حکم دیا کہ مغرب کی نماز میرے ساتھ پڑھیں۔ اس کے بعد انھوں نے میری اقتدا میں مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد انھوں نے اپنی تصنیف کردہ کتابیں مجھے دیں۔ وہ ۱۲ برس سے قرآن شریف کی تفسیر لکھ رہے ہیں۔ ۲۱ پارے لکھ چکے ہیں۔ رات کو ساڑھے نو بجے واپس چلے گئے۔

نیند گھٹ گئی ہے کہ معلوم نہیں جگر کی خرابی کے سبب یا کسی اور وجہ سے میری نیند بہت گھٹ گئی ہے۔ دو روز سے تہجد ناغہ ہو جاتی ہے اور صبح کی ٹھنڈی ہوا ایسی اچھی معلوم ہوتی ہے

کہ جی چاہتا ہے کہ بستر سے نہ اُٹھوں اور آنکھیں بند کئے پڑا رہوں۔

**میت و برات** — آج شام کو میری موٹر دہلی دروازے سے باہر نکلی تو ایک میت قبرستان جا رہی تھی۔ بہت سے مسلمان میت کے ساتھ تھے ذرا اور آگے بڑھا تو باجے بجتے ہوئے سُنائی دئے۔ کسی مسلمان کی بارات باہر سے دہلی میں آ رہی تھی۔ دولھا سہرا باندھے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے موٹر روک لی۔ اور آس پاس کا منظر دیکھا۔ دائیں طرف دہلی کا بڑا جیل خانہ تھا جس میں تقریباً ایک ہزار قیدی مختلف جرائم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور جو اُس پُرانی فصیل کے اندر واقع ہے۔ جہاں شاہی زمانے میں پردیسی مسافر آکر ٹھیرتے تھے۔ یعنی وہ ایک سرا تھی۔ پھر بائیں طرف دیکھا۔ شہنشاہ فیروز شاہ تغلق کے عظیم الشان قلعے کے کھنڈر چپ چاپ کھڑے تھے۔ اور اُن کے اوپر راجہ اشوکا کا بنوایا ہوا بیس گز لمبے پتھر کا ایک مینار کھڑا تھا جس پر گوتم بدھ کے دس حکم کندہ ہیں۔ اور سڑک پر ایک میت چار آدمیوں کے کندھوں پر سوار جا رہی تھی۔ اور وہ ایک دولھا براتیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔ اور کبھی واپس نہ آنے کے لئے جا رہا تھا۔ اور ایک آ رہا تھا کچھ دیر یا کچھ دن یا کچھ مہینے یا کچھ سال خوش رہنے کے لئے آ رہا تھا۔ میرے اندر پاک ذات جلوہ افروز تھی۔ میں اُس کا منہ تکتا تھا اور وہ میری طرف تکتی تھی۔ میری پاک ذات مجھ سے کہتی تھی "دیکھ ہماری رنگ برنگ شانوں کے تماشے" میں کہتا تھا یہ بھی دیکھا۔ وہ بھی دیکھا۔ سب کچھ دیکھا مگر اب بھی یہی ہوس ہے کہ تجھ کو بے حجاب اور بے پردہ دیکھ کر دل ٹھنڈا کروں۔

**شاہی حلوائی کی وفات** — عزیز معانی عبدالمالک عاصی نظامی نے یہ الم ناک خبر ٹیلی فون کے ذریعے بھیجی کہ دہلی کے شاہی حلوائی شیخ عبدالمجید صاحب نے وفات پائی۔

شیخ صاحب عاصی نظامی کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اور اُن کی دکان کا حلوا سوہن تمام ہندوستان میں مشہور تھا۔ گھنٹہ گھر چاندنی چوک میں ان کی دکان ہے۔ جہاں پپڑی کا گھی کا، اور حبشی اور دودھیا۔ تمام اقسام کے حلوا سوہن فروخت

ہ دتے ہیں۔

مرحوم برا چہ قوم میں تھے۔ اور کوچہ قابل عطا میں رہتے تھے۔ جب اسمبلی نئی نئی بنی تھی تو خلافت کمیٹی کا غلغلہ تھا۔ اور مسٹر آصف علی اور مسٹر رؤف علی بیرسٹر اور مولانا عارف ہسوی اور مولانا عبداللہ صاحب آٹے والے نے سرکاری امیدوار کے مقابلے میں ان کو اسمبلی کا امیدوار بنایا تھا اور مسٹر رؤف علی بیرسٹر نے اُن کی طرف سے بیان شائع کیا تھا۔ جو اُردو زبان کا ایک لاجواب مضمون تھا جس میں حلوائی کی دکان کی سب مٹھائیاں عبارت آرائی میں دکھائیں اور چکھائیں تھیں۔ اور دہلی کے ہندو مسلمانوں نے مل کر ان کو منتخب کیا تھا اور سرکاری ممبر کو شکست ہوئی تھی۔ اور یہ تین سال تک اسمبلی کے ممبر رہے تھے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام دہلی میں آئے تو انھوں نے اپنے کمالات حلوا سوہن سازی کے بہت سے نمونے میرے ذریعے پیش کئے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت نے ان کو پسندیدگی کا ایک فرمان بھی عطا فرمایا تھا۔

وفات سے دو روز پہلے مرحوم نے مجھے یاد کیا۔ مگر کسی نے مجھے خبر نہ دی۔ آج یکایک سُنا کہ وفات پائی۔ اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب میں دفن ہوئے ذی علم نہ تھے۔ دلی کی پرانی زبان بولتے تھے۔ اور اسمبلی کی ممبری کے زمانے میں وائسرائے سے جو دلچسپ باتیں ہوتیں تھیں اُن کے قصے سُنایا کرتے تھے۔ ایک خاص وضع کا سفید عمامہ باندھتے تھے۔ سفید لباس پہنتے تھے ان کی اولاد بہت لائق ہے۔ اور اِن کی دکان کا حلوا سوہن تمام ہندوستان میں جاتا ہے۔ اور دہلی کے کسی ہندو مسلمان حلوائی کی اتنی بکری نہیں ہوتی جتنی بکری ان کی دکان پر ہوتی ہے۔

## ۹ جماد ثانی ۲۲ مئی منگل دہلی

پُروا ہُوا کہ آج پُروا ہوا کے سبب ۱۲ بجے تک موتی محل بالاخانے پر کام کرتا رہا اس کے بعد قدیمی حجرے میں گیا اور عصر کے بعد تک وہاں کام کیا۔ موٹر مرمت کے لئے گئی ہے اس لئے سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں نہ جا سکا۔

سید احمد حسین نظامی کو احمد آباد سے آج

صبح خواجہ لال نظامی کا تار آیا تھا کہ سید احمد حسین بن سید نظام علی نظامی اور اُن کے بھائی سید قاسم علی نظامی آج آپ کے پاس آئیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں آ گئے۔ ایمان خانے میں قیام کیا۔ اور شام کو بمبئی چلے گئے۔

ان کے والد سید نظام علی نظامی کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ اُن کی دُکان احمد آباد میں چاندی سونے کے زیور اور برتنوں کی ہے اور میرے نام پر نظامیہ جیولری مارٹ نام رکھا ہے۔

**حسین آنے والے ہیں** کہ آج حسین کا تار آیا ہے۔ ۲۵ رمئی کو دہلی آ جائیں گے۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

**کھانا نہیں کھایا** کہ آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ خبریں سُن کر جلدی سو گیا۔ مولانا عشقی پاؤں دبانے آئے تھے۔ رات کو ۳ بجے بیدار ہوا غسل خانے کے برتنوں میں پانی بھرا غسل کیا۔ نماز پڑھی اور اوراد پورے کئے۔ پھر صبح تک تحریری کام کرتا رہا۔

**چھپکلی کا حملہ** کہ لکھتے وقت ایک چھپکلی میرے چہرے پر کودی اور بھاگ گئی۔ میں نے ہنس کر کہا تو میرے چہرے کی عاشق ہے۔ مگر میں نہیں ہوں۔ صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب ملنے آئے تھے۔

**درگاہ کی کھرنی** کہ آجکل درگاہ کی بڑی کھرنی میں کھرنیاں بہت لگی ہیں۔ دن بھر بچے بانسوں سے توڑتے رہتے ہیں۔ اور میرے حجرے کے سامنے غُل مچا رہتا ہے۔

**بُولتی اُردو** کہ میں نے شیخ چلی کی ڈائری ایسی زبان میں لکھنی شروع کی ہے۔ کہ اس کو بولتی اُردو کہہ سکتے ہیں۔ آسان ہے عام فہم ہے۔ اور ہر دل پر اثر کرنے والی ہے اس کتاب کا ایک حصہ ہر مہینے کے آخر میں شائع ہوا کریگا۔ اور میں ایک کروڑ تک اس کی اشاعت پہنچا دوں گا۔ تاکہ یہ دعویٰ کر سکوں کہ دُنیا کی کوئی زبان اُردو سے زیادہ مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ ساری دُنیا کی کسی زبان کی کوئی کتاب ہر مہینے ایک کروڑ شائع نہیں ہوتی۔

اس کام میں میرے ایک لاکھ مرید اور

چشتی برادری کے ممبر اور لاکھوں مداح
میری مدد کریں گے۔ اور اُردو زبان کی تاریخ
میں یہ کتاب اُردو کی ہر کتاب سے زیادہ
مقبول ہوگی۔

**۱۰ رجماد ثانی ۲۴ رمئی بدھ دہلی**

قورمہ ۔ میں نے ایک دفعہ لکھا تھا ہندوؤں
کا باورچی خانہ بہت صاف ہوتا ہے۔ اور انگریزوں
کے کھانے کی میز بہت شاندار ہوتی ہے۔ مگر
کھانا مسلمانوں کا مزے دار ہوتا ہے۔ مسلمانوں
کے کھانوں میں پلاؤ قورمہ بہت مشہور رہے ہے
صوفی صاحب اجمیری کبھی کبھی میرے لئے اور
میرے بچوں کے لئے قورمہ پکوا کر لاتے ہیں۔
آج سید سمیع الدین صاحب کے ہاں سے منت
کا قورمہ آیا تھا۔ میرے سامنے آیا تو میں نے
کہا ذرا دوربین لاؤ تاکہ میں اس کی تہ کو دیکھوں
کہ مسالے کے موتی کہاں ہیں کیونکہ سارا
پیالہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ دل نے کان میں
کہا "تو نے ہندی زبان کا یہ مقولہ نہیں سُنا
"گھی بنائے سالنا بڑی بہو کا نام" قورمے کے
لئے گھی کا ہونا ضروری ہے"۔ میں نے کہا
مائی ڈیر ہارٹ! یہ بات تو ٹھیک ہے۔ مگر
میرا جگر گھی اور مٹھاس برداشت نہیں کر سکتا
خدا نے پیر بنایا اور مولوی بنایا۔ مگر معدہ
مولویوں اور پیروں کا نہیں دیا"۔

کچھوچھے شریف والے حضرت شاہ علی حسین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔
"میری عمر اسی برس کی ہے۔ مگر میں اب بھی
روزانہ ایک مُرغ کا قورمہ کھا لیتا ہوں"۔
میرے دادا بھی صبح کے وقت دو سیر کھچڑی
اور سیر بھر گھی کا ناشتہ کیا کرتے تھے۔ اور
ایک ہرن کا گوشت اکیلے کھا لیتے تھے۔

بہرحال کوشش کر کے میں نے گھی کے
سمندر کی تہ سے چٹ پٹے مسالے کے
موتی نکالے اور اُن کی لذت سے اپنی زبان
کے چٹورے پن کو زیر بار احسان کیا۔

گنڈہ ۔ بُدہ والے روشن دل سید یامین
نظامی بُدہ کے سلام کے لئے آئے تھے۔
اور اپنی بیوی کے لئے گنڈہ بھی بنوایا تھا۔
اور محمود احمد نظامی بی اے بھی ملنے آئے تھے

بیداری ۔ ۲۴ تاریخ رات کو موتی محل کے صحن
میں اپنے قوت بازو بھائیوں کے ساتھ رات
کے ڈیڑھ بجے تک بیٹھا رہا تھا۔ اس کے بعد

۳ بجے تک معمولات سے فرصت پائی
اور سو گیا جسم حد سے زیادہ بےچین رہا
مگر نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے۔

۱۱ر جمادی ثانی ۲۴ر مئی جمعرات دہلی
چیف کمشنر صاحب کی چونکہ موٹر ابھی
تک مرمت گھر سے واپس نہیں آئی ہے
اس لئے آج صبح تانگے میں چیف کمشنر صاحب
سے ملنے گیا تھا کپڑے کی جو مشکلات پبلک
کو درپیش ہیں۔ اور جو خرابیاں انتظام کرنے
والوں کی ہیں ان کی نسبت بات چیت کی
تھی اور ملکہ رضیہ سلطان کے روضے کی تعمیر
کی نسبت بھی گفتگو کی تھی ۱۲ بجے واپس آیا۔
جمعرات کی وجہ سے آج بہت زیادہ ملنے
والے آتے رہے۔ اور میں شام تک درگاہ
شریف کے اندر اپنے قدیمی حجرے میں بیٹھ
کر کام کرتا رہا۔ حضرت میاں محمد شیر صاحب رح
پیلی بھیت والے بزرگ کے نواسے بھی
ملنے آئے تھے۔ خادم حسین نظام راگی
نظامی بھی اپنی بیوی کے ساتھ آئے تھے۔

تربوز کے خلیفہ غوث محمد صاحب نے سبزی
منڈی سے دو بڑے تربوز بھیجے تھے۔

سید ظہیر احمد صاحب کے حضرت مولانا سید
نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد دہلی
کے برادر زادے سید ظہیر احمد صاحب بھی آئے
تھے۔ وہ نقشہ نویسی کے فن کے بڑے ماہر
ہیں۔ انھوں نے ہیکل اسم اعظم کا نہایت
عمدہ نقشہ تیار کیا ہے۔

آفتاب ہاشمی صاحب کے حضرت شیخ
نجیب الدین متوکل رض برادر حقیقی حضرت
بابا فرید الدین رح گنج شکر اور حضرت بی بی فاطمہ رض
دختر حضرت بابا صاحب رض کے مزارات
پر سنگ مرمر کے چھپر کھٹ بنوائے ہیں اور
آفتاب ہاشمی صاحب مکرانہ جودھپور کے
سنگ مرمر کی فروخت کا کام کرتے ہیں۔
اس لئے آج وہ آئے تھے۔ اور میں نے اُن
سے سنگ مرمر کی خرید اور چھپر کھٹ کی تیاری
کی نسبت بات چیت کی تھی۔ دس ہزار
روپے کے خرچ کا تخمینہ ہوا ہے۔

تانگے کی ٹکر کے میرا ملازم یونس
سائیکل پر دہلی گیا تھا۔ وہاں ایک
تانگے سے ٹکر ہوئی۔ یونس کے بہت چوٹ
آئی وہ بیہوش ہو گیا۔ مگر اب حالت ٹھیک ہے۔

# اشتہار مشعر حکم حاضری مدعاعلیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبداللہ صاحب بہادر سب جج درجہ اول دہلی

## نمبر مقدمہ ۱۷۷ بابت ۱۹۴۵ء

شیخ علیم الدین ولد سراج الدین قوم شیخ سکنہ منڈی گلی پہاڑ گنج دہلی مدعی

بنام

حبیب اللہ عرف بگن ولد عنایت حسین قوم شیخ ساکن گلی کمہاران مکان نمبر ۱۳۷۴ نٹولہ پہاڑ گنج دہلی وغیرہ مدعاعلیہم۔

## دعویٰ استقرار حق و حکم امتناعی دوامی بابت ایک قطعہ مکان

بنام مسماۃ مریم بی زوجہ حاجی عبدالرحیم قوم شیخ ساکن مکان نمبر ۱۲۴۰ علاقہ نمبر ۱۵ نٹولہ پہاڑ گنج دہلی

مسماۃ زینب زوجہ شہاب الدین ساکن مکان نمبر ۵۶۰۵ کٹرہ رائے جی پہاڑ گنج دہلی

محمد اسمٰعیل ولد رحیم بخش قوم شیخ ساکن مکان نمبر ۵۶۰۵ کٹرہ رائے جی پہاڑ گنج دہلی۔

مسماۃ صغریٰ بی بیوہ محمد یعقوب قوم شیخ سکنہ محلہ سنگتراشان پہاڑ گنج دہلی بر مکان حفیظ الدین برادر خود مکان نمبر ۴۰۵۵

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعاعلیہ مسماۃ مریم بی مسماۃ زینب محمد اسمٰعیل مسماۃ صغریٰ بی مدعاعلیہم تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعاعلیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہم مذکور بتاریخ ۱۲ ماہ جون ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی صدر کچہری کشمیری گیٹ حاضر عدالت ہذا نہیں ہونگے تو اُن کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۲ ماہ مئی ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

# چشتی ہسٹری

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

ہندوستانی اور غیر ہندوستانی سیاحوں کی معلومات کے لئے یہ چھوٹی سی ہسٹری لکھی جاتی ہے۔

**چشت** } افغانستان میں ہرات اور بلخ کے وسط میں ایک شہر کا نام چشت ہے ایک ہزار برس پہلے وہاں حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد میں صوفیوں کا ایک خاندان رہتا تھا جو چشتی کہلاتا تھا۔ یہ لوگ حضرت علیؑ کی اولاد میں بھی تھے اور صوفی سلسلوں کے رواج کی موافق حضرت علیؑ کے مرید بھی تھے۔ ان کا سلسلہ یوں شروع ہوتا تھا کہ حضرت علیؑ کے روحانی خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ اور اُن کے خلیفہ بلخ کے حکمران حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ابی ہبیرہ بصریؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ممشاد دینوریؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامیؒ جو چشت کے رہنے والے تھے اور یہاں سے یہ خاندان چشتی کہلانے لگا۔ اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتیؒ اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ۔ اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی چشتیؒ اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ۔

**ہندوستان میں چشتی** } سنجر ایران سے حضرت خواجہ

سید معین الدین حسن چشتی ہندوستان میں اس وقت آئے کہ یہاں سلطان محمود غزنوی رح حملے کرکے باہر کے مسلمانوں کے آنے کا راستہ کھول دیا تھا۔ اور دہلی میں راجہ پرتھی راج کی حکومت تھی جو دہلی سے اجمیر تک کے علاقے کا حاکم تھا۔ حضرت پہلے لاہور میں آکر ٹھیرے۔ پھر دہلی میں آئے اور دہلی سے اجمیر چلے گئے۔ راجہ پرتھی راج اجمیر میں رہتا تھا۔ اُس کے دربار کے ایک مسلمان امیر سید حسین نے جو شیعہ تھے اپنی بیٹی کی شادی حضرت خواجہ سید معین الدین حسن رح سے کردی۔ اور حضرت اجمیر میں رہنے لگے۔

چند روز کے بعد شہاب الدین محمد غوری کا حملہ ہوا جس میں پرتھی راج اور اس کے ڈیڑھ سو مددگار راجہ کرنال پنجاب کے قریب میدان جنگ میں مارے گئے اور شہاب الدین غوری کے غلام قطب الدین ایبک نے دہلی فتح کرکے قطب مینار بنایا اور ایک مسجد قوت اسلام بنائی۔ اور اجمیر فتح کرکے وہاں بھی ایک مسجد بنائی جو ڈہائی دن میں تیار ہوئی تھی۔ اور جو ڈہائی دن کا جھونپڑہ کہلاتی ہے اور موجود ہے

## حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کی

سید معین الدین حسن چشتی رض نے اپنے ایک مرید کو اپنا خلیفہ بناکر دہلی میں مقرر کیا۔ جس کو غلام خاندان کے بادشاہوں نے اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ یہ خلیفہ ترکستان کے شہر اُوش کے رہنے والے تھے۔ اور اُن کا نام سید قطب بختیار تھا۔ جو خلافت ملنے کے بعد حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رح کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ اور جن کا مزار قطب مینار کے پاس ہے شمس الدین التمش اور اس کی بیٹی رضیہ سلطانہ دونوں حضرت سید قطب بختیار رض کے مرید تھے۔ اور سلطنت کے سب سول اور فوجی عہدے دار بھی حضرت کے مرید تھے۔ اور یوں غلاموں کی سلطنت ایک لحاظ سے چشتی سلطنت بن گئی تھی۔

## سید قطب بختیار کے خلیفہ بلخ کا حکمران

خاندان چنگیز خانی حملوں کے زمانے میں بلخ جھوڑ کر

ہندوستان میں آگیا تھا۔ اور ملتان میں آباد تھا۔ اس خاندان کے ایک ہونہار نوجوان حضرت شیخ فریدالدین مسعود رح کو حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار نے اپنی خلافت دی تھی اور انھوں نے ملتان کے قریب اجودھن نام کے ایک مقام پر اپنی خانقاہ بنائی تھی۔ اور وہ حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رح کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ جن کا مزار پنجاب کے ضلع منٹگمری کی ایک تحصیل پاکپٹن میں موجود ہے اور جہاں ہر سال محرم کے مہینے میں ایک لاکھ سے زیادہ زائرین جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے گزرتے ہیں۔ جس کو "بہشتی دروازہ" کہا جاتا ہے۔ اور جو سال بھر بند رہتا ہے۔ اور صرف دورات کے لئے کھولا جاتا ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر رح کا بھی سلطنت پر بہت بڑا اثر تھا۔ اور غلام خاندان کا شہنشاہ سلطان غیاث الدین بلبن حضرت کا مرید تھا۔ اور اس نے اپنی ایک بیٹی کی شادی بھی حضرت کے ساتھ کی تھی۔

## حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا رح

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر رح نے دہلی میں حضرت خواجہ سید نظام الدین محمد اولیا رح کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ جن کے دادا سید علی چنگیزی حملوں کے زمانے میں بخارا سے غزنی میں آئے اور غزنی سے لاہور میں آئے اور لاہور سے یوپی کے شہر بدایوں میں جاکر مقیم ہوئے اور اسی جگہ حضرت خواجہ سید محمد رح پیدا ہوئے جن کا نام بعد میں خواجہ سید نظام الدین اولیا مشہور ہوا یہ ۱۶ برس کی عمر میں بدایوں میں اپنی تعلیم پوری کر کے دہلی میں آئے۔ اور دہلی میں سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار کے سب سے بڑے محدث مولانا شمس الملک سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ پھر پاکپٹن میں جاکر حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر کے مرید ہوئے اور اُن سے دہلی کی خلافت حاصل کی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح دہلی میں بدایوں سے آئے تو ۲۶ برس کی عمر تھی

اورجب وفات ہوئی تو ۹۰ برس کی عمر تھی
اُنھوں نے سات بادشاہوں کی حکومت
دیکھی۔ (۱) غیاث الدین بلبن (۲) معز الدین
کیقباد (۳) جلال الدین خلجی (۴) علاء الدین
خلجی (۵) قطب الدین خلجی (۶) غیاث الدین
تغلق اور (۷) محمد تغلق۔ ان سات
بادشاہوں میں پانچ بادشاہوں نے ان
کے چشتیہ مشن کی تعلیم قبول کی مگر دو بادشاہوں
نے قبول نہیں کی۔ ایک قطب الدین خلجی
نے اور دوسرے غیاث الدین تغلق نے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح نے
اپنے سیکڑوں خلیفہ بنا کر تمام ہندوستان
میں بھیج دیئے۔ اور صرف ہندوستان ہی
نہیں بنگال سے آسام اور آسام سے
چین تک اُن کے خلیفہ پہونچ گئے۔ جب
ابن بطوطہ چین کی سیاحت کے لئے گیا تو
اُس نے چشتیہ خاندان کے بہت سے
مشائخ وہاں دیکھے تھے۔ حضرت خواجہ
نظام الدین اولیا رح نے گجرات اور مالوہ
اور دکن اور مدراس کے علاقوں میں بھی
اپنے پانچسو خلیفہ بھیجے تھے۔ جنھوں نے
چشتیہ مشن کو تمام ہندو مسلمانوں میں پھیلا
دیا تھا اور دکن کی بہمنیہ سلطنت اور گجرات
کی سلطنت کے سب بادشاہ چشتیہ خاندان
کے مرید تھے۔ جن کے مشائخ کا بادشاہوں
پر اتنا زیادہ اثر تھا کہ وہی بادشاہوں کو
نامزد کرتے تھے۔ اور انھیں کی ہدایات
کے موافق بادشاہ حکومت چلاتے تھے
چنانچہ بہمنیہ سلطنت کا پہلا بادشاہ
حسن بہمنی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا
کی دعا سے بادشاہ ہوا تھا۔ اور اُس نے
گلبرگے میں تخت نشین ہو کر پہلی نذر حضرت
خواجہ نظام الدین اولیا رح کے خلیفہ مولانا
برہان الدین غریب کی خدمت میں بھیجی کی
تھی۔ جو دولت آباد دکن میں رہتے تھے۔ اور
بہمنی خاندان کے جتنے بادشاہ ہوئے
وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح کے
خلیفہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی
کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ حضرت سید محمد
گیسو دراز کے مرید اور حلقہ بگوش تھے۔

چشتیہ مشن کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود
گنجشکر رح سے بہت ترقی ہوئی۔ جن کے

ایک خلیفہ حضرت جمال الدینؒ ہانسی ضلع حصار میں تھے۔ اور ایک خلیفہ حضرت علاء الدین صابرؒ کلیر ضلع سہارن پور میں تھے۔ اور ایک خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی میں تھے۔ اور ان تینوں سے چشتیہ جمالیہ اور چشتیہ نظامیہ اور چشتیہ صابریہ سلسلے جاری ہوئے تھے۔ اور ان سلسلوں کے سیکڑوں درویش ہندوستان کے سب صوبوں اور شہروں اور قصبوں اور دیہات میں جگہ جگہ پھیل گئے تھے۔ اور جواب تک موجود ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضؒ کے ہزاروں خلیفہ تھے۔ لیکن دو خلیفہ بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ ایک بنگال میں حضرت اخی سراجؒ اور دوسرے دہلی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضؒ بنگال کی سب حکومتوں کے بادشاہ حضرت اخی سراج کے مرید تھے۔ یعنی چشتیہ نظامیہ سراجیہ سلسلہ انہوں نے قبول کیا تھا۔ اور جین میں بھی سراجیہ سلسلہ پہونچا تھا۔ اور دہلی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ سے سلطان محمد تغلق اور سلطان فیروز شاہ تغلق نے بیعت کی تھی۔ اور بعد کے سب بادشاہ بھی چشتیہ نظامیہ نصیریہ سلسلے میں بیعت تھے۔ لودھی خاندان کا بانی بہلول لودھی بھی حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رضؒ کے خاندان میں مرید تھا۔ اور اُس کی قبر بھی حضرت رضؒ کے مزار کے قریب بنائی گئی تھی۔ اور سکندر لودھی اور ابراہیم لودھی بھی چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید تھے۔

بابر اور ہمایوں ہندوستان میں آئے تو ان دونوں نے بھی چشتیہ خاندان کو قبول کیا اور شیر شاہ افغان نے ہمایوں کو ہندوستان سے نکال کر جب دوبارہ افغان حکومت قائم کی تو وہ اور اُس کا بیٹا سلیم شاہ بھی چشتیہ خاندان کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

اور جب ہمایوں نے دوبارہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اُس کے بیٹے جلال الدین اکبر نے حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رضؒ کی

اولاد میں ایک بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتی رح
سے بیعت کی۔ اور اپنی رانی کے ساتھ
آگرے سے اجمیر تک دو دفعہ پیدل گیا
اور اولاد کی دعا مانگی۔ اور جب اُس کی
رانی حاملہ ہوئی تو اُس نے اپنے پیر حضرت
شیخ سلیم چشتی کے گھر میں رانی کو بھیج دیا۔
اور اُسی گھر میں اکبر کا ولی عہد اور جانشین
نور الدین جہانگیر پیدا ہوا۔ اور اُس کا نام
حضرت شیخ رح کے نام پر سلیم رکھا گیا۔ اور اکبر
حضرت شیخ سلیم چشتی رح کے نام کی برکت حاصل
کرنے کے لئے اپنے ولی عہد جہانگیر کو "شیخو جی"
کہا کرتا تھا۔

جہانگیر بھی آخر عمر تک چشتیہ خاندان کا
حلقہ بگوش رہا۔ اور اتنی نذر نیاز اپنے
پیر کے بیٹے حضرت شیخ ابراہیم چشتی رح کو
دی کہ جب حضرت شیخ ابراہیم چشتی کا
انتقال ہوا تو ۲۵ کروڑ روپے نقد اُن کے
گھر سے نکلے تھے۔

جہانگیر کا بیٹا شہاب الدین شاہجہاں
بھی چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید ہوا۔
اور اُس کی بیٹی جہاں آرا بیگم اور اُس کا
بڑا بیٹا دارا شکوہ بہت زیادہ چشتیہ
خاندان کے گرویدہ تھے۔

شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم کی
قبر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح
میں ہے۔ اور جس کی قبر کے سرہانے یہ
لوح لکھی ہوئی ہے۔

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا
کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است
الفقیرہ الفانیہ جہاں آرا۔ مرید خواجگان
چشت بنت شاہجہاں بادشاہ غازی
انار اللہ برہانہ ۱۰۹۲ سنہ۔

ترجمہ:۔ میری قبر کو سوائے گھانس کے اور
کسی چیز سے نہ ڈھکا جائے کہ غریبوں کے
لئے گھانس سے اچھا کوئی قبر پوش نہیں ہے۔
میں فقیر ہوں۔ اور میں فنا ہونے والی ہوں
اور میرا نام جہاں آرا ہے۔ اور میں چشتیہ
درویشوں کی مرید ہوں۔ اور میں شاہجہاں
بادشاہ کی بیٹی ہوں۔

شاہجہاں کا بیٹا محی الدین عالمگیر
اورنگ زیب درویشوں کا کچھ زیادہ
معتقد نہیں تھا۔ لیکن عمر کے آخر حصے میں

وہ بھی چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید ہوا
اور اُس کی قبر بھی خلد آباد اورنگ آباد میں
اُس کے پیر کے مزار کے قریب بنائی گئی۔
اورنگ زیب کی اولاد میں جتنے بادشاہ
ہوئے وہ سب کے سب چشتیہ نظامیہ
خاندان کے مرید تھے۔ چنانچہ محمد شاہ بادشاہ
نے اپنی قبر بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ
کے مزار کے پائین بنوائی۔ اور حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاؒ کے مزار پر سب سے پہلے تیمور
نے گنبد بنوایا۔ پھر اکبر نے کچھ تعمیر کرائی۔ پھر شاہجہاں
نے تعمیر کرائی۔ پھر اورنگ زیب نے مزار کے سرہانے
مجلس خانہ بنوایا۔ پھر محمد شاہ نے تمام درگاہ میں
سنگ مرمر کا فرش لگوایا۔

مغل خاندان کے آخری شہنشاہ سراج الدین
محمد بہادر شاہ بادشاہ بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے
کے مرید تھے۔ اور اُن کو خلافت بھی تھی۔ چنانچہ
اپنی بادشاہی کے زمانے میں ہزاروں آدمیوں
کو اُنھوں نے مرید کیا تھا۔ اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب
کے وقت جب وہ دہلی کے لال قلعے سے نکلے
اور انگریزی فوج دہلی میں داخل ہوئی تو وہ
سب سے پہلے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ
میں آگئے تھے۔ اور یہاں سے ہمایوں کے مقبرے میں جاکر
گرفتار ہوئے تھے۔

**قبر کی حکومت** کہا جاتا ہے کہ جب لارڈ کرزن
ہندوستان کے وائسرائے ہو کر آئے اور اُنھوں نے حضرت
خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے مزار کی مقبولیت
دیکھی کہ ہندوستان کے چالیس کروڑ ہندو مسلمان عیسائی
پارسی اور یہودی اور بُدھسٹ اس مزار سے
بہت زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں تو اُنھوں نے کسی دوست
کو یا اخبار کو لکھا تھا۔ اور جو امریکہ کے اخباروں
میں بکثرت شائع ہوا تھا کہ میں نے ہندوستان میں
ایک عجیب بات دیکھی کہ ایک قبر کروڑوں باشندوں
کے دلوں پر حکومت کرتی ہے۔

اِس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ کرزن نے
بہت جلدی ہندوستان کی ایک بڑی گہری بات
کو سمجھ لیا تھا۔ اور اُنھوں نے جو کچھ لکھا تھا بالکل
ٹھیک لکھا تھا۔

اگرچہ ہندوستان میں قادریہ اور نقشبندیہ اور سہروردیہ
خاندان کے درویش بھی بہت مقبول ہیں اور صدیوں
سے اُن کے سلسلے یہاں جاری ہیں لیکن ہندوستان
کی سلطنت پر شروع سے آخر تک چشتی درویشوں کا
قبضہ یا اثر و رسوخ رہا ہے اور اب بھی پنجاب اور

سرحد اور سندھ اور بلوچستان کے وہ مسلمان جو انگریزی سلطنت کے سول اور ملٹری محکموں میں غلبہ رکھتے ہیں وہ سب کے سب چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید ہیں اور موجودہ جنگ یورپ میں لڑنے والے لاکھوں فوجی مسلمان بھی چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید ہیں۔ اور پنجاب کے سابق وزیر اعظم نواب سر سکندر حیات خاں بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مرید تھے اور موجودہ وزیر اعظم نواب خضر حیات خاں بھی چشتیہ سلسلے کے مرید ہیں۔

## مسٹر سلیمن کی غلطی

۱۸۵۷ء سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ملازم مسٹر سلیمن نے دہلی کا گائیڈ بک لکھی تو اس میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی نسبت لکھدیا کہ وہ ٹھگوں کے پیر تھے۔ اور پھر مسٹر کین اور مسٹر فینشلا نے دہلی کی نسبت کتابیں لکھیں تو انہوں نے بھی سلیمن کی مذکورہ غلط عبارت کو نقل کر دیا مسٹر سلیمن نے یہ غلطی اس لیے کی تھی کہ وہ چند ہندو مسلمان ڈاکوؤں کو ضلع گوڑگانوہ سے گرفتار کر کے لائے اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے قریب سے گزرے تو ان ڈاکوؤں نے مسٹر سلیمن سے درخواست کی کہ ان کو ان کے پیر کی درگاہ کی زیارت کرنے کی اجازت دی جائے مسٹر سلیمن نے ان کو اجازت دی اور خود بھی ان کے ساتھ درگاہ میں آئے۔ اور انھوں نے دیکھا کہ ڈاکوؤں نے اپنے سر مزار کی چوکھٹ پر رکھے اور دعائیں مانگیں یہ دیکھ کر مسٹر سلیمن نے نوٹ بک میں لکھ لیا کہ نظام الدین اولیاؒ ڈاکوؤں کے پیر تھے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ درویشوں کو نیک لوگ بھی مانتے ہیں اور برے لوگ مانتے ہیں۔

## شہنشاہ جارج پنجم

جب شہنشاہ جارج پنجم بحیثیت پرنس آف ویلز کے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں آئے تو ان کے ساتھ سر چارلس ریواز لفٹننٹ گورنر پنجاب بھی تھے شہنشاہ مزار کے سامنے کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے اردو زبان میں کہا: "یہ وہ مزار ہے جہاں ترک اور افغان اور مغل شہنشاہ اپنے سر چوکھٹ پر رکھتے تھے۔ اور آج پہلا دن ہے کہ برطانیہ کے شہنشاہ کا ولی عہد یہاں آیا ہے" لفٹننٹ گورنر نے میری بات کا ترجمہ پرنس کو سنایا تو پرنس نے اپنی ٹوپی اتار کر اپنا سر جھکایا اور کہا میں بھی اس مزار کی عزت کرتا ہوں"

یہ ہے مختصر ہسٹری چشتیہ خاندان کے مشن کی اور درویشوں کی جس سے ہر سیاح اور ہر حکومت کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں وہی حکومت کامیاب ہو سکتی ہے جو چشتیہ خاندان کے درویشوں کی قدیمی اور تاریخی عظمت کو پیش نظر رکھے۔ اور اسی غرض سے میں نے چشتی برادری قائم کی ہے اور یہ مختصر تاریخ لکھی ہے۔ حسن نظامی

# دُنیا کی کوئی سرکار کنٹرول نہیں کر سکتی

ہندوستان میں ہر چیز کا کنٹرول ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے۔ مگر انگریز سرکار شاعری کا کنٹرول نہیں کر سکتی عشق بازی کا کنٹرول نہیں کر سکتی۔ وہ کپڑا ناپ ناپ کر دیتی ہے۔ مگر شاعر کے خیالات کو نہیں ناپ سکتی۔ اور عشق باز کی شبِ فراق کی لمبائی بھی نہیں ناپ سکتی۔

اسی طرح حضرت مولانا شیخ چلی صاحب کی ڈائری کی نشتر کاری اور ہنسی بازی کا کنٹرول بھی نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی انگریز ایسا ہے تو سامنے آئے۔ اور کوئی ایسی تجویز پیش کرے جس میں یہ سمجھو کہ واقعی وہ شیخ چلی کی ہنسی خوشی کی باتوں کی جو نہایت مقوی غذا ہے۔ راشن بندی کر سکتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آئندہ بھی کبھی نہ ہو سکے گا۔ شیخ چلی کی ڈائری ہندوؤں میں پڑھی جائیگی۔ مسلمانوں میں پڑھی جائے گی۔ سکھوں میں پڑھی جائیگی۔ عیسائیوں میں پڑھی جائے گی۔ پارسیوں میں پڑھی جائیگی یہودیوں میں پڑھی جائے گی۔ بدھوں اور جینیوں میں پڑھی جائے گی۔ امیروں میں پڑھی جائے گی غریبوں میں پڑھی جائیگی۔ گوروں میں پڑھی جائیگی۔ کالوں میں پڑھی جائیگی اور مفت نہیں بلکہ ایک آنہ خرچ کر کے پڑھی جائے گی۔ وہ ایک آنہ جس کے چار پیسے ہوتے ہیں۔ وہ چار پیسے جن کی بارہ پائیاں ہوتی ہیں۔ ہر جیب سے اُچھل اُچھل کر باہر آئیں گے۔ "لاؤ شیخ چلی کی ڈائری لاؤ" کا غل مچائیں گے۔ صبح ناشتے کے وقت پڑھیں گے۔ دوپہر کو لنچ کے وقت پڑھیں گے۔ شام کی چاء کے وقت پڑھیں گے۔ رات کے کھانے کے وقت پڑھیں گے۔ کارخانوں میں پڑھیں گے۔ ریل میں پڑھیں گے۔ سفر کے وقت پڑھیں گے۔ شکار میں پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ آنریبل ممبر صاحبان وائسرائے سے باتیں کرتے جائیں گے۔ اور شیخ چلی کی ڈائری بھی پڑھتے جائیں گے۔ کیونکہ شیخ چلی کی باتوں میں جادو ہے۔ ایسا جادو جو حلال بھی ہے اور سر چڑھ کر بولنے والا بھی ہے۔ اور جس میں اُردو زبان کو ریڈیو اور فلم کی اُردو نشریات سے زیادہ فروغ دینے کی طاقت ہے۔

# شیخ چلی کی ڈائری کی ایجنسیاں

اخبار والوں کو ہمیشہ شکایت رہتی ہے کہ اخبار فروش ایجنسیاں پورا روپیہ نہیں دیتیں۔ اور اس طرح اخبار والوں کے ہزاروں روپے ایجنٹوں کے ذمے رہ جاتے ہیں اس لئے شیخ چلی کی ڈائری انہیں لوگوں کو دی جائیگی جو ۳ مہینے یا ۶ مہینے یا سال بھر کی قیمت دفتر میں پیشگی جمع کردیں۔ کسی ایجنٹ کو ۱۲ کاپیوں سے کم اور سو کاپیوں سے زیادہ کتابیں نہیں دی جائیں گی۔ پچیس فی صدی یعنی ایک پیسہ فی کتاب کمیشن دیا جائیگا۔ پارسل ڈاک کے ذریعے بھیجے جائیں گے۔ اور محصول ایجنٹ کے ذمے نہیں ہوگا دفتر ادا کریگا۔ اور روانگی ایسے حساب سے ہوگی کہ ہر مہینے کی آخری تاریخ تک تمام ہندوستان کے ایجنٹوں کو ڈائری کے پیکٹ مل جایا کریں گے۔ تاکہ وہ پہلی تاریخ کو اپنے خریداروں میں تقسیم کرسکیں۔

چونکہ دہلی کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ اور دہلی میں یہ آسانی ہے کہ دفتر کو پیکٹ بنانے اور روانہ کرنے کی محنت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اخبار فروش گھر بیٹھے کتابیں لیجاتے ہیں۔ اس واسطے مقدم حق دہلی والوں کا ہے۔ جتنی کتابیں دہلی سے باقی بچیں گی۔ وہ حصہ رسدی تمام ہندوستان میں تقسیم ہوں گی۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ اخبار فروش ہی ایجنسی لیں بلکہ ہر شخص اپنے دوستوں اور تعلق والوں سے دریافت کرکے خریداروں کی فہرست مرتب کرسکتا ہے۔ اور اس کی بموجب شیخ چلی کی ڈائری منگا سکتا ہے۔ لہٰذا "منادی" کے ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اگر شیخ چلی کی ڈائری کی تقسیم کا کام کرنا چاہیں تو فہرستیں مرتب کرکے دفتر منادی کو اطلاع دیں تاکہ اُسی حساب سے ڈائری زیادہ چھپوائی جائے۔ مئی کے مہینے کی ڈائری تیار ہے جو ۱۰ مئی کو شائع ہو جائیگی۔ اور مقررہ کمیشن سب کو ملے گا۔

خط و کتابت کا پتہ

**منیجر اخبار منادی دہلی**

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اپنا اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کی روحانی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار

هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله | هر دم الله

# منادی
دہلی

ایڈیٹر علی
بن خواجہ حسن نظامی

۲۴ جولائی ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ ایک آنہ

## ملا نی جالی کے تصور کی دعا

یا اللہ! تونے اپنے آخری کلام میں حکم دیا تھا مجھ سے دعا کرو میں اسکو قبول کروں گا اس لئے میں بس تجھکو ہی تجھ سے اپنے لئے مانگتا ہوں۔ میرے دل میں تو ہے۔ میری آنکھوں میں تو ہے۔ میرے سارے وجود میں تیرے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ پھر بھی میں نادان ہوں۔ میں انجان ہوں۔ اور تجھکو مندر، گرجا، مسجد، خانقاہ میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں۔ آج اس جالی کے سامنے میں نے تجھکو دیکھ لیا۔ اپنے اندر بھی اور اپنے باہر بھی اور اب مجھے یقین کا مقام حاصل ہو گیا جسکی نسبت تونے قرآن شریف میں فرمایا تھا

"وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ٥"

(اپنے رب کی عبادت یقین کا مقام حاصل کرنے کے لئے کرتا رہ)

پس یقین کی دولت اور نعمت مل گئی۔ اب تو اپنے اسم ذات کی شمع میرے اندھیرے وجود میں روشن کر دے۔ (حسن نظامی)

# مدنی جالی کے تصور کی ناسوتی دعا

(۱) آسمان اور زمین کے بیچ میں اور زمین کے اوپر اور اندر جو کچھ ہے وہ ناسوت ہے اور اس کے بعد جو اونچا مقام ہے وہ ملکوت ہے۔ اور اس سے اوپر جبروت ہے اور اس سے اوپر لاہوت ہے۔ اور اس سے اوپر ہاہوت ہے میں سب سے نیچی منزل ناسوت میں ناسوتیوں کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

---

(۲) عورت مرد کے مقابلے میں قوٰی جسمانی کے لحاظ سے کمزور ہے مگر یقین کی نعمت مرد سے زیادہ رکھتی ہے۔ اس واسطے میں مدنی جالی کے تصور کے وقت سب سے پہلے یقین کے تخت کی ملکہ بیوی خدیجہ رضؓ کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ پھر بیوی فاطمہ رضؓ کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ پھر بیوی عائشہ رضؓ کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ اور ان تینوں کی دولت یقین کا فیضان اُن عورتوں کے لئے مانگتا ہوں جو جنت نشان ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ جو یقین بیوی خدیجہ رضؓ کو ملا تھا اور جو یقین بیوی فاطمہؓ کو ملا تھا اور جو یقین بیوی عائشہ رضؓ کو ملا تھا وہ اب بھی موجود ہے۔ اور سورج اور چاند کی طرح اس روشن یقین کی روشنی اب بھی ساری دنیا میں جگمگا رہی ہے۔ مگر جسطرح بجلی کثیف تاروں میں چھپی رہتی ہے اور لطیف قمقموں میں آکر چمکتی رہتی ہے۔ اسی طرح ہندوستانی عورتوں کے یقین کے حجابات اٹھ جائیں۔ اور اُن کے وجود نورانی قمقمے بن جائیں۔ تاکہ وہ اس ملک میں یقین کا ڈنکا بجائیں جس کی حکومت جانے کے بعد اور اختیارات لٹ جانے کے بعد یقین کے خزانے بھی لُٹ چکے ہیں۔

آمین۔ اے ذات پاک یقین ٭

حسن نظامی

# مدنی جالی کے سامنے
# حسن نظامی کے معروضے

**پہلا معروضہ** حضورؐ کی اُمت جو ہندوستان میں ہے خدا کے اور آپ کے حکم کے خلاف چل رہی ہے۔ جو اُمتی عالم اور مولوی کہلاتے ہیں وہ قرآن و حدیث پڑھتے ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں اور دکھاوے کے لئے عمل بھی کرتے ہیں۔ مگر قرآن کی روح اخوت اسلامی سے کوسوں دور ہٹ گئے ہیں۔ قرآن میں خدا نے حکم دیا تھا۔ فرقہ بازی سے بچو آپس میں نہ لڑو۔ سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو۔ مگر وہ سب فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں دیوبندی ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں اہل حدیث ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں شیعہ ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں مومن ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں احمدی ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں صوفی ہوں۔ مگر ان میں سے ایک بھی نہیں کہتا کہ میں مسلم ہوں۔ [illegible] قرآن [illegible] آپ کی امت کا نام "مُسلِم" رکھا تھا۔

ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے انگریزوں کی رسّی کو پکڑ لیا ہے۔ اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے ہندو [illegible] اور ان میں [illegible]

[illegible]

[illegible] تو عرض کردں [illegible] اس سب کو خودکشی [illegible] حضرت عیسیٰؑ کے برزخ میں آ [illegible] تو کہوں کہ یہ سب ایسے مُردے [illegible] جن کو زندہ کرنے کی ضرورت بھی [illegible] آپ کا اُمتی [illegible]

خدا نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا اس واسطے میں آپ کے روضے کی جالی کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ وہ ان سب کے دل بدل دے اور ان کی آنکھوں کو جو تم سب ہیں اور ان آنکھوں کو جو دل میں ہیں ایسی نگاہ مرحمت ہو جس سے وہ "حبل اللہ" کو پہچان لیں اور ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں۔

---

## دوسرا معروضہ

میں پہلے مسلم ہوں۔ اور اس کے بعد علماء کی جماعت میں ہوں اور اس کے بعد علماء کی ہدایت کی بموجب صوفی ہوں۔ اور اس کے بعد چشتی ہوں۔ اور اس کے بعد نظامی ہوں۔ مگر یہ سب نام عرفی ہیں اور ضمنی ہیں۔ میرا اصلی نام صرف مسلم ہے۔ اور اسلام کی تعلیم اور تلقین کی تعمیل کے لیے مجھے علما کی جماعت اور صوفیوں کی جماعت اور چشتیوں کی جماعت اور نظامیوں کی جماعت کا نام لینا پڑتا ہے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا کہ یہ سب نام قبیلوں کی پہچان کے لئے ہیں۔

میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بموجب اور آپ کے ارشاد کی بموجب چشتی پارٹی بنائی ہے اور میں اس میں اُن سب کو جمع کر رہا ہوں جو مسلم ہیں اور جو غیر مسلم ہیں۔ میں کسی کے مذہبی عقائد اور رواجی عقائد میں دخل دینا نہیں چاہتا بلکہ ان سب کو جو بکھرے ہوئے ہیں ایک لڑی میں پرو کر آپ کے خدا تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اور ان سب کے دلوں کو خود غرضی اور ریا و دکھاوے سے ہٹا کر خلوص اور سچائی کے شہر میں آباد کرنا چاہتا ہوں۔ ایسی آبادی جہاں آپ کے خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک روزی ہو اور آپ کے خدا کی بخشی ہوئی نیک اور زندہ سلامت رہنے والی اولاد ہو۔ اور آپ کے خدا کی دی ہوئی مراد مندی اور خوش دلی ہو۔

مجھ امتی کو آپ کے خدا نے آپ کے قدموں کی برکت سے جو مخفی نعمتیں اور ظاہر نعمتیں عطا فرمائی ہیں میں ان کو خود غرض بن کر اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے

مخصوص کو دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ ان سب کو جو آپ کی
امت میں ہیں اور ان سب کو جو آپ کی امت کے پڑوسی ہیں اور اللہ
کو ایک مانتے ہیں اور آپ کے نام کی اور
آپ کے کام کی عزت کرتے ہیں یہ سب
نعمتیں تقسیم کر دینی چاہتا ہوں۔ آپ کی
یہ جالی خدا کو پیاری ہے۔ یہاں جو کچھ کہا
جاتا ہے وہ سب آپ کا خدا اپنی رحمت کے
کانوں سے سنتا ہے اور ان دعاؤں
و التجاؤں کو قبول کرتا ہے اس لئے میں
آپ کی جالی کے تصور میں پوری طرح یکسو
ہو کر خاص توجہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں
یا اللہ! مسلم لیگ والوں کو اپنا بنا۔
اور ان کے اندر عمل کی جرأت اور ہمت
پیدا کر اور ان کو عقل دے کہ وہ پڑوسیوں
کے حق پہچانیں۔ اور پڑوسیوں کی طرف سے
اگر بد سلوکی ہو تو اس کو سہہ لیں اور برداشت
کر لیں اور ایسی کوئی بات نہ کریں اور نہ
کہیں اور نہ لکھیں جس سے ان میں اور
پڑوسی قوموں میں دشمنی پیدا ہو۔ اور
خدا کی زمین پر بے امنی ہو اور خدا کے
بندوں کو باہر سے آئی ہوئی اجنبی قوم کے

ہاتھوں ذلت اور مصیبت اٹھانی پڑے
آمین۔ میں پھر عرض کرتا ہوں آمین۔
اور تیسری بار عرض کرتا ہوں آمین

---

## تیسرا معروضہ

یا اللہ! تو
رب المسلمین بھی ہے اور رب العالمین
بھی ہے یعنی اپنے پیارے محمد رسول
کی امت کا رب بھی ہے اور جو ہندوستانی
تیرے رسول کی امت میں نہیں ہیں ان کا
رب بھی ہے۔ [illegible] ربانی رحمت اور اپنی
رحمت و شفقت [illegible] ان لوگوں کے دلوں
میں ہم مسلمانوں کی [illegible] پیدا کر جو اپنے
آپ کو ہندو کہتے ہیں یا سکھ کہتے ہیں
یا اچھوت کہتے ہیں یا عیسائی کہتے ہیں
یا پارسی کہتے ہیں یا بدھسٹ کہتے ہیں۔
اور وہ سب اس بات کو سمجھ جائیں کہ
ہم مسلمان ایک ہزار برس تک ہندوستان
کی بادشاہی کر چکے ہیں اور ہم نے اپنی بادشاہی
کے زمانے میں ہندوستان کا ایک پیسہ
ہندوستان سے باہر نہیں جانے دیا تھا
جو کچھ اس ملک سے حاصل کرتے تھے اسی ملک میں

خرچ کر ڈالتے تھے۔ اور عرب اور ترکستان
اور ایران اور افغانستان سے بڑے
بڑے علم والوں اور کمال والوں کو ملا کر
اس ملک ہندوستان کی رونق بڑھاتے
تھے اور علم اور عقل کو چار چاند لگاتے تھے
لہٰذا ہندوستان کی مذکورہ سب غیر مسلم قومیں
جب انصاف اور علم کی آنکھوں سے ہماری
گذشتہ تاریخ پڑھیں تو اُن کو ماننا
پڑے گا کہ مسلمان غیر مسلمانوں سے مل کر
رہنا چاہتے ہیں۔ مگر ایسا ملنا [illegible] ان کی
مسلم ہستی بھی برقرار [illegible]
کی طرح فنا اور نیست و نابود نہ ہو جائے
کیونکہ موجودہ لڑائی میں [illegible] نے
جو فتح پائی ہے وہ مسلمان سپاہیوں کی مدد سے
پائی ہے۔ کیونکہ روس کی فوجوں میں [illegible]
فیصدی مسلمان سپاہی ہیں۔ مگر آج ساری
دنیا میں کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ یہ فتح
مسلمانوں نے حاصل کی ہے۔ بلکہ سب
یہ کہتے ہیں کہ یہ فتح روسیوں نے حاصل
کی ہے۔ گویا اس طرح مسلمانوں کی ہستی
روسی لفظ میں جذب ہو کر نیست و نابود ہو گئی۔

یا اللہ! تو مجھ امتی مسلمان کی نیت کو
جانتا ہے کہ میں جو مسلم لیگ کی حمایت
کرتا ہوں تو محض اس لئے کہ لفظِ مُسلم
قائم و برقرار رہے۔ ورنہ ان سب چیزوں
کو جو جمہوری آزادی کے نام سے مانگی جا رہی
ہیں محض ایک تماشہ اور مورکھ سمجھاؤ
خیال کرتا ہوں۔

---

**چوتھا معروضہ** | یا اللہ! ہندوستان
کی مسلم اور غیر مسلم عورتوں کو اتنی سمجھ دے
اور عقل کی [illegible] دے کہ وہ اپنے مردوں کو
ذاتی غرض [illegible] سے بچائیں اور مشترکہ
ملکی اغراض کو سنبھالنے کی رغبت دلائیں۔
یا اللہ! [illegible] عورتوں کو بیماریوں میں
صحت دے۔ ناداری میں روزی دے
بے اولادوں کو اولاد دے۔ اور اولاد
والیوں کی اولاد کو زندگی اور سلامتی دے
اُن کی لڑکیوں کو اچھے شوہر دے اور ان کے
لڑکوں کو اچھی بیویاں دے۔ اور ان کی
اولاد کو اتنی عقل دے کہ وہ خدا کا حق
بھی پہچانیں اور ماں باپ کا حق بھی پہچانیں

اور قرابتداروں کا حق بھی پہچانیں اور
قوم کا حق بھی پہچانیں اور پڑوسیوں کا
حق بھی پہچانیں۔ اور کوئی کسی کی دل آزاری
نہ کرے۔ کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے اور
سب کے اندر ویسی ہی یک دلی اور
یک عملی پیدا ہو جائے جیسی تیرے انگریز
بندوں میں ہے۔ آمین۔ یا اللہ آمین
یا اللہ آمین۔

یا اللہ بیگم میاں سر محمد شفیع کو صحت
اور سلامتی اور دل کی خوشی عطا فرما اور ان کے
بیٹے محمد اقبال کو اولاد مرحمت کر۔ آمین۔

---

## پانچواں معروضہ

یا اللہ! تو
ہندوستانی ریڈیو والوں کو عقل دے
کہ وہ بازاری عورتوں کو بیگم اور بانو نہ کہیں
اور ایسے گانے نشر نہ کریں جن سے لڑکوں
اور لڑکیوں کے خیالات اور اخلاق میں
برے چلن کی عشق بازی پیدا ہوتی ہو
اور یا اللہ فلم بنانے والوں کو عقل دے
کہ وہ اپنے فلموں میں ایسی باتیں نہ رکھیں
جو جوانی سے مغلوب لڑکوں اور لڑکیوں
کی حیا اور شرافت کو برباد کر رہی ہوں۔

یا اللہ! تو ہندو مسلمانوں کو سمجھ دے
کہ وہ اردو ہندی کا جھگڑا برپا کر کے
ہندوستانی قوموں میں پھوٹ نہ ڈالیں

یا اللہ! تو انگریزوں کو ہمت دے کہ
وہ ہندوستان سے راشن اور کنٹرول
کے عذاب کو دور کر دیں جس نے کروڑوں
ہندوستانیوں کو روٹی کپڑے کے خلجان
میں مبتلا کر دیا ہے اور ان کی مطمئن زندگی
بے اطمینان اور فکر مند ہو گئی ہے۔

یا اللہ! تو ہندوستانی اخباروں کو
عقل دے کہ وہ اپنے اخباروں میں ایسی
کوئی بات نہ لکھیں جو خود ان کی عزت اور
شان کے خلاف ہو اور ان کی قوم کی عزت
اور شان کے خلاف ہو اور ان کے ملک
کی عزت اور شان کے خلاف ہو۔ آمین
یا اللہ آمین۔ یا اللہ آمین۔

میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ
میری جھکی ہوئی گردن کو دیکھ۔ میری عاجزانہ
اور مؤدبانہ التجا کو سن اور میری خطاؤں
اور گناہوں اور غلطیوں سے چشم پوشی کر

تجھ سے نہ کہوں تو کس سے کہوں۔ کیونکہ بس
تیری ہی ذات ایک ایسی ذات ہے جس کی
رحمت اور جس کی عام شفقت پر میں توکل
اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد
جدھر دیکھتا ہوں اونچے درجے والوں کو
بھی اور نیچے درجے والوں کو بھی سب ہی
کی صورتوں سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ کہیں
اپنی ذاتی یا اپنی قومی یا اپنی ملکی غرض میں
مبتلا ہو کر میری بات نہ بگاڑیں۔ اور میری
ہنسی اڑائیں اور مجھ کو دیوانہ سمجھیں۔

میں دیوانہ ہوں تو تیرا ہوں۔ جو
عقل مند ہوں تو تیرا ہوں۔ جو گنہگار
ہوں تو تیرا ہوں۔ اس لئے میں تجھ ہی سے
مانگتا ہوں اور تجھ ہی کو پکارتا ہوں۔
تو نے ہمیشہ میری دعاؤں کو قبول کیا ہے
اور آج تو میں تیرے پیارے رسول صلعم
کی جالی کے تصور میں تیرے عرش کا پایہ
اپنی امیدوں اور تمناؤں اور یقین کے
ہاتھوں سے تھامے ہوئے دعا مانگ رہا
ہوں۔ اور اس دعا کو تیرے نام کی ندا
کرنے والے منادی میں اسلئے درج
کرتا ہوں کہ اس کے لاکھوں پڑھنے والے
بھی میرے ساتھ مل کر کہیں آمین یا اللہ آمین۔

یا اللہ! جو لوگ تیرا انکار کرتے ہیں۔ وہ بھی
تیرے کلمے کا پہلا حصہ لا الہ کہہ کر
پڑھتے ہیں۔ ان کو بھی آگے کا راستہ دکھا دے
اور الا اللہ تک پہنچا دے۔ کہ تیری
پاک ذات کی روشنی انسانی
دلوں اور خیالوں اور دماغوں اور
عقیدوں میں اسی وقت بھرپور
ہو کر چمکتی ہے جب نیگیٹو اور پازیٹو
منفی و مثبت۔ انکار اقرار کے دونوں
تار مل جاتے ہیں

مولا! میرے بہت ہی پیارے مولا!
میں اپنی دعا ختم کرنے سے پہلے
پھر ایک سجدہ کرتا ہوں۔ اور اس
سر کو خاک پر رکھتا ہوں۔ جو
گھمنڈ اور غرور سے لبالب بھرا رہتا ہے
کبریائی کی شان تو بس تیرے ہی لئے
زیبا ہے۔ اور عاجزی کی شان میرے لئے
کافی ہے۔ وہ تیری چیز ہے یہ میری چیز ہے۔
سُبْحَانَكَ رَبِّی۔ پاک ہے تو اے میرے رب۔
حسن نظامی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

یکم شعبان ۱۲ جولائی جمعرات دہلی
قتل صادق کی آج وہ مہینہ شروع ہوا جس کی ۲ تاریخ کی شام کو مجھ پر گولیاں چلائی گئیں تھیں۔ اور خدا نے مجھے بچا لیا تھا۔ اور میرے خسر سید محمد صادق کے گولی لگی تھی اور وہ شہید ہو گئے تھے۔

سترہ سال کی بات ہے۔ مگر میرے دل کے زخم اب تک ہرے ہیں۔ اور مجھے وہ وقت ہمیشہ سامنے موجود نظر آیا کرتا ہے۔

عبدالنعیم خاں صاحب فرخ آباد والے نوجوان عبدالنعیم خاں صاحب چند ماہ سے میرے مضامین اور خطوط لکھتے ہیں۔ وہ میری غلطیوں کو محسوس کر لیتے ہیں اور مضامین لکھواتے وقت کوئی فقرہ ربط عبارت کے خلاف بولتا ہوں تو وہ تمیز داری کے ساتھ پوچھتے ہیں کیا یہ فقرہ اسی طرح لکھوں جس طرح آپ نے بولا ہے۔ اور جب میں غور کرتا ہوں تو اپنی غلطی کو مان لیتا ہوں۔

اس کام میں وہ بھی بہادر ہیں کہ غلطی بتانے میں میرا لحاظ نہیں کرتے اور میں بھی بہادر ہوں کہ ایک نوآموز لڑکے کی بات مان لیتا ہوں۔ ورنہ بہت لوگ اور سب لوگ جو کچھ ان کے منہ سے نکلے اس کو [illegible] سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ [illegible] گئے ہیں۔

نوتیاری جمعرات کی: ملک احمد خاں صاحب سیشن جج دہلی۔ [illegible] چیمبر سب جج دہلی۔ [illegible] ٹھیکہ دار اور خلیفہ محمد میاں [illegible] استاد شمس الدین صاحب اور [illegible] صاحب ملنے آئے تھے۔

کپتان غلام سرور خاں کی دعوت: سر سکندر حیات خاں مرحوم کے بھانجے کپتان غلام سرور خاں صاحب ملنے آئے تھے اور مرینا ہوٹل کے مالک صاحب بھی ان کے

ساتھ آئے تھے کپتان صاحب آگرے جا رہے ہیں ان کی بیوی ہوگئی ہے اخبار منادی کی مدد میں کچھ پیسے بھی دے۔ ان کو منادی سے بہت محبت ہے۔ بہت خوبصورت آدمی ہیں۔ گورا رنگ ہے شاندار چہرہ ہے۔ ان کی وجاہت سرکاری وردی کی وجاہت کو بڑھا دیتی ہے۔

**ایک تعویذ کی تحقیقات** ایک سال ہوا یہ میرے پاس ایک تعویذ کی تحقیقات کے لئے آئے تھے جو ایک کبوتر کے پاؤں میں بندھا ہوا ملا تھا۔ اور خیال تھا کہ کسی دشمن نے کوئی خبر رموز ہندسوں میں بھیجی ہے۔ میں نے تعویذ دیکھا علم جفر کی بموجب حب کا تعویذ تھا۔ شاید مطلوب کے گھر پر نامہ بر کبوتر کی معرفت بھیجا گیا ہوگا۔ یا دشمن کا کوئی آدمی ہندوستان کے کسی آدمی پر عاشق ہوگیا ہوگا اور اپنی محبت کا اثر ڈالنے کے لئے یہ تعویذ بھیجا ہوگا۔

**۲ شعبان ۱۳ جولائی جمعہ دہلی**

درگاہ شریف آج بہت سویرے درگاہ حضرت بی بی فاطمہ صاحبہ رح میں حاضر ہوا تھا۔ تعمیری کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے۔

**ابر و بارش** آج بھی ابر چھایا رہا۔ اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہوئی ہو گئی بہت ٹھنڈی ہو گئی ہے۔

**ہیضے کے ٹیکے** میری بستی میں بھی ہیضے کی بیماری کا اثر پہونچ گیا ہے۔ مہدی حسن صاحب انسپکٹر محکمہ صحت ٹیکے لگانے آئے تھے۔ اور میرے گھر میں بھی سب چھوٹوں بڑوں نے ٹیکے لگوائے تھے۔

جمعہ کی نماز اول صف میں امام جی کے پیچھے پڑھی تھی۔

**افسوسناک وفات** کئی دن ہوئے درگاہ شریف کے پشاوری مؤذن آغا محمد سلطانی نظامی کے خالہ زاد بھائی کنکتے سے آئے تھے میرے ہاں درگاہ شریف میں حاضری دے کر اجمیر شریف گئے۔ تار کے ذریعے خبر آئی کہ بھلیرہ جنکشن پر ان کا انتقال ہوگیا۔ آغا محمد صاحب فوراً بھلیرہ گئے آج مسجد میں ان سے معلوم ہوا کہ چلتی ریل میں نماز پڑھ رہے تھے۔ دروازہ کھل گیا اور نیچے گر پڑے۔ اسٹیشن بھلیرہ ریلوے گمبونڈ میں دفن کئے گئے۔

**۳ر شعبان ۱۴ر جولائی شنبہ دہلی**

**ناکامی کی خبر:** آج ریڈیو میں شملہ کانفرنس کے ناکام ہو جانے کی خبر سُنی۔

**وائسرائے کی تقریر:** میں نے وائسرائے کی تقریر بہت ہی غور کے ساتھ سُنی ہر لفظ میں خلوص اور صاف دلی پائی جاتی تھی۔

**آموں کے تحفے:** مستجاب احمد صاحب عباسی امروہہ کے آم لائے تھے۔ جمیل احمد صاحب نظامی نے بھی آموں کا پارسل بھیجا ہے۔ منشی ضمیر احمد صاحب مختار صدر مسلم لیگ نگینہ ضلع بجنور سے بھی اپنے باغ کے آم بھیجے ہیں۔ خلیفہ محمد میاں صاحب نے بھی سبزی منڈی سے آموں کے تین ٹوکرے بھیجے تھے۔

**تقریر نہ سُن سکا:** آج شام کو پروفیسر محمد مجیب صاحب کی تقریر سُننے کے لئے چھ بجے سے ریڈیو مشین کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا مگر تعویذ لینے والوں کے ہجوم کے سبب مشین نہ کھول سکا اور ۹ بج گئے۔

آج بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا۔

**فارن آفس:** آج وائسرائے کے فارن آفس میں ایک عراقی دوست کے ساتھ گیا تھا۔ متعلقہ افسر سے بات چیت کر کے واپس چلا آیا۔

**مسٹر گریفن:** پولیٹیکل سکریٹری مسٹر گریفن سے بھی ملاقات کی تھی۔

**۴ر شعبان ۱۵ر جولائی اتوار دہلی**

**قوالی:** آج شام کو ۴ بجے حسین خانے میں قوالی ہوئی تھی۔ بارش کا سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ بابو کیشب چندر صاحب ایڈووکیٹ اور لالہ رائے بہادر بندرابن صاحب اور ان کے بیٹے لال موہن صاحب اور رائے بہادر بھلہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس اور نیازی صاحب انکم ٹیکس آفیسر اور سید احمد حسن صاحب انکم ٹیکس آفیسر اور چودھری غلام عباس صاحب مختار ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی اور چودھری نبی احمد صاحب سٹی مجسٹریٹ دہلی اور پنڈی داس صاحب ٹھیکیدار اور ملک احمد خاں صاحب سشن جج دہلی اور پروفیسر سلیم صاحب چشتی اور محمد یعقوب صاحب اور ان کی والدہ صاحبہ اور ان کی بہن صاحبہ اور بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع اور بیگم صاحبہ میاں نسیم حسین اور مسٹر صلاح الدین نائب کونسل عراق وغیرہ ہندو مسلمان شریک

ہوئے تھے۔ پہلے دہلی اور ہاپوڑ کے قوالوں
کا گانا ہوا پھر خادم حسین نظام راگی کا گانا ہوا
صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب
بھی شریک ہوئے تھے۔ سید علی نظامی اور
زبیر یار نظامی اور منشی سید ذکی حسن اور
یونس نے بہت اچھا انتظام کیا تھا۔

نماز کے انتظام کو دیکھ کر بہت زیادہ
خوشی ہوئی کہ چودھری نبی احمد خاں صاحب
سٹی مجسٹریٹ اور ملک احمد خاں صاحب
سشن جج نماز کے بہت پابند ہیں۔ اللہ
تعالیٰ ان دونوں کو اس سے زیادہ عروج
و ترقی عطا فرمائے کہ جو آدمی اپنے درجہ
تک پہنچ کر خدا کے آگے جھکتا ہے تو خدا
اس کی عزت کو اور زیادہ اونچا کر دیتا ہے
سشن جج صاحب کو میں نے اسرار اسم اعظم
کتاب بھی دی۔

## ۵ شعبان ۱۶ر جولائی پیر دہلی

**سیٹھی لال کی وفات** سید عنبر صاحب
صاحبزادے درگاہ اجمیر شریف میری چشتی
پارٹی کے ممبر ہیں۔ کئی روز ہوئے ملنے آئے
تھے تو انھوں نے ایک عجیب خبر مجھے سنائی
تھی کہ راجپوتانے کے مشہور کانگرسی لیڈر
ارجن لال سیٹھی نے کئی سال ہوئے لڑائی سے
پہلے اسلام قبول کر لیا تھا اور کانگرس کو
چھوڑ کر درویشانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔
اندور کے کروڑپتی سیٹھ حکم چند سے اُن کی
قرابت تھی وہ اُن کو سمجھانے کے لئے اجمیر
میں آئے۔ مگر ارجن لال پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس
کے بعد گاندھی جی ملنے آئے اور انھوں نے
سمجھایا۔ تب بھی انھوں نے یہی جواب دیا
کہ میں نے خواجہ کو پا لیا ہے۔ وہی میرے لئے
کافی ہے۔ پھر پنڈت جواہر لال نہرو سمجھانے
آئے مگر چشتی خواجہ کی ایسی نظر اُن پر پڑی
تھی کہ وہ جہاں تھے وہیں رہے۔ اُن کی
بیوی ہندو مذہب پر قائم ہیں۔ ارجن لال نے
اپنے لڑکے کا نام خواجہ پرکاش رکھا تھا۔ اور
لڑکی کا نام خواجہ دیوی رکھا تھا یہ تینوں ہندو
مذہب پر قائم ہیں۔

سید عنبر صاحب کہتے تھے ارجن لال صاحب
سیٹھی نے اپنا اسلامی نام عبدالرحمٰن تجویز
کیا تھا۔ اور سید عنبر صاحب کے مکان میں
رہتے تھے۔ ایک دن انھوں نے سید عنبر صاحب

کو کچھ روپے دئے کہ فقیروں کو روٹی تقسیم
کیجئے اور خواجہ صاحب کے مزار پر پھولوں
کی چادر چڑھا دیجئے اور اگربتیاں لائیے۔ میں
نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا پانی گرم کیجئے۔ وہ
نہائے اگربتیاں روشن کیں اور پلنگ پر
لیٹ گئے۔ مجھ سے کہا سورہ یٰسین اور
سورۃ الرحمٰن سناؤ۔ میں نے یہ سورتیں
سنائیں اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان
کے پاس صرف دو پیسے نکلے۔ لاکھوں
روپے کی دولت چھوڑ کر اسلام قبول کیا
تھا۔ اجمیر کے مسلمانوں نے بہت دھوم دھام
سے جنازہ اٹھایا اور پیلے شریف میں ان کو
دفن کیا گیا۔

میں نے یہ حالات سن کر کہا عنبر صاحب
ان حالات کو قلمبند کر دیجئے۔ ارجن لال
صاحب میرے ملنے والے تھے اور شدھی
تبلیغ کی جنگ کے زمانے میں میری ان کی
کچھ ان بن بھی ہو گئی تھی کیونکہ وہ شدھی کے
حامی تھے۔ اب میں ان کو چشتی لال کہا کرونگا
اور ان کا مزار بہت اچھا بنواؤں گا۔ اور
۴ر ماہ حج کو ان کا عرس بھی کراؤں گا کیونکہ
وہ موجودہ زمانے میں خواجہ غریب نواز اجمیری رض
کے بڑے پیارے تھے۔ خدا ان کی برکت سے
مجھے بھی چشتی خواجہ کی محبت عنایت فرمائے۔

دھوپ نکلی کہ آج دن بھر دھوپ نکلی رہی
موٹر کا ایک ٹائر خراب ہو جانے کی وجہ سے
کہیں نہ جا سکا۔ ید کو چھٹی ہوگئی ہے حسین ابو الطیب
اور مہدی اور صادق کا امتحان ہو رہا ہے
جولائی کے آخر میں ان کو بھی چھٹی ہو جائیگی۔
میری صحت اچھی ہے۔

لالہ کشن چند کہ ... لی یعنی درگاہ حضرت
خواجہ قطب صاحب سے لالہ کشن چند صاحب
اور ان کے بھائی ملنے آئے تھے اور بہت
عمدہ آم بھی میرے لئے موٹر میں بھر کر
لائے تھے۔

۷ر شعبان ۱۷ جولائی منگل دہلی

تیز دھوپ کہ آج دن بھر بہت تیز دھوپ
نکلی رہی۔ اور میں موتی محل میں تحریری کام
کرتا رہا۔

فائل بھیگ گئے کہ میں نے ایک خاص
مکان اخباروں اور رسالوں کے فائل
رکھنے کے لئے بنوایا ہے۔ پرسوں کی بارش

میں ہوا مکان ٹپکا اور فائل بھیگ گئے۔
آج میں نے اُن سب فائلوں کو دھوپ دی
اور دوبارہ رکھوایا اور چھت کی مرمت بھی
کرائی۔

**سیماب صاحب** آگرے سے سیماب
صاحب ایک شاگرد کے ساتھ ملنے آئے
تھے۔ میں نے اسرار اسم اعظم کتاب بھی
اُن کو دی۔

**جج صاحب** محمد عبداللہ صاحب جج یہ
سب جج دہلی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے
آئے تھے۔ اُن کے والد کا مزار میرے
مکان حسین خانے کے صحن میں ہے۔ سید
عرفان علی شاہ بی اے بھی آئے تھے۔

**نازک مزاجی** سنا ہے ابوالحسن تاناشاہ
کو اورنگ زیب نے قتل کرانا چاہا تو تاناشاہ
نے کہا تھا میرے سامنے سے ایک بدبودار
کپڑوں والی عورت گزار دی جائے میں
مرجاؤں گا کسی اور ہتھیار سے مارنے کی
ضرورت نہیں پڑے گی۔
میرا مزاج بھی آجکل اسی قسم کا ہو گیا ہے
راشن والوں نے کپڑا بند کر دیا ہے۔ اور
میں گزشتہ گرمی ختم ہونے کے بعد اپنے کپڑے
تقسیم کر چکا تھا اس سال صرف دو۔ تین
کرتے بنائے تھے وہ میلے ہو جاتے ہیں تو
دھوبی دھو کر نہیں لاتا اور میں پسینے کی بدبو
برداشت نہیں کر سکتا اس لئے ہمیشہ روزانہ
کرتا دھویا کرتا ہوں۔ دو تین دن سے ٹھنڈک
تھی پسینہ نہیں آیا تو کرتہ نہیں دھویا تھا
آج پسینہ آیا تو شام کو کرتہ دھویا دھوپ
ختم ہو چکی تھی کرتہ سوکھنے میں دیر لگی تو نچوڑ
گیلا پہن لیا۔ فرانس میں مارشل ڈیگال ہیں
اور دلی میں مارشل ڈی گیلے ہیں۔

**پہلی نیاز** آج صادق شہید کی پہلی نیاز
اُس مقام پر ہوئی جہاں اُن کی وفات ہوئی
تھی یہ نیاز اُن کی بہو شاہ بانو یعنی سید عج بی
کی بیوی نے دلوائی تھی۔ بڑے بڑے برتن
چاول پکا کر بھرے تھے اور ایک پیالے میں بالائی
بھی تھی کیونکہ مرحوم روزانہ تہجد کے وقت
چائے کے پیالے میں آدھ سیر بالائی ڈال کر
پیا کرتے تھے۔ صادق شہید کے پوتے اور
اور پوتیاں اور بہو اور میرے سب بچے
نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ خواجہ بانو بھی

اپنے باپ کی نیاز میں شریک ہوئیں تھیں
نیاز کے بعد یہ چار مزار پر بھیجی گئی۔ جہاں
سیکڑوں فقرا جمع تھے جو اُن سب کو تقسیم
کی گئی۔

**کھانا نہیں کھایا** آج رات میں نے کھانا
نہیں کھایا ۲ بجے بیدار ہو کر اوراد پورے
کئے پھر لکھنا چاہا مگر برساتی کیڑوں کی وجہ
سے لکھ نہ سکا۔

**حسین کا تار** انت پور سے حسین کا تار
آیا ہے کہ وہ اور روحہ اور اُن کے شوہر اپنے
بچوں کے ساتھ ۲۱ جولائی کو حیدرآباد
سے دہلی پہنچیں گے۔

**فریدہ گود میں آئی** آج میری چھوٹی پوتی
فریدہ پھر گود میں آئی تھی۔ جب سے پیدا ہوئی
ہے کبھی میری گود میں نہیں آئی تھی۔ خوب
ہنسی اور خوب اچھلی اور خوب جھک جھک
کر سلام کئے اُس کی ڈپلومیسی لارڈ ویول
کی ڈپلومیسی سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ جب
اُس کے باپ نے میری گود سے لینا چاہا
تو اُس نے انکار کیا۔ اگر لارڈ ویول کی ڈپلو
میسی بھی فریدہ جیسی ہوتی تو اُن کی گود سے
نہ مولانا ابوالکلام آزاد اُترتے نہ مسٹر جناح اُترتے

**۱۳ شعبان ۱۳ جولائی بدھ دہلی**

**صبح کی اذان** آج رات کو بہت کم سویا
تھا صبح کی اذان ہوتے ہی اول وقت نماز
پڑھی اور فوراً تانگے میں بیٹھ کر درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ رح
میں چلا گیا۔ تانگہ آنے جانے کا سات روپے میں
ہوا۔ گھوڑا اچھا تھا مگر پہیوں کا ربڑ خراب تھا
اس واسطے بہت زیادہ ہچکولے لگے۔

**مزارات کی صفائی** اس درگاہ میں
تقریباً ایک ہزار مزارات ہیں۔ جن کا ایک
حصہ لاہور چیف کورٹ کے ججوں نے
جبکہ اس درگاہ کا مقدمہ ہندو جاٹوں سے
ہوا تھا۔ ہندو جاٹوں کو دیدیا تھا جس میں
ایک عالی شان مسجد بھی تھی جو گاؤں والوں
کو شاملات دیہہ کے قانون کے بموجب دیدی
گئی تھی۔ صرف دو احاطے میرے بزرگوں کو
دئے گئے تھے۔ ایک احاطے میں حضرت
سلطان المشائخ رح کی والدہ ماجدہ اور بہن
اور بھانجی کے مزارات ہیں۔ اور حضرت
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صاحبزادیاں
بی بی حور اور بی بی نور کے مزارات ہیں۔

اور دوسرے احاطے میں جو اس احاطے کے
شمال میں ہے۔ حضرت شیخ نجیب الدین
متوکل رح برادر حقیقی حضرت بابا فرید الدین مسعود
گنجشکر رح کا مزار ہے اور حضرت بابا صاحب رح
کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رح کا مزار ہے۔
یہ احاطہ پہلے احاطے سے بہت بڑا ہے اور
اس احاطے کے باہر بھی سینکڑوں پکے
چونے گچی کے بنے ہوئے مزارات ہیں۔ اور
تقریباً پانچسو پکے مزارات احاطے کے اندر
ہیں۔ باہر کے مزارات پر ہندو جاٹ اُپلے
تھاپتے ہیں۔ اور ہم سب بیکسی اور بے بسی
سے دیکھتے ہیں اور روتے ہیں۔ چونکہ احاطے
کی فصیل بھی جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اس
واسطے احاطے کے اندر بھی جاٹوں کے مویشی
آجاتے ہیں۔

میں نے سولہ آدمی رہتک سے بلائے
ہیں جو درگاہ کی تعمیر کا کام کررہے ہیں اور
کچھ آدمی اپنی بستی کے لگائے ہیں۔ یہ سب
رات دن درگاہ میں رہتے ہیں۔

آج میں نے دس مزدور اس کام پر مقرر
کئے کہ احاطے کے اندر کے مزارات جو صدیوں
سے ملبے میں دبے پڑے ہیں ان کے اوپر
سے مٹی ہٹائی جائے اور سب مزارات
نکالے جائیں۔ مزارات کے اطراف
میں خالی زمین کا ملبہ ہٹایا گیا تو دو فٹ
کی گہرائی کے اندر نہایت عمدہ پکا بنا ہوا
فرش نکلا۔ امید ہے کہ مزارات کی صفائی
ہوگی تو یہاں بھی پکا فرش نکلے گا۔ مزدوروں
نے کہا۔ یہاں سانپ بہت زیادہ ہیں روزانہ
دو چار نکلتے ہیں۔ میں نے کہا فکر نہ کرو خدا
تم کو بزرگوں کی برکت سے بچائے رکھے گا۔
یہ کام کرکے آٹھ بجے واپس آگیا۔ اور دوپہر
تک اپنا تحریری کام کرتا رہا۔ رات سے
کھانا نہیں کھایا تھا۔ گوار میں کھچڑی پکائی
اور آم کے اچار سے کھچڑی کھائی۔

بابا صاحب کے لنگر کی امداد۔ آج حضرت
غلام قطب الدین صاحب تولیان آستانہ
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رح کا خط
آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انھوں نے
لنگر کے منتظم کو حکم لکھ دیا ہے کہ ایک ہزار
روپے مزارات حضرت شیخ نجیب الدین
متوکل رح وغیرہ کی حفاظت اور مرمت اور

روضوں کی تعمیر کی امداد میں بھیجے جائیں گے۔ میں اس امداد کو خود حضرت بابا صاحبؒ کی امداد سمجھتا ہوں۔ کیونکہ حضرت بابا صاحبؒ کے ایک لخت جگر یعنی نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے ہزار روپے بھیجکر اس کام کی بنیاد رکھی تھی اور دوسرے لخت جگر نے خاص درگاہ کے لنگر کی طرف سے اس امداد کی اطلاع بھیجی ہے۔ سیٹھ عبدالرحیم عثمان نظامی خلیلی نے بھی ایک ہزار روپے ان دونوں مزارات کے روضوں کی تعمیر کے لئے بھیجے ہیں۔ گویا دو ہزار روپے وصول ہوئے ہیں۔ اور ایک ہزار روپے روانہ کرنے کی اطلاع آئی ہے مگر اب تک صرف تعمیری سامان تین ہزار روپے کا آچکا ہے۔ روضوں کے لئے سیمنٹ کی نہایت خوبصورت ایک سو جالیاں بنوائی گئی ہیں۔ ہر جالی ایک گز اونچی اور دو فٹ چوڑی ہے۔ یہ جالیاں دونوں روضوں کے اطراف میں لگائی جائیں گی۔ مسجد کے لئے چودہ فٹ لمبے شہتیر منگوائے ہیں اور متعلقہ سامان ملا کر لکڑی کا سامان تیرہ سو روپے کا آیا ہے۔ ستر ہزار اینٹوں کا پرمٹ ملا ہے۔ سولہ روپے ہزار کے حساب سے گیارہ سو بیس روپے ان کی قیمت کے ہوئے۔ اور پانچ روپے ہزار کی ڈھلائی سے تین سو پچاس روپے ڈھلائی کے ہوں گے۔ ڈھلائی اتنی مہنگی ہے کہ سو جالیاں دہلی سے درگاہ تک لانے کے لئے تیس روپے کرایہ دیا گیا ہے۔ بجری اور سفیدی ملا کر چنائی کی جا رہی ہے۔ سفیدی تین روپے آٹھ آنے من آئی ہے۔ اور بارہ روپے ڈھلائی کے اور ڈیڑھ سو روپے قیمت کے دئے گئے ہیں۔ معماروں کو تین روپے روزانہ دئے جاتے ہیں۔ اور مزدوروں کو دو روپے روز دئے جاتے ہیں۔

اگرچہ یہ زمانہ اتنا بڑا تعمیری کام کرنے کا نہیں تھا۔ لیکن میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اب یہ کام نہ ہوا تو میرے بعد خبر نہیں ہو یا نہ ہو کیونکہ صدیوں سے آج تک کسی نے ادھر توجہ نہ کی تو آئندہ زمانہ تو بہت زیادہ بدتر آنے والا ہے۔ میں نے اپنے لڑکے حسین کو لکھا ہے کہ وہ بھی اپنی کمائی کا ایک حصہ اس کار خیر میں دیں۔

بہر حال میں نے ایک متوکل بزرگ کی درگاہ
کا کام اللہ پر توکل کر کے شروع کر دیا ہے۔
وہی اپنی غیبی مدد سے انجام تک پہنچائیگا۔

**بلہاری کا تار:** سیٹھ عبد الحی صاحب کے
کئی تار بلہاری مدراس سے آچکے ہیں وہ مجھے
بلا رہے ہیں اور ونکٹن نیلگری میسور والوں
سے تو میں نے اتنے زیادہ وعدے کئے ہیں
اور اُن کو اتنا زیادہ توڑا ہے کہ اب کوئی نیا
وعدہ کرنا میرے لئے ناممکن سا ہو گیا ہے
تاہم اپنی یادداشت میں یہ لکھا ہے کہ جب
تک اس درگاہ کو پوری طرح درست نہ کر لونگا
دہلی سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ وہاں چونکہ
سائے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس واسطے
پہلے اپنے رہنے کے لئے ایک حجرہ بنوایا ہے
تاکہ میں وہاں رات دن رہ کر مزدوروں سے
کام لوں۔

**ڈاکٹر سافٹ:** آج ڈاکٹر داور کے ساتھ
ڈاکٹر سافٹ صاحب ملنے آئے تھے۔ جو
کلکتے کے بہت نامی ڈاکٹر ہیں اور میں کلکتے
میں ان کے ہاں جا چکا ہوں اور چند مہینے
پہلے اُنھوں نے میری صحت کا معائنہ بھی
کیا تھا۔ آج بھی اُنھوں نے میرا معائنہ کیا
اور میرا وزن بھی دیکھا۔ وزن دو پونڈ کم ہو گیا
ہے۔

**ڈاکٹر داور کی خفگی:** میرے دوست ڈاکٹر
داور صاحب شملے پر جا کر بیمار ہو گئے تھے
آج دیکھا تو چہرے سے کمزوری ظاہر ہوتی
تھی۔ پھر میں نے اُن کے دل اور دماغ کو دیکھا
تو اُس میں خفگی بھی پائی۔ ہنس کر کہا آپ کچھ
خفا معلوم ہوتے ہیں۔ جواب دیا بیشک
میں خفا ہوں۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ کیوں
خفا ہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ہشیار
کانگریسی دوست مسلم لیگ کی حمایت
کا تار دینے سے خفا ہو گئے ہیں۔ مگر چونکہ
میں کسی دوست سے خفا نہیں ہوں اس
واسطے میں اپنی رائے کسی دوست کی خاطر
بدل نہیں سکتا۔ جب میں مسلم لیگ پر
نکتہ چینی کرتا ہوں تب بھی مسلم لیگ
والوں کی خفگی سے نہیں ڈرتا۔

**چودھری شیو ناتھ سنگھ کی** ماچھرہ ضلع
میرٹھ کے کانگریسی دوست اور چشتی پارٹی
کے ممبر چودھری شیو ناتھ سنگھ صاحب

بھی ملنے آئے تھے۔ انھوں نے نظامی بنسری
کا ہندی ترجمہ کیا ہے وہ بھی لائے تھے اور
اپنے باغ کے آم بھی لائے تھے۔

**شیخ چلی کی ڈائری کا انگریزی ترجمہ** ۔ ڈان
انگریزی اخبار "ڈان" کے سب ایڈیٹر عابد علی
صاحب ملنے آئے تھے۔ اور شیخ چلی کی
ڈائری کا انگریزی ترجمہ بھی لائے تھے۔ انبالے
والے عبدالغنی صاحب تاجر کتب بھی ملنے
آئے تھے اور کہتے تھے انبالے میں شیخ چلی
کی ڈائری کی بہت مانگ ہے۔

**صادق شہیدؒ کا عرس** ۔ شام کو ڈاوی
ایمن باغ میں صادق شہیدؒ کے مزار کے
قریب سالانہ نیاز ہوئی تھی۔ خاندان کے
اور بستی کے سب آدمی شریک تھے صادق شہید
کی بہو شاہ بانو نے چنے کی دال کا بھرتہ
اور روٹی نیاز میں شریک کی تھی۔ اور
صادق شہید کی بیٹی خواجہ بانو نے جلیبیوں
کے خوان شریک کئے تھے۔ صادق شہید
کی چچازاد بہن جو میری ماموں زاد بہن ہیں
وہ خاندانی اختلافات کی وجہ سے شریک
نہیں ہوئیں۔ اور حور بانو کے شوہر بھی شریک
نہیں ہوئے جو حور بانو کے شوہر ہندوستانی فریق میں ہیں ہندوستانی
فریق کے سید سمیع الدین صاحب شریک
تھے۔ سید محبت علی صاحب شریک تھے
سید ریحان علی شریک تھے۔ سید سلام الدین
شریک تھے۔ سید علی عباس شریک تھے۔
اور فریق نیرنگان اور فریق قاضی زادگان
کے سب لوگ شریک تھے۔ مجھ کو اس سے
بہت تکلیف پہنچی کہ صادق شہید نے اپنی
ساری زندگی درگاہ والوں کی خدمت
اور مدد کے کاموں میں خرچ کر دی مگر
افسوس ہے کہ شہید کے [illegible] نے محض معمولی
اختلافات کے سبب اس نیاز میں
حصہ نہیں لیا۔

**عبدالنعیم خاں صاحب پٹنہ گئے** ۔ آج
پٹنہ سے عبدالنعیم خاں صاحب واپس
آ گئے۔ اور ریل کے سفر کی تکلیفوں کا ذکر
بھی کیا۔ اُن کی جیب سے ٹکٹ اور روپے
کسی نے نکال لئے تھے اُس کا حال بھی بیان کیا۔

**قاضی فیروز الدین صاحب** ۔ آج علی
قاضی فیروز الدین صاحب کو اور اُن کے
بچے کو جامعہ ملیہ میں داخل کرانے کے لئے

لے گئے تھے۔

**خواب میں صادق شہیدؒ** آج رات کو میں نے صادق شہید کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں ملا حسن تم ان باتوں کا کچھ خیال نہ کرو۔ میں کہتا ہوں تم اس کے لئے کچھ نہ کہو مجھے ان باتوں کا ضرور خیال کرنا چاہئے۔ تو وہ ہنستے ہیں اور کہتے ہیں تمہاری طبیعت میں ضد زیادہ ہے۔ آنکھ کھلی تو میں سوچتا رہا کہ صادق شہید نے یہ کیا بات مجھ سے کہی میں تو کسی سے خفا نہیں ہوں۔

**اخبار غلط چھپ گیا** دہلی سے ٹیلیفون آیا کہ ۱۶ جولائی کا منادی چھاپے خانے والوں نے غلط چھاپ دیا ہے۔ دوبارہ لکھوانا پڑے گا۔

**بدایوں کی خوشخبری** میرے دوست مولوی نظام الدین صاحب نظامی ایڈیٹر اخبار ذوالقرنین بدایوں کا خط آیا ہے کہ انھوں نے میری درخواست کے بموجب اس مکان کی خریداری کا کام شروع کر دیا ہے جہاں حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہیؒ پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان مدت سے غیر مسلم لوگوں کے قبضے میں ہے۔ اور میں سالہا سال سے اس مکان کی خریداری کے ارمان میں ہوں۔ چالیس سال پہلے جب میں نے اپنے حضرتؒ کے والد اور دادا کے مزارات کے قریب ایک حجرے میں چلہ کیا تھا اس وقت اس مکان کی زیارت بھی کی تھی جہاں حضرتؒ پیدا ہوئے تھے۔ اور اسی وقت سے مجھے یہ مکان حاصل کرنے کا ارمان ہے شیخ چلی کی طرح خیالی پلاؤ پکایا کرتا ہوں کہ اس مکان کو حاصل کر کے یہاں اپنے آقا اور اپنے سرکار کی ایک یادگار قائم کروں اور وہاں قوالی کی ایک مجلس ہو جس میں مجھے حال آئے اور اسی حال میں میرا کام تمام ہو جائے۔ جب اپنے عقلمند دوستوں سے اس کا ذکر کرتا تھا تو وہ میری ان تمناؤں کو سن کر ہنستے تھے۔

آج میں اپنے دوست کے فرزند مولوی احید الدین صاحب کی اطلاع سے بہت ہی زیادہ خوش ہوا کہ ان کے والد نے مکان

مذکور کی خریداری کا کام شروع کر دیا ہے
اب میں دعا مانگوں گا کہ خدا مجھے مولانا
عزرائیل کے ہاتھوں سے اتنے دن اور
بچائے رکھے کہ یہ مکان خرید لوں اور
پیارے ... دوں۔ اور وہاں قوالی کی ایک
مجلس بھی سن لوں۔ اور حال کے وقت
مولانا عزرائیل روح قبض کرنے آئیں تو کہوں
کیوں بھائی کب تک خشک ملا بنے رہو گے
آؤ قوالی میں تھوڑی دیر میرے ساتھ
تم بھی ناچ لو تاکہ حضرت اکبر الہ آبادی کی
یہ پیشگوئی پوری ہو جائے کہ "می کند
... باد نیاز رقص"

۸ر شعبان ۱۹ر جولائی جمعرات دہلی
ڈاکٹر سافٹ کی صبح سے تین بجے تک
موتی محل میں کام کیا۔ تین بجے ڈاکٹر سافٹ
صاحب ملنے آئے اور ان کے ساتھ سیر
میں گیا۔
بشن داس باسل کی کلکتے میں ڈاکٹر سافٹ
کے ساتھ بشن داس صاحب باسل کا
کارخانہ دیکھا تھا۔ جہاں لالہ سری رام کے
ایک لڑکے بھی کام سیکھتے تھے۔ لوہے کی چیزیں
بنائی جاتی تھیں۔ باسل صاحب نے انڈیا فین
کے نام سے بجلی کے پنکھے ایسے بنائے تھے
کہ یورپ اور جاپان کے پنکھوں کا مقابلہ
کرتے ہیں۔ باسل صاحب غیر معمولی سمجھ
دستکاری میں رکھتے تھے۔ میں ان کے مکان
پر بھی گیا تھا۔ ان کا مکان دہلی میں بھی ہے
دہلی میں آئے تو یکایک دل کا دورہ ہوا جس
نے ان کی زندگی ختم کر دی۔ ... برس کی عمر تھی۔
ملاقاتیں کی رائے بہادر ماتھر صاحب اور
خان بہادر محمد سلیمان صاحب اور میاں نسیم حسین
صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات
کی تھی۔ ڈاکٹر سافٹ ... اکبر
دوائیں دی تھیں جو ... میں ...
ہیں۔ دہلی کے دوا فروشوں میں بھی ان کا
رسوخ ہے۔ شام کو سندھیا کمپنی کے ایجنٹ
عبد ... سید محمد اسمٰعیل صاحب ملنے آئے تھے۔ اور سیٹھ
جیون جی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور
مولانا سید محمد جعفری صاحب ایڈیٹر روزانہ
اخبار ملت بھی ملنے آئے تھے۔ کاٹھیاواڑ
والے سیٹھ عبد الستار صاحب بھی ملنے آئے تھے
خلیفہ محمد میاں سبزی منڈی والے اور خلیفہ

غوث محمد بھی آئے تھے۔ اور نور الٰہی صاحب بھی آئے تھے۔ خلیفہ غوث محمد آم بھی لائے تھے۔

**خواتین سہارن پور کی۔** حاجی مظفر حسین میوہ فروش کی لڑکیاں آئیں تھیں یہ تمام خاندان میرے سلسلے میں داخل ہے۔ یہ بھی سہارن پور سے آم لائیں تھیں۔ سید وصی احمد اور اُن کے لڑکے سید صابر احمد دہلوی بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو ۲ بجے تک سویا تھا۔ پھر ۵ بجے سے ۷ بجے تک سویا تھا۔

**حافظ فیاض احمد صاحب انصاری کی۔** جامعہ ملیہ کے رجسٹرار حافظ فیاض احمد صاحب انصاری جامعہ کی امداد کے سلسلے میں بات چیت کرنے آئے تھے۔

**حافظ انعام الحق کی۔** کئی دن ہوئے سبزی منڈی سے حافظ انعام الحق صاحب آم لائے تھے۔

**مجھے صدمہ کی۔** پرسوں مولانا عشقی نظامی کے گھر سے آدمی خبر لایا کہ اُن کی چار سالہ لڑکی نے وفات پائی۔ مولانا عشقی فوراً گھر چلے گئے۔ مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا اللہ تعالیٰ ماں باپ کو صبر دے۔ اور مجھ کو بھی صبر دے۔

**ولی شاہ کی نذر کی۔** ہز ہائی نس نواب افتخار علی خاں بہادر ولی شاہ چشتی صابری نظامی فرماں روائے ریاست جاورہ حضرت جہانگیر شاہ صاحب صابری رحمۃ اللہ علیہ کے صابریہ خاندان میں خلیفہ ہیں۔ اور نظامیہ سلسلے کی میں نے بھی اُن کو خلافت دی ہے۔ درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی پرانی مسجد کی تعمیر کی امداد کے لئے میں نے اُن کو خط لکھا تھا۔ آج نواب صاحب نے پانچ سو روپے بھیجے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ میں بے حد ممنون ہوا کہ آپ نے مجھے ایسا کار خیر میں شریک ہونے کی اطلاع دی۔ اور میرے لئے دارین کی سعادت کا انتظام کیا۔

میں نے جواب دیا کہ ہندوستانی والیانِ ریاست میں آپ جیسا ایک رئیس بھی موجود نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نیک کاموں کی مدد کرکے احسان نہیں جتاتے بلکہ دوسروں کے احسان مند ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی پرانی تہذیب یہی تھی۔ اب حالت برعکس ہوگئی ہے۔ کہ رئیس لوگ کسی کار خیر میں کچھ دیتے ہیں تو پہلے اپنا کوئی مقصد سوچ لیتے ہیں۔

## ۹ شعبان ۔ ۲۰ جولائی جمعہ دہلی

**سید محمد بشیر بی اے** } سید گل غنی شاہ نظامی کے بھتیجے آئے ہیں۔ تو کل منزل میں ٹھیرے ہیں۔

**سر عزیز الحق** } صبح نو بجے آنریبل سر عزیز الحق صاحب ممبر کامرس ڈپارٹمنٹ سے ملنے گیا تھا۔ ان کو زکام کی تکلیف تھی۔ میں نے گاؤ زبان کا جوشاندہ پینے کا مشورہ دیا اور گاؤ زبان بھی بھجوادی۔

**سیٹھ جیون جی** } بمبئی والے داؤدی بوہرے سیٹھ جیون جی ملنے آئے تھے۔

**حسین کا تار** } حیدرآباد دکن سے حسین کا تار آیا ہے کہ وہ اور ان کے بیوی بچے اور سید عبدالسلام اور ان کے بیوی بچے کل صبح دہلی پہونچ جائیں گے۔

**چشتی منزل** } میں نے فوراً موتی سے دفتر کا سامان اور اپنے لکھنے پڑھنے کا سامان چشتی منزل میں پہونچا دیا۔ تاکہ میرے پوتے پوتی اور بیٹا اور بہو موتی محل میں آرام سے رہیں۔ میں نے تو چالیس برس پہلے "ٹھکانہ ایک بستر کا" مضمون لکھکر یقین کر لیا تھا کہ میرے لئے ایک بستر کا ٹھکانہ کافی ہے۔ دنیا میں پاؤں پھیلانے سے ہمیشہ بچتا رہا ہوں اس لئے دو چار بالشت کی جگہ مل جائے تب بھی گزارہ کر سکتا ہوں۔

چشتی منزل حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے پائیں واقع ہے۔ یہاں بیٹھ کر ہر وقت اپنے سرکار کے مزار کو دیکھ سکوں گا۔ یہ بہت پرانا مکان ہے۔

**خان بہادر فیض محمد خاں نظامی** } بمبئی اسمبلی کے ممبر خان بہادر فیض محمد خاں نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

**اخبار کی صدمہ** } کل خبر آئی تھی کہ ۱۶ جولائی کا منادی غلط چھپ گیا ہے۔ آج از سر نو دو کاتبوں نے لکھنا شروع کیا ہے۔ خدا نے چاہا ۲۴ جولائی کے پرچے کے ساتھ ہی شائع ہو جائیگا۔ ۲۴ جولائی کا اخبار بھی تیار ہے۔

**سید عنبر چشتی کا خط** } اجمیر شریف کے صاحبزادے چشتی پارٹی کے ممبر سید عنبر صاحب چشتی کا خط آیا تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سید فخر الدین چشتی کا عرس بمقام سروار ریاست کشن گڈھ میں ہوا۔ تمام قدیمی مراسم اہتمام

دی گئیں۔ بہت بڑا مجمع تھا۔

**سلطان بحرین کے سکریٹری** کی آج شام کو احمد زیان صاحب سکریٹری سلطان بحرین ملنے آئے تھے۔

**مبشر احمد صاحب** کی رات کو شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم کے پوتے مبشر احمد صاحب اور مسلم احمد صاحب ایم اے اور مبشر احمد صاحب کے بچے ملنے آئے تھے۔ آج بارش نہیں ہوئی ہے، تین بجے بیدار ہوا تھا صحت اچھی ہے۔

**صوبہ قدیم کے مرید** کی فیروزپور پنجاب کے گاؤں صوبہ قدیم کے آٹھ مرید ملنے آئے ہیں۔ غالب منزل میں ٹھہرے ہیں۔ لاہور سے ایک مرد اور دو عورتیں تعویذ لینے آئے ہیں جو بستی میں ٹھیرے ہیں۔ سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی آج اپنے وطن سے واپس آگئے۔ سید کشفی شاہ نظامی کے بھتیجے سید محمد بشیر بی اے مراد آباد چلے گئے۔ ۱۰ر جولائی کا منادی دوبارہ لکھوا کر چھاپے خانے میں بھیج دیا۔ ۲۴ر جولائی کا منادی کل بھیج دیا جائیگا۔ [illegible] دونوں اخبار ایک کاغذ میں لپیٹ کر ڈبل ٹکٹ لگا کر روانہ کئے [illegible] گئے۔

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبد اللہ صاحب چیمہ پی سی۔ ایس سب جج بہادر دہلی۔

**نمبر مقدمہ ۱۳ بابت ۱۹۴۵ء**

امرناتھ ولد چندو لال ذات ویش اگروال سکنہ قصبہ شاہدرہ صوبہ دہلی مدعی

بنام مسماۃ رجو وغیرہ سکنہ گوڑگانواں مدعا علیہ

**دعویٰ دلاپانے مبلغ دو سو پچاس روپے**

۱ مسماۃ رجو بنت محمد اسمٰعیل خاں زوجہ سعادت علی عرف کلو ساکن چھپون کھیڑا ضلع گوڑگانواں۔

۲ مسماۃ مصطفائی بنت محمد اسمٰعیل خاں زوجہ باقر احمد عرف ارشد [illegible] ساکن کیرانہ ضلع مظفرنگر۔

(۳) مسماۃ ارشادی زوجہ محمد علی ساکن گڑگانواں [illegible]

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسماۃ مذکورہ کو تعمیل سمن دیدہ و دانستہ گریز کرتی ہیں اور روپوش ہیں اس لیے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکورہ بتاریخ ۳۰ ماہ جولائی ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہونگے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۳ ماہ جولائی ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

## اشتہار مشتعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مسٹر ہرشچندر متل صاحب سینئر سب جج بہادر دہلی

نمبر مقدمہ ۵۷ سنہ ۱۹۴۵ء

چودھری رتن سنگھ پسر متبنی فقیر چند و مسماۃ بھگوانی بنت چودھری ٹیک چند نمبردار بیوہ چودھری فقیر چند ذات جاٹ پیشہ کھیتی ساکن موضع راجپور چھاؤنی صوبہ دہلی　مدعی

بنام اعزاز الدین　مدعا علیہ

دعویٰ دخلیابی بذریعہ شفیع بابت آراضی زرعی واقعہ راجپور چھاؤنی صوبہ دہلی

بنام شیخ اعزاز الدین ولد شیخ ممتاز الدین ذات شیخ پیشہ تجارت ساکن نواب گنج دہلی۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی اعزاز الدین تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام اعزاز الدین مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۷ ماہ اگست سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۱۶ ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

(دستخط حاکم)　(مہر عدالت)

---

## اشتہار مشتعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبداللہ صاحب پی۔سی۔ایس سب جج درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۱۱۱۷ بابت سنہ ۱۹۴۴ء

۱۔ پنڈت شام سندر لعل ولد پنڈت بنسی ۲۔ روپ نرائن ولد پنڈت شادی لعل ساکنان مہرولی صوبہ دہلی مدعیان۔

بنام واجد علی وغیرہ سکنہ دہلی مدعا علیہم

بنام ۱۔ واجد علی ولد عبدالرزاق قوم سید ساکن مہرولی صوبہ دہلی ۲۔ جگت نرائن ولد پنڈت رام پرشاد قوم برہمن ساکن مہرولی صوبہ دہلی۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم نمبر ۱-۲ تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم نمبر ۱-۲ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۲۶ ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہونگے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی۔ آج بتاریخ ۱۶ ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم)　(مہر عدالت)

(۶۰۱) محمد حبیب صاحب — عمر ۱۸ سال
(۶۰۲) سید نادر علی صاحب — ۳۵ سال
(۶۰۳) رابعہ بی صاحبہ — ۴۲ سال
(۶۰۴) عبدالرحمن خاں صاحب — ۱۲ سال
(۶۰۵) حسن آرا بیگم صاحبہ — ۱۵ سال
(۶۰۶) عبدالغفار صاحب — ۱۲ سال
(۶۰۷) محمد یعقوب صاحب — ۳۵ سال
(۶۰۸) مرزا مصطفےٰ بیگ صاحب — ۴۰ سال
(۶۰۹) محمد یوسف صاحب — ۲۸ سال
(۶۱۰) محمد قلیم صاحب — ۴۵ سال
(۶۱۱) چاند میاں صاحب — ۵۰ سال
(۶۱۲) محمد سلیم صاحب — ۴۰ سال
(۶۱۳) محمد حسین صاحب — ۳۶ سال
(۶۱۴) شبیر احمد صاحب — ۲۲ سال
(۶۱۵) مشتاق حسین صاحب — ۱۰ سال
(۶۱۶) عاقل حسین صاحب — ۶ سال
(۶۱۷) عبدالرؤف خاں صاحب — ۶۳ سال
(۶۱۸) رحیم بی صاحبہ — ۳۰ سال
(۶۱۹) امتیاز بی صاحبہ — ۵۵ سال
(۶۲۰) محمد غیاث الدین صاحب — عمر ۳۲ سال

## پٹیالہ (سامانہ)

(۶۲۱) نظام الدین صاحب صابری — عمر ۴۰ سال
(۶۲۲) سید ظفر علی صاحب قادری — ۶۵ ؍
(۶۲۳) محمد حسین صاحب — ۶۰ ؍
(۶۲۴) سید ہادی حسن صاحب — ۳۰ ؍
(۶۲۵) نظام الدین صاحب — ۱۸ ؍
(۶۲۶) پسر نظام الدین صاحب — ۲ سال
(۶۲۷) والدہ ہادی حسن صاحب — ۶۵ ؍
(۶۲۸) غلام بھیک صاحب — ۳۲ ؍
(۶۲۹) خو[illegible] ہادی حسن صاحب — ۲۸ ؍
(۶۳۰) مہر علی صاحب — ۳۵ ؍
(۶۳۱) دختر ہادی حسن صاحب — ۱۴ ؍
(۶۳۲) عبدالعزیز صاحب — ۲۵ ؍
(۶۳۳) سید منظور حسن صاحب — ۴۱ ؍
(۶۳۴) محمد علی صاحب — ۱۴ ؍
(۶۳۵) محمد حسین صاحب — ۱۶ ؍
(۶۳۶) سعادت علی صاحب — ۵ ؍
(۶۳۷) اسد علی صاحب — ۱۴ ؍
(۶۳۸) سید تفضل حسین صاحب — ۵۴ ؍
(۶۳۹) عون محمد صاحب — ۲۰ ؍
(۶۴۰) شبیر حسین صاحب — ۲۶ ؍

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۴۱ | زوجہ عون محمد صاحب | |
| ۶۴۲ | سید فضل امام صاحب | ۱۴ سال |
| ۶۴۳ | محمد باقر صاحب | ۲ ماہ |
| ۶۴۴ | سید حسن امام صاحب | ۶ سال |
| ۶۴۵ | سید اختر حق صاحب | ۵۵ سال |
| ۶۴۶ | سید علی امام صاحب | ۴ سال |
| ۶۴۷ | شبیر حسین صاحب | ۲۵ سال |
| ۶۴۸ | کنیز فاطمہ صاحبہ | ۳۵ سال |
| ۶۴۹ | بشیر محمد صاحب | ۲۰ سال |
| ۶۵۰ | افضال خاتون صاحبہ | ۱۰ سال |
| ۶۵۱ | ظہور محمد صاحب | ۱۶ سال |
| ۶۵۲ | مسلمہ خاتون بی بی | سال |
| ۶۵۳ | محمد منیر صاحب | ۱۴ سال |
| ۶۵۴ | بنت فاطمہ بی بی | ۳ ماہ |
| ۶۵۵ | زوجہ شبیر حسین صاحب | ۲۵ سال |
| ۶۵۶ | دلبر خاتون صاحبہ | ۳۵ سال |
| ۶۵۷ | زوجہ شبیر محمد صاحب | ۲۰ سال |
| ۶۵۸ | مصطفائی خاتون بی | ۶ سال |
| ۶۵۹ | زوجہ ظہور حسین صاحب | ۱۸ سال |
| ۶۶۰ | سید مقصود علی شاہ نظامی | ۴۰ سال |
| ۶۶۱ | والدہ شبیر حسین صاحب | ۵۰ سال |
| ۶۶۲ | ذوالفقار حسین صاحب | ۴ سال |

## پونچھ (کشمیر)

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۶۳ | نبی بخش صاحب نظامی | ۴۰ سال |
| ۶۶۴ | غلام ذہن نظامی | ۳۶ سال |
| ۶۶۵ | میاں حسن محمد نظامی | ۴۰ سال |
| ۶۶۶ | اقبال محمودہ بی بی | ۳ سال |
| ۶۶۷ | خالد محمود صاحب | سال |
| ۶۶۸ | جاوید محمود صاحب | ۱ سال |
| ۶۶۹ | طارق محمود صاحب | ۷ سال |
| ۶۷۰ | سید ضیاء الدین شاہ صاحب نظامی | ۴۲ |
| ۶۷۱ | رضیہ بیگم صاحبہ | ۱۷ سال |
| ۶۷۲ | ذکیہ بیگم صاحبہ | ۱۵ سال |
| ۶۷۳ | قمر النساء بیگم صاحبہ | ۱۳ سال |
| ۶۷۴ | صفیہ بیگم صاحبہ | ۹ سال |

## رتابت (ریسکہ)

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۷۵ | امیر خاں صاحب نظامی | ۵۵ سال |

## ٹھٹھہ (سندھ)

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۷۶ | سید قطب علی شاہ نظامی بی اے | ۲۵ سال |
| ۶۷۷ | قادر بخش صاحب | ۲۵ سال |
| ۶۷۸ | حکیم غلام علی صاحب درس نظامی | ۲۷ سال |

## جالندھر (پنجاب)

۶۷۹ محمد اسلم خاں صاحب ۱۷½ سال
۶۸۰ محمد رفیق خاں صاحب ۱۷½ سال
۶۸۱ عباد علی خاں صاحب ۱۸ سال
۶۸۲ احمد علی صاحب
۶۸۳ غلام محمد صاحب نظامی
۶۸۴ چوہدری بشیر احمد خاں ترین ۱۸ سال
۶۸۵ غلام محمد صاحب نظامی ۴۲ سال
۶۸۶ عبدالمجید صاحب ۱۸ سال
۶۸۷ لالہ گیان چند اقبال ۱۸ سال
۶۸۸ محمد سعید شاہ صاحب ۱۸ سال
۶۸۹ فتح علی خاں صاحب ۱۸ سال
۶۹۰ عبدالحق صاحب ۱۹ سال
۶۹۱ احمد علی صاحب مذہبی نظامی ۲۰ سال
۶۹۲ جنت بی بی صاحبہ ۳۶ سال
۶۹۳ خوشی محمد صاحب نظامی ۴۰ سال
۶۹۴ دولت بی بی صاحبہ ۳۲ سال
۶۹۵ بشیر احمد صاحب ۲۰ سال
۶۹۶ غفور بی بی صاحبہ ۵ سال
۶۹۷ غلام محمد صاحب نظامی ۳۹ سال
۶۹۸ کنیز فاطمہ صاحبہ ۱۲ سال
۶۹۹ محمد اشرف صاحب ۴۳ سال
۷۰۰ خدیجہ بی بی صاحبہ ۸ سال
۷۰۱ عبدالرحمن صاحب ۱۲ سال
۷۰۲ اصغری بیگم صاحبہ ۶ سال
۷۰۳ فتح محمد صاحب ۳۵ سال
۷۰۴ سروری بیگم صاحبہ ۱۳ سال
۷۰۵ غلام حسن صاحب ۵ سال
۷۰۶ غلام حسین صاحب ۳ سال
۷۰۷ زبیدہ بیگم صاحبہ ۶ سال
۷۰۸ رشیدہ بیگم صاحبہ ۵ سال
۷۰۹ نسیم اختر صاحبہ ۳ سال
۷۱۰ محمد یونس صاحب ۱ سال
۷۱۱ جان محمد صاحب ۳۷ سال
۷۱۲ مہر علی صاحب قریشی بی اے ۴۸ سال
۷۱۳ محمد صدیق صاحب ۳۹ سال
۷۱۴ محمد اسلم خاں صاحب ۳۷ سال
۷۱۵ دیوا سنگھ صاحب ۴۵ سال
۷۱۶ ہادی حسین شاہ صاحب ۵۰ سال
۷۱۷ قاضی میراں بخش صاحب نظامی ۵۰ سال
۷۱۸ اللہ دتا صاحب ۵۵ سال

۱۹۔ رحمت اللہ صاحب نظامی عمر ۳۰ سال
۲۰۔ حسن الدین صاحب ۱۲ سال
۲۱۔ بابو حافظ صاحب ۳۲ سال
۲۲۔ بابو صاحب ۲۴ سال
۲۳۔ محمد عبد اللہ صاحب ۳۵ سال
۲۴۔ خوشی محمد صاحب ۲۱ سال
۲۵۔ نعمت خاں صاحب ۴۵ سال
۲۶۔ شیر محمد صاحب ۲۲ سال
۲۷۔ کمال الدین صاحب ۲۶ سال
۲۸۔ مہدی خاں صاحب ۳۶ سال
۲۹۔ کرامت علی صاحب ۵۵ سال
۳۰۔ عطا محمد صاحب ۲۵ سال
۳۱۔ علی محمد صاحب ۳۶ سال
۳۲۔ فضل محمد صاحب ۳۵ سال
۳۳۔ سید عبد الستار صاحب ۲۸ سال
۳۴۔ حشمت علی صاحب ۲۲ سال
۳۵۔ حبیب اللہ خاں صاحب ۳۵ سال
۳۶۔ بوٹے خاں صاحب ۳۲ سال
۳۷۔ محمد علی صاحب ۳۵ سال
۳۸۔ فقیر محمد صاحب ۵۰ سال
۳۹۔ عبد الرحمٰن صاحب نظامی ۳۰ سال

۴۰۔ برکت علی صاحب ۴۳ سال
۴۱۔ غلام محمد صاحب حسنی نظامی ۵۰ سال
۴۲۔ حسن محمد صاحب نظامی ۱۸ سال
۴۳۔ علی اسرار احمد صاحب نظامی ۱۵ سال
۴۴۔ ابو طالب نظامی ۱۲ سال
۴۵۔ عمر الدین صاحب ۲۰ سال
۴۶۔ غلام رسول صاحب ۲۴ سال
۴۷۔ سائیں فضل محمد صاحب ۴۵ سال
۴۸۔ محمد علی صاحب ۵۵ سال
۴۹۔ رحمت اللہ صاحب ۴۵ سال
۵۰۔ سید علی محمد صاحب ۳۵ سال

## جموں (کشمیر)

۵۱۔ بشیر محمد خاں قیس شروانی نظامی ۲۰ سال
۵۲۔ سکینہ بیگم صاحبہ ۴۳ سال
۵۳۔ بشیر انور خاں نظامی ۱۲ سال
۵۴۔ بتول اختر نظامی ۹ سال
۵۵۔ کلثوم اختر نظامی ۴ سال
۵۶۔ بشیر افضل خاں نظامی ۱ سال
۵۷۔ غلام حیدر نظامی ۵۹ سال
۵۸۔ محمد الدین صاحب گیانی ۲۸ سال

| نمبر | نام | عمر | نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|---|---|---|
| ۷۵۹ | حمیدہ بیگم صاحبہ | ۲۰ سال | ۷۸۰ | محمد شریف صاحب | ۱۲ سال |
| ۷۶۰ | فرخندہ جہاں بی بی | ۱۱ ماہ | ۷۸۱ | اعجاز احمد صاحب | ۱۲ سال |
| ۷۶۱ | [illegible] حنبل صاحب | ۱۴ سال | ۷۸۲ | محمد [illegible] صاحب | ۱۲ سال |
| ۷۶۲ | محمد اسحاق صاحب | ۱۶ سال | ۷۸۳ | فیروز الدین صاحب | ۴۸ سال |
| ۷۶۳ | انور خان صاحب | ۱۵ سال | ۷۸۴ | محمد فضل صاحب | ۴۴ سال |
| ۷۶۴ | شریف احمد صاحب شاب | ۱۷ سال | ۷۸۵ | محمد الیاس صاحب | ۴۲ سال |
| ۷۶۵ | ماسٹر حاکم دین صاحب نظامی | ۷۰ سال | ۷۸۶ | احمد بی بی صاحبہ | ۳۵ سال |
| ۷۶۶ | حبیب اللہ صاحب | ۲۴ سال | ۷۸۷ | بابو عبد الکریم صاحب نظامی | ۵۰ سال |
| ۷۶۷ | محمد خالد صاحب نظامی | ۱۲ سال | ۷۸۸ | بابو عبد العزیز صاحب نظامی | ۴۲ سال |
| ۷۶۸ | عبد الغنی صاحب | ۴۰ سال | ۷۸۹ | عبد المجید صاحب نظامی بی اے | ۴۲ سال |
| ۷۶۹ | بشارت قادرانی صاحب | ۴۲ سال | ۷۹۰ | ماسٹر عبد اللطیف صاحب | ۲۵ سال |
| ۷۷۰ | غلام حسین صاحب رسا قادرانی | ۳۵ سال | ۷۹۱ | سلیم احمد خاں صاحب نظامی | ۲۹ سال |
| ۷۷۱ | طفیل احمد صاحب | ۴۰ سال | ۷۹۲ | ماسٹر محمد دین صاحب | ۳۰ سال |
| ۷۷۲ | شیخ نور حسین صاحب | ۴۰ سال | ۷۹۳ | محمد ضیاء الدین خاں صاحب نظامی | ۵۰ سال |
| ۷۷۳ | شیخ علاء الدین صاحب | ۳۱ سال | ۷۹۴ | حسن الدین منہاس صاحب نظامی | ۵۰ سال |
| ۷۷۴ | منظور حسین صاحب | ۴۲ سال | ۷۹۵ | دین محمد صاحب جنجوعہ ایم اے | ۲۵ سال |
| ۷۷۵ | محمد یعقوب صاحب بی اے | ۴۲ سال | ۷۹۶ | محمد یٰسین صاحب طالب علم | ۱۸ سال |
| ۷۷۶ | غلام رسول صاحب نظامی | ۴۸ سال | ۷۹۷ | مستری عبد الغنی صاحب | ۴۵ سال |
| ۷۷۷ | محمد امین صاحب | ۱۴ سال | ۷۹۸ | میاں عطا محمد صاحب | ۴۰ سال |
| ۷۷۸ | بشیر احمد صاحب | ۲۶ سال | ۷۹۹ | مولانا شیر احمد صاحب | ۴۸ سال |
| ۷۷۹ | محمد عبد اللہ صاحب | ۱۲ سال | ۸۰۰ | طفیل احمد صاحب نظامی | ۴۷ سال |

۸۰۱ قاضی علاء الدین صاحب ۴۴ سال
۸۰۲ مستری محمد شریف صاحب ۱۹ سال
۸۰۳ چودھری سراج دین صاحب ۲۷ سال

## جنگ پورہ (دہلی)

۸۰۴ لالہ انوپ سنگھ صاحب ۴۰ سال
۸۰۵ لالہ سروپ سنگھ صاحب ۳۰ سال
۸۰۶ راجہ ہورام نظامی علی پوری ۴۰ سال
۸۰۷ لیلا رام نظامی بی اے علی پوری ۲۳ سال
۸۰۸ چیندر کھان صاحب ۲۰ سال
۸۰۹ ہرکشن چیندر نظامی بی اے علی پوری ۲۵ سال

## جے پور (راجپوتانہ)

۸۱۰ مولوی محمد حامد صاحب ۱۹ سال

## چترال

۸۱۱ سراج الدین صاحب ۳۰ سال
۸۱۲ ضیاء الحق صاحب ۱۸ سال
۸۱۳ غلام مرتضیٰ صاحب ۵۰ سال
۸۱۴ مہمند خان صاحب ۴۵ سال
۸۱۵ احسان اللہ صاحب ۱۲ سال

۸۱۶ قدرت اللہ صاحب ۹ سال

## چتوڑ گڈھ

۸۱۷ محمد طیب خاں صاحب نظامی ۵ سال
۸۱۸ تصدق حسین خاں صاحب نظامی ۳ سال

## حیدر آباد (دکن)

۸۱۹ محمد حبیب الدین خاں صاحب ۱۵ سال
۸۲۰ محمد نعیم الدین خاں صاحب ۱۳ سال
۸۲۱ فرید النساء بیگم صاحبہ ۱۷ سال
۸۲۲ فضل النساء بیگم صاحبہ
۸۲۳ پاشا بیگم نظامی
۸۲۴ محمد برہان حسین نظامی ۹ سال
۸۲۵ آغا ولی الدین صاحب ۲۳ سال
۸۲۶ بشیر بانو صاحبہ ۱۲ سال
۸۲۷ محمد عبد الرحمن خاں نظامی ۵ سال
۸۲۸ محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی ۵ سال
۸۲۹ محمد عابد حسین خاں نظامی ۴۰ سال
۸۳۰ محمد بدر الدین صاحب ۳۵ سال
۸۳۱ محمد صاحب ۴۵ سال
۸۳۲ میر حسین علی صاحب ۴۵ سال

۸۳۳ خواجہ معین الدین صاحب ۲۵ سال
۸۳۴ محمد قاسم صاحب ۲۰ سال
۸۳۵ محمد سلطان صاحب ۱۵ سال
۸۳۶ محمد ابراہیم صاحب ۱۵ سال
۸۳۷ نور محمد صاحب ۳۰ سال
۸۳۸ سید مولانا صاحب ۲۵ سال
۸۳۹ گل بہار شاہ صاحب ۲۰ سال
۸۴۰ سید مجتبیٰ حسین صاحب ۴۰ سال
۸۴۱ محمد خواجہ صاحب ۲۴ سال
۸۴۲ حمید خاں صاحب ۳۵ سال
۸۴۳ محمد مشتاق احمد صاحب ۲۵ سال
۸۴۴ عبدالقادر صاحب ۱۲ سال
۸۴۵ علاء الدین صاحب ۴۰ سال
۸۴۶ محمد اسحٰق صاحب ۲۵ سال
۸۴۷ شیخ محبوب صاحب ۳۰ سال
۸۴۸ محمد جعفر علی صاحب ۱۵ سال
۸۴۹ حافظ احمد منور علی خاں صاحب ۳۵ سال
۸۵۰ سید غوث صاحب ۳۲ سال
۸۵۱ محمود شریف صاحب ۳۵ سال
۸۵۲ محمد ضیاء الحق صاحب ۶ سال
۸۵۳ محمد نظام الدین صاحب ۳۵ سال

۸۵۴ محمد معین الدین صاحب ۵۰ سال
۸۵۵ محمد ولی الدین صاحب ۳۵ سال
۸۵۶ محمد عزیز الدین صاحب ۱۴ سال
۸۵۷ محمد شریف صاحب ۲۷ سال
۸۵۸ سید محمود علی صاحب ۴۸ سال
۸۵۹ محمد علی خاں صاحب ۲۷ سال
۸۶۰ محمد مقصود علی صاحب ۳۲ سال
۸۶۱ محمد نہال الدین نظامی ۶ سال
۸۶۲ محبوب بیگم صاحبہ نظامی ۳۳ سال
۸۶۳ وقار النساء بیگم نظامی ۱۲ سال
۸۶۴ امیر النساء بیگم نظامی ۱۰ سال
۸۶۵ بہار النساء بیگم نظامی ۷ سال
۸۶۶ رحمت النساء بیگم نظامی ۹ سال
۸۶۷ محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی ۵ سال
۸۶۸ محمد محمود نظامی ۲۰ سال
۸۶۹ حسن اقبال نظامی ۱۷ سال
۸۷۰ محمد حامد نظامی ۱۵ سال
۸۷۱ محمد عبدالواحد صاحب ۴۰ سال
۸۷۲ سید عبدالقادر صاحب ۲۵ سال
۸۷۳ محمد عبداللہ صاحب ۴۰ سال
۸۷۴ محمد عبدالرحمن صاحب ۲۳ سال

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۸۷۵ | مہنت بالا پرشاد صاحب | ۶۰ سال |
| ۸۷۶ | محمد بشیر الدین صاحب | ۱۸ سال |
| ۸۷۷ | احمد محی الدین صاحب | ۴۰ سال |
| ۸۷۸ | سید محمود علی صاحب | ۱۸ سال |
| ۸۷۹ | محمد یوسف علی نظامی | ۳۵ سال |
| ۸۸۰ | محمد یعقوب صاحب | ۵۳ سال |
| ۸۸۱ | میر قاسم علی صاحب | ۳۰ سال |
| ۸۸۲ | محمد معین الدین نظامی | ۳۵ سال |
| ۸۸۳ | خدیجہ بی بی نظامی | ۴۵ سال |
| ۸۸۴ | غوثیہ بیگم صاحبہ | ۲۰ سال |
| ۸۸۵ | جیلانی بی بی صاحبہ | ۲۵ سال |
| ۸۸۶ | بی جان بی بی | ۴۵ سال |
| ۸۸۷ | جیلانی بی بی صاحبہ | ۲۶ سال |
| ۸۸۸ | آمنہ بی بی صاحبہ | ۴۰ سال |
| ۸۸۹ | محمد غوث صاحب | ۳۴ سال |
| ۸۹۰ | محمد رکن الدین خان نظامی | ۵۵ سال |
| ۸۹۱ | محمد امام الدین صاحب | ۴۵ سال |
| ۸۹۲ | میر کوثر علی صاحب | ۵۰ سال |
| ۸۹۳ | میر محبوب علی صاحب | ۲۷ سال |
| ۸۹۴ | قاری محمد نظام الدین صاحب | ۶۰ سال |
| ۸۹۵ | غلام دستگیر خان نظامی | ۴۵ سال |
| ۸۹۶ | محمد معین الدین نظامی | ۳۵ سال |
| ۸۹۷ | اسرار احمد صاحب | ۲۴ سال |
| ۸۹۸ | محمد جمال صاحب | ۴۵ سال |
| ۸۹۹ | محمد عبید الدین نظامی | ۳۵ سال |
| ۹۰۰ | محمد عبید احمد نظامی | ۴۰ سال |
| ۹۰۱ | محمد عبد السلام نظامی | ۲۷ سال |
| ۹۰۲ | محمد عبید اللہ شریف صاحب | ۱۸ سال |
| ۹۰۳ | محمد زین العابدین صاحب | ۲۴ سال |
| ۹۰۴ | سید عبد الحمید صاحب | ۴۵ سال |
| ۹۰۵ | محمد جمال الدین صاحب | ۳۲ سال |
| ۹۰۶ | خواجہ راجہ بھما ریڈی ونی نظامی | ۶۹ سال |
| ۹۰۷ | نجم النساء بیگم نظامی | ۲۸ سال |
| ۹۰۸ | عزیز النساء بیگم نظامی | ۲۲ سال |
| ۹۰۹ | رقیہ بیگم نظامی | |
| ۹۱۰ | احمدی بیگم نظامی | ۳۷ سال |
| ۹۱۱ | ہدایت النساء بیگم صاحبہ | [illegible] |
| ۹۱۲ | خواجہ نظام الدین صاحب | ۴ سال |
| ۹۱۳ | خواجہ نصیر الدین صاحب | ۲ سال |
| ۹۱۴ | محمد عبد العظیم صاحب | ۴ سال |
| ۹۱۵ | نور جہاں بی بی | ۳۰ سال |
| ۹۱۶ | سعید بانو نظامی | ۵۰ سال |

۹۱۷ عمدہ بیگم نظامی ۵۰ سال

۹۱۸ مہر بانو نظامی ۴۴ سال

۹۱۹ علی محمد نظامی ۵۵ سال

۹۲۰ سید بشیر الدین نظامی ۳۵ سال

۹۲۱ کنیز بانو نظامی ۲۰ سال

۹۲۲ سید غلام محمد صاحب ۳۲ سال

۹۲۳ زکیہ بانو صاحبہ ۹ سال

۹۲۴ رقیہ بانو نظامی ۳۰ سال

۹۲۵ رضیہ بیگم نظامی ۴۰ سال

۹۲۶ میر عباس علی نظامی ۳۵ سال

۹۱۷ سید خواجہ محی الدین نظامی ۴۵ سال

۹۲۸ سید خواجہ نصیر الدین نظامی ۳۸ سال

۵۲۵ حور بانو نظامی ۲۲ سال

۹۳۰ سید غلام علی صاحب ۳۲ سال

۹۳۱ خواجہ معین الدین نظامی ۸ سال

۹۳۲ زینی بانو نظامی ۲۵ سال

۹۳۳ عائشہ بیگم نظامی ۴۵ سال

۹۳۴ عظیم النساء بیگم نظامی ۶۰ سال

۹۳۵ محمد غلام رسول صاحب ۴۲ سال

۹۳۶ سید فخر الدین صاحب ۵۰ سال

۹۳۷ حسن الدین صاحب ۸ سال

۹۳۸ فاطمہ بیگم نظامی ۳۵ سال

۹۳۹ عطیہ بی بی صاحبہ ۶ سال

۹۴۰ سید خواجہ شمس الدین صاحب [illegible] سال

۹۴۱ حافظ جمال الدین نظامی

۹۴۲ محمد عبد اللہ صاحب ۵۵ سال

۹۴۳ امیر علی صاحب ۴۳ سال

۹۴۴ سید حسین صاحب ۲۹ سال

۹۴۵ محمد شریف صاحب ۱۷ سال

۹۴۶ حکیم محمد حیدر علی نظامی ۴۲ سال

۹۴۷ سید یٰسین نظامی

۹۴۸ سید جلال الدین صاحب ۲۵ سال

۹۴۹ سید امام علی صاحب ۶۰ سال

۹۵۰ علی محمد صاحب ۴۰ سال

۹۵۱ علی بن عبد اللہ صاحب ۲۳ سال

۹۵۲ سید افتخار احمد صاحب ۴۲ سال

۹۵۳ محبوب خاں صاحب ۴۵ سال

۹۵۴ شرف الدین خاں صاحب ۴۵ سال

۹۵۵ عبد العلیم صاحب ۲۵ سال

۹۵۶ نظام الدین صاحب ۳۰ سال

۹۵۷ محمد ہدایت اللہ نظامی ۲۶ سال

۹۵۸ عبد الرحمٰن صاحب ۳۰ سال

## فاسفورس کا تیل

یہ تیل سالہا سال سے تمام ہندوستان میں اور باہر کے ملکوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کا درد پانچ منٹ میں دور کر دیتا ہے۔ جن عورتوں کے بچے مسان کی بیماری سے مر جاتے ہیں اُن کے جسم پر اس کی مالش بہت زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس تیل نے ہزاروں بچوں کی جانیں بچائی ہیں۔ فالج، لقوہ، رعشہ وغیرہ اعصابی بیماریاں بھی اس تیل کے ملنے سے دور ہو جاتی ہیں۔ قیمت قسم خاص نمبر ا ایک شیشی بارہ آنے۔ چھ شیشیاں چار روپئے

## کایا پلٹ

یہ دوا معدے کی بیماریاں، جگر کی بیماریاں اور پیشاب میں شکر آنے کی بیماری کو دور کر دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ ہاضمہ بڑھاتی ہے۔ نیند لاتی ہے۔ اعصابی کمزوریوں کو دُور کرتی ہے۔ نیا خون پیدا کرتی ہے۔ تندرستی کے زمانے میں بھی کھائی جاتی ہے۔ پھر کوئی بیماری پاس نہیں آتی۔

قیمت ایک ڈبہ
آٹھ آنے

## پائریا منجن

دانتوں کو صاف کرتا ہے۔ اور مسوڑھوں کی سب بیماریاں دور کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے معدے کی بیماریاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی سب بیماریوں کا تیر بہدف علاج ہے۔ قیمت فی ڈبہ پانچ آنہ

## ارسطو کا چورن

حکیم اجمل خاں صاحب کے دادا حکیم محمد شریف خان صاحب کی مشہور کتاب علاج الامراض میں حکیم ارسطو کا نسخہ درج ہے اس سے یہ چورن بنایا گیا ہے سالہا سال سے امیر غریب ہندوستانی اسکو استعمال کرتے ہیں قبض کشا ہے۔ ہاضمہ پیدا کرتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے جگر اور معدے کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ قیمت فی ڈبہ بارہ آنے

## خوش اقسام گولیاں

عورتوں کی ماہواری آنے کی خرابیاں دور کرنے کی مشہور دوا ہے۔ یہ گولیاں چالیس برس سے بکتی ہیں۔ ہزاروں عورتوں کو ان کے استعمال سے فائدہ ہوا ہے۔ سو گولیوں کا ایک ڈبہ قیمت ایک روپیہ

## داد کی دوا

اس کی نسبت اشتہار میں کچھ نہیں لکھا جا سکتا خط و کتابت کے ذریعے اس کے فائدے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ قیمت دو روپے۔

# چشتی پارٹی کی شرکت کا بُلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؓ کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی برادری قائم کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں ایکہ اور محبت پیدا ہو۔ اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں۔ اور ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی چالیسی دفتر اخبار منادی سے منگا کر شریک ہو جائیے۔

## اولاد کا گنڈہ

جن لوگوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچے مرجاتے ہوں وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اُس کے قد کے برابر [illegible] ریشمی ڈورہ [illegible] تا [illegible] خواجہ حسن نظامی [illegible] جائیں [illegible] گنڈہ بنا کر بھیج دینگے کسی قسم کی نذر نیاز یا فیس [illegible] لی جائیگی۔

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اُسکو چشتیہ خاندان کے اولیاء اللہ کا بتایا ہوا عمل پڑھنا چاہئے یعنی [illegible] کے وقت اکتالیس دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر [illegible] سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اُس مشکل کو آسان کر دے۔

اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے

حسن نظامی

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکرؒ کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر [illegible] عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جسکو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائیگا۔ نقش کی عبارت یہ ہوگی

مرا جائے بند خرم مرا جائے شد

تو خواہی بزا [illegible] نہ خواہی مزا

اس نقش کی بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے۔ حسن نظامی

## تسکین قلب کی دُعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دعا پڑھی جائے تو فوراً دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی:-

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے [illegible] پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۰۸

چشتی برادری کی روحانی بادشاہی کا ہفت روزہ

# منادی دہلی

ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی | ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء | سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ

## مسلم لیگ کی تائیدی حدیث کی تشریح

میں نے "قرآن کا فرمان" عنوان سے جو پوسٹر شائع کیا تھا اُس میں آیات کے علاوہ صحیح مسلم کی ایک حدیث بھی درج کی تھی۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالے اُس کو قتل کر دیا جائے۔ چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں میں علم کی کمی ہے اس واسطے میں اس حدیث کی تشریح نمایاں طریق سے شائع کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک مسلمانوں کی دینی بادشاہی موجود نہ ہو اور امام وقت کسی کے قتل کا حکم نہ دے اُس وقت تک کسی عام مسلمان کو ہرگز ہرگز اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ایسا قتل ناجائز اور حرام ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں نہ کوئی اسلامی حکومت ہے نہ کوئی مُسلّم (مانا ہوا) امام ہے۔ اس واسطے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں کسی ایک کو بھی اس حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنے کا حق و اختیار نہیں ہے۔ منادی کے ناظرین اور وہ سب لوگ جنہوں نے یہ پوسٹر دیکھا ہو ناسمجھ مسلمانوں کو جمع کر کے یہ تشریح سُنا دیں اور سمجھا دیں تاکہ رسولِ خدا ؐ کی پاک حدیث کا کوئی شخص اپنی ناسمجھی سے غلط نتیجہ نہ نکال سکے۔

حسن نظامی

## ترتیلی ترجمے کی دوسری جلد

قرآن شریف کے ترتیلی ترجمے کی دوسری جلد ختم ہوگئی ہے۔ پندرہ پاروں کی صرف پہلی جلد موجود ہے۔ اور جب تک کاغذ فراہم نہ ہو دوسری جلد کی چھپائی کی امید بھی نہیں ہے اس واسطے شائقین کو اس اعلان کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے۔

منیجر دفتر حلقۂ مشائخ دہلی

## نظامی بنسری چھپ گئی

خدا کا شکر ہے کہ نظامی بنسری چھپکر تیار ہوگئی۔ صرف آخر کی دو کاپیاں چھپنی باقی ہیں اُن کے چھپتے ہی جلد سازی کا انتظام شروع ہوگا۔ اور انشاءاللہ ۲۴ جولائی تک کتاب کی روانگی شروع ہو جائے گی۔ منیجر اخبار منادی دہلی

## پانی پت کی آخری لڑائی

پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کی اور احمد شاہ ابدالی کی جو خوں ریز لڑائی ہوئی تھی اُس کی تاریخ ابھی حال میں خواجہ حسن نظامی نے لکھی ہے۔ اور وہ بھی چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔

مجلد کی قیمت بارہ آنے مقرر کی گئی ہے۔

منیجر اخبار مُنادی دہلی

## اسرار اسم اعظم کی تقسیم

خواجہ حسن نظامی نے اپنے خلفاء کو اور بھروسے کے آدمیوں کو اسرار اسم اعظم کی تھوڑی تھوڑی جلدیں اس غرض سے بھیجی ہیں کہ وہ لوگ جن کو واندازی کا مستحق سمجھیں ایک ایک جلد ایک ایک روپیہ ہدیے پر دے دیں۔

منیجر اخبار مُنادی دہلی

## ترجمہ بخاری شریف کے پارے

بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا ترجمہ خواجہ حسن نظامی نے کیا تھا۔ وہ پارے بھی مختلف مقامات پر اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ جن کو ضرورت ہو لے لیں۔ منیجر اخبار منادی دہلی

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## اعتماد کے تار

قرآن کا فرمان پوسٹر تمام ہندوستان کے صوبوں اور شہروں اور قصبوں میں تقسیم کیا تھا۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوا ہر مقام سے خبریں آرہی ہیں کہ میرا پوسٹر دیکھ کر ہر جگہ سے وائسرائے کو اردو زبان میں تار بھیجے گئے ہیں۔

لاہور کی نظامیہ جماعت نے ایک ہزار پوسٹر نئے طبع کرا کر شہر میں تقسیم کرائے میرے پاس بھی ہر مقام سے کارڈ آرہے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کی یک دلی و یک عملی ظاہر ہوتی ہے۔ دو خط اختلافی بھی آئے ہیں۔ ایک میرے مرید کا ہے۔ اور دوسرا کسی ناواقف کا ہے۔

میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں اور مجھے مسلم لیگ سے شکایات بھی ہیں مگر یہ موقع ساری قوم کے متحد نظر آنے کا ہے۔ اس لئے میں نے اختلافات کو بند کر کے قفل لگا دیا۔ اور اپنے بھائیوں کی صف میں آکر کھڑا ہو گیا۔

---

## دہلی الکشن

دہلی میں میونسپل کمیٹی کا الکشن ہونے والا ہے۔ ہندو مسلمان امیدواروں میں بہت سرگرمی پیدا ہو گئی ہے بعض قدیمی اور بہت بارسوخ ممبروں کے خلاف نئے تازہ دم جوشیلے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں جس سے الکشن میں بہت زیادہ غل شور ہونے کا امکان ہے۔

بعض ہر دل عزیز اور مقبول عوام قدیمی ممبروں نے کمیٹی سے دست بردار ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو میرے خیال میں صحیح فیصلہ ہے۔ کیونکہ نئے تازہ دم لوگوں کو بھی کام کرنے کا موقع ملنا چاہئیے۔

دہلی کے امیدواروں کو گرانی کے زمانے میں فضول خرچی سے احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ سنا گیا ہے کہ بعض دولت مند

امید وار ایک ایک لاکھ روپے تک خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مجھے اس الکشن سے صرف اتنی ہی دلچسپی ہے کہ یہ میرے پیارے شہر کا الکشن ہے ورنہ میں الکشن کو اپنے کم علم ملک کے لئے نقصان رساں خیال کرتا ہوں کیونکہ اس سے آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ اور دلوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔

## اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور چاروں خلفاء نے اور بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتوں کے زمانوں میں نمازوں کی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھا جاتا تھا۔ اور بعد کے اولیاء اللہ اور دنیا کے مسلمان بھی التحیات میں یہی فقرہ پڑھتے تھے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "سلام آپ پر اے نبیؐ"

مگر آج کل کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو اس فقرے کو اس لئے جائز نہیں سمجھتے کہ رسول اللہؐ کی وفات ہو چکی ہے اور وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی نماز کے وقت ہر جگہ موجود نہیں ہوتے۔ پھر یہ فقرہ کیونکر پڑھا جا سکتا ہے کہ "آپ پر سلام اے نبیؐ"

میرے خیال میں یہ لوگ توجہ کے لائق نہیں ہیں۔ اُن سے بحث ہی نہ کرنی چاہئے کیونکہ جو چیز تیرہ سو برس سے جاری ہے اور خدا نے چاہا قیامت تک جاری رہیگی وہ ان اخرافاتی لوگوں کی مخالفت سے رک نہیں سکتی۔

البتہ اس کی ضرورت ہے کہ التحیات کا بہت آسان ترجمہ بکثرت شائع کیا جائے تا کہ ہر نمازی رسول اللہؐ کو نماز میں اپنے قریب یقین کر کے سلام پیش کرنے کی عزت حاصل کر سکے۔ اور ہر عورت مرد کے دل کو رسولِ خداؐ کی حضوری میسر آ سکے۔

## دونوں ناکارہ

ایک کنجوس دوسرا فضول خرچ۔ ایک محدود خیال۔ دوسرا حد سے زیادہ فراخ دل

اور شاید یہ شملہ کانفرنس کیونکر کامیاب ہو سکتی تھی
خود غرضی میں دونوں شریک تھے ذاتیات
کی دلدل میں دونوں پھنسے ہوئے تھے اپنی
ذات کے لئے اپنے مذہب کو اور اپنی پارٹی
کو اور اپنی قوم کو شکار کی ٹٹی بناتے تھے۔ اور
جب شکار ہاتھ آجاتا تھا تو فقط اپنے گھر میں
لے جانا چاہتے تھے اور کسی پارٹی والے کو
اور کسی ہم قوم کو اور کسی ہم مذہب کو
شکار کی ایک بوٹی دینی نہیں چاہتے تھے
انگریزوں میں یہ بات نہیں ہے۔ اسی
لئے وہ بادشاہ ہیں اور وہ دونوں
محکوم اور غلام ہیں۔

## بے غرض ایک بھی نہیں ہے

اور بے غرض کوئی آدمی بھی نہیں ہوا کرتا
مگر جو اپنے ملک اور اپنے ملک کے باشندوں
کی غرض کو اپنی ذاتی غرض پر مقدم رکھتا
ہو وہی تعریف کے قابل ہوتا ہے۔
ہندوستان کی جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں
ان میں ایک بھی بے غرض نہیں ہے۔ سوائے
انگریز پارٹیوں کے کہ وہ اپنی قوم کی غرض کو
دیکھتی ہیں۔ ہاں ان لوگوں کے جو کسی سیاسی پارٹی
میں شریک نہیں ہیں کہ وہ بھی اپنے ملک کی
غرض کو دیکھتے اور چاہتے ہیں۔
چشتی برادری کے ممبر خدا کے فضل سے
سب ذاتی اغراض سے پاک ہیں مگر
ان میں مجھ سمیت ایک بھی ایسا نہیں ہے
کہ اگر ملک کی حکومت اس کے سپرد
کر دی جائے تو وہ اسکو سنبھال سکے اور
چلا سکے۔
یہ ہے سچی لاج جو میرے سوا کوئی نہیں دے سکتا

## راشن بندی ایک عذاب ہے

کوئی مانے یا نہ مانے اب تو مجھے اپنی غلطی
کا یقین ہو گیا ہے کہ میں نے راشن بندی
کو اچھا اور مفید کہہ کر غلطی کی تھی۔ کیونکہ
راشن بندی اور کنٹرول دنیا کا سب سے
بڑا عذاب ہے اور بادشاہوں کی گزشتہ
سزاؤں کے مقابلے میں سب سے بڑی سزا ہے
یہ عذاب توبہ کرنے سے بھی دور نہیں ہوگا
کیونکہ خدا کا عذاب بھی جب آجاتا ہے تو
توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں

راشن کا عذاب بھی بہت دن رہیگا اور
مجھے اس عذاب کی نسبت خبر نہیں کتنے
دن تک لکھنا ہوگا۔ یورپ کی تباہ شدہ
قوموں کی امداد سب انسانوں کے فرائض
میں ہے۔ ہم ہندوستانی بھی اخلاقاً
اس امداد میں شریک ہو سکتے ہیں اور ہم کو ہونا
چاہئے۔ مگر اس طرح نہیں کہ خود ہم اور ہمارے
بچے اپنے پیٹ کے لئے ترسیں اور راشن
کی ذلت دیکھ کر کھانے کو ترس رہیں

## عقل کے کوئیں کھودو

ہم ہندوستانیوں پر بے شمار عذاب مسلط
ان میں ایک عذاب یہ بھی ہے کہ ہم
عقل کو بہت زیادہ جانتے ہیں اور
عقل جو قدرت یہ نازل کرتی ہے
انسانوں کی عقل کا پانی زمین کے
نیچے چھپا ہے۔ یہ پانی حاصل کرنے
کو ہم کو بہت گہرے کنوئیں کھودنے
پڑینگے جب عقل کا پانی ہمارے حصے میں آئیگا۔

## چاء تمباکو کا عذاب

ساری دُنیا چاء اور تمباکو کے عذاب میں مبتلا
ہے۔ مگر یورپ والے ان عذابوں کو عقل
کے عمل سے ہلکا کر لیتے ہیں۔ اور ہم اندھا دھند
چاء پیتے ہیں اور تمباکو کے زہر سے اپنے
دلوں اور دماغوں کے اعصاب کو
برباد کرتے ہیں۔

چاء اور تمباکو معدے اور دل کے اعصاب
کو خراب کرتے ہیں۔ اور ہندوستان کے
چالیس کروڑ آدمیوں میں کم از کم اٹھائیس
کروڑ چاء اور تمباکو کی وجہ سے بیمار ہیں
اور اُن کے اندر گھن لگا ہوا ہے۔

## دہلی کے سشن جج

صوبہ دہلی کے باشندوں کو اس خبر سے
خوشی ہوگی کہ مُلک احمد خاں صاحب دہلی
کے ڈسٹرکٹ سشن جج مقرر ہو کر آئے ہیں
یہ پہلے یہاں سینئر سب جج تھے۔ اور ان
کی لیاقت اور انصاف کی ہر جگہ دھوم تھی

## دہلی کے سٹی مجسٹریٹ

رائے بہادر ناتھو رام صاحب سٹی مجسٹریٹ
کی جگہ چودھری [illegible] صاحب سٹی مجسٹریٹ

مقرر ہوئے ہیں جو بنگال سے آئے ہیں اور وہاں انھوں نے ایک مشکل کام کو بہت لیاقت سے انجام دیا تھا۔ امید ہے کہ اہل دہلی بھی ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

## دو جج

مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور مسٹر عبداللہ جیمہ دو جج دہلی میں مقرر ہوئے ہیں۔ اور دونوں کی انصاف پسندی اور کارگزاری مانی جا رہی ہے۔ مولوی عبدالرحمٰن دہلی میں پہلے بھی رہ چکے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کی خوبیوں کا تجربہ ہو چکا ہے۔

## بارش ہو رہی ہے

دہلی کے صوبے میں خدا کے فضل سے بارش شروع ہو گئی ہے۔ اور آثار ایسے ہیں کہ بارش ضرورت کے موافق ہو گی۔ اور جوار، باجرے، مکئی کی فصل اچھی ہو جائیگی مگر سوال یہ ہے کہ غریبوں کے کھانے کے یہ غلے باوجود فصلیں اچھی ہونے کے اتنے مہنگے کیوں بکتے ہیں جا۔

## ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی صدر آل انڈیا چشتی پارٹی کے قرآنی فرمان کی تعمیل میں جن مسلمان جماعتوں نے اور اشخاص نے کو تار بھیجے ہیں۔ ان کے خطوط کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

(۱) ڈیرہ غازی خاں پنجاب { مقتدائے عالم خواجہ صاحب

ارشاد عالی (قرآن کا فرمان) موصول ہوا۔ آپ کے اس ارشاد گرامی کو فرض ایمانی تصور کر کے تعمیل کی گئی۔ امید ہے کہ آئندہ بھی ایسی ایمان افروز تحریکات کے متعلق اپنی مبارک آراء سے مستفید فرماتے رہیں گے۔ تار ارسال کر دیئے ہیں۔

فقیر غلام جہانیاں یعنی قریشی۔ صدر مدرس وخطیب جامع مسجد شریف و ناظم انجمن حمایت اسلام

(۲) کوٹلی لعل ہاران سیال کوٹ { مرشدی و مولائی خواجہ صاحب۔ اعلان بابت مسلم لیگ ملا

جو تمام مسلمانوں کو پڑھ کر جامع مسجد میں سنایا
گیا۔ اور بعد میں مسجد میں چسپاں کر دیا گیا تمام
مسلمان کوٹلی لوہاران مشرقی نے آپکے اعلان
پر لبیک کہی۔ اور بحکم جناب ایک تار ویسرائے
صاحب بہادر کو دیا گیا کہ ہم سب مسلمانان
کوٹلی لوہاران مشرقی کے مسلم لیگ کے ساتھ
ہیں جسکی نقل تار قائد اعظم محمد علی جناح کو
بھی دی گئی۔ نیاز مند احقر علی احمد نظامی۔

(۳) سجادہ بھائی } پیارے حضرت صاحب آپکے حکم کے مطابق
لارڈ ویول صاحب کو شملے کے پتے پر بہت
تار دیے رہے ہیں۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل
فوراً کر دی جاتی ہے۔ والسلام
آپ کا شیخ جان محمد نظامی کلاتھ ڈیلر

(۴) ضلع جہلم } ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں احقر قاضی محمد سعید
ولد محمد شاہ قوم راجپوت ماکو منہاس
تحصیل چوال ضلع جہلم۔

(۵) دہلی } محترم حضرت خواجہ صاحب دہلی کے تھوک جنٹ فروشان
کی انجمن کی طرف سے حسب ذیل تار ویسرائے ہند
کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے۔
"ہم قائد اعظم کی قیادت پر کلی اعتماد رکھتے ہیں
اور صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندگی
کرتی ہے" غلام محمد میاں سکریٹری انجمن
تاجران جنٹ بیوپاران دہلی۔

(۶) لاہور } سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔
حسب الارشاد آنجناب حضرت قائد
اعظم اور وائسرائے بہادر اور پریذیڈنٹ
کانگریس کے نام اس مضمون کی تاریں ارسال
کر دی گئی ہیں۔ کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ
ہیں حضور کا مسلمانوں کو مسلم لیگ کا ساتھ
دینے کا مشورہ بہت مبارک ہے۔ اور
اس پر عام طور پر اظہار تشکر اور اطمینان
کیا جا رہا ہے۔ خدا جناب کو تا دیر
سلامت رکھے۔ اور مسلم لیگ کو اپنے
مقاصد میں کامیاب بنائے۔ آمین۔
مبارک علی آتش نظامی بھرنگ۔ لاہور۔

(۷) بھاگل پور (بہار) } بمہ پورہ مسلم ایسوسی ایشن بذریعہ ہدایت
حضور والا کے تار مطلوبہ جناب وائسرائے ہند

و قائدِ اعظم کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا
ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔ والسلام۔
حضور کا خادم محمد خالق بخش عفی عنہ سکریٹری

**۸۔ غازی آباد** } قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب۔

کل نماز جمعہ سے آدھ گھنٹہ قبل جنابؐ کا
قرآن کا فرمان کے عنوان سے ایک پوسٹر لا
جبکہ محلہ افغانان کی مسجد میں ایک جلسے
کا انتظام تھا۔ لوگ کافی تعداد میں شریک
ہوتے۔ بعد نماز جمعہ آپ کا شائع کیا ہوا
پوسٹر بآوازِ بلند پڑھ کر سنایا۔ اسکے بعد
انجمن عربیہ۔ انجمن شعبہ ریلوے ینگ
مسلم ایسوسی ایشن قصبہ مسلم لیگ غازی آباد
کی طرف سے قائدِ اعظم محمد علی جناح
کی خدمت میں تار دیے گئے۔ جلسہ ہر حالت
میں کامیاب رہا۔ بعد میں آپ کے پوسٹر پر
چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ اب خواجہ
صاحب میدان میں آگئے ہیں۔ ایک صاحب
نے فرمایا کہ میاں، خواجہ صاحب کی یہ بھی
ایک پالیسی ہے۔ غرضیکہ جُدا جُدا خیال
کے لوگ موجود تھے۔ آپ کا پوسٹر مسجد میں
چسپاں کر دیا گیا۔ اور کئی مسجدوں میں
بھی یہی پوسٹر پڑھ کر سنایا گیا۔ کیونکہ پوسٹر
سے ایک روز قبل اخبار انجام میں یہ پوسٹر
شائع ہو چکا تھا تو لوگوں نے کاٹ کاٹ کر
جیبوں میں رکھ لیا۔ آپ کے اس اعلان سے
اور پوسٹر سے مجھ کو اور میرے تمام احباب
کو بے حد خوشی ہوئی۔ خدا آپ بزرگوں کی
دعا سے مسلمانوں کی عزت رکھے۔ قبلہ
حاجی صاحب اختر وغیرہ سلام علیک
فرماتے ہیں۔ غدارِ ملت۔ غلامانِ غلام
انور علی قریشی الانور غازی آبادی۔

**(۹) حسین آباد۔ ڈاکخانہ جیلا پلاموں**

مولانا! حسب ارشاد ابھی ایک تار قائدِ اعظم
مسٹر محمد علی جناح اور وائسرائے ہند کے
نام شملہ روانہ کر دیا ہے۔ ابھی دو تار مسلم
طلباء ہائی اسکول اور قصبے کے مسلمانوں کی
طرف سے وائسرائے اور مسٹر جناح کو بھیجے گئے
سید محمد عارف ہیڈ مولوی اور شیخ محمد نعمان

**(۱۰) کھنڈارہ سی پی** کو وائسرائے ہند شملہ کے نام ٹیلیگرام
ارسال کیا گیا کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں کھنڈارہ سے
ٹیلیگرام تمہیں بھیجے ہیں خوشی کہ تم نے بھی اپنا ایک

علیحدہ ٹیلی گرام دیا ہے۔ کہ ہم تمام مسلم طلبا
مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ ناچیز احقر الناس
عبدالرحمٰن امام جامع مسجد۔

(۱۱) بھنڈارہ سی پی } ہمیں جماعت بھنڈارہ
سی پی کی طرف سے وائسرائے ہند شملہ
کے نام ٹیلی گرام دیا گیا کہ ہم مسلم لیگ
کے ساتھ ہیں۔ ناچیز جمال ولی محمد۔

(۱۲) بے شمار پوسٹ کارڈ } ذیل کے
مطبوعہ پوسٹ کارڈ ہزاروں دستخطوں
سے بھیجے گئے ہیں۔

بجالی خدمت جناب ہز اکسلنسی لارڈ ویول
صاحب بہادر وائسرائے ہند شملہ۔

جناب عالی۔ کانگرس کا یہ دعویٰ کہ
تمام اقوام کی نمائندہ جماعت ہے بالکل
غلط ہے مسلمان قوم کا کانگریس سے کوئی
واسطہ نہیں ہے۔ ابوالکلام آزاد صدر آل
انڈیا کانگریس صرف کانگریس کے شو بوائے
ہیں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت
صرف مسلم لیگ ہے۔ اور اُن کو اپنے محبوب
قائداعظم مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا
مسلم لیگ کی ذات پر پورا اعتماد ہے کانگرس
کے پیش کردہ مسلم ممبران ایگزیکٹو کونسل میں
شامل کر لئے گئے تو اُن کو مسلم قوم کا نمائندہ
تسلیم کرنا مسلمانوں کے حقوق کو برباد کرنا
ہوگا۔ مسلم قوم مسلم لیگ کے اس فیصلے
کو درست سمجھتی ہے کہ موجودہ صورت
میں ایگزیکٹو کونسل میں مسلم لیگ کو شامل
نہیں ہونا چاہئے۔ آئندہ مسلمان مسلم لیگ
کے ہر فیصلے کو صحیح اور درست سمجھتے ہوئے
ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کو تیار ہیں۔
انجمن رفیق المسلمین دہلی۔

(۱۳) مارہرہ } ہمارے قصبے کے مسلمانوں
نے ایک عام جلسہ کر کے کل محترمی خان بہادر
چودھری محمد صالح صاحب لائف مجسٹریٹ
چیئرمین و صدر جلسہ نے حضور وائسرائے
بہادر کو حضرت قائداعظم محمد علی جناح پر اعتماد
کلی رکھتے ہوئے تار دیا ہے۔ اس کی ایک کاپی
تار پر حضرت قائداعظم کو شملہ روانہ کر دی ہے
نامہ نگار از مارہرہ۔

(۱۴) شولاپور } آپ کا پرچہ قرآن کا فرمان
وصول ہوا اور مسجد میں چسپاں کر دیا گیا ملو
یہاں سے بہت سے تار روانہ کر دئے گئے ہیں۔

آپ دعا کریں کہ سب مسلمان بھائیوں کا دل اتفاق کے ساتھ ایک صف ہو جائے۔ شیخ داؤد

(۱۵) کلکتہ کے قطب مدار حضرت خواجہ حسن نظامی۔ میں نے پرچہ مسجد میں چسپاں کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کے کل لوگ مسلم لیگی ہیں۔ تار بھی شملہ بھیج جانے کی تشفی رکھیں والسلام۔

میر یوسف حسن سہروردی۔ قادری۔

(۱۶) ٹوہانہ ضلع حصار کے یوم الدعا منایا گیا۔ بعد نماز جمعہ قرارداد پاس ہوئی کہ مسلمانان ٹوہانہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں ہز اکسی لنسی وائسرائے ہند اور مولانا آزاد اور مسٹر محمد علی جناح کو اطلاع قرارداد کی دی جاتی ہے۔ اور تار دئے گئے۔

مسلمانان ٹوہانہ۔ بقلم عبدالعزیز۔

(۱۷) مسوری پہاڑ کے مخلص قوم! آپ کا اعلان ابھی میرے پاس پہنچا۔ ابھی تعمیل کر دی گئی۔ یعنی اردو میں تار وائسرائے بہادر کو دیدیا گیا یہ کام آپ نے بر وقت اور نہایت مفید کیا معمول سے آپ کے لئے دعا نکلی

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ اور دارین میں کامیاب۔ آمین۔

خاکسار شمس العلما سید احمد امام (امام شاہی مسجد دہلی)

(۱۸) لاہور کے مرشدی و مولائی۔ فرمان کا فرمان ایک ہزار چھپوا لیا ہے اور شاید آپ کی خدمت میں ایک عدد پہنچ بھی گیا ہو۔ مسجدوں کی دیواروں اور لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

طالب دعا نواب نظامی۔

(۱۹) ہزاری باغ بڑی جامع مسجد سے آج بفضلہ تعالیٰ ارجنٹ تار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی کوشش کو کامیابی عنایت فرمائے۔ آئندہ جو کار لائقہ ہو اس سے مطلع فرماتے رہا کیجئے گا۔ والسلام

خادم الحفاظ عبدالواحد ابوالعلائی پیش امام بڑی جامع مسجد ہزاری باغ۔

۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء

(۲۰) سہارنپور کی شب میں نظامیہ جماعت سہارنپور کی میٹنگ برمکان محمد صادق صاحب نظامی زیر صدارت

شیخ عبد السبحان نظامی منعقد ہوا اور حسب ذیل تجویز منظور ہوئی جسکی اطلاع بذریعہ تار ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند شملہ اور مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ شملہ کو آج ۷ جولائی کو دیدی گئی۔ حضور انور کی خدمت میں اطلاعاً تحریر ہے۔ تار کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"نظامیہ جماعت سہارنپور مسلم لیگ کے ساتھ ہے" حضور کا ادنیٰ خادم شیخ عبد السبحان نظامی صدر نظامیہ جماعت سہارنپور۔

**(۲۱) شملہ** گزارش ہے کہ آپ کا قرآن کا فرمان" آج شملہ کی پبلک کی نظروں سے گزرا۔ آپ جیسے بزرگ اور نیک و پاک نفسوں سے دور نہیں ہے۔ خدائے برتر آپ کو عمر دراز عطا کرے اور آپ کی برکت سے ہمیں بھی توفیق دے کہ ہاتھ بٹا سکیں۔

طفیل احمد پریزیڈنٹ پرائمری مسلم لیگ یونٹ مڈل بازار شملہ۔

**(۲۲) لاہور** بخدمت اقدس رہبر کامل جانشین حضرت محبوب الٰہی مرشدی حضرت خواجہ صاحب غریب نواز مدظلہ العالی۔ قدم بوسی۔ مطبوعہ فلاں قرآن کا فرمان مل گیا۔ لوگوں کو دکھانے اور سُنانے سے اس کی مانگ بہت ہوئی ایک ہزار چشتی برادری لاہور کی طرف سے چھپنے کے لیے دیدئے ہیں۔

ہز ایکسی لنسی جنرل ویول کو اُردو تار دیدیا ہے۔

خاکِ پا محمد حسین نظامی لاہور۔

**(۲۳) فرنگی محل لکھنؤ** مطبوعہ کرم نامہ موصول ہوا

فقیر اس کے قبل ایک تار اسی مضمون کا بنام قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح روانہ کرچکا تھا۔ آپ کے ہدایت نامہ کے بعد وائسرائے کی خدمت میں مضمونِ ذیل کا تار روانہ کردیا گیا۔

"یقین فرمائیے کہ علماء کی اکثریت صرف مسلم لیگ ہی پر کامل اعتماد رکھتی ہے جسکی قیادت مسٹر جناح کر رہے ہیں۔ جمعیۃ العلماء نہ علماء کی نمایندگی کرتی ہے نہ مسلمانوں کی"

اللہ جل شانہٗ آپکے وجود باجود کو مسلمانوں کے واسطے زائد سے زائد فیض رساں بنائے اور مدت مدید قائم رکھے۔ اسوقت جو کچھ آپ نے شائع فرمایا اسکی بڑی ضرورت تھی جزاکم اللہ۔ فقیر محمد قطب الدین عبدالوالی عفا اللہ عنہ

**(۲۴) بردوان بنگال** { قرآن کا فرمان پہنچا۔ آپ کی

یاد آوری کا بردوان کے حضرات شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حسب الحکم تعمیل کی گئی اور کی جاوے گی۔ راقم شیخ کلو میاں محمد اسحق نظامی از بردوان بنگال۔

**(۲۵) راول پنڈی** { جناب قبلہ حضرت خواجہ

حسن نظامی صاحب۔ لال کرتی راول پنڈی میں جلسہ کرکے وائسرائے کو تار دیدیا گیا۔ آپکا تابعدار سیکریٹری

**(۲۶) نگینہ** { یہاں سے وائسرائے کو تین تار بھیجے گئے ہیں۔

ایک میری طرف سے (یعنی صدر مسلم لیگ کی طرف سے) دوسرا سکریٹری جماعت شیوخ کی طرف سے۔ تیسرا سکریٹری لیبر جماعت کی طرف سے۔ منشی ضمیر احمد مختار۔

**(۲۷) مجلس اتحاد ملت آگرہ** { مرشدی و مولائی

حضرت خواجہ صاحب۔ آپکا ارسال کردہ اشتہار "قرآن کا فرمان" موصول ہوا۔ حسب ارشاد گزشتہ جمعہ ۱۳ر جولائی ۱۹۴۵ء کو جامع مسجد آگرہ میں زیر صدارت جناب بشیر خاں صاحب بھٹہ ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ زیر قیادت مجلس اتحاد ملت "مہاشے عبد الکریم نظامی اور مولوی عبد اللہ صاحب سرحدی نے پُرجوش تقریریں فرمائیں جملہ انجمنیں اکبرآباد نے بھی جلسے میں شرکت فرمائی۔ اور تقریباً دو سو تار چودھریان محلہ اور اسلامی ادارہ جات کی جانب سے وائسرائے ہند اور قائد اعظم صدر کانگریس کے نام روانہ کئے گئے۔ جن کی رسیدات دفتر ہذا میں موجود ہیں۔ راقم محمد اسحاق وارثی آفس سکریٹری مجلس اتحاد ملت آگرہ۔

**(۲۸) مجیٹھہ امرتسر** { بخدمت اقدس حضرت خواجہ صاحب

قبلہ سلمہ اللہ الرحمٰن۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی۔

حضور کا حکم نامہ ملتے ہی وائسرائے صاحب کو شملے پر حسب ذیل برادریوں اور انجمنوں کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت کے تار ہمراہ لینچر مورخہ ۶ر جولائی کو بھجوائے گئے۔ (۱) انجمن مجیٹھا اسلامیہ کے صدر کی طرف سے۔

(۲) صدر مسلم لیگ مجیٹھیہ کی طرف سے (۳)
مسلم درزی برادری مجیٹھیہ کے صدر کی
طرف سے (۴) کمبوہ برادری مجیٹھہ کے صدر
کی طرف سے (۵) کشمیری برادری مجیٹھہ
کے صدر کی طرف سے (۶) مسلم بجگان
مجیٹھہ کے صدر کی طرف سے (۷) چشتی
برادری مجیٹھہ کے صدر کی طرف سے یہ
سات تاریں دی گئی ہیں۔ انشاء اللہ
دیگر کار لائقہ سے ارشاد فرمائیں۔ زیادہ والسلام
طالب دعائے خیر۔ ایم عبدالرحیم (مسن ہری) نظامی

(۲۹) بنوں صوبہ سرحد } حسب الارشاد بنوں سے
دو تاریں حسب ذیل مضمون کی قائداعظم
کو دی گئی ہیں۔ جن کی نقول وائسرائے کو
بھی بجوائی گئی ہیں۔

(۱) خان نصر اللہ خاں ایم۔ ایل۔ اے
رئیس وزیران نے تار میں لکھا ہے کہ ہم کو
قائداعظم پر اعتماد ہے اور جملہ اہالیان علاقہ غیر بھی
مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

(۲) خان حبیب اللہ خاں ایڈوکیٹ سابق
ڈپٹی اسپیکر نے تار میں لکھا ہے کہ جملہ اہالیان
صوبہ سرحد مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔
اطلاعاً عرض ہے۔ طالب دعا
سلطان علی سلامی نظامی

(۳۰) ایڈیٹر صاحب روزانہ جذبات } حسب ذیل لکھتے ہیں

تو میں جناب کی خدمت میں اس دلیرانہ۔
مدبرانہ اور قوم پرورانہ پیغام کے لئے جو
آپ نے آل انڈیا چشتی کانفرنس کے صدر
کی حیثیت سے قائداعظم اور ہز ایکسی لنسی
وائسرائے کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تہ دل
سے ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔ آپ حیران
ہوں گے کہ مجھے شکریہ ادا کرنے کا کیا حق ہے؟
بلاشبہ میری یہ جسارت بادی النظر حیرت انگیز
اور کسی قدر گستاخانہ معلوم ہوتی ہے۔ آپ
تار دیں۔ قائداعظم اور لارڈ ویول کو۔ اور
اس کا شکریہ ادا کریں حضرت رئیس امروہوی
گویا یہی ہیں ناظم کل کائنات آج کلکتہ میں
اس ادائے تشکر کے لئے اپنے کو بے اختیار
پاتا ہوں۔ ہماری قومی زندگی کے اس
نازک مرحلہ پر جو بھی شخص اپنا فرض ادا کرتا
ہے جی چاہتا ہے کہ اُسے پیار کرلوں خلیفہ صاحب

آپ کی محبوب عظیم شخصیت لاکھوں لوگوں
اور دماغوں کا مرجع ہے۔ آپ کا نحیف و
نزار وجود۔ ان گنت انسانوں کی نمائندگی
کرتا ہے۔ آپ کا بھیجا ہوا تار صرف آپ کا
بھیجا ہوا تار نہیں ہے۔ یہ وہ آواز ہے جو
لاکھوں انسانوں کی طرف سے بلند کی گئی
ہے یہ وہ پیغام ہے جو ہزاروں انجمنوں
پر بھاری ہے۔ ہم نوجوانوں کو آپ سے یہی
امید تھی۔ ایک مرتبہ پھر آپ نے بیشمار دل جیت
لئے ہیں۔ حضور والا۔ جب آپ اس نقطۂ نظر
سے اپنے مرسلہ پیغام کی اہمیت پر غور کریں گے
تو میری طرح خود اپنے اس دلیرانہ اقدام کے
معترف ہو جائیں گے۔ اور سمجھ سکیں گے میرے
اس جذبۂ بے اختیار کو جس کے زیر اثر میں
نے اپنی طرف سے اور قوم کی طرف سے
آپ کا شکریہ ادا کرنے کی جسارت کی ہے!!!

(۴۱) سکریٹری انجمن افغان بابر۔ حضرت
معظم خواجہ حسن نظامی صاحب نے قائد اعظم جناح
صاحب کو اور لارڈ ویول کو اس مضمون کی تاریں
روانہ کیں۔ "ہمارے واحد نمائندہ قائد اعظم
محمد علی جناح ہیں۔ جن پر ہم کو پورا اعتماد ہے"

اور آپ کے تحریر کرنے کے مطابق اشتہار
کی بیس نقلیں کر کے بڑی بڑی مسجدوں پر
چسپاں کر دی ہیں۔ اور لوگ بہت شوق
سے پڑھتے ہیں اور کئی لوگوں سے کہتے ہوئے
سُنا کہ جب حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی
صاحب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں تو پھر مسلم لیگ
کی کامیابی یقینی ہے۔ آپ کا ادنیٰ خادم عبدالغفار

(۴۲) کٹک } مرشدی و مولائی حضرت خواجہ بابا مدظلہ۔

سلام و قدم بوسی۔ حضور کا گشتی مراسلہ
مطبوعہ قرآن کا فرمان گزشتہ کل موصول
ہوا۔ اکثر لوگوں کو دکھایا گیا اور پڑھ کر سنایا
بھی گیا۔ جس سے لوگوں کے دلوں میں
اس فرمان کا بے حد اثر ہوا۔ اطلاعاً
عرض خدمت یہ ہے۔ کہ قبل اس کے
مورخہ ۳۰ جون اور ۲ جولائی کو اڑیسہ
پراونشل مسلم لیگ کے صدر اور
سکریٹری اور ممبر صاحبان کی
جانب سے (ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں
اور قائد اعظم جناح صاحب کی لیڈری
پر ہمیں پورا اعتماد ہے) ہز اکسی لنسی حضور

والسرائے پرائیویٹ سکریٹری اور قائد اعظم جناح کی خدمت میں تار بھیجا جا چکا ہے۔
فرماں بردار دعاگو طالب مولانا عبدالملک نظامی

(۳۳) حسین آباد بخشی ہائی سکول } آپ واضح ہو کہ ہم طلباء

بموجب آپ کے ارشاد کے والسرائے ہند اور قائداعظم کے پاس تار روانہ کر رہے ہیں۔ اور ہم لوگ تو تار کی تعداد بڑھانے کی کوشش نہایت سرگرمی سے کر رہے ہیں۔ کئی تار یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ اس میں اور اضافہ ہوتا رہیگا
جمیل احمد نمائندہ مسلم طلبا بخشی ہائی اسکول حسین آباد۔

مکرمی تسلیم۔ آپ کے ارشاد کے بموجب ہم لوگ نہایت سرگرمی سے کوشاں ہیں اور یہاں سے برابر تار روانہ کئے جا رہے ہیں۔ آج ہم لوگوں نے علیحدہ تار دیا ہے اور مسلم اسٹوڈنٹ کی طرف سے بھی تار روانہ ہوا ہے۔ محمد آفاق

(۳۴) جیلا } پیر و مرشد سلام علیکم آپ کے ارشاد کے مطابق

جیسا کہ ہم نے اخبار وحدت مورخہ ۶ جولائی میں دیکھا تھا۔ آج ایک عدد ارجنٹ تار والسرائے ہند شملہ کے نام اور اسی کی نقل قائد اعظم کی خدمت میں روانہ کر دیا ہے۔ اور میں نے اس تحریک میں از حد کوشش کی جس کا نتیجہ بفضلہ یہ ہوا کہ یہاں سے کئی تار گئے ہیں اور جا رہے ہیں۔ ہم نے مسلم تاجروں کی طرف سے تار دیا ہے۔ اسکول وغیرہ کی طرف سے بھی آج کئی تار جا رہے ہیں۔
ناچیز محمد اسحاق صدیقی

(۳۵) بسمبل پور اڑلیسہ } مولائی و مرشدی آپ کے حسب تحریر والسرائے صاحب و محمد علی جناح صاحب کے نام تار دیدیے گئے اطلاعاً تحریر ہے۔
راقم آپ کا خادم عبدالوہاب نظامی نیشنر

(۳۶) لاہور } یہاں اکثر مسجدوں میں آپ کا اعلان سنایا گیا
صوفی خدا بخش درگاہ حضرت شاہ محمد غوث۔

(۳۷) کونچ (جالون) } ۱۳ جولائی بروز جمعہ

بعد نماز زینت المساجد میں حاضرین جماعت نے خلوص دل سے دعائیں کیں کہ شملہ کانفرنس میں مسلم لیگ کو خدا کامیاب کرے اور آج بروز دوشنبہ ۹ر جولائی قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح اور ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند کو حسب ذیل مضامین کے تار ارسال کئے۔ (۱) قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح۔ مسلمانان کوپخ (جالون) مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ہر حکم پہ قربانی کرنے کو تیار رہیں۔

(۲) ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند مسلمانان کوپخ (جالون) مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح مسلم قوم کے رہبر اور صحیح نمائندہ ہیں۔

حافظ ثناءاللہ خاں غوری سکریٹری مسلم لیگ۔

(۳۸) **دہلی** { یہ تار وائسرائے کو بھیجا گیا مسٹر جناح مسلمانان ہند کے واحد نمائندہ ہیں۔ مسلم نیشنلسٹ

ایم۔ ایس۔ قریشی۔ منیجر طبیہ اعظم سوسائٹی مسجد تہور خاں دہلی۔

(۳۹) **چھندواڑہ سی پی** { حسب الارشاد وحسب اعلان اخبار وحدت جناب والسرائے ہند کی خدمت میں تار بھیجدیا گیا ہے کہ تمام مسلمانان ضلع چھندواڑہ قائد اعظم محمد علی جناح دام اقبالہ کے ساتھ ہیں اور مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے جنہوں نے آپ کے بروقت مشورہ دے کر صحیح ہدایت فرمائی۔ والسلام۔

خادم قوم وملت۔ عبدالسلام خاں ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل صدر مسلمانان ضلع چھندواڑہ سی۔ پی۔

(۴۰) **ضلع مونگیر** { خدا آپ کو ہمارے سروں پر ہزار برس سلامت رکھے۔ میں نے وائسرائے کو تار بھیجدیا ہے۔ اور مسجد میں قرآن کا فرمان بھی چسپاں کر دیا۔

راقم سید مہدی امام رضوی ضلع مونگیر

**منادی کا نوٹ:**۔ چونکہ اخبار وقت پر شائع کرنا ضروری تھا۔ اس واسطے بہت سے خطوط باقی رہ گئے اور درج نہ ہو سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب مسلمانوں کو قومی فرائض ادا کرنے کی جزائے خیر دے

# شملہ کانفرنس ناکام

## ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء کو خبر آئی کہ شملہ کانفرنس ناکام ہوئی

وائسرائے ہند کی سادہ اور مخلصانہ اور کھری تقریر اس قابل ہے کہ ہندوستانی اُس سے سبق لیں۔
وزیر ہند نے وائسرائے سے کیا کہا۔ اور گاندھی جی اور مولانا ابو الکلام آزاد نے کیا کہا اور مسٹر جناح نے کیا بات چیت کی یہ وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔ حاصل بس اتنا ہے کہ کسی نے وائسرائے کی بات نہ مانی۔ مجھے اور تمام ہندوستان کو کانفرنس کی کامیابی کا یقین تھا۔ اس لئے ہم سب کو ناکامی کا صدمہ ہے۔ مگر ہم کو ایک منٹ ضائع کئے بغیر فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ غلطی کانگرس اور مسلم لیگ اور گورنمنٹ تینوں کی ہے۔ اور اس غلطی کی بُنیاد یہ ہے کہ تینوں اپنی اپنی قوم کی ذاتی اغراض میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا فوراً ایک ایسا راستہ تلاش کرنا چاہیئے جس میں قومی خود غرضی نہ ہو اس کے لئے میں نے "آرام راج" نام کا ایک رسالہ قلم بند کیا ہے جو بہت جلد تمام ہندوستان میں تقسیم کیا جائے گا۔

"آرام راج" رسالے میں کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کے لئے بہت آسان راہ عمل بتائی گئی ہے۔ انگریزوں سے اس تجویز کا بہت کم تعلق ہے۔ اور ہے تو اتنا ہے کہ اگر کانگرس اور مسلم لیگ اس تجویز پر عمل کریں تو انگریزوں سے کس قسم کا تعلق رہے گا۔

مجھے اپنی اس تجویز کے درست ہونے کا پورا یقین ہے۔ تاہم میں اس میں ترمیم تنسیخ کے لئے راضی ہوں۔

حسن نظامی دہلوی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۵ر رجب ۶ر جولائی جمعہ دہلی

دادی کی درگاہ} صبح کی نماز کے بعد درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ میں حاضر ہوا تعمیر کا کام جاری ہے۔ قطب مینار تک بھی گیا تھا۔ واپسی میں خان بہادر میر نواب علی صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر گیا تھا۔ سید راشد حسین کا نکاح ۲۷ر رجب اتوار کے دن صبح دس بجے قرار پایا ہے۔ جمعے کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔ نمازی کم تھے اچھی جانمازیں بچھی ہوئی تھیں اور میلے ٹاٹ آگے بچھے ہوئے تھے۔ ہمیشہ یہی ہوتا ہے اور کوئی شخص اس کی اصلاح پر غور نہیں کرتا۔

تقریر} نماز کے بعد مولانا سید احمد میاں صاحب نے مسلم لیگ کی حمایت میں تقریر کی تھی۔ اور سب مسلمانوں نے مل کر مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے دعا مانگی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ ابر بھی آیا تھا۔ مگر میں باہر صحن میں سویا پچھلی رات کڑک چمک کے آثار دیکھے تو صحن کی کرسیاں اور میزیں اور جانماز اندر لے کر آیا۔ جس کرسی کو اٹھاتا تھا یہ کہتا جاتا تھا "یہ بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہے" لیکن جب بھاری پلنگ اٹھایا۔ اور وہ اتنا وزنی معلوم ہوا کہ اس کا اندر لیجانا ناممکن سا ہو گیا تو بادلوں کو دیکھ کر کہا "تم گواہ ہو کہ مسلمان جس کام کا ارادہ کرتے ہیں پورا ہی کر کے دم لیتے ہیں"۔ اس کے بعد پھر "یا علی خیبر کشا" کہہ کر پلنگ اٹھایا۔ اور اندر لیجا کر بچھا دیا۔ نفس نے کہا "ابھی ۲ بجے ہیں۔ محنت بھی زیادہ کی ہے کچھ دیر آرام کر لینا چاہیئے"۔ میں نے نفس سے کہا "یہ بتا تو کانگرسی ہے یا کانگرس کی کسی پارٹی میں ہے"؟ کچھ جواب نہ دیا میں ہنسا اور لیٹ گیا۔ ٹھنڈی ہوا تھی فوراً سو گیا۔ صبح کی اذان سے آنکھ کھلی۔ تہجد ناغہ ہوئی۔

تبلیغی پوسٹر } بعد مغرب عبد النعیم خاں صاحب سے چھ تبلیغی پوسٹر لکھوائے گئے۔ جن میں آیات قرآنی لکھی ہیں اور مسلم لیگ والوں کو صراط مستقیم کی تلقین کی گئی ہے۔ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب کاتب نے یہ چھ پوسٹر صبح کی نماز تک لکھ کر دیئے۔

۲۶ رجب ۷ رجولائی شنبہ دہلی

شب معراج } دیکھو اس سنیچر کو خبر نہیں کس درویش سے دعا کرائی تھی کہ آج شب معراج اس کے گھر میں مہمان ہوئی ہے۔

بارش } صبح کی نماز کے بعد بارش کا طوفان آیا۔ بہاؤ مینہ برسا چھتیں ٹپکیں۔ اور میں نے حق کی انگڑائیاں لیں۔

چیف کمشنر صاحب } ایک مسلمان دوست کے ملکی کام کی نسبت چیف کمشنر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ تمام معاملات پیش کیے اور ان پر گفتگو کی۔ گھر میں واپس آکر کھانا کھایا۔

سید معز الدین نظامی } میرے بھتیجے سید معز الدین نظامی کلکتے سے آئے ہیں آج رات کو احمد آباد جائیں گے۔ یہ کوئلہ ڈپارٹمنٹ کے ایک افسر ہیں۔ سات سو روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں نے کہا ہم کو بڑی تلاش ہے کہ کوئی ایسا صابن ملے جو کوئلے کی کالک دور کر دے۔ مگر کہیں ایسا صابن نہیں ملتا۔ البتہ آگ کہا کرتی ہے کہ میں کوئلے کو جلا کر سفید کر سکتی ہوں۔

دو قریشی } آگرے کے قریشی صاحب اور دہلی کے قریشی صاحب ملنے آئے تھے عبد العزیز صاحب اور سیٹھ بھی ملنے آئے تھے۔ اور دہلی کے فلاسفر ایس اے خالق صاحب بھی آئے تھے۔ شام کو درگاہ حضرت بی بی صاحبہ میں گیا تھا۔ کیونکہ وہاں کئی ہزار روپیہ کا تعمیری سامان جمع ہے۔ اور معماروں کے لئے بارش سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ عشاء کے وقت تک سب انتظامات پورے کر کے واپس آگیا۔

۸ رجولائی کا منادی } ۸ رجولائی کے منادی کا کام رات بھر ہوا تھا۔ صبح کاپیاں خود لیکر گیا تھا جس چھاپے خانے میں جاتا تھا انکار کا جواب ملتا تھا۔ آخر ایک چھاپے خانے نے اقرار کیا کہ کل ۸ تاریخ کو اخبار تیار کر دوں گا۔

اور یہ پرچہ ٹھیک وقت پر نکل جائے گا۔

**شب بیداری** } آج معراج کی رات ہے۔ اس واسطے درگاہ شریف میں بکثرت عبادت گزار آئے ہیں۔ جو رات بھر عبادت کریں گے۔

**برساتی کیڑے** } میں درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ رحمہ سے رات کو ساڑھے نو بجے گھر میں واپس پہونچا تھا۔ نوکر نے غلطی سے روشنی کھول رکھی تھی۔ اور کروروں برساتی کیڑے میرے بستر میں بھر گئے تھے۔ روشنی بند کر کے اُن کو صاف کرایا۔ پھر بھی وہ دور نہ ہوئے۔ اس لئے میری شب بیداری ان کیڑوں کی اذیت دور کرنے کے لئے تھی۔ خدا کی عبادت سے کچھ تعلق نہ تھا کیڑے سر کے بالوں میں، ڈاڑھی کے بالوں میں۔ کپڑوں کے اندر گھس گئے تھے۔ رات کے ایک بجے تک اس تکلیف میں مبتلا رہا۔ اس کے بعد آج کی رات کے مقررہ اوراد پڑھے۔ اور تہجد کے وقت پاؤں پھیلا کر سو گیا۔ روزمرہ کے اوراد قضا ہو گئے۔

**عُرس** } آج رات کو حضرت مولانا خواجہ سید ابوبکر مصلےدار کا سالانہ عرس ہوا تھا۔

**بیٹیا ہوا** } آج اپنے چچا زاد بھائی سید شجاعت علی مرحوم کے فرزند سید اشفاق علی کے مکان پر گیا تھا۔ خدا نے اُن کو بیٹیا دیا ہے۔ سب بھائی جمع ہوئے تھے۔ سید سمیع الدین صاحب بھی تھے۔ میں سب کے ساتھ درگاہ شریف تک گیا تھا۔ اور حصہ چڑھانے کی رسم میں شریک ہوا تھا۔

**افسوسناک خبر** } آج مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کہ سید ہادی حسن صاحب کے ہفت سالہ بچے نے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ماں باپ کو اور دادا دادی کو اور سب خاندان والوں کو صبر عطا فرمائے اور سید ہادی حسن کو نعم البدل مرحمت ہو۔

## ۲۷ر رجب ۸ر جولائی اتوار دہلی

**شادی** } آج صبح خواجہ بانو اور علی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ حمید منزل میں سید راشد حسین کے براتی جمع ہوئے تھے۔ میرے لڑکے علی نے اپنے بڑے بھائی حسین کی طرف سے راشد حسین کے سر پر سہرا باندھا۔

کیونکہ دل آرا بانو حسین کی بیوی راشد حسین
کی رشتے کی بہن ہوتی ہیں۔ حسین موجود نہیں
تھے۔ علی نے سہرا باندھ کر پچیس روپے نیگ
کے لئے۔ برات موٹروں میں خان بہادر
میر نواب علی صاحب کی کوٹھی پر گئی۔ میری
موٹر میں دولہا سوار تھے۔ جس کو پھولوں
سے آراستہ کیا گیا تھا۔ میں مفتی شوکت بھی
ایڈیٹر دین دنیا کی موٹر میں گیا تھا۔ ملا واحدی
صاحب بھی اسی موٹر میں تھے۔ ساڑھے
۱۱ بجے نکاح ہوا۔ دلہن کے باپ وکیل
تھے۔ دس ہزار روپے کا مہر باندھا گیا
نکاح کے بعد خان بہادر میر نواب علی صاحب
نے براتیوں کو بہت مکلف کھانا کھلایا۔

فوٹو} ۱۱ بجے کے بعد دولہا کا چند خاص
براتیوں کے ساتھ فوٹو لیا گیا پھر میں علی
اور خواجہ بانو کے ساتھ گھر میں واپس آگیا۔

ہزاری روزہ} آج رجب کی ستائیس
ہے۔ آج کے روزے کو ہزاری روزہ
کہا جاتا ہے۔ خواجہ بانو نے بھی روزہ
رکھا ہے۔

عرس کی دوسری تاریخ} حضرت خواجہ
سید ابوبکر مصلے بردارؒ کی دوسری نیاز عصر
کے بعد مزار کے پاس ہوئی تھی۔ میں بھی
شریک ہوا تھا۔ کیونکہ رات کو درگاہ حضرت
بی بی نور صاحبہ رحؒ سے زیادہ دیر میں واپسی
ہوئی تھی۔ اس لئے رات کی نیاز میں شریک
نہ ہو سکا تھا۔ میرے دادا کے عرس میں حضرت
خواجہ سید ابوبکر مصلے دارؒ کی اولاد کے سب
آدمی نہیں آئے تھے۔ مگر میں آج اس لئے
شریک ہوا کہ اختلافات ہم لوگوں کے ذاتی
ہیں۔ بزرگوں کو ان اختلافات سے کچھ
تعلق نہیں ہے۔ جس طرح میرے دادا
کی نیاز کی شرکت ہندوستانیوں کے لئے
برکت کا باعث ہوتی اگر وہ سب شریک
ہوتے۔ ایسے ہی میری شرکت ہندوستانیوں
کے دادا کے عرس میں میرے لئے برکت
کا باعث ہوئی۔

شکیل احمد صاحب شکیل} آج سید
راشد حسین کی شادی میں بدایوں کے
شکیل احمد صاحب شکیل نے اپنا کلام
سنایا تھا۔ میں نے ریڈیو میں ایک دفعہ ان
کا کلام سن کر منادی میں تبصرہ لکھا تھا۔ آج

خود اُن کی زبان سے سامنے بیٹھ کر اُن کا کلام سُنا مفتی شوکت فہمی صاحب ایڈیٹر دینِ دُنیا نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ شکیل صاحب ہندوستان کے اُن ہونہار پانچ شاعروں میں ایک ہیں۔ جو ہندوستان میں نیرِّ درخشاں ہو کر چمکیں گے۔ نوجوان ہیں۔ گورا رنگ ہے۔ سڈول جسم ہے۔ محکمۂ سپلائی دہلی میں ملازم ہیں۔

اُن کے کلام میں زبان کی خوبیاں بھی ہیں اور شاعری کے محاسن بھی ہیں اور تصوف کے اعلیٰ مقامات بھی ہیں۔ وہ اُس بدایوں کے ہیں جہاں میرے آقا حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ پیدا ہوئے تھے۔

**۲۸ رجب ۹ رجولائی پیر دہلی**

**بارش** آج صبح گھٹا جھوم کر آئی تھی تھوڑے سے آنسو بہا کر چلی گئی۔

**حسین نہیں آئیں گے** آج انت پور سے حسین کا تار آیا ہے کہ انھوں نے دہلی کا آنا ملتوی کر دیا ہے۔

**اینٹ کا پرمٹ** درگاہ حضرت متوکلؒ صاحبؒ کی تعمیر کے لئے سنٹرل پی ڈبلو ڈی سے سات ہزار فٹ اینٹ کے ادہوں کا پرمٹ ملا تھا۔ مگر وہ اتّے بہت ناقص تھے اس لئے میں نے نہیں لئے اور پرمٹ بدلوانے کے لئے آج رائے بہادر ناتھ صاحب کے پاس گیا تھا۔ رائے بہادر ایچ۔ پی۔ سنہا صاحب سپرنٹنڈنگ انجینیر بھی وہاں تھے۔ میں ایسے وقت پہونچا تھا کہ دفتر بند ہونے والا تھا مگر ان دونوں افسروں نے نہایت مخلصانہ برتاؤ کیا۔ اور ایک گھنٹہ میرے لئے ٹھیرے رہے۔ اور ستر ہزار کھنچا اینٹ کا نیا پرمٹ تیار کر کے بعد کے تمام مرحلوں کو فوری اہتمام کے ساتھ مکمل کرا دیا۔

سنٹرل پی ڈبلو ڈی میں اس وقت جو ہندو مسلمان اور سکھ افسر موجود ہیں اُن سب کے آپس میں باہمی ربط و اتحاد بہت اچھا ہے۔ ممکن ہے دوسرے محکموں میں بھی اس قسم کا ربط پایا جاتا ہو لیکن جو محبت و یگانگت سنٹرل پی۔ ڈبلو ڈی میں ہے۔ وہ دوسری جگہ شاید ایسی نہ ہو۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجینیر ہیں

وہ بھی ہندوؤں کے ساتھ برادرانہ تعلق رکھتے
ہیں۔ اور ان کے ماتحت ہندو بھی خان بہادر
کے ساتھ بھائیوں جیسا تعلق رکھتے ہیں۔
رائے بہادر ماتھر میرے بہت پرانے
ملنے والے ہیں۔ اور میں ہمیشہ بے سہارا
ہندو مسلمانوں کی سفارشیں ان سے کرتا
رہتا ہوں۔ اور ایک مثال بھی ایسی نہیں
ہے کہ انھوں نے میری سفارش پر عمل
نہ کیا ہو۔ رائے بہادر سنہا صاحب لکھنؤ
سے آئے ہیں۔ بہت میٹھی اور صاف
اردو بولتے ہیں۔ سنجیدگی اور متانت بھی
ہے۔ اور شگفتہ مزاجی بھی ہے۔

شام کا انتظام ؛ گھر میں واپس آکر میں نے
فوراً قاضی کبیر حسین صاحب اور چودھری
سری چند کو درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ
میں بھیجا تاکہ وہ کل صبح تک اینٹوں کی فراہمی
کا انتظام کردیں کیونکہ میں نے معمار اور
مزدور رہتک سے بلائے ہیں۔ تعمیر کا
سب سامان کئی ہفتے سے جمع ہے۔
اور معمولی مرمتوں کے لئے سید میر افغان
پشاوری معمار اور شرف الدین بیل دار
رات دن درگاہ میں بستے ہیں۔ صرف اینٹوں
کی وجہ سے کام رکا ہوا ہے۔

برادری والے ؛ رات کو دس بجے فریق
نبیرہ گان اور فریق قاضی زادگان کے
افراد میرے پاس آئے تھے۔ میں نے
مشورہ دیا کہ باہمی تعلقات قائم رکھنے
کا زمانہ ہے۔ اختلاف نہ آج تک کسی کے
موافق ہوا ہے نہ آپ کو موافق آئے گا
بارہ بجے وہ سب حضرات گئے۔ تب
میں سویا۔ پچھلی رات بارش آئی۔ تو بمشکل
کرسیاں اندر رکھیں۔ اور بستر اور پلنگ
اندر لایا۔ تھوڑی دیر میں علی بھی مدد کے لئے
آگئے۔

منادی کی روانگی ؛ آج یکم جولائی اور
۸ر جولائی کا مشترکہ منادی شائع ہوگیا۔ دفتر
والوں کے علاوہ زیدیا، پاشا اور حسن ابوطالب
اور سید ولی نے بھی اخباروں پر ٹکٹ لگانے کا
کام کیا تھا۔ زیدیا اور حسن ٹکٹ لگاتے جاتے
تھے۔ اور ولی تیار اخباروں کو سلیقے سے
مرتب کرتے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا آپ
کا کیا نام ہے: جواب دیا گیا آپ کو میرا نام

معلوم نہیں ہے؟ میں نے کہا ولی، ولی
کو پہچانا کرتا ہے۔ اور چونکہ میں ولی نہیں
ہوں اس لئے میں تمہارا نام نہیں جانتا۔
مسکرا کر جواب دیا میرا نام ولی ہے۔ میں
نے کہا باپ کا نام بتاؤ کہا ان کا نام علی ہے
میں نے کہا دادا کا نام بتاؤ۔ بہت ہنسا
اور کہا ان کا نام خواجہ حسن نظامی ہے میں
نے کہا یہ سب لوگ کہاں رہتے ہیں؟ ہنستے
ہنستے لیٹ گیا اور کہا "نظام الدین میں
رہتے ہیں"

## ۲۹ رجب ۱۰ رجولائی منگل دہلی

غرہ: قدیم زبان میں چاند رات کو غرہ
کہا جاتا تھا۔ غرہ گھوڑے کی پیشانی کے سفید
بالوں کو کہتے ہیں۔ آج چاند رات ہے۔ مگر
شام کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا۔

ارشاد ناصری: آج غزالی فاضل ارشاد
ناصری صاحب اور ان کے والد عطاء الرحمن
صاحب کے ساتھ الیکشن میونسپل کمیٹی کے
سلسلے میں بات کرنے آئے تھے۔ اس
سال میں سید ناصری صاحب کو الکشن
کی شرکت سے منع کر دیا تھا۔ ان کے علاقے
کی طرف سے تین امیدوار کھڑے ہوئے ہیں
ایک مولانا زبیر صاحب ایڈیٹر رسالہ الوعظ
ہیں۔ دوسرے مرزا عبدالستار بیگ صاحب
تیموری ہیں جو میری چشتی پارٹی کے ممبر بھی ہیں
اور تیسرے سید ارشاد ناصری صاحب
ہیں۔ سید ارشاد ناصری صاحب کا علاقے
میں بہت اثر ہے۔ مولانا زبیر صاحب
کی حمایت مولانا احمد سعید صاحب کر رہے ہیں
تیموری صاحب بہت تجربہ کار اور تقریر و
تحریر کے ماہر ہیں اور دہلی کے شاہی خاندان
سے تعلق رکھتے ہیں۔ دہلی کے شاہی خاندان
والوں میں ان سے زیادہ میں نے کسی تیموری
کو اتنا ذہین اور اتنا معاملہ فہم اور اتنا آزاد
اور بیباک اور اتنا رسا کار نہیں پایا۔ یہ
پہلے حیدرآباد میں رہتے تھے۔ اور مہاراجہ
سرکشن پرشاد مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد
ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ سر اکبر حیدری
مرحوم نے اپنے زمانۂ عروج میں مہاراجہ
بہادر کو زک دینی چاہی تو پہلے مہاراجہ
بہادر کے خاص آدمیوں کو چن چن کر نکالا۔
الٹی آندھی میں یہ بھی حیدرآباد سے دہلی میں

آ گئے۔ اور میونسپل کمیٹی دہلی کے چھاپے خانے کے افسر بنائے گئے۔ یہاں بھی اُن کا کام بہت اچھا ثابت ہوا لیکن پارٹی بازی کے زلزلوں نے اس جگہ بھی ان کو نہ رہنے دیا۔ میرا اصول ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ اپنے ملک والوں کی لیاقتوں کو دیکھوں عیبوں کو نہ دیکھوں۔ کیونکہ بے عیب صرف خدا کی ذات ہے۔ مجھے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی یہ تعلیم پہنچی ہے کہ دُنیا میں بے عیب دوست نہیں ملتا۔ اس لئے دوستوں کے عیبوں سے آنکھیں بند رکھنی چاہئیں۔

**کام** آج دن بھر موتی محل میں تحریری کام کرتا رہا۔ مولوی عبد الکریم صاحب محمد یوسف صاحب ذکائی کے ساتھ ملنے آئے تھے ذکائی صاحب مسلم یونی ورسٹی میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے سفارش نامہ لکھدیا۔

قاضی فیروز الدین صاحب پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رضہ بھی ملنے آئے تھے۔ یہ میرے قدیمی دوست قاضی لطیف الدین صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ موٹروں کا کام کرتے ہیں۔ بہت سمجھدار اور مستعد نوجوان ہیں۔

**دس معمار** آج رہتک سے محمد شفیع معمار درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ کی تعمیرات کے لئے دس معمار لے کر آئے ہیں۔

**بارش** رات کو ڈیڑھ بجے بارش آئی تھی آج مجھے خود کچھ کام کرنا نہیں پڑا۔ علی فوراً آ گئے۔ اور لسین ملازم بھی آ گیا۔ اور میرا پلنگ موتی محل میں بچھا دیا گیا۔ مگر بارش نہیں ہوئی محض راشن بندی والوں کی طرح سوتے آدمیوں کو حیران اور پریشان ہونا پڑا۔

## ۳۰ رجب ۱۱ رجولائی بدھ دہلی

**چاند نہیں ہوا** حیدر آباد سے تار آیا ہے کل چاند نہیں ہوا۔

میں دن بھر موتی محل میں کام کرتا رہا۔ رات کو بیگم میاں محمد رفیع نے مجھے اور علی کو کھانے کے لئے بلایا تھا۔ بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع اور میاں محمد رفیع اور ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں صاحب اور بغداد والے صلاح الدین صاحب نائب کونسل عراق بھی شریک طعام تھے۔

## چشتی پارٹی کا بلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی برادری قائم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں ایکہ اور محبت پیدا ہو اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں۔ اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی چالیسی دفتر اخبار "منادی" سے منگا کر شریک ہو جائیے۔

## اولاد کا گنڈہ

جن لوگوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ساقط ہو جاتا ہو، یا بچے مرجاتے ہوں۔ وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اس کے قد کے برابر سبز ریشمی ڈورہ بٹ کر تو تار خواجہ حسن نظامی کو بھیجدئے جائیں اور گنڈہ بنا کر بھیجدیں گے۔

کسی قسم کی نذر نیاز
یا فیس نہیں لی جائیگی

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اُس کو چشتیہ خاندان کے اولیاء اللہ کا بتایا ہوا یہ عمل پڑھنا چاہئے۔ یعنی صبح کے وقت اکتالیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر خدا سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اس مشکل کو آسان کردے۔

اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے۔ حسن نظامی

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رضی اللہ عنہ کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جس کو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائیگا۔ نقش کی عبارت یہ ہوگی

مرا جائے شد خر مرا جائے شد
تو خواہی مزا ئے۔ نہ خواہی مزا

اس نقش کی بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے۔ حسن نظامی

## تسکین قلب کی دعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دعا پڑھی جائے۔ انشاء اللہ دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی:۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ایجوکیشنل پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا۔

چشتی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار
منادی دہلی
خواجہ حسن نظامی نے سنہ ۱۹۲۶ء میں جاری کیا
۸ جون اور ۱۶ جون سنہ ۱۹۳۵ عیسوی

# سلطان الہند کا پاک روضہ

# اجمیر شریف

# ناظرین کی خدمت میں عرض ہے

کہ شیخ چلی کی ڈائری ایک کتاب ہے جس میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے ظریفانہ مضامین ہوتے ہیں اور شیخ چلی کے پردے میں ہر قسم کی مذہبی سیاسی اور تمدنی اصلاح کی باتیں درج کی جاتی ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے دل نشین ہوجائیں۔ اور اردو زبان سونٹھ پانی بن کر ہر مخالف کے حلق میں اتر جائے اور اردو دعادت کی بدہضمی دُور ہوجائے۔

یہ کتاب نمبروار شائع ہوا کرے گی۔ نمبر ایک تیار ہے جو ۹ جون ۱۹۴۵ء کو دہلی میں شائع ہوجائے گا۔ اور پھر مسلسل اشاعت شروع ہوجائے گی۔

یہ ڈائری پہلے دہلی شہر میں فروخت کی جائے گی۔ باہر والوں کو بھی دی جائے گی۔ مگر صرف ان کو جو بارہ کاپیاں اس کتاب کی منگائیں تاکہ محصول ڈاک کی بچت ہوسکے۔

## نمونہ مُفت نہیں دیا جائیگا

منادی کے جو ناظرین اُردو زبان کی خدمت کرنی چاہتے ہیں وہ سات پیسے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ منگالیں۔ ایک آنہ کتاب کی قیمت کا اور تین پیسے محصول ڈاک کے۔ اور پھر یہ نمونہ لوگوں کو دکھا کر اور سُنا کر بارہ خریدار مہیا کریں اور دفتر منادی میں خبر بھیجدیں۔

یہ کتاب ابھی تو ماہوار ہوگی۔ کچھ دن بعد پندرہ روزہ پھر ہفتے وار پھر سہ روزہ پھر روزانہ۔ پھر دو وقتہ شائع ہوا کرے گی۔

## منیجر اخبار مُنادی دہلی

# شیخ چلی کی ڈائری کے

## پہلے نمبر کے مضامین

(۱) شیخ چلی نے ڈگڈگی بجائی (۲) بھنے ہوئے چنے کھائے (۳) کمیٹی کا ممبر بننے سے انکار کردیا (۴) بندر کا تماشہ دیکھا (۵) بیربل [illegible] قصہ سنایا (۶) بناسپتی گھی کی ہجو فرمائی (۷) ایڈیٹر نے عمر پوچھی (۸) ایڈیٹروں کے [illegible] (۱۰) کی نیاز دلوائی (۹) ہم برلن گئے تھے (۱۰) ہم ماسکو گئے تھے (۱۱) ہم اٹلی گئے تھے۔ (۱۲) ہم نے مسولینی کی نیاز دلوائی تھی (۱۳) فالودہ پینے گئے تھے (۱۴) گڑیا کا بیاہ کیا تھا (۱۵) ہم برما گئے تھے۔

یہ چند عنوان بطور نمونے کے لکھے ہیں۔ ان سے کتاب کا ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص ایک کتاب خریدیگا بار بار پڑھے گا۔ اور ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ جائے گا اور اپنے بیوی بچوں کو سنائیگا۔ اور اپنے بے پڑھے دوستوں کو سنائے گا۔ اور جب تک کتاب کا دوسرا نمبر نہ آجائے گا بے قرار رہے گا۔

کتاب کے شروع میں حضرت مولانا شیخ چلی صاحب کی عکسی تصویر ہمیشہ شائع ہوا کرے گی۔ جو بچوں کو اس قدر پسند ہے کہ وہ دیکھتے ہی شیخ صاحب کے عاشق ہو جاتے ہیں اور شیخ صاحب کی لمبی لکڑی سے ذرا نہیں ڈرتے۔

اس کتاب کی اشاعت ۱۹۴۵ء کے اندر اندر ایک کروڑ تک پہنچانی ہے اور یہ جب ہی ہو گا۔ کہ تمام حامیانِ اُردو کمر باندھ کر اپنے اپنے مقام پر شیخ چلی کی ڈائری کا نقارہ بجانا شروع کر دیں۔

**منیجر اخبار منادی دہلی**

# وائسرائے کا اعلانِ آزادی

۳؍ رجب ۱۳۶۴ ہجری جمعرات کے دن ۱۴؍ جون ۱۹۴۵ عیسوی کی شام کو پونے آٹھ بجے ٹھیک ایک ہی وقت لندن اور دہلی میں دو انگریز انسانوں نے ہندوستان کی آزادی کی نسبت اعلان کی تقریریں کیں۔ جو کچھ مسٹر ایمرے وزیر ہند نے لندن میں کہا وہی لارڈ ویول وائسرائے ہند نے دہلی میں کہا۔ وائسرائے کی تقریر بہت سادہ تھی۔ بہت سچی تھی۔ بہت مخلصانہ تھی۔ بہت عام فہم تھی۔ انگریزوں کی سیاست اس تقریر میں بالکل نہیں تھی وائسرائے نے کہا میں ۲۵؍ جون کو یعنی آج سے بارہ دن کے بعد ہندوستان کے سب لیڈروں کو شملے میں جمع کر کے ہندوستان کی آزادی کا عمل شروع کروں گا۔ ہندو مسلمان برابر کے شریک ہوں گے۔

سکھوں اور اچھوتوں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔ سینٹر یعنی مرکز میں وائسرائے اور کمانڈر انچیف صرف دو انگریز ہوں گے اور ان کے سابقہ اختیارات جوں کے توں قائم رہیں گے۔ لیکن وہ دونوں بلا کسی معقول وجہ کے اپنے اختیارات سے ہندوستانیوں کے کام میں خلل اندازی نہیں کریں گے۔

سب سے بڑی چیز جو وائسرائے کے اعلان میں ہے وہ فارن یعنی باہر کے ملکوں کے معاملات ہیں اور جو ہمیشہ انگریز ممبر کے ہاتھ میں رہتے تھے آئندہ وہ اختیارات بھی ہندوستانی ممبر کے ہاتھ میں دیدیئے جائیں گے۔ جب میں نے وائسرائے کے اعلان کا یہ آخری حصہ ریڈیو میں سُنا تو میرا دل لرز گیا اور میں نے کہا

یہ ہندوستان کا سب سے بڑا امتحان ہے۔ ہماری آپس کی کمزوریاں ایک حد تک ہندوستان ہی کے اندر پوشیدہ رہتی ہیں۔ لیکن اگر ہم نے باہر کے ملکوں کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت کوئی ناسمجھی کی بات کی تو باہر کے ملکوں میں ہماری ہنسی اُڑائی جائے گی اور باہر والے کہیں گے کہ ہندوستانی قوم واقعی غلامی کی مستحق ہے۔ اس واسطے میرے اخبار منادی کی پالیسی صرف اُس ممبر کے لئے مخصوص اور محدود ہوگی جس کا تعلق باہر کے ملکوں سے ہو تاکہ ہندوستان کی ساکھ ۲۵ ؍ جون کے بعد سے بڑھنی شروع ہو جائے اور گھٹنے نہ پائے۔

**وائسرائے** نے اپنی تقریر میں یہ اشارہ بھی کیا ہے کہ اگر ہندو مسلمان لیڈر ۲۵ ؍ جون کو ایک دل اور ایک عمل نہ ہوئے تب حکومت کا کیا رویّہ ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہندو مسلمان اور سکھ اور اچھوت اتنی زیادہ آزمائشوں میں پڑنے کے بعد اب کوئی ایسا کام نہ کرینگے جس سے وائسرائے کی تجویز میں خلل انداز ہو۔ اور شملے پر جمع ہونے کے بعد ہر پارٹی کا لیڈر یہی بات پیش نظر رکھیگا کہ گزشتہ زمانے میں جو کچھ ہمارے آپس میں ہو چکا ہے اور جو کچھ انگریزوں کے مقابلے میں پیش آیا ہے اُس کو ہم سب ایک گہرے اور اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں اور یہ سمجھیں کہ پہلے کچھ ہوا ہی نہ تھا اور جو کچھ کرنا ہے۔ آج ہی کرنا ہے۔ اس سے زیادہ اچھا موقع نہ پہلے کبھی آیا تھا نہ آئندہ کبھی آئے گا۔

**لارڈ ویول** اور اُن کے نفس ناطقہ سر جنکنس جیسے انگریز نہ پہلے کبھی انگریزوں میں پیدا ہوئے تھے نہ موجودہ نسل میں پائے جاتے ہیں نہ آئندہ یہ امید ہے کہ ایسے نیک دل انگریز ہم کو میسر آئیں۔ بیشک دُنیا کے حالات نے مسٹر چرچل اور مسٹر ایمرے کو مجبور کر دیا ہے۔ اور وہ دونوں خوش دلی سے آزادی دینے کے لئے

تیار نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر ہم ہندوستانی مسٹر چرچل اور مسٹر امیرے کی جگہ ہوتے تو کیا ہم اتنا بڑا ملک ہندوستان آسانی سے چھوڑ دیتے؟ لہذا اُن ہندوستانی لیڈروں کا فرض ہے جو شملے پر جمع ہوں گے کہ وہ سر جنکنس اور لارڈ ویول کو خدا کی طرف سے دیا ہوا آدمی سمجھیں اور اُن کی کسی تجویز سے بدگمان نہ ہوں۔

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر پورے یقین کے ساتھ یہ بات لکھتا ہوں کہ وائسرائے نے جو کچھ کہا ہے اُس کے اندر کوئی سیاسی چالاکی معلوم نہیں ہوتی۔ اُنھوں نے ہندوستانی ریاستوں کو بھی محفوظ رکھا ہے جو ہماری قدامت کی نشانیاں ہیں اور جن کو ہمارے ناسمجھ لوگ مٹا دینا چاہتے تھے۔ اور اچھوتوں کے حقوق کو بھی سنبھالا ہے جن کو ہندو قوم نے ہزاروں برس سے غلام بنا رکھا تھا اور سکھوں کو بھی ناراض نہیں ہونے دیا جو بلا وجہ ہندو قوم سے الگ رہنے کی ضد کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی اپنے اصول جمہوریت کے خلاف ہندوؤں کے برابر حق دیا ہے۔ جو ہندوؤں سے گنتی میں اور علم میں اور دولت میں بہت کم ہیں اور ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کے برابر حق دینے میں کوئی بے انصافی نہیں کی گئی ہے کیونکہ ہندوؤں کی تعداد سکھوں اور اچھوتوں کے نکل جانے کے بعد مسلمانوں کے لگ بھگ رہ جاتی ہے۔

وہ وقت دور نہیں ہے جب ہندو اور مسلمان اور سکھ اور اچھوت اور اقلیت اور اکثریت اور امیری اور غریبی کا فرق دور ہو جائے گا۔ اور سارا ہندوستان ایک قوم بن جائے گا اور اسی دور اندیشی کی وجہ سے میں شملے پر جمع ہونے والے لیڈروں سے کہتا ہوں کہ وہ وائسرائے کی پیش کردہ سب تجویزوں کو فوراً قبول کریں۔ اور آپس میں مل کر ایک مکمل قومیت بنانے کی بنیاد رکھ دیں مسٹر جناح پاکستان کا لفظ بھول جائیں ہندو مہاسبھا کے لیڈر مسلمانوں کو

مشتعل کرنے کی باتیں ترک کر دیں - اور سکھوں اور اچھوتوں کی دلجوئی کے طریقوں کو بھی سوچیں تاکہ موجودہ پیش کش میں جو تقسیم قوموں کی ہے وہ آپس کے ایک دل اور ایک عمل ہو جانے سے خود بخود دور ہو جائے۔

سب سے زیادہ باہر کے ملکوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانا ہے - اس کا ممبر ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو باہر کے ملکوں میں پہچانا جاتا ہو اور اس میں باہر کے ملکوں سے برتاؤ کرنے کی صلاحیت بھی ہو - میرے خیال میں پنڈت جواہر لال نہرو سے زیادہ اور کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہیں ہے۔

بیشک ہم کو ہندوستان کے تمام اندرونی معاملات میں جواہر لال نہرو کی قدم قدم پر ضرورت پیش آئے گی لیکن اس بات کو نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم کو یہ آزادی بیرونی ملکوں کے اخلاقی اثرات سے حاصل ہوئی ہے اس واسطے ہم باہر کے ملکوں سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے اور بڑھانے کے لئے ایسے آدمی کا انتخاب کریں جو ہمہ صفت موصوف ہو - اُن کی مدد کے لئے ڈاکٹر سید محمود کو مقرر کرنا چاہیئے تاکہ اسلامی ملکوں سے تعلقات قائم کرنے میں پنڈت جواہر لال نہرو کو آسانیاں ہو جائیں۔

صوبوں کی وزارتیں ازسرنو قائم ہو جائیں گی - اور چونکہ وہ ہندو مسلمانوں کے ملے جلے وزن سے بنائی جائیں گی اس واسطے مجھے یقین ہے کہ ان وزارتوں کو وہ بدنامیاں پیش نہیں آئیں گی جو گزشتہ زمانے میں پیش آئی تھیں۔

مسٹر جناح کو سب سے زیادہ یہ بات سوچنی ہوگی کہ جن صوبوں میں مسلم لیگ کی وزارتیں قائم ہوئی تھیں - وہاں رشوت کی بڑی گرم بازاری تھی اور میں ذاتی علم اُن رشوتوں کا رکھتا ہوں اور مسٹر جناح بھی اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ اور یہ ایک ایسی خرابی ہے - جس سے مسلمان قوم ساری دنیا میں بدنام ہوگئی ہے - لہذا مسٹر جناح شملے کی نشست

میں اس بنیادی خرابی کی اصلاح کو مدنظر
رکھیں۔ وہ لوگوں کے خصائل بدلنے کی
طاقت نہیں رکھتے اس لئے کانسٹی ٹیوشن
ایسا بنانا چاہئے کہ کوئی رشوت نہ لینے پائے۔

مجھے اچھی طرح علم ہے کہ لڑائی
کے زمانے میں جن انگریزوں کا سپلائی وغیرہ
فوجی محکموں سے تعلق تھا ان میں بعض کا دامن
بھی رشوت سے پاک نہیں رہا۔ لیکن
ہندوستانیوں کے مقابلے میں وہ
ایک حد تک رشوت سے پاک کہے
جا سکتے ہیں۔

شملے پر جمع ہونے والے لیڈروں
کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کی آئندہ
اقتصادی حالت درست کرنے اور بڑھانے
کی اسکیم بناتے وقت جہاں تک ہو سکے
مارواڑیوں سے احتیاط کریں۔ اس میں
شک نہیں کہ مارواڑی روپیہ کمانا
ہر ہندوستانی سے زیادہ جانتے ہیں۔
لیکن اُن کی خودغرضیاں اتنی زیادہ بے پردہ
ہوگئی ہیں کہ اگر آجکل دھرم شاستر بنانے
والے منوجی زندہ ہوتے تو وہ ان مارواڑیوں
کو ویش جاتی سے نکال کر شودر جاتی
میں ڈال دیتے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ گاندھی جی
اور اُن کی کانگرس مارواڑیوں اور بڑے
بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں
کھیلتی رہتی ہے۔ جاپان میں بھی آٹھ
سرمایہ داروں نے ساری قوم پر قبضہ
کر رکھا ہے۔ لہذا اقتصادی ترقی کا پروگرام
بناتے وقت موجودہ مارواڑیوں اور
سرمایہ داروں سے کام تو لیا جائے مگر
اس طرح لیا جائے کہ وہ منوجی کے بنائے
ہوئے [illegible] تیسرے درجے
کی ویش جاتی میں رہیں۔

چھتریوں اور برہمنوں اور مغلوں
اور پٹھانوں اور شیخوں اور سیدوں کو
اپنے روپے کی تھیلیوں میں بند نہ کرنے
پائیں۔

آخری بات جاپان کی لڑائی کی
نسبت سوچنی ہے۔ جس کی بنیاد پر
ہم کو یہ آزادی ملی ہے۔ اب تک ہم یہ
سمجھتے تھے۔ کہ ہمارے لئے جاپان اور

انگریز اور روس اور امریکہ ایک سے ہیں۔ اگر جاپان یہاں آئے۔ یا کوئی مسلمان حکومت یہاں آئے۔ یا روس یہاں آئے یا امریکہ یہاں قدم جمائے تو ہم ایسا ہی سمجھیں گے جیسا کہ ہم انگریزوں کو سمجھتے ہیں۔ مگر اب جب کہ اختیارات ہمارے ہاتھ میں آتے ہیں تو ہم کو سب سے پہلے ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ یہ اختیارات پھر ہمارے ہاتھوں سے چھن نہ جائیں اور اس کے بعد جاپان کو اُن علاقوں سے نکالنا ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ جو درحقیقت ہندوستان کے ہیں۔ ہند چینی اور ملایا اور جاوا اور برما اور سماٹرا اور سنگاپور وغیرہ سب ہندوستان کے حصے ہیں اور ہم ان کی ملکیت کے مستحق اسی وقت ہو سکیں گے کہ ان کو آزاد کرانے میں انگریزوں کا ہاتھ بٹائیں۔

سب کو معلوم ہے کہ سبھاش چندر بوس اور کچھ ہندوستانی جاپان کے ساتھ ہیں۔ لیکن انھوں نے جو کچھ کیا اُس میں اُن کی ذاتی غرض کچھ نہیں تھی۔ اُنھوں نے ہندوستان کی آزادی کے لئے جاپان سے میل جول پیدا کیا۔ لہٰذا اگر سبھاش چندر بوس اور اُن کے ساتھی اپنے وطن میں آنا چاہیں تو ہم اپنی فارن آزادی سے فائدہ اُٹھا کر اُن کو ہندوستان میں واپس آجانے کی اجازت دیدیں۔ اور کوئی سزا اُن کو نہ دی جائے۔ بلکہ اُن کی قدر کی جائے۔ کہ اُنھوں نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے اپنی جانیں جوکھم میں ڈالی تھیں۔ اسی طرح جو ہندوستانی جرمنوں کے پاس تھے یا اطالویوں کے پاس تھے اُن کو بھی اپنے ملک میں آجانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اور کوئی گرفت گزشتہ عمل کی نہ ہونی چاہیئے افغانستان اور ایران اور سرحد کے آزاد حصے میں بہت سے ہندوستانی ہجرت کر کے چلے گئے ہیں۔ اُن کو بھی واپس آنا چاہیئے تاکہ ہم سب مل جُل کر اس ملک کو حقیقی معنوں میں آباد اور خوش حال بنا سکیں۔

یہ چیز بھی شملے کی مجلس میں سب

لیڈروں کو بہت زیادہ غور سے سوچنی
چاہیئے کہ ہم سب مل کر ہندوستانی مذہبوں
کو محفوظ کر دیں یعنی ہر ہندوستانی کو آزادی ہو کہ وہ
جو مذہب چاہے رکھے لیکن اُس کو یہ حق نہ ہو
کہ کسی مذہب کے خلاف لفظاً معناً اشارۃً
کنایۃً یا اور کسی طرح ایک لفظ بھی استعمال
کر سکے۔ اور حکومت کے معاملات میں کسی
شخص کا بحیثیت کسی مذہب کے پیرو کے
ہرگز ہرگز دخل نہ ہونا چاہیئے۔

میں نے اسی پرچے میں چشتی برادری
کی جو تحریک پیش کی ہے وہ بھی درحقیقت
اسی تجویز کی بنیاد ہے جس کو میں پیش
کر رہا ہوں یعنی سات سو برس سے چشتی
درویشوں کا یہ مشن رہا ہے کہ وہ ہندوستانی
قوموں کے مذہبی جھگڑے دور کریں اور
اُن کو ایک دل بناتے رہیں۔ اور اُن کے دلوں
کو خدا سے بے تعلق نہ ہونے دیں۔ میں نے
جن بادشاہوں اور بیگمات کی تصویریں
اس اخبار میں درج کی ہیں وہ میری اس
تجویز کی دلیلیں ہیں۔

گزشتہ بادشاہ اپنے سیاسی مقاصد
حاصل کرنے کے لئے مذہب والوں کو ہمیشہ
شکار کی ٹٹی بناتے رہے تھے۔ مگر جہاں
تک میری تحقیق کا تعلق ہے صرف چشتی
درویش ہی ایسے درویش تھے جو بادشاہوں
کی سیاسی چال بازیوں سے ایک حد تک
بچے رہے۔ لہذا شملے پر جمع ہونے والے
لیڈروں کا فرض ہے اور وائسرائے کا بھی
فرض ہے کہ کانسٹی ٹیوشن بنانے کے وقت مذاہب
کو حکومت کی مداخلت سے بچائیں۔ اور اہلِ
مذاہب کو حکومت کے کاموں کی مداخلت
سے بچائیں اور حکومت کے سب افراد کے
لئے کانسٹی ٹیوشن میں ایک بنیادی دفعہ
رکھی جائے کہ کوئی ایسا شخص عورت ہو یا
مرد حکومت کے کسی کام میں داخل نہیں
ہو سکیگا۔ جب تک کہ وہ اس کا اقرار نہ کرے
کہ وہ خدا کو مانتا ہے کیونکہ ہندوستان ہزاروں
برس سے خدا پرست ملک ہے۔ اور خدا پرستی ہمارے
ملک کے کلچر میں داخل ہے۔ اگر ہم باہر سے آئی
ہوئی اُن تحریکوں کا انتظام پہلے دن نہیں
کریں گے جو خدا کا انکار سکھاتی ہیں تو ہماری کوئی
تحریک کامیاب نہیں ہوگی۔ اور ہم بھی اسی طرح

تباہ وبرباد ہوجائیں گے جس طرح یورپ کو ابھی ہم نے خانہ جنگی سے تباہ وبرباد ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

## میں کسی پارٹی کا لیڈر نہیں ہوں

نہ میں سرسپرو کی طرح بے پارٹی کا لیڈر ہوں نہ میرے اندر یہ جذبہ ہے کہ کسی قسم کا امتیاز نئی آزادی کی حکومت میں حاصل کروں کیونکہ میں اپنے دل کی خوشی اسی میں سمجھتا ہوں کہ آزادی کی بنیاد رکھتے وقت میں اپنے ملک کے پیشواؤں کو خدا پرستی کی تبلیغ کروں اور پھر اپنی بقیہ زندگی ہندوستانی قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے میں خرچ کردوں۔ بغیر اس خواہش کے کہ میری تعریف بیان کی جائے یا لکھی جائے یا میری اس تبلیغ کا کوئی نتیجہ نکلے کیونکہ میں اپنے ملک ہندوستان کے چمکتے ہوئے سورج چاند سری کرشن جی کی زبان سے سن چکا ہوں کہ "نتیجے کی خواہش کئے بغیر عمل کرو" اور اسی پیاری ہدایت کے بموجب میں یہ مشورہ قلم بند کرکے شائع کرتا ہوں۔

حسن نظامی چشتی

## نوٹس

بعدالت لالہ تاراچند صاحب اگروال بی اے پی سی ایس کمرشل سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

بمعاملہ درخواست مورخہ ۱۴؍ماہ اپریل ۱۹۴۵ء منجانب شیخ عبدالعزیز ولد عبداللہ قوم شیخ ساکن کمپنی باغ گلی کھمن والی دہلی۔

برائے عطائے سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء متعلقہ سرٹیفکیٹ قرضہ جات بنام عبدالحفیظ و عبدالحمید پسران عبداللہ ساکنان کمپنی باغ گلی کھمن والی دہلی پسران متوفی۔ اقبال بیگم زوجہ محمد عاشق قوم شیخ ساکن لال کورتی میرٹھ دختر متوفی مسماۃ عائشہ بیگم زوجہ محمد رفیق نیچہ فروش صدر بازار قصاب پورہ دہلی و مسماۃ پیاری بیوہ عبداللہ متوفی قوم شیخ ساکن کمپنی باغ گلی کھمن والی دہلی بیوہ متوفی عبدالجبار و عبدالغفار نابالغان و مسماۃ رقیہ بیگم و مسماۃ شاہجہاں و مسماۃ خورشید نابالغان دختران عبدالستار بولایت مسماۃ خدیجہ بیگم بیوہ عبدالستار ساکنان کمپنی باغ گلی کھمن والی دہلی پوتے و پوتی متوفی۔ مسماۃ خدیجہ بیگم بیوہ عبدالستار قوم شیخ ساکن کمپنی باغ گلی کھمن والی دہلی

ہرگاہ شیخ عبدالعزیز سائل مذکور بالا نے عدالت ہذا میں درخواست زیر دفعہ ۳٫۴٫۲ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء نسبت دیون و کفالت ہائے مندرجہ ذیل جو کہ شیخ عبداللہ متوفی کے نام کے ساتھ تعلق رکھتے بیان کئے جاتے ہیں گزرانی ہے اور ہرگاہ بذریعہ تحریر ہذا ان تمام اشخاص کو جن کا تعلق ان سے ہے مطلع کیا جاتا ہے کہ ۲۳؍جون ۱۹۴۵ء بوقت ۱۰ بجے قبل دوپہر برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی گئی ہے۔ آج بتاریخ ۱۴؍ماہ جون ۱۹۴۵ء کو بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت نوٹس ہذا جاری کیا گیا۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## مسٹر چرچل کی جُدائی

لندن سے خبر آئی ہے کہ لیبر پارٹی کی وجہ سے مسٹر چرچل وزیر اعظم اپنے منصب سے جُدا ہوگئے مگر بادشاہ سلامت نے اُن کو دوبارہ کچھ دن کے لئے نئی وزارت بنانے کا اختیار دیدیا۔ اور مسٹر چرچل نے کنزرویٹو یعنی پُرانے خیال کے انگریزوں سے اپنی وزارت بنالی اور آئندہ الکشن کے لئے اُنھوں نے اور مسٹر ایمری نے کام بھی شروع کردیا۔

مجھے امید نہیں ہے کہ لیبر پارٹی مسٹر چرچل کے مقابلے میں کامیاب ہوسکے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کو خوش کرنے کے اعلانات کررہی ہے کہ لیبر پارٹی کی وزارت ہوجائے گی تو ہم انڈیا آفس کو توڑ دینگے اور ہندوستان کو رفتہ رفتہ آزادی دینی شروع کردیں گے۔

ہندوستان کے خوش ہونے یا ناخوش ہونے کا اثر لیبر پارٹی کے الکشن پر نہیں پڑسکتا۔ برٹش قوم جانتی ہے کہ مسٹر چرچل کی وجہ سے جرمن مغلوب ہوئے ہیں۔ اگر وہ اُن تھک کوشش نہ کرتے اور امریکہ اور روس کو اپنی دانشمندیوں سے ساتھ نہ ملا لیتے تو جرمنوں کا مغلوب کرنا ناممکن تھا۔ اور انگریز قوم اس بات کو اچھی طرح جانتی ہے۔ لیبر پارٹی نے جنگ کے زمانے میں بیشک اپنی قوم کے ساتھ کام کیا ہے مگر اتنا کام ہرگز نہیں کیا جتنا کام مسٹر چرچل اور اُن کے ساتھیوں نے کیا تھا۔ بلکہ لیبر پارٹی کے لیڈروں نے مسٹر چرچل کے اندرونی مخالفوں کے ساتھ مل کر جہاں تک ہوسکا تھا مسٹر چرچل کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالیں تھیں۔ اس لئے الکشن کے وقت قدامت پسند پارٹی کا غالب آجانا اور لیبر پارٹی کا ہار جانا یقینی ہے۔

مجھے مسٹر چرچل کی اُس پالیسی سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے جس کا اظہار گزشتہ زمانے میں ہندوستان کے خلاف مسٹر چرچل کی زبان سے ہوتا رہتا تھا۔ اور میں نے کوئی دقیقہ مسٹر چرچل کی ہجو کا باقی نہیں چھوڑا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ملتی کمیٹی کے بنائے ہوئے

ارسطو کے چورن" کا اشتہار دیا تو اُس کا عنوان لکھا تھا "مسٹر چرچل کو ہندوستان پر کیوں غصہ آتا رہتا ہے -؟ اور نیچے لکھا تھا "اس لئے غصہ آتا رہتا ہے کہ اُن کا جگر خراب ہے اور وہ ارسطو کا چورن استعمال نہیں کرتے - جو جگر کی بیماریاں دور کرنے میں اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔

لیکن جب موجودہ لڑائی شروع ہوئی اور مسٹر چرچل وزیر اعظم ہو گئے اور انھوں نے روس سے دوستی کر لی جس کے خلاف وہ ہمیشہ بولتے رہتے تھے اور لکھتے رہتے تھے تو میرے دل میں اُن کی عزت پیدا ہوئی اور میں نے مان لیا کہ وہ برطانیہ کے اور انگریزی قوم کے سچے دوست ہیں - روس کی مخالفت بھی اسی دوستی کی بنا پر تھی اور روس سے دوستی بھی اسی وجہ سے پیدا کی گئی ہے۔

جب میں نے یہ خبر پڑھی کہ مسٹر چرچل نے مسٹر ہور بلیشا کو بھی اپنی نئی وزارت میں لے لیا ہے تو میرے دل میں اُن کی عزت اور بڑھ گئی کیونکہ مسٹر ہور بلیشا نے پوری جنگ کے زمانے میں ہمیشہ مسٹر چرچل کی مخالفت میں سرگرمیاں ظاہر کی تھیں - بس ایسے تند و بڑے اور ایسے بنکھے مخالف کو وزارت میں لینا مسٹر چرچل کی حوصلہ مندی کا ایک ثبوت ہے -

دس سال پہلے لیبر پارٹی کی وزارت کا تجربہ ہو چکا ہے - اور ہندوستان کو معلوم ہو گیا ہے کہ لیبر پارٹی نے اپنی وزارت کے زمانے میں کوئی اچھا سلوک نہیں کیا لہذا میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ لیبر پارٹی ہار جائے گی - اور مسٹر چرچل جیت جائیں گے -

## نئی لڑائی کا خطرہ

اگرچہ بعض نامور مدبروں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ مل کر روس سے لڑیں گے - مگر میں اس کو بھی نہیں مانتا - کیونکہ ان اندیشوں کا زمانہ وقتی ہے - یعنی جون اور جولائی کے مہینوں میں فیصلے ہو جائیں گے کہ برطانیہ اور امریکہ روس سے لڑتے ہیں یا نہیں - اور چونکہ ان دونوں مہینوں میں مسٹر چرچل برسر اقتدار رہیں گے - اس واسطے میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر چرچل روس سے لڑائی نہ ہونے دیں گے - اور امریکہ اور برطانیہ کے حسب منشا

معاملات سطے ہو جائیں گے۔

ہندوستان کو کوئی پارٹی بھی آزاد نہیں کرے گی کوئی پارٹی سے مراد انگلستان کی پارٹیاں بھی ہیں۔ اور ہندوستان کی پارٹیاں بھی ہیں۔ یعنے انگریزوں کی سیاسی پارٹیاں بھی ہندوستان کے معاملے میں خود غرض ہیں۔ اور ہندوستان کی سیاسی پارٹیاں بھی اپنے ملک کے سیاسی مسئلہ میں خود غرض ہیں۔ ہندوستان کانگرس اور مسلم لیگ اور ہندو مہا سبھا کے ہاتھوں آزاد نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان پارٹیوں کے ہاتھ خود غرضیوں کے فالج سے بیکار ہو چکے ہیں اور وہ غلامی کی سخت گرہ کو کھولنے کے ناقابل ہیں۔ ہندوستان تو ایک نئی پارٹی کے ہاتھوں آزاد ہوگا جس میں اپنی قوم کے مذہب۔ اور اپنی قوم کے اختیار اور اپنی قوم کی معیشت کی غرض مندی نہ ہو اور وہ پارٹی صرف چشتی پارٹی ہی ہو سکتی ہے اس کے سوا ابھی تک اور کوئی پارٹی نظر نہیں آتی۔

چشتی پارٹی کا وجود ابھی تک نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ نہ اخبارات میں اس کا کچھ چرچا ہے۔ نہ کانگرس اور لیگ اور مہا سبھا کے ایوانوں میں اس کا کچھ ذکر ہے۔ نہ چشتی پارٹی نے ابھی کوئی سیاسی قدم میدان عمل میں بڑھایا ہے۔ لیکن جن اصولوں پر چشتی پارٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ وہی اصول آج نہیں تو کل کل نہیں تو پرسوں۔ پرسوں نہیں تو ایک سال۔ دو سال یا دس بیس سال کے بعد ہندوستان کو آزاد کرائیں گے۔ کیونکہ چشتی پارٹی کے اصول میں خود غرضی نہیں ہے۔ اور یہی وہ تریاق ہے۔ جو سانپ کے کاٹے ہوئے بیمار کو غلامی کی موت کے منہ سے بچا سکتا ہے۔

---

## مسٹر رام دہانی کا مغرورانہ جواب

میں نے اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے اپنے علاقے کے راشننگ آفیسر مسٹر جھبناگر کے ذریعے رام دہانی صاحب کو تحریری درخواست دی تھی کہ جو گیہوں اور جو آٹا بستی حضرت نظام الدین اولیاؒ میں راشن کی دکان پر فروخت ہوتا ہے وہ اصول صحت کے لحاظ سے خراب ہوتا ہے خاص کر مجھ جیسے بیمار کے لئے بہت نقصان رساں ہے۔ اور میں ہمیشہ لال گیہوں کا آٹا کھانے کا عادی ہوں۔ اور لال گیہوں یہاں

نہیں ملتے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ مہرولی
کے بازار میں لال گیہوں موجود ہیں۔ اس
واسطے مجھے مہرولی سے لال گیہوں خریدنے
کا پرمٹ دیا جائے۔

اِس تحریری درخواست کا جواب مسٹر رام دہانی
نے کچھ نہیں دیا۔ حالانکہ تحریر کا جواب تحریر میں
دینا انگریزی تہذیب کا ایک اعلیٰ جوہر ہے۔
بلکہ رام دہانی صاحب نے مسٹر بھٹناگر سے زبانی
کہہ دیا کہ خواجہ حسن نظامی کی درخواست نامنظور
کی جاتی ہے۔

مسٹر رام دہانی کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں
جس طرح سے بھی ممکن ہوگا یہ خراب آٹا اور
یہ خراب گیہوں استعمال کر کے اپنی زندگی کے
بقیہ دن بسر کر لوں گا۔ مگر مسٹر رام دہانی کا یہ
برتاؤ ہندوستان کی تاریخ میں راشننگ
کے اچھے کام کو ہمیشہ کے لئے "بلیک لسٹ"
میں درج کرا دیگا۔ دہلی کی پبلک کے دربار میں
مسٹر رام دہانی کا نام بہت دن ہوئے "بلیک
لسٹ" میں درج ہو چکا ہے۔ کیونکہ دہلی کے تمام
روزانہ اور ہفتے وار اخبار مسٹر رام دہانی کے
مغرورانہ اور غیر ہمدردانہ برتاؤ کی وجہ سے
اُن کا نام "بلیک لسٹ" میں لکھ چکے ہیں۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر رام دہانی کو اپنے چند
روزہ عہدے کا اتنا زیادہ غرور ہے کہ وہ اخبار کی
"بلیک لسٹ" کی پرواہ نہیں کرتے اور وہ
چاہتے ہیں کہ اُن کا نام نامی اور اسم گرامی
بہت روشن کالے حرفوں سے دہلی کی تاریخ
میں لکھا جائے۔

نادر شاہ ایرانی کو دلّی کا بچہ بچہ جانتا ہے
اور ہر دلی والے کی دل کی لوح پر نادر شاہ
کا قتل عام کالے حرفوں سے لکھا ہوا ہے
مگر مسٹر رام دہانی چاہتے ہیں کہ دہلی والوں
کو سڑا ہوا آٹا اور گھنے ہوئے کیڑا لگے گیہوں
کھلا کر بیمار ڈالیں اور اُن کی زندگیوں کو اُس
گنتی سے زیادہ خطرے میں ڈالیں جتنی نادر شاہ
کے زمانے میں قتل عام کے سبب خطرے
میں پڑی تھیں اور اُن کا نام نادر شاہ ایرانی
سے زیادہ "راشن شاہ رام دہانی" دلّی کے
بچے بچے کو یاد رہے۔

## نئی دہلی کے نل

منادی میں اور دوسرے اخباروں میں

بار بار لکھا جا رہا ہے کہ نئی دہلی کے نلوں میں پانی نہیں آتا ۔ اور نئی دہلی کے متعلقہ دیہات میں ایک مہینے سے پبلک پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے ۔ مگر اب تک نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے اس تکلیف پر توجہ نہیں کی ۔ اور لودھی روڈ کے کناروں پر جو نئی عمارتیں بن رہی ہیں وہاں بے احتیاط ٹھیکیدار نلوں کا پانی اس طرح بہاتے رہتے ہیں کہ وہاں چاروں طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آتی ہے ۔

جو گورمنٹ کفایت شعاری سکھانے کے لئے تو ہے کے آلپن کی جگہ کیکر کے کانٹوں سے کاغذات کو جوڑتی ہے ۔ اور جو سرکار پرانے لفافوں کو استعمال کرتی ہے ۔ وہ گورمنٹ لودھی روڈ وغیرہ مقامات کی نئی عمارتوں کے ٹھیکیداروں کی نگرانی نہیں کرتی کہ وہ نلوں کا پانی بہت زیادہ احمقانہ طریقے سے فضول بہاتے رہتے ہیں ۔ اور باشندے پینے کے پانی کی بوند بوند کو ترستے رہتے ہیں ۔

دہلی کی گورمنٹ بہری نہیں ہے اور آنکھیں بھی رکھتی ہے ۔ اور اخبارات کی شکایات بھی اُس کے علم میں آتی ہیں ۔ پھر کیوں ان شکایات پر توجہ نہیں کی جاتی ۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اُردو اخبارات کی وقعت نہیں ہے اور اُردو اخبارات کی بے وقعتی کا راز یہ ہے کہ وہ اصول اور آئین کو ملحوظ رکھ کر شکایات پیش نہیں کرتے ۔ ضرورت ہے کہ دہلی کا اُردو پریس آج کل سے زیادہ آپس میں متحد ہو اور ہر اخبار اصول اور آئین کی موافق پبلک ضروریات اور شکایات کو حکومت کے کان تک پہونچائے ۔

## چشتی برادری کا روزانہ آرگن

گزشتہ منادی میں لکھا گیا تھا کہ ۱۶ مئی سے روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی میں چشتی برادری کی نسبت مضامین کی اشاعت شروع ہوگی اور اخبار مذکور ایک مہینے تک ناظرین منادی کو بھیجا جایا کریگا ۔ مگر اس تجویز پر اب تک عمل نہیں ہو سکا ہے ۔ کیونکہ میں موجودہ جسمانی بیماریوں اور موسم کی خرابیوں کے سبب روزانہ اخبار کے لئے مسلسل مضامین تیار نہیں کر سکتا اس لئے ہفتے وار منادی کے ذریعے چشتی برادری کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور شیخ چلی کی ترنگوں کا

سلسلہ بھی جاری کر دیا ہے جو بالفعل ملتوی ہو گیا ہے شائع ہونگی۔ اور انتظامات درست ہو جانے کے بعد پندرہ روزہ پھر ہفتے وار پھر روزانہ شائع ہونے لگیں گی

## مرزا غالب کے مزار کی تعمیر

دہلی کے مشہور کانگرسی انگریزی روزانہ اخبار ہندوستان ٹائمس میں مسٹر حسین بھائی عبداللہ لال جی اور آنریبل سردار سر جوگندر سنگھ صاحب کی خط و کتابت شائع ہوئی تھی۔ اور اُس کے بعد دہلی کی پبلک جماعتوں کے خطوط بھی شائع ہوئے تھے۔ اور منادی میں بھی اس کا ذکر آیا تھا۔ اور میں نے نواب نصراللہ خاں صاحب سابق صدر محاسب سلطنت آصفیہ حیدر آباد کو دوبارہ خط لکھا تھا کہ وہ غالب کے مزار کی تعمیر کی مزاحمت نہ کریں اور اجازت دیدیں۔ مگر نواب صاحب نے اب تک میرے خط کا جواب نہیں دیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۵ - ۲۰ سال سے جو خط و کتابت میری اُن کی اس سلسلے میں ہوتی رہی ہے وہ اب تک اپنے اُسی ارادے پر قائم ہیں کہ غالب کے مزار کی تعمیر کو روکتے ہیں۔

نواب صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ غالب سے اُن کی اگر کچھ قرابت ہے تو اس قرابت کا وزن اُس قرابت کے وزن سے بہت ہلکا ہے۔ جو ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندوں کو غالب سے ہے۔ یعنی ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندے غالب کو اپنا ملکی شاعر اور ملکی فلاسفر اور ہیرو سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستان ہی نہیں افغانستان اور ایران کے باشندے بھی غالب کی اُن خدمات کی وجہ سے جو انھوں نے فارسی زبان کی انجام دی تھیں۔ غالب سے ایک قرابت رکھتے ہیں اور نواب نصراللہ کی کوئی محدود خیالی اور تنگ نظری کروروں آدمیوں کی متحدہ اور متفقہ خواہش کے سامنے نہیں ٹھیر سکتی مگر خوبی اس میں ہے کہ نواب صاحب اور دوسرے وہ لوگ جن کو غالب کی قرابتداری کا دعویٰ ہے۔ غالب کے مزار کی تعمیر میں رکاوٹ نہ ڈالیں کیونکہ وقت آگیا ہے کہ پبلک کسی محدود خیال کی

قرابت داری کا لحاظ کئے بغیر مزار کی تعمیر کا
کام شروع کردے گی اور مزاحمت کرنے والوں
کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے بدنام ہوجائیگا۔

## فرانس کی دغا بازی

فرانس نے جرمنوں سے جو مات کھائی تھی
اور جو عذاب قدرت نے فرانس پر نازل کیا
تھا۔ اس سے غالباً فرانس نے عبرت حاصل
نہیں کی۔ اور اس نے جنگ ختم ہوتے ہی
ملک شام کے مسلمانوں پر دغا بازی سے
حملے شروع کردئے ہیں۔ اور بے گناہ شہریوں
کا قتل عام کیا جاتا ہے۔

الجیریا سے خبر آئی ہے کہ وہاں کے مسلمانوں
نے بھی فرانس کے خلاف جنگ شروع کردی ہے
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کے
پاس نئے زمانے کے ہتھیار نہیں ہیں۔ لیکن
وہ فرانس کو اس دغا بازی کا مزا چکھا دیں گے

## مسٹر آصف علی کی رہائی

اہل دہلی کو اس خبر سے بہت خوشی ہوئی
کہ دہلی کے لائق لیڈر مسٹر آصف علی نے
قید سے رہائی حاصل کی سنا گیا ہے ان کی
صحت بہت خراب ہوگئی ہے۔ دعا ہے
کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی و فراغتی
اطمینان عطا فرمائے۔

## وائسرائے اور ان کے ساتھی

جنگ یورپ ختم ہونے کے بعد مسٹر امیری
وزیر ہند نے ان عہدے داروں کا مجمل شکریہ
ادا کیا ہے جنہوں نے ہندوستان میں اچھی
خدمات انجام دیں۔ مگر میں ہندوستان کی
پبلک کی طرف سے ضروری سمجھتا ہوں کہ
لارڈ لنلتھگو سابق وائسرائے ہند اور
ان کے درباری افسروں کا اور موجودہ
وائسرائے لارڈ ویول اور ان کے درباریوں
کا شکریہ ادا کروں۔

لارڈ ویول نے لندن جاکر اور ہندوستان
کی آزادی کے مقدمے کو پیش کرکے ایک
خاص مقبولیت ہندوستان میں حاصل
کرلی ہے۔ اور ان کے سکریٹری آنریبل
سر جنکنس کے خلوص کا دخل بھی ان مساعی
حسنہ میں ہے۔

سر جنکنس جب تک دہلی کے چیف کمشنر رہے اور سپلائی ڈپارٹمنٹ کے سکریٹری رہے اُنھوں نے اتنی زیادہ محنت ہندوستان کی خدمات انجام دینے میں کی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملے گی۔ اور وائسرائے کے فارن سکریٹری آنریبل سر کیرو کا کام تو بہت ہی زیادہ مشکل تھا جس کو اُنھوں نے ایسی خوبی سے انجام دیا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

وائسرائے کے پولٹیکل ایڈوائزر سر فرانسس وائلی اور پولٹیکل سکریٹری مسٹر گریفن کی اعلیٰ خدمات بھی ہمیشہ یاد رہیں گی کیونکہ ان دونوں نے ہندوستانی ریاستوں اور رئیسوں میں ایسی دانش مندی سے کام کیا کہ ہر رئیس اور اُس کی رعایا اس جنگ کو اپنی ذاتی جنگ سمجھ کر مدد کرتی تھی۔

سر فرانسس مودی ہوم ممبر کی بھی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ کہ اُنھوں نے اتنے بڑے ملک کے اندرونی خلفشار کو قابو میں رکھا۔ اور ایسی سلامت روی سے خدمات انجام دیں کہ پبلک بھی مطمئن رہی اور گورنمنٹ کے مقاصد بھی پورے ہو گئے۔

وائسرائے کی کونسل کے ممبروں نے بھی اپنا فرض بہت خوبی سے انجام دیا۔ سر ایڈورڈ بنتھال، سر سید سلطان احمد، سر محمد عثمان، سر فیروز خاں نون۔ سر جے پی سری واستوا۔ سر عزیز الحق۔ سر راما سوامی مدالیار، نے اپنے فرائض کو بہت خوبی سے ادا کیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی نسبت بعض لوگ بے اطمینان نظر آتے ہیں لیکن کوئی خاص کوتاہی اُن کی بھی بیان نہیں کیجاتی

## اجمیر شریف کا عرس

کئی سال سے ریلوے اعلان کیا کرتی ہے کہ اجمیر شریف کے عرس کے لئے مسافروں کو ٹکٹ نہیں دئے جائینگے لیکن عمل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ ہر شہر اور صوبے کا ریلوے اسٹاف رشوت لیکر مسافروں کو اجمیر شریف سے کچھ آگے یا پیچھے کے اسٹیشنوں کے ٹکٹ تقسیم کردیتا ہے جس سے عرس کے زائرین کا بہت زیادہ روپیہ برباد ہوتا ہے۔ لہذا ریلوے بورڈ کو اس پر توجہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ بندش کئی سال سے ہو رہی ہے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ امید ہے کہ یہ بندش فوراً اُٹھا دینے کا اعلان کردیا جائے گا۔

# ناظرین کے خطوں کا جواب

(۱) ظہیر احمد خاں صاحب آدرہ ۔ آپ کے لیے دعا شروع کرادی ہے ۔

(۲) سید پیر نظامی ولنگٹن :۔ تمہارے بچے کے انتقال کی خبر سے بہت صدمہ ہوا اللہ تم کو صبر دے اور زندہ رہنے والے بچے عنایت فرمائے ۔

(۳) پروپرائٹر صاحب شفاخانہ شمس الصحت مبارکپور (بہاول پور) ۔ طبی کمپنی اور ایک آنہ دواخانے کی ایجنسی کی شرائط منادی میں شائع کردی گئی ہیں ۔ اس کو پڑھ لیجیے ۔

(۴) قربان نظامی ضلع لائل پور :۔ ستیارتھ پرکاش کے قابل اعتراض مضامین کو ضبطی کے قابل مانتا ہوں ۔ مگر اس کا جواب لکھنے اور شائع کرنے کی ضرورت کو وقت ضائع کرنا سمجھتا ہوں ۔ کیونکہ اس سے زیادہ ضروری کام کر رہا ہوں ۔ لہٰذا تم بھی چشتی برادری کی تبلیغ کا کام کرو ۔ بے نتیجہ کاموں میں وقت ضائع نہ کرو ۔

(۵) نثار الملک میر احدی صاحب اجمیری : آپ کے منجھلے بھائی منشی حسن علی صاحب احدی کے انتقال کی خبر سے بہت افسوس ہوا ۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور آپ سب کو صبر دے ۔ آپ نے اُردو زبان کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ قابل قدر ہیں ۔

(۶) فرحتی نظامی میراں پور رام پور :۔ طبی کمپنی اور ایک آنہ دواخانہ دہلی کی ایجنسی کی شرائط منادی میں درج کردی گئی ہیں ۔ فہرست ادویات و اشتہارات بھیج دئے جائیں گے ۔

(۷) ڈلیسہ کے صوفی صاحب کی وفات

یہ صوفی صاحب دہلی کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ ۹ سال کی عمر میں دہلی سے ہجرت کرکے کشمیر بارہ مولا چلے گئے تھے ۔ اس کے بعد کچھ عرصے تک دماغی خرابی کی بیماری میں مبتلا رہے اور صحت کے بعد ڈلیسہ میں تشریف لائے ۔ جہاں ۱۲ سال مقیم رہے ۔ وفات کے وقت صوفی صاحب نے اپنے حالات بتائے کہ میں دہلی کے شاہی خاندان میں ہوں ۔ اس سے

پہلے کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ جنازے
کے ساتھ ڈلہیہ کے سب مسلمان شریک تھے۔
مولوی علی بہادر صاحب اور ڈلیسہ
کے دوسرے مسلمان بھائیوں کو خدا صبر دے
اور صوفی صاحب کی روحانی برکت اُن
سب کو حاصل ہو۔

۵- جناب مولانا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر
اخبار اہل حدیث امرتسر سے تحریر فرماتے ہیں
مجی خواجہ صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ آپ کا خط پڑھ کر مجھے سخت صدمہ
ہوا۔ کیونکہ میں خود بھی آنکھوں کی تکلیف میں
مبتلا ہوں۔ میں ڈاکٹر مظفر اداس صاحب سے
آپ کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ آنکھوں کی بابت
ایک شعر نذر کرتا ہوں ؎

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس
دو ننیاں مت کھائیو جن پیا ملن کی آس

**جواب:۔** آپ کی عنایت و محبت کا بہت
بہت شکریہ۔ آپ نے جو خدمت اسلام کی
اور مسلمانوں کی فرمائی ہے۔ اس کو ہندوستان
کے دس کروڑ مسلمان مانتے ہیں اور آئندہ
نسلیں بھی مانتی رہیں گی۔ میرے دل میں بھی
آپ کی بڑی عزت ہے۔ اگرچہ آپ وہابیوں
کے پیشوا ہیں اور میں وہابیوں کے حملوں
سے قصر تصوف کی حفاظت کا چوکیدار
ہوں۔ اس لئے کبھی کبھی آپ کو میرے
مقابلے میں اور مجھے آپ کے مقابلے میں
آنا پڑتا ہے۔ تاہم میں آپ کو اسلام کا
مخلص مانتا ہوں۔ مسلمانوں کا خیر خواہ
مانتا ہوں۔ اور اپنا مخلص دوست سمجھتا
ہوں۔ اور مجھے آپ کی صحت و سلامتی
اتنی ہی عزیز ہے جتنی خود اپنی صحت و
سلامتی اپنے فرائض پورے کرنے کے
لئے عزیز ہے۔ آپ ڈاکٹر مظفر اداس صاحب
سے میرا حال پوچھتے رہے اور میں ہر اُس
شخص سے آپ کا حال پوچھتا ہوں جو
امرتسر سے میرے پاس آتا ہے۔ لیکن افسوس
ہے کہ اہلحدیث جماعت کو آپ کی قدر
نہیں ہے۔ اگر آپ ہم قبر والوں کی جماعت
میں ہوتے تو آپ کو اندازہ ہوتا کہ خدمت
دین کی قدر دانی کیونکر کی جاتی ہے۔

جو ہندی دوہا آپنے مجھے بھیجا ہے وہ
میں اکثر قوالوں سے سنا کرتا ہوں [illegible]

کہ کبھی آپ کا آنا دہلی میں ہو۔ تو میں مکان
کے دروازے بند کرکے چپ چاپ ایک
قوال کو بلاؤں گا۔ اور یہ دوہا اُس سے
آپ کو سنواؤں گا۔ مجھے اخبار اہلحدیث
سُن کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ آپ کے پوتے
آپ کے صحیح قائم مقام ہیں۔ خدا کے فضل
سے میری اولاد بھی میرے قدم بقدم ہے
مگر پوتے بہت کم عمر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
بیشمار نعمتیں مجھ کو عطا فرمائی ہیں۔ جن میں رزق
واسع۔ اولاد صالح۔ ہم خیال بیوی، احباب
صادق۔ کی نعمتیں بڑی نعمتیں ہیں۔ اور ان
سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ میرا دل حسد سے
پاک ہے اور کینے سے پاک ہے۔ ثبوت
یہ ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت کے لئے
آپ سے لڑتا ہوں۔ مگر ہمیشہ آپ کے علم و
فضل اور آپ کی خدمات اسلام کا ذکر نقارہ
بجا بجا کر کرتا رہتا ہوں۔

یہ نعمت خدا نے آپ کو بھی دی ہے
یعنی میں نے آپ کے اندر حسد اور کینے کا عیب
نہیں پایا۔

(۹) شیو نرائن صاحب بھٹناگر ایڈیٹر وطن دہلی
نے ایک چھپا ہوا خط بھیجا ہے کہ وہ علاقہ
نمبر ۳ یعنی دریبہ وارڈ کی میونسپل کمشنری
کے لئے امیدوار ہوئے ہیں اور انھوں
نے دہلی پبلک کی اہم ضرورتوں کا ذکر
اپنے بیان میں کیا ہے۔

جو خدمت بھٹناگر صاحب نے اپنے
روزانہ اخبار وطن اور روزانہ ہندی اخبار
کانگرس سے ملک کی اور دہلی شہر کی کی
ہے اُس کا لحاظ کرکے مجھے یقین ہے کہ اگر
وہ ممبر منتخب ہوجائیں تو یقیناً علاقہ نمبر ۳
کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے۔
باشندگان علاقہ نمبر ۳ کا فرض ہے کہ وہ
بھٹناگر صاحب کے اس بیان پر خاص
توجہ کریں اور اُن کو ووٹ دیں۔

(۱۰) فرزند روحانی فیاض الدین نظامی۔
الحمرا۔ حیدرآباد دکن کا خط مورخہ ۲۵ مئی
میری مبارکباد کے جواب میں پہونچ گیا
خدا نے چاہا بہت جلد اُن کی "الحمرا" میں
آکر اُن کی بیوی کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا
کھاؤں گا۔

(۱۱) پیارے بھائی ڈاکٹر سید محمود صاحب

آپ لنکا پہونچے اور مجھے وہاں جاکر بھی
نہ بھولے۔ خیریت نامہ پہونچا۔ بہت خوشی
ہوئی۔ خدا آپ کی صحت کو درست رکھے
ہر وقت دعا خیر کرتا ہوں۔

۱۲ حکیم محمد منظور الحق نظامی مجیٹھہ امرتسر
تم کو اسم اعظم کے تمام چلّے پورے کرنے کی
اجازت ہے۔

۱۳۔ نور محمد نظامی گھڑی ساز کوہ مری:۔
اب میں اچھا ہوں۔ تمہارے لئے دعا خیر
کرتا ہوں۔

۱۴ اصوبیدار محمد اسحٰق نظامی کو بعد دعا
کے معلوم ہو کہ جب جی چاہے ملنے آؤ میں
ہمیشہ تمہارے لئے دعا خیر کرتا رہتا ہوں۔

(۱۵) آنریبل سراو۔ کے کیرو فارن سکریٹری
گورنمنٹ ہند نے ۲۹ مئی ۱۹۴۵ء کو حسب
ذیل خط بھیجا ہے۔

پیارے خواجہ صاحب! میں آپ کی
اُن نوازشوں اور عنایتوں کا بیحد شکر گزار ہوں
جو کل رات کو آپ نے مجھ پر فرمائیں۔
میری نسبت جو کچھ آپ نے اپنی تقریر
میں فرمایا اگرچہ میں اُس کا مستحق نہیں تھا لیکن
مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کے الفاظ خلوص سے
بھرپور تھے اور دل سے نکلے ہوئے تھے۔
میں نے نیم تاریکی اور چاند کی دھیمی روشنی
میں بیٹھ کر نظام راگی قوال سے صوفیانہ گانا
سُنا اور اس کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔
اور مجھ پر اس کا بھی بہت اثر ہوا۔ جب آپ
نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں وقت آنے پر
آپ آخری آرام کریں گے۔
خدا کرے کہ ہم سب مل کر خدا کی عظمت
یاد رکھنے کی کوشش کریں اور اس بدنصیب
مگر پیارے ملک ہندوستان کی بہتری
کے لئے کوشاں ہوں۔

مکرر:۔ مجھے کل رات قوالی سُننے سے اس
قدر راحت ملی اور میرے دماغ کو اتنا سکون
میسر آیا کہ تھوڑی دیر کے لئے مجھے نیند سی آگئی۔
اور میں نے ایسا محسوس کیا کہ میرا وجود گم ہوگیا
ہے۔ آپ کا مخلص دوست۔ او۔ کے۔ کیرو

**جواب**:۔ پیارے بھائی کیرو کو یاد ہوگا
کہ جب انھوں نے میری تقریر کا جواب دینا
چاہا تو میں نے کہا تھا۔ میں نے یہ رسمی اور
رواجی تقریر نہیں کی ہے بلکہ جو کچھ میرے

دل میں تھا وہی کہا ہے۔ لہذا آپ کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آج آپ کا خط پڑھنے کے بعد مجھے اپنی سچائی اور اپنے دل کی آواز پر اور زیادہ اعتماد ہوگیا۔ میں باوجود سیاسی اختلافات کے انگریز قوم کے صبر اور استقلال کی بے نظیر طاقت کو ہمیشہ سے مانتا آیا ہوں اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ خدا انگریزوں کی مدد کرتا ہے اور انگریزوں کے ساتھ رہتا ہے۔ تو درحقیقت میں قرآن شریف کی اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ میرے دل پر مرحوم دوست سرجان طامسن کی محبت کا ایک نقش ہوگیا ہے اور جب آپ نے سرجان طامسن کا ذکر خیر کیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ اور میری محبت آپ کے ساتھ اور بڑھ گئی کہ آپ بھی میرے پیارے دوست کی یاد کرنے والوں میں ہیں۔

آپ نے نظام راگی قوالی کی صوفیانہ قوالی کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے اُن سے مجھ پر یہ اثر ہوا کہ خدا نے آپ کو قلب سلیم عطا فرمایا ہے۔ میرے صوفی اجداد سات سو برس سے ہندوستانیوں کو صوفیانہ تعلیم اور صوفیانہ قوالی کے ذریعے دل اور دماغ کی راحت تقسیم کرتے رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ میں ایسے زمانے میں پیدا ہوا جب کہ مجھے صوفیانہ تعلیم کی تبلیغ سے زیادہ اپنی اور اپنے بچوں کی روٹی حاصل کرنے کے کام میں زیادہ وقت خرچ کرنا پڑتا ہے۔

آپ نے نیم تاریکی اور چاند کی ہلکی روشنی کا ذکر کرکے یہ ثابت کردیا کہ قدرت نے آپ کو آرٹسٹ بنایا تھا۔ مگر آپ زبردستی فارن سکریٹری بن گئے۔

اس موقع پر مجھے آپ کا وہ پرانا خط بھی یاد آیا جس میں آپ نے دہلی کی جامع مسجد کے اطراف کو خوش منظر بنانے کی درخواست مجھ سے کی تھی۔ اس سے بھی آپ کے آرٹ کے ٹیسٹ کا اندازہ ہوتا ہے۔

میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب میں نے آپ کے یہ الفاظ پڑھے کہ آپ کے دل میں

خدا کی عظمت کو یاد کرنے اور یاد کرانے کا
احساس ہے۔ کیونکہ ہم مذہبی لوگ اس
غلط فہمی میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں کہ گوری
قومیں اپنے ہتھیاروں اور مادی سامانوں
کی وجہ سے خدا کی عظمت کو بھولتی جاتی ہیں
آپ نے میرے بدنصیب ملک ہندوستان
کو "پیارا" کہہ کر میرے دل میں اپنے لئے
اور بھی زیادہ بڑی جگہ حاصل کر لی۔ مجھے
یقین ہے کہ جس بڑے درجے کے انگریز نے
میرے ملک ہندوستان کو پیارا لکھا ہے
وہ ضرور اس کی بہتری کے کاموں کو کبھی
اپنے خیال سے جدا نہ ہونے دے گا۔
میں نے اپنی قبر کی جگہ آپ کو دکھائی
تو اس کی نسبت آپ نے اچھے الفاظ
لکھے۔ درحقیقت جن لوگوں میں روحانی
زندگی کی برقیت ہوتی ہے وہ ان باتوں
سے متاثر ہوتے ہیں۔ ورنہ عام طور سے
رواج یہ ہے کہ زندگی میں مرنے کو یاد کرنا
بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔ چند سال کا
ذکر ہے اعلیٰ حضرت حضور نظام میرے
مکان پر تشریف لائے اور میں نے ان کو
اپنی قبر کی جگہ دکھائی تو ان کے مصاحب
میرے پیچھے آ کر میرے جسم میں چٹکیاں
لینے لگے کہ بادشاہ سے ایسی بات نہ کہو۔
مگر میں چونکہ گفتگو شروع کر چکا تھا اس لئے
چٹکیوں کو برداشت کرتا رہا اور اپنی
بات پوری کر دی۔ اعلیٰ حضرت نے جواب
دیا آپ نے یہ کام بہت ہی اچھا کیا۔ ہر آدمی
کو اپنا آخری وقت یاد رکھنا چاہئے۔
خط کے آخر میں آپ نے قوالی کے وقت
نیند آ جانے کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے
کہ آپ نے یہ محسوس کیا کہ گویا آپ کا جسم گم ہو گیا
ہے۔ یہ خالص صوفیانہ تقریری فقرہ ہے
ہندو صوفی بھی تصوف یعنی ویدانت
کا حاصل مقصد یہی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں
"یوگ انشچت برتی نرودھا" یعنے
تصوف ذہن اور خیال کی پراگندگی کو
دور کر کے یکسو کر دیتا ہے۔ اور مسلمان
صوفی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ درحقیقت
موجودہ مادی زمانے میں اگر کہیں دل اور دماغ
کو راحت اور تسکین حاصل ہو سکتی ہے
تو وہ صرف قوالی میں ہے۔ اگر اس میں

صوفیانہ کلام گایا جائے۔

معاف کیجئے میں نے آپ کے خط کا بہت طویل جواب لکھا جو درحقیقت آپ کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنے اخبار کے اُن لاکھوں ناظرین کے لئے ہے جو ہر وقت میرے صوفیانہ الفاظ کی راہ دیکھا کرتے ہیں۔

مخلص حسن نظامی۔

(۱۰۹) حکیم عبدالغفار خاں صاحب دھول پوری نئی دہلی سے لکھتے ہیں:۔ احقر کا وجود عالی جناب کے نزدیک محتاج تعارف نہیں۔ میں نے اخبارات میں آپ کا زیب خامہ فرمودہ مضمون دربارہ اوصاف مسٹر آصف علی دیکھا۔ اس اعتبار سے کہ احقر ۳۴ سالہ سکونت دہلی کی رکھتا ہے پس ہر مشہور شخص کی فطرت خلقی سے واقف ہے۔ احقر کے تجربے میں مسٹر آصف علی مذہب اسلام کے لئے اب تک مفید ثابت نہیں ہوئے۔ بہترین دنیادار قابل شخص ہیں پھر بے دین شخص کی حالت پر مسرت کرنا کسی دیندار متقی آدمی کا کام نہیں۔ احقر کی دانست میں اگر آپ کسی بے دین شخص کو اپنے تصرف ولایت سے دیندار بنالیں تو پھر وہ شخص آپ کا قوت بازو ہوگا اور مستحق ستائش ہوگا۔ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ"۔ دنیا کا مشہور آدمی دین کو مفید نہیں۔

**جواب:**۔ حکیم عبدالغفار خاں صاحب کو میں بھی جانتا ہوں اور دلی کے وہ سب لوگ جانتے ہیں جو ان کی رنگ برنگ زندگی کا تماشا دیکھا کرتے ہیں۔ میں نے مسٹر آصف علی کی رہائی کے وقت جو بیان اخباروں کو دیا اُس میں یہ نہیں لکھا تھا کہ مسٹر آصف علی حکیم عبدالغفار خاں صاحب کے پیرومرشد ہیں یا دہلی کی جامع مسجد کے امام ہیں یا جمعیت علماء کے صدر ہیں الغرض اُن کی دینداری یا غیر دینداری کا کوئی ذکر میرے بیان میں نہیں تھا۔ نہ کبھی مسٹر آصف علی نے مولانا ہونے کا دعویٰ کیا۔ میں اُن کو اُن کے بچپن کے وقت سے جانتا ہوں۔ وہ میرے دلی شہر کے ہیں اور حکیم صاحب اگرچہ ۳۴ سالہ سکونت دہلی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ دھول پور کے ہیں دلی کے نہیں ہیں۔ دلی میں اگر

کوئی شخص ۱۲ برس رہے اور بھاڑ جھونکتا رہے
تب بھی وہ دہلی کے قدیمی شرفا کو کیونکر
پہچان سکتا ہے۔ اگر مسٹر آصف علی مذہب
اسلام کے لئے مفید ثابت نہیں ہوئے تو
ذرا حکیم عبدالغفار خاں صاحب بتائیں کہ
انھوں نے اسلام کی کیا کیا خدمات انجام
دی ہیں؟ حکیم صاحب نے ایک مسلمان
کو بے دین کہہ کر ساری مسلمان قوم کا دل
دُکھایا ہے۔ اور پھر اُن کی نسبت ایسی
آیت لکھ کر جس میں فاسقوں کا ذکر ہے، اپنے
کم عقل یا بے عقل ہونے کا ثبوت دیا ہے
اگر وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے
تو اُن کی زندگی کا پورا کچا چٹھا شائع کر دیا
جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ وہ جو کام کر رہے
ہیں کرتے رہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے
کی کوشش نہ کریں۔

(۱۷) منشی محمد حسین صاحب خادم نظامی
مالک مسلم ریفرشمنٹ روم ریلوے جنکشن
دہلی لکھتے ہیں۔ آپ نے منادی میں میرے
لخت جگر سعادت مند فرزند کی موت کی
خبر شائع کر کے مجھے مرہون منت فرمایا
چونکہ بہت سے پیر بھائیوں کے ماتم پرسی
کے خطوط آئے ہیں جن سے میرے غم زدہ
دل کو تسکین ہوئی ہے۔ اس لئے میں
اُن سب بھائیوں کا بہت زیادہ شکر گزار
ہوں۔ مہربانی کر کے میرا شکریہ بھی منادی
میں شائع کر دیجئے۔

**جواب**:۔ میں اُن سب بھائیوں سے
خوش ہوا جنھوں نے اپنے پیر بھائی کو ماتم پرسی
کے خط لکھے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے
بہت خوش ہوتا ہے جو اپنے کسی غم زدہ
بھائی کی ہمدردی میں حصہ لیتے ہیں۔

(۱۸) سید سفدر حسین صاحب اٹاوہ سے لکھتے ہیں: میں
نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ فقط نام سنا ہے۔
رات کو آپ خواب میں دکھائی دئے اور اپنا نام بتایا
اور اُس کے بعد کچھ وظیفہ تلقین کیا جو مجھے یاد
نہیں رہا۔ مہربانی کر کے لکھئے کہ کیا وظیفہ پڑھوں۔

**جواب**:۔ میں نے آپ کو خواب میں
بھی نہیں دیکھا اور بیداری میں بھی
نہیں دیکھا۔ صبح کے وقت اکتالیس
بار سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کیجئے۔ خدا نے چاہا تو
دوبارہ مجھے خواب میں دیکھیں گے اور وظیفہ یاد آجائیگا۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۱۲ جمادی ثانی ۵ ۲ مئی جمعہ دہلی**

**پیارے کی آمد** سُنا ہے کوئی پیارا آج رات کو آنے والا ہے۔ اُس کی ماں اور اس کے ماموں اور اُس کے بہن بھائی خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور اُس کے باپ نے بھی اپنے پلنگ کے پاس ایک پلنگ بچھوایا ہے۔ نماز کی چوکی جس پلنگ کے قریب رہتی ہے وہاں بجلی کے پنکھے کی ہوا آسکتی ہے۔ خیال آیا پیارا تھکا ہارا ایک طویل سفر سے آئیگا۔ میری نماز کی چوکی اُس کے پلنگ کے پاس نہ ہونی چاہیئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے گانا سُننے کے لئے تین شرطیں لگائیں تھیں اِخوان۔ مکان۔ زمان۔ کہ سُننے والے اِخوان ہوں یعنی ہم خیال ہوں۔ اور زمان یعنی وقت کھانے کا اور سونے کا اور نماز کا نہ ہو۔ اور مکان یعنی جگہ ایسی ہو کہ کسی پڑوسی کی نیند میں گانے سے خلل اندازی نہ ہو۔

لہذا میں بھی اپنے پیارے کی نیند کو اوراد و وظائف اور ذکر و شغل کی صداؤں اور حرکتوں سے اچاٹ کرنی نہیں چاہتا۔ اس لئے پنکھے کی سیدھ میں پیارے کا پلنگ بچھوایا اور خود اپنی چوکی اور پلنگ دور لے گیا۔ ہوا آئے یا نہ آئے۔ راحت ملے یا نہ ملے جس طرح ستر برس گزرے ہیں یہ رات بھی گزر جائے گی۔ پدرانہ محبت کا پروپیگنڈہ تو ہو جائے گا۔

**کام** جمعے کی نماز تک اپنے قدیمی حجرے میں تحریری کام کرتا رہا۔ آج جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تو یلغار کرتا ہوا اول صف تک پہنچ گیا۔ لباس کو دیکھ کر نمازی جگہ دیدیا کرتے ہیں۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے "النّاس باللباس" انسانوں کی انسانیت لباس سے پہچانی جاتی ہے۔ چنانچہ جب میں صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ تو نمازیوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھا۔ یلغار تیمور کی نہ تھی۔ نادر کی نہ تھی۔ نپولین کی نہ تھی ہٹلر کی نہ تھی۔ بلکہ ایک خاکی پتلے کی تھی جس کو اُس کے بزرگوں نے یہ کہنا سکھایا تھا

"خاک بُدم پیکر شُدم۔ سوختم" خاک تھا پکا بنا اور پھر جل گیا۔

میں جانتا تھا کہ اول صف اُن نمازیوں کا حق ہے جو پہلے سے وہاں جا بیٹھے ہوں میں دیر میں گیا تھا۔ آنکھوں پر سورج کی چمک سے بچنے کے لئے دونوں ہاتھ رکھ چھوڑے تھے۔ سنگ مرمر کا فرش آگ بنا ہوا تھا۔ اِس واسطے مجھے حق نہیں رہا تھا کہ اول صف تک جاؤں اور نمازیوں کو ستاؤں مگر دُنیا والوں نے سکھایا تھا کہ زندگی کی اول صف اُسی کو ملتی ہے جو یلغار کرکے جائے اور آگے بیٹھ جائے۔ چنانچہ بے انصاف بن کر یلغار کی اور اول صف لی۔

**آقا کا سلام** عادت ہے کہ نماز کے بعد محبوب پاک رض کی مقبول جالی کے سامنے چوکھٹ چوم کر اپنے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جن کی اطلاعیں آٹھ دن تک آئی ہوئی ہوتی ہیں، دُعا مانگا کرتا ہوں۔ آج بھی یہ معمول پورا کیا مگر ایک خاص لذت اور کیفیت قلب اور دماغ میں تھی جس سے یہ سمجھا کہ آج جو کچھ مانگا ہے ضرور قبول ہوگا۔

**سید قطب الدین نظامی** احمد آباد سے سید قطب الدین نظامی آئے ہیں مسٹر کانتی لال جین وکیل بھی اُن کے ساتھ آئے ہیں۔ میں نے اُن کو قرآن مجید کا ہندی ترجمہ بھی بطور ہدیہ کے دیا۔ اُنھوں نے قیمت دینی چاہی تو میں نے کہا تم میرے مرید کے دوست ہو تم سے میں قیمت نہیں لوں گا۔

**شمسی صاحب** تیز دھوپ اور گرم ہوا میں تیرتے ہوئے آگرے والے شمسی صاحب اور دہلی والے خوش منظر صاحب حجرے میں ملنے آئے۔ کچھ دیر اُن سے باتیں کیں اور شمسی نام پر ادبی بذلہ سنجیاں ہوتی رہیں۔

**آندھی** شام کو بہت زور کی آندھی آئی۔ موتی محل میں دروازے بند کرکے بیٹھ گیا۔ اور دل ہی دل میں قدرت کی حکمتوں کو سوچتا رہا۔ خبر نہیں کتنی بیماریوں کے کیڑے یہ آندھی اڑا کر لیجائے گی۔ اور کتنی زہریلی چیزوں پر گرم خاک کے ذرے بچھا جائیں گے۔ کیسی عجیب حکمتیں میرے مولیٰ کی ہیں۔

**بھنڈی کا سالن** کہ مغرب سے پہلے
کھانا آیا تو دو سالن تھے۔ ایک بھنڈی کا
ایک ٹماٹر کا۔ میں نے کہا ٹماٹر امریکن مہمانوں
کے لئے اور بھنڈی مجھ ہندوستانی کے لئے
**زید پاشا پاس ہوگئے** کہ میرے تیسرے
لڑکے زید پاشا نظامی جامعہ ملیہ اوکھلا میں
پڑھتے ہیں۔ دسویں جماعت یعنی انٹرنس کا
امتحان دیا تھا جس میں وہ پاس ہو گئے میں
نے سامنے بلاکر مبارکباد دی اور پوچھا۔
اس خوشی میں کیا انعام چاہتے ہو۔ پاشا نے
جواب دیا۔ آپ کی اچھی دعا چاہتا ہوں۔
مجھے اس جواب سے بہت خوشی ہوئی۔
پاشا صاحب قدر یاد حق میں رہتے ہیں۔
اور پانچوں وقت کی نمازیں پابندی
سے پڑھتے ہیں اس سے ان کی مقبولیت
خدا کے دربار میں مجھ سے زیادہ
ہو گئی ہے۔ تاہم میں ان کے لئے
اچھی دعائیں مانگوں گا۔

**کل کی بات** کہ بھلا دیا کہ کل کی ایک بات
روزنامچے میں لکھنی بھول گیا کہ دہلی سے حکیم
احمد حسن خاں نظامی اور حکیم ملنسار نظامی
چند دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے حکیم
صاحب میرے لئے آم اور اناناس بھی لائے تھے
**کھیر** کہ شام کو استاد شمس الدین صاحب
اور نور الٰہی صاحب آئے تھے۔ اور کھیر
بھی لائے تھے۔

## ۱۳ ر جمادی ثانی ۲۶ رمئی شنبہ دہلی

**حسین آ گئے** کہ آج ۱۱ بجے حیدر آباد
ایکسپریس میں حسین آ گئے۔ علی اور ابن عربی
لینے گئے تھے۔ میں اپنے قدیمی حجرے
میں تھا۔ خبر آئی کہ حسین گھر میں آ گئے ہیں
میں نے کہا کہ ان کو سلام دیا ہے۔ حسین
فوراً میرے پاس حجرے پر آئے اور گھٹنوں
تک جھک گئے میں نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا
اور دعا دی۔

**سید قطب الدین نظامی** کہ احمد آباد
والے کانتی لال جین اور سید قطب الدین
نظامی ملنے آئے تھے۔ میں نے اور حسین نے
دونوں مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ کانتی لال
نے سبزی کھائی۔

**ہرن کے کباب** کہ سید ابن عربی ہرن کا
شکار لائے تھے۔ خواجہ بانو نے کباب بنا کر

پہنچے تھے۔ میں نے "آنر آف سن" کہہ کر کہا ر ے کھائے۔

**حامد علی خاں صاحب** بریلی سے حامد علی خاں دو ا سب ملنے آئے تھے۔ منادی کے بہت پرانے ناظرین میں ہیں۔ بالا خاں اور منگل خاں کا حال بیان کرتے تھے کہ بریلی کے بڑے زمیندار ہیں اور شکار کا فن خوب جانتے ہیں۔ وائسرائے بھی اُن کے ہاں شکار کھیلنے جاتے ہیں۔

**آندھی** آج شام کو پھر آندھی آئی تھی اُس نے غ ک اڑائی میں نے پانی کا چھڑکاؤ کر کے اُس کا مُنہ دھلایا۔ حسین دہلی گئے تھے۔ رات کو دس بجے واپس آئے میں سو گیا تھا۔ ساڑھے دس بجے حسن الوطنی نے جگایا کہ بھائی جان بچوں کا فلم دکھائیں گے جو وہ انت پور سے لائے ہیں۔ اُٹھ کر زنان خانے میں گیا۔ عورتیں اور بچے جمع تھے۔ حسین نے نعمان۔ سلمان۔ قدسیہ۔ رحم۔ نوحم وغیرہ کے فلم لئے تھے میرا فلم بھی تھا۔ حسن اور مہدی اور زید بھی اس فلم میں تھے۔ میں نے اندر جاتے ہی کہا "آئی ایم ودھ آؤٹ ٹکٹ" میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ میرے پوتے ولی نے کہا ٹکٹ تو میرے پاس بھی نہیں ہے میں نے کہا تو آؤ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ اگرچہ یہاں توسبھی بے ٹکٹ معلوم ہوتے ہیں پھر بھی اچھا ہے کہ دادا پوتے اتفاق سے رہے۔

**چھڑیاں** درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب میں چھڑیوں کا میلہ شروع ہوگیا ہے۔ ہزاروں نومسلم عورت مرد جوق جوق آ رہے ہیں۔ اگرچہ وہابی مولویوں نے ان نومسلموں کو اولیاء اللہ سے برگشتہ کرنا شروع کر دیا ہے پھر بھی چھڑیوں میں لاکھ دو لاکھ نومسلم جمع ہو چکے ہیں۔

**سید ظہیر احمد صاحب** دہلی سے حضرت مولانا سید نسیم احمد صاحب کے بھتیجے سید ظہیر احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میں نے اُن کو خواجگان چشت کے روحانی اسرار سنائے تھے اور دو چیزوں کی اجازت بھی دی تھی۔ وہ نقشہ نویسی کے فن کے بڑے ماہر ہیں۔

**روپے کی طاقت** آج اس کی بحث تھی کہ طاقت نئے ہتھیاروں میں زیادہ

یا روپے میں زیادہ ہے ۔ میں نے کہا جس سے جو چیز پیدا ہوتی ہے ۔ طاقت اُسی کی زیادہ ماننی چاہئے ۔ اور چونکہ نئے ہتھیار روپے سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے روپے کو فوقیت ہے ۔ ہندو فلاسفر روپے کو یعنی دولت کو "مایا" کہتے ہیں ۔ ہندو شاعر نے کہا ہے "یا مایا کے تین ہی نام ۔ پرسا ۔ پرسو ۔ پرس رام" ۔ یعنی جب پرسا کے پاس روپیہ نہ تھا تو اُس کو سب حقارت سے "پرسا" کہتے تھے ۔ اور جب کچھ روپیہ اُس کو مل گیا تو "پرسو" کہنے لگے ۔ اور جب روپیہ زیادہ مل گیا تو اتنی عزت بڑھی کہ "لالہ پرس رام صاحب" نام ہو گیا ۔

میں نے ایک رسالہ "روپیہ عالم سکرات میں" لکھا تھا ۔ یہ پرانی بات ہے ۔ پھر میرے دوست انیس لے ۔ خالق صاحب نے ایک ہفتہ وار اخبار "روپیہ" نام کا جاری کر کے روپے کو ٹانک دوا کھلانی شروع کی ۔ پھر روپیہ یونی ورسٹی بنا دی پھر بھی ابھی تک روپے کی صحت خراب ہے ۔ پہلے اس کی قیمت سولہ آنے تھی اب دو آنے رہ گئی ہے ۔ بہادر شاہ بادشاہ کے خاندان والوں کو چار روپے ماہوار پنشن ملتی تھی آجکل جو اِس کو سُنتا ہے حیران ہوتا ہے کہ چار روپے میں کیونکر گزارہ ہوتا ہوگا ۔ مگر اُس وقت ایک روپیہ ایک اشرفی کی طاقت رکھتا تھا کہ ہر چیز سستی تھی ۔

**وزن** کہ آج رات کو مجھے اور حسین کو تولنے کی مشین میں تولا گیا تھا ۔ میرا وزن اپنی مقررہ حد پر آگیا ہے ۔ یعنی ہمیشہ میرا وزن ایک من ساڑھے بارہ سیر رہتا ہے ۔ آج ایک من ۱۲ سیر تھا ۔ مگر حسین کا وزن گیارہ پونڈ کم ہو گیا ہے ۔ یہ اُن کی لگاتار محنت کا نتیجہ ہے ۔

**۱۳ رجمادی ثانی ۲۷ رمئی اتوار دہلی**

**چشتی نمبر** کہ چونکہ اجمیر شریف کا سالانہ عرس قریب ہے اس واسطے آج میں نے اخبار منادی کا چشتی نمبر شائع کرنے کا پروگرام بنایا اور اُس کے بموجب کام شروع کر دیا اور دن بھر درگاہ شریف کے اندر اپنے قدیمی حجرے میں کام کرتا رہا ۔ آج گرمی اور دھوپ اور لو کی بہت شدت رہی ۔

**فوجیوں کی آمد** کہ ضلع میرٹھ سے ایک

صوبیدار منشی رام ملنے آئے۔ اُن کے ساتھ پنجاب کے بہت سے مسلمان افسر اور سکھ سردار بھی تھے۔ ایک مسلمان افسر نے جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رضہ کے مرید تھے مجھ سے کچھ وظائف بھی حاصل کیے۔

خربوزے۔ مولانا عشقی نظامی حسین کے لیئے خربوزے لائے تھے۔ اور مستری احمد میرے لئے خربوزے لائے تھے۔ سبط احمد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

آزادی پارٹی۔ آج افغانستان کی آزادی کے جشن کی پارٹی امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں ہوئی تھی۔ ہزایکسلنسی کونسل جنرل صاحب افغانستان اور اُن کے اسٹاف نے بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ بڑے بڑے ملکوں کے سفیر بھی تھے۔ وائسرائے کی کونسل کے ممبر بھی تھے اور ہندو مسلمان سکھ عیسائی انگریز عورت مرد بھی تھے۔ میری میز پہ چودہ صاحب اور کھوسلہ صاحب اور شیخ محمد عثمان صاحب آزاد کی نشست تھی۔ بیگم میاں شاہنواز اور مسز پیرو فارن سکریٹری اور مسز فرانسس وائلی پولٹیکل ایڈوائزر اور مسٹر پی سری واستوا سے بھی ملاقات اور بات چیت ہوئی۔ شام کو گھر میں واپس آگیا مغرب کے وقت آنند مئی آئی۔ حسین اور علی مرینا ہوٹل کی ڈنر پارٹی سے رات کو ۱۱ بجے واپس آئے جو اُن کو مدراس کے ایک ہندو صاحب نے دی تھی۔ رات بھر آسمان غبار آلود رہا پچھلی رات میں نے چودھویں رات کے چاند کو غبار کی نقاب میں بہت دیر تک دیکھا۔ اور منادی کے چشتی نمبر کے لئے مضامین لکھے۔

## ۱۴ ارجماد ثانی ۲۸ مئی پیر دہلی

خواتین۔ کرنل کی رات کو ۱۱ بجے ملاقات بیگم نظامی کی قرابت دار خواتین آئیں تھیں مگر میں سوگیا تھا اس واسطے واپس چلی گئیں تھیں۔ آج پھر وہ سب ملنے آئیں تھیں۔ میرے قدیمی حجرے میں آکر ملیں۔ اُن کے بچے بھی ساتھ ہیں۔ مگر کوئی بڑا مرد ساتھ نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم سفر کے ایسے مشکل زمانے میں مردوں کے بغیر بچوں کے ساتھ سفر کر رہی ہو۔ وہ کلیر شریف بھی گئیں تھیں۔ اجمیر شریف سے آئیں تھیں اور آج پھر اجمیر شریف چلی جائیں گی۔

ڈنر پارٹی آج میں نے اپنے پُرانے دوست آنریبل سر کیرو نارن سکریٹری گورمنٹ آف انڈیا اور مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری گورات کے کھانے کے لئے مدعو کیا تھا۔

ساڑھے آٹھ بجے سب مہمان موتی محل میں جمع ہو گئے تھے۔ سر کیرو اور مسٹر گریفن کے علاوہ حسب ذیل احباب بھی تھے (۱) مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ و امپورٹ (۲) چودھری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی (۳) مسٹر محمد عبداللہ جیماسب جج دہلی (۴) مسٹر صبیحا فسر فورڈ ڈپارٹمنٹ (۵) سرور صاحب افسر فورڈ ڈپارٹمنٹ (۶) آغا سمیعی ایرانی (۷) آغا محمد یعقوب خاں صاحب دداشتی ایڈیٹر "آجکل" (۸) مسٹر تھمبا سوامی وغیرہ۔

خادم حسین نظام راگی کی قوالی بھی ہوئی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب امام مسجد درگاہ شریف بھی قوالی میں آئے تھے۔

میری تقریر کھانے کے بعد میں نے ایک تقریر بھی کی تھی جس میں انگریز قوم اور اس کے بادشاہ اور مسٹر چرچل اور ہندوستان کے سابق وائسرائے اور موجودہ وائسرائے اور آنریبل جہانگیر پرائیویٹ سکریٹری وائسرائے اور سر فرانسس مودی ہوم ممبر اور سر فرانسس وائلی پولیٹیکل ایڈوائزر اور آنریبل سر کیرو اور مسٹر گریفن اور وائسرائے کی کونسل کے ہندوستانی ممبران کے صبر و استقلال کی تعریف کی تھی۔ جو ان سب سے ایام جنگ میں ظاہر ہوا۔

سر کیرو نے میری تقریر کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تقریر کرنی چاہی تو میں نے کہا میں آپ کا جواب نہیں چاہتا کیونکہ میری یہ تقریر رسمی اور رواجی نہیں تھی۔ میں نئی روشنی کا آدمی نہیں ہوں جو مصافحہ کرنے کے وقت کہتے ہیں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ اور میں نے جو کچھ کہا وہ دل سے کہا ہے۔ اور میں نے اپنے اخبار منادی میں بھی یہی لکھا ہے۔ جو باتیں نکتہ چینی اور اعتراض کی ہوتی ہیں۔ میں ہمیشہ حکومت کے خلاف لکھتا رہتا ہوں لیکن جو باتیں انگریزی حکومت میں تعریف کے قابل ہیں، اُن کو ظاہر کرنا بھی اسلامی انصاف کا ایک حصہ سمجھتا ہوں۔ اور مکرر کہتا ہوں کہ موجودہ زمانے میں کوئی چیز اتنی زیادہ مفید نہیں ہے جتنے سوشل

تعلقات مفید ہیں۔ سر کیروے نے صاف لفظوں میں
اس کی تائید کی اور کہا بیشک انگریزوں اور ہندوستانیوں
میں یکدلی پیدا کرنے کے لئے سوشل تعلقات کی ترقی
بہت زیادہ مفید ہو سکتی ہے۔

میں نے اپنے مرحوم دوست سر جان طامسن کا ذکر بھی
کیا کہ اُن کو اُردو زبان پر بہت بڑا عبور حاصل تھا
اور ایک دفعہ میں نے اُن کو اپنا اُستاد بھی مان لیا تھا جبکہ
اُنھوں نے ایک سخت اختلافی موقع پر اُردو کے
تین ایسے لفظ پیش کر دئے تھے جن سے اختلاف
دور ہو گیا تھا۔ اور میں کہتا تھا کہ اس کے لئے اُردو
زبان میں کوئی لفظ نہیں ہے مسٹر الیونز سابق سیکریٹری
چیف کمشنر صاحب دہلی کا ذکر بھی ہوا۔ میں نے کہا وہ
اُردو فارسی زبانوں کی بہت زیادہ قابلیت
رکھتے تھے۔

جب نظام راگی قوال نے تصوف کی غزلیں
گائیں تو سر کیروے نے کہا یہ وہ خیالات ہیں جن
سے دُنیا میں کوئی آدمی بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔
مجھے یہ بات سن کر بہت خوشی ہوئی کیونکہ
یہی چیز میری چشتی برادری کے اصول کی بنیاد ہے۔
مسٹر جنیجا کے رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب
کے داماد مسٹر جنیجا کا جب مسٹر گریفن سے تعارف
کرایا گیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ مسٹر گریفن ڈاکٹر
صاحب سے بہت ہی زیادہ واقف ہیں۔

مسٹر کھمبا سوامی اُردو نہیں جانتے مگر اُنھوں
نے حسین سے کہا اس قوالی کو میں سمجھا نہیں لیکن مجھ
پر بہت زیادہ اثر اس قوالی کا ہوا۔ میں نے اپنی زندگی میں
اس سے پہلے ایسی قوالی نہیں سُنی تھی۔ رات کو
۱۱ بجے مجلس ختم ہوئی۔ علی اور حسین اور زینہ شاہ ابو الحسن
احمد سید ابن عربی اور محمد نعیم صاحب بی اے اور محمد
نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور سید ذکی حسن
ارریولنس اور میرزا سہراب شاہ اور رحیما وغیرہ نے
مجلس کے انتظامات میں بہت مدد کی خاص کر
محمد نعیم صاحب نے مہمانوں کی مدارات بہت اچھی قابلیت
سے انجام دی اُن کو اس کام کا خوب سلیقہ ہے۔ اب
وہ میری پارٹیوں میں ہمیشہ انتظام کیا کرتے ہیں۔

مسٹر گریفن نے کہا آج آپ نے میری پارٹی کا انتظام کیا
پہلے میں آیا تو آپ نے زمین پر بٹھا کر جو کی روٹی کھلائی تھی
میں نے کہا وہ میری قسمت کا کھیل تھا اور یہ آپ کی عادت
اور آسائش کا انتظام ہے۔ سر کیروے نے جو کی روٹی کا ذائقہ
پوچھا میں نے کہا میرے رسول جو کی روٹی کھاتے تھے
میرے حضرت محبوب پاک جو کی روٹی کھاتے تھے
اور میں بھی جہاں تک ہو سکتا ہے جو کی روٹی کھاتا
ہوں اُس کا مزا گیہوں جیسا ہوتا ہے مگر اُس کے خمیرے گیہوں سے مختلف ہوتا ہے۔

**۱۶ ربیع الثانی ۲۹ مئی منگل دہلی**

**پانچ آنے رکابی** درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں چھڑیوں کے میلے کا آج آخری دن ہے۔ اس سال دو لاکھ زائرین جمع ہوئے ہیں۔ دستور ہے کہ اکثر زائرین منت کی دیگ پکاتے ہیں۔ اور مٹی کی ایک رکابی میں گڑ کے میٹھے چاول مزار شریف پر نیاز کے لئے لے جاتے ہیں۔ پکے فرش کے حجرے میں نیاز کے چاول ڈالے جاتے ہیں اور چادریں مزار پر چڑھائی جاتی ہیں۔ اس سال پانچ آنے رکابی نذر مقرر کر دی گئی ہے جس کو زائرین خوشی خوشی ادا کر رہے ہیں۔ اس طرح کئی ہزار روپے نذر کے آجائیں گے۔

**قوالی کا ریکارڈ** ۱۳۶۳ھ کے سالانہ عرس حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں میرے مکان یادگار میدان عرفات میں قوالی کا جو ریڈیو نشر ہوا تھا۔ اس کے ریکارڈ بن گئے تھے۔ اور لندن بی بی سی ریڈیو سے بھی نشر ہوئے تھے۔ اور تمام دنیا کی فوجوں کو بھی سنائے گئے تھے جو لڑائی کے میدانوں میں ہیں۔ آج میں سید عربی اور سید حسین نظامی اور سید علی نظامی کے ساتھ فرآل انڈیا ریڈیو دہلی میں یہ ریکارڈ سننے گیا تھا۔ سید انصار ناصری صاحب دہلوی نے یہ ریکارڈ سنائے تھے۔ قوالی کی ابتدا اچھی معلوم ہوئی اور انتہا بھی اچھی معلوم ہوئی۔ درمیانی حصہ خراب تھا۔ سید انصار ناصری کا تلفظ جو تعارف کے لئے تھا بہت ہی صاف تھا۔

**سید ذوالفقار بخاری** آج سید احمد شاہ بخاری کے چھوٹے بھائی سید ذوالفقار بخاری سے ملاقات ہوئی تھی۔ جو لندن سے آئے ہیں اور کلکتے جا رہے ہیں۔

**آندھی کی دھمکی** آج شام کو آندھی نہیں آئی مگر آندھی کی دھمکی آئی تھی۔ غبار آ نا دکھائی دیا۔ گرج بھی ہوئی۔ مگر آندھی نہیں آئی۔

**میلے والے** کئی دن سے چھڑیوں کے میلے والے درگاہ میں آتے رہتے ہیں۔ آج بہت زیادہ آئے ہیں۔ میری بستی کے مسلمان بھی آج اس میلے میں گئے ہیں۔

**سوا لاکھ نامی ہندوستانی** آج رات کو "سوا لاکھ نامی ہندوستانی" کتاب لکھنی شروع کی۔ آج کل پانچ کتابیں میرے زیر تصنیف ہیں۔

مقررہ اوقات میں ہر کتاب کا کام کرتا ہوں۔ دن کو سوتا بھی ہوں۔ رات کو بھی سوتا ہوں۔ ملاقاتیں بھی کرتا ہوں۔ خطوط کے جواب بھی لکھتا ہوں۔ سفارشی خطوط بھی لکھتا ہوں۔ دفتری کام بھی کرتا ہوں۔ اور پانچ کتابیں بھی تصنیف کرتا ہوں۔ اور پھر بھی ہر وقت بے کار بیٹھا نظر آتا ہوں یہ میری تنظیمی کرامت ہے۔

۱۷ جمادی الثانی۔ ۳۰ رمئی بدھ دہلی

کُدال کی برکت۔ آج صبح اپنے بڑے لڑکے حسین کے ساتھ دہلی کی غربی پہاڑی پر گیا تھا۔ جو اجمیری دروازے دہلی کے غرب میں ہے۔ اور زفرول باغ اور عیدگاہ کے کنارے پر ہے۔ وہاں انگریزی سرکار پہاڑوں کے نشیب و فراز کو کئی لاکھ روپے کے خرچ سے ہموار کرنا چاہتی ہے۔ اور سیٹھ غلام علی صاحب نے اس کا ٹھیکہ لیا ہے۔ مجھے کام کی شروعات کرنے کے لئے بلایا تھا۔ مسٹر کپور اگزیکٹیو انجینیر وغیرہ سرکاری افسران بھی تھے۔ مسٹر نسیم عزت اور مسٹر اڈوانی سندھی بھی تھے سیکڑوں عورت مرد مزدور بھی تھے۔ میں نے بسم اللہ پڑھ کر کُدال کا ایک ہاتھ مارا اور کام کی ابتدا کر دی۔ اور کہا۔

"میں اپنی پیاری دلی کے کنارے کی اونچ نیچ کو یکساں اور برابر کرنے کے لئے یہ کُدال چلاتا ہوں۔ خدا اس پہاڑ کا نشیب و فراز بھی ہموار کرے۔ اور دہلی شہر کے باشندوں کی اونچ نیچ بھی دُور کرے اور ہندوستان کے خیالات اور حالات اور ذات پات کی اونچ نیچ بھی دور کر کے سب کو یکساں اور ہموار کر دے۔"

سیٹھ غلام علی صاحب نے لڈو بھی تقسیم کئے۔ یہ رقبہ بہت بڑا ہے۔ یہاں جب عمارات تیار ہو جائیں گی تو بڑی پُر فضا جگہ ہو جائیگی۔ انگریز قوم کی یہ خوبی تعریف کے قابل ہے کہ وہ اُجاڑ اور ویران مقامات کو آباد کرتی ہے اور خوش منظر بناتی ہے۔

ڈپٹی صاحب کے یہاں سے فارغ ہو کر ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ علی بانو کی بہن خالدہ بانو بیگم آئیں۔ ثریا بھی ساتھ تھیں۔ گھر میں واپس

آکر کام کیا۔ کھانا کھایا۔ کچھ دیر سویا۔ پھر شام تک کام کرتا رہا۔ ملاقاتی آتے رہے چھڑیوں کے میلے کے زائرین عورت مرد ہزاروں کی تعداد میں آرہے ہیں۔ اجمیر شریف جانے والے زائرین بھی آنے شروع ہو گئے ہیں۔ بعد مغرب خان بہادر میر نواب علی صاحب ٹھیکہ دار دہلی ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی اور سید محمد علی شاہ صاحب اور صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو درگاہ شریف میں سترھویں کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی۔ سید یامین نظامی بھی ملنے آئے تھے اُن کی بیوی بہت بیمار ہیں۔ سید یامین کے ذریعہ حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر کو اسرار اسم اعظم کتاب بھیجی تھی۔ حکیم ملنسار نظامی کے دوسرے لڑکے نے بھی بی اے پاس کر لیا۔ آج ٹیلیفون میں خبر آئی تھی۔

**کئی تار** کہ ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ سے امیر بیگم نظامی کا تار آیا تھا صحت کے لئے دُعا چاہی ہے۔ بمبئی سے سید قاسم علی نظامی کا تار آیا تھا۔ بٹالہ ضلع گرداس پور سے سلطان احمد وجودی نظامی کا تار آیا ہے۔ اپنے گرل اسکول کے جلسے کی صدارت کے لئے بُلایا ہے۔ جو یکم جون کو ہوگا۔ میں نے ایک مہینے پہلے جانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر بھول گیا تھا۔ یکم جون سے ۵ رجون تک دہلی کی کئی تقریبات میں شرکت کا وعدہ کر لیا ہے۔ حیران ہوں کیا کروں؟ حیدر آباد والے مہنت پورن داس صاحب کا دہرہ دون سے تار آیا ہے۔ دہلی آنے والے ہیں یہ میری چشتی برادری کے ممبر ہیں۔

**مسافر خانے کا وضو خانہ** کہ میرے مسافر خانے کے وضو خانے کی ٹنکی بہت بڑی ہے سیکڑوں آدمی وضو کر سکتے ہیں۔ مگر چار دن سے نل کا پانی اس میں نہیں آتا وضو کی بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ میرے گھر میں بھی کنوئیں کا پانی آتا ہے۔ ایک روپے روزہ کا پانی خرچ ہوتا ہے۔ نل کا بل چالیس روپے ماہوار ہوتا تھا۔

۱۸ رجماد ثانی ۱۳ر مئی جمعرات دہلی

پنجابی مہمان کہ صبح کی نماز کے بعد اطلاع آئی کہ ضلع شاہ پور پنجاب کے دو مہمان آئے ہیں۔ میں نے اوپر بلالیا۔ سابقہ واقفیت نہ تھی مگر ایمان خانے میں ٹھیرادیا۔ شام کو واپس چلے گئے۔ اُن میں ایک دھوبی تھا اور ایک زمیندار تھا۔

ماہانہ نیاز کہ حضرت محبوب پاک رض کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب کے گھر سے نیاز کا توشہ آیا تھا۔ اور میں نے بھی کھایا تھا۔ آج جمعرات کی وجہ سے بہت زیادہ ملاقاتی آئے تھے۔ چونکہ قدیمی حجرہ بہت ٹھنڈا ہے۔ اس واسطے وہاں دن بھر رہتا ہوں۔ لیکن ملاقاتیوں کا ہجوم اتنا بڑھ جاتا ہے۔ کہ ضروری کام کرنے ناممکن ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ بجے تیز دھوپ میں ایک صاحب سفارش کرانے کے لئے سر عزیز الحق کے پاس لے گئے تھے سورج کی چمک سے آنکھوں کو جو اذیت ہوتی ہے بس دل ہی جانتا ہے۔ مگر مروت سے مجبور ہو جاتا ہوں۔

نیازی صاحب کہ شام کو عبداللطیف صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر ایک برہمن دوست کے ساتھ آئے تھے پھل بھی لائے تھے۔ ریاست اودے پور کے کشمیری پنڈت صاحب بھی آئے تھے اور سید انور صاحب بھی آئے تھے۔ اور سید انیس الرحمن نظامی بھی اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ آئے تھے۔ رات کو حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اپنے دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور روح افزا شربت کی ۶ بوتلیں بھی لائے تھے۔ مولانا عشقی نظامی نے پاؤں دبائے تھے۔

مجالس حسنہ کہ ملا واحدی صاحب نے ۲۰ سال پہلے میری باتوں کو ایک کتاب میں جمع کر کے شائع کیا تھا اور "مجالس حسنہ" نام رکھا تھا۔ اب اُس کا دوسرا ایڈیشن "کلام الہام" کے بے نقط نام سے شائع کیا جا[illegible] آج میں نے اس کے مضامین کی فہرست بھی تیار کی خدا کے فضل سے صحت بہت اچھی ہے۔ نیند خوب آتی ہے۔ یکم جون کا منادی آج شائع ہو گیا۔

۱۹ ر جمادی الثانی یکم جون جمعہ دہلی

خاندانی قبرستان کا چوکیدار کم میں نے اپنے خاندانی قبرستان کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ دہلی کا کوئی قبرستان اتنا صاف ستھرا سرسبز اور محفوظ نہیں ہے۔ پختہ چونے کا اونچا چبوترہ ہے۔ اس پر لوہے کا مضبوط جنگلا ہے۔ اندر کی سب قبریں نہایت نفیس سنگ مرمر یا سنگ بانسی یا چونے گچی کی بنی ہوئی ہیں۔ اور اُن میں پھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ اور صابر شاہ نام کا ایک فقیر چوکیداری کے لئے مقرر ہے جس کو کئی سال سے مہینہ دیتا ہوں مگر ہمیشہ شکایتیں سنتا رہتا تھا کہ صابر شاہ اُن دوستوں کے پاس جاتا ہے اور اُن کو مجبور کرکے مہینے لیتا ہے جن کے قرابتداروں کو میں نے اپنے تعلقات کی بنا پر اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دی تھی۔ وہ لوگ صابر شاہ کو دس دس پانچ پانچ روپے ماہوار بھی دیتے ہیں اور کھانے اور کپڑے بھی دیتے ہیں۔ جب میں نے یہ خبریں سُنیں تو صابر شاہ سے پوچھا اُس نے قسمیں کھا کر انکار کیا کہ مجھے کہیں سے کچھ نہیں ملتا۔ حالانکہ مجھے سب تنخواہوں کا علم تھا پھر بھی درگزر سے کام لیتا تھا کہ ایک فقیر کی گزر اوقات ہوتی رہے۔ مگر اُس نے میری بہن اور میرے ماموں اور خواجہ بانو کی والدہ اور اُن کی بہن کی قبروں سے بے توجہی شروع کی اور جب میں قبرستان میں فاتحہ خوانی کے لئے جاتا تھا تو قفل لگا ہوا پاتا تھا۔ اور صابر شاہ ہمیشہ غائب رہتا تھا۔ اس واسطے میں نے اُس سے کنجی منگائی تو اُس نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہی اس قبرستان کا مالک ہے اور مجھے کنجی دے کر احسان کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے اُس سے کنجی لے لی۔ اب میں کسی دوسرے آدمی کا انتظام کروں گا۔ وہ جگہ جگہ سے سفارشیں لا رہا ہے مگر میں ایسے شخص کو چوکیداری پر رکھنا ٹھیک نہیں سمجھتا جو میرے دوستوں کو مجبور کرکے ناجائز طریقوں سے روپیہ مانگے۔

**غزالی خاں** آج صبح دہلی سے غزالی خاں صاحب ملنے آئے تھے۔

**برجورجی** حسین کے شریک کار برجورجی آرڈ ایڈیٹر ڈلال اپنے اہل و عیال کے ساتھ دہرہ دون سے آئے ہیں۔ رات کو رہیں گے کل بمبئی جائیں گے۔ آج دوپہر کو میرے ہاں کھانا کھایا تھا۔

**جمعہ کی نماز** آج تیسری صف میں جگہ ملی تھی۔ ٹاٹ پر نماز پڑھی تھی۔ میرے برابر کوئی پشاوری مسلمان کھڑے تھے صاحب ذوق معلوم ہوتے تھے۔ سجدے میں گئے تو ان پر رقت طاری ہو گئی۔

**شرارت** آج حضرت مولانا سید نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد دہلی کے داماد مولوی شبیر احمد صاحب کا ٹیلیفون آیا کہ کسی شخص نے جامع مسجد کے پاس کہا کہ خواجہ حسن نظامی کی موٹر کو حادثہ پیش آیا اور وہ سخت زخمی ہوئے اور نازک حالت میں ارون اسپتال پہنچائے گئے۔ اس لئے میں دوڑا ہوا اسپتال میں آیا ہوں۔ اور وہاں سے ٹیلیفون کر رہا ہوں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اس شرارت کی بابت کہا کہ ایسے لوگ خدا کی طرف سے کسی نہ کسی حادثے میں مبتلا کئے جائیں گے۔ کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ سید سمیع الدین صاحب نظامی اور صوفی صاحب اجمیری اور مولانا سید ناصر جلالی صاحب ملنے آئے تھے۔

## ۲۰ جمادی الثانی ۲ جون شنبہ دہلی

**خواجہ احمد حسین نظامی** پانی پت والے خواجہ تصدق حسین صاحب مرحوم سشن جج دہلی کے فرزند خواجہ احمد حسین نظامی آئے تھے۔ کل بمبئی جانے والے ہیں۔ جہاں ان کے داماد خواجہ احمد عباس صاحب ایڈیٹر بمبئی کرانیکل رہتے ہیں۔ خواجہ احمد حسین نظامی نے کہا میرے سب خاندان والے شیعہ ہیں اور ان کو تعجب ہے کہ میں شیعہ ہونے کے باوجود آپ کا مرید کیوں ہو گیا میں نے ہنس کر کہا یہ دنیا عجیب و غریب ہے۔ اعتراض کرنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہندو اور سکھ اور پارسی اور انگریز

جب میرے مرید ہوتے ہیں تو کیا اپنا مذہب
چھوڑ دیتے ہیں؟ پیری مریدی محض روحانی
پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اپنا
مذہب اور رواجی عقائد بدلنے کی ضرورت
نہیں ہوتی۔ بہت سے شیعہ بھی میرے مرید
ہیں اور چشتی برادری میں تو قادیانی جماعت
کے لوگ بھی شریک ہیں۔

چشتی ہسٹری کیوں لکھی ہے؟ کل آج ایک
صاحب نے سوال کیا کہ یکم جون کے منادی
میں آپ نے چشتی ہسٹری کیوں شائع کی ہے؟
میں نے کہا اس لئے شائع کی ہے کہ میں
ہندوستان کے وائسرائے اور اُن کی کونسل
کے سب ممبروں سے کہوں کہ وہ بھی سب
چشتی برادری میں شامل ہو جائیں کیونکہ
جب ترک خاندان کے سب شہنشاہ چشتیہ
خاندان کے مُرید تھے اور خلجی خاندان کے
سب شہنشاہ چشتیہ خاندان کے مرید تھے اور
تغلق خاندان کے سب شہنشاہ چشتیہ خاندان کے مرید تھے اور لودھی
خاندان کے سب شہنشاہ چشتیہ خاندان
کے مرید تھے۔ اور مُغل خاندان کے تمام
شہنشاہ بھی چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید
تھے اور انگریزوں نے مغل خاندان
کے شہنشاہ شاہ عالم سے بذریعہ عہدنامہ
ہندوستان کی وزارت حاصل کی تھی جن
کے سکے کا سجع یہ تھا۔

سکہ زد بر ہفت کشور سایۂ فضل الٰہ
حامیٔ دین محمد شاہ عالم بادشاہ

تو اب ہر انگریز کا فرض ہے اور ہر
ہندوستانی کا بھی فرض ہے جس کو سلطنت
ہندوستان سے کسی قسم کا تعلق ہو کہ یا تو
وہ چشتیہ خاندان میں کسی چشتی درویش کے
ہاتھ پر بیعت کرے اور یا اپنے رواج کے
موافق چشتی پارٹی یا چشتی برادری کا ممبر
ہو جائے۔

ان صاحب نے سوال کیا تھا وہ ہنسے
اور اُنھوں نے کہا۔

دل کے خوش کرنے کو خواجہ یہ خیال اچھا ہے

میں نے کہا نشر و اشاعت اور معقول دلائل
اور تاریخی ثبوت پیش کرنے میں وہ قوت
ہے کہ اگر میری چشتی برادری کے سب ممبر
مل کر میرے اس کام کی مدد کریں تو میں
۱۹۴۵ء ختم ہونے سے پہلے دکھا دوں گا کہ

ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور ان کی کونسل کے
سب ممبر جو اب موجود ہیں یا آئندہ سنٹرل
اسمبلی کے ہاتھوں موجود ہونے والے ہیں
وہ سب یا تو چشتی درویشوں کے ہاتھ پر
بیعت کرلیں گے اور یا چشتی برادری کے
ممبر بن جائیں گے۔ اور تمام صوبوں کے
گورنر اور اُن کے وزیر بھی ایسا ہی کریں گے
اور اس طرح تمام ہندوستان کی حکومت
چشتی خواجہ کے روحانی فیضان اور برکت
کے سایہ میں آجائیگی اور سب کے دلوں
میں خلوص پیدا ہو جائے گا۔

سوال کرنے والے صاحب برابر مسکراتے
رہے اور اُن کو میری باتیں شیخ چلی کے خیالی
پلاؤ سے زیادہ وزنی معلوم نہیں ہوئیں لیکن
میرے دل کے کانوں میں قدرت کی آوازیں
آرہی تھیں کہ جو بے یقین شخص مجھ سے مخاطب
ہے۔ وہ تیرے سامنے شرمندہ ہو کر آئے گا۔
اور اس بے یقینی اور بے اعتقادی سے
توبہ کرے گا۔

پروفیسر محمد مجیب کی تقریر ۹ شام کو
ساڑھے سات بجے موتی محل میں پروفیسر
محمد مجیب صاحب کی تقریر دہلی ریڈیو سے
سُنی تھی۔ سید انیس الرحمن نظامی اور
سید بشیر الرحمن صاحب خلف خان بہادر
کپتان سید حبیب الرحمن صاحب سی آئی
ای اور خواجہ احمد حسین نظامی۔ اور
عبدالنعیم صاحب تقریر سُننے میں شریک
تھے۔ بہت سی نئی باتیں اس تقریر سے
معلوم ہوئیں۔

## ۱۲ رجمادی ثانی ۲۴ رجون اتوار دہلی

نجف گڑھ ۹ آج صبح کی اذان کے وقت
نجف گڑھ جانے کی تیاری کی جہاں حافظ سید
عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر روزنامہ
اخبار حریت کے فرزند سید انیس حسن بقائی
ایڈیٹر انگریزی رسالہ آرٹ کی برات
جانے والی تھی۔

میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی
اور خواجہ سید علی نظامی اور خواجہ سید عربی
نظامی بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ دہلی سے
ملا سید محمد واحدی صاحب بھی شریک
موٹر کار ہوئے تھے۔ نجف گڑھ شہنشاہ
شاہ عالم کے وزیر نجف خان کا بسایا

ہوا ہے اور دہلی سے ۱۵ میل دور ہے بستی کا نظارہ
بہت اچھا ہے۔ میں ساڑھے آٹھ بجے نجف گڑھ
پہنچ گیا۔ برات ۹ بجے پہنچی۔ نو موٹریں دہلی
سے آئی تھیں جن میں دہلی کے ایڈیٹر اور
ادیب اور نمایاں ہندو مسلمان آئے تھے
[illegible] شب سید فضل رسول صاحب کی
صاحبزادی سے نکاح ہوا۔ چار ہزار روپے
کا مہر باندھا گیا۔ کنور مہندر سنگھ صاحب
بیدی اور مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر
دین دنیا اور سید ظفر نیازی صاحب ایڈیٹر
کامیاب اور محمد سعید خاں صاحب مالک
اکسیری دواخانہ اور فاروقی صاحب مالک
دواخانہ اینڈ جنیون اور حکیم محمد نبی خاں
صاحب خلف مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں
صاحب اور حکیم اشعر صاحب اور حکیم
حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد
اور بھیا آغا فقیہ عشقی صاحب اور نواب
خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس اور
خواجہ فضل احمد خاں صاحب شہید دہلوی
اور [illegible] پرشاد [illegible] نسیم حسین دہلوی اور
مولوی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیٹر
رسالہ مولوی اور خالد میاں صاحب منیجر
رسالہ مولوی اور اسرار حسن خاں صاحب،
اور رضی الدین احمد صاحب مالک شان دار
بیڑی کمپنی دہلی وغیرہ احباب کے ساتھ
پلاؤ زردہ اور شیرمال قورمہ کھایا تھا برابر
حکیم ہمدرد صاحب بیٹھے تھے۔ کھانا جاتا
تھا اور کہا جاتا تھا۔ پیروں کے پاس بیٹھنے
سے نفس اور شیطان بھاگ جاتے ہیں
اور حکیموں کے پاس بیٹھنے سے بیماریاں
اور بدہضمیاں بھاگ جاتی ہیں۔

دو بجے تیز دھوپ میں واپس آیا۔ اور
دن بھر اپنے قدیمی حجرے میں لیٹا رہا۔

حسن عرب کی آمد۔ میرے عرب دوست
علامہ عبدالمنعم العدوی اپنے والد صاحب
اور اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ آئے تھے
اور اپنے نومولود بچے حسن عرب کو بھی لائے
تھے اور بہت سے پھل بھی لائے تھے اور بچے کی طرف سے
پیسے منادی کی امداد کے لئے بھی دئے تھے
حکیم ملنسار نظامی اور حکیم احمد حسن خاں
نظامی بھی دو دوستوں کے ساتھ ملنے
آئے تھے۔

ڈاکٹر اودے سنگھ کی شام کو سکھ برہمن
ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب ملنے آئے تھے
اُن کے والد سردار روڑ سنگھ صاحب
درویش صفت آدمی تھے۔ اور میرے
دوست تھے۔ اُن کا انتقال ہو گیا ہے
اور اُن کی روح کی خوشی کے لئے اُن کی اولاد نے
مختلف نیک کاموں کی مدد کی ہے۔ منادی کے
لئے بھی پانچ روپے لائے تھے۔ سردار
روڑ سنگھ صاحب کے اوصاف کا ذکر بھی
کیا تھا۔

سید احمد حسن صاحب آج شام کو پانچ بجے
سید احمد حسن صاحب اور اُن کے بھائی
سید صادق حسن صاحب اور اُن کی والدہ
صاحبہ اور اہل وعیال ملنے آئے تھے ان
کی والدہ مسلمان خواتین میں بہت بڑا
درجہ رکھتی ہیں۔ صاحب باطن بھی ہیں۔
اور دُنیا کی عقل بھی بہت اچھی ہے اور
دو سو برس پہلے کی مسلمان عورتوں کی
سی صفات حسنہ رکھتی ہیں۔

۲۲ جمادِ ثانی ۴ جون پیر دھلی
حسین کا سفر کی آج صبح حسین اور علی دہلی
سے روانہ ہوئے۔ پہلے بمبئی جائیں گے پھر
وہاں سے اننت پور جائیں گے۔

شادی کی آج سید سمیع الدین صاحب نظامی
امام مسجد درگاہ کے اکلوتے فرزند سید
اسلام الدین نظامی کی شادی میں گیا تھا
یہ شادی میری پوتی امت المحبوب بانو
سے ہوئی۔ جو میرے چچازاد مرحوم بھائی
سید دلدار علی کی پوتی اور سید زکریا
نظامی کی بیٹی ہے۔ نکاح میرے پیدائشی
مکان میں ہوا تھا۔ دو ہزار روپے مہر
باندھا گیا۔ مولانا سید احمد میاں صاحب حسنی نے
نکاح پڑھایا تھا۔

سہرے کی قاضی سید تراب علی صاحب
اور سید عسکری صاحب اور سید غیاث الدین
صاحب اور سید قاسم علی صاحب اور
سید رکن الدین صاحب اور قادر الکلام
صوفی صاحب اجمیری نے سہرے پڑھے تھے
جو اپنی اپنی شان میں نرالے اور انوکھے
تھے۔ قاضی سید تراب علی صاحب اور
سید رکن الدین صاحب اور صوفی صاحب
اجمیری کو بہت زیادہ داد دی گئی۔

مدت کے بعد ایسی شادی دیکھنے میں
آئی جس میں بستی کے سب ہندو مسلمان
اور درگاہ کے سب خاندان شریک ہوئے
تھے۔ اور سب خوش دل نظر آتے تھے
دہلی سے نامی باجے والے بھی آئے تھے
اور دہلی کے شہدے بھی آئے تھے۔

۲۲ جمادی ثانی ۵ جون منگل دہلی

بھونچال } کل شام کو دوبار بھونچال
یعنی زلزلہ آیا تھا۔ جو بہت سخت تھا۔ آج
انگریزی اخبار ہندوستان ٹائمس دہلی نے
یہ خبر شائع کی تو لکھا کہ جس وقت لارڈ ویول
وائسرائے ہند کا ہوائی جہاز ہندوستان میں
داخل ہوا اسی وقت زلزلہ آیا۔
اخبار مذکور نے خبر کا جوڑ ملاتے وقت یہ
خیال نہ کیا کہ ہندوستان کے لوگ وہمی
ہوتے ہیں۔ وہ اس سے بدشگونی لینگے اور
ہندوستان کی آزادی کی خوشی دلوں سے
کم ہو جائے گی۔

گرمی } کل ساری رات لو چلتی رہی۔ میں نے
کئی بار بیدار ہو کر پانی پیا۔ اور آج دن کو بھی
گرمی کی شدت رہی۔ اجمیر شریف جانے والے زائرین
بہت زیادہ آ رہے ہیں۔ بنگال۔ بہار۔ یوپی
کے عورت مرد بہت زیادہ آ رہے ہیں۔ میرے
حجرے میں عورتیں بھر جاتی ہیں اور میں ان کو
دم کرتے کرتے تھک جاتا ہوں۔

ولیمہ } آج سید سمیع الدین صاحب نے ولیمہ کیا
تھا۔ میں نے بھی وہی کھانا کھایا تھا۔ حسن محمد نظامی
کل اپنے وطن گئے ہیں۔

لیچیاں } موتی پور بہار سے سیٹھ عبدالستار
سالح محمد صاحب نے لیچی کے دو پارسل بھیجے ہیں
دو دن سے یونس دہلی جنکشن پر پارسل
لینے جاتے تھے۔ آج پارسل وصول ہوئے
لیچیاں کم ہو گئیں۔ نظر گذر کی لیچیاں کم
ہو گئیں اچھا ہوا۔

نئے ڈاکٹر } جنگ پورے کے اسپتال
میں نئے ڈاکٹر آئے ہیں۔ پرسوں شام کو
مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔

ایڈیٹر شمع } آج مولوی مہر دین صاحب
اور رسالہ شمع کے ایڈیٹر محمد یوسف صاحب ملنے آئے
تھے۔ میں نے کہا اخبار انجام اور قومی گزٹ
اور رسالہ شمع پنجابی قوم کے مسلمان نکالتے
ہیں اور دونوں کامیاب ہیں۔

**قاضی عطاء اللہ صاحب کی** آج بمبئی
سے قاضی عطاء اللہ صاحب ملنے آئے تھے
اور میرے لئے بمبئی کے آم بھی لائے تھے
سید صدر اعلیٰ صاحب اور اُن کے والد صاحب
اور بمبئی کے سیٹھ من سی صاحب بھی ملنے
آئے تھے۔

**غلاف کعبہ کی** گزشتہ سال حضرت محبوب
پاکؒ کے عرس کے موقع پر قاضی عطاء اللہ
صاحب کعبے شریف کے غلاف کا پردہ لائے
تھے۔ اور میں نے اُس کو وادی امین میں اپنی
قبر کی جگہ آویزاں کرایا تھا۔ اور ہزاروں مسلمانوں
نے اُس کی زیارت کی تھی۔ اب میں چاہتا
ہوں کہ ہیکل اسم اعظم کی عمارت میں ہمیشہ
کے لئے یہ پردہ آویزاں رہے۔ اور چشتی برادری
کے ممبروں کے لئے ایک زیارت گاہ بن جائے
قاضی صاحب بیس ہزار روپے اس
کی قیمت کہتے ہیں کیونکہ یہ پردہ سونے
چاندی کے تاروں سے تیار ہوا ہے۔ قرآن
شریف کی آیات اُبھرے ہوئے حروف
میں سونے چاندی کے تاروں سے کاڑھی
گئی ہیں۔ مصری مسلمانوں کی ایک خاص
کاریگری اس میں ہے۔ اگر کچھ کم پر معاملہ ہو گیا تو میں
یہ پردہ ہیکل اسم اعظم کے لئے خرید لوں گا۔ اس سے
پہلے ہندوستان میں کعبے شریف کے غلاف کا
اتنا بڑا ٹکڑا سوائے درگاہ اجمیر شریف کے اور کہیں نہیں
آیا تھا۔ اور اگر کہیں ٹکڑے آتے بھی ہیں تو اُن کی
سنہری کڑھائی اُتار لی جاتی ہے اور قیمتوں پر
رکھنے کے لئے وہ کپڑے استعمال کئے جاتے ہیں

**دُعا کی برکت کی** چونکہ کعبے شریف میں غلاف
کا پردہ پکڑ کر دُعا مانگی جاتی ہے اور وہ دُعائیں
قبول ہوتی ہیں جو کعبے کا پردہ پکڑ کر مانگی
جائیں اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان
کے غیر مسلم لوگ بھی غلاف کعبہ کی یہ برکت حاصل کریں
اور اس پردے کو پکڑ کر خدا سے دُعائیں مانگیں۔

**گرج اور چمک کی** آج شام کو بادلوں کی گرج
اور چمک کی بہار دیکھی تھی۔ بوندیاں بھی برستی رہیں
رات کو قاضی عطاء اللہ صاحب کے لائے ہوئے
آم کھائے تھے۔ اور سیٹھ عبدالستار صالح محمد صاحب
کی بھیجی ہوئی لیچیاں بھی کھائی تھیں۔ آموں نے
گرمی کی اور رات کی نیند میں خلل ڈالا۔ آج صبح ہو چاند
نکلا بہت باریک ہو گیا تھا۔ ایک طرف چاند تھا دوسری
طرف ہوائی اڈے کی روشنی تھی کبھی چھپتی تھی کبھی ظاہر
ہوتی تھی۔ ایک نور آسمان کا تھا ایک نور زمین کا تھا۔ دونوں کا فرق دل پر اثر کرتا تھا۔

# اُردو وزن

**رسالہ آجکل** دہلی سے شرقی نشریات کے سلسلے میں ایک اُردو
پندرہ روزہ رسالہ "آجکل" کے نام سے
شائع ہوتا ہے۔ کاغذ اور لکھائی اور چھپائی
اور عکسی تصویریں اور ہر قسم کے نظم و نثر
مضامین اعلیٰ درجے کے ہوتے ہیں۔ اُردو
زبان میں اس جیسے رسالے بہت کم پائے
جاتے ہیں۔ آغا محمد یعقوب خاں صاحب
دواشی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ جن کی قابلیت
رسالے کی شروعات سے لیکر آج تک
ہر لحاظ سے قابل ستائش معلوم ہوتی ہے۔
رسالے مذکور کا جو سالنامہ شائع
ہوا ہے اُس کی تفصیلی خوبیاں اور کیفیت
تو اُس اعلان سے ظاہر ہوگی۔ جو آغا صاحب
نے منادی میں شائع کرنے کے لئے ـــ ہے
اور جس کو ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ لیکن منادی
کی رائے یہ ہے کہ آجکل جیسے اچھے رسالوں
سے حقیقی معنوں میں اُردو زبان کا وزن
بڑھتا ہے۔ لہٰذا منادی کے ناظرین اور
اُردو کی ترقی چاہنے والوں کے لئے ایسے
اچھے رسالے کا پڑھنا اچھے کام کی قدردانی
بھی ہے۔ اور خود پڑھنے والوں اور اُن کے
اہل و عیال کی معلومات عامہ کی ترقی کا
موجب بھی ہے۔

## سالنامہ آجکل ۱۹۴۵ء۔ فہرست مندرجات

(۱) کہنے کی باتیں۔ از ادارہ (۲) واقعاتِ
عالم کا روزنامچہ۔ از ادارہ
تاریخی ۱؎ افغانستان کی چند سنسکرتی
تحریریں۔ از جناب احمد علی کہزاد (۲)
قلوپطرہ کی سوئی۔ از جناب فضل حق قریشی
دہلوی (۳) امیر تیمور گورگان کا خط بنام
شاہ فرانس۔ از مرزا محمد خاں قزوینی۔
(۴) بزم خلیل (۱۸۹۱ء کا مشاعرہ ٹونک)
از جناب عبدالقدوس ہاشمی (۵) پہلا
لائٹ ہاؤس۔ از جناب محمد مہدی انصاری
(۶) بالمین لائبریری اور اس کا بانی۔
از ایچ۔ ایچ۔ ای کراسٹر۔

**سوانح:** (۱) ڈاکٹر ایڈیتھ براؤن۔ از آغا محمد یعقوب دداشی (۲) رضیہ سلطانہ کی خانگی زندگی۔ از حضرت خواجہ حسن نظامی۔ (۳) نول کشور۔ از جناب عزیز احمد بی اے (۴) دورِ جدید کا پہلا انگریز سائنسداں۔ از سی۔ پی۔ ہلٹن ح

**تنقیدی:** (۱) فراق لکھنوی کی غزل۔ از ڈاکٹر محمد دین تاثیر ایم۔ اے پی ایچ ڈی (کینٹیب) (۲) ٹیگور کی ایک نظم کا مطالعہ (جدید اُردو ادب کے پس منظر میں) از ڈاکٹر اختر حسین رائپوری، بی اے ساہتیہ النکار ڈی لٹ آرز (پیرس) (۳) پریم چند کا ذہنی ارتقا۔ از جناب ساغر نظامی۔ (۴) نئے افسانے کا فنی پس منظر از پروفیسر سید وقار عظیم (۵) پشتو شاعری کے جدید رجحانات۔ از سید رسول رسا (۶) نقد و نظر۔ از۔ و۔ ع۔

**علمی:** کلوں سے بنے ہوئے مکان۔ از جناب ڈی۔ راگھون (۲) دُم دار تارے۔ از پروفیسر محمد رشید فریدی (۳) ہندوستانی طلبا کے لئے فنی تعلیم۔ از مشیر احمد ایم اے۔

**معاشیاتی:** جدید ترکی میں صنعتی اور تجارتی ترقی۔ از جیفرے کریپ (۲) مشرق وسطیٰ کی اقتصادی ترقی۔ از ڈاکٹر اے۔ بون۔

**ڈرامے:** فن کار (خلیل جبران) حکیم حبیب احمد خاں اشعر دہلوی (۲) کشش (منظوم) جناب روش صدیقی

**افسانے:** ڈیڑھ کا بچہ (ترکی) روزنامہ "اقدام" سے ماخوذ (۲) کالی بلی (امریکن) ایڈگر ایلین پو (۳) آزاد خیال۔ از محترمہ صالحہ عابد حسین (۴) سہارا۔ از جناب ممتاز مفتی (۵) دو دل (مرہٹی) از جناب بی۔ جی شنڈے (۶) نیا مریض از جناب ایم۔ اسلم۔ (۷) آنسو (ہندی) محترمہ بھوتی ملک (۸) بدھ کا دل (یونانی) الامنجان (۹) سنگین جرم (انگریزی) الیگزنڈر مارپر (۱۰) ساس۔ جناب اشرف صبوحی دہلوی (۱۱) فلسفۂ تبسم جناب ناکارہ حیدرآبادی (۱۲) محبت و نفرت (تامل) شری اجگو پال آچاریہ۔

(۱۳) محبت کی جڑیں (روسی) قسطنطین سیمونوف (۱۴) پریمی (تبتی) از محترمہ رن شبن لہامو (۱۵) یہ جاپانی۔ از جناب کرشن چندر۔

**منظومات** } فرزندان آدم کا کورس (سید معین الدین حسن ہاشمی) آہا کے دھندلکے ہیں (حسن نجمی سکندرپوری) نقش (جناب شفیع منصور) ساز جنوں (جناب کیلاش بہاری موج علیگ) یالم (خواجہ حسن صہبائی) ہیتم (جناب رزمی مجوبالی) کہار ہیں۔ (جناب ساحر لدھیانوی) آخر کیوں (نریند رسنگہ سخن) حور کا شکوہ (پروفیسر حامد اللہ افسر میرٹھی) جوانی کی جھلک (جناب محمود اکبرآبادی) غالب اور رفانی (جناب مغیث الدین فریدی) یہ کونسی رت ہے (جناب سہامی مارہروی) ذوق و شوق (جناب انور کرمانی) تبرکات (حضرت آغا شاعر قزلباش (مرحوم)) چاندنی (جناب کیف منہرامی) اسیر قفس (جناب ظفر سجاد) سدراہ (پروفیسر عبادت بریلوی) نذر فراق (جناب مہرلال ضیا فتح آبادی)

افکار (راجیندر ناتھ شیدا) پاکیزہ نوجوان (جناب اسد ملتانی) دعوت (سید ضیاء جعفری) آئین وفا (جناب آفاق دہلوی) آرزو (سید رضا علی وحشت) خداحافظ (سید سکندر علی وجد)

**غزلیات** } عارف مرحوم کی دو غزلیں از مرسلہ جناب آفاق دہلوی) کنور مہندر سنگھ بیدی سحر۔ جناب مسعود الحسن تابش دہلوی جناب فیض احمد فیض جھنجھانوی۔ جناب خمار بارہ بنکوی جناب حرمان خیرآبادی محترمہ نجمہ تصدق۔

**تصاویر** } نول کشور۔ اثر لکھنوی بچپن دہلی کی ریلوے نمائش کے چند منظر خوشحال خاں خٹک اور رحمان بابا۔ افغانستان کی قدیم سنسکرتی تحریریں۔ تیمور گورگان اور اُس کا خط چارلس ششم کے نام۔ ڈاکٹر براؤن ان کے زنانہ کالج اور اسپتال کی چند تصویریں۔ قدیم یونان کی بعض عمارتیں ہندوستانی ناچ اودے شنکر وغیرہ۔ ہندوستان سے یورپ تک ریل ہیں دہلی اسٹیشن اور نقشہ۔ فلسطین کے حاجی۔ ڈراما نہری سکیم

کے دو منظر ۔ کلوں کے بنے ہوئے مکانات
یلاڈیلیائی ۔ آج کا رنگون ۔ روسی تھیئٹر ۔
سالنامہ کا حجم ۵۲ صفحات ۔ قیمت
ایک روپیہ محصول ڈاک بذمہ ادارہ
مستقل خریداران کو مفت یہ رسالہ تمام
مقامی ایجنٹوں اور روہیلرٹیک اسٹال سے
مل سکتا ہے ۔
سالانہ چندہ "آجکل" مبلغ دس روپے
ششماہی چھ روپے فی کاپی چھ آنے ادارہ
"مطبوعات متحدہ" پوسٹ بکس نمبر
۱۶۲ دہلی ۔

**منادی** یہ سالنامہ دفتر منادی کو ابھی وصول نہیں ہوا ہے ۔ شروع میں جو کچھ لکھا گیا ہے ۔ وہ مرقومہ بالا فہرست مضامین کو دیکھ کر لکھا گیا ہے ۔ جب سالنامہ وصول ہو جائیگا اُس وقت مفصل تنقید لکھی جائے گی ۔ "ادارہ منادی"

---

## چند کتابوں کی اطلاع

نظامی بنسری کا دوسرا ایڈیشن تقریباً چھپ گیا ہے ۔ ایک ہفتے کے اندر کتاب شائع ہو جائے گی ۔

**چشتی نامہ** چشتی برادری کے ممبروں کے نام اور مقام ایک کتاب کی صورت میں تیار ہو رہے ہیں ۔ اس میں اُن شہنشاہوں اور اُن کی بیگمات کی عکسی تصویریں بھی ہیں جو چشتیہ خاندان میں مرید تھے ۔ اور چشتی ہسٹری بھی درج کی گئی ہے ۔ یہ کتاب اجمیر شریف کے عرس میں تقسیم کی جائے گی ۔ چھپائی شروع ہو گئی ہے ۔

**ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی** پانی پت کے میدان میں احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی جو ہولناک لڑائی ہوئی تھی اُس کے تفصیلی تاریخی حالات خواجہ حسن نظامی نے مورخانہ طرز سے قلمبند کئے ہیں ۔ یہ کتاب بھی جون کے آخر میں شائع ہو جائیگی ۔ اور شیخ چلی کی ڈائری کی کتابوں کا سلسلہ جون کے آخر سے شروع ہوگا ۔ ایک کتاب تیار ہو گئی ہے اور بقیہ لکھی جا رہی ہیں ۔ پہلے یہ ماہوار شائع ہونگی ۔ پھر پندرہ دن کے بعد ۔ پھر ہفتے وار ۔ پھر روزانہ ہو جائیں گی ۔

## چشتی برادری کے نام اور مقام

## حرف الف کے مقامات اجمیر شریف اور اُس کا علاقہ

| نمبر | نام |
|---|---|
| ۱ | حضرت مولانا صاحبزادے سید عبدالجبار صاحب معینی چشتی۔ عمر ۴۲ سال۔ اجمیر |
| ۲ | صاحبزادے سید عالم صاحب فخری عمر ۲۰ اجمیر |
| ۳ | صاحبزادے سید شریف حسین صاحب جاگیردار۔ عمر ۱۷ سال اجمیر |
| ۴ | صاحبزادے سید اعجاز علی صاحب جاگیردار عمر ۲۶ سال اجمیر |
| ۵ | صاحبزادے حکیم سید محمد احمد صاحب فاضل طب۔ عمر ۳۹ سال اجمیر |
| ۶ | صاحبزادے سید غلام محمد نبی صاحب عمر ۵۹ سال اجمیر |
| ۷ | صاحبزادے سید محمد فہیم صاحب۔ عمر ۳۵ سال اجمیر |
| ۸ | صاحبزادے سید عبدالاحد صاحب اثر جلیلی عمر ۲۴ سال اجمیر |
| ۹ | صاحبزادے مولانا سید غلام علی معینی صاحب عمر ۴۵ سال اجمیر |
| ۱۰ | صاحبزادے سید غیاث الدین صاحب جاگیردار عمر ۲۵ سال اجمیر |
| ۱۱ | صاحبزادے سید محمد یونس صاحب عمر ۳۰ سال اجمیر |
| ۱۲ | صاحبزادے سید محمد خلیق صاحب عمر ۲۳ سال اجمیر |
| ۱۳ | صاحبزادے سید محمد صدیق صاحب عمر ۲۳ سال اجمیر |
| ۱۴ | مولوی سید احمد علی صاحب فہمی عمر ۲۱ اجمیر |
| ۱۵ | صاحبزادے سید قمر الدین صاحب معینی عمر ۲۰ سال اجمیر |
| ۱۶ | صاحبزادے سید امتیاز علی صاحب جاگیردار عمر ۲۱ سال اجمیر |

| نمبر | نام |
|---|---|
| ۱۷ | منشی امین الدین خاں صاحب مفتون عمر ۶۰ سال اجمیر |
| ۱۸ | صاحبزادے سید فیض عالم صاحب جاگیردار عمر ۲۵ سال اجمیر |
| ۱۹ | مولانا سید عبدالقادر صاحب خنداں۔ ایڈیٹر اخبار عادل۔ عمر ۳۰ سال۔ اجمیر |
| ۲۰ | صاحبزادے سید ضیاءالدین صاحب جاگیردار۔ عمر ۲۱ سال اجمیر |
| ۲۱ | منشی اللہ داد خاں صاحب عمر ۴۵ سال اجمیر |
| ۲۲ | حافظ سید عبدالباقی صاحب عمر ۴۵ سال اجمیر |
| ۲۳ | ظہور محمد خاں صاحب ایڈیٹر اخبار طوفان عمر [illegible] سال اجمیر |
| ۲۴ | فدا الملک سید محمد علی صاحب عرشی۔ مالک کلیمی پریس۔ عمر ۴۰ سال اجمیر |
| ۲۵ | منشی سید رستم علی صاحب جاگیردار۔ عمر ۳۱ سال۔ اجمیر |
| ۲۶ | سید محبت حسین صاحب عمر ۲۵ سال اجمیر |
| ۲۷ | منشی محمد محمود حسین صاحب عمر ۲۲ سال اجمیر |
| ۲۸ | سید فائق محمد صاحب عمر ۳۰ سال اجمیر |
| ۲۹ | جناب عنبر حسین صاحب مالک راجپوتانہ رنگین پریس۔ عمر ۲۰ سال اجمیر |
| ۳۰ | غلام نجف خاں صاحب [illegible] عمر [illegible] اجمیر |
| ۳۱ | سید محمد رفیق صاحب عمر ۱۸ سال اجمیر |
| ۳۲ | سید محمد فاروق صاحب عمر ۱۸ سال اجمیر |
| ۳۳ | سید عبدالرحمن صاحب عمر ۱۶ سال اجمیر |
| ۳۴ | سید محمد ادریس صاحب ۱۹ سال اجمیر |
| ۳۵ | سید غوث محمد صاحب جاگیردار ۳۴ سال اجمیر |
| ۳۶ | سید زین الواصلین صاحب جاگیردار عمر ۳۲ سال اجمیر |
| ۳۷ | سید اختر حسین صاحب عمر ۳۸ سال اجمیر |
| ۳۸ | صاحبزادے سید محمد انیس صاحب جاگیردار عمر ۳۰ سال اجمیر |
| ۳۹ | عبدالحق صاحب عمر ۱۶ سال اجمیر |
| ۴۰ | عبدالرحیم صاحب قابل۔ عمر ۱۶ سال اجمیر |
| ۴۱ | مسماۃ نورجہاں بیگم۔ عمر ۶۰ سال اجمیر |
| ۴۲ | مسماۃ نصیبن۔ عمر ۱۶ سال اجمیر |
| ۴۳ | محمد سلیم صاحب قریشی۔ عمر ۴۲ سال اجمیر |
| ۴۴ | پنڈت پرمانند جی صاحب عمر ۵۱ سال جالیہ ضلع اجمیر |
| ۴۵ | پنڈت پربھو دیال جی شرما۔ [illegible] |
| ۴۶ | سری لال صاحب [illegible] عمر ۳۸ سال [illegible] |
| ۴۷ | جہانگیر خاں صاحب۔ عمر ۲۱ سال۔ [illegible] |
| ۴۸ | شبیر حسین صاحب۔ حجام عمر ۱۸ سال۔ سانگانیر |
| ۴۹ | چاند محمد صاحب۔ عمر ۲۱ سال تلونیا |

| نمبر | نام |
|---|---|
| ۵۰ | عبدالعزیز صاحب۔ عمر ۱۲ سال۔ سانگانیر |
| ۵۱ | اللہ نور صاحب۔ عمر ۲۷ سال۔ ہرماڑہ |
| ۵۲ | علاء الدین صاحب۔ رنگریز۔ سانگانیر |
| ۵۳ | جگدیش پرشاد صاحب۔ برہمن۔ عمر ۱۳۔ ہرماڑہ |
| ۵۴ | عبدالکریم صاحب۔ عمر ۱۵ سال۔ سانگانیر |
| ۵۵ | گرجی چند صاحب۔ زرگر۔ عمر ۱۶ سال تیلونیا |
| ۵۶ | سراج الدین صاحب۔ عمر ۱۶ سال۔ سانگانیر |
| ۵۷ | شری نواس صاحب۔ عمر ۱۴ سال۔ تیلونیا |
| ۵۸ | محمد شفیع صاحب۔ عمر ۱۴ سال۔ سانگانیر |
| ۵۹ | اندر چند صاحب۔ عمر ۱۶ سال۔ تیلونیا |
| ۶۰ | رحیم بخش صاحب۔ عمر ۶ سال۔ سانگانیر |
| ۶۱ | ابراہیم صاحب۔ عمر ۶ سال۔ سانگانیر |
| ۶۲ | عبدالرحمٰن صاحب۔ عمر ۶ سال سانگانیر |
| ۶۳ | عبدالحکیم صاحب۔ عمر ۶ سال۔ سانگانیر |
| ۶۴ | یعقوب صاحب۔ عمر ۳۵ سال۔ سانگانیر |
| ۶۵ | عبدالرزاق صاحب۔ عمر ۶ سال۔ سانگانیر |
| ۶۶ | محمد شفیق صاحب۔ عمر ۱۸ سال سانگانیر |
| ۶۷ | محمد حسین صاحب جفت ساز۔ عمر ۶ سال |
| ۶۸ | عبدالغفار صاحب۔ نورباف۔ عمر ۲۰ سال سانگانیر |
| ۶۹ | قمرالدین صاحب۔ نورباف۔ عمر ۱۰ سال سانگانیر |
| ۷۰ | رحیم بخش صاحب۔ نورباف۔ عمر ۱۰ سانگانیر |
| ۷۱ | عبدالحفیظ صاحب۔ نورباف عمر ۱۱ سال سانگانیر |
| ۷۲ | رحیم بخش صاحب۔ نورباف عمر ۳۵ سال سانگانیر |
| ۷۳ | محمد اسمٰعیل صاحب شورگر عمر ۴۵ سال سانگانیر |
| ۷۴ | رمضانی صاحب نورباف عمر ۲۳ ؍؍ سانگانیر |
| ۷۵ | کالو صاحب شورگر عمر ۶۰ سال سانگانیر |
| ۷۶ | عبدالحفیظ صاحب۔ نورباف عمر ۳۰ سال سانگانیر |
| ۷۷ | یوسف صاحب۔ معمار۔ عمر ۱۹ سال سانگانیر |
| ۷۸ | عبدالکریم صاحب نورباف عمر ۲۲ سال سانگانیر |
| ۷۹ | حسین بخش صاحب۔ شورگر۔ عمر ۳۰ سال سانگانیر |
| ۸۰ | چاند محمد صاحب۔ نورباف عمر ۲۲ سانگانیر |
| ۸۱ | نور محمد صاحب نورباف عمر ۳۰ سال سانگانیر |
| ۸۲ | وزیر محمد صاحب نورباف عمر ۲۵ سال سانگانیر |
| ۸۳ | محمد قاسم صاحب نورباف عمر ۱۵ سال سانگانیر |
| ۸۴ | چاند محمد صاحب کاشتکار عمر ۱۲ سال سانگانیر |
| ۸۵ | عبدالرحیم صاحب نورباف عمر ۱۸ سال سانگانیر |
| ۸۶ | شمس الدین صاحب نورباف عمر ۴۵ سال سانگانیر |
| ۸۷ | ماسٹر گیانند جی صاحب برہمن۔ عمر ۲۵ سال جالیہ |
| ۸۸ | مولچند صاحب۔ جین۔ عمر ۶ سال۔ جالیہ |

۸۹ ماسٹر بابو رام صاحب برہمن۔ عمر ۱۵ سال ہرماڑہ

۹۰ جناب رتن لال صاحب۔ عمر ۱۴ سال کیشن گڈہ

۹۱ اوم پرکاش گوری شنکر صاحب عمر ۱۲ سال۔ ہرماڑہ

۹۲ مدن لال صاحب۔ عمر ۱۷ سال۔ کشن گڈہ

۹۳ بائی پریم کنور صاحبہ۔ عمر ۶ سال۔ ہرماڑہ

۹۴ کشن لال صاحب عمر ۱۵ سال۔ کشن گڈہ

۹۵ پربھو داس صاحب۔ عمر ۱۶ سال۔ ہرماڑہ

۹۶ چاند سنگھ صاحب۔ عمر ۱۷ سال۔ کشن گڈہ

۹۷ ماسٹر گھنشام صاحب عمر ۲۲ سال۔ جالیہ

۹۸ گمان سنگھ صاحب۔ عمر ۱۷ سال۔ کشن گڈہ

۹۹ مانک لال صاحب عمر سال تلونیا

۱۰۰ رگھوناتھ سنگھ صاحب۔ عمر ۱۶ سال۔ کشن گڈہ

۱۰۱ جگدیش پرشاد صاحب۔ برہمن عمر ۱۵ سال تلونیا

۱۰۲ چمپالال صاحب عمر ۱۲ سال۔ کشن گڈہ

۱۰۳ رامیشور لال صاحب۔ عمر ۱۶ سال کشن گڈہ

۱۰۴ رتن لال صاحب۔ عمر ۱۵ سال۔ تلونیا

۱۰۵ اُمید مل صاحب جاٹ ۱۴ سال۔ ہرماڑہ

۱۰۶ گامی لال صاحب۔ عمر ۱۴ سال۔ ہرماڑہ

۱۰۷ گنگا سنگھ صاحب۔ ۱۴ سال۔ کشن گڈہ

۱۰۸ رادھے شیام صاحب۔ ۱۴ سال۔ ہرماڑہ

۱۰۹ ہیمی چند صاحب۔ ۱۴ سال۔ ہرماڑہ

۱۱۰ کرشن گوپال صاحب۔ عمر ۹ سال۔ ہرماڑہ

۱۱۱ مانک چند صاحب۔ عمر ۱۴ سال۔ تلونیا

۱۱۲ سنتوش چند صاحب ساہو۔ ۱۲ سال۔ کشن گڈہ

۱۱۳ رام داس صاحب۔ ۱۹ سال۔ ہرماڑہ

۱۱۴ بھنور لال صاحب ۱۵ سال۔ تلونیا

۱۱۵ جگدیش پرشاد صاحب۔ ۱۲ سال۔ کشن گڈہ

۱۱۶ سیتارام صاحب ۹ سال۔ تلونیا

۱۱۷ نرسنگھ لال صاحب۔ ۱۳ سال۔ ہرماڑہ

۱۱۸ اندر چند صاحب۔ ۹ سال۔ کشن گڈہ

۱۱۹ بھنور لال صاحب ۱۵ سال۔ کشن گڈہ

۱۲۰ چھیتر مل صاحب۔ ۱۶ سال۔ کشن گڈہ

۱۲۱ رام [illegible] صاحب برہمن ۱۳ سال ہرماڑہ

۱۲۲ رامیشور صاحب ۱۵ سال کشن گڈہ

۱۲۳ بالاکشن صاحب شرما ۱۴ سال تلونیا

۱۲۴ جوہری لال صاحب ۱۲ سال ہرماڑہ

۱۲۵ بھنور لال صاحب ۱۱ سال ہرماڑہ

۱۲۶ گوبند لال صاحب ۷ سال ہرماڑہ

۱۲۷ جمال محمد نظامی ۴۵ سال [illegible]

۱۲۸- فقیر محمد خاں نظامی - ۱۹ سال خانپورہ -
۱۲۹- فتح محمد خاں نظامی ۵۸ سال خانپورہ
۱۳۰- کمال الدین خاں نظامی ۱۲ سال خانپورہ
۱۳۱- مصری خاں نظامی ۴۵ سال خانپورہ
۱۳۲- رمضان محمد خاں ۴۲ سال ״
۱۳۳- عبدالحق صاحب نظامی - ۲۵ ״ ״
۱۳۴- بشیرالدین خاں صاحب ״
۱۳۵- پیر محمد خاں نظامی - ۵۴ سال ״
۱۳۶- عبدالرشید خاں صاحب ״
۱۳۷- عیدو خاں نظامی ۴۶ سال ״
۱۳۸- انور خاں صاحب ״
۱۳۹- بدھو خاں نظامی ۴۲ سال ״
۱۴۰- کریم خاں ״
۱۴۱- مداری خاں نظامی ۳۴ ״ ״
۱۴۲- مغلے نور خاں ״
۱۴۳- محمد نور خاں ۱۸ سال ״
۱۴۴- بشیر محمد خاں ۱۰ سال ״
۱۴۵- حافظ عبدالغفار صاحب - ۲۵ سال رلم سر
۱۴۶- بدرالدین صاحب ۲۴ ״ خانپورہ
۱۴۷- الہ دین خاں صاحب ۱۵ سال ״
۱۴۸- قاضی نورالدین صاحب طالبعلم ۱۸ ״ اجمیر شریف
۱۴۹- محمد ظہورالدین صاحب طالبعلم - ۱۵ سال
۱۵۰- ظہور محمد صاحب دوکاندار - ۲۵ سال - اجمیر شریف
۱۵۱- تفضل علی صاحب طالبعلم - ۲۰ ״ اجمیر شریف
۱۵۲- شاہ میر خاں صاحب کاشتکار ۲۳ ״ ״ ״
۱۵۳- محمد یوسف صاحب ۴۲ ״ ״ ״
۱۵۴- حافظ احمد نور خانصاحب کلرک لوکو- ״ ״
۱۵۵- منظور احمد خانصاحب کلرک لوکو- ״ ״
۱۵۶- سوائی خاں نظامی - ۵۰ سال - لوکو- ״ ״
۱۵۷- بشیر احمد خاں صاحب - لوکو ״ ״
۱۵۸- محمد نور خاں صاحب لوکو ״ ״
۱۵۹- اوصاف علی صاحب لوکو ״ ״
۱۶۰- فرحت اللہ خاں صاحب طالبعلم - اجمیر شریف
۱۶۱- زمانی بیگم صاحبہ - اجمیر شریف
۱۶۲- آفتاب احمد خاں صاحب طالبعلم - اجمیر شریف
۱۶۳- شفیع اللہ خانصاحب - اجمیر شریف
۱۶۴- عائشہ خاتون صاحبہ - اجمیر شریف
۱۶۵- زبیدہ خاتون صاحبہ - اجمیر شریف
۱۶۶- آمنہ خاتون صاحبہ - اجمیر شریف
۱۶۷- عبدالرفیق خاں صاحب ٹھیکیدار - اجمیر شریف
۱۶۸- جمال خاں صاحب کاشتکار - اجمیر شریف
۱۶۹- ہدایت اللہ خانصاحب ملازم کارخانہ اجمیر شریف

۱۷۰- بابو للتا پرشاد صاحب کلرک لوکو اجمیر شریف

۱۷۱- بابو رحیم اللہ صاحب ہیڈ کلرک لوکو اجمیر شریف

## احمد آباد گجرات

۱۷۲- شیخ نجم الدین نظامی عمر ۶۰ سال

۱۷۳- قادر خاں نظامی ۸۵ سال

۱۷۴- نور بی بی نظامی ۲۸ سال

۱۷۵- عبدالرحمن نظامی ۳۵ سال

۱۷۶- شرف الدین نظامی ۳۳ سال

۱۷۷- سیٹھ جیون داس نظامی پٹیل ۶۰ سال

۱۷۸- امین الدین نظامی ۳۰ سال

۱۷۹- سعد اللہ خاں نظامی ۵۰ سال

۱۸۰- امام الدین نظامی ۱۹ سال

۱۸۱- حلیمہ بی نظامی

۱۸۲- حسینہ بی نظامی

۱۸۳- حنیفہ بی بی نظامی

۱۸۴- فاطمہ بی بی نظامی

۱۸۵- بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی

۱۸۶- زہرا بی بی نظامی

۱۸۷- نیاز بی بی نظامی

## اڑیسہ (بہار)

۱۸۸- رفیق الرحمن نظامی - عمر ۳۳ سال

۱۸۹- عبدالمجید خاں صاحب ۵۵ سال

۱۹۰- عبداللطیف خانصاحب جنگل ہوڑہ ۔ ۴۰ سال

۱۹۱- محمد فضل الرحمن صاحب - ۹ سال

۱۹۲- معبود بخش صاحب امام مسجد

۱۹۳- امام بخش صاحب کاشتکار ۳۶ سال

۱۹۴- پیر بخش صاحب کاشتکار ۵۰ سال کٹک

۱۹۵- شیخ محبوب علی صاحب کاشتکار ۴۵ سال

۱۹۶- شیخ نورالدین صاحب معلم ۳۹ سال

۱۹۷- مرزا شیر محمد بیگ صاحب تاجر ۱۵ سال

۱۹۸- سلیم اللہ صاحب تاجر ۳۷ سال

۱۹۹- محمد سلیمان صاحب تاجر ۴۰ سال

۲۰۰- علی بخش صاحب ۶۰ سال جاج پور کٹک

۲۰۱- حلیم الدین صاحب تاجر ۲۵ سال

۲۰۲- ریاض الدین صاحب تاجر ۳۶ سال

۲۰۳- معین الدین صاحب تاجر ۲۲ سال

۲۰۴- عبدالرحیم صاحب ۵۰ سال

۲۰۵- غلام قاسم صاحب تاجر ۳۹ سال

۲۰۶- خداداد صاحب تاجر ۳۰ سال

۲۰۷- عبدالواحد صاحب تاجر ۲۷ سال

۲۰۸- ارسطو صاحب تاجر - عمر ۲۴ سال

۲۰۹- عبداللطیف صاحب تاجر ۳۰ سال

۲۱۰- عبدالمجید صاحب کاشتکار ۳۲ سال

۲۱۱- عبداللہ صاحب کاشتکار ۲۷ سال

۲۱۲- اکبر صاحب سوداگر ۳۵ سال

۲۱۳- افلاطون صاحب سوداگر

۲۱۴- شمس الدین صاحب ملازم ۳۰ سال

۲۱۵- غلام قادر صاحب ملازم ۲۵ سال

۲۱۶- محمد اسمٰعیل صاحب طالب علم ۱۲ سال

۲۱۷- عبدالستار صاحب طالب علم ۱۱ سال

۲۱۸- کمال پاشا صاحب طالب علم ۱۰ سال

۲۱۹- شمس تبریز صاحب طالب علم ۱۳ سال

۲۲۰- شمس الحق صاحب طالب علم ۱۱ سال

۲۲۱- کلیم اللہ صاحب طالب علم ۱۰ سال

۲۲۲- محمد رفیق صاحب طالب علم ۱۲ سال

۲۲۳- ذوالقرنین صاحب طالب علم ۱۲ سال

۲۲۴- محمد فضل الرحمٰن صاحب طالبعلم ۹ سال

۲۲۵- محمد عطاء الرحمٰن صاحب طفل شیرخوار ۱½ سال

۲۲۶- مجیب الرحمٰن صاحب طالبعلم ۸ سال

۲۲۷- سیف الرحمٰن صاحب طالبعلم ۷ سال

۲۲۸- شفقت علی صاحب طالب علم ۱۷ سال

۲۲۹- شیخ احمد علی نظامی جاپانی باسمہ ۱۴ سال

## احمد نگر (بمبئی)

۲۳۰- میاں چراغ محی الدین صاحب ۶۰ سال

۲۳۱- منشی میاں صاحب ۷۵ سال

۲۳۲- بادشاہ میاں صاحب ۲۲ سال

## ادھونی (مدراس)

۲۳۳- داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی صاحب [illegible] ۷۰ سال

۲۳۴- فاطمہ خاتون نظامی ۹ سال

۲۳۵- سارہ خاتون نظامی ۲۰ سال

۲۳۶- طاہرہ خاتون نظامی ۷ سال

۲۳۷- داروغہ محمد موسیٰ نظامی ۳۵ سال

۲۳۸- خواجہ بانو نظامی ۹ سال

۲۳۹- عبدالغفار صاحب نظامی ۳۲ سال

۲۴۰- [illegible] احمد صاحب نظامی ۳۶ سال

۲۴۱- عبدالرحیم صاحب نظامی ۴۸ سال

۲۴۲- محمد اسحاق صاحب نظامی ۱۲ سال

۲۴۳- عبدالغنی صاحب نظامی [illegible] سال

۲۴۴- قادر بی [illegible] نظامی ۵۰ سال

۲۴۵- امام الدین صاحب نظامی ۴۰ سال

۲۴۶۔ عائشہ خاتون نظامی ۷ سال

۲۴۷۔ نظام الدین صاحب نظامی ۵ سال

۲۴۸ خیر النساء بیگم نظامی ۵ سال

۲۴۹۔ رحمت بی نظامی ۳۰ سال

۲۵۰۔ شریفہ خاتون نظامی ۱۰ سال

۲۵۱۔ عبد الصمد صاحب نظامی ۳۰ سال

۲۵۲۔ رسول بی نظامی ۲۲ سال

۲۵۳۔ میاں خواجہ حسین نظامی ۳۱ سال

۲۵۴۔ عبد النبی صاحب نظامی ۴۸ سال

۲۵۵۔ قادر بی نظامی ۲۸ سال

## آرہ (شاہ آباد بہار)

۲۵۶۔ محمد مرتضیٰ خاں صاحب ۱۸ سال

۲۵۷۔ محمد عمر خاں صاحب ۴۰ سال

۲۵۸۔ حاجی اللہ بخش عقیدت خاں نظامی ۶۰ سال

## امب (سرحد)

۲۵۹۔ قاضی محمد صبغۃ اللہ صاحب ۳۲ سال

## اننت پور (مدراس)

۲۶۰۔ سی علی شبیر نظامی ۶۵ سال کدری

۲۶۱۔ کے امام صاحب ۲۲ سال کدری

۲۶۲۔ محمد شریف صاحب نظامی ۳۰ سال

۲۶۳۔ فخر اللہ خاں صاحب مالک ہوٹل ۴۰ سال کدری

۲۶۴۔ محمد خلیل الرحمٰن صاحب امام ۳۰ سال

۲۶۵۔ ایم ابن قادر خاں صاحب تاجر ۱۵ سال

۲۶۶۔ مرزا محمد اربیگ صاحب ۶۰ سال کدری

۲۶۷۔ امام خاں صاحب تاجر ۶۰ سال کدری

۲۶۸۔ ایم ابن مستان خاں صاحب تاجر ۴۰ سال کدری

۲۶۹۔ ٹی کے ننھے میاں صاحب تاجر ۵۰ سال کدری

۲۷۰۔ عبد اللہ خاں صاحب ۴۰ سال کدری

۲۷۱۔ گنڈلور عالم صاحب تاجر ۳۵ سال کدری

۲۷۲۔ قادر ولی صاحب ۳۰ سال کدری

۲۷۳۔ حاجی محمد بدر الدین صاحب تاجر ۵۰ سال کدری

۲۷۴۔ ایم فخر الدین صاحب ۳۵ سال کدری

۲۷۵۔ غوث خاں صاحب ۴۰ سال کدری

۲۷۶۔ سید محبوب حسینی صاحب ۴۰ سال

۲۷۷۔ سید حسین الدین صاحب ۵۰ سال

۲۷۸۔ سی عبد العزیز صاحب ۴۰ سال

۲۷۹۔ کے پیر صاحب ۲۶ سال

۲۸۰۔ علی خاں صاحب داؤد زئی تاجر ۲۷ سال

۲۸۱۔ ٹی۔ دادی صاحب ۴۶ سال

ہندوستان کے چشتی اولیاء اللہ کے مزارات اور چشتی شہنشاہوں اور چشتی بیگمات کی تصویریں اس غرض سے شائع کی جاتی ہیں کہ چشتی برادری کے ہندو مسلمان اور سکھ عیسائی ممبر اس بات سے آگاہ ہوں کہ ہندوستان کی روحانی بادشاہی اور دُنیاوی بادشاہی سات سو برس سے چشتیوں کی رہی ہے۔ اور اب بھی چشتی ہی اس بادشاہی کے وارث ہیں۔

**حسن نظامی چشتی**

---

چشتی برادری کا ممبر بننے کے لئے خواجہ حسن نظامی دہلی سے مقاصد کے کاغذات منگا کر پڑھیئے۔

# مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ
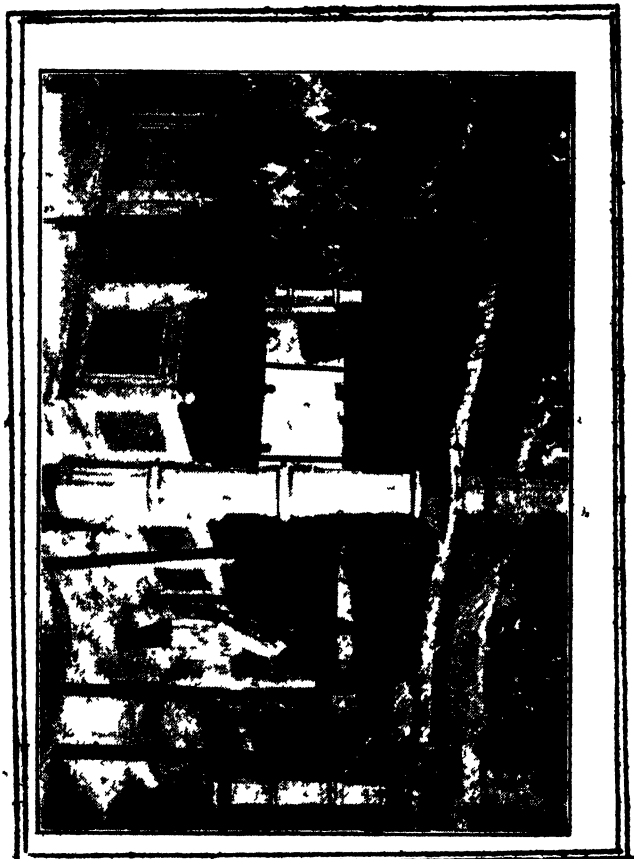
# روضہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنجشکرؒ
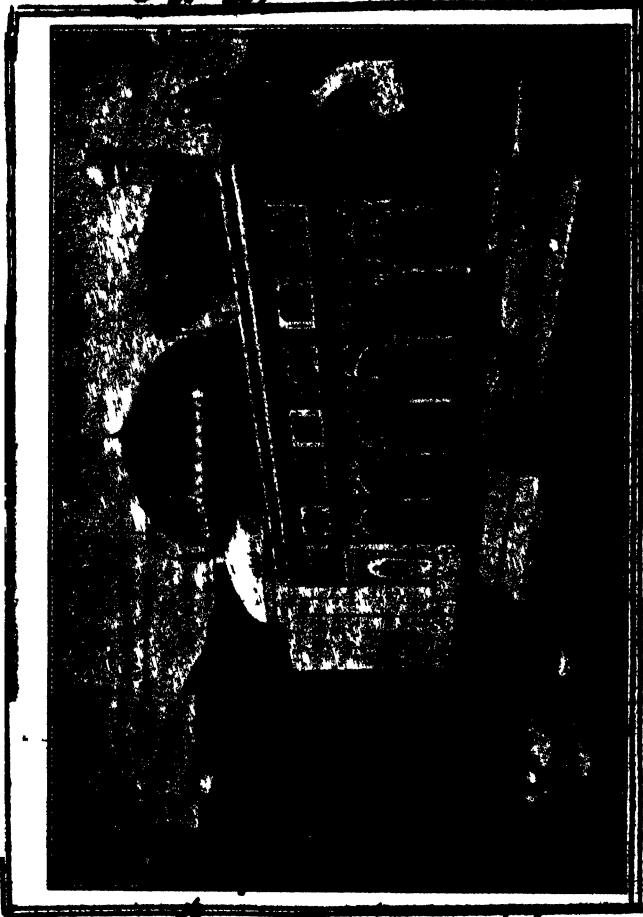
"بہشتی دروازہ" سفید گنبد میں ہے

# روضہ حضرت مولانا خواجہ سید بدرالدین اسحٰق دہلوی پاکپٹن میں
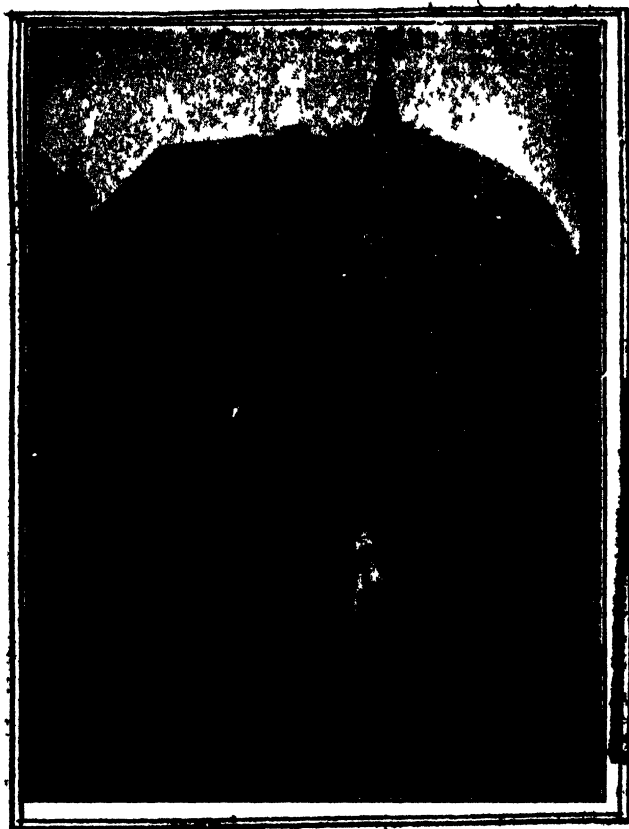
جو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے داماد تھے

# قطب مینار

## جس کو چشتیہ خاندان کے مُرید

## سُلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا

# روضہ سلطان المشائخ

## حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء چشتی دہلی

# سلطان قطب الدین ایبک

جو حضرت خواجہ قطب الدین بخت یار کاکی چشتیؒ کا مرید تھا۔ اور جس نے دہلی کا قلعہ لال کوٹ فتح کر کے اس کے اندر مسجد قوت اسلام اور قطب مینار بنایا تھا

# مزار سلطان شمس الدین التمش
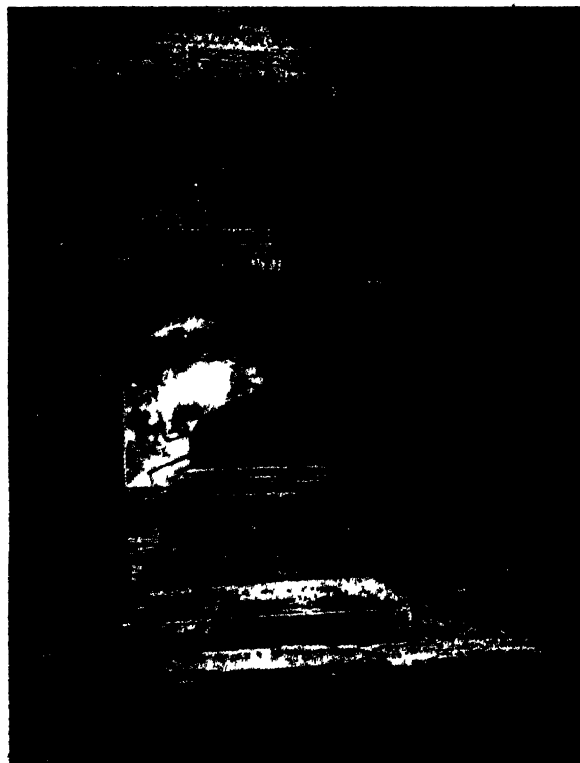
جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کا مرید تھا
اور جس کی قبر قطب مینار کے نیچے موجود ہے

# شہنشاہ شہاب الدین شاہجہاں

جو چشتیہ نظامیہ خاندان کا مرید تھا

## شہنشاہ شاہجہاں کی ملکہ

# تاج محلؒ

جو چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید تھی اور جس کا روضہ تاج محل آگرے کی مشہور عمارت ہے

## شہنشاہ شاہجہاں کی بڑی بیٹی

# جہاں آرا بیگم

جو چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید تھی اور جس کی قبر مزار حضرت سلطان المشائخ کے پائین موجود ہے

# ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ چشتی نظامی

## جن پر مغل بادشاہی ختم ہو گئی

# ملکہ رضیہ سلطانہ

جو سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی تھی اور حضرت خواجہ قطب صاحب کی مرید تھی۔ اور جس نے ۲۰ برس اپنے باپ کے ساتھ اور ساڑھے تین برس خود تمام ہندوستان پر حکومت کی

# شہنشاہ جلال الدین اکبر

## جو حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کا مرید تھا

# اکبر کی رانی

جو حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کی مرید تھی اور
آگرے سے اجمیر تک دو دفعہ پیدل گئی تھی

# شہنشاہ نورُالدین جہانگیر

جو حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے گھر میں پیدا ہوا
اور جو حضرتؒ کا خاص مُرید تھا

خواجہ حسن نظامی کی بنائی ہوئی

---

# کایا پلٹ

---

بیماریوں سے بچاتی ہے عمر بڑھاتی

خواجہ حسن نظامی کا بنایا ہوا

# ارسطو کا چورن

جگر اور معدے کی ہر بیماری کی اکسیر

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کی روحانی بادشاہی کا ہفت روزہ!

# منادی دہلی

| ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی | یکم جولائی ۱۹۴۵ء | سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ |
|---|---|---|

## اسرار اسم اعظم کا فیضان

تمام ہندوستان سے خبریں آرہی ہیں کہ بکثرت ناظرین کتاب اسرار اسم اعظم نے پوشیدہ اعمال اسم اعظم کے چلے پورے کر لئے ہیں مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے شکر کا سجدہ ادا کیا۔ اور اب میں اپنے خلفاء کو اور خاص خاص محرم راز بھائیوں کو کتاب مذکور کی کچھ جلدیں بھیجوں گا تاکہ وہ اپنے علاقے کے راز داری کی صلاحیت رکھنے والے لوگوں کو یہ کتاب دے سکیں۔ اور آنے والے سیاسی انقلاب کے بعد جس کی بات چیت شملہ میں ہو رہی ہے۔ دنیاداری کی مشغولی کے ساتھ ہی دین داری کی مشغولیت بھی ہندوستانیوں میں پیدا ہو جائے۔ لہذا جو لوگ یہ کتابیں ایک روپیہ قیمت پر تقسیم کرنی چاہیں مجھ سے منگالیں۔ حسن نظامی

# چشتی برادری کے ممبروں کو ضروری اطلاع

چونکہ چشتی برادری سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ خالص روحانی جماعت ہے اس واسطے میں ان سب کو اپنے ایک سیاسی عمل سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ چشتی برادری کے مسلم اور غیر مسلم ممبروں میں بے شمار ایسے ممبر بھی ہیں جو مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اور میں خود بھی مسلم لیگ یا کانگریس یا اور کسی سیاسی جماعت کا ممبر نہیں ہوں لیکن چشتی برادری کا بنیادی مقصد ہندوستانی قوموں میں آپس کا ایکہ اور اعتماد پیدا کرنا ہے اور ہندوستان کے وائسرائے بھی بے مثال نیک نیتی سے سب قوموں کے سیاسی اختلافات دور کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ میں نے "بے مثال نیک نیتی" کا فقرہ اس واسطے استعمال کیا ہے کہ میں نے اپنی کچھ کم ستر سالہ زندگی میں کبھی کسی وائسرائے کی ایسی نیک نیتی کی سعی نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی جیسی کہ لارڈ ویول سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور چشتی برادری کے مرکز اعظم حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رض کی مبارک زندگی بھی اسی کام میں خرچ ہوئی کہ ہندوستان کے سب باشندے آپس میں خلوص و محبت سے رہنا سہنا اختیار کریں۔

پس جب میں نے شملے کی ذاتی اطلاعات سے یہ معلوم کیا کہ ہندو مسلم سمجھوتے کو ناکام بنانے کے لئے بعض مسلم اور غیر مسلم لوگ اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا پر یہ ظاہر کیا جائے کہ مسلم لیگ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندہ نہیں ہے۔ کیونکہ کانگریسی مسلمان اور احرار اور مومن جلا ہے اور جمعیت علما۔ اور مسلم مجلس وغیرہ پارٹیوں کے مسلمان مسلم لیگ کو اپنا نمائندہ نہیں مانتے۔ اس لئے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسٹر جناح میں بشری جذبہ پیدا ہو اور وہ سمجھوتے سے انکار کر دیں۔ اور اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں خانہ جنگی کی ایک ایسی آگ بڑھک اٹھیگی جس کو کوئی طاقت بجھا نہ سکیگی۔ لہذا میں نے ۲۷ جون کی صبح کو ایک تار وائسرائے کو

(بقیہ ٹائیٹل صفحہ سوم پر)

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## جمعیت علما توجہ کرے

۲۸ جون کو دہلی میں جمعیت علما مسلم مجلس [illegible] والوں نے ایک تار شائع کرایا ہے کہ مسلم لیگ سب مسلمانوں کی نمائندہ نہیں ہے۔

یہ بیان ایک حد تک ٹھیک ہے کہ سب مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں مگر یہ بھی حق ہے کہ اکثریت مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ اور جمعیت علما کے مولوی صاحبان شریعت اسلام کے اصول اجماع امت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور یہ حدیث روزانہ ممبروں پر اور عربی مدرسوں میں سناتے ہیں کہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار جو اکثریت کی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ دوزخی ہو جاتا ہے۔

لہذا جن مسلمان جماعتوں نے مسلم لیگ کی اکثریت سے جدا ہو کر یہ تار شائع کرایا ہے وہ مذکورہ حدیث شریف کی بموجب خدا رسول کے سامنے اور [illegible] قوم کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اگر مولوی صاحبان سچ مچ اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو ان کو اس حدیث شریف پر خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ جس میں جماعت کثیرہ سے جدا ہونے کے خلاف رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

## عرفان نفس سے بے خبر

صوفیوں کو اولیاء اللہ نے تعلیم دی تھی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

آجکل کے مولوی صوفیوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ صوفی شریعت کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ مگر کیا جواب دیں گے جمعیت علما کے مولوی اس بات کا کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جو مسلمان خان بہادری وغیرہ خطابوں کے شوق میں انگریزوں کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یا اُن

قسم کی اغراض کے لئے ہندوؤں سے علیحدہ ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو بچایا ہے یا نہیں؟ اور جماعت کی طاقت کو بچایا ہے یا نہیں؟ اور جماعت سے الگ ہو جانے کی سزا حدیثوں میں پڑھی ہے یا نہیں؟

یہ مولوی منادی کو جواب نہیں دینگے مگر ان کے دل شرما جائیں گے۔ اور مان لیں گے کہ ان کو جماعت کثیر سے الگ ہونا شریعت کا بڑا جرم ہے۔ اور صوفی ہی عرفان رب کے مستحق ہیں کیونکہ وہ نہ انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں نہ ہندوؤں کی خوشامد کرتے ہیں۔

## کیا سب مسلمان مومن نہیں ہیں؟

نوربافت یعنی کپڑا بننے والے مسلمانوں نے اپنی جماعت کا نام مومن رکھا ہے۔ تو کیا جو لوگ نوربافت نہیں ہیں وہ مومن نہیں ہیں؟ قادیانی بھی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ تو کیا غیر قادیانی احمدی نہیں ہیں؟ غیر مقلد بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں تو کیا مقلد اہل حدیث نہیں ہیں؟

اور حدیث اور فقہ کے منکر اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں تو کیا بقیہ مسلمان اہل قرآن نہیں ہیں؟

میں جانتا ہوں کہ سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ اور میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے چونکہ حق ہے اس لئے مذکورہ جماعتوں کو تلخ اور ناگوار معلوم ہوگا۔ اور وہ کوئی دقیقہ میری مخالفت کا باقی نہیں رکھیں گے۔ لیکن آنے والی نسلیں اور موجودہ زمانے کے کروڑوں مسلمان میرے اس بیان کی تائید کرینگے کہ میں نے ٹھیک وقت پر صوفیوں کے اصول حق گوئی اور بیباکی کا فرض ادا کر دیا ہے۔

## دو کروڑ شیعہ کیا کہتے ہیں

شیعہ جماعت نے بھی لندن کو تار بھیجا تھا کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں ہم کو الگ حق ملنا چاہیے۔

یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں گویا غیر شیعہ مومن نہیں ہیں۔ مگر مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح بھی تو شیعہ ہیں پھر

کیا وجہ ہے کہ سنیوں نے تو شیعہ کو اپنا لیڈر مان لیا۔ مگر خود شیعہ جماعت اس شخص سے الگ ہونا چاہتی ہے۔ جس کے نام میں اسم محمدؐ بھی ہے اور اسم علیؑ بھی ہے۔

## میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں

میں کسی اور سیاسی جماعت کا ممبر ہوں اور مسلم لیگ اور اس کے لیڈروں پر شدید نکتہ چینی کرتا رہتا ہوں۔ لیکن جب سر کرپس آئے تھے تو اس وقت بھی میں نے منادی میں شائع کیا تھا کہ ہم سب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور کل بھی میں نے وائسرائے کو تار دیا ہے کہ کروڑوں چشتی مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

میں نے ایسا کیوں لکھا۔ اور ایسا عمل کیوں اختیار کیا؟ جواب یہ ہے کہ اسلام نے مجھے یہی سکھایا ہے کہ جماعت کے عیب اس کو سناتے رہو تاکہ وہ اپنی اصلاح کرے۔ مگر ضرورت کے وقت جماعت کے ساتھ رہو۔

## نتیجہ کیا ہوگا؟

جمعیت علما مسلم مجلس۔ نور باقوں اور شیعہ فرقے کی مخالفت یا مسلم لیگ سے جدائی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسلمان قوم ساری دُنیا میں بدنام ہو جائیگی اور اسلام کی اخوت سارے جہان میں رسوا ہو جائیگی اور ہندوؤں کی کانگریس کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ اور وہ کہے گی کہ مسلم لیگ کو ہندوؤں کے برابر حق کیوں دیتے ہو مسلمانوں کی یہ جماعتیں تو مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اور ان بُرے نتائج کے ذمہ دار یہ لوگ ہوں گے جو جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔

## مسٹر جناح کو مشورہ

میں مسٹر جناح کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد صدر کانگریس کے اچھے طرزِ عمل کی قدر کریں۔ اور اس کی ضد نہ کریں کہ پانچوں ممبر مسلم لیگ کے ہوں۔ بلکہ تین ممبر مسلم لیگ کے مان لیں۔ اور دو ممبر

دوسری جماعتوں کے تسلیم کرلیں۔ اس طرح مسلم لیگ کی اکثریت بھی رہے گی اور جھگڑا بھی ختم ہو جائے گا۔

## اس مشورے کی مصلحت

یہ ہے کہ اگر پانچوں ممبر مسلم لیگ کے مانے گئے تو مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے گی۔ اور مسٹر جناح عارضی حکومت بنانے کے لئے ایسے پانچ ممبر منتخب نہ کر سکیں گے۔ جو ساری قوم کے مسلمہ ہوں۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ دو ممبر مخالف مسلمانوں کے تسلیم کر کے جھگڑا ختم کر دیا جائے اور مسلمانوں پر یہ الزام نہ آنے دیا جائے کہ ان کی وجہ سے آزادی کا کام خراب ہوا۔

## مصری سعد زاغلول پاشا سے سبق

چند سال کا ذکر ہے مصر میں بھی یہی مشکل پیش آئی تھی تو مسلمانوں کے لیڈر سعد زاغلول پاشا نے مصر کے عیسائیوں کو سادہ کاغذ دستخط کر کے دیا تھا کہ تم مسلمانوں سے بہت کم ہو۔ مگر میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی برابر یا مسلمانوں سے زیادہ حقوق اس پر لکھ دو میں قبول کر لوں گا

عیسائیوں نے سعد کی یہ بات سنی تو صرف اپنی اقلیت کے حق کی موافق تحریر کیا۔ برابر یا زیادہ نہیں لکھا لہذا مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی اسی مثال پر عمل کرنا چاہئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد مجھ سے بہت زیادہ اس سیاست کو جانتے ہیں اور ان کی نظر گزشتہ سیاست پر بھی ہے اور موجودہ زمانے کی سیاست پر بھی ہے اور اس وقت کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ان کو اختیارات بھی دیدئے ہیں۔ لہذا ان کو مسلمانوں کے ساتھ فراخ دلی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ یہ قوم اتنا بڑا دل رکھتی ہے کہ اس کا یہ عمل انگریزوں کو بھی ششدر کر دیگا۔ اور ہندوؤں کو بھی۔ اور ساری دنیا کو بھی اور ساری دنیا میں ہندوستان کی اور مسلمانوں کی آبرو بڑھ جائے گی۔

# اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودہری ایم اے رحمان صاحب پی سی ایس جج بہادر خفیفہ - دہلی

## نمبر مقدمہ ۲۲۰ بابت ۱۹۴۵ء

رام سروپ ولد پیارے لال مالک فرم ہری رام شیام سندر آڑھتیہ لکڑی بازار سیتارام دہلی مدعی

بنام

رشید وغیرہ مدعا علیہ

## دعویٰ دلاپانے مبلغ ایکسو سات روپے

بنام (۱) رشید (۲) عبدالوہاب اقوام شیخ دکان دار لکڑی۔ لکڑی منڈی موتیا کھان دہلی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی رشید و عبدالوہاب تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام رشید و عبدالوہاب مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۱۰ ماہ جولائی ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے تو اُن کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۶ ماہ جون ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر (عدالت)	دستخط (حاکم)

**کالے شہتوت** } اس کا رنگ سیاہ
یا سرخ ہوتا ہے
مزہ کھٹا ہوتا ہے مزاج اس کا سرد اور تر ہے
قابض ہے صفرے کے غلبے کو دفع کرتا ہے
پیاس کو بجھاتا ہے خون کے جوش کو روکتا ہے
دماغ اور دل پر بخرے چڑھنے نہیں دیتا
حلق کے گرم ورم کو تحلیل کرتا ہے اور گرمی کے
نزلے کو دفع کرتا ہے قے اور متلی کے لئے
بہت مفید ہے مگر پیٹ بھر کر کھانا کھانے
کے بعد زیادہ شہتوت کھانے سے ہاضمہ
خراب ہو جاتا ہے قولنج اور درد شکم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

**شہد** } محال کی مکھیاں پھولوں کا
رس چوس کر اپنے چھتے میں
جمع رکھتی ہیں اس چھتے سے شہد اور موم
حاصل ہوتا ہے یہ مکھیاں دو قسم کی ہوتی
ہیں ایک چھوٹی جو چھوٹا چھتا بناتی ہیں
اس کا شہد سرخ ہوتا ہے یہ شہد دواؤں
میں بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے دوسری
بڑی مکھیاں جو بڑا چھتہ بناتی ہیں یہ چھتے
مشک سے بھی زیادہ بڑے ہوتے ہیں
ان چھتوں کا شہد سفید ہوتا ہے شہد کا
مزاج گرم اور خشک ہے۔ شہد چپکے ہوئے
بلغم کو نکالتا ہے خراب رطوبت کو صاف کرتا
ہے سدے کھولتا ہے یرقان اور تلی کے
لئے مفید ہے فالج اور لقوے کو
فائدہ پہونچاتا ہے پتھری کو خارج کرتا
ہے معدے کو اور آنکھوں کی روشنی کو
قوت دیتا ہے دماغ کو نزلے سے پاک
کرتا ہے شہد گرم اور خشک مزاج کے لوگوں
کو نقصان پہونچاتا ہے مگر بہت ہی استعمال
نہ کرنا چاہئے۔

**شہد کا پانی** } اس کو ماء العسل کہتے
ہیں یہ اس طرح تیار
ہوتا ہے کہ ایک سیر پانی میں ۱۰ تولے شہد
ملا کر اس قدر پکائیں کہ تین پاؤ رہ جائے
صاف کر کے بوتل میں رکھیں کبھی یہ پانی
دماغ اور دل کی طاقت کے لئے عرق
گاؤزبان میں جوش دیکر بنایا جاتا ہے
یہ فالج اور لقوے کے بیماروں کی غذا
ہے پٹھوں کو طاقت دیتا ہے اور گٹھیا کے
لئے بھی مفید ہے۔

**فاختہ** } ایک پرندہ ہے خاکی رنگ کا

جو کبوتر کی برابر ہوتا ہے اس کا گوشت گرم اور خشک ہے فاختہ کے گوشت کا گاڑھا شوربہ فالج اور لقوے اور رعشے کو بیحد مفید ہے پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے ریاح کو تحلیل کرتا ہے سدے کھولتا ہے اس کے بھیجے کو شکر ملا کر کھانے سے غم اور وحشت دور ہو جاتی ہے اس کا گوشت دیر میں ہضم ہوتا ہے قبض پیدا کرتا ہے۔

**فالسہ** ایک ہندوستانی درخت کا پھل ہے جھر بیری (بیر) کی برابر اور ... رنگ کا ہوتا ہے مزہ اس کا کھٹا تھوڑی سی مٹھاس لئے ہوئے ہوتا ہے مزاج اس کا سرد اور تر ہے دل اور جگر اور معدے کو قوت دیتا ہے پیاس اور ہچکی اور قے اور صفراوی دستوں کو مٹاتا ہے۔

بخار کی تیزی اور سینے کی جلن کو دور کرتا ہے دق کے بیماروں کو بھی نفع دیتا ہے دل کی گرمی اور خفقان اور گھبراہٹ کیلئے بہت فائدہ مند ہے فالسہ پیشاب میں شکر آنے کی بیماری کو بہت مفید ہے اسکا شربت دل کو اور معدے کو اور جگر کو قوت دیتا ہے دل کو خوش رکھتا ہے سرد مزاج کے لوگوں کو نقصان دیتا ہے۔

**فالودہ** چاولوں کی پیچ (نشاستہ) جما کر اس کی سیویاں بنا کر شربت اور گلاب کیوڑے سے میٹھا اور خوشبودار کر کے پیتے ہیں مزاج اس کا سرد اور تر ہے سینے اور پھیپھڑے کے گرم امراض میں مفید ہے دستوں کو روکتا ہے معدے کو قوت دیتا ہے گرمی کو دفع کرتا ہے پیاس بجھاتا ہے۔

**فرنی** ایک غذا ہے جو پسے ہوئے چاولوں کو دودھ میں ڈال کر شکر سے میٹھا کر کے پکائی جاتی ہے اور تشتریوں میں جمائی جاتی ہے مزاج اسکا گرم اور تر ہے مالیخولیا جنون اور دردِ سر کو دور کرتی ہے بدن کو فربہ کرتی ہے عمدہ خون پیدا کرتی ہے سودے کو معدے پر گرنے نہیں دیتی۔ عقل بڑھاتی ہے۔

**قاز** ایک پرند ہے بطخ کی طرح۔ مزاج اس کا گرم اور تر ہے اس کا

گوشت بطخ کے گوشت سے زیادہ غلیظ ہے۔ اس کے گوشت سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا شوربہ فالج اور لقوہ کے لیئے مفید ہے۔ پیٹ کے مروڑ اور ریاح کو دور کرتا ہے۔ استسقار اور گٹھیا کے لیئے فائدہ مند ہے۔

**قند سفید** اس کا مزاج گرم اور خشک ہے۔ کھانسی اور دمے کو دور کرتا ہے سینے کے درد کو مٹاتا ہے قبض دفع کرتا ہے آنتوں کی سردی کو نفع پہونچاتا ہے۔

**قہوہ** اس کا استعمال چاء کی طرح دودھ سمیت اور بغیر دودھ کے بھی کیا جاتا ہے مزاج اس کا سرد اور خشک ہے قہوہ سدے کھولتا ہے دردوں کو تسکین دیتا ہے خون کے فساد سے یا صفرے کی تیزی سے جو بخار ہوتا ہے اُس کو تسکین دیتا ہے چیچک اور خسرے کی ابتدا میں بہت مفید ہے قبض کو دور کرتا ہے اور جو ہضم کی خرابی سے دست آتے ہیں ان کو بند کر دیتا ہے پیشاب بھی لاتا ہے سفر کی تھکاوٹ اور بدن کے ٹوٹنے کو آرام دیتا ہے خوشی پیدا کرتا ہے معدے کو قوت دیتا ہے بلغمی کھانسی اور نزلے کو دور کرتا ہے دماغ کی طرف بخارات کو چڑھنے نہیں دیتا اس کا کثرت سے استعمال کرنا دماغ میں خشکی پیدا کرتا ہے نیند کو کم کرتا ہے بدن کو دُبلا کرتا ہے۔

**کاجو** ایک درخت ہے جو دکن کیطرف ہوتا ہے کاجو اس کا پھل ہے مزاج اس کا گرم اور تر ہے اس کا مغز بدن کو فربہ کرتا ہے دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے حافظے اور عقل کو بڑھاتا ہے گردوں کی لاغری دور کرتا ہے اگر کاجو کو نہار منہ کھاکر تھوڑا سا شہد چاٹ لیا جائے تو نسیان دفع ہو جاتا ہے زیادہ کھانے سے خون میں فساد پیدا ہو جاتا ہے

**کباب** گوشت کا قیمہ کر کے تیار کیئے جاتے ہیں شامی کبابوں سے سیخ کے کباب بہتر ہوتے ہیں جوان بکرے کے کباب سب جانوروں سے اچھے ہوتے ہیں مچھلی کے کباب بھی مزیدار

ہوتے ہیں۔ مزاج کبابوں کا گرم اور خشک
ہے کباب سینکتے وقت جو ایک قسم کی بو پیدا
ہوتی ہے یہہ بو دل کو قوت دیتی ہے کباب
کھانے سے دل اور دماغ اور جگر کو
قوت حاصل ہوتی ہے کباب اگرچہ دیر
میں ہضم ہوتے ہیں مگر ہضم ہو جانے کے
بعد خون زیادہ پیدا کرتے ہیں مچھلی کے
کباب کہا کر پانی پینا بہت نقصان دیتا ہے

**کبوتر** ایک مشہور پرند ہے مزاج اسکا
گرم اور خشک ہے اس کے
گوشت کا شوربا فالج اور لقوے اور رعشے
اور بدن کے سُن ہو جانے کے لئے
بیحد مفید ہے چنانچہ فالج اور لقوے
کے بیمار کو جب کچھہ کہانے کیلئے نہیں دیا
جاتا اور وہ بھوک برداشت نہیں کرسکتا
تو اس کو صرف کبوتر کے گوشت کا شوربا دیا
جاتا ہے اس کا گوشت بدن کو فربہ کرتا
ہے۔ خون پیدا کرتا ہے رطوبتوں کو جذب
کرتا ہے سردی کو مٹاتا ہے سرد مزاج
کے لوگوں کو معدے اور دماغ کی قوت
بڑہانے کے لئے بھی بہت مفید ہے

چہرے کا رنگ نکہارتا ہے۔ گرم مزاج والوں
نقصان پہونچاتا ہے سرکہ اسکی اصلاح کرتا ہے

**کتھا** مشہور چیز ہے۔ پان پر لگا کر
کھاتے ہیں چونے کی تیزی مٹا
دیتا ہے مزاج اس کا سرد اور خشک ہے
قابض ہے خشکی پیدا کرتا ہے۔

**کتیرا** ایک درخت کا گوند ہے جس کو
پانی میں بھگو کر شکر سے میٹھا
کر کے بطور فالودے کے استعمال کرتے
ہیں مزاج اس کا سرد اور تر ہے خشک
کھانسی کے لئے مفید ہے پھیپڑے
سے خون آنے کو روکتا ہے خشکی اور گرمی
کو دور کرتا ہے سل اور دق میں بہت
فائدہ مند ہے۔ کتیرے اور مغز بادام
اور نشاستے سے حریرہ تیار کر کے شکر سے
میٹھا کر کے پینا بدن کو فربہ کرتا ہے
مثانے اور گردوں کے زخموں کو بھرتا
ہے سدے پیدا کرتا ہے۔

**کٹھل** ایک درخت کا پھل ہے اسکا
کچا پھل پکا کر کہاتے ہیں
مزاج اسکا گرم اور خشک ہے مقوی اعضا رئیسہ

ہے۔ ریاحی بیماریوں کو مفید ہے۔ زہر کو دور کرتا ہے۔ خون کو خراب کرتا ہے۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے نمک کے ساتھ کھانے سے جلدی ہضم ہو جاتا ہے اور کٹھل کھا کر اوپر سے کیلا کھا لینے سے بھی جلد ہضم ہو جاتا ہے کٹھل کھا کر پان زیادہ کھانے سے موت واقع ہو جانے کا اندیشہ ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ کٹھل پر پان کی پیک ڈال دینے سے کٹھل پھول جاتا ہے کچا کٹھل پکا کے کھانے سے بھوک کم ہو جاتی ہے اس کا مربا اور حلوہ بھی مزیدار ہوتا ہے۔

**کچالو** ایک گول جڑ ہے اروی کی قسم سے اس کے فائدے اروی جیسے ہیں اسکو بھی پکا کر کھاتے ہیں

**کچری** مزاج اس کا گرم اور خشک ہے رطوبت کو جذب کرتی ہے کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ بلغم اور بادی کو چھانٹتی ہے کھانے کی طرف رغبت پیدا کرتی ہے اس کو گھی میں بھون کر نمک لگا کر کھانے سے مزیدار معلوم ہوتی ہے اگر گوشت میں ڈالی جائے تو گوشت کو جلد گلا دیتی ہے اور گوشت کو خوشبودار بنا دیتی ہے اور یہ گوشت جلد ہضم ہو جاتا ہے دال میں ڈال کر پکائیں تو دال سے ریاح پیدا نہ ہوں بلغمی امراض لقوہ فالج کے لئے بیحد مفید ہے بواسیر بادی کو دور کرتی ہے زیادہ کھانے سے درد سر پیدا کرتی ہے دھنیہ اس کا مصلح ہے۔

**کچنال** ایک مشہور درخت ہے اسکی کلیاں گوشت کے ساتھ پکا کر کھاتے ہیں اس کی پھلیوں کا اچار ڈالا جاتا ہے اس کا مزاج سرد اور خشک ہے کلیوں کو پکا کر کھانا کھانسی اور دستوں اور بواسیر کے خون کیلئے مفید ہے صفرا کے فساد کو دفع کرتی ہے پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے معدے اور آنتوں کو قوت دیتی ہے ریاح پیدا کرتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے نمک اور گرم مسالے سے اس کی کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔

**کچوری** گندھے ہوئے میدے کے اندر نمک مرچ ادرک پتی پو دینے

اُڑد کی پیٹھی بھر کر یا پکا ہوا قیمہ بھر کر گھی میں
تل لیتے ہیں اس کو کچوری کہتے ہیں مزاج
اس کا گرم اور خشک ہے بھوک بڑھاتی
ہے بدن کو قوت دیتی ہے دماغ کو
طاقت دیتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے

**کدو** ایک بیل کا پھل ہے کدو کو لوکی بھی کہتے ہیں مزاج اس کا سرد
اور تر ہے پیاس بجھاتا ہے جگر کی گرمی
اور بے چینی کو دور کرتا ہے سدّے کھولتا
ہے پیشاب لاتا ہے یرقان کو مٹاتا ہے
گرم بخاروں کو مفید ہے کدو اگر خراب
خلط سے ملتا ہے تو خراب خلط پیدا کرتا ہے
اگر خراب خلط سے نہ ملے تو اچھی خلط پیدا
کرتا ہے نمک اور رائی کے ساتھ ملا کر
پکانے سے یہ نقص بھی نہیں رہتا گردوں
کی حرارت کو دفع کرتا ہے دماغ کے ورم
اور سرسام میں بیحد مفید ہے دق کے
بیماروں کی بہترین غذا ہے جنون اور
وسواس کو رفع کرتا ہے تبخیر پیدا نہیں ہونے
دیتا گوشت یا دال یا آش جو میں پکا کر
کھانے سے سینے کے گرم درد اور گرم
کھانسی کو مٹاتا ہے اس کا مُربّی دل اور جگر
اور معدے کی گرمی کو دفع کرتا ہے بدن
کو فربہ کرتا ہے مغز بادام کے ساتھ حلوہ
بنا ہوا معدے اور جگر اور بدن کو طاقت
دیتا ہے خشخاش کے ساتھ نیند لاتا ہے
دماغ کو قوت دیتا ہے سرد مزاج کے آدمیوں
کو نقصان دیتا ہے معدے کو خراب کرتا ہے
متلی اور قے پیدا کرتا ہے کبھی قولنج بھی
پیدا کرتا ہے رائی اور پودینہ اور لہسن اور
روغن زیتون اس کے مصلح ہیں۔

**گول کدو یا میٹھا کدو** سرد اور تر ہے
دست خلاصہ لاتا ہے صفرے کو دور کرتا
ہے بواسیر کا خون بند کرتا ہے پیشاب جاری
کرتا ہے ہاتھ پاؤں کی جلن مٹاتا ہے
بدن کو فربہ کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے پھوڑے
اور پھنسیوں کو دور کرتا ہے معدے کیلئے
مضر ہے گرم مسالے اور ادرک اور سونٹھ
سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**کرم کلہ** ایک قسم کی مشہور ترکاری ہے جس کو تنہا پکا کر یا گوشت

کے ساتھ پکا کر کھاتے ہیں مزاج اس کا گرم
اور خشک ہے مادّے کو پختہ کرتے ہیں منضج
کا کام دیتا ہے اجابت صاف لاتا ہے
قبض کشا ہے سستی کو دفع کرتا ہے بکری
کے گوشت کیساتھ پکا کر کھانے سے بہت
زیادہ فائدہ دیتا ہے بدن کو موٹا کرتا ہے
اس کے کھانے سے نیند خوب آتی ہے
سرکے کیساتھ چٹنی بنا کر یا سرکے میں اچار
ڈال کر کھانے سے تلی کے ورم کو دور کرتا
ہے مرغی کے گوشت کیساتھ پکا کر کھانے
سے بدن کو غذائیت خوب حاصل ہوتی
ہے ریاح پیدا کرتا ہے سودا پیدا کرتا ہے
اس کے زیادہ کھانے سے پریشان خواب
نظر آنے لگتے ہیں گرم مسالے نمک اور
گھی سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**کریلا** ایک مشہور بیل کا پھل ہے
کچے کا رنگ سبز اور پکے کا زرد
ہوتا ہے مزہ کڑوا ہوتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے
ایک جنگلی اور خودرو یہ چھوٹا اور گول ہوتا
ہے دوسرا بستانی جو باغوں میں بویا جاتا ہے
یہ جنگلی سے بڑا ہوتا ہے اور یہی کثرت سے
استعمال میں آتا ہے کریلا بستانی ریاح
اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے بدن کو قوت
دیتا ہے اعصاب کی کمزوری دور کرتا
ہے۔ استسقا اور تلی کو نفع پہونچاتا ہے
پیٹ کے کیڑے مارتا ہے مثانے اور
گردوں کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے
گٹھیا اور نقرس کے دردوں کو فائدہ
پہونچاتا ہے بواسیر بادی کیلئے بہت
فائدہ مند ہے یرقان کو دور کرتا ہے
جنگلی کریلا جس کو کُربلا بھی کہتے ہیں۔ گرم
اور خشک ہے ملین ہے صفرے اور خون
کو اعتدال پر لاتا ہے بدن کی زردی اور
بادی اور یرقان کو دور کرتا ہے زہر کو
دفع کرتا ہے دونوں قسم کے کریلوں کا
نچوڑا ہوا پانی بچوں کے ڈبے کو مفید ہے۔

**کسیرو** ایک ہندوستانی گھانس کی
جڑ ہے جائفل کے برابر
ہوتا ہے باہر سے سرخی مائل سیاہ رنگ
کا ہوتا ہے اندر کا گودا سفید ہوتا ہے
مزہ میٹھا خوشبودار ہوتا ہے مزاج سرد
اور خشک ہے دل کو قوت دیتا ہے

خفقان کو دور کرتا ہے ہیضے اور قے اور دستوں میں بہت مفید ہے پیاس کو تسکین دیتا ہے خون کے فساد کو مٹاتا ہے سینے کی جلن کو دور کرتا ہے قبض پیدا کرتا ہے زہروں کے اثر کو دفع کرتا ہے دستوں کو بند کرتا ہے ریاح اور بلغم پیدا کرتا ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے۔

**کڑھی** ایک ہندوستانی سالن ہے جو بیسن کو دہی میں ملا کر پکائی جاتی ہے مزاج اس کا سرد اور خشک ہے قبض پیدا کرتی ہے دستوں کو بند کرتی ہے بھوک بڑھاتی ہے بلغم کو خارج کرتی ہے بادی اور صفرا بڑھاتی ہے۔

**کشمش** چھوٹی قسم کا انگور بیل میں پک کر خشک ہو جاتا ہے وہ کشمش کہلاتا ہے مزاج اس کا گرم اور خشک ہے کشمش دل کو قوت دیتی ہے اعضا اور پیٹ کی سختی دور کرتی ہے سدے کھولتی ہے اجابت صاف لاتی ہے پٹھے کو نفع پہونچاتی ہے بدن کو فربہ کرتی ہے دماغ کو بھی طاقت دیتی ہے آواز کو صاف کرتی ہے لگاتار زیادہ کھانے سے گرم مزاج والوں کے خون میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے سونف اور سکنجبین سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**ککڑی** ایک بیل کا مشہور پھل ہے یہ بھی کھیرے کی قسم سے ہے مزاج اس کا سرد اور تر ہے پیاس بجھاتی ہے صفرے کی تیزی کو دور کرتی ہے جگر کی گرمی کو تسکین دیتی ہے صفراوی دستوں کو بند کرتی ہے بھوک بڑھاتی ہے پیشاب لاتی ہے دیر ہضم ہے مثانے کی بیماریوں کے لئے بہت مفید ہے معدے کی گرمی کو بہت نفع دیتی ہے جن کو گرم بخارات کے سبب سے غش آجاتا ہو ان کو ککڑی کھانے سے فائدہ ہوتا ہے گردوں اور مثانے کی پتھری کو توڑ کر نکالتی ہے دل کو قوت دیتی ہے نفخ اور قولنج پیدا کرتی ہے معدے میں عفونت بھی پیدا کرتی ہے شکر یا نمک کے ساتھ کھانے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

**کلیجی** ایک عضو ہے جو اعضائے رئیسہ

میں شمار ہوتا ہے چوپایوں میں نوجوان بکری کی اور پرندوں میں مرغی اور بطخ کی کلیجی بہتر ہوتی ہے جنگلی جانوروں کی کلیجی اچھی نہیں ہوتی مزاج اس کا گرم اور تر ہے آنتوں کے زخم اور دستوں کے لئے مفید ہے جگر کو قوت پہونچاتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے سرکے اور دھنئے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

نوٹ:۔ ہر جانور کی کلیجی کا بیان اُس جانور کے بیان میں لکھا گیا ہے۔

**کمرک** مشہور پھل ہے مزاج اس کا سرد اور خشک ہے قابض ہے پیاس بجھاتی ہے صفرے کی تیزی کو دفع کرتی ہے اور صفراوی قے اور دستوں کو بند کرتی ہے منہ کا مزہ سدھارتی ہے دل کو فرحت دیتی ہے معدے اور جگر کی گرمی کو دور کرتی ہے بھوک بڑھاتی ہے خون کے جوش کو روکتی ہے خفقان اور وسواس کو مفید ہے وبائی اور گرم بخاروں کو بیحد مفید ہے اس کے استعمال سے پھوڑے پھنسیاں نہیں نکلتیں اس کا شربت جنون کے لئے فائدہ مند ہے اس کے زیادہ کھانے سے زبان پھٹ جاتی ہے اور سرد مزاج کے آدمیوں کو نقصان دیتی ہے چونا اور نمک مل کر کھانے سے زبان نہیں پھٹتی اور سرد مزاج کے آدمیوں کو قند کے ساتھ کھانی چاہیئے۔

**کھانڈ** یوں تو کھانڈ کھجور چھوارے وغیرہ بہت سی چیزوں سے بنائی جاتی ہے مگر سب سے زیادہ میٹھی اور عمدہ کھانڈ گنے کی ہوتی ہے اس کا مزاج گرم ہے مگر جتنی زیادہ سرخ ہوگی اتنی ہی گرمی زیادہ ہوگی اور جتنی سفید ہوتی ہے اتنی ہی اس میں گرمی کم ہوتی ہے جسقدر کھانڈ پرانی ہوگی اتنی ہی زیادہ اس میں خشکی ہوگی بہرحال کھانڈ گرم اور خشک ہے اس میں غذائیت اور دوائیت دونوں چیزیں ہیں روح کو طاقت دیتی ہے اچھا خون پیدا کرتی ہے پٹھوں اور ہڈیوں کو مضبوط بناتی ہے بڑھاپا جلد نہیں آنے دیتی کھانڈ جگر اور معدے اور دل اور دماغ کو قوت دیتی

ہے بھوک بڑھاتی ہے حلق کی خراش اور
کھانسی کو دور کرتی ہے آواز کو صاف
کرتی ہے ملین ہے گرم مزاج کے آدمی سفید
کھانڈ اور سرد مزاج کے آدمی سُرخ کھانڈ
کا استعمال کریں کھانڈ زیادہ کھانے سے
خون میں خرابی آجاتی ہے اور صفرا پیدا
کرتی ہے کسی قدر پیاس بھی لگاتی ہے
کھٹی چیزیں اور بنسلوچن اور دودھ اس کے
بہترین مصلح ہیں پیچش اور دستوں کے
بیماروں کو شکر استعمال نہ کرنی چاہئیے۔

**کھچڑی** مشہور غذا ہے جو چاول اور دال ملاکر پکاتے ہیں
کبھی یخنی میں پکاتے ہیں اس کو شولہ کھچڑی
کہتے ہیں مزاج اس کا معتدل ہے بدن
کو فربہ کرتی ہے صفرے کی تیزی کو دور
کرتی ہے پیاس بجھاتی ہے مونگ کی
دال کی کھچڑی جلد ہضم ہوجاتی ہے ارہر
یا اڑد کی کھچڑی قوت میں زیادہ ہے
مگر ہضم بہت دیر میں ہوتی ہے پکتے میں
ادرک ڈال دینے سے جلد ہضم ہوجاتی ہے
گھٹی ہوئی کھچڑی اور بھی زیادہ دیر ہضم ہے
ہندوستان میں مونگ کی دال کی کھچڑی
بیماروں کے لئے زیادہ استعمال ہوتی ہے

**کھرنی** ایک ہندوستانی درخت کا پھل ہے اس کا پکا ہوا پھل
زرد رنگ کا ہوتا ہے مزاج اس کا گرم
اور خشک ہے ریحی اور بلغمی بیماریوں فالج
اور لقوے اور رعشے کے لئے مفید ہے
اعضا اور بدن کو قوت دیتی ہے سرد مزاج
کے لوگوں کے دلوں کو بھی قوت دیتی
ہے فرحت بخش ہے بھوک لگاتی ہے
کثرت سے استعمال کرنا قولنج پیدا کرتا ہے
اور گرم مزاج والوں کے لئے مضر ہے
دہی اور گلقند اس کے مصلح ہیں۔

**کھوپرہ** ناریل کے مغز کو کھوپرہ کہتے ہیں کچا اور تازہ کھوپرہ گرم
اور تر ہوتا ہے اور پکا ہوا پرانا کھوپرا
گرم اور خشک ہوتا ہے۔ ناریل کے اندر
سے جو پانی نکلتا ہے وہ سرد اور تر ہوتا
ہے ناریل کا پانی جگر کی گرمی کو مٹاتا ہے۔
اور دل کو قوت دیتا ہے۔ اور تازہ اور
کچا کھوپرہ دماغ اور گردوں کو طاقت دیتا ہے

آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے جگر کی اصلاح
کرتا ہے فالج اور جنون اور اعضا کے اینٹھنے
کو بہت مفید ہے بلغم کو چھانٹتا ہے بدن کو
فربہ کرتا ہے کمزوری کو دور کرتا ہے سر کے
درد اور چکروں کو مٹاتا ہے منہ کے چھالوں
کو نفع دیتا ہے دست اور آنتوں کے لئے
مفید ہے کمر کے درد کو مٹاتا ہے مگر کھویڑ
سدے بھی پیدا کرتا ہے دیر میں ہضم ہوتا
ہے کھانڈ اور مصری سے اس کی اصلاح
ہو جاتی ہے۔

**کھیر** مشہور غذا ہے جو دودھ میں
چاول اور شکر ملا کر پکائی جاتی
ہے مزاج اس کا گرم اور تر ہے بدن کو
قوت دیتی ہے آواز کو صاف کرتی ہے
صفرے کو دور کرتی ہے۔ دل کو قوت
اور فرحت دیتی ہے بدن کی سستی کو
دور کرتی ہے دیر ہضم اور قابض ہے
سدے پیدا کرتی ہے۔

**کھیرا** ایک مشہور پھل ہے جو آرئے
کے مشابہ ہوتا ہے مزاج
اس کا سرد اور تر ہے اس کو ونشل کی
طرف سے تراش کر تراشے ہوئے حصہ کو
گھسکر زہر نکالکر کھاتے ہیں کھیرا دل اور
جگر کی گرمی کو دور کرتا ہے صفرے اور
خون کے جوش کو روکتا ہے پیاس بجھاتا
ہے جگر کے سدے کھولتا ہے پیشاب
لاتا ہے گرمی کے درد سر اور برسام کو نفع
دیتا ہے دماغ کی گرمی کو اعتدال پر لاتا
ہے گرمی سے دست آکر نقاہت پیدا
ہو گئی ہو تو اس کے کھانے سے قوت
آجاتی ہے بغیر چھلا کھیرا کھانا بہتر ہے
کیونکہ چھلا ہوا کھیرا معدے کو خراب کرتا
ہے۔ اور ریاح بکثرت پیدا کرتا ہے دودھ
کے ساتھ بھی کھیرا نہ کھانا چاہئے سرد مزاج
والوں کو فالج ہو جانے کا ڈر رہتا ہے
اور کھانا کھانے کے بعد بھی کھیرا کھانا
منع ہے اگر چند لونگیں کھیرے کے گودے
میں چبھو دیں اور رات بھر رکھا رہنے دیں
پھر لونگیں نکال کر کھایا جائے تو کم نقصان
دیتا ہے۔ کھیرا زیادہ کھانے سے معدے
کا فعل خراب ہو جاتا ہے کمر میں درد ہونے
لگتا ہے بلغم زیادہ پیدا ہو جاتا ہے

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۳ر رجب ۱۴ر جون جمعرات دہلی

(سجادہ نشین گولڑہ شریف) آج رجب کی تیسری ہے۔ پھولوں اجمیر شریف جانے والے زائرین اُسی کثرت سے آتے رہے جیسی کثرت سے پندرہ دن سے آرہے ہیں حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب خلف حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ ضلع راولپنڈی سے تشریف لائے تھے۔ بہت سے مرید ساتھ تھے۔ اپنے مرید چودہری غلام عباس صاحب پریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کے مکان پر ٹھیرے تھے۔

طعام ظہر: آج میں بھی ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کے مکان پر حضرت کے ساتھ کھانا کھانے گیا تھا۔ اگرچہ حضرت کے رفیق ڈیڑھ سو سے زیادہ تھے۔ لیکن دسترخوان پر بیس پچیس آدمی تھے۔ کھانا بہت مکلف تھا مگر حضرت نے سب کو کھلایا اور خود بات چیت کی آڑ میں بہت کم کھایا۔ کم کھانا۔ کم سونا شانِ درویشی ہے۔ میں نے حضرت سے سفر حج کے حالات دریافت کئے۔ اخباروں میں پڑھا تھا کہ حضرت نے کئی لاکھ روپے غربا حجاز کو تقسیم کئے تھے۔ آج حضرت نے نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا "میں نے کچھ نہیں بانٹا جو لوگ یہ سامنے بیٹھے ہیں ان کا روپیہ میرے ہاتھ سے تقسیم ہوا تھا"۔

اسلامی تاریخ کی پہلی مثال: جب حضرت کی زبان مبارک سے تقسیم کے حالات سُنے تو میں نے کہا ایسی تقسیم نہ بنی اُمیہ کے بادشاہوں کے زمانے میں ہوئی۔ نہ بنی عباس کی حکومت کے زمانے میں ہوئی۔ نہ بعد کی کسی اور حکومت کے زمانے میں ہوئی کیونکہ حضرت نے مکے معظمہ اور مدینے منورہ کے سب مدرسوں کو سب رباطوں و یتیم خانوں کو سادات کو۔ مشائخ کو، علما کو، مہاجرین کو۔ عورتوں کو مردوں کو بچوں کو حجاز میں

تقسیم کیں تھیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ
معظمہ کے درمیانی راستوں میں جو بدو
قبائل رہتے ہیں اُن کو بھی اس تقسیم سے
حصہ ملا تھا۔ سیدوں کو اور علما اور
مشائخ کو ایک ایک گنی دی گئی۔ اور
بقیہ کو فی کس پانچ پانچ ریال۔ ایک ریال
سوا روپے کا ہوتا ہے۔ گویا فی کس چھ چھ
روپے تقسیم کئے گئے۔ میدان اُحد میں حضرت
حمزہ علیہ السلام کے مزار مبارک کے قریب
دس ہزار عورت مرد غرباء کو پانچ پانچ ریال
تقسیم کئے گئے۔ یہ ریال ٹوکروں میں بھرے
ہوئے ساتھ رہتے تھے۔ پردہ نشین عورتوں
اور سادات اور مشائخ اور علماء اور مہاجرین کے
گھر گھر پہنچا کر ایک ایک گنی تقسیم کی گئی اور
کپڑے بھی تقسیم کئے گئے۔ جن سادات
اور مشائخ اور علماء کے ذمے قرضے تھے
وہ بھی ادا کر دئیے گئے۔ الغرض اس پاک
زمین کا کوئی امیر غریب باشندہ ایسا نہیں
تھا جس کو چشتیہ نظامیہ سلسلے کے اس
روشن چراغ نے کچھ نہ کچھ پیش نہ کیا ہو۔
تقسیم کرنے کا سلیقہ اور تقسیم کرانے

والوں کی فیاضی اور سیر چشمی یہ سب
خواجگان چشت کی غیبی برکتوں کی شان تھی ورنہ
کوئی حکومت بھی ایسی خوش سلوبی سے تقسیم نہ
کر سکتی تھی کہ سب کو امداد پہنچی اور ایک بچہ بھی
ایسا باقی نہیں رہا جس کو کچھ نہ کچھ نہ پہنچ گیا ہو۔
میں نے ان باتوں سے کئی نتیجے نکالے۔ پہلا نتیجہ
یہ نکالا کہ چشتیہ نظامیہ مشائخ میں قوت فیصلہ اور
قوت عمل کتنی زیادہ اور کتنی موزوں ہے۔
دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ میرے پاس غربائے مدینہ کے لئے
جو رقمیں آئیں تھیں وہ میں نے اپنے ذرائع سے
مہاجرین کو دی تھیں۔ مگر آج حضرت کی بات چیت
سے معلوم ہوا کہ مہاجرین سے زیادہ اور یتیم خانوں
اور مدرسوں سے زیادہ وہ لوگ امداد کے مستحق ہیں جن
کے پاس امداد حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے
اور جن کو کوئی قابل امداد سمجھتا بھی نہیں ہے کیونکہ وہ
اپنی خودداری کے سبب اپنی تنگ دستی اور ضرورت
کسی پر ظاہر نہیں کر سکتے۔ اور ایک نتیجہ یہ بھی نکالا
کہ ابن سعود کی حکومت رعایا کی تکلیف سے بہت بے خبر
ہے۔ صاحب المعالی عبداللہ سلیمان وزیر اعظم حجاز نے
مجھ سے کہا تھا کہ حکومت غرباء کو روٹیاں تقسیم
کرتی ہے۔ میں نے اُن روٹیوں کے حالات دریافت

گئے تو معلوم ہوا کہ ایک ایک روٹی تقسیم ہوتی ہے
مگر وہ بہت چھوٹی اور بہت پتلی ہوتی ہے
اور وہ کسی کا شکم سیر نہیں کر سکتی۔ سلطان ابن سعود
کا ذاتی خرچ ایک لاکھ ریال روزانہ کا ہے۔ مگر
رعایا کا یہ حال ہے کہ جب بچوں کے ہاتھوں میں
ریال آتے تھے تو وہ اس طرح حیران ہو کر ریالوں
کو دیکھتے تھے گویا انھوں نے کبھی ریال کی صورت
بھی نہیں دیکھی تھی۔ نہ ان کو کپڑا میسر ہے نہ روٹی
میسر ہے۔ ایک روپے سیر آٹا بکتا ہے۔

**قوالی** کھانے کے بعد حضرت کے خاص
قوال محبوب نے دو غزلیں سنائیں۔ پہلی غزل سن کر
میں نے کہا کیا یہ علی بخش واعظ قوال کا رشتہ دار
ہے؟ معلوم ہوا نہیں بلکہ حضرت کی ذات مبارک
کا تربیت کردہ ہے۔ اس کے گانے کا طرز ادا اور
اس کی آواز بہت زیادہ علی بخش سے ملتی جلتی تھی
حضرت آج رات کو اجمیر شریف چلے گئے۔ واپسی
میں شاید بیانہ میں قیام ہو۔ حضرت کے دو
جوان صاحبزادے بھی ساتھ ہیں جن کے چہروں
سے انوار سیادت درخشاں ہیں۔
سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں کیسے کیسے نورانی
ستارے موجود ہیں۔ اس خیال سے میرا دل
فخر و مسرت سے جھومنے لگتا ہے۔

**سالگرہ** کی آج فرزند روحانی عبدالمالک
عاصی نظامی مٹھائی اور کھانا لے کر آئے تھے
ان کے بیٹے کی سالگرہ تھی۔ چہرے کے
زخم دیکھ کر حال پوچھا۔ جواب دیا موٹر کا حادثہ
پیش آیا تھا۔ سید راشد حسین اور سید انور
صاحب وغیرہ بہت سے ہندو مسلمان
بھی آئے تھے۔ نوچندی جمعرات کی وجہ
سے زائرین کی آمد بہت زیادہ ہوئی تھی
استاد شمس الدین اور نور الہی صاحب
اور دینا پہلوان بھی آئے تھے۔

**وائسرائے کی تقریر** کی پونے آٹھ بجے
ریڈیو میں وائسرائے کی تقریر سنی تھی اور
۹ بجے اس تقریر کا ترجمہ بھی سنا تھا۔

**مولوی وہاج الدین صاحب** کا ترجمہ
اس قدر عام فہم اور سادہ زبان میں تھا
کہ بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ یہ ترجمہ
مولوی وہاج الدین کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ
میرے علم میں آجکل ان سے زیادہ اور
کوئی اتنا اچھا ترجمہ نہیں کر سکتا۔

**محمد نظام نظامی** کی مولانا عشقی نظامی کے

نرسکے محمد نظام نظامی آئے ہیں اور میرے لیے خربوزے بھی لائے ہیں۔ محمد عبداللہ شہود تقی نظامی نے سہارن پور سے لیچیاں بھیجی ہیں۔

رات کی نیند: آج صبح اور رات کو دلیہ کھایا تھا۔ اس کی وجہ سے نیند بہت زیادہ آئی۔ اور جمعہ کے مقررہ اور دوقت کے لیے بلہاری سے سید قادر بادشاہ نظامی کا تار آیا ہے کہ آ جاؤ۔ یہاں کب تک آئیں گے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ہم دنیا میں کب تک رہیں گے اور کب تک یہاں رہیں گے اور کب ادھونی اور بلہاری اور ونکٹن جائیں گے۔ البتہ یہ ارادہ تو ٹوٹ شدہ ہے کہ حیدرآباد جانا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اجمیر شریف کے زائرین کی واپسی کے وقت میرا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کی کوئی خدمت کر سکوں۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا روضہ بھی بنوانا ہے۔

۴ رجب ۱۵ جون جمعہ دہلی

بیان پر بیان: کل شام کو وائسرائے نے اپنا جو بیان ہندوستانی آزادی کی نسبت ریڈیو میں نشر کیا تھا آج صبح میں نے اس بیان پر اپنا ایک بیان لکھوایا۔ منادی کے ۸ صفحہ میں آیا ہے۔ اس کی قلمی نقل وائسرائے کو بھی بھیجی گئی۔

کانگرس اور لیگ کے بیانات: شام کو ریڈیو میں گاندھی جی اور مسٹر جناح کے بیانات نشر ہوئے۔ مسٹر جناح نے وائسرائے کے بیان کی تائید کی ہے اور گاندھی جی نے ایسے انداز سے بیان دیا ہے جو ان کے دلی شک اور شیخ کو ظاہر کرتا ہے۔ غالباً وہ مسلمانوں کو اپنے برابر حق دینے سے خوش نہیں ہیں۔ مسٹر جناح نے دو ہفتے کی مہلت بھی مانگی ہے۔ مگر میرے خیال میں مہلت لینی مناسب نہیں ہے۔ مسٹر جناح تاروں کے ذریعے ورکنگ کمیٹی سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ اور جب ورکنگ کمیٹی نے ان کو مختار بنا دیا ہے اس حالت میں تو وہ اپنے اختیارات سے کام لے سکتے ہیں۔

اونچی ذات کے ہندو: وائسرائے کے بیان میں اونچی ذات کے ہندو کا بھی لفظ تھا اس پر گاندھی جی نے اعتراض کیا ہے

اور لکھا ہے کہ ہم ذات پات کو نہیں مانتے پس
مگر مسئلہ گاندھی جی کے ماننے نہ ماننے
سے طے نہیں ہو سکتا کیونکہ کروڑوں ہندو
ذات پات کو مانتے ہیں ۔

**اخباروں کی رائے** } ہندوستان ٹائمس
اور ڈان دہلی نے وائسرائے کے بیان کی
تائید کی ہے ۔ بمبئی ٹائمس نے بھی تائید کی
ہے ۔ بمبئی کرانیکل نے گومگو کی سی رائے
دی ہے ۔ امرت بازار کلکتہ نے مخالفت
کی ہے ۔

اگر اس وقت کانگرس نے ان تجاویزات
کے قبول کرنے سے گریز کیا تو ہندوستانی
نسلیں ہمیشہ کانگرس اور ہندوؤں کو
مطعون کرتی رہیں گی ۔

**رہائی کی خبریں** } آج ریڈیو میں کانگرسی
لیڈروں کی رہائی کا حال بھی نشر ہوا ہے

**ذاتی حال** } آج گرمی سب دنوں سے
زیادہ تھی ۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد
میں پڑھی تھی ۔ دن بھر حجرے میں رہا پنکھا
چلتا رہا ۔ پسینے آتے رہے ۔ روزانہ شام
کو اپنے ہاتھ سے کرتا دھوتا ہوں ۔ کیونکہ
پسینے کی بدبو برداشت نہیں کر سکتا ۔

رسالہ آجکل کا سالنامہ آج آگیا میرے
مضمون ملکہ رضیہ سلطانہ میں غلطیاں
بھی ہیں اور چھپائی بھی خراب ہے ۔ مجھے اس سے
تکلیف ہوئی ۔ اس لئے آج میں نے پچھلی
رات ملکہ رضیہ سلطانہ کے حالات کی یادداشت
تاریخی کتابوں سے چھانٹنی شروع کی تاکہ
جب فرصت ملے یہ ضروری کتاب پوری
قلم بند کر دوں ۔ کیونکہ میرے خیال میں
ہندوستان کے مسلمان مجرم سمجھے جائیں گے
اگر وہ ملکہ رضیہ سلطانہ کی بیش قیمت
زندگی سے غافل رہیں گے ۔

**۵ رجب ۱۶ جون شنبہ دہلی**

**من داتا کا عرس** } آج رجب کی پانچویں
ہے ۔ اور حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ
جو ہم سب ہندوستانیوں کے من داتا
ہیں ۔ اُن کے عرس کا آخری دن ہے ۔
درحقیقت آخری قل یعنی آخری نیاز
تو کل ۶ رجب کو ہوگی مگر عرس میں بارات
کا شمار کیا جاتا ہے ۔ اور عرس کی آخری
شب آج ہی ہے ۔

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب میں بھی آج بہت دھوم سے عرس ہوگا میرے ہاں درگاہ شریف میں بھی رات کو نیاز ہوئی تھی - اور سید امام علی شاہ نظامی نے بھی اس نیاز میں مٹھائی شریک کی تھی وہ درگاہ حضرت میاں میر صاحب کے پیرزادے ہیں، اور آجکل میرے ہاں رہتے ہیں۔

**فرانسیسی مستشرق** } آج سر کیرو فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند کے تعارف کے ذریعہ ایک فرانسیسی مستشرق موسیو لوئیس میسنیون ملنے آئے تھے ۔ فارن ڈپارٹمنٹ کے ایک فرانسیسی افسر بھی اُن کے ساتھ تھے اور ایک مسلمان ترجمان بھی ساتھ آئے تھے۔ ہوتی محل میں بات چیت ہوئی ۔ مستشرق اُس یورپین کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم و فنون سے واقفیت رکھتا ہو۔ یہ مستشرق عربی زبان نہایت فصاحت و بلاغت سے بولتے ہیں۔ اور تصوف اور اہل تصوف سے بہت اچھی آگاہی اُن کو ہے - ترکی اور ایران اور افغانستان اور مصر اور فلسطین اور شام وغیرہ ممالک کی سیاحت کر چکے ہیں۔ حضرت منصور حلاج کی نسبت عربی زبان میں ایک کتاب بھی لکھی ہے صوفیوں کے سلسلوں کو اتنا زیادہ جانتے ہیں کہ شاید ہندوستان میں کوئی بڑے سے بڑا ذی علم مسلمان درویش بھی نہ جانتا ہوگا ۔ مجھ پر اُن کی لیاقت کا بہت زیادہ اثر ہوا ۔

**فرانسیسی تبلیغ** } چند ہفتے سے میرے ہاں فرانسیسی پروپیگنڈے کے کاغذات انگریزی زبان میں آیا کرتے ہیں جن پر میرا نام "خواجہ راجہ حسن نظامی" لکھا ہوتا ہے - اور آج ان فرانسیسیوں سے معلوم ہوا کہ جنرل ڈیگال نے کچھ فلمی تصویریں دکھانے کے لئے بھیجی ہیں۔ جن کو کل صبح پلازا سینما میں دکھایا جائیگا ۔ مجھے بھی دعوت نامہ تحریری دیا گیا ہے ۔ سید سمیع الدین صاحب اور علی نظامی اور زید پاشا نظامی بھی مستشرق صاحب سے ملے تھے ۔
زید پاشا نے عربی زبان میں پوچھا "کیف حالکم" آپ کا مزاج کیسا ہے ؟ تو مجھے

بہت لطف آیا۔ میں نے غالب کا مزار بھی اُن کو دکھایا۔ وہ غالب اور اقبال سے خوب واقف تھے۔ ۶۱ برس کی عمر ہے۔ مگر مجھ سے زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے ہیں۔ دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ میں نے قوالی کی دعوت دی ہے۔ شاید پرسوں پھر یہ ہاں آئیں۔ وہ صوفی عنایت خاں کے مزار پر بھی گئے تھے۔

موسم کی آج رات کو تیز ہوا چلتی رہی۔ اور بادل گرجنے کی آوازیں بھی آئیں۔

دہلی کربلا ہے کی ایک دوست کا خط آیا ہے اور لکھا ہے کہ دہلی آجکل کربلا بنی ہوئی ہے۔ میں نے یہ خط پڑھ کر خیال کیا۔ مگر یزید اور حضرت امام حسینؑ اس کربلا میں نہیں ہیں۔ البتہ ہم غیر جانبدار لوگ اس کربلا میں مبتلا ہیں کہ پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں عراق کی کربلا میں فرات سامنے تھا۔ دہلی کی کربلا میں جمنا سامنے ہے۔ عراق کی کربلا میں بھی گرمی کا موسم تھا اور دہلی میں بھی گرمی کی شدت ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عراق کی کربلا میں یزیدی فوج کو پانی ملتا تھا۔ اور دلی کی کربلا میں انگریزوں کو پاخانے کی طہارت کے لئے بھی پانی میسر نہیں آتا۔

## ۶ رجب ۱۷ جون اتوار دہلی

موٹر لیڈر کی میری موٹر کے لیڈر یعنی ڈرائیور بیمار ہو جانے کے سبب مہرولی میں ہیں آج صبح چونکہ پلازا سینما میں فرانسیسی فلم دیکھنے تھے اس واسطے سید سمیع الدین صاحب اور سید علی اور سید زید پاشا کے ساتھ "تانگے میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ گھوڑا قدم قدم پر رُکتا تھا۔ میں نے کہا یہ گھوڑا تو مجھے ملک شام کا معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ شامی لوگ فرانسیسیوں کے خلاف ہیں۔ اس واسطے یہ گھوڑا فرانسیسی فلم دیکھنے کے خلاف ہے۔ ہزار قدم چلنے کے بعد رُک کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا لیجئے الف تمام ہوئی" جیب سے سولہ پیسے نکالے جن کے دگنے بتیس اور آدھے آٹھ ہوتے ہیں اور تانگے والے کو دئے۔ اور کہا تیرا نام عبداللہ ہے اور شامی فوج کا سردار عبداللہ ابن زیاد تھا۔ جا میں تیرے تانگے میں نہیں

بیٹھتا۔" اور گھر میں واپس آگیا۔ راستے میں دیکھا حور بانو کسی دوسرے تانگے میں دہلی جارہی ہیں۔ حال پوچھا تو معلوم ہوا۔ بیمار ہیں۔ وہ بھی روئیں میں بھی رُویا۔ کیونکہ باپ بیٹی میں آج کل جدائی ہے۔ میں نے کہا "سنو بی حور بانو۔ تم جس حال میں ہو وہ بالکل عقل کے موافق ہے۔ اور ہم جس حال میں ہیں یہ بھی عقل کے خلاف نہیں ہے۔ ہم ہر گھنٹے میں نور و ظلمت کے دو انقلاب ہو جاتے ہیں۔ تو ہمارا تمہارا فراق بھی بدل جائے گا۔ البتہ تمہاری بیماری کی خبر سے میرا دل بےچین ہو گیا۔ سب حالات پوچھے۔ یکایک میں نے دیکھا کہ تانگہ وہاں کھڑا ہے۔ جہاں میری پہلی بیوی یعنی حور بانو کی ماں کی قبر ہے اور اس قبر کے سرہانے میری لکھی ہوئی لوح لگی ہوئی ہے جس میں حور بانو کی بیکسی کا ذکر ہے۔ آج میں نے جانا کہ واقعی حور بانو کی ماں زندہ نہیں ہیں۔ ورنہ جب تک حور بانو کی خالہ اور خالو زندہ رہے وہ ماں باپ کا فرض ادا کرتے رہے اور جب وہ دونوں نہ رہے تو خواجہ بانو ماں کا فرض ادا کرتی تھیں اور میں باپ کا فرض ادا کرتا تھا لیکن خاندانی مخالفتوں کی وجہ سے یہ کش مکش پیدا ہوئی ہے کہ حور بانو میرے ہاں نہیں آسکتیں اور میں حور بانو کے ہاں نہیں جا سکتا۔

میجر بنتھلی کی آج خود ڈپارٹمنٹ کے تین انگریز اور میجر بنتھلی آئے تھے جو مدراس میں رہتے ہیں۔ قطب مینار کے فلم لینے گئے ہیں۔ میری موٹر بھی لے گئے ہیں۔

معین کمال کی ولادت کی میرے پرانے موٹر ڈرائیور شہاب الدین خاں کو خدا نے دوسرا بیٹا دیا ہے۔ نام پوچھنے آئے تو کہا پہلے بیٹے کا نام جمال رکھا تھا۔ اِس کا نام کیا رکھوں؟ میں نے کہا "حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؓ کے عُرس کا زمانہ ہے۔ معین کمال نام رکھو"۔

محمد تقی کی بیعت کی آج عبدالمالک عاصمی نظامی اپنے بھانجے محمد تقی کو مرید کرانے لائے تھے۔ محمد تقی شاہی حلوا سوہن والے شیخ عبدالحمید صاحب مرحوم ممبر اسمبلی

نواسے ہیں اور اُن کی نامی دکان کے مالک ہیں۔ اپنی دکان کی نان خطائیاں بھی لائے تھے اور کہتے تھے کہ نانا نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ خواجہ صاحب کے مرید ہو جانا۔

**محمد یسین احمدی** } لکھنؤ والے محمد عثمان صاحب احمدی کے بیٹے محمد یسین صاحب اور اُن کے چچا انعام الحق صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

عبدالرحیم نظامی اور محمد غوث صاحب بلہاری سے آئے ہیں۔ حسن محمد نظامی فیض آباد سے آئے ہیں۔ نور محمد صاحب بمبئی سے آئے ہیں۔

**محبوب کے مقبول** } حضرت سلطان المشائخ رضہ کے پیارے اور نوابزادہ خان بہادر کرنل مقبول حسن صاحب قریشی وزیر ریاست بھاولپور بھی ملنے آئے تھے۔ وہ بھی اجمیر شریف سے آئے ہیں۔ حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کا خط بھی آیا ہے۔ سب سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اس سال زائرین بہت ہی زیادہ آئے ہیں

میں دل ہی دل میں اپنے مولا کی حمد کر رہا ہوں کہ اُس نے اپنے بندوں کو چشتی دربار کی زیارت سے فیض یاب کیا۔

**انگریزی اخبار** } محمد نعیم صاحب بی اے روزانہ انگریزی اخبار کی خبریں ترجمہ کر کے سنایا کرتے ہیں۔ وہ بلاتکان ترجمہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ آج بھی اُنھوں نے خبریں سنائی تھیں۔

**نیاز کی فرنی** } آج درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رضہ میں بھی حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کا قل ہوا تھا۔ اور حضرت محبوب پاک رضہ کے معنوی فرزند حضرت مولانا صدرالدین طبیب دلہار رضہ کی نیاز بھی سید سمیع الدین صاحب نے فرنی پر دلوائی تھی۔ دلوں کے طبیب کی نیاز کی کھیر تھی۔ میں اس تبرک سے کیوں محروم رہتا امام صاحب نے یہ سفید سفید تبرک بھجوایا میں نے اُس کو دیکھ کر کہا ۲۵ جون کو ہندو مسلمان شملے پر شیر و شکر ہو جائیں اور آزادی کی شیر برنج ہندوستان کو مل جائے تو بڑا کام ہو۔ اگرچہ میں اس محاذ کا

قائل نہیں ہوں کہ ہندو مسلمانوں کو شیر و شکر ہو کر رہنا چاہئے۔ کیونکہ شکر مجھ سے کہتی تھی۔ میں اقلیت میں ہوں اور شیر اکثریت میں ہے۔ جب میں اُس سے مل جاتی ہوں تو اکثریت تو میٹھی ہو جاتی ہے مگر میری ہستی فنا ہو جاتی ہے"۔

**برسات کی بسم اللہ** حیدرآباد میں ۷ رجون سے برسات شروع ہوئی اور دہلی میں آج دس دن بعد ۱۷ رجون کی شام کو برسات کی بسم اللہ ہوئی۔ پہلے بہت زور کی آندھی آئی۔ پھر کڑک چمک سے ہلکی سی بارش ہوئی۔ میں تین بجے بیدار ہوا مچھر کاٹ رہے تھے۔ ہوا بند تھی۔ پنکھا چلایا تو قدرت نے بھی پنکھا چلا دیا یعنی ہوا چلنے لگی۔

**۷ ررجب ۱۸ رجون پیر دہلی ریل کا انتظام** آج علی محمد نظامی کے لئے ریل کی سیٹوں کا انتظام کرنے گیا تھا دہلی سے بمبئی تک کے پانچ ٹکٹ خریدے اور سیٹیں بھی ریزرو کرائیں۔

واپس آکر درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کرتا رہا۔ اب زائرین کی آمد بہت کم ہو گئی ہے۔

**لیچیاں** سہارن پور سے عبدالبصیر نظامی لائے تھے۔ اُن کے والد محمد عبداللہ شہودی نظامی نے اور محمد عبدالسبحان نظامی نے سہارن پور سے لیچیاں بھیجی ہیں۔

رات کو خبر آئی کہ علی محمد نظامی آگئے ہیں اور کارونیشن ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔ میں نے بھی اپنے ہاں غالب منزل میں اُن کے ٹھیرنے کا انتظام کرا دیا تھا۔

**اوقاف کمیٹی کا جلسہ** آج صبح دس بجے سنی اوقاف کمیٹی کے جلسے میں گیا تھا۔ نواب زادہ [illegible] قت علی خاں نے صدارت کی تھی۔ خان [illegible] درحاجی رشید احمد صاحب اور خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب اور مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری بھی شریک تھے۔ بہت ضرور [illegible] امور بحث مباحثے کے بعد طے کئے گئے۔

**۸ ررجب ۱۹ رجون منگل دہلی مہمانوں کی آمد** چونکہ [illegible] شریف سے بہت سے مہمانوں کے آنے کی اطلاعیں آئی ہیں۔ اس لئے آج کئی مکانوں میں مہمانوں کا

ضروریات کا انتظام کرایا۔

**علی محمد نظامی** دوپہر کو علی محمد نظامی اور اُن کی بیوی اور بچے اور اُن کی بیوی کے بھائی اور اُن کے بھائی احمد نظامی کے بچے ملنے آئے تھے۔ میں نے علی محمد نظامی کی بیوی کو اور دو لڑکیوں کو مرید بھی کیا۔ اور موتی محل میں سب کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

یہ بمبئی میں مچھلی کا بیوپار کرتے ہیں۔ ریاست جوناگڑھ کے رہنے والے ہیں بمبئی سے کراچی تک سب بندرگاہوں میں مچھلیاں پکڑنے کا ٹھیکہ انہیں کا ہے۔ بعض بندرگاہوں میں برف بنانے کی فیکٹریاں بھی ان کی ہیں اور مچھلیاں کئی کئی سال تک رکھنے کے لئے سردخانے بھی انھوں نے بنا رکھے ہیں۔ میرے ہاں بھی برف میں دبی ہوئی مچھلیاں بھیجا کرتے ہیں۔ ان کے عزیز عبدالرحمن صاحب بھی بال بچوں کے ساتھ اجمیر شریف آئے تھے۔ مگر دہلی نہیں آئے۔ واپس بمبئی چلے گئے۔

**خواتین** سید یامین نظامی کی بیوی اور بڑی لڑکی ملنے آئیں تھیں۔ اور سید راشد حسین کی والدہ اور خالہ بھی ملنے آئیں تھیں۔

**۹ رجب ۲۰ جون بدھ دہلی**

**غسل کا دن** آج اجمیر شریف میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے مزار کا غسل ہوا ہوگا۔ اور ساری درگاہ بھی دھوئی گئی ہوگی۔

**خان بہادر میر نواب علی** آج صبح خواجہ بانو کے ساتھ خان بہادر میر نواب علی صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ سید راشد حسین کے رشتے کی بات چیت خان بہادر کی ایک نواسی سے ہو رہی ہے۔ چونکہ راشد حسین کو میں اپنے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں اور وہ بھی مجھے اپنے باپ کی طرح مانتے ہیں اس واسطے ہم دونوں نے خود جا کر بات چیت کی تھی۔

**امرت لال صاحب سیٹھ** انڈیا ہوٹل میں گجراتی اخبار جنم بھومی کے ایڈیٹر امرت لال سیٹھ سے ملنے گیا تھا۔

**بے گھڑی موج** کل شام کو بے گھڑی موج بمبئی کے ایڈیٹر شیدا صاحب ملنے آئے تھے وہ بھی امرت لال سیٹھ کے ساتھ انڈیا ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔ شیدا صاحب آج شام کو ۶ بجے بمبئی واپس چلے گئے۔ امرت لال صاحب سیٹھ

مجھ سے ملنے آئے تھے۔ کچھ دیر درگاہ
کے حجرے میں بیٹھ کر بات چیت کی۔ پھر
موتی محل میں آئے۔ اور یہاں بیٹھ کر
تازہ سفر امریکہ کے حالات سنائے محمود احمد
نظامی بی اے اور سید سمیع الدین صاحب
اور صوفی صاحب اجمیری اور علی اور زید
اور سید یامین نظامی وغیرہ نے ان کی
باتیں بہت دلچسپی سے سنیں۔ یہ پہلے
کاٹھیاواڑ سے ایک اخبار "سوراشٹر" نکالتے
تھے اب بمبئی سے ان کے تین چار اخبار
شائع ہوتے ہیں۔ میری مجلس میں مسلم لیگ
کے بھی کچھ ممبر موجود تھے۔ امرت لال صاحب
کے واپس جانے کے بعد انھوں نے کہا "ان
کے اخبار میں مسٹر جناح اور مسٹر ابرے کی
فرضی خط وکتابت شائع کی گئی تھی۔ اور ان
کا اخبار دیوان سنگھ کے اخبار کی طرح
بے سروپا جھوٹی باتیں شائع کیا کرتا ہے۔
میں نے کہا آپ لوگ پیٹھ پیچھے کسی کو برا نہ
کہئے۔ اگر اعتراض کرنا تھا تو ان کے سامنے
کیا ہوتا۔

**قلمی کتابیں:** آج چار قلمی کتابیں خریدیں
تھیں۔ ایک مرزا عبدالقادر بیدل کی کتاب
چہار عنصر ہے۔ اور ایک تصوف کی کتاب
"عین العلم" ہے۔ اور دو کتابیں بہت پرانی
اردو کی نظم میں ہیں ۴۰ روپے میں خریدیں۔

## ۱۰ رجب ۲۱ جون جمعرات دہلی

**موتی محل:** حسین خانے کے بالاخانے
پر تین مکان ہیں۔ ایک توحید منزل۔ دوسرا
واحدی منزل۔ تیسرا موتی محل۔ میں آجکل
ان تینوں مکانوں میں رہتا ہوں یعنی رات
کو موتی محل کے صحن میں سوتا ہوں۔ اور
توحید منزل اور واحدی منزل میں میری تالیفات
وتصنیفات کا سامان رہتا ہے۔

**بارش:** آج چونکہ فجر کی نماز کے بعد تیز بارش
ہوئی تھی۔ اس واسطے میں درگاہ کے حجرے
میں نہیں گیا۔ اور دن بھر موتی محل میں بیٹھا
رہا۔ اس کے دس دروازے ہیں اور ہوا
بہت اچھی آتی ہے۔ توحید منزل کے
دروازے کے پاس بیٹھا رہتا ہوں اور
سامنے واحدی منزل کو دیکھا رہتا ہوں
پہلو میں درگاہ شریف ہے۔ یہ مکان میں
نے توحیدی شاہ صاحب نظامی مرحوم

سالکین برما اور عبدالحمید مینی نظامی اسٹیشن ماسٹر
کی امداد سے مخواب خانہ بہت ہی دل کشا
اور خوبصورت ہے۔ میرے بڑے لڑکے
حسین نظامی اور ان کے بیوی بچے یہاں
رہتے تھے۔

**ملاقاتی:** فرنگی محل والے حضرت مولانا
شاہ الطاف الرحمان صاحب قدوائی تشریف
لائے تھے۔ ان کے قوالوں کی چوکی بھی ساتھ
تھی۔ خان بہادر فیض محمد خاں نظامی اور
خورشید احمد خاں صاحب بھی آئے تھے۔
خان بہادر میر نواب علی صاحب کمشنر اکٹر بھی
ملنے آئے تھے۔ خلیفہ غوث محمد صاحب
بھی اپنے بچوں کے ساتھ آئے تھے اور میرے
لئے آم بھی لائے تھے۔ استاد شمس الدین
صاحب اور نور الہی صاحب بھی آئے تھے
عبدالبصیر نظامی بھی آئے تھے۔ سید انور صاحب
لیچیاں مٹی کے برتن میں لائے تھے۔ اس
میں برف بھی بھری تھی جس سے لیچیاں بہت
ہی لذیذ ہو گئیں تھیں۔ رسالہ مشہور دہلی کے
نائب ایڈیٹر مقرب حسین صاحب بھی آئے تھے
اور ظریف صاحب دہلوی بھی ان کے ساتھ
آئے تھے۔ مشہور دواخانہ دہلی کا بنایا ہوا شربت
نفع حیات بھی لائے تھے۔ اور آم بھی لائے
تھے۔ اور ظریف صاحب اپنا کلام بھی لائے تھے

**بے خوابی:** رات کو ساڑھے ۱۲ بجے نیند اچاٹ
ہو گئی۔ چاندنی کی بہار تھی۔ میں نے اٹھ کر
پانی پیا۔ چہل قدمی کی۔ اور دوبارہ نیند
بلانے کی کوشش کرتا رہا۔ کامیابی نہ ہوئی
تو شیخ چلی کی الف لیلہ لکھنے بیٹھ گیا۔ پہلی کہانی
یزید بن معاویہ کی لکھی۔ یزید ہم بنی فاطمہ
کا قرابت دار تھا۔ ہم بھی بادہ خوار ہیں اور
وہ بھی بادہ خوار تھا۔ ہم بھی حسن پرست
ہیں اور وہ بھی حسن پرست تھا۔ اس الف لیلہ
کے ذریعے بنی امیہ اور بنی عباس اور سب
مشہور بادشاہوں کی تاریخ اور خانگی زندگی
لکھنی چاہتا ہوں۔ کیونکہ تاریخ سے قومیں
زندہ ہوتی ہیں۔ اور تاریخ کو ادا کرنے کے
لئے کسی دلچسپ پیرائے کی ضرورت ہے
صبح ۴ بجے تک دس صفحے لکھے۔ پھر غسل
کر کے معمولات پورے کئے۔ صبح کی اذان
ہوئی تو نماز پڑھ لی۔ اور نماز پڑھتے ہی سو گیا
ایسی راحت کی نیند آئی کہ مسٹر چرچل اپنی

ساری وزارت قربان کردیں تب بھی
ایسی سُکھ نیند اُن کو میسر نہیں آسکتی۔
**ٹوہانے والے شاہ صاحب:** نور الحسن خاں
صاحب ٹوہانہ ضلع حصار سے آئے ہیں۔
وادی الامین میں ٹھیرے ہیں۔ سید سمیع الدین
صاحب۔ اور صوفی صاحب اجمیری بھی
ملنے آئے تھے۔

**قورمہ:** کل صوفی صاحب اجمیری میرے
لئے اور میرے بچوں کے لئے بہت ہی
عمدہ قورمہ پکوا کر لائے تھے۔ میں نے کہا
سید سمیع الدین صاحب کے ہاں سے قورمہ
آیا تو اُس میں بھی گھی بہت زیادہ تھا اور
میں نے کہا تھا کہ اس گھی کے سمندر میں جہاز
چل سکتے ہیں۔ اور آپ کے قورمے میں
بھی گھی کی اتنی ہی افراط تھی۔ باوجود
گوشت کی احتیاط کے دو نوالے میں نے
بھی اس قورمے کے چکھے تھے۔

**مولانا فرید اللہ صاحب حسینی:** شام کو
مغرب سے پہلے حیدرآباد والے مشائخ مولانا
سید فرید اللہ صاحب حسینی تشریف لائے
تھے۔ منادی کے قدردان ہیں۔ میرے
کاموں سے واقف ہیں۔ مغرب کی نماز
بھی انھوں نے پڑھائی۔ ان کے دادا دہلی
سے حیدرآباد گئے تھے۔ ان کی خانقاہ کشن
باغ شاہ علی بنڈا میں ہے۔ اجمیر شریف
کے عرس سے فارغ ہو کر آئے ہیں۔

**۱۱ رجب ۲۲ جون جمعہ دہلی**

**گرمی کی شدت:** بارش نہیں ہوئی
بڑی سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ جمعے کی نماز
پڑھنے گیا تو درگاہ کے فرش پر دوڑنا پڑا۔
پاؤں جلے جاتے تھے۔

**ملاقاتی:** دہلی سے خلیل احمد نظامی سلیمان
کپڑے فروشوں کی جماعت لے کر آئے تھے
میں نے وعدہ کیا کل چیف کمشنر صاحب
کے پاس سفارش کرنے جاؤں گا۔

**مولانا سید عبد الرؤف صاحب:** جمعے
کے بعد دہلی سے مولانا سید عبد الرؤف صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ اسرار اسم اعظم کتاب
چاہتے تھے۔ میں نے کہا آپ کی نذر ہے یہ
لائبریری کے لئے نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ
ناسمجھ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھنے کی
کتاب ہے۔ البتہ آپ کو دے سکتا ہوں

اس شرط کے ساتھ کہ آپ پڑھیں اور جتنا برا کہنا ہو مجھے کہہ لیں۔ یہ شرط آپ سے بھی ہوگی کہ آپ اس کتاب کے مضامین کی نسبت نہ کچھ لکھ سکیں گے نہ کسی پر ان کو ظاہر کر سکیں گے۔ مولانا نے بہت برہمی ظاہر فرمائی۔ میں نے کہا "مولانا روم کہہ گئے ہیں۔ "من زقرآں مغز را برداشتم" میں نے قرآن کا دماغ لے لیا ہے۔ برابر سے ایک صاحب بولے۔ دوسرا مصرعہ بھی پڑھئے "استخواں پیش سگاں انداختم" اور ہڈیاں کتوں کے آگے ڈال دی ہیں" میں نے جواب دیا مولانا روم یہ مصرع پڑھ سکتے تھے۔ میں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ خود میری حالت کتوں سے بھی بدتر ہے۔

سیر الاولیا کا اقتباس آج میں رات کو بہت تھوڑی دیر سویا۔ ساری رات سیر الاولیا پڑھتا رہا۔ کیونکہ اس سے نہایت ضروری تحقیقات مد نظر ہے۔

سالانہ عرس آج حضرت حافظ وزیر محمد خاں صاحب چشتی نظامی فخری کا سالانہ عرس درگاہ میں ہوا تھا۔ ان کے سجادہ نشین حضرت میاں علی محمد شاہ صاحب ہوشیار پوری بھی تشریف لائے ہیں۔ حاجی البشیر صاحب نے روشنی کا انتظام کیا ہے۔ رات کو تین بجے تک قوالی ہوتی رہی۔ میں روشنی کے سامنے کبھی کتاب پڑھتا تھا کبھی اقتباس کرتا تھا۔ کبھی قوالی سنتا تھا۔ اور چونکہ سیارے مکان میں اکیلا تھا اس واسطے بجلی کی روشنی بند کر کے قوالی کے تال سُر پر صحن میں کھڑے ہو کر رقص بھی کرتا تھا۔ اور دل پر قوالی کے نغموں کا ایسا اثر پایا تھا جو مدت سے حاصل نہ ہوا تھا۔

۱۲ رجب ۲۳ جون شنبہ دہلی

چیف کمشنر صاحب آج صبح چیف کمشنر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ سب سے پہلے میری ملاقات ہوگئی۔ دہلی کے مسلمان کپڑے والوں کی نسبت بھی بات چیت ہوئی۔ پھر ملک محمد یار صاحب سے ان کے دفتر میں ملنے گیا۔ اس کے بعد منشی قربان علی صاحب اور ملا واحدی صاحب سے مل کر گھر میں واپس آگیا۔

نیاز میں شرکت آج حضرت حافظ وزیر محمد خاں صاحب کے سالانہ عرس کی

آخری نیاز میں عصر کی نماز کے بعد شریک ہوا
تھا۔ گرمی کی وجہ سے نیاز بڑی مسجد کے اندر
ہوئی تھی۔ شاہ علی محمد صاحب سجادہ نشین
چشتی نظامی نے اپنے حصے کا تبرک بھی میری
گود میں ڈالا۔ اُن کے بہت سے مرید بھی جمع
تھے۔ کچھ دیر بات چیت اُن سے بھی کی۔ پاکپٹن
شریف کے ایک صاحب بھی ملے۔ جو سید
نادر شاہ صاحب کا سلام لائے تھے۔
آج بھی سیر الاولیا کتاب کے اقتباسات
کا عام فہم ترجمہ لکھا اور لکھوایا آج رات
کو بھی نیند کم آئی۔

**ریڈیو تقریر:** شام کو پروفیسر رشید احمد
صاحب صدیقی کی پرلطف ریڈیو تقریر سنی
تھی۔ اشتہار بازی کے عنوان پر بے مثل
تقریر تھی۔

**امیر بیگم نظامی کی وفات:** ریاست
مانگرول سے افسوسناک خبر آئی ہے کہ مرحوم
نواب حسین میاں صاحب کی نومسلم بیگم نے
وفات پائی۔ مرحومہ ایک ہندو راجہ
کی بیٹی تھیں۔ اور موجودہ نواب ناصر میاں
صاحب کے دادا نواب جہانگیر میاں صاحب
کے بڑے بھائی نے اپنی وفات سے چھ مہینے
پہلے اِن سے شادی کی تھی۔ اور یہ نکاح
سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔ گویا چھ مہینے
دُنیا کی بہار دیکھی پھر بیوہ ہو گئیں۔ اور جوانی
کا سارا زمانہ نہایت شرافت۔ اور پاکبازی
اور زہد و عبادت میں بسر کیا۔ امیر عورتوں
میں جو اوصاف روحانی امیر بیگم میں میں نے دیکھے
اور کسی عورت میں نہیں دیکھے۔ وہ نہایت
کم سخن تھیں۔ اور جو اوراد اور وظائف
میں نے بتائے تھے ساری عمر نہایت
پابندی سے اُن پر عمل کرتی رہیں۔
دس روپے ماہوار مجھ کو بطور نذر
کے بھیجا کرتی تھیں۔ اُن کے بازو میں
سرطان ہو گیا تھا۔ اور اسی مرض
میں اُن کی وفات ہوئی۔ نواب صاحب
مانگرول اور اُن کی والدہ اور بیگم
صاحبہ نے مرحومہ کی تیمارداری
کا حق بہت اچھی طرح ادا کیا۔ اور
بیماری کی ابتدا میں نواب صاحب ممدوح
نے بھی بہت اعلیٰ علاج کرایا تھا۔ اپنے
شوہر نواب حسین میاں کے قریب دفن ہوئیں۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار

محمد رسول اللہ پر درود و سلام جنہوں نے فرمایا تھا جو مسلمانوں کی بڑی جماعت سے الگ ہوگا۔ دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی بڑی اور بہت بڑی جماعت مسلم لیگ کی ہے اس لئے حسب فرمان رسول اللہ میں ان سب مسلمانوں کو یہ حدیث یاد دلاتا ہوں۔ جو مسلم لیگ سے جدا نظر آتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں اور دوستوں اور مداحوں سے بتاکید کہتا ہوں کہ وہ اپنی ہر انجمن کی طرف سے پرائیویٹ سکریٹری وائسرائے کو تار بھیجیں کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ جو اس سے غفلت کریگا۔ گناہ گار ہوگا۔ اور جو حکم رسولؐ کی تعمیل سے انکار کرے گا کافر ہو جائے گا۔ لہذا اگر کسی مسلمان کو مسلم لیگ سے اختلاف بھی ہو تب بھی اس فرمان رسول کے آگے سر جھکانا ضروری ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی بڑی سیاسی جماعت سے الگ رہنے کے گناہ اور اس کی سزا سے محفوظ ہو جائے۔

## ۱۴ رجولائی فیصلے کی گھڑی

ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو یاد رہے کہ ۱۴ رجولائی کو مسلمانوں کی سیاسی قسمت کا آخری فیصلہ ہے۔ جو مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ رہے گا۔ فلاح پائیگا اور جو جماعت کی کیلی سے الگ ہوگا۔ چکی کے دو پاٹوں میں گیہوں کی طرح پس جائے گا۔

## رسول اللہ کا فرمان مانو

اپنے دل اور اپنی رائے اور اپنی ذاتی غرض کا خیال چھوڑ دو۔ مسلم لیگ میں خرابیاں ہوں تب بھی اس وقت اسلامی اخوت کی لڑی سے باہر نہ جاؤ۔ ورنہ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

## قرآن کا فرمان

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ (آل عمران پ ۴)

ترجمہ :- اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کھلی دلیلیں آنے کے بعد بھی فرقہ فرقہ ہو گئے اور باہم اختلاف کرنے لگے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(آل عمران پارہ ۴)

ترجمہ :- اور تم ایک دل ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور فرقہ فرقہ نہ بنو۔

## میں مسلم لیگ کا مخالف ہوں

مگر قرآن و حدیث کے مذکورہ فرمانوں کی بموجب کرو روں چشتیوں کی طرف سے وائسرائے کو تار دیا ہے کہ ہم سب چشتی مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

اس کی وجہ محض یہ تھی کہ میں بڑی جماعت کا ساتھ دینے کے لئے مجبور تھا۔

## گھڑی کی سوئی سے ڈرو

جو رات دن چل رہی ہے۔ اور ۱۸ جولائی کو قریب لا رہی ہے۔ اس لئے تم اپنے سب کام چھوڑ کر اپنے علاقے کی مسلمان

انجمنوں کی طرف سے وائسرائے ہند شملہ کو تار دو کہ "ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں"

## فرقہ بندی کے تار

ہندوستان کے مولوی صاحبان کی جمعیت علماء اور کپڑا بننے والے مسلمانوں کی انجمن اور کانگرسی مسلمانوں کی مسلم مجلس وغیرہ نے وائسرائے کو سا جھے کا تار بھیجا ہے کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔

مسلمانوں کی کثیر جماعت حق رکھتی ہے کہ ان مولوی صاحبان اور نور باف صاحبان وغیرہ سے دریافت کرے کہ تم سب اگر مسلمان ہو تو مسلمانوں کے ساتھ کیوں نہیں ہو؟ کیا مولوی صاحبان نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی ہے؟-

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ "تم مسلمان آپس میں نہ لڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

سیاسی حیثیت سے زیر بحث جماعتیں مسلم لیگ سے الگ ہونے کی کچھ بھی

دلیلیں پیش کریں مگر مذہبی حیثیت سے
اور قومی حیثیت سے اُن کے پاس ایسی
کوئی دلیل نہیں ہے جس کی پناہ میں آسکیں
اور اپنے غلط عمل کا سیاست کی تیز دھوپ
سے سر بچا سکیں۔

میں مولانا ابو الکلام آزاد کے خلاف اور
دوسرے کانگریسی مسلمانوں کے خلاف
کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک
رُخ ہو گئے ہیں۔ لیکن مذکورہ جماعتیں نہ
مسلم لیگ کے ساتھ ہیں نہ صاف صاف
کانگرس کے ساتھ ہیں۔ ہر ایک نے اپنی
ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی ہے اور اُن
سب پر اس آیت کا اطلاق ہوتا ہے۔

صوفی سیاست سے الگ ہیں۔ ساری
دنیا جانتی ہے کہ ہندوستان میں صوفیوں
کی تعداد اور اُن کے ماننے والوں کی تعداد
مسلمانوں کی تمام مذہبی اور سیاسی
جماعتوں سے زیادہ ہے۔ یعنی علمار کی
جماعت میں بھی اہل تصوف ہیں اور
لغدر بانوں کی جماعت میں بھی اہل تصوف
ہیں اور مسلم مجلس میں بھی اہل تصوف
ہیں۔ کانگرس میں بھی ہیں۔ اور مسلم لیگ
میں بھی ہیں۔

ان میں چشتی بھی ہیں۔ قادری بھی ہیں
نقشبندی بھی ہیں۔ سہروردی بھی ہیں
جمعیت علمار کے نامی پیشوا چشتیہ
صابریہ سلسلے کے مرید ہیں یعنی ان سب
کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
مہاجر مکی کے ذریعے چشتیہ سلسلے کا
فیضان پہونچا ہے۔ اور اسی سلسلے میں
وہ لوگوں کو مرید بھی کرتے ہیں۔ مگر اُن
میں سے کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ انھوں
نے اپنی اکثریت رکھنے والی جماعت کا
ساتھ کیوں چھوڑا ہے۔

اگر وہ یہ جواب دیں کہ کانگرس سب
فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے تو میں اُن
سے سوال کروں گا کہ جب بکسر کی لڑائی
کے بعد انگریزوں کے نمائندے لارڈ کلائیو
نے اور مسلمانوں کے نمائندے شاہ عالم
نے پٹنہ شہر کے اندر عہد نامہ کیا تھا۔
اُس وقت بھی علمار موجود تھے یا نہیں تھے؟
اور اُنھوں نے شاہ عالم سے یا لارڈ کلائیو

سے یہ سوال کیا تھا یا نہیں کہ اس عہد نامے میں ہندوستان کے ہندوؤں اور سکھوں کا ذکر کیوں نہیں ہے؟

## مولانا ابوالکلام کی استقامت

۱۹۰۰ء میں میں نے حلقہ نظام المشایخ جاری کیا اور اس کے چار مقاصد مقرر کئے۔ پہلا مقصد علم تصوف کی حفاظت و اشاعت۔ دوسرا مقصد مشایخ صوفیہ کا اتحاد۔ تیسرا مقصد خانقاہوں کی اصلاح۔ چوتھا مقصد مشایخ صوفیہ کے سیاسی حقوق کی حفاظت بذریعہ مسلم لیگ۔

لارڈ منٹو وائسرائے کے زمانے میں چاروں مقاصد چھپوا کر شائع کرائے تھے۔ میں نے بنگال و بہار کا دورہ کیا کلکتے میں مسٹر شہید سہروردی اور اُن کے ماں باپ اور سر حسان سہروردی اور عبداللہ سہروردی میرے حلقے کے ممبر بنے اور میں نے مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی اپنے مقاصد دکھائے۔ اور انھوں نے اپنے قلم سے میرے مطبوعہ کاغذ پر یہ لکھا کہ چاروں مقاصد سے اتفاق ہے بہ استثنائے مسلم لیگ۔ مولانا کے ہاتھ کی یہ تحریر اب تک میرے پاس موجود ہے۔ حالانکہ ۱۹۰۸ء میں مسلم لیگ کی عمر صرف ایک برس کی تھی گویا مولانا ابوالکلام کو اتنا پرانا اختلاف مسلم لیگ سے ہے۔

اس واسطے میرے دل میں بہت بڑی عزت اُن کی ہے اور میں اُن کی استقامت کو اللہ کی بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں لیکن میں اُن سب مسلمان جماعتوں کا قائل نہیں ہوں جو صبح شام سیاسی رنگ بدلتی رہتی ہیں اور یہ لکھ چکا ہوں کہ مجھے مسلم لیگ کے بعض اعمال سے شدید اختلاف ہے اور میں آزادی کے ساتھ اُس کو جلسوں میں بھی بیان کرتا ہوں اور اخباروں میں بھی لکھتا ہوں مگر میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت رکھنے والی قومی جماعت سے اُس وقت علیحدگی اختیار کروں۔ جبکہ ساری دنیا کی آنکھیں مسلم لیگ پر لگی ہوئی ہیں۔

میں صرف دو وجوہات سے مسلم لیگ کا

حامی ہوں۔ ایک اس لئے کہ وہ آزادی چاہتی ہے اور دوسرے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی قومیت کو ہندوؤں کی قومیت میں جذب اور فنا ہونے سے بچانا چاہتی ہے۔ اس کے سوا نہ مجھے اور نہ میرے کروروں صوفی بھائیوں کو کونسلوں میں جانا ہے نہ وزارتیں لینی ہیں۔ کیونکہ ہم صوفی دوسروں کو یعنی ہر شاہ و گدا کو کچھ دینے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اُن سے کچھ لینا ہماری شان اور عزت کے خلاف ہے۔ چنانچہ ہم سب صوفیوں کے پیشوائے اعظم حضرت علیؑ نے رسالت کی ابتدا سے لیکر آنحضرتؐ کی وفات تک اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت اور مدد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا۔ مگر حکومت حاصل کرنے کی کوئی کوشش اُنھوں نے نہیں کی۔ اور خلیفہ اول اور خلیفہ دوئم اور خلیفہ سوئم کی حکومتوں کی بھی فراخ دلی سے مدد کرتے رہتے تھے۔

## کانگرس کا صدر ایک سید درویش ہے

میں یہ ضروری چیز بھی منادی کے ناظرین کو بتانی چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کے صدر ایک نو مسلم اُمتی ہیں۔ اور کانگرس کے صدر ایک بڑے درویش حضرت مولانا سید خیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین ہیں اور آل رسول سید ہیں پس اگر میں اپنی جماعت کی پاسداری کرتا تو کانگرس کی اُس کے صدر کی وجہ سے حمایت کرتا۔ لیکن میں اس کے برخلاف مسلم لیگ کی حمایت کرتا ہوں اور کروروں چشتی بھی مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں اس واسطے کہ مسلم لیگ کے ساتھ مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

## جیت مسلم لیگ کی ہوگی

آخر میں ہندوستان کے مسلمانوں کو اور تمام دُنیا کے مسلمانوں کو بشارت دیتا ہوں کہ شملہ کانفرنس میں آخر کار جیت مسلم لیگ کی ہوگی اور مسلم لیگ کے موجودہ ارا کین اور عہدے داروں کے بعض اعمال سے مجھے اور میرے ہم خیالوں کو جو اختلاف ہے۔ اُس کو میں

اپنا سد راہ نہیں سمجھتا۔ کیونکہ میں جانتا
ہوں کہ مسلم لیگ کی فتحیابی کے بعد وہ
سب حالات بدل جائیں گے۔ جن سے
مجھے اختلاف ہے۔ اور میں پوری واقفیت
رکھتا ہوں کہ آخر کار مسلم مجلس اور جمعیت
علماء اور مومن کانفرنس وغیرہ کو بھی مسلم
لیگ ہی میں آنا پڑیگا۔ اور اُس وقت
یہ سب لوگ آجکل کے اختلافات کو اپنے
[illegible]ا کے سامنے یوں کہا کریں گے کہ ایک
خدا بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ اور
خدا کا بنایا رسول بادشاہ، اُس بادشاہ نے
مسلم لیگ نام کی ایک عورت سے شادی
کی تھی اور ہم سب اس عورت کو بدصورت
سمجھ کر اُس سے بیزار تھے۔ مگر خبر نہیں کیونکر
اُس عورت کی شکل بدل گئی اور ہم سب
بھی اُس کے حُسن پر فریفتہ ہو گئے اور ہم نے
آخر کار یہ کہنا شروع کیا ؎

کڑے سے کڑے کو بجاتی چلی
جوانی کا عالم دکھاتی چلی

**یہ ۸ رجولائی کا منادی ہے**
لکھائی چھپائی کی مشکلات کی وجہ سے
منادی ٹھیک وقت پر تیار نہیں ہو سکتا
میں ایک ایک ہفتے پہلے مضامین
تیار کر دیتا ہوں۔ مگر چھاپے خانوں
میں جا کر کاپیاں پڑی رہتی ہیں اور
باوجود زیادہ اُجرت دینے کے
چھپائی وقت پر نہیں ہوتی۔ اِن
حالات میں ناظرین منادی مجھ کو
اور میرے بیٹے علی کو اور ساتھی
لوگوں کو معذور خیال کریں گے۔

شیخ چلی کی ڈائری کتاب کا پہلا
نمبر بطور نمونے کے بھیجا گیا ہے۔ جن
کو پسند آئے وہ سات پیسے کے ٹکٹ
بھیج دیں۔ چار پیسے کتاب کی قیمت
اور تین پیسے محصول ڈاک۔ اس کے
بعد ٹکٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے
کتاب کے آئندہ نمبر بن مانگے آتے رہیں گے
اور قیمت کی ادائیگی بعد میں ہو جائیگی
ضرورت اس کی ہے کہ ہر شخص اپنے
علاقے میں اکٹھی کتابیں منگا کر ایک
ایک آنے فروخت کرنے کا
انتظام کرے۔

# چشتی بادشاہی کی اسمبلی

## سوال جواب

سوال (۱) چشتی برادری کی بادشاہی سے کیا مراد ہے؟ شملہ کانفرنس میں تو اس برادری یا پارٹی کا کوئی نام بھی نہیں جانتا؟

جواب (۱) چونکہ چشتی برادری خدا کا نام چاہتی ہے۔ اپنا نام نہیں چاہتی اس لئے شملے پر اس کا نام کوئی نہیں جانتا کیونکہ شملے پر جو لوگ جمع ہوئے ہیں وہ مانگنے گئے ہیں۔ اور چشتیوں کو خدا نے سوالیوں کی خالی جھولیاں بھرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ پھیلے ہوئے ہاتھوں کو دیتے ہیں۔

سوال (۲) دل کی بادشاہی کیا چیز ہے؟

جواب (۲) خدا کے وجود کی طرح یقینی اور سورج کی طرح چمک دار ہے۔ اور اس دل کو عطا ہوتی ہے جس میں دوسروں سے حسد نہ ہو۔ اور لالچ نہ ہو۔ اور ہر کام میں خدا پر بھروسہ ہو۔

سوال (۳) چشتی بادشاہی کا بادشاہ کون ہے؟

جواب (۳) وہ عورت اور مرد چشتی بادشاہ ہے جو دنیا کی ہر بادشاہی سے اپنی ذات کو اونچا اور برتر سمجھے۔

سوال (۴) ہندوستان میں سب سے اچھا ڈاکٹر کون ہے؟ اور سب سے اچھا حکیم کون ہے؟ اور سب سے اچھا وید کون ہے؟

جواب (۴) سب سے اچھا ڈاکٹر حکیم وید وہ ہے جس میں لالچ نہ ہو۔ اور خدمت خلق جس کا مقصد ہو اور جو صفائی کی بنیادی چیز گھروں کے پاخانوں کی صفائی کے طریقے بتا سکتا ہو۔ اور چونکہ ایسا کوئی ڈاکٹر اور حکیم اور وید میرے علم میں نہیں ہے اس لئے میں "سب سے اچھا" نہ کسی ڈاکٹر کو مانتا ہوں نہ حکیم کو مانتا ہوں نہ وید کو مانتا ہوں۔

سوال (۵) ہندوستان میں سب سے بڑا عقلمند کون ہے؟

جواب (۵) جو روزانہ اپنی دعا میں خدا سے عقل مانگتا ہو اور بے عقلوں کی بے عقلیوں پر غور کر کے عقل سیکھنے کی کوشش کرتا ہو۔

سوال (۶) ہندوستان کا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟

جواب (۶) جس کو شعر سنانے کا شوق نہ ہو۔ اور جو دوسروں کے اشعار کو اپنے اشعار سے فوقیت دینے کی کوشش کرتا ہو۔

سوال (۷) مجنوں کا درجہ بڑا ہے یا فرہاد کا؟

جواب (۷) دونوں کی وجہ سے خفقان کی بیماری پھیلتی رہی ہے۔ اس لئے دونوں کا ذکر بھول جانا چاہئے۔

سوال (۸) ہندوستان میں سب سے بڑا اور سب سے اچھا پیر کون ہے؟

جواب (۸) جو اپنے آپ کو سب سے چھوٹا اور سب سے برا سمجھے۔ اور خدا کے سوا کسی کی پروا نہ کرے۔

سوال (۹) ہندوستان میں اردو زبان کا سب سے اچھا اخبار کون سا ہے؟

جواب (۹) جو دوسرے اخباروں کی خوبیاں دیکھے خرابیاں نہ دیکھے۔ اور جو دوسرے اخباروں کی ترقی سے خوش ہو۔ اور جو کاتبوں اور چھاپے خانوں کی خوشامد کرنی جانتا ہو۔

## بمبئی کی زندہ دلی

احمد وہاب خیری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میڈیکل کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے زندہ دلان بمبئی نے حسب ذیل رقمیں دی ہیں۔

(۱) داؤدی بوہروں کے ملا صاحب نے ایک لاکھ روپے (۲) مسٹر روسی مستری نے زمرد کی ایک انگوٹھی قیمتی ساٹھ ہزار روپے (۳) مسٹر روسی مستری نقد پچاس ہزار روپے (۴) مسٹر روسی مستری برائے آکن لک انسٹیٹیوٹ پچاس ہزار روپے (۵) حبیب بینک برائے آکن لک انسٹیٹیوٹ گیارہ ہزار روپے (۶) سر کاؤس جی جہانگیر پانچ ہزار روپے (۷) مسٹر اے مسلم محبوب پروڈکشن بمبئی (سینما والے) ایک ہزار ایک روپیہ (۸) سیٹھ محمد بشیر رمضان اسلامی ہوٹل گرانٹ روڈ ایک ہزار ایک روپیہ (۹) طاہر خاں صاحب ہو ہاؤس پانچسو روپے (۱۰) ایس خلیل صاحب

سنٹرل اسٹوڈیو ہاؤس تاردیو (سینما والے)
پانچسو روپے (۱۱) شیخ مختار احمد صاحب
وِدّیا نیشن پانچسو روپے (۱۲) مسٹر نذیر احمد
ہند پکچرس مین روڈ دادر (سینما والے)
ایک ہزار روپے (۱۳) مسٹر افضل نذیر ہند
پکچرس (سینما والے) پانچسو ایک روپے
(۱۴) مسٹر ایم شریف ہند پکچرس (سینما والے)
ایک سو اکیاون روپے (۱۵) مسٹر فتح محمد
ڈپٹی کنٹرولر آف پرچیز ایک سو روپے (۱۶)
مسٹر دادی لال سی گاندھی برائے آکن لک
انسٹی ٹیوٹ پندرہ سو روپے (۱۷) مسٹر
روسی مستری کا اسٹاف ایک سو روپے
(۱۸) مسٹر عبد الکریم طیب جی جہانگیر پانچسو
روپے (۱۹) مسٹر جے ڈبلیو ہک بیلارڈ
اسٹیٹ برائے آکن لک انسٹی ٹیوٹ پچاس
روپے (۲۰) مسٹر روسی مستری وعدہ
انتالیس ہزار روپے (۲۱) مسٹر اے فتح
وعدہ برائے فرش میڈیکل کالج بیس ہزار روپے
(۲۲) سردار اب ڈاڈا چیریٹیز وعدہ پچیس ہزار
روپے (۲۳) جدن بائی (فلم اسٹار)
ایک ہزار روپے۔

نوٹ:- ٹرسٹیز آر۔ این۔ ڈاڈا چیریٹیز اور
ٹرسٹیز این۔ ایم واڈیا چیریٹیز اور ٹرسٹیز ایڈیلجی
چیریٹیبل سٹیز نے گرانقدر عطیات دینے
کا وعدہ فرمایا۔ جو بذریعہ چیک بہت جلد
علی گڑھ روانہ کر دیئے جائیں گے۔
کُل ۳ لاکھ ۸ ہزار ۴۰۴ روپے وصول ہوئے۔

**منادی کا نوٹ** } سرسید مرحوم نے
اہل پنجاب کو زندہ دلی کا خطاب دیا تھا مگر
آج اہل بمبئی نے زندہ دل ہونے کا ثبوت
دیا ہے۔ بوہروں کے ملا صاحب مسلمان
ہیں اس لئے اُن کی امداد اتنی زیادہ قابل
لحاظ نہیں ہے جتنی امداد مسٹر روسی مستری
کی ہے کیونکہ وہ پارسی قوم میں ہیں میں
ذاتی طور سے اُن کو جانتا ہوں۔ وہ میرے
مکان پر مجھ سے ملنے آئے تھے۔ نوجوان
ہیں۔ صورت بھی اچھی ہے۔ اور سیرت
بھی اچھی ہے۔ خدا نے اُن کو بہت دولت
دی ہے۔ لیکن سب سے بڑی دولت
اُن کے دل کی بڑائی کی ہے۔ کہ قوموں
اور مذہبوں کے تعصب سے کوسوں دور
ہیں۔ اور ہندوستان کے ہر نیک کام میں

بڑی فراخ دلی سے شریک ہوتے ہیں۔
آغاخانی جماعت کے ایک مسلمان ضجے صاحب کالقب بھی مستری ہے۔ اُنھوں نے بھی بمبئی میں مسافر خانے کے لئے سات ہزار روپے دئے تھے۔
مجھے خوشی ہوئی کہ سینما والوں نے بھی اس قومی اور علمی کام کی مدد کی ہے اور ایک ہندو صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے
آخر میں میں تمام مسلمان قوم کی طرف سے اپنے دوست ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بڑھاپے کی پروا کئے بغیر نوجوانوں سے زیادہ محنت میڈیکل کالج کے لئے کر رہے ہیں۔ اگر حساب لگایا جائے تو تقریباً دو سال سے لگاتار وہ اس جدوجہد میں مصروف ہیں۔

## شیخ چلی کی ڈائری کے ایجنٹ

ہر دل کو خوش کرنے اور خوش رکھنے کی سستی کتاب شیخ چلی کی ڈائری ایجنٹوں اور اخبار فروشوں کو بھی دی جائے گی پچیس فی صدی کمیشن دیا جائے گا ڈاک کا محصول دفتر خود ادا کرے گا۔ تین مہینے کی قیمت دفتر میں پیشگی جمع کرنی ہوگی۔ اپریل کا نمبر شائع ہوگیا ہے۔ مئی اور جون کے نمبر ۱۵ رجولائی کو شائع ہو جائیں گے۔ پھر ہفتے وار اشاعت شروع ہوگی۔ یعنی ۲۴ رجولائی کو چوتھا نمبر شائع ہوگا۔ اور پہلی اگست کو پانچواں نمبر۔ اور ۸ راگست کو چھٹا نمبر اور ۱۶ راگست کو ساتواں نمبر اور ۲۴ راگست کو آٹھواں نمبر لہذا قیمت ہفتے واری نمبروں کا حساب کرکے بھیجی جائے۔ مگر بارہ کاپی فی ہفتہ سے کم کسی ایجنٹ کو نہیں دی جائیگی۔ کچہریوں میں۔ اسکولوں میں۔ کالجوں میں، بازار کے دکانداروں میں ریلوں کے مسافروں میں اس کتاب کے مضامین سُنائے جائیں تو ایجنٹ لوگ ایک دن میں سینکڑوں کتابیں فروخت کرسکتے ہیں۔ چھپے ہوئے بورڈ دہلی کے دفتر سے مُفت بھیجے جائیں گے جن پر شیخ چلی کی ڈائری موٹے حرفوں میں چھپا ہوا ہوگا۔

منیجر اخبار منادی دہلی

# پڑھو مُسلم لیگ والو!

# اَلمُلکُ لِلّٰہ

## دُنیا کے ہر مُلک کا مالک بس اللہ ہی ہے

حسن نظامی

# یاد رکھو مسلم لیگ والو!

# اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

یقیناً اللہ صبر یعنی برداشت کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے

حسن نظامی

# غور سے سنو مسلم لیگ والو

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

وقت کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مگر وہ گھاٹے میں نہیں ہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

اور وہ بھی گھاٹے میں نہیں ہیں جو ایک دوسرے کو حق و صبر کی نصیحت کرتے رہتے ہیں

حسن نظامی

# کہو مسلم لیگ والوں سے

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

مدد مانگو صبر سے اور نماز سے

حسن نظامی

مُسلم لیگ والے جب ہی کامیاب ہوں گے

کہ ان سب آیاتِ قرآنی پر عمل کریں

اور کسی کانگرسی ہندو مسلمان کے خلاف

اپنی زبان اور ہاتھ سے کوئی بات

نہ کہیں اور نہ کریں۔

حسن نظامی

# گائے کی قربانی کے بدلے

دوسرے جانوروں کی قربانی بھی ہو سکتی ہے

مسلمانوں کو ہندوستان میں امن سے رہنا ہے

تو پڑوسی قوموں سے مِل جُل کر رہنا چاہئے

کانگرس اور لیگ کو اپنی حکومت کے زمانے میں

ہر کام کے وقت خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے

خدا ہندوستان کو سب ملکوں سے اونچا بنانا چاہتا ہے

حسن نظامی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۱۳ رجب ۲۴ رجون اتوار دہلی**

**منم ایک دھوبی** آج پہلی رات سے صبح تک تحریری کام بھی کیا اور اپنے تولیے اور اوڑھنے کی چادر بھی اپنے ہاتھ سے دھوئی۔

**صبح کا ستارہ** میں روزانہ تہجد کے وقت سے صبح تک صبح کے ستارے کا طلوع اور عروج دیکھا کرتا ہوں۔ اور میرے باطن کی زبان اس ستارے سے خوب باتیں کیا کرتی ہے۔ آج اس سے باتیں کر رہا تھا کہ یکایک کہیں دور سے شاما کے بولنے کی آواز آئی بے اختیار منہ سے نکلا "تجھ چمکدار تارے سے مجھے کالی شاما کی آواز اچھی معلوم ہوتی ہے"۔

**ڈاکٹر رحمٰن صاحب** آج صبح ڈاکٹر رحمٰن صاحب سکریٹری میڈیکل کونسل اور ان کے تین صاحبزادے اور ارشاد محمد خاں صاحب خلف غلام محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیر حیدرآباد دکن اور مسٹر علا اور لمر تسرعرالے ہم ایشوری داس صاحب مہرا ملنے آئے تھے۔

**بابو کیشب چندر صاحب** اپنے دوست بابو کیشب چندر صاحب ایڈوکیٹ سے ایک قانونی مشورہ لینے گیا تھا۔

**ڈاکٹر سید محمود صاحب** لالہ شنکر لال صاحب کے مکان پر ڈاکٹر سید محمود صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ کل گاندھی جی کے ساتھ دہلی میں آئے ہیں۔ بہت پرلطف بات چیت ہوئی۔

**ایک نامی رقاص** آج ہندوستان کے ایک ہندو نامور رقاص سے بھی ملاقات ہوئی تھی جس کی آجکل بہت دھوم ہے اور جس کا ناچ دیکھنے کے لئے ہم بکن لوگ پڑتے ہیں۔ قبول صورت نوجوان ہے اور انگریزی خوب روانی سے بولتا ہے میں نے محسوس کیا کہ بات چیت کے وقت اس کے جسم کی حرکتوں میں زنانہ پن تھا اس لئے بہت دیر تک میں اس فلسفے پر غور کرتا رہا کہ مرد لوگ ناچنا سیکھتے ہیں تو ان کی بول چال اور جسم کی حرکتوں میں

زنانہ پن آجاتا ہے۔ میرے دماغ میں قوالی
کی اصلاح و ترقی کی جو اسکیمیں ہیں اُن
میں مردانہ رقص کو بھی شریک کیا تھا لیکن
آج میں بہت دیر اس خلجان میں مبتلا رہا کہ
رقص کو اسکیم میں رکھوں یا خارج کر دوں
دل نے جواب دیا ہر چیز نیت پر منحصر ہے اس
واسطے اگر کوئی مرد رقاصی کی نیت سے
رقاصی کریگا تو اس میں زنانہ پن آجائیگا
اور نیت کچھ اور ہوگی تو زنانہ پن پیدا نہیں ہوگا۔

**سید انیس الرحمٰن نظامی** کہ حضرت مولانا
شاہ امان الرحمٰن صاحب مرحوم کے فرزند
سید انیس الرحمٰن نظامی ملنے آئے تھے۔
میرے لئے پان بھی لائے تھے۔

**چاند گرہن** کہ مغرب سے پہلے ظہیر احمد صاحب
قریشی ملنے آئے تھے اور مولانا عشقی نظامی
بھی آئے تھے۔ اور ویلور اور مدراس
کے دو تاجر بھی آئے تھے۔ میں جلدی سویا
تھا تین بجے بیدار ہوا تھا۔ چاند کو ذرا
اُداس دیکھا۔ سُنا تھا کہ آج چاند گرہن ہے۔

**کچھ کا دلیہ** کہ آج صبح اور دوپہر کو جو کا
دلیہ کھایا تھا۔ پچھلی رات کو اسپغول
(گھوڑا قدم) پانی میں بھگو کر پیا تھا۔

## ۱۴ رجب ۲۵ رجون پیر دہلی

**تاریخی دن** کہ آج ملک ہندوستان اور
ہندوستانی قوم کے لئے تاریخی دن ہے
کیونکہ کل ریڈیو میں سُنا تھا کہ گاندھی جی
اور مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر جناح کی
وائسرائے سے ملاقاتیں ہوگئیں۔ آج فیصلہ
کُن کانفرنس گیارہ بجے شروع ہوگی۔ تمام
ہندوستان کی آنکھیں شملے کی آواز پر لگی ہوئی
ہیں۔ ہندوستان ہی نہیں روس اور امریکہ
اور چین اور جاپان اور ساری دُنیا کے
دوست اور دشمن آج یہی سوچ رہے
ہوں گے۔ کہ ہندوستان کی قسمت جاگتی
ہے یا قادر الکلام صوفی صاحب اجمیری کے
اشعار کی بموجب انگڑائی لے کر پھر سو جاتی
ہے قسمت سوئے یا جاگے اب تو آثار ایسے
ہیں کہ قسمت کا بنانے والا خود ہی اودہر متوجہ
ہوگیا ہے کہ وہ اپنے ہندوستانی بندوں
کو "کچھ دن کے لئے" آزادی کا شہد شربت پلادے۔

**درگاہ حضرت بی بی نورؒ کی حاضری** کہ
علی الصباح کہ مردم بکاروبار روند ٭ بلاکشانِ محبت بکوئے یار ر

ج صبح جب بڑے بڑے عقل مند ہندوستان
ے والسرائے سے کاروباری باتیں کرنے
والے تھے۔ میں اپنے منجھلے بیٹے علی کے
ساتھ پیارمل کی گلی کے چکر کاٹ رہا تھا
یعنی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحؒ اور
حضرت بی بی فاطمہ رضؓ کے مزار پر حاضر ہوا تھا
میرا خیال تھا کہ درگاہ کے فرش میں پانچسو
ٹائل لگیں گے اس لئے جب ٹائل بنانے
والے مختلف نمونے دکھانے لائے تو میں
نے خواجہ بانو کے مشورے سے ایک نمونہ
پسند کرکے پانچسو ٹائل کا آرڈر دیا تھا۔
مگر آج فرش کی پیمائش کی تو مزارات منہا
کرنے کے بعد ۱۳اسو فٹ فرش کا حساب ہوا۔
درگاہ حضرت خواجہ قطب رضؓ صاحب
کے جوار میں بھی حاضری دی تھی۔ پھر دہلی گیا
تھا۔ اور کچہری بھی گیا تھا۔ نواب عزیز احمد
خاں صاحب سب جسٹرار کی کچہری میں
بھی گیا تھا اور اُن کے بٹنے ہوئے پان بھی
کھائے تھے۔
بھوجن کا آج ڈاکٹر سید محمود صاحب نے
لالہ شنکر لال صاحب کے بزرگوں کا شاید
کنا گنت کیا تھا۔ اور مجھے گزشتہ جون کا
برہمن سمجھ کر بھوجن جیمنے کے لئے بلایا تھا
میں نے خیال کیا حضرت اکبر الہ آبادی
نے وفات کے وقت یہ آخری شعر لکھا تھا
صاحب میں سب بُرائی لیکن وہ خوب چکس
گاندھی میں سب بھلائی لیکن وہ محض پلس
دُنیا تو چاہتی ہے ہنگامہ سڑوجن
اور یاں ہے جیب خالی جو مل گیا سو بھوجن
شملے پر گاندھی جی اور مسٹر جناح چالیس
کروڑ ہندوستانیوں کے بھوجن کی بات
چیت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اُن کے نام
گاندھی میں گائے بھی ہے۔ اَن بھی ہے
گھی بھی ہے اور دَہی بھی ہے۔
نمبر ۲۰ کرزن روڈ میں دلی کے مشہور
کروڑ پتی لالہ شنکر لال صاحب رہتے ہیں
ایک دن میں نے آسمان والوں سے باتیں
کیں تو راجہ بیربل سے پوچھا تھا کہ راجہ جی
آسمان پر چوکا لگانے اور بھوجن کرنے کی
تو بڑی تکلیف ہوتی ہوگی؟ کہنے لگے
جی نہیں لالہ شنکر لال اور لالہ سر سری رام
کچھ پوریاں کچھ کچوریاں کچھ دال کچھ سیتا پھل

کی ترکاری کچھ آلو کی ترکاری کچھ دہی کچھ
پاپڑ کچھ سونٹھ پانی بھیج دیتے ہیں اور ہم
بھوجن کر لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا راجہ جی
زمین پر بیٹھتے تو گرمی کے موسم میں ٹھنڈائی بھی
پیا کرتے تھے۔ پیالہ منہ سے لگا کر ایسا کہا
ہوا دوہا پڑھتے تھے "آؤ تو بھنگ اور گنگ
دو بہنیں ہیں کہ رہتی ہیں شیو کے سنگ
ترن تارنی گنگ ہے تو لڈو کھائی بھنگ"
کیا لکھ رہا تھا کیا لکھنے لگا۔ بات اتنی
کہنی تھی کہ ڈاکٹر سید محمود صاحب لالہ شنکر لال
کے ہاں ٹھیرے ہیں اور انھوں نے آج
مجھے لنچ کے لئے بلایا تھا۔ دو تھال
سامنے آئے۔ گھی سے چپڑے ہوئے پھلکے
تھے۔ چشتیہ صوفی کی طرح دال بھاجی سے
لبریز چاپیالیاں تھیں۔ میں نے پہلے پاپڑ
کھائے پھر چمچے سے دہی کھایا پھر پھلکے
کھائے۔ اس کے بعد لالہ شنکر لال کو اور
ان کے پرکھوں کو آشیرباد دیکر پنڈت
محمود سے بات چیت شروع کی۔ چار بجے
گھر میں واپس آیا۔ ہفتے اتوار اور پیر تین
دن کے کام کا انبار سامنے تھا۔ بغیر پلک

چھپکائے نشادیا۔ سید سمیع الدین صاحب
اور سید امام علی شاہ نظامی اور صوفی صاحب
اجمیری ملنے آئے تھے۔

**سید عباس علی نظامی }** ضلع ہوشیارپور
سے سید عباس علی شاہ نظامی مرید ہونے
آئے تھے۔ طبیعت مٹھاس مانگتی تھی میٹھی
ٹکیلیں عباس علی لائے تھے۔ میں نے بھی
چکھی تھیں۔

**عاصی نظامی }** دہلی کے نامی شعرائے
روشن دل شاعر عبد المالک عاصی نظامی
بھی آئے تھے۔ ان کے بہنوئی شیخ عبد الحمید
صاحب مرحوم ممبر سنٹرل اسمبلی و شاہی
حلوہ سوہن والے کا آج جہلم تھا۔ نیاز
کا کھانا میرے لئے بھی لائے تھے محمد تقی
نظامی نے جو عبد الحمید صاحب کے نواسے
ہیں۔ یہ کھانا بھجوایا تھا۔

**حکیم منزل شاہ نظامی }** کل عصر کے
وقت تک حکیم منزل شاہ نظامی زید منزل
میں میری کتابوں کی فہرست لکھتے رہے تھے
آج صبح معلوم ہوا کہ توکل منزل میں ان کا
حجرہ کھلا ہوا ہے۔ بستر بھی ہے سب سامان

بھی ہے۔ مگر وہ خود موجود نہیں ہیں۔ نہ رات کو کھانے کے وقت موجود تھے۔ نہ کسی سے انھوں نے اپنے جانے کا کچھ ذکر کیا۔ معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔ ایک دفعہ پہلے بھی چلے گئے تھے۔ مجھے اس کا بہت فکر ہے۔

آموں کے پارسل کہ میری بڑی بہو دل آرا بانو کے بڑے بھائی سید سمیع الحق صاحب نے بکا سگنج ضلع ایٹہ سے آموں کا پارسل بھیجا ہے۔ موتی پور شوگر فیکٹری کے منیجر سیٹھ عبدالستار صالح محمد صاحب نے بھی ایک سو آموں کا پارسل بھیجا ہے سیٹھ احمد زکریا صاحب نے سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کی طرف سے بھی ایک سو آموں کا پارسل بھیجا ہے۔

فرانسیسی ڈپوٹیشن کہ عصر کے بعد کھانا کھا رہا تھا۔ کیونکہ آجکل دن سے کھانا کھا لیتا ہوں خبر آئی چند فرانسیسی ملنے آئے ہیں۔ جنرل ڈیگال کے فرستادہ تھے ایک ہندوستانی مسٹر پال بھی ساتھ تھے۔ وہ فرانسیسی زبان میں میری باتوں کا ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ مغرب کے وقت تک بہت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ فرانسیسیوں اور ملک شام کے عربوں کے اختلافات کا ذکر بھی آیا۔

گرمی کی شدت کہ آج رات کو اتنی زیادہ گرمی تھی کہ باوجود یادداشت کی حضوری کے مجھے یاد نہیں آتا کہ عمر بھر میں کبھی ایسی گرمی ہوئی ہو۔ سرہانے کا تکیہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔ حالانکہ بجلی کا پنکھا پلنگ کے قریب لگا ہوا تھا۔

## ۱۵ رجب ۲۶ رجون منگل دہلی

قوالی کہ آج صبح ۹ بجے موتی محل میں خادم حسین نظام راگی کی قوالی ہوئی تھی۔ عربی جاننے والے اور تصوف کے بڑے ماہر فرانسیسی بھی تھے اور ملک شام والے فرانسیسی بھی شریک تھے۔ اور ڈاکٹر سید محمود صاحب بھی تھے۔ میں نے عربی داں فرانسیسی کو قوالی کا عربی ترجمہ سنایا۔ جس کا وہ فرانسیسی ترجمہ دوسرے فرانسیسیوں کو سناتے رہے آج یہ سب لوگ ہندوستان سے واپس جا رہے ہیں۔ مجھ سے سوا دس بجے

رخصت ہوئے اور ساڑھے دس بجے
ہوائی جہاز میں سوار ہو کر اڑ گئے۔
فلم کی تصویریں ) ایک فرانسیسی نے
میری اور عربی داں فرانسیسی کی فلمی تصویریں
بھی لیں۔ اور عربی داں درویش فرانسیسی
سے رخصت کے وقت میں نے معانقہ
بھی کیا۔ فاروقی صاحب مالک کارخانہ
اندو جنون بھی قوالی میں شریک ہوئے
تھے۔ حور بانو اور اُن کے شوہر بھی شریک
ہوئے تھے جس سے میری وہ قلبی اذیت
دور ہو گئی جو دو تین ہفتے سے تھی حیدرآباد
کی خواتین اور لطیف الدین صاحب انصاری
بھی شریک ہوئے تھے۔
کچہری ) کل چونکہ کچہری کا کام مکمل نہیں
ہوا تھا اس واسطے آج پھر کچہری گیا تھا۔
سوا تین بجے کام ختم ہوا۔ نواب عزیز احمد خاں
صاحب نے خوب پان کھلائے۔ میر الطاف علی
صاحب پلیٹ فارم انسپکٹر اور اُن کے لڑکے
یوسف علی سے بھی ملا تھا۔ یہ اپنے باپ
کا چھوٹا بیٹا ہے۔ مصوری سیکھتا ہے
میں نے کہا اس کی پیشانی پر عروج کی تقدیریں

نقش ہیں۔ واحدی صاحب سے بھی ملا تھا
پانچ بجے گھر میں آکر صبح کا کھانا کھایا۔ اور
مغرب تک تازہ خطوط کا جواب لکھوا دیا۔
بعد مغرب خبریں سنیں اور روزنامچہ پورا
کر دیا۔
گرجے مگر برسے نہیں ) آج شام کو بادل
کے لشکر گرجتے چمکتے ہوئے آئے
چپ چاپ چلے گئے۔ ایک بوند بھی نہ برسائی
سچ کہا تھا کسی نے "جو گرجتے ہیں وہ برستے
نہیں"
نور سعید صاحب ) بیگم صاحبہ میاں
شاہنواز کے بھیجے ہوئے نور [illegible]
آئے تھے اور اُن کی طرف سے نذر بھی
لائے تھے۔
۱۶ رجب ۲۷ جون بدھ دہلی
چھم چھم کی بہار ) آج پچھلی رات میری
ایک پیاری پاؤں میں گھونگرو دار پازیب
پہنے چھم چھم کرتی آئی اور مجھ نیند کے متوالے
سے ہم آغوش ہو گئی۔ میں اس نامحرم سے
بچ کر صحن سے اٹھ کر بھاگا۔ اور موتی محل کے
اندر آ گیا۔

[illegible] ابھی تمام بارش ہو چکی تھی۔ بجلی چمکتی ہوئی آئی اور ایسی جلدی آئی کہ میں بستر اٹھاتے اور جانماز اٹھاتے اٹھاتے بھیگ گیا۔ تلوار جورات کو میری بغل میں سوتی ہے جلدی میں زمین پر گری۔ میں نے اٹھا کر چوم لی کہ میں تلوار کا بڑا ادب کرتا ہوں۔ اور اس کے سائے کی جنت تلاش کرتا رہتا ہوں۔

دن بھر ابر رہا۔ میں موتی محل میں کام کرتا رہا۔ غذانامہ کی کتاب آج پوری ہو گئی جس کا ایک حصہ منادی میں شائع ہوا تھا شام کو روشن دل سید امین نظامی مدد کی خاطر دینے آئے تھے۔

لنگر کی امداد کے بعد مغرب نواب احمد صاحب دہلوی کلکتے سے شیخ محمد احمد صاحب کی بھیجی ہوئی لنگر کی امداد کے تیس روپے لائے تھے۔ یہ ہمیشہ درگاہ شریف کے لنگر کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ دہلی کے رہنے والے ہیں کلکتے میں تجارت کرتے ہیں۔

سید ظہور شاہ نظامی کے آج کشفی شاہ کے بھائی سید ظہور شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ [illegible] انگریزی زبان میں اسلامی [illegible]

کا ایک بہت اعلیٰ پروگرام بنایا ہے۔

مسٹر جناح اور وائسرائے کو تار آج میں نے ہز اکسلنسی وائسرائے ہند اور مسٹر جناح کو دو تار اُردو زبان میں بھیجے ہیں جن میں بحیثیت صدر چشتی برادری لکھا ہے کہ چشتیہ خاندان کے ماننے والے کروڑوں مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ یہ تار اس لئے بھیجے ہیں کہ مجھے شملے کی ذاتی اطلاعات سے معلوم ہوا تھا کہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے اور اس کانفرنس کو ناکام بنانے کی خواہش رکھنے والے وائسرائے پر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ سب مسلمانوں کی نمائندہ نہیں ہے کیونکہ کانگرسی مسلمان اور جمعیت علماء کے ممبر اور ان کے دوسرے ساتھی مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ گورنمنٹ ان باتوں سے متاثر ہو جائے اور مسٹر جناح میں بھی اشتعال پیدا ہو اور وہ سمجھوتے سے انکار کر دیں۔

۱۷ رجب ۲۸ جون جمعرات دہلی

آیسام سے نظامی کے آج امام الدین نظامی

گوہاٹی آسام سے ملنے آئے تھے۔ اُن کے ایک عزیز بھی ساتھ تھے جنھوں نے بیعت کی۔ ایک بنگالی مولوی صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔

امام الدین ریاست بیکانیر کے رہنے والے ہیں۔ گوہاٹی میں تجارت کرتے ہیں۔ یہ بہت سنجیدہ اور سمجھدار آدمی ہیں۔

**چھپائی کی مشکلات** خیال تھا کہ سرکار نے کاغذ کو نظر بند کر کے اخباری اور علمی نشر و اشاعت میں مشکلات پیدا کی ہیں۔ اور کاپی نویس اور چھاپے خانے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ مگر حالت اُلٹی ہے کہ چھاپے خانوں نے کئی گنی زیادہ چھپائی کی اُجرت بڑھا دی ہے۔ پھر بھی وقت پر اور وعدے پر نہ کوئی اخبار چھاپ کر دیتے ہیں نہ کوئی کتاب چھاپ کر دیتے ہیں۔ ۸ اور ۱۶ ر جون کا منادی ۲ ر جون کو تیار کر کے چھاپے خانے میں بھیجا تھا جو ۱۲ ر جون کو چھپ کر آیا پھر ۲۴ ر جون کا منادی فوراً تیار کر کے بھیجا جو آج تک نہیں چھپا۔

نظامی بنسری چونکہ بڑی کتاب ہے تین چار چھاپے خانوں میں دی تھی۔ کسی نے تھوڑی سی کاپیاں چھاپ دیں۔ باقی نہیں چھاپیں۔ اور کسی نے مہینہ دو مہینے کے بعد واپس کر دیں کہ فرصت نہیں ہے۔ پہلے دو روپے ہزار اُجرت دی جاتی تھی۔ اب چھ روپے ہزار اُجرت ہو گئی ہے پھر بھی چھپائی نہیں ہوتی۔

نظامی بنسری کے تقاضے ہندوستان کے گھر گھر سے آ رہے ہیں۔ میں کس کس سے کہوں اور کس کس کو جواب دوں کہ میں نے گرمیوں کا سخت موسم انہیں کاموں کی وجہ سے برداشت کیا اور گھر سے باہر نہ نکلا۔ مگر اب تک وہی حال ہے جو پہلے دن تھا شیخ چلی کی کتابوں کا پہلا نمبر بمشکل چھپا ہے بقیہ کئی نمبر لکھے ہوئے تیار رکھے ہیں مگر چھاپے خانوں کو فرصت نہیں ہے شیخ چلی کی کتابوں کی مانگ چونکہ بہت زیادہ ہے اس واسطے زیادہ تعداد میں چھپی ہیں۔ نظامی بنسری بھی بڑی تعداد میں چھاپی گئی ہے۔ قرآن شریف کا عقلی ترجمہ کئی پاروں کا لکھا ہوا رکھا ہے۔ کوئی

چھاپنے والا نہیں ملتا۔

پہلے لوگ کہتے تھے نوکری نہیں ملتی اب کہتے ہیں نوکر نہیں ملتا۔ مزدور کہتے تھے مزدوری نہیں ملتی۔ اب کہا جاتا ہے مزدور نہیں ملتے۔

آج اسی چھپائی کا خلجان دُور کرنے کے لئے دو دفعہ دہلی گیا تھا جمعرات کے آنے والے بھی آئے تھے۔ سید راشد حسین بھی آئے تھے۔ خان بہادر نواب علی صاحب کی خواتین بھی آئیں تھیں۔ اُستاد شمس الدین اور نور الہی صاحب بھی آئے تھے۔ خلیفہ غوث محمد صاحب بھی آئے تھے۔ اور آم اور لیچیاں بھی لائے تھے۔

**۱۸ ارجب ۲۹ رجون جمعہ دہلی**

**تعمیری دورہ** } آج صبح نماز کے بعد حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ وغیرہ کے مزارات کے روضوں کی تعمیر کے انتظامات دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ قطب مینار تک بھی دورہ کیا تھا۔

**توشہ** } حضرت رحمۃ کی ماہانہ نیاز کا توشہ سید سمیع الدین صاحب کے ہاں سے آیا تھا۔ میں نے بھی تبرک چکھا تھا۔

**درگاہ کی بجلی کا بل** } اس مہینے درگاہ شریف کی بجلی کا بل پھر بہت زیادہ آیا ہے معلوم ہوا درگاہ والوں نے بجلی زیادہ خرچ کرنے والے قمقمے لگا دئے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ روشنی بڑھی ہے بلکہ اس لئے کہ میرا خرچ بڑھا ہے۔

**شملے کی خبریں** } میں آجکل پابندی کے ساتھ ریڈیو میں شملے کی خبریں سُنتا ہوں اور محمد نعیم صاحب بی اے سے انگریزی اخبار بھی پڑھوا کر سُنتا ہوں۔

جمعے کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی آج بھی نمازی زیادہ تھے۔ ساری مسجد بھر گئی تھی۔

**دماغی دورہ** } آج میں نے مکھن چُپڑ کر روٹی کھائی تھی۔ اُس سے نقصان ہوا یا کوئی اور وجہ ہوئی مغرب کے بعد نہایت شدید دماغی دورہ ہوا۔ سید سمیع الدین صاحب باتیں کر رہے تھے۔ اور میں نہایت صبر و برداشت سے دماغی دورے کی لگام تھامے ہوئے اُن کو جواب دے رہا تھا۔ میں اس شدید تکلیف پر غالب آیا

نہ سمیع الدین صاحب کو محسوس ہوا نہ کسی اور کو اس دورے کی خبر ہوئی۔ دو گھنٹے کی اذیت کے بعد نیند آ گئی۔

۱۹ رجب، ۳۰ رجون شنبہ دہلی

حاضری: آج پھر سید سمیع الدین صاحب اور عبد النعیم صاحب کے ساتھ درگاہ حضرت شیخ صاحبؒ میں تعمیری انتظامات کے لئے حاضری دی تھی۔ اور اولیا مسجد تک بھی گیا تھا۔

چیف کمشنر صاحب: واپسی کے بعد چیف کمشنر صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ کیونکہ اُن کی دعوت کا انتظام کیا تھا۔ بات چیت سے قرار پایا کہ آج کی دعوت ملتوی کر دی جائے۔

حجروں کی تعمیر: درگاہ حضرت شیخ صاحبؒ میں دو حجرے بنانے کی تجویز بھی ہے کیونکہ وہاں سائلین کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ قرار پایا تھا کہ بیس بیس فٹ لمبے اور بارہ بارہ فٹ چوڑے دو حجرے بنائے جائیں۔ آج اُن کے لئے شہتیر تلاش کئے۔ آٹھ سو روپے کے آٹھ شہتیر آئیں گے۔ قیمت سُن کر میں نے تجویز بدل دی۔ اب کم خرچ کی چھتیں بنائی جائیں گی۔

بیگم میاں سر محمد شفیع: لاہور سے میری مرید بیگم میاں سر محمد شفیع دہلی میں آئی ہیں میاں محمد رفیع صاحب کے ہاں ٹھیری ہیں آج میں اُن کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔

مقرب حسین صاحب: دہلی کے مشہور ادیب مقرب حسین صاحب ملنے آئے تھے جو دہلی کے رسالہ مشہور کے نائب ایڈیٹر ہیں۔ اُن کے ساتھ احمد حسن صاحب سلیمانی بھی آئے تھے۔ جو ریاست بیکانیر میں رہتے ہیں۔ اور تونسہ شریف کے نظامیہ مشائخ سے بیعت ہیں۔ کہتے تھے بیکانیر میں ۵-۶ ہزار آدمی اس سلسلے کے مرید ہیں۔

مشہور کا سالنامہ: مقرب حسین صاحب نے اپنے رسالے مشہور دہلی کے لئے مضمون چاہا تھا۔ میں نے موسم کا خیال کر کے برسات پر ایک مضمون لکھوا دیا۔ آج بھی شام تک تحریری کام کرتا رہا۔

ولی عہد بہادر کا تار: میرے پیارے بیٹے خواجہ سید حسین نظامی کا انڈین ایئر فورس سے تار آیا [illegible] ہو گئی ہے۔ [illegible]

ہفتے میں آپ کے پاس آؤں گا۔ اس خبر سے اُن کے بہن بھائی اور اُن کی ماں بہت خوش ہوئیں اور میں ان سب کو خوش دیکھ کر خوش ہوا۔ کیونکہ میں سری کرشن اور گوتم بدھ کے فلسفۂ حیات کو بعض اوقات پسند کر لیتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ دُنیا کے تعلقات سے تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔ جو سب سے بے تعلق ہو جاتا ہے وہ بڑے سکھ میں رہتا ہے۔

**دہلی کا سفر** شام کو علی اور عبدالنعیم صاحب کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ ایک ہزار چار سو تیرانوے روپے کا کاغذ جے این سنگھ کمپنی سے خریدا تھا۔ کوئی شاعر صاحب ساتھ ہوتے تو کاغذ کی خریداری کے وقت تھیلیوں کی چھنا چھن کی آواز سُن کر غالب کا شعر پڑھتے ؎

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

اور اس کے جواب میں ہم بھی کسی کا شعر توڑ مروڑ کر پڑھ دیتے ؎

بزم کا قالینی آرائش ہے تو نازاں نہ ہو
تو تو اک تصویر ہے [illegible]

**حلوہ سوہن** آج دہلی کے مشہور حلوہ سوہن والے شاہی دکان دار محمد تقی نظامی کی دکان پر گیا تھا۔ انھوں نے اپنی دکان کے بنے ہوئے حلوہ سوہن کے کئی نمونے نذر کئے تھے۔

**۲۰ر رجب یکم جولائی اتوار دہلی**

**عید میلاد کی قوالی** رجب میں امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس کی خوشی میں آج میں نے اپنے مکان پر قوالی کی مجلس کا انتظام کیا تھا۔ شام کو ۷ بجے موتی محل کے صحن میں قوالی شروع ہوئی حسب ذیل اصحاب مردانے میں تھے۔ خان بہادر ڈاکٹر رحمٰن صاحب سکریٹری میڈیکل کونسل اور اُن کے صاحبزادے اور میاں محمد رفیع صاحب سکریٹری سنٹرل اسمبلی۔ اور چودھری غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اور چودھری نبی احمد صاحب سٹی مجسٹریٹ اور ملک غلام مصطفیٰ صاحب کوتوال۔ اور داؤد خان صاحب افسر پولس تھانہ صدر بازار دہلی اور عبدالمالک عاصی نظامی اور محمد صدیق صاحب مالک

استار موٹر کمپنی اور اُن کے بھائی صاحب
اور سید احمد مجتبیٰ واحدی اور سید علی مقتدیٰ
واحدی اور منشی قربان علی صاحب ایڈیٹر
اُردوئے معلیٰ اور خاں صاحب حکیم محمود علی خاں
ماہر اور اطہر صاحب اور محمد مبین نظامی اور
سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب
اجمیری اور محمد نعیم صاحب بی اے اور مفتی
شوکت فہمی ایڈیٹر دین دنیا اور سید غلام مرزا
صاحب وکیل اور مولانا عشقی نظامی اور
عبدالوحید خلف حاجی بشیر صاحب لکڑی والے
وغیرہ۔

عورتوں کی نشست موتی محل کے
اندر تھی جہاں بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع
اور بیگم صاحبہ میاں محمد رفیع اور خواتین منشی
قربان علی صاحب اور اہلیہ ملا واحدی صاحب
اور میرے گھر کی اور خاندان کی خواتین بھی
شریک تھیں۔

خادم حسین نظام راگی قوال کا گانا ہوا
مغرب کے وقت مجلس ختم ہوئی۔

**برف کی نذر** } محمد صدیق صاحب دہلی
سے برف کی ایک سلی بھی لائے تھے اور حاضرین
مجلس کو برف کا شربت پلایا گیا تھا موجودہ
زمانے میں برف بھی بہت مشکل سے ملتی
ہے۔ اس واسطے میں برف کی نذر کو بڑی
گرم نذر سمجھتا ہوں۔

**ڈاکٹر سید محمود صاحب** } آج صبح ڈاکٹر
سید محمود صاحب ملنے آئے تھے۔ اب اُن
کی صحت ٹھیک ہے۔ راجندر پرشاد صاحب
اور مسز نیڈو بھی آنے والے ہیں۔

**رفیق المسلمین** } خان بہادر حاجی وجیہہ الدین
صاحب اور اُن کے بڑے صاحبزادے صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ دہلی کی مسجدوں کی
اصلاح و ترقی و انتظام کی نسبت بات
چیت ہوئی۔ اُن کی دانش مندی اور عملی
جوش اور دین داری ہر لحاظ سے قابل تقلید ہے

**۱۲ رجب ۲ جولائی پیر دہلی**

**پیر اور پیر** } آج پیر کے دن میرے پیر
یعنی پاؤں میں موٹر کے دروازے سے
چوٹ لگی۔ میں نے پاؤں کی کھال کو کٹا
ہوا دیکھا اور لال لال خون بھی دیکھا۔ اور
اُس تکلیف کو بھی محسوس کیا جو اس چوٹ
سے پیدا کی تھی۔ مگر جب پاؤں کی اس

اذیت اور دل کی اُس اذیت کو تولا جو شملہ
کانفرنس کی بعض چیزوں سے دل محسوس
کر رہا ہے۔ تو پاؤں کی تکلیف دل تکلیف
کے سامنے بے حقیقت معلوم ہوئی۔

**پرائیویٹ سکریٹری وائسرائے کا خط** } گزشتہ منادی کے شروع میں شملہ کانفرنس
کی نسبت جو کچھ چھپا تھا وہ میں نے چھپنے
سے پہلے ہز اکسلنسی وائسرائے کو بھی بھیج دیا
تھا۔ اور اُس کی نسبت وائسرائے کے
پرائیویٹ سکریٹری صاحب کا دلچسپ
خط بھی آگیا تھا۔ اس کے بعد چشتی برادری
کی طرف سے جو تار مسلم لیگ کی حمایت
میں مسٹر جناح اور وائسرائے کو بھیجا گیا
تھا۔ آج وائسرائے کے سکریٹری کی طرف
سے اُس کا جواب بھی موصول ہو گیا ہے۔

**گشت** } صبح ساڑھے سات بجے درگاہ
حضرت بی بی نور صاحبہ رحمۃ میں حاضر ہوا تھا
اور تعمیری انتظامات دیکھ کر دہلی چلا گیا تھا
کیونکہ یکم جولائی کے منادی کی ایک کاپی
چھاپے خانے میں خراب ہو گئی تھی۔ اُس
کی اصلاح کا انتظام کرنا تھا۔

**لیسنس کی فیس** } دونوں موٹروں کے
لیسنس کی سہ ماہی فیس دینے دفتر میں
گیا تھا۔ دس بجے سے ساڑھے بارہ بجے
تک ڈہائی گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ گرمی قیامت
کی تھی سب کپڑے پسینے میں بھیگ گئے۔

**پٹرول کوپن** } ساڑھے ۱۲ بجے پٹرول
کنٹرول کے اعلیٰ افسر سے ملاقات کی۔ اودھر سے
پھر ایک گھنٹے کی جد و جہد کے بعد کوپن حاصل ہوئے

**موٹر کا پٹرول ختم ہو گیا** } ۲ بجے منشی
قربان علی صاحب کی دکان پر آیا تو پٹرول
ختم ہو گیا اور موٹر راستے میں رک گئی اور چار
بجے تک منشی جی کی دکان پر ٹھیرنا پڑا جب
کوپنوں کا پٹرول آیا تب گھر پہنچا۔ امام
صاحب جامع مسجد کے بھتیجے سید بخاری
صاحب اور رسالہ چنگاری کے ایڈیٹر
عبداللہ شمیم صاحب سے شملہ کانفرنس
کی نسبت بات چیت بھی کی۔

**منادی کی روانگی** } ۲۴ رجون کا
منادی آج ۲ رجولائی کو روانہ ہوا۔

**ڈپوٹیشن** } علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے
پروفیسر صاحبان میڈیکل کالج کا چندہ جمع

کرنے دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ آج میرے پاس بھی آئے تھے۔

امام جعفرؓ کے کونڈے آج حسین بھائی عبداللہ لال جی صاحب کے بڑے لڑکے نے میرے ہاں امام جعفرؓ کے کونڈوں کے لئے کئی دیگیں کھیر کی پکائی ہیں۔

تار کی خبر آج ریڈیو میں میرے اس تار کی خبر نشر ہوئی تھی جو میں نے مسلم لیگ کی تائید میں مسٹر جناح اور وائسرائے کو بھیجا تھا۔

تنخواہوں کی تقسیم آج جن کی تنخواہیں اپنی ذات اور اپنے دفتروں کے متعلقین کو تقسیم کر دیں۔

سید آفاق صاحب آج سید آفاق صاحب ملنے آئے تھے۔ کل شام کو ان کے ہاں حضرت امام جعفرؓ کے کونڈوں کی نیاز ہے۔ میں نے بھی ان کے ہاں جانے کا وعدہ کیا ہے۔

۲۲ رجب ۳ رجولائی منگل دہلی

دادی کے قدموں میں آج صبح درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ؒ کی تعمیر کا کام دیکھنے گیا تو اپنی دادی یعنی حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی صاحبزادی کے مزار کے قریب بیٹھ کر عبدالمغیم صاحب سے مضامین لکھوائے۔ ۱۲ بجے گھر میں واپس آگیا۔ اور زیریں منزل میں بیٹھ کر کام کیا۔

گیان چند آج پلول سے لالہ گیان چند ملنے آئے تھے۔ جو میرے مرید لالہ متولال نظامی مقتول کے لے پالک بیٹے ہیں۔

دہلی کا سفر آج شام کو حسن اور مہدی اور دولی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ اپنے لئے اور ان سب کے لئے برساتی جوتیاں لایا تھا۔

کونڈے کل رات کو سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی کی طرف سے حضرت امام جعفرؓ کے کونڈوں کے لئے کھیر کی کئی دیگیں پکی تھیں۔ اور آج صبح بہت سے کورے کونڈوں میں بھر کر نیاز دلوائی گئی تھی۔ شام کو ماسٹر الطاف حسین صاحب کے مکان پر کونڈوں کی نیاز میں شریک ہوا تھا۔ کل ان کے صاحبزادے سید آفاق حسین اس نیاز کی دعوت دینے آئے تھے۔ ماسٹر صاحب

بڑی احتیاط سے خود اس نیاز کی چیزیں پکاتے ہیں۔ نمکین سُہال بھی تھے اور میٹھے سُہال بھی تھے۔ بہت بڑے بڑے کئی لگن چھٹی چار بھرے ہوئے دسترخوان پر رکھے تھے۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو الگ الگ رکابیوں میں نکال کر تبرک کھلایا گیا۔ آغا صاحب نے سرکہ کا میٹھا اچار بھی کھلایا۔ آغا صاحب کے بھائی بھی موجود تھے محلے کے رئیس سید ناصر علی صاحب اور محمد بشیر خاں صاحب بھی میرے ساتھ تبرک خوری میں شریک ہوئے تھے۔

قرآن کا فرمان؟ آج مسلم لیگ کی تائید کے لئے "قرآن کا فرمان" عنوان سے ایک پوسٹر چھپوایا ہے۔ تمام ہندوستان کی مسجدوں کے اماموں کو بھیجا جائے گا کیونکہ میں مذہبی طبقوں میں سیاسی لگاؤ پیدا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۲۳ ررجب ۹ر جولائی بدھ دہلی

پوسٹر کی روانگی؟ آج دن بھر علی اور عبدالنعیم خاں صاحب "قرآن کا فرمان" پوسٹر تمام ہندوستان میں تقسیم کرنے کا کام کرتے رہے۔ یہ پوسٹر بہت قیمتی لفافوں میں بھیجے گئے ہیں اور ان پر ٹکٹوں کا خرچ بھی بہت زیادہ ہوا ہے۔

شام کو لفافوں کے تھیلے ریل کے ڈاک خانے میں بھجوائے گئے تاکہ آج ہی رات کو تمام ہندوستان میں چلے جائیں۔

مسٹر گریفن؟ آج ۴ بجے ایک مرید کے ساتھ مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے سے ملنے گیا تھا۔ اور کچھ دیر بات چیت کرکے واپس چلا آیا تھا۔ انھوں نے موجودہ سیاسی حالات کی نسبت بھی میری رائے دریافت کی تھی۔

ملاقاتی؟ شفاعت حسین صاحب قریشی اور عبدالبصیر نظامی اور نواب خواجہ فخرالدین صاحب اور حیدرآباد کے چند نوجوان ملنے آئے تھے۔ سید یامین نظامی بھی بدھ کی حاضری دینے آئے تھے۔

صفرے کا دورہ؟ چونکہ بارش نہیں ہوئی ہے اور گرمی زیادہ ہے۔ اور میں روزانہ دونوں وقت آم کھاتا ہوں اس لئے صفرا بڑھا اور اُس کا اثر دل اور دماغ پر ہوا۔ رات کو خبر یہ سُننے کے بعد

بستر پر لیٹا اور مولانا عشقی نظامی نے پاؤں دبانے شروع کئے تو یکایک دورہ شروع ہوگیا۔ میں نے اُٹھ کر پانی پیا اور کچھ دیر ٹہلا۔ مگر تکلیف بڑھتی گئی۔ پسینہ بہت آیا۔ یونس نے کہا خواجہ بانو کو خبر دیتا ہوں میں نے کہا کسی کو خبر نہ دو۔ ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ خدا کی مدد شامل حال ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد نیند آگئی اور صبح کی اذان تک مسلسل نیند آئی۔

آج میں نے صبح ناشتہ بھی آموں سے کیا تھا۔ اور یہ ساری تکلیف اسی کی تھی۔

**ہیضے کا اعلان:** ریڈیو میں اعلان ہوا تھا کہ دہلی میں ہیضہ پھیل گیا ہے میں نے اپنے گھر میں باورچی خانے کی صفائی کی تاکید کے فرمان جاری کئے۔

**جامن کا تحفہ:** آموں کی گرمی دور کرنے والی جامن کا ٹوکرا ابھی تیج رام لائے تھے جامنیں بھی آم کی طرح گھلا کر اور نمک ڈال کر کھائی جاتی ہیں۔ پڑوس کی لڑکیاں گیت گا رہی تھیں: "آم جامن گھلے دھرے۔ میں نہیں کھاتی ری میری ماں" میں نے کوثر سے کہا یہ لڑکیاں اپنی اماں سے ناحق کہہ رہی ہیں۔ تمہارے پاس گھلے ہوئے آم اور جامنیں بھیجدیں۔ مگر دیکھو تم یہ نہ کہنا کہ "میں نہیں کھاتی ری میری ماں" بلکہ فوراً ان دونوں کو کھا لینا۔

## ۲۴ رجب ۵ رجولائی جمعرات دہلی

**آج کا کام:** دن بھر گرمی رہی۔ موتی محل میں کام کرتا رہا۔ خدا کے فرمان کے پوسٹر آج ہی روانہ کئے۔ اخبار منادی کا کام بھی کیا بکثرت ملاقاتی آتے رہے۔

خلیفہ غوث محمد صاحب کے بھائی خلیفہ محمد میاں اور استاد شمس الدین اور نور الٰہی صاحب اور بمبئی والے سیٹھ عثمان معہ [illegible] بھی اپنے چار رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ گلبرگے والے سعید الزماں صاحب کے بھائی بھی آئے تھے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی آئی تھیں۔ سید راشد حسین کی والدہ اور خالہ بھی آئی تھیں۔

**خس کا خاصدان:** چودھری رحم علی صاحب ہاشمی کی بیگم صاحبہ نے گذشتہ سال ناتواں کے لئے خس کی ٹوپی بنا کر بھیجی تھی اس سال نہایت خوبصورت زریں خس کا خاصدان بھیجا

بھیجا اور ایک تار مسٹر جناح کو بھیجا۔ کہ چشتیہ خاندان کے ماننے والے کروڑوں مسلمان مسلم لیگ کو اپنا نمائندہ مانتے ہیں۔

میں نے پوری احتیاط کے ساتھ صرف مسلمانوں کا لفظ لکھا ہے چشتی برادری کے غیر مسلم ممبروں کا لفظ نہیں لکھا ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ چشتی برادری کے غیر مسلم ممبر بھی میرے ایسے عمل کو جو انسانوں کو آپس میں ملانے والا ہو اچھا سمجھیں گے برا نہیں سمجھیں گے تاہم میں نے اپنا اخلاقی فرض سمجھا کہ میں چشتی برادری کے ممبروں کو اپنے اس عمل سے آگاہ کردوں

شیخ سعدیؒ نے اپنی مشہور کتاب گلستاں میں ایک قصہ لکھا ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے کسی مجرم کو سزا کا حکم دیا۔ مجرم نے سزا کا حکم سن کر بادشاہ کو گالیاں دینی شروع کیں بادشاہ نے اپنے ایک نیک دل وزیر سے پوچھا یہ شخص کیا کہتا ہے؟ وزیر نے کہا حضور کو دعائیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور نے جو کچھ فیصلہ کیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں اسی سزا کے قابل تھا۔ بادشاہ یہ سن کر خوش ہوا اور اس نے مجرم کی سزا معاف کردی۔

دربار میں ایک بدنیت وزیر بھی کھڑا تھا اس نے بادشاہ سے کہا بادشاہوں کے سامنے جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مجرم نے تو بادشاہ کو گالیاں دی تھیں۔ اور وزیر نے جھوٹ کہا کہ وہ دعائیں دے رہا ہے۔

بادشاہ نے بدنیت وزیر سے کہا۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ خلق خدا کی مصلحت اور فائدہ رسانی کے لئے جھوٹ بولنا اس سچ بولنے سے اچھا ہے جس سے فتنہ فساد پیدا ہو اور خلق خدا کو تکلیف پہنچے۔

اس حکایت سے میری چشتی برادری کے ممبر میرے ان دونوں تاروں کی مصلحت کو سمجھ لیں گے اور [illegible] اطمینان پیدا نہیں ہوگی اور ہم سب کا حقیقی بادشاہ خدا بھی میری اس نیک نیتی کا اچھا بدلہ مجھ کو بھی دے گا اور میری چشتی برادری کو بھی دے گا۔

حسن نظامی دہلوی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۵۸

چشتی پارٹی کی بادشاہی کا ہفتہ وار اخبار

# منادی دہلی

ہر دم اللہ

جس میں شیخ چلی کی ڈائری بھی شریک ہے

ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی

۲۲ اگست ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ ایک آنہ

## تمام ہندوستان کا غم دور کرنے والے ہزار داستان شیخ چلی

شیخ چلی کی ڈائری منادی کے ساتھ شائع ہوا کریگی اور قیمت کچھ نہیں لی جائیگی بلکہ چشتی پارٹی کی قوت بڑھانے کے لئے ایک کروڑ خریدار مہیا کیجے

حسن نظامی

تمام ناظرین منادی کا فرض ہے کہ اپنے علاقے کے ہر گھر میں منادی کے خوبیاں بیان کریں اور بے پڑھے لوگوں کو پڑھکر سناتے رہیں۔

حسن نظامی

# چشتی پارٹی کی ضرورت

(۱) چونکہ ہندوستان کی قوموں میں کانگرس اور مسلم لیگ وغیرہ سیاسی پارٹیوں نے جھگڑے پیدا کر دیے ہیں۔ اور ہر قوم کے آدمی اپنی ذات اور اپنی برادری کی غرض میں پھنس کر دوسروں کو دبانے اور مٹانے اور بے حق کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس واسطے ضرورت ہے کہ ایک ایسی پارٹی بنائی جائے جو مذکورہ بُرائیوں سے پاک ہو۔

(۲) چونکہ بعض انگریز مورخوں نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں جھوٹی باتیں درج ہیں اور وہ کتابیں کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور ان کے پڑھنے سے ہندوستانی قوموں کے دلوں میں آپس کی دشمنی پیدا ہو گئی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی کتابوں کا زہر دور کرنے اور ایسی کتابوں کو کالجوں میں پڑھنے نہ دینے کے لئے ایک طاقتور جماعت تیار ہو۔

(۳) اگرچہ سب ہندوستانی جانتے ہیں کہ ہندوستان خدا پرست ملک ہے اور سب ہندوستانی قومیں اپنے اپنے مذہب کی بموجب خدا کو مانتی ہیں لیکن یورپ سے آئی ہوئی زہریلی ہوا نے ہندوستانیوں کو خدا کا منکر بنانا شروع کر دیا ہے۔ اس واسطے ایک ایسی مضبوط جماعت کی ضرورت ہے جو ہندوستانیوں کو خدا کے انکار کے اثر سے بچانے کی کوشش کرے۔

(۴) ہندوستان کو بھی عزت اور روٹی اور دل کی خوشی اُتنی ہی درکار ہے جتنی ہندوستان سے باہر والوں کو ہے مگر باہر والے ہندوستانیوں کی عزت اور روٹی اور دل کی خوشی پر اپنا قبضہ کر لینا چاہتے ہیں۔ اس واسطے ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو ہندوستانیوں کی عزت اور روٹی اور خوش دلی کو غیروں کے حملے سے بچائے

(۵) دنیا کی کوئی قوم ایک دل اور ایک عمل ہوئے بغیر عزت اور روٹی اور خوش دلی اور آزادی حاصل نہیں کر سکتی اس واسطے ضرورت ہے کہ مذکورہ کاموں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے سب ہندوستانیوں کو ایک دل اور ایک عمل بنایا جائے

چشتی پارٹی بن گئی ہے۔ اور ہزاروں ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی، عیسائی اس میں شریک ہو گئے ہیں آپ بھی اس چشتی پارٹی میں شریک ہو کر عزت اور روٹی اور خوش دلی حاصل کیجئے۔ حسن نظامی۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## ۱۵؍اگست کو لڑائی ختم ہوگئی

۴؍اگست ۱۹۱۴ء کو پہلی جنگ یورپ شروع ہوئی تھی اور دوسری جنگ یورپ ستمبر ۱۹۳۹ء میں شروع ہوئی تھی۔ جو آج ۱۵؍اگست ۱۹۴۵ء کو ختم ہوگئی۔ یورپ میں اس سے پہلے ختم ہوگئی تھی۔ ایشیا میں آج ختم ہوئی۔

یہ دونوں لڑائیاں قیامت کا نمونہ دکھانے والی لڑائیاں تھیں۔ تاکہ قیامت کے منکروں کو قیامت کا مزہ دنیا میں چکھایا جائے۔

جو اس لڑائی میں جیتے ہیں۔ وہ ہارے ہیں۔ اور جو ہارے ہیں وہ مرے ہیں مگر ان دونوں سے زیادہ ہم غیر جانبدار [illegible] حشر کے تماشے دیکھتے ہیں۔

اس لڑائی سے پندرہ سال پہلے سر سید کے پوتے سر راس مسعود جاپان گئے تو جاپان کے وزیر اعظم نے ان کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ "خدا کو ہم نہیں جانتے۔ وہ کبھی جاپان میں نہیں آیا۔ اور اگر آجائے تو ہم اس کو جاپان میں گھسنے نہ دیں گے۔" آج ۱۵؍اگست کو وہ خدا جاپان میں داخل ہوگیا۔ جس کو وہ نہ مانتے تھے۔ اور جس کو اندر آنے کی اجازت نہ دینی چاہتے تھے۔

جاپانی اپنے بادشاہ کو خدا سمجھتے ہیں۔ ان کے خدا نے کبھی کسی سے بات نہیں کی تھی۔ مگر آسمان والے خدا نے جاپان میں جاکر حکم دیا۔

"میرے بندے بول۔ اور ساری دنیا سے بات کر۔ اور اپنی ہار مان۔ تاکہ تیری عاجزی کا سب کو علم ہو جائے۔ اور تاکہ تیری عاجزی اور بے بسی سے برطانیہ اور امریکہ اور روس اور چین بھی سبق لیں اور سمجھیں کہ جو خدا جرمنی اور جاپان کو ہرا سکتا ہے وہ برطانیہ اور [illegible] اور چین اور فرانس کو بھی [illegible] نے خدا کے منکر و نذر و خدا سے اور مجھکو خدا کے آگے۔"

## ہراکری

جاپانی قوم کے عقائد عجیب و غریب ہیں۔ وہ اپنے بزرگوں کی ارواح کو زندہ اور موجود مانتے ہیں۔ اور روزانہ ہر جاپانی رات کے وقت دن بھر کا سارا حال اپنے بزرگوں کی روحوں کو سنا دیا کرتا ہے اور وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص اپنی عزت یا اپنے بادشاہ کی عزت یا اپنے ملک یا قوم کی عزت کے لئے ہراکری یعنی خودکشی کر لیتا ہے اُس کو فوراً دُنیا میں دوسری خوب کی زندگی مل جاتی ہے۔ اور بہت ترقی کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کے ہاں "ہراکری" یعنے خودکشی بہت بڑا گناہ ہے لیکن جو لوگ اپنے دین کی اور اپنے خدا و رسول کی عزت بچانے کے لئے جان دیتے ہیں اُن کی نسبت قرآن میں دو جگہ خدا نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو مُردہ مت سمجھو وہ زندہ ہیں اور زندہ رہتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے اُن کو روزی بھی ملتی رہتی ہے یعنی وہ مرنے کے بعد بھی زندہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے رہتے ہیں۔

موجودہ لڑائی میں جاپانیوں کی ہراکری نے ساری دنیا کو تعجب میں ڈال دیا تھا کہ خوشی خوشی ہزاروں آدمی اپنی جان کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دیتے تھے۔ لیکن دنیا کو معلوم نہیں ہے کہ مسلمان قوم میں شہید ہونے کا شوق جاپان سے بھی زیادہ ہے۔ اب نئی تعلیم اور نئی روشنی کے اثر سے وہ شوق کم ہو گیا ہے لیکن اب بھی کروڑوں مسلمان خدا کے راستے میں مر جانا اپنی نجات اور ہمیشہ کی زندگی کا باعث مانتے ہیں۔

مجھے یاد ہے جب میری عمر تین برس کی تھی تو میں نے اپنی بہن کی چوڑیاں پہن لیں۔ تو میری والدہ نے گھبرا کر کہا چوڑیاں اُتار جو لڑکے چوڑیاں پہن لیتے ہیں وہ دین کی لڑائی نہیں لڑ سکتے۔ اور اُن کو شہید ہونے کا درجہ نہیں ملتا۔ میں اُس وقت بالکل نہیں سمجھا کہ دین کی لڑائی کیا چیز ہے اور شہید کیا چیز ہے۔ لیکن آج ستر برس کی

عمر میں تین برس کی عمر کی بات مجھے یاد ہے
اور میں اُس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہوں کہ
ہم مسلمانوں کا شوق شہادت جاپانی
"ہراکری" سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ ہم
خدا کے لئے مرنا شہادت سمجھتے ہیں اور
جاپانی اپنی ذات کے لئے خود کشی کرتے ہیں۔

## وزیر اعظم کو تار

مسٹر چرچل کی جگہ جب مسٹر اٹیلی وزیر اعظم
مقرر ہوئے تو میں نے اُن کو آل انڈیا چشتی
پارٹی کی طرف سے تار بھیجا تھا جس کا مضمون
منادی میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے
لکھا تھا "خدا کو یاد رکھئے۔ دنیا کے امن
کو یاد رکھئے۔ اور ہندوستان کی آزادی
کو یاد رکھئے" خدا کی شان کے قربان ہو
جانا چاہئے کہ اس تار کے دو چار دن کے
بعد جاپان نے ہار مان لی اور بادشاہ
سلامت نے اپنی تقریر میں خدا کا ذکر کیا۔
اور دنیا کے امن کی صورت بھی نمودار
ہوئی۔ اور بادشاہ نے اپنی تقریر میں ہندوستان
کی آزادی کا ذکر بھی کیا۔

اگر مسٹر اٹیلی اور برطانی حکومت خدا اور
امن اور ہندوستان کی آزادی کو یاد رکھے
تو اُس کی خوبی ہے۔ مگر ہندوستان کے
چالیس کروڑ باشندوں کو ان تینوں باتوں
پر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت
ہے۔ کیونکہ ہندوستانی نوجوان خدا کو
بھولتے جاتے ہیں۔ اور ہندو مسلمان کی
لڑائی میں امن کی نعمت کو بھول جاتے
ہیں۔ اور اس سے ہندوستان کی آزادی
کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے۔

لہذا چشتی پارٹی کے ہندو ممبروں،
مسلمان ممبروں، سکھ ممبروں، اور عیسائی
ممبروں کا فرض ہے کہ وہ ہندوستانیوں
کو یہ تین باتیں برابر یاد دلاتے رہیں کہ
خدا کو یاد رکھیں، امن کو یاد رکھیں۔
اور ہندوستان کی آزادی کو یاد رکھیں۔

## میں نہیں مانتا کہ لڑائی ختم ہوگئی

کیونکہ جب تک رٹی کنٹرول اور راشن
بندی کی قید سے آزاد نہ ہو۔ کپڑا آزاد نہ
ہو۔ اور ضرورت کی سب چیزیں آزاد نہ ہوں

اُس وقت تک میں یہی کہتا رہوں گا کہ
لڑائی ختم نہیں ہوئی ہے۔ اگر لارڈ ویول
ریڈیو میں کہیں کہ لڑائی ختم ہوگئی، اور
اگر پوری حلوہ کھانے والے دلی کے
تیس ہزار غریب یہ کہیں کہ لڑائی ختم ہوگئی
اور ہم کو اس خوشی میں پوری حلوہ کھلایا
گیا ہے تب بھی میں نہیں مانوں گا۔ اور
اگر کروروں نوکری پیشہ یہ کہیں کہ ہم کو
لڑائی بند ہونے کی خوشی میں دو دن کی
چھٹی ملی ہے۔ تب بھی میں کہوں گا کہ
لڑائی بند نہیں ہوئی۔ کیونکہ لڑائی کا بند
ہونا سورج کی روشنی کی طرح اور بارش
کی بوندوں کی طرح اور ٹھنڈی ٹھنڈی
ہواؤں کی طرح ہونا چاہئے کہ سب کو
نظر آئے سب کو تکلیف سے بچائے
اور سب کے دلوں کو ٹھنڈا اور مطمئن
کردے۔ بس جب تک غلہ، کپڑے
کا راشن ہے۔ اور کنٹرول ہے میں کسی
طرح تسلیم نہ کروں گا کہ لڑائی بند ہوگئی
ہے۔ ضرورت ہے کہ سب سے پہلے کپڑے کا کنٹرول اور
راشن بندی ختم ہوجائے کیونکہ پبلک کو زیادہ تکلیف
انہی کپڑے کے کنٹرول اور راشن بندی سے ہے۔

## فسادیوں کی ضد

اگرچہ جاپان کے شہنشاہ نے فرمان
جاری کردئے ہیں کہ ہر میدان جنگ میں
جاپانی لڑائی روک دیں مگر بعض مقامات
پر لڑائی بند نہیں ہوئی ہے۔ خاص کر
مانچوریا میں روسی فوجیں لڑ رہی ہیں۔ اور
یہ خبر بھی آئی ہے کہ جاپانیوں نے امریکہ
کے اس مقام پر بمباری کی جہاں ایٹم بم
تیار کئے گئے تھے۔ لیکن ان سے یہ نتیجہ
نکالنا غلط ہے کہ لڑائی ختم نہیں ہوگی۔
بلکہ سب فریقوں میں چند فسادی طبیعت
کے لوگ ہیں جو جھگڑے جاری رکھنا
چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کے قرن اول
میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کی
مرضی کے خلاف چند خودغرض لوگوں نے
فریقین کی فوجوں سے نکل کر لڑائی شروع
کردی تھی۔ اور ذمے داری بعد کی نسلوں
نے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ پر عائد
کی تھی۔ حالانکہ وہ دونوں اس ذمے داری
سے پاک اور بے تعلق تھے۔

## آل انڈیا چشتی پارٹی کی قوالی

دنیا میں امن قائم ہو جانے کی خوشی میں ۲۶ر
اگست ہفتے کی شام کو چھ بجے آل انڈیا چشتی
پارٹی کی طرف سے قوالی کی مجلس میرے
مکان یادگار میدان عرفات میں ہوگی جس
میں ہز ایکسلنسی وائسرائے کی
کونسل کے ممبروں اور ہز ایکسلنسی
کمانڈر انچیف اور چشتی پارٹی کے ہندو
مسلمان سکھ عیسائی ممبروں کے شریک
ہونے کی توقع ہے۔ کیونکہ چشتیوں کا عقیدہ
ہے کہ دنیا کی تمام رواجی اور رسمی مجلسوں
میں دل کے اندر کی چیز باہر نہیں آتی۔ زیادہ تر
محض دکھاوے کے لئے سب کچھ ہوتا
ہے۔ مگر قوالی کی مجلس ایسی چیز ہے جہاں
پوری سچائی اور دل کی یکسوئی کے ساتھ
لوگوں کو خدا کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

---

## رامپور کے دشمن

ریاست رامپور میں چند سال سے مختلف
قسم کے اختلافات پیدا کرنے والے نمودار
ہوتے رہتے ہیں۔ اب کچھ دن سے وہاں
شیعہ سنی کا جھگڑا کھڑا کیا گیا ہے۔ کرنل صاحب
عزیز حسن بی اے نواب پورہ مراد آباد میں
رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک اشتہار چھپوا کر
تقسیم کیا ہے جس کی ایک کاپی مجھ کو بھی
بھیجی ہے۔ آج کل کی مبالغہ آمیز عبارت
آرائی اس پوسٹر میں ہے جس میں نواب
صاحب اور اُن کے وزیر زیدی صاحب
پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ رامپور کو شیعہ
گورنمنٹ بنانا چاہتے ہیں۔ اور لکھنؤ کی
شیعہ جماعت سے امداد لے رہے ہیں
اور لکھنؤ کے شیعہ اُن کو امداد دے رہے
ہیں۔ اور بالشتہ سے حسن علی صاحب کو
مدد کے لئے بلایا گیا ہے۔ اور کاظم رضا صاحب
کو بھی بلایا گیا ہے اور علی ظہیر صاحب کو بھی
بلایا گیا ہے۔

میں نے جب یہ پوسٹر پڑھوا کر سنا تو مجھ
پر یہ اثر ہوا کہ جیسا کچھ شیعہ سنی لکھنؤ میں ہوا
اور گزشتہ تبرا ایجی ٹیشن اور مدح صحابہ
ایجی ٹیشن کے نام سے لاکھوں روپیہ احمق
سنیوں اور احمق شیعوں سے کھا چکے ہیں

انہیں کے گرگے رام پور میں فساد مچانا چاہتے
ہیں۔ منادی کے ناظرین اور چشتی پارٹی
کے ممبر ابھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ لکھنؤ
کے شیعہ فرقے کے پاس نہ حکومت ہے
نہ دولت ہے اور اُن میں سے اکثر نواب
صاحب رام پور وغیرہ شیعہ امرا کے دست
نگر رہتے ہیں پھر وہ کیا خاک امداد رام پور
کو دیں گے۔ ایک زمانہ تھا کہ بہادر شاہ بادشاہ
پر دلی کے اُن مولویوں نے جو ریزیڈنٹ
دہلی سے ملے ہوئے تھے الزام لگایا تھا
کہ بہادر شاہ نے لکھنؤ کے نواب کو پیغام
بھیجا ہے کہ میں شیعہ ہو گیا ہوں۔ مجھے
مدد دی جائے۔ اور ۱۸۵۷ء کی خون ریزی
کے بعد جب بہادر شاہ پر دہلی کے لال قلعے
میں مقدمہ چلایا گیا تو مذکورہ سُنی مولویوں
کے مذکورہ الزامی کاغذات بھی مقدمے
میں پیش ہوئے تھے اور سرکاری وکیل
نے کہا تھا کہ بہادر شاہ اودھ کی حکومت
سے سازش کر کے ایران کی شیعہ حکومت
کو انگریزوں کے خلاف ابھارنا چاہتے تھے۔
لیکن اب تو نہ ایران میں شیعہ حکومت
باقی ہے نہ لکھنؤ میں شیعہ حکومت باقی ہے
پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ لکھنؤ کے شیعہ
رام پور میں شیعہ گورنمنٹ بنانی چاہتے
ہیں۔ کاش ان احمقوں کو معلوم ہوتا کہ
اب دنیا میں نہ شیعہ گورنمنٹ قائم ہو سکتی
ہے نہ سنی گورنمنٹ قائم ہو سکتی ہے اور
یہ سب شرارتیں بے علم اور بے عقل شیعہ
سنی کو آپس میں لڑانے کی ہیں۔

بیشک مجھے اُن شیعہ عمائد سے سخت
شکایت ہے جنہوں نے مسلم لیگ سے
جدا ہو کر شیعہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ
حق مانگا تھا۔ اور یہ شکایت بھی محض اس
لئے ہے کہ وہ شیعہ عمائد علم والے تھے
اور عقل والے تھے اور جانتے تھے کہ وقت
ایسا نازک آیا ہے کہ ہم مسلمان آپس میں
یوں ہی لڑتے رہے تو انگریزوں کی غلامی
سے آزاد ہو کر ہندوؤں کے غلام بن جائیں
اور چماروں اور خاکروبوں سے ہماری
حالت بدتر ہو جائیگی۔ اگر خدانخواستہ یہ
بات سچی بھی ہوتی کہ نواب صاحب رام پور
اور اُن کے چیف منسٹر زیدی صاحب اپنی

حکومت کو شیعہ حکومت بنانی چاہتے ہیں
تب بھی میں باوجود اُن دونوں سے ذاتی
تعلقات رکھنے کے کھلم کھلا اُن دونوں
کو ملامت کرتا اور مطعون کرتا۔ لیکن اب
میں اُن لوگوں کو مطعون کرنا چاہتا ہوں
اور اُن لوگوں پر ملامت کرنی چاہتا ہوں
جو محض رامپور سے ذاتی اغراض حاصل
کرنے کے لئے یہ جھوٹے اور بے سر و پا
پوسٹر شائع کر رہے ہیں۔ میں ان کو رامپور
کا دشمن بھی سمجھتا ہوں۔ اور مسلمان قوم کا
دشمن بھی سمجھتا ہوں۔ اور ہندوستان
کے امن عام کا دشمن بھی سمجھتا ہوں۔ اور
خود اپنی ذات کا دشمن بھی سمجھتا ہوں۔
اور اُس برٹش گورنمنٹ کا دشمن بھی سمجھتا
ہوں۔ جو از روئے قانون یہاں قائم ہے
اور جس نے ہندوستانیوں کو مذہبی
معاملات میں آزادی دی ہے۔ مگر
اس کے ساتھ ہی یہ قانون بھی بنا دیا ہے
کہ اگر کوئی شخص لفظاً معناً اشارتاً کنایتاً
یا اور کسی طرح کوئی ایسا کام کریگا جس سے
ملک معظم کی رعایا کے آپس میں اختلاف
اور نفرت پیدا ہو اُس کو چار برس کی سزا
بھگتنی ہوگی۔

میں حکومت رامپور کو بھی آگاہ کرتا ہوں
کہ اُس کو دُنیا کے انقلاب عظیم سے سبق
لینا چاہیئے اور ایسا کوئی کام بھی نہ کرنا
چاہیئے جس سے مذکورہ خود غرض لوگ
فائدہ اٹھاکر بے علم اور بے عقل شیعوں سنیوں
میں اشتعال و اختلاف پیدا کر سکیں۔

## حاجیوں کو ضروری اطلاع

آج کے اخبار میں صفحہ ۳۴ پر "حج لائن" دی سندھیا
اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ کا اعلان اُن مسلمانوں
کے لئے بہت ضروری اعلان ہے جو اس سال
حج کے سفر کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اگرچہ حکومت
نے جہازوں کے کرایہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا
ہے لیکن ہر مقام پر حج کمیٹیاں بنا دی ہیں اور
دہلی میں بھی ایک دفتر کھول دیا ہے جس سے حاجیوں
کو بہت سہولت ہو جائیگی۔

گذشتہ تجربوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سندھیا کمپنی کے
جہازوں میں حاجیوں کو بہت آرام ملتا ہے اس واسطے میری رائے
ہے کہ حاجیوں کو اپنے مقام کی حج کمیٹی سے یہ بھی کہنا
چاہیئے کہ ہم سندھیا کمپنی کے جہازوں میں سفر کرنا چاہتے ہیں۔

# ہمیشہ زندہ رہنے والے خط

## ایک پُر لطف شکوہ

از نثار الملک میر احدی اجمیری

### اخبار منادی

جو اُس کے نوٹ ہوتے ہیں بڑے دلچسپ ہوتے ہیں
سُنا ہے آجکل نعرہ یہ "اخبار منادی" ہے
زمانے کو پہنچتا ہے، زمانہ اس کو پڑھتا ہے
مگر اے میرا ک میرے ہی، پڑھنے کی منادی ہے

جواب:۔ دفتر منادی نے بھی شہنشاہ جاپان کے ساتھ جناب میر اتحادی یعنی جناب میر احدی کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور منادی اُن کے نام جاری کر دیا گیا۔

## وصی احمد نعمانی کا خط

حضرت قبلہ خواجہ صاحب۔ مدظلہٗ۔ سلام علیکم۔ رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

یکم جولائی کے منادی میں لفظ مومن جولاہا سے ہندوستان کے چار کروڑ غریب طبقے کے مسلمانوں کو دکھ ہوا۔ اور آپ کی شان کے خلاف ہوا۔ جب آپ صوفیوں کا یہ سلوک ہو تو علماء اور سرمایہ داروں کا کیا رونا ہے۔ اس برادری کا زیادہ حصہ آج انہی سرمایہ دار شرفاؤں کے سلوک کی وجہ کر کانگریس کا حامی ہے۔ کون مسلمان نہیں جانتا ہے کہ لفظ مومن۔ انصار یا نوربافٖ سے مطلب کپڑا بُننے والوں کا طبقہ ہے۔ اور کسی زمانے میں اس طبقے نے یہ نہیں کہا ہے۔ کہ ہم صرف مومن ہیں بقیہ مسلمان مومن نہیں ہیں۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ آپ کا بشری چوک ہے۔ امید ہے آپ اعلان کر کے رواداری کو راہ دیں گے۔ زیادہ والسلام

احقر چاکر۔ وصی احمد نعمانی از پھلکی پور دیہات

جواب:۔ یہ ہمارا (ہماری) بشری چوک نہیں ہے۔ بلکہ ہم ہمیشہ سے لکھتے آئے ہیں کہ باوجود سید ہونے کے ہم مومن جولاہے ہیں۔ مگر ہم جولاہا لفظ سے چڑتے نہیں ہیں۔ البتہ اُن لوگوں سے چڑتے ہیں۔ جن کو جولاہا لفظ ہتک کا لفظ معلوم ہوتا ہے ہم لاکھوں آدمیوں کے پیر ہیں۔ لیکن فخریہ لکھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ ہمارے

والد مریدوں سے نذر نیاز نہیں لیتے تھے
بلکہ جلد سازی کر کے روٹی کھاتے تھے۔ پس
جو مسلمان کپڑا بُننے کا کام کرتے ہیں اُن کے
پیشے کا نام جلاہا ہے۔ اس سے چڑتے
کیوں ہیں؟

اب میں بہاری لفظ "جلاہا" ترک
کر کے اپنی عادت کے موافق لکھتا ہوں
کہ جو مسلمان اپنے آپ کو "مومن" کہتے ہیں
اور "انصار" کہتے ہیں اُن کو شرم نہیں آتی
کہ وہ اپنی مسلمان قوم کو چھوڑ کر ہندو قوم
کی کانگرس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور پھر
یہ جھوٹ سونے پر سہاگہ ہے کہ ہم مومن
انصار چار کروڑ ہیں۔ کیا یہ مومنوں اور
انصار کی شان ہے کہ وہ ایسا سفید جھوٹ
بولیں؟ سرکاری مردم شماری کے بموجب
کپڑا بُننے کا پیشہ کرنے والے مومن جلاہوں
اور کولی (ہندو جلاہوں) کی تعداد پچاس
لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔

میرے مریدوں میں بہت سے مومن
جلاہے ہیں۔ جن میں میرے بہت مقرب
اور بہت پرانے مرید ظہیر الدین احسن انصاری
بہاری ہیں۔ وہ بھی مجھے ہمیشہ اسی قسم کی
خفگی کے خط لکھا کرتے ہیں جیسا کہ نعمانی صاحب
نے لکھا ہے۔ اس واسطے میں آج فیصلہ
کُن جواب لکھتا ہوں کہ جو مسلمان کسی
پیشے کی وجہ سے کسی پیشہ ور مسلمان کو
حقارت کی نظر سے دیکھے وہ بہت بڑا
گنہگار خدا کا ہے۔ اور بہت بڑا نافرمان
رسول کا ہے۔ جنہوں نے اَلْکَاسِبُ
حَبِیْبُ اللّٰہ فرمایا تھا۔ اور بہت
بڑا نافرمان اپنی قوم کا ہے کیونکہ مسلمان
قوم میں کوئی اونچی نیچی ذات نہیں ہے۔
شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان وغیرہ سب
برابر کے بھائی ہیں۔ اور مومن جلاہے
آج اپنی قوم سے کٹ کر کانگرس سے
مل رہے ہیں۔ اور کل آزادی ملنے کے
بعد جب ہندو اُن کو سچ مچ کا اچھوت
بنا دیں گے اُس وقت اُن کی آنکھیں کھلینگی
جب دو سال تک کانگرس کی حکومت
رہی تھی کیا کسی مومن انصار کو کوئی عہدہ
کانگرس منسٹری میں ملا تھا؟ اگر ملا تھا تو
مجھے بتایا جائے۔ تاکہ میں انصاف اور

سچائی سے اس کا اعلان کروں۔ حسن نظامی

## اختر حسن صاحب کا خط

قبلہ خواجہ صاحب دام ظلکم العالی

سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ آپ کا ۵ر اگست کا لکھا ہوا خط ملا۔ اس فوری جواب نگاری کا بہت بہت شکریہ مگر مضمون سے مترشح ہے کہ آپ میری خط و کتابت سے جس کا مقصد وحید حقائق کا الم مشرح کرنا تھا کچھ مکدر ہو گئے یہ امر ایک سرگروہ اصفیا کے لئے قطعاً جائز نہیں۔ صوفیائے کرام کا علم اور اُن کی بردباری زبان زد خلائق ہے۔ میرا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ جدل کا پہلو اختیار کروں میں نے آپ کے تمام خطوط محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ ۴ر جولائی کے خط میں آپ نے فرمایا کہ واقعی منادی کے لئے یہ بحث مناسب نہیں جب تک کہ آپ اور میں اس کی تحقیقات نہ کرلیں۔ اس تحقیقات اور تفحص کے لئے میں لاہور کتب تاریخ کی جستجو میں گیا۔ پھر آپ کو مفصل خط دربارہ تحقیقات و نسب نامہ خود اور روانہ کئے کے نام نامی کے متعلق لکھا۔ اُس کا جواب ندارد۔ پھر میں نے دوبارہ عریضہ حاضر کرنے کی جرأت کی۔ لیکن اس کا جواب نہایت تلخ اور ترش ملا۔ جس کو پڑھ کر میرے دل نے یہ مصرع کاتب کے حق میں پڑھا۔

جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

معلوم ہوتا ہے کہ جناب کی توجہ میرے پہلے خط کی جانب مبذول نہیں کروائی گئی اور یا یہ جواب آپ کے کاتب نے خود ہی لکھا ہے۔ پہلے خطوط سے اس خط کا لب و لہجہ بھی مختلف ہے۔ بہرحال میں مولوی ہرگز نہیں۔ خاک پائے چشتیاں ہوں۔ جس کشتی میں آپ سوار ہیں اُسی میں یہ بندہ ہے۔ اسرار اسم اعظم کے بھیجنے سے انکار کرنا قطعاً غیر مناسب ہے۔ میں اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بوالپسی ڈاک کتاب بھجوا کر مشکور فرمائیں۔

**جواب:۔** میں سب چشتیوں کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور آپ تو میرے ہم جد بھی ہیں جس جواب کا آپ کو شکوہ ہے اُس میں خط کے کاتب کا کوئی قصور نہیں ہے جو

میں نے لکھوایا انھوں نے لکھدیا - زیر
تحقیق مسئلہ اب بھی اپنی جگہ پر قائم ہے
کہ میں نے نظامی بنسری میں حضرت خواجہ
صاحب اجمیری رحمۃ کی نسبت جو کچھ لکھا تھا
وہ شمس سراج عفیف رحمۃ کی تاریخ فیروز شاہی
اور ضیاء الدین برنی رحمۃ کی تاریخ فیروز شاہی
اور تاریخ فرشتہ کو دیکھ کر لکھا تھا - اور میرا
مقصد اس سے یہ تھا کہ ہندوستان کے
گرو درویش چشتی بھی اپنے اہل و عیال کی
گزر اوقات کے لئے دنیا کا حصہ فراموش
نہ کریں - کیونکہ قرآن شریف میں حکم ہے
ولا تنس نصیبک من الدنیا
اپنی دنیا کا حصہ فراموش نہ کرو - پس
حضرت خواجہ صاحب نے جو کچھ کیا قرآن
کے حکم کی بموجب کیا -

رہا اسرار اسم اعظم کتاب بھیجنے سے
انکار - اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب
میں بیشمار چیزیں ایسی ہیں جو بحث مباحثہ
کرنے والوں کو بیدماغ پاگل کر دیتی ہیں اس
لئے میں نے اس کتاب کو عام کرنے سے
احتیاط کی ہے - لیکن آج کا خط دیکھئے
کے بعد میں نے آپ کے الفاظ پر غور کیا
تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ مضامین اسرار
کی عوام کی نظروں سے حفاظت کرنے
کا اقرار کرتے ہیں - اس لئے میں نے
آج وہ کتاب آپ کو بھجوا دی - حسن نظامی

## تمسری پی کا خط

جناب حضرت قبلہ خواجہ حسن نظامی صاحب
مدظلہ - واضح ہو کہ میں نے آپکے منادی
کے اعلان کے مطابق مسلم جماعت تمسر
کی طرف سے ۱۱ جولائی ۱۹۴۵ء کو ایک
تار والسرائے صاحب کو اور ایک تار
قائد اعظم کو تمسر دئے تھے جس میں قائد اعظم
پر پورا پورا اعتماد مسلم جماعت تمسر کی طرف
سے ظاہر کیا گیا تھا - راقم عبد الحلیم خان
چشتی نظامی کلیمی عرفانی - قاضی
و پیش امام جامع مسجد تمسر سی - پی

## ہمیشہ زندہ رہنے والے خط

چونکہ میری زندگی ختم کے قریب ہے اس واسطے
میں نے گزشتہ زمانے کے امانتی لاکھوں خطوط کا انتخاب
شروع کیا ہے تاکہ یکم ستمبر سے منادی میں سلسلہ صفحہ
لگاتار شائع ہونے شروع ہو جائیں - اور میرے بعد
مجھ سے تعلق رکھنے والوں کا نام بھی اردو زبان میں ہمیشہ زندہ اور قائم رہے - حسن نظامی -

## حسین ٹیکری جاورہ کا خط

بتصرف سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام حسین ٹیکری شریف جاورہ عجیب پرفیض زیارت گاہ ہو رہی ہے۔ روزانہ دور دراز ممالک سے سینکڑوں زائرین کی آمد رفت رہتی ہے۔ ہزارہا افراد لاعلاج بیمار آتے ہیں اور مرادات دینی دنیوی سے مالامال ہو کر جاتے ہیں حال ہی میں سیٹھ داؤد حبیب صاحب بمبئی نے دو روضہ مبارک کلاں طلائی و نقرئی چڑھائے ہیں جو قابل دید ہیں جن کا ہدیہ مبصرین سوا لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ ظاہر کرتے ہیں چونکہ حسین ٹیکری شریف زیارت گاہ خاص و عام بنی ہوئی ہے اور باوجود چند مکانات وسرائے قائم ہونے کے افسوس کے ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ زائرین کے قیام کے لئے مکانات موجود بہت کم ہیں جس کی وجہ زائرین کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے تعمیر کا سلسلہ بعجلت تمام جاری کرنا پڑتا ہے سیٹھ ہاشم راؤجی نے حال ہی میں چہرہ زوم تیار کرا کر شیدائے حسین علیہ السلام ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ علاوہ ازیں چند صاحبان نے بھی حسب ذیل نذرانہ پیش کر کے حب رسولؐ و آل رسولؐ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) سلیمان ڈایا بھائی افریقہ والے۔ پانچسو روپے
(۲) محمد فاضل معراج حیدرآباد۔ پچیس روپے
(۳) ولیجی بھائی خیرو احمدآباد ایکسو ایک روپیہ
(۴) محمد علی بھائی بمبئی۔ دوسو اکیاون روپے
(۵) فدا حسین شریف بمبئی سوا ہزار ایک روپیہ
(۶) فدا حسین راؤجی بمبئی۔ تین ہزار روپے
(۷) سکینہ بائی اللہ دین بنارس اکیاون روپے
(۸) اللہ دین بوجرا ماسٹر بنارس۔ اکیاون روپے
(۹) کلثم بائی قاسم بھاؤنگر۔ ایک سو ایک روپے
(۱۰) معین علی حسین علی ״ ایک سو ایک روپے
(۱۱) تا تھا بھائی بھاؤنگر۔ دوسو اکیاون روپے
(۱۲) عبید علی معرفت محمد علی بمبئی۔ پانچہزار روپے
(۱۳) اکبر علی راؤجی بمبئی۔ ایک سو ایک روپے
(۱۴) قمرالدین سیٹھ سکنہ بمبئی۔ پچیس روپے چاندی

نامہ نگار منادی۔

خدا ان سب کی حاجتیں پوری کرے۔ حسن نظامی۔

## ولنگٹن ہاؤن کا خط

بخدمت شریف حضرت قبلہ خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ ہم تمام آپ کی دعا سے خوب خیریت سے رہکر خیریت آپ کی ہمیشہ اللہ پاک سے نیک و نیک چاہتے ہیں۔ حضرت قبلہ میں آپ کا چشتی غلام اے آر محمد صالح آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں میں آپ کو سنہ ۱۹۳۱ء سے جانتا ہوں اس وقت اس ولنگٹن میں میرے حضرت حفیظ خان نظامی آپ سے خط و کتابت کرتے تھے اور میرے والد اے آر عبدالرحیم بھی آپ سے خط و کتابت کرتے تھے۔ مگر اس وقت مجھے اتنا خیال نہ تھا۔ جب سے ولنگٹن میں اے ایس خوانی نظامی آئے تب سے مجھے اور تمام ولنگٹن والوں کو آپ کا حال معلوم ہوا اللہ کی مہربانی۔ اور آپ کے ذریعہ سے ہماری ولنگٹن میں نظامی جماعت اور چشتی برادری قائم ہوئی ہے۔ اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں اے اللہ پاک تو ہماری ولنگٹن میں بچے بچے کو نظامی چشتی برادری کا خطاب عطا کر آمین اور ہمارے قبلہ خواجہ صاحب کو ایک مرتبہ ہماری جگہ روانہ کر دے اور ہماری ولنگٹن میں رونق کر دے اور تمام لوگوں کو ایک دل کر دے۔

حضرت قبلہ آپ تمام نظامی جماعت کے اور تمام چشتی برادری کے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے۔ سب آپس میں ایک دل ہو جائیں آمین۔

حضرت قبلہ خاص کر آپ میرے لئے ایسی دعا کیجئے میری ہر بلا اور مصیبت دور ہو جائے اور میری ترقی ہو جائے اور میرا دین کامل ہو جائے۔ ساتھ ہی ساتھ میری دنیا بھی خوشی سے گزرے۔

آپ کا چشتی غلام اے آر محمد صالح ولنگٹن

جواب: دعا ہے کہ تم سب کے دلوں کی روشنی ترقی کرے۔ خدا نے چاہا میں ولنگٹن ضرور آؤں گا لیکن ابھی رمضان ہے اور اس کے بعد حضرت امیر خسروؒ کے سالانہ عرس کا انتظام کرنا ہے ان دونوں کاموں سے فرصت پا کر اطمینان سے آؤں گا تاکہ کچھ دن تم سب کے پاس ٹھیر سکوں۔ دعا گو حسن نظامی

# اُردو وَزن

## کہکشاں دہلی کا افسانہ نمبر

دہلی کے مشہور و مقبول ماہوار رسالے کہکشاں کا افسانہ نمبر ایک سو پچانوے صفحات پر شائع ہوا ہے۔ سرورق پر رنگین تصویریں ہیں۔ اور ۲۹ منتخب مضامین ہیں رسالے کے اندر بھی فلمی تصویریں ہیں۔ میرا بھی ایک مضمون "گدائنس کا تماشا" شائع ہوا ہے۔ قیمت دو روپے ایک پرچے کی مقرر کی گئی ہے۔ پتہ دفتر رسالہ کہکشاں دہلی

## چودہری سلطان کے ڈرامے

آل انڈیا ریڈیو دہلی کے دیہاتی پروگرام کے انچارج چودہری سلطان صاحب عجیب و غریب قابلیت کے نوجوان ہیں۔ دیہات کے زمینداروں کی ایسی بولی بولتے ہیں کہ کوئی شخص یہ خیال ہی نہیں کر سکتا کہ یہ کوئی تعلیم یافتہ اعلےٰ قابلیت کا آدمی ہے۔ اُن کی بات بات میں ایسے فقرے ہوتے ہیں کہ سُننے والے ہنسی کے مارے لوٹ جاتے ہیں انہوں نے دیہاتی پروگرام میں ڈراموں کا ایک سلسلہ جاری کر رکھا ہے جس میں وہ خود بھی پارٹ لیتے ہیں اور بعض مقامات پر انہیں گانا بھی پڑتا ہے۔ میں اپنی مسلمان قوم کی ہنرمندی اور گوناگوں قابلیت کا ہمیشہ سے مداح ہوں۔ مگر مجھے افسوس بس اس کا رہتا ہے کہ میری قوم کے لوگ اپنی قوم کے ہونہار آدمیوں کی ہمت افزائی نہیں کرتے ہیں۔

چودہری سلطان کے ان ڈراموں کی کتاب نہایت خوبصورت چھپی ہے۔ سرورق رنگین ہے اور اس پر اُن کی ہنستی ہوئی تصویر بھی ہے۔ اس کتاب میں تیرہ ڈرامے ہیں اور دو سو چھبیس صفحے ہیں۔ اور قیمت تین روپے ہے۔ اور ملنے کا پتہ "مکتبہ سیاسیہ اُردو بازار دہلی" ہے۔ مجھے امید ہے کہ اُردو زبان کے مددگار اس کتاب کو خریدیں گے اور نہار مصنف کی ہمت افزائی کریں گے جس نے ادبی میدان میں یہ ڈرامے شائع کر کے بہت اچھی ابتدا کی ہے۔

# مشعل راہ

ایران میں ایک مشہور آدمی نخشب گزرا ہے جس نے مصنوعی چاند نمودار کر کے ایرانیوں کو حیران کر دیا تھا۔ دلی کے قریب جارچہ سادات کی ایک نامی بستی ہے وہاں بھی ایک نوجوان نے اپنا تخلص نخشب قرار دیا ہے۔ مگر اُن کا کلام نخشب کے مصنوعی چاند سے بہت زیادہ درخشاں ہے۔ اُن کا کلام بھی اچھا ہے اور جب پڑھتے ہیں تو سماں باندھ دیتے ہیں اُن کے کلام کا مجموعہ "مشعل راہ" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اگرچہ اب مشعل کسی راہ میں موجود نہیں ہے۔ تاہم اس نام کے ذریعے مشعل کا نام بھی زندہ ہو جائیگا۔ دو سو صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ رنگین سرورق ہے۔ نخشب صاحب کی تصویر بھی ہے۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ ہندوستانی پبلشرز، اردو بازار دہلی۔

---

# تازیانہ

دہلی کے بہت ہونہار نوجوان محمد رحیم صاحب

چمن اور اُن کی پردہ نشین بیوی رضیہ سلطانہ دونوں مل کر رات دن اُردو زبان کی ترقی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان دونوں کی بہت سی مفید کتابیں شائع ہو چکی ہیں "تازیانہ" کتاب بھی چمن صاحب کی تصنیف ہے۔ آجکل کے زمانے میں تازیانہ لفظ زیر کنٹرول ہے۔ اور کنٹرول کا چھاپہ جس چیز پر پڑتا ہے وہ میدان وجود سے نابود ہو جاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا تازیانہ یعنی کوڑا گھر گھر مشہور تھا۔ گھوڑوں کے لیے اس کی ضرورت تھی اور اس کو چابک کہتے تھے۔ مجرموں کی سزاؤں کے لیے اس کی ضرورت تھی اور اس کو دُرّہ کہتے ہیں مگر اب بیاں گھوڑے کس مپرسی کے عالم میں کھڑے سنہناتے ہیں اور مجرم تازیانے کی سزاؤں پر غراتے ہیں۔ تاہم چمن صاحب نے کتاب کا یہ نام رکھ کر اس لفظ کی عمر بڑھانے کا انجکشن دیدیا ہے۔ صفحات ۱۶۸۔ سرورق رنگین۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ ملنے کا پتہ۔ نیا کتاب گھر اردو بازار دہلی امید ہے کہ اردو ادب کے قدردانوں کو یہ چیز بہت پسند آئیگی

# اللہ کے پیاروں کی قربانی

رمضان کے مبارک مہینے میں جو نیکی ہوتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے اس لئے چشتی پارٹی کے چند خاص خاص ممبروں اور اپنے خاص مریدوں اور خاص دوستوں کے پاس اپنی کچھ کتابیں روانہ کرتا ہوں۔ اس غرض سے کہ ہندو مسلمان اور سکھ آپس میں ایک دوسرے کے مذہب اور اس کے بزرگوں سے واقف ہوں جو چشتی پارٹی کا ضروری مقصد ہے۔ اور ہر قوم خود اپنے مذہب سے بھی واقف ہو۔

اگر اسرار اسم اعظم یا اُن کتابوں میں کچھ کتابیں پہلے سے موجود ہوں تو دوسرے لوگوں کو دیدی جائیں۔ ان سب کتابوں کی قیمت بھیجدی جائے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ فوراً بھیجی جائے بلکہ اگر اب پاس ہو تو اب بھیجدی جائے ورنہ جب بھی ممکن ہو ادا کردی جائے۔ اسرار اسم اعظم اُن ہی کو دی جائے جو رازداری کا اقرار کریں۔

ان کو خود بھی پڑھنا چاہیئے۔ اور دوسروں کو بھی پڑھ کر سُنانا چاہیئے۔

میں نے خدا کے سامنے تبلیغ کی قربانی پیش کردی۔ آپ سب بھی اپنے خدا اور اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے قربانی پیش کیجئے۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۹ شعبان ۹ اگست جمعرات دہلی
سفر ناگپور کی آج صبح سے دو بجے تک
زیر نظر کاپیوں کا کام کیا۔ قطب الدین منشی نظامی
احمد آباد سے ملنے آئے ہیں۔ ۲ بجے علی
اور منشی نظامی کے ساتھ تانگے میں سامان
لے کر ریل پر گیا۔ کئی دن پہلے ایک پلنگ
سکنڈ کلاس ریزرو کرا لیا تھا۔ ریل پر گیا تو
سکنڈ کی حالت تھرڈ سے بدتر پائی۔ میرے
پلنگ پر چند عورتیں بیٹھی تھیں۔ ہر چند کہا
گیا کہ یہ جگہ ریزرو ہے۔ مگر انھوں نے
کچھ پروا نہ کی۔ مجبوراً حسین نے فرسٹ
کلاس کا ٹکٹ بدلوایا۔ ڈاکٹر [illegible] اور صاحب
احمد حسین اور علی نے بہت مدد دی۔
کرنل ممتاز کی سواتین بجے ریل روانہ
ہوئی۔ میرے درجے میں کرنل ممتاز
رفیق ہیں۔ جو پٹیالے کے
مقام مہندرگڈھ کے رہنے
والے ہیں اور اٹالین قیدیوں کی نگرانی کرتے
ہیں جو بھوپال کی ریاست میں نظربند ہیں
انھوں نے اسلامی ممالک کی سیاحت کے
دلچسپ حالات سنائے۔ اور سفر حج
کے آسان طریقے بھی بتائے۔ رات کو
اوپر کی سیٹ پر بہت مشکل سے گیا۔
آگرے تک بارش غائب تھی۔ اور بڑی
گرمی تھی۔

چاند کی آج راستے میں چاند دیکھا۔ بہت
باریک تھا ۲۹ کا معلوم ہوتا تھا۔ جو لوگ
آج ۳۰ شعبان کہتے ہیں۔ ان کا بیان
غلط ماننا چاہیے

یکم رمضان ۱۰ اگست جمعہ سفر ناگپور
بھوپال کی صبح نماز کے بعد بھوپال اسٹیشن
آیا اور کرنل ممتاز صاحب اتر گئے۔

پوسٹ ماسٹر جنرل کی سی پی کے یوپی
پوسٹ ماسٹر جنرل بھی میری ریل میں ہیں
جبل پور جا رہے ہیں۔ یہ پہلے دہلی کے جنرل
پوسٹ آفس میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ اپنے

سے اتر کر خود میرے درجے میں
ملنے آئے۔ اور اپنے سب حالات سنائے۔
بارش کا بھوپال سے ناگ پور تک بارش
کا سلسلہ جاری رہا۔
دو مشتبہ لڑکے اٹارسی سے گاڑی سی پی
کے جنگل میں داخل ہوئی تو بارش کا زور بڑھ
گیا۔ اس راستے میں پہاڑوں میں بہت
بڑی بڑی سرنگیں ہیں جن کے اندر گاڑی
بہت دیر تک رہتی ہے۔ میں اپنے درجے
میں بالکل اکیلا ہوں۔ ناگ پور کے قریب
کسی اسٹیشن پر دو نوجوان لڑکے انگریزی
لباس میں بھیگتے ہوئے میرے درجے
میں آئے۔ اسباب ساتھ نہ تھا۔ بہت ہی
بھیگ گئے تھے۔ میں نے ازراہ ہمدردی
اپنا بستر لپیٹ لیا اور ان کو بیٹھنے کی جگہ
دے دی۔ کہا ناگپور جا رہے ہیں۔ برابر والے
فرسٹ کلاس میں تھے۔ بارش کی گھبراہٹ
میں اپنا درجہ نہیں ملا۔ اس لئے یہاں
آ گئے۔ میں نے کہا جب دوسرا
اسٹیشن آئے گا تو چلے جانا۔ مگر میرے دل
پر ان دونوں کا بہت برا اثر تھا۔ اور میں
ان کو ڈاکو اور مشتبہ سمجھ رہا تھا۔ اسٹیشن
آیا تو وہ دونوں اتر کر چلے گئے۔ اور جب
گاڑی دوبارہ چلی تو وہ دونوں پھر میری گاڑی
میں آ گئے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا ہم کو
اپنا درجہ اب بھی نہیں ملا۔ تب میں نے
ان کے حالات دریافت کرنے شروع کئے
انھوں نے کہا ناگ پور جا رہے ہیں۔ میں
نے ان دونوں کو بہت غور سے دیکھا
اور پھر خطرے کی زنجیر کو دیکھا تاکہ جب ریل سرنگ
کے اندر جائے اور اندھیرا ہو تو میں زنجیر کے پاس
کھڑا ہو جاؤں۔ اس کے بعد میں نے بجلی بھی روشن
کر دی چنانچہ کئی سرنگوں میں ریل گزری اور میں ان کی
حرکتوں اور تیوروں کو اس طرح دیکھتا رہا کہ ان
کو یہ محسوس نہ ہو۔ بلکہ ایک دفعہ تو میں نے اس طرح آنکھیں بند کر لیں
گویا سو گیا ہوں۔ ناگ پور جب ایک
اسٹیشن رہ گیا تو وہ دونوں اتر گئے۔ اور
جب ناگ پور آیا تو ایک ریلوے افسر تار
لئے میرے درجے میں آیا اور ان لڑکوں
کو تلاش کیا۔ میں نے سارا حال بیان کر دیا
ریلوے افسر نے کہا ان کی نسبت یہ تار
آیا ہے۔ یہ دونوں مشتبہ تھے۔ خدا کا

شک ہے کہ آپ اُن کے ہاتھوں سے بچ گئے۔

گاڑی جب دہلی سے چلی تھی تو حسین نے کہا تھا "اتنا لمبا سفر آپ نے شروع کیا ہے۔ اور اکیلے جا رہے ہیں۔ نوکر کو بھی ساتھ نہیں لیا ہے" اور میں نے جواب دیا تھا "جب آقا میرے ساتھ ہے تو نوکر کی کیا ضرورت ہے" اُسی آقا (خدا) نے مجھے ان ڈاکوؤں سے بچا لیا۔ مگر میں بھی پوری طرح مستعد تھا۔ اگرچہ وہ دو تھے اور جوان تھے۔ لیکن دل کے کمزور تھے اور میرا قوی دل تھا اور میری ہمت بھی ان دونوں سے زیادہ تھی۔

گاڑی دو گھنٹے لیٹ ہے۔ ریل سے اُترا تو بارش ہو رہی تھی۔ بھیگتا ہوا [illegible] تمام اسٹیشن سے باہر آیا۔ وہاں ایک شخص نے کہا میں خان بہادر حافظ ہدایت اللہ صاحب کا ڈرائیور ہوں وہ آپ کو لینے کے لئے آئے ہیں اور دو گھنٹے سے اندر ہی بیٹھے ہیں۔ میں ٹھیر گیا اور ڈرائیور خان بہادر صاحب کو اندر سے بلا کر لایا۔

دعوتیں ہیں۔ خان بہادر صاحب نے کہا۔ آج شام کو سر عزیز الحق صاحب کی چائے پارٹی مانک جی کے ہاں ہے۔ اور رات کو نواب صدیق علی خاں صاحب ممبر سنٹرل اسمبلی نے سر عزیز الحق کو ڈنر پارٹی دی ہے۔ اور دونوں مقامات سے آپ کی دعوتیں آئی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا لمبے سفر کی تکان کے سبب میں کسی دعوت میں نہیں جا سکتا۔

مسٹر ویلوڈی جو سول انڈسٹری سپلائی کے ٹیکسٹائل ڈائرکٹر مسٹر ویلوڈی بھی خان بہادر صاحب کے ہاں ٹھیرے ہیں۔ جن کا نام مدت سے سنتا تھا۔ آج ان سے بھی ملا اور بات چیت ہوئی۔ اور خان بہادر صاحب کے صاحبزادے مسٹر ہدایت اللہ ایڈوکیٹ جنرل سی پی سے بھی باتیں ہوئیں۔ اور مسٹر الطاف اللہ سے بھی باتیں ہوئیں۔ جو خان بہادر صاحب کے نواسے ہیں اور مصطفےٰ خاں صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

چونکا دینے والی خبر۔ مسٹر ویلوڈی نے کہا "مشہور ہوا ہے کہ جاپان نے ہتھیار ڈال دینے کا اعلان کیا ہے"

رات کو حافظ صاحب کے ساتھ پرہیزی
کھانا کھایا۔ سب کھانے پرہیزی تھے مگر
بہت لذیذ تھے۔ رات بھر بارش ہوتی
رہی۔ اور بہت آرام کی نیند آئی۔ حافظ
صاحب نے اپنا کلام بھی سنایا۔

۳ رمضان ۱۱ اگست شنبہ۔ ناگپور
موہن لائبریری ۔ کل ٹھاکر بہادر صاحب
کے ساتھ موہن لائبریری میں گیا تھا جہاں
آنریبل سر عزیز الحق صاحب کو کپڑا بُننے
والے مومن انصار کی طرف سے سپاس
نامہ دیا گیا تھا۔ سپاس نامہ انگریزی میں
تھا لیکن سر عزیز الحق نے اردو میں جواب
دیا۔ اور تقریر شروع کرنے سے پہلے کہا
"میری اردو اچھی نہیں ہے۔ اور یہاں
خواجہ حسن نظامی بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے
میں کیونکر اردو بول سکتا ہوں" میں نے
کہا "آپ کی اردو مجھ سے بہت زیادہ
اچھی ہے" سر عزیز الحق نے سپاس نامے
کا بہت اچھا اور عمدہ جواب دیا۔

سر عزیز الحق کی روانگی ۔ شام کو ۸
بجے مسٹر ویلوڈی اور ناظمی صاحب ان
کے اسسٹنٹ کے ساتھ ناشتے میں شریک
ہوا۔ پھر ان کو اور سر عزیز الحق کو روانہ کرنے
ریل پر گیا۔ یہ کلکتہ بمبئی میل میں روانہ
ہوئے۔ بارش جاری تھی۔ گورنر کے
چیف سکریٹری وغیرہ اصحاب اور ملک
کے نمائندے بھی سر عزیز الحق کو پہنچانے آئے
تھے۔

خبروں کے لئے بے چینی ۔ آج بہت کوشش
کی کہ جاپان کی پوری خبریں کہیں سے سن لوں
مگر کامیابی نہ ہوئی۔ شام کو ساڑھے سات
بجے پروفیسر محمد مجیب کی تقریر ریڈیو میں
سنی۔ اس سے بھی جاپان کا تفصیلی حال
معلوم نہ ہوا۔ آخر ۹ بجے کی خبریں سنیں تب
کچھ کیفیت ظاہر ہوئی۔ آج بھی حافظ
صاحب کا کلام سنتا رہا۔ ان کے کلام کا
ایک حصہ چھپ گیا ہے۔ اور اتنا ہی بڑا
دوسرا حصہ چھپنے کے قابل تیار ہو گیا ہے۔

خواب گاہ بدل گئی ۔ آج میں اس کمرے
میں آ گیا جہاں ویلوڈی صاحب ٹھیرے
ہوئے تھے۔ آج بھی رات بھر بارش
ہوتی رہی۔

۴ر رمضان ۱۲ر اگست اتوار ناگ پور

بابا تاج الدینؒ کا روضہ: خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب چندہ کر کے حضرت بابا تاج الدین صاحبؒ کا روضہ بنوا رہے ہیں۔ بہت شاندار تعمیر ہے۔ مگر بارش کی وجہ سے میں وہاں حاضر نہیں ہو سکا آج حافظ صاحب نے اور مصطفےٰ خاں صاحب نے بابا تاج الدین صاحبؒ کے ابتدائی حالات سنائے اور ان کی بہت سی کرامتیں بھی سنائیں۔ میں نے وعدہ کیا کہ اگر آپ تمام حالات جمع کر کے مجھے دیدیں تو میں باوا صاحبؒ کا کرامت نامہ قلم بند کر دوں گا۔

پہلی بیوی کی یاد: آج میری مرحومہ بیوی حبیب بانو کی برسی ہے۔ خواجہ بانو نے دہلی میں نیاز کا انتظام کیا ہوگا۔ میں پردیس میں بھی ان کی نیاز کا دن نہیں بھولتا۔

عبدالوہاب صاحب دہلوی: میر حفیظ اللہ صاحب نظامی اشرفی دہلوی کے قرابتدار عبدالوہاب صاحب ملنے آئے تھے۔ جو سی پی کی ریاستوں میں کار چوبی کا کام کرتے ہیں۔ اور پندرہ سال سے پردیس میں ہیں۔ ۹ بجے صبح خان بہادر حافظ صاحب اور مصطفےٰ خاں صاحب کے ساتھ ریل پر آیا۔ خان بہادر صاحب نے کئی ہندو لیڈروں سے ملایا۔

چیف سکریٹری: سی پی کے گورنر کے چیف سکریٹری جے رتنم صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ بھی آج دہلی جا رہے تھے۔

نواب ایرچ نواز جنگ بہادر: نواب میرزا یار جنگ بہادر کی جگہ برار کے ایجنٹ ایک پارسی مقرر ہوئے ہیں۔ جن کا خطاب نواب ایرچ نواز جنگ بہادر ہے۔ وہ حیدرآباد سے آج ناگ پور پہنچے ہیں انہیں کے درجے میں مجھے جگہ مل گئی۔ فرسٹ کلاس کی چار سیٹیں ہیں۔ اور چار ہی مسافر ہیں۔ ایک میں ہوں۔ دو انگریز ہیں۔ ایک بنگالی فوجی افسر ہیں۔ خان بہادر صاحب نے ایک انگریز سے سفارش کی کہ راستے میں خواجہ صاحب کی آسائش کا خیال رکھنا۔ اس انگریز نے جو مسٹر چرچل سے بہت مشابہ تھا، میرا بستر بچھا دیا۔ اور جب گاڑی سے

کھانا آیا تو وہ میرے سامنے لگا دیا گیا۔ جب میں نے بستر باندھا تو اُس میں بھی مدد دی۔ لیکن میں پورے چوبیس گھنٹے خاموش رہا کیونکہ ساتھ والوں میں اُردو جاننے والا ایک بھی نہیں تھا۔ دس بجے کے بعد گاڑی روانہ ہوئی۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ حافظ صاحب نے بہت عمدہ کھانا ریل خوان (ٹفن کیریر) میں ساتھ کر دیا ہے۔ دوپہر کو وہ کھایا۔ اور شام کو ریل ہوٹل سے کھانا منگا کر کھایا۔ انگریزوں نے بھی ریل ہوٹل کی دال چپاتی کھائی۔ کیونکہ یہ ہوٹل ہندوؤں کا ہے۔ اور گوشت وہاں نہیں پکتا۔ تمام دن بارش ہوئی اور تمام رات بارش ہوئی۔ رات کو بہت خنکی تھی۔ نیند خوب آئی۔

۱۴ رمضان ۱۳ اگست پیر دہلی آگرہ میں صبح نماز کے وقت آگرہ آیا۔ بارش کم تھی۔ متھرا پر بڑھ گئی۔ کوسی کلاں تک بارش رہی۔ پھر دہلی تک بہت سوکھی ہوئی زمین ملی۔ کہیں کہیں بارش کے آثار تھے مگر بہت کم۔ ۱۲ بجے دہلی جنکشن پر پہنچا۔ چونکہ واپسی کی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے کوئی ریل پر موجود نہیں تھا۔ قلی کے ذریعے دس روپے کرائے میں موٹر منگائی اور ساڑھے ۱۲ بجے گھر پہنچ گیا۔ آتے ہی زبیدہ منزل کے بالاخانے کو صاف کرایا اور فرش بچھوا کر کئی دن کی ڈاک پڑھی۔ پھر غسل کیا۔ ظہر کے بعد سے عصر تک ۱۶ اگست کے منادی کی کاپیاں پڑھیں اور صحت کی۔ پھر چار دن کا روزنامچہ لکھوایا۔

شیش محل کے نواب صاحب: آج عطاء الرحمٰن نظامی جوہری کے ساتھ شیش محل لکھنؤ کے نواب صاحب ملنے آئے تھے۔ مگر میں اُسی وقت ریل سے آیا تھا اور غسل کرنا چاہتا تھا۔ اس واسطے قلی کے ذریعے معذرت کہلا بھیجی۔

بچوں کا استقبال: چونکہ میں زنانہ مکان میں نہیں گیا تھا۔ اور ڈاک دیکھنے کی جلدی کے سبب زبیدہ منزل کے بالاخانے پر آ گیا تھا اس واسطے رحیم اور قدسیہ اور سلمان اور مہدی اور حسن اور زبیدہ اور

علی بادر سید عبدالسلام مجھ سے بالاخانے پر ملنے آئے۔ علی نے بیان کیا حسین آپ کی روانگی کے بعد دوسرے دن جمعہ کی صبح کو انت پور چلے گئے۔

**موسم:** دہلی میں کل رات کو اور آج صبح کچھ بارش ہوئی تھی مگر دن بھر کبھی بادل آئے کبھی دھوپ نکلی رہی۔

لڑکیوں کو دیکھا: عصر کے بعد بالاخانے سے اترا اور زنانہ مکان میں گیا۔ رو حہ اور کوثر اور صادقہ وغیرہ لڑکیوں سے باتیں کیں۔ دل آرا بانو سے بھی باتیں کیں۔ کوثر نے میرے سر کے بالوں میں کنگھی کی۔

مغرب کے بعد ۹ بجے خبریں سنیں۔ جاپان نے اب تک اتحادیوں کی شرائط کا جواب نہیں دیا ہے۔ میں نے رات کو کھانا نہیں کھایا۔ پھر بھی ۹ بجے و بجے سے ساڑھے ۱۲ بجے تک تین گھنٹے نیند آئی۔ بیداری میں امامت کے خطوط چھپا نتا رہا۔

**طوفانی بارش:** سحری کے وقت طوفانی بارش ہوئی۔ صبح تک ناغہ شدہ اوراد پورے کرلئے۔

## ۵ رمضان ۱۴ اگست منگل دہلی

**چھما چھم بارش:** رات بھر بارش جاری رہی تھی۔ آج صبح بھی تھوڑی سی بارش ہوئی تھی۔

**محبوب علی خاں صاحب:** نواب طلعت اللہ خاں صاحب جاگیردار کرنول کے بھتیجے محبوب علی خاں صاحب آئے ہیں توکل منزل میں ٹھیرے ہیں۔

**لنگر کی نقد تقسیم:** چونکہ رمضان کے لنگر کے لئے راشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری نہیں ہوئی تھی اس واسطے میں نے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور روزے دار درویشوں کو آج نقد روپے تقسیم کردئے۔ تاکہ وہ خود اپنے راشن کارڈوں کے ذریعے رمضان کے کھانے کا انتظام کرلیں۔

**کسل مندی:** چونکہ کل رات کو نیند نہیں آئی تھی، اس واسطے آج دن بھر کسل مندی رہی۔

**درگاہ حضرت بیوی نور صاحبہ:** آج صبح درگاہ حضرت بیوی نور صاحبہ میں بھی حاضر ہوا تھا۔ تعمیر کا کام جاری ہے۔

تفصیلیں بھی بن گئی ہیں۔ مگر ابھی سیمنٹ نہیں ملی ہے۔ پلستر کا کام باقی ہے۔

**کتابوں کی ترتیب:** آج میں نے اپنی تصنیفات و نشریات کو حروف تہجی کے حساب سے گودام میں رکھوانے کا کام شروع کیا۔ کئی دن میں یہ کام ختم ہوگا۔ کیونکہ کئی سو قسم کی کتابوں کی ترتیب آسان کام نہیں ہے۔

**روحہ سسرال گئیں:** آج روحہ اور ان کے بچے سید عبدالسلام کے ساتھ دہلی اپنے سسرال کو چلی گئیں۔

**سات برس کا مسافر:** مئی ۱۹۲۸ء میں ایک خط منشی قربان علی صاحب کو دہلی میں دستی بھجوایا تھا۔ معلوم نہیں کیونکر ڈاک میں چلا گیا۔ آج پورے سات برس کے بعد سارے ہندوستان کا گشت کر کے واپس آیا ہے۔ تین آنے محصول کے دے کر میں نے اس خط کو وصول کیا اور اپنے ادبی عجائب خانے میں رکھ دیا۔

**پانی پت کے ایک شیعہ صاحب کی بیعت:** آج پانی پت کے ایک نامی شیعہ صاحب بیعت ہونے کے لئے آئے تھے۔ میں نے کہا ابھی چند روز توقف کیجئے۔

**خبریں:** بعد مغرب زنانہ مکان میں خبریں سننے گیا تھا اور سب بچوں سے بھی باتیں کیں تھیں۔

**نیند سے محرومی:** آج رات کو بھی نیند سے محروم رہا۔ ساڑھے نو بجے سے ایک بجے تک سو لیا۔ پھر ایک بجے سے صبح تک اوراد میں مشغول رہا۔

**میرے بچوں کی تعلیم:** حسن ابوطالب اور صدیق کی نسبت جامعہ ملیہ دہلی سے یہ رپورٹ وصول ہوئی ہے۔

**حسن ابوطالب:** بہت اچھے اور صالح طالب علم ہیں۔ وہ گھر سے دور رہنے کے باوجود تمام سال نہایت پابندی سے اسکول آتے رہتے اور لکھتے پڑھتے ہیں اوسط درجے کے ہیں۔ اسلامیات اور ڈرائنگ میں بہت اچھے ہیں۔ حساب میں پہلے تو بہت کمزور تھے مگر اب خاصی ترقی کر لی ہے۔ انھوں نے اس سال درجے کے لئے چند تصویریں اور چارٹس بھی بنائے۔ درجہ کی انجمن کی طرف سے

کچھ عرصے کے لئے صفائی اور آرائش کے ناظم
بھی منتخب کئے گئے تھے۔ مگر دور رہنے کی
وجہ سے اپنے فرائض کو کما حقہ انجام نہ دے سکے
مدرسہ ابتدائی کی طرف سے امسال ریڈیو
میں جو مباحثے نشر کئے گئے ان میں سے ایک
میں انھوں نے بھی حصہ لیا اور بہت کامیاب
رہے۔ لیکن درجے کے تفریحی پروگراموں
اور دوسری دلچسپیوں میں کبھی شریک نہیں
ہوئے۔ خطبے اور تذکرہ کی تعلیمی سیر پر بھی اسی
وجہ سے مضامین نہیں لکھ سکے۔ اسی وجہ
کی بنا پر ان کا تحریری کام اپنے ساتھیوں سے
کم ہے۔ گرمی کی چھٹیوں میں اگر گھر پر
کوشش کی جائے تو انگریزی میں ان کی
کمی دور کی جا سکتی ہے۔

**حمیدی نظامی:** اول جماعت سے
بہت اچھی طرح کامیاب ہو کر آئے۔ گھر
کی معقول اور قابل تعریف تربیت کا اثر
ان کی ہر ہر بات میں پایا جاتا ہے۔ بہت
شائستہ اور نہایت مہذب مزاج ہیں عام
بچوں کی طرح چلبلاپن شوخی اور شرارت
بالکل نہیں ہے۔ چھیڑ چھاڑ اور بھاگ دوڑ
سے دور دور رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان
کی باتوں سے اتنی سنجیدگی کا اظہار ہوتا ہے
کہ یہ بچے معلوم نہیں ہوتے۔

عام رکھ رکھاؤ بہت اچھا ہے۔ کپڑے
کتابیں اور تمام تعلیمی سامان نہایت
صفائی اور خوش سلیقگی سے رکھتے ہیں
میدانی کھیلوں سے ذرا شوق کم ہے
تعلیمی حالت ان کی شروع سال سے بہت
اچھی رہی۔ حساب کے مضمون میں یہ اپنے
بعض ساتھیوں سے پیچھے تھے۔

مطالعے کا شوق کم ہے۔ پڑھنے میں
روانی البتہ کم ہے۔ قصے کہانیوں کی
کتابیں یہ کبھی کبھی پڑھتے رہتے ہیں۔ جس وقت
یہ کتابیں پڑھتے ہوں اگر زور زور سے پڑھیں
اٹکتی اور سنتے رہیے اور ان کو غلطیوں سے
آگاہ کرتے رہئے تو روانی پیدا ہو سکتی ہے ان
چھٹیوں میں گھر پر یہ کمی پوری کرائی جائے
تو اچھا ہے۔

جماعت میں ان کو مانیٹری کے فرائض
بھی انجام دینے کا موقع ملتا رہا ہے۔ اپنے
فرائض انھوں نے شوق توجہ اور ذمہ داری

کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

جلسہ میلاد النبی میں انھوں نے ایک مضمون پڑھا تھا۔ مجلس کے جلسوں میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔

صحت ان کی کچھ بہت اچھی نہیں رہتی۔ جاڑوں سے لے کر اب تک کئی بار بیمار ہو چکے ہیں۔ اپنی اچھی عادتوں اور خوش مزاجی کی وجہ سے ساتھیوں اور اُستادوں کی نظروں میں مقبول ہیں۔ عتیق احمد

**۶ رمضان ۱۵ اگست بدھ دہلی**

**قیامت ختم ہوئی** قیامت کے منکروں کی لڑائی ختم ہوئی۔ آج ساری دُنیا میں اس کا اعلان ہو گیا۔

**خدا کو بولنا پڑا** جاپانی اپنے بادشاہ کو خدا سمجھتے ہیں اور اُن کا خدا اپنے بندوں کے سامنے نہ آتا تھا۔ پیچھے ہی رہتا تھا۔ اور سوائے خاص بندوں کے ہر ایک سے بات بھی نہ کرتا تھا۔ مگر آج اس نے ریڈیو میں ساری دنیا سے بات کی۔ اور اتحادیوں کے متحدہ جنرل کی حکومت قبول کرنے کا اعلان بھی کر دیا۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ جاپان کے سب لوگ لڑائی بند کر کے ہتھیار ڈال دیں۔ اور میری محبت میں ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے اُلجھن پیدا ہو۔

**کتابوں کی ترتیب کا کام** آج دن بھر کتابوں کی ترتیب کا کام جاری رہا اور خواجہ پل کی مرمت بھی ہوئی۔

**خوجڑا پا نظامی** میرے پیارے مرید راجہ رام چندر ریڈی نظامی کے قصبے پدامور علاقہ مدراس سے دو ہندو مرید آئے ہیں ایک خوجڑا پا نظامی اور دوسرے کا نام لچھمن نظامی ہے۔ اُردو نہیں جانتے میں بات کیونکر کر سکتا تھا اشاروں سے باتیں کیں۔ اُنھوں نے پہلے مجھ پر پھول برسائے پھر سجدے کئے۔ میں نے دونوں کو بغل میں دبایا۔ پیار کیا۔ اور ان کی سچی محبت کے آگے سجدہ کیا۔ کیونکہ محبت ہی خدا کی وہ تجلی ہے جس کے آگے انسان کو سر جھکانا ضروری ہے۔

**سیٹھ ڈال میاں کے سکریٹری** گپتا صاحب سکریٹری سیٹھ ڈال میاں سے ملنے آئے تھے۔ اور سیٹھ ڈال میاں کا ایک ضروری پیغام لائے تھے۔

**وائسرائے کی تقریر** ساڑھے آٹھ بجے
وائسرائے کی تقریر سنی تھی جس میں لڑائی
ختم ہونے کا اعلان تھا اور ہندوستان
کی جیت اور ہندوستانیوں کی فتح کا تاریخی
فقرہ بولا تھا۔ میرے سب بچے جمع تھے
میں نے کہا یاد رکھو وائسرائے کا یہ فقرہ
آئندہ کی تاریخوں میں لکھا جائیگا۔ اور تم
اس سے سند لیا کروگے۔

**نیند آئی** آج شام کو مونگ کی پتلی دال
کھائی تھی۔ اس لئے خوب نیند آئی۔ بارش
ساری رات ہوتی رہی کرنول والے
محبوب خاں صاحب آج چلے گئے۔ ان
کی جگہ توکل منزل میں ہندو مرید ٹھیرے ہیں۔

**ڈاکٹر شفارام** دل آرا کی آنکھ بیمار ہوگئی
تھیں۔ ڈاکٹر شفارام دیکھنے آئے تھے ان
کی دوا سے فوری فائدہ ہوا۔

**نواب ثمن صاحب** میرے چھوٹے
پوتے کا نام نعمان ہے۔ عورتیں اس کو ثمی
کہتی ہیں۔ میں نے اس کو نعمان کہنا تھا مگر آج
نواب ثمن صاحب کہا۔ کیونکہ لکھنؤ میں ایسے
عرف رکھا کرتے ہیں۔ چھٹن صاحب
چھٹن صاحب چھٹن صاحب۔
یہ بچہ علی کے لڑکے ولی کی طرح بہت
پیاری صورت کا ہے میری مجلس میں آتا
ہے تو اپنے ہاتھ پر مجھ سے اپنا نام لکھواتا
ہے۔ اور پھر سب کو دکھاتا پھرتا ہے میں
کا نوکر جابر مدراس کا ہے۔ میں نے مدراسی
مریدوں سے بات کرنے کے لئے اس کو
ترجمان بنایا۔

**خلافت واپس لے لی** پنجاب کے
قربان نظامی کو مرید کرنے کی اجازت دی
تھی مگر آج وہ اجازت واپس لے لی کیونکہ
بعض حالات کی ایسی اطلاعیں آئیں
ہیں جو اس اجازت کے منافی ہیں۔

**قورمہ** صوفی صاحب اجمیری قورمہ
لائے تھے۔

**سید یامین نظامی** بدہ کے مستقل
حاضر باش سید یامین نظامی آئے تھے۔

**۷ رمضان ۱۶ اگست جمعرات دہلی**

**توکل منزل کی کڑی ٹوٹ گئی** رات
کو ۱۲ بجے بارش کا طوفان آیا۔ توکل منزل
کے درمیانی کمرے کی ایک کڑی ٹوٹ گئی

جس میں مولوی زاہد حسین صاحب رہتے
ہیں۔ برابر کے ایک کمرے میں عبدالنعیم خاں
صاحب تھے۔ اور دوسرے کمرے میں
لچھمن نظامی اور چیڑا پا نظامی مہمان تھے
اسی بارش کی حالت میں یہ سب زیریں منزل
میں آ گئے۔ اور کچھ خواجہ بیر حجرے میں آ گئے
آج صبح میں نے ان تینوں کمروں کی چھتوں
کو اتروا دیا۔ اگرچہ جانتا تھا کہ اب نئی چھت
ڈالنے کی اجازت بہت ہی مشکل سے ملے گی۔

**نوچندی جمعرات:** آج رمضان کی
پہلی جمعرات ہے اس لئے بہت زیادہ
زائرین درگاہ میں آئے ہیں۔ خلیفہ غوث محمد
صاحب بھی آئے تھے اور میرے لئے آم
اور پھل بھی لائے تھے۔

**۸ رمضان، ۱۷ اگست جمعہ دہلی**

**سالانہ عرس:** آج حضرت شیخ نجیب الدین
متوکل کا سالانہ عرس ہے۔ شام کو بعد
مغرب یہ نیاز حضرت کے مزار پر ہوئی۔

**جمعہ کی نماز:** درگاہ شریف کی جامع
مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھ کر حسب معمول مقبول
عالی کے سامنے روضے شریف کی چوکھٹ
چومی اور دعا مانگی۔ اور تعلق والے [illegible]
نے مجھ سے مصافحے کرنے شروع کئے
تو ایک شخص دور کھڑا ہوا نفرت و حقارت
سے دیکھتا رہا۔ مولانا عاشق نظامی اور
لچھمن نظامی اور چیڑا پا نظامی مجھے سہارا
دے کر زینے کے اوپر لے گئے۔ تب
مجھ سے کہا گیا کہ یہ شخص اُس احرار پارٹی
کا تھا جس نے عربک کالج کے دروازے
کے پاس آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

**نیند کی زیادتی:** آج رات کو اتنی
زیادہ نیند آئی کہ پہلی رات کو بیدار ہوا
تو دونوں آنکھیں کھلتی نہ تھیں۔ میں نے
خیال کیا جگر کی خرابی ہے۔ کیونکہ جب کسی
کا جگر خراب ہوتا ہے تو آنکھوں پر ایسا ہی
اثر ہوا کرتا ہے۔

**رہبر عالم ڈائرکٹری:** آج حیدرآباد
سے شیخ محمد علی صاحب مہر ملنے آئے تھے
انھوں نے بہت اعلیٰ پیمانے پر رہبر عالم
ڈائرکٹری شائع کرنے کا انتظام کیا ہے
نمونے کا ایک حصہ دیکھنے سے اندازہ
ہوا کہ یورپ اور امریکہ کی ڈائرکٹریوں سے

کسی بات میں یہ ڈائرکٹری کم نہیں ہوگی۔ اور
اس سے اُردو زبان کی عزت بھی بڑھیگی
اور حیدرآباد کی سلطنت کا غلغلہ بھی بلند ہوگا۔
**سبط احمد نظامی** کی آج جمعہ کی نماز کے
لئے سبط احمد نظامی بھی آئے تھے۔

**۹ رمضان ۸ار اگست شنبہ دہلی**

**قلندر صاحبؒ کا عرس** کی مدت سے
حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے سالانہ عرس
میں شریک ہونے کی تمنا ہے۔ آج صوفی
صاحب اجمیری پانی پت جا رہے ہیں۔
میں نے بھی ارادہ کیا کہ جاؤں مگر نسیم کی
ناتوانی نے روک دیا۔

**شاندار چہرے کے مسلمان** کی کل
چودہری غلام عباس خان صاحب
ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کے والد صاحب
سے ملنے گیا تھا۔ اُن کا شاندار چہرہ دیکھ
کر بے حد خوشی ہوئی۔ اب مسلمانوں میں
ایسی وجاہت کے لوگ بہت کم نظر آتے
ہیں۔ مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ کی وجاہت
کی نسبت آج اخبار میں کسی کی رائے شائع
ہوئی ہے کہ وہ اپنے چہرے سے برطانیہ
کے وزیر اعظم معلوم نہیں ہوتے۔ مگر میں نے
چودہری غلام عباس کے والد کا چہرہ سلطان
قطب الدین ایبک سے مشابہ پایا۔ آج
بارش نہیں ہوئی۔ کبھی دھوپ نکلی کبھی
ابر آیا۔

**قلاقند** کی غازی آباد سے میرے دوست
لالہ آنند رام صاحب ملنے آئے تھے اور
غازی آباد کا قلاقند بھی لائے تھے۔ گلے
میں زمرد کا کنٹھا پڑا ہوا تھا۔ یہ مجھ سے
عمر میں زیادہ ہیں۔ اور میرے پرانے
ملنے والے ہیں۔ قرآن شریف کا ہندی
ترجمہ پڑھتے رہتے ہیں۔ غازی آباد میں
بلا کر اپنے گھر کا کھانا بھی کھلایا تھا۔ آج میں
نے کنٹھا دیکھ کر کہا" لالہ صاحب کیا قیمت
اس کنٹھے کی ہے؟ سونے کی زنجیر میں
میں زمرد کے بڑے بڑے نگینے تھے۔ جواب
دیا" پچاس ہزار روپے قیمت لگائی جاتی
ہے۔" میرے دل نے کہا" میرے دشمنوں
کا دل پتھر کا ہے اور زہریلا ہونے کے
سبب اُس کا رنگ بھی سبز ہے۔ مگر
میں اُس کی قیمت پچاس کروڑ روپے سمجھتا

ہوں کیونکہ مجھے دشمنوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ
کی بیشمار نعمتوں کے سمجھنے کا موقع ملتا ہے
آج چشتی تلوار کے میں نے چشتیہ خاندان کی
عزت اور عظمت سے تمام دنیا کو آگاہ کرنے
کے لئے اور چشتیوں کی ہفت صد سالہ تاریخ
کا چرچا ہندوستان سے باہر تک پہونچانے
کے لئے ایک پرانی رسم کو زندہ کرنے کا
انتظام کیا ہے۔ یعنی یورپ و ایشیا کی
جنگ ختم ہونے اور دنیا میں امن قائم
ہو جانے کی یادگار میں آل انڈیا چشتی پارٹی
کی طرف سے ایک بڑے پیمانے پر قوالی
کی مجلس کا انتظام کیا ہے۔ جو ۲۵ راگست
یوم شنبہ کی شام کو یادگار میدان عرفات
میں ہوگی۔ اور میں نے ہز ایکسلنسی سر کلاڈ
آکن لک کمانڈر انچیف ہندوستان کو ایک
چشتی تلوار دینے کی تجویز کی ہے۔ اس جلسے
میں ہندوستان اور انگلستان اور امریکہ
کے عہدہ دار شریک ہوں گے۔ اور چشتی پارٹی
کے نامی گرامی ممبر اور مشائخ عظام بھی شریک
ہوں گے۔ آج ولی عہد بہادر ریاست بہاولپور
سے جو ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف کے ایڈی کانگ
ہیں ٹیلیفون میں بات ہوئی تھی میں نے
کمانڈر انچیف صاحب کو کل اردو زبان
میں دعوت نامہ بھیجا تھا۔ آج اس کے
جواب میں ولی عہد بہادر نے مجھ سے کہا
کہ ہز ایکسلنسی اس دعوت کو قبول فرماتے
ہیں ۲۵ راگست کی شام کو آپ
کے مکان پر آئیں گے۔

میں قوالی کی مجلس کے بعد چشتی پارٹی
کی طرف سے ایک تلوار کمانڈر انچیف صاحب
کو دوں گا کیونکہ ہز ایکسلنسی سر کلاڈ آکن لک
۴۲ سال سے ہندوستان کی خدمات
انجام دے رہے ہیں۔ اور تازہ جنگ کے
موقع پر انہوں نے ہندوستانی سپاہیوں
کے آرام و آسائش کا بہت اچھا انتظام کیا تھا
چشتیہ مشائخ عظام کے حالات سے
یہ بات ثابت ہے کہ وہ بادشاہوں کی
تخت نشینی کے وقت یا کسی بڑی مہم کی
فتحیابی کے وقت بادشاہوں کو دستار
و تلوار بطور برکت و تبرک کے دیا کرتے
تھے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ پرانے زمانے
کی سب رسموں کو از سر نو جاری کر دوں

میرے بعد وہ جاری رہیں یا نہ رہیں مجھے اس کا فکر نہیں ہے۔ کیونکہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ اس قسم کی جو باتیں میرے دل میں پیدا ہوتی ہیں وہ خدا کی طرف سے ہوتی ہیں۔ دُنیا کے لوگ اُن باتوں کو پسند کریں یا نہ کریں اور وہ باتیں رائج ہوں یا نہ ہوں۔ مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے جب تک جسم میں سانس ہے میں اپنا کام کرتا چلا جاؤں گا۔

**سمنٹ نہیں ملی** — آج امید تھی کہ رائے بہادر ماتھر صاحب نے درگاہ حضرت بیبی نورؒ کی تعمیر و مرمت کے لئے چالیس بوری سمنٹ کا جو پرمٹ مجھے دیا تھا اور وہ میں نے کل ایک صاحب کو سمنٹ منگوانے کے لئے دیدیا تھا۔ آج اُن کو ہر چند ٹیلیفون کئے۔ مگر وہ ٹیلیفون پر نہ ملے سمنٹ کی وجہ سے تعمیر کا کام کئی دن سے بند ہے۔

**بیگم سر محمد شفیع کا خط** — خواہر روحانی امیر النساء بیگم صاحبہ نظامی کا خط اُن کا معتمد لایا تھا اور نذر کے روپے بھی لایا تھا۔

**ظریف الملک صاحب دہلوی** — دہلی کے نامور شاعر ظریف الملک صاحب پہلے بھی کئی بار ملنے آئے تھے۔ اور آج بھی تشریف لائے تھے۔ ان کا کلام سننے کے لئے ہر مشاعرے اور مجلس میں لوگ بیچین رہا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ظریف الملک لقب کے مستحق ہیں۔

## ۱۰ر رمضان ۱۹ر اگست اتوار دہلی

**درگاہ بیبی نور صاحبؒ** — صبح سحری کے بعد راج مزدوروں کو ساتھ لے کر تانگے میں درگاہ حضرت بیبی نور صاحبؒ میں گیا تھا۔ دہلی سے بھی دو ماہر معمار آئے تھے رائے بہادر کھنہ — دس بجے درگاہ سے واپس آکر رائے بہادر کھنہ صاحب سے ملنے گیا تھا۔ واپسی میں کرائے کی موٹر خراب ہوگئی اور تیز دھوپ میں پیدل گھر تک آیا۔

**سید سلیم اختر شاہ** — میرے دوست خان بہادر مخدوم سید محمد حسن صاحب ممبر اسمبلی پنجاب کے داماد سید سلیم اختر شاہ بی اے ملنے آئے تھے۔

**سعد انجمن** — آج محبوب نظامی احمد چوڑا پانوالی

اپنے وطن مدراس واپس چلے گئے۔ یہ دونوں ہندو مرید بہت زیادہ خوش عقیدہ ہیں۔ صبح شام میرے پاس آتے تھے اور میرے قدموں میں سر رکھ کر بہت دیر جھکے رہا کرتے تھے۔ سامنے بیٹھتے تھے تو دل پر ہاتھ رکھے ہوئے سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ میں نے دل کا ذکر جاری کرنے کے لئے جو توجہ کی تھی۔ اُس کے اثر سے دل ہلتے رہتے تھے۔

**سید انیس الرحمٰن نظامی** کے آج حضرت مولانا شاہ امان الرحمٰن صاحب مرحوم کے فرزند سید منیر الرحمٰن نظامی ملنے آئے بھتیجے اور میرے لئے پان بھی لائے تھے۔

**میونسپل کمیٹی کے ایک لائق ممبر** کا مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ میری زندگی کے پرانے رفیق خان صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر کو دہلی میونسپل کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ وہ سالہا سال سے غربا کی اور عوام کی طبی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ بہت سی طبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ دہلی میونسپل کمیٹی اُن کے ممبر ہو جانے سے ایک بڑے عملی اور کارگزار ممبر سے فائدہ اٹھا سکیگی۔ ملا محمد واحدی صاحب چونکہ اس سال ممبری سے دست بردار ہو گئے ہیں اور ایک محنتی اور کارگزار ممبر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اُس کی تلافی حکیم صاحب کی نامزدگی سے ہو جائیگی۔

**صدمہ** کہ مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کہ چشتی پارٹی کے ممبر مسٹر ہریش چندر متل سینئر سب جج دہلی کے چھوٹے بچے نے وفات پائی۔ یہ بچہ کئی مہینے سے بیمار تھا۔ اور متل صاحب نے اتنی زیادہ جد و جہد ہر قسم کے علاجوں میں کی کہ کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ دعا ہے کہ خدا اُن کو اور بچے کی ماں کو صبر دے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے۔

**منادی کا بڑا سائز** کہ بعض ناظرین کا اصرار ہے کہ منادی کا سائز بڑا کر دیا جائے۔ مگر میں ۱۹۴۵ء کے آخر تک یہی سائز مناسب سمجھتا ہوں تاکہ ایک سال کی پوری جلد چھوٹے سائز کی ناظرین کے پاس مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے سائز بڑا کر دیا جائے گا۔

# چشتی پارٹی کی شرکت کا بلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی پارٹی قائم کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں ایکا اور محبت پیدا ہو اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی کاپی سو فر اخبار "منادی" سے منگا کر شریک ہو جائیے۔

## اولاد کا گنڈہ

جن عورتوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچے مر جاتے ہوں وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اُس کے قد کے برابر سبز ریشمی ڈورہ ناپ کر تو تار خواجہ حسن نظامی کو بھیج دیئے جائیں۔ وہ گنڈہ بنا کر بھیج دیں گے کسی قسم کی نذر نیاز یا فیس نہیں بھیجانی چاہئے۔

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اُسکو چشتیہ خاندان کا بتایا ہوا یہ عمل پڑھنا چاہئے۔ یعنی صبح کے وقت اکتالیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اس مشکل کو آسان کر دے
اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے۔
حسن نظامی

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر اُس عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جسکو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائیگا۔ نقش کی عبارت یہ ہوگی:۔

مرا جائے شد خر مرا جائے شد
تو خواہی بزائی۔ نہ خواہی مزا

اس نقش کی بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے۔ حسن نظامی

## تسکین قلب کی دُعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دُعا پڑھی جائے۔ فوراً دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی۔
رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے نظامی پریس پرلیس دہلی میں چھپوا کر درگاہ حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی برادری کی روحانی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار

# منادی دہلی

ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ

ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی | یکم اغسطس (اگست) ۱۹۴۵ء | سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ

## زندہ باد فرزند فرید شکر گنجؒ

آستانہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکرؒ کے دیوان اور سجادہ نشین حضرت غلام قطب الدین صاحب نے تعمیر روضہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اور حضرت بی بی فاطمہؒ کے لئے لنگر حضرت باباصاحبؒ کی طرف سے ایک ہزار روپے عطا کرنے کا حکم دیا ہے

---

## زندہ باد نواب دل شاہ

ہز ہائی نس نواب دل شاہ فرماں روائے ریاست جاورہ نے حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی قدیمی مسجد پر چھت ڈالنے اور حفاظتی تعمیر کے لئے پانچ سو روپے بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ چشتیہ گھر کے یہ دو روشن چراغ ہمیشہ روشن رہیں + حسن نظامی۔

آج سے شیخ چلی کی ڈائری بھی منادی میں شریک کر دی گئی ہے۔ مینیجر منادی

# مدنی جالی کے تصور کی دعا

یا اللہ! اس مقبول مقام میں آرام کرنے والے کے پاک قدموں کی پاک خاک کے طفیل اپنے فضل اور اپنے کرم کی نظر ڈال ان لوگوں پر جن کے نام پیش کرتا ہوں اور اُن کے دلوں میں اپنے رسول ؐ کے نائب اور جانشین سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے فیضان کا نور چمکا۔ آمین! ۔ یہ سب تیرے خواجہ کی نگری اجمیر میں رہتے ہیں۔

حضرت سید آل رسول علی صاحب چشتی دیوان درگاہ اجمیر شریف — حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معینی چشتی

سید محمد حسین صاحب چشتی — سید غضنفر صاحب چشتی — سید جعفر میاں صاحب چشتی

صاحبزادے سید عالم صاحب فخری چشتی — صاحبزادے سید شریف حسین صاحب چشتی — صاحبزادے سید اعجاز علی صاحب چشتی

صاحبزادے حکیم سید محمد احمد صاحب چشتی — صاحبزادے سید غلام محی الدین صاحب چشتی — صاحبزادے سید محمد نعیم صاحب چشتی

صاحبزادے سید عبدالاحد صاحب فخر چشتی — صاحبزادے سید غلام علی صاحب مشکی چشتی — صاحبزادے سید غیاث الدین صاحب چشتی

صاحبزادے سید محمد یونس صاحب چشتی — صاحبزادے سید محمد خلیق صاحب چشتی — صاحبزادے سید محمد صدیق صاحب چشتی

صاحبزادے سید قمر الدین صاحب معینی چشتی — صاحبزادے سید امتیاز علی صاحب چشتی — صاحبزادے سید یمین عالم صاحب چشتی

صاحبزادے سید ضیاء الدین صاحب چشتی — صاحبزادے سید محمد انیس صاحب چشتی — منشی امین الدین خاں صاحب مفتون چشتی

مولانا سید عبدالقادر صاحب جلالی چشتی — منشی اللہ داد خاں صاحب چشتی — حافظ سید عبدالباقی صاحب چشتی

ظہور محمد خاں صاحب چشتی — سید محمد علی صاحب قریشی چشتی — منشی سید رستم علی صاحب چشتی

سید محبت حسین صاحب چشتی — منشی محمود حسین صاحب چشتی — سید فائق محمد صاحب چشتی

عنبر حسین صاحب چشتی — غلام نجف خاں صاحب حقانی چشتی — سید محمد رفیق صاحب چشتی

سید محمد فاروق صاحب چشتی — سید عبدالرحمٰن صاحب چشتی — سید محمد ادریس صاحب چشتی

سید غوث محمد صاحب چشتی — سید زین العابدین صاحب چشتی — سید اختر حسین صاحب چشتی

عبدالحق صاحب چشتی — عبدالرحیم صاحب قائل چشتی — نور جہاں بیگم صاحبہ چشتی

نصیبن صاحبہ چشتی — محمد سلیم صاحب قریشی چشتی — پنڈت پرمانند صاحب چشتی

پنڈت پربھو دیال صاحب چشتی — مسری لال صاحب چشتی — جہاں گیر خاں صاحب چشتی

شبیر حسین صاحب چشتی — چاند محمد صاحب چشتی — حسن نظامی

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## ہندوستان کا الیکشن

مسٹر جناح نے شملے سے روانہ ہوتے وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے نام ایک پیغام شائع کیا تھا کہ سب مسلمان الیکشن کی تیاری شروع کر دیں۔

ممکن ہے کہ اس کھلے اعلان کے بعد مسٹر جناح نے صوبہ داری لیگوں کے کارکنوں کو بھی عملی ہدایات بھیجی ہونگی اور نہ بھیجی ہوں گی تو جلدی بھیج دیں گے صوبوں کی لیگوں کے صدر اور سکریٹری صاحبان اگر سچ مچ مسلمانوں کی سیاسی ہستی کو قائم کرنا اور قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کو آنے والے الیکشن میں اپنی عملی نوعیت کا ثبوت دینا ہوگا۔ کیونکہ کانگریسی ہندوؤں نے تقریروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

جنگ کی لڑائیوں میں جب کوئی فوج کسی ملک پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو پہلے ہوائی جہاز بم باری شروع کرتے ہیں اسی طرح جب کسی جمہوری ملک میں الیکشن شروع ہوتا ہے تو پہلے نامی لیڈر الیکشن کے مقامات پر جا کر تقریریں کرتے ہیں۔

یہی حال ہندوستان کا ہے کہ یہاں پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ نے تقریروں کی سرگرمی شروع کر دی ہے۔ مگر مسلم لیگ والوں نے ابھی کوئی کام شروع نہیں کیا۔ کیونکہ مسٹر جناح کے مذکورہ پیام کے بعد مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے کسی رکن کا ذکر اخباروں میں شائع نہیں ہوا۔

اگر صوبوں کی مسلم لیگوں میں عملی حرکت پیدا نہ ہوئی تو اُن پر بے عمل ہونے کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ صحیح سمجھا جائیگا اور الیکشن میں مسلمانوں کی سیاسی خودداری خطرے میں پڑ جائیگی۔

## نئی جمعیت علمار

دیوبندی جمعیت علما کا دعویٰ ہے کہ تمام ہندوستان کے علما اُس کے ساتھ ہیں لیکن جمال میاں صاحب فرنگی محلی جوائنٹ سکریٹری مسٹر جناح نے شملے پر اعلان کیا تھا۔ دیوبندی جمعیت علما سارے ہندوستانی علما کی نمائندہ نہیں ہے۔ فرنگی محل لکھنؤ اور بدایوں وغیرہ کے علمار دیوبندی جمعیت سے الگ ہیں۔ میں مولانا جمال میاں صاحب کے دعوے کو ٹھیک سمجھتا ہوں لیکن اُن کی دلیل بہت بودی ہے۔ کیونکہ لکھنؤ اور بدایوں کے علمار کا دیوبندی جمعیت سے الگ ہونا کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے یوں کہنا چاہیئے کہ فرنگی محل بھی تمام ہندوستان کے علما کا ایسا ہی مرکز ہے جیسا دیوبند ایک زمرے کے علمار کا مرکز ہے لہذا مولانا جمال میاں کا فرض ہے کہ وہ فرنگی محل کے مرکز میں ایک نئی جمعیت علمار کی بنیاد رکھیں۔ اور اُس نیم مردہ جمعیت کو زندہ کریں جس کو اُن کے والد حضرت مولانا عبدالباری صاحب نے قائم کیا تھا درس نظامی فرنگی محل کے علمار کی ایجاد ہے۔ اور دیوبند میں بھی وہی درس نظامی جاری ہے۔ اس لئے دیوبند کے علمار بھی فرنگی محل کے ماتحت ہیں۔ لیکن اس بحث میں پڑنے کا وقت نہیں ہے سیاسی مصلحت اس میں ہے کہ فرنگی محل کے علمار فوراً تمام ہندوستان کے صوبوں کے اُن علما کی تنظیم شروع کریں جو فرنگی محل کی جمعیت کے ساتھ رہنا چاہیں یا اُن کے ہم خیال ہوں۔ اس کام کے لئے مولانا جمال میاں اور مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب اور مولانا صبغتہ اللہ صاحب شہید اور مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی وغیرہ کا ایک ڈپوٹیشن فوراً تمام ہندوستان کے صوبوں کا دورہ کرے۔ سب سے پہلے اُن کو بنگال اور بہار اور اُڑیسہ کا دورہ کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد سی پی۔ اور بمبئی اور مدراس اور سندھ اور سرحد اور بلوچستان اور پنجاب کا دورہ کیا جائے۔

اس دورے میں زیادہ وقت خرچ نہ کیا جائے۔ ہر صوبے کے مرکزی مقام میں جاکر جمعیت قائم کردی جائے اور اُس صوبے کے علماء کی تنظیم کا کام اُس جمعیت کے سپرد کرکے آگے بڑھ جائیں جلسوں اور تقریربازیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس کا وقت بعد میں آئیگا۔

بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔ احتیاط سے مراد یہ ہے کہ اس دورے میں دیوبندی جمعیت کے علما سے بحث مباحثے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی دیوبندی کے خلاف کوئی بیان دینے کی ضرورت ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ عملی قوت باہمی نزاع میں ضائع ہوجائیگی۔

## کانگریس کا آخری جلسہ

میں کانگریس کے اُس جلسے کی تعریف کرنی چاہتا ہوں جو کانگریسی لیڈروں نے شملے سے روانگی کے وقت سان فرسکو کانفرنس کی نسبت کیا تھا۔ جو ریزولیوشن کانگریس کے جلسے میں منظور کیا گیا۔ وہ یقیناً تمام ہندوستان کی مشترکہ و متحدہ خواہش کے موافق تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اراکین کا فرض تھا کہ وہ بھی شملے پر ایسی قسم کا ایک ریزولیوشن پاس کرتے۔ اور چونکہ اُنھوں نے ایسا نہیں کیا اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں مسلم لیگ والوں کو دس کروڑ مسلمانوں کی دلی خواہشات سے آگاہ کروں۔ کیونکہ سان فرسکو کانفرنس میں اُن مسلمان اقوام کے معاملات بھی پیش ہوئے تھے جو اس وقت فرانس اور اٹلی اور انگریز وغیرہ حکومتوں کے ماتحت ہیں۔ اور اُن مسلمانوں کو اپنی حکومتوں سے ایذا پہنچ رہی ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کو خصوصیت کے ساتھ الجیریا۔ اور شام کے مسلمانوں کی حمایت کی صدا بلند کرنی چاہیئے۔ جہاں فرانسیسی حکومت مسلمانوں پر درد ناک ظلم و جفا کررہی ہے۔

## فرانسیسی پروپیگنڈہ

کانگریس اور مسلم لیگ کا فرض ہے کہ

وہ دونوں فرانس کے اُس پروپیگنڈے کے خلاف صدا بلند کریں جو آجکل جنرل ڈیگال کی طرف سے ہندوستان میں ہو رہا ہے میرے پاس جنرل ڈیگال کے بھیجے ہوئے بہت سے مطبوعہ کاغذات وقتاً فوقتاً موصول ہوئے ہیں۔ جن میں ایسی خبریں بھی ہیں جن کو میں ہندوستانیوں کو مغالطے میں ڈالنے والا سمجھتا ہوں۔ مجھ سے میرے گھر پر چند ذمے دار فرانسیسیوں نے ملاقات کی تھی۔ اگرچہ اُنھوں نے ہندوستان سے باہر کے مسلمانوں کے معاملات کی نسبت کوئی گفتگو مجھ سے نہیں کی تاہم میں اُن کی سرگرمیوں اور [illegible] جنرل کی حکمتوں کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں اور میں نے اس بارے میں گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر اور فارن آفس سے بھی خط و کتابت کی تھی۔ اگرچہ میں مسٹر ایڈن برطانوی وزیر خارجہ کی ایک تقریر سے یہ نتیجہ نکال چکا ہوں کہ اُن کی پالیسی فرانس کے معاملے میں غیر جانبدارانہ ہے۔ لیکن ہم ہندوستانی مسلمان برٹش گورنمنٹ ہند کی پالیسی کے پابند نہیں ہو سکتے۔ ہم کو چاہیے ہم مسلم لیگ میں ہوں یا کانگریس میں ہوں۔ فرانس کے موجودہ مظالم کو برداشت نہ کرنا چاہیے۔ اور دلیری اور آزادی کے ساتھ اُن ستمگاریوں کے خلاف احتجاج کرنا چاہیے جو الجزائر اور ٹونس اور شام میں فرانس کے ہاتھوں ہو رہے ہیں۔

## ایران کا مسئلہ

لڑائی کی ابتدا میں جب مسٹر چرچل اور کامریڈ اسٹالن اور مسٹر روزویلٹ طہران (ایران) میں جمع ہوئے تھے تو کامریڈ اسٹالن نے ایک ذاتی بیان شائع کیا تھا کہ ہم ایران سے یورپ کی جنگ ختم ہوتے ہی فوجیں ہٹا لیں گے۔

لہذا برلن میں آجکل وہ تینوں پھر جمع ہوئے ہیں۔ اور کانگریس اور مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ ان تینوں کو اُن کا وعدہ یاد دلائیں تاکہ ایران [illegible] انگریزی فوجیں [illegible] کا [illegible] بھی کیا جائے [illegible]

## ہوم ممبر صاحب توجہ فرمائیں

خوراک اور لباس کی راشن بندی کا میں شروع سے حامی تھا۔ اور راشن کا کام جاری ہونے سے کئی مہینے پہلے اپنے خرچ پر بہت سے پوسٹر راشن بندی کی حمایت میں شائع کئے تھے۔ اور ہندوستان کے ہر صوبے میں چھپواں اور تقسیم کرائے تھے۔ کیونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ مسلمان قوم کی فضول خرچیاں روکنے کے لئے راشن بندی بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔ مگر تجربے سے ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کی فضول خرچیاں راشن بندی سے کم نہیں ہوئیں۔ بلکہ زیادہ بڑھ گئیں۔ کیونکہ ان کو فضول خرچی کی عادت پوری کرنے کے لئے مجبوراً بلیک مارکٹ یعنی چور بازار کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔

لہٰذا میں آنریبل ہوم ممبر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ راشن بندی کی ضرورت کی نسبت ایک بیان شائع کریں تاکہ پبلک کو معلوم ہو کہ خوراک اور لباس کی راشن بندی کیوں کی گئی ہے۔

ہوم ممبر صاحب مجھ سے زیادہ اس حالت کو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ہر صوبے کی معلومات حاصل کرنے کے ذرائع موجود ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جن شہروں میں خوراک اور لباس کی راشن بندی کی گئی ہے وہاں ادنیٰ اعلیٰ باشندے بہت زیادہ بے چین ہو گئے ہیں۔ اور یہ بے چینی ان ایجی ٹیٹروں کے کام میں آسکتی ہے جن کو امن شکنی کرانے میں مزا آتا ہے۔

مجھے یہ عرض کرنا بھی ہے کہ دہلی میں کپڑے کی راشن بندی کا انتظام حد سے زیادہ خراب ہے۔ بے شمار باشندے کپڑے کے لئے بے چین ہیں۔ اور ان میں سے بعض میرے پاس اپنی تکلیف ظاہر کرنے آتے ہیں۔

پس میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں بے شمار بے زبان ہندوستانیوں کی تکلیفوں کو پیش کروں اور یہ بھی لکھوں کہ راشن بندی کے انتظام کی مشین کے سب پرزے خراب ہیں۔ انگریز افسروں کو بھی اس نئے کام کا تجربہ نہیں ہے اور ہندوستانیوں کو بھی تجربہ نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے

نا قابلِ بیان تکلیف پبلک کو ہو رہی ہے۔
میں اخبار میں لکھنے کے ساتھ ہی یہ بھی
چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس آؤں اور
زبانی اُن خرابیوں کو بیان کروں جن کی
وجہ سے راشن بندی ہندوستانیوں کے
لئے وبالِ جان بن گئی ہے۔

## تین مہینے میں تین میل کا سفر

مسٹر راما دہانی دہلی راشننگ کے ڈائرکٹر
ہیں مگر بہت ہی آہستہ خرام ہیں۔ فارسی
شاعر نے کہا تھا "آہستہ خرام بلکہ مخرام۔
زیر قدمت ہزار جان است"
"آہستہ چل۔ بلکہ بالکل مت چل، کیونکہ
تیرے قدموں کے نیچے ہزاروں جانیں
ہیں۔ مسٹر راما دہانی مذکورہ فارسی شاعر
کے مخاطب سمجھے جانے کی صورت شکل
رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں مگر یہ بات
بالکل سچ ہے کہ آج کل راشن بندی کے سبب
لاکھوں دہلی والوں کی جانیں اُن
کے قدموں کے نیچے ڈال دی گئی ہیں۔
خوراک راشننگ کی نسبت بے شمار
شکایتوں میں ایک شکایت یہ بھی ہے
کہ گیہوں اور آٹا اچھا نہیں بکتا۔ بلکہ ڈھونڈ
ڈھونڈ کر ردی گیہوں اور آٹا فروخت
کیا جاتا ہے۔

۔ مئی ۱۹۴۵ء کا ذکر ہے کہ میں نے مسٹر
راما دہانی کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ
شکایت تھی کہ آبادی حضرت نظام الدین
کی راشننگ دوکان پر اچھا آٹا اور اچھے
گیہوں نہیں ملتے خاص کر لال گیہوں تو
قطعی نہیں بکتے۔ اور میں اپنے بچوں
سمیت ہمیشہ لال گیہوں کا آٹا کھاتا ہوں
کیونکہ مجھے شربتی اور سفید گیہوں نقصان
کرتے ہیں۔ میں نے مسٹر راما دہانی سے درخواست
کی تھی کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں مقامی
راشننگ آفیسر کی معلومات کے اندر
قصبۂ مہرولی سے لال گیہوں منگاؤں
اور راشننگ کارڈوں کی مقدار کے موافق
جو میرے گھر والوں کو دئے گئے ہیں یہ
لال گیہوں منگاؤں گا۔ زیادہ نہیں منگاؤں گا۔
اس کا جواب مسٹر راما دہانی نے زبانی
دیا۔ حالانکہ اُن کا فرض تھا کہ تحریر کا جواب

تحریر میں دیتے۔ انھوں نے مقامی راشننگ آفیسر کے ذریعے کہدیا کہ مہرولی سے گیہوں منگانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

میں نے اُس پر اخبار منادی میں ایک نوٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا "مسٹر رام دہانی کا مغرورانہ جواب" تب پورے تین مہینے کے بعد آج ۲۵ جولائی کو نازک اندام، نازک خرام بلکہ مخرام راما دہانی صاحب نے تحریری جواب بھیجا ہے۔ بات وہی لکھی ہے جو زبانی کہی تھی۔ کہ باہر سے گیہوں منگانے کی اجازت نہیں ہے۔ عالی جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر دام غرورہٗ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مہرولی دہلی سے باہر نہیں ہے اُنھوں نے شاید سمجھا ہوگا کہ مہرولی اُن کے وطن مدراس میں ہے۔ اور یہ کھائے جیسے میرے وطن مدراس سے گیہوں منگانے شروع کر دے گا تو مدراس والوں کے کھانے کو ایک دانہ نہ بچیگا۔

میں مسٹر راما دہانی سے قانونی اصول پر بحث کرنی چاہتا ہوں۔ اُن کو معلوم ہے کہ قصبہ مہرولی دہلی کے اندر ہے۔ اور اُن کو یہ بھی معلوم ہے کہ مہرولی میں راشننگ نہیں ہے۔ اور اُن کو یہ بھی معلوم ہے کہ مہرولی کے گرد کوئی فصیل نہیں ہے۔

اور میں جب چاہوں مہرولی سے لال گیہوں منگا سکتا ہوں۔ یا اپنی موٹر میں رکھ کر لا سکتا ہوں۔ لیکن میں نے کبھی کسی سرکاری قانون کی چوری اور نافرمانی کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اور مسٹر راما دہانی کو اپنے بڑھاپے اور اپنی صحت کی خرابی کا حال لکھ کر ایک رعایت چاہی۔ لیکن اُنھوں نے رعایت دینے سے انکار کیا۔

میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ وہ سرکاری قانون کے بہت پابند ہیں۔ اور کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتے۔ اگرچہ میرے پاس مسٹر راما دہانی کی رعائتوں کے بہت سے ثبوت موجود ہیں۔ لیکن میں اُن سے درگزر کرتا ہوں اور یہ پوچھتا ہوں کہ انھوں نے میری درخواست کے اس حصے کا جواب کیوں نہیں دیا کہ مقامی راشننگ کی دکان پر جو آٹا اور گیہوں بکتے ہیں وہ عموماً خراب ہوتے ہیں اور میری اور میرے

بچوں کی صحت اُن سے خراب ہوجاتی ہے اور اُنھوں نے اِس کا جواب بھی نہیں دیا کہ لال گیہوں دہلی کے کن راشننگ مقام سے مل سکتے ہیں۔ حالانکہ میں نے لکھدیا تھا کہ مجھے لال گیہوں کا آٹا کھانے کی ہمیشہ سے عادت ہے۔

تیسرا اعتراض میرا یہ ہے کہ مسٹر راما دہانی نے ۸ مئی کے خط کا جواب ۲۵ جولائی کو کیوں دیا؟ کیا وہ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں کہ اُنھوں نے ۲۵ جولائی کے خط کے آخر میں معافی مانگی ہے کہ آپ کے خط کے جواب میں دیر ہوگئی۔

مجھے میرے بزرگوں نے تعلیم دی ہے کہ میں ہر اُس شخص کو معاف کردوں جس سے مجھے کچھ تکلیف پہونچی ہو۔ مگر میں مسٹر راما دہانی کو تین مہینے تک خط کا جواب نہ دینے کی معافی نہیں دوں گا اور قانون جس تلافی کی اجازت دیگا اُس کو استعمال کرونگا

منادی اخبار نے کبھی دہلی کے سولہ مسلمان روزانہ اخباروں اور بے شمار ہفتے وار اخباروں کی نکتہ چینی کا ذکر شائع نہیں کیا کہ دہلی کا ہر اخبار مسٹر راما دہانی کی بے انتظامی پر نکتہ چینی کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ میں کبھی بغیر پوری تحقیقات کر لینے کے اپنے اخبار میں ایک لفظ بھی کسی سرکاری افسر کے خلاف لکھنے کا عادی نہیں ہوں۔

اب میں آنریبل ہوم ممبر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اُردو زبان جانتے ہیں اور منادی کی یہ تحریر پڑھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں اور میں مسٹر راما دہانی کا یہ خط بھی اُن کی خدمت میں بھیج دوں گا اور پھر اُن سے درخواست کروں گا کہ وہ خوراک اور کپڑا راشننگ کی بے شمار مصیبتوں پر غور کریں۔ اور انسانوں کو جاں کنی میں مبتلا کر دینے والی مصیبت سے بچائیں۔

## دہلی مال گودام میں اندھیر

دہلی ریلوے مال گودام میں بعض پھلوں کے پارسلوں کی چوریاں دن دہاڑے سب کے سامنے ہوتی ہیں۔ اور آموں کے پارسل قبل از وقت نیلام کردئے جاتے ہیں۔ میں نے اس کی نسبت افسروں کو لکھا ہے۔

# ہمیشہ زندہ رہنے والے خط

"منادی" میں "ناظرین کے خطوط" اور "خطوں کا جواب" اور "حسن نامہ" عنوانوں سے خطوط شائع ہوا کرتے ہیں۔ یکم اگست سے یہ سلسلہ پھر شروع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

۱۔ کلمہ ریکارڈ کی ضرورت { سیدی و طبیبی مصدیہ

فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ دام الطافکم۔ السلام علیک و بے حد قدم بوسی یہ ایک اجنبی بعد بصد معافی صرف ایک بات حضور والا سے دریافت کرنا چاہتا ہے وہ یہ کہ بندہ کو ایک ایسے گراموفون کے ریکارڈ کی سخت ضرورت ہے کہ جس میں کلمۂ طیب کا حال آیا نظم میں یا نثر میں بیان کیا گیا ہو بہت ممکن ہے کہ پہلے کے مسلم لوگوں نے کسی نہ کسی گراموفون کمپنی میں ریکارڈ اس قسم کا بھروایا ہو جیسے اذان کا ریکارڈ یا قرأت کا ریکارڈ وغیرہ علیٰ ہذہ القیاس جیسا ہندو حضرات بھی بھجن و شلوک وغیرہ کے بھی بھروا کر دنیا والوں کو سناتے ہیں۔ تو اسی طرح اے میرے پیشوا! آپ بہ نفس نفیس آیا ہندوستان میں یا بیرون ہند وغیرہ میں اگر کہیں ایسا اسلامی ریکارڈ حضور نے سنا ہو تو از راہ کرم کہاں سے ملیگا مطلع فرمائیگا۔ یا اگر وہ کمپنی برخاست ہوئی ہو تو کم از کم جس کسی کے پاس (یعنی مرید یا ارادت مند) کے پاس ہو تو وہ جو بھی چارج کریں خادم دینے کو تیار ہے گو وہ سکنڈ ہینڈ ہی سہی لونگا سرکار والا تبار کو اس وجہ سے تکلیف دی گئی ہے کہ حضور نے غالباً شاہنشاہی ریکارڈنگ کمپنی میں اپنی صدابندی فرمائی ہے اور یوں بھی قبلہ کیا ہندوستان کی کمپنیاں بلکہ بلاد اسلامی کے جملہ ممالک کیا یورپ کیا امریکہ اور کیا آسٹریلیا جملہ اقطاع عالم میں حضور کی بات مانی جاتی ہے تو کہیں نہ کہیں سے بلوا سرکار کو آتا ہی ہے۔ اگر ذہن رسا اس خادم کی رہبری فرمائیے تو عین الطاف برالطاف۔ کیونکہ قبلہ عالم ہمارے کالج میں ایک زبردست تعلیمی نمائش ہونے والی ہے

اس لئے یہ خادم ایک آپ ٹوڈیٹ ماڈل ریڈیو کی باڈی کا لکڑی سے تیار کروا کر اُس میں شیشہ پر کلمۂ طیب پینٹ کر کے بذریعہ الکٹرک لائٹ۔ و نیز دول یعنی موٹر کی بیٹری سے اور ایک گرامو فون مشین اُس کے اندر فٹ کر دوں تاکہ کلمۂ طیب کی بہترین رنگا رنگی دیکھتے ہوئے لوگ آواز بھی یعنی مضمون بھی اُس قسم کا سن سکیں اُمید کہ اس بے جا سمع خراشی کے بعد خادم کو معاف فرماتے ہوئے جواب باثواب سے بعد طمانیت اپنی ذہنی فرصت سے دیں گے علین نوازش ہو۔ السلام علیکم سند ف نیز معلمہ تھی کسی نکلر پر تاریخ درج

جواب:۔ مجھے علم نہیں ہے مگر تجویز پسندیدہ ہے ناظرین کو معلوم ہو تو بتائیں۔ حسن نظامی۔

(۴) بلبیک چشتی پارٹی کے رہنمائے مراحل طریقت ہادی منازل حقیقت جناب خواجہ صاحب دام اقبالہ و جلالہ۔ شرائط قدم بوسی بجا لا کر ملتمس ہوں کہ جناب سے میرا تعارف نہیں ہے اور نہ میں نے بیعت کی ہے۔ لیکن میں جناب کو اپنا روحانی پیر مانتا ہوں اور عرصہ سے جناب کو خط لکھنے کا خواہاں ہوں۔ آج موقع ملا اور جناب کی خدمت میں عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ میں تہ دل سے چشتی پارٹی کا فرد اپنے آپ کو تصور کرتا ہوں حالانکہ میں نے عہد نامہ نہیں بھرا ہے کیونکہ اس کی نقل میرے پاس نہیں ہے۔ اگر وہ نقل مل گئی تو بھر کر بھیج دونگا۔ اور میں بہت زیادہ کوشش کروں گا کہ دوسرے لوگ بھی ممبر بنیں۔ میں منادی کو بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اور خاص طور سے جناب کا روزنامچہ جس میں بہت ہی عمدہ اور نصیحت آمیز باتیں ہوتی ہیں شیخ چلی کی ڈائری کی ایک کاپی آج دیے گئے میں منگا بھیج رہا ہوں اس کاپی کو تمام دوستوں اور بزرگوں کو بتاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ تم لوگ اس کو پڑھو اور خرید و پھر آپ کو تحریر کر دوں گا کہ کتنی کاپیوں کی ضرورت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ چشتی پارٹی کو دن دونی ترقی دے اور ہم سب کو اس میں ترقی دینے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ پارٹی سب جماعتوں سے بڑھ کر ہوگی آمین آپ ہم سب نوجوانوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ ہم نوجوانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا میں اپنی قوم اور ملک کے لئے کچھ کر سکیں۔ آپ لوگوں کی نصیحت اور تلقین نے

ہم لوگوں کو اور ہمارے دلوں کو بڑھا سکتی ہے۔ اور ہم اس دنیا میں آگے قدم بڑھائیں آپ بھوپال ضرور تشریف لائیں آپ کے دیدار کو بہت دل چاہتا ہے اور خالہ صاحبہ نے بھی فرمایا ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں

آپ کے دیدار کا مشتاق اور دعا کا طالب

شفیق الدین۔ از بھوپال۔

جواب کی تعمیل کر دی گئی۔ حسن نظامی

۴۔ خواجہ راجہ کی اہلیہ کی وفات سیدی و مولائی

قدم بوسی عرض۔ اگرچہ غلام نے یہ ارادہ کیا تھا کہ غم کی خبریں حضور کو نہ دے۔ لیکن چونکہ یہ خواجہ راجہ نظامی کا معاملہ ہے اس لئے اطلاع دینا ضروری خیال کیا ہیں اس خیال میں تھا کہ خواجہ راجہ نے آپ کو مطلع کیا ہوگا لیکن ان سے معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہوا۔ جمعہ ۲۵ رجب کو اُن کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ وہ تقریباً ایک سال سے علیل تھیں سینے پر سیدھے جانب ایک پھوڑا ہو گیا تھا اسی روز ۵ بجے عنبر پیٹھ میں لاش نذر آتش کی گئی۔ میں اور میرے بچے اس موقع پر موجود تھے۔ میری والدہ اور مکان میں جو حرمہ کے آخری وقت اُن کے پاس تھے۔ بدر الدین صاحب نظامی اور اُن کے بیوی بچے بھی آئے تھے میرے نومولود نواسے کی نسبت حضور نے لکھا تھا کہ "میری آنکھوں سے دیکھ کر پیشانی چوم لینا" افسوس کہ بارہ دن کی بیماری کے بعد ۱۰ رجب کو وہ رحلت کر گیا۔ ایک سال کے اندر میری بڑی لڑکی فضل النو نظامی اور علی بن علوی صاحب کے دو بچے فوت ہوئے۔ ایک چیچک سے اور دوسرا مرض ذبہ سے۔ آپ کی دعا شامل حال رہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو صبر دے۔ دو سال متعدد صدمے برداشت کرتے کرتے اب دل کچھ سخت ہو گیا ہے پھر بھی رہا نہیں جاتا۔ غلام ازلی ناسوتی نظامی

جواب:۔ روشن دل خواجہ راجہ بھیا بدری نظامی کی اہلیہ کی وفات کا حال پڑھ کر صدمہ ہوا۔ میں سب نظامیوں کی طرف سے ماتم پرسی کرتا ہوں مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ ناسوتی شاہ اور بدر الدین نظامی کی مسلمان خواتین ایک ہندو خاتون کی میت کے

وقعت شریک ہوئیں۔ محبت اور وحدت
میں ہم سب ایک ہیں۔

علی عطوفہ صاحب کے بچوں کی وفات
کا بھی مجھے صدمہ ہے۔ خدا اُن کو خواجہ
عطوفہ لڑکا دیگا۔ جو سارے خاندان کی
شادمانی کا باعث ہوگا۔ حسن نظامی

## ہم چشتیوں کو کام کرنا چاہیئے

ویول اسکیم کامیاب
نہیں ہوئی۔ اور یہ اس طرح سے کامیاب
نہیں ہوگی۔ کہ ہندوستان کے تمام لیڈر
ذاتی اقتدار اور خواہشات میں مبتلا ہیں
اور کوئی اپنی خواہشات اور لیڈری
کی قربانی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے ضرورت
ہے کہ چالیس کرور انسانوں کی بہتری
کے لئے مشائخ اور درویش سادہ ہوگیانی
وغیرہ ہندو مسلمان سکھ عیسائی قوم میں
جو مشائخ خیال کے ہوں۔ وہ میدان
میں آئیں۔ اور ان کے آپس میں صلح کرائیں
اور ان کو اتحاد و اتفاق میں منسلک کریں
اگر لیڈر ان سے بھی متفق نہ ہوں تو ایسے
لیڈروں کی لیڈری ختم کر دینی چاہیئے۔

جب تک روحانیت والے میدان میں
نہ آئینگے۔ ہندوستان کے چالیس کرور
انسانوں کی بہتری نہیں ہوسکتی اور اگر
ان لوگوں نے بھی اس طرف توجہ نہ کی
تو خدا کوئی اور ان انسانوں کی بہتری کا
بندوبست کریگا۔ مگر اُس وقت یہ موجود
لوگ نہ ہوں گے۔ اس پر غور کر کے خاندان
چشتی نے جیسا گزشتہ زمانوں میں کام کیا ہے
اب بھی انسانیت کے لئے کام کرنا چاہیئے
سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیاں پنجاب

جواب:۔ چشتی پارٹی کے ممبروں کو غور کرنا
چاہیئے۔ حسن نظامی۔

## ۵۔ سوالات کے جوابات

۱۔ نماز الوسطیٰ کی کون نماز
کہی جاتی ہے۔ عصر کی یا مغرب کی۔

۱۔ جواب:۔ صبح کی اور مغرب کی۔

۲۔ شام کو جب دونوں وقت ملتے ہیں
اُس وقت کی کوئی خاص اہمیت اگر ہے
تو کیا۔ اور کیوں۔

۲۔ جواب کوئی اہمیت نہیں ہے۔

۳۔ ترتیب خلافت بلحاظ تنظیم اسلام آپ کے

قطع نظر دیگر اشکال میں مسئلہ تفضیل کے
متعلق حضور کا کیا نقطۂ نظر ہے۔

۳۔ جواب:۔ حضرت علیؑ تمام اصحابؓ
سے بلحاظ اوصاف ذاتی افضل تھے اور
ترتیب خلافت میں جو تھے تھے۔

۴۔ جتنی اہم احادیث حضرت مولائے
کائنات کے متعلق ہیں۔ ان کی ہم پایہ
کوئی احادیث دیگر حضرات صحابہ کرام
کے متعلق بھی ہیں؟

۴۔ جواب:۔ نہیں ہیں۔

۵۔ انسان کے جسم میں متعدد روحیں ہیں
یا صرف ایک؟

۵۔ جواب:۔ روح ایک ہی ہے۔ تجلیات کی
کثرت ہے۔

۶۔ انسان بعض اوقات ایسے خواب
دیکھتا ہے جن کا ظہور برعکس صورت میں
ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کا [illegible] پاتے اگر
خواب میں دیکھتا ہے تو وہ گویا [illegible] ہونے
کا اشارہ ہوتا ہے۔ ایسے خوابوں کو کیا کہتے ہیں؟

۶۔ جواب:۔ تعبیر کا فن [illegible]

۷۔ اکثر اوقات برزخ پیر [illegible]
متعلق نتیجہ نکلتا ہے۔ اور اکثر مسرت کے
متعلق۔ یہ کیا باعث ہے؟

۷۔ جواب:۔ اس لئے کہ برزخ شیخ ظل الٰہی
ہے۔ اور ظل آلہ میں خیر و شر کے جلوے
مساوی ہیں۔

۸۔ کیفیت یکسوئی میں اکثر زرد رنگ
کی روشنی جیسے شعلۂ آتش۔ نظر آتی ہے۔
اور اکثر بالکل سفید شعلۂ نوران دونوں قسموں
کے خواص و نتائج کیا ہیں۔

۸۔ جواب:۔ زرد نور علامت عشق ہے
اور سفید نور علامت ظہور ذات ہے۔

۹۔ بعض معروضات یا خیال کے متعلق
جو جوابات گوش زد ہوتے ہیں۔ ان میں
بعض کا ظہور برعکس ہوتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

۹۔ جواب:۔ ایسے درویش کے سلوک
میں کوئی نقص رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ حضرت مولائے کائنات یا سرکار دوعالم
کی زیارت۔ علاوہ پیر کی صورت میں ہونے
کے کسی اور بزرگ کی صورت میں بھی ہو سکتی
ہے اور مرید کے لئے یہ کیفیت کہاں تک
[illegible] اطمینان ہو سکتی ہے؟

۱۰۔ جواب ۱۔ مختلف صورتوں میں ہو سکتی ہے۔ اور وہ سب صورتیں قابل اطمینان ہیں۔

ثروت وارثی۔ حیدرآباد دکن۔

۶۔ چشتی مرکز کا برکت نامہ جس فرانسیسی مستشرق کی ملاقات کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کی تفصیل اخبار منادی میں بھی پڑھی۔ یہ بیدار اقوام کے افراد کی باتیں ہیں۔ آزاد قوموں کے کارنامے ہیں۔ ہندوستانی مشائخ کے سوانح حیات یا سلسلوں کی تشریحات ایک سمندر پار رہنے والے غیر مسلم کی زبانی مسلمان مشائخ اور علما کے لئے ایک سبق آموز حقیقت ہے۔

مرسلہ قرآن کا فرمان ہی سچا۔ میں نے اجمیر شریف سے حسب ذیل تار دلوادئے تھے

(۱) صاحبزادہ سید ظہور الحسن صاحب مولانا میاں سکریٹری انجمن معینیہ فخریہ چشتیہ۔ خدام خواجہ اجمیر شریف۔

اس تار میں یہ تحریر تھا۔

کہ ہماری پوری قوم قائد اعظم پر اعتماد رکھتی ہے اور مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔

(۲) سکریٹری صاحبزادہ لیگ خدام خواجہ (صاحبزادہ سید عالم فخری صاحب) (۳) پریسیڈنٹ جمعیۃ تنظیم خدام خواجہ (صاحبزادہ سید محمد فہیم صاحب)

ان تاروں کے علاوہ حسب ذیل افراد نے انفرادی اور شخصی طور پر تار بھیجے تھے

(۱) حکیم سید محمد احمد صاحب (۲) سید شوکت علی صاحب (۳) سید حمید علی صاحب (۴) سید عبد الواحد صاحب (۵) سید بشیر علی صاحب (۶) سید فائق محمد صاحب (۷) سید شریف حسین صاحب (۸) سید محمد خلیق صاحب (۹) سید فیض عالم صاحب (۱۰) سید خیرات الحسن صاحب (۱۱) سید غلام دستگیر صاحب (۱۲) سید منظور الحسن صاحب (۱۳) مولانا سید حامد علی صاحب (۱۴) مولوی سید محمد یونس صاحب (۱۵) سید خورشید علی صاحب (۱۶) مولوی سید اعجاز علی صاحب (۱۷) سید غیاث الدین صاحب (۱۸) سید جلال الدین صاحب (۱۹) سید علاء الدین صاحب (۲۰) سید ضیاء الدین صاحب (۲۱) سید مظہر احمد صاحب

(۲۲) سید مظفر شاہ صاحب (۲۳) سید قائم علی صاحب (۲۴) سید غیور احمد صاحب (۲۵) عبدالباری معنی۔

یہ ۲۸ تار اجمیر سے روانہ کرادئے گئے۔ یہ سب تار دینے والے بجمد اللہ چشتی برادری کے ممبر ہیں۔ یہ سب تار ۳۱ جولائی تک روانہ کرادئے گئے۔

شعبان کی چوتھی تاریخ کشن گڑھ راج کے ماتحت قصبۂ سروار میں گیا ہوا تھا۔ یہاں حضرت خواجہ فخر الدین چشتیؒ خلف و خلیفہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ آسودہ ہیں۔ ۵ شعبان کو غلاف شریف نذر ہوتا ہے جو درگاہ شریف اجمیر سے لیجایا جاتا ہے۔ رات کو قوالی کی مجلس ہوتی ہے۔ ۶ شعبان کو ۲ بجے قل ہوتا ہے۔ اجمیر سے سیکڑوں اصحاب شرکت عرس کی غرض سے جاتے ہیں قصبہ کے اطراف و اکناف سے بھی لوگ عرس میں شریک ہونے کے لئے آجاتے ہیں۔

امسال بہت کافی مجمع تھا۔ حضرات صاحبزادگان کی جانب سے ہر سال لنگر کیا جاتا ہے امسال دو ہزار روپے کا لنگر فقرا کو تقسیم کیا گیا۔ مجلس سماع میں قوالوں کو چودہ سو روپیہ ملا یہ عرس شریف آج سے تقریباً چالیس سال پہلے میرے حقیقی ماموں حضرت مولانا سید عبدالمعبود صاحب معینی مرحوم کی تحریک سے شروع ہوا ہے اور ہمیشہ حضرات صاحبزادگان اس عرس شریف کے جملہ مراسم انجام دیتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام۔ عبدالباری معنی

جواب: برکت افشانی کا شکریہ حسن نظامی

## قلندر شاہ نظامی کا خط

مخدومی مکرمی حضرت قبلہ خواجہ صاحب شہنشاہ نظامی۔

سلام علیکم۔ نہ تشریف آوری ہوئی نہ یہ جواب آیا کہ آنا ملتوی فرمادیا گیا۔

جولائی کا تازہ پرچہ پورا پڑھا۔ بے حد مسرت ہوئی۔ گزارش کیا گیا تھا کہ قبر میں جانے تک ساتھ رہنے والے کو بھی سلسلۂ چشتی نظامی میں شریک و سہیم فرمالیجئے! نہ معلوم اس سخاوت میں کیوں دیر ہے۔ سیاسیات میں مولانا سید آزاد۔ اور مسلم لیگ کے صدر

نومسلم (کیا یہ واقعی نومسلم ہیں؟) کے بارے میں جو کچھ لکھا خوب تھا۔ میں نے اپنے شیخ مولانا آزاد سبحانی مدظلہ سے مدینہ اخبار کے ذریعہ سیاسی رائے میں اختلاف کیا ہے کیونکہ وہ مولانا سید ابوالکلام وغیرہ علماء کو ارتداد کی تشبیہ سے پیش فرما رہے ہیں جو بھونڈی ہے۔ اور خطرناک بھی آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرا اپنا مسلک بھی یہ ہے۔ "صلح کل عشق کل" سب اچھے ہیں کوئی برا نہیں۔ الحمدللہ کہ منادی سے ظاہر ہوا یہی مسلک آپ کا ہے بس میں بھی آپ کا ہوں۔ آپ کی دعا سے اور قلبی توجہ سے میرا ارادہ ہے کہ اب کچھ بس کام کروں۔ یہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنے ساتھ ملاکر کام لیں یا دور ہی سے۔

ایک خواب کی تعبیر بھی دیجئے۔ ۱۹۳۴ء میں جبل پور میں آپ کو مہندی کے رنگ کی سرخ داڑھی کے ساتھ تانگہ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک گلی سے گزرتے دیکھا! اور میں پیدل جا رہا تھا۔ آپ عمامہ میں تھے اور بس۔

آپ نے قلندر شاہی دی۔ اسے منادی میں بھی شائع کیجئے۔ میں تا زندگی یہ ضرور لکھتا رہوں گا! مجھے قلندر شاہی خطاب بہت پسند آیا۔ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلام غائبانہ قبول فرمائیے اور سب بچوں کو دعا۔ لیکن اپنی کل آل کے صدقے سے مجھے دل سے دعا دیجئے تاکہ سلطنت قائم رہے۔ زوال نہ آئے چشتی سلسلہ کی اجازت اور بیعت کو حضرت شیخ سے بھی تحریر با قاعدہ حاصل ہے۔ پر آپ سے لینا لازمی ہے۔ تاکہ نظامی بھی ہوں! آئندہ منادی میں ضرور بشارت دیجئے! والسلام

ابوالافضال عبداللہ سیفی چشتی نظامی ربانی

جواب:۔ قلندر شاہ صاحب یعنی مولانا حافظ عبداللہ صاحب سیفی! آپ کا درجہ مجھ سے بہت اونچا ہے کیونکہ آپ اپنے موجودہ شیخ سے اختلاف کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ مجھ میں یہ جرأت نہیں ہے۔

۔ آپ دلی میں مستقل [illegible]

تو محمد واحدی صاحب کو اپنا پیر کہتے تھے اور مجھے آپ اس لئے محبوب تھے کہ جب آپ کالے خاں کی مسجد میں قرآن شریف پڑھتے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت جبرئیل پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ میرے اسکول کے ناظم دینیات مقرر ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے آپ کو جہانیاں جہاں گشت کا درجہ عطا فرمایا۔ لہٰذا میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں آپ کو اپنا مرید یا اپنا خلیفہ کہہ سکوں۔ کیونکہ آپ کی روحانی پرواز ہوائی جہاز سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اور میں اپنے مریدوں اور خلفا کے ساتھ اونٹ گاڑی میں بیٹھا سفر کر رہا ہوں۔ اگر آپ حیدرآباد میں کبھی جائیں تو میرے خلیفہ حکیم خسرو نظامی سے ضرور ملیں۔ کیونکہ وہ آپ کے اعلیٰ مقامات کی تشخیص بہت اچھی طرح کر سکیں گے۔ میں تو صرف اس تمنا میں رہتا ہوں کہ آپ میرے سامنے حضرت جبرئیل کے طرز تلاوت میں قرآن شریف پڑھتے رہیں اور میں آنکھیں بند کئے ہوئے آپ کی تلاوت سنتا رہوں۔ آپ نے مجھے خواب میں مہندی کا خضاب لگائے ہوئے جبل پور میں دیکھا۔ تعبیر یہ ہے کہ کسی پہاڑ پر مجھے سرخروئی حاصل ہوگی۔ آپ نے پوچھا ہے کہ کیا مسٹر جناح نومسلم ہیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ دنیا کے اسی کروڑ مسلمان نومسلم ہیں۔ جن میں میں بھی ہوں اور آپ بھی ہیں۔ مسٹر جناح کے دادا پردادا کاٹھیاواڑ کے ہندو بنئے تھے۔ گاندھی جی بھی کاٹھیاواڑ کے بنئے ہیں اور سوامی دیانند جی بھی کاٹھیاواڑ کے تھے۔ حسن نظامی۔

**بیٹا ہوا** — الٰہی برادر طریقت جناب رحمت علی صاحب نظامی کے گھر میں لڑکا تولد ہوا ہے۔ بتاریخ ۴ رجب [illegible] ۱۳۶۴ھ بروز بدھ کو حضور والا سے التماس ہے کہ نومولود بچے کا نام تجویز فرما کر مجھے شکریہ کا موقع دیجئے۔ ناچیز خادم محمد ضمیر الدین احمد نظامی۔ رانچی

جواب۔ رحمت علی کو بیٹے کی مبارک باد دو۔ شفقت علی نام رکھو۔ باپ کا نام رحمت علی ہے شفقت بھی رحمت کا ایک حصہ ہے اس واسطے رحمت کے بیٹے کو شفقت [illegible] چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و شفقت سے بیٹے کو [illegible] عطا کرے۔

ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کو پچیس برس کے بعد دیکھا۔ اُنھوں نے دیوان کے مریدوں کا اشتیاق اور اضطراب بیان کیا۔ میں نے کہا۔ میں اکتوبر میں انشاء اللہ دیوان آؤنگا۔

صوفی صاحب اجمیری اور ظہیر احمد صاحب قریشی اور سیٹھ جیون جی صاحب اور مستری بلاقی ملنے آئے تھے۔ اور اخبار ڈان کے سابق سب ایڈیٹر عابد علی صاحب بھی آئے تھے۔

اور ہمارے دوست امیر حیدر صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس بھی دو رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور چشتی منزل میں ایک اور صاحب بھی آئے تھے۔ جو اننت پور میں رہتے ہیں۔ اور جن کا نام خواجہ حسین نظامی ہے۔ جنھوں نے اننت پور آنے کی درخواست کی۔ میں نے کہا تمہارے بیوی بچوں اور تمہاری بہن اور اُن کے بچوں کی اچھی صحت دیکھ کر مجھے بھی اننت پور آنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ مگر کون جائے دتی کی گلیاں چھوڑ کر۔ سید سمیع الدین صاحب اور آغا محمد سلطان نظامی بھی آئے تھے۔

**۱۱ر شعبان ۲۲ر جولائی اتوار دہلی**

**بچوں کی سعادت** آج صبح حسین اور سلمان اور قدسیہ اور حسن ابوطالب اور مہدی اور سید عبدالسلام اور روحم کے ساتھ درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ رض میں حاضر ہوا تھا۔ حسین کو تعمیرات کا کام دکھایا۔ بچوں کو زیارتیں کرائیں۔ اور درگاہوں کی حفاظت کرنے والے فقیر کو بچوں سے روپے دلوائے۔ پھر بچوں کو قطب مینار دکھانے لے گیا۔ موٹر ٹیکسی بیس روپے کرایہ میں لی تھی۔

**بے وقت کی نیند** چونکہ کل رات کو نیند نہیں آئی تھی اس واسطے آج دوپہر کا کھانا کھا کر پہلے سب بچوں سے باتیں کیں لڑکے لڑکیاں۔ پوتے پوتیاں۔ لڑکوں کی بیویاں سامنے جمع تھیں۔ اُن کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اس کے بعد میں لیٹ گیا اور سو گیا۔ لگاتار تین گھنٹے تک سوتا رہا۔

**بھانجی کی وفات** میری والدہ کے دو سگے بھائی تھے۔ ایک بھائی کا نام سید دیدار حسین تھا۔ اُن کے لڑکے سید محمد صادق شہید تھے۔ سید ابن عربی اور خواجہ بانو اُن کی اولاد ...

اور دوسرے بھائی سید علی حسین تھے۔
اُن کی صرف ایک لڑکی ہے جس کا نام نظامی بانو
ہے۔ نظامی بانو کی شادی ہندوستانی فریق کے ایک فرد
سید حبیب حسین صاحب سے ہوئی تھی لیکن
سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں بڑی
لڑکی کا نام شاہجہاں بیگم اور چھوٹی لڑکی کا نام
تیمور بیگم ہے۔ اور لڑکے کا نام سید تجمل حسین
ہے۔ بڑی لڑکی شاہجہاں کی شادی فریق
قاضی زادگان میں سید قاسم علی مرحوم سے
ہوئی تھی۔ جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں
پیدا ہوئیں۔ ہندوستانی فریق کے بعض
افراد نے میرے فریق اول نبیرہ گان اور
فریق چہارم قاضی زادگان سے ملنا جلنا ترک
کر دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے گزشتہ دو مہینوں
کے زمانے میں میری لڑکی حور بانو بھی مجھ
سے نہ مل سکی تھی۔ کیونکہ اُس کی شادی
بھی فریق سوئم ہندوستانی میں ہوئی ہے
اور میری بہن نظامی بانو اور اُن کے سب
بچیوں نے بھی مجھ سے ملنا چھوڑ دیا ہے۔
کئی دن ہوئے شاہجہاں بیگم کا لڑکا
سید عاقل میرے پاس آیا اور کہا اماں بہت
بیمار ہیں تعویذ دیدیجئے۔ میں نے فوراً تعویذ
دیدیا۔ اور چشم پُر آب زنانے مکان میں گیا
اور خواجہ بانو سے کہا۔ تم جاؤ اور میری بھانجی
کو دیکھو۔ اگر وہ تم کو گھر کے اندر نہ آنے
دیں تو برانہ ماننا واپس چلی آنا۔ یہ اختلافات
عارضی ہیں۔ ہم کو خدا کے حکم کے بموجب
اپنے قرابت داروں کے ہر دکھ سکھ کا
خیال رکھنا چاہیئے۔ خواجہ بانو فوراً بستی
میں گئیں اور مریضہ کو دیکھا اور واپس
آکر کہا اُس کی حالت بہت نازک ہے۔
یہ خبر سُن کر کل رات بھر مجھے بے چینی رہی اور
نیند نہیں آئی۔ آج دن کو جب بیدار ہوا
تو خبر سنی کہ شاہجہاں نے وفات پائی میں
نے فوراً خواجہ بانو اور سید ابن عربی کی بیوی
شاہ بانو کو بستی میں بھیجدیا۔ رات کو ۱۱ بجے
میرے مکان درویش خانے کے شمال میں
دفن کی رسم ادا ہوئی۔ میں بھی درگاہ شریف
میں میت کے ساتھ گیا تھا اور میرے لڑکے
حسین اور علی دفن تک شریک رہے تھے
ملاقاتی : خان بہادر فیض محمد خاں نظامی
اور مولانا محمد حسین صاحب ملنے آئے تھے۔

**واپسی** — صوبہ سرحد کے مریدوں کا قافلہ آج واپس چلا گیا۔

**مسٹر خلیل** — کاغذ نگر دل کے دہلوی ایجنٹ مسٹر خلیل اور اُن کی بیگم صاحبہ اور دو دوسری خواتین اور اُن کی بیگم صاحبہ کے بھائی مسٹر ممتاز حسین رضوی ٹیکنیکل آفیسر لکھنو ملنے آئے تھے۔ مسٹر ممتاز حسین نے بیس روپے کارِ خیر کے لئے دئیے۔ اور صوبہ سرحد کے قدیم مریدوں نے بھی تیس روپے کارِ خیر کے لئے دئیے۔

**ایڈیٹر العرب** — علامہ عبدالمنعم العدوی ایڈیٹر العرب ملنے آئے تھے۔ کہتے تھے مصر میں ۲۹ کا چاند مانا گیا ہے اور وہاں شب برات منگل کے دن ہوگی۔

**خلیل الرحمٰن صاحب** — دہلی چاندنی چوک میں گھنٹہ گھر کے پاس رحمان کا کوچہ مشہور ہے۔ اس میں سب مسلمان آباد ہیں۔ میں جب دلی میں پڑھتا تھا تو اسی محلے میں حاجی عبدالعظیم صاحب گوٹے والے کے ہاں رہتا تھا مگر میری روٹی میر محمد علی صاحب کے ہاں پکتی تھی۔ جو چابک سواروں کی گلی میں رہتے تھے۔ میں ان کو آٹا دیدیا کرتا تھا اور ان کے گھر میں چار روٹیاں پک جاتی تھیں۔ میں بازار سے کباب یا سالن لیکر کھالیا کرتا تھا۔ خدا کی شان ہے کہ اب اسی محلے میں خلیل الرحمٰن صاحب گوشت کی دکان کرتے ہیں۔ اور برابر منادی اخبار پڑھتے ہیں۔ اور ہمیشہ مجھ سے ملنے آتے ہیں تو اپنی دکان کا گوشت بھی لاتے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔ اُن کے بھتیجا بھی ساتھ تھے۔ اور ریاست دہلی کے ایک صاحب بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ گوشت بھی لائے تھے۔

میں نے وعدہ کیا کہ اب میں بھی آپ کی دُکان پر آیا کروں گا۔ جب یہ الفاظ میرے مُنہ سے نکلے تو دل نے کہا "تاریخ عود کیا کرتی ہے جس محلے میں ابتدائی عمر میں رہتا تھا اُس محلے میں آخری عمر میں بھی جانا آنا چاہئیے۔

**۱۲ شعبان ۲۳ جولائی — سیر دہلی**

ہندوستانی تہذیب کی زندگی — شیخ چلی کی ڈائری شائع کرنے کے بے شمار مقاصد ہیں

جن میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہندوستان کی پُرانی تہذیب اور پُرانی رسموں کو قلم بند کر دیا جائے۔ کیونکہ یورپ کی نئی تہذیب ہندوستان کے ہر پُرانے رواج کو لگاتار مٹا رہی ہے اور فنا کر رہی ہے۔

**چشتی منزل میں کام** ﴾ آج مَیں دن بھر چشتی منزل میں کام کرتا رہا۔ اور ملاقاتی آتے رہے۔

**خوابگاہ** ﴾ رات کو زیریں منزل سے بالاخانے پر سویا۔ بارش کئی دن سے بند ہوئی ہے اس لئے گرمی بہت زیادہ ہے۔ پنکھا چلتا رہتا ہے۔ مگر پسینہ بھی آتا رہتا ہے۔

**۱۳ شعبان ۲۴ جولائی منگل دہلی**

**سنی اوقاف مجلس کا جلسہ** ﴾ آج صبح کرائے کی موٹر میں دہلی گیا تھا اور سنی اوقاف کمیٹی کے جلسے میں شریک ہوا تھا۔ جامع مسجد کے امام صاحب اور فتحپوری کے امام صاحب بھی شریک ہوئے تھے خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب نے صدارت کی تھی۔ رمضان شریف کی آمد کے انتظامات طے ہوئے۔

**کچہری** ﴾ ۱۲ بجے ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نئی دہلی کی کچہری میں گیا تھا۔ چشتی لائبریری کی تعمیر کے خلاف خاندانی مخالفین کی سازشوں کے سبب نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے میرے خلاف خوامخواہ مقدمہ قائم کیا تھا۔ اور میرا چالان کر دیا گیا تھا۔ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نے کمیٹی کے پیروکار چوپڑہ صاحب کے سامنے میرا بیان سُن کر ہم دونوں کو مسٹر ہن راہن سکریٹری نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے پاس بھیجا۔ مسٹر ہن راہن نے سب کاغذات دیکھنے کے بعد ایک مہینے کی تاریخ لگا دی۔ اب ۲۱ اگست کو پھر یہاں پیشی ہوگی۔ فارسی زبان میں کسی شاعر نے خوب کہا تھا۔ "ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر"

**شب برات** ﴾ دہلی میں عام طور سے ۳۰ کا چاند مانا گیا ہے۔ کیونکہ ۲۹ کو چاند نظر نہیں آیا تھا۔ اور حیدرآباد سے مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی سرکار عالی کا تار بھی آیا تھا کہ وہاں بھی ۲۹ کا چاند نہیں دیکھا گیا مگر دہلی کے مولویوں کو مسلمانوں میں اختلاف ڈالنے سے لطف آتا ہے اس واسطے اُنھوں نے

فتویٰ دیدیا ہے کہ چاند ۲۹ کو ہوا تھا۔
کاش مولوی صاحبان رمضان اور عید
کے چاند کا ٹھیکہ اپنے لئے مخصوص رکھیں
اور دوسرے مہینوں کی رویت ہلال
کو آزاد چھوڑ دیں۔ کیونکہ شب برات کو
جب مولوی صاحبان مانتے نہیں ہیں
تو اُن کو فتویٰ دینے کا حق کیا ہے؟ میرے
پاس رات دن ٹیلیفون آتے رہتے ہیں
اور میں سب سے کہتا ہوں کہ شب برات
بدھ کے دن ہو گی۔ پھر بھی بعض لوگ غلط فہمی
میں مبتلا ہوئے ہیں اور انھوں نے آج
شب برات منائی ہے۔
**نیلم نظامی کا تار** ؛ نانڈیڑ علاقہ حضور
نظام سے میرے پرانے مرید عبد القادر
نیلم نظامی کا تار آیا ہے کہ شب برات کی
خاص دعاؤں میں اُن کو یاد رکھوں۔
**پارٹی** ؛ آج شام کو ۶ بجے ڈیوی کو ہوٹل
میں ڈاکٹر داور صاحب نے سر مرزا اسمٰعیل
امین الملک وزیر اعظم ریاست جے پور
کو پارٹی دی تھی۔ سر سید سلطان احمد صاحب
بھی شریک ہوئے تھے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر
کے جوتشی صاحب بھی تھے۔ اور رائے صاحب
اوم پرکاش افسر امپرومنٹ ٹرسٹ بھی
شریک تھے۔ سر میرزا کے صاحبزادے ہمایوں
میرزا صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔
**آتش بازی** ؛ دہلی سے بچوں کے لئے
آتش بازی لایا تھا۔ اگرچہ ہمیشہ آتش بازی
کے خلاف رہا ہوں۔ مگر اب رائے بدل
لی ہے۔ کیونکہ بچوں کو آگ کے کھیل سے
مانوس کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ساری
دُنیا آگ سے کھیل رہی ہے۔ مسلمانوں
کے بچے آگ کے کھیل سے محروم کیوں رہیں
**آئس کریم** ؛ آج شام کو حسین نے بچوں
کے لئے گھر کی مشین میں برف جمائی تھی
میں نے کہا پہلے ہم تم کو حسین گوشت والا
کہتے تھے۔ اب حسین برف والا بھی کہا کریں گے
**شب برات کا خرچ** ؛ آج میں نے اپنے
دفتر کے بعض ملازمین کو شب برات کے
خیال سے پیشگی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔
**معماروں کی رخصت** ؛ درگاہ حضرت
بی بی نور صاحبہؒ کی تعمیرات کے سلسلے
میں جو معمار اور مزدور رہتک سے آئے تھے

کام کر رہے ہیں اُن کو بھی شب برات کی چھٹی
دی ہے۔ اُن کی مزدوری کے چار سو روپے
بھی تقسیم کر دئیے گئے۔

آج گرمی کی وجہ سے زید منزل کے صحن
میں سو رہا تھا اور پچھلی رات جلدی بیدار
ہوا تھا کیونکہ شب برات کے معمولات
ادا کرنے تھے۔ کل رات کے اوراد جداگانہ
ہوں گے۔

## ۱۴ شعبان ۲۳ جولائی بدھ دہلی

شب برات آئی۔ آمد شب برات بہت اداسی
سے آئی۔ کوئی لیپے ہے کوئی پوتے ہے
کوئی کمہار کے گھر دوڑی۔ کمہار رے کمہار رے
ہنڈیا دے دے۔ آئیں گے میرے
مُردے بھوکے پیاسے پھول جھڑی۔

مگر میرے دیکھتے دیکھتے زمانہ اتنا
بدل گیا ہے کہ شب برات کا فقط نام ہی
نام رہ گیا ہے۔ ورنہ آج کے دن ہر مسلمان
گھر میں مٹی کی ٹھلیاں پانی سے بھری جاتی
تھیں۔ شب برات کے دن صبح چپاتیاں
پکتی تھیں۔ حلوہ بنتا تھا۔ اور پانی کی ٹھلیوں
کے سامنے یہ دونوں چیزیں رکھ کر نیاز دی
جاتی تھی۔ ایک ٹھلیا پر حضرت امیر حمزہؓ کی نیاز
ہوتی تھی۔ ایک ٹھلیا پر کربلا کے شہیدوں کی
نیاز ہوتی تھی۔ ایک ٹھلیا پر سب پیغمبروں
کی نیاز ہوتی تھی ایک ٹھلیا پر گھر کے مُردوں
کی نیاز ہوتی تھی اور بچوں کے لئے آلو حلوہ
بنائی جاتی تھی۔ اور اُس پر چراغ روشن ہوتے
تھے۔ مگر اب فقط حلوے پر نیاز ہوتی ہے
اور سب رسمیں ترک ہو گئی ہیں۔

**سیٹھ رحیم کریم مستری** آج بمبئی سے
سیٹھ رحیم کریم مستری اور اُن کی کمپنی کے
ایک حصے دار ملنے آئے تھے۔ یہ وہی ہیں جنہوں
نے چشتی لائبریری کی تعمیر کے لئے سات ہزار
روپے بھیجے تھے۔

**حبیب بنک دہلی کے منیجر** سید فتحیاب حسین
صاحب ملنے آئے تھے جو حبیب بنک بمبئی کی شاخ
دہلی کے منیجر ہیں۔ سید جعفر علی صاحب بھی
ان کے ساتھ آئے تھے۔

**چشتی منزل** آج مغرب کے وقت تک
چشتی منزل میں کام کیا تھا۔ اور چند گھنٹے
چشتی لائبریری میں بھی بیٹھا تھا۔ تاکہ آج کے
مبارک دن چشتی لائبریری کا افتتاح ہو جا

**نیاز** – مغرب سے پہلے نیاز ہوئی اور میں
نے بھی سب بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نیاز
کا حلوہ چکھا۔ بعد مغرب بچوں نے آتش بازی
چھوڑی۔

**شب بیداری** – آج ساری رات میں
بھی بیدار رہا اور خواجہ بانو بھی عبادت
میں مصروف رہیں۔ بدہ والے سید یامین
نظامی بھی آئے تھے اور مولانا عشقی نظامی
بھی آئے تھے۔

**۱۵ شعبان ۲۶ جولائی جمعرات دہلی**

**اپنے مولا کی حمد** – کل رات میرے مالک
اور رب نے جو رحمت مجھ پر نازل کی اُس کی
حمد میں آج میں نے قوالی کی مجلس کی تھی۔

**دواخانہ زرنگاری امرتسر** – آج امرتسر کے
زرنگاری دواخانے کے دو سکھ ایجنٹ صاحبان
ملنے آئے تھے۔ نوجوان ہیں اور ضلع بجنور
میں رہتے ہیں۔ اپنے فرض کو بہت قابلیت
سے ادا کرتے ہیں۔ اُنھوں نے میری آنکھ
کا معائنہ بھی کیا۔

**میر عنایت حسین صاحب** – درگاہ
حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کے سجادہ نشین
جناب میر عنایت حسین صاحب سالانہ
عرس کی دعوت دینے تشریف لائے تھے۔

**دل آرا کی والدہ** – آج کاس گنج سے میری
بہو دل آرا بانو کی والدہ اور بھائی آئے ہیں۔

**قوالی کے حاضرین** – جناب میر عنایت حسین
صاحب۔ صوفی صاحب اجمیری۔ سید سمیع اللہ شاہ
صاحب۔ چودھری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ
مجسٹریٹ نئی دہلی۔ عبدالرحمٰن صاحب جج عدالت خفیفہ
دہلی۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجینئر
سنٹرل پی ڈبلیو ڈی۔ رائے بہادر ماتھر صاحب
سپرنٹنڈنٹ انجینئر۔ خان بہادر میر حسین صاحب
اسسٹنٹ سکریٹری سنٹرل اسمبلی۔ مسٹر جلیل
پیپر کنٹرول افیسر دہلی۔ ممتاز حسین صاحب
رکروٹنگ آفیسر لکھنؤ۔ ڈاکٹر ساغٹ صاحب کلکتہ
سید عبدالسلام صاحب۔ خواتین مسٹر جلیل۔ چودھری سیٹ محمد صاحب
عابد علی صاحب سب ایڈیٹر ڈان۔ محمود احمد
نظامی بی اے۔ عبداللطیف صاحب نیازی انکم ٹیکس
آفیسر۔ شیخ اعجاز احمد صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر فوڈ۔ سید محمد ایوب
صاحب وغیرہ اصحاب شریک ہوئے تھے۔ مغرب کے
وقت مجلس ختم ہوئی۔ خادم حسین نظامی راگی کا گانا ہوا تھا۔
مسٹر جلیل اور مسٹر ممتاز حسین اور اُن کی خواتین عشاء کے
بعد کھانے سے فارغ ہو کر واپس گئے۔

ڈاکٹر کنور بہادر شفا رام اور لفٹننٹ امولک راج اور مستری محمد احمد بھی قوالی میں

۹۵۹ محمد فخر الدین خاں نظامی ۶۳ سال
۹۶۰ محمد نظام الدین خاں نظامی ۳۱ سال
۹۶۱ جمیل بانو صاحبہ ۱۳ سال
۹۶۲ یوسف بانو صاحبہ ۱۲ سال
۹۶۳ سکینہ بانو صاحبہ ۳۵ سال
۹۶۴ سید شمس عالم صاحب ۳۰ سال
۹۶۵ محمد قاسم صاحب ۳۰ سال
۹۶۶ قاسم علی خاں صاحب ۲۳ سال
۹۶۷ مولا شاہ صاحب ۳۵ سال
۹۶۸ محمد ناصر صاحب ۳۲ سال
۹۶۹ حامد رب خاں صاحب ۲۵ سال
۹۷۰ محمد قاسم نظامی ۳۰ سال
۹۷۱ منیر الدین حسین نظامی ۴۵ سال
۹۷۲ نصیر الدین نظامی ۲۲ سال
۹۷۳ محمد منیر الدین صاحب ۲۴ سال
۹۷۴ محمد بشیر نظامی ۴۰ سال
۹۷۵ احمد الدین نظامی ۳۸ سال
۹۷۶ محمد اسمعیل نظامی ۳۵ سال
۹۷۷ محمد عبد القادر صاحب ۴۴ سال
۹۷۸ مرزا مصطفٰے علی بیگ ۵۸ سال
۹۷۹ عبد الحمید صاحب ۲۶ سال

۹۸۰ محمد ابراہیم صاحب ۳۹ سال
۹۸۱ اقبال پاشا صاحب ۲۲ سال
۹۸۲ صادق الیقین نظامی ۵۰ سال
۹۸۳ کریم النساء نظامی ۴۰ سال
۹۸۴ ابوالفتح سید شاہ ملاذ حسینی صاحب ۴۴ سال
۹۸۵ سید قبول اللہ حسینی صاحب ۲۱ سال
۹۸۶ سید عظمت اللہ حسینی صاحب ۱۸ سال
۹۸۷ سید عارف اللہ حسینی صاحب ۱۴ سال
۹۸۸ سید ذکی اللہ حسینی صاحب ۱۱ سال
۹۸۹ سید تقی اللہ حسینی صاحب ۶ سال
۹۹۰ سید رحمت اللہ حسینی صاحب ۲۵ سال
۹۹۱ نواب مرزا محسن بیگ صاحب ۳۸ سال
۹۹۲ شیخ محمد قریشی صاحب ۳۰ سال
۹۹۳ سید شاہ ولی اللہ حسینی صاحب ۴۶ سال
۹۹۴ سید شاہ فصیح اللہ حسینی صاحب ۳۶ سال
۹۹۵ سید محبوب حسینی صاحب ۶۰ سال
۹۹۶ سید مشایخ حسینی صاحب ۳۰ سال
۹۹۷ سید ولی اللہ حسینی صاحب ۲۶ سال
۹۹۸ سید اکبر حسینی صاحب ۴۲ سال
۹۹۹ سید فصیح اللہ حسینی صاحب ۲۱ سال
۱۰۰۰ محمد عبد العزیز صاحب ۵۵ سال

۱۰۰۱ شیخ حسن صاحب قریشی ۱۸ سال
۱۰۰۲ شیخ سعید صاحب قریشی ۱۴ سال
۱۰۰۳ شیخ لاڈلے پٹیل و صفی ۳۵ سال
۱۰۰۴ محمد قاسم گرداور صاحب ۴۰ سال
۱۰۰۵ شیخ لاڈلے صاحب ۴۵ سال
۱۰۰۶ قبول محمد صاحب ۶۰ سال
۱۰۰۷ شیخ ندیم صاحب ۴۷ سال
۱۰۰۸ شیخ لاڈلے صاحب ۴۳ سال
۱۰۰۹ عبد القادر صاحب ۳۲ سال
۱۰۱۰ علی شیر صاحب ۴۹ سال
۱۰۱۱ محمد خاں صاحب ۱۳ سال
۱۰۱۲ محمد مشائخ صاحب ۶۶ سال
۱۰۱۳ محمد مستان صاحب ۵۱ سال
۱۰۱۴ عبد الرزاق صاحب ۳۷ سال
۱۰۱۵ شیخ امام جمعدار صاحب ۴۸ سال
۱۰۱۶ شیخ جیندہ صاحب ۴۷ سال
۱۰۱۷ شیخ گھوڑو صاحب ۴۵ سال
۱۰۱۸ سید بدر اللہ حسینی صاحب ۴۳ سال
۱۰۱۹ اصغر حسین صاحب ۴۲ سال
۱۰۲۰ رکن الدین صاحب ۵۹ سال
۱۰۲۱ میر غلام حسین صاحب ۳۳ سال

۱۰۲۲ محمد فرید الدین صاحب ۴۹ سال
۱۰۲۳ محمد حسین صاحب ۵۷ سال
۱۰۲۴ حکیم عبد الغنی انصاری نظامی ۴۵ سال
۱۰۲۵ محمد عبد المقتدر خاں صاحب ۴۶ سال
۱۰۲۶ محمد عارف الحق نظامی ۳۲ سال
۱۰۲۷ محمد اسحاق نظامی ۴۵ سال
۱۰۲۸ جگ موہن پرشاد صاحب ۴۲ سال
۱۰۲۹ احمد عبد السلیم صاحب ۴۷ سال
۱۰۳۰ مرزا خواجہ بیگ صاحب ۳۳ سال
۱۰۳۱ ملکوت بیگم نظامی ۱۵ سال
۱۰۳۲ چشتی بیگم نظامی ۱۷ سال
۱۰۳۳ توحید بیگم صاحبہ ۹ سال
۱۰۳۴ ننھی جی صاحبہ ۶۰ سال
۱۰۳۵ نادر بیگم نظامی ۴۲ سال
۱۰۳۶ منور بی نظامی ۳۰ سال
۱۰۳۷ موتی بیگم نظامی
۱۰۳۸ نظام پاشا صاحب
۱۰۳۹ نور النساء بیگم صاحبہ ۳۷ سال
۱۰۴۰ کریم النساء بیگم صاحبہ ۳۰ سال
۱۰۴۱ جمال النساء بیگم صاحبہ
عمر ۱۶ سال

## دہلی

۱۰۴۲ ماسٹر سید الطاف حسین صاحب شیعہ ۶۰ سال
۱۰۴۳ سید آفتاب حسین صاحب شیعہ ۴۹ سال
۱۰۴۴ سید مہتاب حسین صاحب شیعہ ۴۲ سال
۱۰۴۵ سید اشفاق حسین صاحب شیعہ ۲۲ سال
۱۰۴۶ محمد یعقوب صاحب ۴۰ سال
۱۰۴۷ شوکت علی صاحب ۲۰ سال
۱۰۴۸ نہال چند صاحب ۳۸ سال
۱۰۴۹ لالہ کشور سین صاحب جین ۴۰ سال
۱۰۵۰ لالہ بنارسی لال صاحب ۲۸ سال
۱۰۵۱ لالہ بلندر راج صاحب ۴۰ سال
۱۰۵۲ حکیم شفا نظامی ۴۸ سال
۱۰۵۳ شفیع احمد صاحب ۳۰ سال
۱۰۵۴ سیدہ اختری بیگم نظامی ۲۸ سال
۱۰۵۵ صالحہ بیگم صاحبہ ۶۰ سال
۱۰۵۶ سیدہ زہرہ بیگم صاحبہ ۸ سال
۱۰۵۷ سیدہ ریحانہ بیگم صاحبہ ۳ سال
۱۰۵۸ سیدہ انیسہ بیگم صاحبہ ۹ ماہ
۱۰۵۹ سید محمد رحمت الرحمٰن ۶ سال
۱۰۶۰ سید انیس الرحمٰن نظامی ۳۹ سال

۱۰۶۱ عبدالحمید صاحب ۳۰ سال
۱۰۶۲ عبدالکبیر صاحب ۱۴ سال
۱۰۶۳ عبدالحفیظ صاحب ۲۶ سال
۱۰۶۴ محمدی بیگم صاحبہ ۱۲ سال
۱۰۶۵ کبرٰے بیگم صاحبہ ۲۲ سال
۱۰۶۶ صغرٰے بیگم صاحبہ ۱۸ سال
۱۰۶۷ محمد یعقوب صاحب ۴۴ سال
۱۰۶۸ بشیر الدین صاحب ۳۲ سال
۱۰۶۹ قمر الدین صاحب ۵۶ سال
۱۰۷۰ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ۶۷ سال
۱۰۷۱ محمد سعید صاحب ۱۶ سال
۱۰۷۲ عبدالوحید صاحب ۱۹ سال
۱۰۷۳ نوری خانم صاحبہ ۸ سال
۱۰۷۴ اصغری خانم صاحبہ ۲۰ سال
۱۰۷۵ اکبری خانم صاحبہ ۲۳ سال
۱۰۷۶ عبدالرزاق صاحب ۱۹½ سال
۱۰۷۷ عطاء الرحمٰن صاحب ۶۲ سال
۱۰۷۸ قلندر شاہ صاحب ۲۷ سال
۱۰۷۹ اولیاء بیگم صاحبہ ۴۳ سال
۱۰۸۰ فرخندہ بی بی صاحبہ ۵۶ سال
۱۰۸۱ مریم زمانی صاحبہ ۱۸ سال

۱۰۸۲ امت القدیر صاحبہ ۱۸ سال
۱۰۸۳ امت الحبیب صاحبہ ۲۱ سال
۱۰۸۴ امت المتین صاحبہ ۲۴ ½ سال
۱۰۸۵ خدیجہ بیگم صاحبہ ۳۸ سال
۱۰۸۶ فیروزہ خانم صاحبہ ۲۴ سال
۱۰۸۷ بسم اللہ خانم صاحبہ ۲۶ سال
۱۰۸۸ احمد جان صاحب ۲۴ سال
۱۰۸۹ عبداللہ جان صاحب ۲۸ سال
۱۰۹۰ محمد جان صاحب ۲۲ سال
۱۰۹۱ سید محمد ارتضیٰ صاحب واحدی ۵۶ سال
۱۰۹۲ سید احمد مجتبیٰ واحدی ۲۰ سال
۱۰۹۳ سید علی مقتدیٰ واحدی ۱۸ سال
۱۰۹۴ شاکرہ خاتون صاحبہ ۱۶ سال
۱۰۹۵ حامدہ خاتون صاحبہ ۱۴ سال
۱۰۹۶ ساجدہ خاتون صاحبہ ۱۲ سال
۱۰۹۷ عابدہ خاتون صاحبہ ۱۰ سال
۱۰۹۸ سید موسیٰ رضا واحدی ۸ ½ سال
۱۰۹۹ مسٹر ہریش چندر متل سینئر سب جج دہلی
۱۱۰۰ سید یامین نظامی ۳۸ سال
۱۱۰۱ اہلیہ سید یامین نظامی ۲۷ سال
۱۱۰۲ اہلیہ دوم سید یامین نظامی ۲۱ سال
۱۱۰۳ امینہ بیگم صاحبہ ۱۲ سال
۱۱۰۴ شمیمہ بیگم صاحبہ ۹ سال
۱۱۰۵ نسیمہ بیگم صاحبہ ۷ سال
۱۱۰۶ محمد مسلم صاحب ۶ سال
۱۱۰۷ نعیمہ بیگم صاحبہ ۵ سال
۱۱۰۸ نور جہاں صاحبہ ۱ سال
۱۱۰۹ شاہ جہاں صاحبہ ۱ سال
۱۱۱۰ بیگم ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب مرحوم احمدی ۳۵ سال

## ڈیرہ اسمٰعیل خاں

۱۱۱۱ محمد امین قادر صاحب ۳۰ سال
۱۱۱۲ ایم عبدالعزیز نظامی ۴۴ سال
۱۱۱۳ زبیدہ بیگم صاحبہ ۳۹ سال
۱۱۱۴ تسنیم بیگم صاحبہ ۱۸ سال
۱۱۱۵ کوثر بیگم صاحبہ ۱۶ سال
۱۱۱۶ سعادت بیگم صاحبہ ۱۴ ½ سال
۱۱۱۷ نسیمہ بیگم صاحبہ ۱۳ سال

## ڈیرہ غازی خان

۱۱۱۸ علی محمد نظامی ۴۵ سال
۱۱۱۹ میاں مدد بخش صاحب ۲۶ سال

۱۱۲۰ عبدالعزیز صاحب ۳۰ سال

۱۱۲۱ منظور احمد صاحب ۲۲ سال

۱۱۲۲ نور احمد صاحب ۱۸ سال

۱۱۲۳ میاں خیر محمد صاحب ۵۰ سال

۱۱۲۴ قاضی خورشید احمد صاحب ۴۵ سال

۱۱۲۵ میاں حضور احمد چشتی ۴۲ سال

۱۱۲۶ منظور احمد صاحب ۳۵ سال

۱۱۲۷ منظور احمد صاحب ۲۰ سال

۱۱۲۸ اقبال حسین صاحب ۱۵ سال

۱۱۲۹ غلام محمد صاحب ۲۱ سال

۱۱۳۰ اللہ دیایا صاحب ۳۰ سال

۱۱۳۱ رحیم بخش صاحب ۲۰ سال

۱۱۳۲ جمال محمد صاحب ۲۸ سال

۱۱۳۳ کریم بخش صاحب ۳۰ سال

۱۱۳۴ نصیر بخش خاں صاحب ۱۵ سال

## ڈربن (جنوبی افریقہ)

۱۱۳۵ غلام حافظ صاحب ۵۰ سال

۱۱۳۶ محمد عارف صاحب ۵۷ سال

۱۱۳۷ قائد معین الدین صاحب ۴۵ سال

۱۱۳۸ غلام رسول خاں صاحب ۳۵ سال

۱۱۳۹ محمد یوسف صاحب ۳۷ سال

۱۱۴۰ شیخ حسین صاحب ۵۷ سال

۱۱۴۱ رونق دل عبدالمجید خاں نظامی ۳۶ سال

۱۱۴۲ مریم بی بی صاحبہ ۲۵ سال

## رانچی (بہار)

۱۱۴۳ محمد ضمیر الدین احمد نظامی ۳۹ سال

۱۱۴۴ شہامت حسین صاحب ۴۰ سال

۱۱۴۵ محمد معین الدین احمد صاحب ۲۳ سال

## رام پور (ریاست)

۱۱۴۶ محمد اسمٰعیل فرحتی نظامی ۵۰ سال

۱۱۴۷ حسن احمد نظامی ۲۵ سال

۱۱۴۸ کمال احمد صاحب ۲۰ سال

۱۱۴۹ یوسف احمد نظامی ۶ سال

۱۱۵۰ احمد خاں صاحب ۴۰ سال

۱۱۵۱ نیاز اللہ صاحب ۵۰ سال

۱۱۵۲ سید احمد شاہ صاحب ۴۰ سال

۱۱۵۳ منان صاحب ۴۰ سال

۱۱۵۴ محمد رضا صاحب ۴۰ سال

۱۱۵۵ علی رضا خاں صاحب ۲۸ سال

# شیخ چلی کی ڈائری

## تیسرا انمبر

نوشتہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

اخبار "منادی" کے ساتھ شائع ہوتی ہے

سنہ ۱۹۴۵ء کے اندر اندر اس کی اشاعت ایک کروڑ تک پہنچانے کی منادی کے ناظرین کو کوشش کرنی چاہئے۔

تاکہ منادی بھی ایک کروڑ چھپنے لگے

منادی اور شیخ چلی کی ڈائری مل کر شائع ہوا کریں گے

**اور قیمت دونوں کی صرف ایک آنہ**

لی جائے گی

جن لوگوں نے شیخ چلی کی ڈائری کی قیمت پیشگی بھیجدی ہے۔ وہ منادی کی سالانہ قیمت کے حساب میں مجرا دیدی جائیگی

بارہ کاپی یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ایک پیسہ فی پرچہ کمیشن دیا جائے گا۔

اور جو ایجنٹ یا منادی پڑھنے والا منادی اور شیخ چلی کی ڈائری کے خریدار بڑھائیگا اُس کا نام بھی منادی میں شائع ہوگا۔

# ایک کرور چھپائی کی تیاریاں

چونکہ منادی اور شیخ چلی کی ڈائری کی اشاعت ۱۹۴۵ء کے اندر اندر ایک کرور تک پہنچا دینی ہے۔ اس لئے چھپائی کی مشینیں خریدنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے "منادی" اور "شیخ چلی کی ڈائری"

روزانہ شائع ہوا کریں گے

چھپائی اور کاغذ کا انتظام ہو جانے کے بعد ہندوستان کے ہر صوبے میں آدمی بھیجے جائینگے تاکہ وہ ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قصبے اور ہر گاؤں میں "منادی" اور شیخ چلی کی ڈائری" کی فروخت اور اشاعت کا بندوبست کریں۔ اور ایسے آدمی مقرر کئے جائیں جو اَن پڑھ لوگوں کو "منادی" اور "شیخ چلی کی ڈائری" پڑھ کر سنایا کریں۔ اور اس طرح پانچ کرور ہندوستانیوں کو ایک دل کر دیا جائے

مقصد یہ ہے کہ چشتی پارٹی کی بادشاہی کا خیال چالیس کرور ہندوستانیوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اور سارے ملک میں ایکہ ہو جائے

اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

# شیخ چلی کی ڈائری نمبر۳

## ۱۱ مئی جمعہ دہلی

### نہاری کی دُکان

آج صبح نماز پڑھتے ہی ہم نہاری بیچنے والے کی دُکان پر گئے۔ بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ نہاری والا سب کے برتنوں میں نہاری ڈال رہا تھا اور روٹیاں دیتا جاتا تھا۔ سامنے بہت سے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے فقیر کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے پہلے اُن فقیروں کو دیکھا۔ ان میں بہت سے جوان اور ہٹے کٹے بھی تھے۔ ہم نے دُکان پر کھڑے ہو کر نہاری خریدنے والوں کو مخاطب کیا۔ اور کہا۔

امّا بعد:۔ ہم دلّی کے شیخ چلی ہیں اور آپ سب کو بتاتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی چیز پر نظر لگ جائے تو وہ کھانا پانی ہضم نہیں ہوتا۔ اب تمہارے سامنے ہٹے کٹے فقیر کھڑے ہیں۔ ان کو ہٹاؤ ورنہ تمہاری نہاری پر ان کی نظر لگ جائے گی۔ اور تم کو اور تمہارے بچوں کو تمہاری نہاری سے نقصان پہنچے گا۔ سب لوگوں نے کہا شیخ صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔ اس کے بعد اُن سب نے فقیروں کو ہٹ جانے کے لئے کہا۔ مگر کوئی فقیر راضی نہ ہوا۔ تب ہم آگے بڑھے اور ہم نے دھکے دے کر سب کو ہٹا دیا۔ اور اس کے بعد نہاری والے سے کہا نہاری پکانے کی دیگ قلعی دار نہیں ہے۔ [illegible] آج ہی دیگ پر قلعی [illegible] لئے

ایک برتن بناؤ۔ اور جو ہڈی نکلے اُس کو برتن میں ڈالو اور پھر ڈھک دو تاکہ مکھیاں نہ بھنکیں۔ اور روٹی پکانے والوں سے کہو کہ وہ روزانہ اُجلے کپڑے پہن کر روٹی پکایا کریں۔ اور پکانے سے پہلے بھی نہایا کریں اور پکانے کے بعد بھی نہایا کریں دکاندار نے جواب دیا۔ اتنے کپڑے کہاں سے آئیں؟ بازار میں کفن کے لئے تو کپڑا ملتا نہیں ہم نے کہا بکومت۔ جب کپڑے کی ریل پیل تھی تب بھی یہ ایسے ہی میلے رہتے تھے۔ اب ہم دلی شہر کی نہ کسی دکان کو میلا رہنے دیں گے۔ نہ کسی دکاندار کو میلا رہنے دیں گے۔ دکاندار نے جواب دیا جاؤ جاؤ۔ تم جیسے بہت سے ملانے دیکھے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم کو غصہ آگیا اور ہم دکان پر چڑھ گئے اور ہم نے قلعہ جنگ کا داؤں کر کے دکاندار کو تھڑی سے اٹھا کر نیچے بازار میں دے مارا۔ اُس کے نان بائی لپکے اور ہم پر ہاتھ اُٹھانا چاہا۔ ہم نے سب کو گھور کر دیکھا کر بزم کا عمل کیا۔ سب کے سب

دم بخود ہو کر رہ گئے اس کے بعد ہم نے حکم دیا ہر نان بائی دکان سے باہر آجائے۔ وہ ہمارے عمل سے ایسے بندھے ہوئے تھے کہ سب باہر آگئے۔ ہم نے اُن کی قطار بنائی سیکڑوں آدمی دکان پر جمع ہو گئے۔ تب ہم نے ایک تقریر کی اور کہا اَمَّا بَعْدُ۔ اسے نہاری والے تجھ کو بھی معلوم ہوا اور تیرے روٹی پکانے والے نان بائی بھی جان جائیں کہ کل تک تیری دیگ پر قلعی ہو جائے اور نان بائی بھی اُجلے کپڑے پہن کر آئیں اور ہڈیاں بھی ڈھکنے دار برتن میں رکھی جائیں۔ اور جو لوگ دکان پر نہاری کھاتے ہیں۔ اُن کے برتن سوڈے کے پانی سے خوب دھوئے جائیں اور اُجلے صاف کپڑے سے اُن کو صاف کیا جائے۔ اور ہاتھ دھونے کے لئے صابن اور اُجلا تولیہ بھی رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یاد رہے کہ ہمارا نام شیخ چلی ہے اور ہم اپنے جادو کے زور سے آدمی کو مرغا اور بکرا بنا دیتے ہیں۔

بازار کے آدمیوں نے یہ بات سنی تو قہقہہ مار کر ہنسے اور ایک آدمی نے کہا

شیخ صاحب اُن کو مرغیاں بنانا اور بکریاں بنانا۔ مرغا اور بکرا نہ بنانا"۔ ہم نے اُس آدمی کو گھور کر دیکھا اور اُس پر اپنی آنکھوں کا جادو ڈالا۔ پھر کہا۔ تجھ کو ہم نے دو گھنٹے قید کی سزا دی۔ تو اپنے سب کام بھول گیا اور یہاں بازار ہی میں دو گھنٹے تک دھوپ میں کھڑا رہیگا۔ ہم نے دو گھنٹے تک کے لئے تیرے چلنے پھرنے کی طاقت سلب کر لی۔ اور تم لوگوں میں اگر کسی اور نے ایسی گستاخی کی تو ہم اُس کو بھی ایسی ہی سزا دیں گے۔ یہ سُن کر سب لوگ بھاگ گئے۔ بس وہی ایک آدمی ہماری آنکھوں کے جادو کے زور سے وہاں دو گھنٹے تک کھڑا رہا۔ پھر ہم نے نہاری والے کو حکم دیا۔ وہ اپنی گھر کو چلا جائے اور نہاری بیچنے کا کام شروع کرے اور نانبائی بھی آئیں اور روٹیاں پکانے کا کام شروع کریں۔ ہم نے اُن کو اپنے جادو سے آزاد کیا۔ وہ سب اپنا اپنا کام کرنے لگے اور ہم اپنے گھر میں چلے آئے۔ اور اپنی بیوی کو سارا حال سُنایا۔ اور اُس نے اس کو لکھ لیا۔

امّا بعد:۔ آج کا روزنامچہ ختم ہوا۔

## ۱۲ مئی شنبہ دہلی

**سنیچر منایا** آج ہم نے اپنی چاروں بیویوں کو سامنے بٹھا کر کہا۔ آج سنیچر ہے۔ نجوم کے حساب سے زُحل ستارے کی تاثیر کا دن ہے۔ ہندی زبان میں اس کو سنیچر کہتے ہیں۔ اور ہندو لوگ اس دن کو منحوس جانتے ہیں مسلمان اس کو شنبہ کہتے ہیں۔ مگر بڑے بیوقوف ہیں کیونکہ وہ اس کی تحقیقات نہیں کرتے کہ شنبہ کیا چیز ہوتی ہے۔ یہودی لوگ اس دن کو سَبَت کہتے ہیں۔ اور آج کے دن وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں کچھ کام نہیں کرتے اور گھر میں کچھ پکاتے بھی نہیں۔ عیسائی مذہب بھی یہودی مذہب سے نکلا ہے۔ عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ بھی سبت کو مانتے تھے مگر عیسائی یہودیوں کے خلاف ہیں اس واسطے وہ اتوار کو مانتے ہیں۔ اور ہم چونکہ نجومی بھی ہیں۔ یعنی جوتشی بھی ہیں۔ اس واسطے ہم نہ ہندوؤں کو مانتے ہیں نہ مسلمانوں کو

مانتے ہیں کہ یہودیوں کو مانتے ہیں نہ عیسائیوں کو مانتے ہیں۔ ہم تو فقط ستاروں کی تاثیر کو مانتے ہیں۔

چھوٹی بیوی نے کہا اے واہ! اچھے خاصے مسلمان ہو کر یہ کیسی کفر باتیں کرنے لگے۔ دو دن تو نہیں ستاروں کو کیوں ماننے لگی۔

جب ہماری چھوٹی بیوی نے "دو دن تو ج" کہا تو ہمارا خیال نو ج کے قافیے پر گیا اور ہم نے دل ہی دل میں سوچا نوج کا قافیہ فوج ہے۔ اور فوج ہوائی جہاز سے بم برساتی ہے۔ بندوق سے گولی چلاتی ہے۔ توپ سے گولے پھینکتی ہے۔ اور اس سے اچھے اچھے آدمی مر جاتے ہیں اور ان کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ مگر دیکھو ہماری بیوی نے نوج کہا تو نہ کوئی آدمی مرا۔ نہ کوئی مکان گرا۔ بلکہ ہم کو یہ لفظ سن کر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا "ونس مور" ایک دفعہ پھر نوج کہو۔ چھوٹی بیوی ہنسیں اور منہ پھیر کے کہا تمہارا بڑھاپا ہے یہ شوخیاں جوانوں کو زیب دیتی ہیں" ہم نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا ہم اکبر بادشاہ کے زمانے میں بھی جوان تھے اور اس کے بیٹے جہانگیر کے زمانے میں بھی جوان تھے اور جب وہ نور جہاں سے عشق بازی کرتا تھا تب بھی ہمارے سوا کوئی اس کی عشق بازی کی قدر نہ جانتا تھا۔ شاہجہاں کے زمانے میں بھی ہم جوان تھے اور جب وہ اپنی بیوی تاج محل کے مرنے پر غم کا پتلا بنا آنسو بہا رہا تھا تو ہم نے اپنے رومال سے اس کے آنسو پونچھے تھے۔ اور ہم ہی وہ شیخ چلی ہیں جنہوں نے شاہجہاں سے کہہ کر تاج محل بنوایا تھا اور جب شاہجہاں کا بیٹا اورنگ زیب تخت پہ بیٹھا تب بھی ہم جوان تھے۔ مگر اورنگ زیب محبت سے محروم تھا۔ اس کا دل گوشت کا نہیں پتھر کا تھا۔ اور وہ خود بھی روزہ لیتا ہوا ایک پتھر تھا۔ اس کا بیٹا شاہ عالم تخت پہ بیٹھا تب بھی ہم جوان تھے۔ اور جب شاہ عالم کا بیٹا جہاندار شاہ دلی کی لال کنور رنڈی پر عاشق ہوا تب بھی ہم جوان تھے۔ اور ہم لال کنور کو

تاز نخرے سکھایا کرتے تھے۔ کہ وہ بادشاہ کا دل اپنے ہاتھ میں دبوچے رکھے۔ ایک دن کیا ہوا کہ لال کنور نے بادشاہ سے کہا "میرے بھائی کو ملتان کی صوبیداری دیدو۔" بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم ذوالفقار خاں سے کہا "میری پیاری کے بھائی کو ملتان کا امیر کبیر بنا دو۔" ذوالفقار خاں نے لال کنور کے بھائی سے کہا "میں رشوت لیتا ہوں۔ مجھے پانچسو طبلے اور پانچسو سارنگیاں درکار ہیں۔ جب تک یہ نہیں دوگے میں شاہی فرمان جاری نہیں کروں گا۔ دوسروں سے روپے اشرفیاں رشوت میں لیتا ہوں تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ فقط طبلے سارنگیاں مانگی ہیں۔"

لال کنور کے بھائی نے سارا دلّی شہر چھان مارا مگر پانچسو طبلے اور پانچسو سارنگیاں جمع نہ کر سکا۔ اور کئی مہینے تک وزیر اعظم نے فرمان جاری نہ ہونے دیا۔ تب لال کنور کے بھائی نے اپنی بہن سے کہا اور بہن نے بادشاہ سے کہا اور بادشاہ نے بھرے دربار میں وزیر اعظم سے پوچھا کہ اب تک لال کنور کے بھائی کو ملتان کی گورنری کیوں نہیں دی؟ - وزیر اعظم نے ہاتھ جوڑ کر کہا "حضور مجھے پانچسو طبلوں اور پانچسو سارنگیوں کی ضرورت تھی۔ میں نے انہیں اس سے مانگے اور اس نے اب تک نہیں دیے۔ جب یہ طبلے سارنگیاں جمع نہیں کر سکتا تو پنجاب کے صوبے کا انتظام کیوں کر کر سکتا ہے؟" بادشاہ نے ہنس کر پوچھا "ذوالفقار خاں! تو پانچسو سارنگیوں اور پانچسو طبلوں کا کیا کرے گا؟" وزیر اعظم نے جواب دیا "نظام الملک آصف جاہ خالی بیٹھے ہیں۔ برہان الملک خالی بیٹھے ہیں۔ جدھر نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں بہت سے امیر کبیر اپنے اپنے گھروں میں بیکار بیٹھے [illegible] کیونکہ صوبوں کی امیری تو مولویوں اور رنڈیوں کے رشتے داروں کو دی جا رہی ہے۔ اس واسطے میں نے سارنگیاں طبلے مانگے تھے کہ ان سب امیروں کو بانٹ دوں گا کہ ڈوم ڈھاڑھی بادشاہی کریں اور تم بیٹھے طبلے بجایا کرو اور سارنگیوں پر دواں رو کیا کرو۔"

ہم بھی وہاں موجود تھے۔ جہاں دارشاہ
نے اپنا فرمان منگایا اور بھرے دربار میں پھاڑ
کر پھینک دیا اور کہا میں پھر کبھی کسی ڈوم ڈہاڑی
کو کسی صوبے کی امیری نہیں دوں گا۔ ہم
فوراً کھڑے ہو گئے اور بادشاہ کے سامنے
جا کر کہا۔ اما بعد ہم شیخ چلی جہاں پناہ سے
کہتے ہیں کہ سارا ہندوستان نظام الملک
آصف جاہ اور برہان الملک جیسے خشک
مزاج امیروں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو ایسے
ہی امیر چاہتا ہے جیسے لال کنور کے بھائی
ہیں کیونکہ ہر ہندوستانی بڈھا ہو جانے کے
بعد بھی ۱۶ برس کی پری کو ڈھونڈھتا ہے۔
اس کے ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے
کہا "اگرچہ جہاں دارشاہ نے ہماری بات
نہیں مانی مگر یہ بات ہم نے ثابت کر دی
کہ ہم جب بھی جوان تھے اور ہم اب بھی جوان
ہیں اس واسطے ہم کہتے ہیں کہ جو اثر ہمارے
جوان دل پر تمہاری نوج نے کیا وہ اثر
نہ برمن کی فوج نے کیا نہ روس کی فوج نے
کیا۔ مجھلی بیوی خفا ہو کر بولیں "تم سنیچر
کی بات کر رہے تھے کہاں سے کہاں چلے گئے"
سچ تو کہتی ہیں چھوٹی بیوی کہ اب تم بڈھے
ہو گئے ہو۔ تم کو یاد نہیں رہتا کہ کیا بات
شروع کی تھی اور کیا بات کہنے لگے۔ ہم نے
کہا ہم کو یاد آ گیا تو آج ہم سنیچر مناتے
ہیں۔ اور آج نہ ہم اپنے گھر میں کھانا پکنے
دیں گے نہ کوئی کام کریں گے"۔ ہم اتنی
بات کہنے پائے تھے کہ لندن سے لارڈ
ویول کا ایک تار آیا۔ ہم نے چھوٹی بیوی
سے کہا چونکہ آج سبت کا دن ہے۔ ہم
یہ تار اپنے ہاتھ سے نہیں کھول سکتے کیونکہ
یہودی لوگ سنیچر کے دن تار اور خط
اور کتاب پڑھ تو لیتے ہیں مگر اپنے ہاتھ
سے کھولتے نہیں۔ بڑی بیوی نے کہا اس
کو کہتے ہیں "گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز"

## ۱۳ مئی۔ اتوار۔ دہلی

اسٹالن سے توبہ کرائی۔ ہم رات کو
روس کے بادشاہ اسٹالن نے ریڈیو میں
ہم سے کہا "شیخ صاحب تھوڑی دیر کے لئے
فضا آ جاتے۔ امریکہ کی کانفرنس کے بارے
میں آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ اس واسطے

ہم ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اسٹالن کے پاس پہنچے۔ وہ دروازے تک استقبال کرنے آیا۔ اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے مصافحہ کر لیا اور اس کے بعد کہا پانی منگاؤ۔ ہم ہاتھ دھوئینگے۔ اسٹالن نے کہا کیوں؟ ہم نے کہا تمھارے ہاتھ خون میں بھرے ہوئے ہیں اسٹالن نے اپنے دونوں ہاتھ دیکھے اور کہا نہیں یہ تو بالکل صاف ہیں ہم نے کہا جس آدمی کے حکم سے بیشمار آدمیوں کا خون بہا ہو اس کے ہاتھ کتنے ہی صاف کیوں نہ ہوں ہر وقت خون میں بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

اسٹالن نے جواب دیا ہٹلر میرے ملک پر حملہ نہ کرتا تو مجھ سے کبھی یہ خوں ریزی نہ ہوتی ہم نے کہا تو اچھا ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک جھک جاؤ اور کہو ایمان لایا میں ایک اللہ پر اور ایمان لایا اس کے رسولوں پر اور ایمان لایا قیامت کے دن پر اور ایمان لایا اللہ کی تقدیر پر اور اپنی تدبیر پر۔ اسٹالن نے ایسا ہی کیا۔ تب ہم نے اس کو دعا دی اور کہا کہ آج سے تم ہمارے بھائی ہو مگر ہماری بیویاں تم سے پردہ ضرور کرینگی۔

## ۴ ارمئی۔ پیر۔ دہلی

ہم نے سرمہ لگایا آج ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا۔ سرمے دانی لاؤ۔ ہم بھی اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائیں گے۔

بیوی نے جواب دیا آج کل تو عورتیں بھی سرمہ نہیں لگاتیں اور تم مرد ہو کر سرمہ لگاؤ گے؟

ہم نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ آج کل کے مرد اور عورتیں سرمہ کیوں نہیں لگاتیں؟ چھوٹی بیوی نے جواب دیا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے سرمہ لگانے سے آنکھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

ہم نے کہا جو کوئی یہ کہتا ہے جھوٹا ہے سرمہ لگانے سے آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ اور ہماری بیوی کی آنکھوں میں تو سرمہ ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو دیکھنے سے ہماری آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے۔ چھوٹی بیوی نے یہ بات سن کر شرم سے اپنا منہ پھیر لیا۔ ہم نے کہا اگر سرمے میں تاثیر نہ ہوتی تو تمہاری آنکھیں ایسی اچھی کیوں معلوم ہوتیں

## ۵ ارمئی۔ منگل۔ دہلی

ہم نے سونے کا کشتہ کھایا آج ہم نے

سونے کا کشتہ مکھی میں ڈال کر کھایا۔ تو چھوٹی بیوی نے اعتراض کیا کہ آج کل سونا بہت مہنگا ہے۔ اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ سونے کا کشتہ پیٹ میں جا کر کچھ فائدہ نہیں کرتا۔ یوں ہی نکل جاتا ہے۔ ہم نے کہا ہم سونے کے کشتے کو پھر سونا بنا کر دکھا دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر ہم نے گھی اور شہد منگا کر اپنی بیوی کے سامنے کشتے کو پھر سونا بنا دیا۔ چھوٹی بیوی نے کہا سچ مچ تم تو کیمیا بنانی جانتے ہو۔ تم نے مٹی کو سونا بنا دیا۔ ہم نے کہا ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ مگر فقط یہ نہیں جانتے کہ ہمارے ملک والے ڈاکٹروں کی ہر بات پر کیوں ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری یا قول کا ان کو کیوں یقین نہیں آتا۔ بڑی بیوی نے کہا اگر تم ڈاڑھی مونچھ منڈوا لو اور پتلون کوٹ پہن لو تو سب لوگ تمہاری عزت کرنے لگیں۔ ہم نے ہنس کر کہا۔ نہیں یہ بات نہیں اس کا بھید کچھ اور ہے اور وہ ابھی ہماری سمجھ میں آیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم آزاد نہیں ہیں۔ باہر کی ایک قوم کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اس واسطے جو بات ان کی زبان سے

سنتے ہیں آنکھ بند کر کے ایمان لے آتے ہیں

## ۱۶ مئی۔ بدھ۔ دہلی

**فالسے کی برف جمائی؟** آج ہم نے اپنے گھر میں فالسے کی برف جمائی اور چاروں بیویوں کو سامنے بٹھا کر ان کو بھی کھلائی اور خود بھی کھائی۔ اور برف کھانے کے بعد ایک تقریر کی جس میں کہا آج ابھی اس گھر کی چھت کو معلوم ہوا اور اس گھر کی دیوار کو معلوم ہوا اور اس گھر کی کھڑکیوں کو معلوم ہوا اور اس گھر کے پتھروں کو معلوم ہوا اور ہمارے کندھوں پر بیٹھے ہوئے فرشتوں کو معلوم ہو کہ ہم زندگی کی خوشی اسی میں سمجھتے ہیں کہ اپنی چاروں بیویوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور برف کھائیں۔ جو لوگ ہوٹلوں میں جا کر غیر قوم کی عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں اور آئس کریم یعنی برف کھاتے ہیں وہ اپنے ملک کا اور اپنی قوم کا گناہ کرتے ہیں اور ان کے دلوں کو اصلی خوشی حاصل نہیں ہوتی

## ۱۷ مئی۔ جمعرات۔ دہلی

ہم سے فتویٰ پوچھا گیا؟ آج ہماری منجھلی

بیوی نے ہم سے فتویٰ پوچھا کہ جو آدمی کسی ایسے کو گواہ بنائے جو دکھائی نہ دیتا ہو تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

ہم نے کہا تمہارا سوال رواج اور قاعدے کے اندر نہیں ہے۔ یوں کہو:۔

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گواہ بنانا کسی ایسے شخص کا جو نہ آتا ہو نظر آنکھوں کو جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔ بیان کرو تم کو خدا اس کا اجر دے گا۔"

منجھلی بیوی نے دوبارہ یہی الفاظ لکھ کر فتویٰ پوچھا۔ تو ہم نے جواب دیا ہم اُڑتی چڑیا کو پہچان لیتے ہیں کہ یہ نر ہے یا مادہ۔ اس لئے ہم نے پہچان لیا کہ تمہارے دل میں یہ شبہ ہے کہ کل جو ہم نے کندھوں کے فرشتوں کو اپنا گواہ بنایا تھا اُس پر تم کو شبہ ہوا ہے کہ یہ فرشتے دکھائی نہیں دیتے ان کو کیونکر گواہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس واسطے ہم اس کا جواب بیان کرتے ہیں۔

آدہ بیگم بغل۔ ہندو نے ایک غیر مرئی وجود کو گواہ بنانے یا نہ بنانے کی نسبت شرعی مسئلہ پوچھا ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ آدمی کے دونوں کندھوں پر فرشتے بیٹھے رہتے ہیں اور وہ آدمی کی نیکی بدی لکھتے رہتے ہیں۔ لٰکِنْ ہم اُن کو گواہ کر سکتے تھے اور کر سکتے ہیں۔ اور آئندہ بھی یعنی ماضی اور حال گذر جانے کے بعد استقبال میں بھی ہم غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والی مخلوق کو اپنا گواہ بنا سکتے ہیں۔

یہ بات ہدایہ میں نہیں ہے۔ شرح وقایہ میں نہیں ہے۔ درمختار میں نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں نہیں ہے اور بہت موٹی موٹی جلدوں کی کتاب شامی میں بھی نہیں ہے مگر چونکہ شیخ چلی ثانی کی زبان سے ہے اور وہ اپنے وقت کے غیر مقلد امام بھی ہیں اس واسطے انہوں نے جو فتویٰ دیا ہے وہ ایک روپے کے نوٹ کی طرح مان لینے اور کام چلا لینے کے قابل ہے۔

---

## ۱۸ مئی جمعہ دہلی

ہم شرما گئے کہ آج ہم جمعہ کی نماز سے پہلے غسل خانے میں گئے اور کپڑے اتار کر پانی کا لوٹا اپنے اوپر ڈالا تو ہمیں منجھلی بیگم کے فتوے کا خیال آیا کہ ہمارے کندھوں کے

فرشتے بیٹھے ہیں۔ ہم اپنی ڈائری میں لکھ چکے
کہ ہم نے نہانے کے لئے سب کپڑے
اُتار ڈالے تھے۔ اس لئے ہم کو شرم آگئی
اور ہم نے جلدی نہا کر کپڑے پہن لئے
اور اپنے کندھوں کے فرشتوں کو مخاطب
کرکے کہنا شروع کیا۔

اَے کاتبین۔ جانو تم اس بات کو کہ
نہیں بھولے ہیں ہم یہ امر کہ کی تھی تم نے
مخالفت ہمارے باوا آدم کو خلیفہ بنانے
کی نسبت۔ اور جھکایا تھا خدا نے تم کو
ہمارے باوا آدم کی طرف سجدے میں۔ اور گر پڑے
تھے تم منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔
دراں حالیکہ تھے تم نور سے بنے ہوئے
اور تھے باوا آدم خاک سے بنے ہوئے
پس کیا وجہ ہے کہ بٹھایا خدا نے میرے
کندھوں پر تم دونوں کو۔ حالانکہ میں اولاد
ہوں آدم کی۔ اُس آدم کی جس کے سامنے
تم نے سجدہ کیا تھا۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے
یہ امر کہ بیٹھو تم چڑھ کر میرے کندھوں پر
اور ہوں میں بیٹا آدم کا۔

مگر نہ بولا دونوں فرشتوں میں سے
ایک بھی اور آگیا ہم کو غصہ ایسا کہ چڑھ جاتے
ہیں جس سے دونوں نتھنے ناک کے۔ اور
ہانپ گئے ہم اپنے غصے سے۔ اور گئے
ہم اپنی منجھلی بیوی کے پاس اور کہا ہم نے
"خارج کر دیا ہم نے اپنے کندھوں کے
دونوں فرشتوں کو اپنی گواہی سے"

---

## ۱۹ مئی یکشنبہ دہلی

**لوہارو نام کی تحقیقات:** آج ہماری
منجھلی بیوی نے جو ریاست لوہارو کی رہنے
والی ہیں، ہم سے پوچھا "میری ریاست
لوہارو کا نام لوہارو کیوں ہے؟" ہم نے
کہا پہلے تم بتاؤ کہ ہمارا نام شیخ چلی
کیوں ہے؟ منجھلی بیوی نے جواب دیا تمہارے
ماں باپ نے یہی نام رکھا ہوگا" ہم نے
کہا تو لوہارو کے ماں باپ نے بھی لوہارو نام
رکھ دیا ہوگا۔ ہم نے آج سے ایک ہزار
برس کم دو برس پہلے کسی کتاب میں دیکھا تھا
کہ جہاں چمار رہتے ہوں اُس کو چمارو
کہتے ہیں اور جہاں کمہار رہتے ہوں اُسکو
کمہارو کہتے ہیں۔ اور جہاں لوہار رہتے ہوں

اُس کو لوہارو کہتے ہیں "

منجھلی بیوی نے خفا ہو کر کہا "بالکل غلط، لوہارو میں تو ایک لوہار بھی نہیں بستا"

تب ہم نے کہا ہم ابھی وزیر ہند کو ٹیلیفون دیتے ہیں کہ وہ لارڈ ویول کو ٹیلیفون کریں اور لارڈ ویول مسٹر گریفن سے پوچھیں کہ وہ تحقیقات کر کے بتائیں کہ لوہارو کا نام لوہارو کیوں ہے؟

ہماری منجھلی بیوی نے کہا "پہلے مجھ سے معافی مانگو کہ تم نے یہ کیوں کہا کہ میرے میکے میں لوہار زیادہ رہتے تھے۔

ہم نے کہا اچھا ہماری توبہ ہے وہاں لوہار نہیں رہتے تھے سُنار رہتے تھے

---

## ۲۰ مئی۔ اتوار دہلی

ہم پر ایک عورت عاشق ہو گئی ہے آج ایک خط ہمارے نام ڈاک میں آیا تھا کہ میں آپ پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہوں مگر میں اپنا نام و پتہ نہیں بتا سکتی۔ اگر آپ اجمیری دروازے سے لاہوری دروازے تک بے چھتری کے تانگے میں بیٹھ کر جائیں

اور اپنے عمامے کے اوپر مور کا پر لگائیں تو میں سمجھ لونگی کہ آپ میری محبت کی قدر کرتے ہیں۔ تب میں اپنا نام و پتہ لکھ دوں گی اور آپ سے شادی بھی کر لونگی لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کی چار بیویاں موجود ہیں پس اگر آپ مجھ سے شادی کرنی چاہیں تو آپ کو چھوٹی بیوی چھوڑنی پڑے گی۔ اور اس کے جواب کی صورت یہ ہے کہ مور کا ایک پر تو آپ کے عمامے میں ہونا چاہئے اور مور کا ایک پر آپ کے کان میں ہونا چاہئے۔

ہم یہ خط پڑھتے ہی بازار میں گئے اور سب جگہ پوچھا کہ مور کی دُم کا پر کہاں ملیگا مگر کہیں نہ ملا۔ تب ہم قطب صاحب کے جنگل میں گئے اور وہاں سے مور کے دو پر تلاش کر کے لائے۔ اور تیاری شروع کی کہ کل ہم اجمیری دروازے سے بے چھتری کے تانگے میں بیٹھ کر لاہوری دروازے تک جائینگے۔ ساری رات ہم کو صبح ہونے کا انتظار رہا۔ نیند نہ آتی تھی۔ کبھی داہنی کروٹ لیتے تھے۔ کبھی بائیں کروٹ لیتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے ہ

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

خدا خدا کر کے سویرا ہوا۔ اور ہم بن سنور کر باہر جانے کے لئے تیار ہوئے۔ اور ہم نے مور کا ایک پر اپنی پگڑی میں لگایا اور دوسرا پر اس طرح کان میں رکھا جس طرح قلم رکھا کرتے ہیں۔ مگر جونہی ہماری چھوٹی بیوی نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے منہ پر طمانچے مارنے شروع کئے اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹنے لگیں۔ ہم نے پوچھا خیر تو ہے یہ کیا کر رہی ہو؟ چھوٹی بیوی نے خفا ہو کر کہا میں نے اس بیوا کا خط پڑھ لیا ہے جس کو چھوٹی بیوی بنانے کے لئے تم یہ مور کا پر کان میں لگا کر چلے ہو۔" ہم نے کہا دیوانی بنی ہو۔ ہم تو اس کا پتہ معلوم کرنے کے لئے جاتے ہیں تاکہ اسکو نصیحت کریں کہ شریف عورتوں کے دولہا میاں کو بہکانا اچھا نہیں ہوتا ہے۔ ہم اس سے شادی تھوڑی کرینگے۔ اور تم کو چھوڑنا تو مر جانے کے برابر ہے۔ تم تو ہمارے گھر کی روشنی ہو ہمارے دل کی زندگی ہو۔

الغرض چھوٹی بیوی کو بہلا پھسلا کر ہم گھر سے نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لکھنؤ والے شیخ چلی صاحب یعنی مرزا اچھویا صاحب ہاتھ میں بٹیر کا پنجرہ لئے چلے آتے ہیں۔ ہم کو دور سے دیکھتے ہی رکوع تک جھک گئے اور کہا "آداب بجا لاتا ہوں شیخ صاحب" ہم نے کہا "آہا! مرزا صاحب آپ کہاں؟ آئیے چلئے اس وقت آپ خوب آ گئے" اور پھر ہم نے تانگوں کے اڈے تک خط کا سارا قصہ مرزا اچھویا کو سنا دیا۔ مرزا صاحب نے کہا ذری صبر کیجئے۔ میرے گھر میں پگڑی بھی ہے اور مور کی دم کے پر بھی ہیں۔ میں ابھی لیکر آتا ہوں۔ ہم دونوں تانگے میں بیٹھ کر جائینگے تو دیکھینگے کہ وہ ہم دونوں میں سے کس کو پسند کرتی ہے۔" ہم نے کہا بہت ٹھیک ہے۔ جلدی جاؤ اور دونوں چیزیں لے آؤ۔ ہم یہاں تانگوں کے اڈے پر تمہاری راہ دیکھیں گے۔ مرزا صاحب چلے گئے اور ہم نے بے چھتری کا ایک تانگہ آنے جانے کا چکایا۔ اتنے میں مرزا صاحب آ گئے۔ پگڑی بندھی ہوئی۔ مور کا پر لگا ہوا اور کان

ہیں تھی ایک مور کا پر موجود۔ ہمارے برابر بیٹھ گئے۔ اور تانگہ اجمیری دروازے سے نکلا۔ ہم دونوں کوٹھوں کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ کیونکہ یہاں سب بازاری عورتیں رہتی ہیں۔ مگر کوئی عورت سامنے دکھائی نہ دی۔ لاہوری دروازے کھاری باؤلی کے چوراہے تک پہنچے اور پھر الٹے پھرے اب کے دیکھا کہ ایک کالی سی عورت آنکھیں دھنسی ہوئیں سکے پچکے ہوئے۔ چڑیل کی خالہ کی طرح اپنے کوٹھے کے برآمدے میں کھڑی راہ گیروں کو دیکھ رہی تھی۔ ہم نے مرزا جی کے کہنی ماری اور مرزا جی نے ہمارے چٹکی لی اور کہا بس یہی ماما قمر ہوگی جس نے خط بھیجا تھا۔ دیکھتے نہیں ہماری پگڑیوں اور مور کے پروں کو دیکھ کر ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ "اری نرگس او نرگس جلدی باہر آ۔ دیکھ تجھے مور چھلی کا تماشہ دکھاؤں۔"

آخر ہم دونوں اپنے گھر میں آئے اور بیٹھک میں بیٹھ کر غور کرنا شروع کیا کہ یہ خط کس نے بھیجا اور اس کی کیا حقیقت ہے

ایکا ایکی ہم نے اپنے گھر کے اندر سے بیویوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا۔ چھوٹی بیوی منجھلی اور منجھلی اور بڑی بیبیوں سے کہہ رہی تھیں "میں نے شیخ جی کو خوب بے وقوف بنایا۔ اس مضمون کا خط لکھ کر ڈاک میں ڈلوا دیا تھا تاکہ دیکھوں کہ شیخ چلی صاحب جو اپنی پاکیزگی کا نقارہ بجایا کرتے ہیں کتنے پانی میں ہیں"

یہ باتیں سنتے ہی مرزا صاحب ہیں چمٹ گئے۔ اور ہم نے اُن کو گلے لگا کر کہا "دیکھا مرزا صاحب تریا چرتر۔ اسے کہتے ہیں"

---

## ۱۲ مئی پیر دہلی

خربوزوں کی دعوت کہ آج رات کو ہم اپنی چاروں بیویوں سمیت کرائے کی موٹر میں خالیز پر گئے تھے۔ جمنا کے کنارے۔ ریتی میں بیٹھ کر خربوزے خریدے اور ہم سب نے مل کر خوب کھائے۔

کیا دیکھتے ہیں چند امریکن بھی اُدھر آ گئے اور انھوں نے چار عورتوں کو دیکھا اور ہم کو دیکھا تو وہ ہمارے پاس آ کر ہم کو دیکھنے لگے۔ ہم نے کہا صاحب پردہ نشین

عورتیں بیٹھی ہیں یہاں سے جاؤ" وہ ہماری
بات نہیں سمجھے تو ہم نے اپنی چھوٹی بیوی سے
کہا جاؤ تم انگریزی میں سمجھاؤ۔ چھوٹی بیوی
نے کہا اگر میں پردہ نشین ہوں تو بات کیونکر
کرونگی۔ ہم نے کہا اس وقت تم پردہ نشین
نہیں ہو۔ جاؤ اور ان سے بات کرو۔ ہم نے
تم کو اجازت دی۔ چھوٹی بیوی اٹھ کر امریکنوں
کے سامنے گئیں۔ امریکن ان کے سامنے
جھکے اور پھر ان کے آپس میں کچھ باتیں
ہونے لگیں۔ ہم بھی اپنی بیوی کے پاس
چلے گئے۔ بیوی نے ان سے ہمارا تعارف
کرایا اور کہا "ہی از مائی ہسبنڈ" یہ
میرے شوہر ہیں۔ امریکنوں نے ہم سے
مصافحہ کیا۔ ان کو ہماری لمبی ڈاڑھی اور
ہمارا عمامہ اور ہماری منڈی ہوئی مونچھیں
بہت عجیب معلوم ہوئیں۔ ہم نے کہا ہم
تمہارے مسٹر روزویلٹ کے دفن میں شریک
ہونے امریکہ گئے تھے۔ اور ہم مسٹر چرچل
سے بھی ملنے گئے تھے۔ اور ہم اسٹالن صاحب
سے بھی ملنے گئے تھے۔ امریکنوں کو یقین
نہ آیا اور انھوں نے کہا جب آپ انگریزی
زبان نہیں جانتے تو آپ نے ان لوگوں سے
کیونکر بات کی ہوگی۔ ہم نے کہا جس طرح تم
ہماری بیوی کے ذریعے ہم سے بات کر رہے ہو
ایسے ہی ہم نے بھی ترجمان کے ذریعے ان سے
باتیں کی تھیں۔ امریکنوں نے کہا لڑائی
ختم ہونے کے بعد آپ امریکہ میں آئیے۔
سارا امریکہ آپ کو دیکھنے اور آپ کی باتیں
سننے کے لئے جمع ہو جائیگا۔ ہم نے کہا ہم
کوئی بن مانس نہیں ہیں۔ امریکہ والے تو عجیب
چیزوں کو دیکھا کرتے ہیں۔ اور ہم امریکہ والوں
کو معمولی گورا آدمی سمجھتے ہیں۔ اس واسطے ہم
امریکہ نہیں آئینگے۔ اور اب جو ہم وہاں گئے
تھے یہ تو ہمارا فرض تھا کیونکہ ہم ساری دنیا
کے لیڈر ہیں۔

اس کے بعد امریکنوں نے ہماری بیوی سے
کچھ پوچھا اور بیوی نے ہنسکر جواب دیا
تب ہماری بیوی نے ہم سے کہا یہ لوگ
پوچھتے ہیں کہ تم ایسی تعلیم یافتہ اور خوبصورت
عورت ہو پھر تم نے ایک جاہل اور بدصورت
بڈھے سے شادی کیوں کی ہے؟

ہم نے اپنی بیوی سے پوچھا تم نے کیا جواب دیا

بیوی نے کہا میں نے کہدیا "یہ یورپ اور امریکہ
والوں سے کہیں زیادہ اپنی بیویوں کی عزت
کرتے ہیں۔ اور اپنی بیویوں کے سوا کسی
غیر عورت کی طرف ان کی نظر نہیں جاتی۔

ہم نے پوچھا اس کا جواب ان امریکنوں
نے کیا دیا؟ بیوی نے کہا "ابھی کچھ جواب
نہیں دیا ہے" ہم نے کہا "ان سے کہدو
اب کے اتوار کو ہمارے گھر پر آئیں اور
کھانا ہمارے ساتھ کھائیں" ہماری بیوی
نے امریکنوں سے کہا اور انہوں نے نوٹ بک
نکال کر ہمارے گھر کا پتہ لکھ لیا اور اتوار
کو آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔

## ۲۲ مئی ۔ منگل دہلی

کبابی کی دوکان: آج ہم جامع مسجد
کے نیچے کباب پر اسٹے بیچنے والے کی
دوکان پر گئے تھے۔ ہم نے دیکھا آندھی
چل رہی ہے۔ خاک اڑ رہی ہے۔ اور
کباب کی سیخوں پر گرد جم رہی ہے۔ برتن بھی
سب میلے ہیں۔ اور کبابی کے کپڑے
بھی میلے ہیں۔ ہم اپنی لکڑی کے سہارے
دوکان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ہوا کی
تیزی سے ہماری ڈاڑھی کے بال اڑ رہے
تھے۔ مگر ہم بے پروائی سے کچھ دیر دوکان
کی چیزوں کو دیکھتے رہے۔ کبابی نے پوچھا
آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہم یہ
چاہتے ہیں کہ تمہاری گردن پکڑ کر پیچھے
کھینچ لیں۔ اور ٹرام کی سڑک پر لٹا کر
تمہارے ہاتھ پاؤں باندھ دیں۔

کبابی نے ہم کو پہچانا نہیں تھا کیونکہ
آندھی زور کی چل رہی تھی۔ اس لئے کبابی نے
ہماری بات سن کر کہا "جا بے جا تجھ جیسے
کم ڈاڑھے بیسیوں دیکھے ہیں جو ہماری
دوکان کے سامنے بھیک مانگنے کے لئے
کھڑے رہتے ہیں" کبابی کی زبان سے
یہ فقرہ سنتے ہی ہم نے اپنی لکڑی اٹھائی
اور کباب کی سیخوں کو لکڑی سے اٹھا
اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور اس کے بعد
ہم نے اپنی لکڑی ہوا میں تیغ کی طرح پھرائی
اور کہا "منم رستم دوراں، منم افراسیاب زماں
شیخ چلی خان دوراں خاں، کتا یعنی ہم کو
دلی شہر کی سب میلی اور گندی دوکانوں کے

خلاف جہاد کرنے والوں کے سپہ سالار اعظم ہیں۔ ہماری والے کی دوکان کا انتظام کر چکے ہیں۔ اب تیری دوکان پر آئے ہیں اور کل حلوائی کی دوکان پر جائیں گے اور ہر دوکان کی گندگی دور کر دیں گے۔"

ہمارا نام سنتے ہی کبابی تھر تھر کانپنے لگا۔ سڑک پر بھیڑ لگ گئی اور سب نے کبابی سے کہا "شیخ صاحب سچ کہتے ہیں آندھی کی خاک کبابوں پر جم گئی ہے۔ اور تو یہی کباب ہم کو کھلا کر مارنا چاہتا ہے۔ شیخ چلی صاحب نے تیرے کباب پھینکدیئے بہت اچھا کیا۔ کل سے اگر تو نے اُجلے کپڑے نہ پہنے اور برتنوں پر قلعی نہ کرائی اور کباب بنانے کے قیمے کو مکھیوں سے بچانے کا انتظام نہ کیا تو ہم سب آئینگے اور تیری دوکان کا سامان نیچے پھینکدینگے۔ کبابی نے کہا "آپ لوگ انصاف کیجئے۔ جامع مسجد کمیٹی نے کرایہ بڑھا دیا ہے۔ گوشت بھی بہت زیادہ مہنگا ہو گیا ہے۔ گھی میدہ بھی بہت گراں ہے۔ پھر میں کس گھر سے اتنا لاؤں کہ اُجلے کپڑے پہنوں اور برتنوں پر قلعی کراؤں اور قیمے کو مکھیوں سے بچانے کا انتظام کروں۔"

ہم نے کہا تو نے کبابوں کی قیمت بھی تو بڑھا دی ہے۔ جیسی مہنگی چیزیں لیتا ہے ویسے ہی مہنگے کباب دیتا ہے۔ ہم تیرے چکمے میں آنے والے نہیں ہیں۔ اپنی خیر چاہتا ہے تو دونوں کان پکڑ اور اور کل سے اپنی دوکان صاف رکھنے کا انتظام کر۔ برتنوں پر قلعی کرا۔ ورنہ پھر تو ہے اور ہم ہیں۔" کبابی سڑک والوں سے اور ہم سے اتنا ڈر گیا تھا کہ اس نے دونوں کان پکڑے اور توبہ کر لی اور ہم اپنے گھر میں آگئے۔

## شیخ چلی کی ڈائری کا تیسرا نمبر ختم ہوا

# چشتی پارٹی کی شرکت کا بلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی برادری قائم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں ایکہ اور محبت پیدا ہو اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی پالیسی دفتر اخبار "منادی" سے منگا کر شریک ہو جائیے۔

## اولاد کا گنڈہ

جن عورتوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچے مر جاتے ہوں وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اُس کے قد کے برابر سبز ریشمی ڈورہ ناپ کر تو تار خواجہ حسن نظامی کو بھیج دئیے جائیں۔ وہ گنڈہ بنا کر بھیج دیں گے کسی قسم کی نذر نیاز یا فیس نہیں لی جائیگی۔

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اُس کو چشتیہ خاندان کا بتایا ہوا عمل پڑھنا چاہئے یعنی صبح کے وقت الحمد للہ نعمہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر خدا سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اُس مشکل کو آسان کرے۔ اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے۔ حسن نظامی

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رض کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جسکو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔

نقش کی عبارت یہ ہوگی:۔

مرا جائے شد۔ خرمرا جائے شد۔

تو خواہی بزائی۔ نہ خواہی مزا۔

اس نقش کا بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے

حسن نظامی

## تسکین قلب کی دُعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دعا پڑھی جائے۔ فوراً دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ایجل حبیت برقی ادارہ دہلی میں چھپوا کر دفتر حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا

# چشتی پارٹی کی شرکت کا بلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رضؓ کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی برادری قائم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں ایکہ اور محبت پیدا ہو اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی پالیسی دفتر اخبار "مُنادی" سے منگا کر شریک ہو جائیے۔

## اولاد کا گنڈہ

جن عورتوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچے مر جاتے ہوں وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اُس کے قد کے برابر سبز ریشمی ڈورہ ناپ کر تو تار خواجہ حسن نظامی کو بھیج دیے جائیں۔ وہ گنڈہ بنا کر بھیج دیں گے کسی قسم کی نذر نیاز یا فیس نہیں لی جائیگی۔

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رضؓ کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جسکو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔

نقش کی عبارت یہ ہوگی :-

مرا جائے شد۔ خر مرا جائے شد۔

تو خواہی بزائی۔ نہ خواہی مزا۔

اس نقش کی بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے۔

حسن نظامی

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اُس کو چشتیہ خاندان کا بتایا ہوا یہ عمل پڑھنا چاہئے یعنی صبح کے وقت الکتاب ۲ دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر خدا سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اُس مشکل کو آسان کر دے۔ اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے۔ حسن نظامی

## تسکین قلب کی دُعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ فوراً دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ایل ہیبت پریس الہ دوبارہ دہلی میں چھپوا کر درگاہ حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۵۵۸

چشتی پارٹی کی بادشاہی کا ہفتہ وار اخبار

# منادی دہلی

جس میں شیخ چلی کی ڈائری بھی شریک ہے

ایڈیٹر علی
بن خواجہ حسن نظامی

۸ اگست سنہ ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ ایک آنہ


ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

## تمام ہندوستان کا غم دور کرنے والے ہزار داستان شیخ چلی

شیخ چلی کی ڈائری منادی کے ساتھ شائع ہوا کریگی اور قیمت کچھ نہیں لی جائیگی یعنی چشتی پارٹی کی قوت بڑھانے کے لئے ایک کروڑ خریدار پیدا کیجے

حسن نظامی

تمام ناظرین منادی کا فرض ہے کہ اپنے علاقے کے ہر گھر میں منادی کے خیالات پیدا کریں اور بے پڑھے لوگوں کو پڑھکر سنائیں۔

حسن نظامی

# چشتی پارٹی کی ضرورت

(۱) چونکہ ہندوستان کی قوموں میں کانگرس اور مسلم لیگ وغیرہ سیاسی پارٹیوں نے جھگڑے پیدا کر دیے ہیں۔ اور ہر قوم کے آدمی اپنی ذات اور اپنی برادری کی غرض میں پھنس کر دوسروں کو دبانے اور مٹانے اور بے حق کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس واسطے ضرورت ہے کہ ایک ایسی پارٹی بنائی جائے جو مذکورہ برائیوں سے پاک ہو۔

(۲) چونکہ بعض انگریز مورخوں نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں جھوٹی باتیں درج ہیں اور وہ کتابیں کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور ان کے پڑھنے سے ہندوستانی قوموں کے دلوں میں آپس کی دشمنی پیدا ہو گئی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی کتابوں کا زہر دور کرنے اور ایسی کتابوں کو کالجوں میں پڑھنے نہ دینے کے لئے ایک طاقتور جماعت تیار ہو۔

(۳) اگرچہ سب ہندوستانی جانتے ہیں کہ ہندوستان خدا پرست ملک ہے اور سب ہندوستانی قومیں اپنے اپنے مذہب کی بموجب خدا کو مانتی ہیں۔ لیکن یورپ سے آئی ہوئی زہریلی ہوا نے ہندوستانیوں کو خدا کا منکر بنانا شروع کر دیا ہے۔ اس واسطے ایک ایسی مضبوط جماعت کی ضرورت ہے جو ہندوستانیوں کو خدا کے انکار کے اثر سے بچانے کی کوشش کرے۔

(۴) ہندوستان کو بھی عزت اور روٹی اور دل کی خوشی اتنی ہی درکار ہے جتنی ہندوستان سے باہر والوں کو ہے مگر باہر والے ہندوستانیوں کی عزت اور روٹی اور دل کی خوشی پر اپنا قبضہ کر لینا چاہتے ہیں۔ اس واسطے ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو ہندوستانیوں کی عزت اور روٹی اور خوش دلی کو غیروں کے حملے سے بچائے

(۵) دنیا کی کوئی قوم ایک دل اور ایک عمل ہوئے بغیر عزت اور روٹی اور خوش دلی اور آزادی حاصل نہیں کر سکتی اس واسطے ضرورت ہے کہ مذکورہ کاوشوں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے سب ہندوستانیوں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے کو چشتی پارٹی بن گئی ہے۔ اور ہزاروں ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی، عیسائی اس میں شریک ہو گئے ہیں آپ بھی اس چشتی پارٹی میں شریک ہو کر عزت اور روٹی اور خوش دلی حاصل کیجئے۔ حسن نظامی۔

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## گھٹا جھوم کر آئی

یہ بات ہندوستان کے چالیس کروڑ آدمی جانتے ہیں کہ جب گھٹا آتی ہے تو ہر ہندوستانی کے دل میں خوشی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ آجکل برسات کا موسم ہے۔ گھٹائیں جھوم جھوم کر آرہی ہیں اور جذبات پیدا کر رہی ہیں۔ مگر میں موسمی گھٹا کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ شاعر نہیں ہوں بلکہ میری مراد سیاسی گھٹا سے ہے۔ اگرچہ شملہ کانفرنس ناکام ہو گئی ہے لیکن وائسرائے مایوس نہیں ہوئے ہیں۔ اور اب اُن کے ہاتھ زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں کیونکہ لندن میں لیبر پارٹی کی وزارت بن گئی ہے یہی وجہ ہے جو آجکل دہلی میں تمام ہندوستان کے لیڈر آئے ہوئے ہیں اور وائسرائے اُن سے بات چیت کر رہے ہیں۔

ایک امریکن اخبار نے لکھا ہے کہ روس انگریزوں اور امریکنوں سے لڑنا چاہتا ہے اور اس تیاری میں ہے کہ انگریز ہندوستانیوں کو آزادی نہ دیں اور ہندوستان میں فسادات پیدا ہوں اُس وقت انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی جائے۔

میں امریکن اخبار کی اس بات کو بے سر پیر اور بے اصل سمجھتا ہوں۔ ہندوستان کو کچھ نہ کچھ بہت جلدی ملنے والا ہے۔ لیکن ہندوستانی اُس کو سنبھال نہ سکیں گے اور ان میں خانہ جنگی پیدا ہو جائے گی کیونکہ خود غرض اخبارات ہندوستان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مسلم لیگی اخبارات کانگرسی لیڈروں کی ہنسی اڑا رہے ہیں اور کانگرسی اخبارات مسلم لیگی لیڈروں کے خلاف اشتعال پیدا کر رہے ہیں۔

---

## جاپان کا انجام

اتحادیوں نے جاپان کو الٹی میٹم دیا تھا کہ وہ بلا شرط ہتھیار ڈال دے ورنہ تباہی

کے لئے تیار ہو جائے۔ جاپانیوں نے اس کے جواب میں ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ مگر افواہ یہ ہے کہ برلن میں روس امریکہ اور انگریزوں کی جو بات چیت ابھی حال میں ہوئی ہے۔ اُس میں روس نے جاپان سے صلح کرانے کی کوشش کی تھی۔ اگر یہ افواہ سچ ہے تو امید ہے کہ اسی سال کے اندر جاپانی لڑائی بھی ختم ہو جائے گی۔

## ۸ ر اگست کی سال گرہ

کانگرس کے صدر کا یہ اعلان قطعی بے وقت اور ناموزوں ہے کہ ۸ ر اگست کے فسادات کی سال گرہ منائی جائے۔ کیونکہ ایسے زمانے میں جب کہ لیبر گورمنٹ اور ہندستانی گورمنٹ دونوں ہندستانیوں کو حقوق دینے پر غور کر رہی ہیں سال گرہ منانے سے برعکس اثرات پیدا ہوں گے۔

راشن ختم کر دیا جائے

کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نئے الیکشن کی تیاریوں میں مصروف ہیں مگر یہ دونوں الیکشن کے کارگر ہتھیار سے بے خبر ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ دونوں مل کر ہندستان سے راشن بندی کا جنجال دور کرا دیں تو ان دونوں کو ملک میں بہت بڑی مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل ہو سکتی ہے۔

## میونسپل الیکشن کے نتائج

اس سال مُلّا واحدی صاحب الیکشن میں شریک نہیں ہوئے۔ اور اُن کے علاقہ میں چار امیدواروں کا مقابلہ ہوا ایک سید ارشاد ناصری۔ دوسرے ڈاکٹر ہاشمی تیسرے مولانا محمد زبیر اور چوتھے تیموری صاحب ۱۳ ر جولائی اور یکم اگست کو الیکشن ہوا جس میں سید ارشاد ناصری کامیاب ہوئے یہ ہونہار نوجوان ہیں۔ اور اپنے علاقے کے ایسے ہی قدیمی باشندے ہیں جیسے ملا واحدی صاحب ہیں۔ اور میں جب ملا واحدی صاحب کی حمایت کیا کرتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ مجھے ملا واحدی صاحب کے

بعد اس علاقے میں سب سے زیادہ موزوں اور سب سے زیادہ مستحق سید ارشاد ناصری معلوم ہوتے ہیں۔ الیکشن سے پہلے سید ارشاد ناصری اور اُن کے والد میرے پاس بھی آئے تھے اور اُس وقت بھی میں نے یہی کہا تھا کہ اب میری صحت اور عمر ان جھگڑوں میں دخل دینے کی نہیں رہی ہے۔ لیکن میں ملا واحدی صاحب کے بعد آپ ہی کو سب سے زیادہ اہل اور مستحق سمجھتا ہوں۔

## دو افسوسناک ناکامیاں

مجھے اس خبر سے افسوس ہوا کہ روزانہ اخبار انجام اور قومی گزٹ کے مالک شیخ محمد عثمان صاحب آزاد اور روزانہ اخبار وطن اور روزانہ ہندی اخبار کانگریس کے مالک و ایڈیٹر لالہ شیو رام شاکر الیکشن میں کامیاب نہیں ہوئے حالانکہ یہ دونوں دلی شہر میں بہت زیادہ ہر دلعزیز ہیں اور دونوں میں قومی اور ملکی احساس بہت زیادہ ہے۔ اس نتیجے سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ابھی ہندوستانی عوام اخباری طاقت اور اخبار کے ذریعے خدمت کرنے والوں کی طاقت کو سمجھتے نہیں ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں اپنی ناکامی سے آزردہ نہیں ہوں گے۔ اور رائے عامہ کو اخباروں کی طرف متوجہ کرنے کا کام سرگرمی سے شروع کر دیں گے۔

## مسٹر چرچل کا انکار

روزانہ اخبار سویرا جیہ دہلی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مسٹر چرچل کو بادشاہ سلامت کی طرف سے کوئی اعزاز خطاب کی صورت میں دئے جانے کی تجویز تھی مگر مسٹر چرچل نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس سے میرے دل میں مسٹر چرچل کی عزت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اور ثابت ہو گیا کہ انھوں نے جو خدمت اپنے ملک اور قوم کی انجام دی وہ حد سے زیادہ مخلصانہ اور بے غرضانہ تھی۔

## برٹش قوم کی رائے عامہ

دُنیا میں انگریزی قوم کی رائے عامہ سب سے

زیادہ معاملہ فہم سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جو
الیکشن ابھی حال میں ہوا اس سے یہ نتیجہ
نکالا جا سکتا ہے کہ برٹش قوم کی رائے عامہ
دلی والوں سے بھی گئی گذری ہے۔ کیونکہ
اس نے مسٹر چرچل کی بے مثال خدمات
کو پس پشت ڈال دیا۔ اگرچہ مسٹر ایمرے
کے ساتھ جو سلوک رائے دہندوں نے کیا
اس کو ہم صحیح سمجھتے ہیں لیکن جو سلوک
مسٹر چرچل اور ان کے ساتھیوں کے
ساتھ ہوا وہ یقیناً بے انصافانہ تھا۔

## منادی کے پڑوسی

چونکہ آجکل دلی میں بلکہ سارے ہندوستان
میں مکانوں کی بہت قلت ہے اور
بہت دقت ہے اس واسطے اخبار
منادی نے عالی جناب شیخ علی صاحب
کو اپنے پڑوس میں آباد کر لیا ہے۔ اس
وقت تک کے لئے کہ شیخ صاحب کو کوئی
شایان شان محل مل جائے یعنی دہلی گورنمنٹ
شیخ علی صاحب کی ڈائری کو ہفتہ وار
شائع کرنے کا ڈکلیریشن منظور کر لے اور
تین پیسے کا ٹکٹ لگانے کا خرچ کم ہو
جائے۔ اس وقت تک شیخ علی کی ڈائری
منادی کے ساتھ شائع ہوا کرے گی۔ درحقیقت
متانت اور ظرافت کا یہ اتحاد علامت ہے
اس بات کی کہ ہندوستان کے عوام و
خواص بھی خوشی خوشی یا کسی مجبوری کی
وجہ سے آپس میں مل جائیں گے۔

## اراکین سنٹرل پی ڈبلیو ڈی

ہر ڈیپارٹمنٹ میں فرقہ وارانہ کشمکش پائی
جاتی ہے۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ سنٹرل
پی ڈبلیو ڈی میں یہ کشمکش بہت کم ہے
خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجینئر اور
میجر ڈین صاحب چیف انجینئر اور رائے
بہادر ماتھر صاحب اور رائے بہادر سندھا
صاحب اور میاں نسیم حسین صاحب وغیرہ
اراکین آپس میں ایسی یگانگت اور یکجہتی
سے کام کرتے ہیں جو ہندوستان کے
مستقبل کے لئے بہت مبارک معلوم ہوتی ہے۔
آنریبل ڈاکٹر سید [illegible] اس ڈیپارٹمنٹ کے ممبر ہیں۔
ہو سکتا ہے کہ ان کی قابلیت کا دخل بھی مذکورہ
رواداری میں ہو۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۱ شعبان ۶۴ ۲۲ جولائی جمعہ دہلی
قومی احساس کی کمی کا جو مسلمان کانگریس
کے ساتھ ہیں ان میں ملکی احساس پایا جاتا ہے
جو مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں ان
میں نہ قومی احساس ہے نہ ملکی احساس ہے
کانگریس کے صدر نے آنے والے الیکشن کی بنیاد
رکھ دی اور کام شروع کر دیا مسلم لیگ کی
طرف سے صرف کام کا اعلان ہوا ہے۔ کام
کی شروعات نہیں ہوئی۔ کانگریس کے صدر
نے لیبر پارٹی کے نئے وزیر اعظم کو تار بھی بھیج دیا
ہے مسلم لیگ کے صدر اب تک خاموش ہیں
اخبار چھاپنے سے انکار۔ دہلی کے مسلمانوں
کی قومی حمیت کی تازہ مثال یہ ہے کہ چونکہ
آجکل میونسپل کمیٹی کا الیکشن ہو رہا ہے۔
اس کے اشتہار اور پوسٹر مسلمان چھاپے خانے
چھاپ رہے ہیں۔ اور یکم اگست کا منادی
چھاپنے سے سب نے انکار کر دیا۔ حالانکہ میں
نے سب اخبار والوں سے زیادہ اجرت دینے
کا وعدہ بھی کیا۔ اس سے دہلی کے مسلمانوں
کے قومی احساس کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ
سب جانتے ہیں کہ منادی ذاتی آمدنی کا
اخبار نہیں ہے۔ بلکہ قومی خدمت کا اخبار ہے
مگر قومی احساس ہو تو لوگ سمجھیں۔
شیخ پورے کے پیرزادے کی چشتیہ نظامیہ
سلسلے کی درگاہ کے پیرزادے دولت علی انور
ان کے بھائی اور نواب محمود احمد صاحب اور
ان کے بھائی حافظ ناظر حسن صاحب ملنے آئے تھے
نواب محمود احمد کی نواسی بھی ساتھ آئی تھیں
نواب محمود احمد میرے مرحوم دوست نواب
مہدی حسن صاحب کے داماد ہیں۔ کراچی سے دو
مسلمان ملنے آئے تھے۔ جمعے کی نماز درگاہ
شریف میں پڑھی تھی۔ دن بھر زنانہ منزل میں کام
کیا تھا۔ صوفی صاحب اجمیری خود ہی لے گئے تھے
ہارڈنگ لائبریری کی۔ دہلی سے [illegible] کے لئے
شیخ چلی کی لائبریری مضمون لکھا تھا۔ ۳۰ صفحہ
کا مضمون تھا حسین کے ہاتھ دہلی بھیج دیا۔

۱۷ر شعبان ۶۴ھ ۲۶ر جولائی شنبہ دہلی

**ابر آیا:** آج صبح سے گھٹائیں آرہی ہیں۔ بادل کی گرج دور سے آتی سنائی دے رہی ہے۔ میں صبح سے ۱۲ بجے تک زید منزل میں کام کرتا رہا۔ پھر چشتی منزل میں گیا۔ شام تک وہاں کام کیا۔ سوہنک والے راجوں کو تعمیری کام سے الگ کر دیا ہے۔ وہ اجرت زیادہ لیتے تھے اور کام ٹھیک نہیں کرتے تھے۔ اپنی بستی کے راج مزدور بھیجے ہیں۔

**بارش کا جلسہ:** آج شام کو چھ بجے ہارڈنگ لائبریری کی ادبی سوسائٹی میں شیخ چلی کا مضمون پڑھنے جانا تھا۔ مگر بارش بہت تیز ہونے لگی جانا ملتوی کر دیا۔

**پروفیسر محمد مجیب کی تقریر:** آج شام کو رفتار زمانہ کی نسبت پروفیسر محمد مجیب صاحب کی لاجواب تقریر سنی تھی۔ انگریز قوم کی خصلتوں اور رواجوں کے بہت سے نکتے معلوم ہوئے جن کو میں نے دل اور دماغ میں رکھ لیا۔

**مدراس کے ٹیلیفون:** آج شام کو معودات کو مدراس سے دو ٹیلیفون آئے تھے۔

**چام چڑخ:** زید منزل کے بالاخانے پر پلنگ خبر میں سُن کر گیا تو بارش کی ہوا سے بچھونے کو گیلا پایا۔ جی گھبرایا۔ مگر سوکھا بچھونا کہاں سے لاتا۔ بستر تو میرے پاس ایک ہی ہے۔ روشنی بند کر کے لیٹ گیا۔

یکایک چھت سے کسی کے بولنے کی آواز آئی۔ خیال آیا بارش کا موکل بول رہا ہے۔ یکایک پانی کا ایک قطرہ ماتھے پر ٹپکا۔ میں حیران ہوا کہ بارش بند ہے پھر یہ پانی کا قطرہ کہاں سے آیا۔ خوف آیا اور پیشانی دھوئی کیونکہ میں یہ سمجھا کہ کوئی چام چڑخ چھت میں ہے اُس نے پیشاب کیا ہے۔ اٹھ کر روشنی کھول دی کیونکہ جانتا تھا چام چڑخ جس کو چمگادڑ بھی کہتے ہیں روشنی سے ڈرتی ہے۔ اور گھبراتی ہے۔ روشنی کھولتے ہی وہ کڑی کے نیچے سے نکل کر اڑی۔ اور کمرے میں گھبرائی گھبرائی پھرنے لگی۔ میں نے خوش طبعی کے فقرے کہنے شروع کئے اور کہا متوالی اخباروں کی نامہ نگار ہے جو حق کی روشنی سے ڈرتے ہیں۔ اور چھپتے ہیں۔ اور میری حق گوئی کے خلاف اپنے اخباروں میں مضامین چھاپتے ہیں۔

**حکیم منزل شاہ نظامی:** تقریباً ایک مہینہ

ہوا حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی بے اطلاع
کہیں چلے گئے تھے۔ میں کئی دن اُن کی تلاش
میں سرگرداں رہا۔ اخبار میں بھی لکھا۔ مختلف
مقامات پر خطوط بھی بھیجے۔ آج یکایک گھرونڈہ
ضلع کرنال سے خط آیا کہ میں یہاں قرآن شریف
صحت کے ساتھ یاد کرنے کے لئے آگیا ہوں۔
ایک پارہ پڑھ لیا ہے۔ قرآن شریف ختم کرکے
مشکوٰۃ شریف بھی پڑھوں گا۔ میں نے فوراً جواب
لکھا۔ قرآن شریف یہاں بھی پڑھ سکتے تھے۔
بے اطلاع کیوں چلے گئے۔ مجھے پریشانی
میں کیوں مبتلا کیا۔

وزیر اعظم برطانیہ کو تار کہ آج مسٹر اٹیلی
نئے وزیر اعظم برطانیہ کو میں نے حسب ذیل مضمون
کا لندن کے پتے پر تار بھیجا ہے "میں آپ کا خیر مقدم
کرتا ہوں۔ خدا کو یاد رکھئے۔ دنیا کے امن
کے کام کو یاد رکھئے۔ اور ہندوستان کی
آزادی کے کام کو یاد رکھئے"
یہ تار چشتی پارٹی کے صدر کی حیثیت سے
بھیجا گیا ہے۔

عرس کہ آج شام کو حضرت بیوی فاطمہ
صاحبہؒ کا سالانہ عرس اُن کے مزار پر ہوا تھا
جو لودی گالف کلب کے شرقی سمت سڑک کے
اُس پار واقع ہے۔ حضرت بیوی فاطمہ سامؒ
بڑی عارفہ خاتون تھیں۔ حضرت بابا فرید الدین
مسعود گنج شکرؒ کی مرید تھیں اور حضرت سلطان جیؒ
اُن کے پاس دعا کرانے جایا کرتے تھے۔

**۱۸ شعبان ۲۹ جولائی اتوار دہلی**

گنگا جمنی موسم کہ آج ابر بھی رہا اور دھوپ
بھی نکلی۔ بارش نہیں ہوئی۔

اخباروں کے فائل کہ میں نے ایک مکان
اخباروں اور رسالوں کے پرانے فائل
جمع رکھنے کے لئے بنایا ہے۔ جہاں تقریباً
ایک لاکھ اخبارات و رسائل ہیں۔ مگر چونکہ
یہ مکان قوالی ہال کے قریب ہے اور دونوں
سالانہ عرسوں کے موقع پر ہزاروں آدمی یہاں
آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان فائلوں
میں ہر عرس پر کچھ نہ کچھ کمی ہو جاتی ہے پس
آج میں نے ۲۱ مزدور لگا کر سب فائل اپنے
پیدائشی مکان میں رکھوا دیئے۔ تاکہ اُس وقت
تک محفوظ رہیں جب تک کہ اردو زبان کی
تاریخ لکھنے والے ان اخباروں اور رسالوں
کی تحقیقات کی طرف متوجہ ہوں۔ ان میں

بعض قالین ستّر اسّی برس پہلے کے بھی ہیں۔ جن کو میں نے بڑی بڑی قیمتیں دے کر خریدا ہے۔

**استاد ہلال کی** آج مرزا غالب کی خلافت روحانی کے مدعی ہلال صاحب تشریف لائے تھے۔ اور میں نے زنانے مکان میں بیٹھ کر ان کا کلام سنا تھا۔

**سید راشد حسین کی دلہن کی** آج سید راشد حسین کی دلہن اور مسز سید راشد حسین کی والدہ اور خالہ درگاہ شریف میں چادر چڑھانے آئی تھیں۔ اس کے بعد خواجہ بانو سے بھی ملنے آئی تھیں۔ اور میں بھی دلہن کو دیکھنے زنانے میں گیا تھا۔ مغرب کے وقت بمبئی سے ٹیلیفون آیا تھا۔ رات کو خوب زور کی بارش ہوئی تھی۔

**ملاقاتی کی** لالہ کنور سین صاحب حسین چشتی چند ہندوؤں کے ساتھ آئے تھے۔ انگور اور کیلے بھی لائے تھے۔

**شیخ نصیر احمد صاحب** افسر فوڈ ڈپارٹمنٹ ملنے آئے تھے۔ اور آغا محمد یعقوب صاحب دواشی ایڈیٹر رسالہ آجکل بھی ملنے آئے تھے۔

**شہزادے اکبر شاہ کی** بہادر شاہ بادشاہ کے آخری ولی عہد میرزا فخرو کے پڑپوتے شہزادے اکبر شاہ ملنے آئے تھے۔ ان کے والد شہزادہ احمد شاہ مرحوم میری گود میں کھیلتے تھے۔ ان کے دادا میرزا فرشندہ جمال مجھ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ شہزادے اکبر شاہ آجکل انٹرنس میں تعلیم پاتے ہیں۔ یہ پانچ بھائی ہیں۔ دو نوکر ہیں۔ تین زیر تعلیم ہیں۔ ان کی بہنیں بھی ہیں اور وہ بھی ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ یہ سرنہ تعلیم کا شوقین ہے۔

**آخری نیاز کی** آج حضرت بی بی فاطمہ سام کی آخری نیاز ان کے مزار پر ہوئی۔ سید راشد حسین صاحب کے ہاں سے نیاز کا توشہ آیا تھا۔

## ۱۹ شعبان ۳۰ جولائی پیر دہلی

**دفتر کی تبدیلی کی** چونکہ چشتی منزل میں جانے کا راستہ ایک تاریک چھتے کے اندر سے ہے اور مجھے بینائی کی خرابی کے سبب چھتہ عبور کرنے میں دقت ہوتی تھی اس واسطے آج میں نے دفتر ایوان خاص میں منتقل کر دیا۔

چوزہ کی یخنی ﴿ میں نے آج صبح چوزہ کا عرق
نمک ڈال کر پیا تھا۔ اور دوپہر کو بھی صرف
چوزہ کی یخنی پی تھی۔ یعنی چوزہ کا عرق نمک ڈال
کر پیا تھا۔ رات کو کھچڑی کھائی تھی۔ مگر
کھچڑی موافق نہیں آئی۔ اور نیند کم آئی۔

۲۰ر شعبان ۳۱ر جولائی منگل دہلی
چشتی کی گلی ﴿ آج صبح کی اذان کے بعد
سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب
اجمیری کے ساتھ درگاہ حضرت بیوی نور صاحبہ
میں گیا تھا۔ موٹر خراب ہے۔ تانگہ بھی نہیں
ملا۔ اس لئے دو میل پیدل مقبرہ صفدر جنگ
تک گیا۔ میں پہونچا اور دہلی سے بس آئی۔
بس والے نے ہم تین مسافروں کو دیکھا بس
بھی خالی تھی مگر اس نے بس فوراً چلا دی میں
فرش خاک پر بیٹھ گیا۔ سامنے ہوائی جہاز اڑ رہے
تھے۔ ایک بہت شکستہ حال تانگہ
آیا۔ پوچھا بیوی نور صاحبہ کا کیا لے گا؟ کہا دو
روپے۔ میں نے سید سمیع الدین صاحب
سے کہا دیکھئے ربڑ بھی ٹھیک ہے یا نہیں
کیونکہ میں جاسوسوں کی طرح تانگے میں گھسنا
نہیں چاہتا۔ انھوں نے کہا ربڑ بھی نہیں ہے

اور سارا تانگہ رسیوں سے بندھا ہوا ہے ٹوٹ
جانے کا ڈر ہے۔ میں نے پکار کر کہا بھائی تم
دوسرا مسافر دیکھو۔ میں اس تانگے میں نہیں
جاؤں گا۔ اس نے کہا وجہ بتائیے۔ میں نے
کہا مجھے خدا نے اپنی مخلوق کے عیب بیان
کرنے سے منع کر دیا ہے۔ ایک مسلمان جھگڑے
والا پاس کھڑا تھا اور اپنی آمدنی کا حساب مجھے
بتا رہا تھا کہ آٹھ روپے روز کماتا ہوں میں
نے تفصیلات اور مشکلات کو پوچھا کیونکہ
مجھے ہر انسان کی زندگی سے یہ معلوم کرنے
کا شوق ہے کہ وہ خدا کی امانت کو ٹھیک
ادا کرتا ہے یا نہیں۔ جھگڑے والے نے میری
طرف سے تانگے والے کو جواب دیدیا وہ
تیرے تانگے کی برائی نہیں کریں گے تیرے
تانگے میں ربڑ نہیں ہے اور وہ ٹوٹا ہوا بھی ہے
امید یہ تھی کہ دوسری بس ایک گھنٹے کے
بعد آئیگی مگر جیب خدا کے سامنے والے ہوائی جہازوں
کو پرواز کی طاقت دے رہا تھا۔ اس نے
پندرہ منٹ کے بعد دوسری بس بھیج دی
اور میں پندرہ منٹ کے اندر درگاہ حضرت
بیوی نور صاحبہ میں پہونچ گیا۔ اور مزدور

کو کام بتایا۔ اور پھر واپس چلا آیا۔

**ایک انگریز افسر سے ملاقات:** آج دہلی کے ایک انگریز افسر سے ملک مسلمان کی نسبت بات چیت کی تھی۔

**دہلی:** آج حسین کی ساس اور ان کے لڑکے سید فیع چار بجے کی ریل میں کاسگنج [illegible] چلے گئے۔ پیرجی عبداللہ صاحب عقیقی ڈیٹر خاتون مشرق اور حکیم بشیرالدین صاحب [illegible] کی بہ پیرا اور ان کے فرزند حمید احمد صاحب جلدانسی اور قبول احمد صاحب بنگالی ملنے آئے تھے۔ آج یکم اگست کا منادی روانہ کیا گیا۔ چھوٹے بچوں نے بھی [illegible]

[illegible] اگست بدھ [illegible] حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کے سجادہ نشین جناب میر نہایت حسین صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ اس سال آپ کے عرس شریف میں ضرور شرکت کرونگا کیونکہ گزشتہ سال عرس کی حاضری ناغہ ہو گئی تھی۔ مگر دہلی میں الیکشن ہو رہے ہیں اس لئے نہ تانگہ ملا نہ موٹر ملی۔ اور میری موٹر خراب ہے

کل شام کو بہت کوشش کی تھی مگر سواری نہ ملی۔ اور آج سویرے بھی جد و جہد کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً عرس کی برکت حاصل کرنے سے محروم ہو گیا۔ پیدل چلا جاتا مگر اب جسم میں اتنی طاقت نہیں رہی ہے۔ ابھی صرف دو میل پیدل چل کر مقبرۂ صفدر جنگ سے ٹیکسی میں سوار ہوا تھا۔ تین دن اس کی تھکن رہی۔

**کام:** آج دن بھر زید منزل میں کام کرتا رہا۔ ملنے والے بھی آتے رہے۔ منشی نذیر احمد صاحب نقاش اور سید یامین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو مدراس والے سیٹھ محمد ابراہیم بھی ملنے آئے تھے۔

**کٹھ پتلی کا تماشا:** رات کو قوالی ہال کے میدان میں میرے بچوں نے کٹھ پتلی کا تماشا کرایا تھا۔ میں تقریباً چالیس برس سے کٹھ پتلی کے تماشوں کی ترقی اور اصلاح کی تجویزیں سوچا کرتا ہوں۔ مگر آج تک کوئی عملی حل سمجھ میں نہیں آیا۔

مسٹر مکی احمد صاحب نے آم بھیجے تھے۔

**۲۲ر شعبان ۲ر اگست جمعرات دہلی**

**سر محمد عثمان:** آج صبح آنریبل سر محمد عثمان صاحب

سے ملنے گیا تھا۔ مشائخ بہار کی نسبت بات چیت ہوئی۔ پھلواری شریف اور منیر شریف کے مشائخ کا ذکر بھی ہوا۔

**درگاہ بیوی نورؒ** میں تین بجے ڈاک کے کام سے فارغ ہو کر درگاہ حضرت بیوی نور صاحبؒ میں حاضر ہوا تھا۔ سلمان اور مہدی اور روح اور قدسیہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ ایک گھنٹے تک تعمیری کام دیکھا۔ معماروں کی غلطیوں کو درست کرایا۔ قاضی کبیر حسین صاحب نگرانی کرتے ہیں۔ ساڑھے چھ بجے واپس آیا۔

**سید بڑا میاں مہدوی** حیدرآباد دکن میں حضرت سید محمد جون پوری کو مہدی موعود ماننے والے بہت سے پٹھان رہتے ہیں۔ نواب بہادر یار جنگ بھی مہدوی تھے۔ گجرات میں ریاست پالن پور بھی مہدوی پٹھانوں کی ہے۔ آج سید بڑا میاں مہدوی وکیل پالن پور ملنے آئے تھے۔ میں نے ۶ بجے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ٹھیک چھ بجے پہنچ گئے مگر میرا تانگہ درگاہ حضرت بیوی نور صاحب رح سے آدھ گھنٹے دیر میں پہنچا۔ اس واسطے ملاقات نہ ہو سکی۔ اور مجھے افسوس ہوا کہ سید صاحب سے وعدہ خلافی ہوئی۔

**گورنروں کی کانفرنس** دہلی میں تمام ہندوستان کے گورنر آئے ہوئے ہیں۔ آج شام کو ان کی کانفرنس ختم ہو جائے گی۔

**معارف** اعظم گڑھ سے ایک ماہوار علمی رسالہ معارف شائع ہوتا ہے۔ تازہ پرچے میں حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش صاحب کے حالات شائع ہوئے ہیں۔ یہ مضمون نا تمام ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی ایک کتاب سے اقتباس کیا گیا ہے مجھے امید تھی کہ معارف جیسے محقق رسالے میں یہ بھی بتایا جائیگا کہ حضرت داتا گنج بخش صاحب ہندوستان میں آئے تو فلاں راجہ کی حکومت تھی۔ کیونکہ حضرت رح چوتھی صدی میں تشریف لائے تھے۔ اس وقت تک سلطان محمود غزنوی کے حملے بھی شروع نہیں ہوئے تھے۔ معارف کے مضمون نگار اگر یہ بھی لکھ دیتے تو بہت اچھا تھا کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں کو معلوم ہو جاتا کہ مسلمان بادشاہوں کے حملوں سے پہلے مسلمان درویش کس جرأت اور

جوان مردی کے ساتھ اجنبی ملکوں میں آ جاتے تھے۔ بیشک اس مضمون سے نصیب ہو گی معلومات ہو جائے گی لیکن تاریخی حالات بیان کئے جاتے تو تاریخی علم سے محروم ہندوستانیوں کو بہت فائدہ پہونچتا۔ میں اس مضمون کے بقیہ حصے کا بہت شوق سے انتظار کروں گا۔ اور جب یہ پورا ہو جائیگا تو میں رسالہ معارف سے اجازت لے کر اپنے تبصرے کے ساتھ بصورت پمفلٹ شائع کروں گا۔ تاکہ چشتی برادری کے ہزاروں مسلم اور غیر مسلم ممبر اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان بادشاہوں کے حملوں سے پہلے ہندوستان کی ہندو حکومت میں ایسی رواداری اور بے تعصبی تھی کہ مسلمانوں کے اتنے بڑے بڑے نامی عالم درویش یہاں آرام سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

۲۴ شعبان ۳ اگست جمعہ دہلی

سر عزیز الحق کی آج صبح حسین کے ساتھ آنریبل سر عزیز الحق صاحب سے ملنے گیا تھا الیکشن کے حاجی محمد یعقوب صاحب کا الیکشن دیکھنے وہی گیا تھا اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے قریب الیکشن ہو رہا تھا ایک نظر دیکھ لو فوراً۔

درگاہ بیوی نور صاحب پر جمعہ کے بعد سید سمیع الدین صاحب اور حسن ابو طالب اور سلمان اور رحیم اور مہدی کے ساتھ درگاہ حضرت بیوی نور صاحبؒ میں گیا تھا۔ دو مزدوروں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ ایوب کے ایک مزدور سے لڑ کی سے ایک مزدور کو زخمی کر دیا میں نے ایوب سے مزدور کو نکال دیا۔ حکیم خواجہ واسطہ سید بلال صاحب میونسپل کمشنر مہرولی اور قاضی محمد اسلم صاحب ٹھیکیدار مہرولی بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے تعمیرات کی نسبت ان سے مشورہ لیا تھا۔

مولانا عسقی نظامی کو بخار آ رہا ہے۔

افسوسناک خبر کی خانی آباد سے افسوسناک خبر آئی کہ میرے خلیفہ دالۃ قمر الدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم کے بھائی میر الدین نظامی نے وفات پائی۔ بہت افسوس ہوا۔

حضور نظام کا عطیہ کی مولانا سید عبد الرؤف صاحب ملنے آئے تھے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اُن کی لائبریری کو پانچ سو روپے عطا فرمائے ہیں اعلیٰ حضرت اور ان کی سلطنت کو دعائیں دیتے تھے۔

# ہمیشہ زندہ رہنے والے خط

**بہادر گڈہ کا خط** — مخدومی سلام مسنون۔ تھوڑے سے آم اپنے باغ سے بھیجتا ہوں۔ اُمید کہ قبول فرمائے جائیں۔ خدا کرے کہ پارسل اور بلٹی ٹھیک وقت پر پہنچا دیں۔ اور آم صحیح حالت میں آپ کے ذائقہ کرنے تک رہیں۔

یوں تو آپ کی بزرگانہ عظمت و احترام میرے قلب میں بدرجہ اتم موجود ہے لیکن اسرار اسم اعظم کے عطیۂ خصوصی کا نہایت مشکور ہوں۔ یقین ہے کہ مزاج عالی بہمہ وجوہ عافیت سے ہوگا۔

ہر ایک قسم آم کا جدا جدا پرچہ تہ بند لگا ہوا ہے۔ یا لالی بھیجے میں ایک ساونولی شکل کا جوکاسنی آم ہے۔ شائد آپ پسند فرمائیں مخلوط اقسام میں صرف دو دانہ انفاررلول کے ہیں۔ مہاراج پسند

معصیت کار۔ عبدالغفار۔

جواب:۔ آپ نے اپنی محبت سے اپنے باغوں کے آم بھیجے۔ بہت بہت شکریہ میں وحدت میں کثرت کا تماشا دیکھنے کے لئے پیدا ہوا ہوں اور کثرت کو جھگڑے سے سمیٹ کر وحدت کے کونے میں لگاتا رہتا ہوں۔ آپ نے مختلف قسموں کے آموں پر اُن کے ناموں اور کیفیتوں کے پرچے لگائے ہیں۔ مگر مجھے تو وحدت کی زبان سے یہ بات کہنی ہے کہ کثرت کے میدان میں ان آموں کی مختلف قسمیں ہیں۔ مگر وحدت میں سب کا مزا ایک ہے یعنی سب میٹھے ہیں۔ حسن نظامی

**قربان نظامی کا خط** — حضور مرشدنا قبلۂ عالم سلام علیکم۔ حضور کا ارسال کردہ اشتہار "قرآن کا فرمان" ملا مقامی جامع مسجد میں چسپاں کر دیا۔ جمعہ کے دن "ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں" کے عنوان پر تقریر بھی کی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اسی دن آٹھ تار ہزا کسی لنسی وائسرائے اور حضرت قائد اعظم کی خدمت میں شملہ اُس میں

ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں ۔ دو سال گزر گئے گئے ۔ ایک صدر انجمن اسلامیہ جمیز (؟) ۔
تاندلیانوالہ ۔ ایک انجمن اصلاح المسلمین
تاندلیانوالہ ۔ ایک مسلم لیگ تاندلیانوالہ
ایک قربان کمپنی تاندلیانوالہ ۔ چار مختلف
گروہوں کی طرف سے ۔ فقط خاکپائے بیکسا
دعاگو ۔ غیر قربان نظامی ۔ تاندلیانوالہ

## ایکسائز انسپکٹر صاحب کا خط

آپ کا
کی مسعود سی (؟)

کا تیل ہفتہ عشرہ پہلے آپ سے منگایا تھا
جس کے استعمال سے میری ٹانگ کو
جو گٹھیا کی بیماری سے قریب قریب بیکار رہ گئی
تھی ۔ حیرت انگیز فائدہ ہوا ۔ درد بالکل
جاتا رہا اور ٹانگ حرکت کے قابل ہو گئی
مہربانی کر کے میرا شکریہ قبول فرمائیے
اور چھ شیشیاں اور بھیج دیجئے ۔
ایم ۔ اعظم ایکسائز سب انسپکٹر پٹنہ

## ایڈیٹر منادی کا خط

ناظرین منادی کی خدمت
میں عرض ہے کہ آئندہ منادی بتیس ۳۲
صفحے پر شائع ہوا کریگا ۔ سولہ صفحات
میں منادی کے مضامین اور سولہ صفحات
میں شیخ چلی کی ڈائری ۔ لہذا جو اصحاب
بارہ ۱۲ بارہ کاپیاں شیخ چلی کی منگایا کرتے
ہیں اُن کو منادی کی شمولیت کے ساتھ
شیخ چلی کی ڈائری کی بارہ کاپیاں
بھیجی جائیں گی ۔ کیونکہ جب تک کہ
شیخ چلی کی ڈائری ہفتہ وار شائع
کرنے کا ڈکلریشن منظور نہ ہو شیخ چلی
کی ڈائری منادی میں شائع ہوا کریگی
اور منادی کے ناظرین سے اس کی قیمت
کچھ نہیں لی جائے گی ۔

---

## رعایتی اعلان

خواجہ صاحب کے سب ذخیرہ ربیع الاول میں
کتابوں کا رعایتی اعلان شائع کیا کرتے
ہیں ۔ مگر اس سال رمضان میں بھی ایسی
کتابیں جن کا تعلق قرآن و حدیث سے
ہے چوتھائی قیمت کی کمی سے شائقین
کو دی جائیں گی ۔ مگر یہ رعایت
تاجران کو نہیں دی جائیگی

**سید مسلم نظامی کا خط میں ناظرین منادی سے**

مشورہ چاہتا ہوں کہ درگاہوں اور پیرزادوں اور پیروں کی حمایت و حفاظت اور اصلاح و ترقی کے لئے ایک ادارہ تصوف قائم کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ - جواب کا پتہ سید مسلم نظامی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی۔

جواب: سید مسلم نظامی کے اس خیال کی تائید کرتا ہوں کہ تصوف کا ادارہ ضرور قائم کرنا چاہیے لیکن میرا پچاس سالہ تجربہ ہے کہ جن لوگوں کی حمایت و اصلاح و ترقی مطلوب ہے ان لوگوں کو اپنی اصلاح ترقی سے دلچسپی نہیں ہے - حسن نظامی

# رمضان شریف کی رعایت

رمضان شریف میں خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی حسب ذیل کتابیں بڑی سستی ملیں گی جو پچیس فی صدی کم قیمت پر دی جائیں گی

**آسان قاعدہ قرآنی**

لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ہدیہ ۴؍

**قرآن و حدیث کے فرمان**

بچوں کے لئے مفید اور ضروری معلومات۔ ہدیہ ۴؍

**قوانین قرآن**

دین دنیا کی تمام ضرورتوں کے لئے قرآن شریف کے قانون ہدیہ [illegible]

**عام فہم تفسیر**

عورتوں اور بچوں اور کم علم لوگوں کے لئے ہر جلد [illegible]

**تحصیلی ترجمہ قرآن مجید**

پندرہ پاروں کی پہلی جلد مجلد ہدیہ پانچ روپیہ

**تعلیم القرآن**

بچوں کو پڑھانے کے لئے بہت مفید ہدیہ [illegible]

**تفسیر جہانگیر**

قرآن شریف کے ایک پارے کی تفسیر ہدیہ ۸؍

**تشریح بخاری**

بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا اردو ترجمہ اور تشریح [illegible]

**سیاسی تفسیر پارہ عم**

پارۂ عم کے سیاسی نکات بیان کئے گئے ہیں [illegible]

**بچوں کی تفسیر پارہ عم**

کم عمر بچوں کا سمجھانا [illegible] ان سمجھ کی تفسیر ہدیہ [illegible]

## نظامی قاعدہ
بچوں کے لئے باتصویر قاعدہ۔ وضو اور نماز کی ترکیب تصویروں کے ذریعے۔ قیمت ۳ر

## ہندی ترجمہ قرآن مجید
ناگری خط اور ناگری زبان ہدیہ مجلد ۱۲ؔ

## کوفی خط کا پارہ الم
حضرت امام جعفر صادق کے ہاتھ کے لکھے ہوئے پارے کا عکسی فوٹو۔ ہدیہ ایک روپیہ

## قرآنی بول چال
قرآن شریف کی ایسی آیات جو بول چال میں آج ہو سکتی ہیں۔ ہدیہ ایک آنہ

## چالیس آیت
بچوں کو پڑھانے کے لئے نہایت مفید چیز ہدیہ ۱ر

## سترہ سورہ
بچوں کو پڑھانے کے لئے عمدہ چیز۔ ہدیہ ار

## خدائی انکم ٹیکس
زکوٰۃ کے مسائل کا بیان۔ ہدیہ دس آنے

## گیارہ سورہ
بچوں کو پڑھانے کی مفید کتاب۔ ہدیہ ایک آنہ

## حدیث کی پیشین گوئیاں
صحاح ستہ سے چھانٹی ہوئی حدیثیں جن میں قیامت کی خبریں ہیں ۸ر

## میلاد نامہ
میلاد شریف کی مجلسوں میں پڑھنے کے قابل نظم و نثر مضامین قیمت ۳ر

## محرم نامہ
چاروں خلافتوں کی تاریخ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی تاریخ قیمت مجلد ۱۲ر غیر مجلد ۸ر

## تاریخ فرعون
مصری فرعونوں کے ۲۶ خاندانوں کی تاریخ مع عکسی تصاویر۔ قیمت تین روپے

## سیرت نبوی
بچوں اور عورتوں اور کم علم لوگوں کی سمجھ میں آجانے کے قابل۔ قیمت ایک پیکٹ ڈھائی آنے

## روزے کے احکام و مسائل
روزوں کے متعلق احکام و مسائل کا بیان۔ قیمت ۲ر

اسلام کے ضروری عقائد (مسلمان بچوں کو عقائد سکھانے کا قاعدہ) قیمت ۲ر

## مدنی بھگتی
مسلمانوں اور ہندوؤں کے نعتیہ نظم و نثر کلام کا مجموعہ۔ قیمت ۱۲ر

## عید نامہ
عیدین کے موقع پر عید کارڈ بھیجنے کے مضامین قیمت ۵ر

قرآن مجید کے دیوانی قوانین قیمت ۴ر

قرآن مجید کے فوجداری قوانین قیمت ۴ر

قرآن مجید کے بارہ موتی قیمت ۸ر

قرآن مجید کے معجزات۔ قیمت چار آنے

## زبانی قاعدہ
بچوں کو زبانی پڑھانے کے لئے۔ قیمت ۴ر

اچھا قاعدہ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے قابل قیمت ۱ر

# شیخ چلی کی ڈائری

## ۲۳ مئی بدھ ۔ دہلی

شیخ چلی حلوائی کی دوکان پر گئے

آج ہم بہت اندھیرے سے حلوائی کی دوکان پر پہنچ گئے حلوائی حلوہ بنا رہا تھا۔ اُس کے کپڑے چکنائی اور میل سے کالے چیکٹ ہو رہے تھے۔ آگ کے پاس بیٹھنے سے اُس کے چہرے پر پسینہ آتا تھا تو وہ میلی دستی سے پونچھتا جاتا تھا۔

جو نہی ہم اُس کی دوکان کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اُس نے فوراً ہم کو پہچانا کیونکہ اُس نے نہاری کی دوکان اور کبابی کی دوکان کی خبریں سن رکھی تھیں اس لئے عاجزی کر کے بولا حضور! مجھے معلوم ہے کہ آپ میری دوکانداری کے فائدے کے کام سکھانے آئے ہیں۔ میں آج ہی کپڑے بدل لونگا۔ اور پھر مٹھائی بنانے کے کپڑے الگ رکھوں گا اور مٹھائی بیچنے کے کپڑے الگ رکھوں گا۔ اور کڑھائیاں اور تھال صاف کرانے میں جتنا زیادہ خرچ ہوگا وہ سب کروں گا۔

ہم حلوائی کی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور ہم نے کہا تجھے یہ باتیں کس نے سکھائیں؟ حلوائی نے کہا میں ذات کا بنیہ ہوں اور بنیہ کبھی کسی سے لڑتا جھگڑتا نہیں ہے اپنا کام سچائی اور محنت سے کرتا رہتا ہے۔ میں نے نہاری والے اور کباب والے کا حال سن لیا تھا۔ اور آپ سارے بازار سے پوچھ لیجئے کہ میں نے یہ سنتے ہی کہا تھا کہ شیخ چلی صاحب کا کہنا بالکل ٹھیک ہے دوکان کی صفائی اور کپڑوں کی صفائی میں

خود ہمارا فائدہ ہے اور ہمارے گاہکوں کا فائدہ ہے
ہم نے کہا ہم تیری میٹھی باتوں سے بہت خوش ہوئے مگر تو مکار معلوم ہوتا ہے۔ اگر تو نے بازار والوں سے یہ کہا تھا تو یہ بتا کہ تو نے اپنے کپڑے کیوں نہیں بدلے؟ حلوائی نے کہا "دھوبی کپڑے لایا نہیں تھا اور نئے کپڑے بنانے کے لئے کپڑا نہیں ملتا۔"

ابھی ہماری باتیں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ پولس کا ایک سپاہی آ گیا اور اس نے حلوائی سے حلوہ پوری مانگا۔ حلوائی نے کہا "ذرا ٹھیر جاؤ بھائی۔ شیخ چلی صاحب کی بات تو ختم ہو جائے۔" سپاہی نے ہماری طرف گھور کر دیکھا پھر حلوائی سے کہا "یہ کون صاحب ہیں اور کیا کہتے ہیں؟" حلوائی نے کہا "یہ شیخ چلی صاحب ہیں اور میلے دوکانوں اور میلے دوکانداروں کو صاف رکھنے کا حکم دینے آئے ہیں۔" سپاہی نے ہم سے کہا۔ "کیا آپ کے پاس اس کام کا کوئی سرکاری حکم ہے؟" ہم نے سپاہی کو جواب دیا "ہم خود سرکار ہیں اور ہمارا ہر حکم سرکاری حکم ہے۔" سپاہی نے کہا "ایسے بناوٹی سرکاری آدمیوں کو پکڑ لینے کا مجھے اختیار حاصل ہے۔" ہم کو ہنسی آ گئی اور ہم نے کہا "پہلے تو یہ بتا کہ تو نے جو ابھی حلوائی سے حلوہ پوری مانگا تھا تو یہ نہیں کہا کہ کتنے رقم کا حلوہ پوری تو خریدیگا۔" ابھی سپاہی جواب دینے نہ پایا تھا کہ حلوائی نے جواب دیا کہ میں ان کے بال بچوں کے لئے روزانہ بغیر قیمت کے حلوہ پوری دیا کرتا ہوں۔ ہم نے حلوائی سے پوچھا "یہ کوئی فقیر ہے یا اپاہج ہے یا تمہارا کوئی رشتہ دار ہے؟" حلوائی نے کہا "نہیں صاحب یہ تو مسلمان ہے میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ بس صاحب سلامت ہے۔ میں ان کے بچوں کے لئے حلوہ پوری دیدیا کرتا ہوں۔"

ہم نے حلوائی سے کہا "اب ہم سمجھے کہ تو رشوت دیتا ہے اور یہ رشوت لیتا ہے۔ چپ نیچے اتر ہم دونوں کو کوتوالی لے چلیں گے۔"

یہ سنتے ہی سپاہی نے ہماری داڑھی پکڑ لی

اور ہم کو دھکا دیکر کہا چل میں تجھے کوتوالی لے چلتا ہوں۔" اس کے بعد سڑک پر جو بھیڑ جمع ہوگئی تھی اُس سے کئی آدمی باہر نکلے اور انھوں نے سپاہی کو مارنا شروع کیا کہ تو نے شیخ چلی صاحب کی ڈاڑھی کیوں پکڑی اور دھکا کیوں دیا۔ یہ سنتے ہی سپاہی بھاگا مگر ہم نے اُس کی پیٹی کے نمبر دیکھ لیئے تھے اس لئے ہم سیدھے کوتوال صاحب کے مکان پر گئے اور اُن سے سارا حال بیان کیا اور سپاہی کی پیٹی کے نمبر لکھوا دیئے اُنہوں نے تحقیقات کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد ہم اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیویوں سے یہ حال بیان کیا، ہماری چھوٹی بیوی نے پولیس کے سپاہی کی شکایت کا خط لکھ کر سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی کو بھیجا۔ ہم نے چھوٹی بیوی سے پوچھا "جس کو تم نے خط لکھا ہے اُسکو سینیئر کیوں کہتے ہیں؟" ہماری بیوی نے کہا "اس کا مطلب ہے اونچے درجے کا پولیس افسر۔" ہم نے کہا "کیا وہ ہم سے بھی اونچے درجے کا ہے؟" بیوی نے کہا "نہیں تم سے اونچا کیوں ہونے لگا پولیس والوں میں سب سے اونچا ہے۔"

## ۲۴ مئی - جمعرات - دہلی

**شیخ چلی نے اخبار سُنا** ؛ آج صبح ہماری چھوٹی بیوی نے اخبار سُنایا تو کہا "دہلی میں دو عورتیں ہیں جو عورتوں کو تعویذ گنڈے دیتی تھیں۔ اور دھوکے دیکر ہزاروں روپے لے لیتی تھیں۔ ایک عورت کے خاوند نے پولیس کو خبر دیدی اور پولیس نے مقدمہ چلا دیا۔ وہ دونوں عورتیں لال پری اور سبز پری کے نام سے پکڑی گئیں اور دو سال تک مقدمہ چلتا رہا۔ آخر اب اُن دونوں کو سزا ہوگئی" ہم نے اپنی بیوی سے پوچھا "ان دونوں ٹھگنی عورتوں کو لال پری اور سبز پری کیوں کہتے ہیں؟" ہماری بیوی نے جواب دیا "جانے میری بلا۔ یہ دھوکہ بازی نہ انسانوں کے لئے اچھی ہے نہ جنات کے لئے اچھی ہے۔" ہم نے کہا "جن عورتوں نے ان دھوکہ باز عورتوں کو روپے دیے تھے ان کو بھی سزا ہوئی یا نہیں؟" چھوٹی بیوی نے کہا "ان کو کیوں

سزا ہونی ؟" ہم نے کہا "سب سے زیادہ سزا کے قابل تو وہی تھیں، کہ انہوں نے کیوں ہزاروں روپئے کی تھیلیاں دھوکہ باز عورتوں کو دیں۔ جن عورتوں کو اپنے میاں کی کمائی کو سنبھال کر رکھنے اور ٹھیک خرچ کرنے کی عقل نہ ہو اُن کی یہی سزا ہے کہ دھوکہ باز عورتیں ان کو لوٹیں اور دھوکے دیں"

منجھلی بیوی ہماری یہ بات سن کر بہت بگڑیں، اور انہوں نے کہا "کیا خوب سارے شہر میں نقارہ پیٹا جاتا ہے کہ شیخ چلی صاحب اپنی چاروں بیویوں کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنی ساری آمدنی بیویوں کے حوالے کر دیتے ہیں، مگر حالت یہ ہے کہ ہم چاروں ایک ایک پائی کیلئے تو ترسے محتاج رہتے ہیں۔ آٹا، گھی، چاول شکر، ہر چیز پر تم نے قفل لگا رکھا ہے اور مشہور یہ کیا ہوا ہے کہ تمہاری بیویاں جو کچھ لیتی کر رکھ دیتی ہیں وہ تم خوشی خوشی کھا لیتے ہو"

ہم کو منجھلی بیوی کی یہ بات سن کر ایسا غصہ آیا کہ جی چاہتا تھا کہ اس کو طلاق دیدیں۔ مگر جو عقل ہم نے حکیم لقمان کے مدرسے میں بیٹھ کر حاصل کی تھی اس سے کام لیا اور بناوٹی ہنسی ہنسنے لگے۔ پھر کہا تم اتنی بڑی عقلمند ہو کر ایسی ناسمجھی کی بات کرتی ہو۔ جیسے ہم چالیس کروڑ ہندوستانیوں کے لیڈر ہیں ایسے ہی تم چاروں بھی لیڈرانیاں ہو۔ اگر ہم سارے شہر میں یہ ڈھنڈورا نہ پیٹیں کہ ہم نے اپنے گھر کا سارا اختیار بیویوں کو دے رکھا ہے تو مرد لوگ عورتوں کو گھاس پھوس سمجھنے لگیں۔ وہ تو ہماری ملمع سازیاں سن سن کر با دل ناخواستہ اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ ورنہ تم عورتوں کی پیدائش تو بابا آدم کی بائیں پسلی سے ہوئی ہے۔ اور پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے اس واسطے تم سب کی عقلیں بھی ٹیڑھی ہوتی ہیں۔ اگر ہم تم چاروں کو دبا کر نہ رکھتے تو تم ہمارے لاکھ کے گھر کو خاک کا گھر بنا دیتیں۔ یہ جو سامنے بڑی بیوی بیٹھی ہیں اور پھر ان کے برابر منجھلی جو بڑھ بڑھ کر بول رہی ہیں اور ان کے برابر سنجھلی جو ہم کو بڑی بڑی نظروں سے دیکھ رہی ہیں اور ان کے بعد چھوٹی جن کی تیوری پر

سات سو بل پڑے ہوئے ہیں ہمارے گھر میں تو بولنے والی مینائیں ہیں۔ جو کچھ پڑھا دیا وہی بولنے لگیں۔"

ہماری یہ تقریر سُن کر چاروں بگڑ گئیں اور ہم کو جو جی میں آیا کہا۔ مگر ہم چکنے گھڑے بنے بیٹھے رہے۔ گویا ہم نے کچھ سُنا ہی نہیں اور گویا ہماری بیویوں نے کچھ کہا ہی نہیں۔

اس کے بعد ہم نے اپنی عقل کا پینترا بدلا اور بڑی بیوی سے کہا "ابھی گاؤں سے دس ہزار روپئے آئے ہیں۔ گیہوں بہت اچھے داموں بکے۔ اگرچہ سونا مہنگا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ تم چاروں کے لئے سونے کے کڑے بنوا دیں۔"

یہ کہکر ہم نے چاروں کے چہروں کو بہت غور سے دیکھا۔ سب کی سب غصے کو بھول گئیں اور یکایکی اُن کے چہروں پر خوشی کی سرخی دوڑ گئی۔ اور سب نے کہا "سونا پاؤں میں پہننا ٹھیک نہیں ہے ہمیں تو ہاتھوں کے کنگن اور کڑے بنوا دو۔"

چھوٹی بیوی نے کہا "میں تو جڑاؤ نکلس منگواؤں گی۔ سات ہزار کو امریکن آنے والے ہیں

اور مجھ ہی کو اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا پڑے گا۔" ہم نے کہا اچھی بات ہے۔ دو دو ہزار روپئے تم چاروں کو ہم دیئے دیتے ہیں اور دو ہزار روپئے ہم اپنے لئے رکھتے ہیں کیونکہ ہم اب بنارسی سیلے باندھا کرینگے اور بنارسی زربفت اور کمخواب کے چوغے پہنا کرینگے۔" سب بیویوں نے کہا "شوق سے پہنو۔ خدا نے دیا ہے تو اسی لئے دیا ہے کہ آدمی کھائے اور پہنے۔"

## ۲۵ مئی۔ جمعہ دہلی

شیخ چلی نے پانچ مرغیاں حلال کیں۔ آج بازار میں گوشت کی دوکانیں بند تھیں۔ ہم پانچ مرغیاں بازار سے لے۔ اور اُن کو ذبح کر کے کہا "مرغ پلاؤ پکاؤ اور قورمہ بھی پکاؤ۔" چھوٹی بیوی نے کہا "گرمی کے موسم میں مرغی کا گوشت نقصان دیگا اس فضول خرچی سے کیا حاصل بازار سے دہی لیتے آتے ہم بیگن کی طاہری پکا لیتے دہی بڑے بنا لیتے۔ کڑھی پکا لیتے۔"

ہم نے کہا "ہم دہی بھی لائینگے۔" بڑی بیوی

نے کہا "خدا نے سب کچھ دیا ہے ایک آدھ نوکر رکھ لو۔ خود جاتا پیٹ تھا ہے۔" ہم نے کہا "ہم اسی واسطے صدیوں سے زندہ ہیں کہ اپنے گھر کے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں۔"

دوپہر کو مرغ پلاؤ کھایا، ظاہری کھائی بھی بڑے کھاتے۔ اور رات کو مرغی کا قورمہ کھایا۔ مگر اس میں مرچیں بہت زیادہ تھیں ہم نے کہا "دیکھو ہم نہ کہتے تھے کہ عورتوں میں عقل کم ہوتی ہے۔ تم نے سب کچھ پکایا مگر مٹھاس کچھ نہ پکائی۔ اب مرچوں سے ہمارا منہ جل رہا ہے۔ بتاؤ اب ہم کیا کھائیں" بڑی بیوی نے کہا "کوٹھری میں گڑ رکھا ہے ایک ڈلی کھا لو۔" ہم نے کہا "نہیں گڑ کھانا ہماری شان کے خلاف ہے۔" اس کے بعد ہم سو گئے۔ آدھی رات کو آنکھ کھلی تو جی میں آیا کہ لاؤ تھوڑا سا گڑ کھا لیں۔ بیویاں تو سب سو گئی ہیں چپکے سے اٹھے اور سرہانے کا تکیہ بچھونے کے بیچ میں رکھکر اوپر سے چادر ڈال دی کہ کسی بیوی کی آنکھ کھلے تو وہ سمجھ لے کہ میاں سو رہے ہیں۔ اور ہم ننگے پاؤں کوٹھری کے اندر گئے۔ اندھیرے میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ایک ایک تھیلی کو ایک ایک ٹھلیا کو ٹٹولتے تھے اور گڑ نہ ملتا تھا۔ کھٹکے کی آواز سے ایک بیوی کی آنکھ کھل گئی اور اس نے کہنا شروع کیا "ارے دیکھنا کچھ کھٹکا ہے۔ میں نے کہا سو گئے۔ کچھ کھٹکے کی سی آواز آ رہی ہے تو یہ ہے کس بلا کی نیند ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ چور کوٹھری میں گھسا ہوا ہے۔"

ہم نے کوٹھری کے اندر یہ آوازیں سنیں اب نہ باہر آ سکتے ہیں نہ اندر سے بول سکتے ہیں۔ ایکا ایکی ہمارا ہاتھ ایک ٹھلیا میں گیا تو گڑ مل گیا اور ہم نے گڑ کی ڈلی منہ میں رکھ لی۔ اور جلدی سے باہر آئے۔ مگر ہمارے آتے آتے سنجھلی بیوی کی بھی آنکھ کھل گئی۔ اور انھوں نے "چور چور" کہہ کر چیخنا شروع کیا۔ اس سے تینوں بیویاں جاگ اٹھیں اور انھوں نے بھی مل کر کہنا شروع کیا۔ "چور۔ چور۔ چور۔ چور۔" ہمارے منہ میں گڑ کی ڈلی۔ نہ نگلی جائے نہ تھوکنے کو جی چاہے۔ ہم دوڑ دوڑ کر ہر ایک بیوی کے پلنگ کے پاس جاتے تھے اور "ہوں ہوں"

کر رہے تھے بیویاں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہم کو دیکھ رہی تھیں۔ مگر کوئی ہم کو نہ پہچانتی تھی۔ ہر ایک برابر یہی کہے جا رہی تھی۔ "ہے ہے چور" آخر ہم نے بمشکل گڑ کی ڈلی نکالی اور دوڑ کر صراحی میں سے کٹورے میں پانی نکالا۔ اور چند گھونٹ پی کر کہا "تم سب کو کیا ہو گیا ہے پہچانتی نہیں ہو" تب چھوٹی بیوی نے کہا "اے ہاں ٹھیک تو ہے۔ یہ تو وہ خود ہیں" سنجھلی بیوی نے کہا "یہ تو اب گھر ڈبی کے پاس سے آئے ہیں۔ چور تو میرے سامنے آیا مجھے ٹھینگے دکھائے اور پھر بھاگا۔ میرے سامنے پاخانے کی دیوار پر چڑھا اور ادھر ادھر دیکھ کر گلی میں کود گیا۔ رات دن کہتی ہوں پاخانے کی دیوار کو ذرا اونچا کرا دو۔ ادھر سے بڑا کھٹکا ہے مگر میری بات تو کوئی سنتا ہی نہیں۔" بڑی بیوی بولیں "اسے ہے کوٹھڑی کے کواڑ کھلے ہوئے ہیں۔ چوری ہو گئی۔ سچ کہتی ہے سنجھلی۔ چور لے گیا۔"

ہم نے دوڑ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور لالٹین جلائی۔ اور ساری کوٹھڑی کو دیکھ کر کہا "خدا کا شکر ہے۔ کوئی چیز گئی نہیں۔ مگر ہائیں یہ گڑ کی ٹھلیا کیسی کھلی پڑی ہے؟"

بڑی بیوی نے کہا "میں نے تو سونے سے پہلے اسکو دیکھا تھا۔ ڈھکی ہوئی تھی۔ یہ تو کسی چوہے نے کھولی ہے۔"

ہم نے کہا "سچ کہتی ہو چوہے نے کھولی ہو گی۔ مگر چوہا بھی کوئی بڑا بھاری ہوگا۔ اتنی بھاری رکابی کیونکر ہٹائی ہو گی۔"

آخر صبح تک پھر کوئی بیوی نہ سوئیں۔ اور ساری رات چور کی باتیں ہوتی رہیں۔

---

## ۲۶ مئی۔ شنبہ ۔۔۔

شیخ چلی نے شربت خریدا۔ چھوٹی بیوی نے کہا "ہمدرد دواخانے کا روح افزا شربت آج کل گھر گھر پیا جا رہا ہے۔ ایک بوتل ہم کو بھی لا دو۔" ہم نے کہا "ابھی لا دیتے ہیں۔" یہ کہہ کر ہم دواخانے کی دوکان پر پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں آدمی جمع ہیں۔ سید اشتیاق حسین صاحب شوق سے جھگڑ رہے ہیں کہ ہم کو شربت کی بوتلیں دو۔ اور شوق صاحب کہہ رہے ہیں کہ بوتلیں ختم

ہو گئی ہیں۔ ہم نے کہا کیا تم نے بھی تل والو سے سازش کی ہے۔ وہ پانی تھیلی نے دیتے اور تم شربت کی بوتل نہیں دیتے۔

ایک صاحب نے کہا شیخ صاحب بوتل کس زبان کا لفظ ہے؟ ہم نے کہا کسی زبان کا لفظ نہیں ہے کیونکہ اس کے اندر گلا اور زبان دونوں کا عرق آجاتا ہے اگر بوتل کسی زبان کا لفظ ہوتا تو زبان اس لفظ کی ماں ہوتی۔ مگر بوتل تو خود زبان کی ماں ہوتی ہے!!

اشتیاق حسین صاحب شوق بڑے نامی شاعر ہیں۔ انھوں نے ہم کو داد دی اور کہا یہ تو بس شیخ چلی صاحب کا حصہ ہے۔ کیا خوب جواب دیا ہے۔ ہم نے ان سے کہا سنیئے صاحب! ہم داد لینے نہیں آئے ہیں ہم بوتل لینے آئے ہیں۔ یہ بتلائیے کہ اگر ہم شربت روح افزا کی بوتل لیکر گھر میں نہ گئے تو چھوٹی بیوی کی نظروں سے گر جائیں گے اور وہ کہینگی کہ تم تو کہتے تھے ہم دنیا بھر کے لیڈر ہیں اور تم کو کسی نے شربت کی ایک بوتل بھی نہ دی۔

کیا دیکھتے ہیں کہ شربت بنانے والے حکیم جی کے چھوٹے بھائی کہیں سے وہاں آگئے۔ لوگوں نے ہم سے کہا شیخ صاحب ان سے کہئے۔ یہ آپ کی بہت قدر کرتے ہیں ہم نے کہا ہم کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ اب تک تو ہم ایک ہی بوتل مانگ رہے تھے اب ہم چاروں بیویوں کے لئے ایک ایک بوتل مانگتے ہیں۔ نہ دینگے تو ہم ان لوگوں سے خرید لیں گے جو حکیم جی کے ہاں شربت کی بوتلوں کی چوریاں کیا کرتے ہیں۔ ایک آدمی بولا اب چور سب پکڑے گئے۔ اب کہیں سے ایک بوتل بھی نہیں مل سکتی۔ ہم نے کہا تو ہم ابھی گھر میں جاکر روح افزا شربت خود بنا لینگے۔ شربت بنانے والوں کے ڈاڑھی نہیں ہے اور ہمارے ڈاڑھی ہے یہ سن کر حکیم جی کے بھائی نے ہم سے کہا آئیے شیخ صاحب میں آپ کو چار بوتلیں دیتا ہوں۔ ہم نے کہا ہم کہیں نہیں جاتے بوتلیں دینی ہیں تو یہیں لے آؤ۔ وہ لیکر آئے تو ہم نے اپنے چوغے کی دو وتیں جیبوں میں دو دو بوتلیں رکھ لیں۔ برابر سے

ایک آدمی بولا "لوگ کہینگے شراب خانے سے بوتلیں لائے ہیں" ہم نے اُنکو گھور کر دیکھا اور کہا ؎
مسلمانوں کو لطف و عیش سے جینے نہیں دیتے
خدا دیتا ہے کھانا مولوی پینے نہیں دیتے
سب لوگ ہنسنے لگے اور ہم یہ شعر ملکے سُروں میں گاتے ہوئے اپنے گھر میں آگئے - اور چاروں بیویوں کو ایک ایک بوتل بانٹ دی

## ۲۷ مئی - اتوار - دہلی

### شیخ چلی کے ہاں امریکنوں کی دعوت

آج ہمارے ہاں چار امریکہ والوں کی دعوت ہے چھوٹی بیوی نے کہا "نئی دلّی میں جاؤ اور بڑی بیوی کو کے منیجر سے کہو وہ چھ آدمیوں کے کھانے کا ہمارے گھر پر انتظام کردے - ہم نے کہا کیا خوب! ہم کسی ہوٹل میں نہیں جائینگے جو دال دلیہ ہمارے گھر میں پکتا ہے وہی کھلائینگے" چھوٹی بیوی نے کہا "واہ یہ بھی کوئی بات ہے جن کو کھانے کے لئے بلایا ہے اُن کی عادت کے موافق کھانا ہونا چاہئے - ہم نے کہا عادت کس چڑیا کا نام ہے؟ ہم تو اُن کو شامی کباب کھلائینگے - سیخ کے کباب کھلائینگے - کوفتے کھلائیں گے - اسٹو کھلائیں گے - قلیہ کھلائیں گے - قورمہ کھلائیں گے - دھوئی ماش کی دال کھلائینگے - دہی بڑے کھلائینگے - شیرمال باقرخانی ، کلچہ ، گاؤدیدہ ، خمیری ، چپاتی ، ہر قسم کی روٹیاں پکوائینگے - پلاؤ ، زردہ ، بریانی ، متنجن ، مزعفر ، بورانی پکوائینگے نان پاؤ کے ٹکڑے ، کھیر کے پیالے اور حلیم اور نہاری اور کلیجی اور کھیری گردے پکوائینگے اور جو کھانے امریکہ والوں کے کبھی خواب میں بھی نہ آئے ہوں گے وہ اُن کے سامنے چُن دیں گے ۔

سنجھلی اور منجھلی اور بڑی بیویوں نے کہا اتنا بکھیڑا کرنے سے کیا فائدہ - چھوٹی بیوی سچ کہتی ہیں - چھ آدمیوں کا کھانا بڑی بیوی کو ہوٹل سے آجائیگا - کھلانے والے آجائینگے - اور تم آرام سے بے فکری کے ساتھ بیٹھ کر اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ گے - چھوٹی بیوی بھی تمھارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائینگی ۔

ہم نے کہا تم کو حساب نہیں آتا اور ہم

حساب کے اُستاد ہیں - وہ جو میاں زاہد حسین خزانے کے وزیر بن کر حیدر آباد جا رہے ہیں دس برس ہماری شاگردی کریں تب بھی ہماری برابر حساب داں نہیں ہو سکتے۔

سُنو! ڈیوی کو ہوٹل والا دس روپے فی آدمی کے حساب سے ساٹھ روپئے چھ آدمیوں کے لیگا - اور پانچ پانچ روپے دو کھلانے والے خان ساماں لینگے اور کھانا کیا ہو گا - اُبالا، پھیکا، لسانندا، اور ہم نے جتنے کھانے بتلائے ہیں وہ سب زیادہ سے زیادہ چالیس روپے میں تیار ہو جائینگے - تو پھر ہم تیس روپے کا نقصان بھی اٹھائیں اور کھانا وہ کھلائیں جو امریکن روز کھاتے ہیں - ہم تو اُن کو ایسے کھانے کھلائینگے کہ نوالہ منہ میں رکھتے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں -

بڑی بیوی بولیں - چلو بس رہنے دو - دیکھ لیا تمہارا حساب، یوں کہو کہ ہم چار دن پر بہت سے کھانے پکانے کی مصیبت ڈالنی ہے - اس واسطے حجت بازی کر رہے ہو - یہ سُن کر ہم کو ہنسی آ گئی اور ہم نے کہا

اہا - ہاہا - خوب یاد آیا امریکہ والوں کے بادشاہ مر گئے ہیں - جن کا پرسہ دینے ہم امریکہ گئے تھے - لاؤ آج اُن کی حاضری کا کھانا کر دیں۔"

چھوٹی بیوی نے کہا وہ حاضری کا کھانا کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے کہا خمیری روٹیاں اتو کبابی کی دوکان کے کباب، کتری ہوئی پیاز کے چھلّے، مولی اور پنیر - اس میں خرچ بھی کم ہو گا اور ماتم پرسی بھی ہو جائیگی اور پیاز کھانے سے ہماری آنکھوں میں آنسو آ جائینگے تو یہ بھی بڑی اچھی بات ہو گی کیونکہ امریکن خیال کرینگے کہ ہم اُن کے بادشاہ کے غم میں رو رہے ہیں - اسی لئے جو لوگ جھوٹ موٹ کا رونا رویا کرتے ہیں وہ رومال پر پیاز کا عرق ڈال لیتے ہیں اور جب وہ رومال آنکھوں پر رکھ کر ہو ہو کی آوازیں نکالتے ہیں تو سچ مچ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں -

یہ سُن کر چھوٹی بیوی بولیں، نو نو مائی ڈیر جنٹلمین - ہم نے گھبرا کر اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور پوچھا " یہ تم نے کیا کہا؟" بیوی نے

کہا امریکنوں سے انگریزی میں بات کرنے کی مشق کر رہی ہوں۔"

آخر ہماری بات سب بیویوں کو ماننی پڑی اور ہم نے بازار سے باورچی بلائے اور سب کھانوں کا سامان لاکر ان کو دیدیا اور کہا خوب مزے دار چٹ پٹے کھانے پکانا۔ چھوٹی بیوی نے کہا مگر مرچیں کم ڈالنا یہ گورے لوگ مرچیں نہیں کھاتے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں نہیں خوب مرچیں ڈالنا وہ کھائیں یا نہ کھائیں۔

دن بھر کھانا پکتا رہا۔ شام کو چھوٹی بیوی نے میز سجائی۔ کرسیاں بچھائیں۔ چھری کانٹے رکھے اور سب بیویوں نے مل کر کھانے چن دیے اور ہم ملاقات کے کمرے میں کمخواب کا چوغہ پہن کر جا بیٹھے۔ ہماری چھوٹی بیوی نے چمپا کلی پہنی، ماتھے پر ٹیکا لگایا۔ کانوں میں بندے اور جھمکیاں پہنیں۔ ہاتھوں میں کنگن اور پہونچیاں پہنیں۔ آنکھوں میں سرمہ لگایا ہونٹوں پر لاکھا جمایا۔ پاؤں میں پازیب اور جھانجن پہنے۔ بڑے بڑے ڈھیلے پائنچوں کا پاجامہ پہنا۔ چھتے کی گوٹ اور کرن لگا ہوا گوکھرو کا جال دار دوپٹہ اوڑھا اور ہمارے پاس صوفے پر بیٹھ گئیں۔

ہم نے لکھنؤ والے شیخ چلی صاحب یعنی مرزا پھویا صاحب اور اُن کی چھوٹی بیوی کو بھی بلا بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ بھئی امریکہ والے رات کے ۸ بجے آئیں گے۔ مگر تم دونوں میاں بیوی ذرا پہلے سے آجانا۔ اس لئے کیا دیکھتے ہیں کہ جناب مرزا پھویا صاحب اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ لکھنؤ کے لباس میں چلے آتے ہیں۔ سر پر کامدانی کی دو پلڑی ٹوپی۔ چُنا ہوا چست انگرکھا پہنے ہوئے، نگا بدن کا ڈھیلا پائجامہ پہنے ہوئے ایک ہاتھ میں سونے کی شام کی چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں بٹیر کا پنجرہ۔ اُن کی بیوی بھی لکھنؤ کے پرانے لباس میں تھیں جب ہماری چھوٹی بیوی اور اُن کی چھوٹی بیوی پاس پاس بیٹھیں تو ہم نے مرزا صاحب سے کہا، اماں (ارے میاں) دیکھتے ہو ان دونوں کے کپڑے بھی ایک سے اور صورتیں بھی ایک سی۔ ایسا نہ ہو کہ بھول پڑ جائے

اِن دونوں کے بیچ میں ہم تم بیٹھ جائیں۔
مرزا صاحب کی بیوی نے کہا
"ایٹی کیٹ تو یہ ہے کہ ہم دونوں امریکن
مہمانوں کے پاس بیٹھیں اور آپ دونوں
الگ بیٹھیں۔ یہ سُن کر مرزا اچھو یا صاحب نے
ہم کو دیکھا اور اپنی کچی ڈاڑھی کو کھجانے لگے
اور ہم نے مرزا صاحب کو دیکھا اور سوچ
میں پڑ گئے۔ آخر مرزا اچھو یا بولے "ہم
اس ایٹی کیٹ کو نہیں مانتے کہ اپنی بیوی کو
کسی غیر کے پہلو میں بٹھائیں؟
ابھی یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ
دروازے پر کسی نے دستک دی۔ ہم دوڑ کر
باہر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں چاروں امریکن
کالے کپڑے پہنے ہوئے چلے آتے ہیں۔
ہمارا کلیجہ دھک سے ہو گیا خدا خیر کرے
اِنھوں نے یہ ماتمی لباس کیوں پہنا ہے
مرزا اچھو یا صاحب بھی دوڑ کر آئے۔ اور
ہماری بیویاں بھی آئیں۔ ہماری بیویوں نے
انگریزی زبان میں امریکنوں سے ہمارا تعارف
کرایا۔ اس کے بعد ہم نے امریکنوں کو
کرسیوں پر بٹھایا اور بیٹھتے ہی ہم نے
کہا۔ شب بخیر دور پار نصیب دشمناں
آپ نے یہ کالے کپڑے کیوں پہنے ہیں؟
اور ہمارے مرزا اچھو یا بولے اور ذرا
گانے کے لحن میں بولے" یہ کیسے
بال بکھرے ہیں یہ کیوں صورت بنی
غم کی — تمہارے دشمنوں کو کیا پڑی
تھی میرے ماتم کی؟
ہماری دونوں بیویاں ہم دونوں
مردوں کی باتیں سُن کر ہنسی کے مارے
لوٹ گئیں۔ امریکن بیچارے کچھ سمجھے نہیں
اور وہ سب ہمارا منھ تکنے لگے۔ تب
ہماری چھوٹی بیوی نے امریکنوں کو سمجھایا
کہ میرے میاں یورپین ایٹی کیٹ سے
واقف نہیں ہیں۔ اور چونکہ ہندوستان
میں کالے کپڑے غم کے وقت پہنے جاتے
ہیں۔ اس واسطے اِن دونوں کو فکر ہوا
کہ شاید آپ کو کوئی غم کی بات پیش آئی
ہے جو آپ نے کالے کپڑے پہنے ہیں۔
تب وہ امریکن بھی خوب ہنسے۔ اور ہماری
چھوٹی بیوی نے ہم کو بھی سمجھایا کہ اِن
لوگوں کا دستور یہ ہے کہ یہ رات کے

کھانے کے وقت کانے کپڑے پہنتے ہیں ہم نے
یہ سن کر لاحول پڑھی اور نعوذ باللہ بھی پڑھی اور مرزا
صاحب نے دبی زبان سے کہا "نفرت۔ نفرت"
چھوٹی بیوی نے چپکے سے کہا اب دیکھو
نوکر نہ ہونے کی وجہ سے کیسی شرمندگی
ہوگی۔ کھانا تو ہم نے اندر چن دیا ہے۔
مگر کھانے سے پہلے رات لوگوں کو شربت
پلانا ہے۔ وہ کون پلائے؟ ہم نے خفا
ہو کر کہا کیا یہ ہمارے داماد ہیں جو ہم
ان کو شربت پلائیں۔ اور یہ بھی کوئی
انسانیت ہے کھانے سے پہلے شربت
کون پیا کرتا ہے؟ مرزا صاحب کی
بیوی نے فوراً امریکنوں سے کہا "چونکہ
ہم دونوں کے میاں پرانے خیال کے ہیں
اس واسطے آج کی رات کوئی آدمی کھانا
کھلانے والا نہیں ہوگا۔ ورنہ انگریزی
ایٹی کیٹ کے موافق کھانے سے پہلے کی
رسمیں ہوں گی۔ امریکنوں نے جواب دیا
"ہم اس سے بہت خوش ہوں گے کیونکہ
ہم ہندوستان کی پرانی زندگی کی رسمیں
دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔"

امریکنوں نے مرزا چھوپا کی عجیب شکل کو
دیکھنا شروع کیا تو ہماری چھوٹی بیوی نے کہا
"یہ لکھنؤ کے بہت بڑے رئیس ہیں اور
آج کل دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔"
امریکنوں نے مرزا چھوپا صاحب سے پوچھا
"آپ کبھی امریکہ گئے ہیں" چھوٹی بیوی نے
فوراً ترجمہ کر کے سمجھایا۔ مرزا چھوپا نے
جواب دیا "جی ہاں لکھنؤ میں جہاں ہم
رہتے ہیں اس کے پاس ہی محلہ امریکہ بھی ہے
بس نخاس سے نکلتے ہی امریکہ میں پہونچ
جاتے ہیں۔ وہاں نواب جھبو صاحب کے
ہمارے بٹیر کی پالی بھی ہو چکی ہے۔"
مرزا چھوپا صاحب کی بیوی یہ سن کر
بہت ہنسیں اور انھوں نے امریکنوں سے
کہا کہ میرے میاں کہتے ہیں میں کبھی امریکہ
نہیں گیا۔ لیکن سنتا ہوں کہ وہ بہت اچھا
ملک ہے۔ اور وہاں کے لوگ بہت ہی
اچھے ہوتے ہیں۔ اور جب میں نے یہ سنا
کہ میرے دوست کے ہاں امریکن مہمان
آنے والے ہیں تو میں بڑے اشتیاق کے
ساتھ اپنی بیوی کو لیکر یہاں آیا ہوں۔

چھوٹی بیوی کی بات پوری بھی نہ ہوئی
تھی کہ مرزا پھویا صاحب نے کہا " ما شاء اللہ
کیا عرض کروں قبلہ! جب میرے برخوردار
بشیر نے نواب جھبتو کے بٹیر کو بھگایا ہے تو
سارے امریکہ میں دھوم مچ گئی " یہ مرزا
پھویا صاحب نے یہ بات ایکٹ موشن
کی اداکاری کے ساتھ کہی جس کا امریکنوں
پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور انہوں نے
ہماری چھوٹی بیوی سے پوچھا کہ مرزا صاحب
کیا کہتے ہیں؟ مرزا صاحب کی بیوی نے
کہا " وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا کہ
آپ کی فوجوں نے جرمن فوجوں کو تباہ و برباد
کر دیا تو بے اختیار میرے منہ سے یہ بات
نکلی کہ امریکن جاپان کو بھی اسی طرح بھگا دینگے"
یہ سن کر امریکنوں نے تالیاں بجائیں۔
اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ ہم نے اور
مرزا صاحب نے اس کی وجہ پوچھی تو
چھوٹی بیوی نے کہا " آپ کے بشیر نے جو
نواب جھبتو کے بٹیر پر فتح پائی تھی اس کی
خوشی میں یہ امریکن خوشی کی تالیاں بجا رہے
ہیں۔ یہ بات سن کر مرزا پھویا کھڑے ہو گئے
اور انہوں نے چاروں امریکنوں کے
سروں پر دونوں ہاتھ اٹھا کر اور اپنی
کنپٹیوں پر رکھ کر انگلیاں چٹخائیں
یعنی امریکنوں کی بلائیں لے لیں۔
امریکن اس حرکت سے گھبرا گئے تو
چھوٹی بیوی نے ان کو سمجھایا کہ پرانے
زمانے میں رواج تھا کہ جب کوئی بہادری
کا کام کرتا تھا تو عورتیں اس کی بلائیں
لیکر تعریف کا اظہار کرتی تھیں۔ اور یہ
طریقہ بلائیں لینے کا ہے۔ یہ سن کر
امریکن بہت خوش ہوتے۔

اس کے بعد ہم سب اٹھ کر کھانے
کی میز پر گئے۔ اور ہماری چھوٹی بیوی
نے بڑی عقل مندی سے ایسا انتظام
کیا کہ امریکنوں کو یہ شبہ نہ ہونے پایا
کہ شیخ چلی صاحب کی بیوی ہم سے الگ
بیٹھیں۔ دو امریکن میز کے ایک طرف
بیٹھے اور ان کے برابر ہماری بیوی بیٹھیں
اور بیوی کی برابر ہم بیٹھے۔ اور دوسری
طرف مرزا پھویا اور ان کی بیوی اور
دو امریکن بیٹھے۔ اس کے بعد بیوی نے

خالی رکابیوں میں اپنے ہاتھ سے نکال نکال کر ہر کھانے کا تھوڑا تھوڑا حصہ امریکنوں کے آگے رکھنا شروع کیا۔ مگر چونکہ کھانوں میں مرچیں زیادہ تھیں اُن کا ایک ایک نوالہ کھا کر امریکنوں نے چھوڑ دیا۔ اُن کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا اور وہ گھبرا گئے تب انھوں نے پلاؤ اُن کے سامنے ڈال دیا۔ اور ہر کھانے کا نام بتایا اور سب روٹیوں کے نام بھی بتائے۔ ایک امریکن نے ہماری چھوٹی بیوی سے کہا "اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کھانوں کا فوٹو کھینچ لیں؟"

ہماری چھوٹی بیوی نے کہا "شوق سے"۔ دو امریکن اُٹھے اور انھوں نے کیمرہ لیکر میز کی اور ہم سب کی تصویر لینی چاہی۔ ایک امریکن نے بجلی کا پاؤڈر روشن کیا۔ ایسی چمک ہو گئی کہ کہ ہم سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ مرزا صاحب نے اور ہم نے گھبرا کر پوچھا یہ بجلی کہاں گری؟ چھوٹی بیوی نے سمجھایا کہ رات کے وقت فوٹو لیتے ہیں تو بجلی کا پاؤڈر جلاتے ہیں"۔

امریکنوں نے کھانے کی بہت تعریف کی اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اُنھوں نے ہماری چھوٹی بیوی کی تصویر الگ اُتاری اور مرزا پھویا کی چھوٹی بیوی کی تصویر الگ اُتاری۔

رات کے گیارہ بجے امریکن مہمان رخصت ہوئے اور چلتے وقت انھوں نے کہا "ایک دن ہمارے ہاں بھی کھانے کے لئے آئیے۔ ہماری بیوی نے کہا "ہم ضرور آئیں گے"۔

جب امریکن چلے گئے تو ہم نے اپنی بیوی سے اور مرزا پھویا صاحب نے اپنی بیوی سے اُن انگریزی باتوں کو پوچھا جو ہماری بیویوں نے امریکنوں سے کی تھیں۔ اور جب ہماری بیویوں نے سچی سچی باتیں بتائیں، تو ہم دونوں خوب ہا ہا ہنسے اور ہم نے دونوں بیویوں سے کہا "تم نے ان امریکنوں کو خوب ہی بنایا"

اس کے بعد ہم نے کہا "دیکھو ہماری بڑی عمر ہونے کا یہی راز ہے کہ ہم ہر وقت خوش رہتے

خوش رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے کی اور خوش کرنے کی باتیں کرتے رہتے ہیں

## بٹیر کی داستان

جب امریکن چلے گئے تو میرزا اچھویا صاحب نے اپنے بٹیر کے قصے بیان کرنے شروع کئے۔ اور کہا کہ جب لکھنؤ میں شیعہ سنی کی لڑائی ہوئی تو ہم مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر اخبار "النجم" کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اگر آپ سنیوں کو لڑائی سے روکیں تو ہم شیعوں کو تبرہ بازی سے روکنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا آپ رات دن بٹیر بازی کرتے رہتے ہیں میں آپ کو ذمہ دار آدمی نہیں سمجھتا۔ ہم نے کہا شیعہ سنی جھگڑے سے پہلے آپ کے پاس کچھ جائداد تھی یا نہیں تھی اور آج کل کتنی جائداد ہے۔ اور جس قدر اضافہ اس جائداد میں ہوا وہ کہاں سے ہوا ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا تم کو یہ سوال کرنے کا کیا حق ہے؟ ہم نے کہا ہم لکھنؤ کے قدیمی باشندے ہیں۔ اور لکھنؤ کا امن چاہتے ہیں۔ اس واسطے آپ کے پاس آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا تو اب جائیے میں تم سے بات کرنی نہیں چاہتا۔ کیونکہ تم بٹیر بازی کا گناہ کرتے ہو اور بٹیر بازی گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں قمار اور جوا شریک ہوتا ہے۔ ہم نے کہا مولانا ہم شیعہ سنی کی بحث ترک کر کے عرض کرتے ہیں کہ آپ بٹیر بازی کا علم بھی حاصل کیجئے جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اس کی نسبت اچھا یا برا فتوٰی دینا جائز نہیں ہے۔

قسم ہے آپ کی ریش مقدس کی جب دو بٹیر میدان جنگ میں نمودار ہوتے ہیں تو چرخ کہن کانپ جاتا ہے۔ اور چاروں طرف سے آوازیں آتی ہیں کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے۔ رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے۔

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف اتحادی فوجیں ہیں اور دوسری طرف جرمن جاپان کی فوجیں ہیں۔ کلیجے ملنے لگتے ہیں بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ بات کہی اور ہم کھڑے ہو گئے اور ہم نے کہا ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں مولانا بٹیر بازی میں وہ لطف ہے کہ دنیا کی ساری بہاریں اس کے سامنے ہیچ ہیں

مرزا اچھویا کی یہ باتیں ختم ہوئیں تو وہ اپنے گھر گئے۔ اور ہم بھی سو گئے۔

# چشتی پارٹی کی شرکت کا بلاوا

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی کے نام کی جماعت حاصل کرنے کے لئے چشتی پارٹی قائم کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی قوموں کے آپس میں میل اور محبت پیدا ہو اور سب قومیں ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں۔ داخلے کے فارم اور مقاصد کی جا لیسی سو فرا حباز" منادی" سے منگا کر شریک ہو جائیں

## اولاد کا گنڈہ

جن عورتوں کے اولاد نہ ہوتی ہو یا حمل ضائع ہو جاتا ہو یا بچے مرجاتے ہوں وہ چشتی خواجگان کا فرمایا ہوا گنڈہ استعمال کریں تو اُن کو بہت فائدہ ہوگا۔ جس عورت کے لئے گنڈہ مطلوب ہو اس کے قد کے برابر سبز ریشمی ڈورہ ناپ کر تو تار خواجہ حسن نظامی کو بھیج دیئے جائیں۔ وہ گنڈہ بنا کر بھیج دیں گے کسی قسم کی نذر نیاز یا فیس نہیں بھیجنی چاہیئے

## ہر مشکل آسان

جس کسی کو دنیا کی کوئی مشکل پیش آئے اس کو چشتیہ خاندان کا بتایا ہوا یہ عمل پڑھنا چاہیئے۔ یعنی صبح کے وقت اکتالیس دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ کر خدا سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ چشتی اولیاء اللہ کی برکت سے اس مشکل کو آسان کر دے اس عمل کی ہر شخص کو اجازت ہے۔

حسن نظامی

## بچہ پیدا ہونے کا نقش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رح کا بتایا ہوا یہ نقش کوئلے سے مٹی کے ٹھیکرے پر لکھ کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا جائے جس کو درد کی تکلیف ہو اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ خدا نے چاہا فوراً بچہ پیدا ہو جائیگا۔ نقش کی عبارت یہ ہوگی:۔

مرا جائے شد خر مرا جائے شد
تو خواہی بزائی۔ نہ خواہی مزا

اس نقش کی بھی ہر شخص کو عمل میں لانے کی اجازت ہے۔ حسن نظامی

## تسکین قلب کی دعا

ہر رنج و غم اور مصیبت اور پریشانی کے وقت سات بار یہ دعا پڑھی جائے۔ فوراً دل کو تسکین حاصل ہو جائے گی۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے قابل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر درگاہ حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ چھاپہ خانہ سرکار عالی نمبر (۳۱۷)
اکثریت اور اقلیت کی وحدت عامہ کا اخبار

# مُنادی

جو شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حیدر آباد سے شائع کیا

| قلم کار عالم بے علم | بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۴۸ء | سالانہ پانچ روپے ایک پرچہ دو آنے |
| --- | --- | --- |

## یہ آخری پرچہ ہے

اخبار منادی انقلابی حالات کے سبب ۱۹۴۷ء سے بے قاعدہ شائع ہو رہا ہے گذشتہ پرچہ ستمبر اور اکتوبر کا مجموعہ شائع ہوا تھا۔ یہ نومبر اور دسمبر کا ہے جنوری ۱۹۴۹ء سے صرف روزنامچہ ایک مہینے کا اس سائز پر منادی میں شائع ہوا کریگا تاکہ روزنامچہ رکھنے والے ناظرین ایک سال کی جلد بنا سکیں۔ جن ناظرین نے گذشتہ سال کی قیمت ادا نہیں کی اگر وہ روزنامچہ پڑھنا چاہیں تو پانچ روپے پیشگی بھیجدیں ورنہ ان کے نام پرچہ بند کر دیا جائے گا۔ میرا دہلی جانا ملتوی ہوگیا ہے۔ حسن نظامی

# حسن نظامی ناظرین سے ہم کلام

ہندوستان اور پاکستان اور حیدرآباد کے ناظرین سے اور افغانستان اور مشرقی اور جنوبی افریقہ اور سیام اور عراق اور مصر اور شام اور حجاز کے ناظرین سے حسن نظامی دہلوی ہم کلام ہونا چاہتا ہے۔ اخبار ایک برس سے بے قاعدہ ہوگیا ہے تاہم جس طرح ممکن ہوا میں نے روزنامچہ شائع کیا۔ مگر حالت یہ تھی کہ صدہا ناظرین بے گھر ہوگئے یا قتل ہوگئے۔ یا بے زر ہوگئے اور جب سے انقلاب ہوا ہے بہت تھوڑے ناظرین نے گذشتہ چندہ یا آئندہ کا چندہ یا کچھ امداد بھیجی ہے ورنہ اکثر خاموش رہے یا تو ان کی مالی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ چندہ بھیجتے اور یا وہ اس خیال میں رہے کہ ان کا حساب ابھی ختم نہیں ہوا۔ اور یا انہوں نے یہ خیال کیا کہ حسن نظامی حیدرآباد جیسے دولتمند ملک میں بیٹھا ہے اس کو اب چندہ بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور حسن نظامی کا حال یہ تھا کہ اکاون روپیہ رم کاغذ خریدا جاتا تھا اور لکھائی چھپائی کی اجرت بھی بہت زیادہ دیجاتی تھی اور منادی کے ذریعے کتابوں اور دواؤں کی جو بکری ہوتی تھی وہ ایک سال سے بند تھی۔ کیونکہ تجارتی سامان سب دہلی میں رہ گیا تھا۔ اور آمدنی کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا تھا۔ اس واسطے بس میرا ہی دل جانتا ہے کہ کیونکر ایک سال تک اخبار کو چلایا۔ اب ناظرین سے یہ کہنا ہے کہ روزنامچے کی ذاتی کیفیت بدل جائے گی اور ناظرین کے ذاتی فائدوں کی چیزیں روزنامچے میں اس طرح درج ہوں گی کہ روزنامچے کی دلچسپی بھی باقی رہے اور مصائب انقلاب سے مقابلہ کرنے کی ہمت اور جرارت بھی ناظرین میں پیدا ہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ چونکہ ہندوستان اور پاکستان اور حیدرآباد میں عوام کی حکومت قائم ہوگئی ہے اور شخصی اقتدار سب جگہ بدل گیا ہے اس واسطے میں بھی اپنی شخصیت کو بدل دینا چاہتا ہوں۔ یہ بات تو

(بقیہ سلسلہ ملاحظہ ہو ٹائیٹل صفحہ نمبر ۳ پر)

شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی کا
حیدر آبادیوں کو مشورہ

# ملک سے باہر نہ جایئے

حیدر آبادی انقلاب کے سبب بعض باشندے حیدر آباد سے باہر جا رہے ہیں اس کی وجہ کچھ بھی ہو مگر حیدر آباد سے باہر جانا زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے لیکن چونکہ باشندگان حیدر آباد نے پاکستان سے ہندوستان میں آنے والے ہندوؤں اور سکھوں اور ہندوستان سے پاکستان جانے والے مسلمانوں کی مصیبت دیکھی نہیں ہے بلکہ فقط اخباروں میں پڑھی ہے اور یا دیکھی ہے تو بس اتنی کہ ان کے ملک میں سات لاکھ مسلمان باہر سے آئے تھے اور حیدر آباد نے ان کی مہمانداری کی تھی اس لئے حیدر آبادی لوگ بالکل نہیں جانتے کہ ان ستر لاکھ مسلمانوں پر کیا گذری جو ہندوستان سے پاکستان گئے تھے اور ان لاکھوں ہندوؤں اور سکھوں پر کیا گذری جو پنجاب اور سرحد اور سندھ اور مشرقی بنگال سے ہندوستان میں آئے تھے اگرچہ پاکستان دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے ستر لاکھ مہاجرین کو آباد کر دیا ہے اور ہندوستان بھی دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے شرن آرتھی (پناہ گزین) لوگوں کو آباد کرنے کی بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیاسی لوگ امریکہ کے ہوں یا روس کے انگریز ہوں یا ہندو مسلمان ہوں یا غیر مسلمان یہ کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ پاکستان کے پرمٹ دینے والے بمبئی میں پاکستان جانے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اس کا حال ان سے پوچھو

جو ہزاروں کی تعداد میں مہینوں سے بمبئی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور روزانہ ہزاروں جمع ہو کر پرمٹ آفیسر کے دفتر کے سامنے قطار باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سارا دن کھڑے رہتے ہیں قدم قدم پر رشوت دیتے ہیں پھر بھی دھکے کھاتے ہیں اور ناکام رہتے ہیں اور جو لوگ کسی نہ کسی طرح پرمٹ لے کر جہاز میں سوار ہو جاتے ہیں اور کراچی پہونچ جاتے ہیں وہاں انکو کس مصیبت کا سامنا ہوتا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ نہ وہاں رہنے کی جگہ ملتی ہے نہ کوئی کام ملتا ہے۔ سندھی۔ غیر سندھی۔ بلوچی۔ غیر بلوچی۔ پنجابی غیر پنجابی۔ سرحدی غیر سرحدی بنگالی غیر بنگالی کا بھوت سامنے آتا ہے۔ تحقیر کی جاتی ہے۔ بے مروتی ہوتی ہے اور اخوت اسلامی کی کوئی چیز میسر نہیں آتی۔

اس سے بدتر حال ہندوستان میں آنے والے ہندوؤں اور سکھوں کا ہو رہا ہے جس کا حال روزانہ اخباروں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ حیدرآبادی امن کمیٹی کے اراکین نے مہذب طریقے سے اعلان کیا تھا کہ امیر لوگ حیدرآباد سے باہر نہ جائیں مگر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ۲

امیر غریب دونوں یہاں سے جا رہے ہیں اس لئے میرا فرض ہے کہ میں باشندگان حیدرآباد کو (جس میں مسلمان زیادہ ہیں) یہ مشورہ دوں کہ وہ ذرا ان ہندوؤں سے ملیں جو رضاکاروں کے زمانے میں خوف کے سبب حیدرآباد سے باہر چلے گئے تھے کہ ان کے ساتھ ان کے ہم مذہب غیر ملکی ہندوؤں نے کیا برتاؤ کیا۔ اگر ایک ہندو بھی یہ بیان کرے کہ اس کے ساتھ حیدرآباد سے باہر کے ہندوؤں نے اچھا برتاؤ کیا تو میں قائل ہو جاؤں گا اور اپنا یہ مشورہ واپس لے لوں گا۔ جانے والوں کو اپنی جان کا خوف ہے اپنے مال کا خوف ہے اپنی عورتوں کی آبرو کا خوف ہے اور انقلاب حکومت کے ان اثرات کا خوف ہے جو کانگریس الکشن ۱ (انتخاب) کے بعد پیش آئے گا کہ وہ عوام اقتدار حاصل کریں گے جن کو اہل عزت سے برتاؤ

کا سلیقہ نہیں ہوگا اور جن کو حکومت کا تجربہ بھی نہیں ہوگا اور چونکہ حیدرآبادیوں نے دو سو برس سے کوئی انقلاب نہیں دیکھا ہے اور ان کو یہ تاریخ یاد نہیں ہے کہ ان کے بزرگ دو سو برس پہلے رات دن لڑائی جھگڑوں اور انقلابات کا مقابلہ کرتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ خوف زدہ ہوگئے ہیں اور پاکستان کا سبز باغ اور دور کے ڈھول ان کو سہانے نظر آتے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بہادر اور ہمت والے بزرگوں کی اولاد ہیں اور بزرگوں نے کہا ہے کہ پتھر اپنی جگہ بھاری ہوتا ہے۔ باہر جاکر ان کو اس سے زیادہ جان اور مال اور آبرو کے لئے مشکلات پیش آئیں گی جن کا وہ اندیشہ کر رہے ہیں۔ جاگیردار اور روپے والے لوگ سب سے زیادہ فکرمند ہیں کیونکہ وہ دو سو برس سے عیش اور راحت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ایکا ایکی مصیبت کا پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا ہے۔

## میں ان سب کو مشورہ دیتا ہوں

کہ وہ اپنی جائیداد کوڑیوں کے مول فروخت کرکے باہر نہ جائیں اور اپنی جگہ جمے رہیں اور حسب ذیل کام شروع کر دیں۔

(۱) صبح بیدار ہوتے ہی خدا سے دعا مانگیں کہ وہ ان کو صبر اور برداشت کی ہمت دے۔ اور اپنا وعدہ پورا کرے کہ خدا صبر اور برداشت کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

(۲) اس کے بعد اپنی بیوی اور بچوں کو ہمت اور صبر کی نصیحت کریں اور ان کے سامنے دل بڑھانے اور بے فکر رہنے کی باتیں کریں اور افواہوں پر یقین کرنے سے روکیں جو اکثر غلط ہوتی ہیں یا مبالغہ آمیز ہوتی ہیں۔

(۳) ان کے گھر میں اگر کھانے میں ایک روپیہ روز خرچ ہوتا تھا تو بیوی سے مشورہ کرکے چودہ آنے خرچ کا بجٹ بنائیں۔ دو آنے کا خرچ کم کریں اور اس طرح روزانہ غور کرکے

خرچ کو کم کرتے کرتے آٹھ آنے کا خرچ مقرر کرلیں یعنے آدھا خرچ کم کر دیں۔ گوشت آٹھ دن میں ایک بار کھائیں۔ دال اور سبزی زیادہ کھائیں۔

(۴) گھر کی ضرورت کی چیزیں خود بازار سے لائیں نوکروں سے نہ منگائیں۔ اور بازار میں جاکر پہلے پانچ دوکانوں پر جاکر مطلوبہ چیز کا نرخ دریافت کریں اس کے بغیر ہرگز ہرگز کوئی چیز نہ خریدیں کیونکہ میں نے خود یہ عمل کر کے دیکھا ہے کہ ہر بازار میں دوکان دار مختلف بھاؤ اور مختلف نرخ بتاکر فروخت کرتے ہیں۔

یہ مشورہ ان لوگوں کو گراں اور مشکل معلوم ہوگا جس کو اس کی عادت نہیں ہے لیکن یہ مشورہ بے حد مفید ہے اس سے دوکان داروں کی لوٹ بھی کم ہو جائیگی اور خریداروں کا خرچ بھی کم ہو جائے گا اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے نوکر کس قدر کماتے ہیں اور کس قدر ان کا روپیہ برباد ہوتا ہے۔

## سرمایہ داروں کو مشورہ

جن کے پاس کچھ سرمایہ ہو اور وہ کوئی تجارت کرنی چاہیں وہ مجھ سے کار بے کار رسالہ چار آنے میں منگالیں جس میں بتایا گیا ہے کہ پانچ روپے سرمایہ سے دس روپے سرمایہ سے اور بیسؔ۔ چالیسؔ۔ پچاسؔ۔ سوؔ۔ دوسوؔ۔ ہزارؔ۔ دو ہزار یا اس سے زاید سرمایہ سے حیدرآباد میں کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ شان کا خیال ترک کر دیجئے میرے ماں باپ مجھے آٹھ برس کا چھوڑ کر گئے تھے میں نے اپنی جوانی میں درگاہ کی نذر نیاز اور مریدوں کی نذر نیاز ترک کر کے تیس سیر کتابوں کا بوجھ سر پر رکھ کر دہلی کے بازاروں میں گشت لگایا اور شان کو مٹایا۔ خدا نے میری شان قائم کر دی اور مجھے مالامال کر دیا۔ اسلئے حیدرآبادی بھی اپنی شان کا خیال چھوڑ کر حلال روزی اور حلال رزق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ایک انقلاب نہیں ہزار انقلاب ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ —حسن نظامی دہلوی۔

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی ۲۵ ماہ حج تا آخر صفر

## ۲۵ ماہ حج ۱۳۶۶ھ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء جمعہ حیدرآباد

یہ مکرر ہے } یہ روزنامچہ رسالہ آستانہ دہلی کو بھیجا گیا تھا۔ ڈاک میں گم ہوگیا۔ اب دوبارہ لکھا ہے۔

شادی } آج محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی نائب رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کی لڑکی کی شادی میں گیا تھا اور وہاں میرے بچپن کے استاد مولوی بدرالحسن مرحوم کے لڑکے ملے تھے جو یہاں ٹریننگ کالج کے پروفیسر ہیں ان کے جوان لڑکے بھی ملے تھے۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اپنی موٹر میں لے گئے تھے خوش اقبال شاہ نظامی بھی ساتھ رہے تھے۔

چمن آرا بیگم } بلبل دکن بشیر النساء چمن آرا بیگم کے علیل ہونے کی خبر سنی تھی اس لئے ان کے مکان پر گیا تھا۔ اب اچھی ہیں۔ مجھے پھول پہنائے اور نذر بھی دی۔ شروع سے آج تک انہوں نے اور ان کے شوہر مرزا محسن علی صاحب غازی نے میری بہت زیادہ خدمات انجام دی ہیں۔

جمعہ کی نماز } آج باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ شہر سے واپسی میں ذرا دیر ہوگئی اور نماز ختم ہوگئی جب میں وہاں پہنچا گھر میں آکر شام تک تحریری کام کرتا رہا۔ محسن نظامی اور سید ذہین نظامی اور سید بشیر نظامی ملنے آئے تھے۔ میری صحت آج ٹھیک رہی۔

## ۲۶ ماہ حج ۱۳۶۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء شنبہ حیدرآباد

اختصار الطعام استقامت } میرے بڑے دادا حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے نواسے تھے اور حضرت باباصاحب کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے پیر کے نواسے کو دہلی میں بلاکر بیٹا بناکر پالا تھا۔ کیونکہ حضرت نے شادی نہیں کی تھی۔

اور کوئی اولاد ان کے نہیں تھی۔ اور ان کو قرآن حفظ کرایا تھا۔ دینی تعلیم کی تکمیل کرائی تھی۔ اور طب پڑھائی تھی۔ اور علم جفر سکھایا تھا۔ اور خلافت بھی دی تھی اور اپنا جانشین بھی بنایا تھا وفات کے وقت حضرت نے میرے دادا کو پاس بلا کر ان کے کان میں کچھ کہا تھا۔ جس کو کچھ دن کے بعد بکثرت سوالات کی وجہ سے میرے دادا نے بتا دیا تھا کہ حضرت نے میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ اخفار اور اطعام اور استقامت۔ یعنے اپنے باطنی کمالات کو پوشیدہ رکھنا اور دوسروں کو کھانا کھلانا اور اپنے عقائد اور بزرگوں کی تعلیم پر ثابت قدم رہنا۔

میں بھی اپنے حضرت کی اس تعلیم پر عمل کرتا ہوں اور اپنی جسمانی اولاد اور روحانی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ موجودہ انقلابی زمانہ بڑے بڑے مضبوط لوگوں کو ڈانواڈول کر رہا ہے اس واسطے میں یہ لکھتا ہوں کہ نہ خود ڈانواڈول ہوں اور نہ میری جسمانی اور روحانی اولاد ڈانواڈول ہے۔

## ۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ } قرآن شریف میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہر دن اللہ کی ایک شان ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ یہ دن ہیں جن کو ہم انسانوں میں گردش دیتے رہتے ہیں۔ پس آج کل حیدرآباد میں اور ہندوستان میں اور پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اس کو اپنے خالق اور اپنے رب اور اپنے مولا کی ایک شان قہاری سمجھتا ہوں اور میری زندگی جس عسرت اور بے سروسامانی میں گذر رہی ہے اس کو بھی ایک عارضی پھانس تصور کرتا ہوں۔ پھانس نکل جائے گی اور میں پھر ویسا ہی ہو جاؤں گا۔ جیسا پہلے تھا۔ اس واسطے مجھے یہ تکلیفیں دل برداشتہ نہیں کر سکتیں۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ یکم نومبر ۱۹۴۷ء دوشنبہ حیدرآباد

وہ گیا یہ آیا { خدا کی شان کے قربان کہ اکتوبر چلا گیا اور نومبر آ گیا اور اسلامی سال کا آخری مہینہ ذی الحج بھی جانے کے لئے تیار ہے۔ نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی۔ تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بے زار بیٹھے ہیں۔ بہت آگے گئے پہلے بہت تیار بیٹھے ہیں۔ میری عمر کا یہ آخری مہینہ ہے اب بہتر برس کا ہوں۔ آیندہ سال ۲ محرم کو تہتر برس کا ہو جاؤں گا۔ گذری ہوئی زندگی کا تصور کرتا ہوں تو ایک اتنا بڑا طومار نظر آتا ہے جو دنیا کی ہر چیز سے بڑا ہے۔

۲۹ ذی الحج ۱۳۶۶ھ ۲ نومبر ۱۹۴۷ء سہ شنبہ حیدرآباد

منگل میں جنگل { اردو زبان میں کسی معمولی مقام میں رونق کی مجلس ہو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ جنگل میں منگل ہو گیا۔ مگر میں آج کل جس حال میں ہوں اس کو منگل میں جنگل کہنا چاہیئے آج منگل آیا ہے مگر کوئی رونق اور کوئی خوشی نہیں لایا۔ گویا یہ منگل جنگل کو رونق دار بنانے نہیں آیا۔ بلکہ خود اپنی جون بدل کر جنگل بن گیا ہے۔

۳۰ ذی الحج ۱۳۶۶ھ ۳ نومبر ۱۹۴۷ء چہار شنبہ حیدرآباد

وہ چلا { شاعر نے کہا تھا۔ تم چلے جان چلی دونوں برابر کھسکے ٭ تم کو تھاموں یا اسے پیر پڑوں کس کس کے۔ آج ۱۳۶۶ھ کا آخری مہینہ ذی الحج ختم ہوا۔ چونکہ وقت خدا ہے اس واسطے یہ وقت جو جا رہا ہے میرا خدا جا رہا ہے۔ اور جو وقت آ رہا ہے وہ بھی میرا خدا ہے اس لئے مجھے جانے والے وقت کا رنج نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ آنے والے وقت کی خوشی ضرور کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آنے والا وقت نئے سال کی بشارتیں لائے گا۔ آج رات کو میں نے اپنی زندگی کے دستور کے موافق آیندہ سال کا استخارہ نہیں لیا۔ کیونکہ گذشتہ سال استخارے میں جو اچھی باتیں معلوم ہوئی تھیں

وہ اس سال سامنے نہیں آئیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ استخارہ نہ کرنا چاہیئے۔ جو کچھ ہونا ہے خود ہی سامنے آجائے گا۔

## یکم محرم ۱۳۶۸ھ ۴ نومبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

**نیا سال** کہ اسلامی قمری حساب کا نیا سال شروع ہوا۔ حیدرآباد میں ۲۹ کا چاند مانا گیا ہے اس لئے میری سالگرہ کی مبارکباد کے لئے خواجہ راجہ بہادر ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی آئے تھے دونوں نے نذریں دی تھیں۔ ناسوتی شاہ نے حسب ذیل منظوم تہنیت بھی پیش کی تھی۔

بہتر کا حسد نکلا۔ تہتر واں شروع ہے سال :: حیات کاملہ و کامرانی کی ہے فرخ فال
خوش و خرم رہیں خواجہ طفیل پنجتن دائم :: بڑھے فضل الٰہی سے جہاں میں عز و جاہ و مال

چونکہ میری عمر کا سال بہتر ۷۲ تھا اور اس سالگرہ سے تہتر ۷۳ پر قدم رکھا ہے۔ اور لفظ حسد کے عدد بھی بہتر ۷۲ ہیں۔ اس لئے لکھا ہے کہ بہتر ۷۲ کا حسد نکل گیا اور تہتر ۷۳ کی حیات کامل و کامرانی شروع ہوئی۔

**انتظامی پریس** کہ حسینہ کے ساتھ موٹر میں انتظامی پریس میں چھپائی کا کام دیکھنے گیا تھا یہ حیدرآباد کے بہت اچھے مطابع میں مانا جاتا ہے آج یہاں تیسری بار آیا تھا اور نا کام واپسی ہوئی تھی۔ ہادی منزل میں بھی گیا تھا واپس آکر کام کرتا رہا۔ بارش ہوتی رہی۔ بعد مغرب زور کی کڑک ہوئی۔ کہیں بجلی گری ہوگی۔ اسی حالت میں عبدالستار خاں نظامی سالگرہ کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔

## ۲ محرم ۱۳۶۸ھ ۵ نومبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**میری سالگرہ** کہ حیدرآبادی حساب سے محرم کی دوسری کل تھی۔ اس واسطے خاص خاص مرید مبارکباد دینے آئے تھے۔ مگر میرے حساب سے آج محرم کی دوسری ہے اور سالگرہ کا دن ہے

آج بھی بہت مرید اور دوست مبارک باد دینے آئے تھے۔ مگر میرے بچوں میں وہ خوشی نہیں پائی جاتی جو گذشتہ سال بھی یا اس سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ تاہم لڑکیوں نے بھی مجھے پھولوں کا ہار پہنایا۔ اور مرید بھی پھولوں کے کنٹھے اور مٹھائیاں لے کر آئے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی اور چراغ النسا بادشاہ بیگم نظامی نے حبوہ کے سبب تکلف اور لذیذ کھانے بھیجے تھے۔

## ۳ محرم ۱۳۶۸ھ ۶ نومبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

**سینچر** } انسانی حساب کے سات دن آسمان کے سات ستاروں سے تعلق رکھتے ہیں اور شنبے کا دن عربی میں "سبت" اور عبرانی میں "شبات" اور ہندی میں سینچر کہا جاتا ہے اور اس کا تعلق زحل ستارے سے ہے اور یہ ستارہ منحوس سمجھا جاتا ہے اسی واسطے ہندوؤں میں مشہور ہے فلاں شخص پر سینچر سوار ہے اور فلاں شخص ایسا برا ہے گویا سینچر ہے۔ مگر میں اس کا قائل نہیں ہوں اور ہر دن میں اپنے خالق کی ایک خاص شان پاتا ہوں۔ یہودی لوگ آج کے دن دنیا کے سب کام چھوڑ دیتے ہیں اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ حدیث میں سفر کے لئے آیا ہے یَوْمُ السَّبْتِ وَالْخَمِیْس سفر شنبے کے دن یا جمعرات کے دن کرنا چاہیئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سینچر کی نحوست کوئی چیز نہیں ہے۔

## ۴ محرم ۱۳۶۸ھ ۷ نومبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

**حضرت باباصاحب کی نیاز** } آج میرے گھر میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی کی سالانہ نیاز میٹھی کھچڑی پر ہوئی تھی۔ مجھے دہلی یاد آئی اور پاک پٹن شریف بھی یاد آئی اور اس یاد نے مجھ پر نشتر چلائے اور زخموں پر نمک چھڑکا۔ میں رویا بھی اور ہنسا بھی کہ رونا اور ہنسا دونوں جوڑ طلے بچے ہیں۔

## ۵ محرم ۱۳۶۸ھ ۸ نومبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

**دوسری نیاز** } آج حضرت باباصاحب کی دوسری نیاز بھی میرے گھر میں ہوئی۔ اس بہانے مجھ

گنج شکری کو دو دن مٹھاس کھانے کو ملی۔

بہشتی دروازہ } آج پاک پٹن شریف میں بہشتی دروازہ کھولا گیا ہوگا جو میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے بنوایا تھا اور اس میں سے ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ آدمی گذرتے ہیں۔ میں نے بھی عالم تصور میں یہ سعادت حاصل کی تھی۔ ہجوم کی زیادتی کے سبب روضے کے اندر گرا۔ مگر پھر سنبھلا اور باہر نکل آیا۔ کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے۔

۶ محرم ۱۳۶۸ھ ۹ نومبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدرآباد

تثلیث کا پردہ } میرے حساب سے محرم کی تاریخ اور نومبر کی تاریخ میں تین دن کا فرق ہے گویا ان دونوں میں عیسائیوں کی تثلیث حائل ہے۔

مرثیے } حیدرآباد میں حسب معمول مجالس ہو رہی ہیں اور اعلیحضرت روزانہ اپنی والدہ کے عزاخانے میں شریک مجلس ہوتے ہیں۔ مگر اس سال میں کسی مجلس میں نہیں گیا۔ ریڈیو سے لکھنؤ اور کراچی اور لاہور اور حیدرآباد کے مرثیے سن لیتا ہوں۔ اور یہ تصور بھی کرتا ہوں کہ آج کل ساری دنیا کی مسلمان قوم کربلا کے میدان میں ہے۔

۷ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء چہارشنبہ حیدرآباد

حضرت قاسم کا دن } عوام میں مشہور ہے کہ آج کی تاریخ حضرت قاسم کی شادی ہوئی تھی۔ اور شادی کی مہندی لگی تھی اس واسطے عوام علم اور مہندی کے جلوس نکالتے ہیں۔ میرے ہاں درگاہ میں بھی علموں کا جلوس نکلتا ہے اور میرے مکان پر میرے خسر صادق شہید کے مزار پر علم آتے ہیں اور وہاں سب کو شربت پلایا جاتا ہے مگر اس سال ہم سب پردیسی ہیں اور کچھ خبر نہیں کہ گھر کی مراسم کسی نے انجام دی ہوں گی یا ملتوی رہی ہوں گی۔

۸ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۱ نومبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

حیدرآباد میں نویں } چونکہ حیدرآباد میں ۲۹ کا چاند مانا گیا ہے اس واسطے آج یہاں نویں

تاریخ مان گئی ہے۔ دہلی اور پاکستان میں ۳۰ کا چاند مانا گیا ہے اور وہاں آج آٹھویں ہے۔
حیدرآباد میں تعزیہ جلوس کا رواج نہیں ہے۔ یہاں علم اٹھائے جاتے ہیں اور نویں تاریخ رات کو
نعل صاحب کا جلوس نکلتا ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ حضرت امام حسینؓ کے گھوڑے کا نعل ہے
حیدرآبادی اردو میں علم بٹھانا بولتے ہیں۔ دہلی میں علم ایستادہ کرنا اور علم کا جلوس نکالنا کہتے ہیں۔

## ۹ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۲ نومبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

حضرت شاہ کی نیاز } ۹ محرم کی شام کو میرے گھر میں اور میری بستی میں حضرت علیؓ کی نیاز
ہوتی تھی جس کو حضرت شاہ کی نیاز کہا جاتا تھا۔ یہ نیاز پراٹھوں پر اور شکر پر ہوتی تھی۔
آج میرے ہاں اور حور بانو کے ہاں اور سید ابن عربی کے ہاں حضرت شاہ کی الگ الگ نیازیں
ہوئیں تھیں اور میں نے آج کی رات وہ دعائیں پڑھی تھیں جو دہلی میں پڑھا کرتا تھا۔ حیدرآباد میں
آج بی بی کا علم نکلا تھا اور سنا ہے کہ چار مینار پر ہندو مسلمانوں کی لڑائی بھی ہوئی تھی۔ یہ لڑائی
علم کے جلوس کی وجہ سے ہوئی تھی۔ حیدرآباد میں اس مقام کو جہاں علم رکھے جاتے ہیں الاوہ کہتے
ہیں۔ الاوہ اردو زبان میں آگ کے ایک بڑے ڈھیر کو کہتے ہیں اور چونکہ حیدرآباد میں رواج
ہے کہ امام باڑوں کے صحن میں ایک حوض کے اندر آگ جلائی جاتی ہے اور اس میں خوشبو
ڈالی جاتی ہے اس واسطے اس کو الاوہ کہتے ہیں۔ بی بی کا علم جس امام باڑے سے اٹھایا جاتا ہے
اس محلہ کا نام بی بی کا الاوہ کہلاتا ہے۔ آج حکیم خسرو شاہ نظامی اور چراغ النساء پاشاہ بیگم نظامی
اور ایک ممتاز خاتون صاحبہ کے ہاں سے محرم کا حلیم آیا تھا اور میری قیام گاہ کے مالک
مولوی حبیب الدین صاحب نے بھی حلیم بھیجا تھا۔

## ۱۰ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۳ نومبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

یوم عاشورہ } آج وہ غمناک دن ہے جس دن میرے جد اعلیٰ حضرت امام حسینؓ نے اپنے

رفیقوں اور بچوں کے ساتھ کربلا کے میدان میں شہادت پائی تھی۔

کپتن صاحب کی آج لکھنو ریڈیو میں مولانا سید کلب حسن صاحب عرف کپتن صاحب کی تقریر سنی تھی۔ سب بچے اور عورتیں ریڈیو کے پاس جمع تھے۔ پہلے ہم سب نے یہ خیال کیا کہ خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب بول رہے ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کپتن صاحب بول رہے تھے۔ کراچی ریڈیو بھی سنا تھا۔ وہاں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے بہت اچھی تقریر کی تھی فرق اتنا تھا کہ کپتن صاحب کی تقریر کے بعد ماتم کے غل کی آواز آئی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تقریر کے بعد تکبیر کے نعرے بلند ہوئے۔ کیونکہ مولانا نے اپنی تقریر کے آخر میں کشمیر کے جہاد کی نسبت کچھ الفاظ کہے تھے۔

نیاز کی آج میرے گھر میں بہت زیادہ اہتمام سے حضرت امام حسینؑ کی نیاز ہوئی تھی حلیم بھی پکا تھا اور حلوا بھی۔

## ۱۱ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۴ نومبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

سوئم کی آج حیدرآباد میں سوئم کی نیاز ہے۔ کیونکہ بارہ محرم مانی گئی ہے۔ میرے ہاں یہ نیاز کل ہوگی۔ دہلی سے ابھی کوئی خبر نہیں آئی کہ وہاں اس سال محرم کیسا ہوا۔ البتہ کلکتہ سے خبر آئی ہے کہ وہاں محرم میں بہت بڑا فساد ہوا۔

## ۱۲ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۵ نومبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

فساد جاری ہے کلکتے سے خبر آئی ہے کہ وہاں محرم کا فساد اب تک جاری ہے اور حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ یہ فساد پہلے سے زیادہ تھا اور حکومت بنگال مستعدی کے ساتھ فسادیوں کو دبا رہی ہے۔ مشرقی بنگال یعنی پاکستان کی حکومت میں کلکتے کے فساد کا اثر ہوا ہے۔ اور مسلمانوں میں جوش پھیل گیا ہے۔ خدا دونوں قوموں کو عقل دے۔

## ۱۳ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۶ نومبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدرآباد

محرم کے روٹ کی خوش اقبال شاہ نظامی محرم کی نیاز کے نہایت لذیذ روٹ لائے تھے۔

اور میں نے بڑی رغبت سے کھائے تھے۔ خوش اقبال شاہ کا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔
مگر وہ دوسرے تیسرے دن پابندی کے ساتھ ملنے آتے رہتے ہیں اور چراغ النساء پاشاہ بیگم نظامی
اور ان کے بچے بھی آتے رہتے ہیں۔

**بے مثال محرم** کہ میری زندگی میں آج تک ایسا محرم نہیں آیا تھا جیسا ۱۳۶۸ھ کا محرم ہے
گذشتہ سال ۱۳۶۷ھ کا محرم بھی حیدرآباد ہی میں ہوا تھا مگر وہ ایسا نہیں تھا اس میں بھی خدا کی
ایک شان تھی اس میں بھی خدا کی ایک شان ہے۔

## ۱۴ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۷ نومبر ۱۹۴۸ء چہار شنبہ حیدرآباد

**لذیذ اعظم روٹ** کہ آج بہزاد دکن نظامی کی بیوی نے نیاز کے بہت سے روٹ بھیجے تھے
وہ اتنے زیادہ لذیذ تھے کہ میں ان کو لذیذ اعظم یا گریٹ روٹ کہہ سکتا ہوں۔ میں نے سارے
گھر میں نام بنام سب کو تقسیم کئے۔ پھر بھی اتنے بچ گئے کہ کئی دن تک تہجد کے وقت ان کا
ناشتہ کیا کروں گا۔

وقت گذر جاتا ہے بات رہ جاتی ہے۔ آج میرا روزنامچہ ایک معمولی سرگذشت ہے
لیکن کچھ دن کے بعد یہ ایک بہت بڑی چیز بن جائے گا۔ اس وقت بہزاد دکن نظامی کی
بیوی عزیز نظامی کے یہ لذیذ اعظم روٹ ایک افسانہ بن جائیں گے۔

## ۱۵ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۸ نومبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

**نسیان کا عرفان** کہ بزرگوں نے فرمایا ہے جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ خدا کو بھی
پہنچان جاتا ہے۔ نفس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی جسمانی حالت اپنی دماغی حالت اپنی
مالی حالت اور اپنی عقلی حالت کو پہچانے۔ اس میں کامیاب ہو جائے گا تو خدا کے عرفان
تک جلدی رسائی ہو جائے گی۔ میں نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے وجود کے عرفان کا کام شروع

کر دیا تھا اس لئے میں نے اپنے آپ کو بھی پہچانا اور خدا کو بھی پہچانا۔ آج کل چونکہ بڑھاپا ہے۔ اور بڑھاپے میں نسیان بڑھ جاتا ہے۔ یادداشت کی قوت کم ہو جاتی ہے اور بینائی بھی کم ہو جاتی ہے اور دانت بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور کانوں کی طاقت بھی کم ہو جاتی ہے۔ اس واسطے میرے لئے ان سب کے عرفان کا ایک نیا کام ہو گیا ہے۔ میں اپنی بھول کو اپنی جدت آب ذہانت سے ہر وقت دیکھتا رہتا ہوں اور پہچانتا رہتا ہوں اور ایسی تدبیریں کرتا رہتا ہوں کہ نسیان میرے چلتے کاموں میں روڑا نہ اٹکا سکے۔ چنانچہ باوجود انتہائی نسیان کے میں اپنی تدبیروں کے زور سے اپنے سب کام اسی طرح چلاتا رہتا ہوں جس طرح حافظے کی عمدگی کے زمانے میں چلایا کرتا تھا۔ حضرت حافظ شیرازی کی پاک روح سے بھی فیض حاصل کرتا رہتا ہوں۔

## ۱۶ محرم ۱۳۶۸ھ ۱۹ نومبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**حسین کا سفر** آج صبح ہوائی جہاز میں حسین بمبئی گئے ہیں۔ میرے بچوں کے لئے پرمٹ اور جہاز کا بندوبست کرنے کے لئے۔ رات کو بمبئی سے ٹیلیفون آیا کہ پرمٹ آٹھ دن کے بعد ملے گا اس لئے میرے بچے حیدرآباد سے ۲۸ نومبر کو روانہ ہوں گے۔ اور ۳۰ نومبر کو پانی کا جہاز روانہ ہوگا جس میں یہ سب کراچی جائیں گے۔ سید ابن عربی۔ سید نثار علی۔ سید علی اور عورتیں بچے ملا کر (۲۴) آدمی ہوں گے۔ جمعہ کی نماز کے لئے بیماری کے سبب نہیں گیا۔ سید شبیر نظامی اپنے دادا حضرت کملی شاہ کے سالانہ عرس کا بلاوا دینے آئے تھے۔ شام کو حکیم خسرو شاہ نظامی نے سیب کا قورمہ اور بریانی بھیجی تھی۔

**دلی ڈکشنری** میں نے آج دلی ڈکشنری کتاب کا کام کیا تھا اور خطوط بھی لکھے تھے۔

**سنی عقائد و اعمال** (۴۴) صفحے کا ایک رسالہ سنی عقائد و اعمال تیار کر کے کاتب کو بھیجا تھا۔

۱۷ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

گل رعنا کی پیاری باتیں } حیدرآباد میں آنے کے بعد ایک طوطا ہے اور ایک نواسی ہے جن سے میرا جی بہلتا ہے۔ طوطا موجود ہے مگر مینا جلدی جدا ہونے والی ہے۔ وہ چپ چاپ میٹھا ہے پینے اس کو بولنا نہیں آتا مگر ایسی پیاری حرکتیں کرتی کہ سب ہنستے ہنستے لوٹ جاتے ہیں۔ میں اپنے ہاتھ سے نوالے کھلاتا ہوں اور وہ ہر نوالے پر فوجی سلام کرتی ہے۔ کھانے کے بعد جب کھڑی ہوتی ہے تو پھر فوجی سلام کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں بیٹی میں فوجی نہیں ہوں۔ تم تو مجھ کو ویسا سلام کرو جیسا بیٹیاں کیا کرتی ہیں تو وہ رکوع تک جھک جاتی ہے اور زمین کو ہاتھ لگا کر حیدرآبادیوں کی طرح بہت سے سلام کرتی ہے۔ یہاں تک کہ سلام کرتے کرتے گر پڑتی ہے۔ رعنا چلی جائے گی۔ اگر میں زندہ بھی رہا اور ہندوستان و پاکستان کے اختلافات دور بھی ہوگئے تب بھی رعنا کی عمر اتنی ہو جائے گی کہ وہ کم عمری کی پیاری پیاری باتیں بھول جائے گی اور اپنی اماں کی طرح سنجیدہ بن جائے گی۔ خدا نے سچ فرمایا۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔

۱۸ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

اسراف کا گناہ } قرآن شریف میں اسراف یعنی فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے اور کئی جگہ خدا نے بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا ہے کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو۔ حیدرآباد میں آنے کے بعد میں نے ہر مسلمان کو سوائے چند مخصوص لوگوں کے مسرف اور فضول خرچ پایا۔ اور دہلی میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہی فضول خرچ دیکھی۔ یہاں تک کہ وہ مولوی صاحبان جو ہر بات میں ہندوؤں کی پیروی کرتے ہیں ان کو بھی ہندوؤں کی طرح کفایت شعار نہیں دیکھا۔ میں حیران ہوتا تھا کہ یہ مولوی اپنے وعظ میں سب کچھ کہتے ہیں مگر یہ کیوں نہیں کہتے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی بن جاتے ہیں۔ مگر آج یہ بات سمجھ میں آگئی۔ چونکہ وہ فضول خرچ ہوتے ہیں۔

اور ان کی کئی کئی بیویاں فضول خرچ ہوتی ہیں اور وہ سودی قرضے لے کر گذارہ کرتے ہیں۔ اس واسطے وہ سود کے خلاف زبان سے کچھ کہنے کی جراءت نہیں کرتے۔ دہلی میں جو کچھ گذشتہ سال ہوا تھا اور حیدرآباد میں جو کچھ ابھی ہوا وہ سب مسلمانوں کی غفلتوں اور فضول خرچیوں کا نتیجہ تھا۔ ان کی عورتوں کی فضول خرچی کے سبب مرد قرض بھی لیتے تھے اور رشوت بھی لیتے تھے۔ اگر ہندوؤں کی طرح ان کی عورتیں کفایت شعار ہوتیں تو یہ برے دن ہرگز نہ آتے۔ جس میں آج کل کروڑوں مسلمان مبتلا ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں جہاں تک ہو سکتا ہے کفایت شعاری کرتا ہوں اور حلال روزی کے لئے محنت بھی کرتا رہتا ہوں۔

## ۱۹ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۲ نومبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

**مانگنے والے** آج چند اچھے لباس والے مسلمان ملنے آئے تھے۔ ڈاڑھیاں تھیں۔ عمامے تھے اور مذہبی لباس تھا۔ دور سے رکوع تک جھک کر حیدرآبادی سلام کیا۔ اور اس کے بعد امداد مانگی۔ کہ ہم سب ورنگل سے تباہ ہو کر آئے ہیں۔ میں نے کہا مجھے آپ سے پوری ہمدردی ہے مگر میری موجودہ حالت مدد کے قابل نہیں ہے کیونکہ میں بھی دہلی سے آپ کی طرح بے سرو سامان ہو کر آیا ہوں یہ نرم اور صحیح جواب سننے کے بعد ان سب نے ایک دم اپنا لہجہ بدل دیا اور سخت انداز سے کہا غدار ہندوستانی غدار۔ میں یہ سن کر ہنسا اور میرے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے سخت جواب دینا چاہا تو ان سب کو روکا اور کہا قرآن شریف کا حکم یاد رکھو جس میں سائل کو جھڑکنے سے منع کیا گیا ہے لوگوں نے کہا مگر یہ بناوٹی مصیبت زدہ ہیں جو لوگ اضلاع سے تباہ ہو کر آئے ہیں وہ سب نہایت غیور اور خوددار ہیں۔ فاقے کر رہے ہیں مگر کسی پر اپنی مصیبت ظاہر ہونے نہیں دیتے میں نے کہا ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ اور یہ لوگ پیشہ ور بھکاری ہوں۔ تاہم ہم کو خدا کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ وہ مجھے ہندوستانی غدار کہتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ ہندوستانی مسلمان جن کو یہاں غیر ملکی کہا جاتا ہے یہاں کے ملکیوں سے زیادہ حیدرآباد کے وفادار ہیں اور جو اپنے آپ کو ملکی کہتے ہیں ان کا بھی بڑا حصہ باہر کے علاقوں سے آیا ہوا ہے۔ فرق صرف مدت کا ہے۔

جن کو یہاں غیر ملکی کہا جاتا ہے۔ ان میں سوائے ایک دو آدمیوں کے اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس پر حیدر آباد سے غداری کا الزام لگایا جا سکے۔ اور جن دو ایک کا میں ذکر کرتا ہوں وہ بھی وہ لوگ ہیں جن کی ابتدائے شروع سے کانگریس کے ساتھ تھی اور ایسے لوگ ملکی بھی ہیں غیر ملکی بھی ہیں۔ میرے پاس روزانہ اس قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں اور میں سمجھ لیتا ہوں کہ وہ یا تو سب بناوٹی ہوتے ہیں اور یا انڈین یونین کی خفیہ پولیس سے ان کا تعلق ہوتا ہے اور یا یہ پیشہ ور ہوتے ہیں۔

## ۲۰ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۳ نومبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدر آباد

**شیعہ سنی اختلاف** جب سے اسلام کی ابتدا سے شیعہ سنی کا اختلاف چلا آتا ہے۔ میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے بزرگوں کو سنی پایا۔ لیکن وہ باوجود سنی ہونے کے تفضیلی عقائد رکھتے تھے یعنی دوسرے صحابہ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دیتے تھے۔ چنانچہ میرے دادا میر حسین علی اور ان کے والد میر ہدایت علی اور ان کے والد میر فضل علی تک کی روایتیں میں نے سنی ہیں کہ وہ سب تفضیلی تھے میر فضل علی صاحب کی مہر پرانے کاغذات میں دیکھی تو اس میں یہ مصرعہ بھی لکھا ہوا تھا۔ جس سے ان کا تفضیلی ہونا ثابت ہوتا تھا۔ تاہم میں نے اپنے بزرگوں میں کسی ایک کو بھی دوسرے اصحاب کی ہتک کرتے نہیں سنا۔ نہ درگاہ میں آنے جانے والوں اور اپنی برادری کے لوگوں سے کبھی ایسی کوئی بات سنی۔ مگر جب سے حیدر آباد میں انقلاب ہوا ہے روزانہ میرے پاس شیعہ سنی احباب ملنے آتے ہیں۔ شیعہ اس انقلاب کو واجبی سمجھتے ہیں اور سنی اس کا الزام شیعہ جماعت پر رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دہلی کی مغل حکومت کو سادات بارہ شیعوں نے تباہ کیا اور بغداد کی حکومت بھی ہلاکو خاں سے مل کر ابن علقمی وزیر اعظم نے ختم کرائی۔

میں ان دونوں سے کہتا ہوں کہ جھگڑا نہ ہندو مسلمان کا ہے نہ شیعہ سنی کا ہے۔ بلکہ ذاتی

آج کل تمام دنیا میں مسلمان قوم کی آزمائش ہو رہی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا تھا کہ ہم جان و مال و جائیداد اور پھلوں کے نقصانوں سے تمہاری آزمائش کریں گے۔

اغراض کا ہے۔ ذاتی اغراض میں ہندو بھی مبتلا ہیں مسلمان بھی مبتلا ہیں۔ شیعہ بھی مبتلا ہیں سنی بھی مبتلا ہیں۔ اور اب جب کہ انقلاب ہوگیا ہے یہ بحث فضول ہے کہ انقلاب کیوں ہوا اور کس نے کرایا۔ اب تو اس کی ضرورت ہے کہ انقلاب کے برے اثر سے مسلمانوں کو کیوں کر بچایا جائے اور ان کی روزی اور خوشحالی کے لئے کیا تدبیر کی جائے۔ اگر اب بھی آپ دونوں لڑتے رہیں گے تو دونوں فنا ہو جائیں گے۔

### ۱۳ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ء چہار شنبہ حیدرآباد

**حسین واپس آگئے** } آج بمبئی کے سفر سے حسین ہوائی جہاز میں واپس آگئے۔ وہ دو دن بمبئی کے طوفان کی خبروں کے سبب میرا اور خواجہ بانو کا جو حال رہا اس کو خدا جانتا ہے یا میرا دل جانتا ہے۔ کیسے کیسے وہم دل میں آتے تھے۔ سچ کہا تھا خدا نے قرآن میں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔

**سیٹھ عبدالستار کی مدد** } حسین نے خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی کی ہمدردی اور سیٹھ حاجی داؤد حاجی ناصر اور ان کے بچوں کی ہمدردی کے ذکر کے ساتھ سیٹھ عبدالستار میمن کی مدد کے بہت سے قصے سنائے۔ میں نے کہا میں ان سب کے شکریہ کے ساتھ ہی خدا کا شکر گزار ہوں جس نے تم جیسا بیٹا دیا۔ تم نے جس عمدگی سے سفر کی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا انتظام کیا وہ صد آفرین کا مستحق ہے۔ بمبئی کے قیامت نما طوفان کے قصے سنائے۔ برسات کی مشکلات کی کہانیاں سنائیں۔

### ۱۴ محرم ۱۳۶۸ھ ۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء پنجشنبہ حیدرآباد

**جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی** } آج دن بھر سید ابن عربی اور ان کے بیوی بچے اور ریلی اور ان کے بیوی بچے اور روحہ بانو اور ان کے شوہر اور دیور کے بچے اور روحہ اور ان کے بچے پاکستان کے سفر کی تیاری میں مصروف رہے۔ خواجہ بانو اور ان کی بہن امت المتین اور نواکرمیا بھی مدد دے رہی ہیں۔

| ہندوستان و پاکستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو جان و مال کے اس امتحان کے وقت خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔ یہ توبہ سچے دل سے ہونی چاہیے۔ |
|---|

گل رہتا آتی ہیں اور رکوع تک جھک کر حیدرآبادی سلام کرتی ہیں اور میرا دل اس تصور سے پاش پاش ہوتا ہے کہ یہ بہار بس کل تک ہی ہے پھر جدائی ہو جائے گی۔ ایسی جدائی جس میں ملنے کی کوئی امید کوئی توقع نہیں ہے۔ نہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ اچھا زمانہ آئے اور یہ سب دہلی میں آئیں یا میں ان کے پاس جاؤں۔

## ۲۳ محرم ۱۳۶۸ھ - ۲۶ نومبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**بچوں کا سفر** آج دس بجے صبح کی ریل میں سب بچے بمبئی جانے والے ہیں۔ رات بھر تیاری میں مصروف رہے تھے۔ میرے دل پر ان کی جدائی کے غم کا پہاڑ گر رہا ہے۔

**شادی** صبح خواجہ راجہ بچھا ریڈی نظامی موٹر لے کر آئے تھے اور میں ناسوتی شاہ انتظامی کے لڑکے فیض نظامی کی شادی میں گیا تھا۔ دلہن شاعرہ ہیں۔ تبسم تخلص ہے۔ ناسوتی شاہ نے جو نظم پڑھی اس کے ہر شعر میں فیض اور تبسم کا لفظ آیا تھا۔ بہت خوب نظم تھی۔ دلہن مولوی فاضل اور عربی کی عالمہ ہیں۔

**ریل پر** دس بجے نامپلی اسٹیشن پر گیا۔ گیارہ بجے بچوں کی ریل بمبئی روانہ ہوئی۔ بچوں اور روح کا رونا میرے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ اب ان بچوں سے اپنی زندگی میں ملنے کی امید نہیں رہی۔ نہ وہ پاکستان سے آسکیں گے نہ میں پاکستان جا سکوں گا۔ اور خیال میں میرے بشری احساس پر قیامت ڈھا رکھی ہے۔ واپس آکر دہلی بولی ڈکشنری اور وقتی جنتری کا کام کرتا رہا۔

حکیم خسرو شاہ نظامی نے جمعہ کا عصرانہ کیا تھا۔ خدا نے حکیم خسرو شاہ کو بیٹی دی ہے میں نے فریدہ نام رکھا۔

## ۲۴ محرم ۱۳۶۸ھ - ۲۷ نومبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

**تار آگیا** آج بمبئی سے بچوں کی خیریت سے پہنچ جانے کا تار آگیا۔ اطمینان ہو گیا۔

روس ساری دنیا کا مالک بننا چاہتا ہے۔ اور امریکہ بھی اسی خیال میں ہے۔ ملک چین بہت بڑا ملک ہے جہاں (۴۰) کروڑ آدمی رہتے ہیں۔ چین کئی برسوں تک جاپان سے لڑتی رہی۔ اب روسی خیال کے کمیونسٹ چین پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ اور بڑی خون ریز لڑائی ہو رہی ہے۔ جس میں چین بے چین کر رکھا ہے۔ چین کی بے چینی پورے ایشیا کی بے چینی ہے مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ قیامت بہت قریب آ گئی ہے۔ اگر چین کے لئے یا ساری ایشیا یا یورپ کے لئے روس اور امریکہ میں لڑائی ہوئی تو یہ دونوں ایسے ہتھیار استعمال کریں گے کہ ساری دنیا فنا ہو جائے گی۔ چین کو بے چین کہنا اگرچہ ایک سچا واقعہ ہے لیکن اردو زبان کی خوبصورتی قابل تعریف ہے جو ابھی خدا نے مجھے دیا آپ زیادہ سے کہ بے چین' چین سے اردو ادب کا ایک بہت اچھا لفظ پیدا ہو گیا۔ مسلمان ایشیا میں زیادہ رہتے ہیں۔ اور جہاں تک میں غور کرتا ہوں آج کل ساری دنیا کے مسلمان بے اطمینان ہیں اور یہ بھی حدیث کے ارشاد کے بموجب قیامت کی ایک نشانی ہے۔

**۲۸ محرم ۱۳۶۸ھ یکم دسمبر ۱۹۴۹ء چہارشنبہ حیدرآباد**

دو بجے بیدار ہی کہ کل رات بخار کے سبب خبریں سننے سے پہلے نو بجے سو گیا تھا اس لئے دو بجے آنکھ کھل گئی۔ چار بجے تک عبادت کا پروگرام پورا کیا۔ دماغ اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ ہر معمول کی تعداد میں کمی کر دی۔ چار بجے مقام قلم میں آ گیا۔ یعنی لکھنے پڑھنے کی جگہ بیٹھ گیا۔ سردی معلوم ہوئی چترال کا چوغہ پہن لیا۔ اور چترال اور اہل چترال کی یاد میں بے اختیار رونا آ گیا۔ حالانکہ رونے کی کوئی بات نہ تھی۔ سوائے اس احساس کے کہ اب زندگی کا چل چلاؤ ہے۔ کسی محبت والے سے ملنا نہ ہو سکے گا۔ اور پردیس ہی میں روح عالم لاہوت میں پرواز کر جائے گی۔ سستی زندگی کمپنی کے مضامین نو بجے تک لکھے۔ لکھی ہوئی کاپیوں کو درست کیا۔

> خدا نے فرمایا ہے اے مسلمانو! ہراساں نہ ہو۔ مایوس نہ ہو۔ آخر کار تم ہی اونچے رہو گے بشرطیکہ تمہارا ایمان سلامت رہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایمان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

وقت ضائع کرنے والے اور وقت کو خوش کرنے والے متعلق حالات و خیالات کے لا فانی آتے رہے
گیارہ خطوط کے جوابات بھی لکھے۔ بینائی اتنی کم ہو گئی ہے کہ دو سطریں لکھنے کے بعد حرف غائب ہو جاتے
ہیں اور آسمانی مدد مانگنے لگتا ہوں۔ لیکن دل کی بینائی اب تک تیز ہے بلکہ پہلے سے زیادہ تیز ہے۔

## ۲۹ محرم ۱۳۶۸ھ ۲ دسمبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

**خطیب اعظم** } دہلی کے مشہور آفاق شیعہ عالم اور فن تقریر کے ماہر یکتا مولانا سید محمد صاحب
آج کل حیدرآباد میں آئے ہوئے ہیں۔ نواب تراب یار جنگ بہادر کے ہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ مجھ سے
بھی قیام گاہ پر ملنے آئے تھے اور میں شام کو حسین کے ساتھ ان کی تقریر سننے کے لئے نواب
تراب یار جنگ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں حیدرآباد کے شیعہ سنی مسلمان ہزاروں کی تعداد
میں جمع تھے۔ تقریر حضرت علی کے مناقب میں تھی۔ سننے والے سب ذی فہم تھے۔ تقریر بہت
موثر اور حقائق و معارف سے لبریز تھی۔ وقتی منتری اور دفتر ڈکشنری کا کام ہو رہا ہے۔ میری
صحت اچھی نہیں ہے۔ بواسیر کے دورے ہو رہے ہیں لیکن خدا کے فضل سے کام کرنے کی ہمت
قائم ہے۔ اور میں رات کے تین بجے سے دوسری رات کے نو بجے تک مسلسل کام کرتا رہتا ہوں۔
ملنے والوں سے بھی ملتا ہوں۔ خطوں کے جواب بھی لکھواتا ہوں اور لکھتا ہوں اور کتابیں بھی
پڑھتا ہوں اور اخبار بھی پڑھتا ہوں۔

**بینائی کی کمی** } دہلی سے آئے ہوئے چودہ مہینے ہو گئے ہیں۔ دماغی محنت اور ذہنی
اذیت کی کثرت کے سبب بینائی رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے اور اب تو اتنی کم ہو گئی ہے کہ باریک
لکھی ہوئی تحریر پڑھ نہیں سکتا۔ اخباروں کے سرخیاں پڑھ لیتا ہوں۔

## یکم صفر ۱۳۶۸ھ ۳ دسمبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**امیر خسرو ڈکشنری** } چونکہ اردو زبان کی بنیاد حضرت امیر خسرو دہلوی نے اپنے پیر

| خدا نے فرمایا ہے اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھو۔ |
|---|

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے حکم سے لکھی تھی۔ اس واسطے میں نے دہلی ڈکشنری لکھنے کا ارادہ کیا کہ پہلے حضرت امیر خسروؒ کی یادگار قائم رکھنے کیلئے امیر خسرو ڈکشنری تیار کی۔ اور اس میں ان کی کتاب خالق باری اور پہیلیوں اور کہہ مکرنیوں اور ہندی گیتوں کو بھی جمع کر دیا۔ اور جو ہندی کلام قوال گاتے ہیں اس کو بھی نقل کر دیا تاکہ سب چیزیں ایک جگہ محفوظ ہو جائیں۔

یہ کتاب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کے نام اس لئے منسوب کی ہے کہ پنڈت جی نے اپنی انگریزی کتاب "ڈسکوری آف انڈیا" میں حضرت امیر خسروؒ کی بہت تعریف لکھی ہے۔ یہ کتاب پنڈت جی نے جیل خانے میں لکھی تھی۔ اس کتاب میں انہوں نے حضرت امیر خسروؒ کی تعریف کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہندوستان کے سب مسلمان بادشاہوں نے یہاں غیر مذہبی حکومت کی تھی اور کسی بادشاہ نے مذہب اسلام کو ہندوستان کی حکومت میں شریک نہیں کیا تھا۔ یہ بھی باتیں مجھے اس قدر اچھی معلوم ہوئیں کہ میں نے اظہار شکر گزاری کی نیت سے یہ کتاب ان کے نام منسوب کر دی۔

بمبئی کے خط کہ بمبئی سے حور بانو اور روحہ اور رسید ابن عربی کے خطوط آئے ہیں۔ ان کا جہاز ۱۰ دسمبر منگل کے دن بمبئی سے روانہ ہوگا۔ روحہ نے اور علی نے مسٹر احسان الرحمن اور ان کی بیوی مدحت نظامی کی بہت تعریف لکھی ہے کہ ان دونوں نے ہمارے اتنے بڑے قافلے کو اپنے ہاں ٹھیرایا۔ اور روزانہ نہایت مکلف کھانے کھلا رہے ہیں۔ سید ابن عربی اور حور بانو وغیرہ اور ریٹ ہوٹل میں ٹھیرے ہیں جہاں کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ سب سے زیادہ امداد سیٹھ عبد الستار صاحب میمن نے سب کو دی ہے۔ وہ شروع سے آج تک رات دن ان سب کے لئے راحت اور آسانیاں مہیا کرنے کے کام کرتے رہتے ہیں۔

| |
|---|
| اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو بندے مصیبت کے وقت صبر اور برداشت سے کام لیتے ہیں۔ اللہ ان کا ساتھ دیتا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو صبر و ہمت سے کام لینا چاہئے |

## ۲ صفر ۱۳۶۶ھ ۴ دسمبر ۱۹۴۷ء پنجشنبہ حیدرآباد

**زید پاشاہ** میرے تیسرے لڑکے زید پاشاہ نظامی باوجود صحت کی خرابی کے میرے کاموں میں بہت مدد دیتے ہیں۔ دہلی ڈکشنری کے کام میں انہوں نے اور چوتھے لڑکے حسن ابو طالب نے بہت مدد دی ہے۔ منشی شمس الدین صاحب بھی مدد دیتے ہیں۔ اس لئے دہلی ڈکشنری کا کام جلدی جلدی ہو رہا ہے۔ ورنہ لغت کا کام اتنا مشکل کام ہے کہ اس میں سالہا سال خرچ ہو جاتے ہیں

**فرہنگ آصفیہ** میرے مرحوم بزرگ دوست خاں صاحب مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے فرہنگ آصفیہ کے نام سے بڑی بڑی اور موٹی موٹی چار جلدوں میں اردو لغت شائع کی تھی اور اپنی زندگی کا پورا زمانہ اسی کام میں خرچ کیا تھا۔ وہ میری درگاہ کے قریب عرب سرائے میں رہتے تھے۔ مگر میرے بچپن میں عرب سرائے سے دہلی چلے گئے تھے ان کی قبر عرب سرائے کے غربی دروازے کے باہر ترتیبہ نام کے قبرستان میں ہے ان کو اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سرکار سے تنخواہ بھی ملتی تھی اور ان کے بیٹے دربار احمد کو بھی ماہوار ملتی ہے۔ مجھ پر مرحوم بہت عنایت کرتے تھے اور ابتدائی زمانے میں میں ہمیشہ ان کے پاس دہلی جایا کرتا تھا۔ میں نے ان سے مضمون نویسی کے بہت سے گر سیکھے تھے۔ اس لئے اب بھی ان کی کتاب کو اپنے معنوی استاد کی کتاب سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یعنے بعض لغات کی تحقیقات میں فرہنگ آصفیہ سے مدد لی ہے اور بعض لغات نقل بھی کئے ہیں۔ تاہم یہ لکھنا غیر مناسب نہیں ہے کہ مرحوم نے عربی لغات کا ترجمہ کرنے میں غلطیاں کی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو عربی زبان پر عبور حاصل نہیں تھا۔ فرہنگ آصفیہ میں ہندی لغات بھی بہت ہیں۔ مگر ان کے ترجمے میں بھی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

> اللہ نے فرمایا ہے خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے مسلمان قوم کو اپنے برے اطوار فوراً بدلنے چاہئیں

## ۳ر صفر ۱۳۶۸ھ ۵ر دسمبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

رام چندر ریڈی نظامی کے صوبہ مدراس کے مقام بڑا ہوتور کے زمیندار رام چندر ریڈی نظامی اپنے دو لڑکوں کے ساتھ آئے ہیں۔ میرے لئے گھی اور گیہوں کے بعد پاپڑ اور لڈو اور پھل لائے ہیں یہ میرے بہت پرانے مریدوں میں ہیں۔ دہلی بھی مجھ سے ملنے گئے تھے۔ پہلے اردو بالکل نہیں جانتے تھے۔ اب کچھ کچھ بولنے لگے ہیں۔ بڑا ہوتور ادہونی کے قریب ہے اور میں ان کے مکان پر جا چکا ہوں وہاں چوڑاپا نظامی وغیرہ کئی ہندو مرید ہیں۔ ادہونی میں بھی نرسنگ اپا وغیرہ ہندو مرید ہیں۔ ان کا اعتقاد بہت اچھا ہے اور ان کی خدا طلبی اور دنیاوی اغراض سے پاک ہے۔ بعض یہ ہندو اپنے مذہب میں بھی پکے ہیں اور مسلمان درویشوں کی تعلیم خدا شناسی اور خدا یابی کے بھی ویسے ہی طلب گار ہیں جیسے بے غرض خدا پرست کو ہونا چاہئے۔ میں نے رام چندر ریڈی نظامی سے ہوتور کے مریدوں کا حال پوچھا۔ اور ادہونی کے نرسنگ اپا نظامی کا حال بھی دریافت کیا۔ نرسنگ اپا کے ان کپڑا بننے کا کارخانہ ہے۔ معلوم ہوا کارخانہ چل رہا ہے اور نرسنگ اپا اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوش و خرم ہیں۔ میں نے کہا اگر ادہونی تک ریل کا راستہ ٹھیک ہو تو میں وہاں جانا چاہتا ہوں تاکہ آخری ملاقات وہاں کے ہندو مسلمان مریدوں سے ہو جائے۔ کیونکہ اب عمر کی زیادتی اور صحت کی خرابی اور حالات کی ناموافقت کے جمع ہو جانے سے زندگی کا پیمانہ لبریز ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور حضرت اکبر الہ آبادی نے بہت خوب فرمایا تھا۔

کھلتا نہیں راز دہر شکوہ ہے تو یہ ہے ۔۔ اور شکر یہ ہے کہ موت آجاتی ہے۔

پس میں بھی اپنی موت کو موجودہ پریشانیوں کا قابل شکرگذاری حل تصور کرتا ہوں۔ آج میری صحت اچھی رہی۔ بھوک بھی لگی اور چراغ النساء پاشاہ بیگم نظامی کا بھیجا ہوا کھانا بھی رغبت سے کھایا۔

اللہ نے حکم دیا ہے کہ اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ اس لئے ہر مسلمان کو دعا مانگنے کے وقت
اللہ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے کہ فضل بہت بڑی طاقت ہے

## ۴ صفر ۱۳۶۸ھ ۶ دسمبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

**وقتی جنتری** آج وقتی جنتری کا آخری مضمون کاتب کو بھیجا۔ (۷۲) صفحات یا (۸۰) صفحات پر کتاب ختم ہو گی۔ مولوی شمس الدین صاحب حیدرآبادی آج کل املا کا کام کرتے ہیں۔ یاقوت پورے میں رہتے ہیں جو میرے مکان سے تقریباً (۳) میل دور ہے۔ میں ان کو آنے جانے کا کرایہ بھی دیتا ہوں۔ ان کا خط بہت اچھا ہے۔ انگریزی بھی جانتے ہیں۔ محب العقرار ہیں۔ پہلے فوج میں تھے۔ جنگ عظیم میں شریک ہوئے تھے۔

ایک دوسرے منشی فضل الدین نام پلی سے آتے ہیں۔ وہ یا تار کے کام کرتے ہیں۔ سائیکل کا خرچ ان کو بھی دیا جاتا ہے۔

**خطوط** آج میں نے ملا واحدی صاحب اور آغا اشرف صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور شاہزادہ مرزا خیر الدین خورشید جاہ صاحب کو خطوط لکھے تھے۔ چراغ النساء بادشاہ بیگم نظامی نے شامی کباب اور چپاتیاں بھیجی تھیں۔ شام کو رام چندر پنڈی نظامی سے باتیں کیں تھیں۔ دوپہر کا کھانا شام کو پانچ بجے کھایا تھا۔ اس لئے رات کو کھانا نہیں کھایا۔ پھر بھی طبیعت خراب رہی۔ جس سے اندازہ ہوا کہ گوشت نقصان دیتا ہے۔ اس لئے کل سے گوشت ترک کر دینے کا ارادہ کیا ہے۔ نیند اچھی آتی ہے۔

**اردو تلفظ** سالہا سال سے تجربہ ہو رہا ہے کہ اہل زبان لوگ بھی اردو کا تلفظ ٹھیک نہیں کرتے اور حیدرآباد میں بھی اردو کا تلفظ عام طور سے غلط پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی ڈکشنری میں الفاظ پر اعراب لگائے ہیں تاکہ تلفظ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائے۔

## ۵ صفر ۱۳۶۸ھ ۷ دسمبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدرآباد

**روانگی** امید ہے آج میرے بچے بمبئی سے جہاز میں سوار ہو کر کراچی کو روانہ ہوئے ہوں گے۔

| قرآن میں آیا ہے لا تک فی ضیق مما یمکرون۔ دل تنگ نہ ہو دشمنوں کی مکاری سے۔ آگ ان کی خود ہی ان کو ڈسے گی یعنی جلائے گی۔ |
|---|

خدا ان کی اچھی خبریں سنائے۔

سلونی دال کا کاکی شاہ نظامی نے سلونی دال تل کر بھیجی ہے۔ آج پچھلی رات بھوک لگی تو میں نے اس دال کا ناشتہ کیا۔

ڈاکٹر کے دندان ساز ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کے ہاں بہزاد کی موٹر میں گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب بہت اچھے ڈاکٹر ہیں کئی دن ہوئے جب انھوں نے دانتوں کا سانچہ لیا تھا۔ آج دانت بنا کر امتحان کیا۔ کل ایڈیشن تیار کر کے دیں گے۔ محبوب الفقراء ڈاکٹر ہیں۔ مطلب بہت صاف ستھرا ہے۔

کاغذ کی تلاش کی دہلی ڈکشنری۔ امیر خسرو ڈکشنری۔ شاہجہاں اردو ڈکشنری۔ ہندی اردو ڈکشنری کے لئے آج بازار میں کاغذ دیکھنے گیا تھا اور نمونے لایا تھا۔ چراغ النساء بادشاہ بیگم نظامی نے آلو کے شامی کباب بھیجے تھے۔

سعدی سبق کی آج پاکستان کے لئے سعدی سبق کتاب کی تیاری کا خاکہ بنایا تھا۔ کل بدھ سے کام شروع ہوگا۔ گلستان سے اردو زبان میں حضرت شیخ سعدیؒ کے فلسفہ تعلیم کو اخذ کیا جائے گا۔ کتاب کے نام میں سات حرف ہیں اور سات میں دو سین ہیں اور تین حرف بے نقطہ ہیں۔ اور دو حرف نقطے دار ہیں۔

آج نواب اکبر یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ ان کو میں نے خط لکھا تھا۔ ان کو میری قیام گاہ کی خبر نہیں تھی خود تشریف لے آئے۔ ان سے میرے بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔ ان کی عمر بھی (۷۳) برس کی ہے۔ یعنے میرے ہم عمر ہیں۔

## ۶ صفر ۱۳۶۸ھ ۸ دسمبر ۱۹۴۸ء چہارشنبہ حیدرآباد

تیرہ تیزی کی ماہ صفر کے ابتدائی تیرہ دن منحوس سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے عورتیں شروع کے تیرہ دن کو زیادہ منحوس سمجھ کر اس پورے مہینے ہی کو تیرہ تیزی کا مہینہ کہتی ہیں۔ دہلی کی

قرآن شریف میں چور کے ہاتھ کاٹنے کے حکم کی تفسیر یہ ہے کہ چور کو تدبیر سے ایسا کر دیا جائے کہ اس کے ہاتھ چوری کے کام سے کٹ جائیں

عورتیں بارہ مہینوں کے نام یوں بولتی ہیں۔ محرم۔ تیرہ تیزی۔ بارہ وفات۔ میراں جی۔ مدار۔ خواجہ معین الدین رجب۔ شب برات۔ رمضان۔ عید۔ خالی۔ بقر عید۔

**لذیذ کھانا** چراغ النساء بادشاہ بیگم نظامی روزانہ بہت لذیذ کھانے بھیجتی ہیں۔ آج میٹھی ٹکیاں بھیجی تھیں جو مجھ کو ہمیشہ سے مرغوب ہیں۔ آج حکیم خسرو شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ کہتے تھے خورشید اقبال شاہ نظامی بیمار ہیں۔ جلاب ہونے والا ہے۔ آج وقتی جنتری کے آخری سولہ صفحے کاتب کو بھیج دیئے۔ جنتری کے پانچ جز ہوں گے۔ دہلی ڈکشنری کا کام جاری ہے۔ زیب النسا بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ خواجہ راجہ لچھا ریڈی نظامی ملنے آئے تھے۔ رام چندر ریڈی نظامی بھی ان سے ملنے گئے تھے۔ پانچ بجے راجہ صاحب کے ساتھ نواب اکبر یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ کتابوں کی چھپائی کے لئے مجھے شہر میں رہنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے آٹھ دن نواب صاحب کے مکان پر جاکر رہوں گا۔ آج رہائش کا کمرہ دیکھنے گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کے مطب پر بھی گیا تھا۔ انہوں نے میرے دانتوں کا چوکھٹا بنا لیا ہے۔ آمد و رفت راجہ صاحب کی موٹر میں ہوئی تھی۔

## ۷ صفر ۱۳۶۵ھ ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء پنجشنبہ حیدر آباد

**شیروں کی تصویر** رام چندر ریڈی نظامی نے ہندیونین کے نوٹوں پر شیروں کی جو تصویر شائع ہوئی ہے اس کی وجہ مجھ سے دریافت کی۔ میں نے کہا اصل حقیقت تو معلوم نہیں ہے مگر انگریز اپنے آپ کو شیر برطانیہ کہتے تھے۔ ہندیونین چونکہ عوامی حکومت ہے اس واسطے نوٹ پر کئی شیر بنائے ہوں گے۔ مصر کی قدیم حکومت بھی شیر کا نشان رکھتی تھی۔ مصر کے مشہور بت ابوالہول کا بڑا بت میں نے مصر میں دیکھا تھا۔ چہرہ شیر کا ہے اور جسم آدمی کا ہے۔ بچے روانہ نہیں ہوئے۔ کل بمبئی سے خبر آئی کہ پرسوں مشکل کو بچوں کا جہاز روانہ نہیں ہوسکا۔ کل بدھ کو روانہ ہوا ہوگا۔ چونکہ بندرگاہ بمبئی کے مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے اس واسطے غالباً

حدیث میں آیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ تم میں ہر ایک بادشاہ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے نسبت باز پرس ہوگی اور حساب لیا جائے گا۔

جہاز کی روانگی میں دیر ہوئی ہوگی۔

فخر نظامی } مولوی فخر الدین خاں فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا حیدرآباد اپنے لڑکے نظام الدین خاں نظامی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ تین ماہ کے انتظار کے بعد ان سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ علی گڑھ سے شاہ جی کاتب نے حضرت خواجہ فرید الدین عطار کی مثنوی کا پی پر لکھ کر بھیجی ہے۔ اس کا کاغذ دہلی میں رہ گیا۔ ایک ہزار روپے کا خریدا تھا۔ اب اس کے شائع کرنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

## ۸ صفر ۱۳۶۳ھ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۳ء جمعہ حیدرآباد

سردی } اس سال حیدرآباد میں بارش زیادہ ہونے کے سبب سردی بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بیماریوں کے سبب میرا جسم اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ سردی کی برداشت نہیں کر سکتا۔ یا سردی کا احساس بڑھ گیا ہے۔

ملاقاتی } بہزاد دکن نظامی اور مولوی عبد الرحمن نظامی مدرس، اور سید ذہین نظامی اور محسن نظامی ملنے آئے تھے۔ میں نے جمعہ کی نماز خیریت آباد کی جامع مسجد میں پڑھی تھی۔ بہزاد دکن اپنی موٹر میں مسجد تک لے گئے تھے۔ نماز کے بعد ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان کی اسلامی تقریر سنی تھی۔ اور ایک بہت لمبی اور گنجان داڑھی والے جاہل مولوی کی تقریر بھی سنی تھی۔ جو آیات غلط پڑھتا تھا۔ اور بے سروپا باتیں کرتا تھا۔ شام کو مسیح الزماں حکیم خسرو شاہ نظامی نے کھانا بھیجا تھا۔ بمبئی سے بچوں کے روانہ ہونے کی ابھی کوئی خبر نہیں آئی ہے۔ چونکہ جہازی مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے اس واسطے ابھی جہاز چلنے کی امید نہیں معلوم ہوتی۔ آج کہیں سے کوئی خط نہیں آیا۔

رام چندر ریڈی نظامی اپنے وطن واپس چلے گئے۔ صحت خراب رہی۔ مگر نیند بہت اچھی آئی۔ اجابت بھی بہت زیادہ کیا۔

> جو مسلمان بیوی بچوں والا ہے وہ ان کا بادشاہ ہے اور اس سے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا برا سلوک کرنے کا حساب لیا جائے گا۔

## ۹ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

**نواب اکبر یار جنگ بہادر** آج میں نے نواب اکبر یار جنگ بہادر کے مکان پر جانے کا ارادہ اور سات دن قیام کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن حسین کچھ بیمار ہو گئے ہیں اس واسطے میں نے یہ ارادہ دو چار دن کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ تاہم بہزاد رکن نظامی کی موٹر میں نواب صاحب کے مکان پر گیا تھا اور وہ کمرہ دیکھا تھا جہاں ہفت روزہ قیام ہوگا۔ نواب صاحب نے ازراہ محبت و مہمان نوازی میری آسائش کا انتظام حد سے زیادہ مکلف انداز سے کیا ہے یہاں تک کہ بستر بھی مسہری میں ان کی طرف سے موجود تھا۔ نئی زندگی اور پرانی زندگی کے سب سامان تھے یعنی میز کرسی بھی اور فرش بھی۔ میں نے نواب صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور چند روز کے بعد آنے کا وعدہ کر کے واپس آ گیا نواب صاحب کے ہاں میرے دوست مولانا یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر بھی ملے تھے۔ جن کی کیفیت معلوم نہ ہونے سے میں بہت زیادہ پریشان تھا۔ آج ان کو زندہ سلامت دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ ڈاکٹر عبد الغفور صاحب دندان ساز کے مطب میں بھی گیا تھا۔ اور انتظامی پریس میں بھی گیا تھا۔ اور محبوبیہ کارخانہ جلد سازی میں بھی گیا تھا اور چوک کی مسجد کے سامنے پرانی کتابوں کے نامور تاجر کی دوکان پر بھی گیا تھا اور چند پرانی کتابیں لایا تھا۔ ایک ممتاز خاتون میرے لئے سیب کا مربہ اپنے ہاتھ سے بنا کر لائی تھیں۔ وہ آٹھویں دن ہر شنبہ کو ملنے آتی ہیں اور کچھ نہ کچھ لے کر آتی ہیں۔

## ۱۰ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدرآباد

**سردی بڑھ رہی ہے** خلاف دستور حیدرآباد میں سردی بڑھ رہی ہے۔ میرے پاس اور بچوں کے پاس گرم کپڑے نہیں ہیں۔ آج کپڑے بنانے کے خرچ کا تخمینہ کیا۔ خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے۔ کچھ بیمار ہو گئے تھے۔

> جو مسلمان کسی دفتر کا افسر ہے اس کے ماتحت اس کی رعیت ہیں اور اس کو ان کے اچھے برے برتاؤ کا حساب دینا ہوگا۔

**قرآن گیان ڈکشنری** } اردو ہندی میں لغات تیار کرنے کا خاکہ تیار کیا اور ۳ اشیرات آیات کتاب کا خاکہ بھی تیار کیا۔ اور وقت کی ضروریات میں کام دینے والی آیات بھی ایک جگہ قلم بند کیں۔ خطوں کے جواب بھی لکھے۔

**بچوں کی روانگی** } میرے بچے جمعہ ۱۰ دسمبر کو بمبئی سے جہاز میں روانہ ہوئے تھے۔ علی کے اور روحہ کے اور سید ابن عربی کے خطوط آئے ہیں۔ امید ہے کہ آج شام کو یہ سب لوگ کراچی پہنچ گئے ہوں گے۔ نواب سردار یار خاں نظامی آئے تھے اور کہتے تھے کہ باغ عام کی مسجد میں ہر جمعہ کو اعلیٰ حضرت آپ کو دریافت کرتے ہیں۔

## ۱۱ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

**دو مہینے کا روزنامچہ** } آج نومبر دسمبر دو ماہ کا روزنامچہ کاتب کو بھیج دیا۔ اخبار منادی دو ماہ کا اسی دسمبر میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جنوری ۱۹۴۹ء سے منادی ماہوار شائع ہوا کرے گا۔ اور اس میں ایک ماہ کا روزنامچہ ہوا کرے گا۔

**بطخ مرغی کی تومین** } میرے ہاں بطخیں اور مرغیاں پلی ہوئی ہیں۔ بطخ کے انڈے مرغی کے نیچے بٹھاتے تھے۔ کبھی مرغی انڈے سیتی تھی۔ کبھی بطخ سیتی تھی دونوں کے انڈوں سے بچے نکلے۔ مرغی کے بچے بطخ کے بچوں سے الگ صورت کے ہوتے ہیں مگر مرغی بطخ کے بچوں کو پالتی ہے اور بطخ مرغی کے بچوں کو ساتھ لئے پھرتی ہے ایسا نہ ہو کہ انسان یہ ملاپ سیکھ لے۔

## ۱۲ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدرآباد

**تین بجے رات سے کام** } آج دو بجے بیدار ہوا تھا۔ ایک گھنٹے کی عبادت کے بعد قرآنی لغات یعنی قرآن گیان کتاب کا کام صبح تک کیا تھا۔ پان پاس نہ تھے جس کے سہارے کام کرتا ہوں اس لئے چھالیہ اور تمباکو کھاتا رہا اور لکھتا رہا۔

اور جو مسلمان بچوں کو پڑھاتا ہے وہ ان کا بادشاہ ہے اور اس کو حساب دینا ہوگا کہ اس نے شاگردوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا برتاؤ تو نہیں کیا۔

دل کا دورہ } بعد مغرب ڈاکٹر خالق شریف صاحب حسین کے انجکشن لگانے آئے تھے۔ کیونکہ
ان کو انفلوئنزا بخار ہے۔ میں بھی بالاخانے پر حسین کو دیکھنے گیا۔ اس وقت مجھے دل کا دورہ ہو گیا
حسین نے پلنگ چھوڑ دیا۔ اور دواؤں کے تدارک میں مصروف ہوگئے اور میں ان کے پلنگ پر لیٹ گیا
ڈاکٹر صاحب نے قلب کا معائنہ کیا۔ کئی گھنٹے حالت خراب رہی۔ رات بھر دورہ کے اثر سے
کم ہوش اور کم حواس رہا۔ پچھلے رات بیدار رہ کر قرآن شریف کے لغات کا کام کیا۔ کمزوری بہت
تھی۔ مگر ہمت نے ساتھ دیا۔ اور صبح تک بہت کام تیار ہو گیا۔ یہ دورہ مٹھائی اور سیب کا
مربہ کھانے سے ہوا تھا۔

## ۱۳ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۸ء چہارشنبہ حیدرآباد

تیرہ تیزی } آج عورتوں کے خیال کے موافق صفر کے تیرہ منحوس دنوں کا آخری دن ہے
عورتیں چنے ابال کر نیاز دیتی ہیں اور نحوست دور ہونے کا یقین کرتی ہیں۔ مگر اس سال میری
عورتوں نے چنے نہیں ابالے۔ کیونکہ یہاں چنے اچھے ہی نہیں۔

عجیب دستور } آج صبح سے شام تک ہندو مسلمان بھکاری گھروں کے دروازوں پر بلند آواز
سے کہتے پھرے تیرہ تیزی ہے۔ خیرات دو۔ اور بھی کچھ الفاظ تیرہ تیزی کی نسبت کہتے تھے جو
میری سمجھ میں نہیں آئے۔ معلوم ہوا کہ حیدرآباد میں دستور ہے کہ ہندو مسلمان گھروں میں
عورتیں سات قسم کا اناج اور تانبے کے پیسے اور تیل صدقے میں فقیروں کو تقسیم کرتی ہیں۔

پنڈت سندرلال جی } آج کل حیدرآباد میں پنڈت سندرلال جی آئے ہوئے ہیں۔ اور
پنڈت جواہرلال نہرو کے حکم سے اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں۔

## ۱۴ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

قرآن کی عظمت } جوں جوں میری عمر بڑھتی ہے اور جوں جوں میں دنیا کے مصائب میں

---

اور جو مسلمان مزدوروں کا افسر ہو وہ ان کا بادشاہ ہے اور اس کو مزدوروں کے ساتھ
اچھا برا سلوک کرنے کا حساب دینا ہوگا۔

زیادہ مبتلا ہوتا ہوں اتنی ہی قرآن کی عظمت میرے دل میں بڑھتی ہے۔ کیونکہ ہر چیز کا حل قرآن سے ہو جاتا ہے اور میں روزانہ تہجد کے وقت قرآن شریف پر غور کرتا ہوں اور اس سے آیات اقتباس کرکے یاد کی کتاب میں لکھ لیتا ہوں۔

صحت بہت خراب ہے۔ بواسیر کا خون آرہا ہے۔ پیشاب کی تکلیف بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ تصنیف و تالیف کا کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے۔

## ۱۵ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**گھریلو دوا دارو** آج میں نے گھریلو دوا دارو کتاب شروع کی جس میں سب بیماریوں کا بیان رہے گا۔ اور دیدک یونانی ڈاکٹری دواؤں کا بیان ہوگا اور اس طرح کہ ہر گھر کی عورتیں خود علاج کر سکیں۔ اس کتاب کا نام "خود اپنا علاج" تجویز کیا ہے۔ اور اس میں قدرتی سائنس کے اصول سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے یا ایک ہزار یا پانچ سو یا ڈھائی سو یا سوا سو برس کی عمر ہو سکتی ہے اگرچہ آج کل تمام دنیا میں انسانوں کی عمر اوسطاً ایک سو کے اندر ہے۔ مگر حسن تدبیر سے اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

**علی کا خط** آج کراچی سے علی کا خط آیا ہے۔ لکھا ہے دہلی کے اور بستی کے بہت سے میرے غریب مسلمان جہاز پر لینے آئے تھے اور آپ کو یاد کرکے روتے تھے۔ مجھے یہ خط پڑھ کے رونا آگیا۔

**چمن آرا بیگم** مغرب کے وقت اپنے شوہر کے ساتھ ملنے آئی تھیں رات کے آٹھ بجے کے بعد واپس گئیں۔

**ولیمہ** آج خاموش شاہ نظامی کے لڑکے فیض الرحیم نظامی بی۔ اے کی دعوت ولیمہ میں اپنے سب بچوں کے ساتھ گیا تھا۔ دلہن عربی عالم ہیں اور مولوی ہیں اور شعر بھی کہتی ہیں۔ خاموش شاہ نے اپنی نظم بھی دی جو درج کی جاتی ہے۔ خاموش شاہ کے بچوں نے نذریں بھی دیں۔

**جمعہ کی نماز** آج اعلیٰ حضرت کے ساتھ باغ عامہ کی مسجد میں نماز پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے بہت

ہمدردی کے ساتھ میرے حالات پوچھے تھے۔

## ۱۶ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدر آباد

**بلی گم ہوگئی** میرے خلیفہ توکلی شاہ نظامی پہلے برما میں تھے۔ پھر میرے پاس جاپانی انقلاب کے وقت آگئے تھے۔ پھر ایک سال کے بعد ڈیرہ دون چلے گئے تھے اور اب لاہور میں ہیں۔ ان کی عمر (۸۰) برس سے زیادہ ہے۔ ان کی بلی مجھے بہت عزیز ہے۔ آج لاہور سے خبر آئی ہے کہ ان کی بلی گم ہوگئی ہے۔ اس بلی کی تصویر بھی آئی ہے جو سلطان احمد وجودی نظامی نے اپنے بچوں کے اخبار میں شائع کی تھی۔ مجھے پیاری بلی کے گم ہونے کا بہت صدمہ ہوا۔

## ۱۷ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدر آباد

**کتابوں کا شوق نہیں ہے** حیدر آباد میں کتابوں کی دوکانیں تو بے شمار ہیں مگر عوام کو کتابیں پڑھنے کا شوق بہت کم ہے۔ اس معاملے میں پنجاب سب سے آگے ہے وہاں کتابیں سب لوگ پڑھتے ہیں۔

**چنو نواب صاحب** آج صبح چنو نواب صاحب چشتی قادری ملنے آئے تھے اور میں بھی شام کو ترپ بازار میں ان کے مکان پر ملنے گیا تھا وہ مجھے ترپ بازار کا مکان رہنے کے لئے از راہ محبت دینا چاہتے تھے۔ مجھ پر ان کی اس بے غرض ہمدردی کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور میں نے شکریہ ادا کیا۔

**پنڈت سندرلال جی** آج رات کو ساڑھے آٹھ بجے حسین کے ساتھ سرکاری مہمان خانے میں پنڈت سندرلال جی سے ملنے گیا تھا۔ وہاں مولانا عبداللہ عمری صاحب بھی ملے تھے۔ پنڈت جی نے سگے بھائیوں سے زیادہ محبت وہمدردی کا برتاؤ کیا۔

**بیماری کی اذیت** آج ساری رات پیشاب کی بیماری کی اذیت رہی صبح تک بہت کم سویا۔

> بیویاں اپنے گھروں کی ملکہ ہوتی ہیں اور ان کو گھر کے نوکروں کے ساتھ بے انصافی یا انصاف کرنے کا حساب دینا ہوگا

۱۸ صفر ۱۳۶۸ھ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

سستی و کاہلی } مرطوب ہوا اور سیندھی تاڑی کے عام رواج کے سبب حیدرآبادی مزدور بہت سست اور کاہل ہو جاتے ہیں اور لیٹے فرش کو کوئی مزدور چستی اور پھرتی سے ادا نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہاں کسی مزدور کو چستی اور پھرتی سے کام کرتے نہیں دیکھا۔

وقتی جنتری تیار ہو گئی۔ اب دو مہینے کے روزنامچے منادی میں لکھوانے شروع کر دیئے ہیں۔

مسلمانوں کو نیا صدمہ کہ جاوا سماترا سے خبر آئی ہے کہ ڈچ حکومت نے کروڑوں مسلمانوں کے پایہ تخت پر قبضہ کر لیا ہے۔

۱۹ صفر ۱۳۶۸ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حیدرآباد

سائیکل رکشا } ہندوستان کے کسی شہر میں اتنی زیادہ سائیکلیں نہ ہوں گی جتنی حیدرآباد میں ہیں۔ میں سالہا سال سے حیدرآباد کو سائیکلوں کا شہر کہا کرتا ہوں۔ اب یہاں رکشا سائیکلوں کا رواج بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ ناکہ بندی کے زمانے میں رکشا سائیکلوں کا کرایہ بھی بہت بڑھ گیا تھا۔ سائیکل رکشا چلانے والے اچھوت قوم کے ہوتے ہیں۔ کہیں کہیں مسلمان بھی نظر آ جاتے ہیں۔

۲۰ صفر ۱۳۶۸ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۸ء چہار شنبہ حیدرآباد

چہلم } آج حضرت امام حسینؑ کا چہلم ہے۔ سرکاری دفتروں میں عام تعطیل ہے۔ نامور مجالس کے بلاوے آ رہے ہیں مگر میں جس مرض میں مبتلا ہوں کہ گھڑی گھڑی پیشاب آتا ہے۔ ایسی حالت میں کسی مجلس میں جانا دشوار ہے۔

۲۱ صفر ۱۳۶۸ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۸ء پنجشنبہ حیدرآباد

پانوں کی ارزانی } ناکہ بندی کے زمانے میں پان بہت گراں ہو گئے تھے۔ بعض اوقات

> رسول خدا کی حدیث بھی ہے اور ہر مسلمان بادشاہ ہے۔ اور ہر بادشاہ کو اچھے برے عمل کے حساب کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

دو آنے کا ایک پان ملتا تھا۔ مگر اب چار آنے کے سو آتے ہیں۔

**غلام حسین نظامی** کہ حیدرآباد کے قریب بہونگیر ایک مشہور مقام ہے۔ جہاں میرے پرانے مرید غلام حسین نظامی رہتے ہیں اور وہ ہمیشہ مجھے پانوں کی ڈھولیاں بھیجتے رہتے ہیں۔ اس سے میرے گھر میں پانوں کی خوب افراط رہتی ہے۔

## ۲۲ر صفر ۱۳۶۸ھ ۲۴ر دسمبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

**چقندر چار آنے کا ایک** کہ آل انڈیا ریڈیو میں سونے چاندی کا بھاؤ سناتے ہیں تو کہتے ہیں اشرفی (۵۰) روپے کی ایک۔ معلوم آجکل حیدرآباد میں چار آنے کا ایک چقندر بکتا ہے اور میں حیدرآباد کی گراں سبزیوں کے بھاؤ بتانے شروع کروں تو آخر میں کہوں گا چقندر چار آنے کا ایک۔

**جمعے کی نماز** کہ آج جمعے کی نماز اعلےٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی اور اعلےٰ حضرت نے حسب عادت بہت زیادہ شاہانہ التفات کا اظہار کیا تھا۔

**نہرو جی کی آمد** کہ آج جب ہم سوا بارہ بجے جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے تو پنڈت جواہرلال نہرو کا ہوائی جہاز حکیم پیٹھ اڈے پر اترا۔ بہت دھوم دھام سے استقبال ہوا۔

## ۲۳ر صفر ۱۳۶۸ھ ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۸ء شنبہ حیدرآباد

**حیدرآباد کی گاجریں** کہ دہلی میں گاجریں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ اودے رنگ کی بھی اور لال رنگ کی بھی۔ پہلے چار پیسے کی پانچ سیر آتی تھیں۔ اب ذرا مہنگی ہو گئی ہیں۔ تب بھی زیادہ سے زیادہ چار پیسے سیر آجاتی ہیں۔ مگر حیدرآباد میں گاجریں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ یعنے چھوٹے شلجم جیسی۔ نرخ ارزاں ہے مگر دہلی جیسی ارزانی نہیں ہے۔ زرد رنگ کی انگریزی گاجریں ذرا بڑی ہوتی ہیں۔ شروع میں ایک دفعہ منگائیں تو تین روپے سیر آئیں تھیں مگر اب سب ایک آنے سیر آجاتی ہیں۔

> خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے تم کو کوئی مصیبت پیش نہیں آتی مگر تمہارے ہاتھوں کے کرتوت اور عمل تمہارے سامنے آتے ہیں اپنے عمل درست کرو مصیبت دور ہو جائیگی

# حزب البحر کی دعا کا ترجمہ

از شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی

بلندی والے عظمت والے، علم اور دانش والے تو میرا رب اور کیا اچھا، تجھ پر بھروسہ
کیا اچھا، جس کو چاہے نصرت دے، تو ہے غالب۔ تجھ سے رحمت میری سن۔ اپنی حفاظت
مجھ کو دے۔ حرکت ہو، تو فضل میں تیرے چپکا رہوں، آغوش میں تیرے، بولوں کچھ تو تیرا
سہارا۔ چاہوں کچھ تو اس میں سہارا۔ شک کی الجھن۔ وہم کی دھڑکن، الٹے سیدھے ظن
کی آفت۔ سب ہیں دل کے پردے کالے۔ غیب کے در پر ڈالیں تالے۔ ان سے بچالے۔ ان سے بچالے۔

دیکھ تو تیرے مومن کیسے، آن پڑے منجدھار کے اندر، زیر و زبر ہے حالت ان کی
کشتی ان کی ڈوبی ڈوبی۔ جھوٹے منافق اور وہ بیری جن کو عداوت تجھ سے ٹھیری، بولی
ٹھٹھولی تجھ پر ماریں۔ نبی پیارے کی ہنسی اڑائیں۔ اور کہیں سب جھوٹا تھا وہ جس کا وعدہ
رب نے کیا، پکے کر دے قدم ہمارے، اور بھیج دے ہم پر نصرت اپنی۔ کر دے مسخر موجوں کو جن
سے روانی بحر میں ہے۔ جیسے مسخر دریا کو موسیٰؑ نبی کے آگے کیا، آگ کے شعلے اٹھتے ہوئے
ابراہیمؑ نبی کے آگے بجھے جیسے لوہے پتھر کو، داؤدؑ نبی نے موم کیا۔ جیسی تیز ہواؤں کو، شیطانوں
اور جنوں کو سلیمانؑ نبی کا زیر کیا۔ کر دے مسخر ہم پر بھی، عرشی فرشی دریا سب۔ ملک کو بھی
ملکوت کو بھی، دنیا کے موجود کو بھی اور عقبیٰ کے موعود کو بھی۔ کر دے مسخر ہر شے کو اے میرے
یکتا مالک کل، کاف پکاروں، ھا پکاروں یا کہوں یا عین میں دیکھوں کس پہ تیرا صاد ہم
کو مدد دے اچھے ناصر۔ ہم کو فتح دے اچھے فاتح۔ بخشش دے ہم کو بخشش والے۔ رحمت کر اے
رحمت والے۔ رزق عطا کر اچھے رزاق۔ رستہ بتا دے ہدایت کا، پنجہ ہٹا دے ظالم کا۔ بگڑی

جو مسلمان ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں قرآن مسلمانوں کا فرض بتاتا ہے
کہ وہ ان مہاجر مسلمانوں کو اپنا سگا بھائی سمجھیں اور ان کی مدد کریں۔

ہماری ہوا بنا دے اپنے گھر کی ایسی ہوا دے۔ رحمت تیری جوش میں آئے۔ غیبی خزانے خوب
لٹائے اور ہم کو اٹھائیے اپنے کرم سے۔ زندہ رہیں ہم پورے بھرم سے۔ دین میں اپنے پکے رہیں
اور دنیا میں بھی سچے رہیں۔ آخرت کا بھی دھیان رہے۔ سالم یہ ارمان رہے۔ تجھ میں قدرت سب
کچھ ہے۔ تو اگر چاہے تو سب کچھ ہے۔ مولی مولی اور بھی سن۔ ہم ہیں نرگن تو با گن ہم کاموں میں
آسانی ہو ایسی جیسے پانی ہو۔ دلوں کی راحت ساتھ رہے اور جسموں پہ بھی ہاتھ رہے۔ دین سلامت
دنیا بھی۔ گھر میں رفاقت باہر بھی۔ پردیس میں تو دمساز بنے اور دیس میں تو ہمراز بنے۔ جتنے جلاسے
دشمن ہیں قہری طمانچے ان کے لگیں جس سے ان کے چہرے مٹیں ایسا غضب ہو ان پر نازل جس سے
نہ پائیں اپنی جگہ سے، کرنے نہ پائیں وار وہ ہم پر۔ ایسی قدرت ہم کو عطا کر۔ اندھا کر دیں اعدا کو
جب نور نہ ہوگا آنکھوں میں اور دوڑیں گے وہ چلنے کو تو کیسے چلیں گے وہ سیدھا رستہ۔ جب تیری
نصرت ساتھ رہے۔ تو دشمن کی کیا ساکھ رہے۔ ایسا دبائیں اس کو ہم۔ اور قید کریں ایک کونے میں
آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے ڈگڈا بس مر کے مٹے۔ صدقہ اس یاسین کا رب۔ دیا جسے قرآن حکیم کہا جسے
تو مرسل ہے اور راہ حق کا واصل ہے عزت بہت جس کو دی، اور نازل اس پر وحی ہوئی جس نے
ڈرایا قہر سے تیرے۔ غافل سرکش قوموں کو۔ وہ قومیں جو بھول میں تھیں۔ جن کے بڑوں کو خوف نہ تھا
غفلت میں جب دیکھا ان کو حق کا کلمہ ان سے کہا۔ جب پورا اس نے قول کیا اور دل نے سب کا احیا کیا۔
پھر اس پر ضدی سنکر ہوئے اب تو بھی بتا کیا چارہ رہا۔ بس ڈال دے ان کی گردن میں۔ بھاری بھاری
طوق پڑے۔ ٹھوڑی تک جو پھیلے رہیں اور گردن کو جو قید رکھیں آگے ان کے پہرہ ہو۔ اور پیچھے ان کے
پہرہ ہو۔ پہروں میں وہ ایسے گھریں۔ دیکھ سکیں نہ دنیا کو۔ شکلوں پر پھٹکار پڑے اور رسوائی کی
مار پڑے۔ تیرے در سے اے زندہ تیرے گھر سے اے قائم اور ذلت ان کی پوری کر جیسا انہوں نے
ظلم کیا۔ طسم۔ حم عسق۔ قدرت مخفی مولا نے دو دریاؤں کو جاری کیا اور دونوں کو

پہنچتے ہیں۔ پھر رحمت حق نے دونوں کو ملنے سے باہم روک دیا جنت مذکور کام میں گرمی آتی ہے۔ مغفرت رب کی پائی ہے پاک خدا ہے اپنا ٹھکانا۔ جس کے فرشتے نازل ہوئے۔ جس نے خطا کو معاف کیا۔ سزا بنا چکا۔ حم میں اعلیٰ یعنی خدائے واحد کہا۔ اس گھر کو دیکھا کیا بنا۔ بسم اللہ کا دروازہ ہے تبارک کی دیواریں ہیں۔ یٰسین کی برکت چھت میں ہے کٓھٰیٰعٓصٓ اس کو کفایت ہے حمٓعسٓق کی جب حمایت ہے۔ تمام خدا بس کافی ہے۔ جب عرش کا دامن تھام لیا۔ اور حق کی نظریں ہم پر پڑیں۔ پھر کس کی قدرت آگے بڑھے اور حد میں خدا کی ہم سے لڑے۔ قرآن میں ایسا لکھا ہے۔ محفوظ نوشتہ کہتا ہے۔ اچھی حفاظت مولا کی جس کی ولایت نازل ہے۔ جس نے سنبھالا نیکوں کو۔ بس اس پہ بھروسہ اپنا ہے۔ نام میں جس کے اثر ہے ایسا۔ پڑھو اسے تو مٹے ضرر۔ ساری قوت اس کے بل پر۔ وہ رب ہمارا عزت والا۔ حمد ہو جتنی تھوڑی ہے۔ رحمت اس کے رسولوں پر، پاک نبی محمدؐ پر۔ اور ان کے سب یاروں پر آل اور سب گھر والوں پر۔ رحمت والے مولا کی۔

---

# مست الست کی دعا

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

بجلی میں چمکنے والے۔ چاند میں جھلکنے والے۔ رات کے اندھیرے۔ سورج کی روشنی۔ آسمان کی بلندی۔ دریا کی روانی۔ جنگل کی سنسانی۔ دلگیری و دلداری کے مالک عرش کی اقامت میں جد دل کا گھر نہ میں خدا ہم تیرے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ اگر تو عرش پر ہے۔ ہم کو سربلند کر۔ فرش میں ہے تو وسعت و شانِ قدمی عنایت فرما۔ دل میں ٹھکانا ہو تو اس کو اپنے رہنے کے قابل بنا دے رگ جان میں ہے تو خون میں اپنی شان اور آن بان کا جوش پیدا کر۔ اگر تو ہر جگہ ہے تو ہم کو بھی ہر جگہ پہنچا۔

| جو مسلمان مہاجرین کی مدد نہیں کرتے وہ ان کو اپنے سر کا بوجھ سمجھتے ہیں ان کے لئے دوزخ میں آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ |
|---|

تو عالم ہے۔ اپنے علم کا حصہ ہم کو بھی دے۔ رزاق ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے رزق بانٹ۔
رحمن ہے رحمت نازل فرما۔ قہر و جبر کی تلوار ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں نہ دے۔ خیر کو وسعت
دے کر شر سے بچا۔ ہماری آنکھ بن تجھ سے دیکھیں۔ کان بن تجھ سے سنیں۔ زبان میں تو ہی
بول۔ ہاتھ سے تو ہی کام کر۔ تو بعید ہے تو قریب آجا قریب ہے تو اقرب ہو جا۔ اقرب ہے تو
"نحن اقرب" کا حجاب بھی اٹھا دے۔ پھر ہم اور تو کا لفظ بھی فنا ہو جائے۔ اور فنا کو بھی ایسی
فنا ہو کہ ازل سے ابد۔ عدم سے نمود۔ نمود سے عدم۔ جہاں تلاش کریں۔ اس کا وجود بصارت
و بصیرت کو نظر نہ آئے۔ اے حمد و ستائش کے قابل خدا۔ تو خود آ۔ تاکہ ہم تیری تعریف کریں
تیری تعریف اور تیرے رنگ برنگ کے ناموں کی تعریف۔ تیرے اچھے اچھے کاموں کی
تعریف اوگاڈ۔ یورپ کے منکروں کا انکار اقرار سے بدل دے۔ ان کے پیاسے دل کو روحانی
تھیلی کی ایکتا۔ مگر وہ بھی تیرے دوں عنایت فرما۔
ہے پربھو پرشوتم پرم آتما۔ اگر تو نرگن ہے ہم کو سگن بنا دے۔ نراکار ہے۔
تو ہماری سو ہوم شکلیں بھی مٹا دے۔ سگن بن جا۔ ساکار ہو جا۔ اور اپنی پریم شکتی کو
دنیا میں پرگھٹ کر۔ ہم کس سے فریاد کریں۔ تیرے سوا کس کو دیکھیں۔ اے کعبے کے سیاہ
پوش مکان پر خاص نظر رکھنے والے۔ اے صلیب کی صورت کو عزت دینے والے۔ اے
ہر دوار کے دوارے رہنے والے۔ تجھ کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ تو ہی ہے اور کوئی نہیں
تو نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اور یہ جو کچھ ہے کچھ بھی نہیں۔ تو ہی تو ہے۔ اور بس۔ تو دیکھتا ہے
مگر ہم بھی دکھانا چاہتے ہیں تو سنتا ہے مگر ہم بھی سنانا چاہتے ہیں۔ سن اور دیکھ۔ امیدیں
ڈوب رہی ہیں۔ ارمان کچلے جا رہے ہیں۔ ماتم برپا ہے۔ نوحوں کا شور مچ رہا ہے۔
یہ ملک ہندوستان اس کو تیری امان۔ فساد و خونریزی قحط و بیماری کاہلی و بیکاری

پاکستان کا جو مسلمان مہاجرین کے ساتھ ایک نیکی کرے گا۔ اس کو دنیا میں دس اور آخرت
میں ستر نعمتیں ملیں گی اور غلامی کے دل کی سب مرادیں پوری کر دیگا۔

سب آفتوں سے جو زمین کی ہوں یا آسمان کی۔ مشرق کی ہوں یا مغرب کی۔ دین کی ہوں یا دنیا کی حفاظت دے۔

مسلمان بے یارو مددگار مسلمان غریب ولاچار مسلمان کسی زمانے کے تاجدار مسلمان وہ جو بھوکے سوتے ہیں بھوکے بیدار ہوتے ہیں۔ وہ جو ٹھکرائے جاتے ہیں جن پر رونے والے بھی ہنستے ہیں۔ خدا وہی تیرے پیارے محمدؐ ! ہم اس نام پر فدا ہو جائیں کہ پیارے مسلمان آج زمین و آسمان میں ان کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ نرم غالیچوں کے بدلے خاک کے بچھونے پر پڑے ہیں۔ مگر اب بھی گردش کو چین نہیں۔ وہ اس سے بھی گئے گذرے۔ ذلت کے گڑھے میں ڈالنا چاہتی ہے تو ان کی حمایت کر۔ صدقہ مدینے کی گلیوں کا۔ صدقہ اس خاک کے ذروں کا جو تیرے رسولؐ کے قدموں سے پامال ہوئی۔

---

# دعائے بیقراری

## دل آشفتہ کی بکا و زاری

### از:۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی

الٰہی تجھ سے کیوں کر مانگیں۔ دل کو قرار نہیں۔ طبیعت کو یکسوئی نہیں۔ زبان میں گویائی نہیں۔ پہلے قرار دے۔ اطمینان عطا فرما۔ بولنے اور مانگنے کی طاقت مرحمت فرما۔

یا اللہ تو دیکھتا ہے کہ بجلی کی روشنیوں سے آنکھوں پر۔ انجن کی چیخوں اور توپ کی گرجوں سے کانوں پر اور الحادی فلسفے کی دلیلوں سے عقل و حواس پر حملے ہو رہے ہیں نور علوی کو ظاہر کر تاکہ برقی زمانہ ہو۔ حیدری نعرے کو بلندی دے جس سے عارضی

پاکستان کا مسلمان مہاجرین کو ستا کے تھا ۔ تعصبانہ سلوک کیا بے مروتی کرے گا خدا اسی دنیا میں اس کو اس سے زیادہ مصیبتوں میں مبتلا کر دے گا۔

جائیں پست ہوں۔ علوم ربانی کے باب کھول۔ جو عقل و حواس اپنی ہستی کو بچائیں۔
اے بےکسوں اور لاچاروں کی پناہ! ہماری مرادوں کو پورا کرنے والے ہم کو اپنے در کے سوا کسی اور کے آگے نہ جھکا۔ معاش کی طلب میں در در کی ٹھوکریں نہ کھانے دے۔ اپنے غیب کے خزانے سے رزق عنایت کر۔ بے اولادوں کو ایسے فرزند مرحمت فرما جو دین اسلام کے سپوت ہوں۔ اور مجھ موجود بے وجود کو بھی توفیق دے کہ زمانے کے فیشن اور تماشائی نفاق آمیز اعمال سے محفوظ رہوں۔ جو کچھ کہوں وہی کروں اور تیری رضا کی حد سے آگے نہ بڑھوں

## بھگت کے بس میں آ بھگوان

## یا رحمٰن یا سبحان

## تیری سمرن جپوں آگے سیس دھروں کیسے

## بھگتی کروں؟

## اے بھگوان اے سبحان اے رحمٰن

موسیٰؑ کے زمانے کا چرواہا ہوتا۔ تجھ کو اپنے گھر بلاتا۔ پاؤں دباتا۔ سر دباتا۔ ٹھنڈا ٹھنڈا دودھ پلاتا۔ تو سوتا تو پنکھا جھیلتا۔ تو سنتا تو گانا گاتا۔ رونا۔ رولاتا جاتا تو روکتا۔ پیروں پڑتا۔ ہاتھ جوڑتا۔

داتا تو کہاں ہے۔ میرے من کی بپتا کے دیکھن ہار مولا مولا۔ من۔ الجھنوں میں ہوں

گردشوں میں ہوں۔ بے قراری دیکھ۔ آہ وزاری دیکھ۔ اشکباری بھی۔

آنسو دے ان میں نہاؤں۔ سوزش دے تڑپوں۔ لوٹوں تجھ کو پاؤں۔ بلال کا دل دیدے۔ در آستاں پہ سر ٹکراؤں۔ عزت تجھ سے ہے۔ ذلت تجھ سے ہے۔ راحت تجھ سے ہے میرے پربھو بھگوان اپنے بھگت کے بس میں آجا۔ دے جا۔ دلا جا۔

یہہ رات کیونکر کٹے۔ تو یاد آتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اپنے داس کو درشن دے۔ روپ دکھا جلوہ افروز ہو۔ آنکھ بے ہوش اور بن سنتوش ہو۔ کس کا بلقان کیسا ایران تیری رحمت کا چشمہ اور اس میں اشنان اسی میں ہے دونوں جہان۔ رین اندھیری، بدلی کالی راستہ بھاری۔ دشمن سر پہ غفلت دل میں۔ ہاتھ پکڑ بھگوان میں قربان تجھ کو دیکھوں۔ اور نہ دیکھوں کوئی۔ سب ہوں گم۔ تو کہے گر تم۔

شوکت والے طاقت والے۔ توپوں اور سنگینوں والے۔ زخموں اور مرہم والے۔ دکھ کے سر تا سکھ ہمر دپ، تیرے بھوکے تیرے پیاسے۔ یہ ہے اچھا تو ہو پاس۔

پھول بھی تو اور خار بھی تیرا۔ نور بھی تو اور نار بھی تیری۔ آنکھیں میری سب کچھ تیرا۔ اور نیو کے اندر ڈیرا تیرا۔ بس میں آ بھگوان۔

سر ہے حاضر کھینچ کٹاری۔ عشق کی اگنی چیتا ہماری۔ ست پکاریں۔ ست بن جائیں جیر تو تیاگیں۔ کل ہو جائیں۔ یثرب پہنچیں۔ کہ دیکھیں۔ بیچ سمندر جھنڈا گاڑیں جہندی باپو کو نجیں گرجیں۔ ان کے آگے چل کر کرلیں۔ تیر چلیں سب سینوں پر۔ دشمن چھید سنگینوں پہ تو ہو بس میں سب ہوں بس میں۔ حسن نظامی کس کا بندہ۔ وقت کٹھن ہے انکا جھنڈا بھگتی اپنے من کو دے بھارت سیوا سب کو دے بس میں آ بھگوان۔

تیرے نام کو پرنام یَاذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْاِکْرَام

قرآن میں مسلمان کی پہچان یہ آئی ہے کہ مسلمان روپیہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اور دوسروں کی مدد کرتا ہے

# آنسو بھری آنکھ کی التجا

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

میرے مالک پچھلی رات ہے۔ سب سوتے ہیں تو جاگتا ہے۔ میں جاگتی ہوں تو سامنے کے آسمان میں ہے۔ یا خود میرے اندر کے مکان میں ہے۔ جہاں ہے میری التجا کو سن۔ صبح کا نور چمکنے سے پہلے تاروں کی روشنی چھپنے سے پیشتر پرندوں کی نغمہ خوانی سے قبل میری مراد مجھ کو دے۔ یہ سامنے تیرے اجمیری پیاسے کا سفید گنبد ہے اس کلس پر اپنا دیدار دکھا۔ اس کو طور بنا اور مجھ کو موسوی بصیرت دے اور تو جلوہ افروز ہو۔ آنسو کا پردہ تیار ہے۔ اور کوئی دیکھنے نہ پائے گا۔ چپکے سے اس کے اندر آجا تاکہ تجھ کو اپنی بپتا سناؤں۔ کلیجے کے زخم کھول کر دکھاؤں۔

دن بھر ان بے قراروں کی دید میں گذر گیا۔ جو اجمیری وسیلہ گاہ میں تجھ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ الٰہی قرض کے بوجھ نے پیس ڈالا۔ اپنے خواجہ کے صدقے میرے بازو ہلکے کر۔ دوسرے کی فریاد تھی۔ مولا ناگہانی بلا نے گھیر لیا۔ خواجہ کے ہاتھ سے اس آفت کو دور فرما۔ تیسرے کی فریاد تھی۔ گود خالی ہے سب بے چراغ ہے۔ اولاد کے لئے جی ترستا ہے۔ ارمان کا باغ اجڑا جاتا ہے۔ خواجہ کے وسیلے میرا دامن بھر دے۔ چوتھا مرض جسمانی میں مبتلا تھا۔ روضۂ خواجہ سے سر ٹکراتا تھا۔ اس کی بھی تجھ سے آس تھی اور خواجہ کے در کی ڈھارس پاس تھی۔ پانچواں رزق کا بھوکا۔ ہاتھ خالی پیٹ خالی۔ خواجہ کے دروازے پر تجھ کو پکارتا تھا اور روٹی کا ٹکڑا مانگتا تھا۔ چھٹا آتش عشق میں جلتا تھا۔ آہ شرر بار کھینچتا غلاف خواجہ پر مایوسانہ ہاتھ مارتا تھا کیونکہ اس کو یہ یقین تھا کہ غلاف خواجہ کے اندر تیرے پاس جانے کا راستہ ہے۔

---

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کھانا کھلاؤ۔ اپنے باطنی کمال کو مخفی رکھو اور اپنے عقائد پر ثابت قدم رہو۔

اور تیرے پاس جاکر شربت وصل کا جام میسر آسکتا ہے۔ ساتواں بچہ اور کہتا تھا۔ دیوانہ تھا۔ مستانہ تھا۔ کائنات اور ہستی موجودات کے سمجھنے کو اور اس کے گورکھ دھندے کو ناوانی کی انگلیوں سے سلجھا کر الجھا رہا تھا۔ اور خبر نہیں کیا کیا بڑبڑا رہا تھا۔

ان نظاروں سے تھکی ماندی اپنی عاجز بندی چشم اشکبار کی التجا پر رحم کر دے اور ان سب کی مرادوں کے ساتھ جن کا ذکر اوپر آیا ہے میری درخواست بھی قبول فرما۔

---

# تو ہی ہے اے خدا

## از خواجہ حسن نظامی

لوہے کے قلم کو لال نیلے آنسو دینے والے۔ لوہے کی توپ کو آگ کی آہ بخشنے والے تو ہی ہے جس کے نام سے ہر چیز شروع ہوتی ہے جس کے پرتو سے بڑھتی پھیلتی ہے اور جس کے اشارے سے نابود اور فنا ہو جاتی ہے۔

ہر صورت دوسری شکل سے نرالی ہے۔ یہ تیرے شجر قدرت کی ایک معمولی سی ڈالی ہے۔ آدمی آدمی سے جدا۔ جانور جانور سے جدا۔ درخت سے درخت علیحدہ۔ پہاڑ ہے تو ہر ایک اپنی صورت میں سب پہاڑوں سے الگ۔ دریا ہے تو وہ بھی اپنے رنگ اور وضع و قطع میں دوسرے دریاؤں سے انوکھا تیرے ڈنکے میں فرق و امتیاز ہے۔ واہ مولا تیرا کیا راز و نیاز ہے۔

بولیاں رنگ برنگ کی بنائی ہیں اور ہر بولی میں اپنی شانیں چھپائی ہیں۔ حرفوں کو عجیب عجیب وضع کے کپڑے پہنائے ہیں کسی سے کہا اوپر سے نیچے آؤ۔ کسی کو حکم ملا دائیں سے بائیں کو چلو۔ کوئی بائیں سے دائیں کو ہانکا جاتا ہے۔ کسی کا نام عربی رکھا۔ کسی کو چینی کہا۔ کوئی

---

حضرت خواجہ صاحب اجمیری نے فرمایا ہے چشتیہ خاندان میں کھانا کھلانا دست غیب ہے اور کیمیا کا نسخہ ہے۔ جو اپنی دولت بڑھانی چاہے کھانا کھلایا کرے۔

ہندی ہے اور کوئی انگریزی ہے۔ غرض عجب ہنگامہ رنگا رنگی اختلاف ہے اور پھر ہر جگہ مطلب ایک صاف صاف ہے۔

بس کب تک کہوں تو ہی تو۔ تو اب تک سنے تو ہی تو۔ کہنے اور سنانے کا وقت ہو چکا اب فعل اور عمل میں جلوہ افروز ہو۔ اس پرانے لفظی حمد و ثنا کے عوض نئی معنوی تعریفیں حاصل کر۔ ذرا تو ہی دیکھ کیسی چوڑی چکلی صاف ستھری سڑکیں آدمیوں نے بنائی ہیں۔ جگہ جگہ سنگی پہرے دار کھڑے کر دیئے گئے ہیں جو راستہ چلنے والوں کو بتلاتے ہیں کہ کتنا راستہ طے کیا اور کتنا باقی ہے۔ کچی سڑکیں ہیں پکی سڑکیں ہیں۔ لوہے تک کی سڑکیں بن گئی ہیں مگر بتا تجھ تک کونسی سڑک جاتی ہے۔ تیرا پتہ کس پتھر پر لکھا ہے؟ سمندر کہتے ہیں ان کی موجوں اور کف آلود جوش و خروش میں تیرا نشان ہے۔ کنارے آواز دیتے ہیں ہماری بیچارگی و افتادگی میں تیرا نشان نہاں ہے۔ آہ سینہ سے نکلتی ہے تو کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ اس خلجان کے اندر تو ہی ہے واہ زبان پہ آتی ہے تو تیرا نعرہ مارتی سنی جاتی ہے۔ روئی دھننے کے ہاں پاش پاش ہو جاتی ہے اور تیرا گیت گائی جاتی ہے۔ لوہا آگ میں تپتا ہتھوڑوں سے کٹتا پٹتا ہے مگر تیری سرمدی صوت اور تیری ابدی صورت کو فراموش نہیں کرتا۔ اے خدا یہ تو نے رحمۃ اللعالمین کا لقب کس بشر کو دیا ہے۔ وہ سورج ہے چاند ہے تارہ ہے یا مٹی کا دیا ہے۔ سراج منیر کس کی شان میں فرمایا اس روشن چراغ تک ذرا ہم کو بھی پہنچا دے ہم بھی اپنے بجھے ہوئے چراغوں کو اس سے روشن کر لیں۔ وہ چاند سورج تارہ نہیں مٹی کا چراغ ہے مگر دو سروں میں اپنی روشنی ڈال سکتا ہے اس لئے سب سے اعلےٰ و برتر ہے ہم اس کو چاہتے ہیں جس کی زلفیں اندھیری رات کی طرح کالی تھیں جس کا چہرہ صبح نورانی روشنی کی مثل منور تھا وہ جو خلق عظیم کا درجہ لیکر اس دنیا میں آیا تھا جس نے عیش و راحت تیرے نام پر لٹایا تھا۔ وہ جو میدانوں میں تلوار

ہندوستان کے مسلمان ان ہندو اور سکھ پناہ گزینوں کو قرآن کے حکم کی بموجب سہارا دیں اور مدد کریں جو ترک وطن کر کے ہندوستان میں آ گئے ہیں

کھینچ کر نعرہ حق بلند کرتا تھا۔ برچھیوں کو بہادروں کے سینے پر مارتا تھا۔ تیروں کو چلّے پر چڑھا کے دل و جگر میں
اتار دیتا تھا۔ وہ جو خود بوریئے پر بیٹھتا تھا اور دوسروں کو شاہانہ تخت دیتا تھا۔ وہ جو کمبل کا کرتہ پہنتا
تھا اور اپنے غلاموں کو سلطانی قبائیں بخشتا۔ جو کھانا کھاتا تھا اور ہمارے لئے پلاؤ قورمے پکوا کر رکھتا
جاتا تھا۔ وہ جو راتوں کو جاگا اور ہمارے لئے پاؤں پھیلا کر سونے کا سامان کر گیا۔ وہ جو تیرے آگے آنسو
بہاتا تھا کہ میری امت کو ہنسا رکھ۔ وہ جو بیماروں کی مزاج پرسی کو خود ان کے گھروں پر جاتا۔ گھر والوں کے
ساتھ ہو کر گھر کا کام کرتا۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتا۔ یہاں تک کہ اپنی جوتی خود ہی گانٹھ لیتا تھا۔ پھٹے کپڑوں
میں آپ ہی پیوند لگا لیتا تھا۔ اس کو تو نے ہمارا آقا مولیٰ بنایا ہے۔ اس واسطے ہمارا حق اس پر آیا ہے۔ ہم کو
اجازت دے کہ اس کا ذکر ادب سے کریں۔ اور پھر کہیں کہ وہ جو لوگوں تک کو پہلے خود سلام کرتے تھے۔ غریبوں۔
مسکینوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ مفلس و بیمار کو حقیر نہ جانتے تھے۔ لاچار بیوہ عورتوں کے
سودے بازار سے خرید کر اپنے کندھے پر رکھ کر لاتے تھے جنھوں نے کام کے وقت کبھی اس کی پرواہ نہ کی
کہ دور جانے کیلئے سواری موجود ہے یا نہیں اکثر پیدل پا برہنہ۔ سر برہنہ چلے جاتے تھے۔ دینی لڑائی
کے سوا کسی پر وار کرنے کی پہل نہ کرتے تھے۔ اپنے اصحاب سے اس طرح مل جل کر بیٹھتے تھے کہ اجنبی کو یہ
نہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور کونسے ہیں۔ وہ جب بیٹھنے کے لئے بچھونے کا انتظار نہ کرتے تھے اگر بچھونا نہ ہوتا تو
بے تکلف زمین پر لیٹ رہتے تھے۔ تو ہی اے خدا اس حبیب کا راستہ بتا۔ اس کا اسوۂ حسنہ دکھا تاکہ ہم سب
تیری کھینچی ہوئی لکیر کے فقیر بنیں اور ہماری رفتار تیری اور تیرے بھیجے ہوئے رسولؐ کی رفتار گفتار و کردار
پر ہو۔ جہاں تک حالات معلوم کریں تو سیروا فی الارض کا ارشاد سامنے ہو۔ علمی چرچوں میں آئیں تو
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ کو سامنے لائیں۔ صنعت و حرفت کا خیال ہو تو الکاسب
حبیب اللہ فریضہ ہے۔ سیاست ہو تو وہ جو تیرے رسولؐ نے بتائی۔ معاشرت ہو تو وہ جو تیرے فرستادہ
نے بتائی۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ بولنا۔ چالنا۔ کھانا پینا۔ رہنا سہنا۔ لڑنا جھگڑنا غرض ہر حصۂ زندگانی میں جو لیں
مگر تیری اور تیرے رسولؐ کی پیروی سے ایک قدم باہر نہ دھریں۔

اگر ہندوستان اور پاکستان انسان کا اطمینان چاہتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو قرآن کی
تعلیم پر نظر رکھنی چاہیئے خاص کر پاکستان کی مسلمان حکومت کو۔

از حبیب منزل۔ جوبلی ہل۔ حیدرآباد دکن

# تمام ناظرین منادی کے نام

## حسن نظامی دہلوی کا خط

زندگی کے تھکے ہوئے مسافر حسن نظامی دہلوی کی طرف سے ان قدیم و جدید ناظرین منادی کی خدمت میں یہ کھلا خط اخبار کے ساتھ تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو منادی کے خریدار ہوں یا پڑھنے والے ہوں یا پہلے کبھی منادی یا میری کوئی تحریر پڑھتے رہے ہوں کہ وہ اپنا تذکرہ پانچ سطر کا مجھے بھیج دیں۔ پانچ سطر سے زیادہ نہ ہو۔ کم ہو تو حرج نہیں۔ تذکرے میں صرف نام اور خاندان اور گذشتہ اور موجودہ کام اور گذشتہ اور موجودہ پتہ کا لکھ دینا کافی ہے۔ یہ درخواست اس لئے ہے کہ میں اپنی تحریر سے تعلق رکھنے والوں کو ہمیشہ کے لئے کاغذی دنیا میں زندہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہندوستان اور پاکستان اور وہ سب ملک جو عوامی حکومت اور عوامی فلاح اور فائدوں کے گیت گاتے ہیں یہ تذکرہ پڑھ کر شرمائیں کہ وہ سب عوام کی ہمدردی کا ذکر محض اپنی بادشاہی کے لئے کرتے ہیں اور عوام کے بقائے نام سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی۔

مصنف اور اخبار نویس لوگ بھی اپنے ناظرین سے بس اتنا تعلق رکھتے ہیں کہ عوام ان کی کتاب اور اخبار خرید لیں۔ اس کے بعد ان کو عوام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ مگر میں ان سب کے نام کو اپنے نام کے ساتھ زندہ اور برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔ اور جمہوری بادشاہوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ انسانی مساوات اور اسلامی مساوات کا جذبہ بادشاہوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ان میں ہے جو تصوف سے اپنی زندگی کو آراستہ کرتے ہیں۔

دوام کی بقا صرف خدا کی ذات کے لئے ہے اس لئے جو انسان خدا پرستوں اور [illegible]

کے ساتھ رہتے ہیں خدا ان کے ذکر اور ان کے نام کو دوامی زندگی عطا فرما دیتا ہے۔ دنیا پرستوں اور مادہ پرستوں کی زندگی دوامی نہیں ہوتی مگر دین داروں کی زندگی ہمیشہ زندہ رہتی ہے

## ناظرین سے کون مراد ہیں؟

وہ جنھوں نے میری کوئی تحریر پڑھی ہو چاہے وہ میرے موافق ہوں یا میرے خلاف ہوں میں ان سب کا ذکر اس کتاب میں درج کرنا چاہتا ہوں جس کا نام عوامی تذکرہ رکھا گیا ہے۔

اور ناظرین سے وہ بھی مراد ہیں جنھوں نے درویشوں اور صوفیوں کے کسی سلسلے میں کسی بزرگ سے بیعت کی ہو۔ وہ مجھے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں مگر میں ان سب کو بقائے دوام میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرے بزرگوں نے فرمایا ہے اَلْفُقَرَاءُ کَنَفْسٍ وَاحِدٍ۔ سب درویش ایک جان اور ایک وجود اور ایک نفس ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر سلسلہ درویشی سے تعلق رکھنے والا ایک وحدت کا ممبر ہے۔

## جو یہ خط پڑھے

اس پر لازم ہے کہ وہ خود اپنا حال فوراً بھیجدے۔ اور اس کو جتنے آدمی ایسے معلوم ہوں جو درویشوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ذکر بھی لکھ دے۔

## عورتوں اور بچوں کا تذکرہ

جو لوگ خدا کو مانتے ہوں اور خدا والوں کو بھی مانتے ہوں وہ چاہیں ہندو ہوں یا مسلمان ہوں۔ سکھ ہوں یا عیسائی ہوں۔ پارسی ہوں یا یہودی ہوں۔ جینی ہوں یا بدھسٹ ہوں وہ سب اپنا نام اور اپنا حال عوامی تذکرہ کتاب میں درج کرا سکتے ہیں اور اگر ان کی عورتیں بہنیں بیویاں لڑکیاں خدا کو اور خدا والوں کو مانتی ہوں اور وہ ان کا ذکر بھی اس کتاب میں درج کرانا چاہیں تو درج کرا سکتے ہیں اور اپنے بچوں کا تذکرہ بھی بھیج سکتے ہیں وہ بھی درج کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ خط پڑھتے ہی تعمیل کرنی چاہیے۔ کیونکہ کتاب بہت جلد شائع ہونے والی ہے۔

# میرے مرید اور دوست

میں اپنے دوستوں اور مریدوں کا تذکرہ سب سے مقدم رکھوں گا۔ اس لئے جب وہ یہ خط پڑھیں تو دیر لگائے بغیر فوراً اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا تذکرہ لکھ کر بھیجدیں۔ اور ان کی یاد داشت میں اگر کوئی میرا مرید یا دوست ہو تو اس کو بھی خبر دے دیں کہ وہ اپنا تذکرہ بھیج دیں۔

## تذکرہ لکھنے کا طریقہ

چونکہ اپنا تذکرہ لکھنے کا طریقہ ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ اس واسطے میں اپنا اور اپنے بچوں کا تذکرہ اس خط میں اس لئے درج کرتا ہوں کہ اس کو پڑھ کر ہر شخص اپنا تذکرہ لکھ سکے۔

نمبر (۱) خواجہ حسن نظامی۔ ذات سید۔ عمر (۴۳) سال۔ پیدائش دہلی۔ کام تصنیف و تالیف۔ خدا کو ایک مانتا ہوں اور خدا کے نیک بندوں سے تعلق اور محبت رکھتا ہوں۔

نمبر (۲) حبیب بانو۔ خواجہ حسن نظامی کی مرحومہ بیوی جو دس برس تک حسن نظامی کے ساتھ رہ کر دنیا سے رخصت ہوئیں۔ چار بچے ہوئے۔ ابن حسن۔ حسن بصری۔ حور بانو۔ نور بانو۔ اب صرف حور بانو زندہ ہے۔

نمبر (۳) حور بانو۔ پہلی بیوی کی لڑکی۔ شوہر کا نام سید نثار علی۔ سکونت اور پیدائش دہلی

نمبر (۴) خواجہ بانو۔ سید محمد صادق شہید کی بیٹی محمودہ نام ۱۹۱۵ء میں خواجہ حسن نظامی سے نکاح ہوا۔ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں زندہ ہیں۔ لقب خواجہ بانو۔

نمبر (۵) خواجہ حسین نظامی۔ حسن نظامی کے بڑے بیٹے۔ پیدائش دہلی۔ سکونت دہلی۔ تعلیم انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ کاروبار تجارت۔

نمبر (۶) دل آرا بانو۔ خدیجہ نام دل آرا بانو سسرال کا لقب۔ لکھنؤ کی پیدائش۔ حضرت خواجہ میر درد دہلوی کی اولاد۔ ذات سید۔

نمبر (۷) سید سلمان۔ خواجہ حسین نظامی کا بڑا لڑکا۔

نمبر (۸) سید زمان - خواجہ حسین نظامی کا دوسرا بیٹا۔

نمبر (۹) سید امان ۔ خواجہ حسین نظامی کا تیسرا بیٹا۔

نمبر (۱۰) سید رمان - خواجہ حسین نظامی کا چوتھا بیٹا۔

نمبر (۱۱) قمر سید بانو - خواجہ حسین نظامی کی لڑکی۔

نمبر (۱۲) خواجہ سید علی نظامی، حسن نظامی کے دوسرے بیٹے۔ تعلیم انگریزی۔ اردو۔ فارسی عربی بہت سی۔ کام تجارت۔

نمبر (۱۳) علی بانو۔ زینب نام۔ علی بانو ان کا لقب۔ ذات سید۔ پیدائش دہلی۔

نمبر (۱۴) سید ولی نظامی - علی نظامی کا بڑا لڑکا۔

نمبر (۱۵) سید وصی نظامی۔ علی نظامی کا دوسرا لڑکا۔

نمبر (۱۶) طاہرہ قرۃ العین - علی نظامی کی بڑی لڑکی۔

نمبر (۱۷) فریدہ - علی نظامی کی چھوٹی لڑکی۔

نمبر (۱۸) خواجہ سید زید پاشا نظامی - پیدائش دہلی۔ تعلیم عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ خواجہ حسن نظامی کا تیسرا لڑکا۔

نمبر (۱۹) خواجہ سید حسن ابو طالب نظامی۔ حسن نظامی کا چوتھا لڑکا۔ زیر تعلیم۔

نمبر (۲۰) خواجہ سید مہدی نظامی۔ حسن نظامی کا پانچواں لڑکا۔ زیر تعلیم۔

نمبر (۲۱) روح بانو۔ خواجہ حسن نظامی کی دوسری بیٹی۔

نمبر (۲۲) کوثر بانو۔ خواجہ حسن نظامی کی تیسری بیٹی۔

نمبر (۲۳) سید روحم۔ خواجہ حسن نظامی کا بڑا نواسہ۔ روح بانو کا بڑا بیٹا۔

نمبر (۲۴) نوحم۔ خواجہ حسن نظامی کا چھوٹا نواسہ۔ روح بانو کا چھوٹا بیٹا۔

نمبر (۲۵) گل رعنا خواجہ حسن نظامی کی نواسی۔ روح بانو کی بیٹی۔

نمبر (۲۶) سید عبدالسلام۔ ذات سید۔ پیدائش دہلی۔ خواجہ حسن نظامی کے مجھلے داماد۔ روح بانو کے شوہر۔

نمبر(۲۷) سید نثار علی نظامی۔ خواجہ حسن نظامی کے بڑے داماد۔ پیدائش دہلی۔ حور بانو کے شوہر۔

نمبر(۲۸) سید ابن عربی نظامی۔ صادق شہید کے بیٹے۔ خواجہ بانو کے بھائی۔ پیدائش دہلی
تعلیم۔ اردو۔ فارسی۔ کام تجارت۔

نمبر(۲۹) شاہ بانو۔ کیتی نام۔ لقب شاہ بانو۔ پیدائش دہلی۔ سید ابن عربی کی بیوی۔

نمبر(۳۰) صادق عربی۔ پیدائش دہلی۔ ابن عربی کے بڑے لڑکے۔

نمبر(۳۱) عابد عربی۔ ابن عربی کے دوسرے لڑکے۔

نمبر(۳۲) ساجد عربی۔ ابن عربی کے تیسرے بیٹے۔

نمبر(۳۳) شاہد عربی۔ چوتھے بیٹے۔

نمبر(۳۴) صادقہ۔ سید ابن عربی کی پہلی بیٹی۔

نمبر(۳۵) عارفہ۔ سید ابن عربی کی دوسری بیٹی۔

نمبر(۳۶) کاملہ۔ سید ابن عربی کی تیسری بیٹی۔

نمبر(۳۷) ساجدہ۔ چوتھی بیٹی

نمبر(۳۸) شاہدہ۔ پانچویں بیٹی

نمبر(۳۹) امت المتین۔ خواجہ بانو کی چھوٹی بہن۔ بیوہ ہیں۔ پیدائش دہلی۔

میں نے اپنے گھر میں رہنے والوں بیٹوں بیٹیوں اور بچوں کے سب نام لکھ دیئے ہیں۔ اسی طریقہ سے ناظرین بھی اور وہ سب بھی جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اپنے اپنے نام اور کام لکھ کر بھیج دیں۔

## معاوضہ نہیں لیا جائے گا

جو شخص اپنا حال عوامی تذکرہ کتاب میں درج کرائیں گے اُن سے اس کا کوئی خرچہ نہیں لیا جائے گا۔ کتاب جنوری ۱۹۴۹ء کے آخر میں شائع ہو جائے گی۔

چونکہ میں آنکھوں سے معذور اور بیمار اور بے سروسامان ہوں اور جلاوطنی کی مصیبت

میں مبتلا ہوں۔ اس واسطے اپنے مریدوں اور دوستوں اور تعلق والوں کے تذکرے خود مرتب نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بغیر کسی تکلف اور بے تعلق ربی اور لحاظ و شرم کے ہر ایک کو اپنا تذکرہ خود ہی لکھ کر بھیجنا چاہیئے۔ جو نہیں بھیجیں گے ان کی نسبت میں یہ خیال کروں گا کہ وہ مجھ سے بے تعلق رہنا چاہتے ہیں اور میری کتاب میں اپنا ذکر درج کرانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور اس سے مجھے ہمیشہ رنج رہے گا۔ لہٰذا سب دوستوں اور تعلق والوں اور مریدوں کو اس آخری عمر میں میری دل شکنی نہ کرنی چاہیئے اور فوراً اپنے اپنے تذکرے بمقام حیدرآباد دفتر اخبار منادی میں بھیج دینے چاہئیں۔ کتاب کا کام شروع ہو گیا ہے۔ جنوری کے بعد جو تذکرے آئیں گے وہ درج نہیں ہو سکیں گے۔ البتہ ہندوستان کے باہر کے ملکوں میں جو لوگ رہتے ہیں وہ ہوائی ڈاک کے ذریعے اپنے حالات بھیج دیں۔ کیونکہ یہ خط باہر کے ملکوں میں جنوری کے دوسرے یا تیسرے ہفتہ تک پہنچے گا۔ اس لئے میں ان لوگوں کے تذکروں کا انتظار جنوری کے آخر اور فروری کے شروع کے دو ہفتوں تک کروں گا۔ اور کتاب کی اشاعت فروری کے آخر تک ملتوی رکھوں گا۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو اخبار نہ پہنچے جس کے ذریعے یہ خط تقسیم کیا گیا ہے تو اس کا تدارک یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے ناظرین منادی کے خطوں کا وسط جنوری تک انتظار کیا جائے گا اور اس کے بعد جن کا خط نہیں آئے گا ان کو بذریعہ لفافہ یہ خط بھیجا جائے گا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے۔

چونکہ منادی کے ناظرین میں بادشاہ بھی ہیں اور وزیر بھی ہیں اور راجہ نواب بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ عوام کی اس کتاب میں اپنا نام اور تذکرہ درج کرانا اپنی شان کے خلاف سمجھیں۔ اس واسطے ان کو اس خط کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے کہ آنے والا زمانہ انہیں بادشاہوں اور امیروں کو یاد رکھے گا۔ جو اپنی انسانیت اور اس کی مساوات کا احساس رکھتے ہیں۔

آخر میں یہ مجبور بیماریوں کی آنکھوں سے معذور حسن نظامی دہلوی سب کو سلام کرتا ہے اور سب کی سلامتی اور خوش حالی اور سرفرازی کی خدا سے دعا مانگ کر اس خط کو ختم کرتا ہے۔

# سستی زندگی کمپنی حیدر آباد کا دفتر

گلی چراغ علی عابد روڈ میں ہے۔ یہ کمپنی حیدر آباد کے ہر عورت مرد اور بچے کو یورپ اور امریکہ اور روس کی مہنگی زندگی کے جال سے آزاد کرانا چاہتی ہے۔

# کشمیر کی لڑائی بند ہو گئی

یکم جنوری ۱۹۴۹ء کی رات کو بارہ بجے کشمیر کی لڑائی بند ہو گئی۔ ہندو مسلمان سمجھ گئے کہ یورپ اور امریکہ اور روس کے لوگ ایشیا والوں کو آپس میں لڑا کر کمزور کرنا اور اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتے تھے۔

# ہر قوم کی تاریخ کا ملاپ

شمسی حساب کا نیا سال حیدر آباد اور ہندوستان اور پاکستان کے ملاپ کا سال شروع ہوا ہے کہ کم ربیع اول۔ یکم جنوری۔ یکم اسفندار ایک دن جمع ہو گئے ہیں۔ وقت ملا ہے تو انسان بھی مل جائیں۔

# آمدنی کی ترقی خرچ کی کمی ہے

حیدر آباد اور ہندوستان اور پاکستان کو سمجھ لینا چاہیے کہ آمدنی اس کی بڑھتی ہے جس کا خرچ کم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر آدمی کو اپنا خرچ کم کر دینا چاہیئے۔

# ایک آنے میں حکیم

جو لوگ بیماریوں میں حکیم صاحب سے علاج کراتے ہیں اور خرچ سے گھبراتے ہیں ان کو سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں نسخہ کا راز معلوم ہو سکتا ہے اور حکیم کا خرچ کم ہو سکتا ہے۔

# ایک آنے میں ڈاکٹر

ڈاکٹر کی فیس زیادہ۔ ڈاکٹری دوائیں مہنگی اور سب یورپ کی جیب میں۔ سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں ڈاکٹر کے راز معلوم کر کے خرچ کم کر سکتے ہیں۔

## ایک آنے میں وکیل

فیس لے اور کام ٹھیک نہ کرے۔ اور مدعی۔ مدعا علیہ کی جیب خالی ہوتی رہے۔ یہ حال بدلنا ہے تو سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں وکیل کے راز معلوم کیجئے

## ایک آنے میں انجنیر

انجنیری کی تعلیم کا خرچ کم کرنا ہو تو سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں اس کا راز معلوم کر لیجئے اور بچوں کو انجنیر بنا دیجئے۔

## ایک آنے میں جاگیردار

جاگیرداری ختم ہو رہی ہے۔ مگر جاگیرداری پیدا ہونے والی ہے۔ ہر خاص و عام ایک آنے کے خرچ سے جاگیردار بن سکتا ہے۔ سستی زندگی کمپنی سے دریافت کیجئے

## ایک آنے میں مولوی

ہر مسلمان ایک آنے میں مولوی بن سکتا ہے۔ برسوں کی پڑھائی کا وقت بچ سکتا ہے۔ خرچ بچ سکتا ہے۔ اس کا راز ایک آنے میں سستی زندگی کمپنی بتا سکتی ہے

## ایک آنے میں پنڈت

ہر ہندو کسی ذات کا بھی ہو پنڈت بن سکتا ہے۔ اور صرف ایک آنہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں یہ راز معلوم کیجئے

## ایک آنے میں پیر

ہر مسلمان پیر بن سکتا ہے۔ ہر عورت مرد کو پیروں کے سینہ بسینہ راز معلوم ہو سکتے ہیں سستی زندگی کمپنی سے ایک آنے میں معلوم کیجئے

میں نے کبھی نہیں مانی کرد [illegible] شخصی حکومت کو مٹا دیا ہے اور
عوامی یعنی جمہوری حکو [illegible] بنایا گیا ہے [illegible] لئی ہے کیونکہ مجھے تو کہیں بھی عوامی حکومت نظر
نہیں آتی۔ ہر جگہ شخص [illegible] حکومت ہے۔ کیونکہ وزیر اعظم یا صدر ایک ہی شخص ہوتا ہے
اور جتنے نماین [illegible] اس کے ماتحت ہوتے ہیں ان کو شخصی اثر کے ماتحت کام کرنا
پڑتا ہے اور نمایندوں کی رائے عوام کی نمایندگی بہت کم کرتی ہے۔ وزیر اعظم اور صدر
جمہوریہ کے دباؤ اور اثر و رسوخ کی نمایندگی زیادہ کرتی ہے۔ لہٰذا میرا روزنامچہ بھی
بس اتنا ہی بدلے گا کہ میں اپنے ناظرین کی نمایندگی اپنے روزنامچے میں کروں اس طرح کہ
جو باتیں مجھے ناظرین کی معلومات کے لئے یا حالات کی اصلاح و ترقی کے لئے ٹھیک معلوم ہوں
ان ہی پر عمل کروں اور ان ہی کو اپنے روزنامچے میں لکھوں۔

حسن نظامی دہلوی

# ضروری اعلان

ٹائیٹل کے پہلے صفحے پر بھی لکھا گیا ہے اور اب دوبارہ لکھا جاتا ہے کہ آیندہ جنوری
۱۹۴۹ء سے منادی انہیں کے نام بھیجا جائے گا جو چندے کے پانچ روپے پیشگی بھیج دیں
جن ناظرین کا چندہ ۱۹۴۸ء میں مجھے وصول ہو گیا ہے ان کا حساب تو اس وقت تک چلے گا
جب تک کہ ان کی رقم پوری ہو۔ لیکن ان کے علاوہ اور کسی کو اخبار نہیں بھیجا جائے گا۔
جب تک کہ ان کی پیشگی قیمت پانچ روپے حیدرآباد میں وصول نہ ہو جائے۔

(بقیہ سلسلہ آخری صفحہ پر ملاحظہ ہو)

# کتابوں اور دواؤں کا دفتر

اب میرا ارادہ دہلی جانے کا نہیں ہے کیونکہ فروری کے مہینے تک سردی میرے کمزور اور بیمار جسم کے لئے ناقابل برداشت ہوگی اس لئے میں نے یہاں کتابوں اور دواؤں کا دفتر قائم کر دیا ہے۔ کچھ سامان دہلی سے منگایا ہے اور کچھ یہاں تیار کرایا ہے۔ فروری کے بعد اگر زندہ رہا تو دہلی جاؤں گا مگر حیدرآباد کا دفتر قائم رہے گا اور ایک دفتر کراچی میں بھی قائم کیا گیا ہے جہاں میرا منجھلا لڑکا خواجہ سید علی نظامی انتظام کرے گا۔ جو کراچی چلا گیا ہے لہٰذا جن لوگوں کو کتابوں اور دواؤں کی ضرورت ہو وہ مجھے فروری کے آخر تک حیدرآباد میں خط لکھیں اور فروری کے بعد اگر دہلی گیا تو دہلی کے پتہ پر لکھیں۔ میری کوشش یہ ہے کہ دہلی کا دفتر بھی کھل جائے اور وہاں بھی میرا ایک قائم مقام انتظام کرے۔ لیکن پاکستان کے خریداروں کے لئے یہی بہتر ہوگا کہ وہ کراچی کے دفتر سے دوائیں اور کتابیں منگائیں کراچی کے دفتر کا پتہ "دفتر اخبار منادی۔ کراچی" یا "دفتر چمن اردو بک ڈپو۔ کراچی" یا "طبی کمپنی کراچی" لکھ دینا کافی ہوگا۔ یعنی اخبار منگانے والے "دفتر اخبار منادی کراچی" لکھیں اور دوائیں منگانے والے "دفتر طبی کمپنی کراچی" لکھیں اور کتابیں منگانے والے "چمن اردو بک ڈپو کراچی" لکھیں۔

## پاکستان اور ہندوستان میں سمجھوتہ

تازہ خبر آئی ہے کہ دہلی میں ہندوستان اور پاکستان کے اہل کاروں نے مل کر دونوں ملکوں کے مفاد عامہ کے ضروری امور کے لئے سمجھوتہ کر لیا ہے اس کے بعد امید ہے کہ کتابوں اور دواؤں کے تجارتی کام میں جو دشواریاں آج کل ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔

حسن نظامی

مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد دکن

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

رسائل ۳۴۴

...پارٹی کی بادشاہی کا ہفتہ وار اخبار

ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ

# مُنادی دہلی

ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ ھر دم اللّٰہ

قلم کار علی بن حسن

بابت ۱۶ ستمبر و ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ

## مُنادی کا سائز بڑا کر دیا جائیگا

چونکہ منادی کے ناظرین کی کثرت رائے چھوٹے سائز کے خلاف ہے اس واسطے یکم اکتوبر سے منادی کا سائز بڑا کر دیا جائیگا جن لوگوں کو چھوٹے سائز کی جلد بندی کرانی ہو وہ یکم جنوری سے ۲۴ ستمبر تک کی جلد بندی کرالیں۔ اور اگر کسی کے پاس درمیانی کسی تاریخ کا پرچہ کم ہو تو وہ دفتر منادی کو اطلاع دیں اگر دفتر میں جو ہوگا تو بلا قیمت بھیج دیا جائے گا۔

بڑے سائز کے منادی کا سرورق دبیز اور چکنے کاغذ کا ہوا کریگا۔ اور آٹھویں دن بڑے سائز کے سولہ صفحے کتاب "دوانامہ" نوشتہ خواجہ حسن نظامی کے درج ہوا کریں گے جس میں ہندوستان اور افغانستان اور ایران اور مصر اور عربستان اور افریقہ کی پیداوار دواؤں کی مکمل اور سائنٹفک تحقیقات درج ہوا کریگی۔ اور دہلی میں ایک کروڑ روپے کے سرمائے سے تجربہ کار ماہرین ادویات کی ایک کمپنی تمام دنیا کی دواؤں کا ایک ذخیرہ اور اسٹاک جمع کرکے صاف ستھری اور تازہ مفرد دواؤں کی فروخت کا انتظام شروع کر دے گی۔ امید ہے یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے خدا نے چاہا ہو جائے گا

ایڈیٹر منادی دہلی

# مدنی جالی کے تصور میں دعا

یا اللہ! اس سبز گنبد کی مقبول جالی کے سامنے میری دعا کو قبولیت کا درجہ عطا فرما۔

(۱) یا اللہ! مولوی عبدالحفیظ خاں نیکی شاہ نظامی کھل گاؤں بھاگل پور کو اور ان کے اہل و عیال کو صحت و سلامتی اور مقدمات میں کامیابی عطا فرما۔

(۲) یا اللہ! عبدالقادر نیلم نظامی نانڈیڑ دکن کے دل کی مرادیں پوری کر۔

(۳) یا اللہ! میرے پیارے دوست شیخ محمد احسان الحق عبیا فقیر عشق کے لڑکے شیخ عرفان الحق عرف محمد شبلی اور عارفہ بشریٰ کی شادیاں ہوئی ہیں۔ یہ دونوں بہن بھائی ان شادیوں سے ہمیشہ شاد و آباد رہیں اور اپنی زندگی کی بہاریں دیکھیں۔ اور اپنے ماں باپ کو اپنی خوش حال زندگی کی بہاریں دکھائیں۔

(۴) یا اللہ! فرزند روحانی حکیم غلام علی ورس نظامی نگر ٹھٹھہ سندھ کو سب بیماریوں سے نجات دے اور صحت و سلامتی عطا فرما۔

(۵) یا اللہ! مسٹر ایس اے۔ خالق۔ ایڈیٹر رسالہ "روپیہ" دہلی کی لڑکی کو صحت و سلامتی عطا فرما۔

(۶) یا اللہ! حسن نظامی کے نواسوں روح و جسم عدد نو کو ہر قسم کی بیماریوں سے بچا اور سلامتی عطا فرما۔

(۷) یا اللہ! دختر روحانی مریم احمد عرف بجام ساکن کلکتہ کو سب بیماریوں سے نجات دے۔ اور صحت اور سلامتی عطا فرما۔ اور اُن کے شوہر علی دودہا اور اُن کے سب بچوں کو دل کا اطمینان اور خوشی اور خرمی عطا فرما۔

(۸) یا اللہ! نور چشم محمد عثمان خلف سیٹھ عبدالرحیم عثمان ساکن کلکتہ کو صحت و سلامتی اور زندگی کی شادمانی عطا فرما۔

(۹) یا اللہ! حاجی عبدالجلیل شیخ محمد عرب کو اپنی محبت اور اپنے رسولؐ کی محبت اور باطنی عروج و اطمینان عطا فرما۔

(۱۰) یا اللہ! میرے پیارے دوست حاجی محمد علی زینل علی رضا اور اُن کے تمام اہل و عیال کو صحت جسمانی اور صحت روحانی اور اطمینانِ قلب اور عروج دارین عطا فرما۔

(۱۱) یا اللہ! فرزند روحانی حسین بھائی نظامی ساکن بمبئی کو صحت و سلامتی اور دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرما۔

(۱۲) یا اللہ! روشن دل عبدالمجید خاں مینی نظامی ساکن ڈربن جنوبی افریقہ کو راحت دل اور رونق خوش اور دین و دنیا کی ترقی مرحمت فرما۔

(بقیہ دعا نائٹل صفحہ ۳ پر)

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

**ڈبل پرچہ** — چونکہ یکم اکتوبر سے منادی کا سائز بڑا ہو جائے گا۔ اس واسطے ۱۶ و ۲۴ ر کے دو پرچے ملا کر شائع کئے جاتے ہیں۔

**پیشگی روزنامچہ** — میرے روزنامچے کا سلسلہ یکم اکتوبر تک متصل کرنے کے لئے ۱۶ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک کا روزنامچہ اس پرچے میں پیشگی درج کیا گیا ہے جس میں ذاتی حالات نہیں ہیں۔ آٹھ دن کے ذاتی حالات یکم اکتوبر سے بڑے سائز کے منادی میں شائع کئے جائیں گے۔

**اسرار اسم اعظم** — اپنی مرید اور مخفی کتاب اسرار اسم اعظم کو حجت باز لوگوں سے بچانے کے لئے عام نہیں کیا تھا۔ اب بعض اخباروں اور رسالوں میں اسرار اسم اعظم کا مشروط اعلان درج ہوا تو بکثرت فرمائشیں آ رہی ہیں اور ہر فرمائش میں رازداری کا اقرارنامہ بھی آتا ہے۔ مجھے اس سے خوشی ہوتی ہے کہ ہندوستانیوں کو نئی روشنی کی ہوا نے کچھ زیادہ خدا سے غافل نہیں کیا ہے۔ اور کوشش کی جائے تو بیشمار بھٹکے ہوئے نوجوان پھر خدا کی طرف آ سکتے ہیں۔

**میرا سفر حج** — گزشتہ منادی میں میرے سفر حج کا ذکر پڑھ کر بے شمار خطوط آ رہے ہیں۔ میں ان سب کی محبت کا شکر گزار ہوں۔ اور دوبارہ تاکید کرتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ سے ملنے نہ آئے۔ کیونکہ ابھی تک ہوائی جہاز کا پورا انتظام نہیں ہوا۔ آنے جانے کا انتظام ہو جانے کے بعد یہ سفر کر سکوں گا۔ ورنہ مجبوراً سفر ملتوی ہی کرنا پڑے گا۔

**حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس** — ۱۷ و ۱۸ شوال مطابق ۲۵ و ۲۶ ستمبر کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس ہوگا۔ یہاں کے مقرر آنے والوں کو خطوط بھی بھیج دئے ہیں اور اخبار میں بھی اعلان کرتا ہوں کہ وہ اس عرس میں نہ آئیں ربیع الثانی کے بڑے عرس میں آئیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہوائی جہاز کا یکایک بندوبست

ہو جائے اور میں عُرس سے پہلے یا عرس کے زمانے میں سفر حج کے لئے روانہ ہو جاؤں اس کے علاوہ دہلی میں ملیریا اور کالرا کی بیماریاں بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ اور خوراک کی راشن بندی کی مشکلات پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔

لہٰذا اس سال سفر ملتوی رکھنا چاہیئے۔ البتہ ۲۶ ستمبر کی رات کو دس بجے عرس کا مشاعرہ ریڈیو میں ضرور سُننا چاہیئے جو آنریبل سر سید سلطان احمد صاحب کی صدارت میں ہوگا۔

**جنرل ٹوجو کی خودکشی** جاپان کے وہ وزیر اعظم جن کی وزارت کے زمانے میں پرل ہاربر پر جاپان نے حملہ کیا تھا آجکل زخمی ہیں اور زیر علاج ہیں انہوں نے امریکن گرفت سے بچنے کے لئے خودکشی کر لی تھی لیکن پستول کی گولی دل اور جگر میں نہیں لگی اس لئے وہ مرنے سے بچ گئے اور اب امریکن ڈاکٹر اُن کا علاج کر رہے ہیں۔

لطیفہ یہ ہے کہ جاپانی ڈاکٹر جنرل ٹوجو کا مرجانا چاہتے ہیں اور امریکن ڈاکٹر اُن کا زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ یہ دونوں خواہشیں انسان کی ضد اور کج فہمی کا نمونہ ہیں۔ جاپان والے اور امریکہ والے کتنے ہی زیادہ تعلیم یافتہ اور مہذب ہوں مگر ان دونوں قوموں کی ضد اور ہٹ دھرمی چنگیز خاں اور ہلاکو خاں سے بھی بڑھی ہوئی اور بے حد نفرت کے قابل ہے۔

**لارڈ ویول آگئے** لندن سے کچھ لائے ہیں۔ یا کچھ نہیں لائے ہیں۔ ابھی تک یہ بات راز میں ہے البتہ یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ برطانیہ کے مزدور وزیر اعظم بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ ہندوستان کو خود مختاری ضرور دی جائیگی۔

**سرت چندر بوس کی رہائی** بابو سبھاش چندر بوس کے بھائی سرت چندر بوس کو سرکار نے قید سے رہائی دیدی ہے۔ اور انھوں نے جیل سے باہر نکلتے ہی پھر انگریزوں کے خلاف باتیں بنانی شروع کردی ہیں تاکہ بنگال کے کم علم لوگ اُن کی جرأت اور دلیری سے خوش ہوں۔ مگر جو لوگ سیاسی دور اندیشی رکھتے ہیں اُن کو سرت چندر بوس کی یہ حرکتیں اور باتیں بچوں کی سی معلوم ہوتی ہیں۔

**سر فیروز خاں نون کا ایثار**

پنجاب کے مسلمانوں میں مسلم لیگ اور خضر حیات خاں کی باہمی کش مکش کی وجہ سے جو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اُس کو دور کرنے کے لئے سر فیروز خاں نون نے وائسرائے کی کونسل کی ممبری چھوڑ دی اور لاہور چلے گئے۔ تاکہ پنجابی مسلمانوں کو ایک دل اور ایک عمل بنا دیں۔ اور سکھوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی کش مکش بھی دور کرا دیں۔

جو لوگ سر فیروز خاں نون کی خود غرضی کے چرچے کر رہے ہیں۔ اُن کو میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ خود غرض کون نہیں ہے؟ کیا گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر لیڈر خود غرضیوں سے پاک ہیں۔ اگر وہ سب خود غرضیوں سے پاک ہیں تو فرشتے ہیں اور اگر وہ فرشتے ہیں تو انسانوں کی لیڈری کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ مذہبی کتابوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ فرشتے انسانوں کے خلاف تھے۔ اور اُن سب نے خدا سے زمین پر انسانی خلافت اور حکومت کے خلاف درخواست کی تھی۔

منادی کا خیال تو یہ ہے کہ اگر سر فیروز خاں نون اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر پنجاب کے باشندوں میں اتحاد اور ایکہ پیدا کرا دیں اور اختلافات دور کرا دیں تو پھر اُن کی ذاتی غرض کتنی ہی زیادہ ہو وہ پنجاب کے اور سارے ملک کے محسن مانے جائیں گے۔

**نواب سائل کی وفات**

تمام ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں اور سکھوں کو اس خبر سے صدمہ ہو گا کہ دہلی کے نامور شاعر اعظم نواب سراج الدین خاں صاحب سائل داماد حضرت داغ دہلوی نے ۷ شوال دو شنبہ ۱۰ ستمبر کے دن دہلی میں وفات پائی اور دوسرے دن اتوار کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ میں حضرت مولانا فخر صاحب رح کے پائیں لوہارو کے خاندان کی قبرستان میں دفن ہوئے۔

نواب صاحب کی وفات نے پرانی دہلی کا لباس گم کر دیا۔ پرانی دہلی کی وضعدار

ختم کر دی۔ اور پرانے زمانے کی صورت اور سیرت کی خوبیاں نابود کر دیں۔

میں باوجود بیماری اور ناتوانی کے نواب صاحب کے جنازے کی نماز کی شرکت کے لئے گیا تھا۔ جو عربک کالج کے صحن میں ہوئی تھی۔ اور جب میں نے بیشمار مسلمانوں کے علاوہ سکھوں کو اور ہندوؤں کو اور کانگریس والوں کو نماز کے وقت وہاں دیکھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور ثابت ہو گیا کہ دلی کے ہندو مسلمان اور سکھ آپس میں ایک دوسرے کے رنج و غم اور دکھ سکھ میں شریک ہیں۔ پرانے زمانے کی من موہنی مورت پنڈت زار صاحب اور ان کے بیٹے بھی نماز کے وقت موجود تھے۔ دلی والوں کے دلوں کے محبوب کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی بھی نماز کے وقت موجود تھے۔ لالہ دھرم پال صاحب گپتا اخبار تیج دہلی کے ایڈیٹر بھی نماز کے وقت موجود تھے۔

۱۷ ستمبر کی شام کو سات بجے ہارڈنگ لائبریری دہلی میں مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے کی ادبی سوسائٹی کی طرف سے ایک ماتمی جلسہ بھی ہارڈنگ لائبریری ہال میں پنڈت زار صاحب کی صدارت میں ہوا تھا۔ جس میں پہلے میں نے تقریر کی پھر نہال صاحب نے تقریر کی اور قطعہ تاریخ پڑھا۔ پھر پنڈت زار صاحب نے تقریر کی اور تعزیت کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ زار صاحب کی تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ حیات بن بیگم کو سلامت رکھے کہ اب دلی والوں کی پرانی مجلس میں بس فقط ایک شمع جھلملا رہی ہے۔ سدا رہے نام اللہ کا۔

**پنڈت زار صاحب کی تقریر**

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حیف صد حیف کہ آج ہم اس پاک ہستی کے عرش آشیاں ہو جانے پر اپنا اظہار تاسف ادا کرنے کو جمع ہوئے ہیں کہ جس کو کفنا دفنا کر گویا ہم نے زمانہ مغلیہ کی اسلامی تہذیب و تمدن کی منہ بولتی تصویر کو دفنایا اور کفنایا۔

ابوالعظم نواب سراج الدین خاں سائل دہلوی جو نواب شہاب الدین احمد خاں ثاقب دہلوی کے تیسرے بیٹے اور نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیر کے پوتے تھے ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۵ء میں انتقال فرمایا یعنی ۸۲ برس کی عمر پائی۔

میرے ان کے خاندان کے مراسم دیرینہ تھے۔ ان پر اولاً یہ بات اور ازیاد ہوئی کہ میرے ہم عمر اور کالج کے ہم جماعت نواب ممتاز حسین خاں سابق فرماں روائے پاٹودی کی بڑی بہن سے ان کا نکاح اول ہوا اور پھر نکاح ثانی میری استادزادی یعنی متبنیٰ دختر نواب فصیح الملک نواب میرزا خاں داغ دہلوی سے ہوا۔ میرے ان کے تعلقات خلوص و محبت کے ساٹھ برس سے یکساں رہے۔

ان کی خاندانی عظمت و شرافت ان کی علمی لیاقت ذاتی وجاہت سے تمام دہلی بلکہ تمام ہندوستان واقف ہے۔ اور محتاج بیان نہیں۔ آپ کو اولاً سو روپیہ ماہوار لوہارو سے ملتا تھا۔ بعد میں ان کے چچا نواب احمد سعید خاں صاحب طالب دہلوی کے لاولد فوت ہو جانے پر ڈھائی سو روپے ماہوار وظیفہ ہو گیا۔ ان کی اہلیہ یعنی میری استادزادی کا منصب تین سو روپے ماہوار سابق نظام حیدرآباد نے ازراہ مرحمت خسروانہ مقرر فرمایا۔

آپ کو ایام طفولیت سے ہی شعر و سخن سے رغبت تھی کہ یہ دولت ورثہ میں اپنے باپ دادا سے پائی تھی۔ ان کی خالہ میرزا نوشہ کے بھانجے سے بیاہی تھیں اور ان کا نام میرزا غالب کے ہی مشورے سے رکھا گیا تھا۔ پہلے صاحب عالم میرزا عبدالغنی ارشد گورگانی سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور بعد کو فصیح الملک نواب میرزا خاں صاحب داغ دہلوی سے استفادہ اٹھاتے رہے۔

ان کی سلاست۔ فصاحت۔ بلاغت کا شاہد ان کا کلام ہے جو ہمیشہ مقبول خاص و عام رہا۔ ہر صنف سخن میں آپ کی دشوار پسند و رواں طبع نے آمد کے زور کی گلکاریاں کیں۔ ان کا وسیع مطالعہ کا ذیل اسلاف سے استفادہ اٹھانا علم عروض میں ماہرین اول میں ہونا ثبوت کا محتاج نہیں ان کی شیریں کلامی۔ شیوا بیانی و زباں دانی نے انہیں اپنا سکہ بٹھانے میں

ہمیشہ مدد دی۔

طبیعت نہایت غیور اور شاکر تھی۔ ہر اسخ الاعتقاد ... تھے۔ مگر دوسروں سے کوئی کدورت نہ تھی۔ چنانچہ خاکسار کے ساتھ وہی خلوص محبت کے تعلقات ... تھے اور میرے لڑکے قمار کو جو ان کا عزیز ترین شاگرد تھا کسی طرح محمد میاں سے کم نہیں سمجھتے تھے اور باوصف ایک کولہ ناکارہ ہو جانے کے بھی دوسرے تیسرے روز رکشا میں سوار ہو کر غریب خانے پر کرم فرماتے رہتے۔ انتقال سے ایک گھنٹہ پیشتر ملازم خاص کو بھیجکر قمار یعنی بندہ زادے کو طلب فرمایا۔ دنیا کی آنکھیں ان کے غم میں اشکبار ہیں اور میرا دل ان کے غم جدائی میں روتا ہے۔ مگر مشیت ایزدی سے مفر نہیں۔

زندگی کا آخری حصہ مکروہات دنیوی سے بے لطف رہا خصوصاً تین سال ہوئے ... کی دختر نیک اختر جو میرزا عبد الرب سشن جج سے بیاہی ہوئی تھیں داغ مفارقت دے گئیں سال بھر کے قریب ہوا کہ چھوٹا صاحبزادہ جنگ عالمی میں ایران کے محاذ جنگ میں شہید ہوا ان صدموں نے دل کے دوروں اور دردنقرس میں اور بھی زیادتی کر دی اور آخر کار رحلت بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم ان کی روح پاک کو اپنے جوار رحمت میں لے۔ اور ان کے پس ماندگان وشاگردان ومحبان ومتوسلان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قطعہ تاریخ:-

سائلِ شیوا بیانِ باکمال — خوش جمال وخوش خصال ونیک فال
نکتہ دان ونکتہ سنج ونکتہ رس — صاحب فن با ہنر نیکو خیال
کرد رحلت از جہانِ رنگ و بو — شد سوئے خلد بریں بے قیل و قال
قمار غمگیں مصرعہ تاریخ گفت — نغز گوئے سالک شیریں مقال

۱۹۴۵ عیسوی

نوٹ:- پنڈت زار صاحب کے فرزند گلزار صاحب نے ہندو کالج دہلی میں بھی سائل صاحب کا ماتمی جلسہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی صدارت میں کیا تھا۔ ایڈیٹر منادی۔

# اُردو وزن

**حریت کا سالنامہ ۱۹۴۵ء اُردو نمبر** ٹائٹیل رنگین بہترین اندر کا کاغذ بہترین سائز ۲۰×۳۰/۸

اس سالنامے کی ترتیب میں بقائی صاحب نے جتنی محنت کی ہے۔ اور جتنا روپیہ خرچ کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ قابل تعریف ہے کیونکہ اس میں باسٹھ عکسی تصویریں ہیں۔ اور پینتالیس نامور شاعروں کا کلام ہے اور پینسٹھ مضامین ہیں۔ اور سالنامہ ہر اعتبار سے اُردو زبان کی شان بڑھانے والا سالنامہ ہے۔ شروع میں مسٹر سہراب مودی کی تصویر ہے۔ اور اُردو نمبر اُن کے نام منسوب کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "حریت کا یہ اُردو نمبر ہندوستان کے نامور پروڈیوسر۔ اُردو کے عاشق ڈائرکٹر۔ اُردو کے بہترین معمار۔ اُردو کے بے مثل آرٹسٹ۔ اُردو کے مبلغ اعظم۔ اسٹیج کے انقلابی اداکار پارسی قوم کو چار چاند لگانے والے۔ مہر اتحاد بین الاقوام کے پیکر عمل مجسمۂ اخلاق و انکسار اُردو ادب کے محسن الکھ رپر کھ جیسی دردناک تصویر پیش کرنے والے شہنشاہ ٹریجیڈی شرافت و ایثار کے مجسمہ، اتحاد و اخلاص کی بولتی ہوئی تصویر مغل آرٹ و تہذیب اور معاشرت کو حیات جاوید بخشنے والے ہدایت کار ہندوستانی جاہ و جلال کو پردۂ فلم پر پیش کر کے تاریخ کے گم شدہ اوراق الٹنے والے ڈائرکٹر اعظم، پکار اور سکندر جیسی لاثانی و غیر فانی تصاویر پیش کرنے والے فلمی مورخ مسٹر سہراب مودی کی خدمت میں اُن کی ادبی خدمات کے اعتراف میں بطور ہدیۂ محقر پیش کرتا ہوں۔

چہ کند بے نوا ہمیں دارد۔ منجانب سید عزیز حسن بقائی مالک و ایڈیٹر حریت پیشوا آرٹ اُردو ماہنامہ دہلی۔"

میں مسٹر سہراب مودی سے اچھی طرح واقف ہوں جتنی خوبیاں اُن کی اس پیش کش کی عبارت میں لکھی گئی ہیں اُن میں سے اکثر کو مانتا ہوں۔ مگر جو الفاظ بقائی صاحب نے مسٹر سہراب مودی کے لئے اس عبارت میں استعمال کئے ہیں وہ نہ بقائی صاحب کی پوری زندگی کی عادت کا ساتھ دیتے ہیں نہ مسٹر مودی کی ذات و صفات کے قریب جانا چاہتے ہیں۔

چونکہ بقائی صاحب کی تحریری مشق کی ابتدا میری رفاقت میں ہوئی ہے اس واسطے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اپنے رفیق قدیم کی وسیع خدمات اُردو کو اگر ذرا اپنی حد سے بھٹکتا ہوا پاؤں تو خلوص نیک نیتی سے اُن کو آگاہ کر دوں کہ اپنے خاندان اور اپنی قابلیت کے وقار کو ملحوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

حریت کا عید نمبر ۲۲×۲۹ سائز سرورق رنگین چکنا، اوپر لال قلعے اور قطب مینار کی تصویر نیچے ایک عورت گلے میں موتیوں کا ہار ماتھے پر ٹیکہ، آنکھوں میں جادو۔ اندر مولانا ابوالکلام آزاد اور گاندھی جی۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو۔ اور پنڈت گوبند ولبھ پنت کی عکسی تصویریں۔ ٹائیٹل کے تیسرے صفحے پر بلبل ہندوستان مسز سروجنی نائیڈو اور سفیر ہندوستان مسز وجے لکشمی پنڈت اور سنٹرل اسمبلی کے دہلوی ممبر خان بہادر شیخ حبیب الرحمٰن اور گاندھی جی کے سکریٹری مسٹر پیارے لال کی عکسی تصویریں ہیں۔ ٹائیٹل کے آخری صفحے پر جو رنگین تصویر ہے اُس کا نام ہندی میں درج کیا گیا ہے جس کو میں نہ پڑھ سکا۔ عید نمبر کے صفحے تین پر "رمضان میں کیا دیکھا" مضمون بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔ صفحہ چار پر "عید کا پیغام" فرزند روحانی عبدالمالک عاصی نظامی دہلوی نے بہت ہی خوب لکھا ہے۔ ایک کالم میں روزے دار کے نام پیغام ہے، اور دوسرے کالم میں روزہ خور کے نام پیغام ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا مضمون "عید وصال" بہت عمدہ ہے۔ اور مصور غم علامہ راشد الخیری جناب مرحوم کا مضمون "مسلم کی عید" بھی بہت مؤثر ہے اُردو مجلس کے بانی نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بی اے کا مضمون "طوائف کی عید" بھی بہت دلچسپ ہے۔ شہید نیازی صاحب کا مضمون "ماتم عید" اور راہی صاحب بلگرامی کا مضمون "کایا پلٹ" اور منیر انجم صاحب کا مضمون "عید کی شب" پڑھنے کے قابل ہیں۔ اور خان صاحب مرزا وحید الدین صاحب دہلوی کا مضمون "دہلی کی عید غدر سے پہلے اور بعد"۔ اور سید انیس حسن صاحب ایڈیٹر آرٹ کا مضمون "بیوہ کی عید" اور نواب خواجہ عبدالمجید صاحب ایم اے کا مضمون "عید کا دن اور مزید اربوں" بھی پڑھنے کے لائق مضامین ہیں۔ عید ملی گئی مگر اس قسم کے نمبر اس کو عرصے تک زندہ رکھیں گے۔ (بقیہ کتب و رسائل کا ریویو یکم اکتوبر کو شائع ہوگا۔)

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۵/۲۱ رمضان ۱۳۶۴ھ ستمبر ۱۹۴۵ء پیر دہلی محمد اشفاق حسین شاہ صاحب مجیبی:** آج جناب شاہ فرخندہ حسین صاحب فرخ آبادی کے نواسے اور جانشین محمد اشفاق حسین شاہ صاحب مجیبی دو مریدوں کے ساتھ آئے تھے۔ شاہ فرخندہ حسین صاحب حضرت شاہ طالب حسین صاحبؒ کے جانشین تھے۔ اور حضرت شاہ طالب حسینؒ ہندو سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ میں نے بھی اُن سے کچھ فیض حاصل کیا تھا۔

**رخصتی پارٹی:** آج رات کو ۹ بجے روشن آرا باغ کلب میں چیف کمشنر صاحب دہلی کی رخصتی پارٹی میں حسین کے ساتھ گیا تھا۔ صوبہ دہلی کے تمام ہندو مسلمان سکھ جمع تھے۔ خان بہادر شیخ حبیب الرحمٰن صاحب نے انگریزی زبان میں الوداعی ایڈریس پڑھا جس میں چیف کمشنر صاحب کی پانچ سالہ حکومت کے کارنامے بیان کئے گئے تھے۔ چیف کمشنر صاحب نے بھی انگریزی زبان میں بہت اچھا جواب دیا۔ وہ پرسوں ہوائی جہاز کے ذریعے لندن چلے جائیں گے۔ کہتے تھے اُن کی میم صاحب کے لئے ہوائی جہاز میں جگہ نہیں ملی۔ مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور بھی بہت سے احباب سے ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

**چیف کمشنری کا حلف:** کل یا پرسوں نئے چیف کمشنر مسٹر کرسٹی ملک احمد خاں صاحب سشن جج دہلی کے سامنے اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔ تقریروں کے بعد کھانا بھی ہوا تھا۔ اور پھر بہت عمدہ آتش بازی بھی دکھائی گئی تھی۔ رواجی آتش بازی کے علاوہ ایک خاص ہنرمندی آتش بازی کے ہاتھی میں دکھائی گئی تھی جس کی سونڈ ہلتی جاتی تھی اور وہ چلتا بھی تھا۔ رات کو ۱۲ بجے گھر میں واپس آیا۔

ڈاکٹر کھرے کی تقریر: میں نے آنریبل مسٹر کھرے ممبر کونسل وائسرائے سے پوچھا جو چیف کمشنر صاحب کے قریب بیٹھے تھے کہ حج کی نسبت ریڈیو میں آپ کی تقریر کب ہوگی؟ جواب دیا وہ کل ہوگئی اور آج کے اخبار ڈان میں چھپ بھی گئی۔ حسین کہتے تھے ڈاکٹر کھرے نے بہت ہی اچھے انداز سے یہ تقریر کی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُن کو مسلمان حاجیوں سے بہت ہی زیادہ ہمدردی ہے۔

۲۶ رمضان ۴ ستمبر منگل دہلی: ایڈیٹر میلہ: آج صبح حسین کے ساتھ چیف کمشنر صاحب کے ہاں گیا تھا۔ دہلی کے انگریزی۔ اُردو۔ ہندی۔ اخباروں کے ایڈیٹر بھی جمع ہوئے تھے اخبار دستکاری کی عورت ایڈیٹر بھی تھیں۔ مسٹر ساہنی ایڈیٹر نیشنل کال۔ اور مسٹر کھوسلہ۔ اور شوکت فہمی صاحب اور حسن نظامی۔ اور مسٹر آننگر۔ اور مسٹر کاؤلے ایڈیٹر اسٹیٹسمین اور خاتون ایڈیٹر نے چیف کمشنر صاحب کی رخصتی تقریریں کیں۔ مسٹر آننگر کی تقریر بہت بے باک اور بہت دلچسپ تھی۔ اخباروں کی طرف سے چاندی کا سگرٹ کیس بھی دیا گیا تھا۔

زکام: آج مجھے شدید زکام ہوگیا ہے۔ گاؤزبان۔ اسطخودوس گل بنفشہ کا جوشاندہ پی رہا ہوں۔

شبینہ: آج درگاہ شریف کی مسجد میں دس حافظوں نے مل کر ایک قرآن ختم کیا تھا۔ ساڑھے تین بجے ختم ہوا۔

شب بیداری: شب قدر کی وجہ سے میں نے اور خواجہ بانو نے ساری رات شب بیداری کی تھی۔ زکام کے سبب جسم تمام شب بے کل رہا۔

حکیم منزل شاہ نظامی: کل گھرونڈے کرنال سے حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی واپس آگئے ہیں۔ زید منزل کے حجرے میں قیام کیا ہے۔

روحہ: آج روحہ اپنے سسرال واپس چلی گئیں۔ پرسوں رات کو حور بانو میرے ہاں آئیں تھیں۔

ایشیا کی دوائیں: آج پچھلی رات "ایشیا کی دوائیں" نام کی ایک کتاب لکھنی شروع کی

اول شب حسین کے ساتھ افغانستان جانے کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں کی دواؤں کی تحقیقات کروں۔ یہ سفر آٹھ دن کا ہوگا۔

۲۷ رمضان ۵ ستمبر بدھ دہلی **علم جفر کی تعلیم** آج میں نے اپنے بچوں کو علم جفر کی تعلیم دینے کا پروگرام بنایا۔ یہ ایک حسابی علم ہے۔ اور میں حساب نہیں جانتا۔ تاہم کسی لحاظ سے مجھے جو کچھ معلوم ہے بچوں کو سکھا دوں گا۔

**قاضی فیروزالدین صاحب** درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب سے قاضی فیروزالدین صاحب ملنے آئے تھے۔ میں دہلی گیا تھا۔ ڈیڑھ بجے واپس آیا۔ اور شام تک قوالی میں کام کیا۔

**تحقیقات ادویات** آج میں نے ایشیائی ادویات کی تحقیقات کا کام شروع کر دیا۔ حروف تہجی کے حساب سے پہلے الف کے نام کی دواؤں کو لیا ہے۔ چند دواؤں کی حقیقت قلمبند کی۔

**نیند نہیں آئی** زکام کا اثر کم ہو گیا ہے۔ مگر نیند آج بھی بہت کم آئی۔ دس بجے سے دو بجے تک صرف چار گھنٹے سویا۔ صبح تک تحریری کام کیا۔

بارش بند ہے۔ دھوپ نکلتی ہے آثار ایسے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی۔ اور عید کا چاند ابر میں مخفی ہو کر مسلمانوں میں اختلاف نہیں ڈالے گا۔

۲۸ رمضان ۶ ستمبر جمعرات دہلی **سید ابن عربی کی آمد** آج حیدرآباد ایکسپریس میں اننت پور سے سید ابن عربی آنے والے تھے۔ حسین اور سب بچے اُن کو لینے گئے تھے گاڑی چار گھنٹے لیٹ تھی۔ بچوں کے جانے کے بعد ابن عربی کا تار آیا کہ وہ جمعہ کو دہلی پہنچیں گے بخار ہو گیا ہے۔ مجھے کل رات کو زکام کی وجہ سے بخار ہو گیا تھا۔ آج بھی دن بھر اُس کا اثر رہا۔

**سید محمد اقبال نظامی** سید کشفی شاہ نظامی کے بڑے لڑکے سید محمد اقبال نظامی

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں پڑھتے ہیں۔ عید کو منے کے لئے آج میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے اُن کو اپنی خوابگاہ میں ٹھیرایا ہے۔ اور خود میاں خانے سے زیر منزل کے بالاخانے پر آگیا ہوں۔

**شہسوار کا گرنا** کسی شاعر نے کہا تھا گرتے ہیں شہسوار ہی میدان رزم میں۔ وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے"۔ اور دوسرے شاعر نے کہا تھا۔ ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں۔ آج مجھ پر یہ دونوں شعر کئی بار صادق آئے۔ کیونکہ آج میں جسمانی ناتوانی اور دوران سر کی وجہ سے چلتے چلتے کئی بار گر گر پڑا۔ مگر میں نے اپنے مقررہ کام کو تندرستی کے زمانے کی طرح پوری طرح انجام دیا۔

**غلام دستگیر نظامی** کئی دن ہوئے بنگلور میسور والے پرانے مرید غلام دستگیر نظامی ملنے آئے تھے۔ اور اپنے ایک بڑے مکان کا ذکر کرتے تھے جو اُنھوں نے حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب کو مشروط طریقے سے نذر کیا تھا۔ کہتے تھے وہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے میں مکان واپس لینا چاہتا ہوں۔

**تین میواتی** مولانا عشقی نظامی کے ساتھ علاقہ نوح ضلع گوڑگانوہ کے تین میواتی ملنے آئے تھے۔ اور بیعت ہونا چاہتے تھے۔ میں نے اُن کے دلوں کو نظر باطن سے دیکھ کر جواب دیا کل شام کو آنا۔

**جنڈولے کے مرید** پلول کے قریب جنڈولہ ایک گاؤں ہے جہاں میرے مرید جاٹ آباد ہیں۔ اور جن کو گذشتہ تحریک شدھی کے وقت آریہ سماجیوں نے مرتد کرنے کی سخت کوشش کی تھی۔ اور میں خود اُن کے بچاؤ کے لئے جنڈولے گیا تھا۔ جالندھر کے رہنے والے داروغہ صفائی بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔

**الوداع کی نماز** دہلی میں سینکڑوں میل کے فاصلوں سے لاکھوں نو مسلم جوق جوق الوداع کی نماز پڑھنے آرہے ہیں۔ اور مجھے اپنے بزرگوں کے تبلیغی کام کے نتائج دیکھ کر خوشی

ہو رہی ہے۔

**نئے چیف کمشنر**} آج صبح آنریبل مسٹر کرسٹی چیف کمشنر دہلی سے ملنے گیا تھا۔ سترہ برس پہلے وہ دہلی میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ مگر ان کو گزشتہ زمانہ اچھی طرح یاد تھا۔ بہت خلوص و ہمدردی سے میری صحت اور آنکھوں کے حالات دریافت کئے۔ میں نے بعض پبلک امور کا ذکر کیا جس کو انہوں نے بہت توجہ اور ہمدردی کے ساتھ سنا۔ وہ اپنے کام میں بڑے مستعد ہیں۔ اور گورنر یوپی کے چیف سکریٹری رہ چکے ہیں۔ اردو زبان بہت صاف اور شائستہ بولتے ہیں۔

**۲۹ رمضان ۷ ستمبر جمعہ دہلی**} **ابر آگیا**} کئی دن سے دھوپ نکلی ہوئی تھی اور امید ہو گئی تھی۔ کہ عید کے چاند میں اختلاف نہیں ہوگا۔ مگر آج یکایک ابر آگیا اور وہ امید جاتی رہی۔

**الوداع کی نماز**} آج میں نے الوداع کی نماز عیدگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔ بہت زیادہ نمازی آئے تھے۔

**چاند کی تلاش**} افطار کے بعد لوگوں نے چاند کی تلاش شروع کی اور میں ٹیلیفون کے پاس بیٹھ گیا۔ دور دور کے شہروں سے بذریعہ ٹیلیفون خبریں منگائیں اور ریڈیو بھی سنا جس سے اتنا معلوم ہوا کہ ڈھاکے میں چاند دیکھا گیا۔ اور حیدرآباد دکن سے بھی ناظم صاحب امور مذہبی کا تار آیا کہ وہاں بھی چاند دیکھا گیا مگر دہلی کے علمائے ان خبروں کو تسلیم نہیں کیا۔

**اخوانی نظامی**} آج ولنگٹن نیگری سے روشن دل محمد صدیقی اخوانی نظامی اپنے بڑے بڑے لڑکے عبدالحمید نظامی اور اپنے داماد کے ساتھ آئے تھے۔ میرے لئے ولنگٹن کے نظامی بھائیوں کے بھیجے ہوئے تحائف بھی لائے تھے۔ یوکلپٹس آئل اور شہد اعلیٰ چائے لائے تھے۔ عید کرنے اپنے گھر سیالکوٹ جا رہے ہیں۔

**۳۰ رمضان ۸ ستمبر شنبہ دہلی**} **آج شوال یعنی عید**} خبر آئی ہے کہ آج لاہور کے سنیوں نے عید کر لی ہے۔ شیعہ جماعت نے نہیں کی۔

**حرام روزہ**} آج بہت لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ جب چاند دیکھنے کی خبریں باہر سے آگئی

ہیں تو ہم کو روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے کہا عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ لیکن اس کا گناہ تم پر نہیں ہوگا۔ اُن مفتیوں پر ہوگا جنہوں نے چاند کی خبر کو تسلیم نہیں کیا۔

**میری صحت** مجھے کئی دن سے زکام اور بخار کی تکلیف ہے۔ آج بھی اس کا اثر قائم ہے۔

**یکم شوال ۹ ستمبر اتوار دہلی قبروں کی زیارت** آج صبح لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ اپنے بزرگوں اور قرابت داروں کی قبروں کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ چھوٹے بچوں سے بزرگوں کے نام پوچھتا تھا اور وہ بتاتے تھے تو بہت خوشی ہوتی تھی کہ میری تربیت کارگر ہو رہی ہے۔

**بستی کے اندر** عید کی نماز سے پہلے بستی کے اندر گیا تھا۔ پہلے حور بانو سے ملا۔ پھر سید نظام علی کے گھر میں گیا اور اُن کے بچوں سے ملا۔ پھر سید مسلم نظامی کے گھر میں گیا۔ پھر سید ذکی حسن کے بچوں سے ملا۔ پھر سید سمیع الدین صاحب کے گھر میں گیا۔ اور اُن کے بچوں سے ملا پھر اپنی بہن نظامی بانو کے گھر میں گیا۔ اور اُن کے بچوں سے ملا۔ وہ اپنی جوان بیٹی کے انتقال کے غم میں بہت بیتاب تھیں۔ پھر اپنے مرحوم بھائی کے دوست ملنے گیا اور اپنے مرحوم بھائی کی بیوی کو سلام کرنے گیا۔

**نماز** دس بجے عیدگاہ میں پہونچ گیا۔ اُن لوگوں کو ٹی ہاؤس دہلی میں سر عزیز الحق صاحب اور مسٹر اکرام اللہ اور اُن کے بچے اور نواب بہادر یار جنگ اور ... اور اُن کے صاحبزادگان اور باجہ غضنفر علی خاں صاحب اور نواب ... ... خاں کی حسب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ اور خان بہادر لطیف قریشی ... ... عبداللہ ... اور میرزا خیرالدین خورشید جاہ صاحب اور شیخ نصیر احمد صاحب اور سید احمد نظامی اور قلندر بیگ نظامی اور سید برکات احمد صاحب جیسے ... نماز پڑھنے آئے تھے۔

**بارش کا طوفان** عین نماز کے وقت بارش کا طوفان آیا اور نماز عید کے شمالی و جنوبی حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ بارش کا طوفان بہت دیر جاری رہا۔ اور میں وقت ... ...

پہونچ سکا۔

عید کی مٹھائی }حکیم محمد دین ملنسار نظامی نے حسب معمول قدیم عید کی مٹھائی اور پھولوں کے گلدستے بھیجے تھے۔ عبدالرزاق مالی نے پھولوں کا کنٹھا پہنایا تھا۔ اور بھی کئی جگہ سے مالیوں نے پھول بھیجے تھے۔

دہلی }۲ بجے حسین اور علی اور ولی اور طاہرہ قرۃ العین اور فریدہ اور علی بالا کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ علی اپنی سسرال چلے گئے۔ اور میں حسین کے ساتھ واحدی صاحب کے ہاں گیا۔ جہاں واحدی صاحب کے لڑکے سید احمد مجتبیٰ۔ اور سید علی مقتدیٰ۔ اور سید شوکت رضا اور واحدی صاحب کے داماد اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا۔ اور غزالی خاں صاحب اور آغا طاہر صاحب اور حکیم امتیاز الحق صاحب کے ساتھ ایک دسترخوان پر کھانا کھایا پھر سید انیس الرحمٰن کاظمی نظامی کے بچوں سے ملنے گیا۔ پھر حکیم احمد حسن خاں نظامی کے مکان پر کانگرس کے صدر }میرے قدیمی دوست مولانا ابوالکلام آزاد۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر کے ہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اُن سے بھی ملنے گیا۔ بعض لوگوں نے اس سے اختلاف کیا۔ میں نے کہا میں کانگرس اور لیگ کے اختلاف سے الگ ہوں۔ اور اپنے پرانے دوستوں کو سیاسی اختلافات کے سبب چھوڑنا ناممکن ہے۔ جب انگریزی حکومت کانگرس والوں سے سوشل تعلقات کے خلاف نہیں ہے تو میں اپنے قدیمی تعلقات کو کیوں چھوڑ دوں چنانچہ اندر گیا اور مولانا ابوالکلام سے گلے ملا۔ اور مسٹر آصف علی سے بھی معانقہ کیا۔ مولانا نے سابقہ تعلقات کا لحاظ کرکے میرا حال میری صحت کا حال۔ میری آنکھوں کا حال بہت ہمدردی اور خلوص سے پوچھا۔ میرے سب بچوں کے حالات دریافت کئے۔ اور آخر میں ایک اشارہ اُس پوسٹر کا بھی کردیا جو میں نے شملہ کانفرنس کے موقع پر شائع کیا تھا اور جس کے خلاف تمام ہندوستان کے کانگرسی اخبارات نے بہت غصّے کے مضامین شائع کئے تھے۔ اور جن کا جواب میں نے آج تک کچھ نہیں دیا۔

مسٹر آصف علی کی صحت خدا کے فضل سے اب اچھی ہے۔ قید سے رہا ہو کر آئے تھے تو بہت ہی ناتواں تھے۔

پھر سید باقر حسین کے مکان پر گیا اور اُن کی والدہ اور خالہ اور ماموں سے ملا۔ پھر مولانا احمد سعید صاحب سے ملنے گیا۔ پھر غزالی خاں کی دوسری بیوی کے ہاں گیا اور اس کے بعد پہلی بیوی کے ہاں گیا۔ اور اس کے بعد حکیم محمد دین ملنسار نظامی کے گھر میں گیا۔ اور اُن کے بچوں سے مل کر منشی قربان علی صاحب سے ملنے گیا۔ پھر بقائی صاحب ایڈیٹر حریت اور اُن کے بچوں سے ملنے گیا۔ پھر مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر دین دُنیا سے ملنے گیا پھر حکیم عبدالحی صاحب انصاری جانشین لقمان الملک حکیم نابینا صاحب سے ملنے گیا پھر بیگم میاں سر محمد شفیع سے ملنے گیا۔ اور آخر میں ہز ایکسیلنسی سردار محمد شفیع خاں صاحب قونصل جنرل افغانستان سے ملنے گیا۔ پھر گھر میں آگیا۔

کل کا ڈرامہ: کل فسانہ آزاد کا ڈرامہ ریڈیو میں سنا تھا بہت دلچسپ تھا۔ آج بھی رمضان کا ڈرامہ سنا تھا۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔

عید کی مبارک بادیاں: اس سال عید کی تہنیت کے بہت سے تار اور عید کارڈ آئے ہیں۔

صحت آج بھی خراب ہے۔

سید اقبال شاہ نظامی کی روانگی: سید کشفی شاہ نظامی کے بڑے لڑکے سید اقبال شاہ نظامی جو عید کرنے میرے ہاں آئے تھے۔ آج علی گڑھ واپس چلے گئے۔

۱۰ر شوال ۱۷ر ستمبر پیر دہلی میں ٹر کا میلہ: میرے رفیق قدیم خان صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر نے روشن آرا باغ میں ٹر کا میلہ جاری کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس لئے آج بچوں کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ بارش ہو رہی تھی شاید اس وجہ سے میلا ملتوی ہو گیا کیونکہ روشن آرا باغ میں مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ بارش کا سلسلہ رات تک جاری رہا۔

عاصی نظامی: آج فرزند روحانی روشن دل عبدالمالک عاصی نظامی عید ملنے آئے تھے۔

اور شیخ عبدالحمید صاحب مالک دوکان شاہی حلوہ سوہن کے جانشین محمد تقی نظامی بھی آئے تھے
اور اپنی دوکان کی نہایت عمدہ مٹھائیاں ڈونگریوں میں لائے تھے بھیا فقیر عشقی صاحب عید ملنے آئے تھے۔

**پھل** کہ محمد حنیف صاحب ایگزیکٹیو انجینئر دہلی نے عید کے پھل بھیجے تھے۔

**فلم ممتاز محل** کہ آج شام کو بچوں کے ساتھ ممتاز محل فلم دیکھنے گیا تھا۔ بہت زیادہ اذیت
اس فلم کے دیکھنے سے ہوئی کیونکہ شاہجہاں اور ممتاز محل کی اتنی توہین اور بہت زیادہ غلط باتیں
اس فلم میں ہیں کہ کوئی غیرت والا مسلمان ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں بہت جلد
ایک باقاعدہ چارہ جوئی اس فلم کے خلاف کروں گا۔

**۱۳ شوال ۱۱ ستمبر منگل دہلی** کہ **بارش جاری ہے** کہ کل بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا
اور آج بھی بارش ہو رہی ہے۔

**سید انیس الرحمٰن نظامی** کہ آج حضرت مولانا شاہ امان الرحمٰن صاحب مرحوم کے فرزند
سید انیس الرحمٰن نظامی اپنی والدہ اور اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے تھے میرے لئے پھل
بھی لائے تھے۔

**دہلی گیا تھا** کہ شام کو ۴ بجے حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد کے چھوٹے
بھائی موٹر لے کر آئے تھے۔ اور میں اُن کے ساتھ اُن کے بڑے بھائی سے ملنے گیا تھا۔ اور
اپنی بیماریوں کے حالات سنائے تھے۔ وہ دریا گنج کی کوٹھی میں تھے۔ یونانی دواؤں کی تحقیقات
کی نسبت میں نے جو کچھ گزشتہ منادی میں لکھا تھا اُس پر بھی بہت مفصل بات چیت ہوئی۔

**بارش کا طوفان** کہ عصر کے بعد سے بارش کا طوفان شروع ہوا۔ رات بھر بارش ہوتی رہی
میرے سب مکان ٹپک رہے ہیں۔

**خلیفہ صاحبان** کہ آج خلیفہ شوق محمد صاحب اور خلیفہ غوث محمد صاحب سبزی منڈی
سے سفر حج کی نسبت مشورہ کرنے آئے تھے۔ اور میرے لئے سردے بھی لائے تھے۔ میں نے
رات کو کھانا نہیں کھایا۔ فقط سردہ کھایا۔ اس لئے بہت اچھی نیند آئی۔ آج حکیم ہمدرد صاحب

چھوٹے بھائی کہتے تھے۔ کہ آپ کے لئے رات دن میں بارہ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ اگر نیند نہ آئے تب بھی چپ چاپ لیٹے رہئے۔ اس سے سب تکلیفیں دور ہوجائیں گی۔

**۴ رشوال ۱۲ ستمبر بدھ دہلی** **طوفانی بارش** آج بھی ۱۲ بجے تک طوفانی بارش ہوتی رہی۔ بہت سے غریبوں کے مکان گر پڑے۔ جہاں تک ہوسکا میں نے اُن غریبوں کو مسافرخانے وغیرہ مقامات میں جگہ دی۔

**کتابوں کا گودام** بارش کی کثرت کے سبب کتابوں کا گودام بہت زیادہ ٹپکا۔ حکیم منزل شاہ نظامی اور محمد یونس اور منشی ذکی حسن کتابوں کی حفاظت کے انتظام میں مصروف رہے۔ مگر ہزاروں کتابیں خراب ہوگئیں۔

**سید یامین نظامی** بدھ کے حاضرباش سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔ ۱۲ بجے کے بعد بارش رُکی تو میں نے چھتوں کی مرمت کرائی۔

**بی بی سی لندن کے اہل کار** شام کو سید محمد سلطان صاحب دہلوی اور مسٹر دلیش پانڈے ملنے آئے تھے۔ سلطان صاحب بی بی سی لندن کے دفتر دہلی میں ایک افسر ہیں اور مسٹر دلیش پانڈے پہلے لندن سے آغا اشرف کے ساتھ بولا کرتے تھے یعنی بی بی سی لندن کے اعلانچی تھے اب دہلی میں آگئے ہیں۔ بہت ہونہار اور خوش مزاج نوجوان ہیں یوپی کی بولی بولتا ہے۔

**۵ رشوال ۱۳ ستمبر جمعرات دہلی** **بارش کی خبر** کل رات کو ریڈیو میں خبر سنائی تھی کہ دہلی میں کل دن کو بہت زور کی بارش ہوگی۔ اس سے غریب سہم رہے ہیں۔ جگہ جگہ غریبوں کی جانیں جا رہی ہیں۔ مکان ٹپک رہے ہیں۔ برسات کی نمی سے گھروں میں بدبو ہوگئی ہے۔ رات کو میرے بستر میں بھی ہوا کے اثر سے اتنی زیادہ نمی تھی کہ میں کچھ دیر اس کو برداشت نہ کرسکا۔ استاد شمس الدین اور چند احباب ملنے آئے تھے پھول بھی لائے تھے۔ رات بھر بارش رہی۔

**۶ رشوال ۱۴ ستمبر جمعہ دہلی** **انبالے کی مسجد** انبالے کی ایک مسجد کے امام صاحب

شیخ چلی کی ڈائری اور میرے روزنامچے پر تبصرہ لکھ کر بھیجا ہے۔ جو مسجدوں کے ملاؤں کی محدود خیالی کا بہت دلچسپ نمونہ ہے۔

پارٹیاں ؛ روشن آرا باغ میں علی کے ساتھ سر فیروز خاں نون کی رخصتی پارٹی میں گیا تھا۔ اور میڈن ہوٹل میں اپنے عرب دوست محمد علی زینل رضا کی پارٹی میں بھی گیا تھا جو انہوں نے ایڈیٹر صاحب "العرب" دہلی نے دی تھی۔

۷ رشوال ۱۵ ر ستمبر شنبہ دہلی لفظ۔ زن - زمین ؛ فارسی ادب میں زر۔ زمین۔ زن۔ کو فساد کی جڑ کہا گیا تھا۔ اور یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ حکومت و اختیار و اقتدار کا جذبہ ان تینوں سے زیادہ باعث فساد ہے۔

ملکہ ممتاز محل کی توہین ؛ رنجیت فلم کمپنی نے ملکہ ممتاز محل کے نام کا جو فلم بنایا ہے اس کے ڈائرکٹر مسٹر کیدار شرما ہیں۔ جنہوں نے ملکہ کی اور شاہجہاں کی توہین کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہیں میں نے اس کی نسبت حکومت سے گفتگو شروع کر دی ہے۔

۸ رشوال ۱۶ ر ستمبر اتوار دہلی ؛ سر عزیز الحق ؛ معلوم ہوا ہے کہ سر عزیز الحق صاحب بھی سر فیروز خاں نون کی طرح سرکاری ڈاکری چھوڑ کر الکشن میں داخل ہونے والے ہیں۔

مولانا فضل الحق ؛ ضرورت ہے کہ مسٹر جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں مولانا فضل حق صاحب کو منالیں کیونکہ مسٹر فضل حق بنگال مسلم لیگ کے لئے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔

۹ رشوال ۱۷ ر ستمبر پیر دہلی ؛ منادی کا سائز ؛ منادی کے ناظرین کا اصرار ہے کہ ابتدا ہی سے منادی کا سائز ۔۔۔ دیا جاتے ہیں میں نے یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے سائز بدلنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر ناظرین کہتے ہیں الکشن کے زمانے میں منادی کی شان بڑھ جانی ضروری ہے عام رائے کے سامنے مجھے جھکنا پڑے گا۔ مگر بہت بڑا سائز مناسب نہیں ہے موجودہ سائز کو ڈبل کر دیا جائے گا۔

۱۰ رشوال ۱۸ ر ستمبر منگل دہلی ؛ ڈاکٹر سید محمود ؛ مسلم لیگ کے صدر اور سکریٹری کو

خاص کوشش کرکے ڈاکٹر سید محمود صاحب سابق ممبر ورکنگ کمیٹی کانگریس کو بھی مسلم لیگ میں شریک کر لینا چاہیئے۔

اور تمام کانگریسی مسلمانوں کو خصوصاً جمعیت علما کے ارکین کو اسلامی اخلاق رواداری کی موجب مسلم لیگ میں ملا لینا چاہیئے کیونکہ الکشن کے وقت مسلمانوں کی تفریق مناسب نہیں ہے۔

مسلم مجلس اور جمعیت علما اور احرار وغیرہ جماعتیں کانگریس نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائیں ہیں۔ اگر مسلم لیگ ان سب بھائیوں کو اپنے اندر ملالے تو ان بھائیوں کا فائدہ بھی ہے۔ اور مسلم لیگ کا فائدہ بھی ہے۔

۱۱ شوال ۱۹ ستمبر بدھ دہلی ﴿مسلم ملاپ﴾ نواب زادہ لیاقت علی خاں کو دہلی میں فوراً ایک مسلم ملاپ کانفرنس بلانی چاہیئے جس کی صدارت ایک غیر جانبدار مسلمان کو دیجائے اور وہ سر عبد القادر صاحب ہوسکتے ہیں۔

اس کانفرنس میں جمعیت علما۔ احرار۔ مسلم مجلس۔ خاکسار و آل انڈیا مومن کانفرنس کے ذمہ دار لیڈر بلائے جائیں اور ان سے مسلم لیگ میں شریک ہو جانے یا کم از کم الکشن کے وقت آپس میں نہ لڑنے کا سمجھوتہ کر لیا جائے۔

مولانا جمال میاں صاحب اور مولانا قطب میاں صاحب اور دیوان صاحب اجمیر شریف اور دیوان صاحب پاکپٹن شریف اور دیوان صاحب کلیر شریف کو بھی اس کانفرنس میں مدعو کرنا چاہیئے۔

۱۲ شوال ۲۰ ستمبر جمعرات دہلی ﴿نام بدل دیا جائے﴾ استخدوس یونانی دوا املاع کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر اس کا یونانی نام بہت مشکل ہے اس کو بدل دینا ضروری ہے اگر اس کا نام دماغی رکھدیا جائے تو موزوں رہیگا۔ یا طبابت پیشہ ادیبوں سے مشورہ کرنا چاہیئے سب ہی کام کرنے والے لیڈر اگر سوتے وقت ایک پیالی چار کی طرح استخدوس کے جوشاندے کو پی لیا کریں تو الکشن کے کام میں ان کا دماغ اور اُن کی عقل بہت زیادہ کام کرنے لگے گی۔

**۱۳ شوال ۲۱ ستمبر جمعہ دہلی {پیروں کی مدد}** مسلم لیگ کے لیڈروں کو الکشن کی مہم شروع کرنے سے پہلے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مشہور سجادہ نشینوں اور پیروں کو اپنا مددگار بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کو شریک بھی کیا جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ ان کو اپنا ہمدرد بنایا جائے تاکہ ان کے مرید الکشن کے وقت مسلم لیگ کے ساتھ رہیں۔

**۱۴ شوال ۲۲ ستمبر شنبہ دہلی {ایڈیٹر البشیر}** خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر بہت مخلص کانگریسی ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسٹر جناح خود ان کو خط لکھیں کہ وہ اور ان کا اخبار مسلم لیگ میں آجائیں۔ یا کم از کم مسلم لیگ کی مخالفت نہ کریں تاکہ مسلمانوں کی تفریق دُور ہو اور جو وحدت مولوی بشیر الدین چاہتے ہیں وہ پیدا ہو جائے۔

**۱۵ شوال ۲۳ ستمبر اتوار دہلی {امیر شریعت}** صوبہ بہار کے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ محی الدین احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ پھلواری شریف کا صوبہ بہار میں بہت اثر ہے۔ اور اُن کی خدمات بھی مخلصانہ ہیں۔ لہٰذا مسٹر جناح کو خود پھلواری شریف میں حاضر ہو کر حضرت امیر شریعت سے مسلم لیگ میں شریک ہونے کی درخواست کرنی چاہیئے۔ اور دُعا بھی لینی چاہیئے تاکہ اگر وہ شرکت لیگ کو قبول نہ فرمائیں تو مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے دُعا کرنے کا وعدہ کریں۔

مجھے یقین ہے کہ اگر مسٹر جناح خود یہ کوشش کریں تو بہار کے صوبے میں لیگ کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

**۱۶ شوال ۲۴ ستمبر پیر دہلی {پیشگی روزنامچہ}** چونکہ یکم اکتوبر سے منادی کا سائز بڑا کر دیا جائیگا اس لیے ۱۶ و ۲۴ ستمبر کا منادی ملا کر ۱۹ ستمبر کو شائع کیا جاتا ہے۔ اور ۲۴ ستمبر تک کا پیشگی روزنامچہ اس لیے درج کیا گیا ہے تاکہ زیادہ دور نہ ہو جائے۔ اب یکم اکتوبر کے بڑے سائز والے اخبار میں ۲۵ سے آخر تک کا روزنامچہ درج ہوگا جن میں ۱۷ ستمبر سے آخر ستمبر تک کے ذاتی حالات بھی درج کرنے جائیں گے جو اس پرچے میں درج نہیں ہوئے جو لوگ چھوٹے سائز کے منادی کی جلد بندی کرانی چاہتے ہیں اور کچھ پرچے اُن کے پاس کم ہیں تو وہ فوراً دفتر سے منگا لیں اور جلد بندی کرا لیں۔ یہ پرچے بلا قیمت بھیجے جائیں گے۔

# ۱۳۶۴ھ کی عید فطر

## مبارکبادیوں کے تار

(۱) مہنت رام کشن داس صاحب پٹنہ (۲) غلام دستگیر نظامی بنگلور میسور (۳) شاہ نظامی روشن... (۴) حکیم خسرو شاہ نظامی حیدرآباد دکن (۵) سر مہاراجہ صاحب جہانگیر آباد (۶) منیار شاہ علی نظامی اور خاندان اوجھونی (۷) محمد شریف صاحب سکریٹری احمد آباد جمعیت پتنگ ایسوسی ایشن۔ نظامیہ جماعت بنگلور اوٹی ٹیلگری سیٹھ عثمان صاحب موتی والے بمبئی۔ غلام حسین نظامی کراچی۔ محمد شریف نظامی کدری علاقہ مدراس۔ سید سعید نظامی حیدرآباد۔ نفیسہ نظامی حیدرآباد پیرزادے سید نور علی شاہ صاحب بہادر پور برہان پور۔ روشن دل عبدالمجید خاں نظامی ڈربن جنوبی افریقہ نے ایک طویل تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے۔ "آپ کو اور آپ کے سارے خاندان کو اور میرے سب پیر بھائیوں کو عید کی خوش وقتی مبارک ہو"! مسٹر حسین فضل مالک قلم کمپنی بمبئی۔ رحیم بخش خاں صاحب رنگ باز خاں حیدرآباد۔ سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لالجی بمبئی۔ سید جاور باد شاہ نظامی اور چشتی پارٹی ملاری مدراس۔ ہز ہائی نس فرماں روا چترال بشیر الدولہ چمن آرا بیگم اور ان کے شوہر مرزا ضامن علی صاحب نے بھی ایک طویل تار بھیجا ہے جو یہ ہے "آپ کو اور محترمہ خواجہ بانو صاحبہ کو اور سب بہن بھائیوں کو عید مبارک ہو۔ خدا آپ کو عمر نوح عطا کرے اور آپ کو مذہبی کاموں کے لئے اور ہماری رہبری کے لئے سلامت رکھے"۔

---

## مبارکبادیوں کے عید کارڈ

محمود بخاری صاحب کرٹپہ مدراس۔ شیخ جان محمد نظامی سمادہ بھائی۔ شیخ شان علی نظامی سمادہ بھائی۔ شیخ ایمان علی نظامی سمادہ بھائی۔ صابرہ خاتون نظامی سمادہ بھائی۔ ناظرہ خاتون نظامی سمادہ بھائی۔ روحہ خاتون نظامی سمادہ بھائی۔ نعمت بی بی نظامی سمادہ بھائی۔ محمد عاقل صاحب کان پور شو کمپنی آگرہ۔ محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ۔ آئی ایم خالد صاحب

حیدرآباد دکن - نواب حسن یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن - مسٹر عبدالحق سنٹرل بورڈ ریوینیو آفیہ شملہ پاک دل محمد حسین ڈپٹی نظامی لاہور - اعجاز مرزا صاحب دہلی - چھوٹے نظامی لاہور - ستی اللہ خان نظامی لاہور - سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیاں - محمد یعقوب جانی نظامی و لنگٹن نیلگری - عبدالرحمن صاحب گنائی کشمیر - عبدالحفیظ صاحب علی گڑھ - کریم خان ڈی پٹھان صاحب جام نگر - محمد خورشید الرحمن صاحب کیمبل پور - ہز ہائی نس نواب طالع محمد خاں صاحب فرماں روا ریاست پالن پور - زبیدہ خانم تنا نظامی لاہور - ایم اے خالق صاحب کیف دہلی - مظہر حسن نظامی بی اے ریاست مالیر کوٹلہ - سید امیر نظامی ویلنگٹن نیلگری - توکل شاہ نظامی دہرہ دون - سید اکبر علی نظامی بھڑوچ گجرات - کار کنان حبیب بینک لمیٹڈ شاخ دہلی - محمد علی الحاج سالمین صاحب بمبئی - ابن عبدالعزیز نظامی دیوبند شاہ رحمان انصاری صاحب ایڈیٹر سدر انجمن تحاد ملت دہلی - شفیق احمد صاحب صدر کلکتہ - حسن الدین نظامی احمد آباد - تیرت عید کارڈ - ستارہ نظامی مدراس - بابو غلام نبی نظامی ایبٹ آباد - ایس اے خالق صاحب دہلی - حاجی محمد اشفاق صاحب دہلی - مولوی شبیر احمد صاحب نائب امام سنہری مسجد دہلی - سلطان علی سلامی نظامی بنوں - روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی نے سیال کوٹ و ولنگٹن سے دو کارڈ بھیجے - پرنس محمد صادق صاحب نوڈ ڈپٹی کمشنر بمبئی - سیدہ اختر صاحبہ بنگلور کار ڈاور رومال - روشن دل محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی حیدرآباد - جمیل احمد فریدی نظامی امروہہ - احمد ابدالی نظامی بنوں - ابوالطاف نظامی سیالکوٹ - حاجی رحمت اللہ عین الیقین نظامی دہرہ دون - مطلوب احمد صاحب صدیقی امروہہ غلام احمد نظامی کراچی - عبدالمجید صاحب ٹیلر ولنگٹن ٹاؤن - منیار شاہ حسین غوث محی الدین نظامی ادھونی - ہز ہائی نس نواب غلام معین الدین خاں صاحب فرمانروا ریاست مانا ودر - لالہ امر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس دہلی - بابا جان نظامی ولنگٹن نیلگری - نصیر نظامی امروہہ - ہم جی علوی صاحب شیخ زکریا نظامی عدن - ایس ایم ایچ غازی صاحب بمبئی - خان بہادر اسمٰعیل آرگاندھی نظامی ندیاد - محمد ضمیر الدین احمد نظامی پڑلیا بہار - عبدالعزیز نظامی لے زنگ کیمپ - (مولانا) دیال پرشاد صاحب دہلی لالہ اونکار ناتھ صاحب دہلی - حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ دہلی - شیخ انور رشید صاحب

ڈاری آباد۔ سراج الدین قریشی نظامی جونا گڈھ۔ قطب الدین منشی نظامی احمد آباد۔ احمد ابراہیم صاحب
پاگل کوٹ دکن۔ نواب طلعت اللہ خاں صاحب کرنول۔ روشن دل عبدالرحمٰن گورکھا نظامی انبالہ
شہیدارا نظامی انبالہ۔ ابو طالب نظامی انبالہ۔ محبوبہ نظامی انبالہ۔ اجمیر حسن نظامی انبالہ۔ محمد تجلی نظامی
انبالہ۔ غلام قادر نظامی انبالہ۔ الٰہ بخش نظامی انبالہ۔ حکیم مسیحا نظامی رام پور۔ حکیم نظامی رام پور۔
یوسف مرزا رام پور۔ ادریس مرزا رام پور۔ ایوب مرزا رام پور۔ صالحہ نظامی رام پور۔ ترنم نظامی رام پور۔ مسعودہ
نظامی رام پور۔ تسنیم نظامی رامپور۔ سلسبیل بانو نظامی رام پور۔ اے آر محمد صالح نظامی ویلنگٹن نیلگری
اور اُن کی اہلیہ اور اُن کے فرزند ایم ایس عبدالرحیم اور اُن کے بھائی اے آر عبدالرزاق اور اُن کے بھتیجے بی محمد غوث وغیرہ۔
روشن ضمیر آل احمد علی ندریگی نظامی قریہ جالنا پور۔ حکیم رام سروپ صاحب مائل چشتی بنولی ضلع میرٹھ۔ سید قلندر پادشاہ چشتی
نظامی لودھوی اور ان کے فرزندان سید ہاشم پیر چشتی نظامی اور سید معین الدین پیر چشتی نظامی اور سید ہاشا پیر چشتی نظامی
اور سید جاوا پیر چشتی نظامی اور سید مرشد پیر چشتی نظامی وغیرہ۔ این ندیم اللہ نظامی ادھونی مع فرزندان اور
عبدالرزاق نظامی اور ایم عبداللہ نظامی اور این محمد ابراہیم نظامی اور بی احمد شبیر نظامی بی اے بی ایل
اور این شیخ احمد نظامی۔ اور این نظام الدین وغیرہ۔ فضل کریم نظامی گنجہ برمالی۔ حاجی اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ
پریمی نظامی احمد آباد۔ عبدالقادر نسیم نظامی ناندیڑ دکن۔ روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی فرید کوٹ۔ محمد
اقبال صالح نظامی تھین گجرات۔ اور اُن کی اہلیہ اے آر بیگم نظامی اور اُن کے فرزند محمد سراج الدین اور بیٹی
مسرت بانو اور محمد ابوطالب اور حبیب النساء اور محمد قطب الدین اور محمد شافعی اور احمد علی اور زبیر علی
وغیرہ۔ ڈاکٹر اے ما رام صاحب چشتی پونڈری کرنال۔ غلام فرید نظامی ویلنگٹن نیلگری۔ عنبر صاحب چشتی اجمیر شریف
سید ناصر شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت نانا خواجہ سید بدرالدین اسحٰق رحمۃ پاکپٹن شریف۔ محمد طلحہ صاحب لکھنؤ اور
اُن کی اہلیہ عنایت کریم صاحبہ اور طیبہ طلحہ صاحبہ اور سید محمود رضا صاحب وغیرہ۔ علی احمد نظامی کوٹلی لوہاراں مشرقی۔
آغا آفتاب صاحب قزلباش دہلی۔ سید عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت میراں سید حسین شاہ بخاری لاہور۔ محمد ضیا بخش خاں
نظامی سنترہ گاچھی بنگال۔ محمد خالد نظامی سنترہ گاچھی۔ محمد حسن غالب نظامی سنترہ گاچھی۔ ناسوتی شاہ نظامی حیدرآباد
سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کیمبل پور۔ حامی الدین قاضی میراں بخش نظامی ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ سید فضل احمد کریم صاحب
فضلی فرید پور بنگال۔ مولانا عبداللہ سیفی چشتی رحمانی نظامی بنگلور۔ مرزا نظام الدین صاحب تیموری دہلی۔

# عید کی ہنسی خوشی

سلیقہ بیگم لائبریری کی آج ہماری چھوٹی بیوی نے کہا "تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم میرے نام پر سلیقہ بیگم لائبریری دہلی میں قائم کرو گے۔ مگر ایک برس ہو گیا۔ پھر تم نے کبھی لائبریری کا نام بھی نہیں لیا۔" ہم نے کہا "تم جانتی ہو کہ ہم ساری دُنیا کے لیڈر ہیں۔ ہم کو اس ایک سال میں امریکہ جانا پڑا۔ روس جانا پڑا۔ برلن جانا پڑا۔ اور پھر ہندوستان کے بے شمار کام بھی ہمارے ذمے ہیں۔ دلی کے نہاری والوں کی حلوائیوں کی۔ کبابیوں کی۔ شربت والوں کی دکانوں کی صفائی کا انتظام بھی ہم ہی نے کیا۔ اور یہ بھی تم جانتی ہو کہ جب ہماری پالیسی کے موافق شملہ کانفرنس ختم ہو گئی تو ہم نے اس خوشی میں پتنگ بازی کے پانچ پیچ لڑائے۔

پہلا پیچ وائسرائے سے ہوا۔ دوسرا پیچ گاندھی جی سے ہوا۔ تیسرا پیچ مولانا ابوالکلام آزاد سے ہوا۔ چوتھا پیچ پنڈت جواہر لال نہرو سے ہوا۔ اور پانچواں آخری پیچ مسٹر جناح سے ہوا۔ اور اس کے بعد ہی ہم کو لندن جانا پڑا۔ اور ہم نے مسٹر ایمرے اور مسٹر چرچل کے مخالفوں کو لفظاً معناً اشارتاً کنایتاً اور سب طرح مدد دی۔ اگرچہ مسٹر چرچل برلن سے ہمارے نام ٹیلیفون بھیجتے رہے اور ہوٹل والا دوڑ دوڑ کر ہمارے پاس آتا رہا کہ مسٹر چرچل ٹیلیفون پر ہیں۔ اور آپ کو سلام دیتے ہیں۔ مگر ہم نے ہر دفعہ یہی کہا "آئی کین ناٹ کم" ہم نہیں آسکتے۔ کیونکہ ہمارا لیبر پارٹی سے سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

مسٹر ایمرے بھی ہمارے پاس آئے اور کہا۔ میرے لڑکے کو حوالات میں بند کر رکھا ہے۔ میں وزیر ہندوستان ہوں۔ ذرا پارلیمنٹ کے ممبروں سے سفارش کر دیجئے کہ وہ اُس کو رہا کر دیں ہم نے مسٹر ایمرے سے بھی کہہ دیا "نو۔ نو" ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم نے ہندوستان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ہم تمہارے بیٹے کے لئے کچھ نہیں کریں گے۔

آخر ہم کامیاب ہوئے یعنی ہم نے لیبر پارٹی کو کامیاب کرا دیا۔ اور مسٹر چرچل اور مسٹر ایمرے

ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اور ہم لندن سے دلی میں واپس آ گئے۔ مگر پیاری الیقین مانتا جب تک ہم لندن میں رہے۔ ہم کو اپنی چاروں بیویاں یاد آتی رہیں"۔ یہ سن کر چھوٹی بیوی نے کہا "بالکل غلط ہے۔ تم ہندوستانی ہو اور لندن جا کر کوئی ہندوستانی ہی اپنی بیوی کو یاد نہیں رکھتا۔ مگر تم ان بے تعلق باتوں میں لائبریری کی بات کو نہ ٹالو۔ میں تو تم سے لائبریری بنوا کر رہوں گی۔ اور میں نے آج سویرے بڑی بیوی سے بھی کہہ دیا ہے اور منجھلی سے بھی اور سنجھلی سے بھی۔ کہ اگر شیخ صاحب نے "سلیقہ بیگم لائبریری" نہ بنوائی تو آج سے میں روٹی کے ساتھ سالن کھانا چھوڑ دوں گی۔ روکھی روٹی کھایا کروں گی۔

چھوٹی بیوی کی یہ بات سن کر ہم کو ہنسی آ گئی۔ اور ہم نے کہا۔ اگر تم چاروں دال سالن کھانا چھوڑ دو۔ تو ہمیں بہت فائدہ ہو۔ ساڑھے چار روپے سیر گھی خریدنا پڑتا ہے ڈیڑھ روپے سیر کا گوشت خریدنا پڑتا ہے۔

چھوٹی بیوی نے بات کاٹ کر کہا "بس بس زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ ابھی بیٹھو اور لائبریری قائم کرنے کا تخمینہ لکھواؤ۔ اور کچھ اس طرح چھوٹی بیوی نے یہ بات کہی کہ ہمارا دل موم کی طرح پگھل گیا۔ اور ہم میز کے سامنے کرسی پر جا بیٹھے اور سلیقہ بیگم سے کہا۔ لاؤ قلم دوات اور کاغذ لاؤ۔ اور لکھو جو کچھ کہ ہم لکھواتے ہیں۔ چھوٹی بیوی فلس کیپ کاغذ اور جیبی قلم لیکر آ گئیں اور ہمارے سامنے میز پر لکھنا شروع کیا —— اور ہم نے یہ عبارت لکھوانی شروع کی۔

**اما بعد**۔ یہ پروگرام ہے قیام کا واسطے سلیقہ بیگم لائبریری دہلی کے۔ جو قائم کی جائیگی ہماری چھوٹی بیوی سلیقہ بیگم کے نام نامی اور اسم گرامی پر۔ اور رہیں گی اس لائبریری میں کتابیں زبان عربی کی۔ اور زبان سنسکرت کی اور زبان ژند کی۔ جو بولی جاتی تھی ایران میں آج سے پانچ ہزار برس پہلے۔

سلیقہ بیگم نے اتنی عبارت لکھنے کے بعد کہا "اے واہ! سبحان اللہ! یہ ہندوستان ہے یا عربستان یہاں عربی زبان کی کتابیں کون پڑھے گا۔ اور سنسکرت زبان کون پڑھیگا؟ اور ژند زبان کون پڑھیگا۔ ہم تے کہا۔ لائبریری کی کتابیں پڑھنے کے لئے نہیں ہوتیں۔ دیکھنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اور اس لئے ہوتی ہیں کہ اخباروں میں یہ خبر چھاپی جائے کہ فلاں لائبریری میں ایسی نایاب اور پرانی کتابیں موجود ہیں۔ جن کے

پڑھنے والے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں"۔
یہ بات سُن کر سلیقہ بیگم آپے سے باہر ہو گئیں اور اُنھوں نے کاغذ اُٹھا کر ہمارے اوپر پھینک دیا اور کہا "صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تم کو لائبریری بنانی نہیں ہے۔ میں تو اپنی لائبریری میں فقط ایسی کتابیں جمع کرنی چاہتی ہوں جو عورتوں کے لئے مخصوص ہوں اور اردو زبان میں ہوں"۔
ہم نے کہا "عورتیں تو آج کل ناول چاہتی ہیں۔ پُرانے قصّے کہانی کی کتابوں سے ان کو نفرت ہو گئی یا تعویذ گنڈوں کی کتابیں چاہتی ہیں۔ یا سینما کے گانوں کی کتابیں چاہتی ہیں۔ اور ہم زمانے کے اس شوق کے بہت سے پُرانے حالات بھی جانتے ہیں۔ جب ہم اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے تو ایک دن اکبر بادشاہ کی بیوی سلیمہ سلطان نے پیغام بھیجا کہ "بیتال پچیسی" کہانی کا جو ترجمہ ملا عبدالقادر بدایونی کر رہے ہیں مجھے اس کو میں پڑھنا چاہتی ہوں"۔ اکبر بادشاہ نے ہم سے کہا ابھی ابوالفضل اور فیضی کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ ہم نے بدایوں والے جوان کو بیتال پچیسی کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ ترجمہ پُورا ہو گیا ہو تو ابھی سلیمہ سلطان بیگم کے پاس بھیج دیا جائے"۔
ہم نے اکبر بادشاہ سے کہا "ملا عبدالقادر بدایونی کو حضور نے ہزار بیگھے زمین عطا فرمائی تھی۔ وہ اپنے گھر چھٹی لے کر گیا ہوا ہے"۔
ہماری بات پوری نہ ہونے پائی تھی کہ ابوالفضل اور فیضی بھی وہاں آ گئے۔ بادشاہ نے ان دونوں سے ملا عبدالقادر بدایونی کا حال پوچھا۔ اُن دونوں نے کہا اُس نے چھ مہینے کی رخصت لی تھی۔ اب ایک سال ہو گیا کہ وہ نہیں آیا۔ شاید بیمار ہو گیا ہو گا بادشاہ نے حکم دیا "ہزار بیگھے زمین جو ہم نے دی تھی خالصہ کر دی جائے۔ اور حکم بھیجا جائے کہ وہ فوراً حاضر ہو"۔
اس کے بعد بادشاہ نے فرمایا "بیتال پچیسی کا ترجمہ پُورا ہو گیا ہو تو کتب خانے سے سلیمہ سلطان بیگم کو بھجوا دو"۔ ابوالفضل نے فیضی کو اشارہ کیا۔ اور فیضی کتب خانے میں چلے گئے۔ مگر ہم نے بادشاہ سلامت سے کہا "بیتال پچیسی میں خلاف عقل کہانیاں ہیں وہ کتاب

شاہی بیگمات کے قابل نہیں ہے۔" بادشاہ نے فرمایا "عورتوں کو ایسی ہی کتابیں اچھی معلوم ہوتی ہیں جو خلاف عقل ہوں۔"

ہم نے بادشاہ سے کہا "تو کیا بیتال پچیسی لکھنے والے نے یہ کتاب اسی لئے خلاف عقل لکھی تھی کہ کم عقل عورتیں اس کو پڑھا کریں"؟ بادشاہ نے ہماری بات کا جواب نہ دیا تو ہم نے پھر کہا "ملا عبدالقادر بدایونی کہتا تھا کہ ہندوؤں کی جتنی کتابیں کا ترجمہ بادشاہ نے مجھ سے کرایا ہے۔ اُن سب میں خلاف عقل باتیں ہیں۔ اور میں روزانہ ترجمے کا کام ختم کرنے کے بعد گیارہ دفعہ لاحول پڑھتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں کہ نوکری کے لئے ایسی خرافات کتابوں کا ترجمہ کرنا پڑا"

ہماری یہ بات سُن کر بادشاہ کو غصہ آگیا اور انھوں نے ہم سے کہا "ہمارے سامنے سے دور ہو جا۔ کیا واہیات باتیں بکتا ہے۔" ہم نے دو قدم پیچھے ہٹ کر کہا "حکم کی تعمیل کر دی گئی۔ ہم دو قدم پیچھے ہٹتے ہیں۔ حالانکہ ہم ہمیشہ دو قدم آگے بڑھنے کے عادی رہے ہیں۔" بادشاہ نے کہا "بدولت تیری صورت دیکھنی نہیں چاہتے۔" ہم نے کہا "مگر ہم حضور کی صورت دیکھے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔" بادشاہ نے کہا "تیرے مر جانے سے ہم کو خوشی ہوگی۔" ہم نے کہا ہم اس بات کا یقین نہیں کر سکتے کیونکہ جب ہماری چار بیویاں بیوہ ہو جائیں گی تو حضور کو اُن کے کھانے کپڑے کا فکر کرنا پڑیگا۔ اور فکر ایسی چیز ہے جو انسان کی خوش دلی کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ دیکھئے ابوالفضل سامنے کھڑے ہیں۔ ان کو کھانے کا بہت شوق ہے۔ اور بینگن کا بھرتہ ان کو بہت بھاتا ہے۔ حالانکہ بینگن سے زیادہ کوئی بری ترکاری نہیں ہوتی بادشاہ کو ہنسی آگئی اور انھوں نے کہا "تو جھوٹا ہے۔ بینگن بہت اچھی ترکاری ہوتی ہے" ہم نے کہا "ہاں حضور بیتال پچیسی میں لکھا ہے کہ بینگن کھانے سے عقل بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو آج میں ابوالفضل کے ساتھ جا کر بینگن کا بھرتہ کھاؤں اور پھر اپنی عقل کو تول کر دیکھوں کہ کچھ بڑھی ہے یا نہیں بڑھی؟" بادشاہ نے بات کاٹ کر کہا "ملا تیرا ایک کان کیا ہوا؟" ہم نے کہا "چتوڑ گڈھ کی لڑائی میں جب ہم حضور کے پاس

کھڑے تھے۔ ایک گولی ہمارے کان پر لگی تھی۔ اور اس سے ہمارا ایک کان اُڑ گیا تھا اور پھر حضور نے ہمارے کان کے بدلے چتوڑ گڑھ کی فوج کے سپہ سالار کو خاص اپنی گولی سے اُڑا دیا تھا۔ حضور ہم وہ کان نمک لگا کر اپنے ساتھ لے آئے تھے اور اُمیدوار ہیں کہ حضور کے حکم سے اس کان کا مقبرہ بنوا دیا جائے۔

سلیقہ بیگم کچھ دیر تو ہماری باتیں سُنتی رہیں پھر خفا ہو کر کہا "تم کو اللہ کی سنوار۔ تمہاری بات ہے کہ شیطان کی آنت ہے۔ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تم سلیقہ بیگم لائبریری نہیں بناؤ گے۔ ہم نے جلدی سے اپنا ایک کان ہاتھ سے پکڑا اور کہا ہماری تو یہ ہے تم عورت ذات ہو جس سے ہم پیدا ہوئے اور ہمارے باپ دادا پیدا ہوئے اور سارے جہان کے بادشاہ اور پیر پیغمبر پیدا ہوئے۔ اب تمہیں بتاؤ کہ تم کیسی لائبریری بنانی چاہتی ہو"

سلیقہ بیگم نے جواب دیا "ایسی لائبریری چاہتی ہوں کہ اُردو زبان کی وہ سب کتابیں جو عورتوں کی نسبت لکھی گئی ہوں ایک جگہ جمع ہو جائیں ہم نے کہا اگر بس اتنی ہی لائبریری چاہتی ہو تو اُس کے لئے تین فٹ کی الماری کافی ہوگی۔ کیونکہ اُردو زبان میں عورتوں کی نسبت کتابیں سو دو سو سے زیادہ نہیں ہیں۔

ہماری یہ بات سُن کر چھوٹی بیوی نے کہا "شیم شیم" ہم نے کہا اس نام کی کوئی کتاب ہم نے نہیں سُنی"۔ چھوٹی بیوی نے کہا "میں یہ کہتی ہوں کہ مردوں کو شرمانا چاہئے۔ کہ اُنھوں نے ہم عورتوں کے واسطے کتابیں نہیں لکھیں۔

ہم نے کہا "عورتوں کے لئے کتابوں کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہر عورت کی صورت ایک کتاب ہوتی ہے کہ مرد اُس کے پڑھے بغیر خوش نہیں رہ سکتے۔ کیا تم نے نہیں سُنا سب شاعر حسن کی تعریف کرتے ہیں تو محبوب کے چہرے کو کتابی چہرہ لکھتے ہیں۔

چھوٹی بیوی نے کہا "یا اللہ! تم نے تو مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔ بے سر و پا باتیں کئے جاتے ہو"۔ ہم نے کہا "عربی زبان میں ایک کتاب چھپی ہے جس کی بارہ جلدیں ہیں۔

اور ان بارہ جلدوں کا اتنا بوجھ ہے کہ اگر تم اُن کو اُٹھاؤ تو تمہارا کاسنی سا بدن پھولوں کی ٹہنی کی طرح لچک جائے۔"

ہماری بیوی یہ بات سُن کر شرما گئیں اور اُنھوں نے نظریں جھکا لیں۔ اور پوچھا "اُن بارہ جلدوں میں کیا لکھا ہے؟" ہم نے کہا "کانگرس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد نے وہ بارہ جلدیں حفظ یاد کر رکھی ہیں۔ ہم ایک دن ان کی دعوت کریں گے اور اپنے گھر میں لائیں گے اُن سے پوچھ لینا۔ ہم تو فقط اتنا جانتے ہیں کہ اس فہرست میں ہر علم و فن کی کتابوں کا حال درج ہے۔ کتاب کے شروع میں جو عبارت ہے وہ نقل کی ہے۔ آخر میں جو عبارت ہے وہ نقل کی ہے۔ اور اندر جو مضمون ہے اُس کا خلاصہ درج کیا ہے۔ اور مصنف کا حال اور پیدا ہونے اور مرنے کی تاریخ لکھی ہے۔ جو اس فہرست کو یاد کر لیتا ہے وہ بڑا عالم مشہور ہو جاتا ہے۔"

سلیقہ بیگم نے کہا "میں مردوں کی اُن سب لائبریریوں کو ناپسند کرتی ہوں جن کے ہاں ہزاروں کتابیں الماریوں میں بھری رکھی رہتی ہیں۔ اور دو چار آدمیوں کے سوا کوئی اُن کو نہیں پڑھتا۔ میں تو ایسی لائبریری چاہتی ہوں جہاں کم از کم روزانہ سو عورتیں آیا کریں اور ہر مضمون کی سو سو کتابیں میری لائبریری میں ہوں۔ اور ہر کتاب کے پڑھنے کے دن مقرر کر دیے جائیں کہ ایک دن میں ایک مضمون کی سو کتابیں سو عورتیں پڑھ لیں۔ اور ایک دن میں ختم نہ ہوں تو دو دن میں، تین دن میں، چار دن میں۔ غرض جتنے دنوں میں پڑھی جا سکیں پڑھ لیں۔ مثلاً بوستان خیال کی جلدیں ہیں۔ یا داستان امیر حمزہ کی جلدیں ہیں۔ کہ یہ کئی کئی مہینے میں ایک ایک جلد پڑھی جا سکے گی۔ علم و فن کی فضول کتابیں مردوں کو مبارک ہم تو جی بہلانے کی کتابیں پڑھیں گے۔

ہم نے کہا "ماں باپ نے تمہارا نام سلیقہ بیگم رکھا ہے۔ اپنی لائبریری میں سلیقہ پیدا کرنے کی کتابیں بھی رکھنا۔" چھوٹی بیوی نے کہا "ماں باپ نے سلیقہ بیگم نام رکھا

خدا اُن کو جنت نصیب کرے۔ اور تم سے میری شادی کی۔ خدا اُن سے اس گناہ کی پوچھ گچھ نہ کرے"۔
یہ سُن کر ہم کو غصہ آگیا۔ اور ہم کرسی سے کھڑے ہو گئے۔ اور ہم نے کہا "کیا تمہارے ماں باپ نے تمہاری ہم سے شادی کی تو گناہ کیا؟"
چھوٹی بیوی ہمارا غصہ دیکھ کر ڈر گئیں اور انھوں نے کہا "میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم سے شادی کرنا گناہ تھا۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ کسی ایسے گھر میں میری شادی کرتے جہاں میں روزانہ بوستان خیال پڑھ سکتی داستان امیر حمزہ پڑھ سکتی سینما جا سکتی۔ زنانہ کلب میں جا سکتی اور راتوں کی دعوتوں میں مردوں کے ساتھ ناچنے کی اجازت بھی مجھے ہوتی۔ اور میرا شوہر میرے لئے سلیقہ بیگم لائبریری بھی قائم کر دیتا"۔
ہمارا غصہ ذرا دھیما ہوا اور ہم پھر بیٹھ گئے۔ اور ہم نے تمام ہندوستان کے کتاب فروشوں کے نام ایک گشتی فرمان جاری کیا جس کا مضمون یہ تھا:۔ اما بعد ہر گاہ کہ ہماری چھوٹی بیوی سلیقہ بیگم ہندوستان کے پایہ تخت دلی میں ایک ایسی اردو لائبریری بنانی چاہتی ہیں جس میں اردو کی صرف ایسی نظم و نثر کی کتابیں ہوں جن کا تعلق عورتوں سے ہو۔ یا جن کو عورتیں پسند کر سکتی ہوں۔ مگر ان میں عشق بازی کا ذکر نہ ہو۔ تو وہ ہم کو اطلاع بھیج دیں۔ تاکہ ہم ان کو بذریعہ وی پی منگا لیں یا نقد قیمت بھیج کر خرید لیں والسلام۔ باقی یہاں خیریت ہے اور خیریت آپ سب کتاب فروشوں کی اور کاپی نویسوں کی اور چھاپنے والوں کی نیک مطلوب ہے۔ راقم یعنی لکھنے والا فقیر حقیر شیخ چلی الملقب ابو الظرافت دہلوی کان اللہ لہ۔
چھوٹی بیوی پھر بگڑ کر بولیں "جس نظم میں اور جس نثر میں عشق بازی کا ذکر نہ ہو وہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے اور جس دل میں محبت کا درد نہ ہو وہ دل نہیں۔ سانس لیتا ہوا پتھر ہے۔ اور جس خیال میں الفت کی پھانس نہ ہو وہ خیال نہیں جھاؤ کی لکڑیوں کا جنجال ہے"۔
ہم کو چھوٹی بیوی کی یہ بات بہت زیادہ ناگوار ہوئی اور ہم نے نہایت غصے کے لہجے میں گرج کر کہا "شٹ اپ! خاموش! خبردار۔ جو اس سے آگے کوئی لفظ کہا۔ ہماری لائبریری میں عشق بازی کی کوئی کتاب نہیں ہوگی"۔ چھوٹی بیوی کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور بڑی بیوی اور منجھلی بیوی اور سنجھلی بیوی جو بہت دیر سے چپ چاپ بیٹھی ہم دونوں کی باتیں سُن رہی تھیں۔ وہ ہمارے بدلے ہوئے

تیور دیکھ کر سہم گئیں۔ اور ان تینوں نے ایک زبان ہو کر کہا: "سچ ہے شوہر بیویوں کا مجازی خدا ہوتا ہے۔ تم جو کچھ کہتے ہو ہمارا اُس پر ایمان ہے۔"

چھوٹی بیوی نے کہا: میں بھی اپنی بات سے پشیمان ہوں۔ میری لائبریری میں جیسی کتابیں تم پسند کرو گے۔ مجھے بھی وہی پسند ہوں گی۔"

بس یہ تھا آج کا حال۔ اب ہم اکتوبر ۱۹۴۵ء تک یعنی اگست اور ستمبر کے دو مہینوں میں سلیقہ بیگم لائبریری کی کتابیں جمع کر کے الماریوں میں سجا دیں گے۔ اور پھر تمام دہلی کی ہندو مسلمان عورتوں کو جمع کر کے اس لائبریری کا اس طرح افتتاح کریں گے کہ پہلے چاندی کا ایک قفل لگا دیں گے پھر اُس کی کنجی قفل میں لگا دیں گے اور کنجی میں ہزار گز کا ایک ڈورا باندھ دیں گے۔ اور اس ڈورے کو سب عورتیں پکڑ لیں گی اور ہم قفل کے پاس کھڑے ہو کر کہیں گے:۔ اما بعد۔ اے ماؤں! اے بہنوں! اے بیویوں! اے بیٹیوں! اے خالاؤں! اے چچیوں! اے ممانیوں۔ اے سمدھنوں اے سالیوں! اے ساسوں! ہماری چھوٹی بیوی سلیقہ بیگم نے تم سب کے لئے یہ لائبریری قائم کی ہے اور ہم تم سب کے ہاتھوں سے اس لائبریری کو کھولنا چاہتے ہیں۔ تم سب اپنے اپنے گھونگٹ نکال لو اور اپنے ہاتھوں پر اپنے دوپٹوں کو لپیٹ لو تاکہ ہم تمہارے ہاتھوں کی مہندی نہ دیکھ سکیں۔ اور تمہارے ہاتھوں کے انگوٹھی چھلوں پر بھی ہماری نگاہ نہ پڑ سکے۔ اور پھر تم ایک ہاتھ سے ڈورا پکڑ لو۔ اور ایک ہاتھ اونچا اُٹھا لو تاکہ ہم سمجھ لیں اور ہم کو یقین آ جائے کہ تم سب استریوں اور ماتاؤں اور پتریوں کی کثرت رائے اس لائبریری کے حق میں ہے۔ اور بقول ہماری چھوٹی بیوی کے اس لائبریری کے فیوچر میں ہے۔ تو ہم تم سب کے ناچیز نائب اور قائم مقام بن کر یہ قفل کھول دیں گے۔ یہ قفل چاندی کا ہے اور اس کی کنجی بھی چاندی کی ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں تم سب کا حق ہیں۔ ہم ان دونوں کو فروخت کر کے حلوہ پکائیں گے اور اُس حلوے پر اُن سب عورتوں کی نیاز دلوائیں گے جو اس دُنیا سے سدھار گئی ہیں۔ اور جنہوں نے تم کو پیدا کر کے ہم مردوں کے گھروں کو آباد کیا ہے۔　(منقول از "ادیب" دہلی)

# دہلی ۱۹۴۵ء میں

مولوی غلام یزدانی صاحب ایم اے دہلوی آجکل حیدرآباد دکن میں رہتے ہیں۔ پہلے سلطنت آصفیہ کے محکمۂ آثار قدیم کے ناظم تھے۔ اور اس عمدگی سے اپنے فرائض انجام دیتے تھے کہ تمام دکن میں دہلی کا نام روشن کر دیا تھا۔ وہ ابھی حال میں حیدرآباد سے دہلی آئے تو انہوں نے اپنے وطن کے کچھ حالات قلم بند کئے۔ اور رسالہ ساقی دہلی میں اُن کو شائع کرایا۔ میں یہ تحریر منادی میں اس غرض سے درج کرتا ہوں کہ پردیس میں رہنے والے ہم وطن ادیب سے ناظرین منادی کا تعارف ہو جائے۔

میں نے مولوی غلام یزدانی کے والد مولوی غلام جیلانی صاحب کو بھی دیکھا تھا داڑھی رکھتے تھے۔ اور بہت سنجیدہ، کم سخن، شائستہ طبیعت کے مسلمان تھے۔ اُس وقت میں نے مولوی غلام یزدانی اور مرزا فرحت اللہ بیگ فرحت دہلوی کو بارہا کتابوں کا بستہ بغل میں لئے کالج اور اسکول جاتے دیکھا تھا۔ میں بھی اُس وقت عربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی میں رہتا تھا۔ غلام یزدانی کم عمری میں بھی اپنے باپ کے قدم بقدم بہت متین اور سنجیدہ تھے۔ اور اُن کے ساتھی مرزا فرحت اللہ بہت شوخ اور منہ پھٹ نظر آتے تھے مولوی غلام یزدانی کی شادی دہلی کے مشایخ خاندان میں ہوئی ہے یعنی حضرت مولانا فخر الدین چشتی نظامی رح کے پوتے حضرت میاں نصیر الدین کالے صاحب رح کے نواسے حضرت میاں عبد الصمد صاحب کے خاندان میں ان کی شادی ہوئی تھی۔ میانہ قد ہے۔ چھریرا بدن ہے۔ گندمی رنگ ہے۔ کتابی چہرہ ہے۔ معذرتی طبیعت اب زیادہ بڑھ گئی ہے بلکہ کری

کام ختم کر چکے ہیں۔ پنشن پاتے ہیں۔ مگر حیدرآباد کو اپنا وطن بنالیا ہے۔ اور
دلّی میں آتے ہیں تو ایسے آتے ہیں جیسے مسٹر جارج میرل پریزیڈنٹ
امریکہ کے نمائندے کبھی دلی میں آجاتے ہیں۔ کبھی ہوائی جہاز میں اڑ کر امریکہ
چلے جاتے ہیں۔

مجھے اپنے شہر کے سب قدیم و جدید ادیبوں اور مشہور آدمیوں سے محبت رہی ہے
اور اب بھی جبکہ محبت کرنے کے قابل نہیں رہا ہوں ان لوگوں کی محبتوں کی
لکیر کا فقیر بنا رہنا چاہتا ہوں۔

اس تعارف کے بعد اب مولوی غلام یزدانی کا مضمون پڑھیئے :۔ حسن نظامی

یہ سنہ دنیا کی تاریخ میں جرمنی کی شکست کی وجہ سے تو شاید ہمیشہ اہمیت رکھے۔ لیکن میں نے اس مضمون کا عنوان کسی سیاسی واقعہ کی وجہ سے ہرگز نہیں رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سال مئی کی چلچلاتی دھوپ اور گرمی میں میرا دہلی جانا ہوا۔ اور چند روز کے قیام میں حسب معمول اپنے علاوہ دوست احباب سے ملا۔ آبادی کی کثرت سے شہر ذرا گندہ ہوگیا ہے مگر گرانی نے پوشاک کی صفائی اور نفاست کو بھی گھٹا دیا ہے۔ تاہم شعر و سخن کا ذوق اور زبان کی چاشنی ابھی برقرار ہے۔ جامع مسجد کی نواح میں سودا بیچنے والوں کی آوازیں اور راہ گیروں کے آوازے اور پھبتیاں دہلی والوں کی شوخی طبع اور ظریف مزاجی کا ثبوت دینے کے لئے اب بھی ویسی ہی پھڑکا دینے والی ہیں جیسی چالیس برس پہلے تھیں۔ رات کو گلیوں میں گزرنے والے اپنی سریلی آواز سے خود اپنا اور اس طرف کے رہنے والوں کا دل خوش کرتے ہیں فرق اتنا ہو گیا ہے کہ بجائے ظفر اور داغ کی غزلوں اور ہولی گیتوں کے اب سینما کے مقبول راگ گائے جاتے ہیں۔ باہر والوں کو یہاں کے آزاد منش اور بے فکروں کی بات چیت اور میل جول کا طریقہ شاید پسند نہ آئے۔ لیکن دہلی والے کے لئے ان میں ایک خاص کشش ہے اور یہی وجہ ہے کہ چند سال قبل جب باہر کے ایک ادیب نے دہلی والوں کی زبان اور طلبہ کے

متعلق شکایت کی تھی تو مجھے صدمہ ہوا۔ اس ستم ظریف نے تو مجھ سے اور مرزا فرحت اللہ سے کھلے مجمع میں چھیڑنے ہی کہا کہ آپ ایسی جگہ ملے ہیں جہاں علمی صحبت اور خوش مذاقی کا کال ہے۔ اگر میرے وطن میں ملتے تو آپ کا ایسے اصحاب سے تعارف کراتا جن سے مل کر آپ کا دل خوش ہوتا۔ میں نے ان ادیب صاحب کو تو اس وقت شائستہ جواب دیدیا۔ اور وہ کچھ سٹ پٹا سے بھی گئے۔ لیکن ممکن ہے کہ ان کے ہم خیال باہر کے اور تعلیمیافتہ بھی دہلی میں موجود ہوں اس لئے ایسی غلط فہمیاں دفع کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہی اس مضمون کے لکھنے کی غرض ہے۔

گذشتہ صدی کے آخر اور موجودہ صدی کے شروع میں دہلی کے ذہین اور طباع لوگ کثرت سے باہر چلے گئے۔ لیکن اس مبارک خطہ کی خداداد ذہانت نے اس نقصان کو کبھی محسوس ہونے نہ دیا۔ اور ہر محلے اور گلی کوچے میں ایسے افراد موجود ہیں جن کے کردار صحیح ذوق اور لطافت زبان سے باہر والے استفادہ کر سکتے ہیں۔ گذشتہ چالیس برس سے باہر رہنے کی وجہ سے میرے دوستوں اور عزیزوں کا دائرہ بہت محدود ہو گیا ہے اور اس مرتبہ میرا قیام بھی وہاں صرف پانچ روز رہا لیکن جن چند محترم ہستیوں سے ملنا ہوا ان کے اخلاق، طرز زندگی اور علمی اور ادبی کارنامے میرے دعوے کی روشن دلیل ہیں۔ سب سے

میں اول مولوی عبدالحق صاحب سے ملنے گیا۔ یہ ہاپڑ کے رہنے والے ہیں جس کو مضافات دہلی میں سے سمجھنا چاہیئے۔ علی گڈھ میں تعلیم پائی اور وہیں سے بی۔ اے پاس کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بانی کالج سر سید اور ان کے طباع فرزند جسٹس محمود کے طالب علموں سے ذاتی تعلقات رہتے تھے۔ انہی دنوں میں مولوی عبدالحق صاحب کو حالی سے بھی تعارف حاصل ہو گیا اور جو فیضان اردو زبان کی آئندہ خدمت کے لئے مولوی عبدالحق صاحب کو حالی سے نصیب ہوا وہ ان کے مضامین اور تقریروں سے واضح ہے تعلیم ختم کرنے کے بعد مولوی صاحب حیدرآباد چلے آئے۔ جہاں سر رشتہ تعلیمات میں عرصہ تک ملازم رہے ہے عثمانیہ یونیورسٹی

کے قیام میں ان کا نمایاں حصّہ ہے۔ دارالترجمہ کو مولوی صاحب ہی نے قائم کیا۔ اور جب تک وہ چل نہ گیا اس کے ناظم رہے۔ بعد میں جامعہ عثمانیہ کے اُردو کے شعبہ کے صدر مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب کے مضامین، مقدمے اور مصحّحہ کتابیں ان کے علم و فضل کے مسلّم ثبوت ہیں۔ انجمن ترقی اُردو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے طفیل پیدا تو ہو گئی تھی۔ لیکن سابق معتمدین کی گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے اس کو پروان چڑھنا نصیب نہیں ہوا مولوی عبدالحق صاحب نے اس ناتوان بچے کی نگہداشت اور پرورش اس محبت اور ایثار سے کی کہ اب وہ ایک طاقتور جوان ہو گیا ہے۔ اور ملک اور قوم کی خدمت نہایت مستعدی اور دلیری سے انجام دے رہا ہے۔ مولوی صاحب طالب علموں کے ہمیشہ دوست رہے ہیں اور ان کی شفقت اور دستگیری سے بہت سے ہونہار دولتِ علم سے مالا مال ہو گئے۔ طبیعت میں سادگی ہے۔ لیکن بے انتہا غیور ہیں۔ قومی جذبہ رکھتے ہیں اور تعصب اور مذہبی تنگ نظری سے پاک ہیں۔ جس روز میں مولوی صاحب سے ملنے گیا۔ ان کو تیز بخار تھا۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی تیمارداری کر رہے تھے۔ یہ مولوی صاحب کے کردار کی جاذبیت ہے کہ انھوں نے پنڈت جی کو ایسا گرویدہ کر لیا ہے کہ وہ ان کے ہاں رہ پڑے ہیں۔ دتاتریہ صاحب خود اُردو زبان کے فاضل اور پایہ کے ادیب ہیں۔ اُردو نظم و نثر کی ترقی کی تاریخ جب لکھی جائے گی تو پنڈت جی کا نام اس میں نمایاں نظر آئے گا۔ خوش رو۔ ستودہ خصال قدیم دہلی کی وضع داری اور اخلاق کو دیکھنا ہو تو انہیں دیکھ لیے۔ مجھ سے مرزا فرحت اللہ بیگ کے متعلق دریافت کرنے لگے کہ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا صاحب سے پنشن ہوئی ہے صحت اچھی نہیں رہتی پھر بھی اُردو زبان کی خدمت میں منہمک ہیں اور مضامین کا سلسلہ جاری ہے۔ جب رخصت ہونے لگا تو پنڈت جی نے پوچھا کہاں ٹھیرے ہو۔ میں نے کہا پنڈت کے کوچے میں فرمانے لگے۔ ایک زمانہ میں ڈپٹی نظام الدین خاں اور میر مہدی مجروح سے ملنے اکثر وہاں جایا کرتا تھا میں نے کہا ڈپٹی نظام الدین خاں کا مکان تو مجھے معلوم ہے لیکن میر مہدی مجروح تو شاید

فراش خانے میں رہتے تھے۔ یہ میں نے اس بنا پر کہا کہ میر مہدی مجروح سے میری دادی
کا رشتہ تھا۔ اور ان کے بعض اقارب فراش خانے میں رہتے ہیں۔ پنڈت جی کہنے لگے یہ
بہت دنوں کی باتیں ہیں۔ آپ کی عمر کم ہے۔ میر مہدی مجروح آخر وقت تک پنڈت کے
کوچے میں رہے۔

دوسرے روز جب صبح کو میں مولوی صاحب کی خیریت کو گیا تو ان کا مزاج بہتر تھا نواب
منظور جنگ بہادر کا ذکر ہونے لگا۔ جو میرے اور مولوی صاحب دونوں کے گہرے دوست ہیں
اتنے میں سید ہاشمی فریدآبادی آ گئے۔ اس روز ان کو کسی شادی کی محفل میں جانا تھا۔ اس
لئے ریشمی کپڑے کی نہایت نفیس شیروانی پہنے ہوئے تھے۔ سفید مخمل کے سلیم شاہی جوتے کو
جس پر کلابتون کا کام ہوا تھا دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے کہا ہاشمی صاحب ابھی
ٹھاٹ چلے جاتے ہیں کہنے لگے کیا پوچھتے ہو۔ لیکن یہ سب سامان زیبائش حیدر آباد کا ہی
ہے۔ ہاشمی صاحب کے والد نواب سید احمد شفیع مرحوم کو فریدآباد کے جاگیردار تھے لیکن
ہاشمی صاحب کی بول چال اور طرز تکلم میں اُن کی ننھیال یعنی لوہارو والوں کا اثر غالب ہے
بذلہ گوئی، لن ترانی، کسی کو نہ گانٹھنا۔ اور اگر عیب جوئی پہ آ جائیں تو مخالف کے پرخچے اڑا دیں
لیکن ساتھ ہی دوستوں کے دوست۔ ذہین۔ طباع۔ عالم، فاضل۔ پختہ کار شعر گو، منجھے
ہوئے نثر نویس باہر والوں کی ذرا ان سے نبھنی مشکل ہے۔ کیونکہ یہ دہلی کے اس آزاد منش
اور صاف گو طبقے سے ہیں کہ جہاں کسی سے چوک ہوئی اور انہوں نے لولو بنا دیا۔ ہاشمی صاحب
نظم کم لکھتے ہیں۔ لیکن جب طبع آزمائی کرتے ہیں تو جدت اور ظاہری حسن کے علاوہ اُن کے کلام
میں حقیقت کی گہرائیاں بھی نظر آتی ہیں۔

اسی روز میں مشتاق احمد زاہدی سے ملنے گیا۔ یہ رشتے میں میرے بھائی بھی ہیں ان کے
نانا حافظ عزیزالدین مرحوم اور میرے نانا کپتان حسین علی مرحوم چچازاد بھائی تھے دونوں
شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد۔ زاہدی صاحب نہیں مجھ ان کے بیٹے آصف سے

ملاقات ہوئی۔ شام کو مشتاق احمد زاہدی خود ملنے کے لئے پنڈت کے کوچے چلے آئے۔ بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ زاہدی صاحب کی عمر اسٹھ برس کی ہے۔ لیکن ان کی آواز کا خاص رس اور طبیعت کی شوخی اب تک موجود ہے۔ دہلی کے سینٹ اسٹیفن کالج میں تعلیم پائی۔ بعد میں علی گڈھ سے بی اے پاس کیا۔ دونوں جگہ ان کی انگریزی اور اُردو کی قابلیت کی دھاک رہی۔ ابتدائی زمانے کے اُردو رسالوں میں مضامین لکھتے رہے۔ ملازمت کے سلسلے میں بہاول پور چلے گئے۔ جہاں پہلے تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ بعد میں بہاول پور کالج کے پرنسپل ہو گئے۔ چند سال ہوئے پنشن لے کر دہلی آگئے ہیں۔ صحت اچھی نہیں ہے لیکن پھر بھی علمی شوق چلا جاتا ہے۔ رسالوں میں بھی ان کے مضامین چھپتے ہیں۔ ریڈیو پر بھی بعض اوقات تقریر کرتے ہیں۔ گھر پر بھی جو احباب اور آشنا آتے ہیں ان سے ادب و فن پر بحث ہوتی رہتی ہے اُردو نہایت سلیس لکھتے ہیں۔ خیالات میں جدید رجحان ہے۔ لیکن رائے ہمیشہ معقول ہوتی ہے۔ زاہدی صاحب دہلی کے شرفا کے ایسے طبقے کی مثال ہیں جس نے مغربی تعلیم سے فیض تو حاصل کیا ہے لیکن اپنی تہذیب کو نہیں گنوایا ہے۔

تیسرے روز میں اپنے پرانے دوست خواجہ عبدالمجید صاحب سے ملنے مٹیا محل گیا۔ عمر میں مجھ سے چھ سات برس بڑے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار عبدالرحیم خاں صاحب حیدرآباد میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدہ پر فائز تھے۔ خواجہ صاحب نے مدرسہ کی تعلیم حیدرآباد میں ہی پائی اور نظام کالج میں بھی پڑھا۔ لیکن بعد میں دہلی آگئے۔ اور سینٹ اسٹیفنز کالج سے پنجاب یونیورسٹی کا بی اے کا امتحان پاس کیا۔ خواجہ صاحب کا خاندان ہمیشہ دہلی کے شرفا میں شمار ہوتا رہا ہے۔ اور علم و فضل کا سرپرست رہا ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے خسر کریم اللہ خاں صاحب مرحوم جو ننھے خاں صاحب کے نام سے مشہور تھے خود اچھے شاعر تھے رشید تخلص تھا۔ لیکن ان کی بڑی خوبی شعراء کی قدردانی اور ہمت افزائی تھی۔ مشاعرے کی محفلوں کا اہتمام بڑے شوق سے کرتے تھے۔ خاندان کی اس روایت کو اب خواجہ صاحب

کے لائق صاحبزادے خواجہ محمد شفیع نہایت خوبی سے نبھا رہے ہیں۔ خواجہ عبدالمجید صاحب شاعر نہیں۔ لیکن شعر و سخن کے قدردان ضرور ہیں۔ نثر اچھی لکھتے ہیں۔ ان کے خیالات میں ہمیشہ اچھوتا پن ہوتا ہے۔ سینٹ اسٹیفنز کالج میں پہلے اعزازی طور سے فارسی کے پروفیسر رہے پھر شاید کچھ اصولاً معاوضہ بھی لیا ہو۔ لیکن اتنا کہ وہ ان کی سواری اور ناشتہ کے خرچ کے لئے کافی ہوتا ہوگا۔ بزرگوں کی جائداد کی آمدنی کافی ہے جس میں خواجہ صاحب نے اپنے حسن تدبیر سے اضافہ کیا ہے۔ جو مسلمان رؤسا کے لئے قابلِ تقلید ہے۔ خواجہ صاحب ہنس مکھ مرنجِ مرنجان۔ وضع کے پابند۔ خوش لباس۔ اب انگرکھا اور شیروانی پہنتے ہیں۔ ایک زمانہ میں انگریزی لباس کا شوق تھا۔ اور ریولر ہیٹ بھی لگاتے تھے۔ میں جب مکان پر پہنچا تو خواجہ صاحب ناشتہ تو کر چکے تھے لیکن چائے نہیں پی تھی۔ مجھے محبت سے شریک کرنا چاہا۔ لیکن میں گھر سے ناشتہ کر کے روانہ ہوا تھا۔ اس لئے معذرت کی۔ مزاج پرسی کے بعد میں نے صاحبزادے کو پوچھا۔ کہنے لگے انشاءاللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ اتنے میں خواجہ محمد شفیع مسکراتے ہوئے آگئے۔ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا شفیع صاحب پچھلی مرتبہ آپ نے جو مشاعرہ کی مجلس کا اہتمام کیا تھا اس کی یاد ابھی تازہ ہے۔ کہنے لگے آج اتوار ہے مجلس منعقد ہوگی ضرور تشریف لائیے۔ میری اس روز ایک عزیز کے ہاں رات کے کھانے کی دعوت تھی۔ اس لئے میں نے عذر کیا۔ فرمایا۔ شام کے چھ بجے آجائیے۔ اور جب تک ٹھیر سکیں ٹھیرئیے گا۔ میں نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا۔ پھر فرزند صاحب نے محترم باپ سے کہا یہ لقائی صاحب کے صاحبزادے آپ سے مضمون مانگنے آئے ہیں۔ خاص نمبر نکالنے والے ہیں۔ خواجہ عبدالمجید صاحب نے فرمایا۔ جلد تو میں مضمون نہیں لکھ سکتا۔ لیکن ایک تقریر میں نے کچھ عرصہ ہوا ایک مجلس میں کی تھی اُسے آپ شائع کر سکتے ہیں۔ وہ اب تک نہیں چھپی ہے۔ میری یہ باتیں بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ باوجود ستر برس کے سن ہونے کے ابھی علمی ذوق ویسا ہی تازہ ہے جیسا جوانی میں تھا۔

شام کو جب میں خواجہ شفیع کی مجلس میں پہونچا تو وہ اپنے ناول "ناکام" کا وہ باب جس میں عید کا ذکر ہے پڑھ رہے تھے۔ مرقع نگاری میں محمد حسین آزاد کا تتبع کیا ہے۔ لیکن اب ایسے مشاق ہو گئے ہیں کہ اس طرز کو گویا خود اپنا کر لیا ہے۔ پاکیزہ زبان۔ لطیف خیالات اور تلمیحات نفیس استعارے اور تشبیہیں، پڑھتے بھی بڑے جوش سے ہیں۔ خود محو ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی جادو بیانی سے مسحور کر دیتے ہیں۔ میرا دل اس خاندانی امیرزادے کے ذوق و شوق کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور دل سے دعا نکلی کہ خدا اس نوجوان کی عمر میں ترقی دے۔ دلی کا آئندہ نام ایسے ہی نوجوانوں سے چلے گا۔

خواجہ محمد شفیع کی نثر خوانی کے بعد مشاعرہ شروع ہوا۔ مجمع زیادہ تھا۔ ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہندو مسلمان، جوان، بڈھے یہاں تک کہ اپاہج اور نابینا بھی موجود تھے۔ اس روز بارش بھی تھی۔ ایک بزرگ بیساکھی بغلوں میں دبائے مینہ سے چوڑا ہوئے پہونچے۔ حالت سقیم تھی لیکن شفیع صاحب نے ان کا تپاک سے استقبال کیا۔ خود جوتے اتارے اور تخت پر جہاں بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ بٹھا دیا تاکہ ان کے کپڑے سوکھ جائیں۔ سر میرزا اسمٰعیل اور سر شانتی بھٹناگر کے صاحبزادے سامنے فرش پر بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ مجلس میں ایک آغا صاحب ایرانی بھی تھے شفیع صاحب شعر کو خوب سمجھتے ہیں اور جلد سمجھتے ہیں۔ اور دل کھول کر داد دیتے ہیں۔ اس لئے شعرا ان کے شیدائی ہو گئے ہیں۔ مجلس میں بہت سے نوجوان شاعر بھی موجود تھے جن کی رسائی طبع اور موسیقیت قابل قدر تھی۔ مجھے سب میں زیادہ "فیض" کا کلام پسند آیا۔ یہ فطری اور قومی احساسات کو دلکش انداز میں پیش کرتے ہیں۔ زبان شیریں۔ بندشیں نازک اور تشبیہات لطیف ہوتی ہیں۔ مشاعرے کے رنگ نے مجھ کو بجائے ساڑھے آٹھ بجے اٹھنے کے دس بجے تک نہ اٹھنے دیا۔ اور وہ بھی بادل ناخواستہ۔ اگر اس رات دعوت نہ ہوتی تو اور زیادہ دیر تک مجلس کا لطف اٹھاتا۔

تیسرے روز صبح میں خواجہ عبدالمجید صاحب سے مل کر مرزا محمد سعید کے پاس چلا گیا۔

ننھیال کی طرف سے ان کا تعلق میر سید علی سے ہے جو دہلی کے ممتاز لوگوں میں خیال کئے جاتے تھے۔ میرزا صاحب کی شادی نواب محمد علی صاحب مرحوم جج کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اس طرح ان کا تعلق سرسید کے گھرانے سے بھی ہے۔ میرزا صاحب ابتدا سے بلا کے ذہین، مہذب اور خوددار ہیں۔ خودداری کی وجہ سے انھوں نے قبل از وقت پنشن لے لی۔ شروع ملازمت شاید علی گڑھ سے ہوئی۔ جہاں کچھ عرصہ لیکچرار رہے۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر ہو گئے۔ چند سال گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ تعلیمات میں اسسٹنٹ سکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ جب سرکار ہند نے انڈین ایجوکیشنل سروس میں ہندوستانیوں کو بھی مقرر کرنا شروع کیا تو میرزا صاحب بھی اس معزز سروس میں آ گئے۔ میرزا صاحب کی عزت اُن کے عہدوں سے نہیں ہے بلکہ اُن کا طرۂ امتیاز، ان کا علمی تبحر، نفیس ذوق اور اعلیٰ کردار ہیں۔ میرزا صاحب انگریزی زبان اور ادب کے اچھے ماہر ہیں۔ اور فرانسیسی سے بھی واقفیت ہے لیکن اُن کا نام ادبی تاریخ میں ان کی اُردو تصنیفات اور تالیفات کی بنا پر رہے گا۔ گزشتہ صدی میں اُردو ناول محض ایک عشقیہ ڈھکوسلا ہوتا تھا۔ میرزا صاحب اُن ادیبوں میں ہیں۔ جنھوں نے کردار اور حقیقت نگاری کا میلان پیدا کیا۔ خود ناول لکھے اور چونکہ زبردست نقاد ہیں اس لئے اپنے مضامین سے بھی افسانہ نویسی میں اصلاح کی۔ ریڈیو پر ان کے عالمانہ تبصرے سُننے کے قابل ہوتے ہیں۔ میرزا صاحب حق پرست اور فلسفی مزاج ہیں۔ اسلام کے باطنی فرقوں کے متعلق جو ان کی تالیف ہے اس سے ان کے وسیع مطالعہ اور منصفت پسندی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان کی تحریر کا رنگ عالمانہ ہے لیکن زبان صاف ستھری اور طرز بیان روشن۔ باوجود متانت کے طبیعت میں ظرافت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اپنے بے تکلف دوستوں سے خوب ہنستے بولتے ہیں۔

چوتھے روز دوشنبہ تھا۔ میں اپنے محترم اور بزرگ عنایت فرما خواجہ حسن نظامی سے ملنے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی بستی میں گیا۔ خواجہ صاحب مجھ کو میری طالب علمی کے زمانے

سے جانتے ہیں اور ہمارے خاندان کے افراد سے بھی گہری راہ و رسم ہے۔ میں بھی خواجہ صاحب کی علمی اور ادبی قابلیت کا ہمیشہ مداح رہا ہوں۔ اردو زبان اور ادب کی ترقی میں اُن کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اپنے طرز کے آپ موجد ہیں۔ زبان سادہ لیکن شگفتہ۔ بیان میں روانی اور تعقید سے پاک مضمون کے لحاظ سے اچھوتا پن اور اس میں ہدایت اور رومانیت کا اثر۔ لاتعداد کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں جن سے انہماک اور حقیقی علمی شغف عیاں ہے۔ مجھے کتابوں سے زیادہ اخبار منادی میں ان کا روزنامچہ پسند ہے جس کو میں ہمیشہ شوق سے پڑھتا ہوں۔ اس میں یہ اپنے حالات نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو ادب کے اس شعبہ میں اُن کا رتبہ وہی ہے جو انگریزی ادب میں اس زبان کے مشہور ڈائری نویسوں کا۔ اُردو ادب سے خواجہ صاحب کو حقیقی محبت ہے اس عمر میں بھی جبکہ اُن کا سن ستر سال کے قریب ہے۔ دہلی میں شاید ہی کوئی شعر و سخن کی محفل ہوتی ہو جس میں خواجہ صاحب شرکت نہ فرماتے ہوں۔ اُردو زبان کی ترقی کے لئے دہلی سے باہر بھی دور دراز سفر کرتے ہیں چنانچہ حیدرآباد تک تشریف لاتے ہیں۔ باوجود اپنی دیگر مصروفیتوں کے کاتب ہمیشہ سامنے بیٹھا رہتا ہے۔ اور اصلاح و تصحیح کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس مرتبہ خواجہ صاحب سے نیاز حاصل نہ ہو سکا۔ میں دیر میں پہنچا۔ کاتب نے اصرار سے ٹھیرانا بھی چاہا اور کہا کہ خواجہ صاحب کی واپسی کا وقت ہو گیا ہے لیکن لو اور دھوپ کی شدت بڑھ گئی تھی اس لئے واپس چلا آیا۔

شام کو یونین کلب میں میری دعوت تھی۔ یہ محض تفریحی کلب ہے اور اس کو میرے چند دوستوں نے اٹھتیس برس قبل کالج چھوڑنے کے بعد قائم کیا تھا۔ تاکہ کالج کے کھیل کے میدان میں جو دلچسپی کے سامان تھے وہ اس کلب کے قیام میں مہیا ہو جائیں۔ اٹھتیس برس کے عرصے میں کلب کے اصل بانی اکثر دوسرے عالم میں چلے گئے ہیں۔ ہر ملت اور پیشے کے لوگ کلب کے ممبر ہیں تاجر ساہوکار وکیل سرکاری ملازم۔ ہر قسم فیشن سی۔ آئی۔ ڈی کے عہدیدار۔ لیکن یہاں کلب میں سب محض تفریح کی غرض سے جمع ہوتے ہیں تاکہ دن بھر کے مشاغل سے جو کوفت اور پستی

طبیعت میں پیدا ہو جاتی ہے وہ رفع ہو جائے۔ میرے پُرانے دوست لالہ دھنی چند جو کلب
کے ابتدا میں سکریٹری تھے۔ بہت جگہ سے کاروبار کے سلسلہ میں پھر پھرا کر اب دہلی آگئے ہیں۔ اور
اب پھر کلب کی روح رواں ہیں۔ میرا تعلق ابتدا سے قائم ہے۔ اور جب کبھی میں دہلی آتا ہوں
شام کے وقت ہمیشہ کلب میں جاتا ہوں اور اپنے قدیم شناساؤں سے مل کر طالب علمی کے زمانے
کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ لالہ امیر چند کھنہ چہیتے سر رام صاحب مصنف خمخانہ جاوید کے داماد ہیں
یونین کلب کے ممتاز رکن ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ امیر چند خمخانہ جاوید کے باقی حصوں کی
اشاعت آپ کا اخلاقی فرض ہے۔ اگر آپ یہ کام کر دیں گے تو رائے سر رام صاحب کی روح خوش
ہو گی۔ فرمایا مجھے کب انکار ہے۔ آپ ہی کیفی صاحب اور میرزا فرحت اللہ بیگ صاحب اور مولانا
عبدالحق صاحب سے کہہ کر کتاب کے بقیہ حصے کے چھپنے کا انتظام کرا دیجئے۔ جو مصارف عائد
ہوں گے میں بخوشی ادا کر دوں گا۔ چنانچہ یہ کام اب میرے پیش نظر ہے "خمخانہ جاوید" اردو
شعرا کا سب میں جامع تذکرہ ہے اور جب مسالہ جمع ہو چکا ہے۔ اور روپیہ اشاعت کے لئے
موجود ہے تو بقیہ حصہ کی تکمیل ضرور ہو جانی چاہیئے۔ یونین کلب میں ہی رادھا کشن صاحب
کھنہ نے اپنی کتاب "ہندوستان کے اقتصادی مسائل" کا ایک نسخہ مجھ کو ہدیۃً پیش کیا۔
اس تفریحی کلب میں بھی صاحب ذوق کے لئے علمی دلچسپی کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔

پانچویں روز چونکہ میرے چلنے کا دن تھا اس لئے اپنے علم دوست احباب سے ملنے کے لئے
نہ جا سکا۔ اور قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں سے بات چیت میں مصروف رہا۔ دہلی کے
ہر پھیرے میں جامعہ ملیہ کے محترم اساتذہ خصوصاً ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر مجیب سے
ملنے کا معمول رہا ہے۔ اس مرتبہ قیام کی مدت کم ہو جانے کی وجہ سے ان احباب سے مل نہ سکا
ڈاکٹر عابد حسین کی ادبی قابلیت اور اعلیٰ کردار میری نظر میں بڑی وقعت رکھتے ہیں۔ فلسفہ
اور دقیق علوم کی کتابوں کے ترجمہ میں ان کا جواب نہیں ہے۔ مولوی عنایت اللہ مرحوم فسانہ
اور تاریخ کی کتابوں کے ترجمہ کے میدان میں بیشک امام کا درجہ رکھتے تھے۔ لیکن نفسیات،

مابعدالطبیعات اور ذہنی علوم کے پیچیدہ اور لطیف مضامین کو اپنی زبان سے ڈاکٹر عابد حسین نے اُردو میں اس کمال سے ترجمہ کیا ہے کہ اول تو وہ ترجمہ نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے اصل الفاظ کے مفہوم کا کوئی پہلو نہیں چھٹتا ان کی تحریر میں علمی وقار کے ساتھ شادابی بھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب پانی پت کے رہنے والے اور مولانا حالی کے خاندان سے ہیں، دہلی والے پانی پت کو اپنے ہی شہر کا ایک محلہ سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں انتہا درجہ کی سادگی اور خلوص ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ طالب علم جو ایسے اُستاد کے شاگرد ہوں۔

(آہ مجھ کو مولوی احتشام الدین صاحب حقی سے بھی نہ ملنے کا افسوس ہے! عربی ضرب الامثال میں دُنیا کو اکثر پل اور گزرگاہ سے تشبیہ دی گئی ہے بعض تیزی سے گزر جاتے ہیں بعض دیر لگاتے ہیں۔ مضمون کو لکھنے کے بعد ابھی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ احتشام الدین صاحب کے انتقال کی خبر آئی کل من علیہا فان۔ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام حق مغفرت فرمائے)

یہ اپنے خاندانی مکان واقع نزد ماہب رام خاں میں رہتے ہیں۔ بہت ذہین اور طباع ہیں طبیعت موزوں پائی ہے۔ سارے دیوانِ حافظ کا ترجمہ نظم میں کیا ہے تاریخی تحقیق کی طرف بھی میلان ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر ان کی تالیفات قابل قدر ہیں، لیکن مولوی عبدالحق صاحب کی دوربین نگاہ نے ان کو آجکل اُردو لغت کی تدوین پر لگا رکھا ہے احتشام صاحب بے حد محنت اور انہماک سے اس کام میں مصروف ہیں۔ اور ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہ جائیگا۔ اس خاندان میں علم وفضل کی خدمت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کے زمانے سے جاری ہے۔

دہلی کے مسلمان محلّوں میں قدیم شاعروں اور ادیبوں کے چشم و چراغ ابھی باقی ہیں اور شہر کی آئندہ امیدیں انہی سے وابستہ ہیں کشمیری دروازہ کے قریب مولوی محمد حسین آزاد کے پوتے آغا محمد اشرف ایسے مایہ ناز سپوت ہیں جنہوں نے اپنی تحریر اور تقریر سے ملک اور بیرونِ ملک میں کافی شہرت حاصل کرلی ہے۔

گلی بتاشاں میں مولانا نذیر احمد مرحوم کا خاندان تین پشت سے اُردو کی خدمت کر رہا ہے۔ مولانا کے صاحبزادے مولوی بشیر الدین احمد مرحوم ریاست حیدر آباد میں تعلقہ دار تھے۔ یہ عہدہ سرکار انگریزی کے کلکٹری کے عہدہ کے برابر ہے۔ لیکن مولوی بشیر الدین احمد صاحب کا نام اُن کی اُردو تصنیفات اور تالیفات سے باقی رہے گا۔ مولوی بشیر الدین احمد صاحب کے سنجھلے صاحبزادے شاہد احمد صاحب اُردو کے اچھے ادیب ہیں۔ رسالہ "ساقی" عرصہ سے نکال رہے ہیں جو جنگ سے پہلے بہت آب و تاب سے نکلتا تھا۔ اب بھی ادبی معیار اعلیٰ ہے۔ مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم میرے اُستاد تھے۔ تین برس تک شاگردی کا فخر حاصل رہا۔ جب کبھی دہلی جاتا ہوں۔ گلی بتاشاں کو احترام اور ادب کی نگاہ سے دیکھ لیتا ہوں۔

فراش خانے میں خان بہادر میر ناصر علی کے پوتے انصار ناصری افسانہ نویسی میں خاصا نام پیدا کر چکے ہیں۔ میر ناصر علی مرحوم کو مجھ سے خاص محبت تھی "صلائے عام" کے بعض پرچوں میں میرے چند خط بھی اُنھوں نے شائع فرمائے تھے حالانکہ اس وقت میں کالج سے نیا نکلا تھا۔ اور ایسی بھاری ہستیوں کے سامنے بالکل طفلِ مکتب تھا۔

گلی قاسم جان میں اگر میر، علائی اور غالب کی یادگار دیکھنی ہو تو ابو المعظم نواب سراج الدین خاں سائل کو دیکھ لیجئے۔ وضعداری نوابی کی آن بان اسی برس کے قریب سن ہے لیکن آواز میں ترنم اور گونج اب تک باقی ہے۔ ایک زمانے میں مشاعرے میں جب غزل پڑھتے تھے تو چھا جاتے تھے۔ شیا محل میں حضرت وحید الدین بیخود کی ذات گرامی اب تک لسان فن کو فیض پہنچا رہی ہے۔ پچاس برس سے اُردو زبان کے شعرا میں جگت اُستاد مانے جاتے ہیں۔ چیلوں کے کوچے میں نوعمر طباعوں میں رازق اور صادق الخیری ہیں جو رسالہ عصمت کو اچھے معیار پر چلانے کے علاوہ اُردو ادب کی خود اپنے قلم سے خدمت کر رہے ہیں۔

جامع مسجد کی نواح سے متعدد اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔ دہلی کے اس حصہ کو لندن کی فلیٹ اسٹریٹ Fleet Street سمجھنا چاہئے۔ اُردو زبان کی مناسبت سے یہ محلہ جو

پہلے پھلی والان کہلاتا تھا۔ اب اُردو بازار کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ اکثر جریدہ نگار متوسط عمر کے ہیں۔ اس لئے میں ان میں سے صرف دو سے ذاتی طور پر واقف ہوں۔ ایک مولانا واحدی صاحب اور دوسرے سید یوسف بخاری۔ مولانا واحدی تو مجھ سے شاید بہت چھوٹے نہیں ہیں ان پر حضرت خواجہ حسن نظامی کی ہمیشہ نظر عنایت رہی ہے۔ ادبی اور معنوی یگانگت کے لحاظ سے ان دونوں کی آپس کی محبت اور الفت حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت امیر خسرو کی دوستی کو یاد دلاتی ہے۔ واحدی صاحب کی تحریر نہایت پختہ اور مطالب سے پُر ہوتی ہے۔ سید یوسف صاحب امام جامع مسجد کے بھتیجے ہیں ان کی تحریر میں دہلی کی ٹھیٹ بول چال اور خاص محاورے پائے جاتے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان دو کے علاوہ سید عزیز حسن بقائی اور شوکت فہمی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ دہلی سے باہر رہنے کی وجہ سے میں ان سے ذاتی طور پر واقف نہیں تو کیا لیکن ان کی سلیس اور مدلل تحریریں خود ان کی قابلیت اور ذہانت کا ثبوت ہیں۔

دہلی سے حال ہی ایک رسالہ "ادیب" کے عنوان سے جاری ہوا ہے۔ چند پرچے میری نظر سے بھی حیدرآباد میں گذرے۔ معیار بلند ہے اور اس کے لائق مدیر فصیح الدین صاحب ہارڈنگ لائبریری کے سکریٹری ہیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خواجہ محمد شفیع صاحب کے خالہ زاد بھائی ہیں اور اردو شعر و سخن کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ زبان کی ترقی کے لئے باقاعدہ مجلسیں اور مشاعرے بھی کرتے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ پھیرے میں ان کی مجلسوں کے رنگ کے دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ خواجہ حسن نظامی کے روزنامچے سے ان کا سرسری حال تو معلوم ہوتا رہتا ہے۔

مضمون ختم ہوا۔ چند دن میں جن ادیبوں سے میری ملاقات ہوئی اس سے آپ کے ذہن میں دہلی کے باکمال لوگوں اور علمی چرچوں کا تصور شاید ہو گیا ہو۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ اگر کسی کو یہاں قحط الرجال یا فقدان علم نظر آئے تو کہاں تک صحیح ہے۔ مجھے تو اس ضمن میں ایک انگریزی کہانی یاد آجاتی ہے۔ جس کا عنوان "Eyes and no Eyes" تھا۔ مہم بیں کے لئے سب کچھ ہے اور کوتاہ نظر کے لئے کچھ بھی نہیں۔

## افغانستان کا باتصویر سفرنامہ

بڑا سائز۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا عکسی تصویریں خواجہ حسن نظامی کی چشم دید تحریریں۔ سلطان محمود غزنوی کے مقبرے کے مؤثر حالات ہرات و قندھار اور بلخ اور خراسان کی نامعلوم عمارات اور آثار قدیمہ کے باتصویر حالات۔ بڑے شہروں اور قصبوں اور دیہات کی آبادی کی تفصیلات۔ یہاں تک کہ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ فلاں آبادی میں اتنے آدمی رہتے ہیں۔ اور ان کے پاس اتنے گھوڑے ہیں۔ اور اتنی بکریاں ہیں۔ اور اتنے ہتھیار ہیں اور وہ کیا پیشہ کرتے ہیں۔ اور ان کے کیا عقائد ہیں اتنی زیادہ تفصیلات افغانستان کے کسی سفرنامے میں کسی سیاح نے درج نہیں کی تھیں۔ قیمت مجلد پانچ روپے غیر مجلد چار روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ

**دفتر اخبار منادی دہلی**

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعاعلیہ

([illegible] ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری عبدالرحمٰن صاحب پی سی ایس صاحب جج بہادر خفیفہ دہلی۔

**نمبر مقدمہ ۱۹۰۵ بابت ۱۹۴۵ء**

بنام سروپ بھروسی لال ساکن دہلی مدعی

بنام پیارے لال ظہور بخش مدعا علیہ۔

**دعویٰ تین سو روپے**

بنام پیارے لال ظہور بخش شیلہ داران محکمہ نہر مقام کنجپوسی دولیا پور ضلع اٹاوہ بذریعہ پنڈت پیارے لال ساکن کنجپوسی و ظہور بخش ساکن دولیاپور ضلع اٹاوہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی پیارے لال ظہور بخش مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے یا روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام پیارے لال ظہور بخش مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۳ ماہ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ اگست ۱۹۴۵ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔ دستخط حاکم

(مہر عدالت)

# کالرا یعنی ہیضے کی لاجواب دوا

پانچ قطرے ہر بیمار کی زندگی بچا لیتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی کی بنائی ہوئی دوا ہے جس کا پرانا نام شفائی ہے۔ اور جس کی دوائیں لڑائی کی وجہ سے سو گنی زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں۔ ایک شیشی کی لاگت دو روپے آتی ہے۔ لیکن خواجہ صاحب نے سابقہ قیمت بحال رکھی ہے۔ یعنی ایک روپے کا نقصان اٹھا کر دو روپے لاگت کی شیشی ایک روپے میں دیجاتی ہے تاکہ خدا کی مخلوق کو فائدہ ہو۔ اور موسمی وباؤں سے انسانی زندگیاں محفوظ رہیں۔ ملنے کا پتہ:-

**دفتر ایک آنہ دواخانہ دہلی**

(۱۳) یا اللہ! فرزند روحانی روشن دل علی احمد نظامی کو ٹلی لوہاران کو اور اُن کی اہلیہ کو صحت و سلامتی اور وقت خوش اور دین دنیا کی بھلائی مرحمت کر۔

(۱۴) یا اللہ! پاک دل محمد حسین دینی نظامی ساکن لاہور کو صحت جسمانی و صحت روحانی عطا فرما۔ اور اپنی الفت اور مغفرت کی نظر اُس پر ڈال۔

(۱۵) یا اللہ! مہربانی نس نواب غلام معین الدین خاں فرمانروا ریاست مانا ودر کاٹھیاواڑ کو صحت جسمانی و صحت روحانی عطا فرما

(۱۶) یا اللہ! نواب صاحب مانا ودر کی دونوں بہنوں کو اور مرحوم بھائی کی بیوی کو صحت جسمانی و صحت روحانی عطا فرما

(۱۷) یا اللہ! فرزند روحانی روشن دل بریمی نظامی ایڈیٹر اخبار دین احمد آباد کو صحت جسمانی عطا فرما۔ اور اُن کی بیوی اور سب بچوں کو صحت سلامتی مرحمت کر۔ تاکہ وہ میرے ساتھ حج کا سفر کر سکیں۔

(۱۸) یا اللہ! میرے بڑے بیٹے حسین نظامی اور اُن کی بیوی اور اُن کے بچوں کو صحت و سلامتی و مرادمندی عطا فرما

(۱۹) یا اللہ! روشن دل عبدالعزیز نظامی مقیم رزمک چھاؤنی کے دل کی سب مرادیں پوری کر دے۔

(۲۰) یا اللہ! روشن دل عبدالمالک عاصی نظامی اور محمد تقی نظامی ساکن دہلی کے دلوں کی سب مرادیں پوری کر دے

(۲۱) یا اللہ! حیدر خاں صاحب مالک کارخانہ سگرٹ حیدرآباد دکن اور اُن کی بیٹی اور اُن کے بیٹوں اور سب متعلقین کو صحت و سلامتی عطا فرما۔ اور اُن کی تجارت میں بہت سی برکت دے۔

(۲۲) یا اللہ! فرزند روحانی سید ذاکر علی نظامی مقیم بھروچ کو اور اُن کے سب اہل و عیال کو صحت جسمانی و روحانی عطا فرما

(۲۳) یا اللہ! دختر روحانی روشن دل منی بائی داراب شاہ نظامی کے فرزند کی شادی ماں باپ کے حسب منشا انجام پائے اور دولہا دلہن اور ماں باپ کی دل کی مرادیں پوری ہوں۔

(۲۴) یا اللہ! سیٹھ یوسف بن حاجی سر عبداللہ ہارون کو سندھ الیکشن میں کامیابی عطا فرما۔

(۲۵) یا اللہ! برادر اسلامی سر فیروز خاں نون کی زبان اور عقل اور عمل میں اپنی غیبی برکت شامل کرتا کہ وہ پنجاب کے باشندوں کو خاص کر مسلمانوں کو آپس میں ایک دل اور ایک عمل بنا سکیں۔

(۲۶) یا اللہ! روشن دل حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی کو صحت جسمانی اور صحت روحانی عطا فرما۔

(۲۷) یا اللہ! برادر روحانی حاجی اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ کے دل کی مرادیں پوری کر۔

(۲۸) یا اللہ! مولانا اسمٰعیل عشقی نظامی اور اُن کے بیوی بچوں کو صحت جسمانی اور صحت روحانی اور دین دُنیا کے مقاصد میں کامیابی عطا فرما۔

(۲۹) یا اللہ! دختر روحانی جہاں آرا بیگم میاں شاہ نواز کو صحت جسمانی اور دین دُنیا کے مقاصد میں پوری کامرانی مرحمت فرما۔

(۳۰) یا اللہ! فرزند روحانی روشن دل خواجہ احمد چھاریڑی نظامی کو اُن کی اہلیہ کی وفات کے صدمے میں صبر مرحمت کر۔ اور صحت جسمانی و روحانی عطا فرما۔

(۳۱) یا اللہ! روشن دل مولوی محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی کو صحت جسمانی و روحانی اور معارف روحانی عنایت

(۳۲) یا اللہ! دختر روحانی روشن دل ملکوت بیگم نظامی اور اُن کے شوہر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر۔ اور دونوں میاں بیوی میں حسن سلوک پیدا کر دے۔ تاکہ مجھ فکر مند کو ان دونوں کی کشیدگی سے بے فکری حاصل ہو۔

(۳۳) یا اللہ! دختر روحانی روشن دل محبوب بانو نظامی کو اور اُن کے شوہر کو اور اُن کے سب بچوں کو اور اُن کی والدہ کو صحت جسمانی اور دین دُنیا کے مقاصد کی کامرانی عطا فرما۔

(۳۴) یا اللہ! میری انگریزن مریدہ پاک دل نفیسہ نظامی کو اور اُن کے شوہر سید سعید نظامی اور اُن کے سب بچوں کو صحت و سلامتی اور دین دُنیا کے مقاصد کی کامرانی عطا فرما۔

(۳۵) یا اللہ! روشن دل عبدالرحیم من ہر نظامی کو اپنی محبت اور دل کی راحت اور بچوں کی خوشی اور تندرستی عطا فرما

(۳۶) یا اللہ! حکیم منظور الحق نظامی ساکن مجیٹھہ کے دین دنیا کے مقاصد پورے کر دے۔

(۳۷) یا اللہ! فرزند روحانی حاجی رحمت اللہ عین الیقین نظامی ساکن دہرہ دون اور اُن کے بیوی بچوں کو صحت جسمانی اور دین دُنیا کی کامیابی عطا فرما۔

(۳۸) یا اللہ! توکلی شاہ نظامی اور اُن کے مرید غلام رسول نومسلم نظامی کو صحت و سلامتی اور عرفانِ ذات و صفات مرحمت فرما۔

(۳۹) یا اللہ! سجادہ نشین صاحب پیران کلیر شریف کو صحت و سلامتی عطا فرما۔

(۴۰) یا اللہ! چودھری فتح محمد صاحب چشتی متولی درگاہ اجمیر شریف کو آستانہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کی خدمات انجام دینے میں خلوص اور ارجمندی اور کامیابی مرحمت کر۔ آمین! ربنا یا ربنا آمین! بطفیل اولاد معصوم سلمان نعمانؒ و ولی ظاہرہ قرۃ العینؒ فریدہ و بطفیل عباد خواجہ بانو میری یہ سب دعائیں گنبد خضرا کی مقبول جالی کے تصور کی سب التجائیں اپنی رحمت اور اپنے فضل سے قبول کر لے۔ اور اپنے غیبی کرشموں سے ان چالیسوں کے دامنوں کو اپنے فضل کی نعمتوں سے بھرپور کر دے۔ آمین

حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۰

ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

چشتی پارٹی کی بادشاہی کا ہفتہ وار اخبار

# منادی
دہلی

ایڈیٹر علی
بن خواجہ حسن نظامی

۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۵ء

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ ایک آنہ



ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ


رمضان سنہ ۱۳۶۴ھ کی

## عید مبارک

بڑوں کو۔ برابر والوں کو۔ چھوٹوں کو۔ دوستوں کو۔ دشمنوں کو۔ عورتوں کو۔ مردوں کو۔ بچوں کو۔ حسن نظامی

## عید کے دن

چشتی پارٹی کے مقاصد کی تبلیغ کیجیے جس سے ملئے چشتی پارٹی کا ذکر کیجیے اور چشتی پارٹی کے مقاصد پر عمل کرنے کے لئے علی پیاروں کی بھرتی شروع کیجیے۔

آپ کے علاقے میں اگر پنشن پانے والے فوجی ہوں تو ان کو علی پیاروں کی بھرتی کا فوجی طریقوں سے کام بتلائیے۔ اور فوجی کام سے فرصت پانے والوں کو علی پیاروں میں بھرتی کیجیے۔

حسن نظامی

# شب قدر کی دُعا

۲۶ رمضان منگل کا دن ختم ہونے کے بعد رمضان کی ستائیسویں رات شروع ہوئی تو میں نے اپنے معبود برحق کے اس ارشاد کو اپنے تصور میں بولتا ہوا سُنا۔

"ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں نازل کیا تھا۔ قدر کی رات ہزار مہینے سے زیادہ شان دار ہوتی ہے۔ اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور روح اعظم بھی۔ اور چاروں طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے صبح کے طلوع تک"۔ مجھ عبد بے حقیقت اور بے نشان نے اپنے مالک اور اپنے خالق کا سلام خاص اُس کی صوت سرمدی میں سُن کر صبح تک کا سجدہ کیا۔ اور مانگا جو کچھ مانگا۔ اور پایا جو کچھ پایا۔ اور کہا جو کچھ کہا۔ اور سُنا جو کچھ سُنا صوت سرمدی میں عتاب کی شان بھی تھی اور رحمت کی شان بھی تھی۔ میری مانگ اپنی ذات کے لئے بھی تھی۔ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی تھی۔ اپنے اقربا کے لئے بھی تھی اپنے مریدوں اور دوستوں کے لئے بھی تھی۔ اپنی چشتی برادری اور علیؑ پیاروں کے لئے بھی تھی۔ اپنی مسلمان قوم کے لئے بھی تھی۔ اور ہندوستان کی سب قوموں کے لئے بھی تھی۔ اور جرمن اور جاپان اور اٹلی کے ہارے ہوئے مایوس انسانوں کے لئے بھی تھی۔ کیونکہ وہ تینوں بھی ہماری طرح اپنے اعمال کی بدولت مغلوب و محکوم ہوگئے ہیں۔

پاک ذات کی رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے بس ہم خطا کار انسانوں کے گناہوں اور غلطیوں پر جب تک اُس کی رحمت کا پردہ نہ پڑے ہماری خطا کاریاں ہمارے لئے وبال دنیا اور وبال آخرت بنی رہیں گی۔ اُس پاک ذات نے قرآن میں حکم دیا تھا "مجھ سے مانگنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو"۔ لہذا میں ناچیز حسن نظامی ذات پاک کے محبوب و مطلوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو دربار الٰہی میں وسیلہ بناتا ہوں۔

# ہندوستان کے نئے وائسرائے کا روحانی اعتقاد

۲ر ستمبر ۱۹۴۵ عیسوی کی شام ہز اکسلنسی سمر جان کالول جدید وائسرائے ہند اپنی لیڈی صاحبہ اور آنریبل چیف کمشنر صاحب دھلی کے ساتھ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی زیارت کے لئے آئے تو انھوں نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ زیارت کی اور تبرکات لئے۔ اور نذر گزرانی اور چیف کمشنر صاحب ممدوح کی معرفت مجھے ان کا روحانیت سے لبریز یہ خیال معلوم ہوا۔

"میں نے دہلی کی بہت سی مذہبی اور تاریخی پرانی عمارتیں دیکھیں اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کی زیارت بھی کی۔

مذکورہ سب عمارات مرجانے والوں کی نشانیاں ہیں۔ اور بے جان ہیں اور موجودہ زندگی والوں سے بے تعلق ہیں مگر یہ درگاہ چھ سو برس سے زیادہ قدیم ہونے کے سبب مرجانے والوں کی نشانی بھی ہے اور اب تک زندہ بھی ہے اور موجودہ زندگی کے بے شمار آدمی اس سے اور یہ ان آدمیوں کی زندگی سے تعلق بھی رکھتی ہے۔

# سب درویش ایک دل ہیں

اولیاء اللہ نے عربی زبان میں فرمایا ہے " الفقراءُ کنفسٍ واحدٍ "
سب درویش آپس میں ایک جان ہیں اور ایک دل ہیں۔ چشتی ہوں یا
قادری ہوں۔ نقش بندی ہوں یا سہروردی ہوں۔ اور چشتیوں کی شاخیں
نظامی ہوں یا صابری ہوں یا جمالی ہوں اور نصیری ہوں یا سراجی ہوں
سب ایک جان اور ہزار قالب ہیں اور ان پر قرآن مجید کی یہ آیت صادق
آتی ہے۔ لا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ ۔ ہم ان کے آپس میں کوئی تفریق نہیں
کرتے۔ البتہ قرآن شریف کی یہ آیت بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ فضّلنا
بعضھم علٰی بعضٍ ۔ فضیلت دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر۔

پس میں نے ہندوستان کے درویشوں کو اور
اُن کے ماننے والے ہندو مسلمانوں کو ایک دل اور
ایک عمل بنانے کے لئے اپنی برادری کا نام چشتی برادری
اس واسطے نہیں رکھا کہ میں چشتیوں کو دوسرے سلسلے والوں
پر فوقیت دینی چاہتا ہوں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے
کہ دوسرے سب نامی سلسلوں کے اولیاء اللہ
ہندوستان سے باہر مدفون ہیں۔ اور چشتیہ
خاندان کے پیشوائے اعظم ہندوستان کے اندر
دفن ہوئے ہیں

# نظامی صابری ایک ہیں

حضرت شیخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مخدوم جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور اُن کا درجہ اتنا بڑا تھا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس مرید کو خلافت دیتے تھے تو حکم فرماتے تھے کہ پہلے ہانسی میں جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا اور اُن کو یہ خلافت نامہ دکھانا جب تک اُن کی تصدیق نہ ہوگی تمہارا خلافت نامہ مکمل نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی کی خلافت عطا ہوئی تو ارشاد ہوا کہ ہانسی میں مولانا جمال الدین سے اس کی تصدیق کرا لیں۔ اُن کے پاس جانا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پاس اپنا خلافت نامہ لے گئے تو مخدوم جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یہ فقرہ لکھا "گوہر سپردہ بگوہر شناس" خلافت کا مستحق اُس کو عطا ہوا ہے۔ جو اس موتی کی قدر پہچانتا ہے"

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ سے پہلے ایک بزرگ حضرت علی صابر رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب [illegible] نامہ دیا تھا مگر حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو چاک کر دیا تھا اور جب حضرت [illegible] پھٹا ہوا خلافت نامہ حضرت بابا صاحب کے پاس [illegible] اور سارا حال بیان کیا تو بابا صاحب نے فرمایا "پارۂ کردۂ جمال را فرید نمی تواند دوخت" جمال رحمۃ اللہ علیہ کے پھاڑے ہوئے کاغذ کو فرید [illegible] سکتا۔ اس کہانی کا پہلے [illegible] اُس زمانے کی [illegible] میں پتا نہیں ملتا۔ مگر [illegible] کے ایک جمالی [illegible] نے اس بات کو [illegible] کیا اور صابریوں اور [illegible] نظامیوں میں [illegible] پیدا کر دی۔

اس لئے میں آج اعلان کرتا ہوں کہ عید کے دن سے [illegible] اور چشتی پارٹی کے سب ممبر ایک دوسرے کو آگاہ کر دیں کہ ہم لوگ نہ قادریوں اور نقشبندیوں اور سہروردیوں کے خلاف ہیں اور نہ نظامیوں اور صابریوں میں کوئی تفریق کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ ایک تھے اور سب کا روحانی فیضان زندہ اور برقرار ہے۔

# درویشوں کا اصل اصول

دُنیا بھر کے ہندو مسلمان درویشوں کا ایک ہی اصول ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک خدا کی وحدت اپنے دل اور عمل میں پیدا کی جائے۔

ہندوستان میں تین خاندان آجکل زیادہ مشہور ہیں۔ اول چشتیہ۔ دوئم قادریہ۔ سوئم نقشبندیہ۔ سہروردی اور رفاعی بھی ہندوستان میں ہیں لیکن اُن کی تعداد بہت کم ہے۔ اور ان تینوں نامی گرامی سلسلوں کے سب پیشواؤں کی تعلیم ایک ہی تھی کہ خدا کو ایک مانو اور اُس کی وحدت اپنے دل اور عمل میں قائم کرلو۔

پس چشتی پارٹی میں جب خدا کو ایک ماننے والے ہندو شریک ہو رہے ہیں سکھ شریک ہو رہے ہیں عیسائی شریک ہو رہے ہیں تو پھر قادریہ سلسلے کے مشائخ اور مرید اور نقشبندیہ سلسلے کے مشائخ اور مرید بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ابھی چشتیہ نظامیہ اور چشتیہ صابریہ اور چشتیوں کی دوسری شاخوں کے مشائخ اور پیرزادے اور ماننے والے تمام و کمال چشتی پارٹی میں شریک نہیں ہوئے ہیں تاہم جب اُن کے وہ شکوک دُور ہو جائیں گے۔ جو اُن کو میری ذات سے ہیں تو یقیناً وہ جوق جوق چشتی پارٹی میں شریک ہو جائیں گے۔

اُن کو یہ شک ہے کہ میں اُن کا پیشوا بننا چاہتا ہوں اور اُن کو یہ بھی شک ہے کہ میں ان کے عقائد اور مراسم میں کسی قسم کی تبدیلی چاہتا ہوں۔ لیکن ان دونوں شبہات کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ اور میں اُسی وقت تک چشتی پارٹی کی خدمت کرونگا جب تک کہ دوسرے لوگ جو مجھ سے زیادہ علمیت اور عقل اور خدمت کا جوش رکھتے ہوں میدان میں آجائیں چنانچہ میں نے حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی اجمیری کا نام اسی غرض سے پیش کیا تھا کہ میرے بعد اس کام کو سنبھالنے اور بڑھانے کی قابلیت اُن میں معلوم ہوتی ہے

---

# ملکہ رضیہ سلطانہ اور جہاں آرا بیگم

چشتی پارٹی کے ممبروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ شہنشاہ شمس الدین التمش کی بیٹی ملکہ رضیہ سلطانہ نے پورے ہندوستان پر ساڑھے تین برس حکومت کی تھی اور وہ چشتیہ خاندان میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی مرید تھیں۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ شہنشاہ شہاب الدین شاہجہاں کی بڑی بیٹی جہاں آرا بیگم بھی بڑی عالمہ اور بڑی شاعرہ اور بڑی عارفہ شہزادی تھیں۔ اور وہ بھی چشتیہ خاندان میں مرید تھیں۔ لہذا ہم سب چشتیوں کا فرض ہے کہ ان دونوں خواتین کے مکمل حالات دو کتابوں میں قلم بند کر کے چشتیہ خاندان والوں کے گھر گھر پہنچا دیں

اس لئے میں نے ان دونوں کے حالات پرانی تاریخوں سے جمع کرنے شروع کر دئیے ہیں۔ اور انشاء اللہ بہت جلد یہ دونوں کتابیں شائع ہو جائیں گی۔ عید کے دن ان کتابوں کی اطلاع بھی سب کو پہونچا دینی چاہیئے۔

# آل ایشیا دواخانہ

یونانی طب اب تک ڈاکٹری طب کے مقابلے میں مقبول ہے۔ مگر یونانی حکیم لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ اور نئے سائنس کی روشنی میں اپنی دواؤں کی اصلاح و ترقی کا اُن کو کچھ خیال نہیں ہے۔ ہندوؤں نے اپنی پرانی طب ویدک کو دوبارہ زندہ کرنے اور بڑھانے کے لئے ایک کروڑ روپے جمع کرتے ہیں۔ اور جب ہندوستان میں کانگرسی حکومت ہو جائیگی تو ویدک طب کو عروج حاصل ہوگا۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ ویدک طب بھی ہندوستانی ہے اور یونانی طب بھی ہندوستانی ہو گئی ہے اور ضرورت ہے کہ ایشیا کے سب ملکوں کی مقبول اور تجربوں میں آنے والی دوائیں ہندوستان کے پائے تخت دلی میں جمع کی جائیں اور قدیمی اصول کے علاج اور قدیمی دواؤں کو ہندوستان میں اور ایشیائی ملکوں میں سائنٹفک اصلاح کے بعد رائج کیا جائے میں نے اپنے بڑے لڑکے حسین سے کہا ہے کہ وہ اپنے موجودہ مشاغل ٹھیکیداری کو ختم کرنے کے بعد اس بڑے کام کی طرف متوجہ ہوں اور افغانستان اور ایران اور عراق اور عرب اور شام اور مصر اور چین اور جاپان اور ترکستان میں پیدا ہونے والی دواؤں کا ذخیرہ دلی میں جمع کریں۔ اور پھر سائنس کی مشینوں کے ذریعے اُن کی تحقیقات اور تجربے کئے جائیں۔ اس لئے میں عید کے پرچے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں دنیا میں رہوں یا نہ رہوں۔ ہندوستانیوں کو یہ ضروری کام پورا کرنا چاہیئے کیونکہ اس وقت پچانوے کروڑ روپے ہر سال ڈاکٹری دواؤں کی خریداری میں ہندوستانیوں کی جیب سے نکل کر یورپ اور امریکہ میں چلے جاتے ہیں۔

---

# ضرورتوں کے اشتہار

## انگریزی باورچی کی ضرورت

مجھے ایک ایسے باورچی کی ضرورت ہے جو ہر قسم کے انگریزی کھانے پکا سکتا ہو۔ اور ہندوستانی کھانے پکانے کا سلیقہ بھی رکھتا ہو۔ مگر یہ ضروری شرط نہیں ہے۔ اس وقت تو انگریزی باورچی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پچاس روپے ماہوار اور کھانا اور مکان خط و کتابت میرے نام سے کی جائے۔ اور ملنا ہو تو میرے پاس آنا چاہئے۔ حسن نظامی دہلی۔

## رشتے کی ضرورت

مجھے اپنی تعلیم یافتہ نوجوان دختر عمر ۲۲ سالہ پابند صوم وصلوٰۃ اور ماہر امورات خانگی کے واسطے ایسے شوہر کی ضرورت ہے جو ایک شریف صحیح النسب راجپوت یا قریشی خاندان کا ہو۔ عمر ۲۵ سے ۳۰ برس تک ہو۔ برسر روزگار اور باشندہ ضلع سیالکوٹ یا گوجرانوالہ کا ہو۔ مفصل حالات کیلئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے۔

محمد علی خاں راجپوت معرفت پوسٹ ماسٹر جموں توی

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۹ رمضان ۲۸ اگست منگل دہلی

مولا کی شہادت: پرسوں ۲۱ رمضان کو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے۔ صوفیوں کے تمام سلسلوں کی درگاہوں اور خانقاہوں میں اس تاریخ کو نیاز ہوتی ہیں۔ میرے ہاں بھی یہ نیاز ہوتی ہے۔ اور میں نے آج سے اس کا انتظام شروع کر دیا ہے۔

طوفانی بارش: آج دن بھر دہوال دہار طوفانی بارش ہوتی رہی۔

چشتی خواجہ کی منت: حسین کے شریک کار سر جور جی آرڈیشر آج دہلی سے اجمیر شریف گئے ہیں جہاں اُن کو چشتی خواجہ کی منت ادا کرنی ہے۔

۴ ستمبر کا منادی: ۲۵ اگست کی مجلس کی وجہ سے ۴ ستمبر کا منادی روک لیا تھا۔ آج اُس کو شائع کر دیا۔ میرے سب لڑکوں اور پوتوں نے میرے ساتھ مل کر اخبار پر ٹکٹ لگائے۔ بارش کی وجہ سے ٹکٹ آپس میں چپک گئے تھے۔ میں نے کوئلے جلا کر دور سے ٹکٹوں کو گرمائی دی۔ سب کھل گئے۔ میرے پوتے سید ان ایزدی نے بہت سمجھداری سے ٹکٹوں کی اصلاح میں مجھے مدد دی۔

نماز کی تعلیم: آج بھی میں نے اپنے لڑکوں اور پوتوں اور نواسوں کی صف بندی کر کے نئی اصلاحات کے بموجب اُن کو نماز سکھائی۔

خوابگاہ بدل دی: زید منزل کے بالاخانے پر بارش کے طوفان کی وجہ سے میرا بستر بھیگ گیا تھا۔ اور بالاخانہ ٹپکا بھی تھا اس لئے آج میں ایوان خانے میں چلا گیا تھا۔ وہاں بھی چھت ٹپکی تھی اور بہت نمی تھی۔ مچھر دانی سے برسات کی بو آتی تھی۔ اس لئے مجھے بہت کم نیند آئی۔ مسہری کے اندر بیٹھ کر کچھ دیر میں نے کہا "میں شہنشاہ

جہانگیر اور ابوالحسن تاناشاہ سے زیادہ نفاست
پسند ہوں۔ مجھے گیلا بستر اور برسات کی
تو تکلیف دیتی ہے؟

**اذان اور نماز کا ترجمہ:** پچھلی رات میں نے
اذان اور تکبیر اور نماز کی عربی عبارتوں کا عام
فہم زبان میں ترجمہ کیا۔ کیونکہ ہندوستانی
مسلمانوں میں نماز کا اور اذان و تکبیر کا اصلی
ذوق پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ
عربی کے ساتھ ترجمہ بھی پڑھا جائے۔

**انگریزی دور کی تاریخ ہند کا پہلا نمبر:** صبح
۴ بجے انگریزی دور کی تاریخ ہند کا پہلا نمبر
لکھنا شروع کیا۔ سر طامس رو سفیر انگلستان
کی ڈائری پر اس کتاب کی بنیاد رکھی ہے۔
سر طامس رو شہنشاہ جہانگیر کے زمانے میں
انگلستان کے بادشاہ کا سفیر بن کر آیا تھا
اور اُس نے اپنے روزنامچے میں بے سروپا
اعتراضات اسلامی حکومت پر کئے ہیں
میں اس کے دنداں شکن جواب بھی لکھونگا
اور انگریزی حکومت کی ابتدائی تاریخ بھی
بیان کروں گا۔ کیونکہ ہندوستان کی
خود مختاری قریب ہے۔ اُس وقت سے
پہلے ہندو مسلمان طلبا کے لئے سچی تاریخ
ہند تیار کرنی ضروری ہے۔

**ایک سو باسٹھ میزبان:** آنریبل مسٹر
اسکوئتھ چیف کمشنر دہلی کی وداعی پارٹی کا
کارڈ آیا ہے جس پر ایک سو باسٹھ ہندو
مسلمان عیسائی سکھ میزبانوں کے نام درج
ہیں۔ مسٹر اسکوئتھ دہلی میں اتنے مقبول
رہے کہ اگر موقع ملتا تو سارے صوبے کے
باشندے میزبان بن جانے کے لئے دوڑتے۔

**شیخ محمد شبلی:** بھیا احسان صاحب فقیہ عشقی
کے لڑکے شیخ محمد شبلی ملنے آئے تھے۔ محمد
رفیع حجام سے حجامت بھی بنوائی تھی قوالی
ہال بھی خوب ٹپکا تھا۔

**۲۰ رمضان ۲۹ ستمبر بدھ: دہلی**

**بارش نہیں ہوئی:** آج دن بھر بارش
نہیں ہوئی کبھی ابر رہا کبھی دھوپ نکلی۔

**نام بدل دیا:** آج میں نے رضا سند بھیا
قوالی ہال کا نام بدل دیا۔ اور جو عبارت
پیشانی پر لکھی تھی اس کی جگہ "چشتیہ
قوالی ہال" لکھوانے کا انتظام کر دیا۔

**ملاقاتی:** آج صبح کی نماز کے بعد سے

مغرب تک قوالی ہال میں کام کرتا رہا۔
محمد داحمد نظامی بی اے اور سید یامین نظامی اور بہلول شاہ نظامی اور لالہ بنواری لال ملنے آئے تھے۔

**بچوں کی تعلیم** آج بھی اپنے بچوں کو صف بندی کرا کے نماز سکھائی تھی۔ اور دو دو پیسے انعام دئے تھے۔

رات کو کچھ دیر بچوں میں بیٹھا تھا۔ مگر خبریں نہ سن سکا کیونکہ پروانے روشنی پر آرہے تھے۔

رات کو ڈہائی بجے بیدار ہوا۔ علی پیاروں کی بھرتی تحریک کے قواعد تیار کئے۔ چشتی پارٹی کے مسلمان بچوں کے لئے ترکیب نماز لکھی۔ روزنامچہ لکھا۔ انگریزی دور کی تاریخ ہند کے پہلے حصے کا کام کیا۔

**سحری کھائی** میں طبی مشورے کے سبب روزہ نہیں رکھ سکتا۔ مگر سحری کھاتا ہوں۔ کیونکہ ارسطو کے چورن سے جگر کی اصلاح ہوگئی ہے اور بھوک لگتی ہے۔

**بہلول شاہ نظامی** ساگر سی پی کے دیہات کے رہنے والے بہلول شاہ نظامی اور ان کے بھانجے چراغ شاہ ملنے آئے تھے۔ یہ میری پہلی بیوی کی زندگی کے زمانے میں ایک سال میرے پاس رہے تھے۔ بدر شاہ نام تھا۔ میں نے بہلول شاہ نام رکھا تھا۔ اجمیر شریف جا رہے ہیں۔

**۲۱ رمضان، ۳۰ اگست جمعرات دہلی**

**مونڈن** لالہ پریم پرکاش صاحب کے ساتھ لالہ دیبی پرکاش کے مکان پر گیا تھا۔ رائے ہرچند صاحب مرحوم منصب دار سرکار نظام کے نواسے رائے لچھمن کا مونڈن ہوا تھا۔ رائے لچھمن کے سر پر حیدرآباد کی منصب دار پگڑی باندھی گئی تھی اور جامہ پہنایا گیا تھا اور اس مونڈن کی بہت دہوم ہوئی تھی۔ ہنولی ضلع میرٹھ کے حکیم شرما صاحب چشتی بھی میرے ساتھ گئے تھے۔

**حضرت علیؑ کی نیاز** آج میرے گھر میں حضرت علیؑ کی سالانہ نیاز ہوئی تھی۔ آج بارش نہیں ہوئی جمعرات کے زائرین بہت آئے تھے۔ اُستاد شمس الدین بھی آئے تھے۔

**نظام الدین خاکی نظامی** میرے آغاخانی مرید اسمٰعیل قاسم خاکی نظامی مرحوم

کے لڑکے نظام الدین خاکی نظامی بمبئی سے آئے ہیں۔ زیدی منزل میں ٹھیرے ہیں۔

حکیم شفاء الملک کے حکیم دلبر حسن خاں صاحب شفاء الملک ملنے آئے تھے۔ میری نبض بھی دیکھی تھی۔ وہ دہلی میں رات کا طبیہ کالج جاری کرنا چاہتے ہیں۔

جنم اشٹمی کہ آج ہندوؤں کے اوتار سری کرشن جی کی پیدائش کا تہوار ہے ہندوؤں نے برت (روزے) رکھے ہیں۔ رات کو ۱۲ بجے چاند نکلیگا۔ تو روزے کھولے جائیں گے۔

ہندو عورتیں ان روزوں کی زیادہ پابندی کرتی ہیں۔

۲۳ رمضان ۳۱ اگست جمعہ دہلی

بارش نے دم لیا کہ آٹھ دس دن لگاتار بارش ہوتی رہی تھی۔ اب بارش تھک گئی ہے۔ اور دم لینے کے لئے اپنی کوٹھری میں چلی گئی ہے۔ سورج نکل آیا ہے دہوپ چمک رہی ہے۔

خاکی نظامی چلے گئے کہ بمبئی والے آغا خانی مرید نظام الدین خاکی نظامی آج واپس چلے گئے۔ اپنے باپ کے قدم بقدم معلوم ہوتے ہیں تجارتی سمجھ بھی اچھی ہے۔

اخبار تیار نہ ہوسکا کہ باوجود پوری کوشش کے یکم ستمبر کا اخبار آج چھاپے خانے میں جا سکا

۲۴ رمضان یکم ستمبر شنبہ دہلی

چیف کمشنر صاحب کے چونکہ دہلی کے چیف کمشنر صاحب ریٹائر ہونے والے ہیں اس واسطے میں آج اُن سے ملنے گیا تھا حضرت محبوب پاک رض کی خانقاہ اور ملکہ رضیہ سلطانہ کی قبر کی مرمت اور تعمیر کی نسبت بات چیت کی۔ اور صاحب نے اُس کو نوٹ کر لیا۔

ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی آمد کہ چیف کمشنر صاحب نے یہ بھی کہا کہ کل شام کو آپ کے ہاں درگاہ میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے آنے والے ہیں۔ میں بھی ساتھ آؤں گا۔ آپ بھی وہاں موجود رہیں۔

جوتوں پر چڑہانے کے موزے کہ چیف کمشنر صاحب نے یہ بھی کہا کہ درگاہ کے اندر جانے کے لئے جوتوں پر جو موزے چڑہائے جاتے ہیں وہ صاف ہونے چاہئیں اس لئے

میں نے جانا۔ بلی چوک میں آکر نئے موزے
بنوانے کا انتظام کیا۔ اگرچہ وقت بہت
کم ہے۔ اور کل اتوار کی چھٹی ہو جائے گی۔
تاہم امید ہے کہ آدھی رات تک سب
موزے تیار ہو جائیں گے۔

**دھوپ میں بارش:-** آج شام کو دھوپ
کھلی ہوئی تھی مگر یکایک بارش ہونے لگی
اور بہت تیز بارش ہوئی جس کا سلسلہ
رات تک جاری رہا۔

**پولیس افسران:-** شام کو سینئر سپرنٹنڈنٹ
صاحب پولیس دہلی اور دوسرے پولیس افسران
اُن راستوں کو دیکھنے آئے تھے۔ جہاں سے
والسرائے درگاہ میں آئیں گے اور باہر جائیں گے۔

**مسٹر صلاح الدین:-** ملتان کے ایکسٹرا
اسسٹنٹ کمشنر مسٹر صلاح الدین ملنے آئے
تھے۔ یہ ڈاکٹر سید اسمٰعیل صاحب کے
داماد ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک داماد جناب
مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ہیں
مسٹر صلاح الدین بھی قادیانی عقائد رکھتے
ہیں۔ بہت ہونہار نوجوان معلوم ہوتے
ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر سید اسمٰعیل صاحب سے میری
قرابت بھی ہے اس واسطے میں نے مسٹر
صلاح الدین کے ساتھ کچھ خوش طبعی کی
باتیں بھی کیں۔

**۲۴ رمضان ۹ ستمبر اتوار دہلی کے**
**انتظامات:-** آج چونکہ میرے ہاں درگاہ
میں والسرائے آنے والے ہیں اس لئے کل
سے پولیس راستوں کی صفائی اور دیکھ
بھال میں مصروف تھی۔ اور آج بھی دن
بھر بڑے چھوٹے افسران آتے جاتے رہے
میں دن بھر ایمان خانے میں رہا۔ اور اپنا
تحریری کام کرتا رہا۔ پولیس کو پریشانی تھی
کہ میرے مخالفین اور موافقین کے آپس میں
والسرائے کی آمد کے وقت کشمکش نہ ہو جائے
میں نے کہا اطمینان رکھو درگاہ والے اپنے
اپنے حقوق و اختیارات کو بھی جانتے ہیں
اور اپنی درگاہ کی عزت اور عظمت کو بھی سمجھتے
ہیں اور آنے والے مہمان کی شخصیت
سے بھی آگاہ ہیں لہذا کوئی بات بدمزگی کی
پیش نہ آئیگی۔

**خوش منظر کی مستعدی:-** آج صبح حسین اور
علی کے ساتھ دہلی گیا تھا تاکہ جوتوں کے

اور چڑھانے کے سبزے تیار کراؤں۔ دہلی جا کر معلوم ہوا خوش منظر صاحب مالک فرم جنرل بوٹ ہاؤس چاندنی چوک دہلی نے رات بھر کام کرایا اور آج سب سبزے تیار کر کے دیدئیے اور بادجود اتوار کے سب کام وقت پر مل گیا۔

**خان بہادر فیض محمد خاں نظامی** کیپٹن ہیشن اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی سے بھی ملنے گیا تھا۔

**ایڈیٹر چنگاری** عبداللہ شمیم صاحب ایڈیٹر اخبار چنگاری ایک عزیز کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

**ملا واحدی صاحب** اپنے رفیق طارق ملا محمد واحدی اور ان کے بچوں سے ملنے گیا تھا اور نظامی بنسری کی تیاری کے انتظامات دیکھنے کے لئے منشی قربان علی صاحب سے بھی ملا تھا۔

**ریزیڈنٹ مجسٹریٹ** کل سے کئی بار چودھری غلام عباس صاحب چشتی نظامی انتظامات کے سلسلے میں آتے جاتے رہے تھے آج میرے پاس بھی آئے تھے۔

**وائسرائے کی آمد** شام کو پونے سات بجے درگاہ کے شمالی دروازے پر وائسرائے کی موٹر آئی۔ چاروں طرف خفیہ اور ظاہر پولس کے پہرے تھے۔

**تعارف** وائسرائے اور ان کی لیڈی صاحبہ اور چیف کمشنر صاحب دہلی ایک موٹر میں تھے موٹر سے اترے تو چیف کمشنر صاحب نے پہلے ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کا وائسرائے سے تعارف کرایا۔ پھر میرا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ ہندستان کے نامی ادیب بھی ہیں اور مذہبی لیڈر بھی ہیں۔

**چشتی پارٹی کا تعارف** میں نے وائسرائے سے مصافحہ کرتے وقت کہا یہ درگاہ چشتی درویشوں کی ہے اور ہندستان کے گروہ چشتی اور آل انڈیا چشتی پارٹی کے ممبر آپ کا اور آپ کے اتحادیوں کو فتح کی مبارکباد دیتے ہیں۔ وائسرائے نے شکریہ ادا کیا۔ اور اپنی خوشدلی بھی ظاہر کی۔ حسین اور علی اور ذیباؤ حسن ابوطالب اور مہدی اور ولی میرے نیچے بھی ساتھ رہے۔

دروازے پر جلی قلم شعر لکھا ہے تشاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را " میں ملنے وہ

سُنایا۔ اور چیف کمشنر صاحب نے اس کا ترجمہ وائسرائے اور لیڈی صاحبہ کو بتایا۔ درگاہ کی باؤلی میں بچے کودے وائسرائے نے سب کو انعام دئے۔ ایک بہت کم عمر بچے کی کدائی سے وائسرائے اور لیڈی صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور وائسرائے نے اردو میں کہا۔ شاباش لٹل بائے (چھوٹے بچے) میں نے باؤلی کا چھتہ بنانے والے معروف مرید حضرت سلطان المشائخ کے تاریخی حالات بتائے۔ پھر درگاہ کے دروازے کا شعر سُنایا جس میں دوامی زندگی کی دُعا ہے۔ پھر درگاہ کی قدیمی مسجد دکھائی۔ میں جو تاریخی حالات سناتا تھا چیف کمشنر صاحب لیڈی صاحب کو ترجمہ کر کے بتاتے تھے۔ میرے لڑکے حسین بھی میرے بیانات کا انگریزی ترجمہ وائسرائے کو سُناتے جاتے تھے دین کے شہنشاہ کہ میں نے درگاہ کی مسجد پر کھدی ہوئی منظوم تاریخ سُنائی جس میں حضرت کی تاریخ "شہنشاہ دین کندہ" ہے۔ اور کہا یہ حضرت دین کے شہنشاہ تھے وائسرائے نے کمال انسانیت کے ساتھ میرے بیان کی تائید کی۔

پھر مزار شریف کے سامنے نہایت ادب سے حاضر ہوئے اور ایک رقم درگاہ کے خزانے کے صندوق میں اپنے ہاتھ سے ڈالی اس مقام پر تمام درگاہ والوں کی طرف سے تبرکات پیش کیے گئے اور میں نے حضرت سلطان المشائخ رح کے حالات وائسرائے اور لیڈی صاحبہ کو سنائے۔

پھر جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں کے مزار پر گئے۔ میں نے جہاں آرا بیگم کا فارسی شعر سنایا۔ اور حالات سُنائے۔

ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نے نہایت عمدہ اور برجستہ ترجمہ سنایا۔ اور چیف کمشنر صاحب نے لیڈی صاحبہ کو جہاں آرا بیگم کے تاریخی حالات سُنائے۔

پھر محمد شاہ بادشاہ اور میرزا جہانگیر کے مقبرے دیکھے۔ اور مشرقی دروازے سے میرے موٹر گیرج پر آئے۔ جہاں میں نے لوح قرآنی کی دو کشتیاں پیش کیں ایک وائسرائے کو دی دوسری چیف کمشنر صاحب کو دی۔ دونوں نے نہایت ادب و احترام سے قرآنی الواح کو لیا اور ان کے سامنے

سر خم کئے۔

**فتح چشتیوں کی دعا سے ہوئی** جب میں نے وائسرائے سے کہا:- ہم سب چشتی دوبارہ آپ کو اور آپ کے اتحادیوں کو فتح کی مبارکباد دیتے ہیں تو وائسرائے نے جواب دیا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یہ فتح درحقیقت آپ سب کی دعاؤں سے ہوئی ہے۔

**ہزاروں ہندو مسلمان جمع تھے** باوجود پولیس کے انتظام کے ہزاروں ہندو مسلمان عورت مرد اور بچے چاروں طرف جمع تھے۔ اور وائسرائے کو دیکھ رہے تھے۔

وائسرائے میانہ قد کے ہیں۔ ان کی لیڈی صاحبہ کے چہرے سے اعلیٰ ذہانت اور قابلیت اور شرافت ظاہر ہوتی تھی۔

**چودہری غلام عباس صاحب** کے وائسرائے چلے گئے تو میں نے کہا۔ خدا کا شکر ہے انتظام بہت اچھا رہا۔ اور اس کا سہرا چودہری غلام عباس صاحب اور پولیس افسران کے سر پر باندھنا چاہئے چودہری غلام عباس صاحب نے ترجمہ کرنے میں بڑی قابلیت کا ثبوت دیا۔

**برجستہ جواب** کہ ایک اجنبی شخص نے چودہری صاحب سے کہا وائسرائے یہاں کب آئیں گے؟ چودہری صاحب نے جواب دیا۔ جب آپ واپس چلے جائیں گے مجھ پر ان کی حاضر جوابی کا بہت اثر ہوا۔

**ولی کا تعارف** کہ اپنے پوتے سید ولی کا تعارف میں نے وائسرائے سے کرایا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرا پوتا ہے چلتے وقت وائسرائے اور لیڈی صاحبہ نے کہا۔ ہم دونوں آپ کے پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

سید ذکی حسن اور عبدالنعیم خاں صاحب اور محمد یونس اور شرف الدین اور کنھیا اور سمیع خاں نے مجھے وائسرائے کی مدارات میں بہت مدد دی۔

آج میں نے حسین کو رات کے کھانے میں اپنے دسترخوان پر شرکت کا شرف دیا تھا اور کہا تھا کہ چونکہ تم نے میرے معزز مہمان کی مدارات میں مجھے مدد دی تھی اس لئے میں تم کو ہم طعامی کا شرف عطا کرتا ہوں۔ حسین نے جواب دیا بہت شکریہ۔ مگر ابالی دال جس دسترخوان پر کھانے کو ملے وہاں زبان کا چٹورہ پن ممنون نہ ہو سکیگا۔ میں نے کہا۔ تم ایک درویش باپ کے بیٹے ہو اور درویش کا فخر غریبانہ غذاؤں میں مخفی ہوتا ہے میں نے تمہارے لئے پلاؤ قورمہ کے دسترخوان بھی مہیا کرائے ہیں لیکن تمہاری شان کی ترقی ان غذاؤں سے ہوگی جو تمہارے بڑے کھایا کرتے تھے۔

حسین نے کہا۔ اس پر میرا ایمان ہے۔

# عید کے دن قومی ٹوپی اور جوتی

عید کی ملاقاتوں میں جشتی پارٹی کا ذکر کیجئے۔ علی پیاروں کا ذکر کیجئے۔ اور دس کروڑ مسلمانوں کے لئے قومی ٹوپی اور قومی جوتی مقرر کرنے کی نسبت مشورہ کیجئے۔ اور میری رائے سب کو سنا کر پوچھئے کہ سب مسلمان کیا رائے دیتے ہیں۔

میری رائے میں مسلمانوں کی قومی ٹوپی لال رنگ کی ہو اور اونچی باڑ کی کشتی نما ہو۔ یعنی گاندھی ٹوپی سے ذرا باڑ اونچی ہو۔ اور رنگ لال ہو۔

اور جوتی نوک دار گرگابی یا پمپ شو یا پورا سلیپر ہو۔ اور شلوار چونکہ مسلمان قوم کا بہت پرانا لباس ہے اس لئے ہر صوبے میں شلوار کو رائج کرنا چاہئے اور کوٹ اور قمیص انگریزی طرز کی ہو۔

عید کے بعد کے منادی میں یہ سب رائیں شائع کی جائینگی۔

# غذا بھی مقرر کرنی ہے

کھانے کے اوقات مقرر کرنے ضروری ہیں۔ انگریزوں نے جو اوقات مقرر کئے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اور ہر وقت کے لئے جو کھانے مقرر کئے ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں البتہ کھانے ہر صوبے کے باشندوں کی عادت اور رواج کی موافق ہوں مگر اصول صحت کو مدنظر رکھ کر اصلاح کر دی جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے چائے کا رواج کم کیا جائے کیونکہ یہ بہت نقصان دیتی ہے۔ اور صرف ٹھنڈے ملکوں کے لئے موزوں ہے گرم ملکوں کے لئے بہت خطرناک ہے۔ چائے کی جگہ دودھ کا استعمال بڑھایا جائے۔ اور ہاتھ کی چکی کے آٹے کا رواج بھی زندہ کیا جائے مشین کے آٹے میں طاقت نہیں رہتی آٹا موٹا اور بے چھنا کھانا چاہئے۔ پیدل پھرنا ہر مسلمان اپنے لئے لازمی قرار دے لے کیونکہ سواریوں کی عادت کے سبب سب کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ بچوں کو فحش کتابیں پڑھنے اور فحش فلم دیکھنے اور فحش ریڈیو سننے سے روکا جائے۔ اور صبح شام غسل لازمی قرار دیا جائے اور صبح شام کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور عشا کے بعد مسجدوں میں ایک گھنٹہ بیٹھا کریں۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس بادہ دوبازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸

چشتی پارٹی کی بادشاہی کا ہفتہ وار اخبار

# منادی دہلی

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

ایڈیٹر علی بن خواجہ حسن نظامی | یکم ستمبر ۱۹۴۵ء | سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ

## شیخ چلی کی ڈائری کتابی صورت میں

تین ہفتے سے شیخ چلی کی ڈائری منادی کے ساتھ شائع ہو رہی تھی بعض ناظرین کا خیال ہے کہ اس ڈائری کو کتابی صورت میں علیحدہ شائع کرایا جائے۔ اور ایک مہینے کی ڈائری ایک کتاب میں شائع ہوا کرے اور ایک کتاب چار آنے کو دی جائے۔ یا بارہ کتابیں تین روپے کو دی جائیں۔ اس واسطے ۲۸ اگست کے منادی میں شیخ چلی کی ڈائری شائع نہیں کی گئی حالانکہ دو مہینے کی ڈائری تیار ہے۔ ... کے وہ ناظرین کو بھی دئے دیئے جاتے ہیں کیونکہ میں نے ناظرین کو نئے خرچ سے بچانے کے لئے اور خود محصول ڈاک سے بچنے کے لئے منادی کے ساتھ شائع کرنی شروع کی تھی۔

## ڈھائی سو روپے محصول ڈاک

رمضان شریف کی برکت سے فیضیاب ہونے کے لئے میں نے ۱۳۰ کتابوں کا ایک ایک پارسل خاص خاص ناظرین کو بھجوایا ہے جس میں دینی اور علمی اور تاریخی کتابیں ہیں ان پارسلوں کی روانگی میں ڈھائی سو روپے سے زیادہ محصول ڈاک خرچ ہوا ہے امید ہے کہ ناظرین کتابوں کی لاگت اور محصول کے خرچ کا خیال کر کے ان کتابوں کی قیمتیں جلدی بھجوانے کا انتظام کریں گے۔

حسن نظامی دہلوی

# عید کی بات چیت

۱۔ **عید کا چاند** } چونکہ مولوی صاحبان ریڈیو اور تار اور ٹیلیفون کی خبریں قبول نہیں کرتے اور ہر سال دونوں عیدوں میں خاص کر رمضان کی عید میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اس لئے ہر مقام کے وہ مسلمان جو میرے ہم خیال ہوں اور ریڈیو اور ٹیلیفون اور تار کی خبریں مانتے ہوں وہ مجھے خط بھیجیں تاکہ میں ایسا انتظام کروں کہ عید ایک ہی دن تمام ہندوستان میں ہو جایا کرے۔ کیونکہ بغیر کثرت رائے اور اجماع اُمت کے یہ انتظام نہیں ہو سکتا۔

۲۔ **عید کارڈ نہ بھیجئے** } چونکہ ہر چیز مہنگی ہے اور لڑائی ختم ہو جانے کے سبب عام بیکاری پیدا ہونے والی ہے لہذا میرے مریدوں کو اور دوستوں کو اور منادی کے ناظرین کو عید کارڈ اور عید کے تار ہرگز ہرگز استعمال نہ کرنے چاہئیں۔ اس سال جن ناظرین کے عید کارڈ یا تار میرے پاس آئیں گے میں اُن کو واپس کر دونگا۔ البتہ جن لوگوں نے پہلے سے اپنے عید کارڈ چھپوا رکھے ہیں وہ ان کو استعمال کر سکتے ہیں۔ یا تین پیسے والے پوسٹ کارڈ پر عید کی مبارکباد بھی جا سکتی ہے۔

۳۔ **عید کے کپڑے** } چونکہ کپڑے پر کنٹرول ہے اور راشن بندی ہے اور بعض لوگ چور بازار سے بہت مہنگا کپڑا عید کے لئے خریدتے ہیں اس واسطے میں چشتی پارٹی کے ممبروں اور اپنے مریدوں اور سب ناظرین منادی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سال عید کے لئے نئے کپڑے نہ بنائیں۔ مجھے اگرچہ راشن کے موافق کپڑا مل گیا ہے لیکن میں مسلمانوں کو فضول خرچی سے بچانے کی نیت سے عید کے کپڑے نہیں بناؤنگا! اور پُرانے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو کر پہنونگا۔

۴۔ **عید کی سواریاں** } ہر عید پر دہلی میں اور دوسرے شہروں میں کرایہ کی سواریاں مہنگی ہو جاتی ہیں اور اس سال بھی یقین ہے کہ بہت زیادہ مہنگی ہو جائینگی۔ لہذا جہاں تک ہوسکے سواریوں کا خرچ بھی کم کر دینا چاہئے۔

۵۔ **عید کی مٹھائیاں** } بناسپتی گھی سے بنی ہوئی مٹھائیاں معدے اور جگر اور حلق کے لئے زہر ثابت ہوتی ہیں۔ اور یہی حال برف کا ہے کہ اُس سے بھی حلق کو اور دانتوں کو اور معدے کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ لہذا دودھ سے بنی ہوئی مٹھائیاں استعمال کی جائیں۔ گھی سے بنی ہوئی مٹھائیاں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

حسن نظامی

# مدنی جانی کے تصور میں دعا

**جنت نصیب** کہ فرزند روحانی فضل کریم نظامی ساکن گنجہ پنجاب کے جوان لڑکے نے میدان جنگ میں وفات پائی۔ دونوں آپ کے اُمتی۔ ایک کو جنت دوسرے کو صبر رحمت ہو۔

**کار بے کار** کہ جوامتی نوکری اور مزدوری سے بیکار ہونے والے ہیں۔ ان کو آپ کے رب کے خزانہ فضل سے روزی سرفراز ہو۔

**راحت دل** کہ حکیم خسرو شاہ نقشبندی نسل انصار کبار ہو رہیں ان کو وقت خوش اور راحت قلب عطا ہو۔

**محمد کمال** کہ میاں محمد اقبال بن میاں مہر محمد شفیع کو ایک نونہال محمد کمال عنایت ہو۔

**طواف و زیارت** کہ اس سال مجھ مہجور کو آستان نور کی زیارت اور طواف کعبہ کی نعمت حاصل ہو۔ اور میری بیوی کو بھی۔

**رزق غیب** کہ عید سے پہلے آپ کے زوار عشاق کو غیبی رزق عطا ہو۔

**دل کی مراد** کہ آپ کی آل روشن دل سید امداد حسین نظامی کے دل کی مرادیں پوری ہوں۔

**صحت و راحت** کہ نسیم الظفر کی بیماریاں کو صحت اور راحت قلب مرحمت ہو کہ آپ کے سلسلہ نظامیہ کی حلقہ بگوش ہیں۔

**صراط مستقیم** کہ آپ کی ہندوستانی اُمت کو سیاسی منزل تک پہنچنے کے لیے صراط مستقیم دکھایا جائے۔

آمِیْن یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ آمِیْن یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ۔ آمِیْن یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
آمِیْن یَا مَظْهَرَ ذَاتِ یَزْدَانِیْ۔ آمِیْن یَا هَیْکَلِ نُوْرَانِیْ۔

اَنْتَ الْعَبْدُ۔ اَنْتَ الْحَقُّ۔ اَنْتَ الْبَشَرُ۔ اَنْتَ الْحَامِدُ۔ اَنْتَ الْمَحْمُوْدُ
اَنْتَ الْحَاضِرُ۔ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ۔

صلی اللہ علیک یا محمد۔ درود پڑھتا ہے اللہ آپ پر اے محمد اور اس کے فرشتے اور سب باشندگان آسمان و زمین اور درود پڑھتے ہیں ہم سب بھی جو آپ کی اُمت ہیں۔ — حسن نظامی

# خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

## سبھاش چندر بوس کی وفات

جاپان ریڈیو نے خبر بھیجی ہے کہ سبھاش چندر بوس نے ہوائی حادثے کے سبب وفات پائی۔ پہلے بھی رائٹر نے ایک بار ان کے مرجانے کی خبر بھیجی تھی جو غلط ثابت ہوئی تھی۔ اب بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جاپانیوں نے کسی مصلحت سے اُن کو کہیں پوشیدہ کردیا ہے۔ میں نے ۸ رجون کے منادی میں "اعلان آزادی" کے عنوان سے جو مضمون شملہ کانفرنس کی نسبت شائع کیا تھا اُس میں حسب ذیل عبارت سبھاش چندر بوس کی نسبت تھی۔ اور میں اب بھی اپنی گذشتہ رائے پر قائم ہوں۔ کہ اگر سبھاش چندر بوس کے مرنے کی خبر غلط ثابت ہو تو ہندوستانیوں کو اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔

سب کو معلوم ہے کہ سبھاش چندر بوس اور کچھ ہندوستانی جاپان کے ساتھ ہیں۔ لیکن اُنھوں نے جو کچھ کیا اُس میں اُن کی ذاتی غرض کچھ نہیں تھی۔ اُنھوں نے ہندوستان کی آزادی کے لئے جاپان سے میل جول پیدا کیا۔ لہذا اگر سبھاش چندر بوس اور اُن کے ساتھی اپنے وطن میں آ جائیں تو ہم اپنی نئی آزادی سے فائدہ اُٹھا کر اُن کو ہندوستان میں واپس آجانے کی اجازت دیدیں۔ اور اُن کو کوئی سزا نہ دی جائے۔ بلکہ اُن کی قدر کی جائے کہ اُنھوں نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے اپنی جانیں جوکھم میں ڈالی تھیں۔

سبھاش چندر بوس سے میرے ذاتی تعلقات بھی تھے۔ مگر اُن تعلقات میں سیاسیات کا دخل نہیں تھا۔ بلکہ میں نے اُن کو قرآن شریف کا ہندی ترجمہ دے کر اسلامی تعلیم کی نسبت بات چیت کی تھی۔

اگر اُن کی وفات کی خبر صحیح ہے تو میں اپنے سب مریدوں کی طرف سے اور آل انڈیا چشتی پارٹی کی طرف سے

سبھاش چندر بوس کے وارثوں سے
ماتم پرسی کرتا ہوں۔

## جاپانیوں کی خودکشی

چونکہ جاپان کے شہنشاہ نے لڑائی بند
کرنے کا حکم دیدیا ہے اس واسطے
جاپانی جگہ جگہ ہتھیار ڈال رہے ہیں
مگر اس خبر سے ہر رحم دل انسان کو
صدمہ ہوتا ہے کہ بعض جاپانی اپنے
شہنشاہ کے محل کے سامنے شکست
کا غم ظاہر کرتے ہوئے خودکشی کر رہے تھے

## کنٹرول اٹھنے کی خبر

جاپان کی لڑائی ختم ہوتے ہی معلوم
ہوا ہے کہ بعض ضروریات کی چیزوں کا
کنٹرول اٹھا لیا جائیگا۔ ضرورت ہے کہ
کاغذ اور کپڑے اور غلے کا کنٹرول اور
راشننگ بھی اٹھا لیا جائے۔

## وائسرائے کا لندن جانا

اس خبر سے کچھ توقعات پیدا ہوئی ہیں
کہ لیبر گورنمنٹ نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے
کو ہندوستان کی نسبت بات چیت کرنے
کے لئے پھر لندن بلایا ہے۔

میرا خیال ہے کہ وائسرائے اور وزیر
ہند کے اختیار میں جو کچھ ہے اُس کا حاصل
کرنا یا نہ کرنا یا حاصل کر سکنا یا نہ کر سکنا
ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر
آئندہ ووٹ ایکشن میں مسلم لیگ کامیاب
ہوئی۔ تو کانگرس مجبور ہو جائے گی کہ
وائسرائے کی گذشتہ پیشکش کو قبول
کرلے۔ ورنہ مسلم لیگ کی ناکامی سے
اُن کے ساتھ مسلمان قوم کی سیاسی
زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

## مسٹر عبدالقیوم کا خیر مقدم

سرحد کے کانگرسی رکن مسٹر عبدالقیوم
اور پنجاب کے کانگرسی رکن ملک [illegible]
نے کانگرس کو چھوڑ دیا اور مسلم لیگ
میں آگئے۔ اور میاں افتخار الدین نے
بھی کانگرس کو چھوڑ دیا ہے۔ مجھے
اس خبر سے کچھ تعجب نہیں ہوا کیونکہ

سیاست میں ایسے ہی انقلابات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔

## تشویش ناک خبر

امریکہ کے صدر نے برطانیہ سے اُدھار پٹے کا جو معاملہ یہ تھا اُس کو ختم کر دیا ہے جس سے برطانیہ میں ایک عام تشویش پیدا ہو گئی ہے کیونکہ ۲۵ کروڑ پونڈ سالانہ کی ادائیگی موجودہ حالات میں برطانیہ کے لئے آسان نہیں ہے۔

ہندوستانیوں کو برطانیہ سے زیادہ اس خبر سے اندیشہ ناک ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر برطانیہ کو مالی مشکلات پیش آئیں تو اُس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑیگا اس لئے ہندوستانی لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ امریکہ کو اس عہد شکنی سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

## ہندوستانی ریاستوں کا مسئلہ

میں نے یکم ستمبر کے منادی میں ہندوستانی ریاستوں کے لئے ایک خاص حصہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ جو کچھ کام ریاستیں اپنے قائم رکھنے کی کریں گی وہ ایک الگ چیز ہے۔ اور جو کام برٹش حکومت ہند ریاستوں کے بچاؤ کے لئے کریگی اُس کی صورت علیحدہ ہے۔ اور ان دونوں صورتوں کو برٹش حکومت ہند کی رعایا کی نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ کانگرس اور لیگ ہندوستانی ریاستوں کو باقی رکھنے کے خلاف ہیں۔ لہذا اُن ہندو مسلمانوں کو جو ریاستوں میں نہیں رہتے بلکہ انگریزی علاقوں میں رہتے ہیں۔ اور ریاستوں کا باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اُن کو منظم ہو کر اُن تجویزوں پر غور کرنا چاہئے جو منادی میں آج شائع ہوئی ہیں۔ اور آئندہ شائع ہوتی رہیں گی۔

## بیکاری کا طوفان

برسات کے طوفان سے ہزاروں حصے زیادہ بڑا طوفان جو "آٹم بم" کی طرح خطرناک ہے۔ ہندوستان میں آنے والا ہے۔ اور وہ بیکاری کا طوفان ہے

پچیس لاکھ عورت مرد فوجوں کی لام بندی ٹوٹنے سے بیکار ہو جائیں گے جن میں گیارہ ہزار افسر ہیں۔ اور اتنے ہی آدمی یا اُن سے کچھ زیادہ ان دفتروں کے بند ہونے سے بیکار ہو جائیں گے جو لڑائی کے لئے کھولے گئے تھے۔ اور ایک کروڑ سے زیادہ وہ مزدور بیکار ہو جائیں گے جو فوجی عمارتوں کی تعمیر کے کاموں میں مصروف تھے۔ اور جن کو معقول اُجرتیں مل رہی تھیں۔

یہ بیکاریاں اور گرانیاں آپس میں ٹکرائیں گی اور امن عامہ تہ و بالا ہو جائیگا۔ اس لئے گورنمنٹ ہند کو آزادی کے مسئلے پر توجہ کرنے سے پہلے کنٹرول اور راشن بندی کو بند کر دینا چاہیئے۔ اور اگر خوراک کی راشن بندی ابھی کچھ دن اور جاری رکھنی ہو تو جوار باجرے کی فصل تیار ہوتے ہی غلہ کے نرخ ارزاں کر دینا بیحد ضروری ہے۔ تاکہ مزدوری پیشہ لوگ جو موٹا اناج کھاتے ہیں جوار باجرے کی گرانی سے گھبرا نہ جائیں۔

## کچھ کھو دیا کچھ دبا دیا

لڑائی کے زمانے میں مسلمانوں نے جو کچھ پیدا کیا تھا وہ فلم ایکٹرسوں کی ناز و ادا پر قربان کر دیا۔ یا شراب خواری اور جوئے بازی میں اُڑا دیا۔ یا شادیوں میں خرچ کر دیا۔ اور ہندوؤں نے جو کچھ کمایا تھا وہ انھوں نے اپنے رسوئی گھروں کے چولھوں کے آگے دفن کر دیا اور جن کو چاندی کے روپے نہ ملے انھوں نے کاغذ کے نوٹوں کو اسی طرح چھپا رکھا ہے۔ وہ دو ایک کی خوراک بن جائینگے مجھے ہندوستان میں کوئی ہندو مسلمان لیڈر ایسا معلوم نہیں ہے جس نے ہندو مسلمانوں کی جنگی کمائی کو محفوظ رکھنے اور ملک و قوم کے لئے مفید بنانے کی کوئی تجویز پیش کی ہو۔

## ریاستوں کا بچاؤ

اگرچہ موجودہ حالات پر غور کرنے سے میں اپنی ساری عمر کی رائے کی صداقت پر

شک اور شبہ کی نظر ڈالنے لگتا ہوں کیونکہ
جب سے لڑائی شروع ہوئی تھی برٹش انڈیا
میں ہندو مسلمانوں کا اختلاف بالکل جاتا
رہا ہے مگر ہر چھوٹی بڑی ریاست میں
وہ اختلاف ترقی کر رہا ہے اور اکثر ہندو ریاستوں نے یا
ہندو مہاسبھا سے سمجھوتہ کر لیا ہے یا ہندو مہاسبھا کی ذہنیت
اختیار کر لی ہے میرے پاس بہت سی ریاستوں کی مذکورہ
خرابیوں کے تحریری ثبوت موجود ہیں۔
اور میں سوچا کرتا ہوں کہ اگر ریاستوں
کی ایسی ہی بے عقلیاں رہیں تو کانگرس کے
سیلاب کے سامنے اُن کا قائم و برقرار
رہنا ناممکن ہو جائیگا۔

پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو اس بات سے
کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ اُس کے مقاصد
آئین میں یہ بات داخل نہیں ہے کہ وہ
یہ دیکھے کہ کون کون سی ریاستیں ہندو
مسلم اختلاف کا شکار ہیں۔ بعض ہندو
ریاستوں نے مسلمان وزیروں کو مقرر
کیا ہے تاکہ اُن کی آڑ میں مسلمان رعایا
کو ستایا جا سکے۔ اور بعض ہندو
ریاستوں میں آریہ سماجی اور ہندو مہاسبھائی
وزیروں اور اہلکاروں کے ذریعے کھلم
کھلا مسلمانوں پر ظلم کر رہی ہیں میں نے
بعض ریاستوں سے پرائیویٹ خط و
کتابت بھی کی اور مسلمان رعایا کو بھی صبر
اور ضبط اور فرماں برداری کی نصیحت
لکھی۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ اگرچہ
پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے بعض اعلیٰ افسروں
سے میرا ملنا جلنا ہے مگر میں کبھی مذکورہ خرابیوں
کی نسبت اُن سے بات چیت نہیں کرتا
کیونکہ شروع سے میری یہ پالیسی رہی ہے
کہ ہندوستانی ریاستیں ہماری قدیمی
حکومتوں کی یادگار ہیں اس لئے اُن کا
باقی رکھنا بہت ضروری ہے۔

اگر ہندو ریاستوں کے ظلم و ستم
اور سختیوں کی یہی حالت رہی تو اس سے
اُن کو بہت نقصان پہنچیگا۔ یعنی جب
کانگرس اور مسلم لیگ ریاستوں کو مٹانے
کی تحریک شروع کریں گی۔ تو ہندو ریاستوں
کی مسلمان رعایا اور مسلمان ریاستوں
کی ہندو رعایا ریاستوں کا ساتھ نہیں
دیگی۔ اور جمہوری آئین کے بموجب ریاستوں

کو بہت نقصان پہونچ جائیگا۔ اور ہوسکتا ہے کہ وہ اسی طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائیں جس طرح گزشتہ جنگ اور موجودہ جنگ نے یورپ کے بہت سے خود مختار بادشاہوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

## ریاستی پبلسٹی

پرنسز چیمبر نے ریاستوں کے حق میں پروپیگنڈہ کرنے کا جو دفتر جاری کیا ہے وہ اپنا کام مستعدی سے کر رہا ہے اور اُس کے کاغذات میرے پاس بھی آتے رہتے ہیں۔ اس دفتر میں بہت اچھے اچھے تجربہ کار افسر ہیں۔ مگر میں نے اس دفتر کے قیام کے وقت جس اصول کی بنا پر اس سے اختلاف کیا تھا کہ انگریزی دفتروں کے آدمی ریاستی پبلسٹی دفتر میں مفید نہیں ہوں گے بلکہ ریاستوں کے رہنے والے آدمی اس میں لئے جائیں۔ اور اب بھی میں اسی رائے پر قائم ہوں کہ یہ دفتر ریاستوں کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوگا بلکہ نقصان رساں ثابت ہوگا۔

## پرنسز چیمبر کے سکریٹری

پرنسز چیمبر کے صدر بہت لائق شخص ہیں اور قدیم و جدید ملک داری کا فن خوب جانتے ہیں۔ مگر پرنسز چیمبر کے سکریٹری انگریزی علاقے کے رہنے والے ہیں اور ریاستوں کے پالٹیکس کو سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ اگرچہ اُن کی عمر کا بڑا حصہ ریاستوں کی نوکری میں گزرا ہے۔ لیکن چونکہ اُن کی پیدائش اور پرورش ریاستوں کی آب ہوا میں نہیں ہوئی ہے بلکہ انگریزی آب و ہوا میں پروان چڑھے ہیں۔ اس لئے وہ کسی طرح بھی ریاستوں کے لئے مفید نہیں ہوسکتے۔

## مسٹر اسکوٹتھ کی وداع

منادی کے ناظرین اور میرے مرید آنریبل مسٹر اسکوٹتھ چیف کمشنر دہلی سے اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ منادی میں اُن کا ذکر خیر پڑھتے رہتے ہیں اور گزشتہ عرس حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے موقع پر جب چیف کمشنر صاحب میرے ہاں

قوالی کی مجلس میں آئے تھے تو تمام ہندوستان کے نظامی ان سے ملے تھے۔

اب مسٹر اسکوئتھ اپنے عہدے کی میعاد پوری ہو جانے کے سبب واپس جا رہے ہیں، اور دہلی کے ایکیو باسٹھ عمائد نے اُن کو رخصتی پارٹی ۳ ستمبر کو دینے کے دعوت نامے تقسیم کئے ہیں۔

مسٹر اسکوئتھ سے پہلے بہت سے چیف کمشنر آچکے ہیں مگر جو ہر دل عزیزی اور مقبولیت مسٹر اسکوئتھ نے حاصل کی وہ کسی اور نے کبھی حاصل نہیں کی تھی۔

مسٹر اسکوئتھ دہلی کے ہندو مسلمان شرفا کی بہت قدر کرتے تھے اور اُنھوں نے لڑائی کے زمانے میں اتنا بڑا کام کیا کہ دہلی کا چھوٹا سا صوبہ تمام ہندوستان کے بڑے بڑے صوبوں پر بازی لے گیا جس کا ہز اکسلنسی وائسرائے نے ایک خاص تقریب کے وقت اعتراف کیا۔

ان کے زمانے میں کسی سیاسی پارٹی یا سیاسی اشخاص کو شکایت کا موقع نہیں ملا۔ حالانکہ اُنھوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

ان کی علم دوستی کا میرے دل پر اتنا اثر تھا کہ میں نے اپنی کتاب تاریخ فرعون ان کے نام معنون کی تھی۔ اور وہ ہمیشہ دہلی کے پرانے تاریخی حالات مجھ سے دریافت کیا کرتے تھے۔ میں ان کو اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے پُرخلوص جذبات سے رخصت کرتا ہوں۔

## اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبدالرحمٰن صاحب پی سی ایس صاحب جج بہادر عدالت خفیفہ دہلی۔

نمبر مقدمہ ۴۴ ۲۵ بابت سنہ ۱۹۴۴ء

اللہ رکھے ولد اللہ بندہ قوم شیخ پیشہ کلاہ سازی فراشخانہ پھاٹک دھوبی دہلی۔ مدعی۔

بنام حاتم خاں ساکن دہلی مدعا علیہ۔

دعویٰ -/-/80 روپے بروئے پرو نوٹ

بنام حاتم خاں ولد عبدالکریم خاں قوم پٹھان پیشہ نامعلوم ساکن قدیم شہر میرٹھ پورہ افیاض علی خاں حال مقیم محلہ فراشخانہ شہر دہلی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی حاتم خاں مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام حاتم خاں مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۳ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت نہ ہوگا تو اُس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

(مہر عدالت)　　(دستخط حاکم)

# روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

**۱۱ رمضان ۲۰ اگست پیر دہلی**

**سہ منی** آج میرے ہاں اور خاندان کے اکثر گھروں میں حضرت قلندر صاحب پانی پتیؒ کی نیاز کا قورمہ پکا تھا جس کو سہ منی کہتے ہیں۔ اس پر دہی زیادہ ڈالا جاتا ہے۔ بارش نہیں ہے، گرمی بہت زیادہ ہے۔

**۱۲ رمضان ۲۱ اگست منگل دہلی**

**حاجی لال صاحبؒ کا عرس** آج حضرت حاجی لال محمد صاحبؒ کا سالانہ عرس ہے حضرت پیارے علی محمد صاحب ہوشیارپوری کے مرید یہ عرس کرتے ہیں حضرت حاجی صاحبؒ کا مزار درگاہ شریف کے شرقی دروازے میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ کو ہے۔ سنگ مرمر کا کٹہرہ اور مزار ہے حاجی صاحبؒ حضرت مولانا فخر صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ بارش نہیں ہے گرمی بہت زیادہ ہے۔

**حسین کی آمد** انت پور سے تار آیا ہے کہ حسین ۲۶ اگست کو دہلی پہونچ جائیں گے۔

**موٹر کی تکلیف** نئی موٹر کے ٹائر خراب ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہے۔

**۱۳ رمضان ۲۲ اگست بدھ دہلی**

**ٹائر کی ٹرائی** آج صبح علی کے ساتھ ٹائروں کا پرمٹ حاصل کرنے گیا تھا حسین جب یہاں تھے تو انھوں نے ایک ڈپارٹمنٹ میں جس سے ان کا تعلق ہے درخواست دی تھی۔ اس لئے پہلے وہاں گیا تھا۔ دو گھنٹے ضائع کئے مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے بعد مسٹر ڈینڈتھ کے پاس گیا۔ انہوں نے نہایت ہمدردی کا برتاؤ کیا اور سپیل ٹائروں کا پرمٹ دینے کا وعدہ کر لیا۔

**ڈنر** آج مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری حضور وائسرائے نے مجھے اپنے مکان پر ڈنر پارٹی دی تھی۔ مغرب کے بعد وہاں گیا تھا۔ کپورتھلے والے کرنل حسن علی خاں صاحب اور ہز ہائی نس مہاراجہ ... بھی شریک طعام تھے۔ رات کے ۱۱ بجے تک ... وہاں رہا۔ ہوا بند تھی۔ گرمی بہت زیادہ تھی۔

**بارش کا طوفان** پچھلی رات سحری کے

وقت نہایت شدید بارش کا طوفان
آیا۔ میں بالاخانے پر تھا۔ چاروں
طرف سے بوچھاڑ آتی تھی۔

---

## ۱۴ رمضان ۲۳ اگست جمعرات دہلی

**بارش** کی آج دن بھر بارش ہوتی رہی۔ اور
میں قوالی ہال میں رمضان کی رعایتی قیمت
کی کتابوں کے پارسل تیار کراتا رہا۔ علی
اور زید اور حسن اور مہدی اور سلمان اور
دہلی نے بھی اس کام میں بہت مدد دی اور
مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔

**دہلی** نہ جا سکا کہ شام کو سنی اوقاف مجلس
کی [illegible]تی کمیٹی میں جانا تھا۔ مگر بارش کے
سبب نہ جا سکا۔

**مہاراجہ سرملا** کی کل رات کو مسٹر گریفن
کے ہاں ہز ہائی نس مہاراجہ سرملا نے قرآن مجید
کے ہندی ترجمے کا بہت شوق ظاہر کیا
تھا۔ وہ بہت صاف اور میٹھی اردو بولتے
ہیں جب اعلیٰ حضرت حضور نظام میر الله احمد
صاحب کے مکان پر دہلی میں آئے تھے اس
وقت ہز ہائی نس بھی حضور نظام سے ملے تھے

**سلونو** کی آج ہندوؤں کا مشہور تہوار راکھی بندھن
ہے۔ جس کو سلونوں بھی کہتے ہیں۔ ہندوستان
ٹائمز نے کارٹون شائع کیا ہے کہ وائسرائے
ہندوستانی لباس میں کھڑے ہیں اور ان
کی کونسل کے ممبر زنانہ لباس میں وائسرائے
کے راکھی باندھ رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں
کہ ہماری لاج رکھنا۔

---

## ۱۵ رمضان ۲۴ اگست جمعہ دہلی

**بارش کا طوفان** کی دو دن سے لگاتار
بارش کے طوفان آتے رہتے ہیں۔ آج بھی
بارش ہوئی تھی۔ میں نے درگاہ کی جامع مسجد
میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ میری نیند پھر کم ہو گئی
ہے۔ اور اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ میری
انتوں میں خشکی ہے اور جگر اور معدے کی
عملی طاقت کم ہو گئی ہے۔ اور ایسی حالت
میں چکنائی اور گوشت اور مٹھاس نقصان
دیتی ہے۔ اور گھر میں کوئی شخص نہ پکانے
والے اور نہ منتظم اس ضرورت کو سمجھ کر
غذا تیار کر سکتے ہیں۔ اس لیے میں نے

ارادہ کیا ہے کہ حسین آجائیں تو میں کسی ایسے
مقام پر چلا جاؤں جہاں غذا کا ٹھیک انتظام
ہو سکے۔ اور یا دہلی سے کوئی انگریزی کھانے
پکانے والا مل جائے تو اس کو نوکر رکھ لیں۔
جس طرح اتحادیوں کو اور ان کی مفتوح
قوموں کو آجکل مشکلات درپیش ہیں ان
سے زیادہ مجھے اپنی غذا کے انتظامات کی مشکلات
درپیش ہیں۔

۱۶ رمضان ۲۵ اگست شنبہ دہلی

کمانڈر انچیف کا ٹیلیفون کہ آج صبح دس
بجے ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف کا ٹیلیفون آیا
کہ میں نے آج شام کو آپ کے ہاں آنے کا وعدہ
کیا تھا۔ مگر آج شام کو نئے وائسرائے آنے
والے ہیں اس واسطے میں آج نہ آسکوں گا
پھر کسی دن آؤں گا۔
میں نے فوراً علی اور یونس کو دہلی بھیجا
اور جہاں جہاں ٹیلیفون دئے جاسکے ان کو
بھی خبریں دیں کہ آج کی مجلس ملتوی ہوگئی ہے۔

روشن دل سید امداد حسین نظامی کہ آج
صبح اسی مجلس کی شرکت کے لئے کانپور سے
روشن دل سید امداد حسین نظامی آئے ہیں۔

حبیب انصاری صاحب کہ جناب مولانا
صبغۃ اللہ صاحب شہید کے صاحبزادے
حبیب انصاری صاحب ایڈیٹر رسالہ
"منزل" لکھنؤ ایک دوست کے ساتھ
ملنے آئے تھے۔ ان کے دوست ایم اے
پاس ہیں۔ مگر چہرے سے بہت زیادہ
کم عمر معلوم ہوتے ہیں۔

بارش کہ آج چار بجے بارش کا طوفان
آیا تھا۔ اور شام کو چھ بجے بیس پچیس اصحاب
دہلی سے تشریف لائے تھے۔ جن کو مجلس
ملتوی ہونے کی اطلاع نہیں پہونچی تھی
اس لئے مجلس منعقد ہوئی اور مجلس کی تقریریں
پڑھی گئیں۔ اور مغرب سے پہلے مجلس برخاست
ہوگئی۔

پروفیسر محمد مجیب کی تقریر کہ شام کو ساڑھے
سات بجے ریڈیو میں پروفیسر محمد مجیب صاحب
کی تقریر سنی تھی۔ بلغاریہ اور چین کے اندرونی
اختلافات کا علم ہوا جن سے میں بالکل
بے خبر تھا۔

نیند کی کمی کہ آج رات کو بھی نیند بہت کم آئی

قاضی محمد عطاء اللہ صاحب کہ آج بمبئی

سے قاضی محمد عطاء اللہ صاحب ملنے آئے
تھے اور میرے لئے چیکو بھی لائے تھے۔

**۱۷ رمضان ۲۶ اگست اتوار دہلی**

**حسین آ گئے** ۔ آج بارہ بجے حسین انت پور
سے واپس آ گئے۔ عید کر کے جائیں گے۔
آج بھی بہت زور کی بارش ہوئی تھی۔
**موٹر کے ٹائر** ۔ کئی دن کی لگاتار جدوجہد
کے بعد موٹر کے ٹائر اور ٹیوب مل گئے ہیں
مگر ڈرائیور صاحب کو بخار ہے۔ اس لئے
گاڑی ابھی چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوئی۔
**مولوی احمد علی** ۔ نواں شہر ضلع جالندھر
سے مولوی احمد علی صاحب ملنے آئے تھے
اور میرے لئے پھل بھی لائے تھے۔ میاں
عبدالمجید صاحب بی اے نے منادی کی
امداد کے روپے بھی اُن کے ہاتھ بھیجے تھے۔
**چودھری رحم علی ہاشمی** ۔ آج دہلی سے
چودھری رحم علی صاحب ہاشمی ملنے آئے
تھے۔ میں نے اُن کو اسرار اسم اعظم کتاب
بھی دی۔
**رعایتی کتابیں** ۔ رمضان شریف میں
قرآن و حدیث اور دوسرے علوم و فنون
کی کتابوں کی تبلیغ کی نیت سے آدھی قیمت
پر جو کتابیں بھیجی جا رہی ہیں اور جن کی روانگی
میں ڈھائی سو روپے محصول ڈاک کے ٹکٹوں
میں خرچ ہوں گے۔ آج دن بھر اُن کتابوں
کے پارسل بنتے رہے۔
**حضرت چراغ دہلی رح کا عرس** ۔ شام کو
اردو مجلس میں جانا تھا اور درگاہ حضرت
چراغ دہلی رح کے عرس میں بھی حاضر ہونا تھا۔
مگر موٹر نہ ہونے کی وجہ سے کہیں نہ جا سکا۔
**برجورجی** ۔ حسین کے شریک کار برجورجی
آرڈیشر والا آج شام کو بمبئی سے دہلی
میں آئے ہیں۔ حسین اُن کے استقبال کے
لئے دہلی گئے تھے۔

**۱۸ رمضان ۲۷ اگست پیر دہلی**

**نماز سکھائی** ۔ آج میں نے حسن ابوطالب
اور مہدی اور سلمان اور ولی اور رحم کو
سامنے قبلہ رخ نماز کی طرح صف بندی
کر کے کھڑا کیا۔ اور نماز کے دو نفل پڑھوائے
تاکہ سلمان اور ولی اور رحم کو نماز آ جائے
بڑے لڑکوں کو اس لئے اُن کے ساتھ
کھڑا کیا تھا کہ پکے خربوزوں کو دیکھ کر کچے

خربوزے بھی جلدی پک جائیں۔ اُردو میں
کہاوت ہے "خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر
رنگ پکڑتا ہے"۔
میرا اجتہاد: چونکہ خدا نے مجھے اجتہاد
کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اور میں نے
دین کی بہت سی چیزوں میں اپنے اجتہاد
سے اصلاحیں کی ہیں۔ اس لئے نماز میں
بھی اجتہادی اصلاحیں کی ہیں۔ مثلاً نماز
شروع کرتے وقت لوگ پڑھتے ہیں۔
سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ۔ حالانکہ یہ بالکل
غلط ہے۔ اس لئے میں نے اپنے بچوں کو
پڑھوایا سُبحَانَا اللّٰہ ھُمّہ۔
دُعا: جب بچوں نے دو نفل پڑھ لئے تو
میں نے کہا دعا مانگو۔ یا اللہ کیلے کے کچالو
کھلا۔ انڈے کی پُڈنگ کھلا۔ اور موٹر
جلدی ٹھیک ہو جائے تاکہ ہم بازار جا کر
عید کے لئے جوتیاں خریدیں۔
بچے یہ دُعا مانگتے جاتے تھے اور ہنستے
جاتے تھے۔ میں نے یہ دُعا اس لئے سکھائی
تھی کہ اُن کا دل نماز اور دُعا سے مانوس
ہو اور وہ ہنسی خوشی نماز کے شوقین بن جائیں

متولی صاحب اجمیر شریف: آج
چودھری فتح محمد صاحب ملنے آئے تھے
یہ درگاہ اجمیر شریف کے متولی مقرر ہوئے
ہیں۔ گجرات (پنجاب) کے رہنے والے
ہیں۔ اور تیس برس سے اجمیر شریف میں
رہتے ہیں۔ ان کی نسبت اجمیر شریف
سے اطلاع آئی تھی کہ قادیانی عقائد رکھتے
ہیں مگر آج بات چیت سے معلوم ہوا کہ یہ
اطلاع قطعی غلط تھی۔ اُنھوں نے چشتی
پارٹی کے فارم پر دستخط کر کے بھیجے تھے۔
مگر یہ نہ لکھا تھا کہ وہ درگاہ کے متولی ہیں
آج اُن کے خیالات سُننے کے بعد مجھے
بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی۔ اور میں نے
اُن کو چشتی عروج و فروغ کے منصوبوں
میں بالکل اپنا ہم خیال پایا۔
علاء الدین پھول والے: چراغ دہلیؒ
کے عرس سے فارغ ہو کر علاء الدین پھول
والے آئے تھے۔ یہ حضرت شاہ ابوالخیر
صاحبؒ نقشبندی کے مرید ہیں۔ اپنے
پیر کے بہت سے دلچسپ حالات
سناتے رہے اور میرے پاؤں دباتے رہے

نیاز کا توشہ ٭ اٹھارویں کی ماہانہ نیاز کا توشہ سید سمیع الدین صاحب نے بھیجا تھا اور صوفی صاحب اجمیری نے قورمے پر حضرت چراغ دہلی رح کی نیاز دلوائی تھی۔ وہ بھی بھیجا تھا۔

کتاب تیار ہوگئی ٭ ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی کتاب آج تیار ہو کر آگئی۔ نظامی بنسری کی جو کاپیاں دوبارہ لکھوائی ہیں۔ ان میں صرف تین کاپیاں باقی رہ گئیں ہیں یہ کتاب بھی اسی ہفتے میں شائع ہو جائیگی

# اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودہری محمد عبداللہ صاحب چیمہ سب جج بہادر درجہ اول دہلی

نمبر مقدمہ ۱۲۷ بابت ۱۹۴۵ء

شہاب الدین ولد محمد شریف ذات شیخ دوکان دار ساوہ کار مالی واڑہ دہلی　مدعی

بنام فیض علی ولد شبیر علی نگینہ ساز وغیرہ سکنہ تیلی واڑہ قصبہ شاہدرہ صوبہ دہلی مدعا علیہ

دعوی دلا پانے مبلغ -/۲۷۰ زر بیع جزوی حصہ

سلامت علی ولد کرامت علی ساکن ٹٹیا محل بر مکان محمد احمد نگینہ ساز دہلی۔ مدعا علیہ ۲

بنام شبیر علی ولد میر مصاحب علی۔ محمد امیر ولد شبیر علی تانگہ والہ اقوام سید ساکنان الہ آباد محلہ پٹھان پورہ متصل اسکول مدعا علیہم۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم مسمی سلامت علی۔ شبیر علی۔ محمد امیر تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام جملہ مدعا علیہم مذکو جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بمقام صدر کچہری دہلی کشمیری گیٹ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اگست ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (مہر عدالت) دستخط حاکم

| نمبر | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۱۱۵۶ | شبراتی شاہ صاحب | ۵۰ سال |
| ۱۱۵۷ | انور شاہ صاحب | ۴۴ سال |
| ۱۱۵۸ | حمید اللہ صاحب | ۵۰ سال |
| ۱۱۵۹ | رمضانی صاحب | ۴۰ سال |
| ۱۱۶۰ | دین محمد صاحب | ۴۰ سال |
| ۱۱۶۱ | عبداللہ صاحب | ۴۴ سال |
| ۱۱۶۲ | محمد حسین صاحب | ۳۵ سال |
| ۱۱۶۳ | حکیم علاء الدین صاحب | ۴۰ سال |
| ۱۱۶۴ | حکیم قربان علی صاحب | ۳۰ سال |
| ۱۱۶۵ | حشمت علی خاں صاحب | ۵۵ سال |
| ۱۱۶۶ | برکت علی خاں صاحب | ۴۵ سال |
| ۱۱۶۷ | محمد جان صاحب | ۳۰ سال |
| ۱۱۶۸ | ہدایت علی صاحب | ۴۵ سال |
| ۱۱۶۹ | مولا بخش صاحب | ۵۰ سال |
| ۱۱۷۰ | چھٹن صاحب | ۲۰ سال |
| ۱۱۷۱ | من خوشی صاحب | ۳۰ سال |
| ۱۱۷۲ | حمید صاحب | ۲۰ سال |
| ۱۱۷۳ | سعادت بیگم صاحبہ | ۶۰ سال |
| ۱۱۷۴ | شوکت جہاں بیگم صاحبہ | ۴۰ سال |
| ۱۱۷۵ | فرحت بیگم صاحبہ | ۲۰ سال |
| ۱۱۷۶ | عابدہ بیگم صاحبہ | ۱۵ سال |
| ۱۱۷۷ | وزیر النساء صاحبہ | ۵۵ سال |
| ۱۱۷۸ | نور بیگم صاحبہ | ۵۰ سال |
| ۱۱۷۹ | خاتون صاحبہ | ۵۰ سال |
| ۱۱۸۰ | سعیدن صاحبہ | ۲۰ سال |
| ۱۱۸۱ | سرداری بیگم صاحبہ | ۱۰ سال |
| ۱۱۸۲ | بشیر النساء صاحبہ | ۳۰ سال |
| ۱۱۸۳ | کلثوم بیگم صاحبہ | ۳۵ سال |
| ۱۱۸۴ | صابری بیگم صاحبہ | ۲۰ سال |
| ۱۱۸۵ | حکیم محمد ابراہیم صاحب اخلاقی دہلوی | ۴۰ سال |
| ۱۱۸۶ | حکیم مسیحا نظامی | ۳۱ سال |
| ۱۱۸۷ | مرزا یعقوب حسن صاحب | ۱۸ سال |
| ۱۱۸۸ | مرزا محمد یوسف صاحب | ۴۴ سال |
| ۱۱۸۹ | مرزا احمد اود[illegible] صاحب | ۳۳ سال |
| ۱۱۹۰ | مرزا محمد ایوب صاحب | ۱ سال |
| ۱۱۹۱ | محمد سجاد صاحب | ۳۲ سال |
| ۱۱۹۲ | نذیر محمد خاں صاحب | ۵۰ سال |
| ۱۱۹۳ | رئیس احمد شاہ صاحب | ۲۰ سال |
| ۱۱۹۴ | سید عابد حسین صاحب بخاری | ۴۰ سال |
| ۱۱۹۵ | اعجاز احمد خاں صاحب | ۲۴ سال |
| ۱۱۹۶ | شوکت حسین خاں صاحب | ۲۰ سال |
| ۱۱۹۷ | میاں محمد عرفان صاحب سلیم | ۴۰ سال |

۱۱۹۸ میاں غلام ربانی صاحب ۴۰ سال
۱۱۹۹ حکیم منظور علی خاں نظامی ۵۵ سال
۱۲۰۰ محمد نعمان صاحب ندیم ۳۰ سال
۱۲۰۱ امۃ الکبریٰ صاحبہ ۵۰ سال
۱۲۰۲ صالحہ بیگم نظامی ۲۸ سال
۱۲۰۳ زرینہ بیگم صاحبہ ۱۶ سال
۱۲۰۴ حمیدہ بیگم صاحبہ ۱۲ سال
۱۲۰۵ طاہرہ بیگم صاحبہ ۱۴ سال
۱۲۰۶ زمزم نگار صاحبہ ۹ سال
۱۲۰۷ روحہ وقار صاحبہ ۸ سال
۱۲۰۸ تسنیم افتخار صاحبہ ۷ سال
۱۲۰۹ سلسبیل بانو صاحبہ ۶ سال
۱۲۱۰ اختری بیگم صاحبہ ۳۵ سال
۱۲۱۱ منشی سلامت جان صاحب ۴۰ سال
۱۲۱۲ اشفاق حسین خاں صاحب ۱۸ سال

## سکھر (سندھ)

۱۲۱۳ محمد حسین صاحب ۴۴ سال
۱۲۱۴ محمد عبدالباقی صاحب ۱۸ سال
۱۲۱۵ محمد عبدالہادی صاحب ۱۵ سال
۱۲۱۶ محمد عبدالکافی صاحب ۸ سال
۱۲۱۷ نور زینب صاحبہ ۴۲ سال
۱۲۱۸ اقبال بیگم صاحبہ ۱۵ سال
۱۲۱۹ صادقہ بیگم صاحبہ ۱۱ سال
۱۲۲۰ منظور احمد صاحب جوہر ۴۵ سال

## سنترہ گاچھی (بنگال)

۱۲۲۱ حافظ یار محمد صاحب ۳۲ سال
۱۲۲۲ حیات بخش نظامی ۳۶ سال
۱۲۲۳ واعظ الحق نظامی ۳۹ سال
۱۲۲۴ سکینہ بانو نظامی ۳۴ سال
۱۲۲۵ محمد خالد صاحب ۱۲ سال
۱۲۲۶ حسن غالب صاحب ۸ سال
۱۲۲۷ محمد یٰسین خاں صاحب ۱۷ سال
۱۲۲۸ خدیجہ بانو نظامی ۳۳ سال
۱۲۲۹ فقیر محمد صاحب ۳۹ سال

## سکندرآباد (دکن)

۱۲۳۰ روشن دل مولوی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی ۲ سال
۱۲۳۱ عزیز النساء بیگم صاحبہ ۵۹ سال
۱۲۳۲ محمد عبدالحمید خاں صاحب ۴۴ سال
۱۲۳۳ مہر النساء بیگم صاحبہ ۲۲ سال

ابھی چشتی پارٹی کے ممبروں کے ہزاروں نام چھپنے باقی ہیں۔

# چالیس کتابوں کے پارسل

حسب ذیل دینی، علمی، اور تاریخی کتابوں کا ایک ایک پارسل بعض خاص اصحاب کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جن کے پاس یہ پارسل پہونچے وہ پارسل کی کتابوں کو خود بھی پڑھیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی پڑھائیں اور دوستوں اور جاننے والوں کو بھی دکھائیں۔ اور جن کو جو چیز پسند آئے آدھی قیمت وصول کر لیں۔ اور دفتر اخبار منادی کو وہ آدھی قیمت بھیج دیں کیونکہ رمضان کی رعایت ہے۔

جن ناظرین کے پاس یہ پارسل نہ پہونچیں اور وہ ان کتابوں کی اشاعت اور تبلیغ کرنی چاہتے ہوں تو وہ دفتر اخبار منادی دہلی کو ایک پوسٹ کارڈ بھیج دیں اُن کو بھی ایک ایک پارسل بھیج دیا جائیگا۔ ان کتابوں کے علاوہ اور بھی خواجہ حسن نظامی صاحب کی بہت سی کتابیں موجود ہیں بڑی فہرست منگا کر اُن کا حال بھی معلوم کیا جا سکتا ہے

راقم

ایڈیٹر منادی دہلی

## یہ کتابیں پارسلوں میں ہیں

جو رمضان کی رعایت میں آدھی قیمت پر بھیجی گئی ہیں

(۱) قرآن و حدیث کے فرمان (۲) قرآن مجید کے دیوانی قوانین (۳) قرآن مجید کے فوجداری قوانین (۴) حدیث کی پیشین گوئیاں (۵) اسلام کے ضروری عقائد (۶) مفلسی کا مجرب علاج (۷) ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا (۸) بچوں کی تفسیر (۹) نظامی قاعدہ (۱۰) خدائی انکم ٹیکس (۱۱) تاریخ سلاطین عباسیہ حصہ اول (۱۲) حصہ دوم (۱۳) جواز عکسی تصاویر (۱۴) اسلامی توحید (۱۵) غزنوی جہاد (۱۶) ہندستانی شاہنامہ حصہ اول (۱۷) حصہ دوم (۱۸) ترقی کی پہلی سیڑھی (۱۹) یورپ کی مہابھارت (۲۰) اندو کمود (۲۱) تذکرہ بابا نانک (۲۲) ترک قربانی گائے (۲۳) ہندو مذہب کی معلومات (۲۴) گیارھویں نامہ (۲۵) پکی قبروں اور قبوں کا جواز (۲۶) اساس الاحساس (۲۷) حلال خور (۲۸) تذکرہ غازی بالے میاں

(۲۹) اچھا قاعدہ (۳۰) آسان سبق کی پہلی (۳۱) کربلا کا تاریخی حال (۳۲) قرآن آسان قاعدہ (۳۳) کوفی خط کا پارہ (۳۴) تشریح بخاری (۳۵) ہندی کا پارہ عم (۳۶) خاتون کا بیان (۳۷) روزے کے احکام و مسائل (۳۸) چار قصے (۳۹) نوکری۔ (۴۰) گھریلو صوبائی ٹھاٹ۔ ان کے علاوہ شیخ چلی کی ڈائری کے پانچ نمبر بھی ان پارسلوں میں بھیجے گئے ہیں

# ان اصحاب کو پارسل بھیجے گئے ہیں

حکیم حسین نظامی رام پور۔ منشی ضمیر احمد صاحب وکیل نگینہ، قاضی میراں بخش صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں، متی بائی نظامی بمبئی، خان بہادر حاجی محمد قلی خاں صاحب پشاور، ملکوت بیگم نظامی حیدر آباد دکن، خوش اقبال شاہ نظامی حیدر آباد دکن، شیخ داؤد نظامی حیدر آباد دکن، صادق حسین نظامی گوجرانوالہ، سید مشفق شاہ نظامی چک قاضیاں، محمد نور خاں نظامی وکیل اٹہ، حکیم غریب صاحب پالن پور، مولوی حفیظ الکریم نظامی ریاست ریواں، ابو غلام نبی نظامی ایبٹ آباد، سید قاسم علی صاحب شاستری نرسنگ پور، وجودی نظامی بٹالہ۔ مولانا سید عبدالباری صاحب مفتی اجمیر شریف، خان بہادر حکیم حبیب الرحمٰن صاحب ڈھاکہ، حاجی دانا نظامی حیدر آباد دکن، پنڈت شمبر ناتھ صاحب ہندو بنارس۔ شیخ کلو میاں محمد اسحٰق نظامی بروان۔ قیس شرحانی نظامی جموں۔ دادو خاں فصیح نظامی اودھنی۔ سوائی خاں نظامی اجمیر شریف، منیار شاہ علی نظامی اودھنی۔ سپوت نظامی آندہ، عبدالرحمٰن حاجی اسمٰعیل نظامی سورت۔ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کرلو آباد حسنی نظامی خان خاناں۔ سید محمد صاحب راولپنڈی۔ ڈاکٹر نذیر حسن صاحب خاں رئیس گنج۔ فضل الرب صاحب قریشی احمد پور لمہ۔ عبدالعزیز خاں صاحب اے کمشنر حیدر آباد دکن، عبدالظہور صاحب گتہ دار حیدر آباد دکن، نواز خاں انتظام الملہ نظامی راجکوٹ، نور محمد عبدالستار صاحب بمبئی، منظور احمد صاحب مہجور ربلہ جہلم، رحیم بخش صاحب حیدر آباد سندھ

حافظ مقبول حسن خاں صاحب شاہجہانپور۔
ناسوتی شاہ نظامی حیدرآباد۔ مولوی
عبدالمالک نظامی کٹک۔ مظہر حسن
نظامی بی اے مالیر کوٹلہ۔ محمد صادق نظامی
سہارنپور۔ نصیر الدین صاحب پشاور۔
محمد حسین صاحب سکھر۔ گل حسن خاں صاحب
شکارپور۔ عبدالرحمان گورکھا نظامی انبالہ۔
فضل کریم نظامی گنجہ۔ اوکے احمد حسین نظامی
اڈھونی۔ پاک ل محمد حسین دینی نظامی
پالاپور۔ رسول خاں صاحب ایچ پٹھان
بیرسٹر بڑودہ۔ سیٹھ عبدالستار صالح محمد
صاحب موتی پور۔ منیار شاہ حسین نظامی
ادھونی۔ عبدالغفار خاں صاحب بہادر گڈہ۔
محمد ابو صالح نظامی پلن گجرات۔ محمد مہربان علی
صاحب مادھوپور۔ سید ابو محمد صاحب
کوائتھ۔ حکیم خسرو شاہ نظامی حیدرآباد
دکن۔ محمد اسحق صاحب سنبل پور۔ سید
نورنگ شاہ صاحب غوث پور۔ فضل الٰہی
صاحب ڈھاکہ۔ شیخ محمد حسین صاحب جلال پور
جٹاں۔ سید ظہور حسین صاحب رکھ لائل پور۔
عبدالحفیظ صاحب ہزاری بلغ۔ مرشد علی سید

امداد حسین نظامی کانپور۔ مستری عبدالرحیم
صاحب جبل پور۔ امین عبدالعزیز نظامی
ادھونی۔ احمد علی نظامی کریہہ جالندھر۔
کاکی شاہ نظامی حیدرآباد دکن۔ محمد حنیف
صاحب جودھپور۔ حاجی اللہ رکھا صاحب
سیالکوٹ۔ سلطان علی سلامی نظامی
بنوں۔ حکیم نثار احمد نظامی جودھپور۔
مرزا عمر بیگ نظامی پشاور۔ نثار احمد
صاحب انصاری کانپور۔ علی محمد صاحب
اورسیر کوئٹہ بلوچستان۔ نور محمد خاں نظامی
انبالہ چھاؤنی۔ مبارک علی شاہ صاحب
قریشی کرنال۔ سید امجد علی نظامی سیتاپور۔
جمیل رضا خاں صاحب شاہ آباد ریاست
رام پور۔ روح افزا صاحبہ لاہور۔ عبدالستار
محمد سلطان صاحب کھڑکپور۔ منہر نظامی
مجیٹھہ امرتسر۔ عبداللطیف نظامی کوئٹہ
بلوچستان۔ سید ریاض احمد صاحب ونگل
امام الدین نظامی گوہاٹی آسام۔ ماسٹر
نجم الدین نظامی احمدآباد۔ آغا محمد اکرم خاں
صاحب بہاول پور۔ سید ذاکر علی نظامی
بھڑوچ گجرات۔ شیخ محمد شبیر صاحب جہانگیر آباد

سید محمد نور علی شاہ صاحب بہادر پورہ۔
علی احمد نظامی کوٹلی لوہاران مشرقی۔ محمد
طیب خاں نظامی چتوڑگڑھ۔ بشیر احمد نظامی
سہارنپور۔ ماسٹر اللہ دتا نظامی امرتسر۔
ایس مجتبیٰ صفی صاحب آسنسول۔
عظیم الدین احمد صاحب حیدرآباد دکن۔
غلام احمد نظامی کراچی۔ محمد یوسف صاحب
سانگلہ ہل۔ محمد شفیع صاحب چیف انجنیئر
سہارنپور۔ سید محمد حسین صاحب
چشتی ریاست بہاولپور۔ بشیر احمد صدیقی
نظامی رائچور۔ عبد المجید صاحب اڈوار بھنڈارہ۔
فضل باری صاحب گھاٹ سیلا سنگھ بھوم۔
پنڈت نگندر موہن تواری صاحب جے پور۔
غلام نبی نظامی ہوشیارپور۔ غلام رسول
نظامی جموں۔ سید عادل شاہ صاحب
کپورتھلہ۔ علی بخش صاحب مغل پورہ لاہور۔
پروفیسر ایم ڈی رعنا صاحب کراچی۔ کے
اے طیب صاحب جلپائی گوڑی بنگال۔
سید مقصود علی شاہ نظامی سامانہ پٹیالہ۔
سردار خان صاحب حسن ابدال اٹک۔ چودھری
مبارک علی خاں صاحب پھگواڑہ۔ جالندھر۔

ایس قاسم علی صاحب جے پور۔ سردار
بہادر نواب حاجی محمد خاں صاحب ریاست
قلات۔ مبشر احمد صاحب کھمم دکن۔
محمد عمر عثمان صاحب اجمیری بیاولا ماٹھ
بنگال۔ رحیم بیگ صاحب کلیسی چاندہ
سی پی۔ شیخ محی الدین صاحب بلاسپور
سید محمد شاہ نظامی ریاست بہاولپور
مولوی عبد الرحیم صاحب آسام۔ غلام
فرید قمر بھٹی نظامی لاہور۔ ایم امام الدین
اینڈ سنز چونیاں لاہور۔ سردار اندر سنگھ
نظامی ریاست فریدکوٹ۔ محمد عبد الحق
صاحب قریشی شاہ آباد کرنال۔ حاجی
عبد اللطیف صاحب لکھنؤ۔ سیٹھ قمر علی
صاحب چھاؤنی مہو۔ مہالتی احمد حسین
نظامی ادہونی۔ گڈو عبد الغفار نظامی ادہونی۔

---

آگاہی } ان اصحاب کے علاوہ ہزاروں ناظرین منادی میں اگر اور
اصحاب بھی مذکورہ کتابوں کو رمضان
کی رعایت میں آدھی قیمت پر لینی
چاہیں تو ان کو بھی دیدی جائیں گی۔

ایڈیٹر منادی

# چشتی تلوار

گزشتہ اخبار میں ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف ہندوستان کو آل انڈیا چشتی پارٹی کی طرف سے تلوار دئے جانے کا بیان نوٹوں میں اور روزنامچے میں درج کیا گیا تھا۔ آل انڈیا چشتی پارٹی سے مراد وہ جماعت ہے جس کو میں نے منظم کیا ہے اور جس میں ہزاروں مسلمان اور ہندو اور سکھ اور پارسی اور عیسائی شریک ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اس پارٹی کا نام چشتی پارٹی اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے نام نامی کی برکت اس پارٹی کو حاصل ہو۔ اور ایک یہ مقصد بھی ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؓ کی پاکیزہ اور روادارانہ اور مخلصانہ زندگی سے سبق لے کر چشتی پارٹی کے ممبر بھی اپنے اندر پاک بازی اور رواداری اور خلوص پیدا کریں۔

اس پارٹی کو دیوان صاحب اجمیر شریف یا خدام درگاہ اجمیر شریف کے رواجی حقوق واختیارات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ رواجی پیری مریدی سے اس کا کوئی تعلق ہے یعنی یہ پارٹی میں نے اس لئے نہیں بنائی ہے کہ اپنے مرید بڑھاؤں بلکہ اس لئے بنائی ہے کہ سب چشتی پیروں کے مریدوں میں اپنے اپنے پیر کی اطاعت اور تقلید کی استقامت پیدا کردوں۔ کیونکہ آجکل بعض چشتی پیروں کے مرید محض نام کے مرید رہ گئے ہیں بعض خود غرض لوگوں نے جن کا پیشہ درگاہوں کی نذر نیاز مانگنا ہے یہ مشہور کیا ہے کہ چشتی تلوار دینے کا حق صرف دیوان صاحب اجمیر شریف کو ہے۔ کیونکہ وہ چشتیہ خاندان کے صدر ہیں۔

مگر تمام ہندوستان اس بات سے واقف ہے۔ کہ دیوان صاحب اجمیر شریف صرف درگاہ کے حقوق واختیارات سے تعلق رکھتے ہیں اور چشتیہ خاندان کے مشائخ کی صدارت کا نہ انہوں نے کبھی دعویٰ کیا اور نہ وہ اس وقت تک صدر ہو سکتے ہیں جب تک

کہ تمام مشائخ چشتیہ اُن کو اپنا صدر تسلیم نہ کرلیں۔

اور میں نے بھی چشتی پارٹی اس لئے نہیں بنائی ہے کہ میں ہندوستان کی چشتیہ خانقاہوں اور درگاہوں اور مشائخ کا صدر بن جاؤں۔ بلکہ میرا مقصد محض وہی ہے جس کو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ لہٰذا چشتی پارٹی کے ممبروں کو ان بے حقیقت اور بے اثر اور خود غرض مخالفین کی غلط بیانیوں کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔

## کمانڈرانچیف کو تلوار دینے کی وجہ

مخالفین تلوار دینے کی رسم کے خلاف بھی چرچے کر رہے ہیں لیکن یہ اُن کی جہالت اور ناواقفیت ہے۔ اگر اُن کو چشتیہ خاندان کی تاریخی روایات کا علم ہوتا تو وہ ایسا نہ کہتے۔ میری غرض محض یہ ہے کہ آل انڈیا چشتی پارٹی اپنے چشتی بزرگوں کی تاریخی روایات کو زندہ کرے۔ اور وہ تمام پُرانی رسمیں دوبارہ رائج ہوجائیں جو اسلامی حکومت ختم ہوجانے کی وجہ سے بند ہوگئیں ہیں۔

## تلوار دینے کی رسم کا دن

۲۵ اگست یوم شنبہ شام کے ساڑھے چھ بجے ہز ایکسلنسی کمانڈرانچیف نے آنے کا وعدہ کیا تھا اور اس کی اطلاع چشتی پارٹی کے مشائخ ممبروں اور پیرزادہ ممبروں اور معتقد ممبروں کو بھیجدی گئی تھی اور اجمیر شریف کے ممبروں کی طرف سے اور علماء فرنگی محل کی طرف سے اور ہز ہائی نس نواب صاحب جاورہ کی طرف سے اور دہلی کے عمائد و مشائخ کی طرف سے شریک بزم ہونے کی اطلاعیں آگئیں تھیں۔ یکایک ۲۵ اگست کی صبح دس بجے ہز ایکسلنسی کمانڈرانچیف کا ٹیلیفون آیا کہ آج شام کو چونکہ نئے وائسرائے آنے والے ہیں۔ اور مجھے وہاں جانا ہے اس لئے میں آج نہ آسکوں گا پھر کوئی اور تاریخ دونگا میں نے اُسی وقت آدمیوں کے ذریعے اور ٹیلیفون کے ذریعے تمام مقامات پر اطلاعیں بھیجیں۔ آنریبل سر سید سلطان احمد صاحب اور آنریبل سر محمد عثمان صاحب

اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب سرملیا۔ اور
پیرزادگان درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رح
اور خان بہادر ڈاکٹر رحمان صاحب اور
ڈاکٹر سر شانتی سروپ صاحب بھٹناگر
وغیرہ کو ٹیلیفون کے ذریعے اطلاعیں بھیجی گئیں
تاہم حسب ذیل اصحاب کو اطلاع نہ ہوسکی
اور وہ تشریف لائے اور جلسہ ہوا۔ پیرجی
رحیم الدین صاحب اور احمد بخش صاحب
اور علاء الدین صاحب نصیری پیرزادگان
درگاہ چراغ دہلی رح اور حضرت حاجی میاں حسن صاحب
سجادہ نشین خانقاہ فخریہ اور خواجہ فضل احمد
خاں صاحب شیدا دہلوی اور سید راحت حسین
صاحب دہلوی اور رائے بہادر کھنہ
صاحب اور اُن کے صاحبزادے اور مولوی
ولایت حسین صاحب افسر مال اور سید
احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم
ٹیکس اور سید صادق حسن صاحب اور
عبداللطیف صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر
اور لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس۔
اور رائے بہادر لچھمن داس صاحب ٹھیکیدار
اور کنور رجھندر سنگھ صاحب بیدی مجسٹریٹ
اور نواب عزیز احمد خاں صاحب سب جیلر
اور خان بہادر چودہری مشتاق احمد صاحب
مجسٹریٹ و ناظر سنی اوقاف مجلس اور اُن
کے صاحبزادے اور چودہری کلی رام صاحب
اور خلیل الرحمٰن صاحب اور اُن کے خسر صاحب
اور ریاست دہار کے مولوی صاحب اور
قاضی فیروز الدین صاحب پیرزادہ درگاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب رح اور سید
سمیع الدین صاحب اور عبدالمالک صاحب
عاصی نظامی اور آغا محمد یعقوب خاں صاحب
دہاشی ایڈیٹر آجکل اور شیخ محمد عثمان صاحب
آزاد مالک روزنامہ اخبار انجام اور روشن لال
سید امداد حسین نظامی رحمنٹل فوٹوگرافر
جو کانپور سے اسی جلسے کے لئے آئے تھے
اور لالہ پریم صاحب اور سبط احمد نظامی
اور علامہ عبدالمنعم العدوی صاحب ایڈیٹر
رسالہ "العرب" وغیرہ بہت سے اصحاب
تشریف لائے۔ اور عاصی صاحب نظامی
نے وہ قصیدہ سنایا جو انھوں نے ہز ایکسلنسی
کمانڈر انچیف کے لئے لکھا تھا اور جس کو
آگے درج کیا جاتا ہے۔ اور عبدالنعیم خاں صاحب

نے میرا بیان حاضرین کو سنایا جو آگے درج کیا گیا ہے۔ اور رکن ہند سنگھ صاحب بیدی نے بھی اپنا کلام سنایا۔ اعلحضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنیٰ چشتی اجمیری کا بیان بھی عبدالمنعیم خاں صاحب نے حاضرین بزم کو پڑھ کر سنایا۔ سات بجے جلسہ برخواست ہوا۔ چودھری شیو ناتھ سنگھ صاحب رئیس ماچھرہ ضلع میرٹھ بھی اپنے علاقے کے ممبران چشتی پارٹی لے کر آئے تھے۔

# عبدالمالک صاحب عاصی نظامی صدر اردو محفل دہلی کا قصیدہ

سالار ہند اب تجھے زیبا ہے افتخار
دل سے ہر اک کو فتح مکمل کی ہے خوشی
لانے لگا نہال محبت گل مراد
ہر غنچہ زر بدست ہے ہر گل گہر بکف
آمد پہ تیری آج عناد ل ہیں چہچہے
فوجی نہیں ہیں تیرے یہ بچھرے ہوئے ہیں شیر
پرامن شہریوں میں یہ خدام شہر ہیں
گویا کہ رقص کرتے ہیں احکام پر ترے
کنجی ہے امن و جنگ کی اب تیرے ہاتھ میں
چشتی برادری کا ہے مہمان آج تو
صدر الصدور اس کے ہیں وہ میزباں ترے
تلوار دی ہے مرشد اعلیٰ نے وہ تجھے
جب تک نیام میں ہے یہ ضامن ہے امن کی
اک داستاں چاہیئے حسن بیان کو

حاصل کیا ہے تو نے وہ اعزاز و وقار
احباب کر رہے تھے اسی دن کا انتظار
ہنستے ہیں نخل غم کے لئے عیش برگ و بار
فصل بہار میں بھی نہ آئیگی یہ بہار
تیرے ہی نام کی ہے نوا سنج ہر ہزار
میدان کارزار میں ان کو نہیں قرار
کرتے ہیں یہ وطن کے لئے جان تک نثار
یہ عسکری نظام ہے یہ حسین اقتدار
گویا مدار زیست کا تجھ پہ ہے انحصار
چشتی برادری کو مناسب ہے افتخار
یہ یادگار چشت ہیں یکتائے روزگار
روحانیت کا جس میں ہے اعجاز آشکار
باہر ہوئی تو جیت کا اس پہ ہے انحصار
کرنا ہے عرض حال مگر مجھ کو اختصار

کرتا ہوں اب دعا پہ قصیدہ کو ختم میں
باب قبول سے ہو دعا میری ہم کنار
جب تک رہے زمانہ الٰہی پئے نشاط
افزوں ہو ان کا اور زمانہ میں اقتدار
پھولیں پھلیں نہ عیش میں بھی ان کے مدعی
عاصیؔ ہو دشمنوں کے کلیجے میں عیش خار

## چشتی مرکز کا پیغام چشتی برادری کے صدر نشین

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دام مجدہم ہندوستان کے چشتی مرکز آستانۂ فیض کاشانۂ حضرتِ اجمیر کے تمام چشتی برادران آپ کی اس مناسب اور برمحل تجویز سے دلی اتفاق رکھتے ہیں کہ چشتی برادری کی جانب سے ہز ایکسلنسی سر کلاڈ آکنن لک کمانڈر انچیف بالقابہ کو ساری دنیا میں امن و امان قائم ہونے کی یادگار قائم کرنے کے لئے تلوار پیش کی جائے۔

چشتی برادری اور تلوار کا تعلق آفتاب سے زیادہ روشن اور ہمالیہ سے زیادہ مستحکم ہے۔

عہد رسالت کے مسلمان درویش رُہْبَانٌ فِی اللَّیْلِ وَفُرْسَانٌ فِی النَّهَارِ یعنی رات کے اندھیرے میں جانمازوں پر کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرنے والے۔ اور دن کے اجالے میں گھوڑوں پر بیٹھ کر حق و صداقت اور قیام امن کے لئے تلوار چلانے والے لوگ تھے۔ اسی بنا پر کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎

در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

اسلامی درویشوں کے سب سے بڑے سردار، ساری دنیا کے مولا سیدنا علیؑ کی آبدار تلوار ذو الفقار کا تذکرہ آج تاریخ کی کس کتاب میں موجود نہیں ہے خصوصیت کے ساتھ چشتی درویشوں کا سلسلہ طریقت جو سارے ہندوستان میں آسمان کے تاروں کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم اگر ایک طرف خلوت کے گوشہ میں مصحف اور سجادہ اور تسبیح ہے تو دوسری طرف جلوت کے میدان میں۔

شمشیر و سنان و قلم و تیر و کماں ہے

ہندوستان کے کروروں چشتیوں کے سب سے بڑے پیشوا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رض کے مشائخ طریقت میں سے حضرت خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی رض کی ہمت و حمایت نے سلطان محمود غزنوی کو سومنات کی لڑائی میں جتایا۔ اور خود خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رض کی دعا نے غوری سلطان شہاب الدین کو پرتھوی راج کے مقابلہ میں کامیابی سے ہمکنار کیا۔

ہندوستان کے چشتی تاجدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رض کے تیر و کمان کا تذکرہ آج تمام کتب سیر میں مرقوم ہے۔

چشتیت اور تلوار کے اسی تعلق کی مناسبت سے ہندوستان کے مرکزی آستانہ اجمیر پر حاضر ہونے والے تمام بادشاہوں کو مزار خواجہ سے مس کر کے ہر زمانہ میں تلواریں دی گئی ہیں اور اُن تلواروں کی برکت سے فتح و ظفر ہمیشہ اُن بادشاہوں کے قدم چومتی رہی ہے۔

مغل سلطنت کا دور ختم ہونے کے بعد اب بھی آستانۂ اجمیر پر اُسی طرح تلوار دئے جانے کا طریقہ جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف کو یہ تلوار باندھنا مبارک فرمائے اور چشتی مشائخ کی روحانی اور باطنی ہمت اور برکت سے یہ تلوار دشمنوں کے لئے خدا کا قہر، اور ہوا خواہوں کے لئے خدا کا سایۂ رحمت بن کر رہے۔　　عبد الباری معنی

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ　۲۲ اگست ۱۹۴۵ء

درگاہ شریف اجمیر (راجپوتانہ)

## خواجہ حسن نظامی کی تقریر

ہز ایکسلنسی سر کلاڈ آکن لک کو چشتیوں کی داجدہانی بائیس خواجہ کی چوکھٹ، دہلی میں تمام ہندوستان کے چشتیوں کی طرف سے امن کے دشمنوں پر فتح پانے کی مبارکباد دی جاتی ہے۔

ہندوستان کے کروروں چشتی جن میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں سر آکن لک کو ہندوستانی بھائی سمجھتے

ہیں کیونکہ سر آکن لک بیالیس برس سے
ہندوستان کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
آج یہاں آل انڈیا چشتی پارٹی کے بہت
سے ممبر جمع ہیں جو ہندوستان کے ہر
صوبے سے اسی کام کے لئے آئے ہیں
جن کے مورث اعلےٰ حضرت خواجہ
سید معین الدین چشتی اجمیریؒ تھے۔
جنھوں نے آج سے سات سو برس
پہلے ہندوستان میں ایران سے آکر
چشتیہ خاندان کی بنیاد رکھی تھی۔ اور
سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان
شمس الدین التمش اور ملکہ رضیہ سلطانہ
اور سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان
معز الدین کیقباد اور سلطان جلال الدین
خلجی اور سلطان علاء الدین خلجی اور سلطان
غیاث الدین تغلق اور سلطان محمد تغلق
اور سلطان فیروز شاہ تغلق اور سلطان
بہلول لودھی اور سلطان سکندر
لودھی اور سلطان ابراہیم لودھی
اور شہنشاہ بابر اور شہنشاہ ہمایوں
اور شہنشاہ اکبر اور شہنشاہ جہانگیر اور

شہنشاہ شاہجہاں یہاں تک کہ آخری
مغل بادشاہ بہادر شاہ تک ہر خاندان
کا بادشاہ چشتیہ خاندان کا مرید ہوتا
تھا۔ اور چشتیہ خاندان کے درویش
ان سب بادشاہوں کو مشکلات
کے وقت دعا بھی دیتے تھے اور
حکومت اور رعایا کے آپس میں
میل جول قائم رکھنے میں بھی مدد کرتے
تھے۔ اور یہ بھی سات سو برس
کا رواج ہے کہ بادشاہوں کو تخت نشینی
کے وقت اور کسی لڑائی کی فتحیابی کے
بعد چشتی درویشوں کی طرف سے تلوار
دی جاتی تھی۔ اس لئے آل انڈیا
چشتی پارٹی کے ممبران اُس قدیمی
رسم کو انجام دینا چاہتے ہیں اور
آپ کی خدمت میں اس حیثیت
سے تلوار پیش کرتے ہیں کہ آپ ہمارے
شہنشاہ جارج ششم کے فوجی نمائندے
ہندوستان میں ہیں۔ چونکہ یہ وقت
خوں ریز جنگ ختم ہونے اور دُنیا
میں امن قائم ہونے کا وقت ہے

اور آپ کی ہندوستانی فوجوں نے یورپ اور ایشیا کے ہر میدان میں جا کر امن قائم کرنے کے لئے جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔ اور آپ نے اپنی سپہ سالاری کے زمانے میں ہندوستانی فوجوں کو ہر طرح کی آسائش کی مدد دی ہے۔ اور آپ کے دل میں ہندوستان کی اور ہندوستانیوں کی سچی محبت پائی جاتی ہے۔ جو آپ کے کاموں سے اور آپ کی تقریروں سے ظاہر ہوتی رہی ہے اور چونکہ ہندوستانی فوجوں میں لاکھوں آدمی چشتیہ خاندان کے مرید ہیں۔ اس واسطے آل انڈیا چشتی پارٹی کے ممبر آپ کو برطانی تاج کا فوجی نمائندہ سمجھ کر یہ تاریخی اعزاز آپ کو دیتے ہیں۔

آخر میں مجھے یہ ظاہر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چشتیہ خاندان حضرت علیؓ سے شروع ہوا ہے۔ جو رسول خداؐ کے بھائی بھی تھے۔ داماد بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے۔ اور اپنے وقت کی عرب قوم میں سب سے بڑے سپہ سالار بھی تھے۔ اس لئے چشتیوں کی یہ تلوار آپ کے لئے اور برطانیہ کے لئے عزت کی نشانی بھی ہے اور برکت کی نشانی بھی ہے۔ ہم چشتیوں کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ ہماری کوئی ذاتی غرض آپ کی حکومت کے کسی سول یا فوجی معاملات سے ہے۔ نہ ہم آپ سے یا آپ کی حکومت سے کوئی خطاب چاہتے ہیں، نہ عہدہ چاہتے ہیں۔ بس صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی حکومت خدا کو یاد رکھے۔ اور ہر کام میں خدا پر بھروسہ کرے۔ اور یہی چشتیوں کا شروع میں بھی مشن تھا۔ اور آج بھی یہی مقصد ہے۔

---

تاخیر ۲۴ ؍اگست کے اخبار کو اس لئے روکا گیا تھا کہ ۲۵ ؍اگست کی مجلس کی کیفیت شائع ہو سکے مگر انتظام ادھورا رہ گیا اور یہ کیفیت یکم ستمبر کے اخبار میں درج کی جاتی ہے کیونکہ ۲۴ ؍ کا پرچہ زیادہ عرصے تک روکنا مناسب نہ تھا۔ ایڈیٹر منادی

# چالیس دن میں عربی زبان آجائیگی

اگر

## آپ خواجہ حسن نظامی کا ترتیلی ترجمہ قرآن

غور کرکے پڑہیں گے

اس ترتیلی ترجمے قرآن مجید کے

ابتدائی پندرہ ۱۵ پارے موجود ہیں

آخر کے پندرہ پارے دوبارہ چھپ رہے ہیں

پندرہ پاروں کی ایک جلد بندھی ہوئی

## ہدیہ پانچ روپے

ملنے کا پتہ :- دفتر اخبار منادی دہلی

# ایک کتاب میں پورا دین اور پوری دُنیا موجود ہے

اس کتاب کا نام قوانین قرآن ہے اور یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صدر آل انڈیا چشتی پارٹی کی لکھی ہوئی ہے جس سے دین دُنیا کا ہر مسئلہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور ہر مضمون کی آیت مل سکتی ہے سارا قرآن تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی

جلد بندھی ہوئی ہے ۔ ہدیہ تین روپے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار منادی دہلی

ہر مسلمان مولوی بن سکتا ہے
اگر وہ حضرت خواجہ حسن نظامی صدر آل انڈیا
چشتی پارٹی کی لکھی ہوئی کتاب
قرآن و حدیث کے فرمان
غور سے پڑھ لے۔ اس کتاب میں پورے قرآن مجید کے
ضروری احکام کی آیات ترجمے سمیت درج ہیں اور تمام صحیح حدیثوں کا
انتخاب ترجمے سمیت درج ہے
یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو
اہل بیت اسکولوں میں
پڑھائی جاتی ہے — ہدیہ ڈیڑھ روپیہ
ملنے کا پتہ:- دفتر اخبار منادی دہلی

# حدیثوں کے آٹھ خزانے

حدیث کی چھ کتابیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف مانی جاتی ہے۔ اور بخاری شریف کے بھی قرآن مجید کی طرح تیس پارے ہیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صدر آل انڈیا چشتی پارٹی نے بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ ہر پارے کا ہدیہ ایک روپیہ رمضان شریف میں یہ آٹھ پارے آدھی قیمت پر دئے جائیں گے

ملنے کا پتہ :- دفتر اخبار منادی دہلی

# ہندو مسلمانوں کی خانہ جنگی کہانی بن جائیگی

کیونکہ خواجہ حسن نظامی نے ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی کا مکمل تاریخی حال شائع کر دیا ہے جس کے پڑھنے سے ہندو بھی جھگڑے فساد چھوڑ دیں گے اور مسلمان بھی خانہ جنگی سے احتیاط کرنے لگیں گے۔ یہ کتاب اسی صفحے کی ہے اور جلد بندھی ہوئی ہے اور اس میں مرہٹوں کے پیشوا بالاجی کی تین لاکھ فوج اور احمد شاہ ابدالی کی فوج کی اس خونریز لڑائی کا حال ہے جو پانی پت کے میدان میں ہوئی تھی اور جس نے مرہٹہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا تھا قیمت بارہ آنے۔ پتہ :- دفتر اخبار منادی دہلی

یکم ستمبر ۱۹۴۵ء

# میرا سفر حج

اس سال اگرچہ پانی کے جہازوں کے ذریعے حج کا سفر کرنے کی اجازت ہوگئی ہے لیکن جہازوں کی کمی کے سبب سب حاجی آسانی سے جہازوں میں جگہ حاصل نہ کرسکیں گے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہوائی جہاز کے ذریعے حج کرنے جاؤں۔ لیکن چونکہ ہندوستان سے امریکن اور انگریزی فوجیں پانی کے جہازوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعے واپس جارہی ہیں اس واسطے اندیشہ ہے کہ شاید مستقل ہوائی جہاز نہ مل سکے یا دیر میں ملے۔ تاہم مجھے اپنے مریدوں اور دوستوں اور چشتی پارٹی کے ممبروں کو اپنے ارادے سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

۱۸ شوال کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس میرے ہاں ہوگا۔ اس موقع پر میرے ہاں قوالی کی عام مجلسیں ہوں گی۔ البتہ چونکہ یہ عرس ایک بڑے شاعر کا عرس ہے اس واسطے آنریبل سر سید سلطان احمد صاحب کی صدارت میں ۱۸ شوال کی رات کو دس بجے میرے مکان میں مشاعرہ ہوگا اور وہ ریڈیو میں بھی نشر کیا جائیگا۔

لہذا آنے والے عرس کے موقع پر میرے مریدوں اور دوستوں اور چشتی برادری کے ممبروں کو اپنے اپنے مقام پر نیاز کرنی چاہیئے دہلی میں نہ آنا چاہیئے۔ اور جب میں حج کرکے واپس آؤں گا اس وقت جو لوگ ملنا چاہیں میرے پاس آسکتے ہیں۔ روانگی کے وقت کسی کو میرے پاس نہ آنا چاہیئے کیونکہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہوائی جہاز ملیگا یا نہیں ملیگا اور ملیگا تو کب ملیگا ایسی حالت میں میں نہیں چاہتا کہ کسی کو بھی میری وجہ سے سفر کی تکلیف ہو۔

حسن نظامی

# گھر گھر نظامی بنسری سُنائیے

دو سال کی لگاتار جدوجہد اور کثیر نقصانات برداشت کرنے کے بعد نظامی بنسری کتاب آخر تیار ہو گئی۔ پانچ سو صفحے کی کتاب دو سال پہلے لکھوائی گئی۔ اور کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے کاپیوں پر دو برساتیں گذریں اور کاپیاں چھپنے کے قابل نہ رہیں۔ اس لئے ابتدائی کاپیوں کی خراب چھپائی کا تجربہ ہو جانے کے بعد یہ کتاب دوبارہ لکھوائی گئی۔ اور اب خدا نے چاہا عید سے پہلے پہلے ہر چشتی اور ہر نظامی کے گھر میں یہ کتاب پہونچ جائیگی۔ کیونکہ بہت زیادہ تعداد میں چھپوائی گئی ہے۔ تقریباً پانچسو صفحات ہیں۔ اور آخر میں اُن بادشاہوں اور اُن کی بیگمات کی تصویریں بھی ہیں جو چشتیہ خاندان کے یا چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید تھے! اور نہایت خوبصورت جلد بھی بندھوائی گئی ہے۔ اور قیمت باوجود مذکورہ کثیر اخراجات کے صرف تین روپے رکھی گئی ہے۔

جب اس کتاب کا پہلا ایڈیشن چھپا تھا اُس وقت سینکڑوں خط آئے تھے کہ یہ کتاب جن بیماروں کے سامنے پڑھی گئی خدا نے اُن کو تندرست کر دیا۔ اور چونکہ اس کتاب میں اُن تمام خواجگان چشت کے حالات ہیں جن کی روحانی طاقتیں ہندوستان میں چاند سورج کی طرح روشن ہیں، اس واسطے مجھے یقین ہے کہ بیماروں کے تندرست ہو جانے کی جو خبریں آئیں ہیں سچی ہیں۔ اور اب سب نظامیوں اور سب چشتیوں کا فرض ہے کہ یہ کتاب ہر گھر میں روزانہ پڑھ کر سنائیں تاکہ چشتیوں اور نظامیوں کی معلومات بھی بڑھیں اور اُن کے گھروں میں غیبی برکتیں بھی ہوں۔ اور بلائیں اور بیماریاں بھی دور ہو جائیں محصول ڈاک کی زیادتی سے بچانے کے لئے میرے لئے بہتر ہے جن مقامات پر ریلوے اسٹیشن ہوں وہاں ریلوے پارسل منگائے جائیں اور یہ پوستی تقسیم کر دی جائیں میں اپنا فرض شروع کرتے اسم اعظم کتاب اور نظامی بنسری کتاب گھر گھر پہونچا دینا ضروری سمجھتا ہوں حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی سنائیلی ہیسٹ پریس نوبت دوبانا ... میں چھپوا کر دفتر حضرت نظام الدین دہلی سے شائع کیا